يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُهُمْ مَا لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ

مفتاح کنوز اسرار ربانی منشور لامع النور فیوض سبحانی مجموعہ معارف وحقائق ذخیرۂ اسرار ودقائق جمیع تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی در تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کے ساتھ جن سے بہت سے غبار التباسات کی رعایت کی گئی ہے عماد دین ویقین

الموسوم بہ

تفسیر عزیز الرحمٰن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

حبر العلوم العقلیۃ النقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل مع الفواضل عمدۃ الاجلۃ فالاماثل المتفرد بالعلم الخفی والجلی مولٰنا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیہ ترجمۂ عالمگیریہ عین المدارید ام ظلہ العالی بدوام الایام واللیالی مزید احتشام وحسن انتظام سے

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ عین حسن بی چھپی

اعلان۔ حق تالیف وتصنیف اس کتاب برکت انتساب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ومحدود ہے۔

135860

سلیمان بن حرب نے کہا کہ یہ کہان ہی یہان تو اگر کوئی نوالہ ملا تو اسکے مثل اور ملگیا یعنی جو کچھ میسر آتا ہی وہ اسوقت میسر آتا ہی
کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف وسق یعنی تیس صاع منگائے اور وسق کے ساٹھ صاع ہوتے ہین اور فرمایا کہ اس سے
دے اور وہ کھجے رجوع کرنے (اسناد جید قوی وسیاق غریب) اور اسکے مانند ابو العالیہ تابعی سے منقول ہی وقال ابن ابی حاتم
عاصم عن داؤد بن ابی ہند عن ابی العالیۃ قال الخ یعنی ابو العالیہ نے فرمایا کہ خولہ بنت ثعلبہ ایک مرد انصاری
تھین اور وہ بینائی سے کمزور محتاج وبدخلق تھا اور زمانہ جاہلیت کی طلاق یہ تھی کہ جب مرد اپنی عورت سے یہ کہتا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی تو وہ
حرام ہوجاتی تو جب اس مرد نے اس عورت سے یہ کلمہ کہا تو باعث یہ ہوا کہ ایک روز کسی بات مین اس عورت نے اس سے کچھ جھگڑا کیا پس وہ اس عورت سے
مہ چاہتا اور عورت کے اس مرد سے ایک یا دو لڑکے تھے پس عورت نے کپڑے پہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مین آئی آپ اسوقت ام المومنین عائشہ کے
گھر مین تھے تو وہ آپکے سر مین کنگھی کر رہی تھین اور خولہ اپنے ساتھ بچون کو لیتی آئی پھر جس کروٹ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے تھے اسی جانب اسنے سامنے ہوکر عرض کیا
یا رسول اللہ میرا شوہر آنکھون کی بینائی سے کمزور اور مرد فقیر ہی اسکے واسطے کچھ مال نہین ہی اور بدخلق ہی ایک روز مین نے اسکے کسی بات مین جھگڑا کیا تو اسنے غصہ
ہوکر مجھے کہا کہ انت علی کظہر امی حالانکہ اسکی مراد اس سے طلاق نہ تھی اور میرے اس سے یہ ایک یا دو بچہ ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا گمان تو
یہی ہی کہ تو اسپر حرام ہوگئی پس وہ کہنے لگی کہ مین اللہ عزوجل سے شکوہ کرتی ہون اس مصیبت پر جو مجھپر نازل ہوئی اور وہ میرے بچون کا باپ بھی ہی پھر ام المومنین عائشہ
رضی اللہ عنہا نے دوسری جانب سر مبارک صاف کرنا شروع کیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری جانب منھ پھیر لیا تو خولہ گھوم کر اس جانب آئی اور اسنے یہی
عرض کیا کہ میرا شوہر بینائی سے کمزور ہی اور محتاج ہی اور بدخلق ہی اور اس سے میرے ایک یا دو اولاد ہین اور مین نے کسی بات مین ایک دن اس سے جھگڑا کیا تو اسنے
غصہ ہوکر کہا کہ انت علی کظہر امی یعنی تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی اور اسنے اس کلمہ سے طلاق کا قصد نہین کیا تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھاکر یہی
فرمایا تھا کہ مین تو یہی گمان کرتا ہون کہ تو اسپر حرام ہوگئی پس خولہ نے کہا کہ مین اللہ تعالی ہی سے شکوہ کرتی ہون اس مصیبت پر جو مجھپر نازل ہوئی اور وہ میرے بچون کا
باپ ہی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر تغیر آیا اسوقت یہ ہوشیار ہوگئین اتنے مین آپنے فرمایا کہ سٹو ہٹو پس یہ ہٹگئین
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی غشی طاری ہوئی مترجم کہتا ہی کہ یہ کیفیت ایسی ہوتی تھی جیسے آپ دنیا سے اٹھا لیے گئے اور موت کی طرح گھر اگئے جاتے
اور سخت جاڑے مین آپکی پیشانی مبارک سے فصد کی طرح پسینہ جاری ہوتا تھا پس اس کو جمیع صحابہ پہچانتے تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت
جب تک اللہ تعالی نے چاہا رہے پھر جب وحی منقطع ہوئی تو آپنے فرمایا کہ ای عائشہ وہ کہان ہی پس ام المومنین نے خولہ کو بلایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس سے فرمایا کہ تو اپنے شوہر کو بلا لا پس وہ دوڑی ہوئی گئی اور اسکو بلا لائی تو وہ اسی ہیئت کا تھا جیسا اسنے بیان کیا تھا کہ آنکھون سے کمزور
اور بدمزاج تھا پس جب وہ آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استعیذ باللہ السمیع العلیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا
کہ آپنے پڑھا قولہ والذین یظاہرون منکم من نسائہم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا پس آپنے فرمایا کہ تو کس چیز سے جھگڑ رہی تھی
مراجعت کرنے سے پہلے تو اسکو آزاد کردے اسنے عرض کیا کہ نہین پھر آپنے فرمایا کہ تجھ سے ہوسکتا ہی کہ دو مہینے کے روزے پے در پے رکھے اسنے عرض کیا کہ قسم اس پاک
ذوالجلال کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ اگر دن مین دو یا تین مرتبہ کھانا نہ کھاؤن تو قریب ہی کہ میری آنکھون پر اندھیرا چھا جاوے آپنے فرمایا کہ کیا تجھسے
ہوسکتا ہی کہ ساٹھ مسکینون کو کھانا دے اسنے عرض کیا کہ مجھسے نہین ہوسکتا مگر آنکہ آپ میری کچھ اعانت فرماوین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی
اعانت فرمائی اور کہا کہ ساٹھ مسکینون کو کھلا دے اور اللہ تعالی نے اس کلمہ انت علی کظہر امی کو طلاق سے پھیر کر ظہار کردیا (رواہ ابن جریر مختصرا) اور
سعید بن منصور نے کہا کہ ایلاء وظہار دونون کو زمانہ جاہلیت والے طلاق قرار دیتے تھے پھر اللہ تعالی نے ایلاء کے واسطے چار مہینہ کی مدت
مقرر فرمائی اور ظہار مین کفارہ قرار دیا (ابن ابی حاتم) قولہ تعالی والذین یظاہرون منکم من نسائہم اس سے امام مالک نے استدلال کیا کہ یہ حکم کافرون
مومنون کو خطاب ہی اور جمہور علمائے نے اسکا جواب دیا کہ لفظ منکم کچھ قید نہین ہی بلکہ غالب حال کے طور پر ارشاد ہوا ہی

Marfat.com

جمہور علما نے کہا کہ من نسائہم دلالت کرتا ہی کہ اپنی مملوکہ باندی سے ظہار نہین ہوتا مترجم کہتا ہی کہ اگر غیر باندی
قولہ تعالیٰ ما ہن امہاتہم الا اللائی ولدنہم یعنی مظاہرہ عورتین انکی مائین نہین ہین بلکہ انکی مائین وہ ہین جنہون
اگر اپنی زوجہ کو اپنی مان سے تشبیہ دی تو اس کہنے سے یہ عورت اُسکی مان نہین ہوجاتی بلکہ مان وہی ہی جسنے اُسکو
اگر یہ بات زبان سے نکالتے ہین جو بالکل جھوٹ ہی لیکن زمانہ جاہلیت مین جو گفتگو زبان پر چڑھی تھی اُسکو اللہ تعالیٰ
زبان سے نکل جائے اور مقصود اس سے ظاہری معنی نہون تو وہ بھی معفو رہی جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہ
کہ (ای بہن ہم) تو آپنے فرمایا کہ یہ تیری بہن ہی (رواہ ابوداؤد) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے قول پر انکار فرمایا ولیکن اس کہنے سے عورت کو
کیونکہ اسنے یہ قصد نہین کیا تھا کہ یہ میری ایسی بہن ہی جس سے نکاح حرام ہوتا ہی یعنے اُسکا مقصود یہ تھا کہ دینی بہن ہی اگر وہم ہو کہ یہان
کہ ظہار تو فقط مان کے ساتھ تشبیہ دینے کو کہتے ہین شیخ نے جواب دیا کہ نہین بلکہ صحیح مذہب یہ ہی کہ مان اور بہن اور پھوپھی اور خالہ اور
عورتین سب یکسان ہین ان مین سے جسکے ساتھ تشبیہ دیگا ظہار ہوجائیگا ولیکن جبکہ اس تشبیہ سے یہی مقصود ہو کہ یہ حرام ہوگئی بخلاف اسکے جسنے اپنی بہن کو
اُسنے یہ قصد نہین کیا تھا قولہ تعالیٰ ثم یعودون لما قالوا اسکا لفظی ترجمہ یہ ہی کہ پھر عود کرین واسطے اُس چیز کے جسکو کہا۔ ہر اسکی تفسیر مین علماء سلف کا
کلام کیا ہی حتی کہ بعض لوگون نے کہا کہ اسکے یہ معنی ہین دوبارہ وہی لفظ کہین جو پہلے کہا تھا یعنے اسکا حاصل یہ ہوگا کہ ظہار ایکمرتبہ کہنے سے لازم نہ آویگا
جبتک دوبارہ نہ کہے یہی قول داؤد ظاہری کا ہی اور ابن عبدالبر نے اسکو بکیر بن الاشج سے نقل کیا اور فراء اور ایک فرقہ اہل کلام کا قول ہی اور کسی کو امام
ابن جریر نے اختیار کیا اور یہ قول باطل ہی امام شافعی نے کہا کہ عود سے مراد یہ ہی کہ بعد ظہار کے عورت کو ایک زمانہ تک روک رکھے جسمین طلاق دینا ممکن تھا
مگر طلاق نہ دی امام احمد بن حنبل نے کہا کہ عود یہ ہی کہ پھر اس عورت کے ساتھ جماع کی طرف عود کرے یا عزم کرے پس حلال نہین ہی جبتک کفارہ مذکور ادا نہ کرے
امام مالک سے بھی نقل کیا گیا کہ یہ جماع کی طرف عزم ہی یا روک رکھنا اور ایک روایت مین کہا کہ جماع ہی امام ابوحنیفہ نے کہا کہ وہ یہ ہی کہ ظہار حرام
ہونیکے بعد ظہار کرے یعنے زمانہ جاہلیت مین جو ظہار کیا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا پھر بعد دور کیے جانے کے اُسنے ظہار کا کلمہ کہا تو اسطرح محرم ہوگی
کہ بغیر کفارہ کے رفع نہوگی یہی تفسیر حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اور لیث بن سعد سے منقول ہی ابن لہیعہ نے عطاء عن سعید بن جبیر سے روایت
کی کہ قولہ تعالیٰ ثم یعودون لما قالوا یعنے جماع کیجانب رجوع کرین جسکو اُنھون نے حرام کرلیا ہی مترجم کہتا ہی کہ لما قالوا یعنی الی ما قالوا اور اسی پر یہ بات
مبنی ہی اور حسن بصری نے کہا کہ اس سے وطی خاص مراد ہی اور بات یہ تھی کہ حسن بصری کا سوائے وطی کے دوسری طرح تمتع حاصل کرنا قبل کفارہ
کے جائز جانتے تھے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قولہ من قبل ان یتماسا مس بمعنی نکاح ہی اور یہی قول عطاء و زہری
و قتادہ و مقاتل بن حبان سے مروی ہی مترجم کہتا ہی کہ نکاح لغت مین بمعنی جماع ہی اور یہی یہان مراد ہی اور زہری نے یہ بھی کہا کہ مرد کو نہین جائز ہی
کہ اسکا بوسہ لے یا مساس کرے جبتک کفارہ ادا نہ کرے اور حدیث عکرمہ عن ابن عباس مین مرفوعاً آیا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مین نے اپنی عورت سے
ظہار کیا تھا پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے مین نے اُس سے جماع کرلیا آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھپر رحم کرے کیا چیز اسکی باعث ہوئی اسنے کہا کہ مین نے باندنی مین
اسکی خلخال دیکھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اُسکے قریب نہ جائیو یہانتک کہ جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہی وہ ادا کرے (رواہ الترمذی وقال
حسن صحیح غریب) اور ابوداؤد و نسائی نے اُسکو عکرمہ سے مرسل روایت کیا اور نسائی نے کہا کہ یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہی قولہ تعالیٰ من قبل ان یتماسا
ہی رقبہ کاملہ کو آزاد کرنا قبل جماع کے یہان مطلقاً رقبہ مذکور ہی یہ قید نہین ہی کہ وہ رقبہ مومنہ ہو بخلاف کفارہ قتل کے کہ وہان یہ ظاہر ہی پس امام شافعی کا
یہ مطلق اُسی مقید پر محمول ہی کیونکہ دونون کا لازم ایک ہی ہی یعنی قتل بھی موجب تحریر رقبہ ہوا اور ظہار بھی موجب ہو پس دونون کا لازم
مترجم کہتا ہی کہ حنفیہ کے نزدیک یہ استدلال بہت بعید ہی بلکہ وہ کہتے ہین کہ قتل موجب تحریر رقبۂ مومنہ ہی اور ظہار اسکو موجب ہی
کرے خواہ مومنہ ہو یا نہو اور اسمین تخفیف ہی کہ چاہے کافرہ آزاد کردے اور شافعی نے اپنے قول کی قوت کے واسطے یہ

[illegible] اور چاہا کہ اسکو آزاد کرین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] مومنہ ہی رواہ مالک احمد و مسلم لیکن مترجم کہتا ہی کہ یہ استدلال
[illegible] تمہارا تو شاید آنحضرت نے بطور صلاح و امانت کے خیال فرمایا کہ اگر مومنہ نہو تو بفائدہ
[illegible] لہذا جب آپنے دریافت کر لیا کہ مومنہ ہی تب اسکی رائے دی واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
[illegible] روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکے عرض کیا کہ
[illegible] پہلے اس سے وطی کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہین دیا
[illegible] کہ مجھے خوش معلوم ہوئی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باز رہ یہانتک کہ کفارہ ادا کرے اسنے
[illegible] روایت اس سے اسی اسناد کے ساتھ نہین پائی گئی اور اسمٰعیل بن مسلم راوی مین کلام کیا گیا ہی اور اس شیخ سے بہت اہل علم نے روایت
[illegible] نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فقط ایک ہی کفارہ کا حکم دیا یعنے اگر کفارہ سے پہلے اسنے جماع کیا تو گناہ کیا کہ
[illegible] اسپر کوئی کفارہ لازم نہوگا سوائے اس ایک کفارہ کے جو بوجہ ظہار کے اسپر واجب ہی اور اگر کفارہ ظہار سے بے پروائی کرے تو

علامت کفر ہی جسپر عذاب الیم ہی

[illegible] الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنْزَلْنَا
جو لوگ مخالفت ہوتے ہین اللہ سے اور اسکے رسول سے وہ رد ہوے جیسے کہ رد ہوے ہین اُنسے پہلے اور بھیجے ہین ہم نے آیتین ہین
آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا
روشن اور منکرون کو ذلت کی مار ہی جسدن اُٹھاویگا اللہ اُن سب کو پھر جتا دیگا اُنکو اُنکے
أَحْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
[illegible] نے وہ گن رکھے ہین اور وہ بھول گئے اور اللہ کے سامنے ہی ہر چیز تونے نہ دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہی جو کچھ ہی آسمانون مین
وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ
اور زمین مین کہین نہین ہوتا مشورہ تین کا جہان وہ نہین اُنمین چوتھا اور نہ پانچ کا جہان وہ نہین اُنمین چھٹا
وَلَا أَدْنَىٰ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ
[illegible] اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کی شریعت سے مخالفت کرنے کا بدانجام ایسنے اعجاز سے نما[illegible] پھر جتا دیگا اُنکو جو اُنھون نے کیا قیامت کے دن بیشک اللہ کو معلوم ہی ہر چیز
[illegible] مخالفت کے سب اقسام کی قیامت
[illegible] ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے مومنین موافقین یعنے مطیع بندون کا وصف بیان فرمایا تو اسکے بعد مخالفت کرنے والون کا انجام
إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۔ البتہ جو لوگ کہ مخالفت کرتے ہین اللہ تعالیٰ و اسکے رسول سے ف محادہ بمعنی عداوت
[illegible] ہی اور اصل اسمین یہ ہی جو زجاج نے فرمایا کہ محادہ یہ ہی کہ تو اپنے صاحب سے ایک حد پر ہو یعنے جس حد کی طرف وہ ہی اُس سے خلاف
[illegible] چنانچہ دوسری آیت مین اسکے مثل فرمایا ان الذین یشاقون اللہ و رسولہ یعنی اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کی شق چھوڑ کر دوسری
[illegible] اصل اسکا یہ ہی کہ مخالفت کرے اور یہ کئی طرح ہوتی ہی اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پر ایمان نہو تو عداوت سے مخالفت کرے
[illegible] سے یہ ہی جیسے بہت فرقے مانند معتزلہ و رافضہ خارجہ وغیرہ کے سابق زمانہ مین نکلے اور جماعت متواترہ
[illegible] آیتین ذکر ہی وہ سب پر لازم آیا اور سب نے مشاہدہ کر لیا سوم یہ کہ جماعت پر قائم رہا لیکن بے پرواہی سے گناہ

عملی بدعتون پر خلاف شریعت وسنت کے عمل کیا جیسے کئی سو برس پہلے سے مسلمانون مین پھیل رہا ہی اور وہ
بیان سے کہا اگر وہم ہو کہ اسکو کئی سو برس پہلے سے کیون کہتے ہو بلکہ گناہ سے کوئی زمانہ خالی نہ تھا جواب
اگلے زمانون مین لوگون کو اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر چلنا مقصود تھا اور مخالفت
زیا چھے لوگ بہت مدت تک ہے پھر تیسری ہجری کے بعد تنزل زیادہ شروع ہوا اور دنیا کے رؤسا تسلیم کے
خرابی اس سترقی ممالک خراسان وغیرہ مین پھیل گئی اور مغربی ممالک شام ومصر وغیرہ اسوقت تک اچھے تھے
نصف سے زیادہ حصہ پر ہی یعنی اگر نصف سے زیادہ لوگ ایسے ہون کہ خلاف شریعت سے ڈرتے ہون تو اچھے ہین اور اگر برعکس ہو
اکثر فی صدی بیباک ہوے اور پچاس فی صدی سے کم اچھے رہگئے حتی کہ اسوقت اللہ تعالیٰ نے اولیا سے کرامات
آوین بلکہ اس صدی مین عذاب قبر وغیرہ کے بہت آثار دکھلائے تاکہ خوف کھاوین لیکن خراسان وغیرہ کے لوگ اکثر بادشاہ وامرا
اور عوام اکثر انھین کو نگاہ تعظیم سے دیکھنے لگے اور علما وصالحین مغلوب ہوگئے آخر انپر تاتاریون کو غلبہ دیا گیا اور سخت بربادی وذلت
اور عجب قدرت حق یہ ہی کہ اس زمانہ مین اہل شام ومصر جو مطیع تھے باوجود قلت کے ہمیشہ تاتاریون پر غالب ہوے وللہ العزۃ والعظمۃ والکبریا جل
اللہ تعالیٰ واسکے رسول سے مخالفت کے اقسام ہین جنکو (یکادون) مین شامل فرمایا اور معنی یہ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ واسکے رسول سے ہٹ چلین اور
كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ تو وہ مکبوت کیے گئے جیسے وہ لوگ مکبوت کیے گئے جو انسے پہلے تھے ف کبت ذلیل کرنا اور ابو عبیدہ
ہلاک کرنا یعنے ذلیل کیے گئے یا ہلاک کیے گئے قتادہ رح نے کہا یعنے گرفتار کیے گئے ابو زید رح نے کہا یعنے عذاب کیے گئے فراء رح نے کہا یعنے غیظ وغضب
اور معنی یہ کہ جیسی اگلی قومین جنھون نے گناہون پر اصرار کیا اور رسولون سے نافرمانی کی تو جسطرح وہ لوگ ذلیل وخوار کیے گئے اسیطرح اب جو لوگ اللہ تعا
اسکے رسول سے مخالفت کرکے دوسری راہ پھٹ چلتے ہین یہ بھی ذلیل کیے گئے یعنی ذلیل کیے جاوینگے ولیکن صیغہ ماضی اسواسطے فرمایا کہ یہ جو لوگ خوب سمجھ لین کہ اس مخالفت مین کوئی
حکم نہوگا بلکہ گویا واقع ہوگئی امام قشیری رح نے فرمایا کہ جس قوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ضائع کی یا دین مین کوئی بدعت نکالی تو وہ بھی اسی
کے ساتھ مندرج ہی (السراج) مترجم کہتا ہی کہ بیشک ایسا ہی واقع ہوا چنانچہ سابق مین خوارج ومعتزلہ وجہمیہ وغیرہ بکثرت ایسے فرقے پیدا ہوے جو طریقہ سنت سے
مخالف ہے پھر اللہ تعالیٰ نے انکو ذلیل وخوار کیا کہ انکا نشان کمتر نظر آتا ہی اور اسمین اہل سنت وجماعت کے واسطے بھی سخت تنبیہ ہی کہ اگر طریقہ سنت وشریعت کو
چھوڑ کر بدعت نکالین اور نافرمانیان کرین تو اسکا یہی نتیجہ ہی کہ ذلیل وخوار ہون بلکہ یہ بات ان لوگون نے آنکھون سے دیکھ لی جو اس دیار مین ہین کیا نہین دیکھتے ہو
کہ مدت دراز سے ان لوگون نے اللہ تعالیٰ واسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے اور جماعت سے مخالفت کی اور طرح طرح کے فسق وفجور مین مبتلا ہوے اور
دنیا کے واسطے عملی بدعتین نکالین اور انکو رواج دینے مین جان ومال سے کوشش کرتے ہین پس اسکا نتیجہ کم سے کم یہی ہی کہ ذلت وخواری آوے اور بیانات ظاہر
کہ اگر اسکے برعکس ہو یعنی دار آخرت پر یقین کرکے اسکے حاصل کرنے کے واسطے طریقہ سنت وجماعت یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے موافق باہم نیک اخلاق
کرین اور خلق خدائے عزوجل پر ترحم کرین اور ظاہر وباطن مین شرع الٰہی پر قائم رہین تو دنیا مین بھی عزت حاصل ہو اور آخرت مین بھی عزت ہو اور
ایک حدیث ثابت ہی کہ آخر زمانہ مین اس امت والے مسلمان بوجہ مخالفت شریعت کے ذلیل ہوجائینگے اور انکے دشمن غالب ہوجائینگے تو اسوقت
تقلید کرکے چاہینگے کہ ہم دنیا مین عزت حاصل کرین اور ہرگز نہ پاوینگے جب تک اپنی اس حالت پر رجوع نہ کرین جس سے نکل گئے وَقَدْ أَنزَلْنَا
وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ اور البتہ ہم نے آیات بینات اتاری ہین اور کافرون کے واسطے خواری کا عذاب ہی
اور اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کرنیوالے اس امت مین بھی اگلون کی طرح خوار ہونگے اور یہ ہمنے آیات بینات
ہین جو ہر زمانہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ظاہر کرینگے اور کچھ شک نہین ہی کہ اس زمانہ مین یہ آیات
مخترات ہین جو اس امت والون کے پیش نظر ہین ولیکن افسوس یہ ہی کہ اس امت مین عالم نہین رہے بلکہ جو لوگ قلیل

[illegible] اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہین وانا للہ وانا الیہ راجعون - اور مسلمانون مین سے جنہانتک لوگونکے
[illegible] اللہ کا یقین صادق ہی وہ کفر سے بچ گئے اور یہی بہت بڑی نعمت ہی کہ اس سے بڑھکر کوئی نعمت نہین ہی ولیکن مفسدون نے
[illegible] گناہ کبیرہ صغیرہ معصیات مین مبتلا ہین اور آیت مین اشارہ ہی کہ ایسی حالت مین مشرکین کفار کو جو کچھ غلبہ ہوگا وہ ناپائدار ہی بلکہ
[illegible] چند روزہ دنیاوی زندگی مین مشقت کے ساتھ انکو دنیا حاصل ہوئی اور مرتے ہی عذاب شدید ہی اور اللہ تعالی کے علم مین ہر ایک
[illegible] موجود ہین یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا جسدن اللہ انکو زندہ کرکے اٹھاویگا سبکو یعنی کوئی بھی مبعوث ہونے سے باقی نہین بچے گا
[illegible] تب انکو آگاہ فرماویگا ہر اُس کام سے جو انھون نے دنیا مین کیا ف اس آیت سے اللہ تعالی نے عموماً کافر و مسلمان سب کے دلون پر دنیا کو
[illegible] ہر ایک شخص جانتا ہی کہ یہان سے مرنا ضرور ہی تو چند روز تک دنیا حاصل ہونے سے یا نہ حاصل ہونے سے کوئی زیادہ خوشی یا رنج کا نتیجہ نہین ہی
[illegible] کہ جب یہان سے مرنے کے بعد آخرت مین اٹھائے جاوین اگر کہا جاوے کہ کفار اسکا یقین نہین کرتے ہین جواب یہ کہ اس بے ایمانی سے انکو
[illegible] حاصل ہوا کیونکہ چند روزہ دنیاوی زندگی سے زیادہ اُسکو کچھ ملنے والا نہین ہی اور جب اُسکا زعم باطل غلط نکلا تو خواہ مخواہ عذاب مہین مین مبتلا ہوگا
[illegible] اعمال تھے اُسنے دنیا مین کیے تھے ایک ایک عمل سے اللہ تعالی وہان آگاہ فرماویگا کیونکہ اللہ تعالے کے علم مین سب حاضر ہی اَحْصٰىهُ اللّٰهُ
[illegible] اللہ تعالی نے اُسکو احصا فرمایا حالانکہ وہ خود اُسکو بھولے ہین ف پس یہ وہم جاتا رہا کہ ہر ایک شخص کے گھڑی گھڑی کے اعمال بکثرت ہین اور
[illegible] پھر مخلوقات کی بے انتہا کثرت ہی تو کیسے احصا ہوگا پس آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالی نے اُنکے اعمال کا احصا فرمایا ہی کہ کوئی ذرہ برابر بھی عمل
[illegible] یہ بات ظاہر ہی کہ اللہ تعالی ہی نے اُنکو پیدا کیا اور ہر ساعت اُسی کی حفاظت و قیومی سے دنیاوی حالت مین رہے اور دنیا سے مرنے کے
[illegible] اُسی کی قدرت و قیومی مین مسخر ہین اور کوئی ذرہ اُسکے قبضۂ قدرت سے باہر نہین ہی پس اُنکے اعمال کو احصا کرنا قدرت الٰہی کے نزدیک کچھ بھی نہین ہی
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ - اللہ تعالی ہر چیز پر شاہد ہی ف اُسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین ہی بلکہ جس مخلوق سے جہان کہین جو حرکت ہوتی ہی وہ اللہ تعالی
کے سامنے حاضر ہی اور اسکی شان الوہیت مین بھول جانا غیر ممکن ہی - اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کیا تو نہین جانتا
[illegible] اللہ تعالی قطعی جانتا ہی جو کچھ آسمانون مین ہی اور جو کچھ زمین مین ہی ف اگر غور کرو تو تمھاری عقل عاجز ہو جاوے کہ اس تمام ملک کے انتہا بیشمار مین ہر ایک
تحت الثری سے تمام آسمانون کو طے کرتے ہوے کسقدر بے شمار مخلوقات اور اُنکے بے انتہا مختلف حرکات ہین اور حق جل و علا سب پر ظاہر و اُنکے
[illegible] سکنات کا پیدا کرنیوالا اور سب کا قیوم ہی پھر کیونکر وہ نہین جانیگا بلکہ آدمی کبھی اپنے عمل کی حقیقت خود نہین جانتا مثلاً کوئی نیک کام کیا تو حقیقت نیت سے
[illegible] قطعی آگاہ نہین ہی کہ کس نیت سے یہ کام کیا اور شاید اسمین اُسکے نفس کا کچھ مکر ہوا و اللہ تعالی خوب جانتا ہی بلکہ وہ پاک عزوجل ہماری آہستہ باتون کو جو کان سے
[illegible] نہین سکین جاتی ہین کہ کبھی مخاطب نہین سن سکتا ہی وہ سنتا و جانتا و دیکھتا ہی مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ نہین ہوتی تین شخصون کی سرگوشی مگر وہ اُنکا چوتھا ہی ف یعنی جہان کہین تہ خانہ و اندھیرے و جنگل وغیرہ مین خفیہ تین شخص کا [illegible] ہر زمین چوتھا سننے والا اللہ
[illegible] تعالی ہر وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ اور نہ پانچ مگر آنکہ اللہ تعالی اُنکا چھٹا ہی ف یعنی [illegible] سرگوشی کرین تو ضرور چھٹا سننے والا
[illegible] اللہ تعالی اُنکے ساتھ ہی اور اس تعداد کی کچھ خصوصیت نہین بلکہ فرمایا وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا
[illegible] اس سے کم و نہ اس سے زیادہ مگر آنکہ اللہ تعالی اُنکے ساتھ ہی جہان کہین ہون ف یعنی خواہ ایک ہو اپنے دلی دل مین بات کرتا ہو یا پانچ سے
[illegible] بہرحال کوئی ہو ضرور اللہ تعالی اُنکے ساتھ ہی چاہے جہان ہون اگرچہ پتھر کے اندر گھسے ہون حاصل یہ کہ اللہ تعالی اُنپر مطلع ہی اُنکا کلام
[illegible] اُنکی ہر گوشی اسپر صاف ظاہر ہی اور باوجود اس علم الٰہی کے جو ملائکہ اُسنے مقرر فرمائے ہین وہ بھی انکا خفیہ راز سب لکھتے ہین و قد
[illegible] تعالی ان اللہ یعلم سرہم ونجوٰہم وان اللہ علام الغیوب یعنی اللہ تعالی نے اُنکے اسرار و خفیہ سرگوشی کو خوب جانتا ہی اور اللہ تعالے تو
[illegible] خوب جاننے والا ہی - ھ - اور اکثر علمائے نے نقل کیا کہ بالاجماع ان آیات مین یہ مراد ہی کہ اللہ تعالی اپنے علم سے اُنکے ساتھ ہی یعنے

آیات مین جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُنکے ساتھ ہی جہان کہین ہون تو اس سے یہ مراد نہین ہی کہ خود [illegible]
مراد یہ [illegible] الی کا علم اُنکے ساتھ ہی شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ہان اللہ تعالیٰ کا علم تو ہر وقت ہر [illegible]
ہر من سنتا ہی اور سب کو دیکھتا ہی بلکہ کوئی ذرہ کسی مخلوق سے اُسپر پوشیدہ نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ جب
[illegible] قیام نہین ہوسکتا مگر اسیطرح کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قیومی سے قائم ہی تو تمام مخلوقات کا ہر ذرہ اسی کی
بندون پر قاہر ہی۔ وہی الحی القیوم ہی تو ذرہ ذرہ ہر دم و ہر ساعت اُسی کے قبضہ و علم و قدرت مین ہی وہ خوب
الم تر ان اللہ علم مین علم سے ابتدا ہی اور اُسکو علم پر ختم کیا بقولہ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
فرماویگا قیامت کے روز ہر کام سے جو کرتے تھے البتہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہی ف یعنی جب یہ بات ہر کافر و مسلمان کو قطعی
و ظاہر ہر جگہ سمع و ناظر ہی اور یہ عالم عین حکمت سے پیدا فرمایا ہی تو جاہل کا احمق خیال دور ہوا کہ پیدائش انسانی کا کچھ نتیجہ نہین ہی بلکہ ہی
کی بندگی و یاد مین زیادہ مطیع رہے وہ ان بدکار کافرون سے بھی خوار ہوے کہ اُنکو دنیا کمانے مین مہلت کم بلکہ رغبت کم رہی تو فقیر رہے
خیال محض باطل ہی بلکہ حکیم مطلق عزوجل نے اس دنیا کے واسطے نتیجہ آخرت رکھا ہی وہ انکے ذرہ ذرہ اعمال کا عوض آخرت مین ظاہر فرماویگا اور
وللہ الحمد والمنہ وعلی رسولہ الصلوٰۃ والتحیۃ امام ابن کثیرؒ وغیرہ نے اس آیت کے متعلق کوئی سبب نزول نہین لکھا لیکن بعض نے نقل کیا کہ واحدی نے
نے فرمایا کہ منافقین و یہودی لوگ ملکر باہم سرگوشی و خفیہ مشورہ کرتے اور مومنین کو وہم دلاتے کہ ایسی بات مین سرگوشی کرتے ہین کہ جسکے ظاہر ہونے سے مو
ملال ہوگا اسوجہ سے مومنین کو رنج ہوتا تھا اور جب اُسکی کثرت ہوئی تو اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی پس آپنے اُنکو منع کیا کہ تمہا
[illegible] بلکہ مومنون کے ساتھ شریک رہین ان لوگون نے نہ مانا اور بدستور وہی حرکت کرتے رہے تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیات نازل فرمائین مترجم کہتا ہی کہ
آگے کی آیات کے لیے یہ سبب نزول البتہ مناسب ہی اور شاید ابتدا اسے بطور تمہید ہو

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ
[illegible] دیکھے جنکو منع ہوئی کانا پھوسی پھر وہی کرتے ہین جو منع ہو چکا ہی اور کان مین باتین کرتے ہین گناہ کی
وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ
اور زیادتی کی اور رسول کی بے حکمی کی اور جب آدین تیرے پاس تجھکو دعا دین جو دعا نہین دی تجھکو
اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا
[illegible] اور کہتے ہین اپنے دل مین کیون نہین عذاب کرتا ہمکو اللہ اسپر جو ہم کہتے ہین بس ہی اُنکو دوزخ پیٹھینگے اُسمین
فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
سو بری جگہ پہونچے اے ایمان والو جب کان مین بات کرو تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی
وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ
اور رسول کی بے حکمی کی اور بات کرو احسان کی اور ادب کی اور ڈرتے رہو اللہ سے جسکے پاس
اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ
یہ جو ہی کانا پھوسی سو شیطان کا کام ہی کہ دلگیر کرے ایمان والون کو اور وہ انکا کچھ نہ بگاڑیگا
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝
اور اللہ پر چاہیے بھروسا کرین ایمان والے۔

عنہ سے منع کیے گئے پھر جس سے منع کیے گئے اسی کی طرف عود کرتے ہین ف مجاہد رح نے فرمایا کہ یہ یہودی لوگ تھے۔ ہ۔
[illegible] کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہودیون سے مصالحہ تھا یعنی یہ بھی شرط تھی کہ باہم ایک دوسرے کی
[illegible] یہودیون کی خصلت یہ تھی کہ جب انکے یہان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سے کوئی شخص گزرتا تو ادھر ادھر بیٹھکر باہم سرگوشی
[illegible] کو یہ گمان ہو کہ وہ میرے قتل کی مشورت کرتے ہین یا کوئی برائی پہونچانا چاہتے ہین اور مومن جب یہ ہیئات دیکھتا تو انکی طرف سے
[illegible] اور اپنا کام رہنے دیتا تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیون کو ایسی سرگوشی سے منع کر دیا لیکن وہ لوگ باز نہ آئے اور پھر سرگوشی
[illegible] وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ اور مشورہ و سرگوشی کرتے ہین گناہ کے ساتھ اور حد سے تجاوز کے
[illegible] اور رسول کی نافرمانی کے ساتھ ف یہ ان لوگون کی قبیح حرکت دکھلائی کہ جب باہم خفیہ مشورہ کرتے ہین تو ان باتون مین مشورہ کرتے ہین گناہ
[illegible] و عدوان ظلم و سرکشی و حد مقررہ سے تجاوز ہی اور معصیت یعنے باہم صلاح کرتے اور ایک دوسرے کو مشورہ دیتے ہین کہ رسول سے مخالفت و
[illegible] معصیت اس مقام پر اور ما بعد مین تا کشیدہ سے لکھا گیا وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ اور جب تیرے پاس آوین
[illegible] ایسے لفظ سے تحیہ دین جس سے اللہ تعالی نے تجھے تحیہ نہین دیا ہی ف مومنون کا تحیہ سلام ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالی کیطرف سے
[illegible] و سلام ہی اور یہودی خبیث جب آپ کی خدمت مین آتے تو کہتے السام علیک السام بمعنی موت ہی چنانچہ حضرت ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہی
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود آئے اور کہا کہ السام علیک یا ابا القاسم پس ام المومنین رض نے فرمایا کہ وعلیکم السام والذام واللعنۃ یعنی تمھین
[illegible] موت مذمت لعنت ہو ام المومنین رض نے کہا کہ پھر مجھسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ آہستگی رکھو کیونکہ اللہ تعالی کو کھلی کھلی بری باتین کہنے والونکو
[illegible] پسند نہین فرماتا ہی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے سنا نہین کہ ان کمبختون نے کیا کہا تھا آپنے فرمایا کہ اور تو نے یہ نہین سنا جو مین نے جواب مین کہا تھا
[illegible] مین نے کہدیا وعلیکم یعنی یہ تمپر ہو اور آپنے فرمایا کہ انکی یہ بددعا ہمارے حق مین قبول نہین ہوتی ہی لیکن ہماری بددعا انپر قبول ہو جاتی ہی (الصحیح) اور حضرت
[illegible] انس رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کے بیٹھے تھے کہ ایک یہودی نے آکر کہا کہ السام علیکم صحابہ نے اسکو جواب سلام دیا جب چلا گیا
[illegible] تو آپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اسنے کیا کہا اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسنے سلام کیا تھا آپنے فرمایا کہ نہین بلکہ اسنے
[illegible] زبان مروڑ کر السام کہا تھا اسکو پس بلاؤ پھر آپنے اس سے فرمایا کہ کیا تو نے یون نہین کہا تھا آپکے معجزے کی برکت سے اسنے اقرار کر لیا پس آنحضرت
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگون کو حکم دیا کہ جب اہل کتاب مین سے کوئی سلام کرے تو اسکے جواب مین وعلیکم کہا کرو (ابن کثیر وغیرہ) بعض علما نے کہا کہ یہان
[illegible] یہ ہوتا ہی کہ وعلیکم مین واو عاطفہ ہی تو باہم شرکت لازم آتی ہی یعنے جیسے انھون نے ہمپر بادین مین ملال کی بددعا کی تو ہم نے بھی انپر شرکت کی
[illegible] جواب دیا ہی کہان اور اس سے کوئی خرابی نہین ہی چنانچہ خود صحیح حدیث مین گزر چکا کہ انکی بددعا ہمپر قبول نہین ہوتی ہی اور ہماری بددعا انپر قبول ہوتی ہی
[illegible] مسئلہ حدیث مین منع ہی کہ اہل کتاب کو سلام کرنے مین پہل نکرو مسئلہ ذمی کافرون کے سلام کا جواب دیا جاوے یا نہین (جواب) ابن عباس
[illegible] و قتادہ سے روایت ہوا کہ انکا جواب دینا بھی واجب ہی اسلیے کہ سلام کا جواب ادا کرنے مین حکم عام دیا گیا ہی تو مسلمان سلام کرے یا ذمی سلام
[illegible] کرے جواب دینا واجب ٹھہرا اقول حنفیہ نے کہا کہ فقط وعلیکم کہے جیسا کہ حدیث مین حکم ہی (ہ) اور امام مالک رح سے روایت ہی کہ جواب دینا واجب
[illegible] ہی لیکن جواب دے تو فقط وعلیکم کہے اور شافعیہ رح نے بھی اسیقدر کہنا واجب جانا ہی (السراج) اگر کسی ملک پر کفار حاکم ہون تو حنفیہ نے کہا کہ بضرورت
[illegible] سلام کا ابتدا کرنے مین پہل کرنے کیمین مضائقہ نہین ہی لیکن معنی لفظ سلام کو انکے لائق نہین پاویگا تو لامحالہ ملائکہ کو ارادہ کرے یعنے ملائکہ کو سلام الٰہی سے
[illegible] واللہ سبحانہ تعالی اعلم اور واضح ہو کہ سلام کے وقت سر جھکانا اس امت مرحومہ کے لیے بے عزتی ہی اور بالاتفاق حرام ہی اب رہا یہ امر کہ ہاتھ
[illegible] سے کیا مقصود ہی ہو کہ دور سے بسا اوقات چلانا پڑتا ہی پس انگلی کے اشارے سے آگاہ کرے کہ وہ سلام کرتا ہی واللہ تعالی اعلم بالصواب

Marfat.com

اور مضائقہ نہین کہ یہان بعض مسائل متعلق سلام کے ذکر کر دیے جاوین اوّل یہ کہ سلام ایسا بعض حکایت بر
حالانکہ [illegible] کے مسلمانون نے اُسکو برباد کیا اور خصوص اس صوبہ کے منافق متکبر مغرور حاکمون نے سلام [illegible]
وکمر وہ الفاظ نکالے اور رکوع تک خم ہو جانے کو ادب قرار دیا اور ہر اُٹھتے بیٹھتے دیتے دیتے اس رکوع و سجدہ [illegible]
خلاف ادب جانا حالانکہ یہ دعا ہی کہ الٰہی تجکو سلامت رکھے دنیا و آخرت مین ۔ ۱۲ ۔ اور خود بات بات مین اس ذلت کو [illegible]
یہ سب بے ردی ہی اور تکبر کا بد نتیجہ ہی اور ایسے منافق خانہ برباد لوگون سے پرہیز کرے اور یاد رکھو کہ سلام کے وقت یہ یعنی [illegible]
سلامتی ہو اور یہ معنی سب لوگون کے ذہن نشین کرے اور حدیث مین ہی کہ اے لوگو آپس مین سلام بہت پھیلاؤ اور مسکینون کو طعام دو اور [illegible]
سوتے ہین یعنی کچھ تاریکی مین عشا کی نماز پڑھو تو جنت مین سلامتی سے داخل ہو (صحیح) اور ابتدا مین سلام کرنیوالا افضل ہی اور جواب سلام [illegible]
فقہ مین یہ چیستان نکالی کہ وہ کون شرع ہی کہ ابتدا سنت و جواب واجب ہی اور لکھا کہ وہ یہی سلام ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ اسرار شریعت سے واقف [illegible]
اصل مین فرض و سنت و نفل مین امتیاز اسلیے ہی کہ لوگ جو کام کرین اسی قاعدے سے کرین تاکہ ایسا نہو کہ زیادہ ثواب ضائع ہو مثلاً کسی نے خیرات [illegible]
ایسا کرے کہ اول اپنے قرابتی محتاج کو دے تاکہ دونا ثواب پاوے اور اجنبی کو نہ دے کیونکہ فقط صدقے کا ثواب رہیگا اسیطرح اگر ایک شخص [illegible]
فرض فجر سے سو جاتا ہی اور اگر نہین پڑھتا تو اُٹھ بیٹھتا ہی تو وہ آہستہ آہستہ عادت ڈالے کیونکہ فرض کا ثواب اسقدر عظیم ہی کہ ہزار رکعت نفل سے اسکو پورا [illegible]
جیسے فریضہ کا ایک روزہ رکھویا تو قضا کرنا لازم ہی لیکن ہرگز وہ ثواب نہین ملیگا اگر بے بیماری وغیرہ سے قضا کیا ہو اگرچہ اسکے عوض دو مہینے کے روزے [illegible]
الحاصل اسیطرح فرض و نفل مین زکوٰۃ وغیرہ مین بھی لحاظ رکھے حتی کہ بعضے لوگ سال مین بہت کچھ خیرات کر دیتے ہین جو مقدار زکوٰۃ سے بہت زیادہ ہوتا ہی لیکن زکوٰۃ [illegible]
دیے تو کبھی فریضہ زکوٰۃ کی برابری ممکن نہین ہی جب یہ معلوم ہوا تو مین کہتا ہون کہ فقیہ نے جو چیستان ذکر کی وہ بے موقع ہی وہ اس قاعدے مین نہین ہی بلکہ یہان [illegible]
یہ ہی کہ جب کسی کا حق بجانب شرع لازم آوے تو اُسکا ادا کرنا واجب ہی اور یہان شرع نے حکم دیدیا کہ باہم سلام کرو پس اول شخص نے دوسرے پر سلام کیا
تو دوسرے پر اسکا حق لازم آیا کہ اسی کے مثل اسکو دعا دے یا اس سے بہتر دعا دے چنانچہ آیت مین یہ حکم صریح ہی اب سلام اپنی ذات سے واجب نہین ہوگیا
بلکہ ادا کرنا واجب ہوا اور یہ بات فقط سلام کے ساتھ خاص نہین ہی جیسا کہ فقیہ صاحب نے گمان کیا ہی بلکہ ہر مقام پر جہان ابتدا مین دینا واجب نہو لیکن
دینے سے تو ادا کرنا واجب ہو جاوے وہان یہی صورت ہی مثلاً قرض حسنہ دینا واجب نہین ہی لیکن اگر کسی نے دوسرے کو قرض حسنہ دیا تو دوسرے پر ادا کرنا
اپنی وسعت تک واجب ہی جیسے سلام کا جواب دینا حتی الامکان واجب ہی حتی کہ اگر بولنے سے معذور ہو تو دل مین ادا کر دے کیونکہ یہ دعا ہی جو دل سے بھی
ہو سکتی ہی اسی لیے مترجم نے کہا کہ امام نماز مین جب تمھارا پیشوا ہو کر جناب باری تعالیٰ مین مناجات عرض کرے اور وہ الحمد ہی تو تم بھی داخل مت کرو ہو
ورنہ تمھاری نماز کیا ہوئی کیونکہ نماز تو اسی دعا کی اظہار عاجزی ہی پس حکم حدیث کے موافق دل مین مناجات کرتے جاؤ گویا تم جناب باری تعالیٰ مین ادب سے
عرض کرتے ہو کہ ہمنے جسکو حضوری مین امام بنا کر پیش کیا ہی جو کچھ یہ الحمد سے مناجات عرض کرتا ہی ہم اسی طرح عاجزی سے عرض کرتے ہین اور امام ایک [illegible]
لیا گیا اسی لیے فقہ مین صریح ہی کہ امام افضل ہو دوم سلام جنت تک رہیگا بعضے فقیہ نے کہا کہ نکاح ایسی شریعت ہی کہ وہ جنت تک مشروع ہی [illegible]
کہ اس سے کیا مراد ہی اگر مقصود یہ ہی کہ عقد نکاح جس ایجاب و قبول سے دنیا مین ہوتا ہی اُسیطرح وہان ہوگا تو یہ ثابت نہین ہوا اور اگر زوجیت ہونا مراد ہی [illegible]
زوجات ہین لیکن یہ شرع نہین رہی واللہ اعلم آن سلام البتہ وہان بھی موجود ہی لیکن یہان اس عمل سے ثواب ہی اور وہان آخرت مین ثواب [illegible]
بلکہ ظہور انعام ہی اور اُسکی حقیقت بیان سے باہر ہی واللہ تعالیٰ اعلم سوم سلام ملائکہ و پیغمبرون و مومنون ہر ایک کے لیے اپنے اپنے لائق ہوا [illegible]
کہ کسی چیز سے تکو سلامتی ہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہی اور وہ رب رحیم کہا رالعلیم حکیم ہی پس ہر مستحق کو اُسکے لائق پہونچاتا ہی اور سابق مین اس سلام [illegible]
تھی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز سعد بن عبادہؓ سردار انصار کے یہان گئے اور آپنے سلام سے اجازت مانگی [illegible]
حالانکہ سعدؓ سنتے تھے لیکن اپنے فرزند سے کہا کہ بیٹا مین سنتا ہون اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم ہمارے [illegible]

[illegible] بہت زیادہ ہم لوگون پر سلام فرماوین اسیقدر ہمارے نصیب مین سعادت حاصل ہو یہ حدیث طویل صحاح
[illegible] اور کوئی ہو سوائے سوال کے صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کو ملائکہ پہونچاتے ہین اور ملائکہ وغیرہ صالحین پر اللہ تعالیٰ سے
[illegible] اور کوئی شخص سے کہا جاوے کہ فلان شخص کو میرا سلام کہنا تو جب وہ شخص سلام کہے تو چاہیے کہ جواب مین کہے وعلیک وعلیہ
[illegible] سلام ہے تم حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اسکی صورت پر پیدا کیا
[illegible] جب خلقت پوری ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاکر ان معدود لوگون پر سلام کر یہ لوگ چند نفر ملائکہ وہان بیٹھے تھے پس انکی نسبت فرمایا کہ
[illegible] کہ وہ تجھے کیا تحیہ دیتے ہین پس وہی تیرا تحیہ اور تیری اولاد کا تحیہ ہے پس آدم گئے اور جاکر کہا کہ السلام علیکم پس انھون نے کہا کہ السلام
[illegible] اللہ وبرکاتہ پس ملائکہ نے رحمۃ اللہ بڑھایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب جو کوئی جنت مین داخل ہوگا وہ آدم کی صورت پر ہوگا اور
[illegible] اسکے بعد برابر مخلوق گھٹتی گئی حتی کہ ابتک نوبت پہونچی (صحیحین) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون اسلام بہتر ہے یعنی اسلام مین کس طریقے سے عمل بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ تو کھانا کھلاوے اور سلام کرے ہر شخص پر
[illegible] اسکو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو (صحیحین) مراد یہ کہ مساکین کو کھانا کھلاوے اور شاید یہ مراد بھی ہو کہ احباب واقارب کی بھی بقدر مناسب دعوت کرے رہا گیہان
[illegible] اور انجان ہر سب پر سلام کرے شاید خاص اہل اسلام مراد ہون اور یہی جمہور کا قول ہے اور بعض نے اسمین ذمی کافرون کو بھی شامل کیا ہے ولیکن یہ خطا ہے اسواسطے
[illegible] کافرون پر سلام مین تقدیم کرنا منع ہے پھر واضح ہو کہ علامات قیامت مین آیا ہے کہ اسوقت کے لوگ فقط ان لوگون کو سلام کرینگے جنکو پہچانتے ہون مترجم کہتا ہے کہ شاید
[illegible] یہ بھی ہو کہ اسوقت اسلام کی صورت مین نیچر وغیرہ بے دین لوگ ہونگے کہ دیندار مسلمان کو مشکل پیش آویگی حتی کہ وہ اسی کو سلام کریگا جسکو پہچانتا ہو اور شاید یہ اسوقت
[illegible] کی بڑائی ہو واللہ تعالیٰ اعلم ہفتم حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہے کہ مومن کے مومن پر چھ خصال ہین (۱) جب وہ بیمار ہو تو اسکی عیادت کرے (۲) اور جب مرجاوے
[illegible] تو اسکے جنازے پر حاضر ہو (۳) اور جب وہ دعوت کرے اسکی دعوت قبول کرے (۴) اور جب اس سے ملے تو اسکو سلام کرے (۵) اور جب چھینک لے اور
[illegible] الحمد للہ پڑھے تو اسکو یرحمک اللہ کہے (۶) اور جب وہ حاضر ہو یا غائب ہو تو اسکی خیر خواہی کرے (رواہ النسائی جامع) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی
[illegible] خیر خواہی کرنا حاضر و غائب لازم ہے اور حدیث مین ہے کہ دین یہی خیر خواہی ہے (مسلم) ہشتم حدیث ابوہریرہ مین ہے کہ تم جنت مین داخل نہوگے جب تک مومن نہو اور
[illegible] نہوگے جب تک باہم محبت نکرو بھلا مین تمکو ایسی چیز بتلاؤن کہ جسپر عمل کرو تو تم مین باہم محبت پیدا ہو تم اپنے درمیان مین سلام پھیلاؤ (رواہ مسلم) اس سے
[illegible] اس زمانے والے لوگونکو سخت تنبیہ ہے کہ آپسمین اختلاف رکھتے ہین اور اپنی ناقص سمجھ کے موافق برابر اختلاف ڈالنے کی کوشش کرتے ہین لیکن جو لوگ صاف
[illegible] تعریف سنتے ہین اول انھین کی خطا ہے کہ وہ دین سینہ بسینہ بیان کرتے ہین اور اسلام کو مخفی و گمنام کرنا چاہتے ہین اور اصل وجہ اُن خبیثون کے اس قول
[illegible] یہ ہے کہ جب انھون نے دنیا مین اپنی وجاہت چاہی اور دیکھا کہ انکے ظاہر اعمال خراب ہین اور دین کے علم سے جاہل ہین تو کوئی تدبیر نہ پائی سوائے اسکے
[illegible] عوام کو سکھلایا جو شیطان نے انکو پڑھایا تھا پس عوام انکے تابع ہوکر برباد ہوے نعوذ باللہ من ذلک نہم حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہے کہ سوار پیدل کو سلام
[illegible] کرے پیدل جانے والا بیٹھے ہوے کو سلام کرے اور تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر سلام کرے (صحیحین) اور صغیر بڑے کو سلام کرے (البخاری)
[illegible] سلام مین پہل کرنیکا یہ قاعدہ مشروع فرمایا دہم حدیث انس رضی اللہ عنہ مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاتے تھے آپ کا گزر کچھ لڑکون کی طرف ہوا
[illegible] سلام فرمایا (صحیحین) اس سے معلوم ہوا کہ جب مجلس مین چھوٹا بڑا جمع ہون تو چھوٹا پہلے سلام کرے اور شاید یہ ہو کہ اگر بچے غفلت کرین تو بڑے کو
[illegible] سلام کرے یازدہم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک مجلس کی طرف ہوا جسمین مسلمان بھی تھے
[illegible] کافر بت پرست اور یہود بھی تھے تو آپنے جماعت پر سلام کیا (صحیحین) علماے نے کہا کہ ایسے موقع پر فقط مسلمانون کی نیت سے سلام کرے دوسرے
[illegible] حاشیہ مین واللہ تعالیٰ اعلم دوازدہم حدیث ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ
[illegible] سے پرہیز کرو اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمکو راستون پر بیٹھنے سے چارہ نہین ہے کہ ہم وہان معاملات کی باتین کرتے ہین

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ پھر اگر تم لوگ یہی مانگتے ہو کہ راستون پر بیٹھو تو راستہ کو اسکا حق دو اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ راستہ کا
عورت پر سونا اور ایذا دینے والی چیز سے بچانا اور سلام کا جواب دینا اور نیک بات کا حکم کرنا اور بری با
دیکھے تو اسکو نیک نصیحت سے منع کرے خواہ ہاتھ سے یا زبان سے اسمین لطیف اشارہ ہو کہ اگر کوئی شخص کر
کا روکنا لازم آیا کہ اسکو اس برائی سے اسطرح روکے کہ اسکی پردہ دری نہو اور اگر اتفاق سے اُسنے نہ مانا تو وہ بھی بلا
موافق بازار کے سوداگرون کو عمل کرنا ضرور ہو اگر وہ کہین کہ ہم تو اسی کام مین رہ جاوینگے پھر خرید فروخت کیونکر کرین تو جوا
نظر ہی نہ پڑیگی ولیکن حکم اسوقت ہو کہ جب نظر پڑے حتی کہ اس زمانہ مین خود خریدار ایسی حالت پر آوینگے کہ آسنے
جیسے جزیرہ جاوا کے مسلمانون کا حال ہو کہ جب چینی یا اسپینی وغیرہ اُنکے مقابلے مین خریدار آتے ہین تو موقع پاکر اُنکو نصیحت کرنا
کی عملداری ہو اور اس طریقے سے بہت لوگ اسلام کی ہدایت پاتے ہین اور وہ لوگ اخلاق مین سب سے افضل و بہتر لوگ ہین بخلاف اس
سب گوشت و نام کو فقط اسلام جانتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون واضح ہو کہ حدیث ابو سعید خدری مین راستہ کے حقوق اوپر بیان ہوئے
ہوئے ہین حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہ اسی موقع پر یا دوسرے موقع پر بعض حقوق اور بھی بیان فرمائے ہین چنانچہ سنن ابو داؤد
نے بھی یہی قصہ موافق حدیث ابو سعید کے روایت کیا اور آخر مین یہ بھی زائد کیا (اور راہ بتا دینا) یعنی جب کوئی شخص کسی طرف کا راستہ تم سے پوچھے
کہ ادھر سے جاؤ یا یہ بھی مراد ہو کہ اگر ادھر کوئی کافر نکلے تو اسکو اللہ تعالیٰ کی راہ مستقیم بتلاؤ مترجم کہتا ہو کہ مسلمانون کے جاہلون مین یہ بھی بدخلقی ہو کہ
اندھا آیا اور اُسنے راہ پوچھی یا گنوار دیہاتی آیا اور اُسنے کوئی مقام پوچھا تو اسکو بہکاتے ہین بلکہ اندھے کے ٹھوکر کھانے سے قہقہہ لگاتے ہین استغفر اللہ
یہ عجیب شرارت نفس ہو کہ غریب لاچار کی تکلیف پر اُنکو ہنسی آتی ہو اور ابو داؤد نے اس قصہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا اور اسمین یہ زائد
کر (اور مغموم متحیر کی مدد کرو اور بھٹکے ہوے کو راستہ بتلاؤ) اس سے معلوم ہوا کہ اگر راہ مین کوئی شخص ایسا ملے کہ اُسپر کسی نے ظلم کیا ہو یا کسی دوسری وجہ سے
مغموم ہو تو حق کے ساتھ جسطرح ہو اسکی مدد کرو اور راستہ بتلانا عام ہو کہ نیک نیتی سے اسکو بتلاؤ اور جو اپنا راستہ بھٹکا ہوا اسکو بتلاؤ اور ان اخلاق عمدہ سے
دنیا و دین مین نیک نتیجہ حاصل ہوتا ہو واضح رہے کہ یہ سب باتین قوم کے نیک اخلاق پر مبنی ہین جبکہ قوم مین اکثر لوگ علم تاریخ و علم اخلاق سے آگاہ ہون تاکہ معلوم ہو
کہ دنیا مین بکثرت قومین گذرین جنکے بداخلاق تھے وہ ابتک بدی سے ذکر کیے جاتے ہین جیسے قوم لوط کے بدکار کفار اسیطرح راستہ مین قصے کہانیان سنانے والے
راہ گیرون کو ستاتے تھے آخر عذاب سے برباد ہو کر آخرت مین مبتلاے جہنم ہوے اور انکا بدچلن ابتک مشہور ہو اور جسطرح وہ لوگ جو مال و دولت سے مست ہوتے
اور اسیطرح کے مضحکہ کیا کرتے تھے آخر فنا ہو گئے اور اُنکا بدچلن اب تک مذکور ہو پھر نصیحت کے واسطے بھی نیک نیتی سے عمدہ طریقہ نکالے چنانچہ حکایت ہے
کہ بصرہ مین ۱۰۰ھ کے بعد تیسری صدی مین بوجہ کثرت دولت کے وہان کے کچھ نوجوان ایک تھیلی مین درم بھر کر راستہ مین ڈالدیتے تھے راہگیر اُس تھیلی کو پڑا ہوا
دیکھکر اُٹھاتا تو یہ لوگ غل مچاتے وہ اسیطرح رکھ دیتا اور مفت شرمندہ ہو جاتا تھا اس زمانہ مین ایک عالم محدث بصرہ مین تھے اُنھون نے تدبیر سوچی کہ
لوگون کو سکھلاؤ کہ تم شیشے کے درم گول بناؤ اور اسی تھیلی کے برابر ہمیانی مین بھر لو اور جب راستہ مین تمھارے اُٹھانے سے وہ لوگ غل مچاوین
کانچ کے ٹکڑون والی تھیلی رکھ دینا اور وہ تھیلی داب لینا چنانچہ ان لوگون نے یہی کیا اور آخر اُن شہدون مسخرون کو معلوم ہوا کہ
اُٹھانا پڑا اب سے اُنھون نے یہ حرکت چھوڑ دی پس بزرگ محدث کی تدبیر اس لطافت کے ساتھ تھی لیکن امام ابو داؤد نے اسیوجہ سے ان
روایت نہین لی اور کہا کہ یہ شخص اگرچہ سب باتون مین مرد متقی تھے مگر ایسا حیلہ سکھلاتے تھے مترجم کہتا ہو کہ یہ حیلہ کچھ مکر نہ تھا بلکہ ہدایت
اگرچہ مخفی تھا اسیواسطے دوسرے محدثین نے اُنکو ثقہ کہا ہو اور انسے احادیث روایت کی ہین واللہ تعالیٰ اعلم اور اُس سے تمکو معلوم
محدثین نے کس قدر روایات مین احتیاط کی ہو اور فقط اس شبہہ سے امام ابو داؤد نے روایت ترک کی حالانکہ سب اہل شہر اس
اُسکے مالک کو واپس دی گئی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب سیزدہم حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ مین ہو کہ آنحضرت صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس ہین پھر دوسرا شخص آیا اور
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا جواب دیا اور وہ بھی بیٹھ گیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیس ہین پھر تیسرا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور آپ نے جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیس ہین (ابو داؤد
معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہم ہین اسیکے مانند ذکر کرنیکے بعد کہا کہ پھر ایک چوتھا شخص آیا اور اُسنے کہا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس ہین اور فرمایا کہ فضائل اسیطرح ہوتے ہین (رواہ ابو داؤد) حدیث کے معنی یہ ہین کہ ہر کلمہ کے عوض ہین اللہ تعالی
نیکیان ہین اور فقط السلام علیکم مین دس نیکیان ہین اور آخری جملہ کے دو معنی بیان ہوے ہین (اول) یہ کہ اسیطرح فضائل ہین یعنے
تقریر کے موافق دعا کے کلمات اس سے زیادہ بھی بڑھا سکتا ہی اور ہر کلمہ پر دس نیکیان بڑھتی جاوینگی اور (دوم) یہ کہ آپ نے
حاصل ہوگا نمونہ ظاہر فرمایا کہ جیسے یہان سلام مین اسطرح فضیلت بوجہ ان کلمات کے حاصل ہوئی اسیطرح دوسرے افعال نیک مین فضیلت
اس تقریر کے موافق سلام کی انتہا مغفرت تک ہوگئی واللہ تعالی اعلم بالصواب چہاردہم حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رحمت الٰہی سے اولی
پہلے سلام کرے (رواہ احمد والترمذی وابو داؤد) پانزدہم حدیث جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گا
عورتون کی جماعت کی طرف ہوا تو آپ نے عورتون پر سلام فرمایا (رواہ احمد) مترجم کہتا ہی کہ عورتون پر سلام کرنا اصل مین طریق اسلام کے ہی
لیکن جب سے عورتون و مردون مین نقص یقین کی وجہ سے فساد نیت کا داغ آماتب سے علما نے صدر اول ہی سے انکار کیا اور خصوصًا ہمارے زمانہ مین منکر ہی
آدمی اپنے گھر مین اور دیگر محارم یعنے مان بہن خالہ پھوپھی وغیرہ کو سلام کرے لیکن یہ رسم متروک ہوگئی اور لوگون کے کام سب رسوم ہوگئے ہین اگر
طلب ثواب کی نیت ہو تو جاری کرنا کچھ شرم نہین ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ حقیر متاع دنیا حاصل کرنے کے لیے جو چند روز مین فنا ہوگی کسی بات کی شرم نہین
اگر یہ فحش ہو پھر نیک لوگ اپنے دائمی ثواب کے سامان حاصل کرنے مین کیون شرم کرین اور رحمت الٰہی سے کچھ بعید نہین کہ یہ طریقہ جاری کرنیوالے کو
بخش دے کیا نہین جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک کامون مین سے کسیکو حقیر مت سمجھو جیسے یہی تاکید بُرے کامون کی نسبت بھی فرمائی
کسی بات کو حقیر مت جانو کیونکہ اسکے واسطے اللہ تعالی کی طرف سے مطالبہ ہی واللہ تعالی الموفق شانزدہم حدیث علی رضی اللہ عنہ مین ہی کہ جب
جماعت کا گذر کسی مجلس پر ہو تو جماعت والونمین سے ایک شخص کا سلام کرنا کافی ہی اور مجلس والونمین سے بھی ایک کا جواب دینا کافی ہی البیہقی وابو داؤد طیالسی
اسکو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول روایت کیا اور کہا کہ حسن بن علی رحمہ اللہ تعالی نے یعنی ابو داؤد کے اس شیخ نے اسکو حدیث روایت کیا ہی
حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مین ہی کہ ہم مین سے نہین جو ہمارے سوائے دوسری قوم سے تشبیہ کرے تم لوگ مشابہت کرو نہ یہود کی
نصارا نہون سے پس یہود کا سلام کرنا تو انگلیون سے اشارہ ہوا اور نصاری کا سلام کرنا ہتھیلی سے اشارہ کرنا ہی (رواہ الترمذی امام ترمذی
اس روایت کی اسناد ضعیف ہی واضح ہو کہ تشبہ اصل مین یہ ہی کہ کسی قوم کا کوئی طریقہ ہو جب وہ طریقہ کوئی شخص عمل مین لاویگا تو شبہہ ہوگا
اسی قوم سے ہی چنانچہ عرب کے یہود و نصاری مین لباس کا فرق کم تھا لیکن جو شخص انگلیون کے اشارے سے تسلیم کرتا تو ضرور شبہہ ہوتا کہ شاید
ہتھیلی سے اشارہ کرنا تو نصرانی کا شبہہ ہوتا پس یہان ایک نکتہ ہی کہ دوست محبوب ہوتا ہی اور دوست کی وضع بھی محبوب ہوتی ہی
لباس مین یہ دوست کا ہونا گوارا نہین ہوتا اسیطرح شریعت مین باتفاق علما یہ اصل مقرر ہی کہ کسی غیر قوم سے سوائے اسلام کے مشابہت
ہر احادیث کے موافق علما نے احتیاط کی کہ ہر جزوی و کلی امور مین جو کسی کافر قوم سے نکلے ہون مشابہت حرام رکھی اگرچہ شبہہ نہو
یہان مدت دراز سے ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنا مروج ہی اور ظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ حدیث نہین ہی بلکہ حضرت عبد اللہ
کا قول ہی اور حدیث مین ثبوت ہوا ہی کہ پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز مین کسی کے سلام کا جواب دیتے تو انگلی سے اشارہ فرماتے
سنن مین یہ حدیث آئی ہو اسیوجہ سے مترجم نے زعم کیا کہ اگر دور سے سلام کرے تو آہستہ سے کہے اور انگلی سے یا ہاتھ سے اشارہ کردے

Marfat.com

کو معلوم ہو جاوے کہ سلام کہتا ہی لیکن ہر نیچا کرے اسلیے مین نے یہ حکم کیا کہ اول تو [illegible]
سلام ٹھہراتے تھے دوم جو احتیاط کیگئی تھی وہ اس ثبوت مین ساقط ہو گئی واللہ تعالیٰ اعلم ہر دو [illegible]
بھائی سے ملاقات کرے تو اُسپر سلام کرے پھر اگر ان دونون مین کوئی دیوار یا درخت یا پتھر حائل ہو جاوے [illegible]
کہ (رواہ ابوداؤد) یعنی اس خفیف مفارقت کے بعد بھی سلام مستحب ہی چہجائیکہ اس سے زیادہ دیر [illegible]
تم کسی گھر مین داخل ہو تو وہان کے لوگون کو سلام کرو اور جب وہان سے نکلو تو بھی سلام انکے پاس رخصت ہونے کے لیئے [illegible]
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای فرزند جب تو اپنے گھر والون کے یہان جایا کرو تو اپنے اوپر سلام کیا کرو کہ تمہیر اور تمہارے گھر والون [illegible]
بستم سلام کے سوائے دیگر الفاظ مانند صباح الخیر وغیرہ کے نہین جائز ہین چنانچہ حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ مین اس سے [illegible]
بست اور یکم ایک صحابی کو اُنکے باپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بھیجا کہ میرا سلام عرض کرو وہ کہتے ہین کہ مین نے حاضر [illegible]
آپکو سلام عرض کرتا ہی آپنے فرمایا علیک وعلی ابیک السلام یعنی تجھپر اور تیرے باپ پر سلام ہو (ابوداؤد) بست دوم حدیث ابوہریرہ رضی [illegible]
کہ جب تم مین سے کوئی شخص کسی مجلس تک پہونچے تو انکو سلام کرے پھر اگر اُسکا جی چاہے بیٹھے پھر جب وہان سے اُٹھے تو بھی سلام کرے (ابوداؤد)
کہ سر راہ بیٹھنے والون کے واسطے راستہ کے حقوق مین سے یہ بھی ہی کہ اگر کوئی بوجھ اٹھوانے کو کہے تو اُسکی مدد کرے (کمافی شرح السنہ) اور ابن عمر
بن عمر رضی اللہ عنہ فقط اس نیت سے بازار جایا کرتے کہ ہر مسکین اور غریب چھوٹی چیزین بیچنے والے وغیرہ سب پر سلام کرین (کمارواہ مالک والبیہقی)
یہ خاص کر بازار مدینہ سے زیادہ مناسب تھا جہان سب مسلمان ہی مسلمان تھے اگرچہ اس روایت سے سلام کی قدر و عظمت ظاہر ہوئی کہ [illegible]
تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہی اور کیونکر ایسا نہوگا اسواسطے کہ تمام اہل اسلام مین بہت لوگ اللہ تعالے کے نیک بندون مین سے ہین اور جب
انھون نے اپنی جماعت کو سلام کیا تو معنے یہ ہوے کہ اللہ تعالیٰ تمکو دنیا اور آخرت مین سلامت رکھے پس لامحالہ ان اولیا مین سے ہر ایک کسی کی دعا
ہر دو زہمارے واسطے قبول ہوگی اور اُس سے یہ ظاہر ہوا کہ السلام علیکم بصیغہ جمع سے یہی نیت ہوتی ہی کہ تمہیر یعنے اہل اسلام پر سلام ہو تو اسمین حاضر و غائب
اور جان پہچان اور انجان سب داخل ہو گئے کیا نہین دیکھتے ہو کہ التحیات مین السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کہنے سے سب بندگان خدا کے ہر
آسمانون اور زمین مین ہن سلام پہونچ جاتا ہی جیسا کہ صحیحین کی حدیث مین مصرح ہی اسیطرح اب بھی مسلمانون کو یہ معنی سمجھ کر یہی نیت رکھنا چاہیئے
افسوس یہ ہی کہ آثار قیامت کی ایک حدیث مین یون آیا ہی کہ ان لوگونکا سلام فقط جان پہچان والون کے واسطے خاص ہوگا یعنے ان مین ایسی جہالت پھیلی ہوگی
کہ اسرار شریعت سے نادان ہو کر اپنا سلام اُسی خاص شخص تک رکھینگے جسکو راستے مین پہچانتے ہون اور دوسرونکو سلام نہین کرینگے جنکو نہین پہچانتے ہین ترجم کتاب
اس سے بھی زیادہ افسوس یہ ہی کہ سلام فقط ایک رسم سمجھتے ہین اور یہ قصد ہی نہین ہوتا کہ تمہیر دنیا و آخرت مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہو اللہ
اب تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور غور کرنا چاہیے کہ یہود و منافقون کی کیسی بدتر حالت تھی کہ اول تو اللہ تعالیٰ کے مومنین بندون کو [illegible]
خفیہ سرگوشی کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر مشورہ کرتے اور دوم یہ کہ جب آتے تو بجاے تحیت السلام کے [illegible]
لفظ کہتے جسکے معنی موت یا ملال ہون بلکہ اس سے بھی زیادہ ان بدبختون مین یہ کیفیت تھی جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی [illegible]
لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ اور اپنے جی مین یہ کہتے ہین کہ اللہ ہمکو عذاب کیون نہین کرتا بوجہ اس قول کے جو ہم کہتے ہین [illegible]
یہ تھا کہ اگر یہ شخص وہی پیغمبر آخر الزمان ہوتا تو جب ہم اُسکو السلام علیکم کہتے تو اللہ تعالیٰ ہمکو عذاب کرتا اور بعض علمائے [illegible]
یہ تھا کہ جب ہم السام علیکم کہتے ہین تو وہ ہمارے جواب مین وعلیکم کہتے ہین پس اگر وہ پیغمبر ہوتے تو ہماری یہ دعا قبول ہوتی اور ہم [illegible]
شیخ خطیب رحمہ نے فرمایا کہ یہ ان خبیثون سے بڑے تعجب کا مقام ہی کہ باوجود اہل کتاب ہونے کے ایسے [illegible]
جانتے تھے حالانکہ یہ بات متواتر معروف تھی کہ انبیا و سالفین علی نبینا وعلیہم السلام [illegible]

13560

Marfat.com

ان لوگون نے دنیا مین عذاب واقع ہونے کی جلدی کی اقول یہ اسوجہ سے تھا کہ ان کمبختون کو قیاوت
ان کے خیال تھا اسیوجہ سے جو کچھ چاہتے تھے وہ دنیا ہی مین چاہتے تھے اور یہ ان کمبختون کو معلوم نہوا کہ جس شخص پر اللہ تعالیٰ کا سب
دنیا سے دنیا مین تکلیف نہین دیجاتی تاکہ کامل عذاب اُسپر آخرت ہی مین جمع ہو سوائے ایسی صورت کے جب اُسکی ذات سے خرج واقع ہو اور
اُنکی اس حرکت سے کوئی خرج نہ تھا تو اُنکا عذاب آخرت مین پورا کیا اور فرمایا حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيرُ
اُنکے واسطے جہنم کافی ہی اُسمین جلنے کو جھونکے جاوینگے پس کیا بُری جگہ لوٹ جانے کی ہی ف یعنی واپس ہوکر جس طبقہ جہنم مین ہمیشہ عذاب کی سختی اٹھاوینگے
اُن بدبختون کو کچھ بھی سمجھ ہوتی تو یہی آیت اُنکے واسطے عین معجزہ و کفایت تھی کیونکہ یہ لوگ اپنے جی مین یہ باتین کہتے تھے اور کوئی شخص ان پر مطلع
نہین تھا اللہ تعالیٰ عالم الغیب عزوجل نے اپنی وحی سے اُنکے دل کا بھید کھول دیا تو یہ وحی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تنبیہ قولہ یقولون فی انفسھم
یعنی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جاتے تو فقط آپسمین یہ بات کہتے یہ بعض مفسرین نے بیان کیا ہی لیکن یہ تفسیر فقط جماعت کی صورت
کے علاوہ اسکے مجاز کا ارتکاب لازم آویگا حالانکہ اسکی کوئی ضرورت نہین ہی لہذا خطیب نے کہا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ اپنے جی مین کہتے بغیر اسکے کہ کوئی
اُنپر مطلع ہو یہ سب صورتون کو شامل ہی یعنے ہر ایک یہودی جو اسطرح السام علیکم کہتا وہ جی مین یہ بھی تصور کرتا کہ اگر یہ پیغمبر ہین تو اللہ تعالیٰ ہمکو عذاب کیون نہین
دیتا یہ سب لوگ اسیطرح اپنے جی مین تصور باندھا کرتے تھے اس صورت مین مجاز بھی نہین ہی علاوہ اسکے معجزہ بھی کامل ہی کہ ہر ایک کے دل مین جو بات تھی وہ اللہ
نے ظاہر فرمائی اور عذاب نہ دینے کے عوض یہ معجزہ دیدیا جس سے نبوت ظاہر ہی اور خبیث یہودیون کی خواہش سے عذاب عام غیر ممکن تھا جس سے سب کفار
ہلاک ہوجاتے اور جو مسلمان نطفہ اُنمین تھے وہ سب مٹ جاتے ۔ جیسے ابلیس پر عذاب النار آوے تو تمام دنیا مین آگ لگ جاوے فافہم پھر اس تقریر
پر یقولون کا اطلاق ایسی بات پر ہوا جو دل مین کہی تھی اور یہ محاورہ شائع معروف ہی فاحفظہ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہود اور منافقون کو اُنکی خبیث
عادت فرمایا تو مومنون کو خفیہ مشورہ کرنیکا وہ طریقہ بتلایا جس سے اُنمین اتحاد قائم رہے اور دنیا و آخرت مین بہتری حاصل ہو بقولہ تعالیٰ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ای وہ لوگ جو ایمان لائے ہو جب تم خفیہ مشورت کرو تو گناہ اور ظلم اور رسول کی نافرمانی
کا مشورہ نہ کرو اور نیکوکاری و تقوی کا مشورہ کرو اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے کہ وہی ہی جسکی جانب حشر کیے جاؤگے ف اس خطاب مین اہل تفسیر نے دو
احتمال ذکر کیے ہین ایک یہ کہ منافقون کو خطاب ہی تو معنی یہ ہونگے ای وہ لوگ جو ظاہر مین ایمان لائے ہو یا اپنے زعم مین ایمان لائے ہو اور اسی کو علمائے معانی
نے ترجیح دینے پسند کیا ہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی لشکر بھیجتے اور جہاد مین کچھ لوگ
رہ جاتے تو مسلمانون سے ملکر منافقین اپنے سر کا اشارہ کرتے کہ قوم کے لوگ بہت مارے گئے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو حزن و ملال
ظاہر کرتے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بعض علماء نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس روایت کے ثبوت مین کلام ہی اور اصح قول یہ
ہی کہ خطاب ہی یعنے جسطرح یہود و منافقین باہمی سرگوشی و مشورہ مین گناہون و معصیتون کا مشورہ کرتے ہین اسطرح تم لوگ مت کیجیو اور حدیث
صحیح مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لوگ تین آدمی ہو تو تیسرے کو چھوڑکر دو آدمی آپسمین سرگوشی نہ کرین
کیونکہ اسسے تیسرے آدمی کو غم ہوگا (صحیحین وغیرہ) اور حدیث ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ مین آیا ہی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت بابرکت مین حاضر رہتے خواہ رات ہو یا دن ہو اس خیال سے کہ شاید کوئی سانحہ پیش آوے یا آپکو کوئی حکم دینا منظور ہو پس
جو لوگ حاضر ہونے والے تھے اُنکی تعداد بہت ہوگئی حتی کہ جماعت مین بیٹھکر ذکر کرنے لگے کہ ناگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات مین
تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا مشورہ کرتے ہو کیا تم لوگون کو ایسے مشورے سے منع نہین کیا گیا ہم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسلیس مین
کوئی بات نہین تھی کہ جسکی اطلاع سے آپکو مطلع کرتے آپنے فرمایا کہ میرے نزدیک تمہارے حق مین اُس سے بڑھکر جو چیز خوفناک ہی وہ تمھین بتاؤن

اور فرمایا کہ وہ سرگ خفی ہی اسطرح کہ آدمی دوسرے کی وجہ سے کھڑا ہو کر نماز وغیرہ کا نیک کام کرے [illegible]
[illegible] غریب ہی اور اسمین بعض راوی ضعیف ہی الحاصل اہل ایمان کو نیکی اور تقوی کے معاملہ میں [illegible]
[illegible] کیونکہ یہ امر ایسا ہی کہ اسکے بارہ مین خفیہ سرگوشی کی ضرورت نہین ہی بلکہ نجوی انکے نزدیک فقط [illegible]
مشورہ ہو لہذا فرمایا اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ نجوی تو شیطن ہی کیطرف سے ہی ف یعنی بیکاریون اور
مکاری ہی کہ وہ اپنے تابعین یہودی کفار و منافقونکو اسکی خوبی دکھلاتا ہی لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تاکہ ایمان لانے والون کو
اپنے تابعین کو نجوی پر اس مطلب سے ابھارتا ہی کہ مومنین کو غم ہو وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا حالانکہ یہ بات مومنون کو کچھ
یہ امر مومنون کو درحقیقت کچھ ضرر نہین پہونچا سکتا اور محتمل ہی کہ ضمیر شیطان کی طرف ہو یعنی شیطان اس سے کچھ ضرر نہین پہونچا سکتا [illegible]
یون ہی جاری ہی کہ دشمن ملکر مکر کا مشورہ کرتے ہین پھر اسکا عملدرآمد ہوتا ہی جس سے غافل شخص کو ضرر پہونچتا ہی (جواب) یہ کہ ضرر پہونچانا [illegible]
مکار خود اُلٹے اپنے مکر مین ہلاک ہوتے ہین لہذا فرمایا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ سوائے اذن الٰہی کے ف یعنی جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہی کہ کسیکو ضرر پہونچے
اس سے ضرر پہونچ سکتا ہی اس کلام مین اللہ تعالیٰ نے مومنون کو معرفت سکھلائی کہ تم ان یہود و منافقون کے باہمی نجوی سے کیون غمگین ہوتے ہو
ضرر کا خیال ہی تو سمجھ لو کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمکو کوئی ضرر پہونچانا مقدر فرمایا ہی تو وہ ضرور پہونچیگا خواہ وہ لوگ مشورہ کرین یا نکرین اور اگر نہین مقدر فرمایا ہی
تو کبھی نہین ضرر پہونچا سکتے ہین اگرچہ ہزار بار مشورہ کرین وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ تعالیٰ ہی پر مومنون کو بھروسا کرنا چاہیے
ف پس تم لوگ مومن ہو تو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرو رہا یہ کہ کافرون و منافقون کو ایسے نجوی سے منع کر دیا گیا تاکہ معصیت سے بچین اور راہ راست کی
استعداد پاوین اور کمتر یہ کہ بعد ممانعت الٰہی کے ایسا کرین تو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہون حتی کہ یہ گناہ خود انپر وبال ہو تو خود اسکے وبال مین گرفتار عذاب
ہو جاوین اور مومنون کو ایسے نجوی سے اسلیے منع فرمایا کہ مومن کے ساتھ ہر حال مین اُسکا نفس بشری معارض ہوتا ہی پس مومنین باہم سرگوشی سے [illegible]
تو جب تین آدمی مین سے دو باہم سرگوشی کرین اور تیسرے کو الگ کرین تو اکثر اوقات اُسکا نفس اسوجہ سے غمگین ہوگا کہ مجھے انھون نے غیر سمجھا اور [illegible]
حق مین گناہ ہوگا ہان اگر لوگ اسیطرح دو دو اور چار چار باہم مشورہ کرین یعنی کوئی شخص تنہا نہ چھوڑا جاوے تو بعض علماء نے کہا کہ [illegible]
لکھا کہ اسی پر دلالت کرتا ہی جو اثر روایت کیا گیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص سے باتین کرتے تھے اسمین تیسرا شخص آیا اور [illegible]
تو آپنے کہا کہ ٹھہرو پھر جو تھا شخص بلایا اور اُسکے ساتھ مین وہ شخص ملا دیا جس سے پہلے باتین کرتے تھے اور خود تیسرے کے ساتھ باتین کرنے لگے
(المؤطا) اور اس مین وجہ صرف یہی ہی کہ تنہائی سے اُسکو غم ہو چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ جب تین آدمی [illegible]
تو ایک کو چھوڑ کر دو آدمی باہم سرگوشی نہ کرین بہانتک کہ لوگون مین خلط ہو اس جہت سے کہ وہ غمگین ہو خطیبی نے کہا کہ حدیث [illegible]
ممانعت کی حد بیان کر دی یعنے یہ فقط اُسوقت تک ہی کہ تین ہی آدمی ہون اور اس مین سبب بھی بیان کر دیا یعنے وہ غمگین ہونا [illegible]
اس تقریر کے موافق کچھ تین آدمیون کی خصوصیت نہین ہی بلکہ اس واسطے تین آدمیون کو بیان فرمایا کہ کم سے کم [illegible]
جس مین یہ بات ممکن ہو سکتی ہی کہ دو آدمی مشورہ کرین اور ایک آدمی کو تنہا چھوڑ دین اور [illegible]
کرین اور ایک کو تنہا چھوڑین تو بھی منع ہی اسیطرح اگر دس یا ہزار ہون تو بھی یہی حکم ہی کیونکہ جسکو تنہا چھوڑینگے اسکو رنج ہوگا بلکہ زیادہ [illegible]
تنہائی سے زیادہ رنج ہوگا قرطبی نے کہا کہ حدیث شریف سے یہ معنی ظاہر ہین کہ ممانعت ہر وقت ہی خواہ سفر مین ہو یا حضر مین ہو [illegible]
مین مشورہ ہو یا مستحب یا مباح مین ہو کیونکہ علت تو یہان یہی ہی کہ اُسکو ملال نہو اور بعض لوگون کا مذہب یہ ہی کہ [illegible]
کیونکہ اس زمانہ مین منافقین آپسمین مشورہ کرتے اور مومنون کو چھوڑ دیتے تھے پھر جب اسلام شائع ہو گیا تو یہ حکم جاتا رہا اور بعض لوگون نے [illegible]
اب بھی باقی ہی کیونکہ اگر سفر کی حالت مین ایسا کیا جاوے تو جسکو تنہا چھوڑ دیا ہی اُسکو خوف پیدا ہوگا کہ [illegible]

تسلیم پہنچ جاتی ہوگا جہان اسکو خوف ہو بخلاف اسکے اگر وہ لوگون کے درمیان آبادی مین ہو جہان اسکی فریاد سے
مترجم کہتا ہی کہ صحیح واللہ اعلم یہی ہی کہ یہ حکم اب بھی باقی ہی کیونکہ اسلام کے شائع ہو جانے سے یہ غمگینی کیونکر دفع ہو سکتی ہی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر باہم مشورہ نہ کرین مگر تیسرے کی
اسکو غمگین کریگی (رواہ مسلم) اس سے ظاہر ہوا کہ جس صورت مین اسکی غمگینی نہو یا اسکی اجازت ہو تو جائز ہی ورنہ نہین جائز ہی اور یہ با
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عشا کے بعد مسلمانون کے بعض معاملات مین مشورہ کیا کرتے تھے جیسا کہ صحیح
اس وقت مین کوئی چوتھا شخص بیان نہین کیا گیا لیکن یہ بات معلوم ہی کہ اہل استنباط و اجتہاد کے سوائے ہر شخص کو ایسے معاملات مین
نہین روا جاتی ہی اور قرآن مجید مین عام لوگون پر یہ عیب رکھا گیا کہ جب کوئی خبر آتی ہی تو وہ اسکو فاش کر دیتے ہین بلکہ انکو چاہیے تھا کہ اہل استنباط سے
تاکہ وہی لوگ موافق استنباط کے ظاہر کرتے اس سے ظاہر ہی کہ بعض معاملات مین خاص اہل عقل و اجتہاد سے مشورہ کی ضرورت ہی اور عام لوگون
مین رائے نہین دیجائیگی لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ مغرور و متکبرون کی طرح عوام مسلمانون کو شرکت سے جھڑک دیا جاوے بلکہ انسے یہ اجازت
لیا جاوے کہ تمہارے معاملے مین ہمکو بہتری کا مشورہ کرنا منظور ہی جسمین عوام کی شرکت مناسب نہین ہی اسیطرح اگر کسی شخص کے متعلق اسکے پردہ کی بات مین کچھ
مشورہ ہو تو بھی اسیطرح کیا جائیگا کیونکہ عام طور پر اسکا عیب ظاہر کرنا ممنوع ہی اور صفوان بن محرز باہلی نے کہا کہ مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ
کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے تھا کہ ایک شخص نے آکر انسے عرض کیا کہ آپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کے روز نجوی کے بارہ مین کیونکر فرماتے تھے
ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی بندۂ مومن کو قریب کر کے اسپر کنف عزت کا
سایہ فرماویگا اور لوگون سے اسکو پوشیدہ کریگا پھر اس سے اسکے گناہونکا اقرار لیگا اور فرمائیگا کہ تو فلان فلان گناہ کو جانتا ہی یعنے تو نے گناہ اسطرح
کیے تھے وہ تجھے یاد ہی اسیطرح اس سے سب گناہون کا اقرار لیگا یہانتک کہ جب وہ اقرار کر چکے گا اور اپنے جی مین خیال کریگا کہ مین ہلاک ہوا تو اللہ تعالی
فرمائیگا کہ مین نے دنیا مین ان گناہون سے تیرا پردہ چھپایا اور آج مین تیرے لیے انکو بخشتا ہون پھر اسکا نیکیون کا نامۂ اعمال اسکو عطا کیا جائیگا رہے
منافقین تو انکے حق مین ملائکہ اشہاد اعلان سے پکارینگے کہ یہی لوگ ہین جنھون نے اپنے رب عزوجل پر جھوٹ باندھا تھا خبردار ہو جاؤ کہ ظالمون
پر اللہ تعالی کی لعنت ہی (امام احمد و بخاری و مسلم وغیرہ) پھر واضح ہو کہ اس زمانے کے مسلمانون کو اس مقام سے اور اسکے نظائر آیات سے کمال عبرت
و نصیحت حاصل کرنا چاہیے اور نفاق چھوڑ کر نور ایمان سے سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے کیونکر آداب عظیم سکھلائے جن سے مومنین مین باہم سچے بھائی
چارہ کا اتحاد رہے اور کسی کے دل مین دوسرے کی طرف سے میل تک نہ آنے پاوے اور یہ جب ہی ممکن ہی کہ اہل ایمان اپنے اخلاق درست کرین اور نفس کے
تسویلات چھوڑ دین اور زیور ایمان و آداب سے آراستہ ہون اسیطرح مجلس مین بیٹھنے کے متعلق آداب فرمائے بقولہ تعالی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ
ایمان والو جب تمکو کہیے کھل بیٹھو مجلسون مین تو کھل جاؤ اللہ کشادگی دے تمکو
وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
اور جب کہیے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو اللہ اونچے کرے انکے جو ایمان رکھتے ہین تم مین اور علم
دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝
بڑے درجے اور اللہ خبر رکھتا ہی جو کرتے ہو

یعنی اللہ تعالی اپنے بندگان مومنین کو آداب سکھلاتا ہی اور باہم مجلس کے آداب ارشاد فرماتا ہی یَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

Marfat.com

اذا قیل لکم تفسحوا فی المجلس فافسحوا یفسح اللہ لکم (اور جہان الفاظ ہین کہ اے ایمان والو جب تمسے کہا جاوے کہ تفسح کرو مجلس مین تو تفسح کرو اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے فسحت دیگا) فسحت کے معنے کشائش و فراخی ہین اور بعض قرأت مین تفسحوا کی جگہ تفاسحوا آیا ہے [illegible] نے کہا کہ اس صورت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مراد ہے اور اسکے موافق دیگر مجالس کا حکم ہوگا اور تفاسح الفاظ [illegible] وسعت دو اور اسکی یہ صورت ہے کہ مثلاً ایک مجلس مین لوگ جمع ہون اور وہان دو ایک آدمی آوین تو چاہیے کہ بیٹھنے والے [illegible] یعنی جگہ نکل آوے تفسحوا اسی بات پر دلالت کرتا ہے یعنے ذرا تکلف کے ساتھ ایسا کرو لیکن تکلف سے اس زمانہ کا منافقانہ برتاؤ مراد نہین ہے [illegible] مشہور ہے بلکہ عمداً خیال کرکے ایک کام کرنا جیسے یہان عمداً قصد کرکے سب بیٹھنے والے آہستہ آہستہ ہٹ جاوین تاکہ فراخی حاصل ہو [illegible] مہتمم یا سردار مجلس انکو حکم دے کہ فراخی اور وسعت دید و تو بھی کسیطرح کی ناگواری اپنے دل مین نہ لاوین اور شیطانی وسوسہ کو دل مین جگہ نہ دین کہ ہمکو ہماری جگہ سے اٹھا دیا گیا بلکہ یہ خیال کرین کہ اس سے سردار مجلس کی خوشی ہے اور ہمارے آنیوالے بھائیون کا دل خوش ہوگا پس نیک نیتی کیساتھ خود ہی خوش دلی سے جگہ فراخ کردین تاکہ اسکا یہ پھل پاوین جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے وسعت عطا فرمائیگا یعنے جیسے تم نے اپنے بھائیون کیواسطے وسعت دی تو اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے وسعت دیگا اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اسمین نکتہ یہ ہے کہ جس قسم کا نیک کام ہو اسی قسم کا نتیجہ ملتا ہے جیسے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کیواسطے مکان مسجد بنا دے تو اللہ تعالیٰ جنت مین اس کے واسطے مکان بناتا ہے کما فی الصحیح اور جیسے حدیث مین آیا کہ جو شخص اپنے قرضدار تنگدست پر آسانی و سہولت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت مین اسپر سہولت فرمائیگا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندے پر عون و عنایت کرتا ہے جبتک بندہ اپنے بھائی کی اعانت مین رہے (الصحیح) اور ابن جریر کی احادیث بکثرت ہین مترجم کہتا ہے کہ اسمین اہل اسلام کیواسطے بشارت عظیم ہے اور بہت آسان طریقہ ہے حتی کہ ہر قسم کی نیک مجالس مین جب نیک نیتی سے ایسا کرین تو امیدوار رہین کہ اللہ تعالیٰ انکے واسطے فراخی عطا کریگا اور یہ کچھ آخرت کیساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ دنیا مین بھی انکو ہر قسم کی فراخی ملیگی رزق و مکان و غیرہ سب چیزون مین کشائش ہوگی اور آخرت مین بھی فراخی ہے اگرچہ وہان کی نعمتون مین ہر نعمت فراخ ہے لیکن دنیا مین جب اس قسم کی فراخی حاصل ہو تو دیکھی کیساتھ وہان کی فراخی کا سامان کرینگے شیخ رح نے لکھا کہ قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ اس ایت کا نازل ہونا مجالس وعظ و ذکر کے حق مین ہے اور بات یہ ہوئی کہ لوگ جلدی کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین حاضر ہوتے تاکہ آپکے قریب جگہ نصیب ہو پھر اسکے بعد جب یہ لوگ کسیکو آتے ہوے دیکھتے تو اپنی جگہ چھوڑنے مین بخل کرتے اسلیے آنیوالے کو تنگی پیش آتی تھی پس اللہ تعالیٰ نے انکو حکم فرمایا کہ آپس مین ایک دوسرے کے واسطے وسعت دیدیا کرو سیوطی رح وغیرہ نے لکھا کہ یہی مجاہد و ضحاک سے منقول ہے اور ابن عباس و حسن بصری و یزید بن ابی حبیب نے کہا کہ یہ جہاد کے موقع پر حکم ہے اور بات یہ ہوتی تھی کہ جب جہاد کے واسطے صفین آراستہ کی جاتین تو صف اول کے واسطے جھگڑتے تھے اور ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ مین صف اول مین ہوتا کہ مجھکو شہادت اور جہاد کی فضیلت حاصل ہو پس دوسرون کے واسطے جگہ فراخ نہین کرتے تھے قرطبی نے کہا کہ ایت مین کسی مجلس کیساتھ مخصوص نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہر مجلس کے واسطے یہ حکم عام ہے جہان مسلمان کسی امر خیر و ثواب کے واسطے جمع ہوتے ہون خواہ وہ جہاد کی صف ہو یا وعظ کی مجلس ہو یا جمعہ کی نماز مین اجتماع ہو یا جماعت ہو اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث صحیح سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مسجد مین جو شخص جس جگہ مین پہلے ہو [illegible] حقدار ہے جواب یہ ہے کہ ہان اسکے تو فقط یہ معنی ہین کہ اسکو وہان سے کوئی دوسرا اٹھا نہین سکتا ہے لیکن خود اسکے واسطے یہ حکم ہے کہ [illegible] تاکہ ضیق کی وجہ سے دوسرے کو تکلیف نہو چنانچہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ مین صریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اسکے بیٹھنے کی جگہ سے نہ ہٹا دے تاکہ خود بیٹھے لیکن باہم فسحت و وسعت دید و (الصحیحین وغیرہ) اور شیخ رازی رح نے تفسیر مین کہا کہ [illegible] تمہارے واسطے فسحت کا وعدہ فرمایا تو یہ فقط جگہ سے مخصوص نہین ہے بلکہ جن چیزون مین آدمی کشائش چاہتا ہے سب کو شامل ہے مثلاً مکان [illegible] رزق مین فراخی چاہتا ہے اور ایمان کے لیے سینہ کا کشادہ ہونا چاہتا ہے اور قبر مین کشادگی چاہتا ہے حتی کہ جنت تک شامل ہے [illegible] مین فقط جگہ کی کشائش نہین سمجھے گا یعنے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو جو حکم دیا کہ مجالس مین وسعت دو تو فقط مجالس [illegible]

Marfat.com

مقصود ہی جس سے اُسکے دل کو راحت پہونچے اور اُسکے بہت طریقے ہین ازانجملہ یہ بھی ہی کہ جب وہ مجلس مین آوین تو
ابن کثیر نے لکھا کہ مقاتل بن حیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ جمعہ کو یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مسجد کے متعلق ایک چبوترہ تھا جہان وہ مہاجرین مومنین رہتے تھے جو ایمان کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ کر بھاگ آئے اور مدینہ مین
مسجد مین جگہ تنگ تھی پھر مہاجرین وانصار مین سے بعض وہ لوگ آئے جو بدر کے جہاد مین شریک تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُنکی بزرگی فرمائی ہی تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُنکی تکریم فرماتے تھے جب وہ لوگ آئے تو اُنھون نے دیکھا کہ لوگون نے مجلس تنگ کرلی ہی پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے
ہوے اور کہا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکا جواب دیا پھر اُن لوگون نے اہل مجلس کو سلام کیا اہل مجلس نے اُنکو جواب
دیا پھر جگہ کشادہ نکی تو وہ لوگ اسی امر کے منتظر کھڑے رہے کہ اب اہل مجلس جگہ کشادہ کردینگے لیکن کسی نے پروانہ کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر
جانا کہ یہ لوگ کیون کھڑے ہین اور کیونکر لوگون نے اُنسے بے پروائی کی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ امر شاق گذرا اور آپنے اہل مجلس سے جو بدری صحابی تھے
مجلس کو خطاب کیا کہ ای فلان اُٹھو اور ای فلان تم بھی اُٹھو یہانتک کہ آپنے قریب کے لوگون مین سے اسقدر بٹھا دیے جسقدر اہل بدر کے مہاجرین وانصار آئے تھے
اور یہ امر اُن لوگون پر شاق گذرا جو اپنی جگہ سے اُٹھائے گئے اور منافقون نے موقعہ پاکر اُنسے کہا کہ یہی تم لوگ کہا کرتے تھے کہ تمھارے صاحب تمیں عدل
کرنے مین یہ کون عدل ہی کہ ایک قوم نے مجلس مین اپنی جگہ اختیار کی تھی اور چاہا تھا کہ پیغمبر سے نزدیک ہون انکو اُٹھا دیا اور جو لوگ دیر کرکے آئے تھے اُن کو
وہان بٹھا لیا مقاتل نے کہا کہ ہمکو یہ خبر پہونچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس بندے پر رحم کرے جو اپنے بھائی کے واسطے
جگہ کشادہ کرے اسکے بعد صحابہ بہت جلدی اپنے بھائیون کے واسطے جگہ کشادہ کردیتے تھے اور یہ آیت جمعہ کے روز نازل ہوئی (رواہ ابن ابی حاتم) اور
عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے کوئی شخص جمعہ کے دن اپنے بھائی کو اُسکی جگہ سے نہ اُٹھاوے
بلکہ یون کہے کہ جگہ کشادہ کرو (رواہ الشافعی) ابن کثیر رحمہ نے کہا کہ اسکی اسناد بشرط سنن ہی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی کہ کوئی شخص دوسرے کو اُسکی جگہ سے اُٹھاکر خود وہان نہ بیٹھے ولیکن کشادگی دو اللہ تعالیٰ تمکو کشائش عطا فرمائیگا (رواہ احمد) اور دوسری
روایت مین اسطرح ہی کہ کوئی شخص دوسرے کے واسطے اپنی جگہ سے نہ اُٹھے آخر تک تفرد بہ احمد) اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ جیسے اُٹھانا جائز نہین ہی
تو اُسکی تعظیم کے لیے اٹھنا بھی نہین جائز ہی ابن کثیر نے لکھا کہ آنے والے کے لیے کھڑے ہوجانے مین علما کا اختلاف ہی بعض نے کہا کہ یہ مباح ہی بدلیل اس
حدیث کے کہ جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ قوموا الی سیدکم یعنے اپنے سردار کی جانب
اُٹھو بعض علما نے اس سے منع کیا اور اس دلیل سے حجت لی کہ حدیث مین آیا ہی کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اُسکے واسطے لوگ کھڑے ہون تو
اپنا ٹھکانا بنا دے مترجم کہتا ہی کہ اُنھون نے فریق اول کا یہ جواب دیا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بیمار تھے تو حدیث کے حکم سے یہ غرض تھی کہ کھڑے
ہونا مکروہ ولیکن یہ تاویل رد کردی گئی کہ اگر یہی منشا ہوتا تو جو لوگ اُنکے ساتھ آئے تھے وہی اس کام کے واسطے کافی ہوتے اور دوسرے فریق کی دلیل مین بھی مناقشہ
ہی بادشاہون اور جبار کافرون کا طریقہ مذموم فرمایا جنکے تخت کے گرد لوگ ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے تیسرے فریق نے درمیانی طریقہ اختیار کیا
کہ کھڑا ہونا ایسے وقت مین جائز ہی جب کوئی شخص سفر سے آوے یا حاکم ہو تو جس جگہ وہ والی ہی وہان اُسکے واسطے وہ کھڑا ہوجاوے جیسے سعد بن معاذ
کے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو حکم دیا تھا اور یہ اسیو اسطے تھا تاکہ انکا حکم خوب نافذ ہو واللہ تعالیٰ اعلم اور اگر کھڑا ہونا ایک
طریقہ پر مستحب ہو تو یہ ممنوع ہی کیونکہ یہ عجم کا طریقہ ہی اور سنن مین ثابت ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا پھر
جب آپ آتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم آپکے واسطے کھڑے نہین ہوتے تھے کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ آپ اسکو مکروہ رکھتے ہین اور سنن مین یہی تو ادب ہی
جو مجلس کی یہ شان تھی کہ آپ مجلس مین جہان پہونچتے ہین بیٹھ جاتے ولیکن جہان آپ بیٹھتے آپ ہی صدر مجلس ہوتے تھے پس صحابہ رضی اللہ عنہم
بھی چنانچہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ آپکے دائین بیٹھتے اور عمر رضی اللہ عنہ آپکے بائین بیٹھتے تھے اور غالبًا آپکے سامنے

Marfat.com

عثمان رضی اللہ عنہما بیٹھتے کیونکہ یہ دونون وحی بھی لکھا کرتے تھے اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ [illegible]
کہ تم لوگون مین سے وہ لوگ مجھسے قریب رہین جو صاحبان علم وعقل ہین پھر جو اُنکے بعد ہین پھر جو اُنکے بعد ہین کیونکہ بعد ہین
آنیوالے دین یہ لوگ اُسکو بخوبی سمجھ لین کیونکہ بعد آپکے یہی لوگ دین کے پھیلانے والے اور حفاظت کرنے والے تھے یہان
اصحاب بدر آئے تھے تو آپنے اُنکے بیٹھنے کے واسطے دوسرونکو اُٹھا دیا تھا اور یہ بھی وجہ تھی کہ اہل بدر کے اکرام مین ان لوگون نے
اور اسمین لوگونکو یہ طریقہ بھی تعلیم فرمایا کہ امام کے پاس وہ لوگ قریب رہین جو افضل ہون اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ [illegible]
ہمارے مونڈھے آپسمین ملاتے اور فرماتے کہ ٹھیک مستوی رہو اور مختلف مت ہو کہ تمھارے دلون مین پھوٹ پڑجائے اور تم مین سے [illegible]
وعقل ہین وہ مجھ سے نزدیک رہین پھر وہ لوگ رہین جو اُنکے قریب ہین پھر وہ لوگ جو اُنسے قریب ہین ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر [illegible]
لوگ سخت مختلف ہو (رواہ احمد ومسلم وابوداؤد والنسائی وغیرہ) غرضکہ اس حدیث مین درجہ بدرجہ اصحاب معرفت وعقل کو مقدم کیا اور [illegible]
بارہا اسکو مدلل بیان کردیا کہ عقل سے وہی مراد ہی جو نور ایمان ومعرفت سے حاصل ہوا ورحواس کی خوبی مراد نہین ہی کیونکہ یہ کافرون مین [illegible]
زیادہ ہوتی ہی کیونکہ یہ تو جسم کی پرورش کے واسطے دنیا زیادہ حاصل کرنے مین کام آتی ہی اور کافرون کا یہی منشا ہوتا ہی اور اللہ تعالی نے [illegible]
الرجس علی الذین لایعقلون یعنی کفر وشرک کی پلیدی کو اللہ تعالی اُنھین لوگون پر ڈالتا ہی جو عقل نہین رکھتے ہین پس معلوم ہوا کہ اہل کفر وشرک مین عقل نہین ہوتی
اور قیامت مین کفار صریح اسکا اقرار کرینگے جب جہنم مین ڈالے جاوینگے چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا قالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر یعنی
جواب دینگے اگر ہم لوگ سنتے یا عقل رکھتے ہوتے تو جہنمیون مین نہوتے پس معلوم ہوا کہ اہل کفر مین عقل نہین ہوتی ہی بلکہ حواس کی تیزی ہوتی ہی والسلام
کہ بیان مذکورہ بالا سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین اہل معرفت اصحاب کرامت درجہ بدرجہ متواتر معروف تھے چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ
سے صریح روایت ہی کہ ہلوگ یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ کہا کرتے تھے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر
ہین پھر عمر ہین پھر عثمان ہین یعنی اسیطرح درجہ بدرجہ بیان کیا کرتے تھے اور یہ بات بخوبی ظاہر ہی کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی
تعمیل کیونکر ہوتی جسکا یہ منشا ہی کہ جو سب سے زیادہ عاقل ہین وہ مجھسے قریب رہین پھر درجہ بدرجہ صف بستہ ہون کیونکہ لوگ یہی کہتے کہ یا حضرت ہمکو تو
معلوم نہین کہ کون لوگ زیادہ عارف عاقل ہین جو آپسے قریب رہین بلکہ سب پہچانتے تھے لہذا اُسکو تعمیل کرتے تھے اور اُسمین کوئی تکبر نتھا بلکہ حقیقت
شرع کی تعمیل تھی اور وہ لوگ نفاق سے بہت دور رہتے تھے کیونکہ نماز مین افضل کو مقدم کرنیکا حکم ہی پھر اگر ہر شخص لکھنؤ کا سا منافقانہ تکلف برتے
کہ حضرت آپ ہی آگے بڑھیے اور مین کچھ چیز نہین ہون یہ تو آپ کا صرف حسن ظن ہی تو ایسی بیہودگی سے حکم شریعت معطل ہوجائے اور فساد برپا ہو چنانچہ آثار صحیحہ
مین صریح آیا ہی کہ اُس زمانہ کے لوگ امامت نماز کے واسطے مدافعت کرینگے یعنے ایک دوسرے کو ڈھکیلیگا کہ آپ ہی آگے بڑھیے یہ حدیث اگرچہ [illegible]
اب اسکی اسناد صحیح ہونے مین کیا شک باقی رہا جبکہ ہمنے آنکھون دیکھ لیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور یہ آثار قیامت اُسوقت نہ تھے پس ثابت ہوا
رضی اللہ عنہم آپسمین مراتب بزرگی کو درجہ بدرجہ پہچانتے تھے اور یہ امر کثرت صحابہ سے متواتر تھا پس روافض وخوارج کا خیال نفسانی [illegible]
اپنے جی سے گڑھا ہی سب باطل ہوگیا اور اُنکی ہدایت کے واسطے یہی ایک دلیل کافی ہی لیکن افسوس تو یہ ہی کہ ان لوگون نے تقریر [illegible]
چھوڑکر کافرون کا یہ اعتقاد کیا کہ تقدیر کوئی چیز نہین ہی بلکہ جیسا کرو ویسا ہوجاوے اور اُس سے یہ نتیجہ نکالا کہ چاروں خلفاء [illegible]
اچھے تھے پیچھے اُنکے اعمال بُرے ہوے تو بُرے ہوگئے اور اگر اُنسے پوچھا جاوے کہ وہ کون اعمال ہین جنکو تم بُرے [illegible]
کہا کہ حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون سے قصاص نہین لیا اور [illegible]
اپنی رائے سے باتین گڑھین اور یہ سب صریح بدبختی ہی کہ خواہ مخواہ اپنے نفس کی ہٹ پر چلے اور قطعیات آیات [illegible]
اگر کچھ بھی عقل ہی تو وہ پہچانتا ہی کہ نفس ہمیشہ شیطانی وسوسات وفکر کو قبول کرکے آدمی کو گمراہ کرتا ہی [illegible]

Marfat.com

[illegible] کا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین اسطرح ترتیب کا حکم فرمایا کہ پہلے عقلاء اہل معرفت ہون پھر علماء ہون علی الایہا
[illegible] دوسرے مجالس نیک مین بدیہۂ اولی یہی ترتیب رکھنی چاہیے اور حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مین آیا کہ رسول اللہ
[illegible] کہ صفون کو ٹھیک قائم کرو اور مونڈھے ٹھیک برابر رکھو اور صف مین جہان خلل ہو اسکو بند کرو اور اپنے بھائیون کے ساتھ نرمی رکھو
[illegible] چھوڑو یعنی مونڈھے سے مونڈھا ملا رہے کیونکہ یہ خالی جگہین شیطان کی ہین اور جسنے صف کو ملایا اسکو اللہ تعالی ملاتا ہی اور جسنے صف کو توڑا
[illegible] تعالی توڑتا ہی (رواہ ابوداؤد) اسیواسطے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جب صف اول پر پہونچتے تو وہان سے عامی آدمی کو پیچھے ہٹا دیتے اور
خود صف اول مین داخل ہو جاتے اور یہ اسی حکم کی پابندی تھی کہ امام سے اہل عقل و تقوی قریب ہین پھر واضح ہو کہ مجلس مین جہان کوئی شخص اپنے قرینہ سے
بیٹھتا جب وہ وہان سے اٹھ جاوے اسطرح کہ پھر وہ آنیوالا ہو تو یہ نہین چاہیے کہ وہان دوسرا شخص آکر بیٹھ جاوے اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس شریف مین بیٹھے تھے کہ اتنے مین تین شخص آئے اور ایک نے حلقہ مین ذرا سی جگہ خالی پائی تو وہ اسمین کھسکر بیٹھ گیا اور دوسرے نے
جگہ نہ پائی تو وہ لوگون کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پیٹھ پھیر کر چلا گیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا مین ان تینون آدمیون کے حال سے تمکو آگاہ کرون
[illegible] اول کا حال یہ ہی کہ اسنے اللہ تعالی کی جناب مین جگہ چاہی تو اللہ تعالی نے اسکو جگہ دی اور دوسرے نے اللہ تعالی سے شرم کی تو اللہ تعالی نے
[illegible] شرم کی اور تیسرے نے منھ پھیرا تو اللہ تعالی نے اس سے اعراض فرمایا یعنی اس رحمت سے محروم فرمایا حدیث صحیح اور حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
[illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو حلال نہین ہی کہ دو آدمیون کے درمیان تفریق کرے مگر جبکہ اُنسے اجازت لے لے (احمد و ابوداؤد
[illegible] وقال حسن) یعنی اگر دو شخص قریب بیٹھے ہون تو تیسرے شخص کو یہ حلال نہین ہی کہ وہ آکر اُن دونون کے بیچ مین بیٹھ جاوے مگر جب کہ دونون سے
[illegible] اجازت لے لے تو جائز ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ حکم اپنی حالت پر عام ہی کیونکہ اگر یہ دونون اپنے درجہ کے موقع پر نہون تو موافق تاویل ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
[illegible] کے ایکبارگی دونون کو وہان سے ہٹا دینا جائز تھا اور یہان ممانعت یہ ہی کہ دونون کے بیچ مین نہ بیٹھے حتی کہ اگر تیسرا آنے والا ایسے لوگون مین سے
[illegible] کہ انکو اول صف مین بیٹھنا چاہیے تو یہان اُن دونون کے بیچ مین بلکہ اُنکی صف مین بیٹھنا خود اُسکی خطا ہی جبکہ وہ اگلی صف مین بیٹھ سکتا ہو
[illegible] کہ جب حجاج ثقفی وغیرہ ظالمون نے سلطنت غصب کی تو ان جاہلون نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکریم و تعظیم ضائع کی اور طریق سنت کے آداب
[illegible] اسکے بعد ہمیشہ زمانہ مین فساد بڑھتا گیا اسیوجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مسلمانون مین یہ ادب ایسا مفقود ہو گیا ہے کہ اگر کسی مسلمان کو عیدگاہ یا مسجد جمعہ
[illegible] اسکی جگہ سے ہٹا دیا جاوے تو شاید وہ لڑنے پر آمادہ ہو اسیوجہ سے اہل علم نے اس ادب سے چشم پوشی کی کیونکہ اسکی وجہ سے فتنہ شدید پیدا ہوتا ہی
[illegible] اسوقت جائز ہو سکتا ہی جب پہلے جاہلون کو اس ادب سے آگاہ کر دیا جاوے لیکن تم دیکھتے ہو کہ اس زمانہ مین جو لوگ واعظ ہین اول تو وہ
[illegible] ہوتے ہین مگر اپنی ضرورت کے لائق کچھ باتین سیکھ لیتے ہین اور اسمین بہت سی جھوٹی باتین [illegible] کیطرف منسوب کرتے ہین اور اصلی غرض اُنکی یہ ہوتی ہی
[illegible] خدا سے کچھ روپیہ حاصل کرین تو وہ کیونکر ایسی باتین سکھلا سکتے ہین جس سے عوام برافروختہ ہون علاوہ اسکے وہ خود بے ادب ہین تو آداب
[illegible] سکھلا سکیے بلکہ روپیہ کمانے کی نیت سے وعظ کہنا خود حرام اور شیطانی نیت ہی تو ایسے شخص سے ایسا نیک کام کیونکر صادر ہو سکتا ہی بلکہ لازم
[illegible] لوگون سے شیطان کوئی باریک فتنہ پیدا کرے جس سے لوگ خود بھی واقف نہون اللہ تعالی جل شانہ اہل اسلام کو ہدایت و توفیق عطا
[illegible] بات کی تفسیر یہ ہی کہ جو احادیث بیان ہوئین اُنکے آداب کے موافق مجلس مین جب یہ کہا جاوے کہ اپنے اپنے موقع پر بیٹھو اور جگہ کشادہ کرو
[illegible] جگہ کشادہ کرو کہ اللہ تعالی تمکو دنیا و دین کے معاملات مین فراخی و کشایش عطا فرماوے گا وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا
[illegible] تم اُٹھ بیٹھو تو اُٹھ بیٹھو فانشزوا جمہور کی قرارت مین بکسرۂ شین ہی اور بضمہ بھی مشہور قرارت ہی اور دونون کے
[illegible] حسن بصری نے کہا یعنی جب تم سے کہا جاوے کہ جہاد کے لیے اُٹھو تو اُٹھ کھڑے ہو قتادہ نے کہا

Marfat.com

مرتبک کی طرف بلائے جاؤ تو قبول کرو مقاتل رح نے کہا کہ جب نازل ہوا [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مین یا مجلس مین ہوتے تو ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ سب سے آخر تک حضور
وسلم کو دشواری ہوتی تھی کیونکہ آپکو بعض ضرورتون کی حاجت ہوتی تھی لہذا حکم دیا گیا کہ جب تم سے حضور
اقوال مین کچھ اختلاف نہین ہی بلکہ ہر ایک نے ایک مثال بیان کی اور مراد یہی ہی جو قتادہ رح نے کہا کہ جب کسی نیک کام
کے ساتھ اٹھ کھڑے ہو یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بلند فرماتا ہی تم مین سے درجات اُن لوگون کے جو لوگ ایمان لائے ہین اور جو صاحبان علم ہین اور اللہ تعالی خوب جانتا ہی جو تم کرتے ہو
واُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمان برداری کرتے ہین اور اپنے نفس کو دخل نہین دیتے مثلاً اُنسے کہا جاتا ہی کہ مجلس مین
جہاد وغیرہ نیک کام کی جانب اُٹھو تو وہ حکم کی تعمیل کرتے ہین پس اللہ تعالی اُنکے درجات بلند کرتا ہی خاصکر انمین سے جو لوگ اہل
خاص بلند ہین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آیت مین معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی تم مین سے مومنون کو بلند فرماتا ہی اور تم مین سے اہل
درجات عطا فرماتا ہی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جو لوگ ایمان نہین لائے ان پر اہل ایمان کے درجات بلند فرمائے اور اہل
جو عالم نہین ہوے اُنپر عالمون کے درجات بلند فرمائے مترجم کہتا ہی کہ اس معجز کلام مین نہایت لطافت ہی اور اسکا بیان یہ ہی کہ جو لوگ ایمان
انکی منزل جہنم ہی اور یہ بات معلوم ہی تو انسے اہل ایمان کا درجہ جو کچھ بلند فرمایا وہ کم سے کم یہ ہی کہ جنت دی جاوے اور تکو معلوم ہی کہ جہنم سے جنت کا
پھر قیاس کرلو کہ درجات کی بلندیان کیسی بے انتہا عروج کے ساتھ ہین یعنے درجہ کا تفاوت آسمان وزمین کا تفاوت نہین ہی بلکہ اس سے بھی بڑھکر
جنت کا تفاوت ہی اور یہان سے معلوم ہوا کہ عوام سے اہل علم کے درجات مین کسقدر تفاوت ہوگا کہ جو قیاس مین نہین آسکتا ہی اور یہان دوسری انتفا
یہ ہی کہ اگر اہل ایمان اور انمین سے علما کا تفاوت بیان کیا جاتا تو بسا اوقات عرب کے بدو لوگ بوجہ اپنی ابتدائی نادانی کے اسلام قبول کرنے سے باز رہتے
کہتے کہ اس شخص کے دین مین کیا داخل ہون کیونکہ وہ تو معالی درجات کو فقط علما کے واسطے بیان فرماتا ہی اور یہ بات معلوم ہی کہ ہر شخص کو علم حاصل کرنے کی
استعداد نہین ہوتی ہی پس اکثر اعراب مین انکی ہمت عالی اور حمیت جاہلانہ دونون ملکر انکو ایمان لانے سے روکتی تھین اور اللہ تعالی نے اس شان اعجاز
اس معجز کلام موجز مین جمع فرمایا جس سے مومنون کو جو عالم نہون اپنے درجات عظیمہ پر اطلاع ہوئی کہ جو ایمان نہین لائے وہ قطعاً اسفل السافلین مین
تو اُنپر ایمان لانے والون کے درجات اعلی علیین تک بلند ہین پھر اس لطیف کلام سے علما نے خود سمجھ لیا کہ عام مومنین پر علما کے درجات اسیقدر بلند ہین
جسقدر بے ایمانون پر اہل ایمان کے درجات بلند ہین واللہ سبحانہ تعالی اعلم اور اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم فقط اللہ سبحانہ تعالی کا عطیہ ہی جسکو چاہتا ہی
عطا فرماوے اسیواسطے اوتوا العلم فرمایا یعنے علم عطا کیے گئے اور یہ عین معارف الٰہیہ ہین جو قرآن مجید حدیث شریف کے بعنایت الٰہی حاصل ہوتے ہین
اسکے سوائے اگر کوئی شخص اپنے زعم مین علم معقولات حاصل کرے تو وہ ہرگز اسمین داخل نہین ہی اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہان علما سے
علما مراد ہین جو قرآن مجید واحادیث شریفہ کا علم رکھتے ہون اور قدر ضرورت مراد نہین ہی اسواسطے کہ مومنین بھی لامحالہ قدر ضرورت
ایمان جب ہی ٹھیک ہوگا جب اُسکو اعتقادات معلوم ہون اور ضروریات دین کے فرائض وواجبات ومحرمات معلوم ہون پس
قرآن وحدیث کے عالم ہونگے جو دین مین مومنون کو راہ مستقیم کی ہدایت کرتے رہین شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اس آیت مین اللہ تعالی نے
لطیف آگاہی عطا فرمائی اور مکر نفس وشیطان سے انکو بچایا یعنے پہلے یہ حکم دیا تھا کہ آپس مین بھلکر ایسی گفتگو نہ کرو جسمین نفس کی
کہا جائے کہ جگہ کشادہ کرو تو فوراً اپنے بھائیون کیواسطے جگہ کشادہ کردو اور جب تکو حکم دیا جاوے کہ نیک کام کیواسطے اٹھو تو فوراً مستعدی سے
نفس وشیطان کے وسوسے سے بھی یہ خیال نکرنا کہ ایسا کرنے مین تمہاری اہانت ہی یا تمہارے حسن میں نقص ہی بلکہ ایسا کرنا اللہ تعالی
اور اللہ تعالی ذرہ برابر نیکی بھی ضائع نہین فرماتا ہی بلکہ دنیا وآخرت مین اسکا ثواب عظیم عنایت فرماتا ہی چنانچہ ابعد کی

ملاقات کی اور حضرت عمرؓ نے
اپنی طرف سے کسکو خلیفہ چھوڑا ہی نافع نے کہا
کو امیر خلیفہ مقرر کر دیا ہی یہ
کے آزاد کیے ہوے لوگون مین سے ہی حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیا تو نے
کو امیر سردار کر دیا ہی نافع رضہ نے
(کتاب اللہ کی قاری ہی ہے عالم ہی) اور علم فرائض جانتا ہی اور وعظ کہتا ہی تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آگاہ رہو کہ تمھارے
اللہ تعالیٰ اس کتاب مجید سے ایک قوم کو بلند فرماویگا اور دوسرون کو پست کریگا (امام احمد و مسلم وغیرہ) اور فضیلت علم و علما کے بارہ مین
(ع) اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین عالمون کے واسطے جیسی خصوصیت بیان فرمائی ایسی کسی آیت مین
جب اس آیت کو پڑھتے تو فرماتے کہ اے لوگو اس آیت قدسی کو اچھی طرح سمجھو تاکہ تمکو علم کی رغبت عظیم حاصل ہو (س ف) مترجم کہتا ہی کہ
شاد مین نے اوپر بیان بھی کیا ہی اور سمجھنے کے لیے اسیقدر کافی ہی واللہ تعالیٰ ہو الموفق خطیب رحمہ نے سراج مین لکھا کہ علما کے مفسرین
تعالیٰ نے کہا کہ اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے مخلوقات مین سے مومنین کو کفار و مشرکین پر رفعت دی جو مومنین نہین ہوتے ہین پھر مومنین مین سے علما
دی معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ اُن بندون کے درجات بلند فرماتا ہی جو علم دیے گئے ہین اُن مومنون پر جو علم نہین دیے گئے جبکہ حکم کے موافق عمل کرین اہل تفسیر
کہ اس آیت سے علما کی فضیلت عظیم ظاہر ہوتی ہی اور اس بارہ مین آیات و احادیث کثیرہ ہین پھر ہر ایک کا حوالہ دیا کہ ہمنے دوسری کتاب مین بیان
ابن کثیر نے کہا کہ ہمنے ابتداے شرح صحیح بخاری کتاب العلم مین بیان کیا ہی سوائے خطیب کے کہ انھون نے ایک جزء بیان کیا جسکا ترجمہ
ہی مع بعض زوائد کے اور یہی ترجمہ مین مناسب ہی (ف) آیات قال اللہ تعالیٰ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ
اللہ تعالیٰ نے کہ کوئی الوہیت والا نہین ہی سوائے اسکے اور ملائکہ نے اور صاحبان علم نے درحالیکہ قائم بعدل ہی ۔ھ۔ اسمین اللہ تعالیٰ نے الوہیت
پھر ملائکہ پھر عالمون کی گواہی لی اور جیسے الوہیت اعظم و اجل ہی تو اُسکے گواہ بھی اکرم و اجل ہین امام غزالی رحمہ نے کہا کہ اس آیت مین جو
فضیلت و جلالت و نبالت ہی بہت وافی ہی قال اللہ تعالیٰ یرفع اللہ الذین آمنوا الآیۃ جو اس مقام کی تفسیر مین مذکور ہی غزالی رحمہ نے لکھا کہ حضرت
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ علما کے لیے مومنین پر سات سو درجات بلند ہین ہر دو درجہ کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہی ۔ھ۔ قال تعالےٰ
الذین یعلمون والذین لا یعلمون بھلا برابر ہوتے ہین وہ لوگ جو جانتے ہین اور وہ جو نہین علم رکھتے ہین ۔ھ۔ یعنی عالم اور بے علم بھلا کبھی برابر
یعنی ایسا نہین ہی قال وقل رب زدنی علما۔ کہا اے رب زیادہ دے مجھے علم ۔ھ۔ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہی کہ اسطرح دعا کرین
کہ دنیا و دولت و جمیع ثروت مین سے کسیکی نسبت آنحضرت کو طلب کرنے کا حکم نہین دیا اگر علم کی نسبت حکم دیا کہ اور زیادہ طلب کرین تعام
علمون نے اصحاب کہف وغیرہ کا حال پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے آپکو آگاہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ جب کسی کام کو کہنا ہو تو یون نہ کہیے کہ کل یہ
یون کہیے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل کرونگا اور یہ دعا تعلیم فرمائی کہ رب زدنی علما یہان یہ بھید ہی کہ اصحاب کہف کا قصہ فقط جیسے عوام سنتے ہین
اس سے اسرار معرفت و شان الوہیت و مواقع قبولیت دیکھتے ہین کہ جب اصحاب کہف نے سب چھوڑا تو حق تعالیٰ نے انکو قبول فرمایا
ہی اور رد نہین جانا کہ کیونکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی فرمائی کہ آپنے فرمایا۔ الا ان الدنیا ملعونۃ و
ملعون ہی سوائے ذکر الٰہی و عالم اور علم پڑھنے والے
تعالیٰ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ اللہ تعالیٰ سے اُسکے بندون مین سے وہی بندے ڈرتے ہین جو عالم ہین ۔ھ۔ مترجم
تعالیٰ صاحب علم و اشرف ہی کیونکہ خشیۃ بعد معرفت شان الوہیت جل جلالہ ہی پس جب کسی عالم مین دیکھو کہ اسکو رب عزوجل سے
اصل ہی اور اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم قال تعالیٰ قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب یعنی ان منکرونسے
ہی اور رسالت مین گواہ ہونے کو اللہ تعالیٰ کافی ہی اور وہ بندہ جسکے پاس علم الکتاب ہی ۔ھ۔ یعنی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے رسالت پر بھی عالم کو گواہ لیا جیسے اپنی الوہیت پر علما کو گواہ لیا تھا قال تعالیٰ [illegible]
جملہ تھا اُسنے کہا کہ میں اُسے آپکے پاس لیے آتا ہوں الخ۔ یہ موقع وہان ہے جہان سلیمان علیہ السلام نے تخت بلقیس کا [illegible]
شخص کو جنی یا انسی وغیرہ کسی لقب سے موسوم نہین فرمایا بلکہ اسکی یہ صفت فرمائی کہ اُسکے پاس علم کتاب تھا کہ لوگون کا [illegible]
کرامت لوہیہ یا تھا مترجم کہتا ہے کہ یہ فضیلت جمیل ہے پھر یہان ایک لطیف نکتہ بھی ہے جسکو ضرور سمجھکر حفظ رکھنا چاہیے [illegible]
سخت سے نجات ہو بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو کئی جگہ انبیا علیہم السلام مین ذکر کیا جیسے [illegible]
سلیمان و داؤد علیہما السلام کے ساتھ مین دنیاوی سلطنت جمع فرمائی تھی تو انکا حال اس شان سے بیان فرمایا جسمین [illegible]
اہل ایمان کو نجات رہے اور جسمین ایسے فتنے پیش آوین تو انمین آیات سے عبرت و نصیحت حاصل ہو بیان مفصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان [illegible]
دو باتین ظاہر فرمائین اوّل یہ کہ سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر عارف اور آخرت سے عالم تھے اور انکو معرفت الٰہی و علمت بشان [illegible]
دوم یہ کہ دنیا کے سامان پیدا کرنے مین شیاطین متمرد انکے تابع کیے گئے تھے تو اسمین اشارہ ہے کہ آخرت کے لیے جدا بندے ہین اور دنیا کے لیے جدا ہین
قال تعالیٰ قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب یعنی کہدے کہ میرے اور تمھارے درمیان اللہ تعالیٰ شاہد ہونے کو کافی ہے اور وہ
عالم جسکے پاس علم کتاب ہے۔ ۱۲۔ اسمین اللہ تعالیٰ نے نبوت پر اپنے ساتھ عالم بندون کو گواہ لیا قال تعالیٰ وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ
خیر لمن آمن وعمل صالحا یعنی جن لوگون کو علم عطا کیا گیا تھا اُنھون نے کہا کہ تمھاری خرابی ہو اللہ تعالیٰ کا ثواب اُسکے حق مین بہتر ہے جو ایمان لایا
اور نیک کام کیے ۱۲۔ اس آیت مین آگاہ فرمایا کہ آخرت کی قدر و عظمت اُسیکو معلوم ہوتی ہے جو علم رکھتا ہو اور ایمان کی پہچان یہ ہے کہ کم سے کم اسکے نزدیک
سے آخرت زیادہ پسندیدہ ہو وقال تعالیٰ تلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون یہ مثلین ہین کہ جنکو لوگون کے واسطے ہم بیان فرماتے
ہین انکو کوئی نہین سمجھتا سوائے اُن لوگون کے جو عالم ہین۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب الٰہی اور معانی آخرت کو وہی سمجھتے ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے
علم دیا ہے وقال تعالیٰ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم الآیہ اس آیت سے ثابت ہے کہ جو کچھ واقعات ہون انکو پیغمبر علیہ السلام کے بعد
علما کے سامنے پیش کرنا واجب ہے تاکہ وہ لوگ استنباط سے حکم نکالین اور اس صورت مین ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم حاصل ہونے کے واسطے
علما اور مجتہدین علیہم السلام کے ساتھ ملا دیا اگر کہا جاوے کہ پیغمبر جو کچھ حکم دیتے ہین وہ وحی یقینی ہوتا ہے اور عالم فقط اجتہاد کرتا ہے جسکا صحیح ہونا
ضرور نہین ہے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے عالمون کو یہ فضیلت عطا فرمائی کہ اجتہاد سے جو کچھ حکم نکالین اُسکا ٹھیک ہونا کسیطرح یقینی معلوم
ہو سکتا ہے جبکہ اجتہاد صحیح ہو پھر اُسپر عمل کرنے سے ثواب عطا فرمایا اور استنباط سے اصل مقصود یہی تھا قال اللہ تعالیٰ لقد جئناہم بکتاب فصلناہ
علی علم اسمین بھی کتاب کی تفسیر کو علما کے حوالہ کیا اور اس باب مین آیات بکثرت وارد ہین اور اس سے زیادہ احادیث بکثرت ہین انمین سے
بعض احادیث بطور نمونہ کے لکھی جاتی ہین اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین یعنی جس بندے کے
حق مین اللہ تعالیٰ تبہری چاہتا ہے اُسکو دین مین فقیہ کر دیتا ہے (صحیح) دوم حدیث مین ہے کہ انبیا کے وارث علما ہین یہ بات معلوم ہے کہ نبوت سے بڑھکر
کوئی مرتبہ نہین ہے پس جو شخص اس مرتبہ کا وارث ہو اس سے بڑھکر کسی کا رتبہ نہوگا سوم حدیث سے ثابت ہے کہ عالم کے واسطے سب چیزین آسمان
اور زمین مین ہین مغفرت مانگتی ہین اسمین غور کرنا چاہیے کہ اس سے بڑھکر کیا مرتبہ ہوگا کہ عالم کے واسطے آسمانون اور زمین کے ملائکہ مغفرت
چہارم روایت ہے کہ علم و حکمت سے شرف کا مرتبہ بڑھتا ہے اور ملوک کا مرتبہ یہانتک بلند ہوتا ہے کہ وہ شاہانہ مجلس مین بیٹھتا ہے غرض اس
تمہید سے پھر قیاس کرو کہ آخرت مین کیسا مرتبہ اعلیٰ ہوگا مترجم کہتا ہے کہ شاہانہ مجلس سے یہ غرض نہین ہے کہ دنیا مین بادشاہون کے بندے کے
بلکہ یہ معنی ہین کہ اہل ایمان دل سے اُسکے تابع ہونگے روایت ہے کہ ری مین ایک مرتبہ ہارون رشید خلیفہ عباسی آیا تھا کہ
ایوانہ پر بیٹھی تھین کہ ناگاہ شہر مین شور ہوا اور لوگ فوجا فوج نکلکر باہر جانے لگے تو بیگمات مین سے ایک بیگم نے چوبدار سے کہا

خراسان سے ایک عالم آیا ہی جسکا نام عبداللہ بن المبارک مروزی ہی اُسکی زیارت کے واسطے لوگ اسطرح دوڑے جاتے ہین یہ سنکر اُسنے کہا
کہ بیشک بادشاہی اسیکا نام ہی کہ لوگ دل سے اُسکے تابع ہین بخلاف ہارون رشید کے کہ یہ زبردستی لکڑی کے زور سے اپنی طرف بلاتا ہی اسیطرح ایکمرتبہ ہشام
ابن عبدالملک نے جو بنی امیہ مین سے زبردست بادشاہ تھا ایک شخص سے پوچھنا شروع کیا کہ مکہ مین کس شخص کی سرداری ہی اور مدینہ مین کس
شخص کی سرداری ہی غرضکہ اسنے خراسان و مصر تک تمام ملکون کا حال دریافت کیا اور بنی امیہ کے زمانہ مین سرحد تاتار سے لیکر سرحد فرانس تک
اسلامی بادشاہت تھی جو آج متفرق بکثرت سلطنتین ہین الغرض دریافت سے اُسکو معلوم ہوا کہ تمام شہرون مین جہان جہان علمائے متقین سردار ہین سب
اُن لوگون کی نسل سے ہین جو آزاد کیے گئے تھے سوائے بہت قلیل کے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ یہ لوگ علم ہی سے سردار ہوگئے تھے اور چونکہ اُس زمانہ مین
لوگ سچے مسلمان تھے جو آخرت کو برحق جانتے تھے اسوجہ سے وہ ان پرہیزگار عالمون کو اپنا امام بناتے تھے پھر جب سے مسلمانون نے دنیا اختیار کی تو یہ بات
جاتی رہی بلکہ اس زمانہ مین رئیس کے مقابلے مین شریف عالم کی بھی وقعت نہین سمجھتے ہین کیونکہ ہر چیز اپنی جنس کی جانب رجوع کرتی ہی پس ان دنیا
چاہنے والونکی رغبت رئیس کی جانب زیادہ ہی جسکے پاس دنیا ہی واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ صحیح حدیث مین ہی کہ منافق مین دو خصلتین جمع نہین ہوتی ہین ایک نیک
خلقی اور دوم دین مین فقیہ ہونا اس حدیث صحیح کو امام ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہی اور اس سے یہ بات ظاہر ہی کہ جو شخص فقیہ ہو اُسکا چال چلن
فقہ کے موافق ہوگا اور اُسکو حسن خلق لازم ہی پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ نفاق سے پاک ہوگا امام غزالی رحمہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ شک کرے
کہ اس زمانہ مین بعضے فقہا ایسے ہین کہ دنیا کے واسطے عوام پر جال پھیلائے ہین اور یہ نفاق ہی پھر حدیث مین کیا معنے ہوے جواب یہ کہ اسکو شبہات نہین
کرنا چاہیے کیونکہ یہ فقہ نہین ہی جو اُسنے خیال کی بلکہ فقہ کے معنی ہم آیندہ بیان کرنیوالے ہین اور کم سے کم فقہ کا یہ مرتبہ ہوتا ہی کہ اُسکے نزدیک دنیا سے آخرت
بہتر ہو اور جب یہ معرفت اُسکے دل مین جم جاتی ہی اور سچی ہوتی ہی تو وہ نفاق و ریاکاری سے بچ جاتا ہی متمم کہتا ہی کہ فقیہ کے معنے سمجھنا اس زمانہ مین عوام
کو بہت مشکل ہی کیونکہ درحقیقت فقیہ کے واسطے دن رات عبادت کرنے والا ہونا شرط نہین ہی اور نہ یہ خوارق عادات شرط ہین جنکو کرامت کہتے ہین بلکہ وہ ہمارا
شریعت و عیوب نفس و مکر شیطان سے آگاہ ہوتا ہی اور ہمیشہ مکائد شیطان سے پناہ مانگتا ہی یا استغفار کرلیتا ہی اور اول تو آتے ہی نہین و تاہم شیطان
نہایت پریشانی اور تکلیف مین رہتا ہے کہ اُسکی وجہ سے کچھ بھی نہین پاتا بلکہ ایمان دار عوام کو بھی مرد فقیہ ایسی باتین سکھلاتا ہی
جن سے شیطان کا قابو ان پر بھی نہین چلتا اسیواسطے حدیث صحیح مین فرمایا کہ اکیلا فقیہ ہزار عابدون سے زیادہ شیطان پر بھاری ہوتا ہی والمراد من
عابد تو فقط بدن سے عبادت کرتا ہی اور باطنی عیوب سے اور مکر نفس و شیطان سے بیخبر ہوکر بہت کچھ کھو بیٹھا ہی اور عوام جو اُسکے مطیع و تابع ہوتے ہین والمراد من
زیادہ غافل ہوتے ہین اور اس زمانہ مین ایسے جاہلون کا دورہ زیادہ ہی کیونکہ جہالت پھیلی ہوئی ہی فقیہ مفقود ہی اور اگر کہین کہین انکا وجود ہی تو عوام
انکو صحیح خیال کرتے ہین وہ اپنے جاہل عابدون کو اور اپنے جاہل فقہا کو فقیہ سمجھتے ہین جو خود مکر شیطان مین گرفتار ہین کیونکہ انکے نزدیک وہ فقیہ ہی جو
فقہ کی کتابین پڑھچکا ہو اور فقہ کی کتابین وہ ہین جنمین ظاہری اعضا و جوارح کے اعمال مذکور ہین والمراد من فقہ اکبر اعلیٰ عقاید ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ امام
ابو حنیفہ رحمہ نے عقاید کا نام فقہ اکبر رکھا ہی اور اسکے بعد فقہ اوسط تمام اعمال و افعال قلوب و اسرار شریعت ہین اور سب سے کم درجہ مین یہ فقہ جوارح ہی بھلا
قیاس کرو کہ جس شخص نے اعلیٰ و اوسط کو کھویا ہو وہ خاک فقیہ ہوگا اور ایسے فقیہ کامل درحقیقت صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور امام یافعی اور سب اکابر
و مشائخ و اولیا نے تصریح کی ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو درجہ ولایت حاصل تھا وہ سب سے اعلیٰ تھا وہ ولایت احمدیہ تھی اور اُسکا طریقہ اتباع شرع و سنت ہی
اس سے ایک قدم باہر نہوا و کسب حلال سے معاش ہوا اور کچھ کشف و کرامت کی تلاش نہوا سیواسطے کشف و کرامات حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے
اسقدر منقول نہین ہین جسقدر اولیاے متاخرین سے نقل ہین اور حدیث مین اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی نسبت فرمایا کہ اگر تم لوگ زمین و آسمان بھر کے
سونا اللہ تعالیٰ کی راہ مین خیرات کرو تو اُنکے آدھے مد جو کے برابر نہین پہونچوگے یعنے اُنکی برابری غیر ممکن ہی اسیواسطے جمیع علما و اکابر سب متفق ہین
کہ صحابی کی برابری مین کوئی غوث و قطب نہین ہوسکتا ہی خطیب نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عبداللہ ابن عباس کو جو لڑکے تھے

نزرگ مشائخ مہاجرین وانصار نے اس بارہ مین حضرت عمرؓ سے کہا تو آپنے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اور مشائخ کو بلاکر [illegible]
[illegible] کی تفسیر سب مشائخ سے پوچھی انھون نے کہا واللہ اعلم آپنے فرمایا کہ واللہ اعلم کا یہ موقع نہین ہی بلکہ یون کہیے کہ ہم جانتے ہین یا نہین [illegible]
رضی اللہ عنہ کو تسلی دیکر پوچھا تو انھون نے کہا کہ میرے علم مین اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکی وفات کی خبر دی گئی ہی حضرت عمرؓ نے کہا [illegible]
معلوم ہی ثم حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاحسد الخ یعنے حسد جائز نہین ہی مگر دو باتون مین ایک یہ کہ کسیکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہی اسکو مسلط کیا
یعنی توفیق دی کہ وہ اسکو راہ حق مین کٹاتا ہی دوم یہ کہ کسیکو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی پس وہ اس حکمت سے فیصلہ کرتا اور لوگون کو علم سکھلاتا ہی اس
حدیث مین حسد سے مراد غبطہ ہی اور فرق یہ ہی کہ حسد اسکو کہتے ہین کہ آدمی یہ چاہے کہ اس شخص کی نعمت زائل ہو جاوے اور مجھے حاصل ہو جاوے اور غبطہ یہ ہی
کہ اپنے واسطے ایسی ہی نعمت کی تمنا کرے پس یہان حسد کا کام نہین ہی کیونکہ جس شخص کے پاس مال ہی وہ اسکو جمع نہین کرتا بلکہ راہ حق مین خیرات کرتا ہی
تو دوسرے کو بھی یہی آرزو ہی کہ مین اسیطرح خیرات کرکے آخرت کا خزانہ جمع کرون اور جسکو علم قرآن حدیث عطا کیا گیا وہ کسی حسد کرنیوالیکے حسد سے زائل نہین
ہوسکتا اور اسی سے معلوم ہو گیا کہ دوسرا شخص افضل ہی کیونکہ مال تو معدوم ہو جاویگا اور علم ہمیشہ باقی ہی اور مال جسکو خیرات مین دیا گیا اسی تک نفع رہا اور
علم جسکو پڑھایا گیا وہ جب تک زندہ ہی جو کچھ نیکی اس علم سے کریگا اول معلم کو بھی اسکا ثواب ملیگا بلکہ جنکو پڑھا دیگا وہ برابر باقی رہینگے ہفتم حضرت علیؓ
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو ہدایت فرمائے تو سرخ اونٹون کے گلہ سے تیرے واسطے بہتر ہی ہشتم حدیث مین ہی
کہ جس شخص کی موت آئی درحالیکہ وہ علم طلب کرتا تھا تاکہ اس سے اسلام کو زندہ کرے تو اسکے اور انبیا کے درمیان فقط ایک درجہ کا فرق ہوگا مترجم
کہتا ہی کہ یہ طالب علم کی فضیلت ہی تو جو شخص کہ عالم ہو گیا اسکا قیاس کرو نہم حدیث مین ہی کہ عالم اور عابد کے درجہ مین سو درجات کا فرق ہی یعنے عابد کے
درجہ سے عالم اسقدر اعلیٰ ہی کہ درمیان مین سو درجہ ہین اور ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک اسقدر درازی ہی کہ تیز رفتار مشاق گھوڑا اسکو سو برس مین
طے کرے دہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین ہی کہ عالم کا درجہ عابد پر اسقدر افضل ہی جیسے چودھوین رات کے چاند کو سب ستارون پر فضیلت ہوتی ہی
اور ایک روایت مین فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی جیسے میری فضیلت تم مین سے ادنیٰ آدمی پر ہی اس حدیث کو امام ترمذی وغیرہ نے
روایت کیا ہی یازدہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد شریف مین تشریف لائے وہان دو مجلسین تھین ایک مجلس والے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور
عبادت سے اسکی جانب گڑگڑاتے تھے اور دوسری مجلس والے فقہ پڑھتے اور پڑھاتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونون مجلسین بھلائی پر ہین
لیکن ایک مجلس نسبت دوسری کے افضل ہی پھر عابدون کی مجلس کو فرمایا کہ یہ لوگ اللہ عزوجل سے دعا کرتے اور اسکی طرف رغبت ظاہر کرتے ہین تو اللہ
تعالیٰ چاہے انکو دے یا ندے اور مجلس کی تعلیم کی جانب اشارہ فرمایا کہ یہ لوگون کو فقہ تعلیم فرماتے ہین اور جاہل کو سکھلاتے ہین یہ لوگ افضل ہین اور
مین بھی تعلیم فرمانے والا بھیجا گیا ہون پھر اسی مجلس کی جانب جھکے اور انکے ساتھ بیٹھ گئے دصحیح اس حدیث مین اہل ایمان کے واسطے بڑی
نصیحت ہی کہ دنیا مین کوشش کرنے اور اپنی اولاد کو دنیاوی کلمون مین لگانے سے پہلے انکو ضرور علم دین سکھلاوین اور بعضے لوگ فقط ناظرہ قرآن مجید
پڑھواتے اور اردو رسالہ سے چند ضروریات دین سکھلاتے ہین جس سے انکو کچھ بھی معلومات نہین ہوتی بلکہ ان عربی سکھلانا ضرور ہی تاکہ وہ قرآن
و حدیث کے معنے سمجھے دوازدہم امام غزالیؒ نے لکھا لوگون مین سب سے افضل مومن عالم ہی کہ اگر لوگون کو اسکی ضرورت ہو تو نفع پہونچاوے اور اگر اس سے
بے پروائی کرین تو اپنے نفس کو مستغنی کرے الحدیث سیزدہم ایمان برہنہ ہی اور تقویٰ اسکا لباس ہی اور حیا اسکا سنگار ہی اور اصل اسکا علم ہی چہاردہم
نبوت سے سب سے زیادہ قریب اہل علم و جہاد ہین پس علما نے لوگون کو دلیل سے اس توحید کی راہ بتلائی جسکو رسول اللہ لائے ہین اور اہل جہاد نے اسپر تلوار کے
کفار کے سامنہ جہاد کیا مترجم کہتا ہی کہ ان دونون مین سے بھی اول کی فضیلت ظاہر ہو گئی کیونکہ جسوقت راہ توحید کی ہدایت حاصل ہو جاوے تو
اسکے بعد جہاد کرینگے پانزدہم کسی ملک مین سے ایک قبیلہ کا مرجانا ایک عالم کی موت سے آسان ہی مترجم کہتا ہی کہ عالم خود اپنی ذات سے آخرت کی طلب
مین سب سے پہلے مرجانا چاہتا ہی ولیکن اللہ تعالیٰ نے موت مقدر فرمائی ہی اور اسکو زندہ رکھنے سے ایک قبیلہ کو ہدایت فرماتا ہی شانزدہم

Marfat.com

ہوتے اور چاندی کی کانین ہوتی ہین اسیطرح لوگ بھی کانین ہین پس اسلام سے پہلے جو لوگ بہتر تھے وہ اسلام مین بہتر ہین جبکہ فقیہ ہوجاوین اس سے یہ ظاہر ہوا کہ شرافت ایسی اخلاق ہین پس جن لوگون کے اخلاق عمدہ ہین وہ شریف ہین لیکن اگر انھون نے اسلام سے منھ موڑا تو ظاہر ہی کہ ایسے شخص مین عمدگی کیا ہوگی جو اپنے رب عزوجل کی معرفت اعلیٰ توحید سے منھ موڑے اور جب ایمان لایا تو شریف ہی اور جب اسلام مین فقیہ ہوا تو افضل ہوگیا برخلاف اسکے بہت لوگ نفس کے شہوات مین جانورون سے مشابہ ہوتے ہین اور شیطان سے تعلقات نجس پیدا کرتے ہین اور باوجود اسکے مگر یہ کہ ہم لوگ شیخ و سید ہین تاکہ اس عزو سے زیادہ تر نجاسات مین منہمک ہون اگر غور کرین تو اپنے باپ دادون سے ناخلف نہون اور ناخلف کے واسطے کوئی فخر نہین ہی کیونکہ اگر انکے آبا کرام زندہ ہوتے اور انکے یہ حرکات دیکھتے تو عاق کرکے نکال دیتے پھر جب یہ انکے نسب سے خارج ہوگئے تو دعویٰ فضول ہی اور حدیث مین صریح دلیل ہی کہ فقیہ ہونا افضلیت کی شرط ہی مقدم قیامت مین عالمون کی روشنائی شہیدون کے خون سے ہم وزن کی جائیگی مترجم کہتا ہی کہ شاید اس قول مین نکتہ یہ ہی کہ عالم نے حسن نیت و خون جگر سے اللہ تعالیٰ کی توحید و ہدایت کے لیے حروف اپنے دل سے نکالے اور بہت غور کرکے لکھے ہین اور ظاہر ہی کہ ایسے فکر مین کسقدر خون صرف ہوتا ہی جبکہ خالص نیت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ ان نصائح سے اُن لوگون کو ہدایت عطا فرماوے پس اُسنے خالص اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے یہ خون بہایا ہی لہذا جہاد مین خون بہانا ٹھہرا اور اندازہ خون کا انھین حروف سے ہی جو روشنائی سے لکھے گئے ہین تو آسان فہمائش مین اسیکو قائم مقام فرمایا واللہ تعالیٰ اعلم ہیزدہم حدیث معروف مین ہی کہ جسنے میری امت کے لیے چالیس حدیثین سنت سے یاد کرکے انکو پہونچائین تو مین قیامت کے روز اُسکے لیے شفیع و گواہ ہونگا نوزدہم میری امت مین سے جسنے چالیس حدیثین یاد کرلین تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریگا اس شان سے کہ وہ فقیہ عالم ہوگا مترجم کہتا ہی کہ اول زمانہ مین کاغذ اسطرح نہ تھا تو طریقہ یہ تھا کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے وہ اصحاب رضی اللہ عنہم یاد رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے واسطے عجیب کرامت یہ رکھی تھی کہ ہزارون احادیث بلکہ لاکھون اُنکو حفظ ہوتی تھین بیشک اسمین کچھ بھی شک و تعجب کا محل نہین ہوسکتا ہی جبکہ اللہ تعالیٰ نے مابعد مین ایسے محدثین رکھے چنانچہ آیندہ بیان آتا ہی الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ مجھسے حدیث سنکر طبقۂ مابعد کو پہونچاؤ اور ایک حدیث مین ہی کہ نضر اللہ امرأ الخ یعنے اللہ تعالیٰ اس بندے کا چہرہ اپنے نور نعیم سے تروتازہ کرے جسنے مجھسے حدیث سُنی اور یاد رکھی پھر جسطرح سُنی تھی اُسیطرح ادا کردی کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ سننے والے سے بڑھکر وہ فقیہ ہوتا ہی جسکو حدیث پہونچائی گئی اور ایک روایت مین فرمایا کہ کتنے ہی علم اُٹھانیوالا اپنے سے بڑھکر فقیہ کو پہونچاتا ہی (الصحاح) مترجم کہتا ہی کہ یہ اس امر کی تاکید فرمائی کہ جسطرح سنا اُسیطرح روایت کرے اور اپنی سمجھ کے موافق دخل نہ دے کیونکہ جسقدر اسنے سمجھا ہی شاید اپنے ظرف کے موافق سمجھا ہو اور اُسکا ظرف کوتاہ ہو اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوامع الکلم ہین کہ ایک ہی کلام مین بے انتہا فوائد بھرے ہوئے ہین مگر ہر شخص کی سمجھ وہانتک نہین پہونچتی ہی اور کلام الٰہی عزوجل اس سے بھی زیادہ ادق ہی اور وہ بہت ہی آسان بھی ہی جیسے حدیث مبارک کی بھی یہی شان ہی اور یہ عجائب معجزات مین سے ہی اور اسکے معنے یہ ہین کہ حدیث یا آیت سے جو معنی ظاہر ہین وہ ادنیٰ سے ادنیٰ شخص کے واسطے ظاہر ہین مثلاً قرآن مجید مین موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ مذکور ہی تو اسکے معنی ہر شخص سمجھ سکتا ہی لیکن اسکے اندر مدارک عالیہ اور بکثرت وہ علوم ہین جنکا ادراک اہل تقویٰ مین سے ترقی کرنیوالے حاصل کرتے ہین حتی کہ بعض محققین علمائے رح نے فرمایا کہ قیامت تک جو کچھ اس امت مین واقع ہونیوالا تھا وہ سب قرآن مجید مین مذکور ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے علامات قیامت وغیرہ اسی سے بیان فرمائے اور علمائے کاملین مین اسکے طرق مختلف ہین از انجملہ آسان یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے قوم ماضیہ کے حالات بیان فرمائے اور اُنکے زمانہ ترقی کے افعال اور زمانہ تنزل و خرابی کے اعمال بھی بیان فرمائے یعنے جب اُنھون نے اسطرح نیکیان کین تب ہمنے اُنکو اسطرح عنایات سے مدد فرمائی پھر جب اُنھون نے دین مین فساد کیا تو ہمنے اسطرح کفار کو اُنپر مسلط کیا اور زیادہ تر اسمین بنی اسرائیل کے حالات بیان فرمائے کیونکہ یہ زمانہ نزدیک تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کو آگاہ فرمایا کہ آخر تم لوگ بھی انھین لوگون کی چال چلوگے جو تمسے پہلے گذرے ہین پس یہ ظاہر ہوگیا کہ جب اس امت مین یہ باتین ہونگی تو ایسا واقع ہوگا اور یہ طریقہ بہت آسان ہی جسکو ہر عالم متدین جو ظاہری قرآن مجید اور حدیث کے معنے

Marfat.com

ہین وہ اُس تدبیر سے دفع ہون ولیکن تم جانتے ہو کہ جب تقدیر الٰہی آنیوالی ہوتی ہے تو انکھین اندھی ہوجاتی ہین اور انجل بھی
بالون کو اپنا پیشوا بنایا جنھون نے اُنکو یہ سکھلایا کہ تم ایسی امت مرحومہ ہو کہ تمھارے واسطے کوئی قید نہین ہے اور ہر بات
اگر لاکھ فسق و فجور کرو تو بھی کچھ نہوگا اور عوام نے خوش ہوکر اُنکو اپنا پیشوا بنایا اور اُنکی خوشی کے موافق نذرانہ دیا اور بھی انکا
اور حدیث شریف مین اس حال سے بھی خبر دیگئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون **بستم** امام غزالیؒ نے لکھا کہ حدیث مین ہے کہ جس شخص نے دین الٰہی مین فقہ حاصل کیا
یعنی کوشش کرکے دین مین فقیہ ہوا تو اللہ تعالیٰ اس سے دنیا کے ہموم کفایت فرماتا ہے اور اُسکو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہان سے اُسکا خیال نہ تھا
بست ویکم اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے ابراہیم مین علیم ہون ہر علم والے کو محبوب رکھتا ہون **بست ودوم** حدیث مین ہے
کہ عالم دنیا مین اللہ تعالیٰ کا امین ہوتا ہے **بست وسوم** اور حدیث مین ہے کہ میری امت مین سے دو گروہ ہین کہ جب وہ اچھے ہونگے تو سب لوگ اچھے
ہوجائینگے اور جب وہ بگڑینگے تو سب بگڑ جاوینگے وہ بادشاہ امرا و فقہا ہین مترجم کہتا ہے کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا ان کثیرا من الاحبار والرہبان لیاکلون اموال
الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ الآیہ کی تفسیر مین اسکی تحقیق بسیط گذر چکی ہے اور سب سے زیادہ مشکل اس زمانہ مین یہ واقع ہوئی کہ لوگون نے
جاہلون کو اپنا پیشوا بنایا اور فقیہ انکا نام رکھا تو اُنکی اصلاح کی بھی کوئی امید نہین ہے **بست وچہارم** حدیث مین ہے کہ قیامت کے روز تین قسم کے لوگ
شفاعت کرینگے انبیا پھر علما پھر شہدا چنانچہ دوسری حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کے بعد مومنین جب جنت مین پہونچکر
جہنم کی جانب نگاہ کرینگے تو اُسکی بُرائی دیکھکر اپنی نجات پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرینگے لیکن اُسمین بعضے مسلمانون کو دیکھکر اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرینگے
اور اللہ تعالیٰ اُنکی شفاعت قبول فرمائیگا **بست وپنجم** عبادت مین سب سے بہتر فقہ ہے **بست وششم** حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
نے فرمایا کہ تم لوگ ایسے زمانہ مین ہو کہ اسمین فقہا بہت ہین اور سائل کم ہین اور دینے والے بہت ہین اس زمانہ مین علم سے عمل بہتر ہے اور عنقریب
ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ فقیہ کم ہوجائینگے اور خطبا یعنے واعظین بہت ہونگے اور دینے والے کم اور مانگنے والے بہت ہونگے اس زمانہ مین
علم بہتر ہے (مشکوۃ) یعنے ایسے زمانہ مین علم کے ذریعہ سے انسان اپنے خیالات کو ٹھیک راہ پر رکھ سکتا ہے چنانچہ ہمارے زمانہ مین یہ کیفیت
ہے کہ جس شخص کے پاس بیٹھو اس سے سوائے گمراہی کے کوئی بات حاصل نہین ہوسکتی ہے پس اگر علم حاصل ہوگا تو وہ علم کے ذریعہ سے
انسان کو درست رکھیگا اور حدیث انس رضی اللہ عنہ مین صریح وارد ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ کو فرمایا کہ اگر اس زمانہ مین دسوین حصے پر عمل
نہ ہوسکیگا اور ایک زمانہ آویگا کہ اگر اُسمین دسوین حصے پر عمل کرے تو اُسکو ثواب ملیگا مترجم کہتا ہے کہ حدیث مین اس سے بھی زیادہ بشارت ہے
بست وہفتم ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اعمال مین سے کون افضل ہے آپنے فرمایا کہ اللہ عزوجل کو پہچاننا افضل ہے تو عرض کیا گیا کہ آپ
کس عمل کو مراد لیتے ہین آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پہچاننے کو تب عرض کیا گیا کہ یا حضرت ہم تو آپسے عمل کو دریافت کرتے ہین اور آپ علم کو فرماتے
ہین یعنے اسمین کیا بھید ہے آپنے فرمایا کہ علم کے ساتھ یعنے معرفت الٰہی کے ساتھ مین تھوڑا سا عمل بھی نافع ہوتا ہے اور بے علم کے بہت عمل بھی نافع نہین
ہوتا **بست وہشتم** قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندون کو مبعوث فرماویگا پھر اُن مین سے علما کو اُٹھاویگا اور فرماویگا کہ اے گروہ علما مین نے اپنا
علم تم مین جان بوجھ کر رکھا اور اپنا علم تم مین اسواسطے نہین رکھا تھا کہ تمکو عذاب کرون جاؤ مین نے تمکو بخشدیا امام غزالیؒ نے لکھا کہ اس باب مین
اصحاب و سلف رضی اللہ عنہم سے بہت آثار ہین چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کمیل رحمہ اللہ سے فرمایا کہ اے کمیل مال سے علم بہتر ہے علم تیری حفاظت
کرتا ہے اور تو مال کی حفاظت کرتا ہے اور علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ ہے مال خرچ کرنے سے گھٹ جاتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے حضرت علی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ عالم بہتر ہے اُس عابد سے جو ہمیشہ روزہ رکھنے والا اور رات مین عبادت کرنیوالا اور جہاد کرنیوالا ہو اور جب عالم مرجاتا ہے تو اسلام مین
ایسا رخنہ پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ کسی طرح پورا نہین ہوسکتا سوائے اسکے کہ دوسرا عالم اسکی جگہ قائم ہو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

Marfat.com

علیہا السلام کو مختار کیا گیا کہ چاہو علم لو اور چاہو مال و ملک تو پس سلیمان علیہ السلام نے علم اختیار کیا پس اللہ تعالیٰ نے
ان کو مال و ملک بھی دیدیا عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ انسان کون ہین آپنے فرمایا کہ علما ہین پھر عرض کیا گیا کہ بادشاہ کون
ہین آپنے فرمایا کہ زاہد ہین پھر پوچھا گیا کہ سفلہ کون لوگ ہین آپنے فرمایا کہ وہ لوگ جو دین بیچکر دنیا کھائین غزالی رح نے کہا کہ امام ابن المبارک نے جاہلون کو
آدمیون مین شمار نہین کیا اسلیے کہ آدمی ایک جاندار قسم ہی جنسے دیگر حیوانات کے اقسام ہین تو جاندار ہونیمین اور کھانے پینے کے لیے تدبیرین کرنے مین
اپنے اخلاق سب یکسان ہین ولیکن جس خاصیت سے کہ انسان کو دیگر جاندارون سے امتیاز حاصل ہی وہ فقط علم ہی اور اسی علم سے اُسکو سب حیوانات پر
فضیلت ہی اور سوائے اسکے دوسری چیز سے نہین ہی کیونکہ اگر اُسکی ذاتی قوت کا خیال کیا جاے تو اونٹ اُس سے بہت قوی ہوتا ہی اور اُسکی بڑائی کا بھی
خیال نہین ہو سکتا کیونکہ ہاتھی اُس سے بہت بڑا ہی اور اُسکی شجاعت کا بھی خیال نہین ہو سکتا کیونکہ درندے اُس سے زیادہ شجاع ہوتے ہین اور
اُسکے کھانے پینے کا خیال نہین ہو سکتا کیونکہ بیل کا پیٹ اُس سے زیادہ بڑا ہی اور جنتی کی شہوت سے بھی ممتاز نہین ہو سکتا کیونکہ خچر چڑیا جسکو گرگٹ کہتے
ہین وہ اس بارہ مین بہت قوی ہی پس معلوم ہی کہ انسان کی خلقت فقط علم کے واسطے ہی اور اسی سے اُسکو شرف ہی مترجم کہتا ہی کہ اسی بیان سے یہ بھی
نکل آیا کہ دنیا حاصل کرنیکا علم معتبر نہین ہی کیونکہ دنیا حاصل ہونیکا فائدہ یہی ہی کہ کھانے پہننے وغیرہ مین اُسکو وسعت و آسانی حاصل ہو حالانکہ اس پر بھی رزق
کا کوئی نتیجہ نہین ہی لیکن مین کہتا ہون کہ اس زمانہ مین اہل اسلام ایسی غفلت مین ہین کہ کسی علم کو بھی حاصل نہین کرتے ہین واللہ تعالیٰ ہو الہادی والموفق
امام رح نے کہا کہ بعض حکما کا قول ہی کہ مجھے ہرگز معلوم نہوا کہ جسنے علم کھویا اُسنے کیا پایا اور جسنے علم پایا اُسنے کیا کھویا یعنے جسکو علم حاصل ہو گیا تو جاہل لوگ
اپنے زعم مین اسکی نسبت کس چیز سے محرومی کا خیال کرتے ہین کیونکہ اُسنے تو سب کچھ پالیا مترجم کہتا ہی کہ عالم اپنے علم سے دنیا کی حقارت خوب جان لیتا ہی
ولیکن جاہل نہین جانتے تو وہ دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہین اسوجہ سے اُنکو یہ خیال ہوتا ہی کہ علم پڑھکر افلاس مین رہا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مطمئن
ہوتا ہی اور دنیا کی دولت گم ہونے سے اُسکو کچھ بھی خیال نہین ہوتا ولیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اُس زمانہ مین ایسے ردی اور نامعقول لوگ موجود ہین جو
حرص سے یہ چاہتے ہین کہ جس غریب و محتاج کا مال پاوین اپنے مال مین ملائین اور بخل سے نہین چاہتے کہ ایک حبہ بغیر منفعت کے نکالین لہذا حضرت
سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس زمانہ مین یہ درم و دینار عالم کے لیے اُسکے دین کی حفاظت ہین پس ان مین اسراف نہ کرے اسکی وجہ
یہ ہی کہ انسان کے ساتھ اُسکے کھانے پینے کی ضروریات لازمی ہین اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ اگر عالم بذات خود اپنے فقر و فاقہ پر صابر و ثابت قدم ہو تو
اہل و عیال سب اس مرتبہ کے نہین ہوتے ہین لہذا اللہ تعالیٰ سے وسعت معیشت کی التجا کرے اور درحقیقت وہی رزاق ہی پس وہ ارحم الراحمین ہر آسانی کے
ساتھ اسکی پرورش فرمائیگا والحمد للہ رب العالمین شیخ صالح فتح الموصلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے لوگو کیا یہ بات نہین ہی کہ اگر مریض سے طبیب
وہ دوا روکدی جاے تو یہی دیکھا گیا کہ وہ مرجاتا ہی لوگون نے عرض کیا کہ جی ہان ایسا ہی ہی جیسا آپ فرماتے ہین تو فرمایا کہ یہی حال تمھارے قلوب کا
ہی کہ اگر اُسکو تین دن تک علم قرآن و حدیث و حکمت ربانیہ مین سے کچھ نہ دو تو وہ مرجائیگا مترجم کہتا ہی کہ فتح الموصلی رحمہ اللہ تعالیٰ اولیاے کبار مین سے
مشہور ہین اور انھون نے حکمت ربانیہ سے یہ نصیحت خوب فرمائی غزالی رح نے کہا کہ یہ بہت سچ ہی کیونکہ قلب کی غذا علم و حکمت ہی اور اسی سے اُسکی حیات ہی
جیسے جسم کی غذا طعام ہی اور جب علم اُسنے کھویا تو قلب بیمار پڑا اور آخر مرگیا ولیکن اس مضغہ گوشت کو اس سے شعور نہین ہوتا اور اپنے قلب کے مرنے سے
آگاہ نہین ہوتا ہی کیونکہ اُسکی آگاہی کے واسطے حواس روحانیہ ہین اور یہ شخص دنیا کی محبت اور اُسکے شغل مین جسمانی حواس رکھتا ہی اگر کسیکو وہم ہو کہ کیونکر
ایسا ہو سکتا ہی کہ ایک مردہ اپنے بدن مین لادے ہوے ہو اور اُسکو خبر نہو جواب یہ ہی کہ اگر مردہ بھاری بوجھ ہو تو ضرور خبر ہونا چاہیے ولیکن وہ
بہت لطیف ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ خون کے بخارات سے جو روح جسمانی ہوتی ہی اُسکو روح حیوانی کہتے ہین مترجم کہتا ہی کہ اس زمانہ کے لوگ
اُسکو خون کی گیاس کہتے ہین جب یہ تحلیل ہوتی ہی اور ہر وقت محنت سے تھوڑی تھوڑی تحلیل ہوا کرتی ہی جسکا عوض غذا کے ذریعہ سے پیدا ہوتا ہی
تو خیال کرو کہ اس سے بھی آدمی کو خبر نہین ہوتی ہی سوائے اسکے کہ جب زیادہ تحلیل ہو تو صورت و قرینہ سے دریافت کرتا ہی حالانکہ یہ جسم کی متواتر ہی

Marfat.com

بلکہ اکثر اوقات آدمی کے بدن مین زخم آجاتا ہی اور اُسکو درد محسوس نہین ہوتا جیسے غفلت کی حالت مین ہوتا ہی اور جیسے مشاہدہ ہوتا ہی
حتیٰ کہ بسا اُتارتا ہی تو اُسوقت درد ہوتا ہی اسیطرح اُس شخص کا حال ہی کہ اُسکو اپنے قلب کے مردہ ہوجانے کی خبر نہین ہوتی ہی
ہاں آئندہ جب آئیگی تب اُسکو معلوم ہوگا کہ ہائے اندریہ دل مردہ پڑا تھا اور اُسکو ایسی حسرت ہوگی کہ اگر وہ زندگی مرنے کے بعد پاوے تو
عنہ نے کہا کہ جو کچھ کارآمد نہین ہی اور لوگ اسوقت سب خواب مین ہین سوائے اہل الحق کے پھر جب مرینگے تب بیدار ہونگے
عنہ نے کہا کہ جو علم لازم پکڑو اس سے پہلے کہ وہ اُٹھالیا جاوے اور اُسکا اٹھایا جانا یہ ہی کہ اسکے روایت کرنیوالے دنیا مین نہ رہین
کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ جو لوگ راہ الٰہی مین شہید ہوئے ہین وہ تمنا کرینگے کہ کاش ہم لوگ علما اٹھائے جاتے
دیکھینگے اور جان لوکہ کوئی شخص عالم نہین پیدا ہوتا ہی علم تو اسیطرح حاصل ہوتا ہی کہ پڑھا جاوے مترجم کہتا ہی کہ اس روایت کا
بھی معلق روایت کیا ہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رات مین سے تھوڑا حصہ مذاکرۂ علم کے لیے رکھنا میرے نزدیک تمام رات کی عبادت سے
افضل ہی اسکے مانند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام فقیہ احمد بن حنبل سے بھی روایت ہی حسن بصری نے کہا کہ حسنہ دنیا مین علم و عبادت ہی اور آخرت
مین جنت ہی یعنی قولہ تعالیٰ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ الخ کی تفسیر مین بیان کیا بعضے حکما سے کہا گیا کہ کیا چیز انسان ذخیرہ کرے حکیم نے فرمایا کہ ایسی چیز کو
ذخیرہ کرے کہ اگر اُسکی کشتی ڈوبے تو بھی وہ اسکے ساتھ ہے یعنے علم کو ذخیرہ کرے کہ بعد موت کے بھی ساتھ رہے اور غرق کشتی سے مراد بدن کی موت
ہی بعض نے کہا کہ جسنے حکمت کو لگام بنایا لوگ اسکو اپنا امام بناتے ہین مترجم کہتا ہی کہ یہ لطیف قول ہی اسلیے کہ امام ایسا شخص ہونا چاہیے کہ اسکا نفس سیدھا
جنت و رضوان الٰہی کے محل مین پہونچ جانے والا ہو تاکہ اُسکے پیچھے ہم بھی وہان پہونچ جاوین اور نفس کی خواہش بالکل برعکس ہی اور شیطان تمام راہ مین اُسکو
بھکاتا ہی جیسے زید و بکر نے شرط لگائی کہ زید نے بکر سے کہا کہ تیرے واسطے فلان صوبہ کی سلطنت ہی بشرطیکہ تو یہان سے در قصر سلطانی تک سوا اس خط
مستقیم پر چلا جاوے اور یہ ایک سال کی راہ ہی بشرطیکہ اسکا گھوڑا خلاف معہود نہ چرے خواہ آسودہ ہو یا بھوکا درمیان مین برابر سبزہ زار ہی اسمین طرح طرح کے
میوے ہین اور طرح طرح کی گھاس اور دیگر چیزین ہین جو گھوڑے پسند کرتے ہین اور اگر تو نے اپنے گھوڑے کو سوائے منزل کے کسی مقام پر کھلایا تو شاہی مواخذہ مین
پھر شاہ کو اختیار ہی چاہے جو کچھ حکم فرماوے یا بخش دے بکر نے چند روز تک اپنے گھوڑے کو ٹھیک کیا اور شرط منظور کی اب تمام راہ مین وہ بخط مستقیم ہر چند
گھوڑا ہر قدم پر اپنی خواہش کی عمدہ چیزین دیکھتا ہی لیکن مُنہ نہین ڈالتا لہذا جب قصر پر پہونچا تو وہان کی نعمتون کو دیکھکر راستہ کے خس و خاشاک سب بھول گیا اور
شاہ نے اجازت دی کہ اس باغ پُر بہار مین گھوڑا جسطرح چاہے کھاوے اس سے ظاہر ہی کہ راہ مین ہر قدم پر نفس کے لیے ایسی ایسی چیزین ہین جن مین لغزش کھاوے
اور شیطان عمدہ گھاس و دانہ لیے ہوے ہر قدم پر اُس گھوڑے کو اپنی طرف چمکارتا و بلاتا ہی پس اللہ تعالیٰ ہی کے کرم پر ثبات ہی اور ضرور ہی کہ اگر امام ایسا شخص ہو جسکا نفس
اچھا رائض و آراستہ ہو تو اُسکے پیچھے چلنے والون کو اعتماد اور آسانی ہی اور اگر وہ خود ہی آداب سے جاہل ہی یا غافل ہی تو اتباع کرنیوالون کا انجام ظاہر ہی اسیواسطے
جس شخص نے اپنے نفس کو حکمت یعنے علم قرآن و حدیث کے موافق لگام دی تو اُسکو لوگ اپنا امام بناتے ہین شافعی نے فرمایا کہ علم کی بزرگی مین سے کمتر یہ ہی کہ جو شخص علم
کی کسی حقیر بات سے منسوب ہوتا ہی تو بھی اُسکو فرحت ہوتی ہی اور جو شخص اس سے محروم ہوتا ہی اُسکو غم ہوتا ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو تمپر لازم ہی
کہ علم حاصل کرو کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک حلّہ کرامت رکھا ہی اُسکو وہ محبوب رکھتا ہی پس جس شخص نے علم سے کوئی باب طلب کیا تو اللہ تعالیٰ اُسکو وہ حلہ
اوڑھاتا ہی پھر اگر اُسنے کوئی گناہ کیا تو اُسکو معافی کے ساتھ اپنی رضامندی دیتا ہی پھر اگر اُسنے کوئی گناہ کیا تو پھر اُسکو معافی کے ساتھ رضامندی دیتا ہی اور اگر اُسنے
پھر کوئی گناہ کیا تو پھر بھی اُسکو اپنی معافی کے ساتھ رضامندی دیتا ہی تاکہ اُس سے یہ حلّہ کرامت دور نہو اگرچہ وہ اُس گناہ کے ارتکاب مین مرتے دم تک تعلل کرے
اور احنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ قریب تھا کہ علما کو رب بنایا جاوے اور ہر عزت کہ جسکو علم سے استحکام نہو آخر اُسکا انجام ذلت ہی سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ مین غلام تھا مجھکو میرے آقا نے تین سو درم کو خرید کر آزاد فرمایا تھا تب مجھے اپنی ذات کی فکر ہوئی مین نے خیال کیا کہ کیا پیشہ اختیار کرون
پھر مین نے غور کے بعد علم کا پیشہ اختیار کیا یعنے علم حاصل کیا پھر مجھے سال بھی پورا نہین ہوا تھا کہ مدینہ کا امیر میری ملاقات کے واسطے حاضر ہوا اگر مین نے

Marfat.com

روایت ہی کہ میں عراق میں تھا وہان مجھے میرے والد علیہ الرحمۃ کا خط پہونچا کہ تجھکو علم حاصل کرنا
[illegible] اور لگا رہے تو وہ تیرے واسطے جمال ہوگا امام غزالیؒ نے کہا کہ یہ نصیحت اُن نصیحتون میں
[illegible] اپنے فرزند کو نصائح فرمائے تھے اور لقمان نے کہا کہ اے فرزند تجھکو لازم ہی کہ عالمونکی مجلس میں حاضر ہو اور کوشش سے
[illegible] کہ اسے پہلے دن کی شبنم کہ آسمان سے پڑتی ہی کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نور حکمت سے دلون کو زندہ فرماتا ہی جیسے باران رحمت سے زمین کو زندہ فرماتا ہی بعض اولیانے
فرمایا کہ جب عالم مرجاتا ہی تو دریا میں مچھلیاں اور ہوا میں چڑیاں اُسکو روتی ہیں اور ظاہر میں اُسکا چہرہ نظر نہیں آتا لیکن دلون میں اُسکی یاد موجود رہتی ہے
امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ علم مردانہ ہی وہ آدمیون میں سے مردانہ مردون کو پسند کرتا ہی امام غزالیؒ نے لکھا کہ علم کے پڑھنے اور پڑھانے
کے فضائل بہت کثرت ہین از انجملہ دونون کے فضائل سے ملخص ذکر کیا جاتا ہی علم حاصل کرنے کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلولا نفر من
کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین یعنے ایسا کیون نہین کیا کہ ہر گروہ مین سے ایک آدمی جاتا کہ دین مین فقہ حاصل کرتا مترجم کہتا ہی کہ پہلے بیان کردیا گیا ہی
کہ فقہ سے یہ اصطلاح مراد نہین ہی جو آج کل مشہور ہو رہی ہی حتی کہ بکثرت وہ فضلا جنھون نے منطقیات و فلسفہ مین اپنی عمر برباد کی ہی فقہ کے یہ معنی سمجھتے ہین
کہ احکام ظاہری کے متعلق جو احکام ہین جنکا ذکر وقایہ و ہدایہ وغیرہ مین ہی انکا جاننا فقہ ہی حتی کہ جسنے ہدایہ پڑھ لیا وہ پورا فقیہ ہی اور اگر درمختار وغیرہ بعض فتاوی
پر نظر ہوگئی تو وہ حاکم وقت ہوگیا لیکن یہ بالکل غلط ہی تا وقتیکہ قرآن مجید و حدیث شریف کا علم بھی جمع نہو تب تک وہ کمتر درجہ کا بھی فقیہ نہین ہی قال اللہ تعالیٰ
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی جو بات تمکو معلوم نہو اُسکو اہل قرآن یعنی علما سے دریافت کرو یعنے سیکھو اور اہل قرآن وہ ہین جو احادیث و آثار سے قرآن مجید کی
تفسیر جانتے ہون کیونکہ احادیث سب قرآن مجید کی تفسیر ہین حدیث مین ہی کہ جو شخص ایسی راہ چلا جسمین کوئی علم طلب کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اُسکو جنت کا راستہ چلاتا ہی
حدیث مین ہی کہ علم حاصل کرنیوالے کی پسندیدگی کے واسطے ملائکہ اپنے بازو اُسکے لیے بچھاتے ہین حدیث مین ہی کہ اگر تو صبح کو جاکر ایک باب علم حاصل کرے تو تیرے
واسطے سو رکعت پڑھنے سے بہتر ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ آدمی کو علم سے ایک باب حاصل کرنا اُسکے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہی مترجم کہتا ہی کہ اس فضیلت کو
غور کرنا چاہیے کہ دنیا مین بیشمار سلطنتین اور بے تعداد سونا و چاندی و جواہرات ہین علاوہ اسکے جو زمین مین کانین اور پہاڑون مین لعل و گوہر اور سمندرون مین
موتی چھپے ہوے ہین کہ اب تک ہاتھ نہین آئے وہ بھی دنیا و مافیہا مین شامل ہوگئے اور ان سب سے علم کا ایک باب بہتر ہی تو قیاس کرنا چاہیے کہ
جمیع ابواب علوم کا حاصل کرنا کس شان اعلیٰ پر ہی واللہ سبحانہ تعالیٰ ولی التوفیق حدیث مین روایت کیا جاتا ہی کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہی
مترجم کہتا ہی کہ اس معنی کی صحت مین کچھ شک نہین ہی اور جمیع علماے امت کا اجماع ہی کہ فرائض و واجبات و ضروریات دین جنپر عمل کیا جاوے اور جنسے
پرہیز فرض ہی سب کا جاننا فرض ہی پھر ہر ایک حرفہ و پیشہ والے پر اپنے پیشہ کے احکام جاننا بھی فرض ہین اور مرتبہ اجتہاد و فتوی فرض کفایہ ہی اور یہ فضیلت
اول سے آخر تک علم دین کے متعلق ہی اور علم دین فقہ و تفسیر و حدیث ہی پس جو لوگ عمر کو منطقیات و فلسفہ و حساب انگریزی وغیرہ مین برباد کرتے ہین افسوس ہی
کہ وہ اس سے محروم رہتے ہین بلکہ کثرت انمین سے منطقیات کے اثر سے خوار ہو جاتے ہین جبکہ یہ ملکہ ہوجاوے کیونکہ وہ فن انھین ظاہری حواس کو مشاق
کرتا ہی اور باطن مین کے حسبانی حواس کو بھی مشاق کرتا ہی اور یہ دونون اسی جسم سے ہین حالانکہ [illegible] جو اس روحانیہ ہی جنسے یہ لوگ قطعی منکر ہین اگرچہ
اولیائے امت و بیشمار صالحین نے انکو آگاہ کیا اور نصیحت فرمائی کہ ان حواس سے تجاوز کرو اور حواس روحانیہ تک پہونچو چنانچہ مولانا رومؒ نے اور
حضرت قطب ربانی جیلانیؒ وغیرہ نے اسکو صریح افادہ فرمایا ہی اور سب حال صاف ظاہر کردیا ہی لیکن یہ لوگ نہین مانتے اگرچہ اُنکو عارف
جانتے ہین واللہ تعالیٰ ولی التوفیق اور اسمین مضائقہ نہ تھا کہ بسبب ضرورت انمین سے حاصل کرتے اور جب علم دین سے حظ وافر حاصل ہوتا تو راہ غلط
کرتے بلکہ انکی اس معرفت سے شکر الٰہی بجوش قلبی صادر ہوتا کیونکہ یہ فلاطونیہ راہ گم کرگئے اور کیونکر ہمکو اللہ تعالیٰ نے بطفیل حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اس مخصصہ سے اعلیٰ منزلت پر پہونچایا و للہ الحمد والمنۃ وعلیٰ رسولہ وآلہ ازکی الصلوٰۃ والتحیۃ اور جب یہ نہین ہوتا تو بہت سے جہال منطقین ورطۂ ضلالت
[illegible] یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ شریعت اسلامیہ جہال کے لیے ہی اور وہ علم نہین ہی بلکہ علم یہی ہی جو قوانین کلیہ و معارف عقلیہ ہین وای برحال اینقوم جاہل کہ واللہ

یعام مومنین سے بھی بدتر اور جہل مرکب مین گرفتار ہین کیونکہ عام مومن صاف پاکیزہ اعتقاد کے انوار روحانی معرفت تک واصل ہین اور ان علوم کی [illegible]
در میان [illegible] ن ہمزادی حواس تک عروج ہو کہ اگر یہ مشق ٹھیک ہو تو دنیا کے کشوف بکثرت حاصل ہوتے ہین جیسے اکثر جوگیون وغیرہ کو حاصل ہوتے ہین
یہ حاصل ہو تو اسکو شیخ الاشراق کہتے ہین اور یہ سب کفر و ضلال ہو اور اصل مین مین الکمال یہ ہو کہ اس ہمزادی حواس باطنی سے جنکو یہ [illegible]
[illegible] آئندہ حواس روحانیہ سے عقل و روح تک ترقی و کمال ہو واللہ تعالیٰ سبحانہ الموفق اور حدیث کثیر بن قیس مین ہو کہ مین دمشق کی مسجد مین ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے [illegible]
ناگاہ ایک شخص آیا اور اسنے ابو الدرداء سے کہا کہ مین رسول اللہ صلعم کے مدینہ سے آپکے پاس ایک حدیث کے لیے آیا ہون مجھے خبر ہونچی کہ آپ اسکو روایت کرتے ہین کسی
دوسرے کام کے لیے نہین آیا ہون ایک روایت مین ہو کہ ابو الدرداء نے کہا کہ واللہ تم اور کسی کام کے لیے نہین آئے اسنے کہا کہ ہان واللہ مین کسی دوسرے کام کے لیے
نہین آیا ہون ابو الدرداء نے کہا کہ مین نے تمکو جھوٹا نہین سمجھا تھا لیکن یہ مین نے اسواسطے پوچھا تھا کہ بیشک مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے
کہ جو شخص بندۂ مسلمان ایسی راہ چلا جسمین علم طلب کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ جنت کے راستون مین سے اسکے لیے ایک راستہ آسان فرماتا ہو اور ملائکہ طالب علم کی رضا کے لیے اپنے
بازو بچھاتے ہین اور عالم کے لیے ہر ایک چیز مغفرت مانگتی ہو جو آسمانون مین ہو اور جو زمین مین ہو اور پانی کے اندر مچھلیان اور بیشک عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہو جیسے
چاند کی فضیلت چودھوین رات کو ستارون پر ہو اور بیشک علما وارث ہین انبیاء کے اور انبیاء نے دینار و درم کا ورثہ نہین چھوڑا بلکہ فقط علم کا ورثہ چھوڑا ہو پس جسنے
علم کو لیا اسنے زیادہ حصہ لیا (امام احمد و ترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ و دارمی) ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
دو آدمیون کا ذکر کیا گیا ایک عابد تھا اور دوسرا عالم تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر اسقدر زیادہ ہو جسقدر میری فضیلت
تم مین سے کمتر آدمی پر ہو پھر یہ آیت پڑھی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ و اسکے ملائکہ و آسمانون
و زمین والے حتی کہ چیونٹی اپنے بل مین اور مچھلیان تک اس شخص پر صلوٰۃ بھیجتی ہین جو لوگو نکو نیکی سکھلاتا ہو (رواہ الترمذی والدارمی) اگر کہا جاوے کہ
جسی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجی گئی ہو جواب یہ کہ ہان ولیکن صلوٰۃ کے درجہ مین فرق ہو یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
[illegible] شان کے لائق درود ہو اور علما کے واسطے انکی لیاقت کے موافق ہو ولیکن اس سے یہ ضرور ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنکو اپنا
وارث بنایا ہو انکے واسطے بھی آپ کا طفیل ہر وقت موجود ہو عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری
طرف سے پہونچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور جسنے مجھپر عمداً جھوٹ باندھا وہ آگ سے اپنے بیٹھنے کا ٹھکانا بناوے (رواہ البخاری) سمرہ بن جندب وغیرہ
بن شعبہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے میری طرف سے کوئی ایسی بات بیان کی جسکو وہ جانتا ہو کہ یہ جھوٹ ہی تو وہ بھی
جھوٹون مین سے ایک جھوٹا ہو (رواہ مسلم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہو تو اس سے
عمل منقطع ہو جاتے ہین سوائے تین چیزون کے ایسا صدقہ جو جاری ہو یا ایسا علم کہ جس سے نفع اٹھایا جاوے یا فرزند صالح جو اسکے واسطے دعا کرے
(رواہ مسلم) حدیث ابو ہریرہ مین ہو کہ جو شخص ایسا راستہ چلا جسمین علم تلاش کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسکے عوض اسکے واسطے جنت کی جانب راستہ آسان فرماتا ہو
اور جو کوئی قوم کسی مسجد مین اللہ تعالیٰ کے مساجد مین سے جمع ہوے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب تلاوت کرتے اور آپس مین درس دیتے ہین تو یہی ہوتا ہو کہ ان پر سکینت
نازل ہوتی ہو اور انکو رحمت ڈھانک لیتی ہو اور ملائکہ انکو سب طرف سے گھیر لیتے ہین اور اللہ تعالیٰ انکو اون لوگون مین یاد فرماتا ہو جو اسکے یہان [illegible]
کے عمل نے اسکے ساتھ کوتاہی کی تو اسکا نسب کچھ کام نہ آویگا (رواہ مسلم) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس علم کو اسطرح نہین کھینچ لیگا کہ بندون کے دلون سے نکال لے ولیکن اس علم کو اسطرح قبض فرماویگا کہ علما کو موت دیدیگا حتی کہ جب عالم
باقی نہ رہیگا تو لوگ جاہلون کو اپنا پیشوا بنا دینگے پس اونسے پوچھا جائیگا تو بغیر علم کے فتوی دینگے پس خود گمراہ اور دوسرونکو گمراہ کرینگے (صحیح بخاری و مسلم) اور
حدیث ابی مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ مین ہو کہ جس شخص نے نیکی پر رہنمائی کی تو اسکے لیے بھی اس نیکی کرنیوالے کے مثل ثواب ہو (رواہ مسلم) اور حدیث
الخدری رضی اللہ عنہ مین معجزہ مذکور ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تمہارے تابع ہین اور اطراف زمین سے کچھ مرد تمہارے پاس [illegible]

Marfat.com

فقہ حاصل کرین پس جب وہ لوگ آوین تو تم اُنکے حق مین میری کی وصیت قبول کرو (رواہ الترمذی) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کے علم سے آگاہ فرمایا کہ عنقریب تمھاری خلافت دور دور تک پھیل جائیگی اور لوگ جو اسلام لاوینگے وہ دین اسلام کو تمھین سے پاوینگے پس تمھارے قدم بقدم تابع ہونگے اور مرد ان خدا دور دور سے آوینگے تاکہ دین مین فقہ حاصل کرین پس میری یہ وصیت قبول کرو کہ جب وہ لوگ آوین تو اُنکے ساتھ ہر طرح نیکی کیجیو یہ صحیح روایت سے ثبوت ہوا کہ بعضے اصحاب رضی اللہ عنہم صاف صاف کہتے کہ مرحبا بوصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے جب کوئی شخص علم حاصل کرنیوالا آتا تو نہایت مہربانی سے فرماتے کہ مرحبا آؤ تمھارے حق مین ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے اب تم اسوقت ہمکو وہ زمانہ یاد دلانے والے ہو جب ہم آپکے دیدار سے مشرف تھے اور آپنے ہمکو وصیت فرمائی تھی اور دیکھو کہ یہ مرتبۂ عظمیٰ کس شان اعلیٰ پر ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاصکر وصیت فرمائی اور کیون نہو کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فقیہ ہزار عابدون سے بڑھکر شیطان پر سخت ہوتا ہے (رواہ الترمذی وابن ماجہ) اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے بعید یہ ہے کہ عابد تو دن بھر اور رات بھر عبادت کے بعد ذرا سے وسوسہ مین سب ثواب کھو بیٹھتا ہے شاید یہی خیال آگیا کہ مین نے آج خوب عبادت کی اور فقیہ جانتا ہے کہ حق عبادت ادا ہونا محال ہے اور یہ بات اگرچہ عابد کو بھی معلوم ہو لیکن تغافل ہے اور فقیہ کے سامنے آئینہ ہے اور فقیہ اپنی حفاظت کے ساتھ ہزار آدمیون کو بھی شیطان کے ہاتھ سے چھوڑا لیتا ہے مثلاً اُسنے ذرا سا کام اُنکو بتلا دیا کہ اُسکا ثواب بیشمار ہے اور شیطان سے نجات ہے پس شیطان کمبخت غصہ مین دانتون سے اپنی بوٹیان نوچتا ہے اور کچھ نہین کر سکتا ہے واضح ہو کہ یہ اسوقت تک ہے کہ عالم مین نور ایمان ہو اور عالم کو پہچانین اور اسکی بات پر عمل کرین حدیث انس رضی اللہ عنہ مین ہے کہ علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے (ابن ماجہ و بیہقی) اور علماء نے اتفاق کیا کہ اسکے معنے صحیح ہین حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہے کہ منافق مین دو خصلتین جمع نہین ہوتی ہین حسن خلق اور دین مین فقہ (رواہ الترمذی) حدیث انس مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علم طلب کرنیکے لیے نکلا تو وہ راہ الٰہی مین ہے جبتک کہ لوٹے (رواہ الترمذی والدارمی) یعنی برابر اسکے لیے ثواب لکھا جاتا ہے روایت مین سنجرۃ الازدی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جو شخص علم طلب کرتا ہے تو یہ اُسکے گذرے گناہ ہو جانے کا کفارہ ہے (رواہ الترمذی والدارمی) حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کبھی سیر نہین ہوتا ہے نیکی سے کہ آخر اُسکے جنت مین ہو جاتی ہے (رواہ الترمذی) حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کبھی سیر نہین ہوتا یہانتک کہ آخر اس حالت مین جنت تک پہونچ جاتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ اپنے اونٹون کو تیز ہانکین درحالیکہ علم طلب کرتے ہونگے پس عالم مدینہ سے بڑھکر کوئی عالم نہ پاوینگے (رواہ الترمذی) حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کہا کہ یہ امام مالک ہین اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے واسطے ہر صدی پر ایسا شخص اُٹھاویگا جو اُسکے واسطے دین کو (رواہ ابو داؤد) اور ابراہیم بن عبدالرحمن العذری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس علم کو ہر خلف مین سے عادل لوگ حاصل کرینگے وہ غلو کرنیوالون کی تحریف مٹاوینگے اور جھوٹی بات اختیار کرنے والون کی بات مٹاوینگے اور نادانون نے جو تاویل بنائی ہے اسکو مٹاوینگے (البیہقی) حسن بصری نے مرسل روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی موت ایسی حالت مین آئی کہ وہ علم طلب کرتا تھا تاکہ اس سے اسلام کو زندہ کرے تو جنت مین اُسکے اور پیغمبرون کے درمیان فقط ایک درجہ ہے (رواہ الدارمی) اور حسن سے مرسل روایت ہے کہ [illegible] دو شخص تھے یعنے حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے زمانہ مین یا اُنکے بعد جب تک دین حق پر تھے تو اُنمین سے دو شخصونکا ذکر کیا گیا کہ ایک عالم تھا وہ فرض نماز پڑھکر بیٹھتا اور لوگونکو نیکی سکھلاتا تھا دوسرا شخص عالم تھا گو دن بھر روزہ رکھتا اور رات مین عبادت کرتا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ان دونون مین کون افضل تھا تو آپنے فرمایا کہ یہ عالم جو فرض پڑھکر مجلس مین بیٹھکر لوگون کو نیکی سکھلاتا تھا اُسکی فضیلت اُس عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو نماز پڑھتا تھا ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم مین سے کسی شخص پر ہے (رواہ الدارمی) اور واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہے کہ جسنے علم طلب کیا اور اُسکو پایا اُسکے لیے دو حصہ ثواب ہے اور اگر اُسنے نہ پایا تو اُسکے لیے ایک حصہ ثواب ہے (الدارمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کرم مین سب سے زیادہ اَجْوَد کون ہے صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کو خوب آگاہی ہے آنحضرت

ا اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھکر اجود ہی پھر مین سب بنی آدم سے بڑھکر اجود ہون اور میرے بعد وہ مرد اجود ہی جسنے علم سیکھا اور [illegible]
مین تنہا امیر اوپیا فرمایا کہ امت آویگا (البیہقی) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو آرزومند کبھی سیر نہین ہوتے ہین صاحب علم و صاحب دنیا [illegible]
ہرگز نہین ہین بلکہ صاحب علم کا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ حضرت الرحمٰن عزوجل کی رضامندی بڑھتی جاتی ہی اور رہا صاحب دنیا تو وہ طغیان مین بڑھتا جاتا ہی پھر یہ [illegible]
[illegible] البیطغی ان راہ استغنیٰ یعنی آدمی جب اپنے آپکو مستغنی دیکھتا ہی تو طغیان کرتا ہی اور دوسری آیت پڑھی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی اللہ تعالیٰ
سے اسکے بندون مین سے وہی ڈرتے ہین جو عالم ہین (مشکوٰۃ) اور امام غزالیؒ نے لکھا کہ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ مین ہی کہ ہزار رکعت نماز پڑھنے سے اور ہزار
مریضون کی عیادت کرنے اور ہزار جنازون پر حاضر ہونے سے علم کی مجلس مین حاضر ہونا افضل ہی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کیا قرآن کی تلاوت سے بھی افضل ہی تو
آپنے فرمایا کہ بھلا بغیر علم کے قرآن مجید کچھ نفع دیتا ہی یعنی قرآن کے واسطے بھی سمجھنا شرط ہی اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمام رات کی نماز سے مجھے ایک مسئلہ سیکھنا
زیادہ محبوب ہی اور کہا کہ عالم و متعلم دونون بھلائی مین شریک ہین اور باقی لوگ پسو کی طرح حقیر ہین ان مین کچھ بھلائی نہین ہی اور کہا کہ تجھکو چاہیے کہ عالم ہو یا طالب علم
ہو یا سننے والا ہو اور انکے سوائے چوتھی قسم مین نہو ورنہ تباہ ہوگا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جو عالم اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام مین بصیرت رکھتا ہو
اسکے مرنے سے ہزار عابدون کا مرنا آسان ہی جو دن کے روزہ دار اور رات کے شب بیدار ہون شافعیؒ نے فرمایا کہ سوائے فرض و واجب کے نفل عبادت سے
علم کا حاصل کرنا افضل ہے۔ مترجم کہتا ہی کہ اسکے معنی یہ ہین کہ علم جسقدر فرض ہی وہ تو سب سے مقدم ہی کیونکہ جو شخص نماز ہی نہین جانتا نہ اسکے احکام پہچانتا ہی
وہ نماز کیونکر پڑھے گا پھر مقدار فرض کے بعد مزید علم کا حاصل کرنا مزید عبادت سے افضل ہی کیونکہ علم حاصل کرنا سب سے افضل عبادت ہی ابن عبدالحکم
رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مین امام مالکؒ کے پاس علم حاصل کرتا تھا ایک روز پڑھتا رہا جب ظہر کا وقت آیا تب مین نے کتاب تہ کی تاکہ فرض ظہر سے پہلے نماز
پڑھ لون تو امام مالکؒ نے فرمایا کہ جسواسطے تو اٹھا ہی وہ اس سے افضل نہین ہی جسمین تو مشغول تھا بشرطیکہ نیت ٹھیک ہو اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے
آیا ہی کہ جس شخص کی سمجھ مین نہ آوے کہ علم طلب کرنے کے واسطے صبح کو جانا جہاد ہی اور وہ خیال کرے کہ جہاد نہین ہی تو اسکی رائے و عقل مین فتور
آیا ہوا ہی اور حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگاہ رہو کہ یہ دنیا ملعون ہی اور جو کچھ اسمین ہی وہ بھی ملعون ہی سوائے اللہ تعالیٰ کی یاد کے اور جسکو اسنے
[illegible] کیا اور عالم اور متعلم کے (ابن ماجہ) یعنی ذکر الٰہی وغیرہ یہ چیزین ملعون نہین ہین اور صحیح البخاری و صحیح مسلم وغیرہ کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مثال بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو ہدی اور علم کے ساتھ بھیجا ہی اسکی مثال ایسی ہی کہ جیسے بکثرت باران رحمت نازل ہوا اور جس زمین کو پہونچا اسمین سے
ایک قطعہ پاکیزہ تھا کہ اسنے پانی کو قبول کیا یعنی جذب کیا اور طرح طرح کی نباتات و سبزی اگائی اور بعض قطعہ ایسا تھا کہ اسنے فقط پانی روک لیا جس سے
اللہ تعالیٰ نے لوگون کو نفع دیا انھون نے اسمین سے پیا پلایا اور سینچا اور زراعت کی اور بعض قطعیات اسمین سے چٹیل تھے کہ نہ انھون نے پانی روکا
اور نہ نباتات اگائی غزالیؒ نے کہا کہ اول تو ایسے عالم کی مثال ہی جسنے خود نفع اٹھایا اور لوگون کو نفع پہونچایا اور دوم ایسے عالم کی مثال ہی جسنے دوسرونکو
نفع پہونچایا اور سوم ایسے لوگون کی مثال ہی جو دونون باتون سے محروم رہے مترجم کہتا ہی کہ امام غزالیؒ نے اس باب مین بہت تفصیل سے بیان فرمایا ہی
اور اچھی تحقیق کے ساتھ یہ اثبات کیا کہ حقیقی فقہ یہ نہین ہی جسکو تم لوگ فقہ کہتے ہین بلکہ یہ اسمین سے تیسرے درجہ کا ایک جزو ہی اور اس سب بیان کے بعد
جسنے علم دین کی فضیلت مین وسوسہ شیطانی قبول کیا وہ بے ایمانی مین مبتلا ہی اور یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جسطرح یہ سب فضائل ہین تو اسکے ساتھ
خطرات بھی ہین کہ اگر علم کو دنیا کے لیے پڑھے تو عذاب ہوگا جیسے منافق دنیا کے لیے ایمان لاتا ہی اور جب بدبختون نے دیکھا کہ اکابر اولیاء اللہ تعالیٰ جو عالم باعمل تھے
جہان کے مسلمانون نے انکو اپنا پیشوا بنایا تھا تو ان بدبختون نے موقع تلاش کیا اور کہا کہ حضرت شیخ قدس سرہ نے علم معرفت سے یہ نفائس علوم توحید بیان فرمائے ہین
انکا وجود ان فقہ کی کتابون مین کہان موجود ہی اسکے جواب مین نیم ملا خطرۂ ایمان جو اس ہبالت مین پڑے تھے کہا ہمنے ہدایہ و وقایہ پڑھ لیا اب ہم عالم کامل ہین
کہنے لگے کہ آپ درست فرماتے ہین کہین نہین ہی پس عوام نے بھی کہا کہ لیجیے صاف معلوم ہوا کہ علم ظاہری الگ ہی اور یہ علم حقیقت جدا ہی اور بقول حضرت امام مجدد
الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس ورطۂ کفر مین پڑ گیا مترجم کہتا ہی کہ امام سیوطی مجدد نہصد ہجری نے حسن المحاضرہ مین بعض اولیاے مصر سے نقل کیا کہ

کیونکہ بنی اسرائیل مین یہ تھا اور مین مجھے خیال ہوا کہ حقیقت جدا و شریعت جدا ہی پس فورًا ہاتف غیب سے آواز دی کہ ہر حقیقت جسکے لیے شریعت سے شہادت نہو وہ کفر و زندقہ ہی اب مترجم کہتا ہی کہ علماء حقانی جو فقہ و تفسیر و حدیث و تصوف جانتے ہین وہ خوب پہچانتے ہین کہ ائمہ اولیا و مشائخ کا کوئی کلمہ بھی خلاف شریعت نہین ہی و لیکن جس فہم نورانی سے انھون نے قرآن و حدیث سے وہ کلمہ نکالا ہی اسمین لطافت ظاہر ہی جیسے کسی شعر مین سے کوئی باریک مضمون نکالے تو وہی نکال سکتا ہی جو اس فن مین معرفت تامہ رکھتا ہو لیکن جاہل یہ سمجھتا ہی کہ اسکا ذکر شریعت مین کہین نہین ہی بلکہ یہ کوئی علم باطنی ہی جو سینہ بسینہ چلا آتا ہی لہذا شیطان نے یہ وسوسہ تمام جاہلون مین پھونک دیا کہ علم حقیقت سینہ بسینہ چلا آتا ہی جیسے روافض کہتے ہین کہ خلافت و امامت کا علم سینہ بسینہ ہمکو ملا ہی اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر جاہل نے رنگے کپڑے دعویٰ کیا کہ وہ علم حقیقت سے خوب آگاہ ہی اور یہ علم شریعت ظاہری عالمون نے لیا ہی جنکو علم حقیقت سے کچھ نصیب نہین ہی اور اسمین کچھ شک نہین ہی کہ ہمارے زمانہ کے فقیہ جو حیض و نفاس کے مسائل جاننے کو فقہ جانتے ہین درحقیقت اپنی مغروری مین پڑے ہین کیونکہ انکی اصطلاحی بات ہی اور شرعی فقہ اسکا نام نہین ہی چنانچہ توضیح تلویح وغیرہ مبسوط کتب اصول مین صریح اسکا بیان موجود ہی اور تصوف داخل شریعت و فقہ ہی اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہی اور جسنے شریعت و حقیقت کو جدا سمجھا تو امام مجدد کے قول پر اُسکے کفر کا خوف ہی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ

اے ایمان والو جب تم کان مین بات کہو رسول سے تو آگے دھرلو بات کہنے سے پہلے خیرات

ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ

یہ بہتر ہی تمھارے حق مین اور بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہی کیا تم ڈر گئے ہو کہ

تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

آگے رکھا کرو کان کی بات سے پہلے خیراتین سو جب تمنے نہ کیا اور اللہ نے معاف کیا

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

تو اب کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو اللہ کے اور اُسکے رسول کے اور اللہ کو خبر ہی جو کچھ تم کرتے ہو

امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومنین بندون کو حکم فرماتا ہی کہ جب انمین سے کوئی شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے مناجات چاہے یعنے باتین عرض کرنا چاہے بطور آہستہ و خفیہ یعنی خفیہ طور پر مشورہ عرض کرنا چاہے تو اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دیدے تب حضور رسالت صلعم مین یہ نجوی پاوے اور اس سے غرض یہ ہی کہ صدقہ دینے سے اسکو پاکیزگی اور ستھرائی حاصل ہو اور یہ لیاقت پیدا ہو کہ وہ نجوی کے موقع پر حاضر ہو چنانچہ فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً یعنے ای اہل ایمان جب تم محمد رسول اللہ صلعم سے مناجات چاہو تو اپنی مناجات سے پہلے صدقہ دیدو ف مناجات تخلیہ مین باتین کرنا الرسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ صدقہ نکرہ ہی اور اسکی مقدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر چھوڑی گئی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مسلمانون نے رسول اللہ صلعم سے زیادہ پوچھنا شروع کیا پس اللہ تعالیٰ نے مومن و منافق کی امتیاز کے واسطے یہ حکم بھیجا اور حسن بصری سے روایت ہی کہ جو قوم آپ سے تخلیہ مین باتین کرتی تو دوسری قوم کو گمان ہوتا کہ شاید ہمارے حق مین کچھ نقص ہو پس اللہ تعالیٰ نے یہ بھیجا اور زید بن اسلم سے روایت ہی کہ یہود و منافقین تنہائی کا موقع تلاش کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتین کہتے اور یہ امر مومنین پر شاق گذرا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو یہ جھوٹے لوگ باز رہے مترجم کہتا ہی کہ ان روایات مین ضعف ہی اسیواسطے **امام ابن کثیر** رح نے سوائے انکے امر تحقیق یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو مناجات سے پہلے صدقہ کا حکم دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مناجات حاصل ہونا بہت اعلیٰ نعمت ہی

کھتے ہوکہ سلطان سے گفتگو ہونے کو بڑی عزت خیال کرتے ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظمت کو کیا بیان کرے
ی نسبت نہین ہے مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ لہذا پہلے صدقہ کا حکم دیا کیونکہ صدقہ سے تزکیہ وطہارت حاصل ہوتی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرین اسیواسطے فرمایا۔ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ یہ بات تمہارے حق مین بہتر اور زیادہ پاکیزہ
اور یہ حکم بعض اصحاب کے واسطے تھا جنکو صدقہ میسر ہو لہذا فرمایا فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پھر اگر تم نہ پاؤ تو اللہ تعالیٰ مغفرت
ف پس معلوم ہوا کہ حکم صدقہ کا اسی شخص کے واسطے ہے جسکو قدرت ہو اور اسوقت مین اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم محتاج تھے تو ڈر ہے کہ یہ حکم ہمارے قائم
رہے تو غالبًا ہم اس نعمت سے محروم رہجائینگے پس اللہ تعالیٰ نے مغفرت ورحمت سے اُسکو منسوخ کردیا اور فرمایا۔ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ
يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ کیا تمنے اس بات سے خوف کیا کہ اپنے مناجات سے پہلے صدقات ادا کرو ف یعنے تمکو ڈر پیدا ہوا کہ نعمت مناجات بوجہ مفلسی
کے محروم رہجائینگے تو اللہ تعالیٰ نے تمکو معاف فرمایا قتادہؓ سے روایت ہے کہ دن مین کچھ دیر یہ حکم رہا تھا رواہ عبد الرزاق" اور بعض نے ایک رات
او بعض نے ایک ہفتہ بیان کیا لیکن قول اول اصح ہے پھر اللہ تعالیٰ نے بجاے اسکے یہ مقرر فرمایا کہ نماز وزکوٰۃ ورسول اللہ کی فرمانبرداری سے
پاکیزگی وطہارت ولیاقت حاصل کرین چنانچہ فرمایا۔ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ پس جب تمنے نہین کیا اور اللہ تعالےٰ
نے تمپر رجوع فرمایا یعنے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم منسوخ کردیا تمپر رحمت کرکے اور ہنوز تم اس حکم پر عمل نہین کرنے پائے تو اُسکا شکریہ ادا کرو فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ پس نماز کو ٹھیک قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ واُسکے رسول کی اطاعت کرو
ف اور ان باتون مین ظاہر وباطن نیک نیت وصادق رہو وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو
ف اگر کہا جاوے کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے عمل نہین کیا اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا تھا جواب
اگر روایت محفوظ ہو تو یعنی ہے کہ عموماً سب کو عمل کرنا نہین پڑا لیکن روایت کی اسناد مین لیث بن ابی سلیم راوی کا حافظہ بہت کمزور تھا ولیکن
نے مجاہد سے مرسل روایت کی کہ کوئی مناجات نہین کرنے پایا تھا سوائے علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ کے کہ انھون نے ایک دینار صدقہ
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مناجات مین دس خصلتین پوچھین پھر رخصت نازل ہوئی اور لیث ابن ابی سلیم کی روایت مین ہے کہ مجاہد نے کہا کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کتاب الٰہی مین ایک آیت ہے کہ مجھسے پہلے اُسپر کسی نے عمل نہین کیا اور نہ میرے بعد کوئی عمل کریگا پھر یہ آیت پڑھی اور
کہا کہ میرے پاس ایک دینار تھا مین نے اُسکو دس درم مین بھنایا پس مین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تو ایک درم صدقہ دیتا تھا
پھر یہ آیت منسوخ ہوگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ تیری راے مین صدقہ کی کیا مقدار ہو
کیا ایک دینار ہو مین نے عرض کیا کہ لوگ اتنی طاقت نہین رکھتے ہین آپنے فرمایا کہ کیا نصف دینار ہو مین نے عرض کیا کہ اسکی طاقت نہین رکھتے ہین آپنے
فرمایا کہ پھر تیری کیا راے ہے مین نے عرض کیا کہ ایک جو بھر سونا ہو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو بہت زاہد ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ
فرماتے تھے کہ میری ہی ذات سے اللہ تعالیٰ نے اس امت پر آسانی فرمائی پھر یہ آیت نازل ہوئی ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ (رواہ الترمذی وابن
جریر وابو یعلی وابن المنذر وغیرہم) اور عرب مین سونے کا وزن ایک جو برابر معروف ہے اور سعد بن ابی وقاص سے بھی روایت ہے کہ مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مناجات سے پہلے جو برابر سونا خیرات کیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ تو بڑا زاہد ہے یعنے یہ مقدار صدقہ بہت قلیل ہے
اور واضح ہو کہ سیاق آیت صریح اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مومنون نے انصار ومہاجرین مین سے اس حکم کی تعمیل مین کوتاہی نہین کی ولیکن اس امر سے
خوف کیا کہ اکثر اوقات مناجات سے محروم رہینگے پس اللہ تعالیٰ نے احسان رکھا اور اسکو منسوخ فرمایا اور اسکے عوض مین طاعات کا نور دیدیا واللہ
تعالیٰ اعلم عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ مومنین بخوٰی سے پہلے صدقہ دیا کرتے تھے یہانتک کہ زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو یہ حکم منسوخ ہوگیا
واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب ف شیخ ابن العربیؒ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ اذا ناجیتم الرسول الآیہ اسمین نکتہ یہ ہے کہ رسول اللہ کے خاطر

Marfat.com

اتصال کسی امر خاص مین نہین ہوسکتا سوائے اسکے کہ قرب روحانی ہو یا مناسبت قلبیہ ہو یا جنسیت نفسانیہ ہو اور انمین سے کوئی بات کیون نہ ہو بہرحال صدقہ واجب ہوچکا پھر اول اور دوم مین تو یہ واجب ہی کہ افعال و صفات سے الگ ہوجاوے اور خارجی چیزون مانند اسباب اموال سے جدا ہو اور تعلقات قطع کرے جسکو ترک کہتے ہین اور آثار و ہیات باقیہ سے جدا ہو جسکو تجرید کہتے ہین پھر افعال و صفات سے قطع نظر ہو تو اس ترقی کو مقام روح کی ترقی کہتے ہین اور دوم کو مقام قلب تک ترقی کہتے ہین پس اسرار الٰہیہ مین مناجات روحی کی لیاقت ہو اور امور کشفیہ مین مناجات قلبی کی لیاقت ہو اسیواسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے تین باتین حاصل تھین کہ اگر ان مین سے ایک بھی میرے واسطے حاصل ہوتی تو مجھے سرخ اونٹون سے بہتر تھی جیسے تمھارے محاورہ مین کہتے ہین کہ گنج و سلطنت دنیا سے بہتر تھی ایک بات یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے نکاح مین حضرت سیدہ فاطمہ رضؓ کو دیا اور دوم خیبر کے روز انکو رایت دیا اور سوم آیت نجوی ہی اب باقی رہی تیسری صورت تو اس نعمت کے شکر مین مال خیرات کرنا واجب ہی تاکہ یہ نعمت باقی رہے اور زیادہ ہو **قولہ فان لم تجد الخ** پھر اگر اول کی دونون صورتون مین صدقہ نہ دیوے مثلاً نفس کے ساتھ دونون مقام روح و قلب سے ٹھہر گیا ہو اور تیسرے مین محتاجی کا خیال جم گیا ہو یعنے جیسے بشری جبلت ہی تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہی یعنی صفات نفسانیہ کو انوار صفات سے منور فرماتا ہی اور تجلیات و مشاہدات سے فیض دیتا ہی یا تیسری صورت مین یہ بھی مراد ہی کہ بخل و محتاجی کا غم کھو دیتا ہی اور روایت سے یہ معنی ثابت ہین کہ جسنے امر آخرت ٹھیک کیا اللہ تعالیٰ اسکی دنیا مین کارسازی فرماتا ہی پھر اللہ تعالیٰ نے منافقین کا حال بیان فرمایا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ

تو نے نہ دیکھے وہ جو رفیق ہوے ہین ایک لوگون کے جن پر غصے ہوا ہی اللہ نہ وہ تم مین ہین نہ اُنمین ہین اور قسمین کھاتے ہین

عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ

جھوٹ بات پر اور خبر رکھتے ہین رکھی ہی اللہ نے اُنکو سخت مار بیشک وہ

سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بُرے کام ہین جو کرتے رہے ہین بنایا ہی اپنی قسمون کو ڈھال پھر روکے ہین اللہ کی راہ

فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ

تو اُنکو ذلت کی مار ہی کام نہ آوینگے اُنکے مال نہ اُنکی اولاد اللہ کے ہاتھ سے کچھ

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ

وہ لوگ ہین دوزخ کے وہ اسی مین رہ پڑے جس دن جمع کریگا اللہ اُنکو سارے پھر قسمین کھاوینگے

لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

اُسکے آگے جیسے کھاتے ہین تمھارے آگے اور خیال رکھتے ہین کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہین سنتا ہی وہی ہین اصل جھوٹے

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ

قابو مین کرلیا ہی اُنکو شیطان نے پھر بھلائی اُنکو اللہ کی یاد وہ لوگ ہین جتھا شیطان کا

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

سنتا ہی جو جتھا ہی شیطان کا وہی خراب ہوتے ہین

ان آیات مین اللہ تعالیٰ نے منافقون کا بدحال و بدانجام بیان فرمایا اور تعجب دلایا کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ

Marfat.com

اللہ سے کیا تونے دیکھا نہین ان لوگون کو جنھون نے دلی دوستی پیدا کی ایسی قوم سے جن پر اللہ تعالیٰ نے غضب فرمایا ہوت یہود مغضوب علیہم کی تفسیر مین فرمایا کہ یہ یہود ہین اور قولہ باؤ بغضب علی غضب۔ یہود کے حق مین ہی اور دیگر آیات ہین اور یہود سے موالات یعنی دلی دوستی کرنا بیشک تعجب کی بات ہی کہ کوئی مومن ہو کر ایسی قوم سے دلی دوستی کرے جسپر اللہ تعالیٰ نے غضب فرمایا ہی یہ منافق باطنی تھے لہذا فرمایا ما ھم منکم ولا منھم یہ یعنی نہ تم مین سے ہین نہ انمین سے ہین ف یعنے نہ مومنون مین سے ہین اور نہ یہودیون سے ہین بلکہ مذبذب ہین نہ ادھر اور نہ اُدھر اور جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت دے یعنی اُسکے دل مین ہدایت نہ فرمادے تو کوئی اُسکے دل مین ہدایت نہین پیدا کر سکتا ویحلفون علی الکذب وھم یعلمون یہ منافقین جھوٹ پر قسم کھاتے ہین درحالیکہ وہ جانتے ہین ف جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا اسی کا نام یمین غموس ہی اور وہ گناہ کبیرہ ہی اور یہ لوگ اسطرح کبیرہ کے مرتکب ہوتے کہ جب مسلمانون سے ملتے تو کہتے کہ ہم تمھارے ساتھ ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم کھاتے کہ ہم مومن ہین قالوا نشھد انک لرسول اللہ کہتے کہ ہم قسم کھاتے ہین کہ آپ رسول اللہ ہین اس بات مین شک نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہین ولیکن اللہ تعالیٰ نے منافقونکو رد کیا کہ یہ لوگ جھوٹ کہتے ہین مسئلہ اگر کہا جاوے کہ صدق یہی ہی کہ جو کچھ واقع مین ہو اُسی کے مطابق خبر دے جواب اسکا مترجم کے نزدیک یہ ہی کہ بیشک خبر کے صدق کیلیے یہی کافی ہی ولیکن مخبر کے صادق ہونیکے لیے یہ ضرور ہی کہ اُسکا اعتقاد اُسکے دل مین بھی ہو تاکہ وہ صدق سے متصف ہو پس منافقین جھوٹے تھے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہی کہ تو بیشک اسکا رسول ہی اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہی کہ منافقین جھوٹے ہین مترجم کہتا ہی کہ اسمین بھید یہ ہی کہ صدق خبر خود ایک چیز علیحدہ ہی خواہ کوئی کہے تو جو شخص اُس سے اپنا وصف چاہے وہ اس سے تعلق خاص پیدا کرے تب متصف ہوگا اور بدون تعلق کے اُسکا متصف ہونا واقع کے خلاف ہی کیونکہ منافقین کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم دل سے یہ خبر دیتے ہین اور یہ بات واقع مین نہین تھی اور یہان سے دوسرا مسئلہ حل ہوا اور وہ یہ ہی کہ جب کوئی شخص علم فقہ جانتا ہو تو وہ فقیہ ہی یا نہین ہی پس امام ابو حنیفہ وغیرہ نے فرمایا کہ نہین جب تک کہ وہ عمل سے متصف نہو اسیواسطے حدیث مین ہی کہ عالم وہی ہی جو عامل ہو چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ مین موجود ہی اور متاخرین نے کہا کہ عمل شرط نہین ہی اور صاحب مسلم نے کہا کہ عمل کی قید لگانا جیسا بعض مشائخ نے کیا ہی وہ بعید ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر انھون نے فقط علم فقہ کی تعریف بیان کی تو ٹھیک ہی ولیکن فقیہ جو متصف بفقہ ہو وہ ضرور عامل ہونا چاہیے ورنہ فقہ کی باتین جاننے والا ہے خود فقیہ نہین ہی اسواسطے کہ فہم فقہی بدون عمل کے غیر ممکن ہی واللہ تعالیٰ اعلم پس منافقون نے صدق نہین کہا بلکہ کبیرہ گناہ کمایا باوجود کفر باطنی کے لہذا فرمایا اعد اللہ لھم عذابا شدیدا انھم ساء ما کانوا یعملون۔ مہیا فرمایا ہی اللہ تعالیٰ نے انکے واسطے عذاب شدید یہ لوگ جو کچھ کرتے ہین بہت بد ہی ف کلام دلالت کرتا ہی کہ یہ بدی اُنکی گویا جبلت ہوگئی ہی کیونکہ وہ برابر اسی حال پر چلے جاتے ہین اور اُسکو نہین چھوڑتے ہین اور روایت ہی کہ عبداللہ بن نبتل آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین بیٹھتا پھر یہان سے باتین لیجا کر یہودیون کو سناتا تھا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرات مین سے ایک حجرے مین تھے کہ ناگاہ تشریف لائے اور فرمایا کہ ابھی تمھارے پاس ایک شخص آنے والا ہی کہ اُسکا قلب ظالم کا قلب ہی اور وہ شیطان کی آنکھ سے دیکھتا ہی اتنے مین ہی شخص ابن نبتل آیا اور اسکی دونون آنکھین کبری تھین اور پستہ قد کچی ڈاڑھی تھی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اور تیرے ساتھی کیون میری بدگوئی کرتے ہین پس وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا گیا کہ مین نے ایسا نہین کیا اور جاکر اپنے ساتھیون کو لایا انھون نے بھی جھوٹی قسم کھائی کہ ہم نے ایسا نہین کیا تب یہ آیت نازل ہوئی اعد اللہ لھم الخ (السراج) اتخذوا ایمانھم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ فلھم عذاب مھین۔ ان لوگون نے اپنی قسمون کو ڈھال بنایا پس اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا تو انکے واسطے اہانت کرنیوالا عذاب ہے ف یعنی عرب زبان کے بہت سچے تھے ولیکن ان خبیث منافقون نے اپنے ساتھیونکو جھوٹی قسم کھانا سکھلایا تو اُنکو راہ الٰہی سے روکا کیونکہ عوام الناس نے جب دیکھا کہ جن لوگون کو ہم صاحب رائے سمجھتے ہین وہ اس موقع پر جھوٹی قسم سے اپنے آپ کو بچاتے ہین تو انھون نے بھی یہی حرکت اختیار کی پس اُنکے روکنے والے درحقیقت یہی منافق ہوے اور بعض نے کہا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ انھون نے مسلمانون کو اپنے اوپر جہاد سے روکا کیونکہ شریعت کا حکم یہ دیا گیا کہ جو شخص زبان سے اسلام کا اظہار کرے اور ارکان ادا کرے اُسکا خون و مال محفوظ کر دیا جاے اور اُسکے دل کا محاسبہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑا جائے چنانچہ حدیث مین

Marfat.com

مین رہونگا مجھے حکم دیا گیا کہ لوگون سے قتال کرون (یعنی کافرون ومشرکون سے جہاد کرون یہانتک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہین پھر جب اُنھون نے لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کہا اور نماز پڑھی وزکوۃ دی یعنی آخر تک ظاہری ارکان اسلام بیان کیے اور فرمایا کہ جب ایسا کیا تو مجھسے اپنا خون ومال محفوظ کرلیا
اور انکا حساب باطنی انکے رب عزوجل پر ہی - ھ - امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ اعد اللہ لہم الخ یعنے انکے واسطے اللہ تعالیٰ نے عذاب الیم رکھا ہی
جزا انکی بداعمالی کی - بداعمالی یہ ہی کہ کافرون سے موالات یعنی دلی دوستی رکھتے ہین اور مومنین سے ظاہر مین دروغ اظہار کے ساتھ دل مین عداوت
رکھتے ہین اور معاملات مین انکے ساتھ گھونٹ کرتے ہین قولہ اتخذوا ایمانہم الخ منافقون نے ظاہر مین ایمان تبلایا اور باطن مین کفر کیا اور جھوٹی
قسمون سے اپنے آپکو بچایا اس حرکت سے بہت لوگون کو گمان ہوا کہ یہ لوگ سچے ہین حالانکہ ان لوگون کو ان منافقون کی حقیقت سے آگاہی نہ تھی اسلیے انکو سچا
سمجھکر دھوکا کھایا اسوجہ سے بعض آدمیون کے حق مین یہ فتنہ ایمان سے روکنے والا ہوگیا پس اُنکے لیے عذاب نہین ہی یعنے جیسے اُنھون نے اللہ تعالیٰ
کے نام پاک کی تعظیم عمداً چھوڑی کیونکہ اُسکے نام پاک کی جھوٹی قسمین کھائین تو اُسکے عوض مین اُنکے لیے عذاب الیم ہی جسمین سخت اہانت ہی لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ
أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ کبھی ہرگز کفایت
نہ کریگے اُنکے مال اور نہ اولاد اُنکو اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی اور یہ لوگ جہنم والے ہین یہ اُسمین ہمیشہ پڑے رہینگے ف یعنی جب اُنکو اللہ تعالیٰ کیطرف سے
عذاب پہونچیگا تو اُنکے دنیاوی مال یا اولاد کچھ کام نہ آوینگے یعنے ان پر سے عذاب کچھ بھی دفع نہین کرسکینگے اور جہنم کے رہنے والے لوگون مین سے یہ بھی
ہین یعنی اُسمین ہمیشہ رہینگے تنبیہ اولئک اصحاب النار سے یہ بات معلوم ہوگئی تھی کہ یہ لوگ جہنم والے ہین لیکن شاید یہ وہم ہوتا کہ گناہگار مسلمانون
کی طرح چند روز تک جہنم مین رہین اور جہنم مین جانے کی وجہ سے انکو اصحاب النار کہا گیا ہو تو اُسکو دفع فرمایا اور تصریح کردی کہ ہم فیہا خالدون یعنے
اُسمین ہمیشہ رہنے والے ہین اسیواسطے گناہگار مومنون کو اصحاب النار نہین کہتے اگرچہ بعض گناہگارونکو جہنم سے سزا دیجاوے اور جامع صغیر مین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے صریح روایت کیا گیا ہی کہ جہنمیون سے گناہگار مسلمانون مین چھ باتونکا فرق ہوگا ازانجملہ یہ بھی ہی کہ جہنمیون کی طرح انکی صورتین
نہین بگڑینگی اور پورے طور پر زندہ نہونگی کیونکہ جہنمیون کو زندہ رکھنے سے یہ مقصود ہی کہ عذاب اُٹھاوین اور گناہگار مسلمانون مین یہ مقصود نہین ہی
گناہ کی نجاست سے پاک کرنا مقصود ہی اور شیخ ابن العربی رح نے ایک لطیفہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اُسکے غضب پر غالب ہی اسوجہ سے جہنمی جہنم کی
طبیعت حاصل کرنے کے واسطے زندہ رکھے جائینگے مترجم کہتا ہی کہ گویا نکتہ یہ ہی کہ جیسے دنیا مین بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہی تو کلفت انکو
کیونکہ ماں کے پیٹ مین اُسپر سرد ہوا وغیرہ کسی چیز کا گذر نہین ہوتا اور طبیبون نے لکھا ہی کہ جب وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہی تو دائی کا ہاتھ اُسکے بدن پر
کے مانند اثر کرتا ہی اور سرد ہوا اُسکے بدن زخم کی طرح چبھ جاتا ہی اور پانی اُسپر زخم کی طرح اثر کرتا ہی اسیواسطے گرم ہوا اور گرم پانی اور نرم روئی سے
اُسکی حفاظت کرتے ہین تاکہ وہ رفتہ رفتہ عادی ہو تو اس دنیا کی پیدائش کے بعد عادت ہونے کے لیے ایسی تکلیفات کا برداشت کرنا لازمی ہوا کرتا ہی اور
کافرون نے اپنی دنیا کو جہنم سے ملایا ہی تو جہنمی ہونے کے واسطے بھی اُنکو جہنم کی عادت برداشت کرنی [illegible] شیخ نے اشارہ کیا کہ اُنکی جبلت بھی مثل کرم نجاست
جہنم ہی سے موافق ہی حتی کہ اگر اُنکو جنت کی ہوا دی جائے تو مرجاوین جیسے کرم نجاست کو اگر گلاب وحلوے مین پالا جاوے تو اُسکی موت ہی اسیواسطے
جہنمی بہت بڑے قوی جسم کردیے جائینگے چنانچہ حدیث مین ہی کہ جہنمی کی ایک داڑھ مثل احد پہاڑ کے ہوگی اور مومن گناہگار اپنی جبلت مین ان کافرون
کے برعکس ہی تو جہنم مین جانے سے وہان کی طبیعت حاصل کرنا مقصود نہین ہی بلکہ گناہ کا میل پاک کرنا منظور ہی اسیواسطے وہ اصحاب النار مین سے
نہین ہی اور منافقین وکفار ومشرکین سب اصحاب النار ہین اسیواسطے توضیح فرمائی کہ یہ لوگ اُسمین ہمیشہ رہنے والے ہین پھر جاننا چاہیے کہ کفار ومشرکین
بالکل عقل سے محروم ہوجاتے ہین اور حواس جسمانی مین قوی ہوتے ہین لہذا عقل کی راہ سے احمق ہوتے ہین اگرچہ دنیاوی راہ سے ہوشیار ہون
اور بدیہات معلوم ہی کہ جو شخص جسکا دلی دوست ہو وہ اُسکے ساتھ ہی تو منافقین بھی مشرکون کے دلی دوستی سے انھین کے ساتھ محض احمق ہین اور
علاوہ اسکے خود بھی دل مین بداعتقادی کا کفر رکھتے ہین اور علاوہ اسکے مکر وفریب سے دھوکا دیتے ہین تو اس بدخصلتی مین کافرون سے بڑھے ہوے ہین

Marfat.com

لہذا قیامت مین جب کافرون کو حال کھل جائیگا تو منافقون کو انکے مکر کی سزا مین ہنوز حماقت طاری رہیگی چنانچہ فرمایا یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیَحْلِفُوْنَ لَهٗ کَمَا یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰی شَیْءٍ جس دن اللہ تعالیٰ سب کو اُٹھاویگا تو منافقین قسمین کھائینگے اللہ تعالیٰ کے واسطے بھی جیسے تمہارے واسطے کھاتے ہین اور خیال کرینگے کہ وہ لوگ کسی چیز پر ہین ف یعنی جب جمیع خلائق کو اللہ تعالیٰ قیامت مین زندہ کرکے اُٹھاویگا اور اُنسے سوال ہوگا تو منافقین اللہ تعالیٰ سے جھوٹی قسمین کھائینگے کہ ہم ہدایت وایمان پر تھے جیسے یہان تمسے قسمین کھاتے ہین اور منافقین اپنی حماقت سے خیال کرینگے کہ ہم بھی کسی چیز پر ہین

مترجم کہتا ہی کہ آیات واحادیث وآثار سے جنکا بیان اوپر گذر چکا ہی یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ جب جمیع خلائق میدان حشر مین جمع کی جائیگی تو ایک مدت تک عرصات قیامت مین آفتاب کی سختی سے تکلیفین اُٹھائینگے بعد کو آخر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عام سے فیصلہ شروع ہوگا اور حکم ہوگا کہ جو قوم جسکو پوجتی تھی اُسکے پیچھے ہو اور وہان ہر ایک کے معبودون کی صورتین بھی ظاہر کردیجائینگی پس ہر ایک اپنے معبود کی طرف جھکیگا اور اُسکی ذات سے سفارش ونجات کا امیدوار ہوگا اور مومنین کے ساتھ مین منافقین بھی کھڑے رہجائینگے پھر حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان سے مومنون پر ایک طرح کی تجلی فرماویگا اور ارشاد ہوگا کہ تم لوگ کیون نہین جاتے ہو تو مومنین کہینگے کہ ہمارا معبود ہمارا رب عزوجل ہی ہم اُسکے ساتھ جائینگے پھر اللہ تعالیٰ اُنکے لیے صفات سے ایک تجلی فرماویگا کہ مین تمہارا رب ہون تم میرے تابع ہوجاؤ مومنین نے اپنے رب عزوجل کو صفات الوہیت وحدانیت سے پہچانا ہی وہ عرض کرینگے کہ معاذ اللہ ہم اپنے رب جل شانہ کے منتظر ہین پھر رب عزوجل اُنپر تجلی حقیقی فرماویگا تو اُسوقت تمام مومنین سجدہ مین گر پڑینگے ولیکن منافقین کی پشت ایک تختہ ہوجاویگی پس یہ لوگ نہین سجدہ کرسکینگے پھر منافقین اپنے ایمان کے بارہ مین اللہ تعالیٰ سے جھوٹی قسمین کھاوینگے کہ ہم ایمان وہدایت پر تھے اور یہ احمق گمان کرینگے کہ یہ نافع ہی اور سابق مین بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے قولہ تعالیٰ ارجعوا وراءکم فالتمسوا نورًا الآیہ کی تحت مین گذرا کہ منافقین برابر عرصات قیامت کے موقع پر مومنون کے ساتھ ہوکر مغرور ہونگے کہ ہم اچھے رہے کہ ہم نے دنیا مین بھی مکر وفریب سے اپنا کام نکالا اور یہان بھی چال چل گئے آن جاہلون نے دنیا مین بھی اللہ تعالیٰ کو نہین پہچانا تھا تو یہان بھی عقل سے احمق رہے پھر پل صراط پر نور بجھ جائیگا اور پیچھے لوٹ کر جہنم مین گرینگے اور دروازہ بند ہوگا تب مومنون سے علیحدہ ہوجاوینگے چنانچہ وہان مفصل مذکور ہوا ہی اور یہان کی آیت سے ظاہر ہوا ہی کہ منافقین جھوٹی قسمین جناب باری تعالیٰ سے بھی لاوینگے اور خیال کرینگے کہ ہم بھی کسی منزلت قبولیت پر ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْکٰذِبُوْنَ خبردار ہو کہ یہ لوگ محض جھوٹے ہین

ف دنیا سے باطل کو اختیار کیا اور اعتقاد باطل لیا اور حماقت باطلہ حاصل کی اور باطل قسمین کھائین یہ لوگ محض دروغ باطل پر ہین حالانکہ اپنی حماقت سے اپنے آپ کو منزلت پر خیال کرتے ہین تنبیہ اسمین تنبیہ ہی کہ جو بات خالص وحی الٰہی اور حدیث رسالت پناہی نہو بلکہ خیال وگمان پر ہو وہ باطل ہوتی ہی اگر وہم ہو کہ گمراہ فرقے اپنے عقائد کو یقین سے کہتے ہین اور خیال وگمان نہین کہتے ہین جواب یہ کہ آدمی جو کچھ خود نکالے وہ اپنے نفس کے تصور سے ہی اگرچہ فلاسفہ کی طرح اسکو تصدیقات اذعانی مین لادے کیونکہ تصدیقات انکی بربنائے تصورات ہین اور تصورات باطلہ ہین تو اُنکی تصدیقات بھی باطل ہین اگر کہو کہ تصور جزو حکم نہین ہی جواب یہ کہ اس فرق سے یہان کوئی فائدہ نہوگا کہ تصدیق بسیط مقابل تصور ہی یا مرکب ہی کیونکہ نتیجہ یہ کہ تعلق تصدیق کا خواہ نسبت ہو یا مجموعہ ہو اُسی باطل تصورات سے ہی اور مجھے اسمین زیادہ تفصیل کرنا اسوجہ سے بفائدہ نظر آتا ہی کہ یہ مضمون جب تک منطق سے آگاہی نہو سمجھ مین نہ آویگا اور جدال وجھگڑا کرنے سے منطقیون کو منافقون کی طرح کچھ فائدہ نہوگا بلکہ اہل اسلام مین سے جو لوگ اس فن کو حاصل کرتے ہین انکا منشا یہ نہین ہوتا کہ ہم یونانیون وغیرہ کے اعتقاد پر ہوجاوین بلکہ اصلی مقصود یہ ہی کہ گمراہون کے خیالات کو رد کرین اور توحید ورسالت کو اپنے اعتقاد مین مدلل طریقہ سے حاصل کرین پس جو لوگ محققین ہین وہ کفار یونانیان کے قیاسی قضایا کو انکے نفسانی تصورات پر مبنی دیکھکر متنفر ہوتے ہین اور نہایت طمانینت خاطر سے شریعت کے قضایائے حقہ کو درحقیقت یقینی دیکھکر معرفت حاصل کرتے ہین اور یہ بات ظاہر ہی کہ اللہ تعالیٰ واُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات بیان فرمائی ہی اُسمین کسی طرح کا فرق اور غلطی نہین ہی کیونکہ نفس کے خیالات مین وہم وغیرہ کے معارضات سے بلکہ شیطانی وسوسات سے قطعًا غلطی کا خلط ہی فافہم اور یہی وجہ ہی کہ کفار ومشرکین کے جمیع فرقے گمراہی مین ہین کیونکہ

Marfat.com

شیطان اُنکے دل پر محیط ہو تو غیر ممکن ہے کہ جو کچھ اُسنے تصور کیا وہ علم الٰہی کے موافق واقع ہو کیونکہ ضدین کا جمع ہونا محال ہے جیسے منافقون مین نور ایمان اور ظلمت نفاق کا جمع ہونا محال ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے منافقون کے حق مین فرمایا اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ غالب ہوکر محیط ہوگیا اُنپر شیطان پس اُنکو یاد الٰہی سے بھلایا ف یعنے شیطان نے اُنکے دل پر سب طرف سے احاطہ کرلیا پس اللہ تعالیٰ کا ذکر اُنکو بھلا دیا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان اس دنیا کے واسطے ملعون ہے اور منافقون نے اسی دنیا کو اختیار کیا تو اسکی رغبت ہوئی اور شیطان اُنکا سلطان ہوا اسیواسطے مومنون کے حق مین فرمایا کہ مومنون پر شیطان کی سلطانی نہین ہے اور جب منافقون پر شیطان نے اپنا تسلط حاصل کیا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتقاد اور نور ایمان کا نشان وہان باقی نہین رہ سکتا ہے بلکہ لعنت مین شیطان کے تابع ہین لہذا فرمایا اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہ لوگ شیطان کے گروہ ہین خبردار ہوجاؤ کہ شیطان کا گروہ ہی خسارہ اُٹھانے والے ہین ف یعنے منافقین اور کفار و مشرکین مین کچھ فرق نہین ہے جیسے مشرکین شیطان کی رعیت ہین اسیطرح منافقون پر شیطان غلبہ کیے ہوے محیط ہے اور یہ لوگ اُسیکے گروہ ہین اور ابلیس خود رحمت سے محروم ہے تو اسکے تابعین بھی رحمت آخرت سے محروم رہے اور اگر دنیا پائی بھی تو اُس ملعونہ کی کچھ ہستی نہین ہے پس نہایت سخت و کامل خسارہ مین پڑے رہے کیونکہ کل خیر و خوبی سے محروم ہونا کامل خسارہ ہے امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا ابن نفیل ثنا زہیر عن سماک عن سعید بن جبیر عن ابن عباس الخ یعنے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرات مین سے ایک حجرے کے سایہ مین بیٹھے تھے اور آپکے ساتھ مین آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم مین سے چند لوگ تھے اور قریب تھا کہ سایہ اُنکو کفایت نہ کرے یعنے جسقدر سایہ تھا سب گھرا ہوا تھا اور جگہ باقی نہ تھی اتنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے پاس ایک شخص آنے والا ہے جو شیطان کی آنکھون سے دیکھتا ہے پس جب وہ آوے تو تم لوگ اُس سے کلام نہ کیجیو اتنے مین ایک شخص کرنجا آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ اے فلان کس وجہ سے تو اور تیرے ساتھی فلان و فلان چند نفر کے نام لیے یہ لوگ کسوجہ سے مجھے بدگوئی سے یاد کرتے ہین پس یہ شخص گیا اور اُن لوگون کو بھی بلا لایا اور سب نے قسمین کھائین اور اپنے آپ کو بری قرار دیا پس اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائین (رواہ احمد ابن جریر) شیخ نے کہا کہ اسکی اسناد جید ہین اور ائمہ صحاح نے اسکو روایت نہین کیا ہے اور ابن جریر نے محمد بن المثنی عن غندر عن شعبۃ عن سماک رح اور بطریق سفیان الثوری عن سماک رح روایت کیا پس حدیث قوی الاسناد صحیح جید ہے واللہ تعالیٰ اعلم اگر کہا جاوے کہ آخرت مین منافقین اپنے رب عزوجل سے کیونکر قسم کھاوینگے جواب یہ کہ قرآن مجید مین مشرکون کا حال مذکور ہے بقولہ تعالیٰ ثم لم تکن فتنتھم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین الآیہ یعنی کافرون کا مکر نرا سوائے اسکے کہ قسمین کھانے لگے کہ ہمارے پروردگار واللہ ہم شرک کرنے والے نہین تھے۔ ھ۔ یہی حال منافقون کا ہوگا کہ یہ قسم کھاوینگے کہ ہم منافق نہین تھے اور دنیا مین منافقون کے دل پر شیطان محیط ہوگیا تو اُنکو اللہ تعالیٰ کی یاد بھلا دی جس پر شیطان مسلط ہوتا ہے اُسکا یہی حال ہوتا ہے مترجم کہتا ہے کہ اس سے نکل آیا کہ اگر یاد الٰہی ہو تو شیطان کو دل مین دخل نہین ہوتا جیسے مکھی دور سے سونڈ بڑھا کر شیرینی چوستی ہے اور چونے سے بھاگتی ہے حدیث مین شیطان کا حال مذکور ہے کہ وہ قلب کی طرف اپنی سونڈ بڑھاتا ہے اور جب بندے نے اللہ تعالیٰ کی یاد کی تو جلدی سے کھسک جاتا ہے پھر غافل ہوا تو بڑھاتا ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو توحید کے ساتھ یاد کرے کیونکہ جس شخص کا اعتقاد خراب ہے اور وہ اپنے بزرگون کے ساتھ ایسا اعتقاد کرتا ہے جیسے یہود و نصاریٰ مین ہے یا ہنود مین ہے تو اسکے واسطے نور نہین ہے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اشارہ فرمایا کہ یہ بداعتقاد لوگ شیطان کے دغدغہ سے غش کرتے ہین قصہ یہ تھا کہ ایک جماعت نے جمع ہوکر قرآن تلاوت کیا تو بعضے انمین سے بیہوش ہوگئے اور نعرہ مارا اسکی حالت دیکھکر بعض تابعین نے خیال کیا کہ یہ لوگ بہت اچھے ہین پھر حضرت ابن عمر اور ابن الزبیر و بعض ام المومنین کو خبر ہوئی تو انھون نے تشنیع فرمائی اور تنبیہ کی کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کبھی بیہوش نہوتے اور نہ نعرہ مارتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کبار موجود تھے کہ نہایت سکوت سے روتے جاتے اور سجدہ ہوتے تھے مترجم کہتا ہے کہ یہان سے قیاس کرو کہ جب اُس زمانہ مین ایسے لوگ نکلے تھے اور ایسے بعض صالحین نے اُنسے دھوکا کھایا تھا تو

Marfat.com

جس زمانہ مین کسقدر فساد ہوگا اور کہانتک ہم لوگ دھوکا کھاوینگے اور یہ بات معلوم ہوگئی کہ ہوا ہوس نفس کی طرف سے ایسی کیفیت طاری ہوتی ہی کہ جوش سے دغدغہ قوی پیدا ہوکر نعرہ مارتے دبیہوشی تک نوبت آجاتی ہی و ایضاً قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ اتبعوا ولا تبتدعوا فقد کفیتم یعنی پیروی کیجیے کے لیے ہمپر فرض ہی کہ اپنے امامون یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی پیروی کیجیے مستقیم دین کے لیے ہمپر فرض ہی کہ اپنے امامون یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا طریقہ ٹھیک ٹھیک معلوم ہو ابن کثیر رحمہ نے اس مقام پر حدیث ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر ایک بستی جسمین تین آدمی ہون اور ہونا ضرور ہی اور اُنمین نماز قائم نہ کیجاوے یعنے جماعت قائم نہ کیجاوے تو ضرور ہی کہ شیطان مستحوذ یعنے مستولی ہوجاوے پس تجھپر لازم ہی کہ جماعت کو لے کیونکہ بھیڑیا اُسی بکری کو کھاجاتا ہی جو گلہ سے اکیلی چھوٹ گئی ہو رواہ ابو داؤد اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر محلہ مین مسلمانون پر لازم ہی کہ جماعت سے نمازین قائم کرین اور یہ بھی واجب ہی کہ اپنے واسطے امام متقی تلاش کرین جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے سے واقف ہو اور لازم ہی کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پہچانین اُس وقت بزرگون کی معرفت پہچانینگے

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ۝ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا

جو لوگ مخالف ہوتے ہین اللہ سے اور اُسکے رسول سے وہ لوگ ہین سب سے بے قدر لوگون مین اللہ لکھ چکا کہ مین زبردست رہونگا

وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ

اور میرے رسول بیشک اللہ زور آور ہی زبردست تو نہ دیکھیگا کوئی لوگ جو یقین رکھتے ہون اللہ پر اور پچھلے دن پر پھر دوستی کرین

مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

ایسون سے جو مخالف ہوے اللہ کے اور اسکے رسول کے اگرچہ وہ اپنے باپ ہون یا اپنے بیٹے ہون یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ

اُنکے دلون مین لکھ دیا ہی ایمان اور اُنکی مدد کی اپنے غیب کے فیض سے اور داخل کریگا انکو باغون مین

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ

جنکے نیچے بہتی ہین نہرین سدا رہین اُنمین اللہ اُنسے راضی اور وہ اُس سے راضی وہ ہین

حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

جب اللہ تعالیٰ نے منافقون کے حال سے آگاہ فرمایا کہ کافرون سے دلی دوستی رکھتے ہین تو آگاہ فرمایا کہ اللہ کا دشمن جسکا جی چاہتا ہی اللہ کا کچھ بگاڑ نہین سکتا ہی جو چاہتا ہی اللہ کا وہی مراد کو پہونچتا ہی پھر آخر یہ لوگ خوار ہونگے اور اسکے بعد کلیہ قاعدہ بتلادیا جس سے ظاہر ہو کہ یہ ایمان سے خارج ہونے کی علامت ہی اگرچہ دلی حالت ظاہر نہو۔ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ جو لوگ کترا چلتے ہین اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول سے ایسے لوگ بدتر ذلیلون مین ہین ف یعنی جس قوم کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ سے علیحدہ راہ اختیار کرتے ہین تو وہ اذل لوگون مین مقدر ہین یعنی ضرور ہی کہ وہ ذلیل ہون ابن کثیر نے فرمایا کہ اذلین یعنے شقی بدبخت ہین کہ حق و صواب سے دور کردیے گئے ہین اور دنیا و آخرت مین ذلیل ہونے والے ہین (ع) مترجم کہتا ہی کہ اس تقریر سے معلوم ہوتا ہی کہ ذلیل ہونا فقط آخرت کے ساتھ خاص نہین ہی بلکہ دنیا اور آخرت دونون کو شامل ہی اب سوال یہ ہی کہ کیا آیت مین جو یحادون مذکور ہی وہ فقط اعتقاد کو شامل ہی یا اعتقاد و اعمال دونون کو شامل ہے۔ پس اگر فقط اعتقاد کو شامل ہو تو حاصل یہ ہوگا کہ اس امت مین قیامت تک جو کفار و مشرکین ہوگئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاوینگے وہ بدتر ذلیلون مین ہونگے اور یہ بات ضروری ہی کہ آخرت مین بالیقین خاسر و شقی ہونگے اور یہ بات اس مین اسکا ظہور تو وہ جب ہوگا کہ جو لوگ ایسے نہین ہین بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع و مومن ہین اُنکے مقابلے مین واقع ہون اور یہ کہ اسی مقابلے

Marfat.com

اعتقاد وعمل دونون کو شامل ہو کو اسکی تفصیل اور توضیح پر غور کرنا لازم ہی آیت مین بیشک حکم عام ہی کیونکہ چھٹ چلنا دونون
ہو کیا نہین دیکھتے ہو کہ جب باپ بیٹے و بھائی بھائی مین راے بدلتی ہی تو کہتے ہین کہ اسکی دوسری راہ ہی اور میری دوسری راہ ہی لیکن ایک فرق
ہو کہ شخص اعتقاد مین مخالفت کرے اسکی مخالفت از راہ عمل کے لازمی ہی اور اس سے وہ بہت کم ہی جو فقط عمل مین مخالف ہو مثلاً کافر بدتر دشمن ہی اور گنہگار
مومن دوست ہی مگر نافرمان ہی اور مخالفت اسپر بھی صادق ہی اور حدیث مین ایسا اطلاق آیا ہی مثلاً جو شخص آناج وغیرہ مین میل کرے اور عیب نہ بتلاوے تو فرمایا
کہ وہ ہم مین سے نہین ہی یا فرمایا کہ جو شخص میری سنت سے منہ موڑے بے رغبت ہو کر تو وہ مجھسے نہین ہی علمائے نے کہا یعنے میری راہ و طریقہ پر نہین ہی پھر اگر مخالفت
عمل سے یہانتک نوبت نہ پہونچی کہ دل سیاہ ہو جاوے تو وہ اہل ایمان سے رہا اور امید مغفرت ہی کیونکہ وہ کافر دائمی جہنمی نہین ہی پس کافر اور مومن فاسق مین
فرق عظیم ہی اب رہا یہ کہ کیا ایسی مخالفت سے بھی اس آیت کا حکم وارد ہوگا یعنے ذلت آویگی یا نہین تو اسکے لیے ہمنے نصوص مین غور کیا اول اسی آیت مین ہمنے
دیکھا تو علمائے نے اتفاق کیا ہی کہ آیت اپنے ظاہر حکم پر عام رہیگی جب تک تخصیص کے لیے کوئی دلیل نہو اور یہان خاص کوئی دلیل ظاہر نہین ہے
تو ظاہر آیت سے نکلا کہ جب یہ امت بھی فسق و فجور سے عام طور مین مبتلا ہوگی تو اُنپر دشمنون کی طرف سے ذلت آویگی چنانچہ اس زمانہ مین یہ بات مشاہدہ ہی دوم
یہ کہ حدیث مین صریح مضمون ہی کہ ایسا ہوگا اور اس بارہ مین احادیث کثیرہ ہین اور اُنکا ذکر سابق مین اپنے اپنے موقع سے آچکا ہی اور خلاصہ بیان جو ان حدیث
سے ماخوذ ہی یہ ہی کہ اس امت مین اول فتنہ شروع ہونگے اور تقدیر سے امت کے صالحین ایک قلیل گروہ شریر کا ہاتھ نہین روکینگے تو وہ لوگ ظلم سے تلوار لیکر امام کو
قتل کرینگے پھر وہ تلوار قیامت تک نہین اٹھائی جاویگی پھر باہم سخت فتنے ہونگے پھر اختلاف و پھوٹ پڑجاویگی پھر صلح ہوگی پھر جب اس امت دلے انکار کر
چلینگے اور رشاہون کی اولاد انکی خدمت کرینگی تب اس امت مین سے بدکار و شریر لوگ صالحین پر غالب ہونگے پھر نیک کامون کا حکم کرنا اور بری باتون سے
منع کرنا اٹھ جاویگا پھر فسق و فجور پھیلنا شروع ہوگا حتی کہ بعد ۵۰ کے لوگ آخرت کے یقین سے بہت ضعیف ہونگے اور دنیا کے طالب ہونگے اور انمین آپسمین ایک
دوسرے کا خوف ہوگا اور جہاد سے بیٹھ رہینگے اسوقت دشمن غالب ہوگا اور احادیث مین فساد امت کے افعال ذمیمہ بہت مذکور ہین انکا اعادہ یہان تطویل ہی
از انجملہ اختلاف ہی جیسے ہندوستان مین بوجہ جاہل پیشواؤن کے پیدا ہوگیا ہی اور حدیث مین یہ امر ثابت ہی کہ ایک گروہ آپ کی امت کا ہمیشہ غالب رہیگا انکو کوئی مدد
دے یا مذدے وہ ہمیشہ غالب ہونگے یہانتک کہ امر الٰہی آوے تب بھی وہی غالب ہونگے وللہ الحمد والمنہ لیکن یہ ضرور یاد رہے کہ اگر اہل اسلام پر بوجہ مخالفت
شرع کے دنیا مین مغلوبی ہو تو اس حالت مین جو لوگ اپنے ایمان کو سلامت لے جاوین وہ آخرت مین عزت و ایمان کے ساتھ ہین اور بوجہ ایمان کے ہی
جو لوگ ایسی فساد کی حالت مین شریعت سنت پر قائم رہین انکے لیے شہدا کا ثواب ہی جیسا کہ حدیث سے ثبوت ہی اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ جب اس امت دلے
بوجہ دنیا طلبی اور باہمی اختلاف اور بدکاری کے دنیا مین مغلوب ہونگے تو قصد کرینگے کہ جو کفار اُنپر غالب ہین انکی تقلید کرین تاکہ دنیاوی عزت کو پہونچین
حدیث مین ہی کہ واللہ وہ لوگ کبھی عزت کو نہ پہونچینگے جب تک کہ اپنی اصلی حالت کی طرف عود نکرین جس سے خارج ہوگئے ہین مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث
مبارک کا واقعہ اب آنکھون سے مشاہدہ ہی اور اہل اسلام کے لیے یہ معجزات صحیحہ عین دلائل ایمان ہین اور اس قسم کی خبرین حدیث مین اس کثرت سے ہین
کہ جو حالت ناگوار اسوقت اسلامی دنیا مین موجود ہی سب انھین احادیث کی تصویر ہی کچھ بھی فرق نہین ہی کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتک جسطرح واقعات
ہوتے آئے ہین سب مذکور ہین اور آیندہ کے واقعات بھی مذکور ہین لیکن افسوس یہ ہی کہ تاریخ لکھنے والے علم حدیث سے بے خبر لوگ گزرے تو انھون نے
احادیث لکھکر اُنسے مطابقت نہین بتلائی جس سے مسلمانون کو عبرت ہوتی لیکن علم تو اُٹھ گیا اور جہالت پھیل گئی ہی اور ہم اللہ تعالی سے عافیت و خاتمہ
کی دعا کرتے ہین نعم المولی ونعم المجیب چونکہ اس کلام درمیانی مین کسی قدر تطویل ہوگئی لہذا مین تفسیر کو مختصر اعادہ کرتا ہون کہ ان آیات مین اللہ تعالی نے اپنے علم غیب سے
اطلاع فرمایا کہ جو لوگ کہ اللہ تعالی و اسکے رسول سے محادہ کرتے ہین یعنے اللہ تعالی و اسکے رسول کی حد شریعت سے برخلاف ہوکر دوسری حد اختیار کرتے ہین
ایسے لوگ زیادہ ذلیل ہونے والون مین ہین یعنے وہ ذلیل ہونگے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی و اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کرنے مین
اسلام ہی تمپر یہ مخالفت دو طرح ہی ایک یہ کہ اعتقاد و اعمال مین دونون طرح مخالف ہو دوم یہ کہ اعتقاد باطنی مین موافق ہو اور اعمال مین مخالف ہو

Marfat.com

[illegible] صورت کا حکم مشکل ہی اور احادیث جنکا اشارہ اوپر ہوا اسے یہی نکلتا ہی کہ اس صورت مین باطنی حرت ہیگی اور ظاہری [illegible]
یہان ایک حوف شدید بھی باقی ہی جس سے آگاہ کردینا ضرور ہی وہ یہ ہی کہ ایک جماعت علمائے کے نزدیک نماز کا ترک کرنا عمداً کفر ہی تو اس [illegible]
ہین اس جماعت کے اجتہاد کے موافق قسم اول مین شامل ہونگے نعوذ باللہ من ذلک اب اس زمانہ کے لوگون کو جو قدیم کے پیشوا و عالم [illegible]
[illegible] زمانہ کے لیے مداہنت نکرین اور اس ذلت کو ترقی دینے مین دین اسلام کی بیخ کنی نکرین اور امام ابوحنیفہ دجماعت دیگر کے نزدیک بھی [illegible]
اور ایک جماعت کے نزدیک جب ایک وقت چھوڑی اور دوسرے وقت بھی بے پروائی کی تو اصرار ہوگیا جس سے یہ کبیرہ ہوجاتا ہی اور یہان تو یہ حال ہی کہ دوسرا وقت [illegible]
دوسرے دن بلکہ ہفتہ و مہینہ تک کچھ پروا نہین کرتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ہمکو مع سب مومنین و مسلمین کے راہ شریعت پر استقامت عطا فرماوے [illegible]
وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین پھر غور کرو کہ حدیث مذکورۃ الصدر مین یہ بھی ہی کہ وہ لوگ عزت پر جبھی پہونچینگے کہ جب اسی طریقے پر عمل کرینگے [illegible]
ہوگئے ہین یعنے شریعت کی طرف رجوع لاوین اور سب سے مقدم یہ ہی کہ باہم توحید کے نور سے محبت کے ساتھ متحد ہون اور کتاب الٰہی اسواسطے ہی کہ اسی پر سب متفق ہون
اور سورۂ بقر پارۂ دوم کی آیات مین یہ مضمون گزر چکا کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الٰہی اسلیے بھیجی کہ سب اسپر متفق ہون مگر انھون نے اسی کتاب ہی کو آپس مین پھوٹ کا
ذریعہ بنایا اور اختلاف و عداوت کا مادہ قرار دیا آہ افسوس اب ہی کیفیت اس اخیر زمانہ مین جاہل مسلمانون نے اختیار کی اور اپنے پیشوا صریحًا دنیا مانگنے والے
جاہل بنائے اور کچھ ہوش نہین کرتے ہین نعوذ باللہ من الشرور ولاحول ولاقوۃ الا باللہ اور اگر کتاب الٰہی کے موافق باہم متحد ہون اور طریقۂ اعمال مین ہر ایک اپنے
اجتہاد پر عمل کرے تو اتحاد و دلی محبت اعتقادی مودت ہی قائم ہو اور لامحالہ انکو عزت دو جہانی حاصل ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ
اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ اللہ تعالیٰ نے لکھدیا کہ ضرور مین غالب ہونگا اور میرے سب رسول بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا عزت والا ہی ف یعنے
اللہ تعالیٰ نے یہ فرض فرمایا ہی کہ آخر مین اللہ تعالیٰ و رسول ہی کے لیے عزت و غلبہ ہی یہان بعض لوگون کو یہ دغدغہ ہوا کہ بعض پیغمبر مانند زکریا یحییٰ وغیرہ علیہم السلام کے قتل
کیے گئے تو غلبہ کے کیا معنی ہین جواب مین بعض نے کہا کہ غلبہ رسول کے لیے مقرر فرمایا ہی اور رسول وہ ہی کہ جو نئی کتاب اور نئی شریعت کے ساتھ بھیجا جاوے سوال ہوا کہ ابراہیم
علیہ السلام رسول تھے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی رسول تھے جواب ہان اور ابراہیم علیہ السلام غالب ہوے حتی کہ نمرود ہلاک کیا گیا اور اسکی قوم تباہ ہوگئی اور عیسیٰ علیہ السلام
کے واسطے مغلوبی نہین ہوئی اور نص قرآنی مین موجود ہی کہ انکے ماننے والے قیامت تک غالب رہینگے انکے ماننے والے دو طرح کے ہین ایک وہ جو حقیقت خالص کے ساتھ
مانتے ہین اور یہ اولی ہین اور یہ مومنین امت محمدیہ ہین اور دوم مخلوط برانے نام ماننے والے اور وہ نصاریٰ ہین جیسے ابراہیم علیہ السلام کی نسبت عرب مدعی تھے کہ ہم انکے ماننے والے ہین
اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے کہ تم لوگ دین ابراہیم سے مخالف ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ الآیہ یعنے ابراہیم علیہ السلام کے
ماننے والے وہ اولی ہین جو اُنکے وقت مین اُنپر ایمان لائے تھے اور یہ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسکے ساتھی مومنین ہین۔ پس حقیقی ماننے والون
کو اولی قرار دیا اور باقی عرب کو برائے نام ماننے والا قرار دیا بالجملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غلبہ صریح ملا ہی اور آخر زمانہ مین وہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی امت مین حاکم بنا کر اُتارے جاوینگے اور تمام روے زمین پر غالب ہونگے اور بعض علما نے جواب مین کہا کہ غلبہ دو طرح ہی ایک یہ کہ جو پیغمبر
مع جہاد کے بھیجا گیا وہ حجت اور تلوار دونون طرح غالب ہوا اور جو پیغمبر فقط حجت کے ساتھ بھیجا گیا وہ حجت سے غالب ہوا چنانچہ حضرت ابراہیم و عیسیٰ
و زکریا و یحییٰ وغیرہم علیہم السلام سب حجت توحید سے کافرون پر غالب رہے چنانچہ ابراہیم علیہ السلام سے جب نمرود نے بحث کی تو آپنے اُسکو لاجواب
کیا کما قال تعالیٰ فبہت الذی کفر الآیہ یعنے وہ کافر مبہوت و حیران رہگیا۔ واضح ہو کہ دنیا کی طلب مین کافرون وغیرہ کا غلبہ کثرت لشکر سے
یا ایسے ہتھیارون سے جو اُنکے مخالفون کے پاس نہون ایک معمولی طریقہ ہی بخلاف اسکے اللہ تعالیٰ کے رسولون کو جو غلبہ حاصل ہوا وہ نہ تو کثرت
تدابیر پر مبنی نہین تھا بلکہ دنیاوی تدابیر کی راہ سے ہر شخص اُنکی حالت دیکھکر یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ لوگ کبھی فتح نہین پاوینگے بلکہ دشمنون کے ہاتھ سے
مارے جاوینگے چنانچہ یہ امر ثابت ہی کہ جنگ بدر کے روز مشرکون نے مسلمانون کی جماعت قلیل دیکھکر کہا کہ غرہولاء دینہم یعنے ان مسلمانون کو
انکے دین نے مغرور کیا ہی۔ اور اسکا باعث یہی تھا کہ مسلمانون کی جماعت بہت قلیل اور بے سامان تھی پھر اللہ تعالیٰ نے انکو غلبہ [illegible]

ان کا قدم متزلزل ہوگیا تو جواب یہ ہو کہ اول تو اس حال سے انکو پہلے ہی آگاہ کردیا گیا تھا دوم یہ کہ مومنون کے واسطے صدق زبان کا استحان اسی پر موقوف تھا جیسے کفار کے واسطے مکر کا امتحان اسی مین تھا اور یہ امتحانی وقت جیسا کہ قرآن مجید مین مصرح ہو ایسے وقت تک رہا کہ منافق و مومن دونون مین امتیاز ہوجاوے اور کافرون پر حجت ختم ہو اور یہ غزوۂ خندق تک تھا جسکو غزوہ احزاب کہتے ہین اور جب اسمین اہل ایمان ثابت قدم رہے تو آیندہ اللہ تعالیٰ نے امتحان موقوف فرمایا اور غلبہ نازل کیا اسیواسطے آیت مین یہ منصوص ہو کہ آخر مین رسولون ہی کو غلبہ ہو اور یہ اُس قوم کے واسطے حاصل ہوتا ہو جنکو صدق ایمان مین کسی واقعہ سے تردد باقی نرہے اگرچہ وہ سب قتل کردیے جاوین پھر اُسوقت اللہ تعالیٰ بجاے انکے قتل کے انکو غلبہ عطا فرماتا ہو اور یہان بھی انکی صفت بیان فرمائی بقولہ تعالیٰ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ تو نہین پاویگا کسی قوم کو جو اللہ تعالیٰ و روز قیامت پر ایمان رکھتے ہین کہ وہ مودت پیدا کرین ایسے شخص سے جو اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول سے منحرف ہو ف یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا کہ تیری امت مین سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید پر یقین رکھتے ہین اور روز قیامت کو حق جانتے ہین یعنے اس ایمان و یقین مین سچے ہین تو انکو نہین پاویگا اس حالت پر کہ وہ کسی ایسے شخص سے دل مین دوستی رکھین جو اللہ و رسول سے منحرف ہو وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔ اگرچہ منحرف ہونیوالے انکے باپ دادا ہون یا بیٹے پوتے ہون یا اُنکے بھائی ہون یا اُنکے کنبے والے ہون ف یعنے سچے مومنین کسی کافر منکر سے دلی دوستی نہین رکھتے اگرچہ وہ انکے قرابتی بلکہ سب سے زیادہ قرابتی ہون جاننا چاہیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس شان مین کامل تھے اور جو شخص ایمان مین کامل ہو اسکی یہی شناخت ہو اور اسی سے ہر شخص اپنے نفس مین ایمان کو پہچان سکتا ہو اور ہر پہچاننے والا ایماندار یہ بھی جانتا ہو کہ یہ معاملہ نہایت نازک ہو اور جب تک ایمان کامل نہو تب تک کبھی اُسکا قلب اپنے باپ بیٹے وغیرہ کی محبت سے پاک نہوگا اور جان لینا چاہیے کہ یہ مطلب نہین ہو کہ کافرون کے ساتھ بدی کرے یا انکو ایذا دے بلکہ دلی محبت منقطع ہونا چاہیے اگر کہا جاوے کہ پھر کیونکر آدمی اپنے کافر باپ یا ماں کے ساتھ سلوک کریگا جواب یہ ہو کہ دلی محبت نہونا اعتقادی دلی فعل ہو اور کافر ماں و باپ کا حق ادا کرنا ہاتھ پاؤن کا فعل ہو پس اُن دونون مین کچھ منافات نہین ہو اسیواسطے فتاوی مین مذکور ہو کہ کافر ماں باپ کو سمجھاوے اور کھانے پینے وغیرہ خدمت سے انکو آرام دے لیکن ایسی خدمت نہ کرے جو شریعت مین جائز نہین مثلاً باپ یہ کہے کہ میرے واسطے بت یا صلیب بنادے تو ایسا نہ کرے اور بعض علماے نے کہا کہ اگر وہ آنکھون سے معذور ہو اور کہے کہ مجھکو گرجا گھر پہونچادے تو ایسا کرے لیکن اگر جہاد اُسکو مکانمین لے آوے اور اگر جہاد مین کافر باپ کافرونکے ساتھ ہوکر لڑنے آوے تو چاہیے کہ بیٹا مسلمان خود اسکا قصد کرکے قتل نہ کرے لیکن اگر وہ قصد کرکے مجبور کرے تو اُسکو چاہیے کہ اُسکو کسی مقام پر مقہور کرلے تاکہ دوسرا مسلمان آکر اُسکو قتل کردے اور اگر یہ گنجائش نہو تو قتل کرنا جائز ہو چنانچہ عبداللہ بن شوذب روایت کرتے ہین کہ جنگ بدر کے روز ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے باپنے بارہا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا قصد کیا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہر بار طرح دیتے تھے آخر جب اُنکے باپنے زیادتی کی تو ابوعبیدہ نے اللہ تعالیٰ کی جناب مین عذر کیا اور اپنے باپ کے مقابل ہوکر اُسکو قتل کردیا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (رواہ الطبرانی والبیہقی والحاکم وغیرہم) اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی یہ قصہ روایت کیا ہو اور کہا کہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے مقابلے مین بدر کے روز انکا بیٹا آیا تو صدیق رضی اللہ عنہ نے اُسکا قصد کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ نے روک دیا اور جنگ احد کے دن مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کردیا اور بدر کے روز عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا اور حضرت علی و حمزہ و ابوعبیدہ نے عتبہ و شیبہ اور ولید کو قتل کیا اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔ یہی مومنین بندے ہین جنکے دلون مین اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھدیا۔ ف یعنے اس طرح نقش کردیا جیسے لکھا ہوتا ہو وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ اور قوت دی اُنکو اپنی طرف سے روح کے ساتھ ف ایمان روح حقیقی ہو جس سے زندگی ابدی حاصل ہوتی ہو اور یہ قوت ملکی ہو اور قرآن بھی روح ہو اور ایسے بزرگونکی نسبت عالی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامل ہو۔ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا اور اللہ تعالیٰ انکو ایسے جنات مین داخل فرماویگا جنکے نیچے نہریں جاری ہین رحالیکہ مومنین ہمیشہ رہنے والے ہین ف اور یہ اللہ تعالیٰ کی کمال رحمت کا ظہور ہی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اللہ تعالیٰ انسے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوے ف یہ اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہی یہ کلام اُسنے ایسے وقت فرمایا تھا جب مخلوقات کا کہیں بھی نشان نہ تھا ان پاکیزہ بندون کے پیدا ہونے اور عمل کرنے سے بے انتہا پہلے تھا کیونکہ حق تعالیٰ علیم وخبیر ہی اسنے اپنے علم قدیم سے اپنے بندون کو اپنی رحمت وقرب جنت کے واسطے برگزیدہ فرمایا تھا اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ یہی بندے اللہ تعالیٰ کا گروہ ہین ف یعنی خاصان حق ہین اگرچہ سبھی اُسکی مخلوق ہی مگر ان بندون کو اُسنے اپنا خاص بندہ فرمایا یعنے رحمت کے واسطے انھین کو منتخب فرمایا۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی فلاح پانیوالے ہین ف یعنی دنیا کی امتحان گاہ سے نکلکر وہ مقام ہین جنکے سوائے تیسری قسم کا کوئی مقام نہین ہی اکمقام ہی جہان غضب الٰہی کا ظہور کامل ہی جسکا نام جہنم ہی اور وہ دنیا کی بہ نسبت بے انتہا وسیع ہی اگر دنیا سے صد ہزار گونہ تصور کیا جاوے تو بھی کم ہے لیکن وہان غضب کے سب آثار ظاہر ہین اور دوسرا مقام جنت ہی وہ بھی بے انتہا وسیع ہی اور وہان رحمت کا ظہور کامل ہی وہان سب قسم کی مرادیں ہی وہان سعادت وفلاح کامل ہی پس اُسی مقام عزت مین حزب اللہ کی منزلت ہی یعنی جمیع انبیا علیہم السلام مع اپنی اپنی امت مومنین کے اپنے قرب وفلاح مین رضوان الٰہی کے ساتھ معزز ومکرم ہین وللہ الحمد والمنۃ ابن ابی حاتم نے ہارون حمید الواسطی رحمہ اللہ تعالےٰ سے مستند روایت کی کہ ابو حازم رحمہ اللہ تعالیٰ نے زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کو لکھا کہ تو آگاہ ہو کہ جاہ وعزت کو اللہ تعالیٰ اپنے اولیا کے واسطے جاری فرماتا ہی حالانکہ دنیا مین انکا ذکر گمنام ہوتا ہی اور لوگون مین معروف نہین ہوتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے انکی یہ صفت آئی ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے متقی نیکوکار پوشیدہ بندون کو محبوب رکھتا ہی جنکی حالت یہ ہوتی ہی کہ جب کہین سفر کو جائین تو کوئی انکی تلاش نہین کرتا اور جب وطن مین موجود ہوتے ہین تو دعوتون مین بلائے نہین جاتے اُنکے دل ہدایت کے چراغ ہین وہ ہر سیاہ تاریک فتنہ سے نکل جاتے ہین یہی اولیاء الٰہی ہین جنکی نسبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الا ان حزب اللہ ہم المفلحون نعیم بن حماد نے حسن بصری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے کہ الٰہی کسی فاسق یا فاجر کا بیٹا مجھ پر احسان نہ رکھیو کیونکہ تو نے جو کچھ مجھکو وحی فرمایا مین اسمین پاتا ہون۔ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر الآیہ اور ابو احمد العسکری نے کہا کہ سفیان ثوری فرماتے تھے کہ بزرگون کی راے مین اس آیت کا نزول ایسے شخص کے حق مین تھا جو سلطان سے خلط ملط رکھے ف اس سورۂ مبارک کی آیات مین بعض اشارات ہین جنکو عارفین سے اور اشارات شیخ ابن العربی رح سے انتخاب کیا جاتا ہی قولہ تعالیٰ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم اس آیت سے ظاہر ہی کہ اللہ تعالیٰ کی معیت علم کے ساتھ عام ہی شیخ حسین رح نے کہا کہ تجھکو چاہیے کہ ایسی قوم کی خدمت مین رہا کر جنکی ارواح پاکیزہ ہین اور جناب کبریائی کا لحاظ ادب ہمیشہ رکھتے ہین کہ وہ علم کے ساتھ ہمکو دیکھتا اور جانتا ہی تو اُنکے انوار حکمت قائم ہین شیخ نصر آبادی نے فرمایا کہ جس بندے کو یہ یقین حاصل ہوا کہ حق عزوجل اُسکے ساتھ ہی تو وہ ہر فعل ناجائز کے ارتکاب سے اور ہر طرح کی مخالفت سے پرہیز کریگا اور جسکے دل مین اس مشاہدہ سے غفلت ہوتی ہی وہی حرام وشبہات مین پڑجاتا ہے شیخ ابن العربی رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہونا کچھ گنتی وشمار سے نہین ہی اور جسمانی نزدیکی نہین ہی بلکہ اُسنے مخلوقات کو انکی ماہیات سے متعین کیا اور انکو محجوب کردیا اور ممکن ہونا اور مخلوق انکی ماہیات کے واسطے لازم کیا اور خود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک واجب الوجود ہی مترجم کہتا ہی کہ مولانا البحر العلوم نے بھی شرح مثنوی مین شیخ ابن العربی رح سے نقل کیا کہ مخلوقات کے ساتھ مین ممکن ہونا لازم ذاتی ہی پس بندۂ کامل اگرچہ کمال قرب سے واصل ہو تو بھی وہ ممکن ہونیسے خارج نہوگا یعنی واجب الوجود نہین ہوسکتا ہی بلکہ وصال کے فقط یہی معنی ہین کہ اپنی خودی سے خارج ہوجاوے قولہ والذین اوتوا العلم درجات یعنی اہل علم کے واسطے درجات بلند فرماتا ہی اسمین اشارہ ہی کہ اسی علم سے درجات بلند ہوتے ہین پھر مشاہدہ کے واسطے درجات نہین ہین کیونکہ محل قدم مین انکے واسطے مسلک باقی نہین رہتا کیونکہ وہ فنا ہوجاتے ہین (عرائس) اور اہل علم وہ ہین جو نفس کے آفات کو جانتے ہون اور خواہش کی باریکیان پہچانتے ہون تاکہ ان آفات سے مجرد ہوکر پاکیزہ ہوجاوین (ابن العربی) قولہ فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ یعنی جب تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مناجات کی آرزو ہو تو اس سے

Marfat.com

ابن العربی نے کہا کہ اسمین نکتہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی امر خاص مین تقرب حاصل کرنا اسیطرح ہو سکتا ہی کہ قرب
[illegible] ہو یا حیثیت نفسانیہ ہو اور ان باتون مین سے کوئی بات قرار دیجاوے بہرحال صدقہ واجب ہوگا پھر ظاہری صدقہ کا تفسیر مین ہونا جو ہی
[illegible] اشارات کی گفتگو تو صورت اول اور صورت ثانی مین صدقہ اسطرح واجب ہی کہ پہلے اپنے افعال وصفات سے منسلخ ہو جاوے یعنے
جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہی اسیطرح یہ شخص اپنے افعال وصفات سے نکل جائے کیونکہ اسکے افعال وصفات اس درجہ کے پاکیزہ نہین ہین کہ اُن کے
موجود ہونے کے باوجود یہ تقرب ممکن ہو پس اول تو اپنے افعال وصفات سے منسلخ ہونا واجب ہی اور دوم اسباب واموال خارجیہ سے تجرد لازم ہی
اور سوم متعلقات سے قطع کرے جسکو ترک کہتے ہین پھر نفس مین جو کچھ آثار وہیئات باقی ہین انکو بھی محو کرے جنکو اصطلاح صوفیہ مین تجرید کہتے ہین پھر بھی
اتصال روحانی کیواسطے باوجود افعال وصفات سے قطع نظر کرنیکے مقام روح تک ترقی چاہیے ہی تب اتصال روحانی حاصل ہوگا ورنہ مقام قلب تک ترقی چاہیے
تب اتصال قلبی حاصل ہوگا تاکہ ایسے درجہ پر پہونچکر اُسکو یہ لیاقت حاصل ہو کہ اسرار الٰہیہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناجات روحانی
یا وے یا امور کشفیہ مین مناجات قلبی پاوے اسیواسطے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین باتین ایسی حاصل تھین کہ اگر انمین
سے ایک بات بھی مجھکو حاصل ہوتی تو مجھے سُرخ اونٹون کے گلہ سے بہتر تھی اول تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی
یعنے سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا دوم یہ کہ آپنے جنگ خیبر کے دن انکو نشان عطا فرمایا اور سوم آیۃ النجوٰی ہی مترجم کہتا ہی کہ
آیۃ النجوٰی مین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اوپر مذکور ہو چکی جس سے ثابت ہوا کہ آپ کو اتصال روحانی وقلبی حاصل تھا شیخ رح
نے کہا کہ قسم ثالث یعنے اتصال نفسانیہ کیواسطے اموال کا خیرات کرنا واجب ہی تاکہ اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا ہونے سے یہ نعمت باقی بلکہ زائد ہوتی رہے
قولہ تعالیٰ فان لم تجدوا الآیہ اقسام مذکورہ مین سے پہلے دونون قسمون مین دسترس نہونیکی صورت یہ ہی کہ فی الجملہ اپنے نفس کے ساتھ توقف
ہو اور قسم ثالث مین یہ صورت ہی کہ محتاجی ہو یا نفس مین بخل باقی ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے آخر مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہی تو یہ وعدہ ہی کہ انوار
صفات سے تمھارے صفات نفسانیہ پاک کر دیے جائینگے یہی مغفرت ہی اور انوار تجلیات معارف ومشاہدات وغیرہ سے رحمت فرماویگا تاکہ اس صدقہ کی صلاحیت
حاصل ہو اور تیسری صورت مین مغفرت یہ ہی کہ بخل نفس زائل کر دیا جائیگا اور رحمت سے فقیری دور کیجائیگی تاکہ مال حلال حاصل ہو کر صدقہ کی قدرت ہو اسیواسطے
اشارہ فرمایا کہ حضور قلب ومراقبہ سے نماز پڑھین تاکہ اول مرتبہ حاصل ہو اور ترک تجرید کی زکوٰۃ سے مرتبۂ دوم حاصل ہو اور طاعت الٰہی وطاعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے مرتبۂ ثالث حاصل ہو کیونکہ طاعت کی برکت سے محتاجی زائل ہوتی ہی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تونگری حاصل ہوتی ہی اور یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ
نے وعدہ فرمایا ہی کہ جس بندے نے اپنی آخرت درست کی تو اللہ تعالیٰ اسکی دنیا کو درست کر دیتا ہی قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین تولوا قوما غضب اللہ علیہم الآیہ
اس آیت مین ایسی قوم کی محبت سے قطعی منع فرمایا جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہی کیونکہ جب کسی شخص مین یہ بات پائی جاوے کہ وہ ایسے شخص یا ایسی قوم سے محبت
رکھتا ہی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہی تو یہ دلیل ہی کہ اس شخص کا قلب بھی اُسکے قلب سے جنسیت ومناسبت رکھتا ہی کیونکہ دلی محبت درحقیقت نہین ہو سکتی
مگر اُسی صورت مین کہ باہم دلون مین جنسیت ومناسبت ہو لہذا جو کوئی اپنے قلب مین یہ بیماری پاوے اُسکو زائل کرے اور زائل کرنیکا علاج سچا عقیدہ
وقرآن وحدیث ہی اور مترجم کہتا ہی کہ جن قومون پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہی یا اُن پر ضلالت ہی وہ دو قسم ہین اول وہ کہ جن پر اصلی وحقیقی غضب وضلالت ہی
اور دوم وہ کہ جن پر بوجہ مشابہت وجنسیت کے یہ کیفیت طاری ہی اسیواسطے حدیث معروف مین مذکور ہی کہ جس شخص نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ انھین
مین سے ہی پھر ہمکو غور کرنا چاہیے کہ دنیا مین وہ قومین جو اپنے کو کسی آسمانی دین کے تابع سمجھتی ہین وہ موجودہ حالت مین تین قومین ہین یہود ونصاریٰ واہل اسلام
اور انمین سے ہر ایک قوم مین متفرق شاخین ہین پھر حدیث صحیح مشہور مین سورۂ الحمد کی آخر آیت کی تفسیر مین صریح آیا کہ مغضوب علیہم یہودی ہین اور ضالین نصاریٰ
ہین مترجم کہتا ہی کہ ضالین سے مغضوب علیہم زیادہ بدتر ہین اور دونون قومون مین عالم فقیہ کے نزدیک جو فرق کہ آیات واحادیث کے اسرار شریعت
سے ظاہر ہوا ہی یہ ہی کہ یہود نے محبان الٰہی یعنی الانبیا وصالحین کو قتل کیا اور ایذائین دین اور باوجود اسکے افعال فسق وفجور مین بھی منہمک رہے اور نصاریٰ نے

فسق و فجور مین ۔۔۔ سے انکی شرکت کی ولیکن مہبان الٰہی سے دشمنی کی جگہ محبت مین بہانتک افراط کی کہ عیسٰی علیہ السلام کو ۔۔۔

علمائے ربانیین نے بالاتفاق یہ بیان کیا کہ راہ مستقیم جو حق ہے وہ یہی ہے کہ افراط و تفریط دونون سے پاک ہو اور ہر کامل ۔۔۔

کہ دشمنی ہوتی ہے مثلاً مال خرچ کرنے مین اگر تفریط ہو تو بخل ہے اور اگر افراط ہو تو اسراف ہے جنکو شیطان کا بھائی فرمایا اور ۔۔۔

اسی طرح محبت مین بھی اگر تفریط کی کہ دشمنی کی نوبت ہوگئی جیسے یہود نے کیا تو یہ مغضوب علیہم ہین اور اگر یہانتک افراط کیا کہ جو خدائی کی حالت ہے ۔۔۔

اور عدل مستقیم یہ ہے کہ عیسٰے علیہ السلام رسول اللہ کرم و محترم تھے علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر اسلامیون مین بھی انکی مشابہت کے فرقے موجود ہین جنکے اندر ۔۔۔

جنسیت و مناسبت مین انھین اصلی گمراہون کے قلوب پر ہین چنانچہ فرقہ معتزلہ تو فلسفی یونان کی مشابہت پر ہین اور فرقہ خوارج بوجہ اسکے کہ علی ۔۔۔

کرم اللہ وجہہ سے بغض رکھتے ہین یہود کے قلوب پر ہین اور برعکس انکے فرقہ شیعہ بوجہ افراط کے نصاریٰ کے مشابہ ہے حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ۔۔۔

مین یہانتک افراط کیا کہ بعضے انکی الوہیت کے قائل ہوئے اور بعضے کہنے لگے کہ اصلی رسالت انھین کے نام تھی اور مانند اسکے ہذیانات ضلالت مین غلو ۔۔۔

کیا اگرچہ اُن مین بھی متعدد فرقے ہین اور بعضے بعض سے بہتر ہین لیکن بعض مین فقط نصاریٰ ہی سے مشابہت نہین ہے کیونکہ یہ اسوقت ہوتا کہ فقط حضرت ۔۔۔

علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ افراط ہوتا جیسے قدمار شیعہ تھے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل جانتے تھے جنکو اس زمانہ مین تفضیلیہ کہتے ہین ولیکن ۔۔۔

انکے سوا بعض نے رفض بھی اختیار کیا یعنے دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بغض و بدگوئی کی تو انھون نے یہود و نصاریٰ سے ۔۔۔

دونون کی مشابہت کو دو وجہ سے جمع کر لیا یعنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ افراط مین نصاریٰ سے مشابہت کی اور دیگر اصحاب رسول اللہ ۔۔۔

صلعم سے بغض کرنے مین یہود سے مشابہت کی اور رفض کی اصلیت یہ ہے کہ جب حضرت زید بن زین العابدین رضی اللہ عنہما نے کوفہ مین قیام فرمایا ۔۔۔

اہل کوفہ نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور حلف و قرآن کو درمیان مین دیا کہ ہم ہرگز آپ سے منحرف نہونگے اور نہایت سخت عہد و پیمان سے اپنا خلوص ظاہر ۔۔۔

کیا کہ ہم آپکے ساتھ دشمنون سے قتال کرینگے جب جماعت کثیر کی بیعت تمام ہوئی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کا اعلان فرمایا اور ۔۔۔

اس زمانہ مین حجاج ظالم کوفہ مین تھا اور اسکو اس خبر سے دہشت و حیرت پیدا ہوئی گویا اُسکے ہاتھ پانون پھول گئے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شجاعت ۔۔۔

کا مثل تھی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ہر چند ذریات اہلبیت نے منع فرمایا لیکن آپنے اُن کوفیون پر اعتبار کیا اور حجاج نے اپنے ساتھیون کے ۔۔۔

ذریعہ سے اہل کوفہ کو وعدہ و وعید دیے پس اُس قوم بے وفا نے حضرت زید کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو آپ کے جد امجد حضرت امام حسین رضؓ کے ساتھ کیا تھا ۔۔۔

اور اسکا بہانہ یہ نکالا کہ گروہا گروہ آپسمین مشورہ کر کے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی خدمت مین آئے اور کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ آپ حضرت ابوبکر و عمر سے ۔۔۔

تبرا کیجیے آپنے فرمایا کہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ ہم اہلبیت کبھی فسق و فجور مین مبتلا نہین ہو سکتے اور ہم ان دونون سے تبرا نہین کر سکتے تو کہنے لگے فاذًا ۔۔۔

نرفضک یعنی اگر ایسا نہ کروگے تو ہم تکو رفض کرینگے یعنے اکیلا چھوڑ دینگے ان خبیثون نے ادھر آپ سے یہ گفتگو کی اور اُدھر حجاج ظالم سے کہلا بھیجا کہ ۔۔۔

اور لشکر لیکر آوے وہ ظالم اسی تاک مین تھا اور اسیواسطے اُسنے ان بدکارون کو یہ سب مال و متاع دیا تھا اُسنے فوراً لشکر سے گھیر لیا اور یہ خبیث لوگ اُسکے ۔۔۔

ساتھ ہو گئے حتی کہ آپ شہید ہوے اور بہت کم رافضیون نے ساتھ دیا اور باقی سب سنی آپکے ساتھ شہید کیے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون اسی دن سے ۔۔۔

یہ لوگ رافضی کہلائے اور اہلبیت اطہار کو آئندہ اہل کوفہ سے بالکل اعتبار جاتا رہا حتی کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ وغیرہ اہل عراق کو اپنے پاس ۔۔۔

نہین بیٹھنے دیتے تھے اور یہ لوگ ایسے کذاب تھے کہ جھوٹ طور پر دعویٰ کرتے کہ ہمسے امامؑ نے یون کہا اور یہ فرمایا اور وہ فرمایا حالانکہ امامؑ محض بیخبر ۔۔۔

زندگی بسر فرماتے اور رات دن اہلسنت آپکی خدمت مین معرفت حاصل کرنے مین سرگرم تھے تمام لوگ جانتے تھے کہ عراقی محض جھوٹے ہین اور آخر ۔۔۔

یہانتک نوبت پہونچی کہ جب مروان اموی بھاگ گیا اور ان ائمہ کے خلافت کے لیے کوفہ سے مدینہ کو خطوط گئے تو امامؑ نے بغیر پڑھے اس خط کو چراغ سے ۔۔۔

جلا دیا حتی کہ عباسی خلیفہ بنایا گیا اور عباسیون کی خلافت قائم ہوگئی بالجملہ مقصود یہ ہے کہ قلوب جو کج اور بدتر ہین وہ اپنی خبث کے قلوب سے ۔۔۔

اور اہل حق کسی سے مشابہ نہین ہوتے سوائے اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کے اسیواسطے دیکھو کہ ہر فرقہ گمراہ کے واسطے مقابل موجود ہے مثلاً ۔۔۔

Marfat.com

اور بعض کا بعض کے مقابل خواہ ہو اور علی ہذا القیاس بخلاف اہل السنۃ کے کہ انکا مقابل ندارد ہو اور دلیل بدیہی اسپر یہ ہو کہ دو نقطہ کے درمیان خط مستقیم فقط ایک ہو اور دائین و بائین میڑھے خطوط مقابل ہوتے ہین چنانچہ 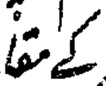 اس شکل مین غور کرنے سے ظاہر ہے پھر واضح ہو کہ قلب مستقیم ہمیشہ حق صدق کو قبول کرتا ہو اور کج قلب اسکو قبول نکریگا کیونکہ یہ حق صریح مستقیم اسکے مناسب نہین ہو اسیواسطے اس قرب قیامت کے زمانہ مین اسلام حق کے قبول کرنیوالے کم ہین اور کجی و گمراہی کو ماننے والے بہت ہین و اللہ تعالیٰ الہادی الی الحق قولہ تعالیٰ لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر الآیہ اس آیت سے صاف ظاہر ہو کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ واسکے رسول پر ایمان لائے تو گمراہون سے انکی محبت زائل ہوجاتی ہو شیخ رح نے کہا کہ اسمین نکتہ یہ ہو کہ انسان کی طبیعت مین گوشت و خون کے اتصال قرابتی محبت کا موجود ہونا پیدائشی ہو اور ابتدائی پیدائش سے آدمی اسی محبت کو پہچانتا ہو اور اسی کا مزہ اپنے دل مین پاتا ہو لیکن یہ محبت اُسیوقت تک اپنی روشنی دکھلاتی ہو جب تک انسان مین روحانی ظہور حاصل نہوا و روحانی ظہور اور نفسانی ظہور کے درمیان ایک راہ ہو کہ وہ ایمان توحید سے کشادہ ہوتی ہو اور اگر ایمان توحید سے بالکل منکر ہو تو بحکم قولہ تعالیٰ ختم اللہ علیٰ قلوبہم الآیہ اُسپر مہر کردیجاتی ہو اور اُس مہر کی وجہ سے نور عقل بھی مسدود ہوجاتا ہو حتی کہ ازلی کافر کو تا دم مرگ کبھی محبت ایمانی کا مزہ نہین ملتا اور نہ کبھی نور عقل کی روشنی پاتا ہو بلکہ مرتے دم تک وہ حواس کی قوتون کو عقل سمجھتا رہتا ہو اور حواس کی قوتین اسی جسم کی پرورش کے واسطے دی گئی ہین تو اکثر اوقات جب وہ دنیاوی تدبیرات اور حقیر متاع دنیا حاصل کرنے کی ہوشیاریون مین زیادہ لائق ثابت ہوتا ہو تو بندہ عارف فقیر کے مقابلے مین اس کافر کو ترجیح دیجاتی ہو کیونکہ اندازکرنیوالون کی نظر خود بھی دنیا ہی تک مقصور ہونے کی وجہ سے بالکل اس کافر سے مشابہ ہو اسیواسطے تم دیکھتے ہو کہ شاذ و نادر دو چار آدمی جو آخرت کے چاہنے والے ہین وہ ان دنیاوی رئیسون کو ہیچ خیال کرکے ہمہ تن اسی عارف ربانی پر شیفتہ ہوتے ہین بالجملہ جب اللہ تعالیٰ کی توحید یعنی ایمان حاصل ہو اور آخرت پر دل کی نظر جمانے سے نور روحانی ظہور کرتا ہو اور عقل کی روشنی پھیلتی ہو تو جو لوگ اس شان سے سرفراز ہوتے ہین وہ باہم ایک دوسرے سے روحانی اتصال کے ساتھ متصل ہوجاتے ہین اور اس محبت روحانی کے مقابلے مین جسمانی محبت محض ہیچ و پوچ ہو جیسے گوشت و پوست بمقابلہ روح کے ہیچ ہو جب یہ بات سمجھ مین آگئی تو یہ نکتہ بھی صاف سمجھ مین آگیا جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین ارشاد فرمایا ہو یعنے جو قوم کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور روز قیامت پر یقین رکھتے ہین تو کبھی نہ پاؤگے کہ یہ لوگ کفار اور فجار سے محبت کرین وجہ یہی ہو کہ ان مین گوشت و پوست کی محبت باقی نہین رہی بلکہ حقیقی محبت روحانی انکو حاصل ہو لہذا جس شخص کا انکو روحانی آفتاب چمکتا نظر آتا ہو اُس سے فوراً اتصال ہوجاتا ہو اور یہ جذب روحانی ہو اسمین کچھ بناوٹ نہین ہو بخلاف انکے جو لوگ ایمان نہین رکھتے ہین اُن مین باہمی الفت و محبت کبھی تو خون کے لگاؤ سے ہوتی ہو اور یہ محبت قرابت ہو اور کبھی دنیاوی منافع وغیرہ کے لحاظ سے ہوتی ہو اور دنیاوی دوستی ہو اور یہ سب آخر معدوم ہو کیونکہ موت سے انکا جسم ہی معدوم ہوجائیگا بخلاف محبت روحانیہ کے کہ وہ جنت تک باقی ہو واللہ الحمد والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۂ حشر مدنیہ ہو یعنے بعد ہجرت کے نازل ہوئی ہو قرطبی و خطیب وغیرہ نے لکھا کہ یہی سب علما کا قول ہو اور یہ چوبیس آیات ہو اور چار سو چون (۴۵۴) کلمات ہین اور ایک ہزار نو سو تیرہ (۱۹۱۳) حروف ہین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یہ سورۂ بنی النضیر ہو (البخاری) یعنی اسمین فرقہ بنی النضیر پر جہاد کا حکم مذکور ہو چنانچہ دوسری روایت مین ہو کہ یہ سورہ دربارۂ بنی النضیر نازل ہوا ہو (رواہ البخاری و مسلم و سعید بن منصور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہو

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

شروع اللہ کی پاکی بولتا ہو جو کچھ ہو آسمانون اور زمین مین اور وہی ہو زبردست حکمت والا

Marfat.com

هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ
وہی ہے جس نے نکال دیے منکر ہین کتاب والون مین سے
دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ
جنے پہلے ہی بیٹر ہوتے تم نہ اٹکلتے تھے کہ وہ نکلین گے اور وہ خیال رکھتے تھے کہ انکا بچاؤ ہو
حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا
انکے قلعے اللہ کے ہاتھ سے پھر پہونچا اُنپر اللہ جہان سے انکو خیال نہ تھا
وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ
اور ڈالی اُنکے دل مین دھاک اُجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھون سے اور مسلمانون کے ہاتھون
فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ
سو دہشت مانو اے آنکھ والو اور اگر نہوتا کہ لکھا تھا اللہ نے اُنپر اُجڑنا تو اُنکو مار دیتا
فِی الدُّنْیَا ۚ وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
دنیا مین اور آخرت مین ہی اُنکو آگ کی مار یہ اُسپر کہ وہ مخالف ہوئے اللہ سے اور اُسکے رسول سے
وَمَنْ یُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا
اور جو کوئی مخالف ہو اللہ سے تو اللہ کی مار سخت ہی جو کاٹ ڈالا تمنے کھجور کا پیڑ یا رہنے دیا
قَآئِمَةً عَلٰٓی اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

اس سورہ مبارکہ مین اللہ تعالیٰ کے علم قدیم اور تقدیر ازلی کا بیان ہی اور اللہ تعالیٰ ازل سے اپنی تمام مخلوقات سے آگاہ تھا اور ہر ایک کے بارہ مین اللہ تعالیٰ نے جو امر مقدر فرمایا ہی وہ لوح مین لکھدیا ہی پس جسوقت وہ مخلوق پیدا ہوتی ہی تو جو کچھ اُسکے اعمال و افعال ہوتے ہین بالکل اس تقدیر کے مطابق واقع ہوتے ہین اور اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہی چنانچہ بنو نضیر ایک فرقہ یہود مین سے تھا اور اُنکے حق مین جو کچھ ازل مین کلام فرمایا تھا اور جو کچھ لکھدیا تھا وہ اسوقت واقع ہوا قال اللہ تعالیٰ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۔ تسبیح کی اللہ تعالیٰ کے لیے ہر چیز نے جو آسمانون مین ہی اور جو زمین مین ہی اور اللہ تعالیٰ عزیز حکیم ہی ف اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہی کہ آسمانون مین اور زمین مین جو چیزین ہین خواہ ذی عقل ہون یا نہون اور خواہ جاندار ہون یا نہون سب نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی اور علماء محققین نے کہا کہ ہر چیز تسبیح کرتی ہی بقولہ تعالیٰ وان من شیئ الا یسبح بحمدہ یعنے کوئی چیز نہین باقی ہی مگر آنکہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اُسکی تسبیح کرتی ہی ۔ھ۔ اور اس مقام کی تحقیق بارہا بیان ہوچکی ہی اور نادان لوگون کے اوہام کا کچھ اعتبار نہین جنکی سمجھ ناقص ہوتی ہی اور عزیز وہ ہی جسکی بارگاہ عظمت مین منعت و غلبہ ہی ہر چیز اُسی کے قبضہ قدرت مین مسخر ہی اور اُسکی مشیت سے کوئی چیز باہر نہین ہوسکتی اور جو کچھ وہ چاہتا ہی وہی واقع ہوتا ہی لیکن اُسکی شان حلیم ہی پس جو کچھ ہوتا ہی وہ عین حکمت محض عدل ہی اگر کہا جاوے کہ بکثرت کفار وغیرہ یہ گمان کرتے ہین کہ وہ مظلوم ہین تو یہ اُن لوگونکا گمان محض اوہام ہی اور اُنکا کیا اعتبار کہ جنھون نے اپنی عقل بھی برباد کردی ہی اور اگر درحقیقت جہان کے عقلاء کاملین جمع ہون تو بھی مردعارف کے نزدیک حکمت کے اسرار سمجھنے سے عاجز ہونگے کیونکہ بدیہی دلیل اُسپر یہ موجود ہی کہ حکمت ایک صفت الٰہیہ ہی اور مخلوق کی عقلین بھی مخلوق ہین تو بالکل محال ہی کہ یہ صفت قدیم کی حقیقت سمجھ سکین صفت یہ پہچاننا ممکن ہی کہ اللہ تعالیٰ کی صفت حکمت ہی لیکن اُس حکمت کو کنہ حقیقت سے جاننا جسطرح وہ مخلوقات مین محیط ہی بالکل غیر ممکن ہی اور جب یہ غیر ممکن ٹھہرا تو یہ گمان محض باطل ہی بلکہ حق یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی صفات سب وجہ کمال ہین اور ہر ایک صفت کمال کی کنہ حقیقت جاننا محال ہی بلکہ عقل ناچیز کی یہ طاقت نہین

Marfat.com

سے یہ سلسلہ مستقل ہو کیونکہ اسکی عظمت کے سامنے تمام آسمان و زمین ایک ذرہ سے کمتر ہی بالجملہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ مبارک مین اول
[illegible] بیان فرمائی تاکہ ہر بندہ مومن جو عاقل ہوتا ہی پہچان لے کہ جو کچھ شان الٰہی سبحانہ تعالیٰ سے واقع ہوتا ہی مین حمد اور خالص عدل ہی او
ہو سب موافق حکمت و تقدیر ہی هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ
وہی پاک عزوجل ہی جسنے اہل کتاب مین سے کفر کرنے والون کو نکال دیا اُنکے گھرون سے اول حشر کے وقت ف یعنے کمال عدل و حکمت سے
اسنے جو کچھ مقدر فرمایا اُسکے موافق اب ظہور ہوا کہ اہل کتاب یہود مین سے ایک گروہ کافر کو اُنکے گھرون سے اول حشر پر نکال باہر کیا مَا ظَنَنْتُمْ
اَنْ يَّخْرُجُوْا حالانکہ تم لوگون کا گمان نہین تھا کہ وہ لوگ نکلین گے ف یعنی اے اہل ایمان تمھارے گمان مین نہین آتا تھا کہ یہ لوگ کسی طرح نکلنے
والے ہین وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ اور وہ لوگ بھی یہ یقین رکھتے تھے کہ اُنکے قلعہ اُنکو اللہ تعالیٰ سے بچانیوالے ہین
ف یعنے یہ لوگ اگر کتاب توریت دیے گیے تھے مگر شامت کفر سے ایسے بدعقل و بداعتقاد ہو گئے تھے کہ یہ گمان کرنے لگے کہ اُنکے قلعے ایسے زبردست ہین
کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عذاب آوے تو وہ اُنکو بچا لینگے فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا پس اللہ تعالیٰ اُن پر ایسی راہ
سے آیا جسکو وہ خیال مین بھی نہین لاتے تھے فراء و زمخشری نے کہا کہ قولہ لاول الحشر مین لام بمعنی وقت ہی جیسے قولہ تعالیٰ یالیتنی قدمت لحیاتی
یعنے کافر کیگا ای کاش مین اپنی زندگی کے وقت نیکی پہلے بھیجدیتا اور شان نزول کے موافق اہل کتاب یہان یہود ہین اور اُنمین سے بہت کم اسلام لائے
اور باقی کافر رہے چنانچہ کافرون مین سے ایک گروہ بنی نضیر تھا جو اول مین مدینۂ منورہ سے نکالے گئے اور بنی نضیر ایک گروہ بنی اسرائیل مین سے تھا جو
حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد مین چلے آتے تھے اور اصل مین یہ لوگ مصر سے نکلکر شام مین آباد ہوے تھے پھر جب یونانی بادشاہ نے نصرانیون کا دین
اختیار کیا یا اختیار کرنے سے پہلے نصرانیون کی مدد کے طور پر ملک شام پر حملہ آور ہوا تو اُسنے بنی اسرائیل پر فتح پائی کیونکہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کفر
کرنے کی شامت مین گرفتار ہو کر بکثرت فسق و فجور کے عادی ہو گئے اور اُن مین بکثرت فرقے پیدا ہو گئے اور ہر ایک اپنے آپکو حق پر اور دوسرے کو گمراہی پر
جانتا تھا اور اس دین کے پیرایہ مین نفسانیت سے باہم مخالفت و عداوت کرتے تھے اور درحقیقت دنیا کے لیے لڑتے تھے پس شاہ یونان اُنپر غالب آیا اور
نصاری کی حمیت و حمایت مین اُسنے بیشمار یہودی قتل کیے اور صخرۂ بیت المقدس جسکو یہود اپنا قبلہ جانتے تھے اور درحقیقت وہ جہت قبلہ تھی وہان یونانی
نے یعنی نصرانیون نے کوڑا ڈالا اور جہان کہین بنی اسرائیل کی نسل سے گروہ آباد تھے جنکر اُنکو قتل کرنا شروع کیا تو اس فتنۂ عظیم مین بنی اسرائیل
قتل ہوئے کہ گویا نیست ہونیکے قریب ہو گئے اور بعضے آرمینہ کے پہاڑون مین پناہ گزین ہوے اور بعضے مجوس فارس کے خراج گذار ہوے اور بعضے
اشراف نسل سے ریگستان عرب کی جانب بھاگے اور مدینہ مین آکر ساکن ہوے کیونکہ اس مقام کو انھون نے اپنی کتابون سے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ
وسلم کا دار ہجرت پہچانا اور بعض علماء نے کہا ہی کہ اس سے پہلے بھی کچھ لوگون نے اپنے قیاس سے خیبر وغیرہ مین یہی گمان کیا تھا کہ یہ نخلستان دار ہجرت
ہوگا اور کتب السیر مین اسکے تفصیلی واقعات مذکور ہین اور یہان مقصود بیان یہ ہی کہ بنی النضیر حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد مین سے تھے اور انھین کے
رشتہ دارون مین دوسرا گروہ بنی قریظہ تھا یہ لوگ دین توریت پر تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کفر کرتے تھے اور پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم
کے منتظر تھے بلکہ جب کوئی عالم اُن مین سے مرنے لگتا تھا تو اپنی اولاد کو وصیت کر جاتا تھا کہ جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر یہان آوین
تو میرا اسلام عرض کیجیو اور تو اُنپر ایمان لائیو اور یہ لوگ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور آپکی شکل و صورت و حلیہ و کمالات دینی
و خصائص اور آپکی امت کے خصائص اور رحمت کے آثار و فضائل بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے چونکہ عرب کے قبائل بالکل بے علم تھے
اس لیے کہ نبوت کے معنے بھی نہین سمجھتے تھے تو وہ لوگ اُن یہودیون کی باتین سُنکر تعجب کرتے اور یقین نہین لاتے تھے حالانکہ یہ دولت عظمیٰ اُنھین کے نصیب
مین تھی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور مدینہ مین تشریف لائے تو اس سے پہلے جماعت انصار آپ پر ایمان لائے اور درحقیقت
اُنھین یہودیون کے بیان سے انھون نے پہچانا تھا اور یہودیون کی بدبختی دیکھو کہ جب اُن لوگون کو معلوم ہوا کہ اُنسے پہلے بعض قریش و انصار رضی اللہ عنہم

اسبقت کرکے ایمان لاچکے ہین تو حسد وعداوت سے افروختہ ہوگئے اور اُس سے پہلے دنیا کی محبت مین گرفتار تھے پس [illegible]
[illegible] کیے گئے اور بنی قریظہ قتل کیے گئے ابن عباس ومجاہد وزہری وغیرہ سے روایت ہو کہ اسمقام پر اہل کتاب کے کفار سے بنی النضیر [illegible]
کے ملخص قصہ کو خطیب سے نقل کرکے تتمۂ فوائد شیخ ابن کثیر سے لانا مناسب ہو قال الخطیب علمائے مفسرین نے بیان فرمایا ہو کہ [illegible]
مقدس کا نزول بنی النضیر کے حق مین ہوا ہو اور بات یہ ہوئی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تو یہود نے کفر کیا یعنے پہلے وہ لوگ مدینہ
کے لوگون سے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کیا کرتے تھے حتی کہ انھین کے بیان سے اہل مدینہ نے مکہ مین جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو پہچانا تھا اور ایمان لائے تھے اور یہودیون سے پہلے انھون نے یہ نعمت پائی حالانکہ یہودی اُنسے کہا کرتے تھے کہ عنقریب پیغمبر آخر الزمان مبعوث ہونگے
تو ہم لوگ اُنکے سایۂ حمایت مین ہوکر تم لوگون کو قتل کرینگے چونکہ یہان معاملہ برعکس واقع ہوا کہ انصار پہلے آپکے سایۂ حمایت مین ہوگئے اس باعث سے یہودی
اپنے دلون مین جل گئے اور جو صفات پہلے بیان کرتے تھے اُسکے برعکس کرنے لگے گویا انھون نے پہلے غضب الٰہی پر دوسرا غضب کمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام
سے کافر ہونے کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین سے بھی منکر ہوے اور یہودی مدینہ مین تین فریق تھے ان مین سے دو فریق بنی نضیر و بنی قریظہ
زبردست تھے اور تیسرا فرقہ بنی قینقاع انھین کے ذیل مین تھا پھر جب یہود نے کفر کیا سوائے معدودے چند کے جو مسلمان ہوگئے تو آپنے بنی نضیر سے اس
شرط پر صلح کی کہ نہ ہمارے دشمن ہون اور نہ ہماری مدد کرین پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر مین مشرکین قریش پر جہاد کیا تو یہودی کہنے لگے کہ بیشک
یہ وہی پیغمبر ہین جنکی تعریف توریت مین مذکور ہو اور اُنکا علم جہاد کبھی مغلوب نہوگا پھر جب آپنے احد مین جہاد کیا اور کچھ مسلمان شکست کھاکر ہٹگئے تو پھر یہودیون نے
شک کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومومنون سے عداوت ظاہر کی بلکہ وہ عہد توڑ دیا جو مومنون کے اور اُنکے درمیان تھا اور یہود مین سے
حیی بن الاشرف جو اُنکا سردار تھا چالیس یہودیون کو ساتھ لیکر مکہ مین گیا اور قریش سے قسم کے ساتھ اس بات پر عہد وپیمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے عداوت کرنے مین قریش اور بنی نضیر ایکدل اور ایک زبان ہونگے پس ابوسفیان سردار بھی چالیس آدمیون کے ساتھ مسجد الحرام مین گیا اور کعب
بھی اپنے ساتھیون کے ساتھ مسجد مین گیا اور خانۂ کعبہ کے پردے پکڑکر باہم عہد وپیمان کیا پھر کعب اپنے ساتھیون کو لیکر مدینہ مین واپس آیا اور یہان جبرئیل علیہ السلام
نے نازل ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کعب مذکور کے معاملہ سے آگاہ کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگان خدا مین سے کوئی شخص ہو جو کعب بن
اشرف کو قتل کرے پس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب مذکور کو حسن تدبیر سے قتل کرڈالا اور اُسکے قتل کا قصہ حدیث صحیح مین مفصل مذکور ہو پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کے بنی نضیر کی جانب روانہ ہوے اور وہ لوگ ایک گاؤن مین رہتے تھے جسکا نام زہرہ تھا جب آپ وہان پہونچے تو دیکھا کہ وہ
لوگ کعب مذکور پر نوحہ کرتے ہین جب اُنھون نے آپکو دیکھا تو کہنے لگے کہ ہمکو اس غم مین رونے دیجیے پھر جو کچھ آپکہینگے اُسکو ہم سنین گے آپنے فرمایا کہ تم لوگ
مدینہ سے نکل جاؤ یہ سنکر کہنے لگے کہ جلاوطن سے ہمکو مرنا بہتر ہو اور لڑائی پر آمادہ ہوے اور عبداللہ بن ابی منافق اور اُسکے ساتھیون نے خفیہ طور پر بنی نضیر
سے کہلا بھیجا کہ تم اپنے مستحکم قلعون سے نہ نکلنا پھر اگر مسلمان تم سے قتال کرینگے تو ہم تمھارے ساتھ ہین اور تمھاری مدد کرینگے حتی کہ اگر آخر مین جلاوطن
ہی کی ٹھہری تو ہم بھی تمھارے ساتھ چلے چلینگے پس وہ لوگ اپنے قلعون مین متحصن ہوگئے بلکہ یہ مکر کیا کہ دوسرے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنے تیس اصحاب کے ساتھ آدھی دور تک آیئے اور ہم اپنے علماء مین سے تیس آدمی بھیجینگے تاکہ وہ آپکے دین کی باتین سنین پھر اگر وہ
لوگ آپ کی تصدیق کرلینگے تو ہم سب آپ پر ایمان لے آوینگے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امید پر اپنے تیس اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے اور ادھر سے
بھی تیس احبار یہود آئے لیکن جب مقام موحود کے قریب پہونچے جہان ملاقات کا وعدہ تھا تو ایسمین یہودی کہنے لگے کہ تم کیونکر ایسے شخص پر قتل کا قابو
پاؤگے جسکے ساتھ مین تیس مرد دلیر اصحاب ہین کہ ہر ایک اپنی موت کو اُسکی موت سے پہلے پسند کرتا ہو لہذا مناسب یہ ہو کہ یہان توقف کرو اور کسی [illegible]
ہم دونون فریق ملکر ساٹھ آدمی جمع ہوجائینگے تو اچھی طرح سے بات سمجھ مین آوینگی لہذا فقط تین اصحاب کے ساتھ آپ آیئے اور ہماری طرف سے [illegible]
آوین اور ہمکو منظور ہو کہ اگر وہ لوگ تصدیق کرین تو ہم سب یقین کرلین گے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد فرمایا کہ تین ہی اصحاب کے [illegible]

تیر خبر فرما کر کے اپنے ساتھیون کو دیے تھے تاکہ فورًا موقع پاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرین حسن تقدیر الٰہی سے انمین ایک عورت تھی جسکا شوہر مسلمان تھا بنی النجار انصار مین تھا **اقول** اُسوقت کے رواج کے موافق اکثر ایسا ہوتا تھا کہ انصار اپنے لڑکون کو پرورش کے واسطے یہود کے یہان دیدیا کرتے تھے تو شاید یہ اُسکی دودھ شریکی بہن ہو بہرحال اُسنے اپنے مسلمان بھائی سے بطور خیرخواہی کے یہ کہلا بھیجا کہ ان خبیثون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسطرح مکر کا قصد کیا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہان سے روانہ ہو چکے تھے پس جب انصاری کو یہ خبر پہونچی تو وہ بہت تیز روانہ ہوا یہانتک کہ اُسنے سیادگاہ کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور خفیہ آپکے کان مین یہ خبر پہونچائی پس آپنے احتیاط فرمائی اور دوسرے روز لشکر لیکر اُنکے یہان روانہ ہوے اور اکیس دن تک انکو محاصرہ کیا اور اس درمیان مین منافقون سے کچھ بھی مدد انکو نہ پہونچی اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے دلون مین رعب ڈال دیا پس اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی درخواست کی تو آپنے انکار فرمایا مگر یہ بات منظور کی کہ مدینہ سے نکل جائین جیسے انکو پہلے حکم دیا تھا پس اُنھون نے جلاء وطنی قبول کی اور آپنے یہ آسانی دی کہ اپنے مال و متاع مین سے سوائے ہتھیارون کے جسقدر اُنکا اونٹ اُٹھا سکے وہ لیجاوین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہر گھر نے کے واسطے ایک اونٹ کا بار دیا تھا اور ضحاک رح سے روایت ہی کہ ہر تین آدمیون مین ایک اونٹ اور ایک وسق طعام دیا پس وہ لوگ اسیطرح نکل گئے چنانچہ بعضے آذرعات شام کو اور بعضے اریحا کو گئے اور دو خانوادہ خیبر کو گئے ان مین ایک بنی حقیق کہلاتے تھے اور دوم حیی بن اخطب کی اولاد تھے اور ایک گروہ مقام حیرہ کو چلا گیا (سراج) اور دوسرا قبیلہ بنی قریظہ بالفعل باقی رہا تھا آخر کو اُسنے بھی بدعہدی کی اور اُسکی سزا مین قتل کیے گئے **ابن اسحٰق** نے مغازی مین لکھا کہ بنی نضیر اسوقت نکالے گئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے واپس تشریف لائے اور بنی قریظہ اسوقت تباہ ہوے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احزاب سے فارغ ہوے ہین اور بنی نضیر کے قلعے ایسے مضبوط و مستحکم تھے کہ اہل اسلام کو کسی طرح انکے فتح ہونے کا گمان نہ تھا اور اُن مین ہزارون من غلات و خرما وغیرہ بھرے ہوے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صریح آیت مین اس سے آگاہ فرمایا حالانکہ یہان کچھ بھی قتال کی نوبت نہ آئی اور وہ لوگ خائف و مرعوب ہوکر اپنے قلعون سے نکل گئے پس اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہی جسنے اہل کتاب کے کافرون مین سے اس فریق کو اول حشر مین نکال دیا **مرۃ الہمدانی** نے فرمایا کہ اول حشر مدینہ سے خیبر و یمن وغیرہ کی جانب تھا پھر زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین انکا دوسرا حشر یہ ہوا کہ تمام عرب سے یہود وغیرہ کفار نکال دیے گئے اور عجم کے ملکون مین چلے گئے اور **قرطبی** رح نے کہا کہ حشر کے معنے جمع کرنا اور یہ چار طرح ہوگا ان مین سے دو حشر ہین اور آخرت مین دو حشر ہین پس دنیا کے دو حشر مین سے اول حشر یہی ہی کہ جلاء وطن کیے گئے اور یہ بنی اسرائیل مین سے ایسے بیٹے کی اولاد سے کہ نبی نہین ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ جلاء وطن ان پر لکھا تھا پس اگر یہ بات نہوتی تو اللہ تعالیٰ انکو دنیا مین عذاب فرماتا اور یہ بات ہمکو معلوم ہوئی کہ پہلا شام تھا تو اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ملک شام ہی زمین محشر ہی بلکہ ابن عباس و عکرمہ سے روایت ہی کہ جسکو زمین شام کے محشر ہونے مین شک ہو وہ یہی آیت پڑھے اور اس سے زیادہ صریح یہ ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کو فرمایا کہ نکل جاؤ تو اُنھون نے کہا کہ ہم کہان نکل جائین آپنے فرمایا کہ زمین محشر مین چلے جاؤ اور قتادہ و ابن عباس سے روایت ہی کہ اہل کتاب کے واسطے یہ پہلا حشر ہی رہا دوسرا حشر تو وہ قیامت کے قبل ہوگا قتادہ رح نے کہا کہ ایک آگ پیدا کی جائیگی وہ لوگون کو مشرق سے مغرب کی جانب ہانکے گی حتی کہ جہان دوپہر کو ٹھہرینگے وہان انکے ساتھ ٹھہریگی اور جہان رات کو بسیرا لینگے وہان رات کو بسیرا لیگی اور جو کوئی اُن مین سے چلنے سے گر جائیگا اُسکو کھا لیگی اور یہ ذکر صحیح مین ثابت ہی علماء رح نے یہ بھی ذکر کیا ہی کہ یہ آگ رات مین نظر آئیگی اور دن مین ظاہر نہوگی **مترجم** کہتا ہی کہ قرطبی رح نے آخر حشر کے مقابلے مین یہان اول حشر کے معنے ظاہر کیے اور **شیخ ابن العربی** رح نے کہا کہ حشر تین ہین اول و اوسط و آخر پس اول حشر تو یہی ہی کہ منورہ سے بنی نضیر نکالے گئے اور اوسط حشر یہ ہوا کہ تمام جزیرۂ عرب سے نکالے گئے اور آخری حشر قیامت کے روز ہوگا اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ما ظننتم ان یخرجوا الخ تمہارا گمان نہ تھا کہ وہ لوگ نکلینگے تو اسکا کیا باعث تھا جواب یہ ہی کہ مومنین کو ظاہری اسباب سے یہ گمان تھا اور ظاہری اسباب بچند وجوہ مؤید تھے اول یہ کہ اہل اسلام اُسوقت ضعیف و قلیل تھے اور یہود کو قوت و کثرت حاصل تھی دوم یہ کہ یہودیون کے پاس سامان حرب زیادہ تھا اور اونٹون کی قوت سے انکے بدن طاقت ور تھے سوم یہ کہ بنی قریظہ اُنکے قریب تھے چہارم یہ کہ خیبر والے یہود بھی کچھ دور نہ تھے اور یہ سب ایک ہی ملت کے عزیز و قریب

Marfat.com

پنجم یہ کہ انصار یہ سے جو منافقین تھے وہ درپردہ انسے دوستی رکھتے تھے علاوہ اسکے انکے قلعجات مضبوط تھے اور آسین [illegible]
ملکا سامان موجود تھا اور اہل اسلام مین یہ طاقت نہ تھی کہ مدتون اُنکے محاصرہ مین وہان پڑے رہین کیونکہ روزانہ محنت مزدوری [illegible]
انکے [illegible] کی روزی تھی اور محاصرہ کرنے مین انکو رسد پہونچنے کی کوئی صورت نہین معلوم ہوتی تھی اگر گمان ہو کہ لڑائی کی حالت مین یہ لوگ [illegible]
کا حال معلوم نہ تھا تو جواب یہ کہ ایسا گمان غلط ہی کیونکہ خود اللہ تعالی نے ظاہر فرمایا کہ وہ لوگ اپنے حصون کو مانع خیال کرتے تھے اور زمخشری نے کہا
کہ یہان خبر کو مبتدا پر مقدم کرنے مین صاف دلالت ہی کہ ان لوگون کو اپنے قلعہ کی حصانت واستحکام پر بہت بڑا وثوق تھا اور یہ اعتقاد انکے دل مین جا
ہوا تھا لیکن خطیب نے کہا کہ اللہ تعالی نے اُنکی حماقت شدید بھی ظاہر فرمائی کہ اپنے قلعہ کو بمقابلہ اللہ تعالی کے مستحکم جانتے تھے یعنے امر الٰہی سے
روکنے والے قلعہ ہین اسیواسطے انکی بداعتقادی کی سزا اسی قسم سے دیگئی یعنے جیسا انھون نے اپنے دلون مین مخفی اعتقاد باطل رکھا تھا اُسی راہ سے
اللہ تعالی نے اُنکے دلون مین رعب ڈال دیا کہ نامردی چھاگئی اور حقیر وبزدل ہوگئے وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ اور اللہ تعالی
نے اُنکے دلون مین رعب ڈال دیا یعنے خوف بٹھا دیا اور قذف کے لفظ مین اشارہ ہی کہ پتھر مارنے کے طور پر یہ رعب اُنکے دل مین ڈالا گیا ہی
جس سے اُنکے دل صدمہ اٹھا کر متزلزل ہوگئے اور اُن مین یہ ہمت باقی نہ رہی کہ نکل کر مقابلہ کرین حتی کہ یہ نوبت پہونچی کہ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ
وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ اُجاڑتے تھے اپنے گھرون کو اپنے ہاتھون سے اور مومنین کے ہاتھون سے فزہری نے کہا کہ یہ اسوجہ سے تھا کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو یہ اجازت دی کہ جسقدر بار اُنکا اونٹ اُٹھا وے وہ لیجائین تو اُن مین سے جو شخص اپنے گھر مین کوئی دروازہ
یا شہتیر عمدہ دیکھتا تھا اُسکو کھود کر نکال لیتا تھا اور مومنین سے اس بارہ مین استعانت چاہتا تھا اور اس سے انکی دنیا دی ہوس ظاہر ہی اور مومنین
انکے باقی قلعہ کی بنیاد بھی منہدم کردیتے تھے تاکہ کسی مفسد کو وہان پناہ لینے کی گنجائش باقی نرہے اور آیت مین تصریح ہی کہ یہ اصحاب رضی اللہ عنہم حقیقی
ایمان سے موصوف تھے پھر چونکہ بہت عجیب ہی کہ آدمی اپنے ذلت کے کام مین اپنے دشمن سے مدد لے حالانکہ ابھی زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ وہ دشمن پر تکبر
تعلی کرتا تھا لہذا فرمایا فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ پس عبرت کی نگاہ سے دیکھو اے دیکھنے والو فشیری نے کہا کہ عبرت یہ ہی کہ آدمی
حقیقت اشیاء کو دیکھے کہ وہ کن چیزون پر دلالت کرتی ہین تاکہ اُس سے انجام کار کی نصیحت حاصل کرے یہان اللہ تعالی نے اشارہ فرمایا کہ یہ عبرت ونصیحت
انھین کاملین کو حاصل ہوتی ہی جنکے دیدۂ دل مین آنکھین روشن ہین اور اس موقع پر اصحاب مومنین کو اس عجیب صنعت الٰہی سے یہ نصیحت حاصل ہوئی کہ جو کچھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا وہ برحق ہی اور ضرور اس دین حق کو عزت حاصل ہوگی اور ظاہری اسباب پر کچھ اعتماد نہین ہی بلکہ ظاہری اسباب
پر اعتبار کرنا آخر ذلت ہے جیسے ابتدا مین اُن یہودیون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی کہ اپنے کل مال واسباب کو اٹھا لیجاوین
لیکن اُس وقت اُن لوگون نے نہ مانا اور لڑائی کا اعلان کیا اور اپنے قلعون کی مضبوطی اور منافقون کی مددگاری پر بھروسا کیا آخر
اسی ذلت تک نوبت پہونچی۔ وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ
النَّارِ اور اگر یہ نہوتا کہ اللہ تعالی نے ان یہودیون پر جلاء وطن لکھدیا تھا تو اُنکو دنیا مین عذاب فرماتا اور بیشک انکے لیے آخرت مین عذاب جہنم ہی۔
ف یعنے اگر ایسا نہوتا کہ رب جل سلطانہ نے جو سب طرح قادر حکیم علیم خود مختار ہی علم ازل مین یہ امر مقدر فرمایا تھا کہ یہ لوگ جلاء وطن کیے جاوین تو
ضرور ان لوگون کو دنیا مین عذاب شدید دیا جاتا جیسا اُنھون نے بدعہدی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا قصد کیا تھا لیکن آخرت مین
عذاب شدید سے نہین بچینگے اقول شاید اسمین بھید یہ ہی کہ ان بدبختون نے گناہ شدید کا قصد کیا تھا تو انکی سزا مین اُنکے لیے عذاب آخرت جمع کردیا گیا
واللہ سبحانہ تعالی اعلم ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ
یہ سبب اسوجہ سے ہی کہ ان کافرون نے اللہ تعالی واُسکے رسول سے مخالفت کی شق اختیار کی اور جسنے اللہ تعالی واسکے رسول سے مخالفت
کی تو اللہ تعالی سخت عذاب کرنیوالا ہی ف یعنے یہ سب ہولناک معاملہ جو اس فرقہ کافر پر چند روز مین جمع ہونے والا ہی اس [illegible]

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے مخالف ہوگئے اور علاوہ نہ ماننے کے انھون نے عداوت کی شق اختیار کی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] کے طریقہ سے نکلی کی تھی اسپر انھون نے عداوت کے لیے قریش سے عہد باندھا کہ ہم سب ملکر صالحین بندونکو مع رسول اللہ کے
قتل کرین اور اسکو خفیہ طور سے رکھا تاکہ دھوکے سے خونریزی کا موقع خوب ہاتھ آوے اور ظاہر مین دوستی کا عہد تھا اور عہد کو باوجود اللہ تعالیٰ کو
درمیان دینے کے ضائع کردیا اور خانۂ کعبہ مین کھڑے ہوکر یہ بے شرمی اختیار کی تو اسکی سزا یہ دنیاوی تکلیف نہ تھی لہذا آخرت کے عذاب شدید سے
مکافات ہوگی جو چند روز مین آنے والا ہی کیونکہ یہی چند روز کی زندگی درمیان مین حائل ہی یہ امر واضح ہی کہ اگر مومنین صالحین کی شان سے غدر ہوتا
تو وہ بنی نضیر کو جب ہتھیار نکالے گئے تھے جسطرح چاہتے قتل کرتے لیکن یہ معاملہ واضح کردیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکے لیے عذاب آخرت شدید رکھا ہی
مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ جو کچھ تمنے قطع کیا لینہ سے **ف** یعنے جو لینہ تمنے قطع کیا **اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا**
یا اُسکو اپنی جڑون پر قائم چھوڑ دیا **ف** یا جو لینہ نہین قطع کیا بلکہ لینہ کو اسکی جڑ پیڑی پر لگا چھوڑ دیا **فَبِاِذْنِ اللّٰهِ** تو یہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ
ہی **ف** یعنے اللہ تعالیٰ ہی نے دونون باتون پر تمکو قابو دیا پس دونون باتین بقدرت الٰہیہ تمسے صادر ہوئی ہین اور ان دونون مین سے کسی بات پر تم کو
ملامت نہین بلکہ ثواب ہی اور یہ دلیل نفیس ہی کہ بعد صلاحیت وایمان کامل کے بندے کے سب افعال جناب باری تعالیٰ عزوجل کی حسن صنعت کے ساتھ ہوتے
ہین جبکہ معصیت منہیہ کا فعل نہوا اور ظاہر ہی کہ صلاحیت کے ساتھ معصیت جمع نہین ہوتی ہی آیت سے ظاہر ہی کہ اہل ایمان نے بنی نضیر کے کینہ کچھ قطع کیے اور کچھ
باقی رکھے تھے لینہ کے معنے مین **خطیب** وغیرہؒ نے لکھا کہ اکثر مفسرینؒ نے کہا کہ مطلقاً درخت خرما کو کہتے ہین خواہ عمدہ قسم ہو یا نہو **زہری** رح و مالک و سعید
بن جبیر و عکرمہ و خلیل نحویؒ نے کہا کہ سوائے عمدہ قسم عجوہ کے باقی سب کو لینہ کہتے ہین لیکن **امام جعفر صادق** سے روایت ہی کہ لینہ فقط عجوہ ہی ان دونون
روایتون مین تناقض ہوگیا اور مترجم کا گمان یہ ہی کہ امامؒ نے شاید الا العجوہ خاصتہ فرمایا ہوگا یعنے فقط عجوہ کا استثنار فرمایا ہوگا اور راوی کو استثنا یاد نہین
رہا یا اُسنے سنا نہو واللہ تعالیٰ اعلم اور ابو عبیدہ نے کہا کہ لینہ سب قسم چھوہارے ہین سوائے عجوہ اور برنیہ کے اور **اصمعیؒ** نے کہا کہ وہ کارہ چھوہارے
کہلاتے ہین بالجملہ آیت کے سبب نزول مین مجاہدؒ سے روایت ہی کہ جب بنی نضیر کا محاصرہ کیا تو اُنکو اُنکے قلعون سے نکالنے کی یہ تدبیر کی گئی کہ بعض مہاجرین
انکے درخت خرما کاٹنے شروع کیے اور دیگر مہاجرین نے اُنکو منع کیا اور کہا کہ انکو کیون کاٹتے ہو یہ تو مسلمانون کے واسطے مال غنیمت ہوگا اُنھون نے
جواب دیا کہ ہم دشمنون کے جلانے کے واسطے اُنکو کاٹتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے دونون کی نیک نیتی ظاہر فرمانے کے لیے قرآن نازل کیا اور قتادہؓ
سے روایت ہی کہ کچھ درخت کاٹے تھے اور کچھ درخت جلا دیے تھے اور محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کچھ درخت جلائے اور کچھ
کیے تو بنو نضیر نے اپنے قلعون پر سے دیکھکر رنج وغم کیا اور جلے دل سے کہنے لگے کہ ای ابو القاسم آپ کا گمان ہی کہ آپ پیغمبر ہین اور آپ اصلاح چاہتے ہین
تو کیا درختون کا کاٹنا وگرانا بھی اصلاح ہی اور جو قرآن آپ پر نازل ہوا کیا اُسمین ایسے بگاڑ کی اجازت ہی پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ الخ یعنے درختان خرما مین سے جو کچھ تمنے کاٹے اور جو کچھ باقی چھوڑے یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہی **وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ**۔ اور
تاکہ وہ فاسقون کو خوار کرے **ف** یعنے تاکہ اس امر سے فاسقین یہود جو خدائے تعالیٰ کی فرمانبرداری سے خارج ہوگئے ہین اُنکو خواری ہو کیونکہ وہ لوگ
یہ باغات دیکھکر جلتے تھے اور غم وغصہ سے اپنی انگلیان کاٹتے تھے کہ قلیل جماعت مومنین انکے باغات مین جسطرح چاہتے ہین تصرف کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے اُنکو
قوت ونصرت ایسی عطا فرمائی کہ اُنکے دشمن انکا مقابلہ نہین کرسکتے ہین **فائدہ** علمائے نے اس آیت سے استدلال کیا کہ لشکر اسلام جب کفار کے ملک پر حملہ کرے تو
مصلحت کے وقت کچھ مضائقہ نہین ہی کہ انکے قلعہ ومکانات گرادے اور کھیتی و درخت وغیرہ جلادے یا قطع کرے مترجم کہتا ہی کہ یہی جمہور کا قول ہی اور یہی ائمہ
حنفیہ کے نزدیک مختار ہی بعض علمائے نے اس آیت سے دلیل پکڑی کہ شرعی قیاس پر عمل کرنا اجتہاد کے ساتھ جائز ہی کیونکہ بعض صحابہ نے اجتہاد سے
درخت کاٹے تھے اور بعض نے نہین کاٹے مترجم کہتا ہی کہ یہ دلیل اُسوقت ٹھیک ہوسکتی ہے کہ جب یہ ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ مین
کوئی حکم نہین دیا تھا لیکن بعض روایات مین آیا ہی کہ آپنے خود یہ حکم فرمایا تھا کہ یہودیون کو جلانے کے واسطے اُنکے درخت کاٹو لہذا بعض صحابہ نے عمدہ

Marfat.com

عمدہ درخت کاٹے اور یہ کہا کہ عمدہ درختون کو اسواسطے چھوڑتا ہون کہ یہ مسلمانون کے واسطے مال غنیمت ہونگے اور ردی درخت کاٹ ڈالے جاوین لہذا دونون فریق نے اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین دونون کی تحسین فرمائی ہی اور جنے کاٹا اور جنے چھوڑا یہ سب بارادۂ الٰہی عزوجل واقع ہوا ہیانسے بعض علمائے نے استدلال کیا کہ جو عالم مرتبۂ اجتہاد پر پہنچا ہو اگر وہ اجتہاد کرے وہ ٹھیک ہوتا ہی جیسے یہان ہر ایک کا اجتہاد ٹھیک ہوا مترجم کہتا ہی کہ یہان ہر ایک کا ٹکڑا الگ الگ تھا اور ہر ایک نے اپنے اپنے ٹکڑے مین اجتہاد سے عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ اُسکا اجتہاد ٹھیک ہی تو اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اگر ایک ہی محل مین دو طرح کے مختلف اجتہاد ہون تو دونون حکم عند اللہ ٹھیک ہین بلکہ اسی آیت سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ دونون مین سے فقط ایک ہی ٹھیک ہوتا ہی اور یہی جمہور اہل سنت کا قول ہی اور یہان یہ ہی کہ مسئلہ جس گروہ نے اپنے ٹکڑے مین عمدہ عمدہ درخت چھوڑ دیے اور یہ اجتہاد کیا کہ ہم اسواسطے چھوڑتے ہین کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کے موافق یقین ہی کہ عنقریب یہ سب مسلمانون کے واسطے مال غنیمت ہوگا اور اللہ تعالےٰ نے اس ٹکڑے مین انکا اجتہاد ٹھیک فرمایا حالانکہ اسی ٹکڑے مین دوسرے فریق کی یہ رائے تھی کہ تم انکو کیون باقی چھوڑتے ہو یعنے باقی چھوڑنا نہ چاہیے پس معلوم ہوا کہ انکا اجتہاد اس ٹکڑے مین ٹھیک نہ تھا جیسے اُنکے ٹکڑے مین کاٹ ڈالنے کے سوائے باقی رکھنے کا اجتہاد ٹھیک نہ تھا اور واضح رہے کہ جمیع اہلسنت کے نزدیک بالاتفاق یہ بات صحیح ہی کہ ہر عالم مجتہد جو کچھ اجتہاد کرے اُسپر اللہ تعالیٰ اُسکو ثواب عطا فرماتا ہی پس ثواب حاصل ہونے کی راہ سے سب مجتہدون کا اجتہاد ٹھیک ہی حتی کہ جس مجتہد نے آیات و احادیث صحابہ کو جمع کرکے یہ نکالا کہ مثلاً سرطان کا کھانا مکروہ ہی اور دوسرے مجتہد نے یہ نکالا کہ سرطان بھی مباح ہی کیونکہ مطلقاً صید البحر مباح کیے گئے ہین اور مجتہد اول نے اس دلیل سے تخصیص کی کہ اسکا کھانا سلف مین ثابت نہین ہی اور دوسری آیت مین آیا کہ یحرم علیہم الخبائث یعنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیزونکو حرام فرماتے ہین جنسے گھن آتی ہی اور سرطان کے کھانے سے بھی گھن آتی ہی تو یہ بھی مکروہ ہوا پس ہر ایک اجتہاد پر فرمانبرداری شریعت کی نیت سے عمل کرنے مین بالاتفاق ثواب ہی لیکن یہ نیت اسیطرح ہوسکتی ہی کہ مقلد ذی علم تو اُسکو مکروہ جانے یا اُسکو مباح جانے اور یہ غیر ممکن ہی کہ مباح اور مکروہ دونون سمجھے اور اگر مقلد یہ کہے کہ مجھے دلیل سمجھنے کی لیاقت نہین ہی اور آج مجھے سرطان کھانے کی حاجت ہی پس مین اُسکے جائز ہونے پر عمل کرلون اور دوسرے وقت کوئی ایسا موقع پیش آوے کہ سرطان نہ کھانا چاہیے تو وہ پہلے مجتہد کی تقلید پر عمل کرے تو یہ شخص مخبوط ہی کیونکہ اسنے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لیے اپنے نفس کو کسی چیز پر مقید نہین رکھا اور نفس کو مقید کرنا ہی تکلف و مطیع ہونے کی دلیل ہی اور اُسنے اپنے نفس کو خود مختار کرلیا تو اُسکے نفس پر کوئی تکلیف نہین رہی بلکہ مثلاً ایک شخص کا یہ اعتقاد ہی کہ مکان یا زمین کا شفعہ جب ہی حاصل ہوتا ہی کہ شفیع کی شرکت ہو اور پڑوس کی وجہ سے شفعہ نہین ملتا جیسا کہ امام شافعیؒ کا قول ہی اور اتفاق سے اُسکے مکان کے پڑوس مین ایک مکان بکتا تھا تو اسوقت اُسنے امام ابوحنیفہؒ کا اجتہاد اختیار کرلیا اور دعویٰ کیا کہ مجھے شفعہ ملنا چاہیے کیونکہ مین آج امام ابوحنیفہؒ کا مقلد ہوگیا ہون کہ پڑوس کی وجہ سے شفعہ ملتا ہی اور اس حیلہ سے اُسنے اپنے نفس کی خواہش کو پورا کرلیا کہ اُسکو شفعہ ملگیا پھر اتفاق سے اُسنے کوئی حصہ فروخت کرنا چاہا اور دوسرا شخص اُسکے جوار مین پڑوس کے حق سے شفعہ کا مستحق ہی اُسوقت اُسنے دعویٰ کیا کہ آج مین شافعی ہوگیا ہون اور میرا مذہب ہوگیا کہ بغیر شرکت کے شفعہ نہین ملتا ہی تو ایسے شخص کا کچھ اعتبار نہین ہی کیونکہ وہ کسی پابندی کے ساتھ متدین نہین ہی بلکہ جسطرح اُسکے نفس کی خواہش ہوتی ہی اسی خواہش کا تابع ہوا اور خوب معلوم ہی کہ جو شخص اپنے نفس کے پیچھے چلے وہ مذموم ہی لہذا علمائے نے اس سے منع کیا ہی کہ ہر خود رائے عامی کو یہ جائز نہین ہی کہ ہر ایک مجتہد کا مقلد متاخر بن اگر تدین کی راہ سے اُسکو کسی امر حق کا فتویٰ دیا جاوے تو برابر دیانت کی راہ سے جب تک اُسکو اسکے خلاف ظاہر نہو عمل کرنا جائز ہی جیسا کہ کتاب الفتاوی فتح القدیر عالمگیریہ و درمختار وغیرہ مین مصرح ہی اور امام عبداللہ بن المبارک و اسمعیل بن ابراہیم سے اسی معنی مین ترمذی وغیرہ مین روایات ہین چنانچہ یہ کہا گیا کہ اگر بصرہ کا کل شخص شربت نبیذ پینے سے نشہ مین ہوجائے تو وہ شخص فاسق ہی کیونکہ اہل بصرہ کا اعتقاد یہ ہی کہ نبیذ جائز نہین ہی تو اُسنے متدین کے خلاف حرکت کی اور اگر کوفہ کا کل شخص ایسا پایا جاوے تو اُسکا عادل ہونا ساقط نہوگا کیونکہ انکا اعتقاد یہ ہی کہ نبیذ جائز ہی بالجملہ ایک ہی چیز مین جب دونون مجتہدون کے دو مختلف قول ہون تو شرعی دیانت کی راہ سے جسپر عمل کریگا تو اب پاویگا لیکن یہ جائز نہین ہی کہ اپنے نفس کی خوشی کے موافق آج ایک پر عمل کرے کل دوسرے پر عمل کرے

Marfat.com

[illegible] اجتہاد صحیح ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر مجتہد کے قول پر عمل کرنے مین ثواب کا وعدہ فرمایا ہی اب اختلاف یہ ہی کہ کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مسئلہ [illegible] مثلاً سرطان مباح ہی اور سرطان مکروہ ہی تو بعض معتزلہ وغیرہ نے زعم کیا کہ ہان دونون حکم ہین بلکہ ہزار دو ہزار جتنے مجتہدون کے قول ہون سب ٹھیک [illegible] یہ بات قطع نظر دلیل کے بدیہی عقل سے باطل ہی کیونکہ ایک ہی امر مین ضدین دو حکم کیونکر جمع ہو سکتے ہین اور اہل حق کے نزدیک صحیح یہ ہی کہ عند اللہ تعالےٰ اس مسئلہ مین فقط ایک ہی حکم ہی اگر کوئی مجتہد وہ حکم پاگیا تو اُسکو دونا ثواب حاصل ہوگا ورنہ ایک ہی ثواب حاصل ہوگا جیسا کہ سنن کی حدیث مصرح ہی اور ہم مین سے کوئی شخص نہین جان سکتا کہ اجتہادی مسئلون مین سے فلان مسئلہ مین مثلاً ان چارون امامون مین سے کس نے وہ حکم پایا ہی بلکہ محتمل ہی کہ شاید اچارون مین سے کسی نے نہ پایا ہو ہان اگر امت حقہ نے ایک حکم پر اجماع کیا تو اب معلوم ہوگیا کہ یہی قطعی حکم ہی کیونکہ اجماع قطعی ہوتا ہی لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایسا اجماع فقط صحابہ رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک مین ممکن تھا کیونکہ ان سب کا متفق ہونا معلوم ہو سکتا تھا اور بعد اُسکے جب تابعین دور دراز ملکون مین پھیل گئے اور گانون گانون مسلمانون کی آبادیان قائم ہوئین تو پھر یہ معلوم ہونا محال ہوگیا کہ یہ سب اُمت اس امر پر متفق ہی واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم علاوہ برین یہان ایک دقیقہ بھی ہی جسکی تفصیل مین نے سابق مین بیان کی ہی اور اُسکا خلاصہ یہ ہی کہ اجماع مومنین کے نزدیک جو بات بہتر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہی لیکن بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے اول تو سب کا اجماع ظاہر ہونا دشوار بلکہ غیر ممکن ہی دوم جو جماعت متفق ہوئی اُنکے مومن ہونے کے واسطے کوئی قطعی شہادت نہین ہی ہان اگر جمیع افراد متفق ہوتے تو یہ بات لازم تھی کہ انھین مین مومنین ضرور ہین تو مومنین کا اتفاق بھی لازمی تھا اور یہ بات محال ہی بخلاف طبقۂ صحابہ رضی اللہ عنہم کے کہ ان مین جمیع افراد کا اتفاق حاصل تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے مومن ہونے کے واسطے مانند قولہ تعالیٰ اولئک ہم المومنون حقا الآیہ وغیرہ سے قطعی شہادت دیدی پس انکا اجماع قطعی مومنین کا اجماع تھا اور یہ دقیقہ یاد رکھنا چاہیے کیونکہ اس زمانہ مین بکثرت ایسے جہال ہین جو اپنے باپ دادون یا اہل محلہ یا اہل شہر یا اہل صوبہ یا اہل ملک کے مانی ہوئی رسم کو اجماع قرار دیتے ہین اور یہ ضلالت وجہالت ہی اب مترجم کہتا ہی کہ مین نے آیات کی تفسیر مین سوائے تفسیر شیخ ابن کثیرؒ کے دیگر تفاسیر سے روایات نقل کین اور حسب وعدہ اب امام ابن کثیرؒ کی تفسیر سے نقل کرتا ہون جسمین ہر ایک روایت کے واسطے اسناد موجود ہی اور روایات سابقہ مین جو اختلاف معلوم ہوا اسکو شیخ کی روایات سے مطابق وموافق کرلینا چاہیے لیکن مجمل روایت کی تفصیل سابق مین گذر چکی ہی شیخؒ نے لکھا کہ اس آیت مین اہل کتاب کے کفار سے یہود بنی نضیر مراد ہین یہ قول حضرت ابن عباس ومجاہد وزہری وغیرہم سے روایت کیا گیا ہی مترجم کہتا ہی کہ اس قول کے موافق یہ آیت خاص اسی قوم سے متعلق ہوگئی لیکن تحقیق مقام یہ ہی کہ قرآن مجید [illegible] خاص نام مذکور ہی وہان وہ حکم خاص اسی شخص کی ذات سے متعلق تھا جیسے فرعون کے ذمائم اور حضرت یوسف کا خواب اور حضرت مریم کا قصہ وغیر ذلک پس [illegible] اسی قسم کے فوائد ہر شخص کو اپنے نفس مین دیکھنا چاہیے کیونکہ یہ فقط قصہ نہین ہین بلکہ نفس کے واسطے عبرت ونصیحت ہین اور جہان قرآن مجید مین کسی شخص یا قوم کا خاص نام نہین ہی تو وہ قیامت تک کے واسطے عام ہی پس نزول آیت کے وقت جو قوم اس قسم کی موجود تھی وہ اول ہی سبب نزول ہی اور آیندہ قیامت تک اس قسم کے قومون کے حالات اسی کے موافق واقع ہونگے پس مراد یہ ہی کہ اس آیت کے نزول کے وقت اس حکم کا مصداق یہ فرقۂ بنی نضیر تھا شیخؒ نے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ مین تشریف لائے تو یہود پر جہاد کرنا ملتوی فرمایا یعنے چونکہ یہ لوگ اہل کتاب تھے اور پہلے ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے اگرچہ اسوقت دنیا دی ہوس کی وجہ سے شریعت اسلام کی پابندی شاق سمجھی اور نفس کے گرداب ضلالت مین پڑگئے تھے تو مہلت دیگئی کہ شاید ہوش مین آوین ورنہ اُنپر حجت پوری ہوجائیگی پس اُنسے قتال موقوف فرماکر اُنکو اپنی ذمہ داری مین لے لیا اور یہ شرط فرمائی کہ مومنین سے قتال نہ کرین اور مومنین بھی اُنسے قتال نکرینگے پھر جب بنو نضیر نے یہ عہد توڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر اپنی طرف سے وہ سختی بھیجی جسکو کوئی رد نہین کرسکتا ہی اور جو کچھ مقدر فرمایا تھا وہ پورا کردیا یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اس دیار سے [illegible] اور وہ لوگ اپنے مضبوط قلعون سے نکل گئے جنکی مضبوطی کی وجہ سے مسلمانون کو امید نہین ہوتی تھی کہ اُن پر قابو پا دینگے اور وہ لوگ بھی یقین رکھتے تھے [illegible] ہمارے واسطے عمدہ پناہ ہین لیکن جب حکم اللہ تعالیٰ آیا تو اُنکے دلون پر ایسا رعب چھایا جو اُنکے خیال مین بھی نہ تھا پھر اُن مین سے بعضے آذرعات شام [illegible] مین محشور ہی اور بعضے خیبر کو چلے گئے امام ابو داؤد نے بطریق عبدالرحمن بن کعب کے ایک صحابی سے روایت کی کہ کفار قریش نے ابن اُبی کو اور [illegible] کو جو بت پوجتے تھے یہ خط لکھا اور اس وقت تک بدر کی لڑائی نہین ہوئی تھی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کفار قریش سے

[illegible] یہ شخص ابتدا مین بت پرست تھا اور [illegible]

کوئی جہاز ائی نہین واقع ہوئی تھی اور پہلی لڑائی مکہ و مدینہ کے درمیان مقام بدر مین واقع ہوئی ہو پس جنگ بدر سے پہلے قریش [illegible]
بستون کو دھمکی کا یہ خط لکھا کہ تم لوگون نے ہمارے ساتھی کو اپنے یہان جگہ دی ہو اور ہم لوگ قسم کھاتے ہین کہ یا تو تم لوگ اس سے لڑائی کرو ورنہ ہم
کہ ا. خانوادہ ایکبارگی جمع ہوکر تمھاری طرف روانہ ہونگے اور اُسوقت تم اپنا انجام سمجھ لوکہ ہم تمھارے لڑنے والون کو قتل کرڈالینگے اور تمھاری عورتون کا
گرفتار کرلینگے مترجم کہتا ہو کہ قریش نے فقط ابن ابی کو اسواسطے خط لکھا کہ اہل مدینہ نے باہم سخت لڑائیون کے بعد اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ ابن ابی کو اپنا بادشاہ
بناوین اور اُسکے واسطے ایک تاج بنوایا تھا اور اس تاج مین فقط ایک جوہر کی کسر باقی رہگئی تھی جو ایک یہودی کے پاس تھا اور یہودی نے جب دیکھا کہ ان لوگون
کو خواہ مخواہ اس گوہر کی خواہش ہو تو اُسنے قیمت بہت گران کردی ہرچند اُسکو فہمایش کی جاتی تھی وہ کمی نہین کرتا تھا اور ہنوز یہی لیت ولعل تھا کہ ناگاہ اللہ تعالیٰ نے
جماعت اہل مدینہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی اور ابن ابی کا معاملہ درہم برہم ہوگیا اور اس کمبخت کا تاج زرگر کے یہان ادھورا پڑا
رہگیا اسی سبب سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت جلتا تھا اور جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے ہین تو انصار کے دونون قبیلہ اوس و خزرج اور اُنکے سردار
مسلمان ہوگئے لیکن یہ کمبخت مسلمان نہین ہوا پھر جب آپنے محض قلیل جماعت سے بدر مین کفار قریش کو شکست فاش دی تب اُسنے اپنے ساتھیون سے کہا کہ اب امر واقعی ہیر
ہوگیا ہو لہذا اپنی جان و مال کی حفاظت کے واسطے بہتر ہوگا کہ چلکر ظاہر مین بیعت کرلین پھر جب موقع ہوگا تو دیکھا جائیگا الغرض کفار قریش نے اسی وجہ سے ابن ابی کو
خط لکھا کہ سب لوگ اُسکو اپنا بادشاہ بنانے والے تھے اور جب اُسکو قریش کا خط پہونچا تو اُسنے اپنے بت پرستون کو جمع کرکے قریش کا خط سنایا اور اُنلوگون کو
سمجھایا کہ اگر قریش کے حکم کی تعمیل نہ کروگے تو تم لوگ قتل ہوگے اور تمھارے بال بچے قتل ہونگے اور عرب مین کسیکو یہ طاقت نہین ہو کہ قریش کا مقابلہ کرے یہ سُنکر
اُسکے ساتھی بھی اُسکے فریب مین آگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے واسطے جمع ہوے اور اُدھر اہل اسلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوکر
جہاد کرنے پر آمادہ ہوے اور حالت یہ تھی کہ اہل مدینہ سوائے یہود کے باہم قرابتی تھے حتی کہ دونون قبیلہ دو بھائیون کی اولاد تھے تو جب یہ خبر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ بذات شریف ان بت پرستون کے مجمع مین تشریف لیگئے اور فرمایا کہ قریش کی دھمکی نے تم لوگون مین پورا اثر کرلیا اور اس سے زیادہ
تم اپنی جانون کے واسطے کیا برائی تصور کرتے ہو کیونکہ اس دھمکی سے نامردی کے ساتھ تمھاری یہ حالت ہوگئی کہ آپس ہی مین اپنے بھائی بندون کو قتل کرنا چاہتے ہو جب
ان لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک سُنا تو ہوش مین آئے اور اس خیال فاسد کو چھوڑکر متفرق ہوگئے مترجم کہتا ہو کہ اسکے بعد اللہ تعالے
نے جہاد کرنیکا حکم نازل فرمایا اور پہلا اشارہ ہوا کہ کفار قریش پر جہاد کیا جاوے حتی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت جہاد سنکر فرمایا کہ مین پہلے ہی کہتا تھا کہ
جب قریش کے سرکشون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا ہی تو عنقریب اُنپر جہاد نازل ہوگا شیخ رح نے لکھا ہو کہ پھر جب بدر کے جہاد مین قریش بُری طرح مارگئے
اور گرفتار ہوے اور مسلمانون نے متفق ہوکر قیدیون کو قتل نہین کیا بلکہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس راے مین اُنکی خطا ظاہر فرمائی
یعنے ایسی حالت مین قتل کرنا چاہیے تھا اور فدیہ لیکر چھوڑنا نہین چاہیے تھا اور اب جو کچھ فدیہ لیا ہی یہ تمھارے واسطے حلال ہی اسکو کھاؤ لیکن جسقدر
آدمیون سے فدیہ لیکر چھوڑا ہی اسیقدر آیندہ سال مین تم مین سے شہید ہونگے مترجم کہتا ہو کہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے شہادت کے شوق سے بخوشی
منظور کرلیا اور اپنی غلطی کا غم دور کردیا لیکن یہ خیال نہ تھا کہ لشکر کے قدم لغزش کھاجائینگے اور اس حالت مین شہادت ہوگی شیخ رح نے لکھا کہ
واقعۂ بدر کے بعد قریش نے یہود کو لکھا اور مترجم کے خیال مین شاید مطلب یہ ہو کہ بدر کے بعد دوسرے سال مقام احد مین مسلمانون کی فی الجملہ
شکست کے بعد قریش نے یہود کو لکھا کہ تم لوگون کے پاس مضبوط قلعے ہین اور تمھاری جماعتین بھی مضبوط ہین تمکو چاہیے کہ ہمارے دشمن سے قتال کرو ورنہ ہم
تمھارے ساتھ ایسا برتاؤ کرینگے کہ تم یاد کروگے اور تمھاری عورتون کے پاؤن سے جھانجھین نکال لینگے جب یہ خط یہودیون کو پہونچا تو یہودی بنی نضیر
نے جمع ہوکر مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے اور آخر اُن بدبختون کی یہ راے قرار پائی کہ قریش کا حکم ماننا چاہیے ولیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ
مین برسر میدان لڑائی کرنے سے ڈرے بلکہ اُنھون نے یہ مکر تجویز کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلا بھیجا کہ ہم اپنی طرف سے تین عالمون کو جنکے
ہین اور آپ اپنے تیس صحابہ کے ساتھ تشریف لائیے تاکہ درمیان مین کسی مقام پر بیٹھکر ہمارے عالم آپ سے گفتگو کرین پھر اگر اُنھون نے آپکو

Marfat.com

اور آپ پر یقین لائے تو ہم بھی آپ پر ایمان لاوینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو منظور کرلیا **مترجم** کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تھی کہ آپکی خیرخواہی سے یہ چاہتے تھے کہ لوگ گمراہی چھوڑکر ایمان لاوین بالجملہ یہودیون نے باہم مشورہ کیا کہ ہم کسے یہ بڑی غلطی ہوئی کہ ہمنے تیس آدمیون کا نام لیا کیونکہ اتنی بڑی جماعت مین ہمارا مکر نہین چل سکیگا تو پھر اُنھون نے یہ کہلا بھیجا کہ اتنی بڑی جماعت کی ضرورت نہین ہی آپ انکو چھوڑکر فقط تین آدمیون کے ساتھ آئیے اتفاق سے یہود مین ایک عورت اُنکے مکر سے واقف ہوگئی اور فوراً اُسنے اپنے بھائی سے یہ حال کہلا بھیجا اور اُسکا بھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مومنین مین سے تھا **مترجم** کہتا ہی کہ اسکی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ عورت یہودیہ نسل سے تھی بلکہ اسلام کے پہلے اہل مدینہ کا یہ قاعدہ تھا کہ اپنے بچون کو یہودیون کے یہان دودھ پلانے کے واسطے دیدیا کرتے تھے اور یہود بھی اسوجہ سے لے لیتے تھے کہ اس احسان کے عوض مین یہ لوگ ہمکو ذلیل نکرینگے بلکہ دودھ کے رشتہ سے ہماری مان بہنون کو اپنی مان بہن کی طرح سمجھینگے کیونکہ یہود باوجود اس قوت و ثروت کے ہمیشہ انصار مدینہ سے مغلوب ومقہور رہتے تھے پس یہ لڑکی بھی اسی طرح یہود کے یہان پرورش پاتی تھی اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ عورت درحقیقت یہودیہ ہو اور انصار مین اسکا بھائی فقط دودھ کے رشتہ سے بھائی ہو بہرحال جب انصاری کو یہ خبر پہونچی تو اُسنے فوراً جلدی کی اور راستہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کیا یعنے یہود نے اس تدبیر سے آپکے ساتھ مکر کا قصد کیا ہی تاکہ آپکو تنہا پاکر گھات سے نکلکر حملہ کرین اور اللہ تعالیٰ نے آپکو آگاہ فرمایا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے اور دوسرے روز مجاہدین کا لشکر لیکر اُنکے قلعہ کا محاصرہ کیا اور فرمایا کہ تم لوگون نے بدعہدی کی اور اب میرے یہان تمہارے واسطے پناہ نہین ہی مگر اس شرط پر کہ تم لوگ توبہ کرو اور سچائی کے ساتھ مجھکو عہد دو یعنے اگر سچے دل سے توبہ نہ کروگے تو حضرت علام الغیوب مجھکو آگاہ فرماویگا جیسے اب تمہاری بدعہدی سے آگاہ فرمایا اور ہنوز بنی نضیر خوفناک حالت مین تھے کہ ابن ابی وغیرہ منافقون نے خفیہ اُنسے کہلا بھیجا کہ تم ذلت مت اُٹھاؤ اور ہم تمہارے مددگار ہین پس ان کمبختون نے شیطانی غرہ مین آکر ندامت چھوڑدی اور عہد وپیمان سے انکار کیا اور اُنکو یہ بھی غرہ ہوا کہ یہود بنی قریظہ اُنکی مدد کرینگے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے دن بنی قریظہ کو بھی محاصرہ کیا اور اُنسے عہد وپیمان مانگا اُن لوگون نے بغیر لڑائی کے آپکے ساتھ عہد وپیمان کرلیا یعنے آپکے ساتھ دشمنی نکرینگے اور آپکے دشمن سے شریک نہونگے پس آپنے اُنکا محاصرہ چھوڑکر دوبارہ بنو نضیر کا محاصرہ کیا اور اُنسے قتال کیا یہانتک کہ وہ لاچار ہوکر آپکے حکم پر راضی ہوے کہ مدینہ سے نکل جاوین یعنے منافقون سے کچھ مدد نہ ملی اور آخر رعب سے خوفناک ہوکر جلاوطنی منظور کی اور ابتداے حال مین آپنے فرمایا تھا کہ تمہاری بدعہدی پر کوئی سزا نہین دی جاتی سوائے اسکے کہ تم اپنا کل مال واسباب لیکر مدینہ سے نکل جاؤ لیکن بعد محاصرہ وقتال کے آپنے حکم دیا کہ جسقدر اونٹ برداشت کرسکے سوائے ہتھیارون کے اُسقدر لیجاؤ پس اُن لوگون نے اونٹ پر اپنے مال واسباب اور گھرون کے کواڑے اور چھتون کی دھنیان لادین **راوی** نے کہا کہ بنی نضیر کے باغات خرما کو اللہ تعالیٰ نے خاصکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے اور آپ ہی کے واسطے خاص کیے کیونکہ یہان مجاہدین نے کچھ قتال نہین کیا تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن باغات مین سے زیادہ حصہ خاصکر اُن اصحاب مین تقسیم کردیا جو آپکے ساتھ ہجرت کرکے آئے تھے اور اُن باغات مین سے کسی انصاری کو کچھ نہین دیا سوائے دو آدمیون کے جو حاجتمند تھے کہ ان دونون کو البتہ عطا فرمایا اور اسکے بعد بھی جو کچھ باقی رہا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ کہلاتا ہی اور وہ اب بھی حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کی اولاد کے پاس ہی **شیخ بن کثیر** نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ گرد بنی نضیر پر جو جہاد واقع ہوا اُسکو اختصار کے ساتھ اس مقام پر بیان کرون اور اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمانیوالا ہی جاننا چاہیے کہ جن علماء نے جہاد کی روایات جمع فرمائی ہین اُنھون نے بنو نضیر پر جہاد کا یہ سبب لکھا ہی کہ بنی عامر نے مکر سے اسلام ظاہر کیا اور آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ستر صحابہ کو دین اسلام سکھلانے کے بہانہ سے لے گئے اور اُن مین سے ایک مکار نے بعضے فاجر خاندانون کو اپنے ساتھ لیکر دھوکے سے مقام بیر معونہ پر اُن اصحاب کو قتل کیا اور یہ اصحاب قراء کہلاتے تھے یعنے حافظ قرآن تھے اور رات ودن قرآن مجید ہی تعلیم کیا کرتے تھے پس یہ سب شہید ہوے سوائے ایک شخص کے جنکا نام عمرو بن امیہ ضمری تھا کہ کافرون کے ہاتھ سے بچکر مدینہ کی جانب روانہ ہوے راہ مین اُنھون نے بنی عامر کے ایک خاندان کے دو آدمیون کو قتل کیا یعنے یہ عوض ہی

دونون کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عہدامان تھا وہ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا پھر جب وہ مدینہ مین پہونچے تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سب حال بیان کیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحاب قراء رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے سے قاتلون کی بدعہدی سے سخت ملال ہوا حتی کہ آپ نے ایک مہینہ تک لوگون پر لعنت کی) اور آپنے عمرو بن امیہؓ سے فرمایا کہ تونے ایسے دو آدمیون کو قتل کیا کہ اور میں اُنکی دیت ادا کرونگا مترجم کہتا ہی کہ درمیان مین مجھے یہ سوال حل کرنا چاہیے کہ بنی عامر نے اسطرح بدعہدی سے صحابۂ قراء رضؓ کو قتل کیا پھر کیونکر آپ نے ان بدعہدون کی دیت دی جواب یہ ہی کہ یہان قصہ کو راوی نے اسقدر مختصر کر دیا کہ ترجم کی توضیح کے باوجود اسقدر مجمل رہا کہ یہ سوال پیدا ہوتا ہی اور جواب یہ ہی کہ سردار بنو عامر آکر مسلمان ہوگیا اور اُسنے درخواست کی کہ آپ کسی شخص کو بھیجین تاکہ شاید اللہ تعالیٰ بنو عامر کو ہدایت دے پس جب آپنے بھیجا تو بنو عامر کے بعض مسلمان ہوے اور بعض نے عہد و پیمان کیا اور اہل اسلام نے جب اصحاب قراء مانگے تو آپنے فرمایا کہ شاید بنی عامر عذر کرین پس سردار نے عرض کیا کہ مین اُنکو اپنی پناہ مین لیلونگا آپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو ساتھ بھیجدیا سردار نے اپنا وعدہ پورا کیا ولیکن اسکے بھتیجے خبیث بدبخت نے کمر باندھا اور کفار بنی عامر سے کہا کہ چلکر اُنکو قتل کرو بنو عامر نے انکار کیا اور کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی جب کہ ہمارے سردار نے اُنکو اپنی پناہ مین لیا ہی اُس خبیث نے جاکر قبیلۂ رعل و ذکوان وغیرہ فاسقون کو ساتھ لیکر ناگہان صحابۂ قراء رضی اللہ عنہم پر ہجوم کیا اور بعد لڑائی کے وہ لوگ قتل ہوے اور اُنکے معاملہ مین عجیب کرامات ظہور مین آئین جنکا بیان اس مقام پر طول ہوگا جب یہ خبر سردار بنی عامر کو پہونچی تو وہ سخت غصہ ہوا اور اسقدر اسکو رنج پہونچا کہ بیمار ہوگیا اور اگر اچھا ہوتا تو وہ بدلا لیتا مگر قضاے مقدر سے انتقال کر گیا الحاصل بنی عامر نے بدعہدی نہین کی اور قاتل انکا سردار نتھا اور آخر مین یہ شخص بہت بُری طرح ہلاک ہوا ہی اور پارۂ یازدہم قولہ تعالیٰ لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ الآیہ کی تفسیر مین اسکے متعلق قصہ مذکور ہی اور بعض جزو مذکور ہو چکا اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالےٰ تفصیل آویگا جب یہ معلوم ہو چکا تو ہم کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون عامریون کی دیت دینے کا قصد فرمایا اور بنی عامر مین اور یہود بنی نضیر مین عہد و پیمان تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہ کبار صحابہؓ کے مدینہ سے نکلکر بنی نضیر کے یہان گئے تاکہ دونون عامریون کی دیت مین یہود بنی نضیر سے مدد لین اور بنی نضیر کی بستی مدینہ سے مشرق کی جانب چند میل کے فاصلے پر تھی یہی محمد بن اسحٰق نے یزید بن رومان سے روایت کیا ہی جب آپنے بنی نضیر سے ان عامریون کی دیت مین مدد چاہی تو بنی نضیر کے یہودی کہنے لگے کہ جی ہان اے ابوالقاسم ہم شریک ہین لیجئے آپکے ارشاد کی تعمیل کرنے کو حاضر ہین پھر یہ کہکر یہودی آپس مین تنہا جمع ہوئے اور آپسمین کہا کہ یہ شخص تم کو پھر کبھی ایسے موقع پر نہین ملیگا اور حالت یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے ایک مکان کے نیچے دیوار سے تکیہ لگائے ہوے بیٹھے تھے بعض یہود نے کہا کہ ایسی حالت مین کونی شخص دلیری کرے اور اس مکان پر جاکر اوپر سے ایک پتھر ڈھکیل دے تاکہ ہم اس سے بیخوف ہو جاوین اور راحت پاوین سبھون نے اس راے سے اتفاق کیا اور اس کام کے لیے عمرو بن جحاش بن کعب نے بیڑا اُٹھایا اور کہا کہ مین تمھارے اس کام کا کفیل ہوتا ہون پس وہ خبیث اُس مکان پر اندر سے چڑھا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر گرا دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مین چند آدمی آپکے اصحاب مین سے تھے انھین مین سے ابوبکر الصدیق و عمر و علی رضی اللہ عنہم تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان سے وحی آئی کہ اس قوم یہود نے ایسا قصد کیا ہی پس آپ تنہا اُٹھ کھڑے ہوے گویا قضاے حاجت کے لیے جاتے ہین حالانکہ آپ وہان سے نکلکر فوراً مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوے اور یہان جب آپکے اصحاب نے بہت دیر انتظار کیا تو آپ کی تلاش مین نکلے اور ڈھونڈھتے رہے آخر ایک شخص ملا جو مدینہ سے آتا تھا اُس سے انھون نے آپکا حال دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ مین نے آپکو اُسوقت دیکھا تھا جب آپ مدینہ مین داخل ہوتے تھے پس اصحاب رضی اللہ عنہم مطمئن ہو کر مدینہ کو روانہ ہوے یہانتک کہ آپکی خدمت مین پہونچ گئے تب آپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے یہ حال بیان فرمایا کہ یہود نے آپکے ساتھ اسطرح غدر کرنیکا قصد کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت حکم دیا کہ سامان آراستہ کرو اور روانہ ہو کر بنو نضیر سے قتال کرو جب آپ روانہ ہوکر پہونچے تو یہود بنی نضیر نے اپنے قلعہ مین پناہ لی اور ہر فرقہ نے اپنی اپنی گڑھی مین تحصن اختیار کیا اور آپنے اُنکا محاصرہ فرمایا جب وہ لوگ

Marfat.com

کرنے کا حکم فرمایا اور بعض کو جلانے کا حکم دیا تب یہود نے قلعہ کے اوپر سے پکارا کہ ای محمد آپ تو زمین مین فساد کرنے سے منع فرماتے تھے اور فساد کی مذمت کرتے تھے اب ان درختون کے جلانے اور کاٹنے کا کیا سبب ہے راوی نے کہا کہ بنی عوف بن الخزرج مین سے عبداللہ بن ابی بن سلول نے اور ودیعہ اور مالک بن ابی قوقل وسوید و داعس وغیرہ نے بنو نضیر کے پاس کہلا بھیجا کہ تم لوگ ثابت قدم رہو اور مضبوطی سے دفع کرو کیونکہ ہم کبھی تمکو دشمن کے ہاتھ مین نہ دینگے اور اگر تمسے لڑائی ہوئی تو ہم تمہارے ساتھ ہوکر دشمنون سے لڑینگے اور اگر تم لوگ نکلگے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل چلینگے پس بنو نضیر انکی مدد کے بھروسے پر مصور رہے اور ہٹ کرتے رہے آخر اُن منافقون کی مدد سے مایوس ہوئے اور اُن منافقون نے کچھ بھی مدد نکی اور اللہ تعالیٰ نے بنو نضیر کے دلون مین رعب ڈال دیا پس اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اچھا آپ ہمارے خون سے درگذر فرماوین اور ہم کو جلاے وطن کرین اور جو کچھ ہمارے اونٹ اُٹھا سکین وہ سب ہم لے جاوین سو اے ہتھیارون کے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو منظور فرمایا پھر اُن لوگون نے اسقدر مال لیا جسقدر اونٹ اُٹھا سکتے تھے اور بعض یہودی اپنے دروازے کے لیے اپنا گھر گراتا اور دروازہ نکالکر اونٹ پر لاد لیتا تھا غرضکہ اسطرح وہ لوگ روانہ ہوے بعضے خیبر کو چلے گئے اور بعضے شام کو چلے گئے اور باقی سب مال اُنھون نے چھوڑ دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت مین آیا اور وہ سب خاصکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہوگیا تو آپ جسطرح چاہتے تھے اُسکو تقسیم کرتے تھے چنانچہ آپنے اس مال سے سابقین مہاجرین کے درمیان تقسیم فرمایا اور کسی انصاری کو اسمین سے کچھ نہین دیا سوا دو آدمیون کے ایک سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ اور دوم ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ ہین کہ ان دونون نے اپنی محتاجی ظاہر کی تو ان دونون انصاری کو بھی آپنے عنایت فرمایا راوی نے کہا کہ بنو نضیر مین سے کوئی شخص مسلمان نہین ہوا سوا دو آدمیون کے ایک کا نام یامین بن عمرو تھا اور یہ عمرو بن جحاش کا چچازاد بھائی تھا اور دوسرے کا نام ابوسعد بن وہب تھا کہ یہ دونون مسلمان ہوگئے اور جو کچھ انکا مال تھا وہ اُنکے پاس رہا اور محمد بن اسحاق نے روایت کیا کہ مجھسے یامین بن عمرو کے اولاد مین سے بعض نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یامین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تجھے معلوم ہے کہ تیرے چچازاد بھائی عمرو بن جحاش نے میرے حق مین کیا قصد کیا تھا اور کیونکر اُسنے مجھے قتل کرنا چاہا تھا پس یامین رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی تلاش کرکے اسکو مال دیکر کیا اس شرط پر کہ وہ عمرو بن جحاش کو قتل کر ڈالے تو لوگ کہتے ہین کہ اس شخص نے عمرو بن جحاش مردود کو قتل کر ڈالا ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی نضیر کے معاملے مین پورا سورۂ حشر نازل ہوا پس قولہ تعالیٰ ہو الذی اخرج الذین کفروا من اہل الکتب من دیارہم لاول الحشر اسمین اہل کتاب کے کفار سے فرقہ بنی نضیر مراد ہے ابن ابی حاتم نے بسند جید روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس شخص کو تردد ہو کہ ارض محشر کہان ہے تو وہ یہ آیت پڑھے تاکہ اسکو معلوم ہوجاوے کہ محشر یہان زمین شام مین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر سے فرمایا کہ تم لوگ نکل جاؤ تو کہنے لگے کہ ہم کہان نکل جاوین آپنے فرمایا کہ زمین محشر کو چلے جاؤ (اسنادہ جید) اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو نکالا تھا تو فرمایا کہ یہ اول حشر ہے اور مین قدم بقدم ہون (ابن ابی حاتم و ابن جریر) اور اس مرسل کی اسناد بھی اچھی ہے قولہ تعالیٰ ما ظننتم ان یخرجوا۔ تم لوگون کو گمان نہ تھا کہ یہ لوگ نکلینگے۔ ھ۔ یعنے اس طویل مدت کے محاصرہ مین انکا نکلجانا تمہارے خیال مین نہین تھا کیونکہ مدت محاصرہ فقط چھ روز تھی باوجودیکہ انکے قلعے مضبوط اور اُنکے لڑنے والے بہت اور ساز و سامان زیادہ تھا اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وظنوا انہم مانعتہم حصونہم۔ یعنے انھون نے گمان کیا تھا کہ وہ لوگ ایسی پناہ مین ہین کہ انکے قلعے اُنکو بچانے والے ہین۔ ھ۔ مترجم کہتا ہے کہ اس کلام مین لطافت ہے کہ اُن لوگون کے دلون مین اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ تھا بلکہ کفار کی طرح ظاہری حواس و سامان پر اعتماد کرتے تھے پھر واضح ہو کہ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فقط چھ روز مدت محاصرہ لکھی ہے حالانکہ مورخین نے مدت زیادہ بیان کی ہے تو جواب یہ ہوسکتا ہے کہ اول مین اُنھون نے چھ روز کے بعد ہی جلاے وطن ہونے کا پیغام دیا تھا پھر منافقون وغیرہ کے بہکانے سے رُک رہے تھے مدت دراز کے بعد عاجز ہوے پھر چونکہ ان کفار کو ظاہری اسباب پر اعتماد تھا اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فاتاہم اللہ من حیث لم یحتسبوا اور آئی ان پر ایسی راہ سے آیا کہ اُنکے گمان مین بھی نہ تھا۔ پس اُنکے زعم باطل کے مخالف انسے معاملہ ہوا جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے وقت مین

Marfat.com

طب کا زور تھا تو حضرت عیسیٰؑ کو ایسے معجزات عطا ہوئے جس سے طبیب سخت عاجز ہو گئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کتاب کا معجزہ دیا گیا جو قیامت تک باقی رہنے والا ہے اور جس کے اعجاز کے آگے فصحاء کے سر جھک گئے تھے تاکہ قیامت تک حجت ہوں اور لطف یہ ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام سے جو معجزات متواتر ثابت تھے وہ قرآن مجید میں نازل فرما کر گویا ان کو بھی متواتر کر دیا تو جمیع معجزات آج تک متواتر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا۔ قد مکر الذین من قبلہم فاتی اللہ بنیانہم من القواعد فخر علیہم السقف من فوقہم واتاہم العذاب من حیث لا یشعرون الآیۃ۔ یعنی انسے پہلے لوگوں نے مکر کیا تھا تو اللہ تعالیٰ کا حکم انکی بلند عمارت کے قواعد پر آیا یعنی وہ جگہ جہاں سے انکو مدد پہنچنے کی امید تھی اور جہاں سے انکو اپنے بچاؤ کا یقین تھا اسی جگہ سے انپر عذاب الٰہی آیا اور ان پر ایسی جگہ سے آیا کہ انکو شعور نہ تھا۔ یعنی جہاں سے گمان بھی نہیں کرتے تھے اسی طرح بنو نضیر کے گمان کے برعکس اُن پر عذاب الٰہی آیا اور قذف فی قلوبہم الرعب الآیۃ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اُنکے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ یہ اُنکے خیال میں بھی نہ تھا اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ فقط مجھے رعب سے ایک مہینہ کی راہ تک مدد دی گئی اور یہ رعب تھا جسکی دنیا دی زندگی باقی رکھی گئی تھی ورنہ کفار قریش کی طرح اول میں جرأت دیگئی پھر مرعوب ہو گئے اور یہ شان ہمارے آپکی امت میں قیامت تک باقی ہے جہاں اہل اسلام میں یہ اعتقاد اور اتفاق قائم ہے اور غالباً یہ ایک گروہ خاص میں آخر زمانہ میں ہوگی یعنی جیسے سوقت ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ میری امت میں سے ایک گروہ برابر حق پر ہونیکے ساتھ غالب رہیگا اگر کوئی اُنکی مدد نہ کرے تو بھی اُنکو ضرر نہ ہوگا وہ برابر غالب ہی رہینگے یہانتک کہ امر الٰہی آوے اس حالت میں بھی وہ لوگ غالب ہونگے بعض علمائے نے کہا کہ امر الٰہی سے قیامت مراد ہے اور بعض نے کہا بلکہ دجال کا نکلنا مراد ہے قولہ تعالیٰ یخربون بیوتہم بایدیہم وایدی المؤمنین ابن اسحاق و عروہ بن زبیر و عبدالرحمن بن زید وغیرہم نے اسکی تفسیر میں اسطرح بیان کیا کہ تخریب سے جسکے معنی خراب کرنا اسطرح تھی کہ یہود بنی نضیر اپنے مکانات کی چھتوں میں سے جس کڑی یا شہتیر کو عمدہ سمجھتے یا اپنے کواڑوں سے جس جوڑی کو عمدہ سمجھتے اُسکو اونٹ پر لادنے کے واسطے کھود کر نکالتے اور کبھی کبھی مومنین سے اسکام میں مدد لیتے تھے یعنی صحابہ میں سے جس سے ملاقات تھی اُس سے خوشامد کرتے کہ آپ مدد فرمائیے تو ہم اُسکو کھود کر نکال لیں اور مقاتل بن حیان رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی نے بیان کیا کہ اس تخریب کی یہ صورت ہوتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان یہودیوں سے قتال کرتے پھر جب کسی محلہ و کوچہ پر غالب ہوتے تو اُسکو منہدم کر دیتے تاکہ یہ قتال کے واسطے میدان فراخ ہو جاوے پس یہ تو مومنوں کے ہاتھ سے تخریب تھی اور یہودی جب اُس کوچہ سے بھاگتے تو اُسکی پشت کے مکانات میں نقب لگا کر اندر کی جانب قلعہ بند ہو جاتے تھے پس وہ اپنے ہاتھوں خراب کرتے تھے مترجم کہتا ہے کہ اس تفسیر میں تردد ہے بلکہ غالباً صحیح نہ ہوگی کیونکہ یہود بنی نضیر کے ساتھ کچھ قتال واقع نہیں ہوا بلکہ چند روز کے بعد وہ لوگ خوفناک ہو گئے اور اُنکے دل کانپنے لگے اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا وہ منظور کر لیا اور ابن ابی حاتم نے بسند صحیح روایت کی کہ ابن شہاب الزہری رحمہ نے کہا کہ مجھ سے عروۃ بن الزبیر رحمہ نے فرمایا کہ پھر بنی نضیر کا واقعہ پیدا ہوا اور یہ یہود میں سے ایک گروہ تھا اور یہ واقعہ بدر سے چھ مہینہ کے بعد ہوا اور انکی بستی مدینہ سے ایک گوشہ میں تھی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو محاصرہ فرمایا یہانتک کہ اُن لوگوں نے جلاوطن ہونا قبول کر لیا اس شرط پر کہ جسقدر اونٹ برداشت کر سکے اسقدر مال و متاع میں سے لیجاویں سوائے ہتھیاروں کے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی جانب انکو جلاوطن کیا عروہؒ نے فرمایا کہ جلاوطن ہونا اُنپر توریت کی ایک آیت میں لکھا گیا تھا اور یہ بنی اسرائیل کے ایسے سبط کی اولاد میں سے تھے کہ ان سے پہلے کبھی اُنپر جلاوطن ہونے کی مصیبت نہیں پڑی تھی اور اسی بارہ میں سورۂ حشر شروع سے تا قولہ تعالیٰ ولیخزی الفاسقین نازل ہوا اور قتادہؒ نے کہا کہ اخراج کے یہ معنی ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو نکل جاوے اور ضحاکؒ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو شام کی جانب جلاوطن کیا اور ہر تین آدمیوں میں ایک اونٹ ایک وسق طعام اُسے دیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو محاصرہ کیا یہانتک کہ ہر طرح محصور کیا پس انھوں نے آپسے امان مانگی تو آپنے انکو امان دی کہ انکو قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ انکو اس سرزمین سے نکال دیا جائیگا اور اذرعات شام کو روانہ کیا جائیگا اور ہر تین کے واسطے ایک اونٹ ایک وسق طعام سے دیا جائیگا اور جلاوطن یہ ہے کہ ایک زمین سے دوسری زمین کو نکال دیا جائے اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ تو ان لوگوں کو جلاوطن میں تین راتوں کی مہلت دے (رواہ البیہقی ایضاً) قولہ تعالیٰ ذلک بانہم شاقوا اللہ ورسولہ الآیۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے ساتھ اس وجہ سے [illegible]

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی تھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ سابقین انبیا
علیہم السلام کی مخالفت کی کیونکہ انبیاے سابقین علیہم السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ایسے طور پر بیان فرمائی تھی کہ انکو آپکے پہچان لینے مین
کچھ شک باقی نہ تھا مگر انھون نے نہ مانا اور جب ایک پیغمبر سے کفر کیا تو سب پیغمبرون سے کفر لازم ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے ومن یشاق اللہ
فان اللہ شدید العقاب یعنی جو شخص کہ اللہ تعالیٰ سے مخالفت کرے تو اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنیوالا ہے مترجم کہتا ہے کہ یہان یہ سوال ہے کہ اگر مسلمان
بھی شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کرے تو کیا اسپر بھی خوف ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جمہور مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قسم کی
جو آیات عام ہین انسے سب کو خوف ہے لیکن مترجم کے نزدیک مخالفت دو طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ اعتقاد توحید مین مخالفت ہو خواہ اسطرح کہ دہریہ کے
مانند توحید الٰہی سے منکر ہو جاوے اور خواہ اسطرح کہ یہود و نصاریٰ کے مانند اللہ تعالیٰ سے انکار نہ کرے ولیکن ایسا عقیدۂ شرک
اعتقاد کرے جس سے ایمان توحید مٹجاتا ہے اور اسی مین یہ صورت بھی داخل ہے کہ زبان سے اقرار کرے ولیکن اسکے دل مین یقین نہو اور اسکی پہچان
یہ ہے کہ شریعت کی عبادات مین نفس پر جو مشقت ہے اسکو گوارا نہ کرے مثلاً نماز و روزہ وغیرہ ترک کرے لیکن اگر کوئی بندہ ایسا ہو کہ وہ نفس کے غلبہ سے
اون گناہون کا مرتکب ہوتا ہے مگر جسوقت اسکو یہ خیال آجاتا ہے تو اپنے دل مین نہایت پشیمان اور خوف زدہ ہو جاتا ہے بلکہ رونے لگتا ہے اور بارہ یعتذرون
کی تفسیر مین منافقون کے حالات اور انکے اقسام بیان ہو چکے ہین اور احادیث و آثار سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جسطرح یہود و نصاریٰ نے دنیا کے
پیچھے شریعت سے مخالفت کی اور توریت و انجیل مین جھگڑنے لگے اور مختلف فرقے ہو گئے اور ہر فرقہ نے اپنے آپ کو حق پر جانا اور دوسرے کو دین کا مخالف
سمجھکر اپنا دشمن سمجھا اسی طرح آخر زمانہ مین اس امت اسلامیہ کا بھی یہی حال ہوگا اور جسطرح اگلی امتین ذلیل ہوئین اسی طرح اس امت پر بھی ذلت و خواری
واقع ہوگی مترجم کہتا ہے کہ ان آثار قیامت مین نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب آثار واقع ہو گئے لیکن امت اسلامیہ مین سے ایک گروہ ہمیشہ غالب
رہیگا والحمد للہ رب العالمین امام ابو اسمٰعیل نے فتوح الشام مین روایت کی کہ مجھسے عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس نے اپنے باپ سے روایت کی
جب ہرقل شاہ روم کو خبر پہونچی کہ اسنے جو لشکر بیشمار بمقابلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقام یرموک مین بھیجا تھا اسنے شکست کھائی اور اسکے سردار
وغیرہ مارے گئے تو اسنے کہا کہ مین پہلے سے جانتا تھا کہ تم لوگ شکست کھاؤ گے اسکے وزیرون نے عرض کیا کہ آپکو یہ بات کیونکر معلوم ہوئی
اسنے کہا کہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر قائم ہین اور جب تک وہ لوگ اس طرح ثابت قدم اور قائم رہینگے تب تک انکے مقابلہ
مین کوئی ٹھہر نہین سکتا اگرچہ تمام جہان ایک طرف ہو جاوے ولیکن مین اپنے علم سے جانتا ہون کہ واللہ وہ لوگ بھی بدلینگے جیسے تم لوگون نے بدل ڈالا اور اختلاف
کرینگے جیسے تم لوگون نے اختلاف کیا اور مغلوب ہو جائینگے جیسے تم لوگ مغلوب ہوئے مترجم کہتا ہے کہ یہ تغیر و اختلاف کی حالت کئی سو برس پہلے سے واقع ہو چکی
ہے اور افسوس یہ ہے کہ روز بروز تغیر و اختلاف بڑھتا جاتا ہے اور انمین باہمی اتفاق کی کوئی صورت نظر نہین آتی کیونکہ ہر فریق کے نفس مین یہ دعویٰ ہے کہ مین شریعت
کی حمایت مین اپنے مخالف کی گمراہی ثابت کرتا ہون اور اس سے بیزار ہوتا ہون ہان اگر قوم مین کامل طور پر علم قرآن و حدیث و فقہ و اصول کے عالم بکثرت
پیدا ہون کہ دار آخرت کو برحق دیکھین تو انکی برکت و ہدایت سے البتہ یہ فتنہ دفع ہو واللہ تعالیٰ ہو الہادی و ہو الغفور الرحیم واضح ہو کہ حدیث مین ایک معجزہ
مذکور ہے کہ اسلامی امت پر ایسا کوئی مخالف کبھی غالب نہوگا جو انکو نیست کرنا چاہے اور یہ معجزہ بھی برابر صادق ہے قولہ تعالیٰ ما قطعتم من لینۃ الآیہ ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بنو قریظہ اپنے قلعون مین گھس رہے اور کسی طرح مقابل مین نہین آتے تھے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو درختان خرما کاٹنے کا حکم دیا گیا
بعض لوگون نے بعض درختون کو کاٹا اور بعض کو چھوڑ دیا پس انکے دلون مین دغدغہ پیدا ہوا یعنے شاید ہمسے حکم مین نافرمانی ہوئی پس کہنے لگے کہ ہم لوگ کیلکر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرین کہ جو کچھ ہمنے کاٹے کیا اسمین ہمارے واسطے کچھ ثواب ہے اور جو کچھ ہمنے چھوڑے انکی وجہ سے کچھ ہمپر گناہ ہے تب
یہ آیت نازل ہوئی (رواہ النسائی و ابو یعلی) اور مجاہد رح نے کہا کہ بعض مہاجرین نے بعض کو عمدہ درخت کاٹنے سے منع کیا تھا یعنے عمدہ درخت
جو مسلمانون کے واسطے مال غنیمت ہے اور امام احمد وغیرہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

نضیر و قریظہ بدعہدی سے نضیر کو جلاوطن کردیا اور قریظہ پر احسان کر کے برقرار رکھا پھر قریظہ نے بھی لڑائی کی تو [illegible]
مسلمانون مین تقسیم کردیے لیکن بعضے یہودی نکلکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آگئے تھے تو آپنے انکو پناہ دی اور وہ [illegible]
کا [illegible] خلاصہ یہ ہی کہ جب ان دونون قومون نے بدعہدی و مخالفت کی تو بعض نے انھین یہود مین سے انکو ملامت کی کہ تم [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین پھر اگر تم ایمان نہین لاتے ہو تو بدعہدی و مخالفت سے پرہیز کرو کیونکہ ضرور اللہ تعالے اسکی [illegible]
قوم نے انکی نصیحت نہ سنی اور اپنے مکر کی تدبیرین کرنے لگے تو ان لوگون نے موقع پاکر خفیہ اپنے اہل و عیال کو باغ کے بہانے [illegible]
نکالا اور مدینہ مین چلے آئے اور انکے مال و اولاد وغیرہ سب سلامت رہے تنبیہ ظاہر فوائد مین سے اول یہ کہ جس قوم نے دنیا کے پیچھے دین [illegible]
آخر اسکی دنیا بھی برباد ہوتی ہی اور دین بھی جاتا ہی دوم جس قوم نے دین چھوڑکر دنیا اختیار کی تو عقل سلب ہوجانے سے فقط حواس رہ جاتے ہین اور اسوقت مین کسطرح اسکی [illegible]
تاکہ اللہ تعالی کو جو کچھ منظور ہی ضرور ہی واقع ہوگا اور ظاہری اسباب فقط امتحانی پردہ ہین جب یہ یقین جاتا رہا تو فقط اسباب ظاہری کے مکر مین گرفتار ہوکر ہلاک ہوتا ہی سوم ظاہری [illegible]
کے ساتھ دنیا پر ایسا فریفتہ ہوتا ہی کہ دنیا کا زوال گویا اسکی جان کا زوال ہی اور چہارم وہ عجب مکر مین گرفتار ہوتا ہی یعنے شیطان اس پر مسلط ہوکر گمراہی کو
اسکی آنکھون مین عین حق دکھلاتا ہی جیسے یہودی اس بات پر مغرور تھے کہ ہم جو کچھ کرتے ہین سب اللہ تعالی کی کتاب توریت اور اسکے رسول موسی علیہ السلام
کے واسطے کرتے ہین اور بنی اسرائیل مین بکثرت انبیا علیہم السلام گذرے ہین تو ضرور ہی کہ قیامت کے روز وہ لوگ ہمکو لیکر شفاعت کرینگے اور کبھی نہ چھوڑینگے
کہ ہم لوگ جہنم مین بھیجے جاوین یہ سمجھ نہوئی کہ آخر یہ لوگ حضرات انبیائے سابقین علیہم السلام کے دین پر باقی ہین کہ نہین ہین اگر یہ ہوش ہوتا تو اس
شرک و کفر سے اجتناب کرتے جیسے اہل اسلام اس امت مین بیشک جمیع امتون سے افضل امت ہین لیکن اہل اسلام اپنے رب سبحانہ تعالی کی ہدایت سے
کچھ نفس پر مغرور نہین ہوتے ہین بلکہ ہر شخص دعا مین مانگتا ہی کہ الہی میرا خاتمہ اپنے حبیب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے پر بخیر کیونکہ ایمان کی
امت پر جسکا بخیر انجام ہوا آیندہ اسپر سب طرح فضل ہی صرف خوف یہ ہی کہ یہان یہود وغیرہ کی طرح نفس کے فریب مین گرفتار نہو جاوے کہ برابر شریعت کتاب
کے مخالف ہو اور نماز و روزہ وغیرہ کو چھوڑے ہوے کبیرہ گناہون کا مرتکب ہو پھر نفس اسکو فریب دلاوے کہ تو مرحومہ امت سے ہی تجھپر عذاب نہین ہوسکتا
ہی تاکہ اسی فریب مین خاتمہ خراب ہو نعوذ باللہ تعالے من ذلک لہذا اہل ایمان کو لازم ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی رہنے
کی دعا مانگتے رہین ٭

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ
گھوڑے — اونٹ — اور جو ہاتھ لگایا اللہ نے — اپنے رسول کو — اُنسے — سو تمنے نہین دوڑائے — اُسپر

وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ
لیکن — اللہ — جتا دیتا ہی — رسولون کو — جسپر چاہے — اور اللہ سب چیز — کرسکتا ہی — جو ہاتھ لگوا دے

عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
اپنے رسول کو — بستیون والون سے — سو اللہ کے واسطے اور رسول کے اور ناتے والے کے اور یتیم اور محتاجون کے

وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ
اور مسافر کے — تا آوے — لینے دینے مین — دولتمندون کے تم مین سے اور جو دے تمکو

فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ
رسول لو — اور جس سے منع کرے — سو چھوڑ دو — اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کا [illegible]

ربع

امام ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات مین بیان فرمایا کہ فئ کیا چیز ہی اور اُسکی کیا صفت ہی اور کیا اسکا حکم ہی پس فئ ہر وہ مال ہی جو کفار سے اسطرح حاصل کیا گیا کہ قتال کی ضرورت نہین ہوئی اور نہ گھوڑے واونٹ وغیرہ دوڑانے سے کام لیا گیا جیسے یہود بنی نضیر کے مال تھے کیونکہ یہان مسلمانون کو گھوڑے واونٹ دوڑانے کی ضرورت نہین ہوئی اور نہ کسی دشمن سے قتال کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُنکے دلون مین اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے رعب ڈال دیا لہذا اس مال کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فئ قرار دیا کہ آپ جسطرح چاہین تصرف فرماین مترجم کہتا ہی کہ اس سے فقط اظہار حکم شریعت منظور ہی ورنہ ان اموال کا کیا ذکر ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اپنے جان ومال سے آپ پر فدا تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو منظور نہین فرماتے تھے قال تعالیٰ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر فئ کردیا ان سے ف یعنی بنی نضیر سے یعنی اموال بنی نضیر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فئ دیے تو یہ اموال آٹھ قسم فئ ہین فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ تمنے اس مال پر خیل ورکاب سے ایجاف نہین کیا ف ایجاف دوڑانا خیل گھوڑے رکاب اونٹ یعنی اُنکے حاصل ہونے مین نہ گھوڑے واونٹ دوڑانے کی ضرورت نہین ہوئی۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ولیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولون کو مسلط فرماتا ہی جسپر چاہتا ہی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کامل قدرت والا ہی ف یعنی یہان اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بغیر تمھارے حملہ وقتال کے مسلط فرمایا جیسے وہ جب چاہتا ہی اور جسپر چاہتا ہی اپنے رسولون کو مسلط فرماتا ہی اور اُسکی قدرت تام کامل ہی کوئی چیز نہین جو اُسکے حکم مین معارض ہوسکے مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ کے رسولون کے انواع ہین اول جو رسول کہ ہدایت کے لیے مخلوقات کی جانب بھیجے جاتے ہین اور یہ معروف ہین اور دوم وہ رسول جو ملائکہ مین سے وحی لیکر بھیجے جاتے ہین سوم وہ ہین جو احکام قضا وقدر کے ساتھ بھیجے جاتے ہین اور اس قسم مین بیشمار اصناف ہین مانند ملائکہ موت وباران وبا وفراخی وغیر ذلک پس اللہ تعالیٰ نے جب کسی قوم پر بارش بھیجی تو جس جس مخلوق پر مسلط ہوا اس سے ملائکہ حافظین اپنی حفاظت اٹھا لیتے ہین اور یہ کبھی فاجر کے حق مین عذاب ہوتا ہی اور کبھی صالح کے حق مین شہادت وثواب ہوتا ہی اور خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ جسپر مسلط کرنا چاہے اسپر اپنے رسولون کو مسلط فرماتا ہی اور اسی قسم سے یہان بنو نضیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلط فرمایا اور شاید نکتہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رزق حلال سالانہ مہیا ہوجاوے اور انصار رضی اللہ عنہم سے مہاجرین رضی اللہ عنہم کی مؤنت بھی تخفیف ہوجاوے بلکہ مہاجرین وانصار دونون فریق ملکر آیندہ کے لیے جمیع مہاجرین کے واسطے متکفل ہون کیونکہ ابھی برابر ہجرت کا سلسلہ جاری تھا بلکہ ہجرت فرض تھی اور نکتہ یہ ہی کہ بنو نضیر ایک قوم اہل کتاب سے تھی اور انپر فرض تھا کہ سب سے پہلے ایمان لاوین اور نصرت کرین برخلاف اسکے انھون نے سب سے پہلے کافرون کی معاونت کی اور عہد توڑا لہذا اللہ تعالیٰ نے انکو آوارہ کیا اور اُنکے اموال سے مہاجرین وانصار کو تقویت دی امام ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بستیون والون سے اپنے رسول پر فئ فرمایا ف یعنی جو شہر وبستیان اسطرح فتح ہوئین تو اُنکا حکم یہی ہی جو اموال بنی نضیر کا حکم ہی یعنے فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ پس وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی اور رسول کیلیے اور صاحب قرابت کے لیے اور یتیمون کے لیے اور مسکینون کے لیے اور ابن سبیل کے لیے ہی ف پس معلوم ہوا کہ سلطنت اسلامیہ مین جو فتوحات بطور فئ حاصل ہون انکا حاصل وخراج وغیرہ علیحدہ رکھا جاوے اور ان مصارف مین صرف کیا جاوے اور اس سے دولت وملکیت جمع کرنا مقصود نہین جیسے دنیا والے دنیا سے حصہ لیتے ہین اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے کمال تھا کیونکہ آخرت آپکے واسطے کامل جمع کردیگئی اور سب انبیا علیہم السلام کا یہی حکم ہی اسیواسطے امت کے نزدیک بالاتفاق یہ حدیث ثابت ہی کہ ہم گروہ انبیا ہین ہم کسی کے وارث نہین ہوتے اور نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہی اور جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہی اور اسی لیے آپکی عترت طاہرہ کو بھی اسی حکم مین شامل کیا اور حدیث مین ہی کہ مجھ سے جدا نہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے ساتھ وارد ہونگے فللہ الحمد والمنہ امام احمد نے بسند صحیح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بنو نضیر کے اموال اس قسم کے تھے

کہ جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ذکر دیا تھا ان اموال کے حاصل ہونے مین مسلمانون کو گھوڑے اور سوار دوڑانے کی ضرورت نہین پڑی تھی پس یہ اموال خاصۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھے پس آپ ان اموال مین سے اپنے اہل وعیال کے ایک سال کا نفقہ رکھ لیتے اور جو کچھ باقی رہتا تھا اُسکو راہ الٰہی مین جہاد کے لیے گھوڑے و ہتھیار مین صرف فرماتے تھے مترجم کہتا ہے کہ غالباً اس حدیث مین اہل وعیال مین حضرت سیدۃ النساء و علی و حسنین رضی اللہ عنہم بھی داخل ہین کیونکہ آیت مین ذوی القربیٰ بھی مذکور ہین اور خصوص دوسری طویل روایت حدیث مین بھی یہ تصریح ہے چنانچہ امام ابو داؤد وغیرہ نے بسند صحیح مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ کچھ دن چڑھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس آدمی بھیجا تو مین خدمت مین گیا ناگاہ مین نے دیکھا کہ ایک تختہ پر خالی چٹائی بچھائے بیٹھے ہین اور چٹائی کے نشان بدن پر اثر کر گئے ہین جب مین سامنے ہوا تو فرمایا کہ ای مالک تیری قوم کے کچھ آدمی میرے پاس آئے تھے اور مین نے انکے واسطے مال الٰہی سے کچھ مال دینے کا حکم کیا ہے تم جاکر اس مال کو انمین تقسیم کر دو مین نے کہا کہ ای امیر المومنین اگر آپ میرے سوائے کسی کو حکم فرماتے (تو اچھا ہوتا) آپ نے فرمایا کہ تم ہی لیجاؤ اتنے مین آپ کا خادم یرفا آیا اور کہا کہ ای امیر المومنین کیا آپ عثمان بن عفان کو اور عبد الرحمٰن بن عوف کو اور زبیر بن العوام کو اور سعد بن ابی وقاص کو اجازت دیتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان پس وہ لوگ مجلس مین حاضر ہوئے پھر یرفا نے آکر عرض کیا کہ کیا آپ علی بن ابی طالب و عباس بن عبد المطلب کو اجازت دیتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان پس وہ دونون بھی تشریف لائے پس عباس رض نے کہا کہ ای امیر المومنین میرے اور اس شخص کے درمیان حکم فرمایئے تو بعض اہل مجلس نے کہا کہ ہان ای امیر المومنین ان دونون مین فیصلہ کر دیجیے تاکہ دونون کو اس جھگڑے سے راحت ہو (یعنے ان دونون کے آپس کے دن جھگڑا رہتا ہے (مالک بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے خیال مین آیا کہ ان ہی دونون نے حضرت عثمان وغیرہ کو اس کام کے لیے بھیجا تھا پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا مین اسکا قصد کرونگا پھر اول گروہ کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ مین تمکو قسم دلاتا ہون اللہ تعالیٰ کی جسکے حکم سے آسمان و زمین قائم ہین کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا ہے ہمنے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہے انھون نے کہا کہ ہان ہم جانتے ہین پھر حضرت عباس و علی رضی اللہ عنہما کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ مین تم دونونکو بھی قسم دلاتا ہون اللہ تعالیٰ کی جسکے حکم سے آسمان و زمین قائم ہے کہ تم دونون جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا ہے ہمنے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہے ان دونون نے کہا کہ ہان ہم جانتے ہین پھر حضرت عمر رض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے خاص امور سے مخصوص فرمایا تھا کہ سوائے آپ کے کسیکو یہ خصوصیت نہین دی چنانچہ فرمایا وما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ الآیۃ پس اموال بنی نضیر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص فرمایا ولیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اموال کو خاص اپنے واسطے نہین کر لیا تھا اسطرح کہ تم کو اسمین سے نہ دیا ہو اور نہ خاص اپنے لیے محفوظ کیا کہ تم کو نہ دیا ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ ان اموال مین سے اپنے اہل کا نفقہ سالانہ رکھ لیتے اور جو کچھ باقی رہتا اُس کو مال الٰہی کے طریقہ سے کر دیتے تھے پھر آپ نے جماعت سابق کو خطاب کیا کہ مین تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہون جسکے حکم سے آسمان و زمین قائم ہے کہ تم لوگ جانتے ہو کہ یہی بات تھی انھون نے کہا کہ ہان ہم جانتے ہین پھر حضرت عباس و علی کی طرف خطاب کیا کہ مین تم دونون کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہون جسکے حکم سے آسمان و زمین قائم ہے کہ تم دونون جانتے ہو کہ یہی بات تھی انھون نے کہا کہ ان ہم جانتے ہین یہی بات تھی پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین رسول اللہ کا ولی ہون (یعنے خلیفہ متولی ہون جو آپ کرتے تھے وہ کرونگا) پس ابو بکر کے پاس تم آئے اور یہ آئے تم تو اسواسطے آئے کہ اپنے برادر زادے کی میراث مانگتے تھے اور یہ آئے کہ اپنی زوجہ کے لیے باپ سے میراث مانگتے تھے پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ ہمارا گروہ انبیا کا کوئی وارث نہین ہوتا ہے جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ابو بکر اس بات مین سچا اور حق پر ہے پس ابو بکر متولی رہے (یعنی برابر اسی طریقے سے عمل کرتے رہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے) پھر جب ابو بکر نے وفات پائی

Marfat.com

کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہون اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پھر جب تک اللہ تعالی نے چاہا مین اسکا متولی رہا (یعنے باغ فدک جو اموال بنی نضیر مین سے تھا) پھر تم اور یہ دونون آئے اور دونون اسوقت بغیر اختلاف کے متفق تھے پس تم دونون نے اتفاق کے ساتھ اس مال کی درخواست کی (یعنے جب اسکا مرجع ہمارے واسطے ہو تو ہم ہی اسکے متولی ہون) مین نے تم دونون سے کہا کہ اگر تم چاہو تو مین اسکو تمھاری ولایت مین دون اس شرط پر کہ تم دونون پر اللہ تعالی کا عہد و میثاق ہو کہ تم اسمین اسیطرح کارپردازی کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے پس تم دونون نے اسی عہد و پیمان پر مجھسے لیا تھا پھر تم دونون مین اختلاف ہوا) اب تم دونون میرے پاس آئے ہو کہ سوائے اس فیصلہ کے کوئی دوسرا فیصلہ تمھارے حق مین قائم کرون اور مین واللہ اسکے سوائے کوئی دوسرا فیصلہ تمھارے درمیان نہین کرونگا یہانتک کہ قیامت قائم ہو پھر اگر تم دونون اس کارپردازی سے عاجز ہوگئے ہو تو مجھے واپس کردو مین اس بوجھ کو بھی تمھارے لیے کفایت کرونگا (رواہ اصحاب الصحاح ایضا) اور امام احمد نے بسند صحیح حضرت انس بن مالک رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک ابتدائے ہجرت مین یہ تھی کہ مرد انصاری اپنے باغات خرما مین سے کچھ درخت آپکے واسطے کردیتا تھا یا جو چیز اللہ تعالی نے چاہی یہانتک کہ جب اللہ تعالی نے قریظہ و نضیر کو آپ پر فتح کردیا تو اسکے بعد آپنے ان لوگون کو اُنکے ہبات واپس دینے شروع کیے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے گھر کے بزرگون نے بھی مجھے حکم دیا کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر آپ سے عطیہ مانگون جو پہلے ان بزرگون نے آپکی خدمت مین پیش کیا تھا کہ وہ کل دیدیا جاوے یا بعض عطا کیا جاوے اور حال یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس ہبہ کو ام ایمن رضی اللہ عنہا کو عطا فرمایا تھا یا جو کچھ اللہ تعالی نے چاہا وہ ہوا تھا پس جب مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تو وہ آپنے مجھے عطا فرمایا اتنے مین ام ایمن رضی اللہ عنہا آئین اور میری گردن مین ایک کپڑا ڈال کر پھندا بنایا اور یہ کہنا شروع کیا کہ ہرگز نہین قسم اُس اللہ تعالی کی جسکے سوائے کوئی آلہ نہین ہو کہ آنحضرت یہ عطیہ تجھکو نہین دینگے حالانکہ وہ مجھکو عطا کرچکے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہنا شروع کیا کہ اے ام ایمن تیرے واسطے بجائے اُسکے اسقدر ہو اور ام ایمن کہتی تھی کہ واللہ ہرگز نہین پھر آنحضرت فرماتے تھے کہ اور تیرے واسطے اسقدر ہو اور ام ایمن کہتی کہ واللہ ہرگز نہین پھر آنحضرت فرماتے کہ اور تیرے واسطے اسقدر ہو **راوی** نے کہا کہ میرا خیال ہو کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہانتک آپنے ام ایمن کو دیا کہ اُس عطیہ سے دس گونہ یا اُسکے قریب ہوگیا (رواہ البخاری و مسلم ایضا) اور مال فئ مین یہ جو مصارف مذکور ہوے یہی مصارف مال غنیمت کے پانچوین حصہ مین مذکور ہین اور ہم نے سورۂ انفال مین اُنکو مفصل بیان کیا ہو (ابن کثیر) یہ اموال بنی نضیر آخر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مال فئ کردیے گئے حالانکہ پہلے آپنے اُنکے درختان خرما کاٹنے و جلانے کا حکم فرمایا تھا لیکن مشیت الہی سے بعض نے کچھ درخت کاٹے و جلائے اور بعض نے نہین کاٹے **خطیب** نے لکھا کہ اسی سے استدلال کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی مین بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے اجتہاد جائز تھا کیونکہ جس فریق نے کاٹا اور جس فریق نے چھوڑا دونون نے اپنے اپنے اجتہاد سے عمل کیا تھا اور **شیخ الکیاطبری** نے کہا کہ یہ اجتہاد تھا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی مین ایسی صورت مین اجتہاد بعید ہو اور اسمین شک نہین ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکھا تھا اور سکوت فرمایا اسی سے اُن لوگون نے اسکا حکم نکال لیا اور **شیخ ابن العربی** نے کہا کہ یہ قول باطل ہو اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے ساتھ موجود تھے اور آپ کی موجودگی مین اجتہاد نہین ہوسکتا اور اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اجتہاد جائز ہو تو جواب یہ ہو کہ جن علمائے نے اسکو جائز رکھا ہو وہ فقط ایسی صورت مین جائز رکھا ہو جسمین آپکا کوئی حکم نازل نہین ہوا **مترجم** کہتا ہو کہ سابق وہ روایتین گذر چکین جن مین یہ امر مذکور ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ان درختون کے قطع کرنے کا حکم فرمایا تھا و مایک سے یہ نہین نکلتا ہو کہ بعض صحابہ نے قطع کیا اور بعض نے نہین بلکہ فقط یہ نکلتا ہو کہ بعض نے لینہ قطع کیا اور بعض نے لینہ چھوڑدیا اور سابق مین بیان ہوچکا کہ لینہ چھوڑنے کی عمدہ قسم ہو تو حاصل یہ ہوا کہ ناکارہ درخت کاٹنے و جلانے مین سب نے حکم کی تعمیل کی و لیکن عمدہ درخت کے بارہ مین بعض نے کہا کہ انکو بھی کاٹنا کہ کفار رہیو رنج و غم مین جلین اور بعض نے کہا کہ عمدہ درخت نہ کاٹو کیونکہ ہم جانتے ہین کہ عنقریب

یہ سب [illegible] کے واسطے مال غنیمت ہوگا پس فقط عمدہ درختون کے کاٹنے یا چھوڑنے مین انکا اجتہاد تھا جسمین اللہ تعالیٰ نے دونون فریق کو ثواب کا اطمینان دیا اور بعد اسکے یہ سب مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مال فئی کردیا تا کہ اسلام مین جب کبھی مال فئی حاصل ہو تو وہ ان مصارف مین تقسیم کیا جاوے جنکا ذکر ہوگا ہدایہ نے لکھا کہ مال فئی مین ایسے مال بھی داخل ہین جو لاوارث مسلمانون کے مرنے پر باقی رہے تو وہ مسلمانون کے بیت المال مین داخل کیے جاوینگے اور مال فئی کے مصارف مین تقسیم کیے جاوینگے اور اسیطرح اگر کوئی مسلمان مرا اور اُسکا کوئی ایسا وارث ہو جو سب مال نہین لے سکتا ہو تو جو کچھ بچے وہ بھی مال فئی مین داخل کیا جاوے مترجم کہتا ہو کہ اسکی صورت یہ ہو کہ مثلاً زید مرا اور اُسنے فقط ایک بیٹی چھوڑی تو بیٹی کو نصف مال دیدیا جاویگا اور باقی نصف لیکر بیت المال مین فئی کے خزانہ مین جمع ہوگا لیکن علماے حنفیہ نے کہا کہ اس زمانہ مین مسلمانون کے جو بادشاہ ہوتے ہین وہ سلطنت کے اموال کو اپنا مال سمجھتے ہین اور اپنی شہوات کے مصارف مین خرچ کیا کرتے ہین تو زید کی باقی میراث کو بیت المال مین داخل کرنا گویا ان ظالمون کی شہوت پرستی مین مدد دینا ہوگا لہذا جب اس زمانہ مین بیت المال کا انتظام نہین ہو تو زید کی بیٹی کو نصف حصہ دیکر جو باقی رہے وہ بھی اسی پر رد کیا جاوے یعنی اُسی کو پھیر دیا جاوے اسیطرح اگر چند وارثون کو دینے کے بعد بچے تو وہ بھی انھین کو حصے رسد پھیر دیا جاوے خطیبؒ نے لکھا کہ اسیطرح جو مال جزیہ سے حاصل ہوتا ہو یا تاجرون سے عشر لیکر حاصل ہوتا ہو یہ بھی مال فئی ہو اسیطرح اگر کسی مقام پر مسلمانون کی آبادی تھی یا کسی قوم کی آبادی تھی اور وہ بغیر خوف کے وہ بستی چھوڑکر چلے گئے مثلاً وہان پانی کی قلت ہوئی اور وہ اپنے گھر بار و باغات چھوڑ کر چلے گئے تو یہ بھی مال فئی مین شامل ہو یہ تو مال فئی کا بیان تھا اور مال غنیمت وہ ہو جو اہل اسلام کو حربی کافرون سے حاصل ہو بشرطیکہ لشکر کشی و حملہ آوری سے ملا ہو حتی کہ اگر ایک یا زیادہ مسلمان خفیہ دارالکفر مین گھسکر چوری کرلائے تو وہ بھی مال غنیمت ہو یا کسی حربی کے ہاتھ سے چھینکر بھاگ آئے تو بھی مال غنیمت ہو مترجم کہتا ہو کہ حنفیہ کے اجتہادمین فی الجملہ اختلاف ہو کیونکہ اُنکے نزدیک امام کی اجازت شرط ہو اور امام فقط ایسی جماعت کو اجازت دیگا جنکو نرغۂ کفار کے وقت یہ قوت حاصل ہو کہ کافرون کو شکست دیدین یا اپنے آپ کو بچا دین اور تمام بیان کتب فقہ مین ہو خطیبؒ نے لکھا کہ اگر کافرون کے مقابلہ مین مسلمانون نے صف آراستہ کی اور ہنوز ہتھیار نہین اُٹھائے تھے کہ کافرون نے بھاگنا شروع کیا تو جو کچھ چھوڑ بھاگے وہ بھی مال غنیمت ہو اور اگر کسی ملک کے کافرون سے صلح ہوا اور وہان کے کافر بادشاہ یا حربی نے مسلمان سلطان کو ہدیہ بھیجا مثلاً لعل و یاقوت وغیرہ جواہرات بھیجے تو یہ سلطان کے واسطے خاص ہونگے بلکہ یہ مال غنیمت کے حکم مین ہو یعنی مسلمانون کے بیت المال مین جہان مال غنیمت رکھا جاتا ہو اسی مین شامل کیا جائیگا واضح ہو کہ اسلام سے پہلے کسی امت کے واسطے مال غنیمت حلال نہین ہوا بلکہ جو انبیا جہاد کرتے تھے جیسے حضرت موسیٰ سے لیکر قریب دو ہزار برس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جہاد سے جو مال غنیمت حاصل ہوتا تھا اُسکو ایک مقام پر جمع کر دیتے تھے اور خلوص نیت سے دعا مانگتے تھے پس اگر جہاد کی نیت خالص ہوتی تو آسمان سے آگ اُتر کر اُسکو کھا جاتی تھی مترجم کہتا ہو کہ خلوص نیت کی قید مین نے بڑھادی اسواسطے کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہو کہ ایک پیغمبر کے وقت مین آگ نے نہین کھایا تو پیغمبر نے فرمایا کہ تم مین کوئی شخص مال غنیمت کا چرانے والا ہو آخر وہ چور ثابت ہوا کہ اُسنے سونے کا ایک سر چرایا تھا جسمین جواہرات جڑے تھے گائے وغیرہ کا سر جسکو کفار پوجتے تھے اور وہ خالص سونے کا جواہرات سے جڑاؤ تھا اور واضح ہو کہ آسمان سے آگ اُترنے کے یہ معنی نہین ہین کہ مال غنیمت مین آگ لگ جاتی تھی بلکہ جس میدان مین مال غنیمت جمع کیا گیا اُسکے گرد کھڑے ہوکر دعا مانگتے تھے پھر جاکر اُس مال کو دیکھتے تو ظاہر مین کچھ ویسا ہی نظر آتا تھا جیسا رکھا گیا تھا لیکن جب قریب جاکر اُسمین ہاتھ لگاتے تو ظاہر ہوتا کہ محض راکھ ہو حتی کہ سونا چاندی بھی راکھ ہو جاتا تھا خطیبؒ نے لکھا کہ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مال غنیمت حلال کیا گیا اور ابتداے اسلام مین کل مال غنیمت فقط آپ ہی کے واسطے خاص تھا مترجم کہتا ہو کہ شاید نکتہ یہ تھا کہ اصحاب مہاجرین و انصار کا خلوص ظاہر ہو کہ وہ اس مال کے لگاؤ سے ایمان نہین لائے ہین لیکن میرے خیال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مال غنیمت کو اپنے واسطے خاص نہین کیا اگرچہ حکم آیا تھا کہ الانفال للہ و للرسول الآیہ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب مین تقسیم کردیا خطیبؒ نے کہا کہ پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور حکم یہ باقی رہا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ الآیہ۔ اور مال فئی کا کلیہ حکم اس آیت مین مذکور ہو یعنے جو مال کافرون

Marfat.com

خیل بمعنے اصل خیل درکار کے حاصل ہو خیل اگرچہ گھوڑون کو کہتے ہین لیکن استعمال گھوڑون کے سوارون پر ہوتا ہی! امام رازی رحمہ نے تفسیر کبیر مین کہا کہ عرب کے لوگ راکب اسی کو کہتے ہین جو اونٹ پر سوار ہو اور گھوڑے کے سوار کو فارس بولتے ہین اور اگر جماعت ہو تو خیل کہتے ہین اور امام رازی نے گمان کیا کہ صحابہ رضؓ نے اموال نضیر مین چاہا تھا کہ بطور غنیمت کے تقسیم کیے جاوین پس اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ یہ مال غنیمت نہین بلکہ فی ہی کیونکہ یہان تمکو گھوڑون یا اونٹون پر سوار ہو کر کوئی مسافت طی کرنی نہین پڑی اور نہ لڑائی کی مشقت پیش آئی کیونکہ بنی نضیر کی بستی مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر تھی اور اس سے معلوم ہوا کہ غنیمت وہی ہی جسکے حاصل کرنے مین مشقت ہو مترجم کہتا ہی کہ مسلمانون کا درخواست کرنا کہ اموال نضیر بطور غنیمت تقسیم کیے جائین مجھے کسی روایت سے معلوم نہین ہوا واللہ تعالیٰ اعلم آور شاید ظاہر آیت مین ماا وجفتم وغیرہ خطابات سے یہ معنے نکالے ہین لیکن یہ ضرور نہین ہی کہ صحابہ نے یہ درخواست کی ہو بلکہ شاید اللہ تعالیٰ نے اصحاب کو خطاب فرمایا کہ تم اس مال کی نسبت یہ خیال نہ کرنا یہ مال غنیمت ہی تاکہ وہ غنیمت کے مصارف مین صرف کیا جاوے بلکہ انکو بتلایا کہ یہ مال فی ہی آور کرخی مین لکھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی بستی سے چند روز نکل کر نضیر کو گھیرے رہے اور انسے قتال بھی کیا تو یہ مال اگرچہ غنیمت کے مانند ہوا لیکن کمی مشقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسکو بمنزلہ مال فی قرار دیا مترجم کہتا ہی کہ ارباب سیر و مغازی مین سے کسی سے مین نے نہین دیکھا جسنے بیان کیا ہو کہ بنی نضیر سے قتال واقع ہوا اور کوئی صحیح روایت نہین ملی اور بعض روایات مین یہ آیا ہی کہ جب بنی نضیر قلعہ مین متحصن ہو گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے محاصرہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمۂ مبارک قلعہ کے سامنے نصب کیا گیا ناگاہ قلعہ کے اوپر سے ایک بیباک نضیری نے آپکے خیمہ پر تیر یا پتھر مارا وہ آپکے خیمہ کے قریب گر کر رک گیا تو صحابہ رضؓ نے آپ کا خیمۂ مبارک وہان سے دوسری جگہ منتقل کیا رات کو لوگون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ پر نہ پایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ تلاش کرنے لگے یہانتک کہ جب نہ پایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اتنے مین حضرت علی اچانک آگئے اور ایک کافر کا سر لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈالدیا اور عرض کیا کہ یہی وہ مردود ہی جسنے آپکے خیمہ پر گستاخی سے تیر پھینکا تھا اور مجھے گمان تھا کہ یہ جرأت کر کے رات کو نکلیگا لہذا مین نے قلعے کے دروازے پر نگاہ رکھی تو میرا گمان صحیح نکلا اور یہ مردود دس آدمیون کے نکلا ہی چنانچہ مین نے اسکو مار لیا اور اسکے ساتھی بھی دروازے سے قریب ہین انکو اس مردود کے حال کی خبر نہین ہی آپ اصحاب کو حکم دین تو میرے ساتھ چلین چنانچہ نو آدمیون کو ساتھ لیجا کر باقی نو کے بھی سر کاٹ لیے اور صبح کو بنی نضیر اس حال کو دیکھکر بہت خوفناک ہو گئے پس اگر یہی قتال مراد ہی تو عجیب ہی علاوہ اسکے ذوی القربیٰ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شامل ہین اور مہاجرین اولین مانند حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اسمین شریک تھے اور کیونکر ایسے اوہام اسوقت تفسیر کرخی وغیرہ سے قبول ہو سکتے ہین جبکہ اللہ تعالیٰ نے صریح فرمایا ماا وجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علیٰ من یشاء الآیہ خطیب نے لکھا کہ یعنے اے اصحاب مجاہدین اسمین تمھارا کچھ حق نہین ہی بلکہ وہ خاصکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مین چند قسم کے لوگ داخل کیے جنکا بیان دوسری آیت مین ہی یعنی قولہ تعالیٰ ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القریٰ فللہ الآیہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مین ذوی القربیٰ اور یتیمیٰ اور مساکین اور ابن السبیل چار اقسام شامل کیے اور قولہ للہ وللرسول دو قسم نہین ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ غنی حمید ہی بلکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہی اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب حق داروں کو دیکر جو کچھ باقی رہتا تھا وہ جہاد کا سامان مہیا کرنے مین صرف کرتے تھے لیکن خاص اشارہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دنیا مین سے حصہ نہین دیا بلکہ اپنے واسطے حصہ کیا اور وہی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا اور اس سے کوئی احمق یہ نہین سمجھ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندون کے ساتھ مین حصہ لگانے کی ضرورت ہی کیونکہ یہ بدیہی معلوم ہی کہ تمام جہان اسی نے پیدا کیا اور چاہے جسقدر جہان پیدا کر دے وہ مالک الملک ہی بلکہ عقلمند یہ سمجھے گا کہ اس سے یہ مقصود ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ تعالیٰ نے دار آخرت تمام و کمال رکھا اور دنیا مین کچھ عوض محسوب نہین کیا بلکہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے بھی یہی کیا بعضے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کہ باوجود اسقدر کثرت اموال کے وہ لوگ محض زاہد رہے جنکے قصص عموماً مشہور ہین اور اس بارہ مین جم غفیر سے متواتر روایات ہین اور لطف یہ ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کے مال سے جو مجھے نفع ہوا وہ کسی سے نہین ہوا

Marfat.com

اور ہین ۔ ۔ ۔ کی مکافات کردی سوائے ابوبکر کے کہ اسکے واسطے اللہ تعالیٰ قیامت مین جزائے جمیل عطا فرمائیگا اور یہ خطبہ قریب وفات ۔ ۔ ۔

جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہی اور خیبر و قری عرینہ ینبع ہی پس سب ملکر جمع القری ہوے **مترجم** کہتا ہی کہ اسکی صحت بلحاظ مابعد ہوگی کیونکہ نزول آیت کے وقت یہ قریات فتح نہین ہوے تھے بلکہ مابعد مین فتح ہوے ہین **معجز** علی ہذا الکلام مین خبر غیب ہی کہ آیندہ اللہ تعالی اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فئی کے طور پر ہر قریات فتح فرماویگا واللہ الحمد والمنہ **شیخ ابن العربی مالکی** نے کہا کہ کچھ شک نہین کہ فی و غنیمت کے بارہ مین تین آیات ہین اور انمین تین باتون کا ذکر ہی اول قولہ تعالے ما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم الآیہ پس یہ تو خاصکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہی اور بنی نضیر کے مال ہین اور جو انکے مثل ہون دوم قولہ تعالے ما آفاء اللہ علی رسولہ من اہل القری الآیہ اس آیت مین سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار قسم کے دوسرے لوگ بھی مستحق ٹھہرائے گئے یعنے ذوی القربے ویتامی و مساکین و ابن السبیل - اگرچہ اس آیت مین اور پہلی آیت مین یہ شرکت ہی کہ دونون کا حاصل ہونا اللہ تعالی کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فئی ہی پس فئی ہونے مین دونون آیتین مشترک ہین لیکن اول آیت مین یہ تصریح ہی کہ بغیر ایجاف خیل و رکاب کے حصول ہوا اور دوسری آیت مین اسکا کچھ ذکر نہین ہی کہ قتال سے حصول ہوا یا بغیر قتال کے حصول ہوا اسی وجہ سے علما مین اختلاف ہوا کہ دوسری آیت کیا اول آیت سے ملحق ہی یعنے اول آیت کے مال فئی کی تفسیر ہی کہ اسکے مصارف پانچ ہین یا اس آیت کا تعلق تیسری آیت سے ہی وہ آیت انفال ہی اور آیت انفال مین حصول بقتال ہی اسمین سے پانچوان حصہ الگ کر لیا جاویگا اور اسی پانچوین کو مال الفئی قرار دیا تو اسکے پانچ حصہ اسطرح ہونگے جسطرح دوسری آیت مین مذکور ہین **مترجم** کہتا ہی کہ یہ قول بھی قوی ہی **ابن العربی** نے کہا کہ جن علمائے کے نزدیک دوسری آیت متعلق بآیت سوم ہی انمین اختلاف ہی کہ آیا یہ حکم منسوخ ہی یا اب بھی باقی ہی - اھ - اور امام مالک سے روایت ہی کہ آیت اول خاصتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہی اور دوسری آیت متعلق بقصہ بنی قریظہ ہی اور مراد یہ کہ تیسری آیت سے ملحق ہی یعنے مثل انفال کے اسمین سے پانچوان حصہ فئی ہی جسمین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے پانچوان ہی یعنے پانچوین کا پانچوان حصہ ہی **مترجم** کہتا ہی کہ آنحضرت صلعم کے صفی کا حق خاص تھا یعنے تمام غنیمت سے کوئی چیز جو آپ کو پسند ہو آپکے حضور مین نذر کیجاوے جیسے کوئی ہتھیار ہو یا باندی یا غلام ہو اور اسمین اختلاف نہین ہی اور **خطیب** نے اسمقام کے متعلق لکھا کہ جو مال فئی حاصل ہو وہ پانچ حصہ کیا جاویگا اور اگر کہا جاوے کہ پانچ حصہ کرنا یہان مذکور نہین ہی تو جواب یہ کہ ہان یہان اگرچہ مذکور نہین ہی لیکن وہ آیۃ الغنیمۃ یعنے سورۂ انفال کی آیت مین مذکور ہی پس اس مطلق کو اسی مقید پر محمول کیا گیا اگر کہا جاوے کہ قولہ تعالی فللہ کے کیا معنے ہین یعنی مال فئی مین سے اللہ تعالی کے واسطے فرمایا حالانکہ اللہ تعالی ہم بندون کا اور ہمارے اموال کا مالک ہی بلکہ وہی ہمارا خالق ہی جواب یہ کہ اپنا نام پاک تبرک کے واسطے ذکر فرمایا کیونکہ جس کام مین اسکا پاک نام پہلے نہو وہ اجذم ہی یعنے بے سر و بے برکت ہوتا ہی اسواسطے ابتدا نام پاک بیان فرمایا **مترجم** کہتا ہی کہ مین نے اسکا نکتہ پہلے بیان کر دیا ہی جسکا خلاصہ یہ کہ جب سب جانتے ہین کہ اللہ تعالی حصہ لگانے سے پاک ہی تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے تمہید ہی گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیاے دنیہ کے تعلق سے پاک رکھا اور خود اس مال حلال سے پرورش فرمائی اور تمام ثواب دار آخرت مین جمع کر دیا اسی لیے بعد وفات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مال میراث نہوا بلکہ جمیع مسلمین امتیون کو پھیر دیا **خطیب** نے لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو پانچوان حصہ منجملہ خمس کے تھا وہ آپکے بعد مسلمانون کے مصالح مین واپس ہوا اور منجملہ مصالح کے یہ ہی کہ سرحد اسلام جو ملک کفار سے ملحق ہی اسکی مضبوطی کے واسطے خرچ کیا جاوے اور شریعت کے استحکام مین خرچ کیا جاوے چنانچہ اسی مین سے قاضیون کو دیا جاوے یعنی اُن عالمونکو جو مسلمانون کے قضایا فیصلہ کرنے کے واسطے اپنے آپکو پابند رکھتے ہین اور کوئی صنعت یا حرفت نہین کر سکتے اور اُن عالمون کو بھی دیا جاوے جو عام مدارس مین مسلمانون کو ایسے علوم پڑھاتے ہین جس سے اُنکے دین و شریعت کا استحکام ہوتا ہی جیسے تفسیر و حدیث وغیرہ اور قاضیون سے وہ قاضی مراد نہین ہین جو لشکر کے قاضی ہوتے ہین کیونکہ لشکری قاضیون کو خمس مین سے نہین دیا جاتا ہی بلکہ غنیمت مین سے خمس یعنے پانچوان حصہ نکالکر جو چار حصے باقی رہے انمین سے دیا جائیگا یہ جاننا چاہیے کہ جب غنیمت کے پانچوین حصے مین سے ایک پانچوان حصہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھا جب وہ آپکے بعد آپکی شریعت کے استحکام کے مصالح مین صرف کیا گیا اور یہ مصالح بے شمار ہین تو ان مین صرف کرنیکا طریقہ یہ ہی کہ ہر زمانہ مین استحکام شریعت کے لحاظ سے جو کام سب سے اہم و اقدم ہو پہلے اسمین صرف کیا جاوے اسیطرح درجہ بدرجہ لحاظ رکھنا واجب ہی پھر مال فئی یعنے پانچوین حصہ کے پانچ حصہ کرنے کے بعد جب ایک حصہ مصالح شریعت مین صرف کیا گیا تو باقی چار حصہ یہان چار قسم کے واسطے مذکور ہین اول قولہ تعالی ولذی القربی یعنی صاحبان قرابت کے واسطے ہی اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اکی قرابت تمام عبیلہ قریش کے بیشمار خانوادون مین سب مین پھیلی ہوئی تھی تو کیا سب خاندانون کو دیا جائیگا جواب یہ کہ نہین بلکہ اس ... قریبن اگر کہا جاوے کہ کیا ایمان کی شرط ہی جواب یہ کہ ان بنی ہاشم و بنی مطلب مین سے فقط مومنین مراد ہین۔ اگر کہا جاوے کہ ہاشم اور مطلب کے دونون ... وعبد شمس بن ... پھر ان دونون بھائیون کی اولاد کیون چھوڑ دی گئی جواب یہ ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربی کا حصہ تقسیم فرمایا تو اولاد ... واولاد مطلب سے مومنین کو دیا اور نوفل و عبد شمس کی اولاد کو نہین دیا اگرچہ وہ لوگ بھی ایمان لاکر آپکے ساتھ تھے بلکہ اُن مین سے بعض نے جاکر اس بارہ مین ... تو بھی آپنے انکو نہین دیا اور فرمایا کہ بنی ہاشم و بنی مطلب بمنزلہ ایک شی کے متحد ہین اور اسکی مثال سمجھانے کے واسطے آپنے انگلیان ایک دوسرے مین داخل کین ... متعرجم کہتا ہی کہ اسیواسطے ابو حنیفہ و ایک جماعت علماء نے کہا کہ یہان قرب نسبی مراد نہین ہی بلکہ قرب صفتی مراد ہی یعنے نصرت و اتحاد اور امام شافعی اور ایک جماعت علمائے نے کہا کہ نہین بلکہ قرابت نسبی مراد ہی تو ضرور ہی کہ یہان یہ مشکل پیش آویگی کہ نوفل و عبد شمس دونون بھائیون کی اولاد کیون محروم کی گئی اور یہ مسئلہ انشاء اللہ تعالی ان آیات کے ختم کرنے کے بعد بیان کیا جائیگا اور اسمین شک نہین ہی کہ جسوقت اس آیت کا نزول ہوا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم و بنو مطلب کی اولاد مومنین کو اس حصے مین سے دیا اور چونکہ امام شافعی کے نزدیک اب بھی یہ حکم باقی ہی کیونکہ وہ قرابت نسبی مراد لیتے ہین لہذا اُنکے نزدیک اس حکم کی تفریع یہ ہی کہ اب بھی بنی ہاشم و بنی مطلب کی اولاد کو دیا جاوے اگرچہ وہ لوگ تونگر ہون اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبد المطلب کو اس مال مین سے دیا حالانکہ وہ تونگر تھے **خطیب** نے لکھا کہ ان مین سے مرد کو عورت سے دوچند دیا جائیگا جیسا کہ میراث مین ہوتا ہی چنانچہ عورت کو ایک حصہ تو مرد کو دو حصے دیے جاوین اسواسطے کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے ایسا عطیہ ہی جسکا استحقاق باپ کی قرابت سے ہوتا ہی جیسے میراث مین ہوتا ہی اسیواسطے چھوٹے اور بڑے مین کچھ فرق نہین ہی اور باپ کی جانب سے نسب کا اعتبار ہی جیسے میراث مین ہی پس اگر بنی ہاشم یا بنی مطلب کی لڑکیان کسی دوسرے خاندان مین بیاہی گئین تو یہ لڑکیان بذات خود مستحق ہین ولیکن انکی اولاد مستحق نہوگی کیونکہ وہ اپنے باپ کی جانب منسوب ہونگی اور اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن العوام کو اور عثمان رضی اللہ عنہما کو حصہ نہین دیا باوجودیکہ ان دونون کی مائین ہاشمیہ تھین دوسری قسم کا بیان قولہ تعالی والیتامی یعنی یتیمون مین سے محتاجونکو دیا جاوے کیونکہ یتیم کا لفظ خود محتاجی پر دلالت کرتا ہی اور یتیم اُسیکا نام ہی جو بالغ نہوا اگرچہ دختر ہو اور حدیث مین بھی آیا ہی کہ احتلام ہونے کے بعد یتیمی نہین ہی اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا اور **شیخ نووی** نے کہا کہ اسکی اسناد اچھی ہی اگرچہ دوسرون نے اسکی اسناد مین کلام کیا ہی اور یتیم اُسیکو کہتے ہین جسکا باپ نہوا اگرچہ مان موجود ہو برخلاف اسکے ہائم مین وہ یتیم ہوتا ہی جو اپنی ماں سے جدا ہو جاوے اور پرندون مین وہ یتیم ہوتا ہی جسکی ماں و باپ کوئی نہوا اور آدمیون مین سے جسکا باپ موجود ہو اور مان نہو اُسکو منقطع کہتے ہین قسم ثالث کا بیان قولہ تعالی والمسکین یعنی محتاج فقراء کو اور چہارم کا بیان قولہ تعالی وابن السبیل یعنے جو اپنے سفر کی راہ مین محتاج ہوا اور یہی مشہور قول ہی اور اسکے اختلافات کا بیان سورۂ انفال مین گذر چکا پھر یہ لوگ خواہ مرد ہون خواہ عورت مستحق ہونگے **خطیب** نے لکھا کہ پھر ان اقسام مین سے اگر ایک بچہ یتیم ہوا اور مسکین بھی ہو تو وہ دو حصہ نہین پاویگا بلکہ یتیمی کی راہ سے اسکو دیا جائیگا اسواسطے کہ یتیمی اس مین ایسی صفت ہی کہ وہ زائل نہین ہو سکتی ہی اور مسکینی زائل ہو سکتی ہی **متعرجم** کہتا ہی کہ پھر اگر وہ بالغ ہونیکے بعد مسکین رہا تو یتیمی زائل ہو گئی اور مسکینی کی وجہ سے حقدار ہوگا **خطیب** نے لکھا کہ جو شخص مسلمانون کا سردار ہو اسکو اختیار رہی کہ ان اقسام مین سے موافق مصلحت کے جسکو چاہے زیادہ دے اور جسکو چاہے کم دے اور اسپر خبر گیری کرنا واجب ہی خواہ وہ خود یہ کام کرے یا اپنا نائب مقرر کرے اور یہ واجب نہین ہی کہ جہان مال فی یا غنیمت حاصل ہوئی ہی فقط وہان جو لوگ اس قسم کے موجود ہون انھین کو خاص کرے اور نہ یہ لازم ہی کہ مملکت اسلامی کی ہر جانب کو اسی طرف کے یتیمون و مساکین وغیرہ سے خاص کرے بلکہ اُسکو تمام مملکت مین اس قسم کے لوگون کا خیال رکھنا چاہیے ان اگر مال فی فقط اسقدر ہو کہ کل کے واسطے کفایت نہین کر سکتا ہی تو مصلحت دیکھکر جدھر زیادہ ضرورت ہو اُسیطرف صرف کرے اور اگر ان چار قسمون مین سے کوئی قسم موجود نہو تو اُس کا حصہ روکنا ضرور نہین ہی بلکہ جو قسمین موجود ہین انھین پر صرف کر دیا جاوے

اب جاننا چاہیے کہ غنیمت مین سے فقط پانچوین حصے کا یہ بیان تھا رہے باقی چار حصے تو وہ اُن غازیون کے واسطے ہین جو جہاد کے واسطے

ہین اور امام اپنی راے سے اُن لوگون کو معین فرماویگا پس جب حاصلات آوے تو انھین لوگونکو اُسمین سے دیا جائیگا اور اُنکا ذکر آیندہ آتا ہی پھر کبھی مجاہدین کے ساتھ مین ایسے لوگ بھی شریک ہوجاتے ہین جو ہر طرح سے ثواب آخرت چاہتے ہین یعنے اپنے مال سے خرچ کرکے جہاد کرنے جاتے ہین پس اُنکو اس مال مین سے نہین دیا جائیگا بلکہ اُنکو زکوۃ مین سے ملسکتا ہی پھر جن مجاہدین کے نام لکھے ہین وہ اپنے لشکر کے قاضیون کو بھی اپنے مال مین شریک کرین اور اسیطرح اپنی نماز کے امامون اور موذنون اور خدمتیون کو بھی اسمین شریک کرین اور امام پر واجب ہی کہ ان مجاہدون مین سے جنکے نام لکھے ہین ہر ایک کو اُسکی حاجت کے لائق رزق دے تاکہ وہ اپنے ذاتی خرچہ اور اپنی زوجات وغیرہ کے خرچہ سے بے فکر ہوکر جہاد کے واسطے فارغ ہو اور حاجت کا اندازہ کرنے مین ہر زمانہ کا خیال رکھنا چاہیے اور اُس ملک کا خیال رکھنا چاہیے اور وہان کے سستے مہنگے ہونیکا بھی خیال رکھنا چاہیے اور ہر شخص کی ذاتی حیثیت اور مروت کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور اگر اُسکی حاجت بڑھ جاوے تو رزق بھی بڑھانا چاہیے مثلاً کوئی اولاد پیدا ہو یا وہ دوسرا یا تیسرا نکاح کرے تو چار زوجات تک اُسکی حاجت کے موافق عطا کرے اور اگر اُسکے پاس کوئی غلام نہو تو جہادی غلامون مین سے اُسکی حاجت کے لائق اُسکو غلام دے خواہ وہ اپنے گھر کی خدمت کے واسطے چاہے یا جہاد مین اپنے ساتھ رکھنا چاہے اور ان خادمون کا بھی خرچہ بڑھادے اور جو شخص سوار ہوکر قتال کرنیکی لیاقت رکھتا ہی تو اُسکو بیت المال کے گھوڑون مین سے بقدر ضرورت گھوڑے دے اور اُسکو کارپرداز غلام یا سائیس دے اور اسمین اسکی لیاقت اور حاجت کا خیال کرے کیونکہ اسمین کوئی حد مقرر نہین ہی بخلاف زوجات کے کہ وہ چار سے زیادہ نہین ہوتی ہین پھر یہان یہ سوال ہی کہ لشکری کو جو کچھ اُسکی زوجہ و فرزند کے نام سے دیا گیا کیا اس مال کی ملکیت اولاً اُسکی زوجہ و فرزند کو حاصل ہوتی ہی جواب یہ کہ ہان لیکن بعض نے کہا کہ نہین بلکہ پہلے اس مال مین اسی لشکری کی ملک حاصل ہوتی ہی پھر اُسکی طرف سے اُسکی زوجہ و فرزند کی ملکیت مین جاتا ہی پھر اگر لشکری مرجاے تو امام اُسکے والدین و زوجات و اولاد کو دیتا رہے یہانتک کہ اُنکی حاجت باقی نرہے پھر جاننا چاہیے کہ امام کے واسطے مسنون طریقہ یہ ہی کہ ایک دفتر رکھے جسمین ہر مقام کے جہادی لشکریون کے نام مع کیفیات کے درج ہون اور پہلے پہل اسکو حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ نے بنایا تھا اور ہر جماعت کے واسطے ایک عریف مقرر کرے یعنے مثلاً ہر دس کے واسطے ایک جمعدار مقرر کرے اور جاننا چاہیے کہ اس دفتر مین عرب و عجم سب قسم کے لشکری رکھے جاوینگے لیکن عجم سے عرب کو مقدم کرے پھر عرب مین سے قریش کو مقدم کرے کیونکہ حدیث مین بھی آیا ہی کہ تم لوگ قریش کو مقدم رکھو پھر قریش مین سے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو مقدم کرے پھر بنی عبد الشمس عبد العزیٰ پھر دیگر بطون عرب کو بلحاظ قرابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدم رکھے پھر باقی عرب کو رکھے پھر عرب کے بعد عجم کو رکھے مترجم کہتا ہی کہ جو لوگ آزاد کیے ہون انمین کیونکر ترتیب ہوگی کیونکہ کفو کی راہ سے ظاہر فقر مین برابری نہین ہی اور حدیث مین یہ آیا ہی کہ جس قوم کا آزاد کیا ہوا وہ اُسی قوم مین سے ہی اور دوسری حدیث مین ہی کہ آزاد کردہ مثل نسب کے ایک لگاؤ ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ بنی ہاشم کے آزاد کیے ہوے لوگون پر صدقہ جائز نہین ہی اور کلام یہان نفس ایمان و جہاد مین ہی پس اقرب یہ نظر آتا ہی کہ بنی ہاشم کے موالی بھی اُنکے ذیل مین مقدم رہین کیونکہ نفسانی تکبر خود قبیح ہی واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم خطیب رح نے لکھا کہ امام کو چاہیے کہ دفتر مجاہدین مین ایسے شخص کا نام درج نکرے جو جہاد کے لائق نہین ہی اور جو شخص لائق ہی اور اُسکا نام درج ہی اور وہ بیمار ہوجاوے تو وہ مثل تندرست کے ہی پھر جاننا چاہیے کہ جب اُس مال مین سے اہل دفتر کے لشکریون پر تقسیم کیا گیا اور بعد تقسیم مذکور کے بھی مال زائد بچ رہا تو چاہیے کہ ہر ایک کے خرچہ کے موافق اُن پر تقسیم کردیا جائے لیکن امام کو یہ اختیار ہی کہ موافق مصلحت کے اسکو محفوظ رکھے یا ہتھیار و گھوڑے وغیرہ مین صرف کرے الحاصل اس مقام کی آیات کا خلاصہ یہ ہی کہ جو مال بغیر مشقت جہاد کے حاصل ہو وہ فئے ہی اور فئے کے مصارف کو اللہ تعالیٰ نے جدا بیان فرمایا اور مجاہدین مین مال فئے تقسیم نہین کیا بلکہ فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول اور رسول کے اہل قرابت اور یتیمون اور مساکین و مسافرین کے واسطے ہی کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ تاکہ یہ تمھارے تونگرون کے درمیان دولت نہ ہوجاوے ف یعنے جو مال فئے اللہ تعالیٰ نے میسر فرمایا یہ زمانہ جاہلیت کی رسم کے موافق فقط تمھارے تونگرون مین متداول نہو یعنی فقط تمھارے تونگر ہی اُسکو اپنے درمیان ہاتھون ہاتھ لیجین کیونکہ یہ مذموم ہی بلکہ اس مال مین سے فقراء مساکین و یتیمون وغیرہ کا حصہ ہی تاکہ اسلامی سلطنت عدل مین جمیع بندگان الٰہی اپنے پروردگار عزوجل کی عبادت کے واسطے فارغ رہین اور یہ نہو کہ مال کو دنیا کی تونگری کے واسطے

یہ ترجمہ کہ دنیا اور اسکا مال ایسی چیز نہین ہی کہ اہل آخرت اسپر دل لگائین مترجم کہتا ہی کہ یہ شان شریعت رسالت کی خلافت یعنی خلفاء عباسیہ کے عہد مبارک تک امن وعافیت سے رہی اور اسلام مین بادشاہت کوئی میراث نہ تھی بلکہ صالحین مومنین اپنی مشورت سے ایک لائق صالح کو اسلامی نائب یعنی خلیفہ بناتے تھے پھر جب سے لوگونکی نظر ایک آنکھ سے آخرت کی جانب رہی اور ایک آنکھ سے دنیا کی جانب پڑنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے بنی امیہ کے متغلب سلطین پر یعنی دنیا چہنے والے جو تلوار کے زور سے بادشاہ بن بیٹھے پھر بھی انمین کسیقدر یہ بات باقی تھی کہ سلطنت کے مال مین سے اہل اسلام کو فراغت کے ساتھ دیتے تھے

روایت ہی کہ ہشام بن عبد الملک کے عہد سلطنت مین عرب کے بعض قبائل مین قحط واقع ہوا تو وہان کے لوگون کا ایک وفد آیا اور اُسنے خلیفہ کی خدمت مین اجازت مانگی خلیفہ نے اپنے حاجب کو اجازت دی کہ اُنکو مجلس مین لاوے حاجب انکو لایا اور اُنکے درمیان مین ایک مرد صالح جنکا نام درواس تھا فقط ایک کملی کو بدن پر لپیٹے ہوئے داخل ہوئے جب ہشام کی نظر اُنپر پڑی تو حاجب سے کہا کہ کیا میرے پاس ہر شخص جو چاہے چلا آتا ہی درواس رحمۃ اللہ تعالیٰ سمجھ گئے کہ اسنے میرا آنا مکروہ جانا درواس نے کہا کہ ای امیر المومنین مجھے اس مجلس مین آنا نصیب ہوا اور میرے آنے سے آپ کی شان خلافت مین کوئی نقص نہین آیا بلکہ اس مجلس کی بدولت لوگونمین میری کملی کو فخر حاصل ہوگیا اور اگر آپ اجازت دین تو مین کچھ کلام کرون ہشام نے جب اُنکا کلام سُنا تو کہا اللہ ابوک یعنے تیرے باپ کو شاباش ہی مجھے تو ہی اس گروہ مین نظر آتا ہی مین خوشی سے اجازت دیتا ہون کہ جو چاہو کہو درواس رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بعد الحمد والصلوٰۃ ای امیر المومنین ہمارے یہان تین سال سے متواتر خشکی ہی اول سال کیفیت ہوئی اور دوسرے سال یہ اور اب تیسرے سال یہ حال ہی پھر یہ مال جو آپکے قبضہ مین ہی اگر مال الٰہی ہی تو اُسکے بندونسے کیون روکا جاوے اور اگر یہ آپکا مال ہی تو اللہ تعالیٰ کے بندون پر صدقہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اہل صدقہ کو ثواب جمیل عطا فرماتا ہی اور اگر یہ لوگ مستحق ہین تو اولیٰ ہی کہ حقدار کو حق پہونچ جاوے کیا مجھے اس سے کچھ زیادہ بیان کرنا چاہیے ہشام نے کہا کہ شاباش ای مرد صالح تم نے ان مختصر الفاظ مین مجھے سب کچھ سُنا دیا اب زیادہ حاجت نہین ہی پھر قوم کے واسطے کئی لاکھ کا حکم دیا اور خاص درواس رح کے لیے ایک لاکھ درم کا حکم دیا درواس نے عرض کیا کہ کیا قوم مین سے ہر شخص کے لیے اسی قدر حکم دیا گیا ہی ہشام نے فرمایا کہ نہین اور بیت المال مین اسقدر گنجائش نہین ہوسکتی ہی کہ ہر شخص کے لیے ایسا حکم ہو درواس رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو پھر مجھے اسکی حاجت نہین ہی اور مجلس سے سلام کرکے نکلکر چلدیے لیکن ہشام نے انکے پیچھے وہ مال اُنکے پاس بھیجدیا جب وہ اُنکے پاس پہونچا تو اُسمین سے دس ہزار درم اپنے کنبہ والون کو دیے اور باقی نوے ہزار درم دوسرے کنبون مین بانٹ دیے جب یہ خبر ہشام کو پہونچی تو رویا اور کہنے لگا کہ ہر زمین صالح اپنے مناسب نکالتی ہی **لطیفہ** روایت ہی کہ یہ ہشام کی ابتدائے سلطنت تھی اور اللہ تعالیٰ نے اُس سال خوب بارش کی تو ہشام نے فخریہ کہا کہ ای لوگو دل سے مطیع رہو کہ اللہ تعالیٰ نے میری خلافت کی برکت سے تیرے قحط دور کیا اور خوب پانی دیا اہل مجلس مین سے ایک مرد صالح نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ ہمپر بڑا مہربان ہی کہ قحط کو اور تجھکو جمع نہین کرتا ہی یعنے تیرا ظلم و قحط جمع نہین فرمایا منہ رحم کہتا ہی کہ اس وقت مین اسلام اور خلفا کے ساتھ یہ کیفیت تھی اور اسطرح معاملہ ہوتا تھا پھر دو سو برس کے بعد تغیر عظیم ہوا پھر پانچ سو برس ہجری تک ایسا انقلاب ہوا کہ سلطنت ایک میراث ہوگئی اور سپاہی مین سے محض جاہل فقط دنیا کے لیے نوکری کرنیوالے رہگئے اور ہمیشہ سلطنت کے خاندان کے طرفدار ہوتے تھے چنانچہ اس دیار مین ابتک اس حالت کے دیکھنے والے موجود ہین انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور شک نہین ہی کہ جب سے اسلامی قانون شریعت مٹ گیا تو بیت المال بھی مٹ گیا اور جو کچھ حاصلات ہوتی تھی وہ بادشاہ کا ذاتی مال تھا اور فی خراج وغیرہ مین کچھ تفصیل باقی نہین رہی بلکہ بادشاہ اپنے جلسۂ شراب و کباب شاعرون و مذماد و رقص و سرود والونکو جسطرح چاہتا تھا دیا کرتا تھا مسئلہ اوپر مذکور ہوا کہ لاوارث کا مال بیت المال کے خزانۂ فی مین شامل ہوگا یا عصبہ ہو تو باقی مال داخل فی ہو مثلاً زید بہت مالدار ہی اور اسکی فقط ایک دختر ہی جسکی شادی کرچکا پھر اُسنے انتقال کیا اور فقط یہی لڑکی وارث چھوڑی تو از روے فرائض کے نصف اُس لڑکی کو دیا جاوے اور باقی بیت المال کے لیے ہی لیکن علماے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے یعنی متاخرین مشائخ نے فتوی دیا کہ باقی بھی اسی لڑکی کو دیدیا جاوے اسلیے کہ بیت المال باقی نہین ہوا نا للہ وانا الیہ راجعون اسلام مین عدل کامل یہ تھا کہ مال فی مین ذوی القربی و یتامی و مساکین و ابن السبیل کا حق ہی جیسے غنیمت پانچ حصون کے

چار حصہ غازیون کے تھے پس جب ضعفا قلیل تھے تو اُنکے لیے اسقدر قلیل کفایت کرتا تھا اور سب قسم کے لوگون کو مال الٰہی سے حصہ پہونچ گیا اور فقط اغنیا مین متداول نہین رہا پھر اللہ تعالیٰ نے اس شرع کی پابندی پر تاکید شدید فرمائی بقولہ تعالیٰ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جو کچھ تمکو رسول اللہ نے دیا وہ لے لو اور جس سے تمکو منع کیا اس سے باز رہو۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہی **ف** یہ آیت کریمہ دین مین نہایت اعلیٰ کلیہ ہی اور اسی پر دین حق کی بنیاد ہی اور جس فرقہ نے اسکو چھوڑا وہی گمراہ ہوگیا **خطیب** نے لکھا کہ یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہی **مترجم** کہتا ہی کہ اگلی کتابون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مین یہ آیا ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنا کلام اُسکی زبان پر ڈالیگا چنانچہ یہ صفت اب تک اس توریت و انجیل مین موجود ہی جسکو یہود و نصاریٰ نے اپنے خیالات و تعصبات پر محرف کیا ہی اور یہود اب تک منتظر ہین کہ ایسا پیغمبر پیدا ہونے والا ہے حالانکہ یہ صفت بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق ہی اور ایسی صاف صادق ہی کہ زیادہ بیان کی حاجت نہین ہی اور نصاریٰ اپنے خیال مین اسکے یہ معنی لگاتے ہین کہ اس سے مراد انکی وہ خیالی روح ہی جو حواریون پر الہام کرنے آتی تھی اور یہ محض تعصب اور بالکل باطل ہی کیونکہ وہ مجسم آدمی نہ تھی جسکی زبان ہو اور نہ اُسپر کوئی دوسری انجیل نازل ہوئی علاوہ اسکے وہان یہ صفات بھی مذکور ہین کہ جو کوئی اُسکی نافرمانی کریگا وہ اُسکی تلوار سے مغلوب و مٹایا جائیگا اور اُسکے مانند بہت سے صفات صریح مذکور ہین جو کسیطرح اس خیالی روح پر صادق نہین آتے ہین اور کیونکر اُس خیالی روح کو خیالی تلوار دیتے ہین جبکہ شریعت انجیل مین جہاد بالکل حرام ہی لیکن افسوس یہ ہی کہ جب تعصب کا سیاہ پردہ آنکھون پر پڑجاتا ہی تو حق نہین سوجھتا ہی **خطیب** نے لکھا کہ یہ آیت اگرچہ فئی و غنیمت کے موقع پر نازل ہوئی لیکن اس حکم عام مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع امر و نہی داخل ہین عبدالرحمٰن بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ احرام باندھے ہوے اور اپنے کپڑے پہنے ہوے ہی آپنے فرمایا کہ یہ کپڑے اتار دے اُس شخص نے کہا کہ اگر کلام الٰہی مین سے کوئی آیت ایسی پڑھیے جسمین یہ حکم ہو کہ مین یہ کپڑے اتار دون تو البتہ حکم شریعت کی تعمیل کر دونگا آپنے فرمایا کہ ہان مین آیت پڑھتا ہون - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ پس اس شخص نے فوراً تعمیل کی **مترجم** کہتا ہی کہ اس روایت سے یہ فائدہ ظاہر ہی کہ فتاوای علماے رحمہم اللہ تعالیٰ کی تعمیل اسی طرح دلیل شرعی کے ساتھ بشرطیکہ استدلال شرعی سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہو اور اس سے معلوم ہوا کہ جو بعض متاخرین نے حتم کیا کہ اب کسی شخص مین دلائل سمجھنے کی بھی لیاقت نہین ہی اور اسکا نتیجہ یہ ہی کہ آیندہ جو واقعات ایسے ظاہر ہون کہ جنکا حکم سابق مشائخ مجتہدین کے فتاوی مین بھی نہین ہی تو اب اُنکا کچھ حکم نہین نکل سکتا ہی مثلاً ریل پر نماز پڑھنا یا نوٹ پر زیادہ دینا یا تار کی خبر پر چاند کا اعتبار کرنا اور مانند اسکے بکثرت مسائل ہین کہ اس قول کے موافق انکا کوئی حکم نہین نکل سکتا ہی اور اگر یہ کہا جاوے کہ جزئیات مذکورہ مین سے کسی جزئیہ پر اُسکا قیاس کرینگے تو اس قول کی بنیاد پر یہ بھی باطل ہی اسواسطے کہ ایسا قیاس کرنا مجتہد کا خاصہ ہی پس تعصبات سے پرہیز کرنا چاہیے واللہ الموفق **خطیب** رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ عبداللہ بن محمد الفریابی نے کہا کہ مین نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا کہ ایک روز آپ فرمانے لگے کہ جو کچھ تمھارا جی چاہے مجھسے پوچھو مین تمکو کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا جواب دونگا تو مین نے عرض کیا کہ یا حضرت اگر کوئی شخص احرام باندھے ہو اور زنبور یعنی مکھی اُسکے چپٹ جاوے تو کیا اُسکو مار ڈالے آپ اسکا جواب مجھکو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عنایت فرماوین امام شافعی رح نے غرہ یا کہ ہان تم سنو پھر کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ وحدثنا سفیان بن عیینۃ عن عبدالملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ بن الیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اقتدا کیجیے دو خلیفہ کی جو میرے بعد ہونگے ابو بکر و عمر کی **مترجم** کہتا ہی باسناد عمدہ جید ہی اور امام شافعی رح نے اول آیت سے یہ نکالا کہ رسول صلعم کا امر و نہی تمپر فرض ہی اور اس حدیث سے یہ نکالا کہ تمام امت کو آنحضرت نے حکم دیا کہ آپکے بعد والے دونون خلیفہ ابو بکر و عمر کی اقتدا ہم سب لازم کرین پھر امام شافعی رح نے کہا کہ حدثنا سفیان بن عیینۃ عن مسعر بن کدام عن قیس بن اسلم عن طارق بن شہاب عن عمر بن الخطاب انہ امر بقتل الزنبور یعنے

طارق بن شہاب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپنے محرم کو زنبور مارڈالنے کی اجازت دی **خطیب** رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ جو حدیث بصورت ہو یعنی امام شافعیؒ نے فتوی دیا کہ احرام مین زنبور مارڈالنا جائز ہو اور بیان کیا کہ اس بارہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کی اور حضرت عمر کی اقتدا کرنے کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بسر وچشم اپنے اوپر فرض کرنیکے واسطے اللہ تعالیٰ نے ہمکو حکم دیدیا ثابت ہو گیا کہ زنبور کا مارڈالنا سنت رسول اللہ و کتاب اللہ سے ثابت ہے صحیح مسلم مین حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ انکو خبر آپنے گودنے والی عورتون اور گودنا لینے والی عورتون پر اور بال چنوانے والیون اور اگلے دانتون مین کشادگی کرانے والی عورتون پر جو حسن کے واسطے ایسا کرتی ہین اور اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو بگاڑتی ہین لعنت فرمائی یعنے ایک روز ایسی ایسی عورتون پر لعنت فرمائی اور اس بارہ مین آنحضرت صلعم کی حدیث سنائی یہ خبر اسی محلہ کی ایک عورت کو پہونچی وہ قبیلۂ بنی اسد کی عورت تھی اسکا نام ام یعقوب تھا پس وہ آپکے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ آپنے ایسی اور ایسی عورتون پر لعنت کی ہے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جیسی عورتون پر رسول اللہ صلعم نے لعنت فرمائی تو مین کیونکر لعنت نکرونگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین یہ حکم فرمایا ہے ام یعقوب بولی کہ مین نے تمام قرآن مجید پڑھا مجھے کہین نہین ملی او مین سب قرآن پڑھتی ہون لیکن جو کچھ تم کہتے ہو مجھے کہین نہین معلوم ہوتا آپنے فرمایا کہ اگر تو پڑھتی ہوتی تو اسکو پاتی (یعنے تو غور سے نہین پڑھتی اگر تو غور سے پڑھتی ہوتی تو تجھکو یہ حکم ملجاتا) کیا تو نے یہ نہین پڑھا۔ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ وہ بولی کہ یہ حکم تو مین نے پڑھا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے **مترجم** کہتا ہے اس حدیث سے یہ فائدہ نکل آیا کہ اسی منع کرنے کو لعنت کہا گیا ہے یعنی ایسی سخت تاکید سے منع فرمایا کہ عورتین ایسے کام سے بالکل دور رہین اور لعنت سے یہان وہ لعنت مراد نہین ہے جسکے معنی رحمت الٰہی سے دور ہوجانے کے ہین جیسے شیطان پر لعنت کی جاتی ہے بلکہ یہان ایسی نافرمانی سے دور رہنا مراد ہے **خطیب** رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ وشم یعنے گودنا یہ تھا کہ انسان کے بدن مین سوئی سے داغ دیکر دہان سرمہ بھراجاوے اور زمانۂ جاہلیت مین عورتین ایسا کرتی تھین اور جو عورت یہ کام کرتی تھی اسکا نام واشمہ رکھا جاتا تھا اور جو عورت گودانا چاہتی تھی وہ مستوشمہ تھی اسیطرح عورتین اپنے چہرے اور بعض پیشانی سے بال چنوا کر صاف کراتی تھین اور اسیطرح بعضی عورتین اگلے دونون دانتون مین جھری یعنی کشادگی کراتی تھین اور یہ سب ممنوع ہے واضح ہو کہ بعض علمائے رہنے یہ گمان کیا کہ اس سورہ مین جو حکم الفؤ مذکور ہے اسمین سے کچھ بذریعۂ سورۂ انفال کی آیت کے منسوخ ہو گیا ہے لیکن **قرطبی و بقاعی** وغیرہ نے کہا کہ یہ گمان بالکل خطا ہے اسواسطے کہ سورۂ انفال تو بدر کے معاملے مین پہلے نازل ہو چکی تھی اور یہ آیات اسکے زمانۂ دراز کے بعد نازل ہوئی ہین پھر کیونکر منسوخ ہو سکتی ہین ان آیات کی تفسیر تمام ہوئی لیکن ایک بات کی تحقیق باقی رہی کہ قولہ تعالیٰ ذوی القربی سے یہان کیا قرابت نسبی مراد ہے یا قرابت نصرت مراد ہے کیونکہ نسل کی قرابت مین تمام بطون قریش آخر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک دور کی قرابت رکھتے ہین اور اس قول کے موافق بعد آپکے بھی یہ حصہ باقی رہیگا اور اگر قرابت بلحاظ نصرت کے مؤکد ہوئی ہو یعنے وہ قرابت لیجاوے جس سے نصرت تھی تو بعد آپکے یہ حق بھی منتفی ہو گا صرف عام حق مین انکا حق بھی باقی رہیگا اور اسمقام پر مترجم چاہتا ہے کہ فی الجملہ اس قول کی تحقیق و تفصیل بیان کیجاوے واللہ تعالیٰ ہو الموفق **امام ابوجعفر الطحاوی** رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل۔ اور اللہ تعالیٰ سبحانہ عزوجل نے یہ بھی فرمایا واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل یعنی آگاہ رہو کہ جو کچھ تمنے غنیمت مین حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ کیواسطے اسکا پانچوان حصہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور صاحب قرابت کے واسطے اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون کے واسطے ہے۔ ھ۔ **طحاوی** رحمہ نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ عزوجل نے پہلی آیت مین ذکر فرمایا وہ ایسے اموال مین ہے جنپر مسلمانون نے اہل شرک سے صلح ٹھہرائی ہے اور اسی مین مشرکون کا ذاتی جزیہ و اسکے مانند مال بھی شامل ہین اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت مین ذکر فرمایا وہ ایسے مال غنیمت کا پانچوان حصہ ہے جہان مسلمانون نے بزور شمشیر غلبہ پایا اور اسی مین زمانۂ کفر کے گاڑے ہوے خزانے بھی داخل ہین جنکو رکاز کہتے ہین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ نے حدیث مین بیان

Marfat.com

فرمایا کہ رکاز مین پانچوان حصہ لیا جائیگا اور اس بارہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث متواتر ہین پھر طحاوی نے بطریق مالک و ابن عیینہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی کہ رکاز مین پانچوان حصہ واجب ہی پھر کہا کہ اس سے ظاہر ہوا کہ مال غنائم مین سے پانچوین حصہ کا حکم اور کل مال فی کا حکم ایک ہی ہی پھر علمائے نے اسکے بعد کلام کیا کہ دونون آیتون مین جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام پاک کے واسطے فرمایا تو اس سے کیا مراد ہی بعض علمائے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے واسطے ایک حصہ لیا جائیگا اور وہ کعبۂ معظمہ کے خرچہ مین لگایا جائیگا پھر ابو العالیہ تابعی سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین مال غنیمت لایا جاتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسمین اپنا مبارک ہاتھ مارتے پس جو کچھ آپکی مٹھی مین آجاتا اسکو خانہ کعبہ کے واسطے قرار دیتے تھے اور یہی بیت اللہ کا حصہ ہی پھر باقی کو پانچ حصون پر تقسیم فرماتے پس اسمین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک حصہ ہوتا تھا اور اہل قرابت کے واسطے دوسرا حصہ اور یتیمون کے واسطے تیسرا حصہ اور مساکین کے واسطے چوتھا حصہ اور ابن السبیل کے واسطے پانچوان حصہ ہوتا تھا **ابو العالیہ** نے کہا کہ جو کچھ آپنے خانہ کعبہ کے واسطے قرار دیا وہی اللہ تعالیٰ کے نام پاک کا حصہ ہے پس ان علمائے نے اسی قول سے دلیل پکڑی کہ دونون آیتون مین نام الٰہی کے واسطے بھی ایک حصہ ہی وہ خانہ کعبہ پر صرف کیا جاوے **مترجم** کہتا ہی کہ ابو العالیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد اس روایت مین مال غنیمت سے یہ ہی کہ غنیمت کا پانچوان حصہ جب آپکے سامنے آتا تھا تو ایسا کرتے تھے کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو باقی کو ان پانچ حصون پر تقسیم کرنا جائز نہوتا بلکہ باقی کے فقط پانچوین حصہ کو ان پانچ حصون پر تقسیم کرتے پھر ان بعض علمائے نے اس مرسل روایت کو حجت قرار دیا ہی رہے علمائے حنفیہ رح و جم غفیر کے نزدیک ثقہ تابعی کی مرسل روایت بھی حجت ہوتی ہی اور یہ اسناد حسن ہی لیکن امام شافعی و ایک جماعت کے نزدیک مرسل حجت نہین ہی خصوصًا ابو العالیہ کی مرسلات مین ضعف قرار دیتے ہین **امام طحاوی** رح نے کہا کہ دیگر فریق علمائے نے کہا کہ دونون آیتون مین اللہ تعالیٰ نے اپنا نام فقط مفتاح کلام رکھا ہی یعنے مال فی و پنجم حصہ غنیمت کی تقسیم کا حکم بیان فرمانے کے لیے اپنے نام پاک سے شروع کیا جیسے بسم اللہ کہکر شروع کرتے ہین اور اس گروہ علمائے نے یہ بھی کہا کہ اسیطرح جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کیا گیا وہ بھی مفتاح کلام ہی یعنے یہان فقط ذوی القربی سے ابن السبیل تک چار حصے مین تقسیم کرنا مقصود ہی اور ان لوگون کی دلیل قول ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی کہ غنیمت کے پانچ حصہ کیے جاتے تھے ان مین سے چار حصے اُن غازیون کو ملتے تھے جنھون نے قتال کیا اور باقی پانچوین حصے کو چار حصون پر تقسیم کیا جاتا ان چار مین سے ایک حصہ اللہ و رسول و صاحبان قرابت کے لیے تھا اور قرابت سے قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہی پس جو کچھ اللہ و رسول کے واسطے تھا وہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کو ملتا تھا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس مین سے کچھ نہین لیا پھر چار حصون مین سے دوسرا حصہ یتیمون کا اور تیسرا مسکینون کا اور چوتھا ابن السبیل کا تھا اور ابن السبیل وہ مہمان فقیر ہی جو مسلمانون کے یہان آکر اترتا ہی (رواہ عن محمد بن حجاج الخضرمی و محمد بن [illegible] و علی بن عبد الرحمن الکوفی قالوا حدثنا عبد اللہ بن صالح عن معاویۃ بن صالح عن علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس بذلک) **مترجم** کہتا ہی کہ یہ اسناد جید ہی کیونکہ [illegible] بن الحجاج ثقہ ہین انسے ابن ابی حاتم وغیرہ نے روایت کی ہی اور محمد بن خزیمہ کی نسبت ذہبی نے کہا کہ مشہور ثقہ ہین اور باقی مشہور ثقات ہین سوائے اسکے کہ علی ابن ابی طلحہ کی روایت ابن عباس سے منقطع ہی ولیکن طحاوی نے کہا کہ ایک جماعت محدثین کہتے ہین کہ یہ صحیح ہی کیونکہ اگر علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس کو نہین پایا تو بھی فقط مجاہد و عکرمہ کے ذریعہ سے لیا ہی اور مجھ سے علی ابن الحسین نے کہا کہ مین نے احمد بن حنبل سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ اگر کوئی معتبر [illegible] معاویہ بن صالح کی کتاب التاویل لاوے تو میرے نزدیک اسکا سفر رائیگان نہوگا ۔ ھ ۔ **امام طحاوی** رح نے کہا کہ تیسرے فریق علماء کا قول یہ ہی کہ دونون آیتون مین نام الٰہی تو بیشک مفتاح کلام ہی ولیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقیون کے واسطے حصہ واجب ہی اور اپنے قول کے واسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن الحنفیہ کے بیٹے حسن سے روایت لاتے ہین ۔ حدثنا ابراہیم بن مرزوق حدثنا ابو حذیفہ عن سفیان عن قیس بن مسلم الخ یعنے قیس بن مسلم نے کہا کہ مین نے حسن بن محمد بن علی سے قولہ تعالیٰ واعلموا انما غنمتم من شیٔ الآیہ ۔ کی تفسیر پوچھی تو فرمایا کہ قولہ (فان للہ خمسہ) یہ تو دنیا اور آخرت مین مفتاح کلام اللہ ہی اور رسول اور صاحب قرابت اور یتیمون اور مسکینون و مسافرون کے واسطے حصہ ہی **مترجم** کہتا ہی کہ یہ اسناد صحیح ہی اور طحاوی نے اسکو دوسرے صحیح طریق سے بھی روایت کیا ہی اور علمائے کے نزدیک یہ بات معلوم ہی کہ ثقہ تابعین کبھی اپنی رائے سے تفسیر نہین کہتے تھے جب تک [illegible]

Marfat.com

سے علم حا[illegible] موتا تب تک کچھ بیان نہین کرتے تھے امام طحاوی نے لکھا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد [illegible]
کہ اہل قرابت کا حصہ اب کسکو دیا جاوے بعض نے کہا کہ خلیفہ کے اہل قرابت کو دیا جاوے اور بعض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ [illegible]
[illegible] خلیفہ ہو مترجم کہتا ہی کہ جم غفیر صحابہ رضی اللہ عنہم جنمین مہاجرین و انصار سب شامل ہین اس علم پر متفق تھے کہ یہ حصہ اللہ تعالیٰ نے [illegible]
فرمایا ہی لہذا امام کا حصہ بروجہ امامت جانکر آپکے بعد والے خلیفہ کے لیے قرار دیا اور اس علم پر بھی متفق ہوے کہ امام کے اہل قرابت بطریق نصرت دین مراد ہین
لہذا بعض نے کہا کہ بعد آپکے جو امام ہو اُسکی قرابت کو دیا جاوے مترجم کہتا ہی کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے بالکل مال سے بے تعلقی ظاہر
کرنے کے لیے اور دنیاوی لوث سے اپنا دامن پاک رکھنے کے لیے ان دونون باتون سے پرہیز کیا امام طحاوی نے لکھا کہ پھر سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی
رائے متفق ہوئی کہ ان دونون حصون کو لیکر راہ الٰہی مین جہاد کے سامان و گھوڑون کی آراستگی مین صرف کیا جاوے اور یہی علمدرآمد برابر رہا اب اہل علم
یہان اقوال و آثار کو جمع کرکے استخراج کرتے ہین تو جاننا چاہیے کہ سوائے اس امت کے اگلی سب امتون پر مال غنیمت حرام رہا پھر اس امت پر اللہ تعالیٰ نے
اپنی رحمت سے آسانی دینے کے واسطے مال غنیمت کو مباح فرمایا پھر طحاوی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے
روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکلکر مقام بدر کو گئے وہان دشمنون سے مقابلہ ہوگیا پس اللہ تعالیٰ نے دشمنون کو ہزیمت دی اور
جماعت مسلمانون مین سے ایک گروہ نے دشمنون کا پیچھا کیا یعنے اُنکو قتل اور قید کرتے تھے اور ایک گروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد
حلقہ کرلیا اور ایک گروہ نے کافرون کے لشکرگاہ کو سمیٹ کر مال غنیمت کیجا کیا پھر جب دشمنون کو اللہ تعالیٰ نے دور کیا اور جو لوگ اُنکے تعاقب
مین گئے تھے واپس آئے تو کہنے لگے کہ یہ مال نفل فقط ہمارے واسطے ہے ہمنے دشمن کا پیچھا کیا اور ہماری وجہ سے اُنکو اللہ تعالیٰ نے دور کیا اور ہزیمت
دی پس مال غنیمت ہمارا ہے اور جنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقہ کیا تھا وہ کہنے لگے کہ تم لوگ ہمسے زیادہ حقدار غنیمت نہین ہو کیونکہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے گرد حلقہ کرلیا تاکہ دشمنون مین سے کوئی شخص غفلت سے فریب یکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہونچانیکا موقع نہ پاوے اور جس گروہ نے لشکرگاہ
دشمن کو لوٹا اور جمع کیا وہ کہنے لگے کہ واللہ تم ہم سے زیادہ حقدار نہین ہو ہم ہی نے سب غنیمت کو احاطہ کرکے جمع کیا پس اللہ عزوجل نے نازل کیا یسئلونک عن الانفال
قل الانفال للہ و الرسول تا قولہ تعالیٰ ان کنتم مومنین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انمین تقسیم کردی (رواہ عن ابن مرزوق عن سعید بن ابی مریم عن ابن ابی الزناد
عن عبدالرحمن بن الحارث باسنادہ و رواہ ایضاً عن مالک بن یحیی عن الہاشم بن قاسم عن الاشجعی عن سفیان عن عبدالرحمن نحوہ) اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ تم لوگون سے پہلے کسی قوم کے واسطے غنیمت حلال نہین ہوئی تھی آسمان سے ایک آگ اُترکر اُسکو کھالیا کرتی تھی یہانتک کہ بدر کا دن ہوا یعنے غنیمت حاصل ہوئی
تو مجاہدین نے غنیمت مین اختلاف کیا پس اللہ تعالیٰ نے قولہ لولا کتاب من اللہ سے حلالاً طیبا تک نازل کیا یعنے حلال کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب نے انفال مین اختلاف کیا یعنی اُسکے حصے حقداری مین اختلاف کیا پس اللہ تعالیٰ نے اُنکے ہاتھون سے نکال لی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے کردی اور نازل فرمایا یسئلونک عن الانفال الآیہ۔ یعنے تجھسے انفال کا حکم پوچھتے ہین تو فرمادے کہ انفال تو اللہ و رسول کے واسطے ہین
اس حدیث کو بطریق سفیان الثوری و قیس بن ربیع باسانید ثقات روایت کیا مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث مین نہایت لطیف نکتہ ہی اسکا بیان یہ ہی کہ اللہ
تعالیٰ نے غنیمت مین تصرف کرنا انکے واسطے حلال کیا پھر جب اُنھون نے اسمین اختلاف کیا تو اُنکا دست تصرف اُس سے جدا کردیا اور اپنے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے مین دیدیا اور یہ حکم شریعت کچھ اسی جگہ کے واسطے نہین ہی بلکہ عام ہی چنانچہ فرمایا فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ و الرسول
یعنے اگر تم لوگ کسی چیز مین جھگڑا کرو تو اُسکو اللہ و رسول کی جانب پھیر دو۔ اسمین اشارہ ہی کہ اللہ تعالیٰ اصل مالک ہی اسی کی طرف سے تم نے اسکی
مخلوقات مین تصرف کرنے کی اجازت پائی تھی پھر جب تم جھگڑنے لگے تو تمھارا تصرف چھن گیا اور اب وہ اللہ و رسول کے قبضے مین پھر گیا پس جسکو
اجازت دے وہ تصرف کرے پھر سب علمائے متفق ہین کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریعت کی طرف پھیرا جاویگا اور قاضی اُسکا نائب
تو ظاہر ہوا کہ جب دو شخص کسی معاملہ مین جھگڑا کرین تو اُس چیز سے اُنکا دست تصرف بالکل نکال لیا جاتا ہی حتی کہ تیسرے واسطے اسمین [illegible]

Marfat.com

رہتی ہو بلکہ قاضی کے پاس جاتا ہو حتی کہ اگر ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر دوسرے مرد نے دعوی کیا کہ یہ میری زوجہ ہو اور عورت نے بھی مکاری سے اقرار کیا کہ ہان مین اسکی زوجہ ہون اور مدعی نے محض جھوٹے گواہ قائم کیے تو قاضی نے مدعی کے نام فیصلہ کیا پس امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ عورت مدعی کے واسطے حلال ہو کیونکہ جب دست تصرف کوتاہ کیا گیا تو اُسکی یہی صورت ہو کہ قاضی نے بجائے مرد اول کے عورت کو طلاق دی یعنے انقطاع کر دیا اور ایسا انقطاع یہان ممکن ہو پھر مرد مدعی کے ساتھ بوجہ رضامندی عورت کے ان فاسق گواہون کے روبرو نکاح جدید منعقد ہو گیا اگرچہ قیامت مین یہ عورت اور مدعی مرد اور گواہ سب گناہگار اور ماخوذ ہونگے جبکہ توبہ قبول نہوئی ہو بخلاف اسکے جہان فسخ ہونے کی صورت اور جدید ملکیت کی صورت پیدا نہو سکتی ہو وہان یہ ملت بھی نہوگی واللہ سبحانہ تعالی اعلم پس جو لوگ امام ابوحنیفہ رح کے اس اجتہاد پر سخت طعن و تشنیع کرتے ہین وہ نادانی مین غافل ہین اور دقائق شرع سمجھتے ہین اللہ تعالی نے ایک سے ایک بڑھکر پیدا فرمایا ہو اور پھر اصل مطلب کی جانب رجوع کرنا چاہیے طحاوی نے کہا کہ یہان ایک چوتھا فریق ہو جسکی حجت قول ابن عباس ہو پھر اُسکی اسناد جید کے ساتھ اسطرح روایت کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب بدر کا روز ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسا اور ایسا کرے اُسکے واسطے ایسا اور ایسا ہو تو دلیر جوان لوگ بڑھے اور بوڑھے لوگ نشانات کے نیچے رہے پھر جب غنیمت حاصل ہوئی تو جوانون نے اپنا حق نفل مانگا پس بوڑھون نے کہا کہ ہمکو چھوڑ کر اکیلے اکیلے مت لو کیونکہ ہملوگ نشانون کے نیچے قائم تھے یعنے تمہارے پشت پناہ تھے اگر تم بھاگتے تو ہم تمہارے مددگار ہوتے پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا یسئلونک عن الانفال تا قولہ تعالی وان فریقا من المومنین لکارہون یعنی اس حکم مین بھی فرمانبرداری کرو کہ اسکا انجام بہتر ہو جیسے تمنے دیکھا کہ جب تم نکلے تھے تو مین نے اُسکا انجام بہتر کیا حالانکہ تم لوگ ناگوار سمجھتے تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انفال برابر تقسیم کر دیا طحاوی نے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو لوگون مین تمام و کمال تقسیم کر دیا یعنے اسمین یہ نکو نہین ہو کہ اللہ تعالی کے نام کے واسطے کچھ رکھلیا تھا باوجودیکہ قولہ تعالی قل الانفال للہ و لرسول نازل ہو چکا تھا پس اپنے نام پاک کی جانب نسبت کرنا تعظیمی تمہید ہو اور ملکیت کی نسبت فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہو اور اس بارہ مین دوسری وجہ سے بھی روایت آئی ہو حدثنا ابراہیم بن مرزوق حدثنا وہب بن جریر حدثنا شعبہ عن سماک بن حرب عن مصعب بن سعد عن ابیہ یعنی ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے حق مین چار آیتین نازل ہوئین مین نے بدر کے دن ایک تلوار پائی پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھکو نفل دیدیجیے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہان سے تو نے لی ہو وہین رکھدے (یعنے اُسکو تجھکو کچھ حق نہین ہو رکھدے) پھر مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تلوار مجھے نفل دیدیجیے آپ نے فرمایا کہ جہان سے تو نے لی ہو وہین رکھدے مین نے عرض کیا کہ یہ تلوار مجھے عطیہ دیدیجیے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے جہان سے لی وہین رکھدے کیا تو ایسا قرار دیا جائیگا جیسے وہ شخص کہ جسکو تو ہی یا فرمایا کہ کیا ایسا قرار دیا گیا جیسے وہ شخص جو تو نگری نہین رکھتا ہو طحاوی نے کہا یہ شک میرے شیخ ابن مرزوق کو پیش آیا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ انفال کی آیتین آخر تک نازل ہوئین مترجم کہتا ہو کہ یہ اسناد صحیح ہو ابراہیم بن مرزوق ثقہ ہین انسے امام نسائی وغیرہ نے روایت لی ہو اور وہب بن جریر ثقہ ہین انسے امام احمد و یحیی بن معین نے روایت لی اور صحیحین مین انکی حدیث موجود ہو اور باقی اسناد صحیح ہو امام طحاوی نے کہا کہ ان احادیث مین یہ دلیل ہو کہ ابتدا مین مال غنیمت حلال ہوا تو اللہ و رسول کے واسطے حلال ہوا لیکن اللہ تعالی نے اپنا نام پاک اسکے واسطے نہین ذکر فرمایا کہ اللہ تعالی کے نام پر کچھ مال لیکر کسی خاص حق مین صرف کیا جاوے کہ اُسکے سوائے کسی مصرف مین جائز نہو اسیطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کے متعلق نہین ہو کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی وجہ مین صرف نہو سکے بلکہ اسکے یہ معنی ہین کہ کل مال غنیمت ایک ہی وجہ مین مصروف کر دیا گیا تھا اور وہ یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کر دیا گیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح نہین لیا کہ اپنے اصحاب کو نہ دیا ہو اور نہ ایسا کیا کہ بعض کو دیا ہو اور بعض کو نہ دیا ہو بلکہ عموماً سب کو دیا اور سب مین برابر تقسیم کیا اور اسمین سے اللہ تعالی کے نام پر کوئی حصہ نہین نکالا تھا بلکہ فقط پانچ حصے کیے تو اُس گروہ کا قول جاتا رہا جسنے یہ کہا کہ چھ حصے کیے جاوین اور ایک حصہ اللہ تعالی کے نام پر دیا جاوے یہ تاویل باطل ہو اور ہم دیکھتے ہین کہ اللہ تعالی نے سوائے دونون آیات مذکورہ کے تیسری آیت مین بھی مال فی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت فرمایا ہو یعنی قولہ تعالی ما افاء اللہ علی رسولہ

Marfat.com

منہم ما افاء اللہ علیہ من خیل ولا رکاب یعنی اس آیت مین فئ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قرار دیا پھر امام طحاوی نے کہا حدثنا یزید بن سنان قال حدثنا بشر بن عمر الزہرانی حدثنا مالک باسنادہ - وہ حدیث ذکر کی جسمین حضرت علی وعباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ الخ کے بارہ مین تنازع تھا اور ان دونون نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے جانے سے پہلے حضرت عثمان وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بھیجا تھا پھر خود دونون تشریف لائے اور جماعت اول نے حضرت عمر سے سفارش کی کہ ای امیر المومنین ان دونون مین فیصلہ کر دیجئے تاکہ ہر ایک کو دوسرے سے راحت حاصل ہو پس عمر رضی اللہ عنہ نے جماعت کو خطاب کر کے کہا کہ مین تمپر اللہ تعالیٰ کو شاہد کرتا ہون اور اسی کی قسم دلاتا ہون جسکے حکم سے آسمان وزمین قائم ہین کہ تم لوگ بیان کرو کہ تم لوگ جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ہم لوگونکا کوئی وارث نہین ہوتا ہی (یعنے ہم گروہ انبیاء ہمارے مرنے پر دنیاوی مال کی ملکیت نہین چھوٹتی ہی جو ہماری میراث قرار پاوے) جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہی جماعت نے کہا کہ بیشک ہم جانتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی وعباس سے اسی کے مثل خطاب کر کے قسم دلائی اور پوچھا تو ان دونون نے بھی کہا کہ ہم جانتے ہین کہ آنحضرت نے ایسا فرمایا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب اس مال فئ کے حال سے مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض چیزون سے خاص فرمایا کہ وہ کسی دوسرے کو نہین عطا فرمائین چنانچہ فرمایا ما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب الآیہ - پھر مین تمسے کہتا ہون کہ واللہ اس مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود واسطرح نہین گھیر لیا کہ تمکو نہ دیا ہو اور نہ تمکو چھوڑ کر اپنے واسطے خاص کر لیا اور قسم ہی کہ یہ مال تم لوگون کے درمیان تقسیم کیا اور تمھارے درمیان چھکا دیا حتی کہ یہ موجودہ مال چھوڑ کر آپنے وفات فرمائی اور اسی مال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل وعیال کا سالانہ رزق دیتے تھے پھر جو بچتا تھا اسکو مال آلہی مین جمع کر دیتے تھے مترجم کہتا ہی کہ یہ اسناد صحیح ہی اور یہ حدیث اس سے زیادہ طویل کتب صحاح مین موجود ہی امام طحاوی نے کہا کہ اس سے اس فریق کا قول بھی جاتا رہا جو اللہ تعالیٰ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ذوی القربیٰ کو ایک مین ملا کر فقط ذوی القربیٰ کا حق رکھتا ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ اس آیت مین اس فئ کا ذکر جسکے مالک فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپکے سوائے کوئی نہین تھا اور اس آیت مین یہ مراد نہین ہو سکتی کہ یہان اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فقط تبرک کے واسطے ہی یعنے یہ مراد نہین ہی کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال مین تصرف کا اختیار نہین نکلا بلکہ یہ مراد ہی کہ فقط آپ ہی کو اس مال فئ مین تصرف کا اختیار ہی اور سوائے آپکے کسی کو نہین ہی پس جیسا اس مقام پر ہی ویسے ہی آیت الفئ وآیۃ الغنیمت مین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے مین یہی مراد ہی پھر طحاوی نے بطریق سعید بن عفیر وابن المبارک عبد اللہ بن لہیعہ کی اسناد سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مین دیکھا کرتا تھا کہ مال غنیمت کے پانچ حصہ کیے جاتے تھے پھر لوگون پر انکے حصے لگائے جاتے تھے پس جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا تھا وہ آپکے واسطے ہوتا تھا مترجم کہتا ہی کہ اسکی اسناد اچھی ہی اگر کہا جاوے کہ ابن لہیعہ مین محدثین نے کلام کیا ہی جواب یہ کہ جنھون نے کلام کیا انھون نے بھی کہا کہ ابن لہیعہ سے ابن المبارک وغیرہ قدیم علما کی روایت قوی ہی اور یہان عبد اللہ بن المبارک نے ابن لہیعہ سے روایت کی ہی علاوہ برین بعض کبار ائمہ نے انکو ثقہ کہا ہی چنانچہ ابن المبارک نے کہا کہ ابن لہیعہ کے پاس اصول ہین اور ہمارے پاس فروع ہین اور امام احمد نے کہا کہ مصر مین سوائے ابن لہیعہ کے کون محدث تھا جو اسطرح ثقہ وکثرت روایت پر ہو پس شک نہین کہ یہ روایت اچھی ہی طحاوی نے بسند صحیح روایت کی کہ یحیی بن الجزار تابعی ثقہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ پانچون حصے مین سے پانچوان حصہ تھا اور باسناد صحیح روایت کی کہ عبد اللہ بن المبارک نے عبد الملک بن ابی سلیمان سے اسنے عطا رح تابعی سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے نام کا پانچوان حصہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچوان حصہ دونون ایک ہی ہین مترجم کہتا ہی کہ عبد الملک بن ابی سلیمان ثقہ ہین اور شعبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان مین کلام کیا اسکو صاحب التنقیح نے رد کر دیا اور دیگر ائمہ نے انکو ثقہ کہا ہی اور ان دونون روایتون کا تابعی سے مرسل ہونا حنفیہ کے نزدیک بلکہ جمہور کے نزدیک کچھ مضر نہین ہی کیونکہ ضرور یہ تفسیر انھون نے صحابہ سے حاصل کی ہی پس ثابت ہو گیا کہ غنیمت کے پانچ حصے کر کے چار حصے غازیون کے واسطے ہین اور پانچوین حصہ کے پھر پانچ حصے کیے جاوین اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل قرابت اور یتیمون اور مسکین

اور ابن السبیل کے واسطے ہین امام طحاوی رح نے کہا کہ پھر علمائے رح نے یہان قولہ تعالی ولذی القربی مین کلام کیا یعنے اہل قرابت سے کیا مراد ہی بعض علما نے کہا کہ یہ بنو ہاشم ہین جن پر اللہ تعالی نے صدقہ حرام فرمایا ہی اور اُنکے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر اہل قرابت مراد نہین ہین پس جب بنی ہاشم پر اللہ تعالی نے صدقہ حرام کیا حتی کہ زکوٰۃ کے عظیم خزانہ مین سے کچھ بھی بنی ہاشم کو لینا حلال نہ تھا تو اُسکے عوض مین اللہ تعالی نے غنیمت کے پانچوین حصے اور فَیٔ مین سے اُنکا حصہ مقرر کر دیا مترجم کہتا ہی کہ جو لوگ اسرار شریعت مین سے کچھ سمجھ سکتے ہین وہ اس مقام پر یہ نکتہ بھی سمجھتے ہین کہ عموماً انسان کی طبیعت مین مال کی محبت بھی گئی ہی اور یہ نفس کے عیوب مین سے ہی اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امت پر زکوٰۃ فرض فرمائی ہی حالانکہ عرب اُس زمانہ مین بہت حالت افلاس مین تھے حتی کہ تم نے قرآن مجید سے یہ جانا کہ بعض عرب اپنی اولاد کو اسلیے قتل کر ڈالتے کہ اگر زندہ رہیگا تو اس محتاجی مین اُنکے ٹکڑے مین سے یہ بھی ساجھا لگا دیگا اور اللہ تعالی نے منع فرمایا بقولہ تعالی ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقہم وایاکم ان قتلہم کان خطأ کبیرا یعنے محتاجی کے خوف سے اپنی اولاد کو مت قتل کرو ہم ہی اُنکو رزق دیتے ہین اور تمکو رزق دیتے ہین انکا قتل کرنا گناہ عظیم ہی ہے پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر فرض فرمایا کہ اونٹ والون سے اونٹ اور بکریون والون سے بکری اور گائے والون سے گائے اور روپیہ والون سے روپیہ پر زکوٰۃ وصول کیا جاوے اور وہ بیت المال مین جمع کیا جاوے تو بہت سے پہاڑون کے رہنے والے اور جنگلون کے بسنے والے اس قماش کے تھے جو لون کہنے لگے کہ یہ تو ڈانڈ ہی یا اسکے مانند کلمات کہنے لگے پھر اگر اس مال مین سے کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات مقدس کے واسطے لیتے تو شیطان ان لوگون کو صاف بہکاتا کہ یہ سب معاملہ اسی نفع کے واسطے ہی اور اگر اپنے اہل وعیال مین سے کسی کے لیے لیتے بلکہ اگر اپنے خاص کنبہ اور جدی برادری والون مین سے کسی کے لیے لیتے تو بھی ان نئے مسلمانون کو شیطان یہی وسوسہ دلاتا پس حضرت علام الغیوب عزوجل نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ان صدقات سے جو لوگون کا میل کچیل ہی پاک رکھا حتی کہ آپکے جدی قرابتیون کو بھی پاک رکھا حتی کہ آپکے جدی قرابتیون مین سے اگر کسی نے کوئی غلام آزاد کیا تو اُسکے واسطے بھی جائز نہین رکھا گیا باوجود اسکے تم نے سنا کہ بعضے نادان یہ کہنے لگے کہ ہمنے زکوٰۃ وصول کرنا ایک قسم کا ڈانڈ ہی اور اس حکمت کو اس مقام پر سمجھ کے یاد رکھنا چاہیے تاکہ آیندہ بحث واستدلال مین کام آوے انشاء اللہ تعالی بلکہ اس نکتہ کے سمجھنے سے ابھی تم نے یہ جان لیا کہ جس گروہ علمائے رح نے کہا کہ ذوی القربی فقط بنو ہاشم ہین انکی نگاہ پورے طور سے نہین پہونچی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ ہاشم کی اولاد مین ہین لیکن ہاشم چار بھائی تھے تو ان بھائیون کی اولاد بھی آپکے جدی قرابتی ہوے اور ان چارون کا نام ہاشم ومطلب ونوفل وعبد شمس تھا اگر کہا جاوے کہ تم بھی کہتے ہو کہ بنی نوفل وبنی عبد شمس اس حکم مین شامل نہین ہین بلکہ فقط بنی ہاشم وبنی مطلب ہین تو جدی قرابتون کے ذریعہ سے نوفل وہم باقی رہا جواب یہ کہ عنقریب معلوم ہوگا کہ ان چارون مین سے بنی ہاشم وبنی مطلب البتہ متفق ومتحد رہے اور باقیون نے مخالفت کی اور یہی نکتہ ہے کہ باقیون کے نفع پہونچنے سے کوئی شبہہ نہین ہوسکتا اور عنقریب انشاء اللہ تعالی تمام وضاحت کے ساتھ یہ مضمون ظاہر کیا جائیگا والحمد للہ رب العالمین وقد بعض نے کہا کہ ذوی القربی فقط بنی ہاشم وبنی مطلب ہین اور بعض نے کہا کہ یہ سب قریش ہین مگر جنکی قرابت فقط باپ کی طرف سے انتہا قبیلۂ قریش تک ہی اور اُسمین مان کی طرف والے داخل نہین ہین اور بعض نے کہا کہ مان وباپ دونون کی طرف سے انتہا تک اہل قرابت ہین اور ان دونون فریق نے کہا کہ باوجود اس قرابت کے آپکو یہ اختیار تھا کہ جسکو مناسب سمجھین اُسی کو عطا کرین اور ہر ایک فریق نے اپنے قول کے واسطے حجت بیان کی چنانچہ فریق اول نے کہا کہ بنی ہاشم فقط اسوجہ سے ہین کہ اُن پر صدقہ حرام ہی اس قول پر یہ اعتراض ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ہاشم کے آزاد کیے ہوے غلامون پر بھی صدقہ حرام فرمایا ہی چنانچہ طحاوی رح نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کے بارہ مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کیے ہوے غلامون مین سے تھے اور ہرمز یا کیسان کے بارہ مین احادیث روایت کین پس جب بنی ہاشم پر صدقہ حرام ہونے مین اُنکے آزاد کیے ہوے بھی داخل ہین اور ذوی القربی کے حصے مین آزاد کیے ہوے داخل نہین ہین اسپر سب کا اجماع ہی تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ذوی القربی کا حق کچھ صدقہ کا عوض نہین ہین یعنے اگر صدقہ کا عوض ہوتا تو آزاد کیے ہوے لوگون کو بھی ذوی القربی کے حصہ مین سے ملتا علاوہ اسکے یہان دوسرے طریقے سے بھی

Marfat.com

اسپر اعتراض ہوتا ہی کہ اگر ذوی القربیٰ کا حصہ صدقہ کا عوض ہوتا تو صدقہ کے مانند ہوتا اور صدقہ اگر بنی ہاشم پر حلال بھی ہوتا تو بنی [illegible] ہتا جیسے باقی مسلمانون کے تونگردن پر حرام ہی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربیٰ کے حصہ بنی ہاشم کے تونگردن کو [illegible] عبا [illegible] ن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو دیا حالانکہ وہ اسلام مین بھی تونگر تھے کیا نہین دیکھتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے اُنکے مال کی [illegible] دو برس کی پیشگی لے لی تھی تاکہ مسلمانون کی ضرورت مین صرف کی جاوے پس ذوی القربیٰ کا حصہ دونون پر صدقہ حرام ہونیکا عوض نہین ہی پس جو [illegible] نے کہا کہ ذوی القربیٰ بنو ہاشم و بنو المطلب ہین انکی حجت یہ حدیث ہی حدثنا علی بن شیبہ و محمد بن بحر قال حدثنا یزید بن ہارون اخبرنا محمد بن اسحاق عن الزہری عن سعید بن المسیب عن جبیر بن مطعم قال الخ یعنے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربیٰ کا حصہ تقسیم فرمایا تو بنی ہاشم و بنی مطلب کو دیا اور بنی امیہ کو نہین دیا تو مین اور عثمان دونون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ بنو ہاشم ہین بیشک انکو اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے فضیلت عطا فرمائی پھر بنی مطلب کا اور ہمارا کیا حال ہی کیونکہ وہ اور ہم تو نسب مین ایک ہی ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی مطلب نے مجھسے زمانۂ جاہلیت مین اور زمانۂ اسلام مین کبھی مفارقت نہین کی مترجم کہتا ہی کہ یہ اسناد جید ہی طحاوی نے کہا کہ اگر وہ مذکور نے اس سے یہ حجت نکالی کہ جب آپنے بنی ہاشم و بنی مطلب کے سوائے باقیون کو محروم رکھا تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ آپکے قرابتی نہین ہین طحاوی نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ قول غلط ہی کیونکہ بنی نوفل اور بنی امیہ کو حصہ نہ دینے سے یہ نہین لازم آتا ہی کہ وہ لوگ قرابتی ہی نہ رہے کیونکہ جیسے بنی مطلب ہین ویسے ہی وہ دونون ہین بلکہ قریش کے جتنے خاندان تھے کوئی بھی آپکے نسب سے خارج نہین ہو سکتا تھا فقط اتنی بات پر کہ آپنے اُسکو ذوی القربےٰ کے حصے مین سے نہ دیا ہو کیونکہ نسب تو امر معروف ہی بلکہ ہم کہتے ہین کہ بنی نوفل اور بنی امیہ تو جدی بھائیون کی اولاد ہین حالانکہ آپنے ایسے شخص کو حصہ دیا جسکی قرابت آپسے بہ نسبت بنی امیہ اور بنی نوفل کے بھی اوپر کے دادا سے ملتی تھی چنانچہ حدثنا یونس بن عبد الاعلی حدثنا عبد اللہ بن وہب آہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام خیبر مین زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے واسطے چار حصے لگائے ایک حصہ زبیر کے واسطے اور ایک حصہ زبیر کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب کے واسطے بوجہ قرابت کے اور دو حصے گھوڑے کے واسطے (اسنادہ جید) پھر بطریق مالک بن انس کے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہی معنی روایت کیے اور بطریق سفیان الثوری کے عروہ بن الزبیر سے یہی معنی روایت کیے اور کہا کہ اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن العوام کو ذوی القربیٰ مین سے حصہ دیا حالانکہ نہ وہ ہاشمی ہین اور نہ وہ مطلبی ہین تو معلوم ہوا کہ ذوی القربیٰ کچھ بنی ہاشم و بنی مطلب مین منحصر نہین ہین اگر کہا جاوے کہ انکی والدہ صفیہ تو عبد المطلب بن ہاشم کی بیٹی تھین پس والدہ کی وجہ سے دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھین جواب یہ کہ اگر یہی ہوتا تو بنی امیہ وغیرہ مین سے جنکی مائین ہاشمیہ تھین انکو بھی ملتا کیونکہ وہ تو باپ کی طرف سے بھی زیادہ قریب ہوتے بلکہ امامہ بنت ابی العاص خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی تھی اور ابو العاص آپکے داماد بنی امیہ سے تھا علاوہ آپنے اپنی صاحبزادی زینب کی وجہ سے امامہ کو حصہ نہین دیا اسیطرح جعدہ بنت ہبیرہ مخزومی کو بوجہ اُسکی مان ام ہانی بنت ابی طالب کے جو حضرت علی کی بہن تھین کچھ نہین دیا پس معلوم ہوا کہ زبیر کو بوجہ داری قرابت کے نہین دیا تھا بلکہ ذوی القربیٰ کو عطا کرنے کے واسطے دوسرے معنی ہین جو آیندہ ظاہر ہونگے اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتی اوناہ نسب کے وہ سب لوگ ہین جنسے آپکی قرابت نسبی موجود ہی خواہ بنی ہاشم ہون یا بنی مطلب ہون یا اُنکے سوا ہون کیا نہین دیکھتے ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا وانذر عشیرتک الاقربین یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نزدیک تر قرابتیون کو عذاب الٰہی سے ڈراوے ۔۔۔ تو آپنے فقط بنی ہاشم و بنی مطلب ہی کو خاصکر نہین ڈرایا بلکہ بنی امیہ و بنی نوفل کو بھی لیا بلکہ اُنسے اوپر کے قرابتیون کو بھی لیا چنانچہ بنی عبد مناف کو بھی ڈرایا بلکہ حدیث ابو ہریرہ مین ہی کہ آپنے پکارا کہ ای بنی کعب بن لوی اپنی جانون کو آگ سے بچاؤ ای بنی عبد مناف اپنی جانون کو آگ سے بچاؤ ای بنی ہاشم الخ مترجم کہتا ہی کہ امام طحاوی نے اس حدیث کو بطرق صحیحہ متعددہ روایت کیا ہی اور ایک روایت مین ہی کہ [illegible] کیا کہ اپنی جانونکو عذاب الٰہی سے خریدو حدثنا بذلک یونس عن سلامۃ بن روح عن عقیل باسنادہ حدثنا اور اسکو حدیث بن عباس سے بھی روایت

ہیں بیان کیا ہمکو عمر بن حفص بن غیاث عن الاعمش باسنادہ پس معلوم ہوا کہ سب قریش آپکے اقرب عشیرہ ہین اور قولہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ آیہ کی تفسیر مین بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرابتی مودت کے یہ معنی ہین کہ تم لوگ میری قرابت کا صلۂ رحم بجا لاؤ اور مجھے مت جھٹلاؤ (رواہ عن ابن ابی حاتم عن الضیاء فی باسنادہ) اور کہا کہ یہی معنے عکرمہ سے مروی ہین حدثنا ابراہیم بن مرزوق حدثنا الحجاج بن نصیر عن عمر بن فروخ عن حبیب بن الزبیر قال الخ یعنے حبیب نے کہا کہ ایک شخص نے آکر عکرمہؒ سے دریافت کیا کہ الا المودۃ فی القربیٰ کے کیا معنے ہین عکرمہؒ نے اُس سے کہا کہ کیا تو سبائی ہی اُسنے کہا کہ مین سبائی نہین ہون ولیکن مین جاننا چاہتا ہون عکرمہؒ نے کہا کہ اچھا اگر تو حق بات جاننا چاہتا ہی تو جان لے کہ قریش کے خاندانون مین سے کوئی خاندان ایسا نہ تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رگ قرابت متصل نہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قریش اپنی قرابات کا صلۂ رحم بجالاتے تھے پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اسلام کی دعوت فرمائی تو آپ سے قطع رحم کیا اور محروم کیا پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنے اس خیرخواہی پر مین تمسے کوئی اجرت نہین مانگتا ہون ولیکن تم میری قرابت کی مودت کا لحاظ رکھو جیسے مجھسے پہلے صلۂ رحم کرتے تھے پھر طحاوی نے یہان یہ مسئلہ ذکر کیا کہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ میرا اسقدر مال میرے اہل قرابت کو دیا جاوے تو اہل قرابت کون لوگ ہونگے اور کیا اُسمے مسلمان جد اعلیٰ سے شمار ہوگا یا انتہاء کفر تک بھی شامل ہوگا اور امام ابوحنیفہ کا قول اس بارہ مین یہ ہی کہ اسلامی قرابتی لیے جائینگے جسکی قرابت محرمہ ہی یعنے جس سے اسکا نکاح دائمی حرام ہی طحاوی نے کہا کہ ہمارے نزدیک اس مسئلہ مین امام ابوحنیفہ کا قول فاسد ہی اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ذوی القربیٰ کا حصہ تقسیم کیا اور بنی ہاشم و بنی مطلب کو دیا تو اکثر انمین سے ایسے تھے جنکے ساتھ آپکی قرابت محرمہ نہین تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود اس بارہ مین ایک حدیث آئی ہی کہ جب ابوطلحہ نے اپنا باغ خیرات کیا تو آپنے ابوطلحہ کو حکم دیا کہ اسکو اپنی قرابت مین تقسیم کرے حالانکہ یہان قرابت محرمہ نہ تھی کیونکہ ابی بن کعب و حسان بن ثابت کو دیا گیا اور حسان کی قرابت پردادا پر اور ابی بن کعب کی قرابت ساتوین دادا پر ملتی تھی وحدثنا ابراہیم بن مرزوق حدثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری حدثنا حمید الطویل عن انس بن مالک قال الخ یعنے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اُتری لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یا کہا کہ یہ اُتری من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا تو ابوطلحہ نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا فلان باغ جو فلان موقع پر ہی وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقہ ہی اور اگر مین اُسکو چھپا سکتا تو ظاہر نکرتا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکو اپنے قرابتی محتاجون مین تقسیم کر دو اسکو متعدد اسانید سے مفصل روایت کیا مترجم کہتا ہی کہ یہ حدیث صحیحین وغیرہ مین موجود ہی بالجملہ بنی امیہ و بنی نوفل کو محروم رکھنا اسوجہ سے نہین تھا کہ وہ لوگ صاحب قرابت نہ تھے اسیطرح انسے اوپر والون کو محروم کرنا بھی قرابت قطع کرنے کی وجہ سے نہ تھا بعض نے زعم کیا کہ بنو مطلب کو اس وجہ سے دیا کہ وہ لوگ بنی ہاشم کے ساتھ حلف و قسم پر رہے تھے طحاوی نے کہا کہ یہ قول بھی فاسد ہی کیونکہ اگر اتحاد قسم کی وجہ سے دیتے تو ایسے سب لوگون کو دیتے جو آپکے ہم سوگند تھے حتی کہ قبیلہ خزاعہ والون نے آپکو وہ قسم یاد دلائی جو آپکے باپ دادون کے ساتھ خزاعہ کے باپ دادون سے چلی آتی تھی پھر طحاوی نے اسکو مسند روایت کیا پھر کہا کہ ہمارے نزدیک امام ابو یوسف و محمد بن الحسن کا قول سب اقوال سے بہتر ہی یعنے اب اہل قرابت وہ ہین جو ایسے جد اعلیٰ کی اولاد ہون جو اسلام لایا اسواسطے کہ ہم لوگون کو اپنے زمانہ مین دیکھتے ہین کہ اولاد عباس و اولاد علی و اولاد جعفر و اولاد زبیر و اولاد طلحہ رضی اللہ عنہم کہلاتے ہین پس جد اعلیٰ کی جانب منسوب ہوتے ہین اگرچہ ہر شاخ کے خانوادہ الگ الگ ہو گئے ہین یعنے مثلاً اولاد علی رضی اللہ عنہ حسنی و حسینی پھر رضوی وغیرہ متعدد ہین

سبائی ہونے ابن سبا کے متعقدون مین ہی یہ ابن سبا نام عبد اللہ بن سبا ایک یہودی تھا جو منافقانہ اسلام لایا چونکہ یہودی علم رکھتا تھا اُسنے سادگان عرب کو دام فریب مین پھنسایا اور قرآن مجید سے غلط معنے سمجھا کر فرقہ رافضی کی بنیاد ڈالی پھر رفتہ رفتہ یہ فتنہ بڑھتا گیا خصوص جبکہ حضرت عثمان شہید ہوے اور ہرج مرج سخت پھیل گیا تو اس موقعہ پر اس شخص منافق نے خوب فتنہ برپا کیا آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی کہ ایک شخص یہان لوگون کو سکھلاتا ہی کہ حضرت علی مین خدائی ہی اور قرآن اصل مین انھین پر اترا ہی اور اب بھی اترتا ہی اسیوجہ سے یہ کرامات کی باتین ہین تب آپ یہ سنکر بہت غصہ ہوے اور اُسکو گرفتار کر لیکر حکم دیا وہ بھاگ گیا اور فارس مین اسنے ایک کوہستان مین پناہ لی اور حضرت علی نے اس عقیدے کے بعضے لوگونکو آگ سے جلا دیا پھر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ابن ملجم ملعون خبیث نے آپکو شہید کیا اور یہ سبائی فتنہ باقی رہگیا۔ ۱۲

لیکن سب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب ہوتی ہو اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے لئے
ات کو صدقہ تقسیم کیا اسمین زمانۂ جاہلیت کے ایک دادا کی طرف نسبت ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو جائز رکھا تو ہم جواب
اپنی کتاب مین پہلے ذکر کیا ہو (مترجم اسکا خلاصہ آیندہ لاویگا انشاء اللہ تعالیٰ) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اہل قرابت کو دیا اور
بعض کو محروم رکھا حالانکہ دونون کا مرتبہ نسب مین آپکے ساتھ یکسان تھا چنانچہ سب کو قریشی کہتے تھے اور قریش سے اوپر کنانی نہین کہلاتے تھے تو
جد اعلی کی جانب نسبت ہو دہین سے قرابت واحدہ قرار دیجائیگی اسیطرح اسلام مین بھی یہی قیاس ہو اور یہی قول سب اقوال سے ہمارے نزدیک
بہتر ہو واللہ تعالی الموفق پھر ہم کہتے ہین کہ جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا انکو عطا کرنے کی وجہ مین بھی علماء مختلف ہین بعض نے
کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو آیت مین ذکر فرمایا تو انکا حق واجب ہوگیا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو محروم نہین کر سکتے تھے جیسے غازیون کو پانچوان
حصہ نکالنے کے بعد چار حصون سے محروم نہین کر سکتے تھے اور دوسرے گروہ نے کہا کہ ذکر کرنے سے کوئی حق مخصوص نہین ہوگیا بلکہ اللہ تعالے
نے انکے ذکر فرمانے سے انکی خاص تاکید فرمائی ہو مترجم کہتا ہو کہ اسکا خلاصہ یہ ہو کہ اس زمانہ مین ایک نکتہ کی وجہ سے جو مین نے پہلے ذکر کیا ہے
صدقات مین انکا کچھ حصہ نہین رکھا گیا تھا اور مال غنیمت مین البتہ غازیون کے ساتھ انکا بھی حصہ تھا لیکن عرب کے محتاج قبائل پر جہاد سے بہت کم حاصل ہو سکتا
تھا کیونکہ عرب ایک ریگستانی ملک ہو اور وہان کے لوگ عسرت سے بسر کرتے تھے علاوہ اسکے وہان جہاد کی ضرورت کم واقع ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
کلمہ توحید و دین اسلام بلند کرنیکے واسطے یہ امر مقدر فرمایا تھا کہ عرب کے لوگ فوج فوج کر کے داخل اسلام ہون پھر بھی انکے ساتھ نرمی و تالیف قلوب
منظور تھی کیونکہ وہ لوگ اہل علم نہین تھے بلکہ اہل شجاعت و دیانت و امانت تھے اور عہد و پیمان مین انکا صادق ہونا اور امانت دار ہونا ضرب المثل ہو
پس جب فوج فوج داخل اسلام ہوے تو مال غنیمت سے بہت کم حاصل ہوا ہان انکے اموال کی زکوۃ سے البتہ صدقات حاصل ہوتے تھے اور وہ
اہل قرابت کو نہین دیے جاتے تھے تو اللہ تعالے نے علاوہ انکے حصۂ جہاد کے انکے حق مین تاکید فرمائی کہ انکو پانچوین حصے مین سے بھی پانچوان حصہ دیا جاوے
اور اس سے یہ لازم نہین آتا ہو کہ صدقہ سے محروم ہونیکا یہ عوض ہو پس انکے حق مین تاکید کرنے سے یہ مراد ہو جو بیان ہوئی طحاوی نے فرمایا کہ پھر
جو وجہ ظاہر ہوئی اگر یہ حالت بدل جائے تو انکے واسطے یہ حق واجب نہین رہیگا بلکہ جیسے دوسرے غازیون کے واسطے حق ہو وہی انکے واسطے ہوگا
مترجم کہتا ہو کہ پھر صدقے سے محروم رکھنا انکے حق مین پاکیزگی و طہارت ہو واللہ تعالیٰ اعلم پھر طحاوی نے اپنی اسناد سے سہیل بن مالک سے روایت کی
کہ انھون نے خلیفۂ عادل عمر بن عبد العزیز کا خط نقل کیا کہ درباره فئی و غنیمت کے عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ اما بعد آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا جسمین مومنین کے لیے بصائر و رحمت ہو پس اسمین عمل کے لیے شریعت مقرر کی اور راہ مستقیم کشادہ کر دی اور
ایسے اقوال و افعال بیان فرمائے جنسے رضوان الٰہی تعالی حاصل ہوا اور ایسے امور سے منع فرمایا جنسے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہو اگر کوئی بازنہ رہے
پھر حلال کو حلال فرمایا اور حرام کو حرام کیا حلال کو وسعت دی اور حرام سے اہل ایمان کو بے رغبت کیا اور اس امت پر اللہ تعالے کی
جہت مین سے ایک یہ ہو کہ مال غنیمت انکے لیے حلال کیا اور اسمین وسعت دیدی اور اگلی امتون کی طرح حرام نہین فرمایا کیونکہ غنیمت کے خزانے
جن امتون پر حرام کیے گئے تھے وہ انمین ہاتھ نہین لگا سکتے تھے اور اس جہت سے بسا اوقات خیانت کی بلا مین مبتلا ہو جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے
اپنی رحمت سے اس امت کو اس امتحان سے معاف فرمایا ہو اور غنیمت کے اقسام مین سے ایک وہ مال تھا جو خاصۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
واسطے حلال فرمایا گیا تھا اسمین کسی دوسرے کی شرکت نہ تھی اور یہ بنی قریظہ و نضیر کے اموال ہین (یعنے بالفعل وہ باغات و اراضی جو انکے
قبضہ مین تھے) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس غنیمت کے حق مین فرمایا ما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ
علی کل شئ قدیر پس یہ اموال خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھے اسمین پانچوان حصہ واجب تھا اور نہ کوئی غنیمت کا حق تھا اور یہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اختیار سے اپنے سابقین اصحاب مین سے جنکو حاجتمند جانتے تھے دیتے تھے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

فرماتا تھا اسپر عمل کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات پاک مین رحیم وکریم تھے آپنے ان اموال کو اپنی ہی ذات کے واسطے احاطہ نہین کیا اور نہ اپنے اقارب کے واسطے مخصوص فرمایا چنانچہ اقارب کے واسطے کوئی فریضہ یا حصہ مخصوص نہین کیا بلکہ انکو بھی دیا اور اُنکے سوائے دوسرے اہل الحق کو بھی دیا بلکہ زیادہ تر حصہ قدمائے مہاجرین کو دیدیا جو اپنے گھر بار و مال و اولاد سے خارج کیے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہنے کے لیے ہجرت کرکے آئے اور اللہ و رسول کی مددگاری کرتے تھے جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا اولئک ہم الصادقون۔ اور اسمین سے کچھ مال آپنے اصحاب انصار مین سے حاجتمندون کو دیا اور کچھ اسمین سے اپنی ضروریات وحقوق وغیرہ کے واسطے جو پیش آتے ہین موقوف کردیا بالجملہ اُسکو آپنے دنیائے حقیرہ مین سے قرار دیکر عام امت کی طرح اپنی ملکیت مین رکھنا اختیار نہین کیا اور یہ بھی نہ چاہا کہ آپکے بعد کوئی اسکو لے بلکہ اسکو صدقۂ وقف قرار دیا جسمین کوئی میراث نہین پاسکتا ہی اور اس دنیائے حقیر کو چھوڑکر اسکے عوض مین آپنے دار آخرت مین جو کچھ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثواب عظیم ہی وہ پسند فرمایا پس یہ اس قسم کا مال فئی تھا جو بغیر ایجاف خیل و رکاب کے حاصل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مخصوص ہوا اور کسی دوسرے شخص کا اسمین کچھ حق نہین ہوا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انعام فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب آپ تمکو جاننا چاہیے کہ قولہ تعالیٰ فللہ اس سے اللہ تعالیٰ کا حصہ نہین مراد ہی کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا مین ہی اور دنیا والون سے سب سے پاک ہی اور یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہی ولیکن اپنے نام پاک کے ذکر سے غرض یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ حکم کیا ہی اللہ تعالیٰ کے واسطے اسی راہ مین خرچ کرو اور قولہ تعالیٰ وللرسول اس سے یہ مطلب نہین ہی کہ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مال ہی کیونکہ تم جانتے ہو کہ غنیمت مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ کی امتون مین سے ایک امتی کے مانند تھا ولیکن اللہ تعالیٰ نے آپکے نام شریف اسواسطے بیان فرمایا کہ اسکا تقسیم کرنا اور عملدرآمد اور حکم کرنا ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار مین ہی اور رہا قولہ تعالیٰ ولذی القربی تو غور سے سنو کہ اس زمانے مین بہت سے جاہل لوگ ایسے ہین جنکا یہ گمان ہی کہ مال غنیمت مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتیون کا ایک حصہ مفروض تھا اسکا دینا موقوف کردیا گیا اور انکا حق مٹادیا گیا اور یہ انکا خیال محض جہالت ہی اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس حصہ مفروض کو صاف بیان فرماتا جیسے اللہ تعالیٰ نے میراث مین ہر ایک کا حصہ آدھا یا چوتھائی یا چھٹا یا آٹھوان صریح بیان فرمایا ہی اور اگر حصہ مفروض ہوتا تو ان کے اس حصہ مین سے کچھ کمی نہ ہوسکتی خواہ انمین سے کوئی محتاج ہوتا یا مالدار ہوتا جیسے وارثون کے حصہ میراث مین سے کمی نہین ہوسکتی ہی پس ان جاہلون کا یہ خیال باطل ہی ولیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربی کو اس مال مین سے عطیہ انعام فرمایا اور زمین و مویشی اور اسباب نقد و کفار قیدی وغیرہ جسقدر و جو کچھ جسکو چاہا دیا ولیکن کوئی حصہ مفروض نہ تھا اور نہ کوئی مقدار معین معلوم تھی یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خوشی سے جسکو جسقدر چاہتے تھے عطا فرماتے تھے اور میراث کی طرح اُنکے واسطے کوئی حصہ مقدر و معین نہین تھا اور برابر اسیطرح ہوتا رہا یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی ان فتوحات خیبر مین سے آپنے اہل قرابت مین ایک حصہ تقسیم کیا ولیکن سب اہل قرابت کو اس تقسیم مین حصہ نہین دیا اور نہ اہل قرابت مین سے بعض کی تخصیص کی نہ زیادہ قرب قرابت کی راہ سے اور نہ زیادہ محتاجی کی راہ سے بلکہ معرفت وحی سے جسکو چاہا عطا فرمایا بلکہ اس موقع پر بعضے ایسے لوگون کو عطا کیا جو اہل قرابت نہ تھے اور اسکا باعث یہ ہوا کہ ان لوگون نے اپنی محتاجی حضور مین عرض کی پس آپنے انکو عطا فرمایا اور قرابتیون کو ان پر کچھ ترجیح نہین دی اور اگر اہل قرابت کے واسطے کوئی حق مفروض ہوتا جیسا یہ لوگ گمان کرتے ہین تو آپ کی والدہ کے برادری والے اور آپکے والد کے برادری والے اور آپکے دادا اور پردادا وغیرہ کے قرابتی جہانتک سلسلہ نسبی ملتا ہی سب ذوی القربی ہوتے کیونکہ ان سب مین قرابت موجود ہی اور اگر ذوی القربی کو اپنے عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت مین ان لوگون نے اپنے خیالات عموماً ظاہر کیے تھے کہ خلیفہ عادل نے ذوی القربی کا حق مارا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوی القربی کو انکا حق نہین دیتے ہین پس خلیفہ عادلؒ نے اس خط کے ذریعہ سے عام اعلان فرمایا کہ یہ لوگ قرآن وحدیث سے جاہل ہین اور فقط اپنی رائے سے آیت مین یہ لفظ دیکھکر اسکے یہ معنے لیتے ہین پھر آیندہ اس گمان کے باطل ہونے کے دلائل بیان کیے ۱۲ م۔

Marfat.com

کوئی حصہ ہوتا تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما انکو دیتے حالانکہ انکی خلافت مین مال فئی کی بہت کثرت ہوگئی تھی اور ابوالحسن یعنی علی رضی اللہ عنہ خود خلیفہ ہوے تھے اور اُسوقت آپ پر کوئی اعتراض کرنے والا بھی نہ تھا بھلا کیا آپنے لوگون کو کوئی ایسا امر سکھلایا اور کوئی معین حصہ بتلا جسپر آپکے عمل کیا ہوتا اور اگر ان نادانون کے گمان کے موافق ہوتا تو اللہ تعالی یون نہ فرماتا کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم یعنے ہمنے مال فئی مین یہ حکم اسواسطے مقرر فرمایا ہی کہ مال الہی تمہارے تونگرون کے درمیان دولت نہ ہوجائے ۔ھ۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت مین بعضے تونگر تھے اور جس دن قرآن مین یہ آیت اُتری اُسدن بھی اُنکو تونگری حاصل تھی اور اُسکے بعد بھی تونگر رہے پس اگر یہ حصہ اس تونگر کو اور دوسرے محتاج قرابتیون کو سب جائز ہوتا تو یہ تونگرون مین دولت ہوجاتی بلکہ تونگر کی قرابت کے واسطے میراث ہوتا جسکو کوئی منقطع و موقوف نہین کرسکتا تھا پس حق بات یہ ہی کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اہل قرابت کو محتاجی مین اُنکی قرابت اور اُنکے حق کے لحاظ سے دیا جاوے اور حق وہی ہی جو مسلمانون مین ہوتا ہی کہ مسکن اور ضروریات کی حاجت ہو پھر جب وہ اُسکی محتاجی سے مستغنی ہوجاوے تو اُسکا حق نہ رہیگا جیسے آیت مین یتیمون کے واسطے حکم دیا ہی پھر جب اُسکی یتیمی جاتی رہتی ہی تو اُسکا حق نہین رہتا اور اگر یتیمی کی حالت مین بھی یتیم کا کوئی وارث ایسا مرا کہ اُسکو میراث مین مال کثیر حاصل ہوگیا تو اُسکا حق نہین رہتا اسیطرح مسافر جب اپنے سفر مین محتاج ہی تو اُسکو دیا جائیگا اور جب وہ اپنے مقام پر پہونچا اور اُسکو وسعت حاصل ہی یعنے مالدار آدمی ہی تو اُسکا حق منقطع کرکے اُن لوگون کی جانب پھیر دیا جائیگا جو حاجتمند ہین اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے چلا آتا ہی پھر تم خوب جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپکے بعد صالحین جو گذرے کوئی ایسا نہ تھا کہ ایسے حق کو جو اللہ تعالے نے قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فرض کیا ہوتا اُسکو مٹاتے واللہ انھون نے بعض وہ عطیات جاری رکھے جو آپنے ایسے شخص کے واسطے دیا تھا جو اسلام پر نہ تھا اگرچہ وہ ایک ہی بار ہو اب جو شخص اسکے سوا سے کچھ افترا باندھے تو وہ اللہ و رسول و صالح مومنین پر افترا باندھنے والا ہوگا **مترجم** کہتا ہی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی نے جاہلون کی حجت قطع کردی اور کئی وجہ سے انپر دلائل قطعیہ قائم کیے اور جو شخص علم شریعت سے آگاہ ہی وہ اُن دلائل کی خوبیان اچھی طرح سمجھتا اور قدر کرتا ہی **دلیل اول** یہ کہ اگر ذوی القربی کے واسطے کوئی حق مفروض ہوتا تو اسکی مقدار بیان کرنا ضروری تھا کیونکہ اگر ہم فرض کرین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے حقوق معلوم تھے تو یہ بات ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا مین ہمیشہ نہین رہ سکتے تھے پھر بعد آپکے خلفاء و بعد خلفاء کے سلاطین جو امت مین ہونے والے ہین وہ کیونکر اس مقدار کو پہچانتے کیونکہ جو حق مفروض ہی کم سے کم اُسکی کوئی مقدار معین ہونا چاہیے اور جب چند آدمیون کے مشترک حقوق ہون تو زیادہ کی بھی مقدار معین ہونا ضروری ہی جیسے حقوق میراث مین کمی و بیشی کی حد مقرر فرمائی گئی ہی تبھی اُسپر عمل ہوسکتا ہی اور یہان ذوی القربی کے واسطے کوئی مقدار معین نہین ہی تو کیونکر مفروض ہوسکتا ہی کیونکہ اُسپر عمل کرنا غیر ممکن ہی **دلیل دوم** یہ کہ اگر ذوی القربی کے واسطے حق مفروض ہوتا تو کوئی محروم نہ ہوسکتا اور اُسپر عمل کرنے کے واسطے ان لوگون کا معدود و محصور ہونا شرط ہی کیونکہ جنکا شمار نہو اُنپر تقسیم غیر ممکن ہی اور جب مقسوم علیہ معلوم نہو تو ہر ایک کے واسطے حصہ رسد مقدار نہین معلوم ہوسکتی مثلاً اگر بیس روپیہ کسی قوم پر تقسیم کرنا فرض ہو پھر اُنکی تعداد معلوم ہوئی کہ وہ دس آدمی ہین تو ہر ایک کا حصہ رسد دو روپیہ ہی اور اگر اُنکی تعداد معلوم نہو کہ دس ہین یا پانچ ہین یا بیس ہین تو ہر ایک کا جو کچھ حق ہی وہ معلوم ہی نہین ہوسکتا پس تقسیم کرنا غیر ممکن ہی حالانکہ اگر فرض ہوتا تو اُسپر عمل کرنا فرض ہوتا اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوی القربی جبکہ فقط بنی ہاشم یا مع بنی مطلب کے قرار دیے جاوین تو اُن لوگون کی تعداد معلوم ہوسکتی تھی مین کہتا ہون کہ یہ ناسمجھی کا خیال ہی اسواسطے کہ اگر مان لیا جاوے کہ اچھا ذوی القربی بنی ہاشم و بنی مطلب تھے اور اسوقت مین اُنکی تعداد معدود و محصور تھی تو بھی اسکے جب فتوحات اسلام روم و شام و مصر و بربر و ایران و ہندوستان و ماوراء النہر تک پہونچ گئین اور ذوی القربی دور دور ملکون مین جاکر سکونت پذیر ہوے تو کیونکر اُنکی تعداد محصور ہوسکتی ہی مثلاً اس زمانہ مین غیر ممکن ہی کہ کسی دفتر مین تمام بنی ہاشم و بنی مطلب کے مردون و عورتون کا شمار ہو اور یہ کہ وہ اب کس کس ولایت مین اور کس کس شہر مین اور کس کس دیہات مین یا کہان کہان پہاڑون مین آباد ہین پس جو شخص مسلمانون پر خلیفہ ہو وہ کس طرح اُنکو تقسیم کرے اور اگر کہا جاوے کہ ہان بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ حکم فرض نہین رہا اور آپکے نازل ہونے کے وقت فرض ہوا تھا تو ہم کہتے ہین کہ

یہ ہی ہو کہ بعد اسکے ذوی القربی کا حق مفروض نہین رہا پھر اسوقت مفروض کہنا اور اختلاف کرنا بے فائدہ ہی حالانکہ دیگر دلائل سے یہی ظاہر ہوا کہ اسوقت بھی فرض نہین تھا چنانچہ **دلیل سوم** یہ ہی کہ اگر نزول آیت کے وقت انکا حصہ فرض ہوتا تو غیر ممکن تھا کہ اسمین سے کسی دوسرے کو دیدیا جاوے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی تقسیم مین بعض ایسے لوگون کو دیا جنکو یہ قرابت حاصل نہ تھی اور اسیطرح یہ بھی غیر ممکن تھا کہ انمین سے کوئی محروم رکھا جاوے کیونکہ اس حق مین اگر فقط محتاجی کا لحاظ ہوتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نہ ملتا جو تونگر تھے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامہ اہل قرابت کو خیبر مین حصہ نہین دیا **دلیل چہارم** یہ کہ ذوی القربی اگر براہ نسب مراد ہون تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی جانب سے اور والد ماجد کی جانب سے سب اہل قرابت ہونگے بلکہ آپکے دادا پردادا یعنے اجداد اعلی کی راہ سے بھی سب قرابتی ہونگے اور اس زمانہ مین بھی انکا شمار کرنا غیر ممکن تھا **دلیل پنجم** یہ کہ اگر ذوی القربی کا حق مفروض ہوتا تو اس زمانہ مین تم سب متفق ہو کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت بہت مستقیم تھی پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ خلفاے راشدین انکا حصہ مفروض نہ دیتے **مترجم** کہتا ہی کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کا یہ استدلال صریح دلالت کرتا ہی کہ اس زمانہ مین عموماً لوگون مین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت عدل کا اعتقاد معروف و مشہور تھا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ حجت کیونکر قائم ہو سکتی تھی اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اس زمانہ مین اہل کوفہ جو شیعہ کہلاتے تھے اگرچہ انھون نے بہت سے اعتقادات بگاڑ دیے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو مقدمات فیصلہ فرمائے تھے اور وہ ایک دفتر مین لکھے گئے تھے اسمین سے بھی جابجا تحریف کر دی تھی چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جب اس کتاب کو منگوا کر اسمین سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ کے واسطے انتخاب لینا چاہا تو بعض فیصلے پر نظر کرکے فرماتے کہ دیکھو افسوس ہی کہ ان کمبختون نے یہان تحریف کر دی اور کیسے علم حق کو بگاڑ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کچھ گمراہ نہ تھے جو ایسا فیصلہ فرماتے کما فی الصحیح مگر باوجود اس حالت کے وہ لوگ بھی خلافت شیخین رضی اللہ عنہ مین استقامت و عدل کے قائل تھے اور انکے شیعہ ہونے کے یہ معنے تھے کہ وہ تفضیلیہ تھے پھر چونکہ بنی امیہ کے حرکات سے تعصب بڑھتا گیا تو چند ہی روز مین جادۂ اعتدال سے منحرف ہو کر رافضی ہو گئے **دلیل ششم** یہ ہی کہ جب حضرت ابوالحسن علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انھون نے بھی بالکل وہی طریقہ رکھا جو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے وقت سے چلا آتا تھا اور اسوقت آپکے واسطے کوئی روکنے والا نہ تھا کیونکہ آپ خود ہی خلیفہ تھے پس اگر آپکے نزدیک وہ حق نہ ہوتا تو آپ دوسرا فیصلہ فرماتے اور ذوی القربی کا حصہ مفروض فرماتے اور اسکے واسطے قوانین ایسے مقرر فرماتے کہ آپکے بعد جو خلیفہ ہوتا وہ اسپر عمل کرتا اس دلیل پر یہ اعتراض کیا گیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے ہین تو اسوقت بیت المال مین کچھ باقی نہ تھا کیونکہ ہر ایک حقدار کو اسکا حق پہونچ گیا تھا اور آپکے عہد مین غنیمت یا فی مین سے کچھ حاصل ہوتا تو آپ ذوی القربی مین صرف کرتے لیکن آپ کی مدت خلافت ایسے لوگون سے لڑائیون مین صرف ہوئی کہ انپر فتح کے بعد انکا مال نہ غنیمت ہو سکتا تھا اور نہ فی ہو سکتا تھا **مترجم** کہتا ہی کہ یہ بات کسیطرح ثابت نہین ہو سکتی کہ آپکے وقت مین ایسا کچھ مال بھی نہین حاصل ہوا جسمین سے پانچوان حصہ نکالا جاتا بلکہ صحیح روایت اسکے خلاف موجود ہی علاوہ اسکے عمر بن عبد العزیز نے دوسرے جواب کا بھی اشارہ کیا اسکی تقریر یہ ہی کہ اگر ذوی القربی کا حق مفروض ہوتا تو آپ اسکے واسطے ایسا کوئی قاعدہ مقرر فرماتے کہ جسپر آپکے بعد عمل کرنا ممکن ہوتا **مترجم** کہتا ہی کہ اسکے متعلق آیندہ بھی بحث آویگی **دلیل ہفتم** یہ ہی کہ اللہ تعالی نے ان آیات مین فرمایا کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم - یعنے مال الفی مین ہم نے یہ مصارف اسواسطے مقرر فرمائے تاکہ مال الٰہی تمھارے اغنیا کے درمیان مین دولت نہ ہو جاوے - اس سے یہ دلیل نکل آئی کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوی القربی کے واسطے حصہ مفروض ہوتا تو فتوحات اسلام کے بعد جب بیت المال سے انکے حقوق انکو پہونچ گئے اور وہ سب تونگر ہو گئے پھر اگر سہم ذوی القربی انکے واسطے مفروض ہوتا تو یہ تونگرون کو پہونچتا حالانکہ یہ آیت کے خلاف ہی تو معلوم ہوا کہ یہ مفروض نہین ہو سکتا ہی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے معنے سے بعض تونگرون کو عطا فرمایا اور بعض محتاجون کو جو زیادہ محتاج نہ تھے اور اسی پر انکا انحصار نہ تھا نہین دیا پھر آخر مین خلیفۂ عادل عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اشارہ کیا کہ اب جو شخص اسکے خلاف گمان کرے اسنے صالحین خلفاء رضی اللہ عنہم پر الزام لگاکر اپنی عاقبت خراب کی **وقال الطحاوی** حدثنا بکار بن قتیبۃ و ابراہیم بن مرزوق قالا حدثنا عبد اللہ بن بکر السہمی عن نہر بن حکیم عن ابیہ عن جدہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ یعنے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے

Marfat.com

کرچرائی کے اونٹون مین ہر چالیس مین بنت لبون ہی جو شخص اسکو ثواب کی نیت سے دے اسکو ثواب ملیگا اور جو شخص نہ دے اور سرکشی کریگا ہم اس سے
اور پروردگار عزوجل کی طرف سے سزا کے طور پر اسکے اونٹون کا ایک حصہ لینگے جسمین سے ہم مین سے کسی شخص کے واسطے کچھ حلال نہین ہی (اسناد مجید) اور (اسناد مجید) اور
نے باسناد متعددہ کثیرہ بنی ہاشم پر صدقہ حرام ہونا روایت کیا اور اپنے شیخ ثقہ ربیع بن سلیمان کی اسناد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک
آپنے حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمھارے والد ماجد کے پاس اللہ تعالی نے مال فراخ اور لونڈی غلام پہونچائے ہین تم جاکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے ایک خادمہ مانگ لاؤ پس حضرت سیدہ نے آکر حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اسکو ذکر کیا تو آپنے فرمایا کہ واللہ مین ایسا نہین کرونگا کہ تجھے
دیدون اور اہل صفہ کو چھوڑ دون جو اپنے پیٹ لیٹے ہین اور مجھے اسقدر نہین ملتا کہ انکو نفقہ دون بلکہ مین ان غلامون کو فروخت کرکے اہل صفہ پر خرچ کرونگا
پھر فرمایا کہ جب ہم دونون رات مین لیٹ رہے تھے تو آپ تشریف لائے اور ہم نے اٹھنا چاہا تو آپنے فرمایا کہ تم دونون لیٹے رہو پھر تشریف لاکر ہم دونون کے
بیچ مین بیٹھ گئے حتی کہ مین نے آپکے قدم مبارک کی ٹھنڈک اپنے سینہ پر پائی پھر فرمایا کہ تم دونون نے جو کچھ مانگا تھا اس سے بہتر مین تمکو بتلاؤن جب تم سونے کے
واسطے اپنے بستر پر جاؤ تو چونتیس بار اللہ اکبر اور تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ پڑھو کہ یہ تمھارے واسطے خدمتگار سے بہتر ہی اور دوسری روایت
مین ہر نماز کے بعد دس دس بارا ور خواب کے وقت بھی ہی شاید دونون طرح سے فرمایا ہو اور واضح ہو کہ **طحاوی و ابوداؤد** نے ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے یہ قول روایت کیا کہ ذوی القربی مین ہم اپنا حصہ جانتے ہین لیکن یہ بات آپنے نجدہ خارجی کے جواب مین لکھی تھی تو شاید آپ کی مراد یہ ہو کہ خاصون
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوی القربی کی فضیلت معلوم ہو اور شاید وہ لوگ ہدایت پر آجاوین واللہ تعالی اعلم لیکن **طحاوی** نے باسناد صحیح
محمد بن اسحاق سے روایت کی مین نے **ابوجعفر** یعنے **امام محمد باقر محمد بن علی بن الحسین** سے پوچھا کہ آپ مجھے آگاہ کیجیے کہ حضرت علی بن ابیطالب جب
خلیفہ ہوے تو آپنے ذوی القربی کے حصے مین کیونکر عمل کیا تو امام نے فرمایا کہ واللہ وہی عمل درآمد کیا جو حضرت ابوبکر و عمر کرتے تھے تب مین نے
عرض کیا کہ یہ کیونکر ہوا حالانکہ آپ لوگون مین سے بعض کا یہ گمان ہی کہ ذوی القربی کا حق ہی یعنے کیا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم پر
عمل نہ ہوتا آپنے فرمایا کہ نہین واللہ یہ بات نہ تھی بلکہ آپکے لوگ اسی راہ پر چلتے تھے جو آپ فرماتے تھے تو مین نے عرض کیا کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو
کیا چیز روکنے والی تھی آپنے فرمایا کہ حضرت علی نے واللہ یہ بات مکروہ جانی کہ آپ کی نسبت یہ کہا جاوے کہ انھون نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے خلاف کیا
طحاوی نے کہا کہ اس سے یہ بات تو ظاہر ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی وہی عمل تھا جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا عمل تھا اب رہی یہ تاویل
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اعتقاد مین اسکے خلاف تھا و لیکن آپنے اس وجہ سے چھوڑا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کے خلاف کیا اس سے بھی یہ بات
ظاہر ہی کہ ان دونون کے طریقہ عدل پر اسوقت جمیع امت کا اجماع تھا حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب بھی اسی اعتقاد پر تھے و لیکن **امام باقر محمد** رحمۃ اللہ علیہ
نے اسمقام پر صرف رائے کے طور پر یہ بیان کیا کہ شاید یہ وجہ ہو و لیکن **طحاوی** نے بکثرت روایات سے یہ امر ثابت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ امام حق و مجتہد مطلق
تھے اور آپکو کسی کی تقلید جائز نہ تھی اور آپنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیات مین متعدد مسائل مین اختلاف کیا بلکہ خود بیان فرمایا کہ زید مین ثابت رضی اللہ
عنہ نے مجھے اور عمر سے دونون کے قول سے اختلاف کیا تھا اور اپنے زمانہ خلافت مین اپنے قول کے موافق اُنکے خلاف عمل کیا پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ اس
حق فریضہ کو فرض سمجھنے کے بعد متروک چھوڑتے یہ کسی طرح جائز نہین ہو سکتا ہی اور **طحاوی** نے باسناد صحیح روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
عہد مین مال غنیمت حاصل ہوا تو آپنے اسمین سے پانچوان حصہ نکالا پھر اُسی شخص کو بلا کر فرمایا کہ کیا تیرے اُدھر مساکین نہین ہین اُسنے عرض کیا کہ موجود ہین
پس آپنے فرمایا کہ یہ بھی لیجا کر انھین مین تقسیم کردے مصنف کہتا ہی کہ اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ آپکے زمانہ مین بھی مال فئی حاصل ہوا اور آپنے اُسکو اسطرح
تقسیم کیا پس آپکے نزدیک ذوی القربی کے واسطے کوئی حصہ مفروض نہین تھا رہا بغیر فریضہ کے جو کچھ اُنکو دیا جاتا تھا تو اسوقت بحمد اللہ سبحانہ وہ لوگ
مساکین نہین تھے لہذا آپنے مساکین مین تقسیم کردیا اور رہا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اختلاف تو **طحاوی** نے اس مسئلہ اجتہادیہ قرار دیا
اجتہاد مین نہ کسی پر نکیر ہی پس ہر مجتہد اپنے اجتہاد مین ثواب پاویگا اور **طحاوی** نے اس مسئلہ مین بہت طویل تفصیل کے ساتھ

Marfat.com

اس قدر کو بیان اس سے زیادہ تطویل مناسب نہین معلوم ہوتی واللہ تعالیٰ ہو الموفق اور اسیقدر بیان مین کفایت ہو والحمد للہ رب العالمین الحاصل مال فے اللہ تعالیٰ نے اہل حاجت کو حسب مصلحت دیا ہو چنانچہ اُن لوگون کو بیان فرمایا جو اسکے مستحق ہین بقولہ تعالے

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

واسطے اُن مفلسون وطن چھوڑنے والون کے جو نکالے گئے ہین اپنے گھرون سے اور مالون سے ڈھونڈھتے آئے ہین اللہ کا فضل

وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو

اور اُسکی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اُسکے رسول کی وہ لوگ وہی ہین سچے اور جو گھر پکڑ رہے ہین

الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ

اس گھر مین اور ایمان مین اُنسے پہلے محبت کرتے ہین اُس سے جو وطن چھوڑ آوے اُنکے پاس اور نہین پاتے اپنے دل مین

حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ ط

غرض اُس چیز سے جو اُنکو ملی اور اوّل رکھتے ہین اُنکو اپنی جان سے اگرچہ ہو اپنے اوپر بھوکھ

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ ہین مراد پانے والے اور واسطے اُنکے جو آئے اُنسے پیچھے

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ

کہتے ہوے اے رب بخش ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جو ہمسے آگے پہونچے ایمان مین اور نہ رکھ

فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

ہمارے دل مین بیر ایمان والون کا اے رب تو ہی ہو نرمی والا مہربان

پہلے معلوم ہوا کہ اموال بنی نضیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال فے کیا اور انصار رضی اللہ عنہم کو نہین دیا اور انصار رضی اللہ عنہم باوجود اسکے اپنے مہاجرین بھائیون کی آسایش سے بہت خوش ہوے اور اپنے واسطے مال حاصل نہونے پر اُنکو کچھ خیال بھی نہ آیا پس اللہ تعالےٰ نے ان آیات مین مہاجرین کے مستحق ہونیکا حال ظاہر فرمایا اور انصار رضی اللہ عنہم کے خوبی ایمان کو اعلان فرمایا بقولہ تعالےٰ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ایسے فقیرون کے واسطے جو مہاجرین ہین جنکی یہ صفت ہو کہ اپنے گھرون و مالون سے نکالے گئے تلاش کرتے ہین اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل و رضوان کو اور مددگاری کرتے رہتے ہین اللہ اور اُسکے رسول کی یہی سچے لوگ ہین ف اللہ تعالیٰ ایسے فقرا کا حال بیان فرماتا ہو جو مال الفے کے مستحق ہین کہ یہ لوگ اپنے گھرون و مالون سے نکالے گئے یعنے اپنی کافر قوم کی بدکاری و کفر کی وجہ سے انکو اپنے گھرون سے نکلنا پڑا کیونکہ یہ لوگ اپنے پروردگار عزوجل کی توحید پر عبادت کرنا چاہتے تھے اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و رضوان انکو ملے اور کفار اسی بات پر انکے دشمن ہوتے تھے تو ناچار انکو وطن و گھر بار و اہل و عیال چھوڑنے پڑے تو گویا کافرون ہی نے اُنکو نکالا اور یہ لوگ کسی مال کے لالچ سے نہین نکلے بلکہ مال چھوڑ کر نکلے اور یہان سخت محتاجی مین رات دن اللہ و رسول کی مددگاری کرتے ہین تو یہ بالکل قطعی سچے مومنین ہین کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو اُنکو اپنے اہل و عیال چھوڑنے کی کوئی ضرورت تھی اور گھر بار و اہل و عیال چھوڑنا نفس پر نہایت دشوار ہی (ابن کثیر) اور یہ آیت قطعی صریح ہی کہ قدمار مہاجرین حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عشرہ مبشرہ و دیگر مہاجرین بلکہ جو فتح مکہ سے پہلے ہجرت کرکے آئے یعنے مہاجرین اولین کے بعد دوم مہاجرین مانند خالد بن الولید و عمرو بن العاص وغیرہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہم کے سب قطعی صادقین ہین اور حضرت خالق جل شانہ علام الغیوب کے آگاہ کرنے کے بعد جو کوئی اپنے نفس مردود کی رائے سے [illegible]
ہسکے گمراہ ہونے مین کچھ شک باقی نہین رہا جیسے خوارج و روافض ہین اور جب اللہ تعالی نے اصحاب مہاجرین رضی اللہ عنہم کے واسطے اپنے [illegible]
ساتھ سچے صادقین ہونیکا فضیلت نامہ یعنی قرآنی بھیجدیا تو صاف معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالی علیم وخبیر قیامت تک لوگون کو اپنے علم سے فرماتا ہی اور انتہا
تاکید سے آگاہ فرماتا ہی کہ اولئک ہم الصادقون یہ لوگ بالکل سچے ہین یہ کلام نہایت ہی تاکید ہی اور جو کوئی عربی زبان کی بلاغت جانتا ہی وہ اس کلام
کی انتہا تاکیدی بلاغت کو خوب سمجھتا ہی اور یقین کرتا ہی کہ یہ لوگ بالکل ایسے ہی تھے بلکہ یہ سمجھتا ہی کہ جن بندون کے واسطے رب عزوجل نے اس
تاکید سے اپنا کلام قدیم بھیجا تو اُنکی کمال بزرگی بندے سمجھ نہین سکتے ہین اور جو کوئی یہ گمان کرے کہ جن بندون کو اللہ تعالی نے اسطرح وصف فرمایا
یہ ایسے نہ تھے یا انکے صادق الایمان ہونے مین کچھ نقص ہی تو وہ احمق کافر ہی اور قطعا متواتر یہ بات معلوم ہی کہ حضرات خلفاے راشدین و باقی عشرہ مبشرہ
وغیرہم رضی اللہ عنہم مہاجرین اولین ہین تو قطعا یہ لوگ صادقین ہین پس خوارج و روافض و بعض معتزلہ سب مردود ہوے اگر ان بزرگون کے حق مین کلام الٰہی
سے منکر ہون اور خاجی وغیرہ جب اس نص قطعی کے مقابلے مین مجبور ہوے تو کمبختون نے یہ حیلہ نکالا کہ خدا تعالی کا کلام قدیم نہین ہی اور وہ قدیم سے
نہین جانتا ہی اور جسوقت جیسا ہوتا ہی ویسا فرماتا ہی تو اُسوقت یہ لوگ صادق تھے پھر پیچھے بدل گئے اب اگر کلام اترتا تو اُسکے خلاف اترتا اور پیچھے
ان لوگون کا بدلجانا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا جب قرآن اُترنا موقوف ہوچکا تھا اور بدل جانا اسنے اسطرح پہچانا کہ ان لوگون سے ایسے
معاملات واقع ہوے جس سے اُسنے اپنے علم مین خدا تعالی کے علم کے خلاف یقین جان لیا کہ یہ لوگ بدل گئے مترجم کہتا ہی کہ اے اہل ایمان ذرا
غور کرو کہ اس گمراہ نے کتنی باتین کفر کی اختیار کین اور اپنی ہٹ نہ چھوڑی اور ان مین سے بہت ایسے کافر تھے جو کہا کرتے تھے کہ مجھ سے بن نہین پڑتا
کہ مین قرآن مین سے ایسی آیتین نکال ڈالتا جنسے لوگون کو دھوکا ہوتا ہی کہ یہ لوگ حقیقت مین سچے تھے مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید کی
حفاظت کا اپنے فضل سے آگاہ فرمایا ہی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنے یہ قرآن ہمنے نازل فرمایا اور ہم اُسکی حفاظت فرمانیوالے ہین۔ سو
کسی کافر سے یہ بات ممکن نہین کہ قرآن مجید مین تحریف کرسکے اور قیامت تک اللہ تعالے نے جن بندون کے دلون مین ایمان رکھا ہی اور ازل سے
اُنکے واسطے سعادت دارین مقدر فرمائی ہی وہ چاہے جس قوم کے درمیان پیدا ہون ضرور اللہ تعالی کی آیات پر ایمان لاوینگے اور اس آیت کو پڑھکر
اصحاب مہاجرین رضی اللہ عنہم کے صادق الایمان ہونیکا یقین کرلینگے اور یہ سعید جنتی لوگ کبھی نہ مانین گے کہ یہ گمراہ جان گیا اور نعوذ باللہ خدا ے
تعالی نہین جانتا تھا بلکہ انکا عین ایمان یہ ہی کہ خدا تعالے علام الغیوب ہی وہ ازل سے ہر مخلوق کو جسکو وہ پیدا کریگا اور جب پیدا کریگا خوب جانتا ہی
اور جو کچھ اس مخلوق کا انجام ہی وہ بھی خوب جانتا ہی اور کسی بات سے جاہل ہونا اُسکی شان نہین ہی پس جب اُسنے فرمایا کہ میرے بندے صادق الایمان ہین
تو قطعی معلوم ہوگیا کہ یہ لوگ ایسے ہی ہین اور ایسے ہی رہینگے اور قیامت تک یہ آیت اسیطرح پڑھی جائیگی جب تک اللہ تعالی کا نام لیا جائے گا
اور برابر نیک بندے یہی سمجھتے رہینگے کہ یہ بندگان مہاجرین صادق الایمان تھے اور کبھی کسی کافر کا کہنا بمقابلہ کلام الٰہی کے نہ مانینگے کیونکہ وہ کافر
جو یہ سمجھے کہ اب یہ آیت جھوٹ ہوگئی اور اگر کوئی کافر کسی کو یہ شبہہ دلاوے اور اپنے شیطان کا وسوسہ لاوے کہ شریعت مین بعض حکم ایک وقت تک
عمل کرنے کے لیے آیا پھر جب وہ مدت گذر چکی تو حکم منسوخ ہوگیا پس دھوکا دے کہ یہ بھی ایسا ہی تھا تو اس شیطانی وسوسہ کو فورا رد کرو کہ اس
شیطان نے بڑا دھوکا دیا کیونکہ منسوخ وہ حکم ہوتا ہی جو ایک مدت تک عمل کرنے کے واسطے ہو یعنے امر و نہی کے قسم مین سے ہو جیسے یہ کام کرو یا
شراب رکھنے کے برتنون مین پانی نہ پیو تو یہ ایک مدت کے بعد منسوخ ہوسکتا ہی اور جو باتین کہ ذات و صفات و مدح و ثنا سے متعلق ہین وہ کبھی منسوخ
نہین ہوسکتی ہین مثلاً یہ خبر دیگئی کہ جنت برحق ہی تو اس خبر کا سچا ہونا جبھی ہوگا کہ درحقیقت ایسا ہی ہو اور جب اللہ تعالی کا خبر دینا بالکل حق ہی تو درحقیقت
جنت موجود ہی پھر اُسکا منسوخ ہونا غیر ممکن ہی اسیطرح جب یہان اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ ان بندون کے دلون مین ایمان سچا بھرا ہوا ہی تو یہ خبر حقیقت مین سچ ہی اور واقع مین یون ہی ہی پھر اسکا منسوخ ہونا غیر ممکن ہی الغرض بالاجماع جو خبر ہی وہ منسوخ نہین ہوتی ہی اور جب

Marfat.com

اللہ تعالےٰ کے علم مین یہ لوگ صادقین اور فلاح پانے والے یعنے جنتی ہین تو اسکا بدلنا کیونکر ہوسکتا ہی سوائے اسکے کہ اللہ تعالےٰ کا علم بدل جاوے اور وہ پاک عزوجل کسی طرح کی تبدیلی و تغیر سے پاک ہی پس یہ بندگان الٰہی بھی برابر اسی شان و صفت کے ساتھ ہین وللہ الحمد والمنہ شیخ ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ پھر اللہ تعالےٰ نے اصحاب مہاجرین رضی اللہ عنہم کی فضیلت و شرافت بیان فرمائی بقولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - اور جن بندون نے مہاجرین سے پہلے دار الاسلام و ایمان مین جگہ پکڑی جو کوئی اُنکی طرف ہجرت کرکے آتا ہی اُسکو محبت سے لیتے ہین اور جو کچھ مہاجرون کو دیا جاتا ہی اُس سے اپنے دلون مین کچھ حاجت نہین پاتے اور اپنے جان پر انکو اختیار کرتے ہین اگرچہ آپکو تنگی ہو اور جو کوئی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہین ف مہاجرین نے ہر جگہ سے اُسوقت ہجرت کی جب مدینہ کے انصار مسلمان ہوچکے تھے اور اُسوقت مین مدینہ ہی اسلام کا گھر تھا تو انصار نے دار الاسلام مین سکونت کی اور ہمیشے مہاجرین سے پہلے ایمان لاتے تھے اسیواسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت یہ وصیت کی کہ جو شخص میرے بعد خلیفہ ہو اُسکو مین وصیت کرتا ہون کہ مہاجرین اولین کا حق پہچانے اور اُنکی بزرگی کا لحاظ رکھے اور مین اسکو یہ بھی وصیت کرتا ہون کہ ان انصار کے حق مین خوبی سے برتاؤ کرے جنکے حق مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہی تبوؤ الدار والایمان من قبلہم پس اُنکے نیکوکارون سے شکریہ قبول کرے اور اگر کوئی اُنمین سے بداخلاقی کرے تو عفو کرے اللہ تعالیٰ نے اُنکی یہ صفت بیان فرمائی کہ جو کوئی اُنکے پاس ہجرت کرکے آتا ہی اُسکو محبت سے لیتے ہین اور مہاجرین کے ساتھ انصار کی محبت کے حالات ایسے لطیف ہین کہ اُنکو سننے سے اہل ایمان کے دل تازہ ہوتے ہین اور وہ بیانات اسقدر دراز ہین کہ بڑی بڑی کتابون مین لکھے ہین اور یہان اشارہ بیان کرنا البتہ ممکن ہی امام احمدؒ نے یزید بن ہارون عن حمید عن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی مہاجرین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم جن لوگون کے یہان آئے ہین ہم نے اُنکے مثل کوئی قوم نہین دیکھی کیسے اچھے لوگ ہین کہ اگر اپنے پاس چیز کم ہوتی ہی تو نہایت خوبی سے ہمارا ساجھا لگاتے ہین اور اگر چیز بہت ہوتی ہی تو فراخی کے ساتھ ہمپر خرچ کرتے ہین اور ساری محنت و مشقت آپ برداشت کرتے ہین اور جو پھل و راحت حاصل ہوتی ہی اسمین ہمکو شریک کرتے ہین حتی کہ واللہ ہمکو یہ خوف معلوم ہوتا ہی کہ ثواب سب انھین کا ہوجائیگا ہمارے پاس کچھ نہ رہیگا آپنے فرمایا کہ ایسا نہین جب تک تم اُنکی شکرگذاری کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے اُنکے واسطے دعا کرتے رہو اسناد صحیح یعنے ثواب دنیا بیشک اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت اور تم یہ ڈرتے ہو کہ شاید اس طریقہ سے دار آخرت کا ثواب تمھارے اور اُنکے ساجھے مین نہو بلکہ خدائے تعالیٰ انھین کو سب ثواب دے تو ایسا سمجھو جب تک تم مین یہ خصلت ہی کہ تم اُنکی ثنا و صفت کرو اور دعا کرو اور ثنا و صفت سے یہ مراد نہین ہی کہ شاعرون کی طرح جھوٹی تعریف سے یا جاہلون کی طرح ریا سے مغرور کرو کیونکہ یہ مذموم ہی حتی کہ حدیث مین ہی کہ مداح کے منھ مین خاک جھونک دو بلکہ مدح یہان یہی ہی جو انھون نے بیان کی ترجمہ کتاب کہ بعضے انصار رضی اللہ عنہم نے اپنے مہاجری بھائی سے کہا کہ بھائی میری دو بیبیان ہین اور یہ جو کچھ مال از قسم باغ وغیرہ دیکھتے ہو پس مین چاہتا ہون کہ تم اسکو قبول کرو کہ آدھا مال مین تمکو بانٹ دون تم اپنی خوشی سے اُسمین تصرف کرو اور جو عورت کو طلاق دیدون اس سے تم نکاح کرلو مہاجر نے کہا کہ بھائی تمکو مبارک ہے اللہ تعالیٰ برکت دے مین چاہتا ہون کہ یہ کام تم اختیار کرو اور بازار کی تجارت مین اختیار کرون پس اُنھون نے بازار کی تجارت مین اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند روز مین اسقدر حاصل کیا کہ اُنکے انصاری بھائی نے اپنی قوم مین سے ایک عورت سے اُنکی شادی کرادی امام بخاریؒ نے یحیی بن سعید الانصاری سے روایت کی کہ مین جب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ولید بن عبد الملک کے پاس گیا تھا تو وہان انس رضی اللہ عنہ سے مین نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلاکر فرمایا کہ مین تمھارے واسطے صوبہ بحرین قطع کردون (یعنے تمھاری ملکی مین دیدون) پس انصار رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر اسکے مثل آپ ہمارے مہاجری بھائیون کے واسطے قطع فرماتے ہین تو البتہ ہمکو منظور ہی ورنہ ہم بھی نہین چاہتے ہین آپنے فرمایا کہ دیکھو اگر تم ایسا نہین چاہتے ہو تو پھر صبر کرنا یہانتک کہ مجھسے ملو کیونکہ میرے بعد تمکو

Marfat.com

(بخاری) اثرت یہ ہو کہ ایک چیز پر دوسری چیز کو ترجیح دے اور معنی یہ کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جب خلافت بنو امیہ
ولید بن عبد الملک وغیرہ کے مانند ایسے ظالم بادشاہ ہونگے جو قریش کو ترجیح دین اور انصار کا حق لحاظ نہ رکھینگے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار
رضی اللہ عنہم آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمارے باغات کو ہمارے مہاجرین بھائیون مین بٹوارہ کر دیجے
آپنے فرمایا کہ نہیں تب انھون نے مہاجرین سے کہا کہ اچھا تم محنت مین شریک ہوجاؤ اور جو کچھ پیداوار ہوگی اُسمین سے ہم تمکو آدھا بانٹ دین انھون نے
کہا کہ اچھا یہ ہم منظور کرتے ہین (البخاری) مترجم کہتا ہو کہ یہ روایات بالکل لب لباب ہوا کرتی ہین حالانکہ یہان صرف اسیقدر مختصر گفتگو ہوئی مثلاً جبکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہاجری اور ایک انصاری مین بھائی بھائی کا انعقاد کیا تو انصار نے اپنے بھائیون کے ساتھ اس بات پر اصرار کرنے لگے
کہ تم ہمارے دین کے بھائی ہو اور آخرت اصل چیز ہو تو وہان کا بھائی بھی سب سے بہتر ہو پس تم اسکو منظور کرو کہ ہمارے باغات آدھے آدھے ہم تم تقسیم کرین
مہاجرین نے نہ مانا آخر اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکی درخواست کی اور آپنے بھی ایسا نہین کیا تب وہ لاچار ہوکر اس بات پر آمادہ ہوئے
کہ کسی طرح حاصلات ہی اُنکو پہونچا دین لیکن مفت اُنھون نے یہ بھی نہ مانا کہ ہم پورا نصف لے لین تب انصار نے یہ حیلہ بتلایا کہ اچھا کسیقدر کام مین شریک ہوجاؤ
آخر مہاجرین نے اُنکی دلشکنی کے خیال سے یہ منظور کیا کہ جسقدر محنت مین شرکت کرین اسیقدر تم مین شرکت ہو اور باقی اپنے بال بچون کے واسطے رکھو اور جب
انصار کی خوشی اپنے ذاتی اموال مین مہاجرین کے ساتھ اسطرح تھی تو بھلا اموال فئی مین مہاجرین کو ملنا کیونکر ناگوار ہوتا لہذا اللہ تعالیٰ نے اُنکی یہ صفت فرمائی
لَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا اور اپنے دلون مین اُس چیز کی نسبت کوئی حاجت نہین پاتے جو ان لوگونکو دیدیگئی
ف حسن بصریؒ نے کہا کہ یعنے مہاجرین کو جو کچھ دیدیا گیا اُسکی نسبت انصار اپنے دلون مین کسی طرح کا حسد نہین پاتے قتادہؒ نے کہا کہ یعنے جو کچھ انکے مہاجرین
بھائیون کو دیا گیا۔ ھ۔ اور یہی ابن زید رحمہ اللہ سے منقول ہو خلاصہ یہ کہ بنی نضیر کے اموال جو بطور مال الفئی کے حاصل ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان اموال مین مہاجرین کا حصہ لگایا اور انصار کو نہین دیا سوائے دو تین آدمیون کے تو انصار کو اُس مال کی نسبت کچھ خیال بھی نہین ہوا اور حضرت
علام الغیوب نے اُنکے دلون کا حال بیان کر دیا اس سے بڑھکر کوئی شہادت نہین ہوسکتی ہو شیخ ابن کثیرؒ نے یہان اشارہ نکالا کہ انصار کی یہ صفت فقط انھین
اموال کے ساتھ متصور نہین ہو اسلیے اللہ تعالیٰ نے ما اوتوا کو عام رکھا یعنے جو کچھ مہاجرین کو عطا ہوا سب مین حسد نہین کرتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
مہاجرین کو گھر بار چھوڑ کر ہجرت کرنیکی فضیلت دی اور یہان پہلے انکا ذکر فرمایا بلکہ دیگر آیات قدسیہ مین بھی مانند قولہ تعالیٰ لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین
والانصار الآیہ وغیرہ مین بھی مہاجرین کو مقدم رکھا تو انصار رضی اللہ عنہم خالص نور ایمان و صفائی قلوب سے اپنے بھائیون کا حق پہچان کر کسی قسم کا
رشک و حسد اُنکی جانب سے نہین رکھتے اور حق سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک یہی خوبی اور اسی قسم کی صفائی اور اخلاق کی درستی زیادہ محبوب ہو مترجم کہتا ہو
کہ حدیث صحیح مین ہو کہ تم مین سے وہ لوگ سب سے بہتر ہین جنکے اخلاق سب سے بہتر ہین (الصحیح) اخلاق سے مراد اس زمانہ کے منافقانہ تکلفات نہین
ہین بلکہ عدل و علم و حیا و صدق و کرم و سخاوت و شجاعت و عالی ہمتی اور دنیائے ملعونہ سے دل نہ لگانا اور آداب قرآن و حدیث کے لحاظ رکھنا
اور صحابہ و تابعین و اگلے بزرگون کا ادب کرنا و مانند اسکے خوبیان مراد ہین اور بعض روایات سے یہ بات ثابت ہو کہ نیک خلقی سے اللہ تعالیٰ
ہمیشہ دن مین روزہ رکھنے کا اور ہمیشہ رات مین عبادت کرنیکا ثواب عنایت فرماتا ہو اور بعض روایات سے ثابت ہو کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا اور
رات مین عبادت کیا کرتا مگر اچھے اخلاق نہین رکھتا تھا اور دوسرا بندہ اچھے اخلاق رکھتا تھا مگر اس سے کچھ عبادت نہین ہوسکتی تھی فقط
فرض نماز و روزہ ادا کر لیتا تھا تو اس روایت مین آیا کہ ان دونون آدمیون کے درجات مین اسقدر فرق ہو جتنا زمین و آسمان مین فرق ہو
یعنے نیک خلق بندے کو مرد عابد پر اسقدر بلند درجات جنت مین ملینگے کہ عابد گویا زمین مین ہو اور وہ آسمان پر ہو اور خوب جان لو کہ اہل اسلام
مین سے جس شخص کے اخلاق اچھے ہونگے وہ دنیا و دین مین انشاء اللہ تعالیٰ اچھا رہیگا اور جس قوم کے اخلاق اچھے ہونگے وہ ہمیشہ سرفراز
اور جس ملک اسلامی کے لوگ نیک خلق ہونگے وہ دنیا مین دونون کی سلطنت پاوینگے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو شیخؒ نے لکھا کہ اس

حضرت انسؓ کی حدیث بھی دلالت کرتی ہی کہ ایک وقت ہم رسول صلعم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے پس حضرت سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ ابھی تمکو ایک جنتی شخص سامنے سے آتا ہوا نظر آویگا کچھ دیر نگذری تھی کہ ایک مرد انصاری نظر آئے جنکی داڑھی سے آب وضو کے قطرات ٹپکتے تھے اور وہ اپنے بائین ہاتھ مین اپنی جوتیان لٹکائے تھے جب دوسرے دن ہوا تو بھی رسول اللہ صلعم نے وہی کلمہ اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا اور پھر وہی مرد انصاری ہمکو اپنی اسی حالت پر نظر آیا پھر تیسرے دن بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی کلمہ اپنی زبان مبارک سے فرمایا اور پھر وہی مرد انصاری ہمکو اپنی حالت سابقہ پر نظر آیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس شریف سے اُٹھے تو عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مجلس شریف سے نکلکر اُس مرد انصاری رضی اللہ عنہ کے پیچھے گئے اور عرض کیا کہ بھائی صاحب مین نے اپنے والد کی خدمت مین کچھ عرض کیا اور وہ خفا ہوے اب مین چاہتا ہون کہ تین روز وہان نجاؤن اگر آپکے نزدیک گران نہو تو آپ مجھے تین روز تک اپنے یہان جگہ دین انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا یہان رہو انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ مین نے ان تین رات مین اُس جنتی انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ رات مین کسی وقت وہ ذکر یا نماز کے واسطے نہین اُٹھے مگر اتنی بات البتہ مین نے دیکھی کہ جب رات مین کسی وقت اپنے بچھونے پر کروٹ لیتے تو اللہ تعالی کا ذکر کرتے اور تکبیر کہتے تھے پھر سو رہتے تھے یہانتک کہ جب نماز فجر کا وقت ہوتا تب اُٹھتے تھے عبد اللہ نے کہا کہ لیکن اتنی بات مین کہسکتا ہون کہ مین نے اُنکی زبان سے سوائے نیک کلام کے کوئی کلمہ نہین سُنا پھر جب تین دن گذر گئے اور قریب تھا کہ میرے دل مین اُنکی طرف سے یہ خیال جم جاوے کہ انکے عمل حقیر ہین تو مین نے یہ کہا کہ بھائی صاحب آپ سُنیے کہ میرے باپ سے اور مجھسے اسوقت کچھ ناخوشی نہ تھی لیکن بات یہ ہوئی کہ مین نے تین روز برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمہ سُنا کہ تم لوگون کے سامنے ابھی ایک جنتی شخص نظر آویگا اور تینون دن آپ ہی نظر آئے تو مین اس حیلے سے آپکے یہان حاضر ہوا اور رہنے کی جگہ حاصل کی تاکہ یہ دیکھون کہ آپکا عمل کیا ہی تو مین اُسکی اقتدا کرون اب جو مین نے دیکھا تو آپکے اعمال مین کوئی کثیر و کبیر عمل نہین پایا پھر وہ کیا بات ہی جس سے آپنے یہ درجہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مرد انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمل تو جو کچھ ہی یہی ہی جو تمنے دیکھ لیا پھر جب مین رخصت ہوکر کچھ دور چلا تو اُنھون نے مجھکو پکارا اور کہا کہ ای برادر عمل تو یہی ہی جو کچھ تمنے دیکھ لیا مگر اتنی بات ہی کہ مین نے کبھی کسی مسلمان کی طرف سے کسی بھلائی پر جو اُسکو اللہ تعالی نے دی ہو کچھ حسد یا میل نہین پایا عبد اللہ رضی اللہ نے کہا کہ بس یہی بات ہی جس سے تم اس مرتبہ کو پہونچے ہو اور یہی بات ایسی ہی جسکی طاقت ہر شخص کو حاصل نہین ہوسکتی ہی (رواہ الامام احمد والنسائی) اور اسکی اسناد بشرط الشیخین صحیح ہی لیکن عقیل بن خالد وغیرہ ایک شخص کے واسطے سے اسکو روایت کیا اور اُس شخص کا نام مذکور نہین ہی اور دوسرے علمائے نے اسکو بلا واسطہ روایت کیا ہی مترجم کہتا ہی کہ شاید امام زہری نے پہلے ایک شخص کے ذریعہ سے سُنا ہو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اسکو روایت کرتے ہین پھر خود جاکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسکی تحقیق کرلیا ہو تو اسناد صحیح رہی واللہ تعالی اعلم۔ اللہ تعالے نے انصار کی فضیلت دیگر بیان فرمائی بقولہ تعالی وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور اپنے نفس پر غیرون کو ایثار کرتے ہین اگرچہ اُنپر تنگدستی کی محتاجی ہو یعنے انصار ایسے اچھے ایمان والے ہین کہ اگر مہاجرین مین سے کوئی محتاج اُنکے یہان آتا ہی تو اپنے کھانے کو چھوڑکر اُسکو کھلانا پسند کرتے ہین اگرچہ تنگدستی سے خود اُس کھانے کی جانب محتاج تھے اور یہی صفت کھانے کے علاوہ ہر چیز مین ہی اگر کہا جاوے کہ قرآن مجید مین ایک آیت دیگر اسی مضمون مین آئی ہی یعنے قولہ تعالی ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما الآیہ یعنے اللہ تعالی کی محبت مین مسکین ویتیم واسیر کو کھانا کھلاتے ہین۔ ھ۔ لیکن اس سے یہ بات نہین نکلتی ہی کہ وہ عین تنگی و محتاجی کے وقت ایسا کرتے تھے تو یہان جو آیت مذکور ہی اُس سے لوگون کو زیادہ فضیلت حاصل ہوئی اور حدیث مین بھی آیا ہی کہ تنگدست آدمی مشقت کی کمائی سے جو کچھ صدقہ دے وہ افضل ہی (الصحیح) اور اسکا بھید یہی ہی کہ اُسنے تنگی اور احتیاج کی حالت مین اپنی ذات پر اپنے بھائی مسلمان کو ترجیح دی اور یہی وہ مقام ہی کہ صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سب مال صدقہ مین حاضر کیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اپنے اہل وعیال کے واسطے کسقدر رکھا ہی صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مین نے اُنکے واسطے اللہ و رسول کو باقی رکھا ہی (حدیث صحیح) اور

جب جہاد شام مین یرموک کے دن لڑائی ہوئی تو عکرمہ و اُنکے اصحاب رضی اللہ عنہم نے شہادت پائی اور اللہ تعالیٰ نے اول اسلام کا [illegible]
لوگون مین کچھ رمق باقی تھی کہ ایک نے پانی مانگا پس دوسرے نے نگاہ کی تو کہا کہ پہلے میرے بھائی کو پلا دو جب اُسکے پاس گئے تو تیسرے نے نگاہ کی کہ
پہلے میرے اس بھائی کو پلاؤ لیکن جب تک اُسکے پاس پہونچین اُسنے قضا کی اور لوٹ کر دیکھا تو دوسرے نے بھی قضا کی اور دیکھا تو اول نے بھی قضا
کی پس انمین سے کسی نے بھی نہین پیا رضی اللہ عنہم اجمعین (ابن کثیر) **خطیب** رح نے نقل کیا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین یرموک کے دن پانی لیکر اپنے چچا
بھائی کو تلاش کرتا تھا جب مین نے اُسکو پایا تو ایک طرف سے آواز آئی پس میرے چچیرے بھائی نے کہا کہ پہلے انکو پلاؤ جب مین وہان گیا تو مین نے دیکھا کہ
وہ ہشام بن العاص ہین مین نے پوچھا کہ آپکو پانی پلاؤن تو اشارہ کیا کہ ہان اتنے مین ایک آواز آئی تو ہشام نے مجھے اشارہ کیا کہ پہلے میرے اُس
بھائی کو پلاؤ جب تک مین وہان جاؤن اُسنے قضا کی مین اُلٹے پاؤن ہشام کی طرف آیا تو دیکھا کہ وہ انتقال کر چکے تو مین اُلٹے پاؤن اپنے چچازاد بھائی
کی طرف آیا دیکھا کہ وہ بھی قضا کر چکے رضی اللہ عنہم اجمعین **مترجم** کہتا ہی کہ ان آیات مین بعض نکات ہین لہذا خلاصہ مطلب بیان کرنے کے بعد مین چاہتا ہون
آنکو بھی بیان کرون قولہ تعالیٰ للفقراء المہاجرین یہان سوال یہ ہی کہ کلام کی ترکیب مین اسکا تعلق کیونکر ہی پہلے یہ بات جان لینا چاہیے کہ دین حق مین قرآن مجید
کی تفسیر کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی عورتون پر اور گودنا دلوانے والی عورتون پر لعنت
فرمائی تو یہ قولہ تعالیٰ فلیغیرن خلق اللہ الآیہ کی تفسیر ہی یعنے شیطان نے جناب باری تعالیٰ مین یہ ظاہر کیا تھا کہ مین بنی آدم کو اسطرح فسق و فساد پر آمادہ کرونگا
از انجملہ یہ کہ وہ لوگ خلقت الٰہی مین تغیر کرینگے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اوپر گذر چکی ہی اور بنی اسد کی عورت نے جب اُنپر اعتراض کیا تو یہی کہا کہ
مجھے یقین نہین ہی کہ آپ کی بیوی خود اسپر عمل کرتی ہون آپنے فرمایا کہ اچھا گھر مین جاکر دیکھ لے اُسنے جاکر دیکھا تو اپنا مطلب کچھ نہ پایا اور نکلکر کہنے لگی کہ مین نے
تو کچھ نہین دیکھا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ایسی ہوتی تو ہمارے ساتھ نہ رہنے پاتی (صحیحین) اور حدیث مین ہی کہ جب مین تمکو کسی کام کا حکم کرون
تو اسمین سے تمسے جسقدر ہو سکے بجا لاؤ اور جب مین تمکو کسی چیز سے منع کرون تو بالکل اس سے پرہیز کرو (صحیحین) اور حدیث مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تم مین کسی کو نپاؤن کہ تخت تکبر سے تکیہ لگائے ہو اُسکو کوئی حکم میرا پہونچے جسپر مین نے عمل کرنیکا حکم دیا ہی یا اسپر عمل سے منع کیا پھر
وہ کہے کہ مین کچھ نہین جانتا جو ہمنے کتاب الٰہی مین پایا ہی اسپر عمل کر لیا (رواہ ابو داؤد والترمذی) جب یہ معلوم ہوا تو تفسیر آیات کی طرف رجوع کرنا
چاہیے اللہ تعالیٰ نے مال الفیٔ کے مستحقین کو بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ (للفقراء) **خطیب** نے لکھا کہ مال فیٔ ان فقراء کے لیے ہی جنکی صفت مین فرمایا الذین
اخرجوا من دیارہم و اموالہم ایسے مہاجرین ہین جو اپنے دیار سے اور اموال سے نکالے گئے ہین ف ایسے فقراء تھے کہ بھوک کی وجہ سے بعضے اپنے
سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اور بعضے جاڑے مین زمین مین گڈھا کھود لیتے تاکہ سردی سے ہلاک نہو جاوین اور یہی خاک اکلا اوڑھنا بچھونا تھا رس
بعض نے کہا کہ یہ فقراء اہل مکہ ہین جو ایمان لائے اور کافرون نے انکو یہانتک تنگ کیا کہ وہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوے اور یہ سو اصحاب تھے رضی اللہ عنہم اجمعین
یہان یہ سوال وارد ہوتا ہی کہ اول آیت مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مال کہ فیٔ عطا کیا وہ للہ و للرسول و لذی القربیٰ الخ ہی یعنے وہ مال
تعالیٰ کے لیے اور رسول کے لیے اور قرابتیون کے لیے اور یتیمون و مسکینون و مسافرون کے لیے ہی اس سے معلوم ہو چکا تھا کہ مال فیٔ کے مصارف
یہی پانچ اقسام ہین پھر یہان اس آیت مین فرمایا کہ للفقراء الذین اخرجوا الخ فقراء کے لیے جنکی یہ صفت ہی تو کیا یہ چوتھا حصہ ہی علاوہ پانچ مصارف
یا انھین پانچ مین سے کسی کا بدل ہی (جواب) دیا گیا کہ یہ چوتھا مصرف نہین ہی اور یہ سب علماء کا اجماعی قول ہی پھر آگے اختلاف ہی بعض نے کہا کہ یہ
ہی اور بعض نے کہا کہ اوپر سے بدل واقع ہی قول اوّل کو شافعیہ نے اختیار کیا چنانچہ **شیخ جلال الدین محلی** رح نے کہا کہ یہان تقدیر کلام یہ ہی اعجبوا
الذین الخ تم تعجب کرو ایسے فقراء کے حال سے جو اپنے گھرون و مالون سے خارج کیے گئے ۔۔ زمخشری وغیرہ نے بلاغت اعجاز کی راہ سے اسمین تر
اور اسکو صریح تکلف قرار دیا **مترجم** کہتا ہی کہ غالباً اسی وجہ سے امام ابن کثیر رح نے اسکو اوپر سے بدل قرار دیکر تفسیر فرمائی چنانچہ اسکا ترجمہ یہان ہوا
فتح البیان مین ہی کہ شیخ جلال رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسواسطے اسطرح تفسیر کی کہ یہی انکے امام یعنے شافعی رح کے قول سے موافق ہی کیونکہ شافعی رح

Marfat.com

کا ہوگا بنی ہاشم و بنی مطلب کا حصہ بوجہ قرابت کے فرض ہی پس اگر یہان للفقراء اس سے بدل ہو تو یہ معنے ہونگے کہ مال فئی ذوی القربیٰ یعنی فقرا کے لیے ہی
یہ حق بوجہ احتیاج کے پیدا ہوا حالانکہ تم کہتے ہو کہ قرابت کی وجہ سے استحقاق تھا تو مخالفت لازم آتی ہی اسلیے کہا کہ للفقراء اس سے بدل نہین ہی بلکہ یہ کلام
مستقل ہی پھر چونکہ اسکا تعلق کسی فعل سے لازم ہی تو ہمنے (اعجبوا) مقدر کیا **مترجم** کہتا ہی کہ **بیضاوی** رح نے کہا کہ جس عالم کے نزدیک اہل قرابت مین سے
تونگرون کو بھی بوجہ حق قرابت کے ملتا ہی تو اسکے نزدیک اس مقام پر دو طرح تاویل ہی اول یہ کہ للفقراء بدل ہی مگر ذی القربیٰ کو چھوڑکر مابعد سے بدل ہی یعنے
والیتامیٰ و مابعد سے بدل ہی دوم یہ کہ مطلق مال فئی کا حکم مراد نہین ہی بلکہ فقط مال بنی النضیر کا بیان ہی **خطیب** رح نے کہا کہ تیسری تاویل یہ بھی ہوسکتی ہی کہ اب
تو لذوی القربیٰ سے لیکر ہی لیکن چونکہ ذوی القربیٰ اسوقت مین فقرا تھے اسلیے اسوقت کے لحاظ سے یہ صادق ہی **مترجم** کہتا ہی کہ اس تاویل
مین دو طرح سے اعتراض سخت ہی ایک یہ کہ اگر مانا جاوے کہ اچھا ذوی القربیٰ اسوقت فقرا تھے تو بدل ڈالنے مین یہ صفت سبب کے ساتھ لگ گئی
اور آیندہ زمانہ مین جو امام ہوگا اسپر سختی ہوئی کہ وہ احتیاج کی صفت سے استحقاق سمجھیگا تو تمھارا مطلب جاتا رہا دوسرے یہ کہ صحیح روایات سے ثابت ہوا کہ
اسوقت بھی عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی طرح بہت سے غنی تھے تو یہ دعوی خود غلط ہی کہ آیت نازل ہونے کے وقت وہ بھی فقرا تھے اسلیے
فقرا کہا گیا بالجملہ یہ تو اُس قول کے موافق ہی کہ ذوی القربیٰ کا استحقاق بوجہ قرابت کے ہی حتی کہ اس قول کو سنبھالنے کے لیے اسکو علیحدہ کلام قرار دیا گیا رہا یہ بیان
کہ یہ کلام بدل ہی تو خطیب وغیرہ نے اسیکو راجح رکھا چنانچہ سراج مین ہی کہ قولہ تعالیٰ للفقراء بدل ہی لذوی القربیٰ و مابعد سے جیسا زمخشری نے بیان کیا ہی
فتح البیان مین لکھا کہ اسی کو شیخ ابو البقار حمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہی اور اس سے یہ دلیل ثابت ہوتی ہی کہ ذوی القربیٰ کو دینے کے لیے بھی احتیاج کی شرط ہی
یعنے مال فئی واسطے ذوالقربیٰ کے ہی واسطے فقرا کے تو لازم ہوا کہ ذوی القربیٰ مین سے اُنھین کو دیا جاوے جنکو احتیاج ہو اور قرابت سے جو فضیلت اُنکو
حاصل ہی وہ انکے واسطے پاکیزگی وصفت دائمی ہی اسکا اثر دنیا حاصل کرنے مین نہین ہی اور یہی ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہی اور زمخشری نے بلاغت
پر اسی پر بہت زور دیا ہی اور یہ جائز نہین ہی کہ للہ و للرسول سے بھی بدل قرار دیا جاوے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
بندگی ظاہر کرنے کو اپنا نام پاک ملایا ہی تو للہ و للرسول بمنزلہ واحد ہی پس اگر بدل ہو تو للفقراء سب کا بدل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے بدل بالکل
زائل ہی تو رسول علیہ السلام کے نام سے بھی یہ بدل نہین ہوسکتا ہی علاوہ اسکے اللہ تعالیٰ نے ان فقراء کی آیندہ یہ صفت بتلائی کہ ینصرون اللہ و رسولہ
یعنے ایسے فقرا ہین کہ اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کی مدد کرتے ہین یعنے دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد گاری مین جان سے جہاد کرتے ہین
تو رسول علیہ السلام انمین داخل نہوے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول علیہ السلام کو اس سے بلند رکھتا ہی کہ فقرا مین داخل فرماوے **مترجم** کہتا ہی کہ
یہان فقر و احتیاج تو مال دنیا کی جانب تھی اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام آسمان و زمین پیدا ہوے ہین علاوہ برین احتیاج تو ایک
نقص کا امتحان و بلندی مرتبت ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک اس سے اعلیٰ ہی کہ دنیا وی چیزون کی طرف احتیاج سے آپکا امتحان
ہوا دیکھو نکرہ ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپکی زبان مبارک پر ہر چیز کو رکھا تھا اگر اللہ تعالیٰ جاری فرماتا کہ یہ پہاڑ سونا ہوجاوے تو اُسیوقت ہوجاتا اور
حدیث مین ثابت ہی کہ خزائن زمین کی کنجیان آپکو حوالہ کی گئین یعنے جس چیز کو چاہتے وہ زمین سے پیدا ہوتی اگر کہو کہ آپنے اسکو منظور نہین فرمایا جواب یہ کہ آپ سے
ہمیشہ رہنے کو بھی کہا گیا تھا لہذا آپکا منظور نکرنا اسی جملہ کی طرف راجع ہی اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خواہش و احتیاج پر ایسا نہو فافہم اور یہ بات سے
معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو حدیث نقل کرتے ہین کہ فقری یہ افخر ہی یہ حدیث نہین بلکہ بنائی ہوئی ہی جیسا کہ سب علماے محدثین نے حفظ اسانید سے پرکھ کے
موضوع کہا ہی اور یہان آیت کے نکتہ سے بھی کھل گیا کہ یہ حدیث نہین ہی اگر کہا جاوے کہ بعضے صوفیہ مشائخ نے اسکو لکھا ہی **جواب** یہ کہ مشائخ صوفیہ کو
خبر نقل ہونے کے موافق انھون نے بیان کیا اور مشائخ نے بھی یہ تاویل کی کہ فقر سے احتیاج کے معنے نہین ہوسکتے ہین بلکہ دونون جہان سے بے پروا ہوکر
اللہ تعالیٰ کی محبت کرنا فخر ہی اور اسکا حاصل یہ ہوا کہ آپ انتہاے کمال پر دنیا بلکہ آخرت سے بھی تونگر تھے اور یہ وہم نہو کہ مشائخ صوفیہ نے اس حدیث
کو کیون نہ پہچانا جواب یہ کہ ان علوم مین کشف معرفت کو دخل نہین ہی کیا نہین دیکھتے کہ اگر ایسا ہوتا تو سب حدیثون کے حافظ اور قرآن مجید کے

حافظ ... اور کوئی ولی کبھی حنفی یا شافعی وغیرہ نہوتا اور یہ بالکل خلاف ہی حتی کہ حضرت قطب الوقت سیدنا عبد القادر جیلانی ... حنبلی تھے اور شیخ **نظام الدین** اولیا حنفی تھے اور اسی طرح ان بزرگون نے علوم شریعت مین ائمہ مجتہدین کی اقتدا کی ہی ... کا میلان تھے کیا نہین دیکھتے ہو کہ تذکرۃ الاولیا مین صحیح روایات سے یہ تذکرہ موجود ہی کہ جب خلق القرآن کا فتنہ پھیلا تو لوگون نے حضرت ... رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ای حضرت آپ باہر نکلین اور ان معتزلہ خوارج کے رد کرنے کے لیے طریقہ سنت کو ظاہر فرماوین آپ نے فرمایا کہ لوگ اسوقت تک بشر حافی کو احمد بن حنبل پر ترجیح دیا کرتے تھے یعنے اپنی راے سے امام احمد پر امام بشر حافی کو افضل سمجھتے تھے **بشر حافی** نے فرمایا کہ مین دیکھتا ہون کہ امام احمد مقام نبوت پر کھڑا ہی جو کام اس مرد صالح سے ہوگا وہ مجھسے نہوگا پھر ایسی ہوا کہ امام احمد نے طریق سنت کا اعلان کیا اور ظالمون نے انکو بہت مارا آخر ظلم مٹ گیا اور امام احمد کا درجہ اللہ تعالیٰ نے یہانتک بلند کیا **مترجم** کہتا ہی کہ مقام نبوت پر کھڑے ہونے سے نعوذ باللہ یہ مراد نہین ہی کہ وہ نبی ہی بلکہ یہ ایک قسم ولایت کا بیان ہی جو تمام مشائخ کبار نے اپنی کتابون مین لکھی ہی اور یہ سب سے افضل و اعلی مرتبہ ولایت ہے اور بیان مختصر یہ کہ ولایت محمدی سب سے اعلی و افضل ہی اور وہ اسطرح ہوتی ہی کہ علم قرآن و حدیث حاصل کرے اور اسپر استقامت سے عمل کرے اور طریقہ شرع و سنت سے ایک قدم باہر نہو اور طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان و دل سے فدا ہو اسی ولایت پر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اس ولایت مین قلب اجرو مستقیم ہوتا ہی اور کشف و کرامت اکثر نہین ہوتی ہی اور علما اسی طریقہ پر ہین جبکہ وہ دنیاوی مال کی یا تعظیم کی خواہش نکرین اور یہی بعض مشائخ عارفین نے تصریح سے لکھا ہی فافہم و استقم و اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم. اس درمیانی کلام کو چھوڑ کر پھر مین تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون کہ قولہ للفقراء الذین ہی لیکن للرسول سے بدل نہین ہوسکتا ہی جیسا کہ بیان ہوا بلکہ لذی القربی و ما بعد سے بدل ہی اور اس سے حکم یہ نکلا کہ ذوی القربی وغیرہ کو مال فی سے ملنے مین فقیری و احتیاج شرط ہی **امام طحاوی** نے اسپر اعتراض کیا کہ اسمین یہ تردد ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو باوجودیکہ آپ تونگر تھے **مترجم** کہتا ہی کہ مجھے یہان ایک معجزہ یاد آیا مین ضمن مین اسکو بیان کرنا بہتر جانتا ہون **معجزہ** جب مدینہ مین کفار قریش کا پتہ لگنے سے نکلے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے قتال کرین تو عباس رضی اللہ عنہ بھی انکے ساتھ آئے جب لشکر مقابل ہوے تو کافرون مومنون دونون فریق مایوس تھے کہ اس قلیل جماعت اسلام کو کیونکر فتح ہوسکتی ہی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وحی سے فتح کی خوشخبری دی تو اصحاب رضی اللہ عنہم کو ایمانی یقین ہوا کہ فتح پاوینگے اور یہ شبہہ بھی رہا کہ شاید ہم مارے جاوین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے مدینہ سے جماعت کثیر آجاوے اور وہ فتح پاوین اور یہی نکتہ امتحان تھا پھر جب اسی جماعت نے فتح پائی اور خاص خاص کبار اصحاب رضی اللہ عنہم مانند ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ کو اول سے یہی تیقن ہوگیا تھا پس مشرکین مارے گئے اور بھاگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے جو کوئی عباس رضی اللہ عنہ کو پاوے تو قتل نکرے بلکہ قید کرلیجیو کیونکہ وہ کافرون کے ساتھ خوشی سے نہین آئے تھے پھر اصحاب رضی اللہ عنہم نے منجملہ قیدیون کے عباس رضی اللہ عنہ کو قید کیا اور آخر مین فدیہ لیکر سب چھوڑے گئے تو جس مرد انصاری نے عباس رضی اللہ عنہ کو قید کیا تھا اس صالح بندے نے عرض کیا کہ ایسے فدیہ نہین لون بلکہ یون ہی رہا کردون تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین بلکہ کچھ بھی مت چھوڑو اور عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اپنا فدیہ اور اپنے بھتیجے کا فدیہ دیجیے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین مفلس ہون میرے پاس اسقدر کہان ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چپکے سے فرمایا کہ تم یہ کہتے ہو اور تمھاری بی بی ام الفضل کے پاس وہ سونا موجود ہی جو تمنے شب روانگی مین انکے ساتھ تخلیہ مین فلان جگہ دفن کیا اور کہا تھا کہ شاید مجھے کوئی حادثہ پیش آوے تو یہ تم نکال لینا عباس یہ سنتے ہی بے انتہا متحیر ہوے اور اقرار کیا کہ ای فرزند تم بیشک رسول اللہ ہو مین گواہی دیتا ہون اور کہا کہ ہرگز سوا ے ام الفضل کے کوئی بھی اس راز سے آگاہ نہ تھا یعنے اسی بنیاد پر یہ کیا گیا تھا ورنہ اگر کوئی بھی آگاہ ہوتا تو ام الفضل کو اسمین خاک بھی نہ ملتی الغرض عباس نے سب فدیہ دیا دلیکن یہ کہا کہ آپنے مجھے ایسا محتاج کردیا کہ مین قریش کے سامنے ہاتھ پھیلاؤن اللہ تعالیٰ نے آیات مین نازل فرمایا کہ قیدیون سے کہدو کہ اگر تم مین خیر ہی تو اللہ تعالیٰ تمکو اس سے بہتر عطا فرماویگا جو تم سے لیا گیا یہ ...

نے پورا فرمایا کہ عباس رضی اللہ عنہ کو بکثرت مال ملا چنانچہ ذکر ہی کہ ایکمرتبہ بکثرت مال آیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو عطا کرنا شروع کیا اور مسجد مین ڈھیر لگا تھا پس عباس رضی اللہ عنہ آئے کہ یا رسول اللہ مجھے بھی دیجیے مین نے اپنے نفس کا فدیہ دیا تھا اور عقیل بن ابیطالب کا فدیہ دیا تھا آپنے فرمایا کہ جسقدر اُٹھا سکے خبر لیجاؤ عباس رضی اللہ عنہ نے خوب کس کے بھرا اور اُٹھانے لگے تو نہ اُٹھا حالانکہ عباس رضی اللہ عنہ قوی زور آور قد آور تھے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کسی کو حکم دیجیے کہ وہ مجھے اُٹھوا دے یعنے اٹھانے مین میری مدد کرے آپنے فرمایا کہ یہ شرط نہین ہی لاچار ہوکر عباس رض نے کچھ نکال ڈالا پھر اُٹھانے چلے تو بھی نہ اُٹھ سکا اور عرض کی کہ آپ کسیکو حکم دیجیے کہ مجھے اُٹھوا دے آپنے انکار فرمایا الغرض آخر بہت قوت سے اُٹھا کر لے چلے اور قریب تھا کہ نہ اُٹھا سکین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر انکو دیکھتے رہے یعنے اُنکی حرص سے تعجب کرتے تھے یہ قصہ صحیح مین موجود ہی پس عباس رضی اللہ عنہ مین خیر تھی کہ اسلام لائے اور ثابت قدم رہے تو اللہ تعالےٰ نے وہ وعدہ پورا فرمایا اسی پر طحاوی نے اعتراض کیا کہ ذوی القربیٰ مین محتاجی کی شرط کہان ہوئی اسی وجہ سے بعض نے اُسکو اول مال فَیٔ یعنے اموال بنی نضیر سے مخصوص رکھا ہی واضح ہو کہ یہ روایت صحیح ہی اور اس سے بڑھکر مدرجہ مشہور و متواتر یہ ہے کہ خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم نے فَیٔ مین ذوی القربیٰ کے لیے خاص حصہ نہین لگایا بلکہ محتاجی پر حاجت روائی کی اور دولتمندی حاصل کرنے کو نہین دیا جیسے فرمایا۔ کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم یعنے مال فَیٔ کا حکم جدا کر دیا تاکہ تمھارے تونگرون مین دولت نہو جاوے پس اگر مال فَیٔ کی تقسیم مین احتیاج نہوتی تو پھر بھی تونگرون مین دولت ہو جاتی اور خلفاے راشدین سے بھی یہی طریقہ معلوم ہوا تو اسی پر عمل کرنا لازم ہوا کیونکہ دین ہمکو انھین اصحاب رضی اللہ عنہم سے حاصل ہوا ہی اور جعفر بن محمد بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہم نے صریح شہادت دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح تقسیم کیا ہی لیکن یہ کہا کہ حضرت علی رض نے اسواسطے ایسا کیا تاکہ کوئی نہ کہے کہ اُنھون نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا طریقہ چھوڑ دیا اس قول پر نہایت مشکل پیش آتی ہی کہ جب ذوی القربیٰ کا حق بدون محتاجی کے فرض کہو تو فرض ترک کرکے کیونکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کسیکی تقلید کرتے حالانکہ بہت سے مسائل مین اپنے اجتہاد سے عمل کیا اور شیخین رضی اللہ عنہما کے خلاف کیا اسکی تو کوئی راہ نہین ہی بلکہ جو کچھ آپنے کیا وہ اپنے اجتہاد مین حکم خدا و رسول سمجھکر کیا شیعہ کہتے ہین کہ امام جعفر صادق معصوم تھے تو جو کچھ اُنکی زبان سے نکلے وہ وحی کے مثل ہی کیونکہ وہ بھی پیغمبر کی طرح معصوم ہین اہل السنۃ نے کہا کہ تم یہ دعویٰ فقط اپنے جی سے نکالتے ہو اور تمھارا نفس یہان تمکو فریب دیتا ہی کہ تمنے اہل بیت رضی اللہ عنہم کی بڑی تعظیم کی اور نفس امارہ نے تمپر شیطان کا جادو پھیلایا اور دین کا اصول درہم و برہم کر دیا جیسے نصارےٰ کو سکھلایا کہ خدا کا بیٹا کہو اور یہ اچھی تعظیم ہی اور اس پردہ مین اُنکا دین تہ و بالا کر دیا کیونکہ ان اماموں سے مختلف اجتہاد نقل کرتے ہو اور اس صورت مین امام جعفر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہوا کہ ذوی القربےٰ کا حق مطلقاً فرض ہے اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فعل اس کے مخالف ہوا تو دونون مین سے یہان حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فعل بطور تقیہ نکالتے ہو اور کچھ بھی اللہ تعالےٰ سے نہین ڈرتے ہو اگر یہی نفس امارہ کی پیروی ہے تو اُس کا یہی انجام ہے اور شیطان نے تم پر حق ظاہر ہونے کا دروازہ بند کر دیا کہ جو کچھ تم نے اپنے جی مین لیا اُسی کو حق مانو اور اسکے سواے سب تقیہ ہی اور اجتہاد کا کہین نام بھی نہین ہے اور جس طریقہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب تھے وہ ظاہر سے نہین پہچانا جا سکتا کیون کہ اس مین بہت سا فقط تقیہ تھا اور اسوقت باطنی بھید کے جاننے والے فقط پینتیس ۳۵ کے قریب صحابی تھے اور باقی سب کے سب تقیہ کے ظاہری طریقہ سے گمراہی مین پڑے تھے اب یہ بات ظاہر ہی کہ جس دین کو فقط پینتیس ۳۵ آدمی نقل کرین وہ قطعی نہین ہی نہ متواتر ہی تو لازم آیا کہ تمکو دین اسلام پہونچا وہ قطعی نہین ہی پس سارا دین اسلام ہی تمھارا کالعدم ہو گیا اب بھی تمنے شیطانی فکر نہین پہچانا تو تمپر افسوس ہی اور حق یہ ہی کہ یہان مسئلہ اجتہادی ہی پس خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کے اجتہاد مین اوّل حال مین ذوی القربیٰ کو ملتا تھا پھر نصرت اسلام کے بعد انکا حق عام ہو گیا اسلیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ الانفال للہ و الرسول انفال اللہ و رسول کے ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال فَیٔ مین سے ذوی القربیٰ وغیرہ کو اور ہر قسم مین سے جسکو چاہا عطا فرمایا اور یہ کسی قسم کے لیے کوئی فریضہ حق نہین رکھا اور بعد آپکے عام شریعت مین حسب ضرورت احتیاج ہی اور یہان دوسرا اجتہاد یہ کہ حق ذوی القربیٰ مین احتیاج کے لازم ہی اور اسیکو ابن عباس رض و جعفر صادق رض وغیرہم نے اختیار کیا تھا اور سابق مین بدلائل قویہ ظاہر ہوا کہ خلفاے راشدین و جمہور کا

اجتہاد ہے اور حق فریضہ ثابت کرنا نہایت دشوار بلکہ تعمیل گویا غیر ممکن ہے اور رہا یہ قول کہ بدون فرضیت کے موافق رائے امام کے انکا حق ہونا کیونکر ہو سکتا ہے
یہ رائے کس بنیاد پر ہوگی پس اظہر و اقوی یہی ہے کہ مال فے کا مصرف ذوی القربیٰ و یتامیٰ و مساکین و ابن السبیل ہیں اور جب اسکی احتیاج ہے تو ان لوگوں کا حق ہے
سن دیار ہم و اموالہم ایسے احتیاج والوں کے لیے جو اپنے گھروں و مالوں سے نکالے گئے ہیں کافروں نے انکو مجبور کیا کہ یہ سب چیزیں خدا کے واسطے چھوڑ دیں
اور مدینہ جو اسوقت دار اسلام تھا آ گئے **امام نسفیؒ** نے لکھا کہ مہاجرین کے دیار و اموال پہلے موجود تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے انکو فقراء فرمایا یہ
یہ مسئلہ نکل آیا کہ کفار جب مسلمانوں کے اموال و دیار پر مسلط ہو جائیں تو انکے مالک ہو جاتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ مہاجرین باوجود دیار و اموال کے فقراء
یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا۔ یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ سے فضل و رزق چاہتے ہیں اور آخرت میں اسکا رضوان چاہتے ہیں و ینصرون اللہ و رسولہ اولئک ہم
اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کے کلمۂ توحید بلند ہونے میں مدد کرتے ہیں اولئک ہم الصادقون اس صفت کے لوگ کامل الصدق ہیں یہ دلیل صریح ہے کہ مہاجرین
کوئی منافق نہیں تھا خصوص خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کہ انکی بزرگی و کمال پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم شاہد تھے تو تواتر سے انکار کرنا محض جہالت اور
ضلالت ہے اور اسی قطعی دلیل کی وجہ سے خوارج کمبختوں نے یہ حیلہ نکالا کہ ازلی تقدیر کچھ نہیں ہے بلکہ آدمی جیسا کرتا ہے ویسا ہی ہوتا جاتا ہے ان کمبختوں کی غرض یہ ہے کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ اول میں اچھے تھے پھر دوسرا حال ہو گیا اور خارجی نے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مجید میں اول حال بیان فرمایا اور دوسرا حال کہیں
مذکور نہیں ہے تو کیا دوسرے حال کے لیے اس خارجی خبیث سے پوچھنا باقی رہ گیا تھا یا اس خبیث کے نزدیک خود اللہ تعالیٰ کو معلوم نہ تھا
کہ آئندہ کیا ہوگا یا قیامت تک مومنوں کو دھوکا دینا تھا کہ وہ قرآن سے یہ فضیلت دیکھیں اور متواتر قطعی جانیں کہ خلفاے راشدین صحابی مہاجر تھے
حالانکہ در پردہ اس خارجی کی رائے نجس پر اسکے برخلاف ہے یہ محض جہالت و قبیح نجاست ہے جو اس خارجی نے اپنے واسطے اختیار کی اور روافض اسکے ساتھی ہیں
بعض گمراہوں نے کہا کہ مصنف عبد الرزاق وغیرہ میں خود ایک روایت آئی ہے کہ ایک شخص نے ام قیس عورت کے واسطے ہجرت کی تھی یہ عورت مسلمان ہو گئی اور
اسنے ہجرت کی تو اسکے عاشق نے اپنی بیقراری بیان کی اسنے کہا کہ اگر تو مسلمان ہو کر ہجرت کر چلے تو میں اپنے نفس کو تیرے لیے خدا کے واسطے دیدوں یعنے
تجھسے نکاح بے مہر منظور کرونگی اُس مرد نے ایسا ہی کیا تو یہ شخص مہاجر ام قیس کہلاتا ہے یعنے ام قیس کے لیے ہجرت کرنیوالا اسی بنیاد پر اُس گمراہ نے کہا
کہ اسیطرح ابو بکر و عمر بھی حضرت سیدۃ النساء فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لالچ میں ہجرت کر کے آئے تھے **مترجم** کہتا ہے کہ اس کذاب احمق کو دیکھو کہ کچھ نہیں سمجھتا ہے
یہ نہیں سوجھا کہ ایک شخص نے ام قیس کے لیے ایسا کیا تھا تو وہ عجیب نمونہ مشہور ہوا اور مہاجرین میں سے اُسکا نام نکال دیا گیا بلکہ وہ مہاجر ام قیس مشہور ہوا اور
یہ خود دلیل تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں صریح نص الٰہی کے القاب بزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشہور و متواتر تھے اور خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم
خالص اکابر اور خالص مہاجرین اور کبار اصحاب مشہور معروف تھے پھر اس کذاب کے بہتان باطل کو کب فروغ ہوگا اور یہ بدبختوں کا کام ہے کہ اللہ و
رسول کی آیات و حدیث کو اور طبقات صدر صالحین کے متواترات کو چھوڑیں اور جھوٹے کذاب کی بنائی ہوئی بات کو مان لیں ولیکن جنکے قلوب میں
شیطان کا گھر بنا ہوا ہے اُنکی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں اور اپنا دین نہیں پہچانتے ہیں تو ان مفتریوں کے کہنے پر یقین لا کر برباد ہوتے ہیں اور جسقدر تقوی و
صلاحیت مٹتی جاتی ہے اسی قدر گمراہ و کذاب جانور زیادہ ہوتے جاتے ہیں پس حق ظاہر ہو گیا کہ مہاجرین جنکی صفت بیان فرمائی سب صادقین تھے اور
اُنکے بعد اللہ تعالیٰ نے انصار رضی اللہ عنہم کی خوبیان بیان فرمائیں **قرطبیؒ** نے لکھا کہ مہاجرین رضی اللہ عنہم ابتداے حال میں اپنے انصار
بھائیوں کے یہاں رہا کرتے تھے اور انصار رضی اللہ عنہم خلوص ایمان کے ساتھ بے تکلف یہ چاہتے تھے کہ اپنے گھر و اموال میں بٹوا کر یعنی برابر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی اجازت نہ دی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال بنی النضیر حاصل کیے تو آپنے انصار رضی اللہ عنہم کو
بلایا اور وحی الٰہی کی زبان سے انصار رضی اللہ عنہم کا حسن ایمان بیان کیا اور جسطرح اُنھوں نے مہاجرین کے ساتھ سلوک کیا تھا اُسکا شکریہ ادا کیا
پھر فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ اموال میں تمہارے و مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دوں اور مہاجرین اسیطرح تمہارے یہاں رہا کریں جیسے رہا کرتے ہیں
اور اگر چاہو تو یہ اموال فقط مہاجرین میں تقسیم کر دوں اور وہ تمہارے یہاں سے الگ ہو جاویں اور تب اُنکا خرچہ بھی بند ہو گا سنکر انصار نے عرض کیا

Marfat.com

بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری رائے یہ ہے کہ مہاجرین بدستور ہمارے یہان رہین اور یہ اموال آپ خاصکر مہاجرین
میں تقسیم کریں وہ جسطرح چاہین انمین تصرف کرین انصار رضی اللہ عنہم نے ہر طرف سے آواز دی کہ جس طرح ہمارے سرداروں نے حضور میں عرض کیا ہے ہم سب
کی یہی رائے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دعا دی کہ اللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَاَبْنَاءَ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَاءَ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ الٰہی رحمت فرمائیو انصار
اور انکے بیٹون پر اور انکے پوتون پر (حدیث صحیح) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اموال فقط مہاجرین مین تقسیم کیے اور انصار پر بار ڈالنے سے علاحدہ کردیا
اور انصار مین سے فقط ابو دجانہ سماک بن خرشہ اور سہل بن حنیف وحارث بن الصمہ تین آدمیون کو دیا جنکی محتاجی آپ پر ظاہر ہوئی تھی پھر اللہ تعالے
نے انصار کے نفس کی پاکیزگی بھی بیان فرمائی بقولہ تعالیٰ ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ۔ یعنی اپنی حاجت وتنگدستی کے باوجود اپنے نفس
کی راحت چھوڑکر اپنے بھائیون کی راحت اختیار کرتے ہین خطیب نے لکھا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ جو کچھ اُنکے ہاتھ مین میسر ہوتا ہے وہ دوسرون پر بذل وخرچ
کرتے ہین اگرچہ خود اُسکے محتاج ہوتے ہین (یؤثرون) نکلا ہے (ایثار) سے اور ایثار یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو دنیاوی خوشی وراحت ولذت
کی چیز مین اپنی ذات پر مقدم رکھے اس نیت سے کہ رب تبارک وتعالیٰ راضی ہو اور اسکو نعمت آخرت عطا فرماوے اور یہ بات جبھی ہوتی ہے کہ اُسکو
آخرت کا یقین کامل ہو اور محبت صادق ہو اور نفس کی مشقت پر صبر ہو آیت قدسی مین انصار کے نفوس کا ذکر ہے (یعنے بقولہ انفسہم) اور یہ
دلیل ہے کہ اُن صالحین بندون کی پاکیزگی بدرجۂ کمال ہے اور رذیل کامون کی جڑ تک نہین ہے اسلیے کہ اول قلب مین ایمان کا نور ہوتا ہے پھر اندرونی اخلاق پاکیزہ
ہوتے ہین پھر نفس کی قوتین پاک ہوتی ہین تب برے کام صادر نہین ہوتے ہین پھر اچھے کامون مین ترقی ہوتی ہے یہانتک کہ فرائض وواجبات وسنت سے مستحبات
تک ترقی ہوجاتی ہے اور یہان یہی صورت ہے کہ غیر کو ایثار سے اپنے نفس پر اختیار کرنا مستحب ہے کیونکہ حدیث مین ہے کہ لوں اپنے نفس پر خرچ کرے پھر آل وعیال پھر
عزیز واقارب پھر غیرون کو دے اور جو کوئی اس بیان مین غور کرے تو اُسکو معلوم ہو کہ کیسے کیسے دشوار مقامات طے ہوکر اس بلند درجہ پر ہو پہنچے تھے
سوال اگر کوئی کہے کہ پھر انکی برابر مہاجرین کہان پہونچ سکتے ہین یہ انصار اُنکے بخشش کرنیوالے تھے **جواب** یہ خیال غلط ہے اور ہلوگ بیچارے کہان اُنکے درجات کا قیاس کرسکتے ہین
اور درحقیقت مہاجرین وانصار دونون ایسے انوار احدیت سے سرفراز تھے کہ وہان آفتاب ایک ذرہ برابر نہین ہے تاہم احادیث وآثار سے یہ نکتہ سمجھا گیا ہے کہ مہاجرین رضی اللہ عنہم نے
رب عزوجل کے نام پر گھربار واہل واولاد ووطن ومال سب چھوڑدیا اور اسی کی طلب مین حضوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین آپ پر جان فدا کرنے حاضر ہوے اور یہ
بہت اعلیٰ ہے اور نفس پر گھربار واہل واولاد وریاروں کا چھوڑنا نہایت شاق ہے پس اُنھون نے نفس کو بالکل ہی قتل کردیا اور صرف اللہ تعالیٰ ورسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
لے لیا نہین دیکھتے ہو کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب مال آپ پر صدقہ کیا اور آپنے پوچھا کہ کیا باقی رکھا تو کہا کہ اللہ ورسول کو باقی رکھا یہ فضیلت بہت اعلیٰ ہے
الخ کہ مہاجرین وانصار دونون نورٌ علیٰ نور تھے اور ہرگز ہلوگ اس لائق نہین ہین کہ انکے مراتب عالیہ کو قیاس مین لاوین اور ہم اپنے رب ارحم الراحمین سے
دعا مانگتے ہین کہ اپنے فضل وکرم سے آخرت مین ہمکو اپنے حبیب پاک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے حضور مین ان کبار اصحاب مہاجرین وانصار
رضی اللہ عنہم کے دیدار سے مشرف فرماوے آمین یا ارحم الراحمین واضح ہو کہ قولہ تعالیٰ ویؤثرون علی انفسہم الآیہ کی تصدیق مین ایک واقعہ بھی واقع
ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک مرد آیا اور عرض کیا کہ اصابنی الجھد یعنے اے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مجھے فاقہ سے مشقت سخت پہونچی ہے آپنے اپنی ازواج مطہرات کے یہان آدمی بھیجا مگر اُنمین سے کسی کے یہان کچھ نہین نکلا تو آپنے فرمایا کہ کوئی ہے جو آج اسکو
اپنے یہان مہمان لے اللہ تعالیٰ اُسپر رحم فرماوے ایک مرد انصاری نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین ہون دوسری روایت مین ہے
کہ ابوطلحہ انصاری اُنکا نام تھا یعنے ابوطلحہ رضؓ نے جلدی سے اس رحمت کے لینے کے لیے قبول کیا اور مہمان عزیز کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بی بی
سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے اسکی خاطرداری مین کچھ دریغ نہونے پاوے اور کوئی چیز اُٹھا نہ رکھیو اُس بی بی نے عرض کیا
کہ اللہ میرے پاس سوائے بچون کے غذا کے کچھ نہین ہے تو کہا کہ اچھا تدبیر یہ ہے کہ جب بچے روٹی مانگین تو انکو بہانہ سے سلا دیجیو پھر دسترخوان پر
رکھتے ہوے چراغ گل کردیجیو اور ہم دونون اُس مہمان عزیز کے لیے آج اپنے پیٹ کو ایک رات بھوکا رکھینگے پس اس نیک بی بی نے یہی کیا الخ

پس صبح کو وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آیا تو آپنے فرمایا کہ رات پروردگار جل شانہ فلان مرد و فلانہ عورت کی حرکت پر ہنسا اور یہ آیت نازل ہوئی
کہ عورت پر بھی جاسوسی سے ایسا کیا تھا اور رب تبارک و تعالیٰ کا ہنسنا جیسے اس حدیث مین ہی دیگر احادیث مین بھی آیا ہی اور کوئی اسکو اپنے تصور مین نہین لا سکتا لیکن صفات
باری تعالیٰ سب برحق ہین لیکن مخلوق کے تصور سے پاک برتر ہین اس حدیث کو امام بخاری و مسلم وغیرہ نے باسانید صحیحہ روایت کیا ہی اور آیت قدسی اسی واقعہ کی مثال ہی
مگر یہ آیت اس کی مثال ہی جیسے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک انصاری صحابی کے یہان بکری کی سری ہدیہ آئی اور انکو اسدن فاقہ تھا لیکن میان بی بی سے مشورہ کیا
کہ یہ آیت کی مثال ہی جیسے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک انصاری صحابی کے یہان بکری کی سری ہدیہ آئی اور انکو اسدن فاقہ تھا لیکن میان بی بی سے مشورہ کیا
کہ ہمارے فلان بھائی کو زیادہ تکلیف ہی پس دونون نے اس بھائی کے یہان بھیجدی جب اسکے یہان پہونچی تو اسنے کہا کہ ہمارے فلان بھائی کو شاید زیادہ حاجت ہو
پس اسنے تیسرے کے یہان بھیجدی اسیطرح یکے بعد دیگرے ساتوین کے یہان پہونچی اور ساتوین نے خیال کیا کہ ہمارے فلان بھائی کو فاقہ ہوگا یعنی اول شخص جسنے اپنے یہان سے بھیجی تھی اسکے یہان
بھیجی اس حدیث کو حاکم اور بیہقی و ابن مردویہ نے روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہی یہ بات ظاہر ہی کہ جب اول شخص کے یہان واپس آئی ہوگی
تو اسنے کہا ہوگا کہ مین نے فلان کو بھیجی تھی اسنے کیون واپس کی تب یہ راز فاش ہوا ہوگا اور عجب یہ کہ اس فضیلت مین اتنے لوگ شامل ہوے حالانکہ پھر وہ
اول کے یہان واپس موجود ہوئی اور قرطبی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی کے مانند قصہ روایت کیا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے تابعین
کے اخیر طبقہ مین ایک قصہ واقع ہوا کہ محمد بن اسحق امام محدث کو تکلیف تھی اتفاق سے عید کے روز خالی ہاتھ تھا کہ کہین سے ایک تھیلی درمون کی انکے
پاس ہدیہ آئی ہنوز یہ گھر مین داخل نہوے تھے کہ ایک دوست نے آدمی بھیجا کہ کچھ ہو تو بھیجدو انھون نے وہی تھیلی اسکے پاس بھیجدی اور اس سے تیسرے
دوست نے مانگا تو اسنے وہی تھیلی دیدی اسی طرح پھر وہ تھیلی محمد ابن اسحق کے پاس واپس پہونچی تو یہ بہت متعجب ہوئے اور اسی وقت دوست سے دریافت کیا
الغرض یہ سب قصہ کھلا اور سلطان نے سب کو یا محمد بن اسحق کو جائزہ دیا و اللہ تعالیٰ اعلم واضح ہو کہ حدیث مین ثابت ہی کہ بنی اسرائیل مین عورتون کے
فتنہ سے تباہی ہوئی اور اس امت مین مال کا فتنہ ہوگا اس حدیث شریف کی تصدیق بدیہی طور سے عیان ہوگئی اور مال کے فتنہ مین ہزارون نے ایمان
کیا تمنے نہین دیکھا کہ حضرت سیدنا امام ابو عبد اللہ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کرنے مین ہزارون بدکار فقط مال کے لالچ مین روسیاہ ہوے
اور عجب کہ اس سے پچاس برس پہلے جب صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ تھا تو مال محض حقیر تھا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے زمانہ مین مسلمان
اپنے بھائی مسلمان کو عزیز رکھتا اور مال کو حقیر رکھتا تھا اور برخلاف اسکے اب وہ وقت ہی کہ آدمی مال کو بھائی مسلمان سے زیادہ عزیز رکھتا ہی **مترجم**
کہتا ہی کہ یہ بھی زمانہ صالح کا ذکر تھا پھر تو ۶۰ھ کے بعد ایسا وقت شروع ہوا کہ مال و عورتین سب ہی فتنہ سے بربادی آنے لگی اور تعجب یہ ہی کہ اس زمانہ
کے جاہل جب شریعت کی کوئی بات سنتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمنے یہ نئی بات سنی ہی یہ کبھی نہ تھی ہم برابر اپنے بزرگون سے اسکے خلاف دیکھتے و سنتے آئے ہین
اگر یہ شریعت ہوتی تو وہ اچھے بندے ضرور ایسا کرتے افسوس کہ انکو یہ خبر نہین ہی کہ سات سو برس سے برابر بدکاری و فساد قائم ہی اور شریعت بالکل
تہ و بالا کر کے فسق و فجور کی شریعت بنائی گئی ہی لیکن مسلمانون سے تو تاریخ کا علم مٹ گیا اور جب عالم نہین جانتے تو جاہلون کا کیا ذکر ہی پھر بھلا یہ جاہل
لوگ کس زمانہ کی نظیر لیتے ہین اور کیا خیال رکھتے ہین انا للہ و انا الیہ راجعون انکو چاہیے کہ حضرات صحابہ و تابعین و خیار صالحین کی تاریخ دیکھین اور انھین کے
اوصاف حمیدہ پر کاربند ہون اور انھین کے قدم بقدم چلنے کی توفیق مانگین اللھم اہدنا الصراط المستقیم **خطیب** نے لکھا کہ آیت قدسی مین صریح ایسے پاک بندون
کی فضیلت و مدحت بیان ہی جو خصاصہ و تنگدستی و محتاجی مین اپنے نفس کو محروم کر کے دوسرے بھائیون کو ایثار کرتے ہین اگر کوئی کہے کہ حدیث صحیح
مین ثابت ہوا ہی کہ آدمی کو اس امر سے ممانعت کی گئی کہ جو کچھ اسکے پاس ہو سب صدقہ کر دے تو اسکے کیا معنے ہونگے **جواب** یہ کہ دونون حکم اپنے اپنے
موقع پر ہین تمکو چاہیے کہ ہر ایک کا موقع دریافت کرو تاکہ غلطی مین نہ پڑو پس حدیث مین جو ممانعت ہی وہ ایسے شخص کے حق مین ہی کہ وہ خود یا اسکے عیال ایسے نہون
کہ محتاجی و فقر و فاقہ کی صورت مین صبر کرینگے تو ایسی صورت مین اسکو منع ہی کہ جو کچھ پاس ہو وہ صدقہ کر دے پھر بے صبری سے سوال کرے چنانچہ اس
حدیث کی مفصل روایات مین پورا قصہ بھی آیا ہی کہ ایک نے ایسا کیا تھا تو آپنے یہ حکم دیا اور دوم کا موقع یہ ہی کہ جب یہ صابر ہو کیا نہین دیکھتے کہ حضرت
ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا کل مال صدقہ دیا اور اسی طرح مرد انصاری نے باوجود تنگی کے سب کھانا مہمان کو کھلایا اور اللہ تعالیٰ نے

اللہ کاملین کی مدح مین فرمایا والصابرین فی البأساء والضراء الآیہ پس جب وہ لوگ کامل صابرین مین سے تھے تو انکو ایسا کرنا جائز تھا بلکہ افضل واولیٰ تھا جسے بے صبری کے خوف والے کو ایسا نہ کرنا ضرور ہی اور روایت صحیحہ مین آیا ہی کہ ایک شخص صحابی آیا اور مال صدقہ مین اُسنے سونا بقدر بیضہ مرغ کے حاضر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کراہت کے ساتھ اسکو لیکر پھینک دیا یعنے اسی صحابی کی طرف پھینکدیا اور فرمایا کہ یہ کیا ہی کہ آدمی تم مین سے وہ سب جسکی ملکیت مین ہی لے آتا ہی اور کہتا ہی کہ یہ صدقہ ہی پھر محتاج بیٹھ رہتا ہی اور لوگون سے کفاف مانگتا ہی - مطلب - یعنے لوگون کے سامنے ہاتھ پھیلاکر گداگری کرتا ہی واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نور نبوت سے نفوس وقلوب کو دیکھتے تھے اور اب شریعت کے کلیہ پر آدمی کو لازم ہی کہ اسی طرح اپنے نفس کے فریب سے بچنے کی توفیق مانگے اور سلامتی طلب کرے اور حدیث مین ہی کہ سب سے بہتر جو چیز تمکو دی گئی وہ عافیت ہی اللھم نسئلک العفو والعافیۃ خطیب نے لکھا کہ جان کو اللہ تعالیٰ کی راہ مین قربان کرنا مال کے صدقہ سے بھی افضل ہی اور خدا کی راہ مین جان قربان کرنے کا سب سے افضل موقع یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت مین صدقہ کرے اور حدیث صحیح مین وارد ہوا ہی کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے روز اپنی جان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ڈھال بنایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلندی کے ساتھ نظر مبارک اُٹھاتے تاکہ قوم کفار کو دیکھین (یا اصحاب کی جانبازی بمقابلہ ہجوم کفار کے ملاحظہ فرماوین) تو طلحہ رضی اللہ عنہ اسوقت عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آپ ایسا نہ فرماوین ایسا نہو کہ کفار کوئی تیر یا پتھر ماریں کہ حضور کو کچھ صدمہ پہونچے میری جان آپکے اوپر سے قربان ہی یہ وقت تھا کہ لشکر اسلام کے قدم اُکھڑ گئے تھے اکثر میدان چھوڑ کر ہٹ گئے تھے اور شیطان نے آواز دیدی تھی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے یہ سُنکر اصحاب کا کلیجہ بیٹھ گیا اور ہاتھ پانون بیکار ہو گئے اور بھاگ نکلے سوائے جماعت قلیل کے کہ وہ ثابت رہے اور ایک گروہ نے میدان توڑ دالی کہ بعد حضور کے دنیا مین جینا ناگوار ہی اور اللہ تعالیٰ حی القیوم جل شانہ پائدار ہی اور آپکے پاس فقط حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تھے پھر ایک جماعت نے پایا جنمین حضرت علی و ابو بکر و ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پایا اور جسوقت فقط طلحہ تھے اسی وقت کفار کی ایک جماعت نے حملہ کیا تھا) اسی حدیث مین ہی کہ طلحہ پر بکثرت تیر و پتھر برسے اور وہ ہر طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد پھرتے تھے حتی کہ انکا ہاتھ زخم سے شل ہو گیا اور کئی بار گرے اور اُٹھے اور بیہوش ہوے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ بعد جنگ جمل کے حضرت طلحہ کی یہ جان نثاری بیان کرتے اور انپر ترحم کرتے اور فرماتے کہ جب لشکر کے قدم اُکھڑے اور تمام صفین درہم برہم ہو گئین اور کسی نے کسیکو نہ پہچانا اور شیطان کی آواز آئی تو مین نے تلوار اُٹھائی اور لشکر کفار مین گھسا اور مارتا ہوا آخر تک نکل گیا اور پھر مارتا ہوا نکل آیا چونکہ میری زندگی باقی تھی کوئی زخم کارگر نہوا (رواہ الواقدی وغیرہ) واضح ہو کہ بدر مین جب کفار گرفتار ہوے تھے تو اصحاب رضی اللہ عنہم کو اختیار دیا گیا کہ چاہین فدیہ لیکر چھوڑ دین بشرطیکہ تم مین سے پارسال اسی قدر شہید ہونگے اور چاہین قتل کرین تو حضرت عمر و سعد و ایک صحابی دیگر کے سوائے باقیون نے فدیہ لینا اور شہید ہونا اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے انکا اجتہاد ناخوش رکھا یعنی جائز ہی مگر اولےٰ نہین ہی جیسے جلدی مین نماز پڑھنا اگرچہ جواز ہو گیا مگر اچھا نہین ہوتا اسی طرح اس معاملہ مین عتاب کیا بقولہ تعالیٰ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ الآیہ یعنی یہ لائق نہین کہ پیغمبر کے پاس قیدی آوین جب تک کہ ملک مین اثخان نکرے یعنے حربی کافرون کی قوت قتل سے توڑ دے تب البتہ قیدی رکھے اور اس سے پہلے نہین چاہیے اگر دوسرے سال ایسی صورت سے یہ معاملہ پیش آیا کہ ہمکو گمان نہ تھا واللہ تعالیٰ اعلم بالحکم جان قربان کرنا افضل ہی اور خطیب نے لکھا کہ شیخ ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہی کہ مجھے ایک بلخی جوان نے جیسا شرمندہ کیا ایسا کسی نے نہین کیا وہ حج کو جاتے ہوے ہماری طرف آیا تھا اور اُسنے مجھسے فرمایا کہ ای ابو یزید زہد کسکو کہتے ہین اور تمھارے یہان زہد کس طرح ہی مین نے کہا کہ جب ہمنے پایا تو کھایا اور جب نہین پایا تو صبر کیا اسنے کہا کہ ہمارے بلخ مین کتے بھی یہی کرتے ہین مین نے کہا کہ تمھارے یہان زہد کیونکر ہی اسنے کہا کہ جب ہم کو نہین ملتا تو ہم شکر کرتے ہین اور جب پاتے ہین تو بھائیون پر ایثار کرتے ہین ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے زہد پوچھا گیا تو فرمایا کہ تین خصلتین ہین جمع ہو تو تفریق کرے یعنے سب بھائیون و محتاجون مین بانٹ دے اور جو نہین ہی اسکی طرف نگاہ نہو اور جب ملے تو ایثار کرے ابو الحسن الانطاکی کے پاس تیس سے کچھ اوپر آدمی جمع ہوے اور آپ ملک ری کے ایک قریہ مین تھے اور اُنکے پاس

لہ فتوحی وکنیہ شرکت کرنے والے ۱۲

Marfat.com

چند روپیہ تھے جن سے سب آسودہ نہین ہو سکتے تھے تو اُنھون نے روٹیون کے ٹکڑے کیے پھر دسترخوان پر بیٹھتے وقت جو کچھ کہ اپنے پاس تھا سب لے آئے اور بھائی نے بھی یہی کیا اس وجہ سے سب طعام بدستور رکھا ہوا گیا تھا (السراج) وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اور جو کوئی اپنے نفس کے شح سے بچا لیا گیا تو ایسی صفت والے ہی فلاح پانے والے لوگ ہین (ف) جو کوئی شح سے بچا لیا گیا نجات و فلاح پائی (ع) صحاح مین لکھا ہی کہ شح حرص کے ساتھ بخیلی ہی لہذا کہا گیا کہ بخل سے شح زیادہ سخت ہی اور بعض نے کہا کہ شح حرص ہی اور آثار سلف سے معلوم ہوتا ہی کہ مال کے لیے خواہ مخواہ حرص کرنا یا کسی کا حق نہ دینا بوجہ محبت مال کے جسمین ظلم شامل ہی یہ شح ہی ابن کثیر وغیرہ کی تفسیر مین ہی کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار تم لوگ ظلم سے دور رہو کہ قیامت کے روز ظلم اندھیریان ہین اور شح سے بچے رہو کہ شح نے تمسے اگلون کو برباد کیا اُسنے اگلون کو برانگیختہ کیا تو اُنھون نے خون ریزیان کین اور حرام چیزون کو حلال کر لیا (احمد و مسلم والبیہقی والبخاری فی الادب) عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ظلم سے بچتے رہو کہ ظلم قیامت مین اندھیریان ہین اور تم لوگ فحش سے بچو کہ اللہ تعالی فحش کو اور فحش عادت کو نہین پسند کرتا اور خبردار تم شح سے بچو کہ اُسنے تمسے اگلون کو ہلاک کیا اُسنے اُنکو ظلم پر آمادہ کیا تو اُنھون نے ظلم کیا اور اُنکو بدکاریون کا حکم دیا تو وہ بدکار ہوے اور انکو قرابت قطع کرنیکا حکم دیا تو اُنھون نے قرابت قطع کی (رواہ احمد و ابوداؤد والنسائی) اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مین مرفوع آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ راہ الٰہی کا غبار اور جہنم کا دھوان کبھی کسی بندے کے پیٹ مین جمع نہین ہونگے اور کسی بندے کے قلب مین شح اور ایمان کبھی جمع نہین ہونگے (اللیث) اور سوید بن ہلال نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اُسنے کہا کہ ای ابو عبد الرحمن مین خوفناک ہون کہ مین ہلاک ہو گیا عبد اللہ نے فرمایا کہ اسکو بیان کر کیا بات ہی اُسنے کہا کہ مین نے قرآن مجید کی آیت پائی کہ من یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون یعنی نجات اُسیکو ہی جو شح سے بچ گیا (اس سے نکلا کہ جو شخص شح سے نہین بچا اسکو نجات نہین ہی) اور مین مرد شحیح ہون اپنے ہاتھ سے کچھ نکالنا مجھپر دشوار ہی مین دے نہین سکتا ابن مسعود نے فرمایا کہ قرآن مین جو شح منصوص ہی وہ یہ نہین ہی جو تو نے اپنا حال بیان کیا ہی قرآن مین شح یہ ہی کہ تو ظلم سے اپنے بھائی کا مال کھا دے ولیکن جو تو نے اپنا حال کہا یہ بخل ہی اور بخل خود بُری بدتر چیز ہی (ابن ابی حاتم) **ابو الہیلج الاسدی** نے کہا کہ مین خانۂ کعبہ کا طواف کرتا تھا کہ مین نے ایک شخص سے سنا کہ جو یہ دعا کرتا تھا کہ الٰہی مجھے میرے نفس کے شح سے بچا دے وہ اپنی دعا مین بار بار اس سے زیادہ کچھ نہین کہتا تھا تو مین نے اس سے پوچھا کہ ای شخص یہ کیا بات ہی اُسنے کہا کہ (دعا رجا مع ہی) جب مین شح سے بچا لیا گیا تو چوری نہین کرونگا اور مین زنا نہین کرونگا اور مین فلان بدکام نہین کرونگا (یعنے بدکاریان شمار کین) پھر مین نے غور سے پہچان لیا کہ وہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہین (رواہ ابن جریر) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے زکوٰۃ ادا کی اور مہمان کا حق دیا اور نوائب ادا کیا تو وہ شح سے بچا لیا گیا (ابن جریر عن محمد بن اسحق) مترجم کہتا ہی کہ محمد بن اسحق مسیبی شیخ ثقہ ہین انسے امام مسلم وغیرہ نے بھی حدیث لی ہی اور تفسیر خطیب وغیرہ مین ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جسنے زکوٰۃ ادا کی وہ شح نفس سے بچا لیا گیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شح یہ نہین ہی کہ آدمی اپنے مال کو خرچ نکرے یہ تو بخل ہی اور یہ بھی بُری چیز ہی لیکن شح یہ ہی کہ آدمی ایسے مال کی طرف حرص کی آنکھ لڑا دے جو اُسکو لینا جائز نہین ہی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی برکت کوئی چیز اسطرح نہین مٹاتی جیسے شح مٹاتی ہی (ابو یعلی و ابن مردویہ) اور روایت ہی کہ شحیح جنت مین نہین داخل ہوگا (جامع عن الخطیب) اور اگر کوئی شخص اپنے کھانے پہننے اور آرائش وغیرہ مین بہت کچھ خرچ کرے ولیکن نہ فرض زکوٰۃ دے اور نہ اسلامی حقوق ادا کرے مثلاً قرابتیون کو نہ دے اور مہمان کی ضیافت مین نہ دے تو یہ اسراف کرنے والا بخل و شح سے خارج نہوگا مترجم کہتا ہی کہ اس زمانہ مین بکثرت مالدار ہین جو شادی بیاہ وغیرہ مین خوب خرچ کرتے ہین اور ڈھول تاشہ وغیرہ مین اچھی دلیری سے اُٹھاتے ہین

Marfat.com

باجود اسکے تعال وغیرہ کو جانکی تعریفین کرتے پھرتے ہین کہ بڑے سخی ہین اور یہ جہال ان تعریفون پر اتراتے ہین اور اپنے نفس کو اعلیٰ درجہ کے سخی ہین گنتے ہین اسواسطے کہ ایسے لوگون نے انکے سخی ہونے کی گواہی دیدی جو شیطانی فوج ہین اور یہ سب اس وجہ سے ہوا کہ راہ حق سے بالکل جاہل ہوتے ہین نعوذ باللہ من ذلک طاؤس نے فرمایا کہ شح یہ ہی کہ جو کچھ لوگون کے پاس ہی چاہے کہ حرام یا حلال جسطرح ہو اسکے پاس آجاوے یعنے بخل سے بھی بدتر ہی ابن جبیر نے کہا کہ زکوٰۃ نہ دینا شح ہی لیث نے کہا کہ فرائض کو ترک کرنا اور جو چیزین حرام کی گئین انکی ہتک کرنا شح ہی ابن عباس نے کہا کہ جو کوئی ایمان کو قبول نکرتے اور جو کچھ جی چاہے وہ کرنے لگے وہ شحیح ہی ابن زید نے کہا کہ جس شخص مین یہ صفت ہو کہ جس امر سے اللہ تعالیٰ نے روکا اسمین سے کچھ نہ لے اور جو کچھ دینے کے لیے حکم دیا ہی اسمین سے نہ روکے تو وہ شح سے بچا لیا گیا قشیری نے کہا کہ قلب کو خواہشات نفسانی و متاع دنیاوی سے خالی رکھنا اکابر اولیاء کی صفت ہی اور نفس کے پنجے مین قید ہونا ذلت ہی اب مترجم کہتا ہی کہ اکابر علمائے امت جانتے ہین کہ اس مقام کی آیات قدسیہ اپنے معانی و دلالات اور نصوص و اشارات اور قطعیات محکمات کے ساتھ دین حق و توحید محقق اور صراط المستقیم کی واضح روشن راہ دکھلاتی ہین جسپر اہل السنۃ والجماعۃ قائم رہے چونکہ تحقیق الفی وغیرہ کے متعلق کلام تفسیری فی الجملہ دراز ہوگیا لہذا مناسب بلکہ لازم ہی کہ مکرر خلاصہ تفسیر کے ساتھ آیات قدسیہ کا اعادہ کیا جاوے قولہ تعالیٰ ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری یعنے اللہ تعالیٰ نے جو اموال اہل قریٰ یعنے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فئی فرمائے انکا استحقاق وہ نہین ہی جو عموماً مال غنیمت کا ہوتا ہی بلکہ اسکا مصرف یون بیان فرمایا کہ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم یہ اموال اللہ تعالیٰ کیواسطے اور رسول کیواسطے اور قرابتی و یتیمون و مسکینون و مسافرون کے واسطے ہی تاکہ تمھارے تونگرون مین دولت نہو جاوے ف یعنی مال غنیمت البتہ تم لوگونکو عطا کیا گیا اور مال فئی کے مصارف یہ ہین اللہ تعالیٰ کا نام یا فقط تبرک کے لیے ہی جیسے بسم اللہ پڑھکر کام شروع کرتے ہین یا یہ معنے کہ مال فئی سے راہ الٰہی مین جہاد کا سامان اور خانہ کعبہ کے مصارف مین اور اسکی درستی مین صرف ہو اگرچہ یہ مقدار معین نہین ہی جیسے مسافرون وغیرہ کے لیے بھی کوئی خاص مقدار معین نہین ہی بلکہ جب کوئی مسافر جو راہ مین بے خرچ ہوگیا ہو آجاوے تو اسکو قدر ضرورت دیا جاوے پس مراد یہ ہی کہ مال فئی سے انہی لوگون پر صرف کیا جاویگا اور اگر ایسا حکم نہو بلکہ جو کچھ غنیمت آتی وہ سب مجاہدین مین بٹوارہ ہوجاتی اور یہ مال بھی بٹوارہ ہوجاتا تو ایسے ضرورتون کے وقت بیت المال مین کچھ نہ ملتا پس اللہ تعالیٰ نے یہ شریعت مقرر فرمائی اور مجاہدین کو حکم دیا کہ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب اور جو کچھ تمکو رسول نے دیا وہ لیلو اور جس سے منع کیا اس سے باز رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہی ف یعنے اہل ایمان کو مخالفت سے خوف ہوتا ہی اور اپنے نفس کی سمجھ پر اعتماد کرنا اہل کفر کا کام ہی اور اہل ایمان انکے مخالف ہین کیونکہ کافر تو حکم حق مین جھگڑتا ہی کہ یہ میری سمجھ مین نہین آتا اور مین اسکو غلط سمجھتا ہون تو تاریکی جہالت مین خوار ہوتا ہی اور مومن اس حکم کو بسر و چشم قبول کرتا ہی پھر اسکی حکمتین سوچتا ہی تو بے انتہا مسلسل فوائد ظاہر ہوتے جاتے ہین پس کلیہ حکم عام بتلایا کہ ای بندگان صالحین تم اور تمھارے تابعین قیامت تک اسی صفت پر ہو کہ جو کچھ رسول کریم حبیب ارحم الراحمین رحمۃ للعالمین نے تمکو دیا خواہ حکم ہو یا دعا ہو یا مال ہو وہ خوشی سے لیلو اور جس چیز سے منع کیا اس سے باز رہو خواہ کوئی چیز ہو اور نافرمانی کبھی نہ کرو بلکہ خوف عقاب رکھو اس آیت مین اہل بیت و عامۂ مومنین سب یکسان ہین اور دین و شریعت و مال مین بھی سب شامل ہین اور مقتضا یہ ہی کہ حکم قرآن و حدیث کے بعد کسیکو اپنی رائے لگانے کا اختیار نہو الغرض اسی تاویل مین مال الفی آیا کہ مال غنیمت مین سے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا وہ لے لو اور جو مال فئی کہ اغنیاء مجاہدین کو نہین دیا اس سے باز رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکے مصارف دوسرے مقرر فرمائے ہین تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو اموال عطا کیے وہ سب اغنیاء مین دولت نہو جاوین بلکہ ذوی القربیٰ وغیرہ کے لیے ہین ذوی القربیٰ بصیغہ مفرد یعنے صاحب قرابت سے جنس کا اشارہ ہی یعنی جمیع افراد اہل قرابت کا احاطہ نہین ہی بلکہ اس جنس پر صرف کیا جاویگا اور آیندہ صرف کی جہت بیان فرمائی بقولہ تعالیٰ للفقراء الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ہم الصادقون یعنے جب اغنیاء مین دولت

Marfat.com

نہین یہ فرمایا کہ یہ مال الفئ ایسے فقرا کے لیے ہی جو اپنے گھرون و مالون سے خارج کیے گئے درحالیکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے [illegible] تلاش کرتے ہین اور اللہ (رسول) کے دین کی مدد گاری کرتے ہین ایسے ہی بندے صادقین ہین ف انمین نفاق کا کچھ لگاؤ نہین مرسلہ ہین یہ بات قطعًا معلوم ہی کہ خلفاے راشدین و باقی عشرہ مبشرہ وغیرہ اولین مہاجرین تھے انکی نسبت ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ آیت دی کہ وہ بالکل صادقین ہین تو ہم یقین لائے کہ یہ بالکل حق ہی اور بعض مین جو کچھ لڑائیان پیچھے واقع ہوئین اسمین ہماری رائے سے خلاف حکم نکلنا محض باطل ہی اور جو کوئی اسکے خلاف نکالے وہ کافر ہی اب بے علم کو یہ تردد ہوگا کہ پھر آخر خلجان کیونکر رفع ہو تو جواب یہ کہ خالی رائے سے تو کچھ ہوتا نہین ہی جب تک کینہ و عمدًا عداوت ثابت نہو اور یہ دلی اجتہاد علم سے ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُنکے دل کا ایمان بتلا دیا تو کچھ کسی کا زور نفس اسکو برخلاف بتلاوے وہ باطل ہی اب صریح عقل شاہد ہی کہ جو کچھ ہر ایک نے قصد کیا تھا اور شریعت کے اجتہاد سے پہچانا تھا وہ شریعت کا اجتہاد تھا پھر کچھ گناہ نہین رہا بلکہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ الآیہ اُنکی منقبت ہی اس آیت مین مہاجرین کی قطعی فضیلت ثابت ہوگئی اور انصار رضی اللہ عنہم اُنکے ساتھ تھے اور آیندہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بیعت خلافت پر ثابت رہے تو یہ بھی مہاجرین کی قطعی کمال پر دلیل ہی اب انصار کے کامل الایمان ہونے کی دلیل مین دوسری آیت اسکے بعد ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ جل شانہ نے فرمایا والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ۔ اور وہ بندے جنکی یہ صفت ہی کہ انھون نے ان مہاجرین کے آنے سے پہلے بسے مدینہ کو دارالاسلام بنایا اور ایمان کو اپنے دلون مین بسایا تھا وہ پیار کرتے ہین اُسکو جو اُنکے یہان ہجرت کرکے آتا ہی اور جو کچھ مہاجرین کو دیا گیا اس سے اپنے دل مین کچھ خلش نہین پاتے ہین (مہاجرون کے حق مین آیات فضیلت سُنکر حسد نہین لاتے ہین اور مہاجرون کو مال فئ دیا جاوے تو بھی حسد نہین کرتے ہین) اور اپنے نفس کی خواہش پر مہاجری بھائی کو ایثار و اختیار کرتے ہین ترجیح دیتے ہین ف اسی قسم کی آیات سے انصار رضی اللہ عنہم نے مہاجرین مین سے خلیفہ ہونا تسلیم کیا حالانکہ مہاجرین سے پہلے خود اپنے دیار مین مستقل تھے پھر مہاجرین مین سے سبھون نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا یہ کہکر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ہمارے دین کے رکن اعظم نماز مین مقدم کیا تو بھلا دنیاوی انتظام شرعی مین ہم کیونکر مقدم نکرین اور حضرت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ نے بھی سب پر یہی حجت پیش کی کہ جسکو حضرت سرور عالم نے ہمارے مقدم کیا تو کون اُسکو موخر کرسکتا ہی اور مین نماز کے وقت مین موجود تھا کہین غائب نہین ہوا تھا اگر چاہتے تو مجھے فرماتے اور نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے لیے نماز پڑھانے کی اجازت مانگی تھی اسکو جھڑک دیا بلکہ خاصکر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عمدًا مقرر کیا انصار رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان ابرار صالحین کے قلوب اسی بات پر متفق ہوگئے پھر اب جس فاجر بدبخت کا دل نہ مانے تو وہ مقبول بارگاہ احدیت جل شانہ کے برخلاف اپنے نفس کی پیروی کرکے جہنم کا راستہ لے قال تعالیٰ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون اور جو شخص اپنے شح نفس سے بچایا گیا ایسے ہی لوگ مفلحین ہین یہ سب اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ عالی تھا جو مال الفئ سے بشرط ضرورت حق تھا اور بعد اُنکے تابعین کا طبقہ ہی چنانچہ فرمایا وَالَّذِينَ جَاءُو مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ اور وہ بندے ہین کہ جو ان دونون جماعت کے بعد آئے کہتے ہین کہ ہمارے رب بخشدے ہمکو اور ہمارے ان بھائیون کو جو ایمان لانے مین ہم سے سابق ہوے اور ہمارے دلون مین کچھ میل و کینہ نرکھیو اُن لوگون سے جو ایمان لائے ہمارے رب بے شک تو نہایت رافت و رحمت والا ہی ف یہ تیسری قسم کی جماعت ہی انکے فقرا بھی مال فئ کے مستحق ہین پس اول مہاجرین ہین دوم انصار ہین سوم تابعین باحسان ہین جیسے آیت والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ الآیہ پس تابعین باحسان یہ ہمنے رخوبی کے ساتھ مہاجرین وانصار کے قدم بقدم چلے اور نیک آثار و خوب اوصاف مین تابع ہوئے اور سابقین کے لیے

Marfat.com

کے لئے دل کا میل وکینہ وبغض وحسد اور اسکو محلا آنکرہ فرمایا یعنے کسی قسم کا اور کسی قدر بھی یہ میل وکینہ نہین رکھتے ہین امام مالک رحمہ نے اس آیت سے دلیل لیکر رافضی یعنے شیعون کو برا کہتا ہی اسکے لیے مال فیٔ مین سے کچھ استحقاق نہین ہی کیونکہ وہ اس اخیر قسم مین سے بھی نہین ہی (ابن کثیر) واضح ہو کہ اس اخیر حکم مین قیامت تک کے مومنین داخل ہین کیونکہ سب کے سب بعد مہاجرین وانصار کے آنے والے ہین اور ابن جریر نے بسند صالح روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا کہ قولہ تعالی انما الصدقات للفقرا والمساکین تا قولہ علیم حکیم پھر کہا کہ یہ انھین لوگون کے لیے ہی یعنے زکوٰۃ کے مصارف یہ لوگ ہین) پھر پڑھا قولہ تعالی واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ خمسہ الآیہ پھر کہا کہ یہ انھین کے لیے ہی پھر پڑھا قولہ تعالی ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری حتی کہ پڑھا قولہ للفقرا الذین اخرجوا حتی کہ والذین تبوؤ الدار والایمان الخ اور والذین جاؤ من بعدہم الآیہ۔ یہ سب پڑھکر فرمایا کہ ان آیات نے تمام مسلمانون کو گھیر لیا اور کوئی مسلمان باقی نہین رہا جسکا مال فیٔ مین کچھ حق نہوا ور مین اگر زندہ رہا تو انشاء اللہ تعالی جو چرواہا کہ سرو حمیر مین چراتا ہی اُسکو اپنا مال پہونچ جایا کریگا حالانکہ اسکے لیے اسکی پیشانی پر پسینا نہین آیا (فی اسنادہ عکرمہ بن خالد) اور امام ابو داؤد نے اسکو زہری سے مرسل روایت کیا ہی اور اسمین اسقدر استثنا ہی کہ سب کا حق ہی سوائے تمھارے بعض مملوک غلامون کے اور اسمین چرواہے کا تذکرہ نہین ہی اور آپ کی مراد یہ تھی کہ ایسے طور پر عاملون کے لیے قواعد شرعیہ منضبط کرونگا کہ یمن کے عامل وہان کے اہل استحقاق کو پہونچا دینگے جبکہ ضرورت سے زائد ہو اور یہ بات بہت نزدیک تھی اسلیے کہ آپ نے مہاجرین وانصار واُنکی اولاد کو مستغنی کر دیا تھا اور اس سے ثابت ہوا کہ یہان استحقاق سے فرضیت مراد نہین ہی بلکہ مصارف ہین جیسے کہتے ہین کہ زکوٰۃ کے حقدار فقراء ومساکین وغیرہ ہین حالانکہ یہ مراد نہین ہوتی ہی کہ ہر ایک فقیر کو پہونچانا واجب ہی بلکہ یہ معنی کہ جب زکوۃ دیجا دے تو انھین کے درمیان تقسیم ہو جیسے عمدہ آمد ہی خطیب نے لکھا کہ امام ابن ابی لیلیٰ انصاری نے فرمایا کہ لوگون کے یعنے مومنون کے تین درجے ہین مہاجرین اور والذین تبوؤ الدار والایمان اور والذین جاؤ من بعدہم پس تو اسی کوشش مین رہا کر کہ انسے خارج نہو جاوے اسکے معنی وہ ہین جو بعض علماء نے نے بیان کیے کہ تو مہاجری ہو جا پھر لامحالہ تو کہیگا کہ یہ غیر ممکن ہی مین وہ زمانہ کہان سے پاؤنگا تو پھر تو انصاری ہو جا پھر تو کہیگا کہ یہ محال ہی پھر تجھسے کہا جاویگا کہ تو تابعین مین سے ہو جا اور انکے اعمال مین اُنکی اقتدا کر اور اگر یہ نہین ہو سکتا کیونکہ انکے قلوب کا یقین بے قیاس تھا اور آخرت انکے پیش نظر تھی تو پھر تجھے لازم ہی کہ اُنسے محبت رکھ اور انکے لیے مغفرت مانگا کر جیسے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہی مترجم کہتا ہی کہ شاید نکتہ یہ ہی کہ جب تو انکے لیے استغفار کریگا تو انکے طفیل سے اللہ تعالی تیرے گناہ بخشیگا مصعب بن سعد نے فرمایا کہ یہان تین ہی منازل ہین انمین سے دو منزل گذر چکین اور فقط ایک منزل باقی ہی اب تمھارے حق مین سب سے بہتر کہ ان منزل مین سب سے اچھے رہو مترجم کہتا ہی کہ مین نے عطائے ایمان کے بارہ مین جابجا پہلے تحقیق بیان کی ہی اور انشاء اللہ تعالی یہان بھی اعادہ کرونگا تاکہ یہ معلوم ہو کہ جن فلسفی جھوٹا چاٹنے والے بدبختون نے گمان کیا ہی کہ ہمکو علم وایمان مین اصحاب سے فضیلت یا مساوات ممکن ہی یہ نہایت گمراہ وجاہل گروہ ہی اور اسی گمان شیطانی سے انپر یہ شامت آئی ہی نعوذ باللہ من ذلک آیندہ انتظار کرو تاکہ بعد ختم اقوال عارفین واکابر سلف صالحین کے یہ نکتہ بیان کیا جاوے حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر نے اپنے والد ماجد محمد باقر بن علی بن الحسین سے روایت کی کہ میرے والد ماجد نے اپنے والد ماجد یعنے امام ہمام زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہم سے روایت کی کہ امام زین العابدین بیٹھے تھے اُنکے پاس ایک شخص آیا اور اُسنے کہا کہ اے رسول اللہ کے نواسے آپ عثمان کے حق مین کیا کہتے ہین آپنے فرمایا کہ اے شخص مین تجھسے پوچھتا ہون کہ بھلا تو اس جماعت مین سے ہی جنکے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا للفقرا المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم الآیہ اس شخص نے کہا کہ نہین مین انمین سے کیونکر ہو سکتا ہون آپنے فرمایا کہ ہان پھر کیا تو اس جماعت مین سے ہی جنکے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا والذین تبوؤ الدار والایمان الآیہ اسنے کہا کہ مین انمین سے بھی نہین ہو سکتا ہون آپنے فرمایا کہ پھر قسم ہی اللہ وحدہ لاشریک کی کہ اگر تو تیسری آیت سے بھی خارج ہو تو پھر تو اسلام سے خارج ہو جائیگا اور تیسری آیت یہ ہی والذین جاؤ من بعدہم یقولون ربنا الآیہ مترجم کہتا ہی کہ حضرت امام زین العابدین نے کس صریح دلالت سے اسکو ہدایت فرمائی اور صریح کہا کہ بعد مہاجرین وانصار کے اب اسلام اسی جماعت ثالثہ پر ہی اگر اس سے

Marfat.com

خارج ہو گیا نہیں ہے اور خطیب نے لکھا کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک مرتبہ [illegible] کے حضرت [illegible] کر حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی برائیاں کرنے لگے اور یہانتک برائی کی کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ جو نہایت حلیم [illegible] اور [illegible] ای لوگو کیا تم مہاجرین اولین میں سے ہو عراقیون نے کہا کہ نہیں آپنے فرمایا کہ پھر کیا تم الذین تبوؤ الدار والایمان میں سے ہو عراقیون نے کہا کہ نہیں آپنے فرمایا کہ پھر تمنے ان دونون جماعتون سے تبرا کیا یعنے ان میں سے نہیں ہو اور انسے بیزار ہوتے ہو اور میں گواہی دیتا ہون کہ تم تیسری جماعت میں سے بھی نہیں ہو جنکے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا والذین جاؤ من بعدہم الآیہ اب تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ تمپر رحم کرے

مترجم کہتا ہے کہ حضرت امام رضی اللہ عنہ نے بلیغ کلام میں ارشاد کر دیا کہ وہ دونون جماعتیں مہاجرین و انصار اپنے اپنے مرتبہ عالیہ میں اگر کبھی ایک دوسرے کی شان میں کچھ کہتے بھی ہون تو جس نیت خالص و صفای قلب سے خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے وہ کچھ کہتے تھے وہ انہیں کے واسطے تھا اور اب جو کوئی انمیں سے نہیں ہے اسکو یہ مجال نہیں ہے کہ ان بزرگون میں سے کسی کے حق میں کچھ کہسکے اور واللہ ہرگز اس زمانہ والے اس شان کو نہیں سے آگاہ تک نہیں ہیں جو انمیں ادنی آدمی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے جس قلب کو کج پیدا کیا اور اسمیں شیطان کا مسکن و حصہ زائد ہے اسمیں ابراہیم کی محبت کیونکر آویگی وہ مغرور تو اپنے دوست شیطان کے موافق ہوگا اور مرتے ہی خبیثون میں مل جاویگا نعوذ باللہ من ذلک خطیب نے لکھا کہ خوب ہوش سے سنو کہ اس آیت قدسی میں دلیل ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت ہمپر فرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے ممالک اسلامیہ کے اموال فی میں سے اتبعین و مابعد کے واسطے اسی شرط پر حق رکھا کہ انکو فی میں سے جبھی ملے کہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کی محبت پر ثابت قدم ہون اور انہیں سے دوستی رکھیں اور انکے لیے دعا کرتے رہین مترجم کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار مہاجرین و انصار اسقدر اللہ تعالیٰ کو محبوب تھے کہ انکے دعاگو بندون کو قبول کیا خطیب نے لکھا کہ پھر بھلا جو کوئی انمیں سے کسی سے بغض رکھے یا برائی کرے یا انمیں برائی کا اعتقاد کرے اسکے لیے مال فی میں کچھ حق نہیں ہے اور یہی امام مالک رحمہ سے صریح منصوص ہے اور یہ قیامت تک سب تابعین کے لیے عام ہے مترجم کہتا ہے کہ اسی مقام سے جماعت مشائخ حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رافضی اسلام سے خارج ہے اور شیعہ بدعتی ہے لیکن واضح ہو کہ شیعہ دو قسم کے تھے اول وہ جو حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل جانتے تھے اور انکو آجکل تفضیلیہ کہتے ہین اور یہ لوگ اس زمانہ میں دیانت و صدق سے رہتے تھے اور انہین احادیث صحیحہ کو جانتے تھے جو اہل السنۃ کے پاس ہین اور دوم وہ جو کہتے کہ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے گناہ کیا لیکن انکے لیے استغفار کرتے تھے اور یہ اُن لوگون کی جہالت تھی پھر عراق میں ایک رافضی قوم پیدا ہوئی اور انھون نے حضرات مہاجرین اولین و انصار رضی اللہ عنہم سب کو برا کہنا شروع کیا اور اپنی طرف سے تقیہ نکالا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ و ابوذر و سلمان رضی اللہ عنہما و چند دیگر صحابہ جنکی تعداد چالیس تک نہیں ہے یہ سب تقیہ کیا کرتے تھے اور اسی بنیاد پر انھون نے خفیہ روایتیں بنائین اور آپس میں خفیہ پھیلائین اور دور دراز ملکون میں جاکر کہا کہ یہ امام محمد باقر نے بیان فرمائی اور وہ امام جعفر نے بتلائی اور غرض یہ تھی کہ اس پیرایہ سے ایک جماعت قائم کر کے کسی ملک میں بادشاہت قائم کرین ولیکن ان کذاب لوگونکو فروغ نہوا اور بہت سے لوگون نے سفر کر کے خود حضرت امام جعفرؒ سے پوچھا تو ان کذابون کا جھوٹ کھل گیا ولیکن اوندھے فاجر قلوب باقی رہے جیسے خارجی خبیث جابجا باقی رہے اور مترجم انشاء اللہ تعالیٰ بعد تلخیص روایات تفسیر کے اس بارہ میں صریح دلائل حقہ بیان کریگا کہ انکے دیکھنے سے کسی بندۂ خدا کے دل میں ذرہ برابر بھی باطل شبہ باقی نہ رہیگا اور جس بندے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم پاک میں اسلام کی خوبی مقدر فرمائی ہے وہ کبھی ایسے گروہ میں داخل نہوگا جنکی بنیاد باطل و کذب ہے خطیب وغیرہ نے لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مقابر میں تشریف لے گئے اور فرمایا السلام علیکم دار قوم مومنین و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون اور فرمایا کہ مجھے آرزو تھی کہ کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپکے بھائی نہیں ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان بلکہ تم میرے اصحاب ہو اور ہمارے بھائی وہ ہین جو ابھی آئے نہیں ہین اور میں حوض کوثر پر انکا پیش قیم [illegible]

ہیں اس سے صریح معلوم ہوا کہ تابعین جو آپ کی قرن کے بعد آنے والے ہیں وہ اصحاب کے بھائی ہیں تو آیت قدسی کی تفسیر ظاہر ہو گئی کہ آیندہ
جو مسلمان ہونگے وہ ماقبل کے مسلمین کے کہ اسی ہمارے رب رحیم غفور ہمارے بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پیشتر ایمان لائے تھے مترجم کہتا ہے کہ خارجی و رافضی
اگر اپنی نادانی سے یہی سمجھ بیٹھے تھے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے گناہ کیا تو بھی اُنپر فرض تھا کہ اُنکے لیے یہی سمجھکر استغفار کرتے اگر مسلمان تھے ولیکن اللہ تعالیٰ
نے انکار کر دیا کہ حبیب الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کے دشمن دائرہ اسلام میں ثابت قدم نہیں ہیں اور انکے نفس سرکش اپنی رائے پر چلنے میں کافرن کے
ساتھی ہیں حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ رافضی فرقے پر یہود و نصاریٰ کو ایک عمدہ خصلت میں فضیلت حاصل ہے اُسکا بیان واضح یہ ہے کہ
کہ یہود سے پوچھا گیا کہ تمھاری ملت میں سب سے بہتر کون گروہ تھا یہود نے جواب دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دیدار پانے والے اُنکے اصحاب ہم سب سے
بہتر تھے اور نصاریٰ سے پوچھا گیا کہ تمھاری ملت میں سب سے افضل کون گروہ تھا نصاریٰ نے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کے یار سب سے افضل تھے
اور رافضی سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین و انصار کیسے تھے تو رافضی نے کہا کہ وہ سب سے بدتر تھے پھر یہ لوگ اسلام
کا دعویٰ کرتے ہیں حکم تو یہ تھا کہ انکے لیے استغفار کرین تو اسکے برخلاف ان لوگون نے بدگوئی کی (س) ابراہیم بن المہاجر نے فرمایا کہ حضرت
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی والذین جاؤ من بعدہم یقولون ربنا الآیہ پھر فرمایا کہ لوگون کو حکم دیا گیا تھا کہ اصحاب کے لیے استغفار
کرین انھون نے کیمتی سے انکو بُرا کہا (رواہ ابن ابی حاتم) اور اسمٰعیل بن ابراہیم نے بسند صحیح روایت کی کہ مسروق رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ
عنہا نے فرمایا کہ تم لوگون کو حکم دیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے استغفار کرو پھر تمنے انکو بُرا کہا اور میں نے تمھارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا
آپ فرماتے تھے کہ یہ امت ضائع نہوگی یہانتک کہ اس اُمت کے آخر والے اولین کو لعنت کرین (رواہ البغوی) خطیب نے لکھا کہ الٰہی ہمکو اور ہمارے
دوستون کو ایسی گمراہی سے بچائیو مترجم کہتا ہے کہ آمین یا ارحم الراحمین واللہم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین خطیب نے لکھا کہ یہ آیت صریح ہے
کہ جس کسی کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے کچھ بھی کینہ ہو وہ اس شان کے صالحین بندون میں سے ہرگز نہیں ہے جو اس آیت میں مراد ہیں اگر
پوچھا جاوے کہ آیت میں فرمایا یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا یعنے الٰہی ہمکو بخشدے اور ہمارے سابقین بھائیونکو ۔ ۱۲ ۔ پہلے انھون نے اپنے لیے دعا مانگی
حالانکہ ظاہر میں ہماری سمجھ کے موافق انکو چاہیے تھا کہ پہلے اصحاب کرام کے لیے دعا کرتے **جواب** یہان نکتہ یہ ہے کہ اصحاب کرام کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت قطعی
چنانچہ قولہ تعالیٰ انہ بہم رؤف رحیم ۔ سے معلوم ہے تو اپنے آپ کو اُنکے قدمون کے نیچے ڈالدے تاکہ تو بھی اس رحمت میں سے حصہ پاوے جو اُنپر
نازل ہے اور حدیث میں صریح یہی طریقہ دعا کا بتلایا گیا ہے (صحیح) واضح ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں چند باتیں خاص ہیں **اوّل** اولئک
ہم المومنون حقا ۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیوب جل شانہ نے اُنکے حق میں قطعی مومنین برحق ہونے کی شہادت دیدی **دوم** وہ لوگ اس دیار کے
منافقون کی طرح ظاہری برتاؤ نہیں کرتے تھے بلکہ قول و فعل دونون موافق رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اولئک ہم الصادقون اور فرمایا ۔ کونوا
مع الصادقین ۔ اور فرمایا الصدیقون والشہداء عند ربہم ۔ پس جس بات پر وہ لوگ متفق ہون وہ قطعی مومنون کا اجماع ہے اور ذرہ برابر نافرمانی اُنکے
نزدیک پہاڑ تھی وہ لوگ باپ و مان و اولاد و زوجہ و گھر و بار سب خدا کے واسطے چھوڑ چکے تو وہ کسیکی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اپنی جان کو
اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان رکھتے تھے اسمیں ذرہ برابر شک نہیں ہے ولیکن یہان کے رافضیون کو یہ بات خواب میں بھی نہ سوجھی اور یہ روافض
جیسے بالکل منافق ہیں وہ جہان پر روشن ہے اور جو منافق خبیث اپنے نفس پر قیاس کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملات میں غور کریگا وہ ضرور
کافر گمراہ ہوگا تنبیہ یہان شیطان کا ایک وسوسہ سخت ہے اور اس سے اہل ایمان کو آگاہ کر دینا ضرور ہے وہ یہ ہے کہ شیطان کبھی یہ وسوسہ ڈالتا ہے
کہ فرقہ روافض و خوارج میں بھی بڑے بڑے متقی گذرے اور کیا بات ہوئی کہ انھون نے ایسی ایسی صریح آیتون پر کبھی نظر نہ کی تو شاید یہ اختلاف
سے پیدا آتا ہے اور اہل السنۃ کے عالمون میں بھی اختلاف ہے **جواب** تم کبھی شیطان کے اس وسوسہ پر التفات نہ کیجیو اور اللہ تعالےٰ سے
دعا مانگو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت بالکل بدیہی روشن ہے پھر کروڑون کافرون کے

دل اس سے نرمے ہو رہے ہین تو بھلا یہان تمنے کیا تعجب کیا درحقیقت ان گمراہون کو نہین ہو جقتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
نہ ان آنکھون کا اندھا ہونا کچھ نہین ہی ولیکن دل کی آنکھین اندھی ہو جاتی ہین ۔ اور فرمایا کم من آیۃ فی السموات والارض یمرون علیہا
غرض ہر ۔ وحدانیت والوہیت پر بیشمار آیات آسمانون و زمین مین دلالت کرتی ہین جنکو آنکھون سے دیکھتے اور اُنکے جانتے ہوئے
اُنسے منھ موڑتے ہین ۔ ۱۲ ۔ اور اس کلام الٰہی کے بعد بندۂ مومن کو اسمین کچھ شک باقی نہ رہیگا کہ اپنے نفس کے پابند گمراہ خواہ مخواہ
منھ موڑتے ہین انکو آیات واحادیث سے کچھ نفع نہین ہوتا ہی اور یہان خوارج و روافض کا یہی حال ہی اور کیونکر نہو کہ انھون نے متواتر قطعیات کو
آیات قرآنی واحادیث واجماع سے چھوڑا اور اُنسے منھ موڑا اور جو کچھ اُنکے خیال مین آیا اسی پر جم گئے تو اللہ تعالیٰ کے غضب کے کیا شیطان
مسلط کیا گیا تفاسیر مین ہی کہ اولیاے صادقین نے کہا کہ جس شخص نے اس آیت قدسی کے حکم سے مخالفت کی اور اپنے دل مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے یارون سے کینہ کیا تو اسکو شیطان کی ٹھوکر پہونچ گئی اور اللہ تعالیٰ کے دوستون سے عداوت کر کے اللہ تعالیٰ کا دشمن بنا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب و اہلبیت اس سے بیزار ہوے اگر اُسکو توبہ کی توفیق نہ ملی تو اہلبیت رضی اللہ عنہم کا دشمن مرا اور اگر ان عداوت
ان مہاجرین و انصار مین سے کسی پر تبرا کہا تو وہ لعنت وطیانچہ غضب خود اُس تبرائی نے اُٹھایا کیونکہ حدیث مین ہی کہ جسنے کسیکو لعنت
کی اور وہ لعنت کے لائق نہین ہی تو اسی لعنت کرنیوالے پر لوٹ آتی ہی پھر کمتر امید ہی کہ نیکی کی توفیق پاوے اور سابق مین مترجم نے بیان کیا ہی اور
حوالہ دیا ہی کہ ان تبرائیون نے کیونکر اہلبیت پر قبیح کلمات سے افترا کیا جیسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بہن ام کلثوم کی نسبت کہا کہ وہ اول فوج
ہی جو اہلبیت سے چھین لی گئی مترجم کہتا ہی کہ ایسے قبیح افترا کرنے والے پر لعنت الٰہی لازم ہونا ظاہر ہی اور ایسے افترا بہت ہین میرا قلم اُنکو زبان سے
نقل کرنے کی جرأت نہین کرتا اور افسوس اُس قوم پر جسکے دل مین یہ اعتقاد ہو لیکن دشمن جو کچھ کہے وہ تھوڑا ہی اور اب کسی ایماندار کو شبہہ نہوگا کہ ایسے دشمنان
اہلبیت و صحابہ مہاجرین و انصار کے دل مین کہان سے نورانی آنکھین ہونگی جو آیات واحادیث کو دیکھین اسی لیے اس قوم مین جو بڑے بڑے
محقق گزرے وہ ارسطو وغیرہ یونانیون کے فن حکمت وفلسفہ کے بڑے محقق تھے اور انکا یہ اعتقاد تھا کہ ہماری سمجھی ہوئی عقل سب سے مقدم ہی پس ارسطو
کی جوتیان سیدھی کر کے پہلے اپنے گمان کی عقل تلاش کرتے تھے جب اُسمین خوب مشاق ہو جاتے تھے تب اپنے پرانے پیشواؤن کی بات رواج دیتے
تھے وہ قرآن کیا جانین اور نور ایمان وعقل ملکی کہان سے لاوین اور مین ہرگز اسمین تعصب نہین کرتا اور امر واقعی کہتا ہون کہ عقل وہی ہی جو اصحاب
کبار و اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کی قدم بقدم سلوک سے حاصل ہوتی ہی اور جسنے ارسطو سے سیکھی وہ شیطانی راہ کا عاقل فاضل ہی نعوذ باللہ
من الضلال واضح ہو کہ خوارج کا اعتقاد یہ ہی کہ جو کوئی حرام کا مرتکب ہو وہ بے ایمان ہو جاتا ہی حتی کہ اگر مرے تو دائمی جہنمی ہی انکے مقابلہ مین روافض کا
اعتقاد تقیہ ہی پس تقیہ کر کے جھوٹ برابر جائز ہی بلکہ جب تک امام مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہ آوے اسوقت تک تقیہ واجب بتلاتے ہین اسی
انکے اقوال مین اگر کچھ سچ بھی ہو تو اعتبار کے قابل نہین رہا چنانچہ ایک شخص نے جو تقیہ کا اصول رکھتا تھا ایک حاکم کے سامنے آکر گواہی دی اسپر
جب حاکم کو معلوم ہوا کہ اس شخص کے نزدیک تقیہ کی بنیاد پر دروغ وجھوٹ بولنا دہتان جائز ہی تو اسنے گواہی مردود کر دی اسی مقام سے
ظاہر ہو گیا کہ جیسے اگلے یہود و نصاریٰ کی تحریف سے توریت وانجیل پر اعتماد نہین رہا کیونکہ دو ایک جگہ تحریف سے اعتماد زائل ہو جاتا ہی اسیطرح
تقیہ والون نے جو روایات بنائین اگر اُنمین کچھ سچ ہوا تو بھی اعتبار نہین ہی اگر کہو کہ اہل السنۃ مین بہت راوی شیعہ ہین جواب یہ ہی
علی رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ پر مقدم سمجھے اور باقی سب اعتقاد مثل اہل السنۃ کے رکھتا ہی جسکو آج کل تفضیلیہ کہتے ہین امام ذہبی
سے رافضی مراد نہین کیونکہ تقیہ انکا اوڑھنا اور جھوٹ بولنا انکا بچھونا ہی اور کبھی مین نے انمین کوئی سچا نہین دیکھا انکی روایت بالکل باطل
امام سیوطیؒ نے یہ سب نقل کر کے اسی پر سب علما کا مدار نقل کیا اقول اہل تقیہ پر کسی عاقل کو اعتبار نہوگا اور انکی
وباطل کہین تم غور سے اسکی مثال سنو کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ غایت صدق سے صادق مشہور تھے اور دنیا کون نہ

احادیث و آثار کی روایت لیتے تھے یہ سب لوگ متفرق ملکون سے آتے تھے چنانچہ مصر کے رہنے والے نے امامؒ سے اپنے
[illegible] روایت کی کہ امام نے یہ فرمایا اور بلخ کے رہنے والے نے بھی روایت کی اور شام و فارس وغیرہ کے لوگون نے روایت کی پھر محدث نے
اُن ملکون مین سفر کیا اور ہر جگہ سے روایات لین اور ملا کر دیکھا تو یہ سب روایات متفق ہین جو مصر والے نے روایت کی وہی بلخی و فارسی وغیرہ نے
روایت کین مگر ایک شخص تبرائی نے سب سے خلاف یہ کہا کہ مجھسے امامؒ نے یون کہا اور جب اُس سے پوچھا گیا کہ کس سنہ مین تو انکی خدمت مین گیا تھا کیونکہ اُس
سال مین فلان و فلان ہزارون شاگرد موجود تھے سب پرہیزگار ولی ہین کوئی بھی یہ بات نہین روایت کرتا پس تو جھوٹا ہی ہرگز امام نے نہین کہا تو اُسنے
کہا کہ امامؒ نے مجھسے خفیہ تخلیہ مین ایسا کہا تھا اسپر اعتراض کیا گیا کہ یہ بھی غلط ہی کیونکہ امامؒ نے اسکے برخلاف ہزارون شاگردون سے یون فرمایا ہی تو تبرائی نے
کہا کہ وہ امام نے تقیہ سے کہا یعنے جھوٹ کہا اور انکا اعتقاد خفیہ یہ تھا جو مین کہتا ہون اب غور کرو کہ اس تبرائی نے امام کو صادق نہین بلکہ کاذب قرار دیا
اور ہم خوب جانتے ہین کہ اُسنے دشمنی کی اور اُسکی بات کا کچھ اعتبار نہین کیونکہ خود کاذب ہی تو تقیہ کا داغ اُنپر بھی لگاتا ہی اور اسلام مین فتنہ پھیلاتا ہی اس ایک
مثال سے تمنے جان لیا کہ ان تقیہ والون نے کہان سے اپنے یہان کی روایات نکالی ہین جنکا کہین نشان نہین ہی اور حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ بیشک
صادق ہین اور کاذب و حقیقت یہ شخص تقیہ والا ہی جو اُنپر اور دوسرے امامون پر بہتان لگاتا ہی اور اس قسم کے بہتان آیندہ بکثرت معلوم ہون گے
اور اس سے بڑھکر یہ ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قضایا یعنے جو فیصلہ جات آپنے فرمائے تھے اور ایک کتاب مین جمع کیے گئے تھے وہ نقل کرکے اُنمین ہزارون
جگہ تحریف کر ڈالی نعوذ باللہ من ذلک اور یہان نہایت ضرورت ہی کہ مین حضرت شیخ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہدایت انتساب کا خلاصہ ترجمہ کردون تاکہ
جنمین اللہ تعالیٰ نے اپنی قبولیت ازلی رکھی ہی وہ فائدہ اٹھاوین اور اپنے درجۂ سعادت و ایمان مین آوین اور مقام قبولیت مین ترقی کرین **المقدمہ**
پہلے یہ بیان کرنا چاہیے کہ جس صفت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب مہاجرین و انصار تھے اس سے منحرف ہونا اور اسمین تغیر کرنا خرابی سخت ہی
اور جو کوئی راہ مستقیم سے نکل گیا وہ خواہ مخواہ شیطان کے خطہ مین گیا لہذا بدعت سے احتراز فرض ہی اور علما کو ہدایت کرنا فرض ہی شیخؒ نے لکھا کہ **خطیب**
بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع وغیرہ مین روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فتنے ظاہر ہون یا فرمایا کہ بدعتین ظاہر ہون
اور میرے اصحاب کو بُرا کہا جاوے تو عالم اپنا علم ظاہر کرے پھر جو کوئی ایسا نکرے تو اُسپر اللہ تعالیٰ و ملائکہ و سب لوگون کی لعنت ہی اللہ تعالیٰ
اُس سے کچھ صرف و عدل قبول نکریگا حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اہل بدعت ظاہر ہون
مین تو ضرور اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندون مین سے جسکی زبان پر چاہتا ہی حجت الٰہی ظاہر کرتا ہی (حاکم) بدعتی سب خلق و خلیقہ سے بدتر ہین (ابو نعیم)
خلق سے مراد انسان اور خلیقہ سے مراد بہائم ہین (شیخ) بدعتی لوگ دوزخیون کے کتے ہین (ابو حاتم الخزاعی) سنت کے طریق پر عمل کرنا بہتر ہی بہ نسبت
بدعت پر بہت عمل کے (رافعی) یعنے بدعتی اگر بہ کثرت عمل کرے تو بدعت پر بہتر نہین ہی اور مترجم کہتا ہی کہ اس جامع کلام مین صدق تمام ہی اسکا بیان
یہ ہی کہ جب یہ کہا جاتا ہی کہ فلان بہ نسبت فلان کے بہتر ہی تو اسکے دو معنے ہوتے ہین ایک یہ کہ اول مین کامل خوبی ہی اور دوسرے مین بھی کچھ ہے
اور دوم یہ کہ اول بہتر ہی اور دوم بدتر ہی جیسے قرآن مین کافرون کی بہ نسبت مومنون کو فرمایا کہ مومنین اہل جنت ہین اور اہل جنت ان جہنمیون سے مقام
مین بہتر ہین یہ معلوم کہ جہنمی کے مقام جہنم مین کچھ بھی بہتری نہین ہی اسیطرح بدعتی دو قسم کے ہین ایک وہ جو شریعت مین اپنے قیاس سے ایسے کام
نکالتے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین نہین تھے جیسے یہان لوگون نے ہندؤن کو دیکھکر ہولی کی جگہ نوروز نکالا اور ایران مین مجوسیون کو
دیکھکر میلے سے نکالا گیا تھا اور یہ حرام ہی دوم وہ جو ایمان مین بدعتی ہین تو وہ ایسے بدتر ہین جیسے منافق بہ نسبت کھلے ہوئے کافر کے بدتر ہوتا ہی اگر
منکر ہوکا نہوتا تو بالکل کافر ہوجاتے اور اب بھی شبہہ ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ کافر لوگ کبھی ہمارے بزرگان یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا نہین کہتے ہین
اور ان بزرگون کو بہتر سمجھتے ہین برخلاف ان بدعتیون کے کہ اُنھون نے ملکر جمیع خلفائے راشدین و اصحاب کبار رضی اللہ عنہم و اہلبیت کو بُرا کہنا شروع
کیا ہی اور اسلام کی توہین کرتے اور اسلام مین بُرائیان لاتے ہین اور لوگون کو دھوکا دیتے ہین اور کافرون کے خیرخواہ بنکر اسلام کو مٹاتے ہین کیا نہین

دیکھے ہر... ادین خلیفہ عباسی کے زمانہ مین انکے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا تھا کہ خلیفہ نے ابن علقمی کو جو رفض کا [illegible]
ز نصیر الدین طوسی سے ساز کیا اور ہلاکو خان تاتاری کو دھوکے سے بلایا اور نصیر الدین طوسی اُسکے جلو مین آیا اور ابن علقمی [illegible]
باقی ... انکو دور بھیجا اور یہان بغداد خالی رکھا کہ ناگاہ ہلاکو خان مع فوجون کے آیا اور بعد فتح کے آٹھ لاکھ مسلمانون کو قتل کیا اللہ [illegible]
ابن علقمی خبیث ... امید کرتا تھا کہ مجھے یہان حکومت دیگا اسنے کہا کہ اس مردود نے اپنے آقا کے ساتھ کیا کیا ہی جو مجھے اس سے امید [illegible]
روز دربدر آوارہ پھر کر مر گیا ولیکن اسلام جو خلیفہ وروسا کے فسق وفجور سے ضعیف تھا اب بالکل مٹ گیا اور خلافت نسبت [illegible]
اہل شام ومصر نے جو محدثین وفقہا واولیا کے تعظیم کرتے اور باہم متفق بھائی تھے جہاد کو اُٹھے انکو اللہ تعالیٰ نے ان تاتاری کافرون پر [illegible]
فتوحات دین اور کبھی اُنھون نے شکست نہین کھائی وہ لوگ مشرق جانب تاتاریون پر اور مغرب جانب نصرانیون پر جہاد کرتے تھے [illegible]
وشافعیت کا کچھ بھی تعصب نہ تھا لیکن فتنہ ہلاکو وچنگیز خان مین جو لوگ نیشاپور وخراسان وغیرہ سے بھاگ کر شام ومصر مین گئے تھے وہان [illegible]
پھیلانے لگے اور کچھ اوپر سو برس کے بعد وہان بھی یہ تعصب پھیلا اور امرا وسلاطین مین فسق وفجور پھیلا اور تاتاریون مین اللہ تعالیٰ نے اسلام وہ [illegible]
ماوراء النہر مین اور ایران مین اور دشت قبچاق مین سلاطین تاتاری مسلمان ہو گئے اور سلطان محمود غازان خان نے شام پر چڑھائی کی اور فی الجملہ
فتح پائی چونکہ مسلمانون مین علم تاریخ مٹ گیا ہی اسوجہ سے اُنکو اپنے حالات بگڑنے سے عبرت نہین ہوتی ہی بلکہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے بزرگ بھی ایسے ہی
تھے یہ غلط ہی بلکہ اسلام حق ظاہر تھا اور مروانیون کے عہد مین عباسی وعلوی متحد تھے اور یہی حال ابتداے خلافت عباسیہ مین تھا اور اہلبیت کے
سادات ائمہ موجود تھے اور خلیفہ عباسی مین اور ائمین بالکل اتحاد تھا اور عقائد باہم متحد اور سب لوگ اسی عقیدہ پر متفق تھے جو اہل السنہ مین ہی اور
اُسوقت بعض عوام حنبین رفض کا عقیدہ تھا اُنسے بھی کچھ تعرض نہ تھا اور وہ بھی رفض وتبرا کو شعائر دین نہین سمجھتے تھے حتی کہ دہلی مین تیموریہ کے آخری
عہد مین سعادت علیخان وغیرہ شیعی اصول پر تھے اور اُنسے یہ سلوک ہوتا تھا پھر آخر مین اودھ مین جو کچھ غلو ہوا وہ معلوم ہی اور شیخ ابن حجر رح نے
اس کتاب متبرک مین ہر بدگوئی کی بدعت سے پرہیز کے لیے احادیث قدسیہ کا اچھا ذخیرہ جمع کر دیا ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ اُسکا خلاصہ یا انتخاب یہان درج کرون
اور تتمہ کے لیے بعض مضامین بڑھاؤن کیونکہ اگر وہ سب لوگ اپنی غلطی سے باز نہ آوین تو شاید انمین ایسے بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہون جو ازل مین
محبوب ہو چکے ہین اگرچہ یہان خاندانی وجہ سے یا دھوکے مین پڑکر نقوش کھا گئے تھے اور اب راہ مستقیم پر انکا نور روحانی کھینچ لاوے یعنی حق سبحانہ تعالیٰ
اُس جماعت کو نور کامل کی ہدایت فرماوے وہو سبحانہ تعالیٰ الہادی وحسبنا ونعم الوکیل واضح ہو کہ عرب ایک ریگستانی ملک ہی اور درمیانی قطع عظیم مین
نہ پانی ہی اور نہ کسی قسم کے درخت اور نہ آبادی ممکن ہی اور کنارے کنارے البتہ کچھ شادابی ہی اُسمین بھی پہاڑ وپہاڑیان وقطعات ریگ ہین اور ایسے
ملک مین راحت وآرام کا گمان نہین ہو سکتا بلکہ مشکل سے اُنکی بسر اوقات کا سلسلہ خیال مین آتا ہی عمدہ پیداوار خرما کے درخت ہین اور کچھ جو باجرہ وغیرہ
ہی جو پہاڑون کی پیداوار ہو سکتی ہی اور جانورون مین اونٹ ہین لیکن جابجا گھوڑے عربی مشہور ہین نہ شہرون کی آبادی تھی اور نہ سلطنت کا انتظام تھا
اسلام سے پہلے نہ انمین علم تھا اور نہ حکمت کا نام تھا عمدہ عرب وہ ہین جو حضرت اسمعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہم السلام کی اولاد سے آتے تھے
اور اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمعیل مین ایسی برکت دی کہ تمام عرب مین پھیل گئی خصلت مین شجاع وبہادر اور سچے وبے تکلف وصاف باطن تھے زبان
خالص عربی تھی وہ ہزارون قسم وعہد نامجات سے افضل تھی جو اُنھون نے زبان سے کہا اسکو پورا کرتے اگرچہ جان جاوے اسی پر کمر باندھے تھے
نے انکے کلام مین بلاغت وخوبیان بے مثل کہی تھین جو دنیا مین کسی قوم وکسی زبان مین آجتک کبھی نہین گئین اور کوئی جاہل اگر تعصب سے [illegible]
منکر ہو تو اسکا کچھ اعتبار نہین اور اکثر جاہل صریحا اس امر سے منکر ہین کہ عربی زبان سب جہان کی زبانون سے زیادہ فصیح ہی اصل یہ ہی کہ
نہین آتی کہ جو زبان اُسکی زبان پر چڑھی ہوئی ہی وہ آسانی سے اسکی زبان سے نکلتی ہی اور یہ سب قوموں کا حال ہی دیکھو انگریزون کی [illegible]
انکو کیسی آسان معلوم ہوتی ہی اور فارسی واردو کے الفاظ ادا کرنے مین بہت لڑکھڑاتے ہین یہ اسوجہ سے نہین ہی کہ [illegible]

Marfat.com

بلکہ لفظ کی دو بحر وہم میان شوکا ذکر نہین کرتے ہین بلکہ زبان کی فصاحت کا ذکر ہو اور بلاغت کی صورتین بیان کر کے مقابلہ کرنا ایسے جاہلون کے مقابلے مین
بیشک ایسا ہو مگر ہم زبان کو نہین جانتے ہین بلکہ ہم نہایت آسان اور بالکل قطعی دلیل سے فیصلہ کیے دیتے ہین **دلیل** یہ ہو کہ سب سے اول ہر زبان مین حروف
ہجا ہین جنسے کر کے لفظ بناتے ہین پھر لفظون کو ملا کر کلام بناتے ہین پھر کلام مین فصاحت ہو پھر فصاحت مین بلاغت و بیان و بدیع کے اقسام بیشمار
ہوتے ہین پس جب ہجے کے حروف ہی سے یہ دعویٰ بدیہی کھل جاوے تو آیندہ خوبیان خود بخود ثابت ہونگی اب مقابلہ کرو کہ دنیا کی موجودہ زبانون مین
کونسی زبان ہے جسمین **پ چ ژ گ** مین سے کوئی حرف نہو شاید عبرانی اس سے پاک ہو اور یہ حروف ثقیل ہین **بھ تھ جھ گھ** اور بھی بھونڈے ہین
اور **ٹ ڑ** اس سے بڑھکر اور **ٹھ ڈھ ڑھ** وغیرہ حد سے زیادہ ثقیل ہین الغرض عرب اسی مذاق مین اکثر محو رہتے اور ایک دادا کی اولاد باہم ایک
جان دو قالب کے مثل آپسمین مرتبط رہتے اور انکی شاخین بڑھتے بڑھتے جداعلی کے نام سے قبائل پھر شعب پھر بطون پھر افخاذ وغیرہ کہلاتے جسکا مفصل بیان
اپنے مقام پر گزرا ہو اور عین الحال انمین فقط اونٹ بکریان وغیرہ تھین اور عمدہ اوصاف جن سے فخر ہوتا طرح طرح کے لحاظ سے کبھی یہ تھا کہ فلان
شخص کا تنور رات دن گرم رہتا ہو اسکے یہان کی راکھ سے ایک ٹیکرہ بن گیا ہو یعنے مہمانون کی کثرت اسقدر رہتی ہو فلان شخص نے عہد پورا کرنے مین
اپنے فرزند کا قتل منظور کیا مگر عہد نہین توڑا اور اسکے برعکس کوئی بدعہدی یا کبھی جھوٹ بولنے مین بدنام ہوتا اور فلان شخص حاجیون کو پانی پلاتا اور ستو کھلاتا
ہو عرب زمانۂ جاہلیت مین خانۂ کعبہ کی تعظیم کرتے اور اسمین بتون کا مقام بناتے تھے اور دین اسمٰعیل اسقدر گم ہوا تھا کہ انکو بھی اپنے زعم مین بت پرست سمجھے
تھے جیسے ہندوستان مین ہنود کا حال ہوا ہو عرب مین سرداری کے صفات مین سے عموماً یہ تھا کہ بڑا شجاع ہو بڑا سخی ہو بہت سچا ہو کبھی جھوٹ نہین بولا
اور بہت دانا ہو اور نہایت حیادار ہو یہ صفات گویا انکی ذاتی خصلتین تھین اور اگر مین تمام حالات مفصل بیان کرون تو ایک کتاب ہو جاوے اور مختصر
مقصود یہ ہو کہ عرب جس بات کو دلی اعتقاد سے مانتے اسکو ہرگز اسوقت تک نہ چھوڑتے جب تک انکو یقین نہ ہوتا کہ یہ خطا ہو اور جسکو خطا و غلط سمجھتے اُسکو
ہرگز نہ مانتے جب تک یہ نہ جانتے کہ یہ حق ہو اور حق کو لینے مین کبھی نفاق سے اقرار نہ کرتے سوائے بدنام و حقیر کے جسکا اعتبار اُسکی قوم سے اُٹھ جاتا تھا جیسے
مدینہ کے بعض منافق تھے اور جسنے اشعار و قصائد عرب و حکایات زمانہ قدیم سے واقفیت حاصل کی ہو وہ خوب جانتا ہو کہ مین نے سچ لکھا ہو اور جسنے
جھگڑالو ہر بات مین جھگڑتا ہو اب دیکھو کہ جب رسول اللہ صلعم مبعوث ہوے تو عرب نے اپنے بتون سے جو عہد دل مین لیا تھا یعنے اُنکو معبود ماننے کا
کیا تھا اسپر قائم رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیشمار معجزات دیکھے مگر بتون سے مُنھ نہ موڑا اور خیال کیا کہ یہ معجزات الٰہی نہین بلکہ شاید جادو
یا جن کے کرشمہ ہین اور قوم مین سے اکثر نے آپ کی نبوت کو نہ مانا حتیٰ کہ اپنے بیٹے بھائی اور عزیز دیگانے قتل کراتے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے مقابلے مین بے تمیزی سے اپنی جانین ضائع کرتے تھے اور جس رسول محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی کہ آپنے ایک مٹھی خاک پھینک
دی جس سے تمام کافرون کی آنکھ مین ریگ بیابان بھر گئی اور انکے کلیجے اُچھل اُچھل کر مُنھ کو آنے لگے اور اگر آپ رحمۃ للعالمین نہ ہوتے تو سب کفار اُسیوقت ہلاک
ہو جاتے لیکن اول تو آپ رحمۃ للعالمین تھے دوم شان رحمت سے یہ چاہتے تھے کہ یہ لوگ جنت مین اس کثرت سے بھر جاوین کہ بنی اسمٰعیل بہ نسبت بنی اسرائیل
کے بہت زیادہ ہون چنانچہ قولہ تعالیٰ حریصٌ علیکم بالمومنین الآیہ اور احادیث کی روایت اسکے واسطے دلیل کافی ہو چنانچہ جو کچھ آپکے قلب مبارک مین ظاہر ہوا
اللہ تعالیٰ نے آخر مین پورا فرمایا یعنی تمام عرب فوج فوج مسلمان ہو گئے لیکن ابتدا مین جب تک اُنکو یقین نہ آیا کہ اسلام حق ہو تب تک اُنھون نے
بکثرت اپنی اولاد و اقارب کو قتل کرایا اور قوم مین سے ایک جماعت قلیل جنکو ابتدا مین یقین آگیا وہ اپنے صدق یقین سے عرب کی شریف خصلت کے
اسپر طرح مضبوط قائم ہوے کہ ہر طرف سے کفار انکو ہر روز و ہر دم طرح طرح کی لعنت و ملامت کرتے مگر وہ اپنے رب وحدہ لاشریک سے کسی طرح نہین پھرے
انمین سے ایسے تھے کہ اُنکے باپ بیٹے و مان و زوجہ و بھائی بند و عزیز و اقارب ہر وقت انکو طعن و تشنیع سے ایذا دیتے رہتے تھے مگر انھون نے
صبر نہایت سخت تھا کیونکہ تمنے سُن لیا کہ شرفاے عرب کے واسطے شجاعت ایک جزء ذاتی تھا اور حیا و حمیت اُنکی ذات مین خمیر تھا حتی کہ کبھی دلسی
دو قومون کے درمیان قتال قائم ہو جاتا اور مدتون باہم سخت خونریزی ہوتی تھی اور حق تعالیٰ عزوجل نے اُنکو سخت امتحان مین ڈالا کہ اُنکو کافرون

کے کلمات سنے وصبر کرنے کے سوائے قتل کی اجازت نہ دی اور اپنے رسول حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے [illegible]
چندے روئے زمین پر خلیفہ ہوگے اور حیرہ سے مکہ تک ایک بڑھیا اپنے اونٹ پر بے خوف حج کرنے آویگی یہ سب باتیں اپنے
اور اپنے اقارب کے لعن وطعن پر صبر کرنا یہ دونون معاملات ایسے وقت مین سخت تھے لیکن اللہ تعالی نے ایمان کے لیے انکے سننے
تھے کہ عین نور ہوگئے تھے اور جسکو اس تفسیر سے بے تعداد مقامات کی آیات فضیلت یاد ہین وہ اس مضمون کو نہایت واضح دیکھتا ہو اور
خود کتاب الشیخ رحمہ اللہ تعالی ہین سب امور موجود ہین اسکا ترجمہ یہ ہی **تتمة المقدمة** شیخ نے اول اس مقدمہ مین وہ احادیث جمع کی ہین جو
عالم پر بدعتیون کی گمراہی دور کرنا فرض ہی **امام طبرانی** نے حدیث روایت کی کہ اسلام پھیل جاویگا پھر اسمین فتور پڑیگا تو جس شخص نے بدعت کی راہ چلنے سے
خلل ڈالا تو ایسے لوگ دوزخی ہین **بیہقی** نے روایت کی کہ اللہ تعالی بدعتی کا کوئی عمل قبول نہین کرتا نہ نماز نہ روزہ نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ کوئی
صرف نہ عدل اور وہ اسلام سے اسطرح خارج ہوجاتا ہی جیسے خمیر مین سے بال نکل گیا یعنے جسطرح بال مین کچھ بھی آلیکا لگا رہتا ہی اسی طرح انمین
بھی نور ایمان نہین رہتا ہی (ف) ہم آگے بڑھکر صاف علم بیان کرینگے جس سے تمکو یقینی معلوم ہوجاویگا کہ فرقۂ خوارج و روافض وغیرہ کے مانند سب بڑے بڑے
بدعتی فرقے ہین اور جو مذمت ان احادیث مین وارد ہی وہ ان سب کو محیط ہی بلکہ انمین سے ہر فرقہ کی مذمت مین بطور معجزہ نبوت کے خاص خاص احادیث بھی وارد
ہوئی ہین چنانچہ حضرت عویمر بن ساعدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھکو پیغمبرون مین برگزیدہ فرمایا اور
میری مصاحبت کے لیے سب اولاد آدم مین سے اصحاب برگزیدہ فرمائے پس ان اصحاب کو بعض کو میرے وزیر اور بعض کو انصار اور بعض کو اصہار
بنایا پھر جو کوئی انکو برا کہیگا اسپر اللہ تعالی وملائکہ وتمام لوگون کی لعنت ہی ایسے بدگوئی کرنے والون سے قیامت کو اللہ تعالی کچھ صرف وفدیہ قبول نہین
فرماویگا اس حدیث کو **امام محاملی** اور طبرانی وحاکم نے روایت کیا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ وزیر قوت بازو جیسے حضرت موسی علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ اجعل لی وزیرا من
اہلی اور متواتر ثابت ہی کہ وزرا مین اول ابوبکر وعمر تھے اور انصار مددگار حضرات مدینہ ہین اور مہاجرین بھی مددگار کے معنے سے موصوف تھے اصہار
جمع صہر وہ خسر اور داماد دونون پر بولا جاتا ہی اور خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم مین دو آپکے خسر تھے یعنے ابوبکر وعمر اور دو داماد تھے یعنے عثمان وعلی
رضی اللہ عنہم اور خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت کے طریقے سے مختصر جامع کلام مبارک مین دلیل کے ساتھ تمام امت کو ہدایت دی کہ اللہ تعالی نے
نے جسطرح مجھے تمام پیغمبرون مین افضل انتخاب فرمایا اسیطرح میرے اصحاب بھی تمام پیغمبرون کے اصحاب سے افضل منتخب فرمائے پھر کسی مومن کو گنجائش نہین
کہ انکی کسی بات مین برائی کرے تمام پیغمبرون کی امتون مین متواتر معروف ومعلوم ہی کہ ہر امت اپنے پیغمبر کے اصحاب کو اپنا سرتاج جانتے ہین اور تمام
عقلا مین متواتر ہی کہ اچھی صحبت کا اچھا اثر ہی اور بری صحبت کا برا اثر ہی اور ہر بد کردار کو طعنہ دیتے ہین کہ کس بدبخت کی صحبت مین رہا ہی یہ بات کچھ مسلمانون
ہی کا طریقہ نہین ہی بلکہ ارسطو کو یہ فخر تھا کہ وہ افلاطون کا شاگرد تھا (ف) انس رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی کہ اللہ تعالی نے مجھے برگزیدہ فرمایا اور میرے
لیے اصحاب برگزیدہ کیے انمین میرے اصہار وانصار بنائے پس جسنے میرے اصحاب مین میرا حق محفوظ رکھا اسکو اللہ تعالی محفوظ فرماویگا اور جسنے میرے
اصحاب کے بارہ مین مجھے اذیت دی اسکو اللہ تعالی اذیت دے (الخطیب) اصحاب مین آپ کا حق اعظم یہ ہی کہ وہ آپکے قدم دیکھنے والے ہین اور
کہ حق سبحانہ تعالی نے اہل السنۃ کو عین ہدایت پر رکھا کہ وہ تمام کافرون پر اعلان کرتے ہین کہ اس امت مین تابعین ایسے بزرگ تھے کہ انکی خری
وکرامت کے قیاس ہم سے بیان نہین ہوسکتی اسلیے کہ تابعین نے اصحاب رسول اللہ کے قدم دیکھے ہین اور اصحاب رضی اللہ عنہم کی شان ارفع واعلی
مین ہماری عقل گم ہی اسکو وہان رسائی کی مجال نہین اسلیے کہ اصحاب نے سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
قدم پاک دیکھنے مین یہ حضرات آپکے اصحاب ہین اور قطعا سب پیغمبرون کے اصحاب سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سب باتون مین
افضل واکثر واکمل ہین جب آپکے جان نثار امتی اسطرح آپکے اصحاب مین بلکہ اصحاب کے تابعین مین آپکی شان قدسی ثبوت کی یہ شان ہی
ہین تو سب کفار خاموش ہوتے ہین کسی طرح کے طعن کا موقع نہین پاتے اور جو کچھ تعظیم بیان کی واللہ ثم باللہ العظیم کہ یہ کل بیان

Marfat.com

برابر بھی مبالغہ نہین ہی بلکہ حق یہ ہی کہ ہملوگ اصلی شان بزرگی کیا بیان کرسکتے ہین وللہ الحمد والمنہ امام عقیلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے برگزیدہ فرمایا اور میرے واسطے میرے اصحاب واصہار برگزیدہ کیے اور تھوڑے دنون بعد ایک قوم پیدا ہونیوالی ہی جو انکی بدگوئی کریگی اور انکی شان مین نقص وعیب نکالے گی تو تم لوگ اُس قوم کے ساتھ مت بیٹھیو اور کھانے پینے مین اس قوم کے ساتھ شریک نہو جیو اور نہ اُس قوم سے شادی بیاہ کیجیو امام بغوی وطبرانی وابونعیم وابن عساکر نے عیاض انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ تم لوگ میرا حق میرے اصحاب مین اور اصہار وانصار مین محفوظ یعنی اچھی طرح خیال ویاد رکھو جسنے انمین مجھے محفوظ رکھا اسکو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت مین محفوظ رکھیگا اور جسنے انمین مجھے محفوظ نہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اُس سے بیزار ہوگا اور جس سے اللہ تعالیٰ بیزار ہوا تو یہ بات قریب ہی کہ اسکو عذاب مین گرفتار فرماوے اس حدیث کے مانند امام ابوذر ہروی نے حضرت جابر اور حسن بن علی وابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی امام ذہبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث روایت کی کہ آخر زمانہ مین ایک قوم پیدا ہوگی جسکو رافضی کہینگے (قوم رافضی چھوڑنے والی قوم) یہ قوم اسلام کو چھوڑیگی پس تم انکو قتل کیجیو کہ یہ مشرک قوم ہی حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی کہ میری امت مین آخر زمانہ مین ایک قوم ظاہر ہوگی جسکو رافضی کہینگے یہ قوم اسلام کو رفض کریگی یعنے چھوڑدیگی امام دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تھوڑا زمانہ گزرنے پر ایک قوم بدباطن نکلیگی جسکو رافضی کہینگے اگر تو اس قوم کو پاوے تو انکو قتل کردیجیو کہ یہ مشرک قوم ہی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس قوم مین پہچان کی نشانی کیا ہوگی آپنے فرمایا کہ تیری شان مین ایسی افراط کرینگے جو تجھ مین نہین ہی اور سلف پر طعن کرینگے دارقطنی نے اس حدیث کو متعدد اسانید سے روایت کیا اور ایک روایت مین اُس قوم کی پہچان یہ بیان فرمائی کہ یہ لوگ جھوٹے طریقے سے ہم اہل بیت کی محبت کا دعوی کرینگے حالانکہ درحقیقت ہم سے محبت کرنے والے نہونگے اور اُسکی نشانی یہ کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو برا کہینگے دارقطنی نے اسی حدیث کے مانند حضرت سیدۃ النسا فاطمہ رضی اللہ عنہا وام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے متعدد اسانید کے ساتھ روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث بکثرت اسانید کے ساتھ ہمکو حاصل ہوئی ہی مترجم کہتا ہی کہ روافض مین یہ سب باتین موجود ہین اور اس قوم نے فقط حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما وجماعت کثیر اصحاب رضی اللہ عنہم وازواج مطہرات ہی کے برا کہنے پر اکتفا نہین کیا بلکہ حضرت سیدۃ النسا وحضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہما کی شان مین اہانت وفضیحت کے کلمات گڑھے حتی کہ آپکی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی نسبت یہ کلمہ کہا (اول فرج غصبت منا) یہ عورت پہلی فرج ہی جو ہم مین سے زبردستی چھین لی گئی چنانچہ تفصیلی قصہ آیات بینات جلد اول مین لکھا ہی یہ ایسا کلمہ ہی کہ قلم اسکو لکھتے ہوے کانپتا ہی اور اسطرح زنا وحرام کاری وفحش کا الزام ہرگز اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے دامن عصمت پر نہین آسکتا جنکو اللہ تعالیٰ نے آیہ تطہیر سے پاک مطہر کردیا ہی اگر اس قسم کی جھوٹ بہتان کو جمع کیا جاوے تو ایک کتاب ہوجاوے لیکن قلم شق ہوا جاتا ہی اور مین اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہون کہ ایسے جھوٹے بہتان کو فاجرون کی زبان سے نقل کرنے مین بھی مجھے مواخذہ نہ فرمائے اور عفو فرماوے کیونکہ مین نے اہل ایمان وفدائیان اہلبیت رضی اللہ عنہم کو آگاہ کردیا کہ اس قوم رافضی کے دھوکے مین نہ آوے جو ظاہر مین محب اہل بیت بنکر باطن مین یہ عداوت اُگلتے ہین نعوذ باللہ من ذلک امام طبرانی نے ابن عباس رض سے حدیث روایت کی کہ جسنے میرے اصحاب کو برا کہا اسپر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور ملائکہ وسب لوگون کی لعنت ہی امام ترمذی نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی الحدیث یعنے میرے اصحاب کے بارہ مین اللہ تعالیٰ سے تقوی رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو میرے بعد انکو نشانہ مت بنائیو پھر جسنے اُنسے محبت رکھی تو میری محبت کے ساتھ اُنکی محبت پائی اور جسنے اُنسے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کے ساتھ اُن سے بغض رکھا اور جسنے اُن کو اذیت دی اُسنے مجھ کو اذیت دی اور جسنے مجھے اذیت دی اُسنے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جسنے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی تو نزدیک ہی کہ اُسکو عذاب مین گرفتار فرماوے (حدیث حسن) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہی کہ جب تم لوگ ایسے آدمیون کو دیکھیو جو میرے اصحاب کو برا کہتے ہین تو کہیو کہ اللہ تعالیٰ تمھاری شرارت پر لعنت کرے (الخطیب) ام المومنین

Marfat.com

عایشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مین ہی کہ میری امت مین بدترین لوگ ہونگے جو میرے اصحاب پر زبان دراز ہونگے (ابن مندی) اور ابن عساکر نے حدیث مین ہی کہ تم لوگ میرے اصحاب مین میرے حق کی حفاظت رکھیو پھر اس طبقہ مین جو اصحاب کے متصل ہی یعنے تابعین مین پھر اس سے متصل کے
اصل الحدیث رواہ ابن ماجہ) اور سابق مین عیاض الانصاری رضی سے جو حدیث بروایت امام طبرانی و بغوی وغیرہ گذر چکی ہی اسکے مانند ابن عساکر
نے کتاب الالقاب مین حدیث ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ لوگ بڑھتے جائینگے اور میرے
اصحاب کم ہوتے جائینگے پس تم مین سے کوئی شخص میرے اصحاب کو برا نہ کہے اور جسنے میرے اصحاب کو برا کہا اسپر اللہ تعالی کی لعنت ہو (الدارقطنی) اور
اسی کے مانند خطیب نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اسکے معنی یہ ہین کہ آیندہ امت اسلامیہ مین لوگ زیادہ داخل ہوتے جائینگے
ولیکن میرے اصحاب یکے بعد دیگرے انتقال کرنے سے کم ہوتے جاوینگے لیکن انکی کمی سے امتیون مین سے ہدایت کا ستارہ غروب ہوتا جائیگا
جیسے صحاح کی حدیث مین وارد ہوا ہی کہ مین اپنے اصحاب کے واسطے امن ہون جب مین جاونگا تو میرے اصحاب پر وہ معاملہ پیش آویگا جسکا وعدہ
ہی یا جسکا ایعاد ہی اور میرے اصحاب میری امت کے واسطے امن ہین جب وہ گزر جاوینگے تو امت پر وہ پیش آویگا جسکا وعدہ یا ایعاد ہی
الحاصل جیسے آسمان کے ستارے ٹوٹ جانے سے آسمان پر وعدہ کا وقت آویگا ایسے ہی اصحاب رضی اللہ عنہم اس امت کے واسطے بحکم ہدایت
ہین اور ہر ایک مین نور ہی لیکن خیر القرون کے بعد انکی نورانیت کا ادراک غیر ممکن ہی تو لامحالہ بعضے جاہل اپنے آپکو اصحاب کے مقابلے مین قیاس
کرینگے اور ایسی برابری کے قیاس مین آدمی اپنے مقابل کا احترام نہین کرتا بلکہ اسکے عیوب پر نظر کرتا ہی لہذا سخت تہدید فرمائی کہ جسنے ایسا کیا
تو اس پر اللہ تعالی کی لعنت ہی مترجم کہتا ہی کہ بہت سے احمق جنھون نے فلاسفہ کا لبادہ چڑھا ہی ایسے گذرے جو برابری کے قیاس سے
یہ سمجھکر یہ تیقن رکھتے تھے کہ عرب بے علم قوم تھی اور ہم لوگ علماے محققین و مدققین ہین نعوذ باللہ من شرہم اور حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ مین ہی کہ
صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانب خطاب کرکے فرمایا کہ آگاہ رہو کہ تمھارے بعد کوئی قوم نہ ہوگی جو تمھارے صاع کو یا تمھارے مد کو پاوے (الحاکم)
یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک صاع کا بلکہ ایک مد کا ثواب بھی کسی قوم کو حاصل نہوگا اور یہ معنی بیان مین نے اختیار کیے اور دونون کے صاع
یا دونون کے مد کا مقابلہ نہین لیا اسواسطے کہ حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم کی شہادت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے
سفر کرنے مین جو گرد کسی صحابی کے پاؤن پر پڑے وہ مابعد والون کے تمام عمر کی عبادت سے افضل ہی بلکہ صحیح مین صریح حدیث ہی کہ اگر تم مین سے
کوئی شخص آسمان و زمین بھر کے سونا خیرات کرے تو میرے اصحاب کے ایک مد بلکہ اسکے نصف کی برابر نہین پہونچیگا چنانچہ آیندہ آتا ہی اور حسن بصری
سے مرسل روایت ہی کہ کہان تمھاری شان اور کہان میرے اصحاب کی شان تم میرے اصحاب کو میرے لیے چھوڑو اسکو مکرر فرمایا کہ قسم اس
پاک عزوجل کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اگر تم مین سے کوئی شخص کوہ احد برابر سونا راہ حق مین خرچ کرے تو میرے کسی صحابی کے
ایک دن کے اعمال کے مثل نہین پاویگا (ابن عساکر) حدیث ابوہریرہ و ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما مین ہی کہ تم میرے اصحاب کی برائی مت
کیجیو کہ قسم اس پاک عزوجل کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اگر تم مین سے کوئی شخص کوہ احد کے برابر سونا خیرات کرے تو میرے کسی صحابی
کے ایک مد بلکہ اسکے نصف کے برابر نہین پہونچیگا (رواہ الامام احمد والشیخان و ابوداؤد والترمذی و ابن ماجہ) حدیث انس رض مین ہی کہ میرے
اصحاب کو میرے واسطے چھوڑ دو کہ قسم اس پاک عزوجل کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اگر تم کوہ احد کے برابر سونا خیرات کرو تو تمھارے
اعمال کو نہین پہونچوگے (احمد) اور جسنے میرے اصحاب مین میرا حق محفوظ رکھا وہ حوض کوثر پر میرے حضور مین وارد ہوگا اور جسنے میرے اصحاب کا حق
محفوظ نہ رکھا وہ حوض کوثر پر میرے حضور مین نہ آویگا اور نہ مجھے دیکھیگا (الدارقطنی) عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ انھا مبارکباد اس شخص کو
مجھے دیکھا اور مجھپر ایمان لایا اور خوش عیش مبارکباد اسکے واسطے بھی جسنے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور جسنے میرے دیکھنے والے کو دیکھنے والے کو دیکھا
طوبی لہم وحسن مآب (الطبرانی والحاکم) اور مسند امام عبد بن حمید مین حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور کتاب ابن عساکر مین واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے

اسکے ثابت ہوتے ہیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث مین ہی کہ جسنے میرے اصحاب کو برا کہا اسپر اللہ تعالیٰ لعنت کرے (الطبرانی) اس حدیث کے معنی مین دو طریقے ہو سکتے ہین اور دونون کا نتیجہ ایک ہی ہی ایک یہ کہ صحابہ کی بدگوئی کرنیوالے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بددعا فرمائی ہی جیسے ترجمہ کیا گیا دوم یہ کہ آپنے آگاہ فرمایا کہ جو شخص میرے اصحاب کی بدگوئی کریگا اسپر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہی اور اول طریقے مین بھی لامحالہ آپ کی بددعا واقع ہوگی پھر اگر لعنت سے مراد یہ کہ رحمت سے محروم ہو تو صحابہ کی بدگوئی کرنیوالے کافر ہونگے لیکن علمائے حق نے ظاہر شریعت مین روافض و خوارج کی تکفیر نہین کی اور اسرار شریعت کے لحاظ سے یہ امر ظاہر ہی کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے برگزیدہ و عین نور ہدایت تھے تو جس قلب مین انکی عداوت ہو وہ اُنسے برعکس ہوگا تو ظاہر ہی کہ اُسمین نور ایمان کیا ہو سکتا ہی اور شاید بدگوئی و دشمنی کرنیوالا ایسے کبیرہ گناہون کو اپنی عمر مین اسقدر جمع کرے کہ جنکے احاطہ سے اسمین نور ایمان کی رسائی باقی نرہے واللہ تعالیٰ اعلم حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ میرے اصحاب مین سے جو کوئی جس زمین پر مریگا تو یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُس زمین والون کے واسطے قیامت کے روز ایک پیشوا اور نور اُٹھاویگا (الترمذی والضیاء) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ میرے اصحاب کی مثال ایسی ہی جیسے طعام مین نمک ہوتا ہی کہ بغیر نمک کے طعام درست نہین ہوتا (حافظ ابو یعلی) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ ستارے آسمان کے واسطے امن ہین جب ستارے جاتے رہین تو آسمان کو وہ واقعہ پیش آویگا جسکا ایعاد کیا گیا ہی اور مین اپنے اصحاب کے واسطے امن ہون پھر جب مین جاؤنگا تو میرے اصحاب پر وہ معاملہ پیش آویگا جسکا خوف دلایا گیا ہی اور میرے اصحاب میری امت کے واسطے امن ہین جب میرے اصحاب جاتے رہینگے تو میری امت پر وہ معاملہ پیش آویگا جسکا خوف دلایا گیا ہی (رواہ احمد و مسلم) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ آتش جہنم ایسے مسلمان کو نہین چھو سکتی جسنے مجھکو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا ہی (الترمذی والضیاء) حدیث بہتر میرا قرن ہی پھر جو لوگ اُنکے متصل ہونگے پھر جو لوگ اُنکے متصل ہونگے (الترمذی والحاکم) اور حدیث جعدہ بن ہبیرہ مین ہی کہ لوگون کا سب سے بہتر وہ قرن ہی جسمین مین مبعوث ہوا ہون پھر وہ قرن جو اُنکے متصل ہوگا پھر وہ قرن جو اُنکے متصل ہوگا اور باقی پچھلے لوگ ارذل ہین (الطبرانی والحاکم) حدیث ابو ہریرہؓ مین ہی کہ سب سے بہتر میری امت کا وہ قرن ہی جسمین مین مبعوث ہوا ہون پھر وہ لوگ جو اُنکے متصل ہونگے الحدیث (رواہ مسلم) مین کہتا ہون کہ اس حدیث کو طحاوی وغیرہ جم غفیر نے روایت کیا ہی حدیث ابو الدرداء رضی اللہ عنہ مین ہی کہ میری امت مین سب سے بہتر اُسکے اول و آخر ہین اور امت کے درمیان مین ناکارہ ہونگے (حکیم الترمذی) اور مرسل روایت مین آیا کہ اس امت مین سب سے بہتر اسکا اول و آخر ہی اول کے لوگون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آخر والون مین عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہونگے اور اسکے بیچ مین بدتر کجرفتار ہونگے وہ مجھ سے نہین ہین اور نہ مین اُنسے ہون (ابو نعیم فی الحلیہ) اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول و آخر کی بہتری کا سبب بیان فرمایا کہ اول طبقے مین رسول اللہ ہین یعنی اپنی ذات مبارک کی جانب اشارہ فرمایا اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اخیر طبقہ سے اول طبقہ بہتر ہی کیونکہ اخیر مین اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہین تو اول طبقہ مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور درمیانی طبقہ مین سبکو بدتر نہین فرمایا بلکہ جو لوگ بدتر گمراہ ہونگے اور اُنکی شناخت یہ ہی کہ جس طریقے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے اُس سے بے انتہا مخالف ہوجاوینگے اگر کہا جاوے کہ خوارج وغیرہ جو لوگ بے انتہا مخالف ہوگئے اُنکو آپ کا اور آپکے اصحاب کا طریقہ معلوم نہوا جواب یہ ہے کہ یہ انکا غلط بالکل غلط ہی اسواسطے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اس کثرت سے [illegible] کہ انھین کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید یعنے قرآن تمام امت کو قطعی متواتر پہونچایا تو انکا طریقہ متواتر قطعی معلوم تھا اور اُس سے ظاہر ہوگیا کہ مخالفت کرکے گمراہ ہونے والے قوت محض نفسانیت سے مخالف ہوئے اسیواسطے آپنے فرمایا کہ وہ میرے لوگون مین سے نہین ہین اور خود بھی اُنسے بیزار ہوئے اور یہ بات صاف ظاہر ہو کہ دین حق کو بگاڑنے والے یہی گمراہ فرقے ہین جنھون نے بحث و جدال سے فلاسفہ کو قوت دی اور دین اسلام مین ضعف پیدا کرنے کا قصد کیا حالانکہ فلاسفہ کی بنیاد محض خیال و اوہام پر واقع ہوئی ہی اور چونکہ یہ لوگ بھی نور توحید سے خارج ہو کر محض حواس کے دائرہ مین مقید ہوئے تو لامحالہ انھون نے وہ مذہب اختیار کیا جو حواس کی بنیاد پر مبنی ہی اور امر حق سے اندھے ہوگئے نعوذ باللہ من شرورہم حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ مین ہی کہ لوگون مین سب سے بہتر میرا قرن ہی پھر دوسرا قرن پھر تیسرا قرن پھر انکے بعد ایک قوم ہوگی جن مین کچھ بہتری نہین ہی (الطبرانی

Marfat.com

سنت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ میری امت کے پانچ طبقے ہین پس چالیس سال تک اہل البر والتقوٰی ہونگے پھر انکے بعد سنہ ایک سو بیس تک باہم تواصل وترحم والے ہونگے پھر انکے بعد سنہ ایک سو ساٹھ تک قطع رحم کرنیوالے اور پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنیوالے ہونگے پھر باہم اختلاف وقتال والے ہونگے پس سوقت اپنے واسطے نجات ڈھونڈھو نجات ڈھونڈھو (ابن ماجہ) بعض احادیث سے نجات کا طریقہ یہ ظاہر ہوتا ہی کہ لوگون کے چال چلن کا خیال نکر سلف صالحین کا طریقہ تلاش کرکے اُسیکو اختیار کرے اگرچہ اُس زمانہ کے لوگون کی رسم وراہ سے مخالف ہو کیونکہ یہ لوگ دنیا کے واسطے خود راہ حق سے منحرف ہوگئے ہین تو جو شخص انسے منحرف ہو وہی راہ حق پر ہوگا اور یہ حدیث متعدد طرق سے روایت کی گئی ہی اور امام حافظ حسن بن سفیان وابن مندہ و ابونعیم وابن عساکر کی روایت مین دارم التمیمی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسطرح آیا کہ طبقۂ اوّل مین مین اور میرے اصحاب چالیس سنہ تک اہل علم ویقین ہین اور طبقۂ دوم اہل بر وتقوٰی تا سنہ اسّی ہین اور طبقۂ سوم تراحم وتواصل والے تا سنہ ایک سو بیس ہین اور طبقۂ چہارم باہمی قطع رحم وظلم والے تا سنہ ایک سو ساٹھ ہین اور طبقۂ پنجم ہرج ومرج والے تا سنہ دو سو ہین اور ابن عساکر رضؓ کی روایت مین مرج کی جگہ (حروب) کا لفظ آیا ہی یعنے باہمی قتال وخونریزی کرینگے مترجم کہتا ہی کہ جب سنہ دو سو تک یہ تغیر عظیم ہوا تو اُسکے بعد جو کچھ حالت ہوئی وہ ظاہر ہی اور جو لوگ علم تاریخ سے آگاہ ہین وہ خوب جانتے ہین کہ آیندہ اہل ایمان گنتی کے لوگ رہگئے اور باقی سب لوگ سلطنت وریاست سے فقط دنیا چاہتے تھے پھر ذرا غور سے سمجھنا چاہیے کہ جب ان دنیا چاہنے والون کے قلوب اسطرح نور عقل و ایمان سے محروم ہوے اور معصیات کی تاریکیان ہر طرف سے محیط ہوگئین تو انصاف کرو کہ کیونکر یہ لوگ اپنے سیاہ وتاریک حواس سے درجات عالیات سلف صالحین رضی اللہ عنہم کو قیاس کرسکتے ہین بلکہ اپنے نفس پر قیاس کرکے گمراہ ہین شیخ نے فرمایا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے فخر کے واسطے اللہ سبحانہ تعالے کی گواہی کافی ہی جسنے فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یعنے تمام انسانی خلقت مین جو حضرت آدمؑ کے وقت سے قیامت تک ہوگی سب سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو افضل فرمایا کیونکہ اس خطاب مین اگر تمام امت اسلامیہ شامل رکھی جاوے تو بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سب سے اول ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خیر القرون سے اُنکے واسطے بہتری کی شہادت دی بلکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُنکو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کے واسطے تمام بنی نوع انسان مین سے پسند فرمایا پس اس سے بڑھکر کوئی اعلی مقام نہین ہی قال اللہ تعالی محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم الآیہ اور ان اصحاب کی پسندیدگی کے واسطے صریح اعلان فرمایا بقولہ تعالیٰ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ الآیہ شیخ نے کہا کہ اگر تو ان صریح آیات ونصوص مین غور کرکے سمجھ حاصل کرے تو ضرور ایسی قبیح باتون سے پاک ہوجاوے جنکو روافض نے اپنی نفسانیت سے گڑھ کر ان بزرگون کی جانب بہتان باندھا ہی اور آیندہ ہم اسکو صاف واضح بیان کرینگے اور خبردار تو ہرگز ان مکارون کے فریب مین نہ آئیو اور اصحاب رضی اللہ عنہم کی جناب مین ذرا سا نقص بھی خیال مین نہ لائیو اور اقوال روافض کے جھوٹ بہتان ہونے کی صریح دلیل یہ ہی کہ جو کذب وبہتان یہ لوگ باندھتے ہین اُسکی کوئی سند اُنکے پاس موجود نہین ہی اور بعض باتون کے واسطے جھوٹی اسناد بناتے ہین جسکے راویون کا پتہ نہین لگتا اور سوائے کذاب و دروغ گو ہونے کے کسی کا ثقہ ہونا ثابت نہین ہوا بلکہ محض اُنکا بہتان وحماقت وجہالت واقرار ہی جنھون نے اللہ تعالیٰ واُسکے رسول پر جھوٹ باندھا یعنے جیسے بعض انبیائے سابقین کی امتون نے اللہ تعالے پر کذب وافترا باندھا ہی اسی طرح ان لوگون نے افترا باندھا پس خبردار تو صحیح ومتواتر روایات کو چھوڑکر اور متواتر اجماع قطعی سے مُنھ موڑکر کبھی ایسے کذاب ومفتری لوگون کی بات پر کان نہ لگائیو اور عنقریب ہم بیان کرینگے کہ حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ واکابر اہلبیت رضی اللہ عنہم صحابہ کی کیسی تعظیم کرتے تھے خصوصاً حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وبقیہ عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس امت مین بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر ابوبکر رضؓ پھر عمر رضؓ ہین پس جو شخص اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کے دامن طہارت سے سرفراز ہی وہ اُنکے قدم بقدم چلنے سے کبھی منحرف نہوگا اور فرقہ رافضیہ گمراہ نے ان بزرگون پر افترا باندھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ باتین تقیہ سے بیان کین حالانکہ یہ رافضی کا زعم محض باطل ہی اور عجب کہ بعض رافضی کمبخت نے جب دیکھا کہ تقیہ کا بہتان نہین چلتا ہی تو وہ خبیث اسکا قائل ہوگیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کفر کیا جب کہ کافرون کی اعانت کی مین کہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ اس مردود کو خوار کرے کہ اُسنے کس

سماعت وہ بولا کہ یہ کلمہ کہا اور امام طبرانی وغیرہ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپنے فرمایا کہ تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے بارہ مین اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ رکھو کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے بارہ مین وصیت فرمائی (الطبرانی وغیرہ) یعنے انکے حقوق کی وتعظیم کی وصیت فرمائی ہے **المقدمة الثانية** واضح ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اتفاق کیا کہ زمانہ نبوت منقطع ہوتے ہی امام کا مقرر کرنا واجب ہے بلکہ انھون نے اسکو سب کامون سے زیادہ ضروری قابل اہتمام خیال کیا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے پہلے اسکو طے کرنا مصلحت جانا تاکہ اتفاق واجماع مین کسی طرح کا اختلاف نہو اور اگر وہم ہو کہ انصار رضؓ نے اپنے قوم سے ایک خلیفہ تجویز کیا تھا اور اُسکے ہاتھ پر بیعت چاہتے تھے **جواب** یہ کہ اس سے بھی یہی نکلا کہ خلیفہ قائم کرنا اُنکے نزدیک بھی ضروری تھا پھر صریح شاہد ہے کہ انھین کی جلدی سے مہاجرین دفن جسد اطہر سے پہلے اس مین مشغول ہوے تاکہ امت مین اختلاف نہو واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم شیخ نے کہا کہ اسی اہم ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بعد وفات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ پڑھا اور نصب خلیفہ کے بارہ مین سب کو توجہ دلائی اور سب نے کہا کہ ہان ہم اسمین ضرور غور کرینگے **اقول** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سُنکر اصحاب جو حقیقت مین آپ پر جان فدا کرنے والے تھے ایسے غمناک ہوے کہ حضرت عمر رضؓ کی حکایت متواتر ہے کہ تلوار لیکر دھمکاتے تھے کہ جسکی زبان سے مین نے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اُسکو قتل کرون گا اور اسی کے قریب قریب دوسرے صحابہ رضؓ کا حال تھا اور ایک تلاطم عظیم برپا ہوگیا تھا اور منافقین نے اپنے کفر کے وساوس پھیلائے تھے کہ بس سب معاملہ ختم ہوا اور اب ان لوگون کو جو اسلام لائے تھے کہین مفر نہین ملیگا اور غالب وجہ یہ تھی کہ پہلے انکو تیقن تھا کہ آنکو اللہ تعالیٰ نہین اُٹھاویگا یہانتک کہ ملت حنیفیہ مستقیم ٹھیک قائم ہوجاوے اور یہ بات حقیقت مین پوری ہوچکی تھی اور الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ کا نزول ہوچکا تھا اور لیکن ظاہر نظر مین یہ تھا کہ تمام ملک عرب و مضافات شام وعراق مین ایک کیفیت پیدا ہو جیسی حضرت عمر رضؓ کے وقت مین ہوگئی اور شاید اسی وجہ سے حضرت عمر رضؓ کو وفات کا تیقن نہ تھا اور شدت غم مین آپکے حق مین وفات ہی بھول گئے اور ابوبکر رضؓ اچانک افاقہ دیکھکر مدینہ کے باہر گئے تھے کہ یکایک یہ خبر پاکر جلدی روانہ ہوئے اور گھوڑا عاریت لیکر آئے اور مسجد مین باوجود تلاطم دیکھنے کے کچھ کلام نہین کیا اور سیدھے حضرت ام المومنین عائشہ رضؓ اپنی بیٹی کے یہان جاکر چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور روئے اور آپ کی دونون آنکھون کے درمیان بوسہ لیا اور کہا سبحان اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون کہ آپ زندہ و مردہ نہایت اطیب ہین پھر اگر حضرت عمر رضؓ کو سمجھایا کہ تلوار بند کرو اور خاموش رہو لیکن انھون نے مبہوشی مین کچھ خیال نہ کیا اور آپنے سیدھے منبر پر جاکر خطبہ سُنایا جب آپ خطبہ پڑھکر بیٹھ گئے تو لوگون نے حضرت عمر رضؓ کا بیان سننا چھوڑا اور سب کے سب خطبہ سننے پر متوجہ ہوگئے اور وہ آیات پڑھین جنمین اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریف سے آگاہ فرمایا ہے اور وہ آیت پڑھی کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمکو دین حق سے منحرف نہونا چاہیے پس صحابہ رضؓ کو سکون ہوا اور ہر ایک کی زبان پر یہی آیت تھی جو صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ مین سنائی تھی اور جب یہ خبر پہونچی کہ انصار رضی اللہ عنہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہین تو پھر آپ مع عمر رضؓ کے جلد وہان گئے تاکہ اس فتنۂ عظیم سے امت کو بچاوین اور اگر خدانخواستہ اسوقت بیعت انصاریہ واقع ہوتی تو سخت فتنہ اور اختلاف عظیم برپا ہوتا ولیکن اللہ تعالیٰ اپنے دین کا حافظ ہے اسنے وعدہ فرمایا لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ الآیہ یعنے اللہ تعالیٰ اس دین کو سب ادیان پر غالب کریگا اگرچہ کفار و مشرکین بُرا مانا کرین۔ چنانچہ آپکے خطبہ سے جو آپنے فی البدیہہ انصار کو سُنایا تھا اکثر جماعت انصار نے آپکی طرف توجہ کی اور باقی انصار بھی تھوڑی دیر مین متفق ہوگئے اور آپ کو مجبور کیا کہ آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کرینگے ہر چند آپنے دوسرون کی طرف اشارہ کیا لیکن عمر رضؓ نے آپ کا ہاتھ بڑھاکر آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور پے در پے مہاجرین و انصار نے بالاتفاق آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی بالجملہ اسوقت یہ خوف جاتا رہا پھر بعد دفن حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آپنے مسجد مین خطبہ پڑھا اور جمیع مہاجرین و انصار و اہل بیت اطہار کے سامنے اپنی بیعت سے سب کو آزاد کیا اور کہا کہ جس شخص کو تجو نزکرو مین متفق ہون تب سب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نمازین آپ کو امام کیا جو ہماری آخرت کے کامون مین سب سے اعلیٰ کام ہے تو کیا ہم دنیاوی انتظام مین آپ کو مقدم نکرین یہ نہین ہوسکتا ہے پھر سب نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب یہ معاملہ خلافت قریش مین ہوگا تو پھر کیسے

Marfat.com

بنی ہو ... آپکو مقدم ہونا چاہیے بہ نسبت بنی تیم کے جو قریش مین سب سے افضل کنبہ نہین ہی اور مین ضامن ہون کہ آپکے لیے تمام ... اُسکو جھڑکا اور فرمایا کہ جسوقت آنحضرت صلعم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام کیا ہی اسوقت مین حاضر تھا غائب نہ تھا اور تندرست تھا بیمار نہ تھا ... کرتا ہی پھر خلیفۂ صدیق اکبر رضہ کے ہاتھون اللہ تعالیٰ نے کلمۂ توحید کو عرب مین مستحکم کر دیا اور حدیث صحیحین مین وارد ہوا ہی کہ میری امت مین سے ایک گروہ جہاد کو جاویگا تو کہا جائیگا کہ انمین کوئی ہی جسنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی عرض کیا جائیگا کہ ہان ہی تو حکم ہوگا کہ اُسی کے نام پر فتح دیدو مین کہتا ہون کہ یہان تو ابتدا سے خلافت مین صدیق اکبر یار غار رضی اللہ عنہ سب کا مقتدا تھا پس اللہ تعالیٰ نے بہت جلد فتوحات سے تمام یامہ دین و تمیم وغیرہ بے شمار قبائل کو مغلوب و مسلمان کیا اور سب کلمۂ توحید کے مطیع ہوئے حتیٰ کہ آپنے شام پر جہاد کے لیے لشکر روانہ کیا اور فتح حاصل ہوئی پھر آپنے بھی وفات پائی اور حضرت عمر رضہ کو خود خلیفہ مقرر کیا اور اسلام تمام ممالک مین غالب ہوگیا وللہ الحمد والمنہ واضح ہو کہ اسلام مین مشورت عام سے خلیفہ مقرر کرنا فرض لازم ہی اور بدون اسکے بے انتہا فساد ہی اسمین سب متفق ہین اور شیخ نے اسکے مفاسد بیان کرنے مین طول دیا ہی مین نے اسواسطے چھوڑا کہ ہر مصلحت کی تفصیلی شرح ضروری ہی تو بہت طول ہوگا اور اس مسئلہ کو مان لینے کے لیے سب کا اجماع کافی دلیل ہی ہان یہ امر بیان کرنا ضرور ہی کہ تم یہان خلافت کے معنے ذہن مین رکھو اور سلطنت کے معنی خیال مین نہ لاؤ پس یاد رکھو کہ نبوت سے دنیا مراد نہین ہوتی ہی بلکہ دنیا سے جسقدر کمی کے ساتھ کفایت کرے اسیقدر آخرت سے درجہ عالی ہی لہذا نبوت کی خلافت بھی آخرت کی ہدایت ہی لیکن جو طبیعتین شریر ہین وہ اہل آخرت کے ساتھ فتنہ برپا کرتی ہین اور ان مین سب سے بڑھکر کفار ہین لہذا جہاد شروع ہوا اور امام ہر وقت قانون شریعت کے موافق چورون و زناکارون وغیرہ کو سزا دیتا ہی تاکہ فساد سے امن ہو اور ملک سے جو خراج وغیرہ حاصل ہوتا ہی وہ اسلام کا بیت المال ہی اس مال کو حقوق شرع و قانون عدل کے موافق صرف کیا جاتا ہی لہذا اہل اسلام سب ملکر اپنی طرف سے ایک بزرگ صالح عالم عاقل شجاع کو اپنا پیشوا و امام مقرر کرتے ہین اور اُسکے ہاتھ پر بیعت کرتے ہین کہ ہم سب احکام شرع مین اُسکا حکم مانینگے اور جو حکم شرع سے خلاف ہو اسمین فرمانبرداری نہین ہی اور امام کو چاہیے کہ انمین حکم شرع جاری کرے پس درحقیقت اہل اسلام سب خلیفہ ہین اور انھون نے اپنی طرف سے ایک بزرگ کو امام مقرر کیا جو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے عدل کرنے مین ثواب عظیم پاتا تھا کیونکہ دنیا کے مال سے اسکا حصہ کچھ نہ تھا سوائے مثل ایک مسلمان کے حتیٰ کہ بعض خلفاے راشدین نے وہ بھی نہین لیا اور جب تک اسلام مین یہ طریقہ رہا تب تک دین کو نہایت عروج رہا برخلاف اسکے بدکارون نے آخر غلبہ پاکر سلطنت مقرر کی اور پہلے تو سلطنت اسلامی تھی آخر بدکارون نے سلطنت دنیا دی کر دی یعنے بادشاہت بزور تلوار ہوئی اور خزانہ بادشاہ کا مال ہوا اور اسنے اپنی شہوات مین جسطرح چاہا اُٹھایا اور سلطنت اُسکی اولاد مین میراث ہوگئی اور دین مین ہزارون فسادات ہوگئے اور معاملہ شریعت کو یا الٹ گیا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مد ۔ بالجملہ امام حق کا مقرر کرنا سب کے نزدیک واجب ہی سوائے خارجیون کے لیکن خارجیون کے مثل بدکارون کا کچھ اعتبار نہین ہی اور جو شخص شریعت کے جمیع احکام سے واقف ہی وہ خوب جانتا ہی کہ لشکرون کا آراستہ کرنا اور ملک اسلام کی سرحدونکو محفوظ رکھنا اور بدکارون پر سزاے شرعی جاری کرنا اور احکام شرع اور شعائر اسلام کی حفاظت کرنا بغیر امام و خلیفہ کے غیر ممکن ہی اور باوجود قطعی دلائل کے یہ بات آنکھون دیکھنے سے ایسی صاف ظاہر ہی کہ اسمین دلائل کی ضرورت باقی نہین ہی **المقدمة الثالثة** اگر خلیفہ عادل نے اپنی دینی ذمہ داری پر کسی صالح کو لائق خلافت جانکر اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا تو لوگون کی بیعت سے وہ خلیفہ ہو جائیگا جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اور لوگون نے بالاتفاق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت قبول کی مترجم کہتا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آخرین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فراست کی تعریف کرتے تھے اگرچہ ابتدا مین ڈرے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سخت مزاج ہین مالانکہ بعد خلافت کے صاحبین کے واسطے بہت بردبار اور متواضع ہوگئے اگرچہ کافرون پر جہاد مین اور بدکارون پر سزاے شرعی قائم کرنے مین سخت تھے اور اس سے ایسا عدل قائم ہوا جسکی نظیر قیامت تک غیر ممکن معلوم ہوتی ہی سوائے اسکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و امام مہدی رضی اللہ عنہ کے وقت مین ہوگی شیخ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت خلافت کو باقی عشرۂ مبشرہ کے درمیان مشورہ پر چھوڑا مترجم کہتا ہی

کہ اس سے ظاہر ہوا کہ خلیفہ اگرچہ تمام مسلمانون کی طرف سے ہوتا ہی لیکن عوام کی راے کا اعتبار نہین ہی کیونکہ انمین نفس و شیطان بالکل متمور نہین ہوتا ہی تو ممکن ہی کہ اُنکے دلون مین شیطان وسوسہ ڈالے کہ وہ ایسے شخص کی خلافت پر راضی ہون جسکے ذریعہ سے شیطان فساد کرے لہذا علما و زہاد و صالحین و ادبا مجتمع ہوکر ایک شخص کو خلیفہ کرین جیسے ساتوین صدی مین جب چنگیز و ہلاکو وغیرہ تاتاریون نے تمام ممالک خراسان وغیرہ کو درہم برہم کر دیا تھا اور بغداد کو فتح کر کے خلیفہ مستعصم کو مع آٹھ لاکھ مسلمانون کے قتل کیا تھا تو علماے مصر و صالحین نے مصر مین جس شخص کو اپنا خلیفہ منتخب کیا تھا اُسکی یہ شان تھی کہ جب تاتاریون نے شام پر چڑھائی کی اور مصر کے لشکر نے خوف کیا اور اُنکے خوف سے حضرت شیخ عارف باللہ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اور وارث الانبیا حضرت شیخ عزالدین ابن عبدالسلام وغیرہ فوج مجاہدین کی یہ حالت دیکھکر متحیر تھے تو خلیفہ نے کھڑے ہوکر کہا کہ ای سرداران اسلام اگر مین اس حالت مین کفار تاتار سے لڑکر قتل کیا جاؤن تو کیا شہید ہونگا سبھون نے کہا کہ بیشک شہید ہوگے خلیفہ نے کہا کہ ای افواج اسلام اگر تم ان کافرون کی سطوت سے ڈرتے ہو تو مین تمپر تکلیف نہین کرتا بلکہ مجھکو دنیاوی سلطنت کی خواہش نہین ہی اور مین آخرت کے واسطے شہادت چاہتا ہون اور جسکو یہ خواہش ہو وہ میرے ساتھ ہو یہ سُنکر علما و صالحین نے دعا دی اور کہا کہ ہم ساتھ ہین یہ سُنکر فوج مجاہدین کے سپہ سالار و سردار بھی جوش مین آکر رونے لگے اور کہا کہ ہم سب بھی آپکے ساتھ ہین چنانچہ قلیل جماعت سے بیشمار فوج کفار کا مقابلہ کیا اور اُنکی تکبیرون سے اللہ تعالیٰ نے کفار کے دلون مین ایسا رعب ڈال دیا کہ انھون نے شکست کھائی حالانکہ تاتاریون نے اس سے پہلے سغناق سے لیکر سرحد شام تک بکثرت سلطنتین فتح کر لین کبھی شکست نہین کھائی تھی لیکن اُس لشکر اسلام کی ہیبت سے پیٹھ پھیری اور بے تعداد قتل کیے گئے وللہ الحمد والمنۃ شیخ نے لکھا کہ خلیفہ مقرر کرنے مین یہ ضرور نہین ہی کہ وہ اپنے زمانہ کے سب مسلمانون سے افضل ہو بلکہ اسمین ضروریات خلافت کی سب خصلتین چاہیئے ہین مثلاً دین کو اچھی طرح قائم کرنے پر خوب قادر ہو اور ملکی تدبیر مین اور رعیت کے انتظام مین زیادہ ہوشیار ہو اور مضبوط پنجہ سے فتنہ دفع کرے اور بعض شیعہ و روافض نے یہ شرط لگائی کہ خلیفہ کو معصوم ہونا چاہیے اور ہاشمی ہو اور اُسکے ہاتھ سے ایسی کرامت صادر ہو جس سے اُسکی سچائی ظاہر ہو شیخ نے کہا کہ یہ سب جہالت و حماقت کے خرافات ہین کیونکہ سواے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی معصوم نہین ہو سکتا ہی اور روافض نے یہ مکر اسواسطے بنایا تاکہ خلفاے راشدین کی خلافت سے انکار کرین حالانکہ اُنکی خلافت حقہ پر تمام اُمت متفق ہوئی اور ہم اُسکو قطعی دلائل سے ثابت کرتے ہین وللہ الحمد والمنۃ **باب اوّل** خلافت حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے بیان مین اس باب مین اُسکے دلائل قطعیہ بیان کیے جائینگے واضح ہو کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان قریشی ہی اور کنیت ابوبکر ہی اور ان کے باپ کی کنیت ابوقحافہ ہی جو مسلمان ہوے تھے اور بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس دنیا سے انتقال فرمایا رضی اللہ عنہما **فصل اوّل** آنکی خلافت کس کیفیت سے منعقد ہوئی ہی صحیح بخاری و صحیح مسلم مین روایت ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے آخر زمانہ مین حج سے واپس ہوکر مسجد نبوی مین خطبہ پڑھا اور بعد حمد و ثنا کے اپنے خطبے مین یہ بھی ذکر کیا کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہی کہ فلان شخص (بعض تابعین کا نام لیا) یہ کہتا ہی کہ اگر عمر نے انتقال کیا تو مین فلان صحابی کے ہاتھ پر بیعت کرونگا (یعنے بغیر مشورہ اصحاب کبار کے ایسا کرونگا) خبردار کوئی شخص اسبات پر مغرور نہو کہ یون ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت واقع ہوئی تھی ہان وہ یون ہی واقع ہوئی تھی (یعنے ابتدا مین بضرورت ایسا ہی کیا گیا تھا) لیکن جو بیعت بغیر مشورہ ہوتی ہی اور اُس سے جو خوف فتنہ ہوتا ہی اللہ تعالیٰ نے خلافت ابوبکر کو اس سے بچایا اور آج کے روز تم مین کون ایسا شخص ہی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مثل ہو کہ اُسکی طرف سب کی گردنین اُٹھین اور اُسکے حضور مین نیچی ہون واللہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اُسوقت ابوبکر ہم سب مین بہتر تھے سنو کہ علی و زبیر و اُنکے ساتھیون نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر مین تخلف کیا اور انصار سب کے سب ہم سے علیحدہ ہوکر سقیفۂ بنی ساعدہ مین متخلف ہوے اور مہاجرین ملکر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے پس مین نے عرض کیا کہ ای ابوبکر ہمارے ساتھ ہمارے انصاری بھائیون کے پاس چلیے پس ہم سب انصاریون کی طرف قصد کر کے چلے جاتے تھے کہ راہ مین ہمکو دو مرد صالح ملے (یہ دونون انصاری تھے) ان دونون نے ہمسے وہ حال بیان کیا جو کچھ انصار نے کیا تھا اور دونون نے ہم سے کہا

Marfat.com

کہا اے زردہ ... تم کہان جاتے ہو ہمنے کہا کہ ہم اپنے انصاری بھائیون کے پاس جانیکا قصد رکھتے ہین تو اُنھون نے ہمسے کہا کہ اسمین تمھارا ضرر ہوگا کہ تم اُنکے پاس جاؤ اور تم مہاجرین اپنے کام کا بندوبست کرو مین نے کہا کہ نہین واللہ ہم اُنکے پاس ضرور جائینگے پس ہم چلے یہانتک کہ سقیفۂ بنی ساعدہ مین پہونچے تو اُس مکان مین ہمنے دیکھا کہ انصار جمع ہین اور ہمنے دیکھا کہ اُنکے درمیان مین ایک شخص کمل پوش ہی مین نے کہا کہ یہ کون شخص ہی اُنھون نے کہا کہ یہ سعد بن عبادہ ہین (یہ شخص انصار کا سردار تھا رضی اللہ عنہ) مین نے کہا کہ اسکو کیا ہوا ہی اُنھون نے کہا کہ بیمار ہین پھر جب ہملوگ بیٹھے تو انصار کی طرف سے اُنکا خطیب پڑھنے والا کھڑا ہوا اور اُسنے اللہ تعالیٰ کی شان توحید کے لائق ثنا کہی یعنی مع درود کے پھر کہا کہ اما بعد ہملوگ انصار اللہ اور لشکر اسلام ہین اور تم ای گروہ مہاجرین ہم مین سے ایک جماعت ہو یعنی قلیل ہو اور تم مین سے ایک قوم نے ہمپر اپنچائی کا قصد کیا کیا تم چاہتے ہو کہ ہمکو اس امر سے الگ کرکے اور اس کام مین ہمکو الگ کردو اور خود مستقل ہوکر بغیر ہمارے یہ کام کرو جب وہ اپنا خطبہ تمام کرکے چپ ہوا تو مین نے چاہا کہ مین کلام کرون اور مین نے ایک گھنگ اپنے جی مین آراستہ کی تھی چاہتا تھا کہ ابوبکر رضہ کے روبرو ہوکر مین اُس کلام کو ادا کرون اور یہ بھی میری غرض تھی کہ ابوبکر رضہ سے کچھ تیزی کو دفع کرون حالانکہ واللہ وہ مجھسے زیادہ حلیم وصاحب وقار تھے پس جب مین نے یہ قصد کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھہر اے عمر پس مین نے نہ چاہا کہ اُنکو غصہ دلاؤن حالانکہ وہ مجھسے زیادہ علم الٰہی رکھتے تھے اور واللہ اُنھون نے بدیہہ وہ سب بیان فرمایا جو مین نے غور کرکے عمدہ سمجھکر آراستہ کیا تھا بلکہ اُس سے افضل بیان فرمایا یہانتک کہ خطبہ تمام کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ مین اما بعد کہکر انصار کے واسطے یہ کہا کہ تمنے جو کچھ بھلائی اپنے حق مین بیان کی تم اُسکے لائق ہو لیکن عرب اس شان خلافت کو کسی قبیلہ کیواسطے نہین پہچانتے سوائے اس قبیلۂ قریش کے کہ قریش سب عرب مین اپنے مقام کی راہ سے اوسط ہین اور نسب کی راہ سے افضل ہین اور مین تم لوگون کے واسطے پسند کرتا ہون کہ تم ان دونون آدمیون مین سے جسکو چاہو اختیار کرو (یعنے بیعت کے واسطے) اور میرا ہاتھ عمر اور ابوعبیدہ بن الجراح کا ہاتھ پکڑا مین کہتا ہون کہ جو کچھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا سب باتین مجھے پسند تھین کوئی ناگوار نہ تھی سوائے اس کلمہ کے اور واللہ قسم ہی کہ اگر مین اسواسطے آگے بڑھایا جاتا کہ میری گردن ماری جاوے بدون اسکے کہ مجھپر کچھ گناہ ہو تو یہ امر مجھے زیادہ پسند ہو بہ نسبت اسکے کہ معلوم ہوتا بہ نسبت اسکے کہ جس قوم مین ابوبکر شامل ہون اُس قوم مین مین امیر بنایا جاؤن یہ سنکر ایک انصاری نے جنکا نام خباب بن منذر تھا کہا کہ مین جزیل محکک وعذیق مرجب ہون (یعنے میری رائے شافی وتدبیر کافی ایسی ہی کہ مین سب قوم کے واسطے جان ومال سے تیار ہون مین رائے دیتا ہون کہ ہمسے ایک امیر ہو اور تم مین سے ایک امیر ہو اسپر بحث مین غوغا ہوا اور آوازین زیادہ بلند ہوئین یہانتک کہ مجھے یہ خوف ہوا کہ شاید امت مین اختلاف پیدا ہو جائے تب مین نے کہا کہ اے ابوبکر اپنا ہاتھ مبارک پھیلائیے پس اُنھون نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا تو مین نے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور مہاجرین نے آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی پھر انصار نے بھی آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی حضرت عمر رضہ نے کہا کہ اے لوگو آگاہ ہو کہ واللہ ہمنے موجودہ لوگون مین کوئی شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کے واسطے اوفق نہین جانا اور وہان ہمکو یہی خوف ہوا کہ اگر ہم قوم انصار کو چھوڑکر اسوقت جدا ہوتے ہین اور بیعت نہین کرتے تو شاید یہ لوگ ہمارے پیچھے کسی سے بیعت کرلین تو پھر دو ہی صورتین رہجائینگی یا تو ہم بھی لاچار بدون رضامندی کے اُسکے ہاتھ پر بیعت کرین یا ہم اُنسے مخالفت کرین تو فساد برپا ہو۔ ھ۔ اس حدیث کی ایک روایت مین یہ بھی آیا ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انصار پر یہ حدیث حجت پیش کی کہ (الائمۃ من قریش) یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام قریش مین سے ہین شیخ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح بکثرت طرق سے چالیس صحابہ سے روایت ہے ترجم کہتا ہی کہ صدر اول واُسکے بعد متواتر مشہور تھی اور اسی حدیث پر انصار نے گردن جھکائی اور صحیح نسائی اور ابویعلی وحاکم مین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقبوض فرمائے گئے اور انصار رضی اللہ عنہم نے یہ کہنا شروع کیا کہ اب ہم مین سے ایک امیر ہوگا اور تم مین سے ایک دوسرا امیر ہوگا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اُنکے یہان گئے اور کہا کہ اے گروہ انصار کیا تم جانتے نہین ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیواسطے حکم دیا کہ وہ سب لوگون کی امامت کرے اور مین تمسے پوچھتا ہون کہ بھلا تم مین سے کسکا جی خوشی سے چاہتا ہی کہ ابوبکر کے آگے امام ہو انصار رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہین کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے امام بننے کی خواہش کرین امام ابن سعد وحاکم وبیہقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انصار جب سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر مین جسکا نام سقیفہ تھا جمع ہوے تو اُن مین ابوبکر وعمر بھی موجود ہوے تو انصار کی طرف سے خطبہ پڑھنے والے

Marfat.com

کھڑے ہوے چنانچہ بعض خطیب نے کہا کہ ای گروہ مہاجرین تم جانتے ہو کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم مین سے کسی شخص کو عامل کرکے بھیجتے تھے تو اسکے ساتھ مین ایک شخص ہم مین سے بھی شریک کرتے تھے اب ہماری راے یہ ہو کہ اس امر خلافت کے متولی بھی دو شخص اسطرح ہون کہ ایک ہم مین سے ہو اور ایک تم مین سے ہو یہ سُنکر خطبار انصار نے بہم اسی بات پر اتفاق کیا لیکن زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر کہا کہ تم لوگ یہ جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین مین سے تھے تو آپ کا خلیفہ بھی مہاجرین مین سے ہوگا اور ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار مین سے تھے تو اسیطرح آپ کے خلیفہ کے انصار ہونگے پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ یہ وہ شخص ہی جو آپکے بعد خلیفہ ہو جب یہ کہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی پھر سب مہاجرین نے بیعت کی پھر انصار نے بیعت کرلی پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ جب منبر پر چڑھے تو قوم کے چہرون پر نظر ڈالی پس زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو نہین دیکھا پس زبیرؓ کو بلوایا جب وہ آئے تو فرمایا کہ مین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا اور آپ کا حواری ہی تو نے چاہا کہ مسلمانونکا عصا توڑے زبیرؓ نے کہا کہ ای خلیفہ رسول اللہ کچھ ملامت نہین ہی اور کھڑے ہوکر ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کی پھر ابو بکرؓ نے قوم کے چہرون پر نظر ڈالی تو علی رضی اللہ عنہ کو نہین دیکھا اور بلاکر کہا کہ مین نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچازاد بھائی و داماد ہی اُسنے چاہا کہ مسلمانونکا عصا توڑے پس علیؓ نے کہا کہ ای خلیفۂ رسول اللہ کچھ ملامت نہین اور اُٹھکر بیعت کرلی (حدیث صحیح) امام ابن اسحٰق نے حضرت امام زہریؒ سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب سقیفہ مین بیعت ہوچکی تو دوسرے روز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے اور ہنوز آپنے کلام نہین کیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر اللہ کی حمد وثنا و نعت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارا کام تم مین سب سے بہتر شخص پر جمع کردیا وہ صاحب رسول اللہ اور ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ہی اب تمکو اُٹھو اور اس سے بیعت کرو پس لوگون نے اُٹھکر بیعت کرلی اور یہ سقیفہ کی بیعت کے بعد عام بیعت تھی پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور حمد وثنا کے بعد کہا اما بعد ای لوگو مین تمپر متولی کیا گیا اور مین تمسے بہتر نہین بنتا ہون پس اگر مین نے خوبی سے کام کیا تو تم میری اعانت کرو اور اگر بُرائی کی تو تم مجھے ٹھیک کھو صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے جو تم مین سے کمزور ہی وہ میرے نزدیک قوی ہی مین انشاء اللہ تعالیٰ اُسکا حق اُسکو دلاؤنگا اور جو تم مین سے قوی ہی وہ کمزور ہی حتی کہ مین انشاء اللہ تعالیٰ اُس سے حق لے لونگا آگاہ ہو کہ جس قوم نے راہ الٰہی مین جہاد کرنا چھوڑا تو یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُنپر ذلت ڈالیگا اور جس قوم مین فحش بدکاری کھلکر پھیلی تو ضرور یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُس قوم پر عام طور سے بلائین نازل فرماوے گا تم لوگ میری اطاعت کرو جب تک مین اللہ تعالےٰ و اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مین قائم رہون پھر اگر مین نے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو تمپر میری فرمانبرداری نہین ہی اب تم لوگ اپنی نماز کے لیے کھڑے ہو اللہ تعالیٰ تمپر رحم فرماوے (حدیث جسے موسیٰ بن عقبہ نے کتاب المغازی مین اور حاکم نے صحیح الاسناد کہکر روایت کی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جو عشرۂ مبشرہ مین سے جنت کی بشارت قطعی پائے ہوے صحابہ مین سے ہین - بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ مین فرمایا کہ واللہ مین نے کبھی کسی وقت خلیفہ ہونے کی حرص نہین کی نہ دن مین اور نہ رات مین اور نہ کبھی مجھے اسکی رغبت ہوئی اور نہ کبھی مین نے اللہ تعالیٰ سے اسکی درخواست کی نہ علانیہ اور نہ پوشیدہ ولیکن اسوقت مین نے فتنہ پیدا ہونے کا خوف کیا اور مجھے امیر ہونے مین کچھ راحت نہین ہی اور میری گردن مین یہ امر عظیم ڈالا گیا ہی اور مجھے اسکی طاقت و قوت نہین مگر اللہ تعالیٰ کی تقویت سے پس علی و زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہمکو آپ کی خلافت سے کچھ غصہ نہین آیا بلکہ فقط اسوجہ سے غصہ آیا کہ ہمکو اُس مشورے سے پچھل کردیے گئے اور واللہ ہم یقین جانتے ہین کہ ابو بکرؓ اس خلافت کے واسطے سب لوگون سے بڑھکر لائق ہین وہ بیشک اسی فضیلت والے ہین جنکے حق مین آیت مین ثانی اثنین - وارد ہی اور انکا شرف اور انکا سب سے بہتر ہونا خوب جانتے ہین اور واللہ سب مین سے اُنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حین حیات مین سب لوگون پر امام نماز ہونیکا حکم فرمایا تھا (صحیح) ابن سعدؒ نے ابراہیم تیمی سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پہلے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ مین اور لوگ تمھارے ہاتھ پر بیعت کرین اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تم اس امت کے امین ہو ابو عبیدہؓ نے کہا کہ جب سے مین مسلمان ہوا ہون اس سے پہلے بھی مین نے تمھاری راے مین ایسا ضعف نہین دیکھا تھا ارے کیا تم میرے ہاتھ پر بیعت

ام جب خلافت دونون کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ کی صفت پر ہوا ۱۲

گروے حد۔ تم مین صدیق وثانی اثنین موجود ہی (حدیث مرسل جید) مترجم کہتا ہی کہ صدیق بعد پیغمبر کے متصل ہی اور ثانی اثنین بھی اسی طرح ہی (۰۰) توحید مین دو مین سے دوسرا ہی اور یہ فضیلت نہایت اصلی ہی اور اہل المعرفۃ اسکی قدر جانتے ہین ابن سعدؒ نے روایت کی کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا بلکہ تم ہاتھ بڑھاؤ تاکہ مین تمھارے ہاتھ پر بیعت کرون عمرؓ نے کہا کہ مین ایسا نہین کرسکتا ہون آپ مجھسے افضل ہین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم مجھسے زیادہ قوی ہو یہ کرر ہوا پس عمرؓ نے کہا کہ میری قوت آپکے لیے ہی اور اسکے ساتھ آپ کی فضیلت بھی جمع ہوجاویگی پس ابوبکرؓ نے ہاتھ بڑھایا اور بیعت واقع ہوئی مترجم کہتا ہی کہ اس سے نکل آیا کہ افضل کے ہوتے ہوے مفضول سے بیعت کرنا جائز ہی جبکہ مصلحت خلافت مین مفضول قوی ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کمال توحید و اخلاص سے اپنی قوت سے خدا کیواسطے مدد دینے کا وعدہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین یہ بیدلیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر رضی اللہ عنہ رفیق رحیم تھے تو مین انکے حضور مین بدکارون پر سخت رہتا تھا تاکہ اعتدال قائم رہے یہ کمال اخلاص تھا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجہ اعلیٰ ہی ولہ الحمد امام احمد نے صحیح روایت کی کہ جب مجلس سقیفہ کے دن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا تھا تو انصار رضی اللہ عنہم کے بارہ مین جو آیتین آئین اور جو حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہین سب ذکر فرمائین اور کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک وادی کا راستہ لین اور انصار دوسرے وادی کا راستہ لین تو مین انصار کے وادی کا راستہ اختیار کرونگا اور اے سعد تجھے خوب معلوم ہی اور تو بیٹھا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ قریش اس امر کے والی ہین پس انکے نیک لوگ انکے نیک کے تابع ہین اور انکے فاجر لوگ فاجر کے تابع ہین پس سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان آپ نے سچ کہا بیشک ہم لوگ وزیر ہین اور تم امیر ہو (حدیث صحیح) اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ابوبکرؓ کی بیعت کی تھی اور بعض علما نے جو بغیر اسناد کے نقل کیا کہ سعد نے تادم مرگ بیعت نہین کی تھی بلکہ نکل گئے تھے وہ بے اصل ہی مترجم کہتا ہی کہ امام ابو اسمٰعیل الازدی نے فتوح الشام من سعدؓ کے پوتے سے روایت کی کہ میرے دادا نے ابوبکرؓ کا وہ فرمان مجھ سے بیان کیا جو آپنے قبائل کو لکھا تھا اس سے بھی صاف ظاہر ہی کہ وہ بیعت مین موجود تھے اور یہی صحیح ہی اور اسکے سوا ہے غلط ہی۔ مہ۔ امام احمدؒ نے روایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیعت سے ایک مہینے کے بعد منادی کرائی کہ الصلوٰۃ جامعۃ اور یہ پہلی نماز ہی جو آپؓ کی خلافت مین اسطرح ندا کی گئی پھر آپنے خطبہ پڑھا کہ اے لوگو مجھے آرزو تھی کہ تم مین سے کوئی اس کار خلافت کی کفایت کرتا اور اب اگر تم چاہو کہ مین بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل عمل کرون تو یہ میری طاقت سے باہر ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو شیطان سے بالکل معصوم تھے اور آپ پر وحی بھی آسمان سے نازل ہوتی تھی ابن سعدؒ کی روایت مین اسطرح ہی آما بعد مین اس امر کا متولی کیا گیا حالانکہ مجھے اس سے کراہت ہی اور میری آرزو تھی کہ تم مین سے کوئی اس کار خلافت کی کفایت کرتا الخ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ سنت مقرر کردیا اور قرآن نازل ہوچکا پس ہمکو طریقہ معلوم ہوگیا آگاہ رہو کہ تقوی سب سے اعلیٰ دلیری ہی اور بدکاری سب سے بدتر نامردی ہے اور فرمایا کہ اے لوگو مین پیروی کرنے والا ہون اور نیا دین نکالنے والا نہین ہون۔ حاکمؒ نے روایت کی کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے باپ عثمان ابو قحافہ نے جب سنا کہ ان کا بیٹا خلیفہ بنایا گیا ہے تو پوچھا کہ کیا بنی عبد مناف اور بنی مغیرہ اس بات پر راضی ہوگئے لوگون نے کہا کہ ہان سب نے بیعت کرلی تو کہا کہ الٰہی بیشک تو جسکو بلند کرے کوئی اس کا گرانے والا نہین ہے اور تو جس کو گرادے کوئی اسکا اٹھانیوالا نہین ہی واقدیؒ نے باسانید متعددہ روایت کیا کہ حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر اسی روز بیعت واقع ہوئی جسدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا مترجم کہتا ہی کہ سابق روایات اور آیندہ روایات کو غور سے سمجھکر ملانے سے اصل واقعات کا پتہ ملتا ہے لیکن یہ کام اکثر عوام سے نہین حاصل ہوتا ہی لہذا مین اسکا خلاصہ یہان لکھے دیتا ہون تاکہ ہر روایت کو اپنے موقع پر سمجھنا آسان ہو واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری آٹھ روز تک زیادہ سخت رہی اور اس عرصہ مین آپنے قطعی حکم دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاوین اور ہر چند دوسرون کے لیے کہا گیا آپنے منظور نہ فرمایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ سوا ے ابوبکر کے کسی دوسرے کو منظور نہین فرماتا ہی اور اس موقع صحابہ رضی اللہ عنہم دست بدعا تھے کہ جلد شفا ہو اور آپ کی وفات سے کوئی آگاہ نہ تھا پھر درمیان مین فقط ابوبکرؓ کو اسکا علم ہوا پھر آنحضرت

Marfat.com

دوشنبہ کو اپنے اپنے مکان کو گئے وہان خبر پہونچی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارتحال فرمایا پس آپ ایک گھوڑے پر سوار ہوکر جلد آئے اور اپنی صاحبزادی ام المومنین کے یہان جاکر روتے ہوے باہر آئے اور منبر پر خطبہ سُنایا اسوقت سب صحابہؓ کو یقین آیا کہ بیشک حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور یہان تجہیز وتکفین کی فکر ہوئی حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو اُسی جگہ قبض فرماتا ہے جہان اُسکا مدفن محبوب ہوتا ہی پس سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی تشویش جاتی رہی اور ام المومنین عائشہ کے حجرے مین مرقد مبارک قرار پایا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین کی گود مین انتقال فرمایا تھا آپ اُسی طرح لیے تھین تو اُسوقت آپ ہٹ گئین اور تجویز ہوا کہ قبر مبارک بطور لحد ہو یا شق ہو اور کفن کا انتظام ہوا یہان یہ حال تھا کہ ناگاہ خبر پہونچی کہ آیندہ امام ہونے کے لیے صحابہ مضطرب ہین انصار اپنے سردار کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہین اس غم سخت مین یہ دوسرا اضطراب پیدا ہوا اور مہاجرین سب نے سمٹکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گھیرا اور آپکو یہ دوسرا خوف ہوا کہ امت مین اختلاف نہو کہ زمانہ جاہلیت کے تعصب سے باہم جدال ہو اور اسلام مٹجاوے حالانکہ سردار سوائے قریشی کے کوئی نہین ہوسکتا پس آپ مہاجرین موجودہ کو لیے ہوئے انصار کے دہان گئے اور دہان آخر آپکے ہاتھ پر بیعت واقع ہوئی اور اختلاف کا خوف عظیم جاتا رہا پس دونون گروہ مہاجرین وانصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن مین اہتمام کیا اور اس عرصہ مین یہ خبر حضرت علی وزبیر رضی اللہ عنہما کو پہونچی اور اُنکو یہ ملال ہوا کہ ہماری شرکت کا کچھ لحاظ نہین کیا گیا اور اگر ہمکو آج شریک نہین کیے گئے تو آیندہ بھی یہ رسم ہوئی کہ بغیر ہماری شرکت کے امر خلافت طے ہوا کریگا اور بعض بنی مغیرہ وعبد مناف نے جاکر حضرت علیؓ کو بھڑکانا چاہا حضرت علی رضؓ نے عباسؓ وزبیر وغیرہ سے مشورہ کیا اور سب نے ملال ظاہر کیا ولیکن حضرت علی رضؓ نے بھڑکانیوالے مفسد کو جھڑکا کہ کیا تیرا یہ مطلب ہی کہ مین خلافت ابوبکر کو حق نہین سمجھتا ہون یہ خیال غلط ہی اور تو مفسد ہے ولیکن یہ ملال جی مین رکھا کہ ہماری شرکت ضروری نہین سمجھی چونکہ یہ امر اظہار نہ تھا تو ابوبکر رضؓ نے بھی کچھ نہین کہا پھر جب آپنے سب کو جمع کیا اور عام بیعت مسجد مین واقع ہوئی تو اُسوقت حضرت علی وزبیر رضی اللہ عنہما کو بھی بلوایا اور اُنھون نے بیعت کرلی ولیکن ملال باقی رہا کیونکہ بیعت مین اُنکو کلام نہ تھا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ازجانب سیدۃ النساؓ آئے اور عباسؓ خود آئے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ سے مال میراث طلب کرین ابوبکر رضؓ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سُنی ہی اور آپ کی حدیث قطعی ہی کہ ہم گروہ انبیا ہین نہ کسی کے وارث ہون نکوئی ہمارا وارث ہوسکے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہی واللہ مین کچھ تغیر نکرونگا جسطرح آپؐ کیا کرتے تھے اُسیطرح کرونگا اس حدیث پر سب نے یقین کیا اور بعض صحابہ دیگر نے بھی حدیث کی شہادت دی ولیکن حضرت سیدہؓ نے چاہا کہ وہ ہمارے قبضے مین رہے ہم خود جسطرح چاہین تصرف کرین یہ امر حضرت ابوبکر نے منظور نہین کیا تو حضرت سیدہؓ ناخوش ہوگئین اور حضرت علی وعباس بھی ناخوش ہوگئے حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ ایک طرف احکام خدا ورسول کی اتباع ہی اور دوسری طرف اہلبیت پس آپنے حکم خدا ورسول کو ترجیح دی اور مومنین اصحاب مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم نے بھی حضرت علی رضؓ کی طرف سے یہ بات ناگوار جانی ولیکن حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے کچھ ظاہر نہوا اور حضرت سیدہ کی وفات چھ مہینے کے بعد ہوئی تو اُسکے بعد حضرت علیؓ نے دیکھا کہ مہاجرین وانصار انکی بات کو ناگوار خیال کرتے ہین گویا بیعت کرکے منحرف ہوگئے ہین تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ تنہا آوین حضرت عمرؓ نے اُنکو تنہا جانے سے منع کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ان لوگونکی طرف سے کچھ خوف مت کرو اور مین واللہ جاونگا جب صدیق رضی اللہ عنہ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتدا سے سب شکایتون کا اظہار کیا اُسوقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور سب شکایتون کو دور کیا اور کہا کہ رہا یہ معاملہ باغ فدک وغیرہ تو قسم ہی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی کہ مجھے اپنی قرابت کے ساتھ نیکی کرنے سے یہ زیادہ تر محبوب ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے نیکی کرون اور باوجود اسکے واللہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طریق سے منحرف نہونگا یعنے مین آپ کا نائب وخلیفہ ہون میرا یہ کام نہین ہی کہ کوئی نئی بات کرون بلکہ جہان جہان جسطرح آپ کا حکم وعمل موجود ہی مین وہی عمل کرونگا اور جیسا حکم ہی اُسکی تعمیل کرونگا پس دونون طرف سے خالص صفائی ہوگئی اور حضرت علی رضؓ نے کہا کہ مین ظہر کے وقت مجمع عام مین آپ سے بیعت چاہتا ہون پس ظہر کے وقت حضرت علی رضؓ نے سب کے سامنے کہا کہ واللہ مجھے ابوبکر رضؓ کی

Marfat.com

سے کچھ ملال نہین ہوا الغرض سب اظہار کے بعد دوبارہ بیعت کی اور تمام مہاجرین وانصار سب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنا
ساتھ ملے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم یہان چند اصول وفروع ہین کہ انکو پہلے سمجھ لینا ضروری ہی واضح ہو کہ دین نبوت ہر پیغمبر کے اصحاب کے ذریعہ
خود بلا واسطہ ملا تو انکو قطعی ملا ہی مثلاً دین موسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے اُنکے اصحاب نے پایا اور دین عیسیٰؑ کو اول حوارین وغیرہ نے اُنکے منہ سے حاصل کیا پھر
طبقہ وار ہون نے حضرت موسیٰ وعیسیٰ کو نہین پایا بلکہ دین وکتاب انکے اصحاب سے پائی اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اسلام وقرآن آپ کے
اصحاب نے حفظ کیا اور دوسرے طبقہ تابعین کو پہونچایا پھر طبقہ دوم کو پہونچنے مین تواتر شرط ہی ورنہ قطعی نہوگا کیونکہ اگر فقط خاص تعداد کے سو پچاس آدمی
کسی بات پر متفق ہون تو یہ احتمال ہی کہ شاید ان سب نے جمع ہوکر اتفاق کیا ہو یا اُنکو وہم ہوا ہو مثلاً دس عالم جاتے تھے انھون نے دیکھا کہ آگے ایک سوار
گھوڑا دوڑاتا جاتا ہی انھون نے پہچانا کہ وہ زید ہی اور باہم اپنی اپنی پہچان بیان کرنے لگے اتفاقاً اُدھر سے دس بارہ آدمی آتے تھے اُنسے پوچھا تو انھون نے
بھی کہا کہ اس سوار کا نام زید ہی اب سب کو یقین ہوا جب گانون پہونچے تو زید کے مکان پر جاکر کہا کہ آج تم اسقدر تیز کیون آتے تھے اُسنے کہا کہ مین تو
چند روز سے کہین نہین گیا انھون نے تعجب کیا اور جھوٹ جانا حتی کہ محلہ والون نے گواہی دی اور پاس پڑوس وغیرہ سب نے یہی کہا پھر اُدھر سے دس
بارہ آنے والون سے ملکر کہنے لگے کہ تم نے ہم سے کہا تھا کہ وہ زید ہی حالانکہ نہ تھا اُنھون نے پھر یہی کہا کہ اتنے مین زید آگیا اور اُسنے کہا کہ مین ہرگز نتھا
اُنھون نے کہا کہ ہان تو نہین تھا اور ہم نے اسکو نہین کہا بلکہ فلان قصبے مین زید نامی سوار رہتا ہے تب یہ غلط کھل گیا دیکھو اُن لوگون کو دل مین خود کیسا یقین تھا
اور وہ جھوٹے نہ تھے مگر ایسا پیچ پڑا کہ سب مغلطہ مین پھنس گئے متواتر خبر جو محسوس چیز مین ہو وہ البتہ یقینی ہوتی ہی جیسے ہمنے بغداد نہین دیکھا مگر خبر متواتر
ہی اسیطرح ہمنے سکندر بادشاہ کو نہین دیکھا مگر خبر متواتر ہی ہان اسکے تفصیلی حالات متواتر نہین ہین تو ہر ایک بات کی نسبت یقین نہین ہوسکتا لیکن قطعی
ہی کہ اس نام کا ایک بادشاہ ضرور گزرا ہی جب یہ معلوم ہوا کہ تو ہم کہتے ہین کہ روافض کے مذہب پر اُنکے پاس قرآن ودین اسلام کچھ قطعی نہین ہی کیونکہ اُن کا
مذہب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب صحابی مرتد ہوگئے سوائے چند گنتی کے جنکی خبر متواتر نہین ہوسکتی ہی ایک نصرانی نے ایک رافضی سے کہا
کہ تم مجھے قرآن دو اور دین اسلام کے ارکان سکھلاؤ تاکہ اسلام لاؤن رافضی نے کہا کہ یہ قرآن ہی اور نماز روزہ زکوٰۃ وروزہ وغیرہ بیان کیے (ن) نے کہا کہ تمنے کیونکر جانا کہ یہی وہ قرآن ہی (ر)
اہلبیت اُنکے ساتھیون نے درجہ بدرجہ پہونچایا (ن) وہ چند آدمی تھے جنکی تعداد تم پچاس سے کم بتلاتے ہو تو یہ متواتر نہین ہی (ر) اہلبیت معصوم تھے (ن) یہ تو تمھارا اعتقاد ہی (ر)
پھر بدون اسکے ہم قرآن نہین دیسکتے ہین (ن) یہ کس اہلبیت نے جمع کیا (ر) یہ اہلبیت نے جمع نہین کیا بلکہ عثمان نے جمع کیا ہی (ن) تم تو اُس شخص کو مرتد کہتے ہو اور کہتے ہو کہ فاجر ظالم
کہتے ہو پھر کیا اعتبار رہا (ر) یہی موجود ہی اور جو اہلبیت نے جمع کیا تھا وہ امام آخرالزمان اپنے ساتھ غار مین لیگئے (ن) پھر تمھارے پاس قطعی قرآن نہین رہا اور نہ ارکان
اسلام متواتر رکھتے ہو اور یہی نصرانیون کا حال ہی پھر تم اور وہ برابر ہین یہ گفتگو بالکل صاف سمجھ ہی پھر نصرانی نے اہل السنۃ والجماعۃ کے یہان جماعت عظیم متواتر
پائی اور سب ارکان متواتر پائے اور اسلام لایا اور اُسنے سب شکوک رفع کرلیے چنانچہ کہا کہ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین کچھ دنون حضرت علی رضی اللہ
عنہ وغیرہ نے بیعت نہین کی تھی (سنی) نے جواب دیا کہ ہمکو اصل بات سے مطلب ہی وہ یہ ہی کہ متواتر قطعی یہ بات ثابت ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
جسوقت انتقال فرمایا اسوقت سب مہاجرین وانصار انکی بیعت پر تھے اور جب اسقدر قطعی معلوم ہوا اور درمیانی روایات کی تفصیل متواتر نہین تو
یقینی نتیجہ سے مطلب لگیا اب درمیانی روایتون کو اچھی سمجھ سے اپنی اپنی جگہ رکھو اور حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اور
سب مہاجرین وانصار نے اُسیوقت بیعت کی اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہی تو مطلب قطعی ثابت ہی نصرانی سمجھ گیا کہ روافض سے جب یہان کچھ بن نہ آیا
تو اُنھون نے کہا کہ یہ سب بیشک متواتر ہی لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ظاہر مین یہ سب کیا تھا اور دل مین اسکے خلاف تقیہ کیا تھا اُنکے دل کا بھید ہمکو معلوم
یہ دل کا پوشیدہ دعویٰ اسی مکر سے نکالا ہی بلکہ رافضی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ واہلبیت اطہار پر بہت بڑا الزام لگایا بلکہ بیشمار الزام وعیب لگائے (اول)
نفاق وبزدلی (دوم) ہمیشہ خلفائے سابقین کے پیچھے نماز پڑھی جنکو رافضی مرتد کہتا ہی (سوم) اپنی دختر طیبہ طاہرہ ام کلثوم کو جو امام حسین رضؓ کی سگی بہن ہین
حضرت عمر رضؓ کے نکاح مین دیدیا (چہارم) انکے جہاد کا مال غنیمت کھایا اور اس جہاد کی پکڑی ہوئی لونڈی کو فراش بنایا چنانچہ بنی حنیفہ قوم جلیلہ

Marfat.com

ایسی عورت کو تحت مین لائے جس سے آپکے فرزند امام محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے اور دیگر نظائر موجود ہین (بعض رفاض نے حضرت ام کلثوم دختر طاہر حضرت علی و سیدۃ النساء رضی اللہ عنہم کی نسبت بہت سخت کلمہ کہا یعنی یہ پہلی فرج ہی جو اہلبیت مین سے چھین لی گئی) اس کلمہ سے محبین اہل بیت کے دلون کو سخت صدمہ ہوتا ہی اور کوئی مسلمان ایسا کلمہ زبان سے نہین نکال سکتا اور یہ قطعاً باطل ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل البیت کو پاک وطیب فرمایا ہی اور مین قلم روکتا ہون کہ نکہ آیندہ ایسے ہی سخت الزام ہین جنکے بیان کرنے سے قلم تھراتا ہی نعوذ باللہ من الضلال شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کبھی منبر پر سب سے اونچے پایہ پر جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے تھے وہان نہین بیٹھے اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جگہ بیٹھے (الطبرانی) **فصل دوم** حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر سب مہاجرین وانصار جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع تھا اور جس کسی نے یہ گمان کیا کہ شاید سعد بن عبادہ انصاری نے بیعت نہین کی اور ملک سے نکل گئے تو اسکا گمان غلط و مردود ہی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما رآہ المسلمون سیئا فہو عند اللہ سیئ قد رای صحابۃ جمیعا ان یستخلف ابوبکر یعنے جس بات کو سب مسلمانون نے خوب جانا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوب ہی اور جس بات کو مسلمانون نے برا جانا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بری ہی اور سب صحابہ نے بالاجماع اچھا جانا کہ ابوبکر خلیفہ کیے جاوین (رواہ الحاکم وقال حدیث صحیح) یہ صریح دلیل ہی کہ حضرت ابوبکر رض کی خلافت پر جمیع صحابہ کا اجماع تھا اور خود سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے یہ اجماع نقل فرمایا ہی اور تمام طبقۂ صحابہ مین یہ بات مشہور تھی اور اُنکے بعد جمیع تابعین مین یہ بات معروف تھی اور اُنکے بعد تبع تابعین مین علی ہذا القیاس اسیواسطے خوارج وغیرہ گمراہون سے یہ بات نہ بن پڑی کہ حضرت علی وغیرہ خلفائے راشدین کی بزرگی وصحابیت مین کچھ کلام کرسکین کیونکہ وہ متواتر اجماعی ہی تو یہ مکر نکالا کہ تقدیر سابق کچھ نہین ہی بلکہ آدمی جیسا کرے ویسا ہوجاتا ہی اور اس سے خارجی خبیث کی غرض یہ تھی کہ حضرت علی رض پہلے اچھے تھے پھر خراب ہوگئے دیکھو اس خارجی نے تقدیر پر ایمان لانا جو ایمان کا ایک رکن ہی ترک کرکے اپنا ایمان کھویا لیکن بزرگون کی عداوت سے دل نہ دھویا نعوذ باللہ من الضلال **مترجم** کہتا ہی کہ صحابہ رض کا اجماع اصلی وحقیقی اجماع ہی اور اُسکے قطعی ہونے مین کچھ بھی شبہہ نہین ہی کیونکہ جمیع مومنین جس بات کو اچھا دیکھین وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہی پس پچھلے زمانے مین اول تو سب مومنین کا اجماع دشوار ہی اور اگر کسی طرح سے متفق بھی ہون تو اُنکے حقیقی مومنین ہونے پر قطعی دلیل نہین ہی کیونکہ زبان سے اقرار کرنا اور نماز وروزہ وغیرہ ارکان اسلام ادا کرنا ظاہری دلیل ہی اور ایمان کا وجود قلب مین ہوتا ہی اور خاتمہ پر مومن ہونیکا حکم لگایا جاتا ہی تو ہمکو نہ اُنکے دلون کا حال معلوم اور نہ اُنکے خاتمہ کا حال معلوم اگرچہ بظاہر ہمارے دل مین بہت سے بزرگون کی طرف سے مومنین کاملین ہونیکا یقین ہی لیکن خدا کی علم غیب کا دعویٰ نعوذ باللہ ہم نہین کرسکتے ہین اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین خصوصاً مہاجرین وانصار مین ہمکو یہ بات قطعی معلوم ہی کہ وہ مومنین تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو آگاہ فرمایا بقولہ تعالیٰ اولئک ہم المومنون حقا یعنے یہ اصحاب مومنین برحق ہین بلکہ نہایت اعلیٰ درجہ پر فرمایا بقولہ تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار تا قولہ تعالیٰ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ یہ نہایت قطعی آیت ہی اور سورۂ انا فتحنا کے آخر مین اسکی تفسیر دیکھ لو اور قرآن مجید مین بیشمار آیات اُن کی فضیلت کی دلیل قطعی ہین ولیکن گمراہ فرقون کو نظر نہین آتی ہین اور اس سے کچھ تعجب نہ کرو کیا نہین دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر بیشمار آیات موجود ہین مگر کافرون کو نظر نہین آتی ہین اور **امام نووی** نے لکھا کہ صحیح اسانید کے ساتھ سفیان الثوری رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ جو شخص یہ بات کہے کہ خلافت کے واسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ زیادہ حقدار تھے تو اُس جاہل نے جمیع مہاجرین وانصار وابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم سب کو خطا کار کہا اور مین جانتا ہون کہ اس شخص کا کوئی عمل قبول نہوگا بلکہ **امام دارقطنی** نے اسی کے مانند حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی **فصل سوم** حضرت ابوبکر رض کی سچی خلافت بآیات واحادیث سے دلیل موجود ہی اول تو قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ الآیہ یعنی اے ایمان لانیوالے لوگو جو کوئی تم مین سے اپنے دین سے پھر جائیگا تو قریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم لائیگا جنکو وہ محبوب رکھتا ہی اور وہ اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتے ہین - الخ - یہ بات صریح ظاہر ہی کہ صحابہ رض کی یہی صفت تھی اور یہ بھی معلوم ہی کہ آنحضرت صلعم کے انتقال کی خبر سنتے ہی بہت سے قبائل جو فوج فوج دین اللہ مین داخل ہوئے تھے وہ دین سے پھر گئے حتی کہ مدینہ کے گرد پیش کے اعراب مرتد ہوگئے حسن بصری رحمہ

Marfat.com

فرمایا کہ یہ قوم ابوبکر و اُنکے اصحاب ہین کہ اُنھون نے عرب کے مرتدون پر جہاد کیا یہانتک کہ اُنکو دین اسلام کی طرف پھیلا [illegible]
نے کہا کہ سلف صالحین ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کا نزول حضرت ابوبکر اور اُنکے اصحاب کی شان مین ہوا ہی [illegible]
[illegible] تابعی ہین تو اُنسے بیان کرنے والے صحابہ وکبار تابعین ہونگے پس صحابہ رضی اللہ عنہم مین یہ تفسیر معلوم ومشہور تھی اور اس قصہ کی تفصیل [illegible]
ابن اسحاق ابواسمٰعیل وغیرہ مین مفصل مذکور ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات گرد ونواح مین مشتہر ہوئی تو عرب کے [illegible]
اسلام سے پھر گئے اور اُنھون نے زکوٰۃ روک لی اور زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کیا پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اصحاب کو جمع کرکے خطبہ پڑھا اور اصحاب کو اُن پر
جہاد کے واسطے آمادہ کیا اور اُسوقت تمام ملک مین ہیجان عظیم برپا تھا کیونکہ اصحاب مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کی تعداد قلیل تھی اور عرب کے قبائل اُنسے
صدہا گونہ زیادہ تھے اور اسی قلیل جماعت مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ روم پر جہاد کرنے کے
واسطے شام کی جانب روانہ کیا تھا اور ہنوز یہ لوگ کچھ دور نہین گئے بلکہ مقام ذی خشب مین تھے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کی خبر پاکر مدینہ کی طرف لوٹے
پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انکو روانہ ہونیکا حکم دیا اور یہان باقی جماعت کو سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عموماً سب کو یہ اضطراب ہوا کہ اگر حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی راے کے موافق ہماری جماعت مرتدون پر جہاد کو جاتی ہی تو اول یہ قلیل جماعت ان بیشمار مرتدون سے کیونکر مقابلہ کریگی اور دوم یہ کہ
دوسری جانب سے نواح مدینہ کے مرتدین اور منافقین ملکر ہمارے بال بچون پر حملہ کرینگے لہذا حضرت عمر اور دیگر صحابہؓ نے خلیفۂ رسول اللہ کو یہ مشورہ دیا کہ ابھی
آپ مرتدون کے قتال مین توقف فرمادین بلکہ آپ کیونکر ان لوگون سے قتال کرینگے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ مجھے لوگون پر جہاد کا
حکم رہا گیا یہانتک کہ وہ لوگ لا الٰہ الا اللہ ومحمد رسول اللہ کہین اور جب یہ کلمہ کہہ لین تو مجھ سے انکا خون ومال محفوظ ہوگا مگر بحق اسلام اور انکا حساب اُنکے
پروردگار پر ہی پس جب آنحضرت نے یہ فرمایا اور وہ لوگ اس کلمہ سے انکار نہین کرتے ہین تو آپ کیونکر اُنسے قتال کرینگے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ واللہ اگر وہ لوگ ایک عقال وعناق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے اسکے ادا کرنے سے انکار کرین تو مین اُنسے قتال کرونگا اور واللہ
جو شخص نماز وزکوٰۃ مین جدائی ڈالے اُسپر جہاد کرونگا اور یہ حق فریضۂ اسلام ہی اور دلائل قائم کیے لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم دوسری وجہ سے بھی ششدر تھے
اور حضرت ابوبکر خشمناک ہوئے اور فرمایا کہ واللہ مین اپنی ذات سے اُنپر جہاد کرونگا یہانتک کہ مارا جاؤن یا اللہ تعالیٰ اُنکو اسلام مین لاوے پھر صحابہ نے
کہا کہ اچھا آپ اُسامہ کو اور اُن کے ساتھیون کو واپس بلا لیجیے کیونکہ مدینہ کے گرد سب اعراب مرتد ہوگئے ہین پس آپنے فرمایا کہ قسم اُس ذات وحدہ
لاشریک کی جسکے سوائے کوئی الٰہ نہین ہی کہ اگر بالفرض ایسا ہوا اور دوسری عورتون کا کیا ذکر ہی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی ٹانگین
کتے گھسیٹین تو بھی واللہ مین اُس لشکر کو واپس نہین بلاؤنگا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہی اور واللہ وہ جھنڈا نہین کھولونگا جسکو آپنے
باندھا ہی اور آپنے تنہا نکلکر مع چند ساتھیون کے روانگی کا قصد کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہی کہ جب مین نے یہ دیکھا تو مجھے معلوم
ہوا کہ یہ قتال برحق ہے اور اللہ تعالےٰ نے اُس کے لیے خلیفۂ رسول اللہ کا سینہ کھول دیا ہی اور دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ
عنہ سے روایت کی کہ جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خود جہاد کو روانہ ہوئے ہین تو اکابر اصحاب جلد دوڑے ہوئے آئے اور حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھکر اُنکے ناقہ کی باگ پکڑی اور کہا اے خلیفۂ رسول اللہ کہان جاتے ہو مین آپسے وہ بات کہتا ہون جو جنگ احد کے روز رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تمسے فرمائی تھی کہ اپنی تلوار نیام مین کیجیے اور اپنی جان کو خطرے مین ڈالنے سے ہمکو بیرنج نہ دیجیے اور آپ مدینہ کو لوٹ چلیے اور اپنی اور
سرداروں کو روانہ کیجیے کیونکہ واللہ اگر خدانخواستہ تمھاری جان خطرے مین آنے سے ہمکو مصیبت پہونچے تو پھر ہرگز دین اسلام کا کبھی انتظام نہوگا اور
دوسری روایت مین ہی کہ اتفاق یہ ہوا کہ جب بلندی مدینہ کے اعراب نے یہ سُنا تو خوفناک ہوکر بھاگ گئے اور صحابہؓ نے حضرت علی کے ہاتھ پر اصرار کیا کہ
ابوبکر رضی اللہ عنہ راضی ہوے اور مہاجرین وانصار کا لشکر جمع ہوگیا پس آپ اُنکی جماعتون پر ایک ایک سردار مقرر کرکے روانہ کرنے لگے [illegible]
بن الولید رضی اللہ عنہ کو بنی اسد وغطفان پر جہاد کرنے کو بھیجا اور خود مع اکابر اصحاب کے واپس آگئے پس خالد رضی اللہ عنہ نے [illegible]

جیب نصرت پائی اور ان قبائل کو زیر و زبر کرکے بہتون کو قتل کیا اور بہتون کو قید کیا اور باقیون نے پناہ مانگی اور مسلمان ہوگئے پھر آپنے خالد کو یمامہ کی جانب مسیلمۂ کذاب کی قوم بنی حنیفہ پر جہاد کرنے کے واسطے بھیجا اور وہ بہت بڑا قبیلہ تھا لیکن اللہ عزوجل نے نصرت فرمائی اور بدیہی فتح و نصرت عنایت کی اور کذاب ملعون کو وحشی بن حرب نے قتل کرکے لعنت جہنم مین واصل کیا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو حسن اعتقاد سے نافذ کیا تو اُسکی عجیب برکت حاصل ہوئی کہ جب اُسامہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوے تو اُنکا گذر جس قبیلہ پر ہوتا تھا وہ اپنے مرتد ہونے سے توبہ کرتے تھے اور خوفناک ہوکر یہ کہتے تھے کہ ان لوگون کو بہت بڑی قوت حاصل ہی جب تو ایسی حالت مین اُنھون نے اپنی جماعت مین سے یہ لشکر روانہ کیا ہی اور کہتے کہ ابھی خاموش رہو ہم دیکھین کہ انکا کیا انجام ہوتا ہی کیونکہ شام مین بڑی بیشمار قوم ہین پس وہ لوگ خاموش رہے اور اُس طرف کے تمام قبائل خاموش رہے یہانتک کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ گئے اور رومیون سے مقابلہ ہوا اور وہان بھی اللہ تعالی نے عظیم نصرت عنایت فرمائی کہ اُنھون نے قتال مین رومیون کو شکست فاش دی اور بکثرت رومی مارے گئے اور یہ لوگ صحیح سلامت بہت مال غنیمت کے ساتھ واپس آئے یہ دیکھکر تمام اعراب خوفناک ہوکر دین اسلام پر ثابت رہے **امام نووی** رحمۃ اللہ علیہ **شیخ ابو اسحاق** وغیرہ نے علماے مجتہدین سے نقل کیا کہ یہان سے صاف ظاہر ہی کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ عالم و عارف تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجھے نہین معلوم کہ سوائے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے کوئی فتوی دیتا ہو لیکن قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق نے کہا کہ اُس زمانہ مین ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ فتوی دیا کرتے تھے **شیخ ابن تیمیہ** نے کہا کہ یہ سنت متواتر ہی کہ جو شخص سب سے زیادہ عالم ہو وہ امام بنایا جاوے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی حیات مین امام بنایا تو صاف ثابت ہوا کہ یہ سب صحابہ سے زیادہ عالم تھے اور یہ اس وجہ سے بھی ظاہر ہی کہ ابتدا مین سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور ہمیشہ جان و مال سے فدا رہے اور یہ وہم نہو کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے احادیث کی روایت کم ہی اسکا صحیح جواب یہ ہی کہ آپ فقط دو برس چار مہینہ خلیفہ رہے اور اسوقت آپکے ساتھ مین مہاجرین و انصار اصحاب تھے اور تابعین جو اسلام لائے وہ جہاد مین دوسرے اصحاب کے ساتھ گئے باوجود اسکے مہاجرین و انصار نے اصول دین مین اکثر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ یہ سب فقط جزئیات مسائل کی طرف راجع ہی حالانکہ فقہ اعظم تو معارف توحید ہین اور فقہ اوسط اعمال و افعال قلوب ہین اور کسی عالم کو ذرا بھی شک نہین کہ اللہ تعالی نے اول درجہ نبیین کا رکھا پھر صدیقین کا پھر شہدا کا پھر صالحین کا چنانچہ فرمایا اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین الآیہ پس صدیق رضی اللہ عنہ سب سے بڑھکر عالم و عارف تھے اور جزئیات مسائل جنکو اس زمانہ مین فقہ کہتے ہین یہ بالاتفاق متاخرین کی بنائی ہوئی اصطلاح ہی اور حقیقت شرع مین بالاتفاق فقہ سب اقسام کو شامل ہی اور یہ جزئیات اسمین سے بہت کم درجہ رکھتی ہین فللہ الحمد والمنۃ اور اصلی مقصود اس مقام پر وہ آیات ہین جن سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ ثابت ہی آیت دوم قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونہم او یسلمون الآیہ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان اعراب سے کہدے جو جہاد کی شرکت سے پیچھے رہتے ہین کہ عنقریب تم ایسی قوم سے لڑنے کو بلائے جاؤگے جو لڑائی مین سخت ہین کہ تم اُنسے لڑتے رہوگے یہانتک کہ وہ لوگ مسلمان ہوجاوین ۔ اب غور سے دیکھو کہ اعراب تھوڑے دنون بعد یا تو بنی حنیفہ سے لڑے یا روم سے یا فارسیون سے لیکن روم و فارس پر عرب کی ہیبت چھائی ہوئی تھی اور ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ یہ قوم بنو حنیفہ تھے جو مسیلمۂ کذاب کی نبوت پر ایمان لائے تھے اور تاریخ مین معروف ہی کہ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ پر جہاد کے لیے بھیجا تو اسد و غطفان وغیرہ کے جو اعراب اپنا قصور معاف کرانے اور مرتد ہونے سے توبہ کرنے آتے تھے آپ اُنسے فرماتے تھے کہ تمھارے واسطے یہ شرط ہی کہ خالد کے پاس جاکر جہاد مین شریک ہو تو لاچار وہ لوگ جاکر شریک ہوتے تھے اور اکثر اوقات بنو حنیفہ کے حملہ کرنے پر مصاف کی جگہ چھوڑ کر بھاگتے اسلیے کہ اوّل تو بنو حنیفہ نہایت عمدہ تلوارون سے مسلح تھے جنکے گھاؤ گہرے پڑتے تھے اور دوم لشکر اسلام مین خالص اصحاب

چار و پانچ ہر کر درمیان تھے سوائے ان اعراب کے جو جاکر شریک ہوے اور بنو حنیفہ کی جماعت چالیس ہزار سے زیادہ تھی چنانچہ ایک روز اعراب
ا صفین درہم برہم ہوگئین اُسوقت مہاجرین و انصار نے معلوم کیا کہ یہ کون لوگ ہین جو اسطرح پچھڑتے ہین پس اُنھون نے بلند آواز سے پکار کر
جاء ر الگ صف بستہ کر دیں خالد رضی اللہ عنہ نے خیمے سے نکل کر بارہ سو سوارون کو اپنے ساتھ لیا اور اعراب کو اُنکے سایہ مین رکھا اور لشکر
نصیحت کی اور مہاجرین و انصار کی صفین علٰحدہ کرلین پھر اصحاب رضی اللہ عنہم نے بڑھکر حملہ کیا اور تیرون کی بوچھار کے بعد تلوار پر نوبت آئی اور اصحاب نے
سخت حملہ کیا اور خالد رضی اللہ عنہ نے اُنکے سوارون پر سخت حملہ کیا اور اصحاب نے نصرت الٰہی عزوجل طلب کی اور بکثرت کفار قتل ہوے اور محکم بن الطفیل حنیفہ
کے سردار نے جاکر مسیلمہ کذاب سے کہا کہ آپ پر کچھ وحی آئی اُسنے کہا کہ اب تک میرے پاس کچھ وحی نہین ائی ہے محکم بدبخت کو شاید یقین ہوا کہ یہ شخص مکار
ہے کیونکہ اسنے لوٹکر بلند آواز سے کہا کہ ای بنو حنیفہ اپنے وطن و آبرو کے لیے لڑو اس عرصے مین بعض اصحاب نے محکم پر حملہ کیا اور آخر وہ بدبخت مارا گیا اور
اُسکے ساتھ بکثرت بنو حنیفہ قتل ہوے اور لشکر اسلام مین سے بھی قریب ایکہزار کے شہید ہوے آخر کافرون پر رعب چھایا اور شکست کھاکر ایک باغ کی طرف
بھاگے جسکا نام حدیقہ تھا اور وہ بہت بڑا باغ مثل قلعہ کے تھا جسمین ملعون مسیلمہ رہتا تھا اور اُسکے اندر جاتے ہوے بہت کفار مرے و مارے گئے اور
کفار نے اُسکے اندر پناہ لی اور خالد رضی اللہ عنہ نے اُسکو گھیر لیا اور بعض اہل اللہ نے شوق شہادت مین درخواست کی کہ کسی طرح مجھے دیوار پر چڑھاکر
اندر کی طرف ڈالدو تاکہ دروازہ کھول دون اور یہی کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ قتل سے بچے اور دروازہ کھول دیا اور لشکر اسلام نے
داخل ہوکر قتال شروع کیا اور اسوقت بنو حنیفہ موت کی لڑائی لڑے اور وحشی بن حرب نے بڑھکر ایک صحابی کی مدد سے مسیلمہ کذاب ملعون کو قتل کر ڈالا اُسوقت
بنو حنیفہ بدحواس ہوکر بھاگے اور بکثرت مارے گئے اور گرفتار ہوے وحشی بن حرب وہ شخص ہے جسنے کفر کی حالت مین جنگ اُحد مین حضرت سید الشہدا
حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا پھر جب وہ اسلام لایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا اسلام قبول کیا ولیکن فرمایا کہ میرے سامنے نہ آیا کرے
بکمال رحمت و شفقت تھی کہ شاید اُسکی صورت دیکھکر آپ حضرت حمزہ کا واقعہ یاد فرماوین اور اُسکی طرف سے قلب مبارک پر گرانی آوے تو پھر اسکا انجام
بخیر ہو وحشی جہاد شام مین شریک ہے پھر وہین رہنے لگے اور کہا کرتے تھے کہ من عجیب شخص ہون کہ مین نے حالت کفر مین بہتر بندگان خدا کو شہید کیا پھر مین نے
حالت اسلام مین بدترین خلق خدا کو مارا وہ مسیلمہ کذاب ملعون تھا اب آیت قدسیہ کی طرف رجوع کرو اور ابن ابی حاتم و قتیبہ وغیرہ نے فرمایا کہ اس آیت
مین صریح دلالت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ و امام المسلمین تھے انھون نے ان اعراب کو سخت لڑنے والی قوم بنو حنیفہ پر جہاد کرنے
کے لیے بلایا اور یہی امام ابو العباس بن شریح کہا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اہل العلم اجماع رکھتے ہین کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اعراب کسی لڑائی کو
نہین بلائے گئے سوائے اسکے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُنکو مع اصحاب کے مرتدون سے لڑنے اور زکوٰۃ سے انکار کرنے والون سے لڑنے کو بلایا اور اس
سے لازم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت فرض تھی کیونکہ آیت قدسی مین صریح منصوص ہے کہ اگر بلانے پر اطاعت نہ کروگے تو اللہ تعالیٰ تمپر عذاب
الیم فرماویگا **امام ابن کثیر** رح نے فرمایا کہ اگر کوئی کہے کہ یہ قوم جو آیت مین مذکور ہے بنو حنیفہ نہین ہے بلکہ فارس یا روم ہین تو بھی مطلب ثابت ہے اسلیے کہ ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے روم پر جہاد کے لیے لشکر بھیجے اور فارس و عراق پر حضرت عمر رض نے بھیجے اور عثمان رض کے عہد مین یہ کام پورا ہوگیا تو حضرت عمر رض و
عثمان رض کی خلافت فرع صدیق رضی اللہ عنہ ہے مین کہتا ہون کہ خود حضرت ابوبکر رض نے اول مین مثنی بن حارثہ شیبانی کو جہاد فارس و عراق پر مقرر
کیا اور اسکے بعد خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ یمامہ سے یعنے بعد فتح یمامہ و اسلام بنی حنیفہ کے عراق فارس پر جہاد کو روانہ ہون چنانچہ خالد
رضی اللہ عنہ نے بہت دور تک فتح کرلیا پھر وہان مثنی بن حارثہ کو چھوڑکر خالد رض نے بحکم خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شام کی طرف توجہ
کی اس امر کو جمیع اہل السیر و المغازی نے بالاتفاق ذکر کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین قوم کفار پر کوئی جہاد نہین ہوا اور یہ دلیل
ایسی بدیہی ہے کہ سوائے ازلی گمراہ کے کوئی اسمین نزاع نہین کریگا اگر وہم ہو کہ شاید بلانے والے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہون تو جواب یہ ہے
نہین ہوسکتا اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ (قل لن تتبعونا) یعنے کہدے کہ ای اعراب تم ہرگز ہمارے پیچھے ہوکر جہاد کرنے کبھی

Marfat.com

اور بالاجماع اس آیت کے بعد جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا مین زندہ رہے اعراب کبھی جہاد کو نہین بلائے گئے حالانکہ غزوۂ تبوک کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت کم زندہ رہے اور حضرت ﷺ کے عہد خلافت مین کسی ایسی قوم پر جہاد نہوا کہ برابر لڑتے یہانتک کہ وہ مسلمان ہوجاتے (آیت سوم) قولہ تعالیٰ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت الآیہ یعنی تم مین سے جو لوگ ایمان لائے اور اُنھون نے اعمال صالحات کیے ہین اُنکو اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا کہ ضرور اُنکو ملک زمین پر خلیفہ کریگا جیسے اُسنے اگلون کو خلیفہ کیا تھا آخر تک **امام ابن کثیر** رحمہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر منطبق ہی ابن ابی حاتم نے عبد الرحمٰن بن زید تابعی سے روایت کی کہ ابوبکر و عمر رضہ کی خلافت قرآن مجید مین اس آیت سے معلوم ہی **مترجم** کہتا ہی کہ بعض لوگون نے کہا کہ آیت مین دینی خلافت مراد ہی یعنے تم سب دین توحید پھیلانے مین خلیفہ ہوگے جیسے کشاف وغیرہ مین زعم کیا ہی مترجم کے نزدیک یہ زعم محض جہالت ہی اور صحیح بات یہ ہی کہ جب یہ آیت اُتری تو اسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم قلیل و کمزور تھے اور قریش وغیرہ نے سُنکر مضحکہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یارون کو سلطنت روم و فارس کا وعدہ دیتے ہین حالانکہ وہ لوگ اس ذلت مین پڑے ہین بعد فتوحات کے حضرت عمر رض و اصحاب رضی اللہ عنہم سب کو خطبہ سناتے اور یاد دلاتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمسے وعدہ پورا کیا اور اب تم شکرگزاری کرو یعنے اللہ تعالیٰ کی معصیت سے اور دنیا کی طرف نظر دوڑانے سے پرہیز کرو اب دیکھو کہ آثار مین یہ صریح ہی کہ اصحاب رضی اللہ عنہم خلفا تھے اور جب دین مین خلیفہ ہین تو دنیا اسکے تابع ہی اور انکے دنیاوی افعال و اعمال سب خالص شریعت کی پابندی سے دینی اعمال تھے نہ آنکہ دنیا کے لیے ہون بلکہ انکو دنیاوی اعمال فقط اسلیے کہتے تھے کہ نماز و تسبیح کی طرح وہ آخرت مین منتقل ہونے والے نہین تھے بلکہ فقط انکا ثواب ملتا تھا پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی طرف سے ملکر اپنے درمیان مین سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ کیا تھا تاکہ انتظام شریعت کامل ہو اسیواسطے کفار شام و فارس کے مواجہہ مین برابر کہتے تھے کہ ہمارا سردار ہمپر بادشاہی کا مدعی نہین ہی اگر وہ مدعی ہو تو ہم اُسکو معزول کرین بلکہ وہ ہمپر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق حکم جاری کرتا ہی اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری مین قائم ہی اب حق ظاہر ہوگیا کہ صحابہ سب خلفا تھے اور عجب یہ کہ دینی خلفا مانکر دنیا کے پیچھے یہ گمراہ فرقہ نہین سمجھا کہ پھر وہ ہر طرح سے خلیفہ ہوے کہ دین ہی اصل ہی اور دنیا تابع ہی لیکن ان گمراہون نے خلافت کو دنیاوی دولت و عشرت کا سرمایہ خیال کیا حالانکہ یہ خلافت نبوت تھی اور اسی خلافت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام نبوت پوری فرمائی یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جہادی لشکر لیجاکر تمام ملکون مین قرآن پہونچایا اور دین [illegible] اگرچہ اصل اس دعوت کی اخیر زمانہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ خطوط کے پہونچائی تھی ولیکن فقط کلمۂ توحید رسالت سنایا تھا اور [illegible] اصحاب نے اُسکو تفصیل کے ساتھ پہونچایا اور یہ بات متواتر بدیہی ہی کہ باوجود اس کثرت مال غنیمت کے یہ خلفاے راشدین خصوصاً حضرت ابوبکر الصدیق و عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے اپنے واسطے دنیا مین سے کچھ حصہ نہین لیا حتی کہ جو حق کہ بیت المال مین سے لیا تھا وہ بھی مرتے وقت داخل کردیا پھر اس سخت گمراہ کی نظر کدھر جاتی ہی جو طعن کرتا ہی اور اپنے بعد خلافت کے لیے اپنے بیٹے تجویز نہین کیے پس صریح انکی خلافت حقہ تھی و للہ الحمد و المنۃ

(چہارم) قولہ تعالیٰ للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من الآیہ اس آیت مین مہاجرین کو اللہ تعالیٰ نے صادقین فرمایا ہی اور بالاجماع حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما انھین اولین مہاجرین مین ہین اور جب کل مہاجرین کو اللہ تعالیٰ نے صادقین فرمایا ہی اور اُنھون نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسول اللہ کیا تو ضرور صادق ہین بلکہ اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب صادقین بندے کامل الایمان خالص ہدایت پر رکھے گئے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ سے ملے رضوا عنہ اللہ تعالیٰ اُنسے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہین پھر انکا مخالف خارجی و رافضی مردود ہوا (آیت پنجم) اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم یعنی الٰہی ہمکو راہ مستقیم کی ہدایت دیدے اُن بندونکی راہ کی جنپر تونے انعام فرمایا ہی ۔ھ۔ ہر وقت نماز فریضہ مین ایسی ہدایت مانگنا فرض ہی کہ جن بندون پر تونے انعام فرمایا ہی جو اُن کی راہ ہے وہی راہ ہمکو ہدایت ہو اب دیکھو کہ جن بندون پر انعام فرمایا وہ کس قسم کے بندے ہین **بیضاوی** رحمہ نے کہا کہ دوسری آیت مین ان بندون کا صریح ذکر ہی بقولہ تعالیٰ۔ اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ یعنی نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین یہی وہ بندے ہین جنپر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہی اور انکا ساتھ کیا اچھا ہی

اب سعو گیا کہ ہم لوگ انھین بندون کی راہ کی ہدایت مانگتے ہین پھر کچھ بھی شبہہ نہین کہ اس امت کے صدیقین ابو بکر الصدیق ہین جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطاب عطا فرمایا پس نکلا کہ ہر وقت نماز مین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی راہ طلب کرتے ہین ا خلافت مین راہ انعام الٰہی پر تھے (المعرفۃ) صالحین کا اعلیٰ درجہ جہان ختم ہوا ہی اسکے اوپر سے شہدا کا ابتدائی درجہ شروع ہوا اور وہان وہ ختم ہوا اسپر سے صدیق کا ابتدائی درجہ شروع ہوا اور وہ جہان ختم ہوا اسپر سے نبوت کا ابتدائی درجہ شروع ہوا پھر نبوت کی سعی غیر ممکن ہے اور باقیون مین بندونکی ہدایت ترقی کرتی ہی اگرچہ ہر بندے کے لیے علم الٰہی مین ایک درجہ ہی پھر صالحین اولیا مین بیشمار مراتب ہین انمین ادنی واوسط واعلیٰ نکل سکتے ہین اسیطرح شہدا و صدیقین ہین ہین لیکن حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اس امت کے صدیقین مین سب سے افضل ہین اور یہ امت سب امتون سے افضل ہی جیسے اس امت کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہین تو امت کا افضل صدیق تمام امتون کے صدیقین اولین وآخرین سب سے افضل ہے اور قیامت تک اس امت مین صدیقین و شہدا و صالحین ہونگے ولیکن جنت مین درجات ہین پس سب سے اعلیٰ درجے مین صحابہ رضی اللہ عنہم اسی عترت ہونگے اور حسن صنعت الٰہی دیکھو کہ حضرت ابو بکر رض شہید نہین کیے گئے اور باقی کبار شہید ہوے پھر دوسرے طبقے مین صدیقین وغیرہ ہونگے حالانکہ صحابہ کے صالحین اس طبقے کے صدیقین سے افضل ہونگے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم واضح ہو کہ آیات قرآنیہ بکثرت مفید ہین لیکن شیخ رح نے بطور نمونہ کے اسیقدر پر اکتفا کیا ہی اور احادیث صحیحہ بیشمار ہین جنکا نمونہ شیخ رح نے بیان کیا کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک عورت آئی اور اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (آپنے اُسکو ارشاد فرمایا کہ وہ دوبارہ آوے اُس عورت نے حضور مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر مین آؤن اور آپکو نہ پاؤن گویا اُسکی مراد یہ تھی کہ آپ شاید انتقال فرما چکے ہون آپنے فرمایا کہ اگر تو مجھے نپاوے تو ابو بکر کی خدمت مین حاضر ہو جیوہ یہ حدیث صحیحین بخاری ومسلم مین موجود ہی) اس روایت مین اشارۂ خلافت ہی اور یہی حدیث ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کی اور اُسکے آخر مین تصریح ہی کہ اگر مجھے نپاوے تو ابو بکر کی خدمت مین جائیو کہ وہی میرے بعد خلیفہ ہی امام ابو القاسم نے ثقہ اسناد سے عبد اللہ بن عمر رض سے روایت کی کہ مین نے سنا کہ رسول اللہ صلعم فرماتے تھے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے اُن مین سے ابو بکر بہت تھوڑے دنون دنیا مین ٹھہرینگے مشہور حدیث صحاح وسانید مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ برابر یہ امر عزت وقوت کے ساتھ مخالف پر غالب رہیگا بارہ خلیفہ تک یہ سب قریش مین سے ہونگے ایک روایت مین ہی کہ اسلام برابر بارہ خلیفہ تک عزت وقوت پر رہیگا (صحیح مسلم) پھر جب آنحضرت صلعم مکان پر تشریف لائے تو قریش نے حاضر ہو کر پوچھا کہ یا رسول اللہ بارہ خلیفہ کے بعد کیا ہوگا آپنے فرمایا کہ پھر جدال وقتال ہوگا (مسند البزار) ایک روایت مین مصرح ہی کہ یہ دین برابر قائم رہیگا یہانتک کہ بارہ خلیفہ ہون سب پر امت اتفاق کریگی (سنن ابی داؤد) اس حدیث مین مطلقا خلفاے اسلام کا بیان ہی یعنے جنکی حکومت مین اسلام غالب رہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بارہ کی خصوصیت فقط اس معنی مین ہی کہ تمام حکومت اسلامیہ پر ایک خلیفہ حاکم ہوگا اور سب لوگ اُسکے خلیفہ بنانے پر متفق رہینگے قاضی عیاض رح نے فرمایا کہ شاید اس حدیث مین اُسکے مانند احادیث مین مراد یہ ہی کہ جب تک اسلام کو تمام مخالفین پر پوری قوت رہیگی اور اسلامی امور سلطنت اپنے انتظام پر ٹھیک رہینگے اور خلافت کی عزت رہیگی اور ایک ہی شخص کی خلافت پر شرق سے مغرب تک ممالک اسلامیہ کے لوگ متفق رہینگے اس مدت مین بارہ خلیفہ ہونگے اور ایسا ہی واقع بھی ہوا یہانتک کہ اسکے بعد بنی امیہ کے درمیان ولید بن یزید کے زمانہ مین فتنے واقع ہوے اور اُنکی نوبت یہانتک پہونچی کہ خلیفہ پر اتفاق نہ رہا آخر بنی عباس کی سلطنت قائم ہوئی اُنھون نے بنی امیہ کا استیصال کر دیا شیخ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری مین کہا کہ اس حدیث کی تفسیر مین قاضی عیاض کا یہ کلام بہت عمدہ ہی اور خود حدیث کی بعض روایات مین اسکی تائید موجود ہی اور ایک خلیفہ پر بعد آنحضرت صلعم سب لوگون کے اتفاق کرنے سے مراد یہ ہی کہ سب اُسکی بیعت پر مطیع ومنقاد ہون اب غور کر کے دیکھو کہ ایسا کب تک ہوا پس اول حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق ہوا یہانتک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاویہ امیر شام کو جدال صفین کے بعد جب محاکمہ واقع ہوا تو محاکمہ پر معاویہ کو بھی شام کے لوگ خلیفہ کہنے لگے پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کے بعد

عرب نے سب نے معاویہ کی خلافت پر اتفاق کیا پھر معاویہ کے بیٹے یزید پر اتفاق ہوا کیونکہ امام حسین علیہ السلام کا کام نہین پڑا بلکہ آپ شہید کیے گئے پھر یزید کے مرنے کے بعد کچھ دنون اختلاف رہا پھر عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد سب نے عبدالملک کی خلافت پر اتفاق کیا پھر اُسکے چار بیٹے ولید پھر سلیمان پھر یزید بن عبدالملک پھر ہشام کی خلافت پر اتفاق رہا لیکن سلیمان اور یزید کے درمیان عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی خلافت پر اتفاق پس خلفای راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد یہ سات آدمی ایسے ہوے جنکے خلیفہ ہونے پر سب نے اتفاق کیا اور بارھوان ولید بن یزید بن عبدالملک ہوا چنانچہ جب ہشام بن عبدالملک مرا تو سب نے ولید بن یزید مذکور کو خلیفہ بنانے پر اتفاق کیا اور قریب چار برس کے متفق رہے پھر بنی امیہ مین سے ایک جماعت اُٹھ کھڑی ہوئی اور اُنھون نے عہد توڑ کر ولید مذکور کو قتل کر دیا اُسدن سے فتنے پھیلے اور حالات متغیر ہونے لگے اور بنی امیہ مین یہانتک اختلاف ہوا کہ آیندہ کسی شخص کی خلافت پر سب نے اتفاق نہین کیا یہانتک کہ دولت عباسیہ قائم ہوئی لیکن دولت عباسیہ ایسی نہ تھی کہ اسلامی ممالک مین مشرق سے مغرب تک ایک خلیفۂ عباسی پر اتفاق ہو بلکہ ممالک اندلس پر مروانیون نے تغلب کیا اور مستقل بادشاہ بن بیٹھے اور خلیفہ اپنا لقب رکھا اور عباسیہ کی دولت مین بھی مختلف ہرج مرج ہوتے رہے یہانتک کہ خلافت کا فقط نام رہگیا اور وہ قوت خلافت کی اور وہ قوت اسلامی اور وہ انتظام نرہا جو اتفاق پر تھا مثلاً عبدالملک بن مروان کے واسطے ممالک اسلامیہ مین تمام مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک خلافت کا خطبہ پڑھا جاتا تھا **مترجم** کہتا ہے کہ جس شخص کو علم تاریخ و واقعات سے کچھ لگاؤ ہو وہ خوب سمجھے گا کہ بیشک یون ہی واقع ہوا لیکن اس صورت مین خلیفہ کے معنی مطلقاً صاحب خلافت ہے جو سلطنت و حکومت کو شامل ہو کیونکہ خلافت کا لفظ عام لغت مین اسی معنی مین بولا جاتا ہے اور خاص خلافت نبوت خاص حدیث سے ثابت ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس سال تک ہے اسکے بعد بادشاہت ہے اور یہ خاص خلافت نبوت کے واسطے ارشاد ہوا ہے چنانچہ چارون خلیفۂ راشدین انتیس سال چھ مہینے تک رہے اور باقی چھ مہینہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پورے کیے پھر صلح کرکے معاویہؓ کے واسطے خلافت چھوڑ دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک روز امام حسنؓ کو گود مین لیکر فرمایا تھا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی ذات سے مسلمانون کے دو گروہ عظیم مین اصلاح [illegible] صحیحین وغیرہ مین موجود ہے اور اُسوقت سے ملک شام مین اسلامی سلطنت قائم ہوئی علماء رح نے کہا ہے کہ اسلامی سلاطین مین سے معاویہ [illegible] عادل ہین اور اگلے انبیا علیہم السلام کی کتابون مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و بشارات و نشانات آئے ہین اُن مین متواتر یہ [illegible] کہ آپ کی امت کی سلطنت شام مین ہوگی پس یہ علامت بھی پوری ہوئی والحمد للہ رب العالمین اور واضح ہو کہ خلافت نبوت کے عدل مین اور خلافت کے عدل مین بہت بڑا فرق ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ بارہ خلیفہ کی حدیث مین دوسری تفسیرین و تاویلین بھی بیان کی گئی ہین لیکن [illegible] سب سے بہتر ہے کیونکہ جسطرح واقع ہوا وہ اس معنی سے موافق ہے اور اگر یہ وہم ہو کہ بعض اوقات باہم اختلافات بھی واقع ہوے مثلاً جب شام مین [illegible] خلیفہ کہلاتا تھا تو حجاز و عراق وغیرہ مین حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ خلیفہ کہلاتے تھے تو ایک شخص پر اتفاق نہوا اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث کا اصلی مقصد یہ ہے کہ اس درمیان مین ہرج و مرج و فتنہ ایسا نہوگا جس سے اسلامی مملکت مین شعائر اسلام [illegible] اختلاف ہوا اور اُسوقت یہ بات موجود تھی لیکن درحقیقت اُسوقت کوئی خلیفہ نہ تھا کیا نہین دیکھتے ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن علی [illegible] بن الحنفیہ کہلاتے ہین عبداللہ بن زبیر [illegible] نہین کی اور عبدالملک سے بھی بیعت نہین کی بلکہ یون فرمایا کہ جب خلیفہ پر اتفاق ہوگا تو مین اُس سے بیعت کرونگا چنانچہ اخیر مین عبدالملک [illegible] پس ظاہر ہوا کہ اُسوقت خلیفہ موجود ہوا اور قبل اسکے ہر ایک فقط دعوی کرتا تھا بخلاف سلطنت عباسیہ کے کہ اُسوقت سب طرف ایسا ہرج مرج و اختلاف تھا کہ اسلامی انتظام مین فتور آیا اور کسی ایک خلیفہ پر اسکے بعد کبھی اتفاق نہین ہوا بلکہ روز بروز سوا ے اندلس کے اختلافات پیدا ہوتے گئے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (حدیث سوم) حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرے بعد کے دونون ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتدا کیجیو (رواہ الامام احمد والترمذی و ابن ماجۃ والحاکم) اور اس حدیث کو طبرانی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نہین جانتا ہون کہ تمہارے درمیان مین میرا باقی رہنا کب تک ہے پس تم لوگ اقتدا کیجیو

ان دونو کے ساتھ جو میرے بعد ہونگے ابوبکرؓ و عمرؓ کی الخ (امام احمد والترمذی وابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اقتدا کیجیو میرے اصحاب مین سے ان دونون کی جو میرے بعد ہونگے ابوبکرؓ و عمرؓ کی الخ (ابن ماجہ) اور اس حدیث کو ترمذی
مسعود رضی اللہ عنہ سے اور رویانی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہی مترجم کہتا ہی کہ اسمین ان دونون کی خلافت کا اظہار ہی بلکہ
اس حدیث کے موافق خود بخود واقع ہوتا تھا کیونکہ ان دونون شیخین رضی اللہ عنہما کی خلافت الہی مستقیم اور خلافت نبوت تھی کہ آیندہ جو خلیفہ کیا جاتا تھا مہاجرین و انصار
رضی اللہ عنہم اُس سے یہ شرط کرتے تھے کہ ہم آپ کو اپنا خلیفہ بنانے پر بیعت کرتے ہین اس شرط سے کہ آپ ہمپر حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہما کی سیرت کے
موافق خلافت کرین اور تمام طبقہ صحابہ و تابعین مین یہ بات مشتہر تھی حتی کہ خلفاے عباسیہ اس بات سے عذر کیا کرتے تھے کہ اس شرط سے ہمکو معاف کرو کہ ہم اسکی طاقت
نہین رکھتے ہین (حدیث چہارم) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب وفات شریف کے لوگون کو خطبہ سنایا اور فرمایا
کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ چاہے وہ دنیا مین رہے اور چاہے وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ کے یہان ہی پس اس بندے نے وہی اختیار کیا جو
اللہ تعالیٰ کے یہان ہی پس ابوبکرؓ رونے لگے اور کہا بلکہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ قربان کرینگے پس ہم سب لوگون نے تعجب کیا کہ یہ کیون روتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بندے کے حال سے خبر دی جسکو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا تھا حالانکہ پیچھے ہم سمجھے کہ یہ بندہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور
ابوبکر رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ معرفت رکھتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری صحابیت مین مجھپر سب سے زیادہ محسن اپنی جان و مال سے
ابوبکرؓ ہی اور اگر مین سواے اپنے رب عزوجل کے کسیکو خلیل بنا سکتا تو ابوبکر ہی کو اپنا خلیل بناتا لیکن اسلامی خلت و مودت ہی اب مسجد کی جانب
کھلا ہوا کوئی دروازہ نہ باقی رکھا جائیگا سواے ابوبکر کے دروازہ کے (صحیحین و سنن و مسانید وغیرہ) اور فرمایا کہ ابوبکر میرا صحابی اور غار مین میرا مونس ہی اور
ایک روایت مین فرمایا کہ اسلام کی خلت افضل ہی اور یہ حدیث بکثرت طرق و اسانید کے ساتھ حضرت حذیفہؓ و انسؓ و عائشہؓ و ابن عباسؓ و معاویہؓ وغیرہ سے
مشہور روایت ہی اور علماءؒ نے کہا کہ اس حدیث مین خلافت صدیقؓ کی جانب صاف اشارہ ہی کیونکہ انکو ہر وقت مسجد مین آنے اور بیٹھنے اور نماز پڑھانے وغیرہ
کی ضرورت لاحق رہتی ہی (حدیث پنجم) انیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بنی مصطلق نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین یہ بات پوچھنے کو بھیجا کہ ہم اپنے
اموال کی زکوٰۃ آپکے بعد کسکو ادا کرین پس مین نے آکر پوچھا تو آپنے فرمایا کہ ابوبکر کو ادا کرین (الحاکم وصححہ) (حدیث ششم) حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہی کہ جس مرض مین آپنے وفات پائی اُسکے درمیان مین مجھسے فرمایا کہ مجھے اپنے باپ اور بھائی کو بلا دے تاکہ مین ایک تحریر لکھدون کیونکہ
مجھے یہ خوف ہی کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے یا کہنے والا کہے کہ مین زیادہ لائق ہون حالانکہ اللہ تعالیٰ و اُسکے مومنین بندے سواے ابوبکر کے سب سے
انکار کرتے ہین (رواہ مسلم فی صحیحہ) اور اس حدیث کو امام احمد وغیرہ نے باسانید صحیحہ روایت کیا اور بعض روایت مین ہی کہ مرض الوفاۃ مین آپنے مجھسے فرمایا کہ
مجھے عبدالرحمن ابن ابی بکر کو بلا دے تاکہ مین ابوبکر کے واسطے ایک تحریر لکھدون پھر ابوبکر سے کوئی اختلاف نکرے پھر آپنے فرمایا کہ اچھا رہنے دے مع
کہ ابوبکر کے بارہ مین مومنین اختلاف کرین اور عبداللہ بن احمدؒ نے حدیث روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوبکر تیرے بارہ
اللہ تعالیٰ اور اُسکے مومنین بندے اختلاف سے انکار کرتے ہین مترجم کہتا ہی کہ یہ حدیث صحیح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے صریح نص ہی صرف اتنی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امر مقدر پر نظر فرماکر اس امر کا اعلان عام نہین فرمایا اور امر مقدر پر نظر کرنا صالحین اولیا کی شان ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
شان مبارک تو درجۂ نبوت مین سب سے اعلیٰ ہی و للہ الآخرۃ والاولیٰ (حدیث ہفتم) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بیمار ہوے یعنے جس مرض مین آپنے انتقال فرمایا پھر آپکا مرض سخت ہوگیا پس آپنے فرمایا کہ ابوبکر کو حکم دو کہ ان لوگون کو نماز پڑھاوے پس ام المومنین عائشہ
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوبکر مرد رقیق القلب ہین جب وہ آپکی جگہ کھڑے ہونگے تو دردناک ہوکر لوگون کو نماز نہین پڑھا سکینگے پس آپنے فرمایا کہ
ابوبکر کو حکم دے کہ وہ لوگون کو نماز پڑھاوے پس ام المومنین عائشہؓ نے دوبارہ عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ تو ابوبکر کو حکم دے کہ لوگون کو نماز پڑھاوے
اور ایک روایت مین ہی کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ عرض کیا اور آپنے قبول نہ فرمایا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے حکم دین پس حفصہ رضؓ نے عرض کیا تو آپ نے انکار فرمایا یہانتک کہ غصہ ہو گئے اور فرمایا کہ تم کو یوسف کی بھانے والیان ہو (صحیح بخاری و مسلم وغیرہ) واضح ہو کہ یہ حدیث متواتر ہے کیونکہ اس حدیث کو حضرت ام المومنین عائشہ و ابن مسعود و ابن عباس و ابن عمر و عبداللہ بن زمعہ و ابو سعید خدری و علی بن ابیطالب و حفصہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے اور حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ مین نے اس بارہ مین آنحضرت صلعم سے بار بار عرض کیا اور اسکی وجہ فقط یہ تھی کہ میرے دل مین یہ بات آئی کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑا ہوگا اسکو لوگ پسند نہین کرینگے اور لوگ اسکے ساتھ بدفالی سمجھینگے پس مین نے اپنے گمان کے موافق یہ چاہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس بات کو ہٹا دون **مترجم** کہتا ہے کہ یہ عام خیال تھا اور یہ خیال غلط نکلا کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے شان توحید پر ایمان لاکر اسکا کچھ بھی وہم نہین کیا بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسول اللہ کہکر دل و جان سے محبوب رکھتے تھے اور عبداللہ بن زمعہ کی حدیث مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا حکم دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اسوقت حاضر نہ تھے پس عمر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھکر نماز پڑھانی شروع کی اور ایک روایت مین ہے کہ مجھسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکلکر ابوبکر کو حکم دے کہ لوگون کو نماز پڑھاوے پس مین نکلا تو مین نے دروازے پر انکو نہ پایا بلکہ عمرؓ کو ایک جماعت مین پایا پس مین نے کہا کہ اے عمر لوگون کو نماز پڑھاؤ یعنے ابن زمعہ نے یہ خیال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ کوئی شخص نماز پڑھاوے پس انھون نے جب حضرت ابوبکرؓ کو نہ پایا اور صحابہ مین یہ بات معروف تھی کہ ابوبکر کے بعد عمر ہین پس انھون نے عمرؓ سے کہا کہ آپ پڑھا دیجیے اور عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز تھے پس جب انکی تکبیر کی آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تو سمجھکر فرمایا کہ نہین نہین اللہ تعالیٰ اور سب مسلمین سوائے ابوبکر کے سب سے انکار کرتے ہین اور ایک روایت مین ہے کہ اسکو بھی تین مرتبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور مسلمین سوائے ابوبکر کے سب سے انکار کرتے ہین (حدیث صحیح مشہور) اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے تکبیر کہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خشمناک ہوکر سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ ابن ابی قحافہ کہان ہین اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے مومنین بندے سوائے ابوبکر کے سب سے انکار کرتے ہین (حدیث صحیح) علمائے ربانیین نے کہا کہ اس حدیث مین بہت واضح دلالت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب صحابہ مین علی الاطلاق افضل و اولیٰ بامامت اور احق بخلافت تھے اور **شیخ اشعری** رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بالبداہت معلوم ہوگیا کہ ابوبکر افضل و احق ہین کیونکہ سب مہاجرین و انصار کی موجودگی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تاکید شدید کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امت کا امام بنایا اور خود انکو پہلے سکھلا دیا تھا کہ سب سے زیادہ لائق امامت وہ ہے جو کتاب اللہ تعالیٰ کا اقرا یعنے سب سے زیادہ عالم قرآن ہو اور خود صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی حکم سے یہ سمجھ لیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ خلافت کے واسطے لائق ہین چنانچہ پہلے وہ حدیث گزری کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جمیع انصار اور موجودہ مہاجرین پر یہی حجت پیش کی اور جمیع انصار نے اسکا اقرار کیا بلکہ عمر رضی اللہ عنہ نے اُنسے کہا کہ تم مین سے کسکا جی خوشی سے چاہتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے موجود ہونے کے وقت اُنکے آگے ہو کر انکا امام بنے تو اون نے کہا کہ معاذ اللہ ہم مین سے کوئی ایسا نہین ہے جو ابوبکر کے آگے خوشی سے امامت کرنیکا قصد کرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صاف فرمایا کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضؓ کو حکم دیا کہ لوگون کو نماز پڑھاوین اور واللہ مین اُسوقت حاضر تھا کہین غائب نہ تھا اور تندرست تھا مجھے کوئی بیماری نہ تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو ہمارے دین کے واسطے پسند فرمایا کیا ہم اُسکو اپنی دنیا کے واسطے پسند نہین کرینگے **مترجم** کہتا ہے کہ دنیا سے ان بزرگون کی یہ مراد نہین ہے کہ نفس دنیا کے کامون مین امام بناوین بلکہ مومن خالص کے واسطے دو طرح کے کام ہین ایک وہ جو اپنی ذات سے آخرت مین منتقل ہونے والے ہین جیسے تسبیح و نماز وغیرہ اور دوم وہ اعمال جو دنیا مین چھوٹ جائینگے ولیکن انکا ثواب آخرت مین منتقل ہوگا اور انھین اعمال کو وہ لوگ دنیاوی اعمال کہتے تھے ورنہ دنیا و اُسکے کام ملعون ہین و کار دنیا ہیچ پس غیر ممکن ہے کہ یہ اکابر رضی اللہ عنہم دنیا کے واسطے یہ کام کرتے کیا نہین دیکھتے ہو کہ وہ خلافت نبوت تھی یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت تھی پس جمیع اعمال خلوص نیت سے مثمر ثواب عظیم تھے وللہ الحمد والمنۃ (حدیث ہشتم) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین انصار کے ایک خاندان مین جنکو بنی عمرو بن عوف کہتے تھے جھگڑا ہوگیا اور یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو ظہر کے بعد آپ اُنکے یہان تشریف لیگئے تاکہ آپ اُنمین صلح کرائین اور یہان بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اگر نماز

Marfat.com

[illegible] نہ آؤن تو ابوبکر کو حکم دیجیو کہ وہ لوگونکو نماز پڑھاوے پھر جب نماز عصر کا وقت آیا اور بلال رضی اللہ عنہ [illegible] کو آپ کا حکم پہونچایا پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی (امام احمد و ابوداؤد وغیرہ) علماءؒ نے کہا کہ بکثرت روایات سے یہ بات ثابت ہے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم مین ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت کے واسطے مشہور تھے اور واضح ہو کہ امت پر امام مقرر کرنے سے اصلی غرض یہ ہے کہ دین حق کا [illegible] خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت بالتصریح خلافت نبوت تھی تو امام برحق ضرور عالم ہونا چاہیے تاکہ دین حق کے شعائر کو موافق حکم اللہ و رسول کے ٹھیک قائم رکھے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موافق اسرار شریعت کے جاری کرے اور بدعات اور مجرمات کو مٹا دے یہ سب اصلی مقصود ہے اور اسکے ذیل مین امور دنیاوی و انکی تدابیر ہین مثلاً اموال کو عدل کے طریقے سے حاصل کرنا اور اُنکے مستحقین کو پہونچانا بلکہ مترجم کہتا ہے کہ شریعت عین عدل ہے اور انتظام عدل کو اسی حسن نیت سے ٹھیک قائم کرنا ضروری ہے تاکہ انتظام شریعت قائم رہے پس یہ عدل بھی واجب ہے بلکہ فرض ہے اور مین نہین جانتا کہ کسی عالم ربانی نے اسمین اختلاف کیا ہو کیا نہین جانتے ہو کہ امام سے ایک ساعت کا عدل جسکا نفع شریعت کو اور تمام جہان کو پہونچتا ہے ایک سال کی عبادت سے افضل ہے اور اولیاے عارفین اس معنی کو اس سے بہت بڑھکر سمجھتے ہین اور اُس کے معارف و حقائق بہت بلند اور دقیق ہین لیکن بدعتی گمراہ فرقے جب اپنی جہالت سے جانورون مین شامل ہونا پسند کرتے ہین اور اُن کے قلوب مین نور ایمان ہی بجھا جاتا ہے تو بھلا نور توحید کہان پھر اسرار شریعت کی معرفت کہان پھر ان مقامات تک عروج کہان اور اسی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ خوارج و روافض وغیرہ کس طرح صریح حق سے مخالف ہو کر جہالت مین گرتے ہین اور عارفین صالحین کو بہت سخت تعجب ہوتا ہے کہ یہ کیا بات ہے کہ ایسے مستقیم صریح حق کو یہ لوگ نہین دیکھ سکتے ہین لیکن جب وہ لوگ شان حق سبحانہ تعالیٰ کی معرفت سے کسی وقت جدا نہین ہوتے تو انکو اسکی شان ہدایت صاف نظر آتی ہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ ابن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا کہ ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ مجھسے ہارون الرشید نے کہا کہ اسمین کیا بھید تھا کہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر سب مہاجرین و انصار یکبارگی متفق ہو گئے ہارون رشید بادشاہ کے مقابلہ مین جواب دینا احتیاط کے ساتھ لازم تھا مین نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے سکوت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا مومنون نے سکوت کیا ہارون نے کہا کہ مجھے تیری بات سے کچھ فائدہ حاصل نہوا مین نے کہا کہ اے امیر المومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آٹھ روز تک بیماری کی شدت رہی اور بلالؓ نے پوچھا کہ لوگون کو کون شخص نماز پڑھاوے آپنے فرمایا کہ ابوبکر کو حکم دے کہ وہ نماز پڑھاوین پس ابوبکر رضی اللہ عنہ برابر نماز پڑھاتے رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر برابر وحی نازل ہوتی تھی مگر اس حکم کے خلاف کوئی وحی نہین آئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اور آپکے سکوت سے مومنون نے سکوت فرمایا یہ جواب سنکر ہارون نے کہا کہ خدا تجھ مین برکت دے تونے خوب بات نکالی مترجم کہتا ہے کہ ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ تعالیٰ نے احتیاط کی گفتگو کی ورنہ ابھی معلوم ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت تاکید سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ و اُسکے بندگان مومنین سوائے ابوبکر کے سب سے انکار کرتے ہین یعنی اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ ابوبکر کی امامت ہو اور مومنین بندون کے دل اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہین اُنکے دل فقط ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب متفق ہونگے اور سوائے ابوبکر رضہ کے کسی پر متفق نہونگے اور یہان سے یہ بات بالکل بدیہی صاف ظاہر ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم وحی پہونچایا اور جمیع صحابہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم مین یہی شائع تھا اور جب روافض نے دیکھا کہ ایسے بدیہی متواتر امر کے انکار کرنیکی کوئی صورت نہین ہے تو انھون نے یہ مکر گانٹھا کہ اسکے خلاف ایک وحی خفیہ آئی تھی اور اُس وحی مین فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوائے کوئی تیسرا شخص نہ تھا مگر جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ بکثرت فرشتے آئے اور نخلیہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ پیام سنایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب مہاجرین و انصار ملکر خلافت چھین لینگے پس تم اُسوقت اپنی شجاعت کا اظہار نہ کیجیو اور جاہے جسقدر تم پر سختی ہو برداشت کیجیو پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین ضرور خلافت بنوت لونگا لیکن بہت تاکید سے سمجھایا گیا کہ نہین ہرگز تلوار کو نیام سے نکالیو اور اس بات پر ایک محضر لکھوایا گیا اور اسپر حضرت جبرئیل و میکائیل و جماعت ملائکہ کے دستخط ہوے اور بعض روافض نے یہ گانٹھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ یعنی اے پیغمبر پہونچا دے جو تجھپر تیرے رب کی طرف سے نازل کیا گیا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اللہ تعالیٰ کی رسالت کچھ نہین پہونچائی پھر رافضی نے کہا کہ اسکا یہ مطلب تھا کہ سب کو یہ حکم پہونچا دو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کو خلیفہ کیا ہی رافضی کہتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کیا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ وغیرہ اسیواسطے ہجرت کرکے آئے تھے کہ میرے بعد خلافت جمھین لین اگر مین یہ پیغام پہونچاؤن تو مجھے سب ملکر مار ڈالین تب نازل ہوا واللہ یعصمک من الناس یعنی خدا تجھکو لوگون سے محفوظ رکھیگا تب بھی آپ نے اہل بیت پر خوف کیا آخر کو وہ محضر لکھوایا گیا جسکا اوپر ذکر ہوا ہی مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالےٰ ایسے جھوٹے کذاب گمراہون سے مسلمانون کو بچاوے اور تعجب ہی کہ ایسے خرافات باتون پر کیونکر ایمان لاتے ہین بہرحال تمنے انکا مکر سن لیا کہ وہ بالکل مخفی محضر کا دعویٰ کرتا ہی جسکا کوئی شاہد نہین ہی اور مقدمہ مین بیان ہوچکا کہ نصرانیون نے اور یہودیون نے اپنے دین کے نقل کرنیوالے اس سے زیادہ بیان کیے ہین اور ان روافض کے پاس متواتر چھوڑ کر مشہور روایت بھی نہین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے پہلے اس کذاب نے دعویٰ کیا کہ علم الٰہی مین یہ بات معلوم تھی لغا تم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع اصحاب مہاجرین و انصار سب مرتد ہونگے کیونکہ اس محضر کو قبل وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرتا ہی اور یہ اُس کذاب کو لازم ہوا کہ اُسنے تقدیر سے انکار کیا ہی کیونکہ قرآن مجید مین صحابہ رضی اللہ عنہم کے صادقین مومنین مفلحین حتی کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی کامل شہادت موجود ہی اور اسکے جواب مین رافضی نے کہا کہ پہلے یہ لوگ ایسے ہی تھے پھر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتد ہوے تو یہ حکم بدل گیا اور جب کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ سب جانتا تھا اور اُسکی تقدیر مین سب موجود تھا تو کہنے لگا کہ تقدیر کوئی چیز نہین ہے جیسا کرے ویسا ہوجاتا ہے نعوذ باللہ من الضلال (حدیث نہم) حضرت سفینہ مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مبارک نبوی کی بنیاد رکھی تو پہلے اُسکی نیو مین خود اپنے مبارک ہاتھ سے ایک پتھر رکھا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے پتھر کے پہلو مین اپنا ایک پتھر رکھ پھر عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے پہلو مین اپنا ایک پتھر رکھ پھر عثمان رضی اللہ عنہ سے اسیطرح فرمایا کہ عمرؓ کے پتھر کے پہلو مین اپنا پتھر رکھ پھر فرمایا کہ میرے بعد یہ خلفا ہین (ابن حبان فی صحیحہ) اور اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین صحیح کہا اور بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ وغیرہ مین روایت کیا اور امام ابو زرعہ نے کہا کہ اسکی اسناد اچھی ہی اور یہ بات بالکل بدیہی ہی کہ دین اسلام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک تمام ملکون مین پھیل گیا اور اللہ تعالیٰ نے جسطرح قرآن مین آگاہ فرمایا بقولہ تعالیٰ لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون یعنے ہمنے اپنا پیغمبر خاتم النبیین دین اسلام توحید کے ساتھ بھیجا تاکہ اُسکو سب دینون پر غالب کرین اگرچہ مشرک لوگ بُرا مانا کرین اور دوسری آیت مین خاتمہ ہی کہ اگرچہ کافر بُرا مانا کرین۔ ھ۔ ظاہر ہی کہ ان فتوحات سے بُرا ماننے والے مشرک و کافر ہین تو ضرور یہ خواج و روافض ہوسکتے ہین اور مہاجرین و انصار سب رضی اللہ عنہم شکر یہ خوشی سے ادا کرتے تھے تو وہ صریح مومنین کاملین ہین اور اللہ تعالیٰ نے انکے جہادون مین کمال رحمت سے فتح و نصرت عجیب عنایت فرمائی حتی کہ جمیع اہل کفار بھی تعجب سے قائل ہین کہ یہ عجیب فتوحات تھین سفینہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس ۳۰ برس تک ہی اسکے بعد ملک عضوض ہوگا (امام احمد و ائمہ سنن و ابن حبان وغیرہم) یہ صحیح ہی کہ خلافت نبوت آپکے بعد تیس سال تک ہوگی اور یہ مشہور متواتر حدیث ہی اور اس مدت مین خلفائے اربعہ و امام حسن ہوے پس سب برحق تھے اور ملک عضوض سے مراد یہ کہ آئندہ سلطنت ہوگی جسمین رعیت پر جور و ظلم ہوگا سعید بن جہان رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی سے کہا گیا کہ بنی امیہ دعوی کرتے ہین کہ خلافت ہمارے درمیان برحق ہی سعیدؒ نے کہا کہ یہ وا ہی لوگ جھوٹے ہین بلکہ وہ لوگ بادشاہون مین سے ہین اگر یہان یہ وہم ہو کہ سابق مین بارہ خلیفہ کی احادیث گزری ہین اور یہان فقط تیس ہی برس تک چار خلیفہ ہین جواب یہ کہ یہان خاص خلافت نبوت کا بیان ہی اور وہان مطلقاً قوت اسلام کا زمانہ بیان کرنا مقصود ہی یعنے بارہ خلیفہ تک اسلام مین مشرق سے مغرب تک ایک کلمہ پر بغیر اختلاف کے اتحاد رہیگا اور اسکے لیے یہ ضرور نہین ہی کہ سب عادل ہون کیونکہ وہان خلیفہ کی سیرت بیان کرنا مقصود نہین ہی تو اس مین عادل و غیر عادل سب خلفا داخل ہین جب تک اتحاد رہے اسی طرح بعض روایات مین امت کے سب عادل خلفا کا بھی ذکر ہی وہ بھی بارہ خلیفہ ہونگے چنانچہ اسکے متعلق روایت موجود ہی حتی کہ بعض علما کو یہ شبہہ ہوا کہ دونون حدیثین ایک ہی ہین اور تحقیق واللہ تعالیٰ اعلم یہ ہی کہ یہ دو حدیثین ہین اور دونون کے مضمون صحیح ہین اور واضح ہو کہ اگلی کتابون مین جو بشارت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے حق مین وارد ہوے ہین انمین

اف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خلافت حقہ شروع ہی پھر نبوت کے بعد جو سلطنت ہوا کرتی ہی وہ شام سے بیان ہوئی ہی
اللہ رب العالمین واضح ہو کہ تابعین رضی اللہ عنہم مین یہ بات مشہور تھی کہ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ قطعی اجماعی اور اللہ تعالیٰ کی طرف
از حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابتدا مین ہمکو گون نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم کہ مرتدون سے قتال کرو قطع تعمیل حکم کے طور پر
کیا حالانکہ ہم لوگون کی راے نہ تھی اور آخر مین ہمنے جانا کہ یہ الہام ربانی تھا کہ اسکا شکر ہمپر واجب ہی اگر حضرت ابوبکر خلیفہ رسول اللہ ان مرتدون سے قتال نہ
تو اسلام باقی نہ رہتا کما فی تفسیر ابن کثیر اور تابعین کے علما مین یہ بات معروف تھی کہ خلافت صدیق رضی اللہ عنہ موافق ارشاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تھی چنانچہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے حضرت حسن بصری سے چند سوالات پوچھنے کے لیے محمد بن الزبیر کو بھیجا تو بعد مقصود کے محمد بن الزبیر نے کہا کہ لوگ
مین بعضے لوگ اختلاف کرتے ہین کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھی اور آپنے جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کو یا ہو
کیا آپکے نزدیک یہ خلافت موافق ہدایت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تھی محمد بن الزبیر نے کہا کہ مجھسے یہ بات سنکر حضرت حسن بصری اٹھ بیٹھے اور فرمانے لگے
کہ ارے کیا تجھے اسمین شک ہی قسم ہی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی جسکے سوا کوئی الوہیت والا نہین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے بخلافت
تھی اس روایت کو ابن عساکر وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہی شیخ نے اس مضمون کے واسطے ایک فصل علیحدہ منعقد کی **فصل چہارم** کیا خلافت ابوبکر رضی اللہ
عنہ موافق ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی روایات سابقہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگاہ
کر دیا تھا اور یہی ایک جماعت محدثین و محققین کا قول ہی اور یہی قول حق ہی اور اکثر اہل السنۃ نے کہا کہ ابوبکر رضہ کی خلافت پر نص نہین فرمائی اور انکی دلیل چند روایات
ہین **اول** حضرت عمر رضہ نے اپنی وفات کے قریب لوگون کے جواب مین کہا کہ اگر مین کسی خاص شخص کو خلیفہ نامزد نکرون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تھا
اور اگر نامزد کرون تو ابوبکر نے مجھے نامزد کیا تھا عبد اللہ بن عمر رضہ نے کہا کہ جب مین نے یہ کلمہ سنا تو مین سمجھ گیا کہ حضرت والد ماجد کسی کو نامزد نکرینگے کیونکہ وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ کی اتباع کے مقابلے مین کسی کا خیال نہ کرینگے یہ تمام حدیث صحیحین وغیرہ مین ہی **دوم** حضرت علی رضہ نے جنگ جمل کے بعد فرمایا کہ اے لوگو اس خلافت کے
بارہ مین ہمارے پاس کوئی نص نہین ہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ مین ہمکو گون سے فرمائی ہو بلکہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سب نے اجماعی
رائے سے ابوبکر رضہ کو خلیفہ کیا تو ٹھیک استقامت کے ساتھ انھون نے خلافت کی یہانتک کہ انتقال فرمایا پھر ابوبکر رضہ نے انتقال کے وقت اپنی راے سے
عمر رضہ کو خلیفہ مقرر کر دیا اور عمر رضہ نے ٹھیک استقامت سے خلافت کی یہانتک کہ دین تمام و کمال مستقر و محیط ہو گیا پھر عمر رضہ کے انتقال کے بعد جا بجا کچھ تو مین
ایسی پیدا ہوئین جنھون نے دنیا کی خواہش کی تو کچھ ایسی امور ظاہر ہوئے جنمین اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماویگا (امام احمد و بیہقی) حضرت علی رضہ سے کہا گیا کہ آپ
کسی کو خلیفہ نہین فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خلیفہ نامزد نہین فرمایا تھا تو مین بھی نامزد نہین کرتا ہون لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو ان
لوگون کی بہتری منظور ہی تو وہ ان لوگون کو توفیق دیگا کہ ان سب مین جو کوئی بہتر ہو اسکی خلافت پر اتفاق کرین جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
ہم سبکو توفیق ملی تھی کہ سب سے بہتر کی خلافت پر سب نے اجماع کیا (الحاکم قال حدیث صحیح) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے انتقال فرمایا تو ہم لوگون نے اپنے درمیان امر خلافت مین غور کیا پس ہمنے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نماز کے لیے
رضی اللہ عنہ کو ہمارا امام بنایا تھا تو ہمنے اپنی امر دنیا کے لیے بھی اسیکو پسند کیا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے
(رواہ ابن سعد وہو حدیث صحیح) اور امام المحدثین بخاری رح نے بھی کہا کہ سفینہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث روایت کی جاتی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ابوبکر و عمر و عثمان رضہ کے واسطے فرمایا کہ یہی میرے بعد خلیفہ ہین تو اس حدیث کے راوی کی متابعت نہین ملی یعنے کسی دوسرے راوی نے
یہ روایت نہین کی اور خود حضرت عمر و علی و عثمان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو خلیفہ نہین کیا۔ ۱۲ شیخ نے کہا کہ دونون قول ٹھیک
قول اول مین موافق حدیث سفینہ رضہ وغیرہ کے یہ مراد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے ایک زمانہ پہلے یہ خبر دی تھی کہ میرے بعد یہ
اور قول دوم مین یہ مراد ہی کہ وقت وفات کے کسی خاص کا نام نہین لیا مترجم کہتا ہی کہ مین صحیح حق کو بفضل اللہ سبحانہ و تعالیٰ الخ

Marfat.com

ہوتو ہو لیکن چند باتین سمجھ لینا ضرور ہی اوّل واضح ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے جسنے جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی وہ مثل قرآن مجید کے قطعی الدلیل تھی لیکن جب اس صحابی سے دوسرے نے یہ حدیث سُنی تو اسکو یہ وہم ضرور ہوگا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب سمجھنے مین اس شخص سے وہم ہوا ہو لہذا اگر دوسرے صحابہ نے یا زید نے بیان کردیا تو یہ وہم جاتا رہتا تھا یا خود جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرلیا اب ہمارے زمانہ مین لوگون کا واسطہ تو ہی تبع تابعی پھر تبع تابعی پھر صحابی پھر اگر دس بارہ تابعین نے بھی اس صحابی سے روایت کی تو بھی وہم باقی رہتا ہی جب دس بارہ صحابی سے بھی روایت ہو طبقہ صحابہ و تابعین مین وہ بات مشہور ہو دوم صحابہ رضی اللہ عنہم خالص ایمان والے تھے کہ ہر دم اُنکو شہادت کی آرزو تھی اور موت کو غنیمت سمجھکر منتظر رہتے تھے اور دنیا مین زیادہ رہنے سے بیزار تھے مگر آنکہ نیک اعمال زیادہ جمع کرین اور لوگون کا ذکر نہین کرتے اوّل تو وقت رائگان اور دوم غیبت کا خوف تھا سوم تابعین کو بھی قرآن مجید کے ساتھ ضرورت تقوی کی احادیث سناتے رہتے تھے اس کیفیت وحالت کو اس زمانہ کے واسطے آئینہ بناکر ہر بات کو اپنے موقع پر رکھو تاکہ حق ظاہر ہو اور جس شخص نے دنیا کی طرف نظر لگائی اور اسکا قلب خراب ہورہا ہی اور تقوے کے معنی سے محروم ہی وہ کمبخت ہمیشہ اپنے نفس و اپنے زمانہ کے موافق قیاس کرکے ہمیشہ گمراہ و مسخرہ شیطان ہوجائیگا اب مین کہتا ہون کہ حق واللہ تعالی اعلم یہ ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوحی الٰہی یہ بات قطعًا معلوم تھی کہ آپکے بعد حضرت ابوبکر پھر عمر رضہ وغیرہ ترتیب خلفا ہونگے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مین ایک جماعت قریش و بنی امیہ سخت مناقشہ کرینگے چنانچہ آیندہ حدیث لا ارالکم فاعلین مین ظاہر ہوگا بلکہ آپ جانتے تھے کہ آیندہ یزید پلید اور ولید و حجاج وغیرہ کے مانند ایسے ظالم ہونگے کہ قرآن مجید پر ایمان لانے سے منحرف ہوکر توہین کرینگے اور آپ کی عترت طیبین طاہرین کے ساتھ ظلم سے پیش آوینگے اور ان خبیث ظالمون کے ساتھ بہت سے قریش وغیرہ بے ایمان سخت دل مددگار فوج ہونگے اور تقدیر جاری ہوچکی ہی کہ ایسے ظالم بادشاہی پاوین لہذا آپنے بہت تاکید فرمائی کہ ثقلین یعنے قرآن و میری عترت طاہرین کے ساتھ نیک برتاؤ کیجیو اور آیۃ التطہیر کا سیاق صریح قرآن مین ازواج مطہرات کے واسطے ہی تو اس آیت مین عترت طاہرین کا شامل ہونا کمال اہتمام سے عام طور پر ظاہر فرمایا تاکہ یہ حکم عام صحابہ پر ظاہر رہے اور تابعین مین قطعی منتقل ہو اور ظالم جاہلون کو ہو مجھے حالانکہ باوجود اسکے بھی ان ظالمون مین سے بہتیرے منکر تھے کہ عترت اس حکم مین شامل نہین ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت متواتر تہدید فرمائی کہ اندھیری رات کی طرح سیاہ تاریک فتنون سے پہلے جسکو عمل کرنا ہو کرلے اور ان فتنون کا حال حکمت سے تفصیل سے اعلان فرمایا اور انصار رضی اللہ عنہم پر ترحم کیا اور اکابر صحابہ خصوصًا خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم بھی ان حالات سے آگاہ کردیے گئے تھے چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث حذیفہ رضہ اور ابوداؤد کی حدیث فتح [illegible] وغیرہ مین اسکی تصریح ظاہر ہی اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین فتنہ کا زمانہ قریب آیا تو ایک صحابی انصاری زید بن خارجہ رضہ نے مدینہ [illegible] دوسرے نے اسکے بعد مکہ مین بلکہ چند صحابہ رضہ نے موت کے بعد کلام کیا اور جب تختہ پر نہلائے جاتے تھے تب کلام سے آگاہ کیا کہ فتنہ عظیم قریب آگیا اور ہر شخص جانتا ہی کہ ان فتن مین نام بنام عام طور پر اول سے اعلان فرمانا کسیطرح حکمت کے لائق نہ تھا بلکہ خلیفہ کا نام بھی خاص طور پر معین کردینا مقتضاے حکمت نہ تھا کیا نہین دیکھتے ہو کہ قبیلہ بنی عامر کا سردار اور بنو حنیفہ والا کذاب اور بہت جہال عرب اسی تمنا مین اسلام لانے کو دوڑتے تھے کہ ہمارے واسطے نیابت بنا دے اور یہ ظاہر ہی کہ عرب کے قبائل فوج فوج جو داخل اسلام ہوئے جنکا ذکر سورۂ اذا جاء نصر اللہ مین ہی وہ بالکل آخر زمانہ مین واقع ہوا اور یہ اعراب بدوی اسلام سے کمتر واقف ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کی خبر سنی اور دیکھو کہ مکہ معظمہ فتح ہوے دو سال ہوچکے تھے تاہم بعد وفات کے بعضے بنی عبد مناف و بنی مغیرہ نے تعصب و حمیت سے حضرت علی رضہ وغیرہ کو اُبھارا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑ دو اور تم دعوی رکھتے ہو تمام قوم سے تمھاری مدد کرین بلکہ ام المومنین عائشہ رضہ کی صحیح حدیث مین گزرچکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپ و بھائی کو بلاؤ تاکہ مین نوشتہ لکھدون ایسا نہو کہ کوئی تمنا کرنیوالا تمنا کرے اور کہنے والا کہے کہ مین زیادہ مستحق ہون دیکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی سبب کو دون کا اشارہ فرمایا پھر خود ہی کہا کہ رہنے دے یعنے ست بلا کیونکہ اللہ تعالی و اُسکے مومنین بندے سوائے ابوبکر کے سب سے انکار کرتے ہین [illegible] دیکھو یون ہی واقع ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود اُسکو جھڑک دیا کہ تو منافق ہی تو یہ چاہتا ہی کہ اہل ایمان مین فساد ڈالے اور ظاہر فرمایا

Marfat.com

کرنے سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین کچھ کراہت نہین ہی یعنی اللہ تعالیٰ نے ہم لوگون سے جہت جاہلیت کو دور فرمادیا [illegible]
مشورہ [illegible] نہین کیے گئے اسوقت تک آپکو یہ عذر ظاہر ہوا تھا کہ وہ موقع نہایت خطرناک ہوگیا تھا جبکہ مومنین انصار رضی اللہ عنہم [illegible]
رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے پر مستعد ہوکر جمع ہوئے تھے حتی کہ یہ خوف عظیم تھا کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ یا کسی مہاجری قریشی کے ہاتھ پر بیعت [illegible]
سدھارے تو شاید انصار کی بیعت واقع ہوجاوے اور دین اسلام مین وہ فتنہ عظیم برپا ہو کہ آیندہ اصلاح غیر ممکن ہوجاوے اور بیعت سے خلع کرنا عرب بالکل [illegible]
بالکل عیب سمجھتے تھے حالانکہ آخر زمانہ مین تو یہ صورت واقع ہونے لگی اور یہ اسوقت ہوا جب عہد امانت مٹنے لگا تھا پس غور کرو تو معاویہ [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص خاص لوگون سے اور احکم واحسن طریقے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص صریح دیدی اور ابتدا [illegible]
کے بعد یہ لوگ کیا متصل خلیفہ ہونگے یا کسی خلیفہ کے بعد خلیفہ ہونگے پھر ایام مرض مین خاص طور پر تصریح کی کہ آپکے بعد ابوبکر رضہ خلیفہ ہونگے لیکن اعلان نہین فرمایا
پس خاص لوگ قطعی طور پر جانتے تھے اور عام لوگ اس سے آگاہ نہ تھے اور یہ خاص فرمان جب تک اعلان مین مشتہر ہوا اسوقت تک عام پر نص نہوگا جیسا
کہ پہلے بیان ہوا ہی لہذا خاص خاص صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت ہوا کہ آپنے خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے تصریح فرمائی اور خلیفہ کردیا اور عام طور پر
جمہور صحابہ رضہ نے کہا کہ کسی کو خلیفہ نامزد نہین فرمایا یعنے عام طور پر جس سے وہ حکم سب پر حجت ہوجاوے کسی کی خاص نام سے تصریح نہین فرمائی لیکن اشارے
سے ابوبکر کو خلیفہ کردیا چنانچہ اسی اشارے پر سب انصار نے رجوع کیا اور نزاع چھوڑ دیا اور مہاجرین نے بسر وچشم قبول کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
اول ہی بیعت کرلی حالانکہ کچھ ناخوشی ظاہر کی تھی کہ ہم کو کیون شریک نہین کیا پھر حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی دلدہی مین بوجہ مناقشہ مال میراث
کے چند مدت تک سکوت کیا اور آخر مین عذر کیا چنانچہ صحیحین وغیرہ مین ہی کہ چھ مہینہ کے بعد حضرت علی نے شکایات کو صاف بیان کیا اور ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے عذر کیا کہ وہ وقت اس قابل نہ تھا کہ انصار کو بغیر بیعت کے چھوڑ دیا جاوے اور کہا کہ یہ مال صدقہ کی بابت جو جھگڑا میرے اور تمھارے
درمیان ہوا تو اللہ تعالیٰ شاہد ہی کہ مین آسمین حق پر ہون اور مین واللہ اس طریقے کو نہین چھوڑونگا جسپر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
ہر باوجودیکہ واللہ مجھے اپنی قرابت کے ساتھ سلوک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے سلوک کرنا نہایت محبوب ہی لیکن باوجود اسکے یہ بات واللہ مجھے
مانع نہوگی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ مبارک سے ذرا بھی تجاوز نکرون **تنبیہ** روافض کے خرافات کا بیان اوپر ہوچکا اور شیخ نے یہان نفیس
تقریر مین روافض کے بعض ہذیانات کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا ہی چنانچہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی سے یہ بات معلوم ہوگئی تھی کہ اللہ
تعالیٰ کو سوائے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے کسی کی خلافت منظور نہین ہی اور اس امر مقدر کی آگاہی کے بعد آپنے کچھ اس امر کی ضرورت نہین سمجھی کہ
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ایام مرض مین صریح نص کے ساتھ عام ابلاغ کیا جاے اور سب کو خبر پہونچائی جائے کیونکہ جب آپ کو معلوم ہوگیا
تھا کہ اللہ تعالیٰ و اسکے مومنین بندے سوائے ابوبکر کے کسی پر راضی نہین ہین تو کچھ ضرورت باقی نہ تھی اور جس فرقہ نے یہ بہتان باندھا کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے بارہ مین صریح نص خلافت آئی تھی یہ بہتان باطل ہی کیونکہ اس وقت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ واجب تھا کہ آپ
قرآن مجید کیطرح صریح اسکو تمام امت کو پہونچا دین کیونکہ امت پر یہ حکم واجب تھا اور جب آپ پہونچاتے تو نقل مشہور کے ساتھ وہ روایت کیا
جاتا بہتانیون نے یہ عذر پیش کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسواسطے یہ حکم نہین پہونچایا کہ مہاجرین وانصار کوئی اس حکم کی تعمیل نہین کرینگے تو اس
حکم کا پہونچانا بے فائدہ ہی جواب یہ کہ یہ دوسرا بہتان بھی بالکل باطل ہی کیونکہ حکم کی تعمیل نہ ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم الٰہی
کا پہونچانا کیونکر ساقط ہوسکتا ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل وابولہب وغیرہ کفار قریش کو تمام وحی الٰہی [illegible]
ابلاغ کیا اور قیامت تک یہ ابلاغ موجود ہی باوجودیکہ ابوجہل وغیرہ بکثرت ایسے تھے اور قیامت تک ہونگے جو ہرگز ایمان لانے والے نہین [illegible]
اور یہ خوب معلوم تھا اور باوجود اسکے تبلیغ ساقط نہوئی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون واسکی قوم کو تبلیغ فرمائی فرقہ اگر اسنے کہا کہ آپنے
خصوصیہ ایک آدمی یا دو آدمیون کو یہ حکم پہونچا دیا تھا پس آپ کی طرف سے پہونچانا صادق آگیا جواب یہ ہی کہ امام ہونا فقط ایک یا دو شخص [illegible]

Marfat.com

امت پر انکی امامت فرض تھی تو انھین سب لوگون پر تبلیغ فرض تھی اسطرح کہ ان لوگون کو متواتر یا مشہور طریقے سے خبر ہو جائے جیسے قرآن مجید کا حکم ہو گیا نہین دیکھتے ہو کہ جن قبائل کفار کے ساتھ خاص خاص معاہدہ تھا اُس معاہدہ کو توڑنے اور ایک میعاد مقرر کرنیکے واسطے جب سورہ برارۃ نازل ہوا تو موسم حج مین آپنے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سردار کرکے بھیجا اور چونکہ عرب کا دستور تھا کہ جس شخص سے معاہدہ ہو اُسکے عزیز و قریب سے اُس معاہدہ کی بابت جو معاملہ ہو مشروط کرتے تھے لہذا حضرت ابوبکر کی تبعیت مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ برارۃ کا اعلان فرماوین پس یہ امر خلافت اُس سے کہین بڑھکر تھا اور تمام عرب کے قبائل حج مین موجود ہوتے تھے پس صاف ظاہر ہو گیا کہ بعض شیعہ نے اور روافض نے جو یہان اپنے اوہام کی بنیاد پر یہ گمان نکالے ہین کہ شاید آپنے یہ حکم پہونچایا ہو پھر تمام عرب کے قبائل نے چھپا ڈالا ہو یہ سب محض باطل ہین اور سب سے بڑھکر انکا کذب وہ ہے جو انھون نے پچھلے زمانہ مین جھوٹی روایات بناکر خفیہ جمع کین حالانکہ یہ لوگ کبھی راوی جانے گئے نہ کسی محدث کی صحبت مین پائے گئے یعنے بنی امیہ کی خلافت مین اور خلفاے عباسیہ کی خلافت مین کبھی ان لوگون کی جھوٹی روایات کا نشان نہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت جو کچھ اُنھون نے تقیہ وغیرہ کا بہتان باندھا محض غلط ہے اور سب سے زیادہ صریح کھلی ہوئی یہ بات ہے کہ حضرت علی رضہ نے اپنے زمانہ خلافت مین بکثرت لشکر سے شامی لوگون سے قتال کیا حتی کہ اسقدر لشکر کی تعداد کثیر تھی کہ ستر ہزار فقط ایک لڑائی مین شامیون کی طرف سے مارے گئے پس اگر گمراہون کے ان بہتانات کا کچھ وجود ہوتا تو اس بیشمار جماعتون مین متواتر شائع ہوتا ولیکن کذب و بہتان کا کوئی علاج نہین اور ہر شخص چند روزہ زندگی کے بعد قبر مین اپنا جواب دینے کے واسطے خواہ کذب و بہتان اختیار کرے یا صدق و حق اختیار کرے وہ جو کچھ کریگا اپنے نفس کے واسطے کریگا اور ہماری غرض یہ ہے کہ خیر خواہی سے اُسکو آگاہ کردین واللہ تعالیٰ ہو الہادی الی سواء السبیل **فصل پنجم** رافضیون اور بعض شیعون نے جو اپنے نفس مین شیطانی وساوس پیش کیے ہین اُنکے باطل ہونے کے صریح دلائل کا بیان واضح ہو کہ جو بات اجماع متواتر سے ثابت ہو اُسمین نفس کے شیطانی وساوس کچھ بھی معتبر نہین ہوتے ہین مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول برحق ہونا اور قرآن مجید کا حق ہونا اور احکام شریعت کا حق ہونا قطعاً معلوم ہے پھر اگر کسی بدکار کے نفس مین شیطان یہ وسوسہ دلادے کہ مثلاً مردہ کو زمین مین گاڑنے سے اُسکو جلا دینا بہتر ہے اور اس خیال پر اپنے نزدیک دلائل قائم کرے جیسے اس زمانہ مین اسلام کی مخالف قومین ایسا کیا کرتی ہین حالانکہ ہر عاقل یہ بات جانتا ہے کہ یہ محض باطل خیالات ہین اسیطرح جسب حضرت ابوبکر کی خلافت مثل قرآن مجید کے متواتر منقول ہے تو یہ صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جمیع بندگان صالحین مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اجمعین نے و ما بعد طبقہ تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے متواتر اُسکو حق مانا پھر اگر کسی خبیث النفس کے نفس مین شیطان اپنے وساوس ڈالے کیونکہ نفس خبیث کو شیطان سے بہت اتصال ہوتا ہے تو ہمکو شیطان کے ساتھ مباحثہ کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ امر حق قطعی ظاہر ہے جیسے آفتاب پر دلیل قائم کرنا بے فائدہ ہے کیونکہ دلیل سے آفتاب زیادہ روشن ہے ولیکن یہان ہمکو یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ شیطان نے جس وسوسے کے ساتھ اُنکو بہکایا وہ محض بیہودہ ہے مثلاً **وسوسہ اوّل** حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شجاع نہین تھے **جواب** یہ محض باطل وسوسہ ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک روز کوفہ مین خطبہ پڑھا اور درمیان وعظ مین بلند آواز سے فرمایا کہ ای لوگو مجھے بتلاؤ کہ سب سے زیادہ شجاع کون شخص ہے لوگون نے عرض کیا کہ آپ ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا حال تو یہ ہے کہ مین نے جس سے میدان مین مبارزہ کیا اُس سے انصاف کے ساتھ مبارزہ کیا ولیکن مجھے یہ بتلاؤ کہ سب لوگون سے بڑھکر شجاع کون ہے لوگون نے عرض کیا کہ ہمکو نہین معلوم وہ کون شخص ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے سنو جب بدر کا دن ہوا تو ہم لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک عریش بنایا پھر ہم لوگون نے آپس مین گفتگو کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کون شخص رہیگا ایسا نہو کہ مشرکون مین سے کوئی شخص ادھر رجوع کرے پس قسم ہے اللہ وحدہ لاشریک کی کہ ہم مین سے کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نہین گیا سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے ننگی تلوار لیے کھڑے رہے جب کوئی مشرک اسطرف جھکتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار سے اسپر حملہ کرتے پس یہ شخص سب لوگون سے زیادہ شجاع ہے پھر فرمایا یعنے اس سے بڑھکر یہ کہ اللہ مین نے مکہ مین ہجرت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک روز کفار قریش نے آپکے گلے مین پھندا ڈالکر گھیر لیا تھا اور ہر طرف سے

اذا پہونچاتے اور کفار خبیث یہ کہتے جاتے تھے کہ تو ہی ہے جسنے سب آلہہ کو ملا کر آلہہ واحد بنایا ہے پس قسم ہے اللہ وحدہ لاشریک کی کہ ہم میں [illegible]

سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ کبھی اس کافر کو مارتے اور کبھی اُس کافر کو مارتے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ کمبختو تمہارا بُرا ہو کیا تم ایسے بزرگ کو قتل کرتے ہو [illegible]

تا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے یہانتک کہکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آواز مبارک اُنکے گلے مین گونجنے لگی اور اپنی چادر کا کونہ اٹھا کر اپنے [illegible]

ڈالا اور یہانتک روئے کہ ریش مبارک آنسوؤن سے تر ہوگئی پھر فرمایا کہ ای لوگو مجھے بتلاؤ کہ بھلا آل فرعون کا مومن بہتر تھا یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

وم کے لوگ ساکت رہے پھر آپنے فرمایا کہ ارے جواب نہین دیتے ہو قسم ہے اللہ وحدہ لاشریک کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک گھڑی مومن آل فرعون کے

ثل سے بہتر ہے مومن آل فرعون ایک شخص تھا کہ اپنا ایمان چھپاتا تھا اور یہ ایک بزرگ تھا کہ اپنا ایمان اعلان فرماتا تھا (رواہ البزار فی مسندہ) قرآن مجید

مین ہے کہ رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ۔ یعنے آل فرعون مین سے ایک مومن جو اپنا ایمان چھپاتا تھا۔ حضرت عروہ بن زبیر رح نے کہا کہ مین نے عبداللہ بن

عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بھلا مشرکین قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ ایذا دینے والی کیا حرکت کی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے

کہا کہ مین نے عقبہ بن ابی معیط خبیث کو دیکھا کہ وہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت خانہ کعبہ کی مسجد مین نماز پڑھتے تھے پس اسنے چادر آپکے گلے

مین ڈالکر بہت زور سے گلا گھونٹا پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر اُس ملعون کو آپ سے دفع کیا (رواہ البخاری فی الصحیح) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبھی اپنا اسلام نہین چھپایا اور لوگون کو اللہ و رسول کی جانب بلاتے تھے مترجم کہتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت متواتر معروف تھی

اور کبار اصحاب جو قطعی جنتی مشہور ہین اکثر انھین کی دعوت سے مسلمان ہوئے ہین لیکن وہ لوگ بھی ایسے وقت مسلمان ہوے کہ اسلام گویا معدوم تھا

لہذا اللہ تعالیٰ نے کمال قبولیت سے اُنکو قبول فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شجاعت اعلیٰ کی سب سے زیادہ کھلی ہوئی دلیل یہ ہے کہ مرتدون کے

قتال کے وقت واقع ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو عرب مین سے بہت قبائل

مرتد ہوگئے اور کہنے لگے کہ ہم نماز نہین پڑھینگے اور زکوۃ نہین دینگے پس مین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین آیا اور کہا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ تالیف لوگونکے

ساتھ دلجوئی اور نرمی فرمائیے کیونکہ یہ لوگ بمنزلہ وحشیون کے ہین تو آپنے فرمایا کہ مین نے تجھسے نصرت کی امید کی تھی اور تو یہ بزدلی لایا زمانۂ جاہلیت مین تو دلیر

تھا کیا اسلام مین ایسا بزدل ہوگیا کیا چاہتا ہے کس چیز سے انکی تالیف قلوب کرون کیا انکی تعریف مین کوئی جھوٹا شعر بناؤن یا باطل جادو بناؤن ہیہات

یہ بات بہت دور گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے اور وحی منقطع ہوچکی واللہ جب تک میرے ہاتھ مین تلوار تھمتی ہے مین اُنپر جہاد کرونگا (رواہ

الاسمٰعیلی) صلح حدیبیہ مین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ ادا کرنے کے قصد سے تشریف لیگئے اور قریش نے مجتمع ہوکر آپکو مکہ مین داخل ہونے سے

روکا اور آخر طرفین سے لوگون کی آمد و رفت بغرض صلح واقع ہوئی تو قریش کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس بیٹھکر باتین کرنے لگا چنانچہ اُسنے اپنی باتون مین یہ بھی کہا کہ ای محمد مین دیکھتا ہون گویا آپ تنہا رہگئے اور یہ آپکے ساتھی آپکو چھوڑکر بھاگ کھڑے

ہوے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً اُسکو جواب دیا کہ ای مشرک چل یہانسے جاکر اپنے لات کی بظر چوس ارے کیا ہم لوگ آپکے پاس سے فرار کرینگے

یا آپکو چھوڑ جائینگے (صحیح بخاری وغیرہ) یہ کافر شدید اُسوقت اُن مین بڑا سردار تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُسکی قوت و سخت و شوکت

کا کچھ لحاظ نفرمایا اور ایسی سخت جھڑکی سے اُسکو جھڑکا کہ عرب اُسکو نہایت ناگوار جانتے ہین الغرض ایسے وقایع بکثرت ہین اگرچہ ہمارے واسطے یہ دلیل

کافی ہے کہ جمیع مہاجرین و انصار نے آپکو خلیفہ کیا پس اگر خلافت کے واسطے نہایت شجاعت شرط ہے تو انھون نے آپکی نہایت شجاعت پر اتفاق کیا

پس اسکے بعد ہمکو کسی خبیث النفس کی شیطانی رائے کی کچھ ضرورت نہین وسوسۂ دوم یہ بہتان باندھا کہ جب سورۂ برارۃ نازل ہوئی تو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو موسم حج کا سردار مقرر کرکے بھیجا اور سورۂ برارۃ کے اعلان کرنیکا حکم دیا پھر جب وہ مکہ مین

پہونچ چکے تو پیچھے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو معزول کیا پس معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مین خلافت کی لیاقت نہ تھی جواب یہ ہے کہ

اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسیطرح سردار رکھا اور تمام موسم حج کے عرب متواتر اس بات کو جانتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

Marfat.com

ہوتا تھا اور اسکی ضرورت فقط یہ ہوئی کہ عرب کا دستور معروف تھا کہ عہد قبول کرنا یا عہد توڑنا جس شخص کے ساتھ منظور ہوتا خود اُس شخص کی ذات سے قبول کرتے یا اسکے کسی بنی عم سے قبول کرتے لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اسیواسطے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سرداری کے احکام خطبہ وغیرہ سناتے پھر حکم دیتے کہ اب تم لوگ برارۃ کا اعلان کرو پس ابوہریرہ وغیرہ حضرت علیؓ کے ساتھ اعلان کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ یہ وسوسہ ان بہتانیون نے اپنی عادت کے موافق جھوٹ بنایا ہے **وسوسۂ سوم** ان لوگون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام مرض مین پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام کیا تھا پھر معزول کر دیا **جواب** یہ محض قبیح کذب وافترا ہے اور متواتر روایات صحیحہ مین برابر ثابت ہے کہ آخر تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور عجب کہ یہ لوگ اس متواتر سے انکار نہ کر سکے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ نے نماز کا امام مقرر فرمایا تھا تو یہ افترا دہتان باندھا کہ آخر مین معزول کر دیا تھا حالانکہ اسکے واسطے کوئی بھی دلیل نہین ہے یعنے متواتر کے مقابلے مین اسکے خلاف ایک فرد کا بھی بیان نہین ہے **وسوسۂ چہارم** بدعتیون نے زعم کیا کہ انھون نے چور کا بایان ہاتھ کاٹا تو ان کو اتنا علم نہ تھا پس خلافت کے لائق نہوئے **جواب** یہ کہ یہ بھی ایک طرح کا مکر ہے اسواسطے کہ جس چور کا بایان ہاتھ کاٹا تھا وہ خود بایان ہاتھ اور بایان پانون کٹا ہوا تھا چنانچہ امام مالک نے یہ قصہ روایت کیا ہے علاوہ برین جب صریح شہادات سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سب صحابہ سے زیادہ عالم ہونا معلوم ہو چکا تو اہل حق سوا بے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسیکو معصوم نہین کہتے ہین اور اجتہادی مسئلہ مین جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میرا قول حق ہے اور باقیون کا قول غلط ہے تو وہ شخص جاہل ہے کیونکہ ہر ایک مجتہد یہ کہتا ہے کہ میرے گمان مین میرا اجتہاد مجھے صحیح نظر آتا ہے اور وہ یہ نہین کہتا کہ دوسرے کا اجتہاد باطل ہے کیونکہ مسئلہ اجتہادی ہے ہان یہ بات فقط اُن مسائل مین ہوتی ہے جو قطعی محکم ہین مثلاً پانچ وقت کی نماز فرض ہے اگر کوئی شخص بیہودہ مجتہد بنکر کہے کہ اسمین سے چار ہی وقت فرض رہے تو اُسکا قول قطعاً باطل ہے کیونکہ یہ مسئلہ اجتہادی نہین ہے بلکہ ضروریات دین مین سے ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت وصفات و رسالت جمیع اعتقادات حقہ جو ہمین ایمان ہین اُن مین جو شخص روافض وخوارج کی طرح مخالف ہو وہ قطعاً باطل وگمراہ ہے اور یہ عمل کرنے کے مسائل جنکا مقصود یہ ہے کہ بندگی ظاہر ہو اور ثواب حاصل ہو تو اسمین بعض عبادات کئی طریقے سے مقرر کی گئی ہین جیسے اگر قسم ٹوٹ جائے تو مسکینون کو کھانا کھلا دے یا کپڑا پہنا دے یا روزہ رکھے اور بہت سی جزئیات صورتین قرآن مین تفصیلی مذکور نہین ہین بلکہ اُنکے اصول بتلا دیے گئے اور مجتہدون کو حکم دیا گیا کہ جہاں یعنے خوب کوشش کر کے انھین اصول پر اس صورت کا حکم نکالو اور اسی کے موافق تمکو ثواب ضرور ملیگا مثلاً ریل پر نماز کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھکر اور رکوع وسجدہ کا اشارہ کرے یا پورا کرے پھر یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم مین اس مسئلہ کا ایک حکم ہوگا پس جس مجتہد نے توفیق الٰہی سے یہ حکم پایا ہوا اُسکا دو حصہ لکھا گیا ہوگا اور جس مجتہد نے کوشش کی اور جتنی طاقت اُسکو دی گئی ہے اُسنے صرف کی مگر خاص حکم الٰہی نہ پایا اگرچہ بالفعل یہ معلوم نہین ہوا کہ کسنے حکم الٰہی پایا اور کسنے نہین پایا بلکہ بعد موت کے ظاہر ہوگا پھر بھی جسنے نہین پایا اُسکے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ ثواب دیا ہے پھر عمل کرنے پر یعنے شرعی حکم سمجھکر بجا لانے پر ہر ایک نیکی کا ثواب دس گونہ ہے پس جس مجتہد نے اللہ تعالیٰ و اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر اور رسول اللہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی راہ پر اجتہادی کوشش کی وہ طریق حق کا مجتہد ہے اور ہر حالت مین اُسکے اجتہاد پر ثواب ہے اسی واسطے اہل السنت بالاتفاق متحد ہین کہ ان مین سب مجتہد برحق ہین یعنے ہر ایک کی تقلید سے ثواب ملیگا کیونکہ ضروریات دین مین اُنکے نزدیک کچھ اختلاف نہین ہے صرف اجتہادی صورتون مین اختلاف ہے جنمین بدون وحی کے یہ علم نہین ہو سکتا کہ کس مجتہد کا اجتہاد ٹھیک ہے اور وحی اب غیر ممکن ہے تو ہر ایک کے اجتہاد کی نسبت یہ بات قائم ہے اور اصلی مقصود اس سے عمل کرنیکا ثواب ہے وہ حاصل ہے **وسوسۂ پنجم** بدعتیون نے افترا کیا کہ عمرؓ نے ابوبکر کی مذمت کی تو ایسا شخص کیونکر خلافت کے لائق ہو سکتا ہے **جواب** یہ کہ یہ بھی محض کذب وافترا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے کبھی مذمت نہین کی بلکہ ہمیشہ مدح وثنا کی اور اگر مفتری کذاب کا مطلب یہ ہے کہ عمرؓ نے خلیفۂ رسول اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعض بعض اجتہادی حکمون پر اعتراض کیا تو یہ کوئی چیز نہین ہے کیونکہ ابوبکرؓ نے اپنے اجتہاد سے جو حکم دیا تھا وہ اُنکے نزدیک حکم شریعت تھا اور عمر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد مین اُسکا حکم دوسرا نکلتا تھا اور خیر خواہی فرض ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا اجتہاد پیش کیا تاکہ وہ غور کر لین شاید اُن کی رائے بھی اُسی طرف

Marfat.com

رجوع کرے چنانچہ جب خلیفۂ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو مرتدون پر جہاد کے واسطے بھیجا تو خالد رضی اللہ عنہ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خالد بن الولید اچھا بندہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کی تلوارون مین سے ایک تلوار ہی پھر خالد رضی اللہ عنہ
نے مالک بن نویرہ یتیمی کی قوم پر حملہ کیا اور مالک بن نویرہ کا بھائی مرد مسلمان تھا اُسنے شہادت دی کہ یہ شخص مرتد ہوگیا اور قوم کو بھی اُسنے
اور خالد نے مالک بن نویرہ کو گرفتار کیا اور اُسکو چڑھکا کہ ای جاہل تجھکو اتنا بھی امتیاز نہوا کہ تو نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین حق و صاف
توحید کے مقابلے مین سجاح عورت جو نبوت کی مدعیہ بنی تھی اور مسیلمۂ کذاب کی گمراہ باتون کو ماننے لگا تو مالک بن نویرہ نے مرتدون کی طرح باتین کرنی شروع کین
اور ہر بار جب کہتا تو مقابلے کے طور پر یہ کہتا کہ تمھارے پیغمبر نے بھی ایسا کہا اور تمھارے پیغمبر نے بھی یہ کیا پس خالد رضی اللہ عنہ خشمناک ہوئے کہ تو
ابھی تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے سوائے اپنا پیغمبر نہین کہتا اسنے سکوت کیا اور اُسکے مسلمان بھائی نے گواہی دی پس خالد رضی اللہ عنہ
نے اُس قوم ناہنجار کو قتل کیا سوائے اُن لوگون کے جنھون نے کلمۂ توحید لظہار کیا اور خالد کے ساتھ بعض صحابہ نے خالد پر یہ اعتراض کیا کہ تو نے
کے ساتھ اگر نرمی کیجاتی تو یہ سب راہ پر آجاتے جیسے ہمارے قیدی راہ پر آگئے اور مالک بن نویرہ نے اسلام سے انکار نہین کیا تھا اور اس قوم کے
بچے ہوے لوگون نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آکر اُس قسم کی شکایتین کین پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت غصہ ہوے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ سے کہا کہ خالد کو معزول کیجیے اور لوگون نے بھڑکایا کہ خالد نے مالک بن نویرہ کی جورو سے اسی دن نکاح کرلیا بلکہ اسی واسطے مالک بن نویرہ کو
قتل کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان باتون مین فریب دیکر کہا کہ مین خالد کو بلاکر تحقیق کرونگا پس خالد رضؓ نے حاضر ہوکر اپنے دلائل بیان کیے اور
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قبول کرکے بدستور سردار لشکر باقی رکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے زمانۂ خلافت مین خالد رضی اللہ عنہ سے کچھ تعرض نہین
کیا یہ دلیل ہی کہ اُنکو سچی شہادت پہونچ گئی وللہ الحمد والمنہ **وشوشۂ ششم** صحیح کلام کے معنی اپنی طرف سے بگاڑ کر بدعتی نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو کہا کہ وہ شر تھی یعنے کہا کہ ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ لکن وقی اللہ شرہا۔ یعنے ابوبکر کی بیعت یون ہی ہوگئی خدا تعالیٰ
نے اُسکے شر سے بچایا **جواب** اس بدعتی نے بے شرمی سے نہایت پاکیزہ کلام کے معنی کو غلط ترجمہ کیا اور اسکا صحیح ترجمہ خود اس بیان سے جو اُنکی بیعت
واقع ہونے مین گذر چکا ہی صاف ظاہر ہی اور خلاصہ یہ ہی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سُنا کہ بعضے لوگ یہ کہتے ہین کہ اگر حضرت عمر کا انتقال ہوا تو ہم
فلان شخص سے بیعت کرلینگے اور اُن بعض لوگون کا گمان یہ تھا کہ جب ہم اُس سے بیعت کرلینگے تو باقی لوگ بھی مجبوری اُس سے بیعت کرینگے جیسے ابوبکر رضی اللہ
عنہ کے ہاتھ پر پہلے موجودہ مہاجرین اور انصار نے بیعت کی تھی پھر باقیون نے بھی بیعت کرلی تھی پس عمر رضی اللہ عنہ نے اصحاب کو جمع کرکے خطبہ سُنایا
اور بعض لوگون سے جو خبر پہونچی تھی اُسکو بیان کیا اور کہا کہ بیعت کا معاملہ سب لوگون کے مشورہ پر ہوتا ہی اور اگر ایسا نہو بلکہ بعضے ایک شخص کے ہاتھ پر
بیعت کرین اور بعضے دوسرے کے ہاتھ پر اور بعضے تیسرے کے ہاتھ پر بیعت کرین تو باہمی جدال و قتال سے بہت بڑا فتنہ واقع ہو اور یہ جو اس شخص نے گمان کیا
کہ ابوبکر رضؓ کی بیعت اسیطرح واقع ہوگئی تھی تو اس نادان کو جان لینا چاہیے کہ ہان وہ ایک نازک وقت تھا یعنے آنحضرت صلعم کی تجہیز و تکفین سے فراغت
ہونے کے پہلے انصار نے شاید یہ خیال کرکے کہ اب کوئی شخص ہمارے حقوق کا پورا لحاظ نکریگا یا اور کوئی وجہ خیال کرکے یہ چاہا تھا کہ ہلوگ اپنے سردار سے
بیعت کرلین اور مہاجرین اپنے سردار سے بیعت کرلینگے اور یہ نہایت خوفناک معاملہ تھا کیونکہ اسلام مین فقط ایک خلیفہ ہونا چاہیے پس حضرت ابوبکر رضؓ
اور جسقدر مہاجرین اُسوقت ملگئے سب انصار کے وہان گئے اور اُنکو سمجھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سُنایا کہ خلیفہ فقط قریش مین سے ہونا چاہیے
اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضؓ و عمر رضؓ کو پیش کیا کہ انمین سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کیجائے اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ رضؓ نے کہا کہ معاذ اللہ
آپکے ہوتے ہوئے ہلوگ کیونکر اس قابل ہوسکتے ہین اور آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نماز کا امام بنایا ہی اور انصار رضی اللہ عنہم بھی حضرت
ابوبکر رضؓ ہی کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر مائل ہوئے اور مہاجرین رضی اللہ عنہم نے یہ بھی دیکھا کہ اگر ہم اسوقت بیعت کا معاملہ طے نہین کرتے ہین اور اُسکو باقی چھوڑتے
مانند حضرت علی و زبیر رضی اللہ عنہما کے مجتمع ہونے پر متوقف رکھتے ہین تو شاید ہمارے پیچھے انصار کی رائے پھر بدلے اور یہ کسی انصاری کے ہاتھ پر

ہین اور وہ جائز نہین ہی اور تمام عرب کے قبائل اس سے اکراہ و انکار کرینگے تو لامحالہ فتنہ سخت واقع ہوگا اور یہ کھلی ہوئی بات ہی اسمین زیادہ بیان کی ضرورت نہین ہی کہ یہ بہت بڑا فتنہ تھا اور بہت بڑا نازک وقت تھا لہذا عمر رضی اللہ عنہ اور مہاجرین نے اور علماء انصار نے فوراً ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اُنکے ہاتھ پر بیعت کرلی پس عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے مین سمجھایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اگرچہ مجموع اکابر کے جمع ہونے سے پہلے واقع ہوئی کیونکہ بعض مہاجرین حاضر نہ تھے یعنے باقیون کی طرف سے یہ خوف ہو سکتا ہی کہ وہ منظور نہ کرین اور کسی دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرین تو شر و فتنہ پیدا ہو لیکن ابوبکر رضہ کی بیعت خلافت سے اللہ تعالیٰ نے اس شر و فتنہ کو دور رکھا اسیواسطے حضرت عمر رضہ نے اس خطبے مین آگے یون فرمایا کہ اب تم مین حضرت ابوبکر رضہ کے مثل کون ہی کہ سبکی گردنین اُسکے سامنے نیچی ہون یعنے حضرت ابوبکر رضہ کی بیعت سے اللہ تعالیٰ نے برائی کو اسوجہ سے دور رکھا کہ ابوبکر رضہ تمام مہاجرین اور انصار سب کے نزدیک بے مثل تھے اُنکے سامنے کسی کا جی نہین چاہتا تھا کہ وہ انکا امام بنے حتی کہ جب حضرت عمر رضہ نے انصار سے کہا کہ تم مین سے کسی کا جی خوش ہوتا ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت کرے تو اُنھون نے ابوبکر رضہ کے آگے امام بننے کو بہت ہی ناگوار و مکروہ دیکھکر یہ کہا کہ معاذ اللہ یہ کیا کہتے ہو ہم مین کوئی ایسا شخص نہین ہی جسکا دل اس بات پر راضی ہو کہ وہ ابوبکر رضہ کے آگے امام بنے تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر جب یہ بات ظاہر ہی تو اُنھین کے ہاتھ پر بیعت لامحالہ متعین ہی پس سب نے بیعت کرلی اور اسی وجہ سے باقی مہاجرین و انصار نے اُنکی خلافت مین کچھ کلام نہین کیا ہان حضرت علی و زبیر وغیرہ رضی اللہ عنہم نے اس بات پر بُرا مانا کہ مشورے مین شریک ہونا ہمارا بھی حق تھا حالانکہ ہماری کچھ پروا نہین کی گئی پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُس موقع و محل سے جو اُسوقت پیش آیا تھا آگاہ کیا تو اُنکی شکایت جاتی رہی بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ موقع و محل بیان کرنے سے پہلے ہی جب مسجد مین لوگون کو جمع ہونیکا حکم دیا تو دیکھا کہ حضرت علی و زبیر نہین ہین پس سمجھے کہ شاید انکو میری خلافت ناگوار ہی تو اُنکو بلوایا اور اُسکے بعد بلند آواز سے صاف فرمایا کہ مین اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کے واسطے اُن کو تکلیف نہین دیتا بلکہ یہ اپنے کام کے مختار ہین پھر فرمایا بلکہ تم سب لوگ جنھون نے بیعت کی ہی سب کو مین اپنی بیعت سے معاف کرتا ہون اب اسوقت تم سب کسی شخص کو انتخاب کرو مگر وہ قریش مین سے ہو تو مین بھی اُسکے ہاتھ پر بیعت کرلونگا پس حضرت علی و زبیر و مہاجرین و انصار سب نے کہا کہ ہم آپ سے بڑھکر کسیکو اس خلافت کے لائق نہین جانتے ہین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ واللہ مجھے آپ کی خلافت مین کچھ کلام نہین ہی ولیکن ہلوگ اس مشورے مین اپنا حق بیشک جانتے تھے اور اب آپ کچھ ملامت نہ فرمائین اور یہ کہہ کے کھڑے ہو کر منبر کی طرف بڑھکر یکے بعد دیگرے سبھون نے بیعت کرلی اور اسوقت تک بھی تفصیلی حال سے آگاہی نہین ہوئی اور اُسکی وجہ یہ ہوگی کہ اسوقت مسجد مین تمام انصار رضی اللہ عنہم بھی جمع تھے تو یہ بات ناگوار تھی کہ انکا سب حال بیان کیا جاتا کہ انھون نے ایک انصاری کے ہاتھ پر بیعت کرنیکا ارادہ کیا تھا جس سے بہت بڑے فتنے کا خوف تھا یہ بات انصار کے منھ پر بیان کرنا زیبا نہین تھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم پیٹھ پیچھے اپنے کسی بھائی کا ذکر کرنے سے بہت خوف کیا کرتے تھے اور اُس زمانے کے مثل حال نہین تھا کہ تمام دن ہر ایک کے حال کی جستجو اور اُسکے عیوب کا ذکر اور بیفائدہ ہر جلسے کی بیہودہ بک بک کی پوچھ گچھ انکی اصلی عبادت رہگئی ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم غیبت و تجسس وغیرہ سے بے انتہا پرہیز رکھتے تھے لہذا حضرت علی وغیرہ رضی اللہ عنہم کو مدت تک تفصیلی حال معلوم نہوا اور آخر مین جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تنہا پایا تھا اُسوقت شکایات کو اعادہ بھی کیا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ تفصیلی حال بیان کیا اور شرعی ضرورت سے معاملہ کا اظہار فرمایا تب انکی شکایات رفع ہوئین اور مترجم نے ان سب باتون کا لب لباب نکالکر پہلے ہی بتلا دیا تھا کہ اب ہمکو یہ بات قطعی متواتر معلوم ہی کہ جمیع صحابۂ مہاجرین و انصار سب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسول اللہ بنایا تھا اور سب آپکی بیعت مین تھے اور اُنھین کے پیچھے فرائض ادا کرتے اور انھین کا حکم مانتے اور انھین کے جہادات کی پکڑی ہوئی عورتین اپنی جورو بناتے جنسے اولاد پیدا ہوتی تھی پھر اُسکی ضرورت باقی نہین ہی کہ وہ تفصیلی ایک ایک بات کی بیان کی ہوئی روایتین کیا ہین کیونکہ متواتر تو قطعی و یقینی ہوتی ہی اور جو روایتین ایک ایک دو دو آدمی بلکہ دس بیس آدمی نقل کرتے ہین وہ ظنی ہوتی ہین کیونکہ اسمین ہر طرح کا وہم ہو سکتا ہی جیسے قرآن مجید قطعی متواتر منقول ہی اور باقی حدیثین بعض مشہور ہین اور بعض ایک ایک

Marfat.com

اور دو روایات ہین تو وہ کبھی قطعی نہین ہوسکتی ہین لیکن اعمال کا ثواب کمانے کے واسطے کافی ہین اور اگر قرآن مجید سے مخالف کوئی [illegible]
غلط مصرف اتی کیونکہ قرآن قطعی حق ہی اسیطرح جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر سب کا اتفاق قطعی متواتر ہو تو جو روایات [illegible]
کے ساتھ اُسیکے موافق رکھی جائینگی اور اگر کوئی روایت اسکے مخالف ہوتی تو وہ قطعی غلط تھی لیکن زمانہ سابق مین جو لوگ محدثین [illegible]
مشہور تھے اُنمین سے کسیکے پاس کوئی مخالف روایت نہ تھی اور روافض البتہ خفیہ روایت اپنے گھر سے نکالتے ہین جسکو کوئی نہین جانتا [illegible]
سلف مین بھی پائی گئین پھر ٹرا بدبخت وہ شخص ہی جو اللہ و رسول و جماعت مومنین کی مشہور قطعی قرآن اور مشاہیر حدیث کو چھوڑ کر یہ گمنام خفیہ روایتین
لے اور اُنپر ایمان لاوے اور مین نے یہ بھید پہلے ہی کھول دیا کہ جب روافض نے دیکھا کہ تمام عرب مین اور جمیع ممالک اسلامیہ مین اور صحابہ
مسلمانون کے دہان کے رہنے والے یہود و نصاریٰ مین بھی یہ باتین متواتر معلوم ہین جو اہل السنت کے عقائد ہین یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سب
مہاجرین و انصار مین حق تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ و جمیع اہلبیت سب اُنکی تعریف کرتے اور محبت کرتے اور اُنکو خلیفہ رسول اللہ جانتے تھے
اور اہلبیت رضی اللہ عنہم مین سے کبھی کسی نے اُنپر کسی ظلم کا الزام نہین لگایا بلکہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کو اللہ تعالیٰ کی رحمت جانتے
تھے کہ انھین دونون خلافتون مین اللہ تعالیٰ نے اپنا دین حق پھیلایا اور سب پر غالب فرمایا اور سلاطین بنی امیہ کے سوائے خلفائے عباسیہ
جو اولاد علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ متحد تھے سب اسی دین حق کے سوائے کچھ نہین جانتے تھے پس روافض سے یہ غیر ممکن تھا کہ اس متواتر قطعی مشہور
مین کچھ کلام کرسکین تو اُنھون نے عوام کے بہکانے کے واسطے یہ مکر نکالا کہ سینہ بسینہ خفیہ روایت ہمارے پاس پہونچی ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
خفیہ اقرارنامہ لکھوایا گیا تھا کہ تقیہ کیے رہین اور جبرئیل و فرشتون کی گواہی ہوئی تھی **تنبیہ** جسکے حق مین اللہ تعالیٰ نے گمراہی مقدر فرمائی
ہی وہ ہمیشہ شیطان کے وسوسہ مین گرفتار ہوکر گمراہ ہوجاتا ہی حالانکہ اپنے نزدیک وہ اپنی راہ کو جماعت مسلمانون کی راہ سے اچھا جانتا ہی
اور جسطرح روافض گمراہ ہوئے اُسکی ایک نظیر دوسری موجود ہی اور اُسکا بیان یہ ہی کہ اگلے زمانے مین علمائے زاہدین کا ایک فرقہ بنام صوفی
مشہور رہا اور یہ لوگ کامل مومنین و اولیائے صادقین تھے اور اُنھون نے اول علم قرآن و حدیث حاصل کیا اسکے بعد اپنے نفس کو آزمایا کہ کہان تک
اگر ان لوگون مین رہین جو دنیا طلب کرتے ہین تو ہم سے برداشت ہوگا اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندگان صالحین کے قلوب مین طرح طرح
کی جدا لیاقت رکھی ہی اور اُسوقت ایسے علمائے ربانی موجود تھے جو ہدایت کے لیے کافی تھے مثلاً حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ و سفیان ثوری
کی خدمت مین علوم حدیث و فقہ حاصل کیے اور یہ امام لوگ بڑے مردانہ لوگ تھے کہ عوام کے درمیان اپنے دین کو بچائے رہتے تھے اور بیشک ایسی ہیت
بڑا ثواب ہی پھر حدیث مین یہ بھی اجازت ہی کہ فتنے کے وقت اپنی بکریان لیکر کسی پہاڑ کے شعب مین یا پانی برسنے کے مقامات مین لیجاکر لوگون کو اپنے شر سے
بچادے ان اولیا نے اپنے نفوس کو دیکھکر یہ امر اختیار کیا کہ اپنی زندگی کے اوقات کو رائگان نکرین اور حدیث مین تصریح ہی کہ آدمی بعد موت کے اپنی
دنیاوی عمر کو دیکھیگا کہ اسکے دن و رات مین رائگان اوقات بلکہ معصیات سے بھرے ہین اُسوقت حسرت سے تمنا کریگا کہ کاش مین نے کھانا پانی بھی چھوڑکر
اُن مین تسبیح ہی پڑھی ہوتی یہ یقین کامل تھا کہ یہان سے موت کے بعد آخرت برحق ہی لہذا بڑی دلیری سے ان اولیا نے دنیا سے زہد اختیار کیا صرف اپنی ستر
بسری کے لائق جنگل کی مباح لکڑیون سے توڑ لائے اور فروخت کرکے اُس سے ہر روزہ افطار کے بعد ایک روٹی نمک سے کھاکر شب و روز یاد الٰہی مین
جمع کرنیکا اہتمام کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے قلوب مین نور فراست دی اور استغراق سے اُنکی عارضی قوتین سلب فرماکر قدرتی روحانی قوتین ظاہر فرمائین اور
کرامات جس سے وہ خود دور بھاگتے تھے اکثر کے ہاتھون پر کبھی کبھی ظاہر فرمائین کیونکہ اُس زمانہ کے لوگ دین کی عظمت و شریعت کی تعظیم خود کیا کرتے تھے
پھر پانچوین صدی مین بکثرت لوگ ایسے خراب ہوے کہ وہ آخرت کا یقین کم کرتے تھے لہذا اُس زمانہ کے اولیاء کے ہاتھون پر بکثرت کرامات کا اظہار کیا گیا
پھر ایک امر پہلے سمجھ لینا چاہیے کہ دنیا کے محسوسات مین جو بات کسی شخص سے خلاف معمول کے ظاہر ہو وہ دو طرح ہوتی ہی ایک تو شیطان و دجال
و اُسکے ذریات و تابعین کے ہاتھون پر ظاہر ہو تو یہ محض گمراہی ہی اور ایک یہ کہ ایماندار بندہ کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو یہ کرامت ہی لیکن ایماندار کا پہچاننا

[illegible] کا زور ہوا لہذا چھ سو صدی کے بعد جب عوام سب دنیا کی طرف جھکے اور کافرون کا غلبہ ہوگیا تو ایسی حالت مین کچھ لوگون نے ولی بنجانیکا [illegible] کا تمام عوام سب کے سب اولیاء کی تلاش مین سرگرم تھے مگر اسلیے نہین کہ آخرت کی قبولیت وخاتمہ بخیر ہونے کی دعا لین بلکہ اسلیے کہ انکے ذریعہ سے [illegible] ثروت حاصل ہو جیسے اُس زمانہ سے برابر ابتک یہی طریقہ چلا آتا ہی لہذا کچھ مکارون نے فن تصور و مسمریزم کے حیلے تلاش کیے اور اُنکے ذریعہ سے عجائب [illegible] دکھلائے اور عوام دل وجان سے اُنکے معتقد ہوگئے اور چونکہ سلطنت اُنکے پاس نہ تھی تو لامحالہ عوام ہی سے اپنے لیے ثروت حاصل کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک معجزہ شریعت مین قیامت تک عنایت فرمایا ہی وہ یہ ہی کہ جو شخص ایماندار ہو اور ولی ہونا ظاہر کرے وہ [illegible] شریعت پر عمل نہین کرسکتا ہی اور اسمین نکتہ یہ ہی کہ کرامت درحقیقت پیغمبر کا معجزہ ہوتا ہی یعنے یہ پیغمبر ضرور برحق ہی کہ اُسکے پیروی کرنیوالے ایک امتی کے ہاتھ پر کرامت دیگئی پس اگر بے شرع کذاب ایسا ہو تو وہ شیطان کے کہنے پر اس دین مین ایسی باتین نکالیگا کہ دین حق مٹجاوے کیونکہ آدمی دو ہی قسم کے ہین یا تو پیغمبر صلعم کی اُمت ہین یا شیطان ملعون کی امت ہین پس جو شخص شیطانی ہی وہ ضرور دشمنی سے رحمانی شریعت مین رخنہ ڈالیگا تو اُسکی یہ شناخت رکھی گئی کہ وہ شریعت [illegible] پر قائم نہین ہوسکتا ہی علاوہ اسکے دنیا کے لوگ قیامت مین یہ عذر نہین کرسکتے کہ پروردگار ہمنے اسکو ولی سمجھکر اسکی پیروی کی تھی ہمارا قصور نہین ہی پس یہ عذر باطل ہی جب یہ معلوم ہوا تو سنو کہ جب اس قسم کے مکار پیدا ہوے اور اُنھون نے کرامت کے مقابلے مین شیطانی و دجالی کرشمے دکھلائے اور لوگ [illegible] دام فریب مین آئے تو اب یہ دغدغہ باقی رہا کہ یہ مکار تو علم شریعت یعنے قرآن وحدیث وفقہ سے جاہل ہی اور شریعت پر قائم نہین ہی حتیٰ کہ جو شخص کچھ [illegible] علم رکھتا ہی جب وہ دور سے سُنکر آیا اور اسنے سب حال دیکھا تو وہ پہچان گیا اور وہ واپس ہوا اور اُسنے لوگون سے بتلادیا کہ یہ دجالی لوگون مین سے ہی یہ سُنکر بہت لوگ توبہ کرکے الگ ہوگئے اور بہت لوگ عوام کالانعام نے اُسکے حضور مین شکایت کی کہ حضور کی شان مین فلان ذی علم نے ایسا کہا ہے اس مکار نے ان جانورون کے ذہن مین جمایا کہ یہ شخص فقط کتاب کو لادے ہی اور یہودی عالم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تھے وہ بھی عالم تھے مگر خدا نے اُنکی مثال فرمائی کہ گدھے کی طرح کتابین لادے ہی مترجم کہتا ہی کہ اسمین سے بھی کچھ حصہ اسنے صحیح کہا کیونکہ اس اخیر زمانے مین بیشک یہ عالم بھی اکثر ایسے ہی ہوئے اور سلف سے روایت ہی کہ اخیر زمانہ مین بادشاہ ظالم شریعت سے منحرف ہونگے اور عالم مانند یہودی عالمون کے ہونگے اور [illegible] مانند نصرانی راہبون کے ہونگے الغرض اُسنے اس عالم کی مذمت کی اور جب لوگون نے اس قول کو مان لیا تو اُسنے موقع پایا کہ علم نہین ہی جو کتابون [illegible] بزرگون نے کہا ہی کہ علم سینہ بسینہ است نہ در سفینہ یعنی اوراق مین علم نہین ہی بلکہ ایک سینہ سے دوسرے سینہ مین چلا آتا ہی فلان بزرگ [illegible] وقت فلان کو دیا اور اُسنے فلان مرید کو دیا اور اسیطرح مجھ ناچیز تک پہونچا یہ مکر ان عوام پر بہت بُرا اجال تھا کہ اُسنے بیشمار جانورون کو قید کر [illegible] تھا کہ ہمارے زمانہ مین تو عموماً عوام کا یہی اعتقاد ہی کہ علم سینہ بسینہ ہی اور اگر یہ کہتے کہ جس قلب مین صفائی و نور کی قوت ہوتی ہی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور [illegible] تو کسی خاص بندے کے دل کو اُسکے دل سے روحانی اتصال ہوتا ہی پس اسمین بھی شوق وجذب پیدا ہوجاتا ہی اگرچہ اس سے کوئی علم نہین آتا ہی [illegible] علم دین فقہ است وتفسیر وحدیث ❊ ہر کہ خواند غیر ازین گرد خبیث ❊ الغرض علم خواندن سے آتا ہی اب یہ جال تو پھیل گیا لیکن جال مین پھنسنے [illegible] جانورون کو کبھی کبھی یہ شبہہ ہوا کہ آخر طریقہ سنت کے موافق عمل شریعت تو ضرور ہی جب مکار مذکور نے یہ سنا بلکہ شیطان نے خود بخود اسکے ناپاک دل مین [illegible] تو اُسنے اپنی شکار کی ہوئی چڑیون سے کہا کہ تم مین سے بعضون کے دل مین اپنے مرشد کی طرف سے ایسی بدگمانی ہی یہ سنتے ہی سب نے ہاتھ جوڑکر [illegible] حضور عارف کامل ہین اور ہماری خطا معاف ہو پھر اُسنے سمجھایا کہ یہ علم شریعت ان عوام کے لیے ہی اور علم حقیقت خاص بندون کی راہ ہی وہ [illegible] سینہ بسینہ ہی اور شریعت ان عالمون کا ڈھکوسلا ہی جو تمکو گمراہ کرنا چاہتے ہین اور تمسے وعظ کے ذریعہ سے نذرانہ لیتے ہین لوگون نے دیکھا کہ یہ تو [illegible] اور ہم اپنے پیر مرشد کے دامن کو پکڑے رہینگے نماز وروزہ یہ ان عوام کے لیے ہی اور مراقبہ ہمارے لیے ہی بیشک یہ دنیادار عالم وعظ کے ذریعہ سے [illegible] مین پھنسکر گیا اور بیشک اتنی بات صحیح ہی کہ دین فروخت کرکے دنیا کمانے کے سلسلے بعضے عالمون مین بھی جاری ہین تاہم وہ لوگ عوام کو [illegible] شریعت سے نہین بہکاتے ہین اگرچہ اپنی ذات کے لیے بُرے ہون ؎ گفت عالم بگوش جان بشنو ❊ ورنہ مذلفتنش کردار ❊ سعدی علیہ الرحمۃ

یہ مقولہ عین نصیحت ہے یعنی عالم کا کہنا دل وجان سے سُن لو اگرچہ خود عالم اپنے کہنے کے موافق عمل نہ کرتا ہو۔ اسلیے کہ تحریف [illegible]
[illegible] نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع مبارک بتلادی جو اُسپر عمل کرے جنت مین جاوے لیکن مکار مذکور نے ان [illegible]
اور [illegible] راستہ بتلادیا اور جب وہ لوگ شریعت سے منحرف ہوئے تو کبھی نور حقیقت تک نہین پہونچینگے اور انکا یہ اعتقاد کہ علم [illegible]
محض غلط و باطل ہے اور بزرگون کا یہ مقولہ نہین ہے بلکہ اُنھون نے فرمایا علم در سینہ نہ در سفینہ یعنی خالی کتاب مین علم ہونے سے تمکو فائدہ نہین ہوتا
علم کو اپنے سینے مین لاؤ غرض یہ کہ آخرت کا یقین دل مین لاؤ تاکہ دل اس دنیا سے سرد ہو اور آخرت کی طرف رجوع ہو اور انجام بخیر ہو۔ ۱۲ من
کرو تاکہ تمکو معلوم ہو کہ صریح متواترات سے منکر ہو کر کہانتک گمراہون نے اپنی عاقبت خراب کی اعاذنا اللہ عزوجل منہ وسوسہ ہفتم گمراہون نے کہا کہ
ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدۃ النساء فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق میراث فدک وغیرہ چھین لیا **جواب** یہ دعوی کرنا کہ میراث چھین لیا باطل
و باطل ہے بدعتی نے دلیل پیش کی کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حق میراث طلب کیا تھا ابوبکر رضؓ نے جواب دیا کہ کوئی مال نہین چھین میراث جاری کا
تو حضرت سیدہؓ نے کہا کہ اگر تم مرد گے تو تمھاری میراث کسکو ملیگی ابوبکر رضؓ نے کہا کہ میرے اہل وعیال وارثون کو ملیگی حضرت سیدہؓ نے کہا کہ پھر کیا وجہ ہے
کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وارث نہین ہوتی ہون تب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے مین اپنی نسبت ظاہر فرمائی اسلیے
کہ آپ کی جناب رسالتمآب سے نسبت نہین ہو سکتی ہے مین تو عام امت کی طرح ہون وہی احکام میراث جاری ہین اور فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ ہم گروہ انبیا ہین ہم کسی کے وارث نہین ہوتے اور نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے ۱۲ اور فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آل محمد فقط اس مال سے کھا دینگے اور باقی مسلمانون پر رد ہے بدعتی نے کہا کہ حضرت سیدہ رضؓ کی میراث کا عام آیت قرآن سے
ثابت ہے اور یہ حدیث متفرد ہے تو اصول کے قاعدے سے آیت کی تخصیص خبر الواحد سے نہین جائز ہے **جواب** یہ جہالت کا دھوکا ہے اسلیے کہ بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب اسناد مین واسطہ ہوا تو یہ دغدغہ پیدا ہوا بخلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کے جنھون نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زبان سے سُنا تو اُنکے حق مین مثل قرآن کے حجت ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا مالاتاکم الرسول فخذوہ الآیہ جو تمکو رسول دے اسکو لو اور جس سے
منع کرے باز رہو ۱۲۔ اور اسپر جمیع صحابہ و تابعین کا اجماع تھا تو قطعًا ابوبکر رضؓ کو ثبوت تھا کہ یہ آیت فقط امت کے حق مین ہے بدعتی نے کہا کہ پیغمبر کے
وارث ہوا کرتے ہین چنانچہ اللہ تعالی نے ذکر فرمایا۔ برثنی ویرث من ال یعقوب الآیہ یعنے حضرت زکریا علیہ السلام نے بیٹا مانگا کہ وہ میرا وارث ہو
اور آل یعقوب کا وارث ہو ۱۲۔ اور قال تعالی۔ وورث سلیمان داؤد الآیہ یعنے داؤدؑ کا وارث سلیمانؑ ہوا ۱۲۔ **جواب** یہ بدیہی کے
معمولی قاعدے کا دھوکا ہے اور قرآن کے معنی مین تحریف ہے کیونکہ زکریا علیہ السلام اول تو مالدار نہین تھے اور اگر ہوتے تو کبھی مال اپنے لیے
لیے جناب باری تعالی مین یہ ملال ظاہر نہ کرتے کہ بعد میرے میرا وارث نہین ہے موالی وارث ہین یعنے میرے کنبے کے لوگ ہین اب مجھے ایک بیٹا دے
الخ چنانچہ دوسری آیت مین مصرح ہے پھر مال ہی کے لیے جیسے بیٹا ویسی بیٹی مگر وہ آل یعقوب سب کا وارث مالی کیسے ہو سکتا تھا حالانکہ
یعقوب کے بارہ بیٹون کی اولاد مین لاکھون خاندان موجود تھے تو انکا بیٹا کیسے ان سب آل یعقوب کا وارث ہو سکتا تھا یہ صریح غلط تحریف
اور صحیح تفسیر تو وارث یعنے قائم مقام نبوت ہے یعنے نبوت اس خاندان سے خارج فرمائی جاوے اور مجھے بیٹا دیا جاوے کہ وہ علم نبوت کا
میرا وارث ہو اور آل یعقوب کا علم پاوے اسیطرح وراثت داؤد علیہ السلام مالی نہین ہے ورنہ داؤد علیہ السلام کی سب اولاد
ہوتی کچھ سلیمان کی خصوصیت نہ تھی بلکہ میراث نبوت ہے یعنے داؤد کا قائم مقام نبوت مین اسکا بیٹا سلیمان ہوا اور یہی تفسیر سب سلف
معروف و مشہور ہے بدعتی نے اعتراض کیا کہ حدیث مذکور فقط ابوبکر رضؓ جانتے تھے اور مشہور نہین تھی تو دوسرون پر کیونکر حجت ہے
بدعتی بیشک دین سے احمق ہوتا ہے ہم بیان حق بات بیان کرتے ہین یہ حدیث کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کو معلوم تھی اور [illegible]
حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ازواج نے بھی عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت مین بھیجا تھا

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ حدیث معلوم تھی آپ نے اُنسے کہا کہ تم خدا سے نہین ڈرتی ہو کہ تمکو یہ بات معلوم ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات مبارک کے واسطے فرمایا کہ ہمارا وارث کوئی نہین ہوسکتا ہی ہمنے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہی آل محمد فقط اس مال سے کھا ویںگے یہ سنکر ازواج مطہرات نے اپنا ارادہ چھوڑ دیا اور صحاح ومسانید وآثار طحاوی وغیرہ مین صریح روایت موجود ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان بن عفان وعبدالرحمن بن عوف وطلحہ وزبیر وغیرہ جماعت سے قسم لی کہ بقسم اللہ پاک عزوجل کی جسکے حکم سے آسمان وزمین قائم ہی تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا نورث ما ترکنا صدقۃ انھون نے بحلف کہا کہ ہان ہم جانتے ہین پھر حضرت عباس وعلی رضی اللہ عنہما سے یہی قسم لی اُنھون نے بھی کہا کہ ہان ہم جانتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہی پس یہ اصحاب کبار اسکو جانتے تھے اور اگر فرض کرو کہ یہ لوگ نہین جانتے تھے تو بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خود اُسپر عمل کرنا قطعاً فرض تھا اور حضرت زید بن الحسن بن علی زین العابدین بن الحسین رضی اللہ عنہم نے صاف فرمایا کہ اگر مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوتا تو وہی حکم دیتا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مرد رحیم دل تھے اُنکو یہ بات ناگوار تھی کہ جس چیز کو جس حال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا ہی اسمین کچھ تغیر کرین اور حضرت امام ابوجعفر الباقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ بعض لوگ کچھ کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے اہلبیت کے حق مین کچھ ظلم کیا تو اس بات کی کچھ اصلیت ہے کہ آپ نے لوگونکے حقین کچھ ظلم کیا آپ نے فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہین اور قسم اُس پاک عزوجل کی جسنے فرقان اپنے بندے پر نازل فرمایا تاکہ وہ عالمین کیواسطے نظیر ہو کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے ہمارے حقین سے ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ظلم نہین کیا اور دارقطنی محدث معروف رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام باقر سے روایت کی کہ امام باقر سے دریافت کیا گیا کہ ذوالقربیٰ کے حصہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیونکر عمل کیا آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے طریقے پر عمل کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ناگوار سمجھتے تھے کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے خلاف کرین مترجم کہتا ہی کہ اسکو طحاوی نے بھی مطول روایت کیا ہی بدعتیون نے اعتراض کیا کہ حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا معصومہ نتھین کیونکہ حدیث مین آیا ہی فاطمہ بضعۃ منی یعنی فاطمہ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہی چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے لہذا وہ بھی معصومہ ہوئین اسیطرح جمیع اہلبیت بھی معصوم تھے اور جب حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے فدک کو طلب کیا تو معصوم کے طلب کرنے مین خطا نہین ہوسکتی پس انکا طلب کرنا حق تھا جواب بدن کا ٹکڑا ہونے سے معصوم ہونا کہان سے لازم آتا ہی بلکہ ٹکڑا کہنا تو مجازاً ہی علاوہ اسکے آپکے تمام جسم نبوت کے واسطے معصومیت تھی تو ایک ٹکڑے کو یہ حکم کیونکر ثابت ہوسکتا ہی بلکہ صحیح معنی یہ ہین کہ وہ میری لخت جگر ہی بھلائی وشفقت کا مرجع ہی اور درحقیقت یہ سب اہل بدعت کا مکر ہی کہ جب اُنھون نے دیکھا کہ اُن کے پاس کوئی شرعی دلیل نہین ہی تو یہ مکر کیا کہ اہل بیت معصوم تھے اور انکو انبیاء سابقین علیہم السلام سے افضل مانا تاکہ اس مکر سے اپنی نفسانی خیالات کو رواج دین حالانکہ اہلبیت سے جو سب سے افضل ہین یعنے حضرت علی رضی اللہ عنہ اُنپر طرح طرح کے الزام لگائے ازانجملہ ایک یہ بھی ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذوی القربیٰ کے حصے مین وہی عمل کیا جو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کیا کرتے تھے پھر اگر ذوی القربیٰ کا حصہ فرض ہوتا تو ان بدعتیون کے قول پر لازم آتا کہ آپ نے فرض ترک کیا اور بدعتیون نے کہا کہ آپنے تقیہ کیا تھا حالانکہ یہ محض جھوٹ ہی جبکہ اُسوقت آپ خود خلیفہ تھے اور آپ کی شجاعت معروف ہی اور لشکر عظیم کے ساتھ آپنے اہل شام پر چڑھائی کی اور تقیہ کا ہذیان محض باطل ہی شیخ نے کہا صحیح بخاری وغیرہ مین علماء ثقات کی اسناد سے مشہور حدیث موجود ہی کہ مالک بن اوس بن الحدثان نے بیان فرمایا کہ مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بلایا مین گیا تو مین نے دیکھا کہ لکڑی کے تخت پر لیٹے ہین مجھے دیکھکر اُٹھ بیٹھے مین نے دیکھا بدن پر کپڑے تخت وچٹائی کے نشان پڑے ہین مجھسے فرمایا کہ تیری قوم کے کچھ لوگ آئے تھے مین نے بیت المال انکے لیے ایک مقدار معلوم کا حکم دیا ہی مین چاہتا ہون کہ تو اُسکو لیکر ان لوگون مین حصہ رسد تقسیم کردے مین نے عرض کیا کہ یا حضرت اگر آپ میرے سوائے کسی دوسرے کو حکم فرماتے تو مجھے زیادہ پسند تھا آپنے فرمایا کہ نہین تو ہی تقسیم کردے اتنے مین آپکا حاجب جسکا نام یرفا تھا آیا اور اُسنے کہا کہ آپ عثمان اور عبدالرحمن وزبیر وسعد رضی اللہ عنہم کو اجازت دینا چاہتے ہین آپنے فرمایا کہ ہان پس یرفا اُنکو اندر لے آیا پھر کچھ دیر نہ گذری تھی کہ یرفا نے کہا کہ آپ عباس وعلی رضی اللہ عنہما کو اجازت دیتے ہین آپنے فرمایا کہ ہان پھر جب وہ دونون اندر آئے تو عباس رض نے کہا کہ ای امیر المومنین اور اُس شخص کے درمیان فیصلہ کیجیے اور یہ دونون بنی نضیر کے مال فئی مین جھگڑتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا

Marfat.com

تھا پس علی وعباس رضی اللہ عنہما نے باہم سخت کلامی کی پس جماعت اوّل نے کہا کہ اے امیر المومنین ان دونون مین فیصلہ کر دیجئے آ[illegible]
[illegible]ن کو راحت ہو لک بن اوس نے کہا کہ اُسوقت مجھے یہ ظاہر ہوا کہ انھین دونون یعنے حضرت علی وعباس رضی اللہ عنہما نے جماعت اول
تھا یں عمر رضی اللہ عنہ نے جماعت اول کو خطاب کرکے فرمایا کہ مین تمکو اُسی اللہ پاک کی قسم دلاتا ہون جسکے ارادے سے یہ آسمان وزمین قا
بھلا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لانورث ماترکنا صدقۃ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات شریف کو مراد
لیتے تھے (یعنے مین رسول اللہ ہون میری یہ شان نہین ہی کہ دنیاوی مال سے میری میراث بانٹی جاوے) یہ سُنکر جماعت نے کہا کہ ہم جانتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک یہ فرمایا پھر عمر رضی اللہ عنہ نے عباس وعلی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مین تمکو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہون
کہ تم یہ بات جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ان دونون نے کہا کہ ہان بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہی عمر رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ اب مین تمسے اس امر کا حال بیان کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال فئی مین ایک چیز کے ساتھ خاص فرمایا
کہ وہ کسی دوسرے کو نہین عطا کی چنانچہ فرمایا وما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ تا قولہ قدیر پس یہ خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو بغیر تمھارے احاطہ نہین کیا اور نہ اپنے واسطے اسطرح خاص کیا ہو کہ تمکو نہ دیا ہو بلکہ تمکو بھی عطا کیا اور
تمھارے درمیان تقسیم کیا حتی کہ اسمین سے یہ مال باقی رہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمین اسطرح عمل کرتے تھے کہ اس مال مین سے اپنے
اہل وعیال کا ایک سال کا نفقہ رکھ لیتے پھر باقی کو لیکر مال آلہی کے قائم مقام کر دیتے تھے (یعنے جہاد کے ساز وسامان مین خرچ کرتے تھے) پس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی تک اسی پر عمل کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہون پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُسپر قبضہ کرکے اسیطرح عمل کیا جسطرح اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل فرماتے تھے
اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی کہ وہ صادق نیکوکار نیک راہ تابع حق تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو وفات دی تو مین نے کہا کہ مین رسول اللہ
وابوبکر کا ولی ہون پس مین نے اپنی خلافت مین دو سال اسپر قبضہ کیا اور اسی طرح عمل کرتا رہا جسطرح اسمین رسول اللہ وابوبکر عمل کرتے تھے پھر تم
دونون یعنی عباس وعلی کی جانب خطاب کیا کہ تم دونون میرے پاس آئے اور اسوقت تم دونون کی زبان متحد تھی اور کام بھی متفق تھا پس مین نے تمسے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہی لانورث ماترکنا صدقۃ پھر جب میری رائے مین آیا کہ مین اُسکو تم دونون کے قبضہ مین دیدون تو مین نے
تمسے کہا تھا کہ اگر تم چاہو کہ تمھارے قبضے مین دیدون تو مین اس شرط پر تمھارے قبضہ مین دیتا ہون کہ تمپر اللہ تعالیٰ کا عہد ومیثاق ہی کہ تم دونون اسمین اسطرح
عمل کرو جسطرح اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ عنہ عمل کرتے تھے اور جسطرح مین نے اُسمین اپنی ولایت مین عمل کیا ہی تم دونون نے
کہا کہ اچھا اسی عہد پر ہمکو دیدو پس مین نے تمھین دیدیا اب کیا تم دونون مجھسے اس فیصلے کے کوئی دوسرا فیصلہ چاہتے ہو واللہ مین اس مین سوائے
اس فیصلے کے تا قیام قیامت دوسرا فیصلہ نہین کرونگا پھر اگر تم اُسمین عمل کرنے سے عاجز ہو تو پھر تم مجھے دیدو کہ مین تمھارے واسطے اسکو کفایت
کرونگا یہ صدقہ مذکور علی رضی اللہ عنہ کے قبضہ مین تھا اُنھون نے عباس رضی اللہ عنہ کو روک کر اپنے ہی قبضہ مین رکھا پھر حسن بن علی رضی اللہ عنہ
کے قبضہ مین رہا پھر حسین بن علی کے قبضہ مین پھر علی بن الحسین وحسن ابن حسن دونون کے قبضہ مین رہا پھر زید بن حسن کے قبضہ مین رہا بخاری وغیرہ نے
روایت کی کہ حضرت سیدہ وعباس رضی اللہ عنہما دونون ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہ زمین فدک اور حصۂ خیبر سے اپنی اپنی میراث مانگتے تھے
پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے لانورث ماترکنا صدقۃ انما یاکل آل محمد فی
المال۔ یعنے فقط یہی ہے کہ آل محمد اُس مال مین سے کھاوینگے اور واللہ اپنی قرابت کے ساتھ صلۂ رحم کرنے سے مجھے بہت زیا
ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے صلۂ رحم کرون شیخ نے کہا کہ یہ بات صریح ظاہر ہی کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسکو
قبضے مین رکھا اور اُسوقت اکابر مہاجرین وانصار موجود تھے تو صاف معلوم ہو گیا کہ دونون کے نزدیک یہ مال میراث نہ تھا کہ

ہوتا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو انکا حصہ ملتا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے انکی بی بی کا حصہ ہوتا پس اُن مین جھگڑے کی کوئی وجہ نہوتی پس دونون متفق تھے کہ یہ صدقہ ہی اور دونون مین سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ اُسکا متولی ہو اور اس سب جماعت نے حدیث لانورث ما ترکنا صدقۃ کا جاننا قسم کے ساتھ بیان کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صادق نیکوکار نیک راہ تابع حق ہونے کی حضرت علی و عباس وغیرہم نے تصدیق کی پھر اب کسی بدعتی کے واسطے کوئی شبہہ باقی نہین رہا ورنہ بدعتی پر یہ لازم ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت صریح ظلم و بہتان باندھے کہ انھون نے زبردستی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حصہ پر قبضہ کر لیا مترجم کہتا ہی کہ عجب یہ ہی کہ ان بدعتیون کے نزدیک جب وارثون مین چچا بھتیجا جمع ہو تو چچا اپنے بھتیجے کو محروم کرتا ہی اور یہ بات صریح ظاہر ہی کہ اگر میراث ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو انکا حصہ ملتا اور خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو انکا حصہ ملتا لیکن ازواج مطہرات نے حدیث سے آگاہ ہوکر نہین مانگا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی انمین سے کسی کو نہین دیا اور اس سے صاف یہ بات ظاہر ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور ازواج مطہرات اس حدیث کو بخوبی جانتے تھے **تنبیہ** اگر تم کہتے ہو کہ حدیث مین نحن معاشر الانبیاء لانورث الخ یعنے ہم گروہ انبیا ہین ہماری مالی میراث نہین ہوسکتی ہی الحدیث اسکے خلاف آیات موجود ہین جیسے قولہ تعالیٰ وورث سلیمان داؤد الآیہ یعنے داؤد کا وارث سلیمان ہوا۔ ھ۔ مترجم کہتا ہی یہ حدیث تو شیعہ کی کتاب کافی کلینی مین موجود ہی شیخ نے کہا کہ اسمین مال کی میراث مراد نہین ہی ورنہ داؤد علیہ السلام کے اُنیس بیٹون مین سے فقط سلیمان علیہ السلام کیونکر وارث ہوتے بلکہ میراث علم ہی جیسے چند آیات مین آیا ہی مانند قولہ تعالیٰ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الآیہ یعنے ہم نے پھر کتاب کو میراث مین دیا اپنے اُن بندونکو جنھین ہمنے برگزیدہ فرمایا ہی الخ و قولہ تعالیٰ فخلف من بعدہم خلف ورثوا الکتاب یعنے اُنکے بعد خلف ہوے جو کتاب کے وارث ہوے۔ ھ۔ اور احادیث و آثار مین یہ استعمال بکثرت آیا ہی وسوسۂ نہم یہ کہ حدیث مین ہی کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ پس بدعتیون نے دعوی کیا کہ یہان مولیٰ سے حاکم مراد ہی تو حضرت علی کو خلیفہ کر دیا تھا **جواب** یہ شبہہ معنی بگاڑنے کے طور پر ہی جیسے بدعتیون کی عادت ہے کہ ایسے معنے لیتے ہین جو قرآن و حدیث قطعیات سے مخالف ہون اور ہم اُس کا جواب صریح صاف صحیح معنے کے ساتھ بیان کرین گے لیکن اس حدیث کو پورا کرنے سے پہلے کچھ تنبیہات اور قطعی اصول بتلا دین تب جواب دین **تنبیہ اول** مدینہ سے کچھ دور جحفہ کے پاس ایک مقام غدیر خم معروف تھا وہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپس ہوکر مدینہ کو آتے ہوے منزل کی اور اصحابؓ کو خطبہ سنایا اور ایام حج مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیگئی کہ آپ کی وفات شریف کے ایام قریب ہین اور یہ آپ کا آخری حج ہی اسکو حجۃ الوداع کہتے ہین اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہی دیگئی تھی کہ آپ کی وفات کی علامت یہ ہی کہ لوگ فوج فوج دین اسلام مین داخل ہون اور حدیث مین ہی کہ جس طرح فوج فوج داخل ہوے اسیطرح فوج فوج نکل جاوینگے علماءؒ نے کہا کہ آپکے انتقال فرماتے ہی عرب کے اعراب گروہا گروہ مرتد ہوے خواہ اسطرح کہ دین اسلام ہی سے منکر ہوگئے یا کہا کہ ہم نماز نہین پڑھینگے اور زکوۃ نہ دینگے اور بعض نے فقط زکوۃ کو ڈالدیا **تنبیہ دوم** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے فتن سے آگاہ کرنا شروع کیا اور بہت کثرت سے اصحاب رضی اللہ عنہم کو تنبیہ کی کہ ان فتنون سے پہلے نیک اعمال مین جلدی کرو ایک حدیث مین کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ فتنے تمھارے گھرون مین بارش کی بوندون کی طرح گرتے ہین ایک حدیث مین ہی کہ جب میری اُمت کی خدمت بادشاہون کے لڑکے کرینگے تو اسوقت اس امت کے نیکون پر اُنکے شریر غالب ہوجاوینگے اور فتن کی حدیثین بیشمار ہین **تنبیہ سوم** آپ کو خبر دی گئی کہ شریر حاکم اس قرآن مجید کے احکام سے منحرف موڑینگے اور فسق و فجور مین منہمک ہونگے اور آپ کے اہلبیت کے ساتھ بہت بُری طرح پیش آوینگے لہذا حجۃ الوداع مین آپنے ان امور پر تنبیہ فرمائی اور تمام عرب کے مختلف قبائل کے لوگون مین اعلان کیا اور حکم دیا کہ جو حاضر ہی وہ غائب کو پہونچا دے اور اسکی فضیلت مین بھی حدیث فرمائی ولیکن ایسے طور پر نہین فرمایا کہ جس سے اعراب یہ گمان کرین کہ دین اسلام مٹ جانے والا ہی کیونکہ یہ امر صریح مضر تھا **تنبیہ چہارم** آپ نے آگاہ فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس ۳۰ سال تک ہی پھر سلطنت عضوض ہوجائیگی **اصل قطعی** صحابہ رضی اللہ عنہم

جو اصحاب خاص ہین اور وہ متواتر معروف ہین سب بنص قرآنی مومنین صادقین ہین رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ انکی شان مین وارد ہوا ہی تعدیل انکے واسطے صریح ہین اور یہ اصحاب کی صفت ہی اور اصحاب کا لفظ عام ہی وہ ایسے لوگون کو بھی شامل ہی جو دم بھر کے لیے آپ کے حضور مین حاضر ہوا اسلام لایا اور اس قسم کے اعراب مین سے اکثر آپ کی وفات کے بعد مرتد ہوئے پھر جہاد کر کے مسلمان کیے گئے اور اہل مکہ اسوقت مین دین اسلام کے سچے معتقد ہو چکے تھے اسیواسطے وہ لوگ مرتد نہین ہوئے **اصل قطعی** جو بات کہ صحابہ و تابعین مین متواتر معروف تھی اور جسپر انکا اجماع تھا وہ قطعی ہی اور اسی جماعت کی راہ قطعی حق ہی پہلے فرقہ خوارج پھوٹ کر نکل گیا پھر شیعہ نکلے جنکا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت علیؓ سب سے افضل ہین ونیکن خلافت آخر مین اسوجہ سے انکو ملی تاکہ قیامت تک انھین کی اولاد مین باقی رہے اور مانند اسکے اپنی رائے سے توجیہ کرنے لگے پھر مدت دراز کے بعد روافض فرقہ نکلا جنکا اصل مذہب بقول امام ابوحنیفہؒ یہ ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم گمراہ تھے سوائے حضرت علیؓ و انکے چند ساتھیون کے جنکی تعداد تیس تک نہین پہنچتی ہی اور یہ فرقہ درحقیقت دین اسلام کا دشمن ہی کیونکہ انکے اعتقاد کے مطابق یہود و نصاریٰ کا اعتراض اُنپر ایسا قائم ہی کہ کسی طرح نہین اُٹھ سکتا کیونکہ اُنھون نے قرآن مجید کو صحابہؓ سے پایا بلکہ تمام دین ہی صحابہؓ سے پہونچایا گیا ہی پھر جب یہ لوگ صحابہؓ کو گمراہ کہتے ہین تو انکو نماز و زکوٰۃ کی رکعات و مقدار وغیرہ بلکہ عین قرآن ہی یقینی نہین ملا کیونکہ یقینی تو قطعی متواتر ہی اور اگر کہین کہ ہمکو حضرت علیؓ و انکے ساتھیون سے ملا تو انکی تعداد متواتر درجہ پہنچتی نہین ہی بلکہ یہود و نصاریٰ نے تو اپنے پیغمبر سے لکھی ہوئی مجموعہ کتاب پانے کا دعویٰ کیا تھا اور حضرت موسیٰؑ کے اصحاب جو فقط مصر سے نکلے وہ چھ لاکھ سے زیادہ تھے اور یہان تو قرآن حفظ تھا اور اگر مصحف کا نام لین تو وہ حضرت عثمانؓ سے ملا ہی بلکہ یہ فرقہ احمق تو عجب دشمن اسلام ہی کہ علاوہ قرآن کے دس پارہ مصحف فاطمی کے نام سے بتلاتا ہی اور باوجود اسکے کہتا ہی کہ وہ امام آخر الزمان لے گئے پھر یہود و نصاریٰ وغیرہ کیونکر اعتماد کرین علاوہ اسکے وہ کہتے ہین کہ ہمنے جو قرآن پایا اسمین صحابہ رضی اللہ عنہم کی بزرگیان و فلاح و صدق ایمان وغیرہ بدرجۂ کمال بکثرت صریح منصوص ہی تو ہم اللہ تعالیٰ کے حضور مین صاف عرض کرینگے کہ ای رب جو قرآن مجید تو نے ہمکو ہدایت کے لیے دیا اس سے جو بات صریح معلوم ہوتی ہی ہم اسپر ایمان لائے اور اسکے برخلاف جو یہ فرقہ کہتا ہی وہ کسی قطعی دلیل سے نہین کہتا تھا تو ہم معذور ہین بلکہ یہ فرقہ گمراہ ہمکو صریح منحرف کرتا تھا تاکہ قرآن مجید سے ہمارا اعتقاد اُٹھ جاوے کیونکہ یہ گمراہ فرقہ کہتا تھا کہ یہ جو قرآن مجید سے صاف ظاہر ہی ایسا واقع مین نہین ہی نعوذ باللہ من الضلال **اصل قطعی** صریح اجماع و نص قطعی کے معارضہ مین کوئی خبر نہین ہو سکتی ہی جب تک وہ قطعی نہو جاننا چاہیے کہ خبر تین طرح پر ہی ایک متواتر یعنے ایسی جماعت عظیم سے خبر ملے کہ عقل کے نزدیک یہ غیر ممکن ہی کہ یہ سب غلط کر گئے یا سب نے کسی غرض سے یہ بات بیان کرنے پر اتفاق کر لیا ہی جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے پر سب کے اتفاق سے عام متواتر ہی اور اسوقت تمام عرب پر جہاد ہوے پھر شام پر اور عراق و فارس و مصر وغیرہ پر جہاد ہوے تو سب صحابہ رضی اللہ عنہم اور سب عرب اور جماعت کفار یہود و نصاریٰ و مجوس سب کے سب متواتر مشہور و معروف جانتے اور کہتے تھے کہ ابوبکر پھر عمر پھر عثمان خلیفہ ہوئے اس قسم کی خبر یعنے متواتر خبر سے بالضرور قطعی بات ملجاتی ہی اور یہ حکم سب اہل عقل مانتے ہین چنانچہ زمانہ سابق مین جو بادشاہ گذرے یا جو پیغمبر علیہم السلام گذرے ہین یا دور دراز کے ملک جو ہمنے نہین دیکھے مگر متواتر سنتے ہین یہ سب قطعی ہین واضح ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کا پیغمبر ہونا اعتقادی ہی لیکن متواتر اسقدر ہی کہ اگلے زمانہ مین ایک بزرگ موسیٰ بن عمران نے نبوت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا اگر کہا جاوے کہ کیا موسیٰ علیہ السلام کے زمانۂ حیات کے جو واقعات و معاملات یعنے انکی زندگی کے تاریخی حالات نقل کیے جاتے ہین کیا وہ سب متواتر ہین **جواب** نہین کیونکہ وہ تفصیلی واقعات ہمکو متواتر نہین ملے ہین اگر کہو کہ پھر نصرانی بیشمار اقوام ہین جو دور دراز ملکون مین رہتے ہین اور سب مدعی ہین کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا تھا اور عقل کے نزدیک محال معلوم ہوتا ہی کہ سب نے ملکر اتفاق کیا ہو تو کیا یہ بھی متواتر **جواب** یہ ہی کہ ہان اسوقت تو یہ متواتر ہی کہ سب نصرانی ایسا کہتے ہین لیکن اس صدی سے اوپر چلے جاؤ تاکہ یہ پتہ لگے کہ کب سے یہ لفظ کہنا تو تلاش سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے اُٹھائے جانے کے بعد انکے حواری متفرق ہو گئے اور جنگلون و پہاڑون مین جا بسے ہر کہ

دین توحید اسکو سکھلاتے جو انکو ملجاتا اور توریت مین بھی اگرچہ دین توحید ہی لیکن یہود نے پیرون پیغمبرون کے ساتھ اور علما و اولیا کے ساتھ ایسے اعتقادات نکالے تھے کہ جس سے انمین شرک پھیل گیا تھا لہذا حواریین نے توحید سکھلائی چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین بھی آگاہ فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے لکھدیا کہ عیسیٰ کے متبعین کو اُنکے دشمنون پر قیامت تک غالب فرماویگا لہذا جلد تر اسکا ظہور ہوا اسطرح کہ شاہ یونان نے نصرانیون کا دین اختیار کیا اور شام جزیرہ کی اور یہودیون پر فتح پاکر انکو اسقدر قتل کیا کہ گویا نیست کر دیا اور یہود کی عداوت سے بسخرہ بیت المقدس مین جو قبلہ تھا کوڑا کرکٹ ڈالا پھر اُسنے نصرانی عالمونکو سب طرف سے جمع کیا لیکن دیکھا کہ اُنکے تین گروہ ہین اور انجیل مقدس گم ہی بعضے کہتے ہین کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ و بندۂ الٰہی تھا جیسے اگلے انبیا گزرے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ناسوت مین حلول کیا تھا جیسے ہندو لوگ اوتار مانتے ہین پس یہ فرقہ کہتا کہ وہ خدا تھا نعوذ باللہ من الضلال اور تیسرا فرقہ کہتا ہی کہ نہین بلکہ وہ خدا کا بیٹا تھا پس اُسنے مباحثہ کی مجلس جمائی اور سات روز تک انمین مباحثہ رہا اور آخر بادشاہ نے جبر کیا کہ سب لوگ ایک بات پر متفق ہو کر ایک محضر پر دستخط کرو کہ جو کوئی خلاف کریگا وہ مارا جاویگا لیکن اتفاق نہوا تو بادشاہ نے کثرت رائے سے تیسرے فرقے کا قول لیکر محضر بنایا اور سب سے کہا کہ اسپر دستخط کرین فرقہ دوم نے اتفاق کیا اور فرقہ توحید والون مین سے ہوشیار لوگ تو راتون رات بھاگ کر جنگلون و پہاڑون مین اور فارس وغیرہ کے ملکون مین چلدیے اور جو باقی رہے وہ قتل کیے گئے یا زبردستی اُنسے دستخط لیے گیے جیسا کہ **امام ابن کثیر** رح نے یہ قصہ لکھا ہی اور مولوی **ابو المنصور** دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتب نصاریٰ سے نقل کیا کہ دو سو برس کے بعد زمانہ مذکور مین ایک پادری صاحب نے دعوی کیا کہ گرجا کی نیو کھودنے کی حالت مین مجھے یہ انجیل مقدس ایک صندوق مین ملی اور تمام نصاریٰ نے اسکو مسیح کی طرف سے تحفہ جانکر بہت خوشی کی الغرض نصاری کا یہ قول اسی وقت سے برابر متواتر ہی اور حضرت عیسیٰ ؑ کے وقت سے متواتر نہین ہی اگر کہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ؑ کے متبعین کو قیامت تک غالب فرمانیکا حکم قرآن مین منصوص فرمایا ہی پھر حضرت محمد صلعم کے صحابہ ؓ کیونکر غالب رہے اور رہینگے **جواب** یہ کہ حضرت عیسیٰ کے متبعین درحقیقت اہل التوحید ہین اور یہ صورت و معنی دونون طرح سے سچے متبع ہین اور فقط صورت و نام کے متبع وہ بھی ہین جو تثلیث مانتے ہین اور شرک کرتے ہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وقت مین ایک شخص اسلام لاکر مرتد ہوگیا جب گرفتار ہو کر آیا تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ تیرا کیا دین ہی اُسنے کہا کہ مین عیسیٰ ؑ کے دین پر ہون حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین بھی عیسیٰ ؑ کے دین پر ہون اس مرتد نے کہا کہ مین عیسیٰ کو خدا کا بیٹا جانتا ہون تب آپ نے اُسکے مرتد ہو جانیکا حکم دیا اس حدیث کو **طحاوی** وغیرہ نے روایت کیا ہی اور یہان غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہی کہ ہمارے مسلمانون مین توحید کی کیا کیفیت ہی انا للہ و انا الیہ راجعون اب ہم اصلی مضمون کی طرف رجوع کرتے ہین کہ **طبرانی** وغیرہ نے باسناد صحیح روایت کیا جسکا حاصل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوئے غدیر خم مین چند درختون کے سایہ مین خطبہ سنایا پس فرمایا کہ ای لوگو مجھے رب تبارک و تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ ہر پیغمبر کو فقط نصف عمر اس پیغمبر کی دیگئی جو اس سے پہلے متصل گذرا ہی اور مجھے گمان ہی کہ شاید عنقریب مین بلایا جاؤن تو قبول کرلون اور مجھسے پوچھا جائیگا اور تم لوگون سے بھی پوچھا جائیگا پس تم لوگ کیا کہنے والے ہو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم کہینگے کہ آپ نے پیغام الٰہی پہونچایا اور کامل جہد کیا اور خیر خواہی کی پس اللہ تعالیٰ آپکو جزاے خیر عطا فرماوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر بھلا تم گواہی دیتے ہو کہ ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ اور جنت حق ہی اور دوزخ حق ہی اور موت حق ہی اور بعد موت کے زندہ ہو کر اٹھایا جانا حق ہی اور قیامت آنے والی ہی اسمین کچھ شک نہین ہی اور اللہ تعالیٰ اُٹھاویگا ہر اُسکو جو قبور مین ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ کیون نہین بیشک ہم ان سب باتون کی گواہی دیتے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی تو گواہ رہیو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای لوگو اللہ تعالیٰ میرا مولا ہی اور مین مولاے مومنین ہون اور مین مومنون کے ساتھ اُنکی جان سے اولی ہون پس مین جسکا مولی ہون یہ شخص یعنی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی اُسکا مولی ہی الٰہی جو کوئی اس سے موالات کرے تو اُس سے موالات فرمائیو اور جو کوئی اس سے معادات (دشمنی) کرے تو اُسکو [illegible] پھر فرمایا کہ ای لوگو مین تمہارا فرط ہون اور تم لوگ میرے پاس حوض پر آنے والے ہو وہ حوض اس سے زیادہ چوڑا ہی جسقدر بصرہ سے

Marfat.com

صنعا تک ہی اسمین ستارون کی طرح بیشمار انجوم رے ہین جب تم آؤ گے تو مین تمسے ثقلین کو دریافت کرونگا تم دیکھتے رہنا کہ میرے پیچھے ان
ثقل اکبر تو کتاب الٰہی عزوجل ہی ایک طرف اسکی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مین ہی اور ایک طرف تمھارے ہاتھ مین ہی پس تم اسکو مضبوط پکڑے رہو تو گمراہ نہ
دیا یہ معنی کہ نہ بھٹکو اور نہ بدلو اور ثقل اصغر) میری عترت اہل بیت ہین مجھے میرے رب عزوجل نے آگاہ فرمایا ہی کہ یہ دونون تمام ہونگے یہانتک کہ حوض
پر میرے پاس وارد ہونگے مترجم کہتا ہی کہ دونون سے اشارہ عترت اہل بیت کی جانب ہی اور صحاح کی روایت مین فقط عترت کی جانب صریح اشارہ ہی
کہ یہ مجھسے جدا نہونگے بدعتیون نے اس حدیث مین (مولی) سے استدلال کیا کہ اسکے معنی حاکم کے ہین جیسے آنحضرت سب مومنون پر حاکم تھے اسی طرح
حضرت علیؓ بھی سب مومنون پر حاکم ہوئے تو آنحضرت صلعم نے صریح حکم سے آپکو خلیفہ مقرر کیا مترجم کہتا ہی کہ ہمارے زمانہ مین آجکل بعض روافض نے ایک
رسالہ لکھا جسمین یہ حدیث لکھکر کہا کہ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب سر العالمین مین اس حدیث کے بعد لکھا کہ جب آنحضرت صلعم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو
اس خطبہ مین صریح خلیفہ مقرر کیا تو ابوبکرؓ و عمرؓ نے اٹھکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی مبارکباد دی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال
فرماتے ہی دنیا کے لالچ مین پڑکر گمراہ ہوگئے اور بیعت توڑ دی انتہی مترجم کہتا ہی کہ یہ محض کذب و افترا ہی اور امام غزالیؒ کی کوئی کتاب سر العالمین نہین ہے
اور نہ کبھی حضرت ابوبکر و عمر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی اور عجب بات ہی کہ روافض نے طول طویل طومار باندھا تھا کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے محضر لیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کیا کہ حضرت علی کی خلافت مین ظاہر نہین کرسکتا ورنہ لوگ مجھے مار ڈالینگے علاوہ
اسکے کچھ فائدہ نہین ہی اسلیے صریح ظاہر نکیا اب یہان یہ دعویٰ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان سے خلیفہ کیا اور کسی نے نہین مارا بلکہ فائدہ یہ ہوا
کہ شیخین رضی اللہ عنہما نے سب سے پہلے بیعت کرلی اور یہ خود ظاہر ہی کہ جب انھین دونون نے بیعت کی جنکو سب لوگ افضل جانتے تھے تو باقیون نے ضرور بالضرور
بیعت کرلی ہوگی سچ ہی کہ دروغگو را حافظہ نباشد جھوٹے کو یاد نہین رہتا ہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین اب سنو کہ صحیح بات یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی محبت ہر مومن پر اسکی جان و مال سے بڑھکر فرض ہی اور یہی یہان بھی مراد ہی اور آیت مین بھی یہی مراد ہی اور صریح حدیث مشہور مین منصوص ہی اور اگر حاکم کے معنے
لیے جاوین تو بالکل غلط ہوجاوے کیونکہ مومن پر اسکی جان سے بڑھکر آپکا حاکم ہونا محض مہمل بات ہی کیونکہ حکومت عام پر ہوتی ہی اور سب سے زیادہ ظاہر
بات یہ ہی کہ مولی بمعنی اولیٰ کسی لغت و عرف مین نہین آیا ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اولی الناس بابراہیم الآیہ کفار قریش اور یہود اپنے آپ کو اور
اپنے باطل مذہب کو حضرت ابراہیم کی طرف نسبت کرتے اور ابراہیم کے ساتھ اپنے آپکو اولیٰ جانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے رد کردیا کہ ابراہیم کے ساتھ اولیٰ
وہ لوگ ہین جو اسکے متبع ہوئے اور یہ پیغمبر یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اسکے صحابہ رضی اللہ عنہم و مومنین اسیطرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ
اپنے آپ کو اولیٰ سمجھا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رد فرمایا کہ انا اولی بعیسے یعنی عیسیٰؑ کے ساتھ مین اولیٰ ہون اسیواسطے اس امت کے مومنین
اہل توحید ہمیشہ غالب رہے جب تک توحید پر قائم رہی پس یہان صریح یہی مراد ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ آخر مین صریح موالات و معادات کا ذکر فرمایا
کہ الٰہی جو کوئی اس سے (حضرت علیؓ سے) دلی محبت کرے اس سے موالات فرمائیو اور جو کوئی اس سے معادات یعنے دشمنی کرے اس سے معادات
فرمائیو اسیواسطے روایت ہی کہ جب آنحضرت صلعم نے خطبہ ختم فرمایا تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس موالات عام پر مبارکباد
دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موالات تمام مومنین و مومنات پر فرض ایمانی ہی اور جو بدبخت کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے بغض رکھے
وہ ایمان مین فاجر ہی اور یہی معنے جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھے اگر کہو کہ محبت تو مومنون مین ہوتی ہی ہی پھر کیا فائدہ ہی **جواب** یہ کہ مومنون مین ایمانی
محبت ہوتی ہی ولیکن بعض باتون مین بغض بھی ہوجاتا ہی اور کیا ان حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے حق مین مزید تاکید فرمائی کہ اسسے کوئی ایمانی
بغض نہ کرے لیکن یہ حدیث متواتر نہین ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ اہل شام نے اس سے انکار کیا حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس کے بعض
صحابہ رضی اللہ عنہم سے اسپر شہادت لی علاوہ بریں یہ کمینہ بر بنائے امور دنیاوی تھا اور دین مین آپکو افضل جانتے تھے چنانچہ حضرت
رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے بعد عمران بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور مرحبا کہکر بٹھایا اور فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ مین اور تیرا باپ ان

اسطرح ہوں جسطرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا الآیہ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ جنتی مکرم بندون کے دلون سے
ہر قسم کا غل (میل وناخوشی جو کسی کی طرف سے ہو) نکالدالا آپسمین روبرو بھائی بھائی بنکر ہوے شاہانہ تختون پر بیٹھے ہین۔ مد یعنی اس لڑائی مین جو
ہمنے خدا کے واسطے قتال کیا اور دلون مین کچھ غل ہوگیا تو مجھے امید ہی کہ یہ فقط دنیا مین ہوچکا اور آخرت مین ہمکو اللہ تعالیٰ اس شان سے رکھیگا
جو آیت مین مذکور ہی جب آپ نے یہ ارشاد فرمایا تو حارث اعور نے جو ایک گوشے مین بیٹھا تھا آہستہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ عادل ہی کہ کل
باہم قتال کرو اور آج بھائی بھائی بنو یہ کلمہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے سن لیا لہذا پھر جو کچھ فرمایا تھا اُسکو دوبارہ فرمایا تو حارث اعور نے
بھی اپنا کلمہ دوبارہ کہا یہ سنتے ہی حضرت امیر المومنین نے (یعنی علی ۱۲) اس زور سے غضبناک ہوکر اُسکو ڈانٹا کہ مین نے گمان کیا کہ شاید مکان کی چھت شق
ہوگئی اور آپ کے مبارک ہاتھ مین ایک لکڑی تھی وہ بڑھکر حارث کے سر پر ماری اور فرمایا کہ اوکانے اگر ہملوگ اس آیت کے مصداق نہین ہین
تو پھر کون ہی (رواہ احمد) اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ ای لوگو مین دیکھتا ہون کہ آخر معاویہ تمپر غالب ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ومن قتل مظلوما فقد جعلنا
لولیہ سلطانا الآیہ یعنی جو شخص مظلوم مارا گیا ہو ہمنے اُسکے ولی کے لیے غلبہ کردیا ہی ۔ھ۔ اور واللہ جب عثمان رضی اللہ عنہ مارے گئے تو مین نے علی رضی اللہ
عنہ سے عرض کیا تھا کہ آپ ابھی ان لوگون کی بیعت قبول نہ فرمائین یہانتک کہ معاویہ واہل شام آوین اور اہل فساد سے اپنا عوض لین پھر آپ
ضرور تلاش کیے جاوینگے اور واللہ مین یقین کرتا ہون کہ اگر آپ کسی سوراخ مین مخفی ہون تو بھی لوگ آپکو وہان سے تلاش کرکے لاوینگے ابن کثیر
نے کہا کہ ابن عباس رض نے آیت سے خوب نکالا اور مترجم کہتا ہی کہ اسمین صریح دلیل ہی کہ اُسوقت سب لوگ یقین رکھتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ
عنہ اب تمام روے زمین پر سب سے افضل ہین جیسے ہملوگ اسوقت مین یہی عقیدہ رکھتے ہین شیخ نے لکھا کہ حدیث من کنت مولاہ الخ کا سبب یہ واقع
ہوا کہ بُریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن گئے تھے وہان بُریدہ کو بعض باتین حضرت علی سے ناگوار گزرین بریدہ
خود روایت کرتے ہین کہ وہان سے واپس ہوکر مین نے ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی کی شکایت کرنی شروع کی اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا جب مجھے معلوم ہوا تو مین ڈر گیا اور مین نے پناہ مانگی آپ نے مجھے حضرت علی رض کے ساتھ دل مین غل
رکھنے سے منع فرمایا اور کہا کہ ای بریدہ کیا مین اولی بالمومنین اُنکی ذات سے نہین ہون یعنے مومنون پر اپنی جان سے بڑھکر میری محبت فرض ہی بریدہ نے
عرض کیا کہ حضور بیشک آپ اولی بالمومنین من انفسہم ہین آپنے فرمایا کہ فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث شیخ ذہبی نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہی
اور کبار اصحاب اس محبت کو ملحوظ رکھتے تھے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بعض لوگون نے کہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ
کے لیے جو بات لحاظ کرتے ہین وہ دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سے کسیکے واسطے نہین کرتے ہین حضرت عمر رض نے کہا کہ ہان وہ میرے مولی ہین (دارقطنی) یعنے اُنکی
ولی محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمپر خاصتہ لازم فرمایا ہی مترجم کہتا ہی کہ جب اہل شام نے معارضہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث سے اور دیگر
احادیث سے اُنپر حجت کی اور ثابت کیا کہ مجھسے محبت کرنا اور میری نصرت سب پر لازم ہی اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے جنھون نے یہ احادیث سُنی تھین اُنکی شہادت
دی اور یہ روایات مشہور ومعروف ہین اور جم غفیر کبار اصحاب رضی اللہ عنہم مین سے اس سخت قتال مین جو اہل شام کے ساتھ واقع ہوے ہین حضرت کے ساتھ تھے اور انمین سے
بہت لوگ شہید ہوئے ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ای لوگو جب مین تمسے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرون تو اگر مین آسمان سے گرایا جاؤن تو یہ مجھے محبوب ہے
اس سے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھون اور جب مین اپنے دلمتھارے درمیانی معاملات مین باتین کرون تو الحرب خدعۃ
لڑائی مین داؤن گھات ہی اس روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ شاید اہل شام انمین سے بعض روایات پر یقین نہین لاتے تھے کیونکہ ہنوز یہ احادیث
بطریق تواتر نہین تھین بالجملہ یہ امر متواتر معلوم ہی کہ اکابر صحابہ سب کے سب اہل بیت رضی اللہ عنہ سبکو اپنی سر وآنکھون پر بہت محبت وپیار سے
رکھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی مین انکی اطاعت نہین کرتے تھے کیونکہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی
معصوم نہین ہی اور جسطرح حضرت ابوبکر وعمر وغیرہ کبار اصحاب اہلبیت رضی اللہ عنہم کی محبت وتکریم وپاسداری رکھتے تھے اگر ان روایات کو

Marfat.com

جمع کیا جاوے تو بڑی کتاب ہوجاوے اور خوب معلوم ہو کہ فدک وغیرہ کے معاملہ مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کس طرح
اپنی اولاد پر اہلبیت کی محبت کو ترجیح دی لیکن یہ بھی عذر کیا کہ مین اس بارہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اور
بادشاہ دین کہ سکتا ہون اور حضرت عمرؓ نے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا سے حلف وقسم کے ساتھ عرض کیا کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میرے نزدیک معزز ومکرم ہو لیکن اللہ ورسول کی شریعت مین رخنہ ڈالنے کو جو لوگ یہان جمع ہوتے ہین اُسکو جائز نہین رکھا جائیگا اسیطرح حضرت
ابوبکرؓ سے کسی روایت مین نہین آیا کہ اپنے کسی بچہ کو گود مین لیکر پیار کیا ہو لیکن حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو بارہا گود لیا اور پیار
کھلاتے رہے اسیطرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب مال غنیمت تقسیم کیا تو حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کا حصہ حضرت ابوبکرؓ کی اولاد سے
اور اپنی اولاد سے وجمیع صحابہ کی اولاد سے زیادہ رکھا اور بکثرت صحابہ کے حصہ سے زیادہ رکھا بلکہ آپ کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ صحابی تھے
اُنسے بھی زیادہ رکھا اور قیامت تک مومنون کی یہی راہ ہے آسکا اصل حدیث مشہور مین فقط عموماً جمیع اہلبیت کی محبت کا اور خصوصاً حضرت
علیؓ کی محبت کا التزام مومنون پر لازم فرمایا اور آپنے یہ محبت تمام فرمائی اگرچہ آپکو معلوم تھا کہ یزید پلید ایسے بدکار ہونگے جو اہلبیت رضی اللہ عنہم
کے ساتھ وہ برتاؤ کرینگے جس سے قیامت تک اُنپر شناعت بلکہ لعنت باقی رہیگی شیخؒ نے لکھا کہ حدیث من کنت مولاہ مین حضرت علی رضی اللہ
عنہ کے خلیفہ ہونے کی کوئی نص نہین ہے اور کیونکر کوئی بدعتی اپنا شیطانی فساد پھیلانے کے واسطے یہ وسوسہ نکال سکتا ہے جو محض غلط ہے کیونکہ اس
حدیث کے دسہی مہینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی کو وداع کیا پس اگر نص خلافت ہوتی تو حضرت علی وعباس رضی اللہ عنہما۔
اس حدیث سے حجت لیتے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایام خلافت مین شامیون کے مقابلے مین اس سے حجت لی اور خود حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے صریح متواتر ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس خلافت کے بارہ مین ہمارے پاس کوئی عہد نہین ہے اور یہ آپ نے اجماع لشکر کے
مقابلے مین فرمایا مترجم کہتا ہے کہ آپ کی شہادت کے بعد ایک بدعتی فرقے نے چاہا کہ اپنی جماعت قائم کرکے عراق وغیرہ کی سلطنت پر قبضہ
کرے تو اس فرقے نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات تقیہ سے کہی تھی حالانکہ اہل ایمان اس کذب کو پہچانتے ہین شیخؒ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی شدت مرض مین حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پہچانا کہ آپ تشریف لیجانے والے ہین لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے چلکر دریافت کرین کہ بعد آپکے یہ امر کس خاندان مین ہوگا اگر ہمارے خاندان مین ہو تو ہمکو معلوم رہے اس طویل حدیث کو امام بخاریؒ وغیرہ
نے روایت کیا ہے پھر اگر غدیر خم کی حدیث مین خلافت مراد ہوتی تو کیون ایسا ہوتا مدعیون نے کہا کہ وہ بھول گئے تھے حالانکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ اتنی
جلدی کیونکر بھول سکتے ہین اور کیونکر خود حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جمیع صحابہ بھول سکتے تھے اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انصار سے کہا کہ
حدیث مین آیا الائمہ من قریش۔ یعنے امام فقط قریش مین سے ہی یعنے انصار مین سے نہین ہو سکتا تو کیونکر انصار نے اسکو تسلیم کر لیا اور یہ نہین کہ حضرت
علیؓ کی امامت منصوص ہوگئی ہے علاوہ اسکے جب انصار رضی اللہ عنہم کے واسطے خلافت نہ تھی تو کیونکر انھون نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے
ہاتھ پر بیعت کی ولیکن رافضی گمراہون کا عقیدہ یہ ہے کہ جمیع صحابہ واہلبیت سب پر الزام لگا دین اور انکو گمراہ کہکر دین اسلام کا بیڑا غرق
رافضی نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو خلافت علی رضؓ کی نص معلوم تھی مگر عداوت وعناد سے اسکو نہین مانا اور علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ کرکے
اُسکو چھپایا یہ سب کذب وافترا ہے اللہ تعالیٰ پناہ مین رکھے بیہقی نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی کہ انھون نے
کہا کہ میرے نزدیک کفر کے عقیدہ کی جڑ یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گمراہ یقین کرے مترجم کہتا ہے کہ جو شخص غور کرے وہ صاف دیکھے گا کہ فرقہ رافضیہ حقیقت مین اہلبیت کا دشمن ہے کیونکہ روافض نے اہلبیت رضی اللہ عنہم پر بھی نہایت بیہودہ الزام لگائے ہین شیخؒ نے کہا کہ رافضی کا کمال
ابو کامل ہے جسنے کہا کہ جب علیؓ نے اپنی نص خلافت کو چھپایا جسکے بغیر دین پورا نہین ہوتا تو کفر کیا شیخؒ نے کہا کہ دیکھو اس گمراہ نے
خود کفر اختیار کیا شیخؒ نے کہا کہ انھین رافضیون کی باتین لیکر ملحدون نے جو صریح منکر اسلام ہین دین اسلام اور قرآن مین طعن کیا ہے

Marfat.com

کہ صحابہ کو کیونکر حق جانتے ہین کیونکہ قرآن مین لکھا ہی کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الآیہ یعنی مسلمان دعوی کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ آدمیون کی امتون مین سب سے بہتر ہو یہ صحابہ کو خطاب ہی حالانکہ اپنے پیغمبر کی وفات کے بعد سب کے سب مرتد ہو گئے سوائے چھ آدمیون کے جنھون نے پیغمبر کے وصی علی کو ابوبکر پر مقدم کرنے سے انکار کیا پس یہ لوگ کیونکر سب سے بہتر ہو سکتے ہین اور اس سے نکلا کہ یہ کلام اللہ نہین ہی یہ مین ملد کی تقریر بالکل فرقۂ رافضہ کا دعویٰ ہی اسیواسطے **قاضی ابوبکر الباقلانی** نے فرمایا کہ فرقہ رافضہ نے جو اپنا مذہب اختیار کیا ہی اس سے دین اسلام بالکل مٹتا ہی کیونکہ جمیع قرآن و دین ہمکو انھین صحابہ رضی اللہ عنہم سے حاصل ہوا اور رافضی کا اعتقاد ہی کہ انھون نے بلکہ نص خلافت کو چھپایا اور مٹایا تو یہود و نصاریٰ وغیرہ صریح کہہ سکتے ہین کہ جب یہ گناہ عظیم اُنسے سرزد ہوا تو کیونکر اعتماد ہو سکتا ہی کہ جو قرآن اُنسے نقل کرتے ہو یہ وہی قرآن ہی جو اللہ تعالیٰ نے اُتارا تھا اسیطرح جو حدیثین اُنھون نے نقل کین ان پر بھی کوئی اعتماد نہین کر سکتا اور شاید اس زمانہ مین قرآن کا معارضہ اس سے صحیح ہوا ہو جو اُنھون نے چھپا ڈالا اسی قسم کے بے انتہا فساد لازم آتے ہین تو یہ فرقہ رافضہ بالکل دین اسلام کا دشمن ہی وسوسہ دہم بدعتیون نے دعوی کیا کہ حدیث مین ہی کہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ اس سے نکلا کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق ہے جواب یہ کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ و جمیع صحابہؓ نے اسکے یہ معنے نہین سمجھے جو بدعتی احمق نے سمجھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک کو تشریف لیجاتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ مین خلیفہ چھوڑنا چاہا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور کیا مجھے عورتون و بچون مین چھوڑ جائینگے آپ نے تشفی دی اور فرمایا کہ کیا تو اسپر راضی نہین ہی کہ میرے ساتھ ایسا ہو جیسے موسےٰ کے ساتھ ہارون تھا چنانچہ قرآن مجید مین مذکور ہی کہ موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر جانے لگے تو حضرت ہارون سے فرمایا اُخلفنی فی قومی واصلح الآیہ یعنے ہارون سے کہا کہ تم میری قوم مین بجاے میرے خلیفہ رہو اور اصلاح رکھیو۔ اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائی یعنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تبوک جاتے ہوئے اپنا خلیفہ فرمایا اور چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس جہاد مین شرکت نہونے سے ایک قسم کا رنج دیکھا لہذا تشفی کے واسطے یہ حدیث فرمائی اور یہ تشبیہ بالکل ظاہر ہی **وسوسۂ یازدہم** بدعتی نے چند روایتین بنائین ایک یہ کہ آپ نے حضرت علی رضؓ کو فرمایا کہ تو میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ اور میرا قرضہ ادا کرنیوالا ہی دوم یہ کہ تو سید المسلمین و امام المتقین و قائد الغر المحجلین ہی سوم یہ کہ اے لوگو جو علی کو خلافت کا سلام کرو جواب یہ باتین محض بنائی ہوئی افترا و باطل ہین اور ایسے موضوعات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنیوالے پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہی اور کسی امام محدث نے آجتک نہین کہا کہ ان مین سے کوئی روایت کسی اسناد سے آئی ہی اگرچہ اس اسناد مین ہر سوائے بدعتیون کے موضوع طریقے کے بلکہ بالاتفاق یہ محض کذب و افترا ہی اور اگر اس فرقۂ بدعتی نے جو اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا باندھنے سے ڈرتے نہین ہین یہ دعوی کیا کہ ہمارے نزدیک یہ حدیثین صحیح ہین تو اہل اسلام کو سمجھ لینا چاہیے کہ اس فرقے کا حال یہ ہی کہ انمین سے کبھی کوئی شخص محدث نہین ہوا اور نہ کبھی زمانۂ سلف مین انمین سے کوئی حدیث حاصل کرنیوالا ظاہر ہوا اور نہ کسی محدث کی شاگردی مین پایا گیا بخلاف اسکے اہل سنت مین ہمیشہ سے طلب حدیث و سفر بعید و سعی و جہد بلیغ معروف و مشہور ہی اور انمین سے بعضے لوگ تفضیلیہ ہو گئے جنکو اس زمانہ مین شیعہ کہتے تھے اور وہ سب صحابہ کو مانتے اور انھین احادیث کو جانتے اور انھین سے استدلال کرتے تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل مانتے تھے اور یہ انکا اجتہاد اپنی رائے سے تھا اور اس زمانہ مین شاذ و نادر ایسے لوگ بھی گذرے جنکی قسمت مین یہ خباثت تھی کہ انھون نے دنیا کے واسطے بعضی موضوع باتین بنا کر انکو حدیث کے نام سے شایع کیا جیسے **امام محمد بن جریر الطبری** صاحب تفسیر اس زمانہ مین اسی نام کا ایک شخص **محمد بن جریر بن رستم طبری** تھا کہ وہ دنیا کی لالچ مین جھوٹی حدیثین بنا کر رافضیون کے ہاتھ فروخت کیا کرتا تھا کہ اس زمانہ مین علماء محدثین حفاظ حدیث موجود تھے تو یہ موضوع روایتین ہرگز ظاہر نہین کر سکتا تھا پس اسی قسم کی موضوعات کے گھڑنے اور ماننے والے پر لعنت ہی شیخ نے لکھا کہ عجب بات یہ ہی کہ جب ہم صحیح احادیث سے اپنی دلیل لاتے ہین تو یہ بدعتی کہتے ہین

کہ یہ جبر ہی اور اسکے مقابلے مین ہمپر ایسی موضوعات سے دلیل لاتے ہین جو خبر الواحد بھی نہین ہین اور اس سے زیادہ عجب یہ کہ ان
لیکر صریح اجماعی و متواتر کو چھوڑ دیتے ہین کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اجماعی متواتر ہی پس صریح حق کو چھوڑکر باطل کا اختیار
نہ باطل کے پیچھے اسلام کو مٹانا اور دین حق سے نکل جانا منظور کرتا ہی نعوذ باللہ من الضلال وسوسۂ دوازدہم بعضی ملہمین کہ
عنہ نے بیعت واقع ہونے کے بعد مسجد مین اعلان کے ساتھ مکرر یہ کہا کہ میری بیعت مجھے اقالہ کردو یعنے بیعت فسخ کردو تو معلوم ہوا کہ وہ خلافت کے
لائق نہین تھے ورنہ کیون اقالہ چاہتے جواب شیخ نے کہا کہ یہ سمجھ فقط بدعتی کی جہالت ہی اور اصلیت فقط اسقدر ہی کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے
کمال پرہیزگاری سے چاہا کہ اس کام کو دوسرے اصحاب مین سے کوئی اٹھاوے یا یہ دیکھنا چاہا کہ اگر انمین سے کسیکو میری خلافت و امامت
ناگوار ہو تو ظاہر کرے کیونکہ حدیث مین ایسے امام پر ملامت ہی جس سے قوم کے لوگ کراہت رکھتے ہون جب معلوم ہوا کہ سب کے سب راضی ہین
اور کوئی نہین چاہتا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوائے دوسرا خلیفہ و امام ہو تو خاموش رہے مترجم کہتا ہی کہ تحقیق مقام یہ ہی کہ بندۂ مومن ہر حال
مین اللہ تعالیٰ سے کسی وقت غافل نہین ہوتا ہی جیسے حدیث مین ہی کہ احسان کا مرتبہ یعنے جو سب سے اعلیٰ مرتبہ ہی وہ یہ ہی کہ تو اللہ تعالیٰ کی بندگی
اسطرح کرے گویا تو اسکو دیکھتا ہی پھر اگر تو اسکو نہین دیکھتا ہی تو وہ تجھے دیکھتا ہی ۱۲ - یعنے یہ تو ضرور معلوم ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو
ہر وقت دیکھتا ہی پس وہی فائدہ حاصل ہی لہذا اکابر مومنین ہر دم ہر کام مین ایسے ہوتے ہین کہ اپنے رب عزوجل کے حضور مین حاضر ہین
اور انکے دل مین یقین عیان ہوتا ہی تو کھانا پینا سونا وغیرہ سب کام رضاے حق تعالیٰ کی نیت سے کرتے ہین اور یہ یاد انکی روح پاکیزہ کی
غذاے لطیف ہی اور سب کامون مین سے افضل وقت اُن کامون مین ہوتا ہی جو خالص عبادات ہین مانند یاد الٰہی و نماز وغیرہ اسیواسطے
حدیث مین ہی کہ نماز مین میری آنکھون کی ٹھنڈک ہی یہ محاورہ ایسی چیز مین بولا جاتا ہی جس سے نہایت خوشی ہو اسی نظر سے انکو یہ خالصہ عبادات
اور تخلیہ مین یاد الٰہی کے اوقات بہت محبوب ہوجاتے ہین کیونکہ معاش وغیرہ کے کامون مین توجہ قلبی کو محفوظ رکھنا مشقت ہی بلکہ ہم لوگ
ادنی درجہ والے جب بغیر کام کے مشغولی کے اکثر اوقات حضوری یاد سے غافل ہوجاتے ہین تو ظاہر ہی کہ کام کے شغل مین کسقدر غفلت
ہوتی ہی برخلاف اولیا کے کہ انکی نظر غفلت سے پاکیزہ ہوجاتی ہی حتی کہ اپنے افعال کو بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق دیکھتے ہین کیونکہ قرآن مجید سے
یہ بات ثابت ہی کہ ہمکو اور ہمارے افعال کو پیدا کرنے والا کوئی نہین ہی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور جب یہ اولیا کی کیفیت ہی تو صحابہ رضی اللہ عنہم
جو تمام اولین و آخرین سب امتون کے اولیا سے بے انتہا افضل تھے انکی حضوری کا قیاس کرنا کسکی مجال ہی خصوصًا ان مین سے صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ اپنے مرتبۂ عالی پر تھے دلیکن یہ بات متعین ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شان پاک مین نماز کو قرۃ العین فرماتے ہین تو جمع اصحاب
امت کے نزدیک یہی راہ ہی لہذا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس امر خلافت کو ان اصحاب مین سے کوئی برداشت کرے اور صحیح ایک
روایت مین فرمایا کہ واللہ میری آرزو تو یہ تھی کہ اس کام کو تم مین سے بعض لوگ کفایت کرتے ۱۲ لیکن اصحاب رضی اللہ عنہم نے انمین کو
متعین کیا اور اپنے قلوب کا ثمرہ انھین کے قلب صدیق کے تابع کیا اور اسمین نہایت عظیم اسرار ہین از انجملہ یہ ہی کہ اعمال کا ثواب ان اعمال
قلبی کے متفاوت ہوتا ہی حتی کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعت کا ثواب اسقدر عظیم ہی کہ امت مین سے اگر کوئی ہزار رکعت پڑھے تو
کبھی وہ ثمرہ نہین مل سکتا ہی بلکہ بالکل محال ہی اور جس شخص نے یہ نکتہ نہین سمجھا وہ علم کے محروم ہی اور جسنے یہ نکتہ سمجھ لیا وہ ان
اسرار مین اچھی معرفت پر پہونچا اور بہت فائدہ پاویگا اور اگر اس سے کہا جاوے کہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ اہل کتاب مین سے
لایا اسکے لیے دونا ثواب ہی اور عبداللہ بن سلام وغیرہ جو پہلے یہودی عالم تھے اسلام لائے تھے تو جب انکو دونا ثواب
مین ثابت ہی کہ وہ لوگ راتون کے اوقات مین تلاوت و عبادت کیا کرتے تھے پھر کیا وجہ ہی کہ وہ لوگ سب صحابہ سے
بندہ عارف یہ نکتہ سمجھتا ہی کہ بیشک انکے لیے دونا ثواب ہی جیسے غلام مطیع و پرہیزگار کے لیے دونا ثواب ہی لیکن یہ ثواب

Marfat.com

جسکو نور ایمانی کی شمع ہی اسیکے موافق نیت ہوگی اور نیت کے مطابق ثواب ہوگا اور پیغمبرون کے درجے کے متصل صدیقین کا درجہ ہی تو ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اسمین اعلیٰ ہین اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس امت پر یہ ہی کہ اُسنے اپنے عارفین بندون کے لیے راہ روشن فرمائی جیسے حدیث مین ہی کہ مین نے تمکو ایسے دین روشن راستہ پر چھوڑا جسکی رات مانند دن کے ہی یعنے اسقدر روشن راہ ہی کہ رات مین بھی کچھ تردد نہین جیسے دن مین عیان ہی پس ایسی حالت مین جو خوارج و روافض اندھے ہوکر بہکے وہ ایمان کے نور سے بہت ہی ناقص ہین اسیواسطے حدیث مین فرمایا کہ اب اس روشن راہ سے وہی گمراہ ہوگا جسکی تقدیر مین ہلاکت ہی دیکھو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام امتون سے افضل ہین اور یہ معلوم ہی کہ ان امتون مین صدیقین و شہدا تھے تو اس امت کے جمیع اصحاب ان صدیقین سے افضل ہوئے لہذا قولہ تعالیٰ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم الآیہ کی تفسیر مین گذرا کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفت ہی اور یہان سے سمجھ حاصل ہوگئی کہ صدیق و شہید باعتبار نسبت کے ہی کیونکہ اس امت مین جو صالحین تھے وہ اگلی امتون کے صدیقین سے افضل صدیق تھے لیکن اس امت کی راہ سے وہ صالحین تھے تو اس امت مین اپنی شان کے لحاظ سے یہی مراتب ہونگے پس صحابہ رضی اللہ عنہم مین صدیق فقط حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب مشہور متواتر ہی تو ضرور معلوم ہوگیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل تھے باوجودیکہ دیگر اصحاب بھی مرتبۂ صدیقیت پر تھے حتی کہ جمیع اصحاب بہ نسبت اگلی امتون کے صدیق تھے لیکن اس امت مین انکا اشتہار نہین فرمایا اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بعض لوگون کے دعویٰ رد کرنے کے واسطے فرمایا کہ مین صدیق اکبر ہون میرے بعد جو مدعی ہو وہ کاذب ہی اس سے صریح ظاہر ہی کہ آپ اول زمانہ مین بھی صدیق تھے لیکن اُسوقت اکبر موجود تھا تو اللہ تعالیٰ نے کسیکو اس لقب سے مشہور نہین فرمایا پس بندۂ مومن کے لیے راہ روشن رکھی کہ وہ نور ایمان سے راہ پہچانتا ہی کہ حضرت صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ اول و افضل ہین اور جو گمراہ ہوا وہ ایمان سے بدنصیب ہی اسکو دین مین اتنی بھی سمجھ نہین ہی کہ صدیق اکبر کیونکر گمراہ ہوسکتا ہی اور جب اُسکے اعمال خالص حضوریاد الٰہی کی نیت سے لازمی ہین تو خطا بھی نیچے درجہ والون کی ثواب پر ہی لیکن بدعتی گمراہ ہین اتنی سمجھ ہی نہین ہی پس جب نور ایمانی سے مومن نے یہ سمجھ لیا تو معلوم ہوگیا کہ اول تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت صدیق اکبر مشہور و معروف کو امام بنانے مین ثواب عظیم لیا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز مین جو ثواب تھا وہ کسی طرح نہین ملسکتا ہی دوم یہ کہ قلب صدیقی مہبط اسرار الٰہی ہی اسیواسطے حضرت عمر و علی اور ابن مسعود وغیرہم رضی اللہ عنہم سے صحیح ہوا کہ ان لوگون نے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا کہ ابتدا مین جسوقت عرب کے لوگ مرتد ہوگئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے رائے دی کہ اے خلیفۂ رسول اللہ آپ ان لوگون سے مدارات کیجیے اور جو کچھ کہتے ہین اُسکو قبول کیجیے کیونکہ بالکل وحشی ہین علاوہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اسلام لانے پر کس مشقت سے راضی کیا تھا حالانکہ آپ رسول اللہ تھے اور اب ہم مین قوت رسالت کہان ہے لیکن حضرت ابوبکر الصدیق خلیفۂ رسول اللہ نے ہرگز نہ مانا اور فرمایا کہ دین اسلام مٹانے پر مین کیونکر انسے مدارات کرون کیونکہ زکوٰۃ فریضہ ہے جو منکر ہونگے ضرور مین اسپر جہاد کرونگا الغرض آپنے کسی طرح نہ مانا اور اسی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسلام قائم ہوگیا یہ اصحاب رضی اللہ عنہم کمال شکریہ ادا کرتے تھے اگر ایسا نہ کیا جاتا تو دین اسلام مٹجاتا گویا صدیق رضی اللہ عنہ نے جزم رکھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور دین اسلام کو تمام روم و شام پر غالب فرماوے گا کسی چیز کا خطرہ نہین ہی اور دین حق مین یہ رخنۂ عظیم منظور کرنے کی مدارات جائز نہین ہوسکتی ہی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے محبوب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی مین نہایت ہی بیقرار رہتے تھے چنانچہ مشہور روایت ہی کہ آپکو اندرونی غم کی بیماری تھی جس سے آپنے جلد انتقال کیا کہتا ہی کہ ہر عارف مومن جانتا ہی کہ یہی غم تھا ورنہ تمام جہان آپکے نزدیک ہیچ تھا اور جو بدعتی سیاہ دل کچھ نہین سمجھتا وہ اپنے نفس کے وطیرۂ کی غرق ہلاکت ہی نعوذ باللہ من الضلالۃ اور سب سے عظیم بھید یہان یہ کہ امام ہی کی قبولیت پر فتح و نصرت و طمانیت و ہدایت ہی اور اسیقدر پر کفایت ہی واللہ سبحانہ تعالیٰ ہو الہادی الی سواء السبیل الحاصل حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کمال حضوری کے شوق کو پورا کرنے مین تم مین سے بعضے کفایت کرین اور یہ امر آپ کی کمال پرہیزگاری و معرفت صدیقیت کی دلیل ہی اور جسقدر اکابر اہل ایمان رضی اللہ عنہم وغیرہ کے موجود تھے کسی نے اس کلام سے یہ گمان بھی نہین کیا کہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مین لیاقت خلافت نہونے کی دلیل ہی اور یہ اصحاب رضی اللہ عنہم

رضی اللہ عنہم کمال درجے کے مومنین ومحبوب رب العالمین تھے ولیکن بدبختی نے انکی راہ کے برخلاف راہ لی کیونکہ یہ گمراہ حقیقت ان [illegible]
اور اللہ تعالیٰ نے نص صریح مین یہ حکم بتلادیا ہی کہ جس بدبخت نے راہ مومنین کے خلاف راہ چاہی تو اسکی بدبختی کی راہ ہم اسکو چاہینگے [illegible]
[illegible] پہونچادینگے وسوسۂ سیز دہم اس وسوسۂ شیطانی کی تقریر مین مترجم کا قلم شق ہوا جاتا ہی اسلیے کہ بدعتی گمراہ نے یزید پلید سے [illegible]
وائمہ طاہرین وطاہرات کے حق مین اپنے شیطان کے تابع ہوکر توہین[1] کی وفحش کے کلمات کہے ہین ولیکن جھوٹے کذاب بدعتیون کے خبیث کلمات کر
مٹانے کے لیے لامحالہ نقل کرنا پڑتا ہی اللہ تعالےٰ عفو فرماوے اور مسلمانون کو ایسے خبیث کلمات کے شر سے بچاوے واضح ہو کہ شیخ نے
یہان متفرق طور پر ان بدعتیون کی خبیث باتون کو نقل کیا اور مین اسکے ساتھ مین خلاصہ طور پر مع زیادت بعض جوابات کے ذکر کرتا ہون بدعتی نے کہا کہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاملہ خلافت مین اسلیے سکوت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو وصیت فرمائی تھی کہ فتنہ برپا نہ کیجیو اور تلوار نہ کھینچیو

جواب یہ محض افترا وبہتان وجہالت وحماقت عظیم ہی اور بدعتی کذاب کو کچھ نہ سوجھا کہ اس بہتان سے کسقدر فتنے پیدا ہوتے ہین اول یہ کہ بدعتی روگو
کو یاد نہین رہا کہ اُسنے اول یہ بہتان باندھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صراحت کے ساتھ خلیفہ مقرر کیا تھا اور خلیفہ بزور شمشیر انتظام امت
قائم رکھتا ہی مگر اب بدعتی کہتا ہی کہ باوجود خلیفہ مقرر کرنے کے تلوار نکالنے سے منع کردیا تھا مترجم کہتا ہی کہ بدعتیون نے اس بارہ مین ایک عہدنامہ بیان کیا
جسکا مختصر ذکر اوپر ہوچکا ہی مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ دروغ کو فروغ نہین دیتا اور خود دروغگو کی زبان سے اُسکا جھوٹ کھل جاتا ہی چنانچہ انھین بدعتیون نے
ایک دروغ دوسرا بنایا اُسکا بیان مختصر یہ ہی کہ جب حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
انکو رات مین دفن کردیا اور خلیفہ ابوبکرؓ کو خبر نہ کی جب صبح ہوئی تو ابوبکرؓ نے شکایت کی کہ آپ نے مجھے خبر نہ دی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے
حضرت سیدہ کی وصیت کے بموجب نماز پڑھکر دفن کیا ابوبکرؓ نے کہا کہ نماز میرا حق تھا مین اس ناجائز فعل کو جائز نہین رکھونگا بلکہ قبر کھود کر لاش نکالونگا
اور اسپر نماز پڑھونگا تب حضرت علیؓ کو غصہ آیا اور قبر پر کھڑے ہوکر تلوار ذوالفقار میان سے نکالی اور کہا کہ اگر کسی نے قبر کی طرف ہاتھ بڑھایا تو مین اس
تلوار سے اُسکا کام تمام کردونگا پھر بھلا شیر خدا کے سامنے کون آتا ہی سب شرماکر لوٹ آئے مترجم کہتا ہی کہ واہ کیا دروغ ہی کہان وہ عہدنامہ جسپر ملائکہ
ورسول اللہ جلیہ السلام کے دستخط تھے اور کہان یہ تلوار نکالنا شیخ نے کہا کہ ان بدعتیون کا گمان ہی کہ صحابہ نہایت قبیح افعال کفر کے مرتکب ہوتے تھے
حالانکہ جہاد ان کے سوائے دوسرے کافرون پر واجب ہوا اور یہان تلوار نیام سے نکالنا حرام کرگئے وصیت نامہ مہر ودستخط وگواہی سے مزین ہوا
ائمہ اہلبیت نے خوب فرمایا کہ اس فرقے کی آنکھین ایسی اندھی ہوگئی ہین کہ انکو اپنے جھوٹ کے قبائح نہین سوجھتے ہین کیا نہین دیکھتے کہ اس فرقے نے
جھوٹ باندھا کہ عمرؓ نے حضرت علی کو انکی تلوار کے حمائل سمیت گردن مین رسی ڈالکر کھینچا اور بیعت مین حاضر کیا اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
کو مصدوم کیا کہ خوف سے انکا حمل ساقط ہوگیا جسکا نام محسن تھا اس قبیح افترا سے خبیث نے یہ قصد کیا کہ لوگ حضرت عمرؓ پر غضبناک ہوجاوین ولیکن
خبیث کو بیحیائی سے یہ نہین سوجھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جناب مین کسطرح وہ ذلت وعار وخواری کا بہتان لگاتا ہی بلکہ سب خاندان نبی
وبنی مطلب پر دائمی عار کا بہتان بتاتا ہی حالانکہ وہ لوگ درحقیقت اہل نجدت ورسالت وشرف وکرامت تھے کسی طرح ایسی قبیح شرمناک
نہین کرسکتے تھے اور ساتھ ہی جمیع صحابہ رضؓ کی نسبت یہ افترا ہی مترجم کہتا ہی کہ اسلام کے پیرایہ مین کوئی فرقہ ایسا نہین ہی جسکا اعتقاد
وافترا وبہتان کی بنیاد پر ہو سوائے فرقۂ رافضہ کے حتیٰ کہ مامون الرشید عباسی نے کہا کہ مین نے امر خلافت مین جو تجربہ حاصل کیا وہ چند
باتون مین سے ایک یہ کہا کہ مین نے فرقۂ رافضی سے زیادہ جھوٹا وبہتانی کوئی فرقہ نہین دیکھا مترجم کہتا ہی کہ نہایت قبیح افترا اس فرقے

[1] قولہ توہین کی کیونکہ یزید مردود اور اُسکے ساتھیون کی ذات سے اہلبیت کے حق مین شہید کرنے کی اور تعظیم نہ کرنے کی بیحد اذائی سرزد ہوئی ولیکن کسی [illegible]
سننے نہین ہوے اور اہل حیا وشرف کو قتل ہونا آسان ہی بہ نسبت بیحیائی کے حتیٰ کہ حضرت مقدس امام الدنیا والدین سیدنا الحسین رضی اللہ [illegible]
نے یزید پلید سے بیعت کو منظور نہین فرمایا تھا ورواللہ ثم باللہ کہ یزید مردود بلکہ تمام جہان کو یہ طاقت نہ تھی کہ جنکو اللہ تعالیٰ [illegible]

Marfat.com

...ایک یہ ہی کہ عمر نے منبر پر حضرت سیدۃ النسار رضی اللہ عنہا کی جناب مین دست درازی کی اور بدن کے کپڑے چاک چاک ہو گئے لیکن خدا تعالیٰ نے دامن عصمت کو بچا لیا دوم یہ کہ حضرت سیدۃ النسار کی طاہر بیٹی حضرات حسنین رضؓ کی سگی بہن اُم کلثوم کو عمر نے زبردستی چھین کر اپنے گھر مین ڈال لیا اور اس فرقہ پلید نے کہا کہ اہل بیت مین سے یہ عورت پہلی فرج ہی جو زبردستی چھین لی گئی مترجم کہتا ہی کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اس فرقہ بے حیا نے کسطرح اہل ایمان کے دل دکھانے کو ایسے قبیح کلمات بنائے ہین کہ قلم کو ہرگز انکے لکھنے کی تاب نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ خانہ کعبہ مین رکن و مقام کے درمیان مین قسم کھاتا ہون کہ واللہ الذی لا الٰہ الا ہو یہ جو کچھ اس فرقہ رافضہ نے بیان کیا سب قطعًا بہتان غلط قبیح ہی اور ہرگز اسکی کچھ بھی اصلیت نہین ہی اول ایمان جلکے واسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے ازل مین تاج ایمان کرامت فرمایا ہی ہمیشہ ایسے کذاب خبیث سے پرہیز کرین اور چونکہ مین نے ان خبیثون کے یہ کلمات لکھے ہین لہذا رد کرنے کے بعد مین چاہتا ہون کہ عوام کو اصل حقیقت سے آگاہ کرون واضح ہو کہ شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب مخلوقات اولین و آخرین سے مکرم ہی اور علمائے اہل السنۃ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی اپنے کسی پیغمبر کی زوجہ و اولاد کے حق مین فحش نہین رکھا اگرچہ بعض مین کفر رکھا جیسے نوح علیہ السلام کا ایک فرزند کافر ہوا اور لوط علیہ السلام کی زوجہ کافرہ تھی اور ہمارے حضرت سرور عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج و عترت کے حق مین قیامت تک تلاوت کے لیے اپنا کلام ازلی قدیم نازل فرمایا اور وہ آیۃ التطہیر ہی پس اللہ تعالیٰ نے انکو جمیع قبائح کفر و شرک و فحش و لوث دنیا وغیرہ سے صریح پاک رکھا پس محال ہی کہ اسکے خلاف واقع ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو کچھ معرفت مین کمال حاصل ہوا وہ قیامت تک کسی طرح ممکن نہین ہی بلکہ یہ نسبت ہی کہ اگر کوئی شخص آسمان و زمین بھر کے سونا خیرات کرے تو انکے آدھ سیر جو بلکہ پاؤ بھر جو کے برابر نہین پہونچیگا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو حضرت ابو بکر الصدیق و عمر فاروق و جمیع صحابہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم آپکے اہلبیت طاہرین و طاہرات کو سر آنکھون پر معظم و مکرم رکھتے تھے خصوصًا حضرت سیدۃ النسار رضی اللہ عنہا کی تسلی و تشفی انکا عین مدعا تھا لیکن حضرت سیدہ رضؓ اسقدر غمناک رہتی تھین کہ بکثرت رویا کرتی تھین تو صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اُنکے غم سے غمناک ہوتے تھے اور ان مین سے ہر صحابی کی یہ کیفیت تھی کہ وہ دنیاے فانیہ سے بیزار تھا اور موت کو نہایت آرزو سے مہمان مکرم جانتا اور اسکے قدوم میمنت کا منتظر تھا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین صریح فرمایا۔ فمنہم من قضیٰ نحبہ الآیہ۔ یعنے صحابہ رضؓ مین سے بعض نے اپنا عہد ضرورت پورا کیا یعنے شہید ہوے یا قضا سے مر گئے اور بعض منتظر ہین اور ہرگز اُنھون نے کچھ تغیر و تبدل نہین کیا ہ۔ وہ لوگ مال و متاع دنیا سے پاک تھے اور انکا زہد و تقوی تمام عرب و عجم مین ضرب المثل تھا اگرچہ عجم اسوقت بکثرت کافر تھے لیکن جو بات آنکھون دیکھی جاتی ہی اسمین کسی کو انکار نہین ہو سکتا ہی لیکن کفار یہ چاہتے تھے کہ بادشاہون کی طرح عیش و عشرت ہوتی تو ہم بھی شریک ہوتے حالانکہ یہان دنیا سے ملعونہ کا ذکر نہ تھا یہ دیکھکر بکثرت عجم داخل اسلام ہوتے کہ درحقیقت یہی لوگ آخرت کے بندے ہین جو دنیا نہین چاہتے اور بیشک اللہ تعالیٰ انکو قبول کرکے کس طرح عظیم نصرت عطا فرماتا ہی کہ ہزارون لشکر کفار پر انکی قلیل جماعت کو فتح و نصرت دیتا ہی اور بعد اس بیان کے جو مشہور عام ہی جو کوئی گمان خاص کرے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے دنیا کے لیے خلافت چھین لی وہ گدھے سے زیادہ احمق ہی اسواسطے کہ تمام نصاری بیت المقدس و شام سب نے دیکھا کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جنکے تحت مین یہ بڑی سلطنت تھی دنیا سے محض زاہد تھے اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم متفق ہین کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے اسی حالت پر دنیا کو چھوڑا اور حضرات اہل بیت الطاہرین رضی اللہ عنہم نے صریح انکے فضائل بیان کیے باب ائمہ کی مدح و ثناء۔ حدیث ۱ امام جعفر صادق نے اپنے والد امام باقر محمد بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ ایک شخص میرے باپ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اسنے پوچھا کہ آپ مجھے ابو بکر کے حال سے خبر دیجیے آپنے فرمایا کہ کس ابو بکر کو پوچھتا ہی کیا ابو بکر الصدیق کہ اسنے کہا کہ ای امام کیا آپ ایسے شخص کو صدیق کہتے ہین آپنے فرمایا کہ ای کمبخت انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق لقب دیا اور جمیع مہاجرین و انصار نے صدیق کے نام سے پکارا اور اب جو کوئی انکو صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت مین

Marfat.com

اسکا کوئی قول سچا نکرے اب تو جا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھ (رواہ الحافظ ابوالحسن الدارقطنی) عبداللہ نے کہا میرے باپ
محمد باقر سے یہ مسئلہ پوچھا کہ تلوار پر حلیہ جائز ہے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ جائز ہے اسمیں کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے بھی
کو محلی فرمایا تھا میں نے کہا کہ آیا آپ اس شخص کو صدیق کہتے ہیں یہ سنتے ہی چہرۂ مبارک پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے اور فوراً قبلہ رو ہو کے
اور دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ ہاں میں کہتا ہوں نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق جو کوئی انکو صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اسکا کوئی قول
سچا نکرے (الدارقطنی وابن الجوزی) امام جعفر صادق نے فرمایا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے جو کچھ امید کرتا ہوں واللہ اسکے مثل حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے امید رکھتا ہوں اور میں دو طرح سے انکی اولاد میں ہوں (الحافظ) دو مرتبہ اسلیے فرمایا کہ آپ مادری جانب سے دو عورتوں کی
اولاد ہیں یہ دونوں عورتیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں حضرت زید بن علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین کے فرزند حضرت زید کے
سامنے ایک جاہل نے حضرت ابوبکر و عمر سے بیزاری ظاہر کی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ ای شخص تو خوب جان لے کہ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے
بیزار ہونا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیزاری ہے اب تیرا جی چاہے قدم بڑھا یا پیچھے ہٹ جا (الحافظ) امام زین علی بہت بزرگ جلیل القدر تھے
میں شہید ہوئے اور واقعہ یہ ہوا کہ کوفے کے بوفاؤں نے حضرت زید کے ہاتھ پر بیعت کی اور حتمی وعدہ کیا کہ ہم کبھی ایسا نکریں گے جیسا کوفیوں نے آپکے باپ
دادا کے ساتھ کیا تھا اور آپ امامت اختیار کریں یہ سُنکر اہل ایمان آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپسے عرض کیا کہ حضور ہم جان نثار ثابت قدم رہینگے
لیکن ہکو ان بداعتقادوں پر اعتماد نہیں ہے یہ سب دنیا کے کتے ہیں آپ انسے مضبوط عہد لے لیجیے آپنے فرمایا کہ میرے ہاتھ پر انھوں نے بہت سخت شدید
قسم سے عہد کیا و بیعت کی ہے اور میں دنیا میں رہنا پسند نہیں کرتا ہوں اہل سنت نے جانا کہ آپ دار آخرت چاہتے ہیں اور جو تاریخ آپنے ظاہر ہونے کی
مقرر کی تھی اُسی تاریخ آپنے معسکر میں ظہور فرمایا اور اہل سنت حاضر ہوئے لیکن شیعہ میں سے بہت کم آئے آپ ناخوش ہوئے کہ یہ کیسی بوفا قوم ہے
اور آپنے بلوایا تو تقیہ والے آئے اور کہنے لگے کہ ہم اس شرط سے آپکے ساتھ ہونگے کہ آپ ابوبکر و عمر سے بیزار ہوں آپنے فرمایا کہ یہ گناہ کبیرہ میں داخل
کرسکتا ہوں اہل تقیہ کہنے لگے کہ اگر تم ایسا نہ کروگے تو تمکو چھوڑ دینگے اور حجاج کے شریک ہو جاوینگے آپنے کہا کہ جاؤ تم خود رافضہ ہو اسی روز سے رافضی
انکا نام ہوا اور اُن کمبختوں نے آپکو چھوڑ کر حجاج ظالم کی شرکت کی یہانتک کہ حجاج ظالم مع اپنے بدکاروں کے چڑھ آیا اور حضرت زید مع ساتھیوں کے
شہید ہوئے اور شیعہ میں سے کم لوگوں نے شرکت کی اور اس معاملہ میں دو کرامتیں عجیب ظاہر ہوئیں جو مشہور ہیں (اول) یہ کہ جب حضرت زید بن امام
زین العابدین شہید ہوئے تو حجاج ظالم نے آپکی لاش مبارک کو سولی پر چڑھایا اور آپکے تن مبارک سے کپڑا نکال ڈالا اور حجاج خبیث کو اپنی قبیح حرکت
پر شرم نہ آئی اور عذاب الیم سے خوف نکیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مکڑیوں کو مسخر فرمایا کہ انھوں نے آپکے مقام عریان پر اسقدر جالا تنا کہ پردہ ہو گیا اور
آپ مدت تک اسیطرح سولی پر رہے یہانتک کہ ظالم مذکور واصل جہنم ہوا (دوم) آپکے ساتھ جو لوگ تقیہ والے مارے گئے تھے انکا تکیہ پھر کر پشت
قدم پر آگیا تھا یہ عبرت تھی کہ ان لوگوں نے کعبین تک پاؤں دھونے کو بگاڑ کر مسح کرنے کے معنی لیے تھے حالانکہ مسح سیدھا ساق کی طرف ہوتا ہے
اور تکیے دونوں دائیں بائیں طرف مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عفو فرماوے کیونکہ انھوں نے آپکا ساتھ دیا شیخ نے لکھا کہ حافظ عبدالرزاق
نے روایت کی کہ اہل تقیہ نے حضرت زید سے کہا کہ آپ امام جلیل ہیں لیکن آپ ابوبکر رضی سے بیزاری نہیں کرتے ہیں کیونکہ ابوبکر نے فاطمہ رضی
فدک چھین لیا حضرت زید نے فرمایا کہ تم میری فضیلت مانتے ہو تو مجھسے سنو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رحم دل تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جو کچھ کرتے تھے اُسکو بدل ڈالیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آکر فرمایا کہ فدک مجھے ملنا چاہیے اور حضرت علی و ام ایمن کو گواہ لایا
تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شریعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی کا جو نصاب مقرر فرمایا ہے وہ دو مرد یا ایک مرد
اور یہاں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدلنے اور دیگر حقوق باطل کرنے کے لیے یہ نصاب پورا نہیں پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا
اگر یہ معاملہ میرے پاس پیش ہوتا تو میں بھی یہی حکم دیتا جو ابوبکر نے دیا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا

Marfat.com

حضرت عمر و ابوبکر رضی اللہ عنہما مین کچھ عیب لگانے کی مجال نہ پائی پس اُن دونون کے بعد باقی اصحاب رضی اللہ عنہم سے بیزاری کی اور تم لوگ چلے تو خارج سے بڑھکر اچھلے اور جاکر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بھی بیزار ہوئے اب کون باقی رہا قسم ہی کہ کوئی باقی نہین رہا جس سے تم بیزار نہوے ہو (الحافظ) مترجم کہتا ہی کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ جمیع صحابہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم سب نے حضرت ابوبکر و عمر رضہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سب انکی خلافت پر راضی و شاکر تھ جب روافض نے اُنسے برارت کی تو سب مہاجرین و انصار سے برارت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی روافض کے دشمن ہوے (۵) سالم بن ابی الجعد تابعی جلیل نے کہا کہ مین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ بالکل سب سے اول اسلام لائے تھے اُنھون نے فرمایا کہ نہین تو مین نے عرض کیا کہ پھر اسمین کیا بھید ہی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بزرگی و سبقت سب صحابہ کی زبان پر ہی گویا سوائے ابوبکر رضہ کے کسی کا نام ہی نہین لیا جاتا ہی محمد بن الحنفیہ نے فرمایا کہ اسکا بھید یہ ہی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے اسلام مین سب سے افضل تھے اور برابر انکی فضیلت بڑھتی گئی یہانتک کہ اپنے رب عزوجل کے یہان چلے گئے (ابن عساکر) مترجم کہتا ہی کہ علماء رحمہم اللہ تعالیٰ مین سے محققین کا گمان یہ ہی کہ سب سے اول حضرت خدیجہ کبریٰ ایمان لائین پھر زید بن حارثہ پھر ابوبکر و علی و بلال رضی اللہ عنہم اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرصہ تک اپنا ایمان ظاہر نہین فرمایا اور اسوقت دس برس کے بچہ تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خوبی اسلام بہت وجوہ سے ظاہر ہی اول حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایمان اسلام مین نے جسپیش کیا ضرور یہی ہوا کہ اول اُسنے کچھ تلعثم کیا یعنی ٹھٹکا سوائے ابوبکر کے کہ اُسنے فوراً یقین کیا (دوم) تصدیق جو مین ایمان ہی وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مین بدرجہ صدیقیت عظمیٰ تھی یعنی ہر پیغمبر کی امت ایمانیہ مین اول درجہ صدیقین کا ہی اور جیسے انبیاء علیہم السلام مین نبوت کے مراتب ہین بعض نبی بعض سے افضل ہین اسیطرح صدیقین مین بھی بعض بعض سے افضل ہی اور شک نہین کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس امت کے صدیق مین سب سے افضل ہین سوم حضرت صدیق نے ایمان لاتے ہی اسلام ظاہر کیا اور آپکے ہاتھ پر بہت سے اکابر صحابہ مشرف باسلام ہوئے اور یقین لاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور یہ بہت اعلیٰ مرتبہ ہی چہارم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس خطرناک موقع پر مکہ مین ہر حالت مین سینہ سپر فدا رہے چنانچہ حضرت علی رضہ کی حدیث سے اوپر بیان ہوچکا اور کافرون نے اُنکو یہانتک مارا کہ تمام چہرہ و بدن آماس و ورم سے سوج گیا تھا پھر ہوش آیا تو پہلا کلام یہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہین کہا گیا کہ آپ سلامت ہین تو کہا کہ الحمد للہ آپ کی سلامتی کے بعد سب آسان ہی حالانکہ اس خوفناک موقع پر جب باپ بیٹے و عزیز و یگانہ سب دشمن ہو رہے تھے تو یہ جان نثاری نہایت اکمل تھی لیکن اندھے دشمن کو کچھ نہین سوجھتا ہی پنجم مرتبہ صحبت ہی موافق جان و مال سے فدا رہے اور اپنے باپ اور بیٹے و بیٹیون کا کچھ لحاظ نہین کیا حالانکہ آخر مین باپ مسلمان ہوے اور بعد ابوبکر رضہ کے انتقال کیا اور بیٹے مسلمان ہوے اور بیٹیان مومنہ ہین حتی کہ ایک بیٹی ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب وفات کے خطبے مین فرمایا کہ مین نے کسی کی مکافات کردی سوائے ابوبکر رضہ کے کہ اُسکے مال نے جو مجھے نفع دیا وہ کسیکے مال نے نہین دیا اور اسکی جزائے جمیل باقی ہی کہ اسکو اللہ تعالیٰ آخرت مین ثواب عظیم سے سرفراز فرماویگا مترجم کہتا ہی کہ واللہ اگر مین تمام وجوہ کو بیان کرون تو دفتر دراز ہوجاوے اور بہت سے اسرار دقیق ایسے ہین کہ عام دانتک نہین پہونچ سکتی ہی لہذا مین قطعی دلیل کی طرف توجہ دلاتا ہون کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و جمیع مہاجرین و انصار مین متواتر آپ کا لقب صدیق تھا اور آپکے سوائے کسی کا یہ لقب صریح طور سے مشہور نہ تھا اور قولہ تعالیٰ النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین چار مرتبہ مین سے بعد نبوت کے صدیقیت ہی تو جان لو کہ افضل النبیین کی امت مین افضل الصدیقین کا مرتبہ کسقدر اعلیٰ ہی حافظ دارقطنی محدث کبیر مشہور نے روایت فرمائی کہ سالم ابن عبداللہ بعد جو ثقہ مین اور اہلبیت کے جان نثار مین حتی کہ تفضیلیہ مشہور مین کہتے ہین کہ مین نے رتقیہ والون سے جو خفیہ مذہب والے تھے سنا کہ ائمہ اہلبیت امام جعفر صادق و انکے باپ امام محمد باقر وغیرہ تقیہ سے ابوبکر و عمر رضہ کی تعریف کرتے ہین اور دل مین انسے محبت نہین رکھتے ہین بلکہ بیزار ہین) امام باقر سے سنا اور امام جعفر سے بھی پوچھا تو فرمایا کہ ای سالم تو ابوبکر و عمر رضہ سے دلی محبت رکھ وہ دونون خلیفہ برحق و امام ہادی تھے اور ایک مرتبہ مین گیا تاکہ یقین ہو کہ میرے سنانے کو فرمایا کہ الٰہی مین ابوبکر و عمر رضہ سے دلی محبت رکھتا ہون اور اُنکے دشمن سے قطعی بیزار و جدا ہون الٰہی اگر میرے اسکے خلاف کچھ ہو تو قیامت مین مجھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہو دارقطنی رح نے دوسری اسناد کے ساتھ سالم رح سے روایت کی کہ جعفر بن محمد باقر رہ کی عیادت کو گیا آپ بیمار تھے پس آپ نے مجھے سنانے کو فرمایا الٰہی مین ابوبکر و عمر رضہ سے دلی محبت رکھتا ہون آخر تک دارقطنی

نے دیگر اسناد — روایت کی کہ امام جعفرؒ نے فرمایا کہ ای سالم بھلا کوئی شخص اپنے نانا پر تبرا کرتا ہی ابوبکر میرے نانا ہین ای سالم الکرمین ابوبکر

مین کے دشمنون سے دل سے بیزار نہون تو مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہو **دارقطنی** نے بطریق دیگر روایت کی کہ امام جعفرؒ

یک ... مذعقیدہ تھا) کہتا ہی کہ آپ ابوبکر و عمر سے تبرا کرتے ہین آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے تبرا کرے یہ جھوٹا ہی ادہین تو اللہ تعالیٰ

ہون کہ مجھے اللہ تعالیٰ ابوبکر کے ساتھ قرابت ہونے کی وجہ سے نفع بخشیگا اور مین بیمار ہوا تو مین نے اپنے مامون عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابوبکر

دارقطنی و حافظ عمر بن شاہین نے کثیر سے روایت کی کہ مین نے امام ابوجعفر محمد باقر بن امام زین العابدین سے عرض کیا کہ کیا یہ بات سچ ہی کہ ابوبکر

لوگون کے حق مین کچھ ظلم کیا ہی امام باقرؒ نے اللہ تعالیٰ کی قسم موکد سے فرمایا کہ اُنھون نے ہمارے حق مین رائی کے دانے برابر ظلم نہین کیا مین نے عرض کیا کہ

اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے بھلا مین ان دونون بزرگون سے دلی محبت رکھون آپنے فرمایا کہ ای کثیر تو ان دونون سے دنیا و آخرت کی دلی محبت رکھ

اور اپنی گردن مبارک پر ہاتھ لیجا کر یہی فرماتے اور کہتے کہ اگر انکی محبت سے تجھے کچھ ضرر ہو تو وہ میری گردن پر ہی پھر فرمایا کہ بیان بن قیس و مغیرہ بن سعید خبیث

ہم اہلبیت پر ابوبکر و عمرؓ سے تبرا کرنیکا بہتان باندھا ہی اللہ تعالیٰ نے ان بہتانیون سے بیزار ہو **مترجم** کہتا ہی کہ اس روایت مین غور کرنے سے صاف حال کھلا ہی

کہ رافضیون نے کس طرح اہلبیت پر بہتان باندھکر دور دور فتنہ پھیلایا اور وہ طریقہ یہ تھا کہ ان خبیث باطن لوگون نے اول اہلبیت کی خدمت مین آمد و رفت

ظاہر کی اور وہان جاکر خوشامدی بنے حتی کہ لوگون کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت امام کی مجلس مین جہان ہزارون آدمی فیض برکت و حصول سعادت کے لیے قدمبوسی کو

حاضر ہوتے تھے انھون نے مغیرہ بن سعید اور بیان وغیرہ کو بھی دیکھا پھر ان خبیثون نے خفیہ جلسے مین بعض لوگون سے ظاہر کیا کہ تم یہ راز پوشیدہ رکھنا

کیونکہ فلان امام نے اور فلان امام نے یہ راز پوشیدہ رکھنے کی تاکید کردی ہی اور وہ راز یہ ہی کہ اہلبیت رضی اللہ عنہم ابوبکر و عمرؓ سے بیزار ہین کیونکہ انھون نے

اہلبیت پر ظلم کیا تھا چونکہ اُس زمانہ مین عموماً لوگ سچے ہوتے تھے اور دین اسلام اور آخرت پر یقین رکھتے تھے اور اہلبیت رضی اللہ عنہم کی خدمت و اتباع مین

اپنے واسطے نجات اور درجات آخرت کے امیدوار تھے خصوص اُنکے ذریعہ سے شفاعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے آرزومند تھے تو یہ سنتے ہی ان مفتریون

کے کہنے سے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف سے متنفر ہو جاتے ولیکن جو لوگ ذی علم ہوتے وہ ان مفتریون کی بات مین شک کرتے اور امام رحمہ اللہ تعالیٰ

کی ملاقات مین تخلیہ کے منتظر ہوتے تاکہ اس بھید کو تحقیق کرین اور اس عرصہ مین یہ مفتری فاسق لوگ بہت لوگون مین یہ فتنہ پھیلاتے رہتے تھے اور جب کسی ذی علم

نے تحقیق کرلیا اور خود مطمئن ہو گیا تو بھی وُاُن خفیہ لوگون کو نہین پاتا تھا جنسے بدعتی نے یہ افترا بیان کیا ہی اور اگر اسنے پایا تو بھی بدبخت بدعتی نے پھر خفیہ

کہا کہ امام رح نے اسکو مخالف سمجھکر اُسکے سامنے تقیہ سے جھوٹ کہا اور بھید بیان نہین کیا ہی اسی قسم سے وہ روایت ہی جو **ذہبی** رحمہ اللہ تعالیٰ نے

میزان مین ذکر کی **امام عقیلی** محدث جید حافظ ثقہ نے روایت کی کہ حدثنا ابویحییٰ بن ابی میسرۃ حدثنا سعید بن منصور حدثنا ابن السماک قال حجبت الخ یعنے ابن السماکؒ

نے بیان فرمایا کہ مین نے حج کا قصد کیا یعنے سفر کیا تو قادسیہ مین مجھسے زرارہ بن اعین الکوفی سے ملاقات ہوئی زرارہ نے مجھسے کہا کہ آپسے میرا ایک کام

متعلق ہی اور وہ بہت بڑا کام ہی اگر آپ اُس کام مین میری مدد فرمادین تو مین بہت احسان مند ہون یعنے اس قسم کے الفاظ سے زرارہ نے اس کام کی

بزرگی مجھپر ظاہر کی مین نے کہا کہ وہ کیا کام ہی آخر زرارہ نے (عہد لیکر) کہا کہ کام یہ ہی کہ جب آپ امام جعفر بن محمدؒ سے ملنا تو میری طرف سے سلام کہنا

عرض کرنا کہ وہ مجھے آگاہ کردین کہ بھلا مین اہل جہنم سے ہون یا اہل جنت مین سے ہون مین نے زرارہ پر اس کلمہ سے انکار کیا یعنے نص قرآن و حدیث

سے یہ بات صریح معلوم ہی کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے یہ بات کوئی نہین جانتا سوائے اُسکے کہ جن لوگون کے جنتی ہونے کی خبر اللہ تعالیٰ نے رسول

صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدی زرارہؒ نے کہا کہ کچھ ہو مگر امام جعفر یہ بات جانتے ہین اور برابر میرے پیچھے پڑا رہا کہ تم اپنا وعدہ پورا کرو اور امام سے ضرور یہ بات

کردو آخر مین نے قبول کیا پھر جب مین حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کی قدمبوسی کو حاضر ہوا تو مین نے زرارہ بن اعین کا پیغام و اصرار عرض کیا امام

سنتے ہی فرمایا کہ وہ اہل جہنم سے ہی یہ سُنکر مجھے وسوسہ ہوا کہ زرارہ سچ کہتا تھا امام رضؓ نے جواب مین بتلادیا پھر مین نے عرض کیا کہ حضور پر میرے ماں

فدا ہون یہ حضور کو معلوم ہوجاتا ہی آپنے فرمایا ای ابن السماک جس بے ایمان نے میری نسبت یہ دعوی کیا کہ مین اس تقدیر کو جانتا ہون

Marfat.com

...ہوا اور قاصد آیا اور مجھسے ذرارہ مذکور سے ملاقات ہوئی تو مین نے اُس سے کہا کہ حضرت امام رضؓ نے مجھسے فرمایا کہ زرارہ بن اعین اہل جہنم ...ذرارہ نے کہا کہ تیرے لیے نورہ کی تھیلی ہو مین نے کہا کہ نورہ کی تھیلی سے تیری کیا مراد ہی اُسنے کہا کہ امام نے تیرے ساتھ تقیہ کا برتاؤ کیا ذہبی نے کہا کہ اُس شخص کا حال ابن ابی حاتم محدث نے صرف اس قدر لکھا کہ اُس شخص نے امام ابوجعفر سے بعض روایات لکین اور شیخ فقیہ سفیان ثوری نے کہا کہ اُس شخص نے کبھی امام ابوجعفر کو نہین دیکھا معجم معرب کہتا ہے کہ عقیلی رح نے جو روایات کی اُس کی اسناد مین سب ثقہ راوی ہین چنانچہ ابو یحییٰ بن ابی میسرہ ایک محدث ثقہ مشہور ہین مکہ مین مجاور رہتے اُن سے عقیلی وطحاوی و ابن المنذر وغیرہ جم غفیر علماء محدثین ثقات نے روایت کی اور سعید بن منصور محدث ثقہ ہین انسے علمائے صحاح ستہ وغیرہم نے حدیث روایت کی ہے اب تم نے جان لیا کہ جیسے حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر بہتان لگانے والے منافق بکثرت تھے اسی طرح یہان اہلبیت رضی اللہ عنہم کے ائمہ پر بہتان لگانے والے شیطان کے مکار کارندے تھے چنانچہ انکے مکر سے جو گمراہ ہوا وہ تقیہ کے وسوسہ مین پھر راہ مستقیم پر نہین آیا جیسے زرارہ بن اعین کوفی نے کبھی امام محمد باقر کو نہین پایا لیکن بہتانیون سے سنکر اسکا اعتقاد یہانتک خراب ہوا کہ آخر جو کچھ اُسنے ثقہ کی زبان سے امام جعفر سے سُنا اُسپر بھی یقین نہ لایا اور امام رضؓ کا کہنا تقیہ برجایا کیونکہ مفسدے یہی پٹی پڑھائی تھی کہ یہ عقیدہ جو مین بتلاتا ہون یہی باطنی عقیدہ ہی اور جب تو اُسکے خلاف سُنے حتیٰ کہ امام رضؓ کی زبانی بھی سنے تو یقین نکرنا کیونکہ امام تقیہ سے کہینگے اور اگر تنہائی مین بھی تجھسے کہین تو بھی یقین نہ کیجیو کیونکہ انکو تیری طرف سے اعتماد نہوگا اسلیے تنہائی مین بھی تجھسے سچ نہ بولینگے ذرا غور کرو کہ یہ مکر کسقدر سخت ہی نعوذ باللہ من الضلال اور ایسے مکر ہمیشہ بدبختون پر چلتے ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ رافضیون پر جو مکر شیطان چل چکا تھا وہ فقط یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے جو کلمہ واحدہ تھا یعنے سب اہل ایمان ایک کلمہ پر متفق تھے اسمین سے ایک قلیل جماعت نے جدا ہوکر خارجی ہونا اور ایک قلیل جماعت نے رافضی ہونا اختیار کیا تھا باقی سب جماعت تھے پھر سنہ ۶ ہجری کے قریب ممالک مشرق مین جماعت مین بھی باہمی تقلید کے پیچھے یعنے حنفیت و شافعیت کے پیچھے تعصب شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس تعصب سے مسجدین جدا ہوگئین اگرچہ اعتقادمین متفق تھے پھر فتنہ روز بروز نئی نئی شاخین نکالتا رہا حتیٰ کہ اس زمانہ مین سنیون کے درمیان اچھی طرح باہم نفاق ہی اور حنفی کو شافعی سے اور برعکس ایک طرح کا بغض و تنفر ہی بلکہ محدثین و فقہا مین عداوت ہی اور ایک دوسرے کو گمراہ کہتے ہین اور فرعی احکام و عملیات مین جس اختلاف سے اللہ تعالیٰ نے آسانی و رحمت دی تھی اس اختلاف کو اُنھون نے فساد و اختلاف کا ذریعہ بنا لیا اور بالکل یہی کیفیت آخر مین یہود و نصاریٰ مین واقع ہوئی حتیٰ کہ جب اُنھون نے دین کو ایک تدبیر دنیاوی قرار دیا اور دنیا کو حقیقت جانا اور آخرت کو محض خیال وہمی سمجھ لیا تب سے اپنمین اتفاق و میل ہونے لگا جیسے زمانہ مین یورپ کی قومین دیکھتے ہو اسیطرح ہم دیکھتے ہین کہ جو لوگ یہان بھی اسلام سے نکلکر نیچر کے لباس مین ہو جاتے ہین وہ باہم اختلاف نہین کرتے حتیٰ کہ وہ شیعہ سُنّی وغیرہ کے اختلافات کو مضحکہ سمجھتے ہین اور صرف باغ فدک وغیرہ کی وجہ سے طبقہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین باہمی اختلاف کا دعویٰ کرنے کو (جیسے رافضی مدعی ہین) محض غلط اور حماقت تصور کرتے ہین کیونکہ غیر ممکن ہی کہ ایسے عظیم الشان سلطنتون کے مالک جو اسوقت تک کسی شہنشاہ کے پاس جمع نہین ہوئی ہین اور ایسے عقلائے صداقتین اور ایسے علمائے عاملین اور ایسے صلحاء عادلین جنکی شہرت نے ماضی و حال کے نام مٹا دیے ہلاکب چند درختان خرما کے پیچھے باہم رنج و ملال کرتے اور جس احمق فرقے نے انکی نسبت ایسا خیال کیا اور خفیہ راز تقیہ کی بنیاد پر اپنا دعویٰ خفیہ ثابت کرنے پر جوش ہوا وہ کبھی عقلا کی نظر مین قابل سماعت نہین ہی جبکہ بالکل بین ظاہر اور صریح مشہور متواتر سب دوست و دشمن کے اعلان سے یہ خلاف ہی اور کوئی مہذب قوم کسی زمانہ مین ایسے تقیہ کو جائز نہین سمجھتی اور کبھی کوئی حاکم ایسے تقیہ بلکہ گواہون پر کچھ فیصلہ نہین کر سکتا ہی پھر بھلا کیونکر ممکن ہی کہ ائمہ اطہار اہلبیت رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو سابقین و لاحقین عقلا کے افاضل موحدین تھے ...کب ایکے مرتکب ہوتے جو خصائل عادات و فضائل اخلاق مین افضل تھے اور انکی عزت و حرمت تمام امت کی نظر مین اول سے مرتکز تھی فلللہ الغزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لایفقہون دارقطنی نے حضرت عبداللہ سے جنکا لقب حسینی ہی کیونکہ اپنے والدین کی طرف سے سب سے اول حسنی و حسینی ہین ...وقت مین بنی ہاشم کے بزرگ شیخ و سردار تھے اور انھین کے فرزند کو نفس زکیہ کہتے ہین اور اپنے وقت کے امام تھے ان سے روایت کی کہ کسی ...نے پوچھا کہ آپ موزون پر مسح کرتے ہین آپنے فرمایا کہ تو مسح کیا کر کہ یہ جائز ہی اسلیے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مسح کیا پوچھنے والے

اے ... من تو حضرت سے یہ دریافت کرتا ہون کہ آپ مسح فرماتے ہین یا نہین آپنے فرمایا کہ اے نادان عجب بات کہتا ہی تو
تو میری راے پوچھتا ہی حالانکہ عمر رضؓ مجھسے بہتر تھے بلکہ مجھ ایسے زمین بھر کے لوگون سے بہتر تھے تب کسی نے کہا کہ یا حضرت یہ تقیہ ہی آپنے فرمایا کہ
صلعم اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور منبر کے درمیان بیٹھا ہون یعنے تو بھی بدگمان لوگ یہ سمجھتے ہین کہ جھوٹ بولتا ہون پھر ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ
میرا یہی دن ہی پھر اُس شخص سے فرمایا کہ اب اسکے بعد تو کسی شخص کی بات کو سماعت نہ کیجیو پھر فرمایا کہ یہ کون گمراہ ہی جسکا یہ گمان ہی کہ علی رضی اللہ عنہ
تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک امر کا حکم دیا تھا جسکو انھون نے نافذ نہین کیا دیکھو اس گمراہ کی بات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی
اہانت و تحقیر ہی جو انکی شان کے لائق نہین ہی شیخ نے لکھا کہ حضرت عبداللہ محض کے فرزند جنکا لقب نفس زکیہ تھا انکے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی جب
کو پہونچی تو اُسنے جانی لشکر بھیجا جنھون نے امام رضی اللہ عنہ کو شہید کیا دارقطنیؒ نے روایت کی کہ انسے دریافت کیا گیا کہ ابوبکر و عمر رضؓ کا کیا مرتبہ ہی آپنے فرمایا کہ
نزدیک ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہین **دارقطنی** نے روایت کی کہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے بنی فاطمہ کین کرنے
انکو تاکید فرمائی کہ جب حضرت ابوبکر و عمر رضؓ کا نام آوے تو اچھی تعریف سے بیان کیا کرین **مترجم** کہتا ہی کہ غالبا آپکی غرض یہ ہوگی کہ بعضے گمراہون نے اہبت کی نسبت
اہتمام لگایا ہی کہ انکی تحقیر کرتے ہین لہذا اپنے جد پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت کے واسطے یہ اہتمام کیا تھا **دارقطنی** وغیرہ نے **شیخ بساطین**
سے روایت کی کہ مین نے **امام ابوجعفر محمد باقر** سے پوچھا کہ آپ ابوبکر و عمر رضؓ کے بارہ مین کیا کہتے ہین آپنے فرمایا کہ واللہ مین ان دونون سے دلی محبت رکھتا
ہون اور اُن دونون کے واسطے مغفرت مانگتا ہون اور مین نے اپنے اہلبیت مین سے جس کسیکو پایا اسی اعتقاد پر پایا کہ وہ ابوبکر و عمر رضؓ سے دلی محبت رکھتا تھا
مترجم کہتا ہی کہ اُس زمانہ مین کسیکے واسطے مغفرت مانگنا نہایت عمدہ دلی محبت کا کام تھا **دارقطنی** نے امام ابوجعفر الباقر رحمہ اللہ تعالے سے روایت کی کہ امام سے
پوچھا گیا کہ بھلا اہلبیت مین سے کوئی شخص ایسا تھا کہ جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا کہتا ہو آپنے فرمایا کہ معاذ اللہ بلکہ ابوبکر و عمر سے دلی دوستی رکھتے اور اُنکے
لیے رحمت و مغفرت طلب کرتے تھے (اسناد قوی) **امام ابوجعفر** نے اپنے باپ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپکے سامنے ایک جماعت نے
بیٹھکر پہلے تو ابوبکر و عمر رضؓ کے بارہ مین باہم گفتگو کی پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ مین ایسی ہی گفتگو کی یعنے انکے حق مین عیب جوئی چاہتے تھے یہانتک کہ امام
زین العابدین سے ضبط نہوا پس فرمایا کہ اے لوگو تم مجھے بتاؤ کہ تم اُن مہاجرین اولین مین سے ہو جنکی نسبت اللہ تعالی نے فرمایا اخرجوا من دیارہم واموالہم یبتغون
فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ہم الصادقون اُن لوگون نے عرض کیا کہ نہین یعنے ہم لوگ مہاجرین اولین مین سے کیونکر ہو سکتے ہین
امام زین العابدین نے فرمایا کہ پھر تم انصار مین سے ہو جنکی نسبت اللہ تعالے نے فرمایا الذین تبوؤ الدار والایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم الآیہ اُن
لوگون نے کہا کہ نہین یعنے ہم انصار مین سے بھی نہین ہو سکتے ہین امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بات تمہاری گواہی سے خود ثابت ہو گئی کہ تم
مہاجرین یا انصار مین سے نہین ہو اور اب مین گواہی دیتا ہون کہ مہاجرین و انصار کے بعد تیسری قسم مین سے بھی تم لوگ نہین ہو جنکی نسبت اللہ تعالی نے
فرمایا والذین جاؤ من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا الآیہ یعنے مہاجرین و انصار کے بعد جو لوگ ہوے وہ کہا کرتے ہین کہ الٰہی ہمارے واسطے بخشش
اور ہمارے اُن بھائیون کے واسطے بھی جو ایمان لانے مین ہمسے پہلے گذر چکے ہین اور ہمارے دلون مین اہل ایمان کی طرف سے کچھ کینہ نہ پیدا کیجیو ای ہمارے رب تو
رحیم ہی (الدارقطنی) **فضیل** بن مرزوق رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مین نے ابراہیم بن الحسن بن الحسین برادر عبداللہ بن الحسن سے سنا وہ فرماتے تھے کہ واللہ حسن
علی رضی اللہ عنہ کی خدمت سے سرکشی کر کے خارجی حروریہ نکل گئے تھے اسی طرح ہمپر سرکشی کر کے یہ رافضی نکل گئے ہین **فضیل** بن مرزوق نے کہا کہ
حضرت حسن بن حسن سے سُنا کہ آپ ایک رافضی سے کہتے تھے کہ واللہ اگر اللہ تعالی مجھکو قابو دے تو مین تم رافضیون کے دائین ہاتھ اور بائین ہاتھ
اور تمہاری توبہ قبول نکرون (الدارقطنی) **مترجم** کہتا ہی کہ اسکے معنے یہ ہین کہ دنیا مین تمپر حد شرعی ضرور جاری کرون کیونکہ آخرت کے واسطے تو
ہی ولیکن یہان نکتہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار رضی اللہ عنہ اولین و آخرین امم سے افضل ہین تو اُنکے قلوب کی نورانیت
آفتاب ایک ذرہ نہین ہی اس سے ظاہر ہی کہ جس رافضی یا خارجی کا قلب فاجر کہ انسے عداوت رکھے اور اُنسے برخلاف ہو تو اسکا قلب نورانی کیونکر

ہے اور یہ اہلبیت کامل عارفین سے طیبین وطاہرین تھے لہذا معرفۃ القلوب پر یہ حکم بیان فرمایا اگر کسیکو
موافق ہو اتو نعم البدل ہے اور اہلبیت رضی اللہ عنہم طیبین وطاہرین ہین (جواب) یہ وسوسہ بالکل شیطانی ہے اور غور سے حق کو پہچانو اور شیطان کے فریب مین
آؤ یہ کونسا فرقہ رافضی اگر اہلبیت رضی اللہ عنہم سے ایمانی محبت رکھتا ہوتا تو قطعًا اسکا قلب منور ہوتا اور اصلی بات سچی یہی ہے کہ ہرگز رافضی کی محبت اہلبیت
رضی اللہ عنہم سے صحیح نہین ہے جیسے نصاری کی محبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہرگز صحیح نہین ہے اور نفسانی محبت اگر ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمانی محبت
مین کچھ بھی شمار نہین ہے کیا نصرانی کے حق مین کسی عارف کا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اسکا قلب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلب مبارک سے نور حاصل ہونیکے واسطے
آئینہ ہو سکتا ہے یہ گمان محض غلط وکفر ہے اسیطرح رافضی کا حال ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ حضرت حسن بن حسن نے روافض سے اپنے قلب کی عداوت ظاہر فرمائی
اور اسیطرح جمیع اہلبیت رضی اللہ عنہم نے روافض سے تبرا کیا پھر نصاری کی طرح محض دعوی سے اُنکو کچھ حاصل نہین ہے اور ان متواتر روایات سے اعلان کے
ساتھ ظاہر ہے کہ اہلبیت رضی اللہ عنہم سب کے سب اس فرقۂ رافضی سے بیزار ہین اور اسکے مقابلے مین رافضی فرقہ فقط اپنے گھر سے مجہول نامعلوم طریقہ خفیہ
کے ساتھ خفیہ تقیہ کا دعوی کرتا ہے جسکی کوئی شہادت موجود نہین ہے اور کوئی عاقل کسی طرح یقینی متواترات ظاہر کے مقابلہ مین ایسی خفیہ مخفی چند آدمیون کی کہی ہوئی باتین قبول نہین کر سکتا ہے فاحفظہ۔ اور **محمد بن حاطب جمحی** نے کہا کہ حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما موجود تھے انکے سامنے عثمان رضی اللہ عنہ
کا ذکر کیا گیا یعنے انکا حال پوچھا گیا تو حضرت حسنین رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہین اُنسے پوچھو وہ اچھی طرح آگاہ
فرماوینگے اتنے مین حضرت امیر المومنین علیؓ تشریف لائے پھر مجھے یاد نہین کہ لوگون نے آپسے حضرت عثمانؓ کا حال پوچھا تھا یا بغیر پوچھے آپنے اُنکی گفتگو سن لی
تھی بہرکیف آپنے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایسے لوگون سے تھا جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ الذین اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ یحب المحسنین
(دارقطنی) مترجم کہتا ہے کہ یہ اعلیٰ فضیلت ہے جسکا مرتبہ سب مراتب ایمانی مین سے اعلیٰ وافضل ہے۔ اور محمد بن حاطبؒ نے کہا کہ مین حضرت علیؓ کی خدمت مین
آیا اور مین نے عرض کیا کہ یا حضرت مین حجاز (یعنے مکہ ومدینہ وغیرہ) کو جانا چاہتا ہون اور لوگ مجھ سے پوچھین گے بس آپ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارہ مین کیا فرماتے ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ اسوقت تکیہ لگائے تھے میرا کلام سُنکر اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ ای ابن حاطب والله
مجھے امید ہے کہ مین اور عثمان ایسے ہونگے جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل الآیہ (الدارقطنی) اور سالم ابن ابی الجعد
نے کہا کہ ہملوگ محمد بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے پس لوگون نے حضرت عثمان کا ذکر شروع کیا یعنے بُرائی کی تو محمد بن علیؓ نے ہملوگون کو منع کیا اور
کہا کہ عثمانؓ کے معاملہ سے سکوت کرو پھر ایک روز ہملوگ صبح کو آپ کی خدمت مین گئے اور اُس روز بہ نسبت سابق کے ہملوگون نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
معاملہ مین زیادہ خوض کیا اور بدگوئی بیان کی تو محمد ابن الحنفیہؓ نے کہا کہ ارے کیا مین نے تم لوگون کو منع نہین کیا تھا کہ تم اُس شخص کے بارہ مین خاموشی
اختیار کرو سالم نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے اُنسے مخاطب ہوکر کہا کہ ای ابن عباسؓ تمکو یاد ہے کہ جنگ جمل کے روز تیسرے پہر کو مین
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دائین جانب تھا اور فوج کا نشان لیے تھا اور آپ اُنکے بائین جانب تھے اتنے مین مربد کی طرف سے شور کی آواز سُنی
حضرت امیر المومنین نے آدمی بھیجا کہ خبر لاوے وہ آدمی واپس آیا اور اُسنے بیان کیا کہ یہ ام المومنین عائشہ رضہ ہین کہ مربد مین حضرت عثمان رضہ کے
قاتلون پر لعنت کرتی ہین پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو یا تین مرتبہ اپنے چہرے تک ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا کہ مین بھی عثمان رضی اللہ عنہ کے
قاتلون پر لعنت کرتا ہون اللہ تعالےٰ سہل وجبل مین اُنکے قاتلون پر لعنت کرے ابن عباسؓ نے کہا کہ ہان تم سچ کہتے ہو پھر محمد ابن الحنفیہ رضہ نے ہملوگون کو منع کیا
اور متوجہ ہوکر فرمایا کہ تمھارے واسطے مین اور ابن عباس دونون گواہ عادل کافی ہین (الدارقطنی) ایک مرتبہ مروان بن الحکم نے کہا کہ سچ یہ ہے
کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے اُنکے دشمنون کو دور کرنے مین سب سے زیادہ علی بن ابی طالب کا حق مشکور ہے تو لوگون نے مروان سے کہا کہ پھر کیا وجہ
ہے کہ منبرون پر بیٹھکر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعن کرتے ہو مروان نے کہا کہ خاموش رہو واللہ بات یہی ہے جو مین نے بیان کی ولیکن ہماری حکومت کا

کلام بیہ[illegible] کے بن نہین پڑتا ہی (دار قطنی) مترجم کہتا ہی کہ ان مروانیون خبیثون کو دیکھو کہ دنیا کے لیے اس گناہ عظیم [illegible] اور یہ سب لعنت اپنے سر پر لاد کر لیگئے کیون کہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ جب کسی نے دوسرے پر لعنت کی اور وہ لعنت کے قابل نہین ہوا تو لعنت کرنے والے پر آتی ہی اور واللہ الذی لا الٰہ الا ہو کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی جناب مقدس اس سے قطعًا پاک ہی [illegible] کہنے والون پر راجح ہوئی اور اہل السنۃ والجماعۃ سب کا یہی اعتقاد ہی اسی طرح جمیع فرقہ گمراہ مانند خوارج و روافض کے جو اکابر اصحاب رضی اللہ عنہم [illegible] ہین وہ لعنت قطعًا انھین لعنت کرنے والون پر لوٹ کر پڑتی ہی نعوذ باللہ من العذاب بعضے لوگ کہتے ہین کہ مروان بن الحکم کو سنی لوگ بہت بزرگ [illegible] صحیح بخاری مین اسکی روایت موجود ہی (جواب) یہ کہ معاذ اللہ یہ افترا ہی اور بخاری مین اسکی روایت اصول مین ہرگز نہین ہی لیکن شواہد مین البتہ لی گئی ہی [illegible] ثقات بزرگون نے وہ حدیث روایت کی تو اسیلیے مثل جو شخص روایت کرے کچھ مضر نہین ہی اور مروان مذکور کے بارہ مین یہ تجربہ ہوا کہ وہ حدیثین جو [illegible] تھا اور یہ بات بھی ثبوت نہین ہوئی کہ اُسنے خود کبھی ابراء طاہرہ پر لعنت کی ہو اور یہ بات معلوم ہی کہ احادیث مین تیقن کافی ہی اور قطعی یقین فقط متواترات و آیات پر ہوا کرتا [illegible] اگر ہم مروان کی روایت کا لعدم سمجھین تو ہمپر کچھ حرج نہین ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ مروان کے بارہ مین ہمپر کوئی تاکید نہین آئی بلکہ مروان کے باپ آنحضرت صلعم سے لعنت فرمائی جیسا کہ سیر کی روایت مین ہی اگرچہ یہ باپ کی میراث بیٹے پر چلتی نہین ہی اور توبہ کا حال معلوم نہین ہی فافہم۔ م۔ حضرت محمد ابن الحنفیہ کے بیٹے حسین بن محمد نے اعلان کے ساتھ فرمایا کہ اے اہل کوفہ تم لوگ اللہ عزوجل سے ڈرو اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین ہرگز ایسا بہتان مت لگاؤ جس سے وہ پاک ہین اور جان رکھو کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار مین ثانی اثنین تھے اور عمر رضی اللہ عنہ وہ ہین جنسے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو عزت دی (دار قطنی) یہ حدیث صحیح کی جانب اشارہ ہی جو اس طبقے مین مشہور تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ الٰہی اس دین کو عمر بن الخطاب یا ابو الحکم سے عزت دے پس آپ کی دعا فورًا قبول ہوئی اور دوسرے روز عمر بن الخطاب ایمان لائے اور ابو الحکم چچا ابو جہل ہی جو لعنت پر مارا گیا اور جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو اسیوقت آنحضرت صلعم کے آگے تلوار لیکر چلے اور باقی تعداد ۳۹ صحابہ کی سب پیچھے تھے اور اسی وقت جاکر اعلان کے ساتھ مسجد مین نماز پڑھی اور قریش خوف سے خاموش رہے اور عبد اللہ بن مسعود رض وغیرہ صحابہ کہا کرتے تھے کہ جس روز سے عمر رض ایمان لائے برابر ہلوگ غلبہ پر رہے مترجم کہتا ہی کہ انکی خلافت مین بھی اسلام کو وہ غلبہ ہوئی کہ بیان سے باہر ہی اور روم و شام و فارس و مصر وغیرہ کی سلطنتین سب اسلام مین آگئین وللہ الحمد والمنۃ۔ م۔ جندب الاسدی نے کہا کہ محمد بن عبد اللہ بن الحسن رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ و جزیرہ سے لوگ آئے اور آپ سے پوچھا کہ ابو بکر و عمر کا کیا حال ہی آپنے میری طرف منھ کرکے مجھسے فرمایا کہ تو دیکھتا ہی کہ تیرے وطن کے لوگ مجھ سے ابو بکر و عمر کو پوچھتے ہین پھر عام خطاب سے فرمایا کہ اے لوگو میرے نزدیک حضرت ابو بکر و عمر حضرت علی سے بھی افضل ہین (دار قطنی) وغیرہ مترجم کہتا ہی کہ اہلبیت کے ائمہ مین سے جنھون نے حضرت ابو بکر و عمر رض کی مدح فرمائی تو روافض کے دو گروہ ہوگئے ایک گروہ نے کہا کہ یہ لوگ تقیہ سے ایسا کہتے ہین انکے دل مین یہ بات نہین ہی اور دوسرے گروہ نے کہا کہ نہین وہ تو قسم سے یہی کہتے ہین پھر یہ بھی گمراہ ہوگئے اور اہلبیت سے خارج ہوگئے مترجم کہتا ہی کہ واہ رے رافضی نعوذ باللہ منہ۔ م۔ عبد اللہ بن الحسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ جس نے ابو بکر و عمر سے تبرا کیا اللہ تعالیٰ اُسکی توبہ نہین قبول کریگا اور میرا یہ حال ہی کہ ابو بکر و عمر میرے قلب پر مثل کیے جاتے ہین مین اُنکے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت و مغفرت مانگتا ہون اس سے اللہ تعالیٰ کی جناب مین تقرب حاصل کرتا ہون (دار قطنی وغیرہ) متاخرین اولیا مین سے مخدوم یحیی منیری نے اپنے مکتوبات مین کہا کہ جس شخص نے ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے بدگمانی کی اسکا عمل کبھی قبول نہوگا اور اس بارہ مین بہت کچھ لکھا ہی۔ م۔ فضیل بن مرزوق سے روایت ہی کہ مین نے امام محمد باقر کے بھائی عمر بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بھلا آپ مین کوئی ایسا شخص ضرور ہی جسکی ملامت [illegible] اور تم اُسکو ضرور پہچانتے ہو اور جو کوئی اُسکو نہ پہچانے وہ زمانہ کفر پر مریگا عمر بن زین العابدین نے فرمایا کہ واللہ ہم مین سے یہ کوئی بات نہین ہی [illegible] کبھی وہ جھوٹا ہی مین نے عرض کیا کہ کچھ لوگ تو کہتے ہین کہ یہ مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو [illegible] پھر حضرت علی رض نے حضرت حسن بن علی کو وصی کیا پھر حسن نے حسین رضی اللہ عنہ کو وصی کیا انکو یہ مرتبہ رہا پھر یہ مرتبہ علی بن الحسین یعنے امام زین [illegible]

Marfat.com

[illegible] کو وصی کیا تھا پھر امام زین العابدین نے آپکے بھائی محمد بن علی بن الحسین یعنے امام باقر کو وصی کیا پس محمد بن علی بن الحسین نے فرمایا کہ واللہ میرے [illegible] زین العابدین نے کچھ بھی وصیت نہین فرمائی ان بہتانیون کو خدا غارت کرے اگر کوئی کسی کے مال و اولاد و ترکہ مین وصی ہو یعنے پھر کیا یہ دین نہین [illegible] لوگ جو اسطرح باتین بناتے پھرتے ہین کچھ نہین سوائے اسکے کہ ہمارے نام سے دنیا کماتے کھاتے ہین (دارقطنی) **عبد الجبار ہمدانی** نے کہا کہ ہملوگون نے [illegible] سے کوچ کرنے کا قصد کیا تھا اتنے مین ہمنے دیکھا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تشریف لائے پس فرمایا کہ م لوگ انشاء اللہ تعالے اپنے شہر کے صالحین مین سے ہو تم لوگ میری طرف سے انکو یہ پیغام پہونچائیو کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ مین ہی وہ امام ہون جسکی طاعت فرض ہی تو مین ایسے شخص سے بری ہون اور جسکا یہ عقیدہ ہو کہ مین ابو بکر و عمر سے بری ہون تو مین ایسے گمان کرنے والے سے بیزار ہون (دارقطنی) امام جعفر سے روایت ہی کہ جسنے اُنسے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو پوچھا تھا اس سے فرمایا کہ جو کوئی ابو بکر و عمر کو سوائے خوبی کے دوسری طرح یاد کرے مین اس سے بیزار ہون تو کہا گیا کہ شاید آپ بان تقیہ سے کہتے ہون آپنے فرمایا کہ اگر مین تقیہ سے کہتا ہون تو مین مشرکون مین سے ہون اور مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہو (دارقطنی) امام جعفر نے فرمایا کہ عراق کے خبیث لوگ کہتے ہین کہ مین ابو بکر و عمر کی بدگوئی کرتا ہون حالانکہ وہ میرے والدین (دارقطنی) امام جعفر کی والدہ ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہین اور ام فروہ کی والدہ اسما دختر عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق ہین رضی اللہ عنہم اجمعین اور **امام سلفی** رح نے اپنی اسناد صحیح کے ساتھ امام محمد باقر بن زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یا حضرت ہم لوگ سُنا کرتے ہین کہ آپ خطبے مین یون دعا مانگا کرتے ہین اللھم اصلحنا بما اصلحت بہ الخلفاء الراشدین المھدیین **ترجمہ** الٰہی ہماری اصلاح فرما دے جس سے تونے عادل نیک چلن راہ مستقیم کے ہدایت کرنے والے خلفا کی اصلاح فرمائی تھی سو آپ فرمادین کہ یہ خلفائے راشدین کون لوگ تھے یہ سُنکر آپ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ یہ میرے پیارے دوست ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہین جو ہدایت کے امام تھے اور اسلام کے بزرگ اور قریش کے مرد عادل تھے انھین کی اقتدا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لازم ہی جسنے انکی اقتدا پائی وہ عذاب سے بچ گیا اور جسنے انکے نشان قدم کی پیروی کی اسنے راہ مستقیم کی ہدایت پائی اور جسنے انکو مضبوطی سے لے لیا وہ حزب اللہ تعالے سے ہی سو شیخ رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ یہ سب اہل البیت رضی اللہ عنہم کے اقوال ہین جنکو محدثین حفاظ نے روایت کیا ہر ایک حافظ حدیث منجملہ اولیائے صالحین و اتقیائے کاملین کے معرفت اسانید و علم الحدیث مین مشہور امام ناقد ہی اور صحیح اسانید سے انکو روایات متصل بائمہ اہلبیت طاہرین رضی اللہ عنہم اجمعین حاصل ہوئی ہین اور انھین پر اعتماد حق ہی یعنے برخلاف گروہ رافضیہ کے کہ یہ لوگ کسی طبقہ سابق [illegible] محدث ظاہر ہوئے اور نہ کسی محدث کے یہان دیکھے گئے اور نہ کبھی انکی روایات شرق سے غرب تک کسی ذی علم یا دیندار کی زبان سے سنی گئین [illegible] جب ۶۰۰ھ ہجری کے بعد تاتاری فتن پھیل گئے اور نظام اسلام بوجہ فسق و فساد عوام کے درہم برہم ہو گیا پھر آخری صدی کے قریب تاتاریون مین اللہ [illegible] نے اسلام دیا اور کسیقدر حالت سنبھلی اگرچہ رسوم کفر بھی خلط ہو گئین تو روافض کی روایات نے سر نکالا اور سابق زمانہ مین جو عموماً کذب معروف تھین اب اس جہالت کے زمانہ مین بعد شورش فتنے کے عالمون کے گم ہونے سے نئے لباس مین دکھلائی گئین اور زمانہ دراز گزرنے سے دنیا پر طغیان و کفر پھیلا اور قلوب [illegible] ایمان سے ضعیف ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون **ذہبی** رحمہ اللہ تعالی نے لکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متواتر ثبوت ہوا کہ آپنے اپنے زمانہ [illegible] مین کوفے مین برابر خطبے مین فرمایا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اس امت محمدیہ مین سب سے افضل ہین پھر ذہبی نے صحیح اسانید سے انکو روایت [illegible] شروع کیا اور کہا جاتا ہی کہ یہ بات کچھ اوپر اسّی آدمیون نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے خاص اصحاب مین سے روایت کی ہی ۔ صحیح بخاری مین ہی کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد ابن الحنفیہ نے کہا کہ مین نے آپ سے پوچھا کہ اس امت مین سب سے افضل کون ہی آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگون سے افضل و بہتر ابو بکر ہین پھر عمر ہین مین نے کہا کہ پھر آپ ہین آپنے فرمایا کہ مین مسلمانون مین سے ایک آدمی ہون مترجم کہتا ہے ان باپ آپ پر فدا ہون کہ آپنے اپنے واسطے بیشک تواضع کا طریقہ اختیار کیا و ہو سیدنا و مولانا فی الدنیا و الآخرۃ کیا خوب کہا گیا ؎

[illegible] و اطاعتی و رفت بخاک ۔ نجات خود بتولائے بوتراب گذاشت ۔ رضی اللہ عنہ **ذہبی** رح نے بطرق متعددہ روایت کی کہ حضرت

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو آگاہ رہو کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں
ابوبکر و عمر پر وصیت دی تو وہ مفتری ہے اسپر وہ سزا واجب ہے جو مفتری پر لازم ہوتی ہے آگاہ رہو کہ اگر میں نے پہلے سے یہ اطلاع دیدی ہوتی
نہی اسناد صحیح دار قطنی نے بسند روایت کی کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں جس کسیکو پاؤنگا کہ اسنے مجھے ابوبکر و عمر پر
ضرور اسپر مفتری کی حد مارونگا (حدیث صحیح) مالک و سفیان ثوری وغیرہ علماء معروفین نے حضرت امام جعفر صادق کو پایا ہے اور یہ فقہاء
کے بنی امیہ وانکے بعد خلفاے عباسیہ کو خلیفہ عادل نہین جانتے تھے اور یہ بات روایات متواترہ سے معلوم و مشہور ہے اور اسمین کچھ شک نہین
الغرض مالک وغیرہ نے امام جعفر صادق سے روایت کی کہ میرے والد امام باقر روایت فرماتے تھے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ
علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا ما اقلت الغبراء ولا اظلت الخضراء احدا احب الی ان القی اللہ بصحیفتہ من ہذا المسجی اسکا مطلب یہ ہے کہ زمین
اوپر اور آسمان کے نیچے اس صاحب جنازہ سے زیادہ کوئی مجھے محبوب نہ تھا کہ جسکے نامۂ اعمال کے ساتھ اللہ تعالی سے ملون - ھ یعنے آدمی کو آرزو
ہوتی ہے کہ کاش فلان مردنیکوکار کا نامۂ اعمال مجھے ملجاتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی آرزو بیان فرمائی کہ مجھے سب ابرار اخیار سے بڑھکر اس شخص کے
نامۂ صالحات کے ساتھ اللہ تعالی سے ملنے کی آرزو ہے ترجم کہتا ہے کہ یہ روایت صحیح بخاری مین دوسری اسناد سے مروی ہے اور ایک جماعت محدثین نے
نے اسکو اسانید صحیحہ سے روایت کیا اور پوری روایات مین ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کے ساتھ مین بہت سے عمدہ مدح و ثنا کے کلمات
ارشاد فرمائے از انجملہ یہ ہے کہ آپنے فرمایا صلی اللہ علیک - یعنے عمر رض کے جنازے سے خطاب فرمایا کہ اللہ تعالی تجھپر صلوٰۃ بھیجے - ھ سفیان ثوری نے
روایت کی کہ امام باقر سے کہا گیا کہ یا حضرت کیا سوائے پیغمبرون کے دوسرون پر صلوٰۃ منع نہین ہے آپنے فرمایا کہ مجھے روایت اسیطرح پہونچی جسطرح تمنے
روایت کی ترجم کہتا ہے کہ ایک جماعت کثیر سلف و خلف سے جواز منقول ہے اور دلائل شرعیہ سے جواز ظاہر ہے لیکن صلوٰۃ ہر شخص کے واسطے اسکے مرتبے کے
مناسب ہے قال اللہ تعالے ہو الذی یصلی علیکم وملائکتہ - یعنے مومنون کو کرامت دی کہ اللہ تعالی تمھارا رب رحیم ہے جو تمپر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اسکے ملائکہ
صلوٰۃ بھیجتے ہین - ھ قال تعالی وصل علیہم فان صلوتک سکن لہم الآیۃ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ مومنون کے اموال سے زکوٰۃ لے
اور انپر صلوٰۃ بھیج کیونکہ تیری صلوٰۃ انکے لیے سکینت ہے - ھ - حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہم صل علی آل ابی اوفی - یعنے اسی آیت کے
موافق عمل فرمایا پھر پچھلے علما نے انبیا علیہم السلام کے لیے صلوٰۃ مقرر کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے رضی اللہ عنہ اور تابعین کے لیے رحمۃ اللہ علیہ
مقرر کیا اور اس سے یہ نہین نکلتا کہ صلوٰۃ غیر کے لیے جائز نہو لیکن آخر زمانہ مین معنے کا بھید قلت معرفت سے مفقود ہوتا اور عوام شائبہ یہ دیکھکر کہ صلوٰۃ
جیسے پیغمبرون پر ہے اسیطرح ہمپر ہے اور اس گمان سے غلط مین پڑجاتے لہذا اصلاح حال سے یہ طریقہ رکھا - ھ **حافظ الحدیث ابوبکر الاجری** نے
اسناد صحیح کے ساتھ ابو جحیفہ رض سے روایت کی کہ مین نے حضرت امیر المومنین علی رض سے مسجد کوفہ کے منبر پر یہ سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اس امت مین سے
پیغمبر صلعم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے پھر سب سے بہتر عمر رض ترجم کہتا ہے کہ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ اعتقاد کیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
سب سے بہتر ہین چنانچہ اسی اعتقاد کے موافق پہلے تہائی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسطرح تعریف کی کہ آپ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے خیر الناس ہین یعنے سب سے بہتر ہین اسوقت حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ابو جحیفہ کو سمجھایا کہ ایسا مت کہو اور غالبا اسی موقع پر
ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان کیا ہوگا کہ ایک جماعت آپکے اہل لشکر مین سے یہ عقیدہ پھیلاتے ہین اسیواسطے آپنے منبر پر عام خطبہ مین اسکا
فرمایا اور یہ بھی تہدید کی کہ مجھکو یہ خبر ملی ہے لیکن اول مرتبہ مین تنبیہ کرتا ہون اگر آیندہ مجھکو ثابت ہوا تو اسکو مین مفتری کی حد مارونگا بھیجا
حافظ الحدیث ابوذر الہروی رحمہ اللہ تعالے نے بکثرت اسانید سے اور **حافظ دار قطنی** وغیرہ نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے
کی کہ مین حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے گھر مین حاضر ہوا اور مین نے اسطرح سلام کیا کہ یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ
یہ سنکر آپنے فرمایا ٹھہر اے ابو جحیفہ مین تجھے آگاہ کرتا ہون کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر و عمر ہین خبردار اسی

Marfat.com

ابوبکر و عمر کی دشمنی کے ساتھ میری محبت جمع نہین ہوسکتی ہی حافظ الدارقطنی نے دوسری اسناد سے حضرت ابوجحیفہ
[illegible] کہ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کے اعتقاد مین یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب امت سے افضل ہین پھر اُنھون نے لوگون سے سنا کہ
[illegible] کے خلاف کہتے ہین تو اس سے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کو بہت غم پیدا ہوا پس یہ اسی غمناک حالت مین حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے
پاس حاضر ہوے آپ اُسوقت دروازے پر تھے اور مہربانی سے ابوجحیفہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے حجرۂ مبارک مین لیگئے اور پوچھتے جاتے تھے کہ ای ابوجحیفہ تجھے کس بات نے
غمگین کیا ہی پس ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضور مین عرض کیا پس حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای ابوجحیفہ بھلا مین تجھے آگاہ کرون کہ اس
امت مین سب سے بہتر کون تھا پھر آپنے آگاہ فرمایا کہ اس امت مین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر ابوبکر ہین پھر عمر ہین ابوجحیفہ رض کہتے ہین کہ مین نے
یہ سُنکر اللہ تعالی سے عہد کیا کہ مین آپکی اس حدیث کو جو آپنے مجھسے اسطرح بیان فرمائی ہی مرتے دم تک کبھی نہین چھپاؤنگا شیخ رحمہ اللہ تعالی نے لکھا
کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ مضمون اسقدر کثرت طرق و اسانید کے ساتھ ثابت ہی کہ وہ متواتر کے درجے پر پہونچ گیا اور روافض وغیرہ نے جب دیکھا
کہ اسقدر ظاہر اسانید و تواتر روایات سے یہ قول صاف ثابت ہی اور کسی طرح اسکا انکار نہین ہوسکتا ہی تو اُنھون نے یہ مکر نکالا کہ تقیہ کرنا حضرت علی کا اصول
تھا اور ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ یہ محض کذب و افترا ہی اور یہ انکا دعوی بالکل بے دلیل ہی اور اللہ تعالی نے جس شخص کے دل مین کچھ بھی نور ایمان و عقل عطا فرمائی
ہی وہ صاف سمجھتا ہی کہ تقیہ تو دلی بھید ہی جیسے ایمان دلی بھید ہی تو تقیہ کا ثابت ہونا کسی طرح ممکن نہین ہی جب تک وہ شخص بیان نہ کرے کہ مین نے
یہ بات تقیہ سے کہی ہی اور رہا ان حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ و باقی ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کسی سے ایک حرف بھی ثابت نہین ہوا کہ اُنھون نے
کبھی تقیہ کیا حالانکہ اگر ایک روایت بھی موجود ہوتی تو بھی اُسکا کچھ اعتبار نہوتا جب تک مشہور یا متواتر روایت نہو بلکہ یہان اسکے برخلاف ان ائمہ اطہار رضی اللہ
عنہم سے مشہور بلکہ متواتر روایات موجود ہین کہ جب اُنکو معلوم ہوا کہ بعضے لوگ اپنے گمان سے یہ کہتے ہین کہ آپ لوگ یہ باتین تقیہ سے ظاہر کرتے ہین تو ان
ائمہ اطہار رضی اللہ عنہم نے ایسے بدگمانون پر لعنت فرمائی اور تقیہ سے بالکل بیزاری ظاہر فرمائی اور یہانتک مبالغہ کیا کہ اگر ہم تقیہ سے کہتے ہون تو ہم مشرک
مرین اور ہمکو شفاعت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نصیب نہو شیخ رح نے کہا کہ تقیہ کے دعوی کرنے والون کے جواب مین یہ قول خوب کہا گیا کہ لعنت اللہ علی
الکاذبین شیخ رح نے کہا کہ جسکو کچھ بھی عقل و فہم ہی وہ صریح دیکھتا ہی کہ یہان تقیہ کا کیا موقع تھا کیونکہ اول تو آپنے تخلیہ مین حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے
فرمایا دوم کوفے کے منبر پر جو آپکا مستقر خلافت تھا اعلان کے ساتھ ایسا فرمایا اور کوفے مین آپنے اُسوقت قیام کیا جب بصرہ کی لڑائی فتح کرکے
پائی ہی اُسوقت آپ کا حکم تمام عراق و عرب و خراسان وغیرہ مین نافذ تھا و اہل السنۃ تمام آپکے جان نثار تھے اور وہ شیعۂ علی کہلاتے تھے جیسے شیعہ
شیعہ معاویہ کہے جاتے تھے اور اہل السنۃ انکا لقب بعد مدت کے خلفاے عباسیہ کے وقت مین بمقابلۂ معتزلہ کے شروع ہوا پھر جب اس وقت مین حضرت
علی رضی اللہ عنہ کامل طور سے ان ممالک مین امام حق و امیر المومنین تھے اور اسوقت حضرت ابوبکر و عمر کو انتقال کیئے ہوے مدت مدید گزر چکی تھی
تو کیونکر کسی عاقل کی سمجھ مین آسکتا ہی کہ آپ اسوقت تقیہ فرماتے بعض ائمہ اہلبیت نے خوب کہا کہ اس منحوس تقیہ کی یہ حالت ہی کہ کسی عاقل کے ذہن مین اسکا امکان
نہین ہی اور حضرت اسد اللہ المرتضی رض کی شان مین اس سے وہ عار لاحق ہوتا ہی کہ جسکا اندازہ نہین ہوسکتا ہی پھر ان گمراہون نے کیسے اس منحوس تقیہ کو مشہور کرکے
اہلبیت رضی اللہ عنہم پر مصیبت ڈالی اور عقائد بگاڑ دیے مترجم کہتا ہی کہ یا حضرت اس سے پہلے نصاری کی نظیر موجود ہی لیکن جب غور کیا جاوے
تو نصاری کا افترا حضرت عیسی علیہ السلام کے بارہ مین اس سے اکم تھا اس نظر سے کہ حضرت عیسیؑ کے حق مین کوئی عیب و عار لاحق نہین کیا جاتا تھا
اگرچہ یہ چیز بھی دونون کی نسبت مین دونون برابر ہین اور حدیث صحیح مشہور مین وارد ہی کہ یہ امت بھی یہود و نصاری کے قدم بقدم چلیگی حتی کہ اگر اُنمین کوئی ایسا
کرتا ہوگا تو اسکے سوراخ مین گھسا تھا تو انمین بھی ایسا کرنے والا ہوگا مترجم کہتا ہی کہ اس سے سمجھا گیا کہ سب امت گمراہ نہوگی وللہ الحمد والمنہ شیخ رح نے
کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس منحوس تقیہ کو خوب باطل فرمایا چنانچہ امام باقرؒ سے پوچھا گیا کہ ابوبکر و عمر کے بارہ مین آپ کیا فرماتے ہین آپنے فرمایا
[illegible] دونون سے دلی محبت رکھتا ہون تو عرض کیا گیا کہ وہ لوگ گمان کرتے ہین کہ آپ یہ بات تقیہ سے کہتے ہین آپنے فرمایا کہ آدمی تقیہ

ازندون سے کرتا ہی سے خوف رکھتا ہی اور مردہ لوگون سے تقیہ نہین کرتا پھر آپنے ہشام بن عبد الملک کی مذمت شنون کی [illegible]
کہ مزا الم ہی یعنے بہت سے قبائح بیان فرمائے اس حدیث کو **دار قطنی** وغیرہ نے باسانید صحیحہ روایت کیا ہی **ترجمہ** کہتا ہی کہ ہم [illegible]
پھر خیال رہے کہ یہ تقیہ کسقدر منحوس جہالت ہے **مسئلہ** ایمان جب دار آخرت پر کامل ہوتا ہی تو کیا آدمی کو اپنی دنی زندگی محبوب ہوسکتی ہی [illegible]
خصوص جبکہ شہادت کے ساتھ ہو **جواب** دنیا کی زندگی آدمی کو فقط غلبۂ طبیعت سے مرغوب ہی ورنہ نور عقل سے ہر شخص خوب جانتا ہی کہ [illegible]
نعمت غیر مترقبہ ہی اُسکے مقابلے مین دنیا مومن کے لیے بدتر قید خانہ ہی اور جب اہلبیت رضؓ قطعی جنتی مانے گئے ہین تو اللہ تعالیٰ کی آیات ثابت ہی کہ
آخرت وموت ضرور محبوب ہوگی اللہ تعالےٰ نے یہود کی ملامت کی کہ۔ قل ان کانت لکم الدار الآخرة عند اللہ الآیہ اور اسکا صریح مطلب یہ کہ اگر یہ
جب تمھارا یہ اعتقاد ہی کہ دار آخرت خاص تمھارے لیے ہی تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ھ۔ پھر یہان اہلبیت رضؓ ضرور اسکی تمنا کرتے ہونگے اہل السنت
رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرات اہلبیت وجمیع صحابہ رضی اللہ عنہم سب کو دینی عقل سے موت محبوب تھی حتی کہ جب جہاد شام پر لشکر اسلام روانہ
ہوا تو کفار کو لکھا گیا کہ جسقدر تمکو سور کا گوشت وشراب ویاکرہ عورتین وعیش محبوب ومرغوب ہی اُس سے بہت زیادہ ہمکو اللہ تعالیٰ کی راہ مین شہادت
محبوب ہی اور یہی بات بارہا مجوس فارس کو لکھی گئی اور اللہ تعالیٰ نے اصحاب رضی اللہ عنہم کی مدح فرمائی بقولہ تعالیٰ منہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر
وما بدلوا تبدیلا۔ یعنے انمین سے بعض اپنی آرزو پوری کرلے گئے اور بعضے منتظر ہین اور اُنھون نے ہرگز کوئی بات نہین بدلی۔ھ۔ اور حضرت معاذ بن جبل
رضی اللہ عنہ نے کچھ رات رہے سے لونڈی سے کہنا شروع کیا کہ دیکھو صبح ہوگئی وہ آئی اور کہا کہ میرے آقا ابھی تو صبح نہین ہوئی ہی پھر کچھ دیر کے بعد
فرمایا اسیطرح بار بار کہا آخر مین جب اُسنے کہا کہ صبح ہوگئی تو فرمایا کہ مرحبا بالموت مرحبا بزائر جاء علی فاقة لا افلح من ندم۔ موت کو مرحبا میرے زیارت
کرنے والی کو جو نہایت آرزو اور اشتیاق کے وقت آئی ہی جو کوئی نادم ہو وہ فلاح نہ پاوے۔ھ۔ اسیطرح ایک جماعت کثیر صالحین سے ثابت ہے
اور خود حضرت سیدنا سید الاتقیا مولانا علی کرم اللہ وجہہ سے اشتیاق ثابت ہی اب ہم پوچھتے ہین کہ جس جاہل نے تقیہ نکالا اگر یہ کہتا ہی کہ ان حضرات نے
غلبۂ طبیعت سے ایسا کیا تو اس کہنے والے پر تف ہی جو ان کبار ابرار واولیاے عارفین کملاے صالحین کو یہ عیب لگاتا ہی پس ان ائمہ کبار کی نسبت تقیہ
کے کچھ معنے ہی نہین ہین جو شہادت کو خوشگوار شربت اور آخرت کو اپنا مقام سلطنت سمجھتے تھے اور واللہ ثم باللہ العظیم کہ میرے دل مین انکی سرفرازی
کا یہی عقیدہ ہی اور جو کوئی آدمی ہوگا اسکو یہی عقیدہ ہوگا کہ یہ ائمہ صالحین اللہ تعالیٰ کے یہان کمال عزت وقرب منزلت ونعمت مین سرفراز ہین اور یہ منافق
بدکار جو دنیا کے لیے اُنکی جناب مین منہ سے محبت ظاہر کرتا ہی اور باطن مین اُنپر طرح طرح کے عیب لگاتا ہی وہ یہ بھی عیب لگاتا ہی کہ تقیہ کرنا انکا اصل اصول
تھا نعوذ باللہ من ذلک دیکھو حضرت امام باقر رضؓ نے کسطرح صاف صاف اُسوقت کے بادشاہ ہشام بن عبد الملک کی مذمت شنیع فرمائی اور چونکہ اعلان سے
ظالم فاسق تھا لہذا اعلان سے اُسکی مذمت فرمائی اور کچھ بھی اپنی شہادت کا خوف نکیا اور کیونکر آپ خوف فرماتے جبکہ آپکے اور سلطنت آخرت کے درمیان
صرف موت حائل تھی اور اللہ تعالےٰ کے صالحین بندے ہر دم اُسکی لقا کے آرزومند رہتے ہین پھر جب امام باقر رضؓ کا یہ حال تھا تو خیال کرو کہ حضرت
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جناب اقدس اس سے اعلیٰ ہی کہ وہان تقیہ کا وسوسہ بھی آوے شیخ رحؒ نے لکھا کہ جہال منافق یہ نہین خیال کرتے کہ بھلا
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیا ضرورت تھی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا تھا اسوقت خواہ مخواہ تقیہ کرکے تشریف لاکر ایسے کلمات
مدح بیان فرماتے اور یہ آرزو کرتے کہ کاش اس شخص کے مثل مجھے نیکیون کا نامۂ اعمال ملتا کہ اسکو لیکر مین اپنے پروردگار جل شانہ سے ملتا
آپ کو کہان سے اپنی جان کا خوف تھا کہ آپ کوفے کے منبر پر بارہا حضرت ابوبکر وعمر رضؓ کی افضلیت بیان فرماتے حالانکہ اس سے پہلے جنگ
جمل مین آپنے سخت مقاتلہ فرمایا تھا پھر امام باقر رضؓ کو کیا ضرورت تھی کہ اپنے فرزند امام جعفر رضؓ سے روایت فرماتے اور امام جعفر رضؓ کیون اسکو
سفیان ومحمد بن اسحاق وجابر وغیرہم جم غفیر سے روایت فرماتے حالانکہ امام باقر رضؓ نے اُسوقت کے ظالم بادشاہ ہشام کی اسقدر شنیع مذمت
اور سب سے زیادہ تعجب ان منافقون سے یہ ہی کہ بیشمار اسانید صحیحہ سے مشہور متواتر اعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر [illegible]

Marfat.com

[illegible] کہ ہم اسکو تقیہ سمجھتے ہین اس سمجھ [illegible] بعد ہوت کے معلوم ہوگا کہ کیسا خراب نتیجہ نکلا جبکہ بے دلیل فقط اپنی سمجھ سے دین مستقیم سے منحرف ہوے **تنبیہ مترجم** کہتا ہی کہ سب سے بدتر یہ طریقہ ہی کہ اپنا عقیدہ اسطرح خراب کرلیا اور دین مین یہ مخالفت پھیلائی اور باقی رہی دنیا تو اُسمین یہ طریقہ نکالا کہ سنیون کو قتل کرنا اور ایذا دینا اور مخالفت کرنا اور زبان سے علانیہ فحش تبرا کرنا تو اب عظیم ہی حالانکہ سنیون نے ہمیشہ اپنی سلطنت مین اُنسے سلوک کیا اور اگر یہ لوگ اپنی خاص مجالس مین تنہا اپنے گھرون مین تبرا کرتے ہون تو اس سے کچھ تعرض نہین کیا باوجود اسکے ابن علقمی وطوسی وغیرہ نے سازش کرکے اسلامی سلطنت مٹانے مین سعی کی اور آخر یہ نتیجہ ملا کہ نہ دنیا نہ دین نعوذ باللہ من ذلک اور ظاہر ہی کہ فی الحال سلطنت انگلشیہ مین کسی کو مجال نہین ہی کہ باہر علانیہ تبرا کرے اور ہر عاقل جانتا ہی کہ کسی سلطان کے تو دیک عدل وانصاف مین یہ بات جائز نہوئی کہ کوئی قوم علانیہ اپنی زبان سے دوسرون کے پیشواؤن کو بُرا کہے جس سے ناحق اُنکو دکھ پہونچے ولیکن جب کسی قوم نے اپنے خیال وقیاس پر اپنے دین کا مدار مقرر کیا تو قطعی جان لو کہ کبھی نفس امارہ اسکو عدل وانصاف کی جانب رغب نہونے دیگا اور ہزارون وسوسے اور جھگڑے ڈالیگا جیسے قریش کے مشرکین اپنے نفس کے خوش پسند دین پر تھے پھر کسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین خاتم النبیین خیر الخلائق اجمعین کے اقوال ہدایت کو نہین سنتے تھے اور ذرا بھی غور نہین کرتے تھے اور ایسے حق صریح کو جسکی شان مین لاریب فیہ وارد ہی ہزارون نفسانی شکوک وشبہہ پر رد کرتے تھے پس راہ مستقیم کا یہ طریقہ ہی کہ جناب قدس حضرت باری سبحانہ تعالی مین رجوع لاوے اور دنیا سے دل اُٹھا کر یہان سے اپنے آپ کو مردہ بناوے اور منزل آخرت وقبر مین قدم رکھے اور سب سے دل منقطع کرکے رب تبارک وتعالی سے خوف وامید مین مستغرق ہو اور ایسی حالت مین اپنی وسیع نظر سے انصاف کے ساتھ اول سے آخر تک غور کرجاوے تو اللہ تعالے اُسکی دلی کوشش کو رائگان نہ فرماویگا اور اُسکی رحمت سے امید ہی کہ باب ہدایت کھول دے اور رحمت مین سرفراز فرماوے اور بدون اسکے جو لوگ دنیا کی زندگی پر مطمئن ہین تو یہ کافرون کی حالت ہی بقولہ تعالے واطمأنوا بہا الآیہ یعنے کافرون کا قلب اس حال پر ہے کہ اسمین دنیاوی زندگی کی چاہت ہی اور اسی پر اُنکے دل کو تسکین ہی ۔ھ۔ ایسے قلب پر شیطان مسلط ہوتا ہی اور شیطان کا مقولہ قرآن مجید مین منصوص ہے لامنینّھم مین اُنکو آرزوئین دلاؤنگا وقولہ لاُعِدَنّھم ومُنَیِّنَنّھم شیطان انکو وعدے دیتا ہی اور آرزوئین دلاتا ہی ۔ھ۔ چنانچہ یہود کو اُنکے پیشواؤن کے بنائے ہوے خیال دکھلائے کہ جو کوئی دین یہود مین آگیا وہ چاہے جو کچھ کرے اسپر عذاب نہوگا اور نصاری کو اس خیال مین مبتلا کیا کہ مسیح تمھارا کفارہ ہوگیا ہی چنانچہ زور وشور سے ابتک اسی خیال مین سوتے ہین اور اسی خیالی ہوس سے کسی طرح راہ حق مین نہین آتے جہان خوف وامید ہی نفس امارہ مضمحل ہی شیخ محقق نے لکھا کہ اس بارہ مین کثرت روایات سے کسیطرح کا شک وشبہہ نہین ممکن ہی کہ جو خیال اُنکے نفوس نے جمایا ہی وہ قطعًا باطل ہی اور دارقطنی وغیرہ نے روایت کی کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت واقع ہوگئی تو ابوسفیان نے بلند آواز سے کہا کہ ای علی اس معاملہ مین تیم قریش کا ایسا خاندان غالب ہوگیا جو سب خاندانون سے کمزور ہی اگر آپ چاہین تو واللہ مین انپر مدینہ کو سوار وپیادون سے بھردون حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ای اسلام ومسلمانون کے دشمن اس سے اسلام ومسلمانون کا کیا ضرر ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کیگئی (صحیح) **مترجم** کہتا ہی کہ ابوسفیان کی قرابت بنو ہاشم سے زیادہ قریب تھی اور اسی قرابت کے لحاظ سے یوم الفتح سے دو روز پہلے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے دیکھکر قتل کرنیکا قصد کیا اور عباس نے کہا کہ مین نے اسکو پناہ دی ہی پس عمر رضی اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جاکر اجازت مانگی اور عباس رضی اللہ عنہ نے بھی جاکر اسکے لیے پناہ مانگی اور حضرت عمر سے فرمایا کہ ای عمر ٹھہرو چونکہ یہ شخص بنی عبد مناف مین سے ہی اسواسطے تم اسکے قتل پر آمادہ ہوا اور اگر بنی عدی مین سے ہوتا تو تم یہ قصد نکرتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہرو ای عباس واللہ مجھے کچھ بھی نسبی خیال نہین ہی بلکہ حب اللہ والرسول ہی حتی کہ تمھارا اسلام اپنے باپ خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا فقط اسوجہ سے کہ مین دیکھتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمھارا اسلام زیادہ محبوب ہی بالجملہ اسکے بعد سے بیعتون کا یہ افترا بالکل مٹ گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مغلوب ومقہور ہوکر تقیہ سے بیعت کی تھی اور اتنا نہین سمجھتے کہ بدون رؤیت دلیل بکمر فقط اپنے خیال پر بات بنانا کیونکر جائز ہوسکتا ہی اور اگر کچھ بھی اسکی اصلیت ہوتی تو یہ مشہور ہوجاتا کیونکہ چھپانے کی کوئی وجہ نہ تھی بلکہ حضرت

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت مین یا ائمہ اہلبیت مین سے کوئی امام اسکو صاف بیان کرتے لیکن اسکے برخلاف ا
ثقات محدثین نے بکثرت طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپنے اعلان کے ساتھ فرمایا کہ قسم ا
اور نطفے سے انسان بنایا کہ اگر خلافت کے بارہ مین رسول اللہ صلعم نے مجھے کوئی عہد دیا ہوتا تو واللہ مین ا
اپنی چادر سے کچھ سامان بھی نہ ملتا اور ابوبکر رضا کو ہرگز نہ چھوڑتا کہ وہ رسول اللہ صلعم کے منبر پر ایک زینہ بھی چڑھین لیکن یہ بات
مجھے دیکھا اور ابوبکر کو بھی دیکھا پھر ابوبکر سے فرمایا کہ اٹھکر لوگون کو نماز پڑھاؤ اور مجھے چھوڑ دیا پھر ہلوگون نے اپنی دنیا کے
جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے واسطے پسند فرمایا تھا ترجم کہتا ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اپنی خلافت
لوگ دین اسلام مین فساد پھیلانا چاہتے ہین اسوقت اعلان کے ساتھ کوفے مین یہ حدیث فرمائی اور اسکے ساتھ بہت طولانی خطبہ متعدد اوقات مین ارشاد
جنکے حق مین اللہ تعالیٰ نے ہدایت نہین لکھی ہی انکو کچھ اثر نہوا اور انھون نے تقیہ کا خفیہ بکرجایا شیخ نے لکھا کہ اللہ تعالے خوب جانتا ہی کہ تقیہ کے
نے کسقدر عیوب و بہتان اور قبائح سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی جناب مین لگائے اور اسلام مٹانے مین کسقدر رنج کنی کی چنانچہ مختصر اشارہ کیا
اہل سنت کا صحیح اعتقاد یہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کبار ابرار و اتقیا مین سے کامل شجاع تھے حتی کہ جب باغیون سے اپنے زمانہ خلافت مین قتال
بذات شریف و نفس نفیس ہزارون سے مقابلہ کیا حالانکہ اسوقت طلحہ و زبیر نے ساتھ چھوڑا تھا اور بنی امیہ و اہل یمن جو شام مین تھے سب مخالف تھے
حالانکہ تقیہ کا مدعی اپنی گمراہی سے آپکی جناب مین بزدلی و مقہوری کا الزام لگاتا ہی حالانکہ ابتداے خلافت کے وقت بنی ہاشم و طلحہ و زبیر و ابوسفیان جب آپکے
طرفدار تھے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاے مبارک کے موافق جو کچھ آپ اختیار فرماتے حق آپ ہی کے ساتھ و دوران کرتا تو پھر کسی طرح
ڈر نہین تھا اور تقیہ محض باطل تھا علاوہ برین اس منحوس تقیہ پر لازم آتا ہی کہ جو بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمائی اسپر اعتماد باقی نہو کیونکہ شاید خلاف حق
کے تقیہ سے کہی ہو بلکہ اس سے زیادہ بدتر قبیح یہ بات لازم آتی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی کی امامت کے واسطے تقیہ سے کہا تھا تو تمام احادیث
مین یہ احتمال پیدا ہوگیا اور اس سے دین اسلام کی بیخ کنی ہوگئی یہی قسم دوم ہی اور عجب ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ معصوم تھے اور نص قرآنی
سے جہان کے لوگون کے ضرر سے بھی معصوم تھے تو کیونکر بدعتی نے تقیہ کا الزام لگاکر کفر اختیار کیا منجملہ ثقات حفاظ الحدیث کے **حافظ ابوبکر البزوی**
والدارقطنی نے بطرق متعددہ روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد اصحاب کا گذر ایک قوم پر ہوا جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
کو برا کہتے تھے اسنے واپس ہوکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا پس آپنے فرمایا کہ اعوذ باللہ پھر فوراً اٹھکر اس منبر کا ہاتھ پکڑے ہوئے مسجد مین
تشریف لائے اور منبر پر چڑھکر اپنی سفید ریش مبارک اپنے ہاتھ مین لی اور اس وقت آپکے آنسو برابر ریش مبارک پر جاری تھے اور برابر نظر
جاتے تھے یہانتک کہ لوگ جمع ہوگئے پھر فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا اور اس خطبے مین یہ فرمایا کہ بعض قوم کا کیا حال ہی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ
وسلم کے دونون وزیر یعنے ابوبکر و عمر رضا دونون صاحبین و سرداران قریش کو برائی سے یاد کرتے ہین حالانکہ وہ دونون تمام مسلمانون کے باپ ہین
اس قوم کی باتون سے بری ہون اور اس قوم کی باتون کا عذاب اسی قوم پر ہی سنو کہ ابوبکر و عمر رضا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت
وفا کے ساتھ کرامت حاصل کی اور امر الٰہی مین جد و اجتہاد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونون کی راے کے مثل کسی کی راے مین
اور ان دونون کی محبت کے مانند کسی سے محبت نہین رکھتے تھے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ امر الٰہی مین الکا عزم کامل ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
گئے درحالیکہ آپ ابوبکر و عمر سے راضی تھے اور تمام مسلمان ان دونون سے راضی ہین پھر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان و حکم سے تجاوز نہین کیا اور برابر اسی راہ مستقیم پر رہے جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
یہانتک کہ اسی پر قبض فرمائے گئے پس قسم اس پاک عزوجل کی جسنے دانے سے درخت اگایا اور نطفے سے آدمی بنایا کہ ان دونون
فاضل ہی اور ان دونون سے وہی مخالفت و بغض رکھے گا جو بدبخت دین سے خارج ہی مترجم کہتا ہی کہ اس اول خطبہ مین

...ا کہ جو کوئی اُنسے بغض رکھے اللہ تعالیٰ اُسپر لعنت کرے اور یہ بھی فرمایا کہ ای لوگو آگاہ رہو کہ آیندہ مجھے جس شخص سے یہ خبر پہونچیگی کہ وہ بغیض اُن کی ...ا ہوتو مین اُسکو مفتری کی سزا دونگا اور ایک روایت مین ہی کہ بُرائی کرنے والون مین عبداللہ بن سبا بھی تھا پس علی رضی اللہ عنہ نے اُسپر لعنت کی اور فرمایا ...ر پہلے مین یہ خطبہ سنا چکا ہوتا تو تجھکو سزا دیتا علماء رح نے کہا کہ یہ ابن سبا ایک یہودی تھا جسنے اسلام ظاہر کیا اور باطن مین چاہا کہ عرب کے درمیان فساد ...ا دے کیونکہ عرب سیدھے سادے شجاع تھے چنانچہ بہت لوگ اس مکار کے فریب مین آگئے اور **دارقطنی** وغیرہ نے بطرق کثیرہ روایت کیا ...حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی کہ ایک شخص یہان حضرت ابوبکر و عمر پر عیب لگاتا ہی اُسکو بلوا کر بٹھایا اور تعریض کے طور پر حضرت ابوبکر و عمر کی نسبت ...عیب کا اشارہ کیا تاکہ شاید وہ اقرار کرے وہ خبیث مکار سمجھ گیا پھر آخر مین آپنے فرمایا کہ تو خبردار ہو کہ قسم اُس پاک عزوجل کی جسنے محمد کو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ ...ر مین تیری زبان سے وہ بات سنتا جسکی خبر مجھے ایک شخص نے دی یا آیندہ پوری گواہی پر ثابت ہوگا تو مین تجھے سخت سزا دونگا تنبیہ شیخ وغیرہ نے کہا ...ان مشہور متواترات وقطعیات کے بعد لازم ہی کہ جو لوگ نسل سادات ہین وہ بھی اپنے جد اعلیٰ و اکابر کے دین و طریقہ سے انحراف نہ کرین کیونکہ خوبی شرافت ...تکبر نہین ہی بلکہ معارج آخرت کے واسطے اعلیٰ لیاقت پیدا کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے بہت سے اکابر انبیاے سابقین مبعوث فرمائے اور اُنکو شرف دیا ...ین درحقیقت سب کے سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہین اور وہی اپنی قدرت و مشیت و ارادت سے جس طرح چاہتا ہی تصرف فرماتا ہی اور اسکا علم قدیم ہی اور شک نہین ...ہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی امت پر خلیفہ کیا اور امت اسلامیہ کو شام و فارس وغیرہ مین ...یلا دیا اور وہ نصرت عنایت فرمائی کہ آجتک دنیا مین اسکی نظیر نہین ہی اب بدعتیون کو صرف عداوت نفس سے بلا دلیل کے یہ دعوی ہی کہ یہ شخص مرتد ہوگیا ...تھا اور وہ مسلط ہوا دیکھو اس بدعتی نے کس حماقت سے یہ کلمہ کہا اور بالکل شیطان کے تابع ہوکر دین اسلام کا دشمن ہوگیا کیونکہ جب اول خلیفہ و سب صحابہ ...رتد ہوگئے اور (۲۶) سال تک مسلط رہے اور آخر مین انھین کی ایک جماعت نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنایا پھر اس مدت دراز مین قرآن انھین کی روایت سے ملکون ملکون ...پہنچا اور احادیث کو انھین نے روایت کیا تو قرآن کا اعتبار نہین اور نہ حدیث پر اعتماد ہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین بھی بقول بدعتی ...بالکل تقیہ رکھا تو اعتماد نہین ہوسکتا ہی صرف بدعتی اپنے چند آدمیون کو بتلاتا ہی کہ یہ خاص رازدار تھے انسے سچا حال بتلایا تھا اور تقیہ نہین کیا تھا ...لیکن انکی تعداد سے عام متواتر نہین ہوسکتا ہی تو ان بدعتیون کے طریقے پر انکے پاس نہ قرآن ہی اور نہ حدیث ہے اور کوئی خلاف اسلام خواہ نصرانی ہو یا یہود ...ہندو یا مجوسی بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام نہین لاسکتا کیونکہ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل ہوا تھا وہ متواتر نہین ہے ...رافضی کے اعتقاد پر وہ بدعتیون کے تسلط مین آگیا جسپر اعتماد نہین رہا بلکہ غیر متواتر بھی جو چند اہلبیت رضہ وغیرہم راوی تھے وہ بھی ظاہر نہین کرتے تھے ...ظاہر و باطن بوجہ تقیہ کے جھوٹ و سچ دونون سے خلط ملط تھا بلکہ عموماً تقیہ تھا صرف اُسکے سامنے اظہار حق تھا جسپر مومن پاک اعتقاد کا یقین ہوا و ظاہر کر ...کافر اب اسلام لانا چاہتا ہی اسپر یہ اعتماد کہان سے ہوسکتا ہی کیونکہ وہ خود بھی اسلام نہین لایا بلکہ اگر کرامت سے بھی امام نے پہچانا تو اُسنے اس مخفی بات ...نہین پہچانا اور عرب کے باہر ملکون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ایمان نہین پہونچی اور اگر پہونچی تو بذریعہ رافضیون کے مرتدون کے پہونچی ...جانے دو آخر امام آخر الزمان تو قرآن لے گئے اور آخر یہ تو ضرور ہوا کہ آیندہ ایسا امام بھی ندارد ہی پس تیسری صدی سے ابتک اسلام ...ہی اور اگر اس زمانہ کے لوگ جناب باری تعالیٰ مین یہ عذر کرین کہ ای رب ہمنے وہ قرآن نہین پایا کہ جسکو رافضی کہتا ہی کہ امام آخر الزمان لے گئے اور آخر ...ہماری عمر دراز نہین ہوسکتی تھی اور ہمنے جو قرآن علانیہ پایا اور جسکو سواد اعظم اسلام نے متواتر روایت کیا اور وہی قطعی دلیل ہی تو ہم اُسپر ایمان لائے ...ہمنے صحابہ رضی اللہ عنہم و مہاجرین و انصار کے قطعی جنتی ہونے بلکہ اعلیٰ درجات جنت کے ساتھ سرفراز ہونے کے فضائل تیرے کلام پاک سے صریح ...اور بیانات مین قطعی پائے پس ہمنے ضرور جان لیا کہ وہ سب فردوس اعلیٰ کے سزاوار جنتی بندے ہین اور جب ہمنے ای رحیم تیرا کلام پاک پایا تو ہمنے تیرے ...یقین کیا پھر اسکے بالکل برخلاف ہمسے ایک فرقے نے کہا جنکو روافض کہتے تھے اور دوسرے فرقے نے جنکو خوارج کہتے تھے ان دونون فرقون نے ...قرآن کو نہ مانو بلکہ جو ہم کہتے ہین اور ہمکو خفیہ روایتین پہونچی ہین اسکو مانو پس ہمنے تیرے کلام پاک کے برخلاف انکا قول نہین مانا کیونکہ اول تو انکی خفیہ

Marfat.com

بات تھی دوسرے تمام اسلام کے مقابلے مین یہ لوگ مشت خاک سے بھی کمتر تھے سوم تیرے کلام پاک کے بالکل مخالف کہتے ہین
ہ برین وانصار جنکو تم کافر و مرتد بتاتے ہو اگر ایسے ہوتے تو اللہ تعالیٰ عالم الغیب کیون اپنے قرآن پاک مین انکو صادقین
رضی اللہ نہم ورضوا عنہ فرماتا ہی تو اسکے جواب مین یہ فرقہ اپنی راے کو ترجیح دیتا اور کہتا کہ جو بات ہمکو خفیہ ملی ہی اسپر یقین لاؤ اور قرآن کی آیت
بدل لو ہمنے یہ فیصلہ کر لیا ای رب رحیم تو عادل وعلیم ہی اب صاف ظاہر ہی کہ خدائے تعالیٰ انکا عذر قبول فرماویگا بلکہ صاف ظاہر ہی کہ خواص اور روافض
ہونگے جنھون نے چاہا کہ قرآن مجید اور دین اسلام بالکل نیست کرین اور جس عاقل نے نور عقل سے غور کیا وہ قطعًا دیکھیگا کہ ہمنے دلائل قاہرہ
کہ یہود و نصاری کے پاس جو کتاب ہی اُسمین تحریف ہی اسلیے اشتباہ عظیم کل کتاب مین لازم ہو گیا ولیکن واللہ روافض کے اصول پر روافض کے پاس کتاب الٰہی
ایسی بھی نہین ہو سکتی جیسے یہود و نصاری کے پاس ہی اسلیے کہ یہود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بذریعہ اُن کے اصحاب کے کتاب متواتر یا اور
متواتر چلی آئی پھر آخر مین دو ہزار برس بعد پچھلون نے تحریف کی برخلاف روافض کے کہ اُنکو بعد حضرت سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے
نہین ملی کیونکہ یہ احمق فرقہ آپکے سب اصحاب رضی اللہ عنہم کو مرتد کہتا ہی سوائے معدودے چند کے جنکی روایت متواتر نہین ہو سکتی ہی اور اگر روافض خود
دعوی کرے کہ نہین بلکہ بعض انمین سے معصوم تھے اور اتنی تعداد بھی متواتر کے لیے کافی ہی تو یہ دعوی دروغ کیونکر یہود و نصاری وغیرہ پر فروغ پا سکتا ہی
بلاغ ای بندگان خدا اگر دل مین قطعی یقین رکھتے ہو کہ آخرت برحق ہی تو دنیا مین تعصب وعداوت چھوڑو اور لایعنی بحث وجدال سے منھ موڑو اور انصاف
سے غور کر کے اپنے لیے راہ مستقیم خالص اختیار کرو تاکہ رضوان الٰہی اور جنت دائمی حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جسکو چاہتا ہی ہدایت فرماتا ہی
واللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین واضح ہو کہ طریقہ رفض مین افترا وبہتان پر مدار ہی اور اپنے نفس کے پسند کو قرآن وحدیث پر مقدم رکھتے ہین اور اسی قسم سے
ہی کہ اہل السنۃ رحمہم اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ افترا باندھتے ہین کہ انکو اہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت نہین ہی نعوذ باللہ من ذلک واللہ یہ
محض دروغ وافترا قبیح ہی بلکہ بالکل اسکی مثال یہ ہی جیسے نصرانی کہے کہ مسلمان لوگ حضرت عیسیٰ کو نہین مانتے ہین پھر ایسے افترا سے کیا ہو سکتا ہی
وقسم اُس پاک عزوجل کی جسنے آسمان وزمین کو پیدا کیا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ اہل السنۃ کا عین اعتقاد یہ ہی کہ اہلبیت رضی اللہ عنہم یعنے
حضرت علی وسیدۃ النساء حسنین وغیرہم رضی اللہ عنہم سے خالص محبت رکھین اور واللہ مجھے یقین ہی کہ اہل السنۃ کے برخلاف یہ فرقہ رافضہ ایسے مکر شیطانی مین
گرفتار ہی کہ منافقانہ زبان سے اہل بیت کی محبت کا دعوی ہی اور درحقیقت اُنکے نفوس نہایت قبیح عیوب کو انکی جناب پاک مین منسوب کرتے ہین جنکا بیان اوپر
ہو چکا ہی اور یہ بات ظاہر ہی کہ جو فرقہ راہ مستقیم سے منحرف ہو اور صالحین ابرار کا دشمن ہو کر بدگوئی کرے اور اہلبیت رضی اللہ عنہم سے مخالف ہو تو اُسکا دل
کسقدر تاریک ہو جائیگا پھر اسکو اہلبیت رضی اللہ عنہم کی محبت کیونکر نصیب ہو سکتی ہی اور خالی زبانی دعوے سے کچھ نہین ہو سکتا ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ نصاری
کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیسی محبت کا دعوی ہی حالانکہ محض باطل ہی اور اسیطرح انمین سے ایک جماعت نے حضرت مریم صدیقہ کے دامن عصمت پر
بہتان لگایا نعوذ باللہ من ذلک اگر یہان کتاب دراز ہونیکا خوف نہوتا تو مین اہلبیت رضی اللہ عنہم کے فضائل بیشمار مین سے ایک نمونہ لیکر چار پانچ ورق مین
بیان کرتا ولیکن انشاء اللہ تعالیٰ علیحدہ کتاب مین جمع کرونگا واللہ تعالیٰ ہو الموفق اب مین سب اہل اسلام کو عموما متوجہ دلاتا ہون کہ جو کچھ ذکر کیا گیا
سے جھگڑا کرنا مقصود نہین ہی بلکہ امر حق کا اظہار منظور ہی لہذا جو لوگ کسی وجہ سے اصول رفض کو اپنے اعتقاد مین سچ سمجھتے تھے وہ اسکو چھوڑ کر اپنے اصلی حق کی طرف
اور دین مین سب مسلمان سگے بھائی سے بڑھکر ہین اور امر حق مین سب باتونکو غور سے دیکھین کیونکہ حق بالکل صاف واضح ہی لیکن جب کوئی شخص تعصب
حق کو عداوت کی نگاہ سے دیکھتا ہی تو کبھی اسپر حق ظاہر نہین ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاری کو نصیحت فرمائی کہ لاتتبعوا اہواء قوم الآیہ یعنے
ای اہل کتاب حق چھوڑ کر اپنے دین مین غلو نکرو اور جن لوگون نے پہلے سے اپنے نفس کی پیروی مین دین نکالا تھا تم انھین کی تقلید مت کرو الآیہ
یہ آیت قدسی سب کے لیے نصیحت ہی لہذا یہ نچا ہیے کہ جنھون نے رفض نکالا تھا اور تمکو صاف ظاہر ہوا کہ بالکل غلط راہ تھی اب تم انھین کی طرح
اور کہو کہ وہ ہمسے زیادہ عالم تھے ضرور اُنھون نے صحیح بنیاد پر اسکو نکالا ہوگا ۔ یہ تو لاعلاج بیماری مین پھنسے ہو اور اعتقاد مین کی تقلید

Marfat.com

کہ اہل رفض ناحق اہل السنۃ کی تکفیر کرتے ہین کیونکہ اہل السنۃ تو قطعًا اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتے اور انکی محبت کو ایمان جانتے ہین شاید اہل رفض نے وہی تقیہ جو اہل السنۃ کے بزرگون و پیشواؤن پر لگایا تھا وہی اہل السنۃ پر بھی لگایا کہ یہ لوگ ظاہر مین ایسا کہتے ہین اور باطن مین اسکے خلاف ہی لیکن یہ باطل ہی تو اہل السنۃ بے قصور ہین غایت یہ کہ اہل السنۃ اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کاملہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرار صالحین اصحاب رضی اللہ عنہم کو برا نہین کہتے ہین جنکی برائی پر کوئی دلیل نہین ہی بلکہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا دین پاک انھین سے ہمکو متواتر قطعی طریقے سے پہونچا اور قرآن مجید قطعی بلاشبہہ انھین نے پہونچایا اور حق تعالیٰ نے قرآن پاک مین بیشمار آیات مین انکی فضیلت بیان فرمائی اور پچھلون کے مومن ہونے کی یہ علامت رکھی کہ انکی طرف سے کچھ بھی کینہ نہ رکھے بلکہ اللہ تعالیٰ سے انکے حق عظیم کے لحاظ سے رحمت کی دعا مانگے چنانچہ اس مقام کی تین آیات مین قطعی فیصلہ ہی پھر کیونکر اسکے خلاف کسی شخص کے دل مین ایمان ہوسکتا ہی لیکن افسوس کے قابل تو اہل رفض کی یہ حالت ہے کہ قرآن مجید کی آیات سے ہدایت لینے سے ڈرتے اور بھاگتے ہین ورنہ حق صریح مین کچھ بھی پردہ نہین ہی چنانچہ اس مقام کی آیات مین اوّل صفت مہاجرین ہی اور اسکا خاتمہ یہ کہ اولئک ہم الصادقون یہ مہاجرین بالکل کامل صادقین ہین اب دیکھو کہ تمام فرقہ بالاجماع کسی طرح انکار نہین کرتے اور نہ انکار کرسکتے ہین کہ خلفاے راشدین بالضرور سب سے اوّل مہاجرین ہین اگر وسوسہ پیدا ہو کہ پھر آخر خوارج و روافض نے جب سے اپنا مذہب نکالا تو اس آیت سے کیونکر خلاف کیا تو اسکا جواب صاف مین بیان کردون خوارج و روافض نے کہا کہ ہان یہ لوگ مہاجرین تھے لہذا اسوقت مین صادقین تھے لیکن بعد اسکے مرتد ہوگئے تو یہ صفت باقی نہین رہی فنسرجم کہتا ہی کہ نعوذ باللہ من ذلک تم خود سمجھ دیکھو کہ جناب الٰہی مین یہ کیسا کفر کا اعتقاد کیا کہ وہ انکا انجام نہین جانتا تھا اور صریح تقدیر ازل سے انکار ہی اور کیونکر ہوسکتا تھا کہ قیامت تک مسلمانون کو یہ دھوکا دیا جاتا خوارج و روافض نے اپنی راے کو قائم کرنے کے لیے یہ سب کفر اختیار کیے اور راے نہ چھوڑی اور قولہ تعالیٰ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ اُنسے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوے ۔ اور اس قسم کی سب آیات کو ان گمراہون نے اُلٹ دیا اور عوام مین یہ پھیلایا کہ یہ آیات فقط چھ صحابی کے واسطے بقول روافض کے باقی ہین جنکی روایت سے قرآن قطعی نہین ہوسکتا اور جب پوچھا جاوے کہ تو انکو مرتد کیون کہتا ہی تو اپنی خیالی امین بیان کرتا ہی اور بے دلیل کے اپنی راے کو قرآن پر فوقیت دیکر قرآن کے معنی مین تحریف کرتا ہی یہ سب باطل گمراہی ہی تو ثابت ہوا کہ مہاجرین سب صادقین تھے (آیت دوم) انصار رضی اللہ عنہم کی فضیلت ایمانی و فلاح مین ہی اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شہادت سے اُنکے لیے دائمی ہی تو مرتد ہونا محض کذب ہی پس مہاجرین و انصار دونون قسم کے صحابی درجۂ اعلیٰ کے کاملین ہوئے اور عرب وغیرہ لاکھون نے متواتر جان لیا تھا کہ یہ لوگ مہاجرین اصحاب ہین اور یہ انصار اصحاب ہین اور انھین سے متواتر ہدایت اسلام و قرآن سب کو پہونچا (آیت سوم) مین اللہ تعالیٰ نے قیامت تک مومنون کی یہ صفت فرمائی کہ وہ لوگ یہ دعا مانگتے ہین کہ ہمارے رب رحیم ہمارے اُن بھائیون کو بخشدے کہ جو ایمان مین ہم سے سابق ہوچکے اور مومنون سے ہمارے دل مین کچھ کینہ نہ رکھیو ای رب تو غفور رحیم ہی ۔ پس جو کوئی اسکے خلاف ہی وہ اس صفت سے محروم ہی اگرچہ اسلام کا مدعی ہو بلکہ منافق ہی اور آیندہ منافقون کا حال بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ

تو نے نہ دیکھے وہ جو دغا باز ہین کہتے ہین اپنے بھائیون کو جو منکر ہین کتاب والون مین سے

اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ

اگر تمکو کوئی نکال دیگا تو ہم بھی نکلین گے تمہارے ساتھ اور کہا نہ مانین گے کسی کا تمہارے حق مین کبھی اور اگر تمسے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کرینگے

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا

اور اللہ گواہی دیتا ہی وہ جھوٹے ہین اگر وہ نکالے جاوینگے نہ نکلینگے اُنکے ساتھ اور اگر اُنسے لڑائی ہوگی

لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۚ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ لَاَنْتُمْ

نہ مدد کرینگے انکی اور اگر مدد کرینگے تو بھاگینگے پیٹھ دیکر پھر کہین مدد نہ پاوینگے البتہ تمہارا

Marfat.com

أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ
زور ہین — اللہ سے — یہ اس سے کہ وہ لوگ — انکے دلون مین — بوجہ نہین

لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ
نہین لڑینگے تمسے — سب ملکر — مگر بستیون کی — کوٹ مین — یا دیوارون کی اوٹ مین — انکی لڑائی — آپس مین

شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ
سخت ہے — تو جانے وہ اکٹھے ہین — اور انکے دل — پھوٹ رہے ہین — یہ اس سے کہ وہ لوگ — عقل نہین رکھتے

كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ كَمَثَلِ
جیسے کہاوت انکی جو ہو چکے ہین انسے پہلے — سزا — اپنے کام کی — اور انکو دکھ کی مار ہے — جیسے کہاوت

الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ
شیطان کی — جب کہے — انسان کو — تو منکر ہو — پھر جب وہ منکر ہوا کہے مین — الگ ہون تجھسے — مین — ڈرتا ہون

اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ
اللہ سے جو رب سارے جہان کا ہے — پھر — آخر ان دونون کا — یہی کہ وہ دونون ہین آگ مین سدا رہین — اسمین — اور یہی ہے

جَزَاءُ الظَّالِمِينَ
سزا — گنہگارون کی

اللہ تعالیٰ نے اول آیات مین سابقین مہاجرین کا حال اور سابقین انصار رضی اللہ عنہ کا حال بیان فرمایا اور لاحقین مومنین جو قیامت تک اُنھین کے تابعین ہونگے اُنکی صفت بیان فرمائی پس اس امت مین ابتدا سے قیامت تک جمیع مومنین کی منزلت وصفت معلوم ہوگئی اُسکے بعد اللہ تعالےٰ نے ان آیات مین منافقین ومشرکین کا حال قیامت تک بیان فرمایا لیکن اہل ایمان کو جمیع اہل نفاق وکفر سے کوئی تعلق نہین ہے لہذا موجودین کا حال اسطرح بیان فرمایا جس سے منافقون وکافرون کی حالت وبدخصلت ظاہر ہوجائے پس اہل ایمان اس سے احتراز فرماوین قال اللہ تعالےٰ

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ
مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ کیا تونے دیکھا

نہین اُن لوگون کو جو منافق بنے ہین کہتے ہین اپنے اُن بھائیون سے جو اہل کتاب مین سے کافر بنے ہین کہ اگر تم نکالے جاؤگے تو ضرور ہم تمھارے
ساتھ نکل چلینگے اور ہم تمھارے بارہ مین کبھی کسی کی اطاعت نکرینگے اور اگر تم سے لڑائی کیجائیگی تو بالضرور ہم تمھاری مدد کرینگے اور اللہ تعالیٰ گواہی
دیتا ہے کہ یہ لوگ قطعاً جھوٹے ہین ف پہلے مذکور ہوچکا کہ جب یہود کے قبیلۂ بنی نضیر نے باوجود کفر کے جو عہد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باندھا تھا
وہ بھی توڑا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا محاصرہ کیا اور فرمایا کہ تم سب یہان سے نکل جاؤ کیونکہ تمکو اللہ تعالےٰ سے خوف نہین ہے کہ تم
پر بدعہدی کرتے ہو انھون نے یہ حکم سنکر چاہا کہ تعمیل کرین ولیکن قبیلۂ انصار کے ایک خاندان بنی عوف بن الحارث مین سے ابن ابی بن سلول و دیگر
مالک وسوید وداعس وغیرہ نے بنی نضیر سے خفیہ کہلا بھیجا کہ تم ہرگز نہ نکلنا ولیکن اپنے قلعے مین متحصن ہوجاؤ اور جھوٹے وعدے دیے
ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب مومنین رضی اللہ عنہم کے ساتھ قسمین کھاتے اور ایک دلی اور محبت کا اظہار کرتے
تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نیز آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم کو ان منافقون کی بدخصلتی سے تعجب دلایا کہ دیکھو یہ منافقین

Marfat.com

اسطرح خفیہ پیغام دیتے ہین کہ تم لوگ اپنے قلعہ مین متحصن رہو کیونکہ تمھارا انجام دو حال سے خالی نہین ہے ایک یہ کہ تم آخر مجبور کرکے نکالے جاؤگے تو اس صورت مین ہم بھی تمھارے ساتھ نکل چلینگے اور اپنے مال ومتاع کا اور اپنی برادری والون کا کچھ خیال نہین کرینگے خلاصہ یہ کہ تمھارے مقابلے مین ہم کسیکی طاعت نہ کرین گے دوم یہ کہ تم لوگون سے قتال کیا جاوے تو اس صورت مین ہم تمھاری مدد کرینگے اور تمھاری طرف ہوکر لڑینگے اور اپنی بھائی برادری کا خیال ہرگز نہین کرینگے کیونکہ حقیقت مین ہمارا دل تمھارے ہی ساتھ متحد ہے اگرچہ ظاہر صورت مین ہم تمسے الگ معلوم ہوتے ہین پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے انکے مکر سے آگاہ فرمایا اور اسکے ساتھ اعلام دیا کہ اللہ تعالےٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہین یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے معجزہ ہے بلکہ آیت مین بظاہر یہ اجمال تھا کہ کس بات مین جھوٹے ہین تو اسکی صریح تفصیل نازل فرمائی بقولہ تعالیٰ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَھُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَھُمْ۔ اگر کتابی کفار نکالے جاوینگے تو یہ منافقین انکے ساتھ نہین نکلینگے اور اگر انسے قتال کیا جاویگا تو یہ منافقین انکی مدد نہین کرینگے ف یعنے دونون باتون مین جھوٹے ہین چنانچہ اللہ تعالےٰ نے دونون باتون کو ظاہر فرمایا کہ اہل ایمان نے یہودیون سے قتال شروع کیا اور اُنکے درخت کاٹے تو منافقون نے کچھ بھی مدد نہ کی آخر یہودی خوفناک ہوکر راضی ہوئے کہ ہمکو اجازت دی جاے کہ ہم نکل جائین تو ہوتت بھی منافقون نے ساتھ نہین دیا یہان سے یہ علم حاصل ہوا کہ جو لوگ ظاہر مین اسلام کا اظہار کرتے ہین ولیکن قطعی مومنون کے طریقہ سے منحرف ہوتے ہین تو وہ لوگ منافقین ہین کہ اُنکے قلوب اندر سے کافرون کے قلب پر پیدا کیئے گئے ہین چنانچہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ قطعاً امیر المومنین تھے اور خوارج نے انکی رائے سے اختلاف کیا حتی کہ خوارج خبیثون نے آپکے ساتھیون کی تکفیر کی ولیکن خوارج کے قلوب خود کافرون کے قلب سے مشابہ تھے اسیطرح کبار مہاجرین وانصار سب قطعی مومنین ہین پس جس فرقے نے دین کی راہ سے انکے ساتھ مخالفت کی اُسکے قلوب قطعاً اہل ایمان کے قلوب سے منحرف ہین اور اگر کہا جاوے کہ حضرت علی رضی کے ساتھ اہل جمل یا اہل شام نے مخالفت کی جواب یہ کہ یہ دینی مخالفت نہین تھی اور قطعاً متواتر معلوم ہے کہ ہرگز دونون جانب سے کسی نے دوسرے کے دین مین طعن نہین کیا اور خالی بغاوت سے دینی مخالفت نہین ہوتی ہے چنانچہ قرآن مجید مین صریح منصوص ہے کہ اگر مسلمانون مین سے دو گروہ آپسمین لڑین تو اپنے بھائیون کے درمیان صلح کراؤ۔ اور اگر کوئی شخص متواتر سے انکار کرکے دینی مخالفت کا دعوی کرے تو وہ قطعاً جھوٹا منافق ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ منافق کو دین مین سمجھ نہین ہوتی اور ایمانی اخلاق کی خصلت نہین ہوتی (صحاح) چنانچہ اس فرقے نے منافقانہ طور پر راہ اسلام سے انحراف کیا اُسمین یہ دونون خصلتین اللہ تعالےٰ نے بدیہی دکھلائین چنانچہ خیبر وروافض وغیرہ کو دیکھلو اور حدیث مین آیا ہے کہ منافق کی شناخت یہ ہے کہ جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اُسکو امانت دیجاوے تو خیانت کرے اور جس سے جھگڑا کرے تو بدگوئی وفجور کرے (صحاح) منھم کہنا ہے کہ باتین بعضی فرقون مین صاف ظاہر ہین حتی کہ اُنھون نے اپنے مذہب کے واسطے ہزارون جھوٹی حدیثین بنائی ہین اور منافقون کا مفصل بیان گیارھوین پارہ کی تفسیر مین گذر چکا ہے اور تقیہ کرنا جھوٹ بولنے کا اصلی خزانہ ہے اور دنیاوی زندگی پر فریفتہ ہونے کی اصلی دلیل ہے جبکہ یہ اصول پر ہو اور جاننا چاہیے کہ یہودی اہل کتاب نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا تو کافر ہوئے ولیکن وہ دین یہودیت مین منافق تھے اگرچہ دعوی کرتے تھے کہ ہم قطعاً موسےٰ علیہ السلام کے دین پر ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہودیون کا نفاق جابجا ظاہر فرمایا ہے اور اسی مشابہت اسلامی منافق بھی انسے متحد ہوتے ہین اور حیات آخرت کو وعدۂ موہوم سمجھتے ہین لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَئِنْ نَّصَرُوْھُمْ لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ اور اگر منافقین اُنکی مدد بھی کرین تو پیٹھ پھیرین پھر نصرت نہین دیے جائینگے ف یعنے اس موقع پر تو اللہ تعالیٰ نے قطعاً مقدر فرمایا کہ یہ منافقین ہرگز اُنکی مدد نہین کرینگے لیکن اگر اسکے سوائے کسی موقع پر یہ بھی فرض کیا جاوے کہ منافقین اُنکی مدد کرین تو بھی کچھ فائدہ نہ دینگے بلکہ پیٹھ پھیر کر بھاگین گے اور کبھی اُنکو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نصرت بھی حاصل نہوگی اسیواسطے منافقین یہود ہمیشہ ذلت مین رہے واضح ہو کہ یہ حالت بمقابلۂ صادق مومنین کے ہے پھر آخر زمانہ مین جب انقلاب عظیم ہوگا یعنے اسلام برائے نام رہ جائیگا اور اکثر لوگ آخرت کو وعدۂ موہوم سمجھکر دنیاوی زندگی پر فریفتہ ہونگے تو سبھی منافقانہ حالت مین ہوجائینگے سوائے قلیل کے جنکو اللہ تعالیٰ ہدایت پر رکھے اور ہر قوم جسمین سے نصف سے زیادہ خراب ہون تو اکثر کا اعتبار ہوتا ہے پس ایسی حالت مین سب کا حکم ان

ہو آہی اور مومنین کے واسطے جو نصرت الٰہی متعلق تھی وہ اٹھائی جاتی ہی چنانچہ آخر مین دجال کے ساتھ ستر ہزار یہود تاج پوش ہونگے اور
تھی کہ زمانہ مین جب امت اسلامیہ خراب ہوجائیگی تو نصاری روئے زمین پر غالب ہونگے چنانچہ وہ وعدہ سامنے موجود ہی لیکن مسلمانون کو اس سے بیدار
ہین ہوتی حالانکہ اللہ تعالے نے سورۂ آل عمران مین فرمایا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالے نے
خطاب فرمایا تھا کہ جو لوگ تیرے تابع بنینگے انکو قیامت تک ہم ایسے لوگون پر غالب کرینگے جو تجھسے منکر ہین **مترجم** کہتا ہی کہ اس آیت مین یہ نہین فرمایا کہ جو تجھپر ایمان
لاوینگے انکو کافرون پر غالب کرینگے بلکہ یہ فرمایا کہ جو تیرے تابع بنینگے تابع بننا دو طرح پر ہوتا ہی ایک یہ کہ حقیقی تابع ہو جیسے اہل اسلام صادقین تھے پس اُن کو
اللہ تعالیٰ نے سب پر غالب رکھا دوم جو برائے نام تابع ہین جیسے اخیر زمانہ کے مسلمان اور نصاری پس انمین سے کسی فریق کے واسطے خاص نصرت الٰہی
نہین ہوسکتی ولیکن حدیث مین آیا ہی کہ میری امت مین سے ایک گروہ ہمیشہ غالب رہیگا اگر کوئی انکی مدد نکرے تو بھی اُنکو کچھ ضرر نہوگا وہ برابر غالب ہونگے
یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آوے (صحاح) لَا اَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ بیشک تم لوگ اُنکے دلون مین زیادہ خوفناک
ہو اللہ تعالیٰ سے ف یعنی منافقون و یہود کے دلون مین اللہ تعالیٰ سے اتنا خوف نہین ہی جتنا تمسے خوف ہی اور یہ بھی معنی ہوسکتے ہین کہ وہ لوگ اللہ تعالے
سے نہین ڈرتے مگر تم لوگون سے بہت ڈرتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ سے خوف کرنا صرف تمھارے سامنے ظاہر کرتے ہین اور تمسے خوف کرنا انکے دلون مین سمایا
ہوا ہی۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ یہ عجیب بات اس وجہ سے ہی کہ وہ لوگ ایسے قوم ہین جو سمجھتے نہین ہین ف یعنے کفر و نفاق کی وجہ سے جانورونکے
مثل بلکہ اُنسے بھی بدتر ہین یہ فقط ظاہری محسوسات کو دیکھتے ہین اسیواسطے حدیث سے ثابت ہی کہ منافق مین دین کی سمجھ نہین ہوتی ہی پھر چونکہ ظاہری دنیا کے سوائے
انکو یقین نہین ہی اسلیئے موت سے بہت ڈرتے ہین لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ وہ لوگ جمع ہوکر تم سے
قتال نہین کرسکتے ہین سوائے ایسی آبادیون کے جو حصن ہون یا دیوار کی آڑ سے ف یعنے اگر لاچار ہوکر تمسے لڑنے پر بھی آمادہ ہون تو میدان مین نہین لڑسکتے
مگر قلعہ کے اندر سے یا دیوار کی آڑ سے لڑین کیونکہ ظاہری حواس سے اُن چیزون سے اپنی حفاظت سمجھکر خیال کرتے ہین کہ موت سے بچ جاوین۔
بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ اُنکی شدت آپس مین سخت ہی ف یعنے آپس مین ایک دوسرے پر سخت کلامی اور سختی کرتے ہین (خطیب) مجاہدؒ نے کہا یعنے
آپس مین ایک دوسرے کو سختی سے دھمکاتا ہی کہ تیرے ساتھ یہ کرونگا اور وہ کرونگا اور بعض نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ جب آپسمین جمع ہوتے ہین
تو اپنی دلیری کی سختی و شدت کے ساتھ تعریف کرتے ہین ولیکن جب مقابلہ پڑتا ہی تو بھاگ کھڑے ہوتے ہین **مف ابن کثیر** رحؒ نے کہا یعنے آپس مین انکی عداوت
سخت ہی کما قال تعالے یذیق بعضکم باس بعض۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے اُنکی سختی آپس ہی مین ایک دوسرے کو چکھائی لہذا فرمایا تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا
وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى تو اُنکو ایک جتھا خیال کرتا ہی حالانکہ اُنکے دل متفرق ہین ف یعنے ظاہر مین مجتمع ہوجاتے ہین تاکہ مومنون کو دھوکا دین ولیکن
یہ اجتماع انکے دلون مین نہین ہی بلکہ اُنکے دل اُڑے ہوے اور متزلزل ہین کیونکہ اُن مین یہ خوف و رعب چھایا ہوا ہی کہ مارے گئے تو یہ حیات دنیاوی
جاتی رہیگی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وانفذ تہم ہوا، یعنے اُنکے دل خالی ہین۔ **مد ابن کثیر** رحؒ نے لکھا کہ یعنے ظاہر مین متفق معلوم ہوتے ہین ولیکن اُن مین
آپس مین بہت پھوٹ ہی **مترجم** کہتا ہی کہ یہ بدعلامت جس قوم مین پائی جاوے تو دلالت ہی کہ اُن مین نفاق جم گیا اور نور ایمان کا اتحاد نہین رہا کیونکہ نور ایمان متحد
ہی اور جب وہ نہو تو نفس کی خواہشین طرح طرح کی مختلف ہوتی ہین اور ایسے لوگ سمجھانے سے راہ حق بھی نہین سمجھتے ہین ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
لَّا يَعْقِلُوْنَ یہ بات اسوجہ سے ہی کہ یہ قوم ایسی ہی جو عقل نہین رکھتی ہی ف کیونکہ کفر و نفاق کیساتھ فقط حواس رہ جاتے ہین پس اگر حواس مین مضبوطی ہو
تو دنیا کے واسطے باہمی اتفاق و اتحاد اسوجہ سے ظاہر کرینگے کہ بغیر اتفاق کے دنیا بھی برباد ہوجاتی ہی اور اگر حواس مین مضبوطی بھی نہو تو دنیا کا بدانجام بھی سمجھ
نہ آوے گا برخلاف اہل ایمان کے کہ اُنمین نور عقل ہوتا ہی جو ایمان کے واسطے قلب کی راہ کھلنے سے ظاہر ہوتا ہی اور اُس نور مین بالکل اتحاد ہوتا ہی اسیواسطے
اہل ایمان مین اختلاف نہین ہوتا ہی لہذا روایت ہی کہ جب امیر معاویہؓ نے حضرت امیر المومنین علیؓ سے محاکمہ کا فیصلہ چاہا تو یوپی شاہ نصرانی نے حضرت
معاویہؓ کو لکھا کہ نصف ملک چھوڑ دو ورنہ لڑائی کے واسطے آمادہ ہو اور دوسری طرف سے یہ خبر پہونچی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مع لشکر آتے

Marfat.com

تو نصرانی کا خط پڑھکر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سامنے پھینک دیا وہ اُسکو پڑھکر مضطرب و متحیر ہوے کہ یہ معاملہ بہت دشوار ہی پس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کاتب کو بلوا کر فرمایا کہ اس رومی کتّے کو لکھدے کہ کیا تو نے یہ خیال کیا کہ مجھسے لڑائی ہی واللہ میرے نزدیک کچھ بھی تردد نہین ہی کہ مین علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ پر آنے دون اور خود فوج لیکر تیری گوشمالی کرون جب شاہ نصرانی کو یہ جواب پہونچا تو وہ اپنے ارکان دولت پر بہت خفا ہوا کہ مین تمسے نہین کہتا تھا کہ خطمت لکھو تمنے نہ مانا اور قسم ہی مسیح کی کہ عرب کی مثال ایسی ہی جیسے تازی کتّے ہوتے ہین یہ کہکر اُسنے دو تازی کتّے منگوا کر صحن مین چھوڑے وہ دونون ایک دوسرے کو دیکھکر غرّانے لگے اور آپسمین ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے اتنے مین اُسنے ایک گیدڑ چھوڑا پس دونون نے لڑنا چھوڑ دیا اور دونون اُس گیدڑ کے پیچھے دوڑے بیشک کہ اُسکو ٹکڑے کرڈالا حاصل اہل ایمان کبھی دنیا کے پیچھے ایمان و اسلام کو برباد نہین کرتے اور جنمین کفر و نفاق ہوتا ہی وہ دنیا کو اور دنیاوی زندگی کو سب پر مقدم رکھتے ہین کیونکہ انمین عقل نہین ہوتی ہی ورنہ حق کی اتباع کرتے پھر اللہ تعالے نے انکی نظیر بیان فرمائی بقولہ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ مثل ان لوگون کی جو عنقریب انسے پہلے تھے کہ اُنھون نے اپنے کام کا وبال چکھا اور اُنکے واسطے عذاب الیم ہی ف بعض اہل تفسیر نے کہا کہ انسے پہلے جو لوگ تھے انسے مراد قریش ہین ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ قول مجاہد و سدی و مقاتل بن حیان سے روایت کیا گیا ہی یعنے جیسے قریش نے کفر کیا تو انکو بدر کے دن اپنے کفر کا وبال چکھنا پڑا اور بدر کا واقعہ بہت قریب گذرا تھا بعض اہل تفسیر نے کہا کہ یہود بنی قینقاع مراد ہین اور یہ قول ابن عباس و قتادہ و محمد بن اسحاق سے روایت کیا گیا ہی اور یہی قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہی کیونکہ بدر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی قینقاع کو نکال دیا تھا خطیب نے لکھا کہ آیت کے معنے یہ ہین کہ ایمان چھوڑکر عداوت کرنے مین اُن لوگون کی مثال ایسی ہی جیسے اُنسے پہلے ابھی تھوڑا زمانہ ہوا کہ ایسا کرنیوالون نے اپنے کام کا وبال چکھا تھا اور اسی قدر وبال پر خاتمہ نہین ہوا بلکہ اُن کے واسطے دائمی عذاب الیم آخرت مین موجود ہی اور یہ لوگ بنی قینقاع تھے جن کا دین یہودی تھا چنانچہ جہاد بدر کے بعد جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین واپس آئے تو بنی قینقاع کو ایک جگہ دیکھکر اُنسے فرمایا کہ ای یہود تم خوب جانتے ہو کہ مین اللہ تعالے کا رسول ہون جسکی خبر توریت مین دیگئی اور موسیٰ علیہ السلام نے واضح بیان کی پھر تم لوگ انکار کرتے ہو تو ڈرو کہ عذاب الٰہی اسیطرح تمکو بھی پہونچے اس خیر خواہی و نصیحت کے جواب مین اُن خبیثون نے کہا کہ ای محمد آپکو اس بات پر غرور نہو کہ آپنے قریش پر فتح پائی کیونکہ ایک ایسی قوم سے مقابلہ کیا جو لڑائی کے کرتب سے واقف نتھے اسلیئے آپنے اُنپر فتح پائی اور اگر واللہ ہمسے آپ مقابلہ کرین تو آپکو معلوم ہو کہ مرد ہم لوگ ہین پس اللہ عزوجل نے دوسرے رکوع آل عمران کی آیت نازل فرمائی یعنے اُن کافرون سے کہدے کہ تم عنقریب مغلوب ہوجاؤ گے اور جہنم کو ہانکے جاؤ گے - ھ پس اُن لوگون نے اپنی جوانمردی و سخت لڑائی کا اظہار کیا تھا پھر کچھ دن نہین گزرے تھے کہ اُنھون نے عہد توڑا پس آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو خوار کیا اور معاملہ یہ ہوا کہ اُنھون نے ایک مسلمان عورت کو لبھایا کہ وہ اپنا چہرہ کھولے اور اُسنے انکار کیا پس ایک نے اُسکے اوڑھنی کا کونہ اُسکی ازار کے کونے سے باندھدیا جب وہ اُٹھی تو اُسکے ساق کھل گیے پس وہ زور سے چیخی پس ایک صحابی دوڑے اور جب اُنکو معلوم ہوا تو اُنھون نے غیرت کھاکر اُس یہودی کو قتل کرڈالا جسنے عورت کے کپڑے مین گرہ دی تھی اور اُن لوگون نے ملکر اُس صحابی کو قتل کردیا پس جب اُنھون نے عہد توڑا تو اللہ تعالے کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکا محاصرہ کیا اور آخر وہ لوگ یہانتک ذلیل و خائف ہوئے کہ ہتھیار چھوڑکر اس شرط پر حاضر ہوے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے حق مین حکم فرمادین وہ ہمکو منظور ہی حالانکہ خفیہ اُنکو یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ آپ قتل کا حکم دینا چاہتے ہین لیکن اسقدر رعب و خوف تھا کہ آخر اسیطرح موت پر راضی ہوئے لیکن ابن ابی ابن سلول منافق مشہور سے زمانہ جاہلیت مین یہ لوگ ہم قسم تھے لہذا اُسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر بے انتہا خوشامد سے درخواست کی کہ ان مین سے بدکار مجرمون سے قصاص لیا جاوے اور باقیون کا خون معاف کرکے نکال دیا جائے آپنے کئی مرتبہ اُسکا جواب نہین دیا آخر اُسنے بے انتہا خوشامد کی کہ حضور ضرور یہ بات منظور کی جائے اور مین قدم مبارک نہین چھوڑونگا جب تک یہ اجازت نہو کی آخر آپنے فرمایا کہ اچھا اُنکو نکال دو اللہ اُنپر لعنت کرے اور اُنکے ساعیون پر بھی - ھ - اسمین یہ منافق بھی انھین کے ساتھ ملعون ہوا اور [illegible]

Marfat.com

نکل کر بیر وغیرہ کی طرف چلے گئے اور آخر دنیا مین قتل وغیرہ کی مصیبت اُٹھائی اور آخرت مین کفر کا عذاب الیم اُنکے واسطے دائمی ہے خلیفہ اعظم
تشیری وغیرہ سے نقل کیا کہ جو قوم بظاہر مجتمع ہو لیکن اُنکے دلون مین پھوٹ ہو تو یہ کیفیت تمام خرابیون کی جڑ ہی اسی سے ہر طرح کی خواری و ذلت پیدا ہوتی ہی
دشمنون کو اُنپر جرأت و قوت ہوتی ہی اور جس قوم کے دل متفق ہون اور ہمت و ارادہ یکسان ہو تو اس سے ہر طرح کی خوبی و فتحمندی حاصل ہوتی ہی مترجم
کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی نظیرین اہل دین مین اور اہل دنیا مین دونون طرح دکھلادین چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو مختلف قبائل عرب مین سے تھے
اور زمانہ جاہلیت مین اُن قبائل کی باہمی عداوت معروف و مشہور ہی لیکن اسلام مین نور ایمان سے سب متحد ہو گئے کیونکہ نور بے کدورت موجب اتحاد ہی
جیسے اگر دس چراغ جلائے جائین تو اُنکی روشنی متحد ہو کر آفتاب کی طرح چمکتی ہی اور جہانتک وہ روشنی پھیلتی جاتی ہی وہان سے کفر و ظلمت کا نشان مٹتا جاتا ہی لیکن
ایمان کی اصل یہ ہی کہ آخرت پیش نظر ہو اور اُسی کی طلب ہو اور دنیا فقط اُسکے واسطے ذریعۂ خیرات ہو جاوے لیکن کچھ اوپر سو برس کے بعد اہل اسلام نے دنیا
کی طرف توجہ کی اور قلوب مین اختلاف پیدا ہوا حتی کہ بنی امیہ کے بعد جب خلافت عباسیہ قائم ہوئی تو ہندوستان سے اندلس تک جو ایک کلمہ پر اتفاق تھا
اُسمین اختلاف ہوا اور سلطنتین جدا ہو گئین حتی کہ تیسری صدی کے بعد اچھی طرح پھوٹ ہوئی اور اہل بدعت غالب ہوے آخر پانچوین صدی کے بعد
دین بالکل ضعیف ہو گیا اور قلوب مین پھوٹ پڑ گئی اور ساری جوانمردی آپس کے جدال و قتال مین صرف ہونے لگی پس اللہ تعالیٰ نے اُنکی عبرت کے
واسطے قوم تاتار کو اُٹھایا جنھون نے دنیا کے واسطے کفر کی حالت مین باہم اتفاق و اتحاد کیا تھا اور جو بات مسلمانون نے برباد کی تھی وہ اُنھون نے
درست کی یہانتک کہ بغداد تک سب فتح کر لیا اور یہان کے مسلمانون نے شریعت کی مخالفت کا وبال بے انتہا مصیبتون کے ساتھ اُٹھایا لیکن تاتاریون
کی سلطنت کچھ کم سو برس تک رہی پھر انمین بھی پھوٹ پڑ گئی الحاصل جس قوم نے شریعت الٰہی کو چھوڑا اور دین سے منھ موڑا اُنکی یہی کیفیت ہو جاتی ہی اور بنی نضیر
کے واسطے اللہ تعالیٰ نے دو مثلین بیان فرمائین ایک کا بیان ابھی گذرا کہ ان سے پہلے بنی قینقاع نے باوجود فسق و فجور و اختلاف قلوب و کفر کے
فاسق و فاجر کافرون کو خوار و برباد کیا دوسری مثل سے منافقین کی مدد کا انجام ظاہر فرمایا کہ یہود بنی نضیر کو اسکے دلی اتحاد والے فرقۂ نفاق نے
سرکشی پر آمادہ کیا اور آخر لاچاری سے خود الگ ہو گیا اور بدبخت فرقۂ بنی نضیر خوار ہوا اور آخرت مین فرقۂ نفاق بھی اسکے ساتھ واصل جہنم ہوگا جیسے
شیطان نے آدمی کو کفر پر اُبھارا پھر خود الگ ہو گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے دونون کو انکے مقام جہنم مین بھیجا خطیب نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مثل کو
منافقون و یہود کے حق مین بیان فرمایا اور اُسکا خلاصہ مقصود یہ ہی کہ جیسے کافرون کو شیطان وعدہ دیکر کافر کرتا ہی پھر اپنا وعدہ پورا نہین کر سکتا اور
اُسکو خواری مین چھوڑتا ہی اور کافر اسی لائق تھا اسیوجہ سے اُسنے حکم الٰہی چھوڑ کر شیطان کی بات مانی اور خوار ہوا اسیطرح کفار یہود نے منافقون کی بات
مانی اور کفر پر اصرار کر کے خوار ہوے اور منافقون نے اپنا وعدہ پورا نکیا بعض تفاسیر مین ہی کہ اس آیت سے ظاہر ہوا کہ شیطان مین یہ قدرت نہین ہی
کہ آدمی کو کافر بنا دے لیکن وہ آدمی کو اُبھار کر کفر پر اغوا کرتا ہی پھر انسان اپنے قصد سے اُسکی اتباع کر کے کافر ہو جاتا ہی مجاہد نے کہا کہ یہان انسان سے
مراد جنس انسانی ہی مترجم کہتا ہی کہ انسان مین جسم و اُسکے حواس ظاہر ہین اور دنیاوی زندگی مین اسی ہیئت کا تسلط ہی اور جسم کی پیدائش اسی نوع سے

Marfat.com

[illegible] انسان کی پیدائش سے [illegible] حیوانات و نباتات و جمادات سے طبعی الفت ہی اور روح کو ملک جنت کی چیزونسے طبعی الفت ہی ولیکن جسم ظاہر کو تسلط ہی [illegible] انسان کو تعلیم دی گئی کہ اگر تم آخرت چاہتا ہی تو کمتر درجہ یہ ہی کہ جسمانی خواہشون مین مطلق العنان نہو کیونکہ مطلق العنان ہونے سے [illegible] کی پیدا ہوتی ہی جس سے روح پر تاریکی و نجاست کا پردہ ہوجاتا ہی حتی کہ وہ اپنے خالق عزوجل سے کافر ہوجاتا ہی حالانکہ خود اسکو شعور نہین ہوتا لہذا اسکے واسطے شریعت کے قاعدے مقرر کیے گئے مثلاً عورتون مین زنا کے طریقے سے تصرف نکرے اور سور و درندون کا گوشت نہ کھائے اور باوجود اسکے حلال چیزون کے استعمال سے بھی ایک قسم کی تاریکی و کدورت آتی ہی جسکے واسطے عبادات کے اوقات مقرر فرمائے گئے تاکہ ہر نماز مین بالکل قلب کو جسمانی خیالات سے الگ کرکے گویا نور مین فنا ہوجاوے تاکہ یہ کدورت جاتی رہے پھر جو بد باطن و خبیث نیت راہ شریعت کو نہین مانتا ہی تو شیطان اسکو دنیا دی خواہشون مین ابھارتا ہی اور خود اسکا جی بھی اسی طرف راغب تھا پس وہ شیطان کا فرمان بہت جلد قبول کرلیتا ہی اور جو اس کے مناسب وہ ایسی [illegible] سوجھاتا ہی جنکو بہت جلد سمجھ جاتا ہی اسیواسطے دنیا مین جسقدر احمق و بیوقوف ہین وہ کفر کی باتون کو بہت جلد سمجھ لیتے ہین باوجودیکہ محض گنوار ہوتے ہین اب دیکھنا چاہیے کہ جسم ہر شخص کے ساتھ لازم ہی اور ہر دم اسکی خواہشین اپنے شوق مین مصروف ہین پس اہل ایمان اگرچہ ان خواہشون کو یعنے نفس کو مار کر شریعت حق کا مطیع رکھتے ہین تاہم بعض بعض لوگ کسی نہ کسی بات مین شیطانی دھوکے مین آجاتے ہین پس بعض برائی کا اثر یعنے سیاہی بذریعہ نیکی کے مٹ جاتی ہی اور بعض برائی اس سے زیادہ سخت ہوتی ہی تو وہ توبہ سے مٹ جاتی ہی ولیکن کفر و شرک تک انکی نوبت نہین پہونچتی برخلاف انکے جو شخص دین توحید سے منکر ہی تو وہ بالکل اپنے جسمانی حواس پر اعتماد رکھتا ہی اور حواس سے خالی آسمان و زمین کی کچھ محسوسات نظر آتے ہین لہذا پہلے تو وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ شک کے ساتھ مانتا ہی آخر صریح منکر ہوجاتا ہی اگرچہ شک کا ماننا بھی کفر تھا اور اس بیان سے معلوم ہوا کہ شیطان کو یہ طاقت نہین ہی کہ کسی کو کافر بنادے بلکہ نفس انسانی جن چیزون کی طرف بالطبع راغب ہی انھین مین اسطرح تصرف کی رغبت دلاتا ہی کہ وہ خود کافر بن جاتے ہین بعض علماء رح نے اس آیت کے متعلق ایک مثال بیان فرمائی یعنے شیطان کسطرح انسان کو کفر پر آمادہ کرکے خود الگ ہوجاتا ہی چنانچہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اگلے زمانہ مین ایک شخص اپنے صومعہ مین عبادت کیا کرتا تھا اُسنے ساٹھ برس عبادت کی تھی اور شیطان اُسکے بہکانے سے عاجز ہوگیا تھا اسکے قریب بستی مین ایک عورت جمیلہ تھی اُسکو شیطان نے جنون مین ڈالا اور شیطان نے آدمی کی شکل بنکر انکو سمجھایا کہ اس راہب کے پاس لیجاؤ اسکی دوا سے اچھی ہوجائیگی تو اُسکے بھائی اسکو لیکر راہب کے پاس آئے [illegible] یہان چھوڑ گئے پھر عابد کے نفس نے اسکو رچایا حتی کہ عابد نے اس سے زنا کیا پھر وہ حاملہ ہوگئی تو شیطان نے عابد کے پاس آکر ڈرایا کہ اگر لوگ اس بات [illegible] ہوجائینگے تو تیری فضیحت و رسوائی ہوگی تو اسکو مار ڈال عابد نے اسکو مار کر دفن کردیا اُسکے بھائیون نے آکر عابد کو گرفتار کیا اور لیچلے راہ مین شیطان پھر عابد کے سامنے آیا اور اس سے کہا کہ یہ حرکت مین نے ہی تیری نظر مین رچائی تھی اب اگر تو میرے واسطے ایک سجدہ کرلے تو مین تجھے اس بلا سے چھڑاؤن عابد نے اسکو سجدہ کیا اور کافر ہوگیا یعنے کچھ فائدہ نہوا اور قتل کیا گیا اس روایت کو امام احمد نے کتاب الزہد مین اور امام بخاری نے تاریخ مین اور حاکم و بیہقی وغیرہ نے روایت کیا اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اور ابن جریر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس قصہ کو طول کے ساتھ روایت کیا ہی ابن کثیر نے لکھا کہ یہ بنی اسرائیل کے ایک عابد کا قصہ ہی جو بطور مثال کے بیان کیا گیا ہی اور بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ اس عابد کا نام برصیصا تھا خطیب نے [illegible] یہ مختصر قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہی ولیکن مترجم کے نزدیک مرفوع حدیث مین اسکی کچھ اصلیت کسی صحیح روایت مین کسی محدث [illegible] نہین بیان کی اور خطیب نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس قصہ کو طول کے ساتھ اس طرح ذکر کیا کہ اگلے زمانہ مین ایک راہب تھا جسکا نام برصیصا تھا اُسنے اپنے صومعہ مین ستر برس عبادت کی اور رات دن کوئی گھڑی عبادت سے غافل نہین ہوتا تھا اور شیطان نے اُسکے بہکانے مین [illegible] دغا دیے لیکن کوئی مکر اُسپر کارگر نہوا یہانتک کہ شیطان تھک گیا اور اسنے اپنے ارکان دولت کو جو شیطنت مین کمال رکھتے تھے جمع کیا [illegible] شیطون مین سے کوئی شخص ایسا نہ نکلا جو اس برصیصا کی سرکشی مین عمدہ کارگزاری کرتا یہ سُنکر ابیض نے کہا کہ اچھا مین اس کام کا بیڑا اُٹھاتا [illegible] یہ ابیض ابالسہ کا سردار شیطان ہی کہ انبیاء علیہم السلام کے حضور مین وسواس ڈالنے کے قصد سے جایا کرتا تھا اور یہی وہ شیطان ہی جو آنحضرت

Marfat.com

اصلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی تلبیس سے جبرئیل علیہ السلام کی مشابہت بنا کر وحی کا دعوٰی کا دعوٰی دینے آیا تھا اور رسالت جبرئیل علیہ السلام
اسکو طپانچہ مارا اور اسکو ہندوستان کی انتہا پر پھینکدیا پس ابلیس ابیض نے ابلیس سے کہا کہ مین جاتا ہون اور یہ راہب کی شکل بنا کر
مسلط ہوے برصیصا کے صومعہ کے نیچے آیا اور برصیصا کو پکارا برصیصا نے اسکو جواب نہین دیا کیونکہ برصیصا دس دن تک ثابت
کر کے ہر دس دن کے بعد ایک دم راحت لیتا تھا اور ہر دس دن کے بعد ایک مرتبہ افطار کرتا تھا جب ابیض نے دیکھا کہ وہ جواب ہی نہین دیتا
صومعہ کے نیچے عبادت مین مشغول ہوا (یعنے عابد کی صورت بنگیا گویا کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہی) جب برصیصا نے معمول کے موافق دس دن کے بعد راحت
لی تو صومعہ کے اوپر سے نگاہ کر کے دیکھا کہ ایک راہب بہت عمدہ نورانی صورت مین بلباس رہبانیت کھڑا ہوا نماز مین مستغرق ہی یہ دیکھکر برصیصا
دل مین نادم ہوا کہ ناحق مین نے ایسے راہب کو جواب نہین دیا لہذا اسکی تلافی کا قصد کر کے آواز دی کہ جسوقت تمنے مجھے پکارا تھا مین اپنی نماز مین
مشغول تھا اسوجہ سے مین جواب نہین دیسکا میرا عذر قبول کرو اور بیان کرو کہ تمھارا کیا مطلب ہی ابیض مکار نے کہا کہ میری آرزو فقط یہ ہی کہ مین آپکے صومعہ مین
چند روز حاضر رہ کر آپ سے عبادت کے آداب اور رہبانیت کے طریقے سیکھون اور آپ بھی میرے لیے دعا کرین اور مین بھی آپکے لیے دعا کرون اور
مجھے علم بھی حاصل ہو برصیصا نے کہا کہ (علم کے لیے تمکو کسی قسیس کے پاس جانا چاہیئے) مین سب ایمان دارون کے لیے دعا کرتا ہون اسی مین
سے تمکو بھی میری دعا کا اثر پہونچ جاویگا اور زیادہ مجھے فرصت نہین ہی مین اپنے کام مین مشغول رہتا ہون یہ کہکر برصیصا نے مصلے کی طرف رُخ کیا
اور بدستور نماز مین مشغول ہوگیا اسی طرح چالیس روز گزر گئے اور برصیصا کچھ التفات نہین کرتا تھا ایک روز پھر برصیصا نے توجہ کی تو دیکھا کہ ابیض
مکار بدستور نماز مین کھڑا ہی گویا زمین سے درخت اُگا ہی ابیض کی یہ عبادت اور شب و روز کی ریاضت اور سردی گرمی سے بے پروائی کی محنت دیکھکر برصیصا
نے دوبارہ اس سے کلام کیا اور شفقت سے پوچھا کہ کیا چاہتے ہو اُسنے کہا کہ چند روز کے لیے مجھے اپنے صومعہ مین رہنے کی اجازت دیجیے برصیصا
نے اُسکو اجازت دی ابیض ایک سال تک اُسکے صومعہ مین رہا اور برابر عابدون کی طرح اسطرح عبادت کرتا کہ ہر چالیس دن کے بعد ایک روز
افطار کرتا تھا اور چالیس روز اُسنے اسلیے اختیار کیے کہ یہودنے روزے کے چالیس روز کر لیے تھے اور علما نے لکھا ہی کہ اصل مین اُنپر ایک ہی
مہینے کے روزے مفروض تھے لیکن دس روز اُنھون نے دانستہ نذر کے ذریعہ سے بڑھا لیے تھے اسلیے چالیس دن ہوگئے تھے) اور اسی طرح
چالیس روز تک عبادت کر کے نماز سے پھرتا تھا اور کبھی کبھی اسی روز تک طول دیتا یعنے اسی روز کے بعد ایک روز افطار
کرتا اور نماز سے راحت لیتا تھا جب برصیصا نے اُسکا یہ حال دیکھا تو اسکے نفس مین اپنا عجب و غرور کم ہوا اور سمجھا کہ یہ تو مجھسے بھی زیادہ عابد
ہی اور اسکو کچھ رشک بھی ہوا کیونکہ اسکے نفس مین پیدائشی ایک مادہ تھا اور اسنے یہ بھی خیال کیا کہ اسکے ہوتے ہوے یہان میری عبادت کی قدر
نہوگی اور اللہ تعالٰی نیتون کا حال خوب جانتا ہی الغرض جب ایک سال گزر گیا تو ابیض ملعون نے برصیصا سے کہا کہ میرا ایک دوست دیکھنے کو ہی
اب مین چند روز اُسی کے ساتھ رہنا چاہتا ہون اور مجھے خبر ملی تھی کہ آپ کا اجتہاد و عبادت بہت زیادہ ہی کیونکہ مین نے ہر طرف سے لوگون کو
دیکھا کہ وہ آپ کے زہد و عبادت کی اور برابر چلہ کشی کی بہت کچھ تعریفین کیا کرتے ہین اس خیال سے آپکے دیدار کا مشتاق ہوکر آیا تھا مگر مین نے
دیکھا کہ لوگون کا بیان موافق نہین ہی اب مین چاہتا ہون کہ اپنے دوست کی ملاقات سے مسرور ہون ابیض کی اس گفتگو سے برصیصا کے دل پر
بہت سخت غم چھا گیا (شاید ابیض مکار نے اسی مکر سے یہ گفتگو کی کہ اس شخص کا خلوص جاتا رہے اور یہ دنیا کے لوگون کی مدح و ثنا کے
خیال سے زیادہ کوشش کرے حالانکہ یہ بات ظاہر تھی کہ ہر چالیس روز کے بعد افطار کرنا اور اسقدر نماز مین مستغرق ہونا اُسکی انتہا کوشش سے
زیادہ تھا پس لوگون کی مدح و ثنا کا خیال بیٹھ گیا اور اصلی عبادت کی بیخکنی ہوگئی اور اس مدت دراز کو دیکھکر اُسکی ہمت پست ہوگئی
اور ابیض نے اس سے وعدہ بھی کیا کہ مین آپ کی تعریف اپنے دوستون وغیرہ سے خاطر خواہ بیان کرونگا (جب ابیض رخصت ہونے
لگا تو اُسنے برصیصا سے کہا کہ آپکا حق صحبت مجھپر لازم ہی اور مجھکو ایک دعا آتی ہی مین چاہتا ہون کہ وہ آپکو سکھلا دون اُسنے کہا

Marfat.com

کیا جو اسکو ایک سال کی عبادت شب و روز کا ثواب حاصل ہوا ور میری آپکی عبادت نہین بلکہ رات دن برابر قائم رہے
اور نہین روزہ افطار کیے اور یہ مجھے میرے پیر دستگیر سے پہونچی یہ حضرت موسیٰؑ کے وقت سے سینہ بسینہ چلی آتی ہی اُسکا ایکمرتبہ پڑھنا آپکی اس تمام
عبادت سے افضل ہی اور اسکی سچائی کی ایک یہ دلیل ہی کہ جس بیمار و مجنون پر آپ اسکو پڑھکر دم کردین وہ اچھا ہو جائے اور اعتقاد شرط ہی اور
مین نے اسکو ہزارہا مرتبہ تجربہ کیا ہی اور آپ بھی اسکو تجربہ کرینگے تب آپکو پورا یقین ہو جاویگا برصیصا نے پہلے تو کہا کہ اگر مین نے اسکو لوگون پر تجربہ کیا
اور لوگ اچھے ہونے لگے تو ہر روز مجھپر ہجوم رہا کریگا اور جس کام مین آج تک مصروف رہا ہون اسمین خلل واقع ہوگا لیکن پھر خیال کیا کہ اگر ابیض دانکے
ساتھی آوین تو خواہ مخواہ انھین کا نام ہوگا اور میرا ذکر مٹجاویگا یہ سوچ کر اسنے منظور کیا اور ابیض نے اُسکی قلبی حالت کو بھی دیکھ لیا تھا اسلیے کہ برصیصا
اپنے دل سے اُسپر متوجہ تھا آخر ابیض نے اسی قسم کی باتون سے اسکا حال خراب کردیا اور آخر اُسنے وہ مکر کی بنائی ہوئی دعا بہت اعتقاد کے ساتھ سیکھی
ابیض رخصت ہو کر ابلیس کے پاس گیا اور اسکو مبارکباد دی کہ واللہ مین نے اُس عابد انسانی کا قلب خراب کردیا اور اس سے دعا کا حال بھی بیان
کیا اور کہا کہ مین نے دیکھا کہ اسمین جوش شہوت کا مادہ ایسا ہی کہ وہ مغلوب ہو جاتا ہی اب میرے ساتھ ایسے شیطان کو بھیجو جو کسیکو مس سے مجنون کرے
اور کسیکو مس سے بیمار کرے اور کسیکو مس سے خبط کرے ابلیس نے اُسکو شاباشی دی اور اسکے حکم مین جو لشکر تھا اسمین سے وہ ہر کام کے لوگ لیگیا اور
بنی اسرائیل مین سے ایک مالدار کے لڑکے کو مجنون کیا پھر خود ایک طبیب کی صورت مین ہو کر رئیس کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کے لڑکے کو جنون ہی اور یہ معاملہ دوا
سے گزر چکا آپ کو لازم ہی کہ کسی بزرگ پیر مرد کی دعا لیجیے اور سب سے بڑھکر بزرگ آپ کے جوار مین موجود ہین رئیس نے پوچھا کہ یہان تو کوئی ایسے بزرگ
معلوم نہین ہوتے ہین جو دعا کرنے مین معروف ہون اُسنے کہا کہ برصیصا بہت مشہور بزرگ ہین کیا تم لوگ اُنکی بزرگی سے واقف نہین ہو بیشک تملوگ
دنیا دار ہو تم ایسے اولیا کی قدر کیا جانو رئیس یہ سُنکر آمادہ ہو گیا اور اپنے فرزند کو لیکر برصیصا کی قدمبوسی کو روانہ ہوا راہ مین شیطان نے اس طفل کی
زبان سے پناہ مانگنی شروع کی کہ مجھے میان صاحب کے یہان مت لیجاؤ اس سے اور بھی اعتقاد زیادہ ہوا اور وہ جلدی سے برصیصا کی خدمت مین
پہونچے اول تو برصیصا نے عذر معذرت کی جب وہ لوگ قدمون پر گرے اور اُسنے وہی ابیض کی سکھلائی ہوئی دعا پڑھی تو فوراً شیطان
الگ ہو گیا اور وہ لڑکا اچھا خاصہ اُٹھ بیٹھا یہ کرامت دیکھکر سب لوگ شاہ صاحب کے نہایت معتقد ہوے اور ابیض خبیث نے اس دعا مین
ایسے پیچیدہ الفاظ ملا دیے تھے کہ اُنکے کہنے سے شرک و گناہ لازم آتا تھا لیکن برصیصا کو اسکا علم نہ تھا جیسے اکثر اس قسم کی دعاؤن مین ایسے ہی کلمے
ہوا کرتے ہین اس سے برصیصا کے قلب پر اس معصیت کبیرہ کی کدورت شدید چھا گئی الغرض ابیض اسیطرح بنی اسرائیل مین شیاطین کی گرفت
بیماریان پھیلایا کرتا اور لوگون کو انکے بہانہ کے واسطے برصیصا کی طرف راہ بتلاتا تھا یعنی شیاطین کو یہ تو خود اختیار نہین ہی کہ جسکو چاہین اُسکو پکڑین یا مجنون
کرین لیکن جب کوئی شخص ایسے جن و پری وغیرہ کا معتقد ہوتا ہی تو اُسکے اعتقاد کے موافق اللہ تعالی کی حفاظت اس سے اُٹھ جاتی ہی اور وہ اسیطرح
اپنے شیطان کے حوالے چھوڑا جاتا ہی تو اُسپر شیطان مسلط ہوتا ہی پھر جب وہ لوگ جا کر برصیصا سے خوشامد و گریہ وزاری کرتے تو وہ لاچار ہو کر دعا
مذکورہ پڑھتا اور فوراً شیطان الگ ہو جاتا جب بنی اسرائیل مین دور دور تک برصیصا کی کرامت مشہور ہو گئی اور لوگ ہر طرف سے اسکے واسطے نذرانہ وہدیے
بھیجنے لانے لگے اور رفتہ رفتہ برصیصا بھی عادی ہو گیا تو ابیض خبیث نے جا کر بنی اسرائیل مین سے ایک صوبہ کے بادشاہ کی دختر کا گلا دبایا
کہ جسپر طبیبون نے نبض وغیرہ سے تلاش کیا کچھ نشان مرض محسوس نہوا اور کوئی دوا کارگر نہوئی اور بادشاہ انتقال کر گیا اور اُسکے تین پسر اور
ایک دختر رہی اور انکا چچا بادشاہ ہوا پھر ابیض ایک طبیب کی صورت مین آیا اور کہا کہ مین اسکا علاج کرون (کہتے ہین کہ اُس زمانہ مین بنی اسرائیل
بادشاہون مین مجوسیون مین فسق و فجور زیادہ پھیل گیا تھا اور عوام الناس کچھ دین کی قدر نہین کرتے تھے) بادشاہ نے بہت خوشی سے منظور
کیا طبیب نے چند روز غور کے بعد کہا کہ اے بادشاہ اس عورت کو طبیب کے علاج کے لائق بیماری نہین ہی اور مین عامل بھی ہون مین نے
تفحص کے بعد دریافت کیا کہ اسپر ایک سخت متمرد جن کا خلل ہی اور اسپر مجھے کچھ قابو نہین ہو سکتا ہی اور مین خیال کرتا ہون کہ کسی عامل مین یہ

Marfat.com

قوت ہو گر کہ اسکو اتارے ولیکن چارہ نہین ہی کہ حضرت برصیصا قدس سرہ دام ظلہ سے دعا کی درخواست کیجاوے [illegible]
مع انکی بہن کے برصیصا کی خدمت مین بھیجا جسروز برصیصا اپنی نماز سے فارغ ہوا یہ لوگ دست بستہ حاضر ہوکر آداب بجالائے [illegible]
بہن کے لیے درخواست کی اور برصیصا نے آخرکار دعا کی اور فوراً وہ لڑکی اچھی ہوگئی یہ لوگ نذرانہ وغیرہ لائے اور [illegible]
صدقات دیے اور محتاجون کو کھانا وغیرہ بہت لذیذ کھلایا اور کئی روز تک عام دعوت ہوئی اور برصیصا کی زبان بھی ایسے لذیذ کھانون سے [illegible]
کی گئی پھر وہان سے اس حسینہ وجمیلہ کو جو اپنے زمانہ مین مشہور تھی اچھی صحت وتندرستی کے ساتھ واپس لائے یہان چند روز اچھی رہکر پھر
اُسی مرض مین گرفتار ہوگئی اور آخر پھر وہ لوگ جب برصیصا کی خدمت مین لے گئے تو وہان اچھی ہوگئی اب اسکی یہی صورت ہوگئی کہ چند روز اچھی رہکر
اور بعد چند روز کے بیمار ہوجاتی ہی پھر جب برصیصا کے یہان لے جاتے ہین تو وہ اچھی ہوجاتی ہی اور بار بار جب برصیصا کی نظر اس حسینہ پر پڑتی تو اسکے
حسن وجمال نے اسکے دل پر کچھ اثر کیا مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ جب عورت چلتی ہی تو آگے پیچھے سے شیاطین اسکو زینت دلاتے چلتے ہین [illegible]
کیا عجب ہی کہ ایسی حالت مین برصیصا کے پیش نظر کچھ ایسے انداز وکرشمہ دکھلائے ہون کہ زاہد پریشان خاطر ہوکر اسکی محبت مین پھنسا ہو آخر [illegible]
بادشاہ سے کہا کہ حضور اس لڑکی کو وہان سے جلدی لانے مین یہ خرابی ہوتی ہی رائے عالی مین مناسب ہو تو چند روز اسکو برصیصا کے صومعہ مین چھوڑ دیا جاوے
شاید کہ اس پیر مرد زاہد عابد مقدس کی برکت سے یہ بالکل اچھی ہوجاوے تب اسکو وہان سے لایا جاوے بادشاہ نے کہا کہ اے حکیم یہ بات تو بیشک بہت
مناسب ہی لیکن کسی طرح امید نہین ہی کہ حضرت برصیصا اسکو منظور فرماوین اور ہماری مجال نہین ہی کہ ایسے بزرگ کی رائے سے خلاف کرکے برباد ہون لیکن
اگر وہ ناخوش ہوکر ہمکو بد دعا دین تو ہماری دنیا و دین غارت ہوجاوے طبیب مکار نے عرض کیا کہ یہ بات تو حضور کی بے شبہ صحیح ہی ولیکن مین نے
اسکی ایک تدبیر سوچی ہی اگر مناسب ہو تو عمل کیا جاوے بادشاہ نے پوچھا کہ ضرور بیان کرو طبیب مکار نے کہا کہ پہلے برصیصا سے درخواست کیجاوے
کہ اگر حضرت اقدس کی خوشی ہو تو ہم اسکو چند روز آپ کے قدمون کے نیچے چھوڑ جاوین تاکہ یہ آپ کے فیض برکت سے بالکل اچھی ہوجاوے
اور آپکو بھی بار بار تکلیف نہو اگر برصیصا اسکو منظور کرلین تو فبہا والمراد ورنہ التماس کیجیے کہ آپ کے قریب ایک صومعہ مین رہین اور اگر وہ اسکو بھی منظور کرین
تو انکے چلے کے دنون مین انکے صومعہ سے ملا ہوا صومعہ تیار رہے اور جب چلے سے فارغ ہون تو اُسی دن اسکو وہان چھوڑ کر چلے آوین وہ بندہ
فی الحال ایک آدمی کی جان پر ترس کھانا لازم سمجھکر اسکی پرورش فرماوینگے یا کہہ دیا جاوے کہ یہ امانت ہی یا لکھ دیا جاوے الغرض بادشاہ نے
طبیب مکار کی رائے کے موافق ہی کیا جب برصیصا نے اپنے صومعہ مین جگہ دینا منظور نکیا تو اُسکے صومعہ سے ملے ہوئے صومعہ مین چھوڑ کر
چلے آئے اور ایک شیطان کے گریہ وزاری کی آواز سے برصیصا نے نگاہ کی تو دیکھا کہ وہی حسینہ جمیلہ بیہوش پڑی ہی آخر جب رات ہوگئی اور کوئی نہ آیا تو جاکر
اسکو اُسی دعا سے ہوش مین لاکر کچھ غذا وغیرہ کھلائی اور اُسکے خوف ودہشت کے خیال سے اپنے صومعہ مین جگہ دی رات کو شیطان اُس عورت پر
وہ متوالی کی طرح بے پردہ ہوکر برصیصا سے متعرض ہونے لگی برصیصا نے بجبر اسکو دفع کیا ولیکن شیطان نے بہم اسکے دل مین خطرہ ڈالا
کہ ایسی عورت ایسے تخلیہ مین تجھے کہان میسر ہوگی اس سے دلی مراد حاصل کر اور عنقریب توبہ کرلیجیو آخر نفس وشیطان کے وساوس سے مغلوب
اُس سے ملوث ہوگیا جب ایک مرتبہ اس بلا مین پڑا تو شیطان نے پچھاڑ لیا اور برابر اس لوث مین کچھ دن گذرے (مترجم کہتا ہی کہ بعض [illegible]
اسطرح بیان کیا کہ اس عورت کے تینون بھائی خود اسکو برصیصا کے سپرد کرگئے تھے اور وہ مرگی کی حالت مین بے [illegible]
اور اُسکے بھائی کبھی کبھی اُسکو دیکھنے آتے تھے جب دیکھتے کہ ابھی اسکا صحت نہین ہوئی تو چھوڑ جاتے اور جب چلے جاتے تو وہ برصیصا
ہوتی اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ آخر خود فریفتہ ہوکر اُس سے متعرض ہوا) آخر اُس عورت کو حمل رہگیا اور بڑھکر ظاہر ہوگیا تب شیطان
برصیصا سے کہا کہ تیری خرابی ہو یہ حمل صاف ظاہر ہونے لگا اور تیری فضیحت ورسوائی حد سے بڑھ گئی اب تدبیر یہ ہی کہ اسکو قتل کرکے [illegible]
جب لوگ آوین تو کہیو کہ اُسکا جن اُسکو اڑا لے گیا اور مین روک نہین سکا پس یہ معاملہ جب دفع ہوجاوے تو اسکے بعد توبہ کرلیجیو [illegible]

[illegible] برصیصا نے اسکے موافق عزم کیا اور رات کو جاکر اس بیگناہ عورت کو قتل کرکے قریب پہاڑ کے دامن مین لیجاکر دہشت کے
[illegible] جلدی اُسکی لاش دفن کی اور اُلٹے پاؤن لوٹ کر اپنے صومعہ مین آیا اور خون وغیرہ کے سب نشان صاف کیے اور بیٹھکر بدستور
[illegible] عبادت ہوا پھر اُسکے بھائی آئے جیسے کبھی کبھی اپنی بہن کی خبر گیری کے لیے آیا کرتے تھے یہان اُنھون نے اُسکا صومعہ خالی پاکر عابد برصیصا
سے عرض کیا کہ حضور ہماری بہن کیا ہوئی اُسنے بیان کیا کہ تمھاری بہن کا عجیب معاملہ ہوا کہ ایک روز بہت زور شور سے اُسکا جن آیا اور آخر
اُسکو اُٹھا لے گیا اور میری قوت سے یہ معاملہ باہر ہوگیا اب تم بھی صبر کرو اُنھون نے اُسکی بزرگی کے اعتقاد پر اُسکو سچا جانا اور رو دھو کر وہانسے
چلے آئے اور اُنکو کچھ شک نہ تھا کہ جو کچھ برصیصا نے بیان کیا وہ سچ ہے اتفاقاً رات مین بڑے بھائی نے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ برصیصا
نے تیری بہن سے زنا کیا جب وہ حاملہ ہوگئی تو فضیحت کے خوف سے اُسکو قتل کرکے فلان پہاڑ مین فلان مقام پر دفن کردیا ہے جب وہ خواب سے
جاگا تو اُسنے تھوکا اور کہا کہ یہ شیطانی خیال ہے کیونکہ برصیصا کی شان اس سے اعلیٰ ہے کہ وہ ایسا کرے دوسری رات کو شیطان نے پھر اسکو اسیطرح
خواب مین دکھلایا اُسنے خیال شیطانی سمجھکر دفع کیا تیسری رات کو بھی اسیطرح دیکھا اور اسیطرح دفع کیا پھر شیطان نے دوسرے بھائی کو اسیطرح
خواب مین دکھلایا اور تیسرے بھائی کو بھی اسیطرح دکھلایا اور ہر ایک شرم سے اپنا خواب دوسرے سے نہین کہتا تھا آخر چھوٹے بھائی نے کہا کہ
مین نے ایسا خواب دیکھا تو منجھلے اور بڑے نے بھی بیان کیا کہ ہمنے بھی واللہ ایسا ہی خواب دیکھا ہے آخر سب ملکر راہب کے پاس آئے اور دوبارہ
اُس سے اپنی بہن کا حال پوچھا اُسنے پھر وہی بیان کیا اور کہا کہ تمکو میرے بیان مین شک ہے وہ سب شرمندہ ہوے اور عذر کیا شیطان نے
اُنسے کہا بھلا تم پہاڑ مین چلکر دیکھ لو کہ اُسکے لباس کا دامن باہر رہگیا ہے الغرض سب نے اتفاق کیا اور غلامون کو مع اوزار لیکر گئے دیکھا کہ وہ نشان
ہے اور کھود کر نکالا تو معاملہ ٹھیک تھا پھر راہب کا صومعہ کھود کر اسکو گرفتار کیا اور بادشاہ کے حضور مین لائے راہ مین شیطان متعرض ہوا کہ اگر انکار کرے تو پھر
دو جرم قائم ہونگے ایک یہ فعل اور دوسرا مکابرہ سے انکار یعنے جان بوجھکر خواہ مخواہ انکار کرنا راہب نے بادشاہ کے سامنے اقرار کرلیا اور اپنی
بیقراری و خطاکاری کا عذر کیا ولیکن اُسکے بھائیون نے معاف نہین کیا (بلکہ صحیح بات یہ کہ معافی انکی شریعت مین نہ تھی) جب اُسکو دار پر چڑھانے
لے چلے تو شیطان ابیض سامنے آیا اور برصیصا سے کہا کہ تو مجھے پہچانتا ہے مین نے ہی تجھے وہ دعا سکھلائی تھی جس سے تو مستجاب الدعوات
ہوگیا یعنے مشہور ہوگیا کہ جو کچھ دعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے تو خدا سے نہین ڈرا تو نے امانت مین خیانت کی ان لوگون نے یہ عورت تیرے پاس
امانت چھوڑی تھی اور تیرا گمان یہ تھا کہ مین تمام بنی اسرائیل سے بڑھکر زاہد و عابد ہون تجھے کچھ شرم نہ آئی کہ یہ مین کیا کرتا ہون پھر کہنے لگا کہ اے برصیصا
تو نے جو کچھ بدکام کیا تھا وہ تجھے کافی نہ تھا کہ اسپر تو نے اقرار زیادہ کرکے ایسی فضیحت و رسوائی اُٹھائی کہ اسکا اندازہ نہین ہوسکتا (شاید یہ مطلب
ہے کہ اگر تو اقرار نکرتا تو بعضے یہ شبہہ کرتے تو اسکا حمل لے گیا تھا نہین معلوم اُسنے مار کر دفن کیا یا کہان لے گیا اور شاید کسی دوسرے نے اس سے
سب کیا ہو اور اب تو تیرے نام فضیحت و رسوائی کا الزام پورا ہوگیا) اب مین خیال کرتا ہون کہ اگر تجھے اسی حالت پر چھوڑ دون کہ تو ہلاک ہوجاوے
تو بقیہ کے لیے تیرے مجنس ملاہبون پر کوئی اعتبار نہین کریگا اسلیے چاہتا ہون کہ دوسری دعا کے کلمے مین لاؤن اور ان لوگون کی نظرون سے
تجھے غائب کرکے دور لیجاؤن لیکن شرط یہ ہے کہ ایک بات مین تو میرا کہنا مان لے برصیصا نے جو بچاؤ کا نام سنا تو آمادہ ہوگیا کہ جو کچھ تم کہو مجھے
منظور ہے اُسنے کہا کہ مجھے سجدہ کر برصیصا نے اُسکو سجدہ کرلیا تب ابیض مردود بولا کہ اے برصیصا یہ سب معاملات میری ہی بندش سے تھے اور یہی
معبود تھا آخر تو نے فسق و فجور کیا ہیا شک کہ اپنے رب عزوجل سے کفر کیا مین تجھسے بری ہون انی اخاف اللہ رب العالمین مین رب العالمین
کی جناب سے خوف کرتا ہون علماء نے کہا کہ یہ بھی شیطان کا دعوی باطل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے مترجم کہتا ہے کہ جنگ بدر کے واقعہ
مین بھی آیات ہین انمین بھی آیا کہ انی اری مالا ترون انی اخاف اللہ الآیہ یعنے شیطان نے کہا کہ مین وہ دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے ہو مین اللہ
سے ڈرتا ہون۔ ۱۲ اور کفار سے برارت کی اور حدیث مین ہے کہ سمندر مین گھسا اور کہنے لگا کہ الٰہی جو مجھے وعدہ دیا ہے اُسکو پورا کیجیو ۱۲

Marfat.com

اسنے ملائکہ کو دیکھا کہ رسول اللہ صلعم کے دشمنون کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجے گئے تو خوف کے مارے بیحواس ہو گیا
جس جہت سے خوف ہوتا ہی وہ خالص بعظمت الٰہی سبحانہ تعالیٰ نہین ہی بلکہ اپنی زندگی کو اسکے قبضے مین دیکھکر خائف ہوتا ہی کیونکہ
پس دوسری جہت سے خوف ہی القصہ امام ابن کثیرؒ نے قصہ برصیصا کو مختصر طور پر روایت کر کے فرمایا کہ بنی اسرائیل مین
کہتا ہی کہ خود روایت کی اسناد قوی ہی اگرچہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ثبوت نہین ہی پھر کہا کہ اگر یہ قصہ صحیح ہو تو اس راہب کا داخل
صحیح مین وارد ہی مترجم کہتا ہی کہ جریج راہب کا قصہ صحیح مین مروی ہی اور وہ مختصر ہی اور بعض لوگون نے اس قصے کو بھی کسیقدر طول کے ساتھ اسطرح بیان کیا ہی
ایک نوجوان عابد راہب تھا وہ اکثر اوقات اپنی نماز مین مشغول رہتا تھا ایکدن اسکی ماں آئی اور اسنے صومعہ مین پکارا کہ اے جریج وہ اُسوقت نماز مین تھا اسنے جناب الٰہی
کی کہ الٰہی اُدھر میری ماں پکارتی ہی اور ادھر میری نماز ہی پھر وہ نماز مین مشغول ہو گیا یعنی اسنے اپنی ماں کو جواب نہین دیا پھر دوسرے دن اسکی ماں نے آواز دی اور اسنے جناب
بارتعالیٰ مین اسیطرح عرض کیا اور نماز مین مشغول ہو گیا دوسری یا تیسری بار اسکی ماں نے ناخوش ہو کر کہا کہ الٰہی اسکو موت نہ دیجیو جبتک کہ مومسات کا منہ نہ دیکھے (مومسات اُنکی زبان مین فاحشہ
عورتونکو کہتے تھے) پھر بنی اسرائیل کے مکارون نے جریج پر حسد کیا اور چاہا کہ اُسکا نام بھی داغ سے خالی نرہے تو اُس زمانہ مین ایک فاحشہ اپنے حسن
مین معروف تھی اُسنے لوگون سے بیڑا اٹھایا کہ مین جریج کو ملوث کر دونگی پھر اُس فاحشہ نے اندھیری رات مین اُسکے صومعہ کے دروازے پر دستک دی اور
خوفناک آواز سے دستک دی اور بیان کیا کہ مین بستی کی رہنے والی ہون مجھے اس جنگل مین رات ہو گئی اور اب مجھے درندون سے اپنی جان کا خوف
اور باہر سردی سے ہلاک ہونگی اگر آپ مجھے رات بھر جگہ دین تو میری جان بچا دین اور ثواب عظیم کما دین جریج نے ترس کھا کر اُسکو جگہ دی پس
فاحشہ نے رات مین چادر کے نیچے سے اپنا منہ نکالا جو ظاہر مین بہت خوبصورت تھا اور باطن مین قبیح بدصورت تھا جریج نے کچھ خیال نہین کیا اور آخر
اُسنے رفتہ رفتہ سب کرشمہ دکھلائے یہانتک کہ بالکل برہنہ ہو کر متعرض ہوئی جریج نے اُسوقت پناہ مانگی اور اپنے نفس کو عذاب الٰہی سے ڈرایا اور
چراغ سے انگلی جلائی جب آگ نے اثر کیا تو درد سے شہوت جاتی رہی اُسنے اپنے نفس سے کہا کہ آج اس آگ سے مجھے صبر نہین ہی پھر کیونکر
جہنم کی آگ پر صبر کریگا اسی طرح رات گذر گئی اور اس عورت فاحشہ سے کچھ کام نہو سکا پھر عورت نے اسکے صومعہ کے گرد ہر چند مکر کیا جریج نے
دروازہ نہ کھولا وہان ایک چرواہا رات کو اپنا گلہ لیکر بسر کرتا تھا اُس فاحشہ نے اُس سے اپنا منہ کالا کیا یہانتک کہ حمل رہگیا جب جنی تو دعوی
کیا کہ یہ جریج کے نطفے سے ہی بنی اسرائیل کے بدکارون نے حاکم تک یہ خبر پہونچائی اور جمع ہو کر جریج کے اوپر دوڑ لائے اور اُسکو گرفتار کر کے اُسکا
صومعہ کھودنا شروع کیا اُسنے ہر چند کہا کہ ارے تم لوگ کیا کرتے ہو یہ تمکو کیا ہوا ہی وہ لوگ نہ مانے اور کہنے لگے کہ اے مکار تو ایسی بدکاریان کرتا ہی
اور معصوم بنتا ہی آخر اسکو حاکم کے پاس لائے اور فاحشہ عورت بھی مع طفل کے لائی گئی حاکم نے پوچھا کہ یہ عورت کبھی رات مین تیرے پاس گئی ہے
جریج نے اسکا حال بیان کیا کہ اسطرح جان کے خوف و سردی کے بہانہ سے یہ میرے یہان رہی تھی جاہل حاکم نے بدمعاشون کے کہنے سے کہا
کہ عورت کا دعوی سچ ہی اور جریج خود اقرار کرتا ہی جریج کی ماں نے سُنا تو کہلا بھیجا کہ جریج کے معاملہ مین جلدی نہ کرو وہ عیب سے پاک ہی اور یہ
ہی اُسکے لیے بددعا کی تھی حاکم نے کہا کہ ہمکو کیونکر یقین ہو جریج کی ماں نے کہا کہ اسکی انگلی دیکھو کہ دور تک جلنے کا داغ موجود ہی جب جریج کو
ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی تو اسنے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھکر دعا مانگی اور اُٹھکر اُس بچہ کی طرف آیا اور اُسکے پیٹ پر اپنی انگلی رکھکر پوچھا کہ اے
تیرا باپ کون ہی اس بچے نے جو بہت چھوٹا دودھ پیتا تھا صاف آواز سے کہا کہ میرا باپ فلان چرواہا ہی یہ کرامت دیکھکر بنی اسرائیل
توبہ کی اور نہایت تعظیم و تکریم کر کے جریج سے معافی چاہی اور حاکم وغیرہ نے سب نے جریج سے عرض کیا کہ ہم آپ کا صومعہ سونے کا بنو
اُسنے کہا کہ نہین بلکہ وہ جس طرح مٹی کا بنا ہوا تھا اُسی طرح بنا دو مترجم کہتا ہی کہ جب کسی قوم مین آخرت و قیامت و کرامت وغیرہ مین
تو اللہ تعالیٰ اپنے بعضے بندون کے ہاتھ سے ایسی کرامتین ظاہر فرماتا ہی جس سے ظاہر ہو کہ یہ ولی جس پیغمبر کی امت مین تابع ہونے سے اس
کو پہونچا ہی وہ پیغمبر ضرور سچا تھا لیکن جب کرامات سے بھی ولی کو اسلیے بزرگ سمجھتے ہین کہ اُسکے ذریعہ سے دنیاوی زندگی مین ہر طرح کا مال و

کرامت کا دکھلانا بھی اٹھا لیا جاتا ہی کیونکہ یہ لوگ سب کچھ دیکھ بھال کر دنیاوی حیات واسکی دولت پر مطمئن ہوتے ہین اور یہی کافرونکا طریقہ ہی تو کرامات کے ظاہر کرنے سے کچھ فائدہ نہین رہا پس اللہ تعالیٰ انمین کرامات بھی ظاہر نہین فرماتا الحاصل ایمان و کفر مین اول فرق یہ ہی کہ آخرت کو اپنا گھر سمجھے اور کمتر درجہ یہ کہ اسیکو اچھا جانے اور دنیا واسکی زندگی کو مسافرت کی سرائے جانے **خطیب** رح نے ابن عباس رض سے نقل کیا کہ جب سے بصیصا کا معاملہ پیش آیا تو اسکے بعد بنی اسرائیل مین راہب لوگ خفیہ رہتے تھے اور بدکارون نے عالمون و راہبون پر طرح طرح کے بہتان کا موقع پایا اسلیے وہ لوگ اپنے آپکو اُس نام سے ظاہر نہین کرتے یہانتک کہ جریج راہب کا معاملہ پیش آیا اور اسکی صریح کرامت سے بنی اسرائیل اسکے ہاتھ چومنے لگے تو پھر اُسوقت سے راہبون کی توقیر ہوئی اور وہ ظاہر ہونے لگے ف **شیخ ابن العربی و صاحب العرائس** سے یہان چند باتین نقل کرتا ہون

اوّل جو شخص کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے منحرف ہو اور اپنے حواس و اپنی دانائی سے دلائل قائم کرے تو انجام مین خوار ہوگا کیونکہ وہ استدراج مین پڑگیا جیسے دشمن کو آدمی کسیڑھی سیڑھی سیر کراتا ہوا لے جاتا ہی اور آخر مین اسکا پانون ایسے مزلقہ مین پڑتا ہی کہ وہان سے ایک کنوین مین جا پڑتا ہی جسمین شیشے کے ٹکڑون و دھاردار چیزون سے پاش پاش ہوکر بے آب و دانہ تڑپ کے مرجاتا ہی اور بھید یہ ہی کہ ظہور قہر ہمیشہ نفس کی خوشی سے موافق ہوتا ہی اور انجام آدمی کے اختیار مین نہین ہی تو کیونکہ وہ قہر کی راہ سے مطمئن ہی **دوم** جسم کے لیے جو گھر بناتا ہی وہ ناموافق چیزون سے خراب ہوجاتا ہی جیسے اُسمین پانی پیوست ہوا سیطرح قلب کا گھر راہ سنت مین بدعتون کے ملانے سے خراب ہوجاتا ہی اسکو عرائس مین **شیخ سہل** قدس سرہ سے نقل کیا ہی **سوم** اللہ تعالیٰ کے بندے اہل ایمان مظاہر رحمت ہین جب انکے مقابلے مین اہل کفر آوین جو مظاہر قہر ہین تو رحمت کو غلبہ ہوگا اور قہر کے نشان سے رعب ہی جو کفار کے دل مین ڈالا جاتا ہی (ابن العربی) اور ایمان مین کمال یہ کہ فقیر ہو اور شیخ ابن عطا و خراز رح نے فرمایا کہ ارے ٹکڑے کیا تو اپنے آپکو فقیر سمجھا ہی یہ تیرا گمان غلط ہی بلکہ فقیر وہ ہی کہ جمیع تعلقات کو قطع کرکے خالص اللہ تعالیٰ ہی کی شان توحید پر گردن جھکائے ہو اسلم نفسہ للہ کے معنے مین پورا ہو پس اللہ تعالیٰ ہی کے حول و قوت پر اُسکا بھروسا ہو اور جب کوئی جماعت ہو کہ اللہ تعالیٰ اُسکے ساتھ ہی وہ کسیطرح نہین قلیل ہی اور کسی مخلوقات آسمان و زمین کی قوت اُسکے مقابلے مین نہین ہی اور جو جماعت ایسی ہو کہ اللہ تعالیٰ اُسکے ساتھ نہین ہی تو تمام جہان کی جمعیت بھی قلیل سے قلیل ہی **چہارم** شیخ سہل سے کسی نے پوچھا کہ اسلام کے شرائع بیان فرما شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ تمکو دیا اُسکو لو اور جس سے منع کیا اُسمین باز رہو صاحب عرائس نے کہا کہ اعلیٰ درجے کے لوگون کے واسطے اس حکم مین یہ بھی شامل ہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز پر نظر نہ کریں اور یہ سمجھتا ہی درحقیقت اُسیکو سمجھ حاصل ہی **واسطی** رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جسنے دنیا چھوڑی اُسکو آخرت مشاہدہ ہوئی اور جسکو آخرت مشاہدہ ہوئی اُسنے دنیا چھوڑی **پنجم شیخ سہل** رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اہل ایمان ہر زمانہ مین متفق و مجتمع ہوتے ہین اگرچہ ایک کہین ہو اور دوسرا کہین ہو اور اہل کفر ہمیشہ متفرق ہوتے ہین اگرچہ ظاہر مین ایک جگہ مجتمع ہون **مترجم** کہتا ہی کہ اسکی وجہ ظاہر ہی کیونکہ اہل ایمان اہل حق ہین اور حق واحد ہی تو ضرور اسی واحد پر متوجہ ہونگے اور اسکو اتحاد لازم ہی اور گمراہی کی راہین بیشمار ہین تو ہر ایک اپنے اپنے خیال کی راہ پر دوسرے سے کچھ نہ کچھ متفرق ہے **شیخ ابن العربی** رح نے کہا کہ کافرون مین نور توحید نہین ہوتا تو روحانی اتفاق نہین ہوتا اور نفس کی خواہشین ہر ایک کو اپنی اپنی راہ کھینچتی ہین اور نفس کا جذب دنیاوی سفلی چیزون سے ہوتا ہی پس اُنکا رُخ اوندھا نیچے کی جانب معکوس ہوتا ہی بخلاف اہل حق کے کہ انکا رُخ عالم بالا کی جانب ہوکر اللہ سے متصل ہوتا ہی واللہ اعلم جب اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اہل کفر اپنے حواس پر اعتماد کرکے راہ مستقیم کو نہین مانتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے تعلیم فرمائی ہی بلکہ ظہور قہر الٰہی سے شیطان کے وسواس کو مانتے ہین خواہ وہ خود اُنکے نفس مین وسوسہ ڈالدے یا شیطانی آدمی کے ذریعہ سے آمادہ کرے اور انجام جہنم ہی تو مومنون کو تنبیہ فرمائی بقولہ تعالیٰ

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ
اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیے دیکھے کوئی جی کیا بھیجا ہے کل کے واسطے اور
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۚ
بیشک اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو اور مت ہو ویسے جنھوں نے بھلا دیا اللہ کو پھر اُسنے بھلا دیے اُنکو اُنکے
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
وہی ہیں بے حکم برابر نہیں لوگ دوزخ کے اور لوگ بہشت کے بہشت کے لوگ
هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝
وہی ہیں مراد کو پہونچے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان لانے والو اللہ تعالے سے ڈرو اللہ تعالے کی ذات سے ڈرنا مقصود نہین ہے کیونکہ جو لوگ ایمان لائے ہین انکو اپنے رب تبارک وتعالی سے سب چیز سے زیادہ محبت ہوتی ہے لیکن یہ محبت اُسیوقت پوری ہوتی ہے جب اللہ تعالے کی طرف سے اُسکو رحمت ورضوان سے توفیق ہو اور یہ بھی حاصل ہوتی ہے جب دل مین مغرور اور ظاہر مین نافرمان نہو کیونکہ اس صورت مین رحمت نہین بلکہ عذاب متوجہ ہوگا پس معنی یہ ہوے کہ اے ایمان والو اللہ کے عذاب سے ڈرو اور ڈرنے کی صورت یہ ہے کہ ایمان وغیرہ جن چیزون کا حکم فرمایا ہے اُنپر عمل کرو اور دنیا پر بھروسا کرنا اور نفس کی پیروی کرنا اور فسق وفجور وغیرہ جن چیزون سے منع فرمایا ان چیزون سے باز رہو پس تقوی کے ساتھ اللہ تعالی کی محبت پوری ہوتی ہے اسیواسطے حدیث مین آیا ہے کہ تقوی سب سے اونچی چوٹی ہے یعنی اسی پر ساری خوبیان حاصل ہوتی ہین اور نفس کے مقابلہ مین عاجز ہونا سب سے بڑی نامردی ہے لہذا فرمایا وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اور ہر نفس کو چاہیے کہ وہ چیز دیکھے جو اُسنے کل کے واسطے بھیج رکھی ہے لفظ نفس یعنے ہر شخص کو چاہیے کہ غور سے دیکھے کہ اُسکے نفس نے قیامت کیواسطے کیا سامان بھیجا ہے کل کے لفظ سے قیامت مراد ہے اگرچہ اصل لغت مین (غد) یعنی کل کا لفظ آج کی رات کے بعد آنے والے دن کو کہتے ہین لیکن مجازاً عرب کی زبان مین یہ لفظ ایسے آیندہ زمانہ پر بولا جاتا ہے جسکا آنا نزدیک ہو اور قیامت کو کل اسواسطے کہا گیا کہ وہ بہت قریب ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ اللہ تعالی نے فرمایا ما امر الساعۃ الا کلمح البصر او ہو اقرب۔ یعنے قیامت کا معاملہ ایسا ہے جیسے پلک مارنے کی دیری یا اس سے بھی نزدیک ہے اگر کوئی نادان گمان کرے کہ قیامت ابھی کل کہان ہے کیونکہ ہزار برس سے زیادہ ہمارے باپ دادے سنتے آئے اور ابھی یہ نہین معلوم کہ کتنا زمانہ باقی ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ عقل سے خلاف بالکل نادانی کی گفتگو ہے کیونکہ آیت مین صریحاً تنبیہ موجود ہے کہ فی الحقیقت لغت مین جسکو کل کہتے ہین وہ مراد نہین ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جسوقت یہ آیت اُتری تھی اُسیوقت لوگ قیامت کے منتظر ہوتے مگر وہ سب فصحاء عرب تھے ایسے نادان نہین تھے تو سب نے یہی سمجھا کہ عقل کے ساتھ غور کرو کہ قیامت گویا کل موجود ہے اسواسطے کہ قیامت آنے تک اگر دو ہزار برس قرار دیجاوے تو ان دو ہزار برس پر نہین لحاظ کرنا چاہیے بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ اس دنیا کو چھوڑ کر جہان ہم جانے والے ہین اسکی مدت کسقدر ہے غور کرنے سے صاف معلوم ہوا کہ وہان ایک قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہوگا پھر اُسکے بعد اگر دو برس ہوتے تو بھی دنیا کی مدت کچھ نہ تھی غرض کہ وہان کوئی انتہا نہین ہے اور وہان ہر شخص اپنے اپنے ٹھکانے پہونچ جائیگا اور دنیا کی طرح وہان تدبیرون کا کام نہین ہے پھر دنیا کی مدت وہان کیلیے بھی نہوئی اور سچ پوچھو تو ہر شخص کو دنیا کی مدت سے کیا کام ہے وہ تو جب مرا اسیوقت اسکی قیامت قائم ہوگئی پھر اسکی اپنی موت ہی زندگی دیکھنا چاہیے کہ اُسنے کل کے واسطے کیا بھیجا اور یہان لفظ نفس کو مفرد نکرہ فرمایا جیسے لفظ (غد) کو بھی نکرہ فرمایا اور یہ نہین فرمایا کہ ہر نفس کو دیکھنا

ہین یہ کہ یہ نفوس سب غافل پڑے ہین کوئی نفس ہو جو اپنے کل کا انجام دیکھے اور کل کو نکرہ لانے مین ہیبت دلائی کہ وہ کل نہین ہی جو آج کی طرح ہمیشہ آتا ہی بلکہ اسکی ہیبت ناک واقعات کو غور کرو اور دیکھو کہ اس ہولناک واقعات سے نجات کے واسطے تمنے کیا سامان بھیجا ہی وہان یہ سامان کی پیداوار سونا و چاندی وغیرہ بے حقیقت ہی بلکہ غیر ممکن ہی بلکہ وہان نورانی اعمال کام آتے ہین بہت سے نفوس ایسے ہین کہ جو نیک اعمال کیا کرتے ہین مگر اُسمین جو نفس کا باریک دھوکا ہی اُسکو غور نہین کرتے کیونکہ آخرت کے واسطے وہی نیک اعمال ہوتے ہین جو خالص اللہ تعالیٰ کیواسطے عمل مین لائے گئے ہون لہذا پھر تنبیہ فرمائی بقولہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ سے تقوی رکھو بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی ف پس تمھارے اعمال نیک بھی خالص اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہونے چاہیے ہین اور دیکھتے رہو کہ ان مین نفس کی کوئی غرض نہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فرما دیا ہی کہ جسنے کوئی عمل کیا جسمین میرے ساتھ کیسکو ساجھی بنایا تو مین اُسکو اُسکے عمل کے ساتھ چھوڑتا ہون اور فرمایا کہ مین سب ساجھیون مین بالکل بے پروا ہون اور دوسری حدیث مین ہی کہ جن لوگون نے اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص عمل نہین کیا بلکہ دکھلانے وغیرہ کی نیت کو شریک کیا تو قیامت مین اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ جنکو تو نے ساجھی کیا تھا اب اُسکو اُنکے پاس لیجا کر دیکھ کہ تجھکو اُنسے کیا ملتا ہی ۔ھ۔ اور آدمی کو اُسکا نفس دھوکا نہ دے کہ اُسکی نیت اُسکے دل مین دوسرون سے چھپی ہوئی رہتی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ علیم و خبیر ہی اُسپر ایک ذرہ پوشیدہ نہین ہی پس جیسا عمل ہوگا ٹھیک ویسا ہی ظاہر ہوگا حتی کہ اگر دنیا مین لوگ ایک شخص کے عابد و زاہد ہونے کی تعریف کرین کیونکہ وہ اسکی نیت نہین جانتے ہین حالانکہ وہ ریاکار ہی تو اُسکو کچھ فائدہ نہوگا اور اگر کسی مخلص بندے کو لوگ بدی سے یاد کرتے ہون تو آخرت مین اُسکو کچھ ضرر نہوگا بلکہ حقیقت مین جو شخص جیسا ہی ویسا ہی بدلا پاویگا شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ امام احمدؒ نے حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہملوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اول وقت دن چڑھے حاضر تھے کہ ناگاہ ایک قوم کے لوگ اس ہیئت سے آئے کہ ننگے پاؤن ننگے بدن تھے فقط ایک کملی باریک یا موٹی اپنے بدن پر لپیٹے تھے اور اپنی تلوارین لٹکائے تھے اکثر اُسمین سے قبیلۂ مضر کے تھے بلکہ سب ہی مضر مین سے تھے پس اُنکی فاقے کی صورت دیکھتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا پھر آپ مکان کے اندر تشریف لیگئے پھر باہر تشریف لائے پھر بلال کو حکم دیا اُسنے اذان کہی اور نماز کی اقامت کہی پس آپ نے نماز پڑھائی پھر لوگون کو خطبہ سُنایا اور خطبے مین یہ آیت پڑھی یا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ الآیہ اور سورہ حشر کی آیت پڑھی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ الآیہ اسکے بعد فرمایا کہ جس آدمی سے ہوسکے صدقہ دے اپنے دینار سے اپنے درم سے اپنے کپڑے سے اپنے گیہون کے صاع سے اپنے چھوہارے کے صاع سے یہانتک کہ فرمایا کہ اگرچہ ایک ٹکڑا چھوہارے کا ہو پس انصار مین سے ایک مرد تھیلی لایا قریب تھا کہ اُسکی ہتھیلی اُسکے اُٹھانے سے عاجز ہو بلکہ اُسکی ہتھیلی عاجز ہوگئی تھی (یعنے درہون کا بہت بھاری توڑا تھا) پھر تو لوگون نے لانا شروع کیا حتی کہ مین نے دیکھا دو ان اناج کے اور کپڑے کے دو انبار جمع ہوگئے حتی کہ مین نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم کا چہرہ مبارک لہلہانے لگا گویا اُسپر زر سُرخ کا ملمع ہی پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ جسنے اسلام مین کوئی نیک راہ نکالی تو اُسکے واسطے اُسکا ثواب ہی اور جو کوئی اسکے بعد اُسپر عمل کرے اُسکا ثواب بھی ہی بدون اسکے کہ عمل کرنیوالون کے ثواب سے کچھ کم ہو اور جسنے اسلام مین کوئی بُری راہ نکالی تو اُسپر اُسکا گناہ ہی اور جو کوئی اسکے بعد اُسپر عمل کرے اُسکا بھی گناہ ہی بدون اسکے کہ من بعد عمل کرنیوالونکے گناہ ہونسے کچھ کم ہو (رواہ مسلم) اس حدیث مین اُس مرد انصاری کی بہت بڑی فضیلت نکلی جو سب سے پہلے ۔ وہ یہ کہ توڑا لایا تھا کیونکہ اس نیک کام مین پہلے راہ نکال دی پھر اُسکی دیکھا دیکھی لوگون نے لانا شروع کیا تو جتنے لوگون نے اُسکی تحریک پر عمل کیا اُن عمل کرنیوالونکو اپنا اپنا ثواب ملا اور ثواب کے برابر اول مرد انصاری کو بھی ملا پس جو کچھ ثواب اُنکو ملا ہی اُسکا اندازہ نہین ہوسکتا اور اسکے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہی اُنکو مبارک ہو اس حدیث مین صحابہ رضی اللہ عنہم کے کمال اخلاص کی دلیل ظاہر ہی کہ جریر رضی اللہ عنہ نے اُس مرد انصاری رضی اللہ عنہ کا نام نہین لیا تاکہ دنیا مین انکا نام ہو یہان نماز مین لوگ صالحین سے تھے جو خود ہی امور خیر کیجانب راغب تھے اور اگر کوئی ضرورت ہوتی تو انکا نام بیان کر دیتے اور قولہ تعالیٰ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ الآیہ کے معنی یہ ہین کہ قیامت مین

Marfat.com

تمہارے نفوس کا حساب لیا جائیگا پس تمکو چاہیے کہ حساب لیے جانیسے پہلے خود اپنے نفس کا حساب لیا کرو اور دیکھو کہ تمنے اپنے نفس [illegible]
کا ذخیرہ کیا بھیجا ہی کہ وہ تمہارے پروردگار عزوجل کے روبرو پیش ہونے کے وقت تمہارے سامنے آوے اور نفس کا [illegible]
ن کیے بلکہ اسطرح غور کرو کہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہی وہ خوب جانتا ہی کہ تمنے یہ عمل کس نیت سے کیا ہی پس اگر خالص نیت [illegible]
کے واسطے ذخیرہ ہی وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ اور تم لوگ [illegible]
جیسے وہ لوگ جنھون نے اللہ تعالیٰ کو بھلایا پس اللہ تعالیٰ نے اُنکو اُنکے نفس بھلا دیے یہی پکے فاسق ہین ف یہ اس امت کے [illegible]
کی گئی ہی کہ تم لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح نہو جائیو جو زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہین لیکن دل سے اُنکے نفس اُسکو بھولے ہوے ہین [illegible]
اُسکے احکام اور وعدہ وعید پر یقین نہین لاتے ہین بس جیسے اُنھون نے اللہ تعالیٰ کو بھلایا اُسکا بدلا یہی ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو اُنکے نفس بھلا دیے تو وہ
اپنے نفس کا حساب کرنا نہین جانتے ہین اور اپنے نفس کے لیے نیک اعمال کا ذخیرہ اپنے اصلی وطن کے واسطے پہونچانا نہین سمجھتے ہین کیونکہ اُنکے
دلون مین یقین نہین بلکہ گمان موہوم ہی تو ایسے اعمال مین مشغول نہین ہوتے جو اُنکو عذاب سے چھڑاوین اور درجات عالیات مین پہونچاوین اور ایسے گناہ سے
نہین بچتے جو اُنکو درکات جہنم مین لیجانے والے ہین پس وہ اپنے نفس کا حق وحصہ ہی بھول گئے اسیواسطے بعض علماء نے آیت کی تفسیر مین کہا
کہ اُنھون نے اللہ تعالیٰ کا حق بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنکو اُن کی جان بھلا دی یعنے یہ نہین سمجھتے کہ نفس کا حصہ یہ ہی کہ عذاب سے بچایا جائے اور
درجات عالیات کو پہونچایا جائے سفیانؒ نے کہا کہ اُنھون نے اللہ تعالیٰ کا حق بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنکو اُنکے نفس کا حق بھلا دیا ابن کثیرؒ نے
لکھا یعنے اللہ تعالیٰ کی یاد بھولے تو اُنکو نیک اعمال آخرت سے غافل کر دیا گیا کہ اُسکو بالکل بھولے ہوے ہین اور فرمانبرداری سے نکلکر بدکاری مین
مین ہلاک ہوتے ہین شیخ سہل بن عبداللہؒ نے کہا کہ گناہ کے وقت اللہ تعالیٰ کو بھولے پس توبہ کے وقت خود فراموش ہین لَا يَسْتَوِي
أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ دوزخی لوگ اور جنتی لوگ برابر نہین ہوسکتے ہین جنتی لوگ فلاح پانے والے
ہین ف اسمین اشارہ ہی کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو بھولا وہ جہنمی ہو جاتا ہی اسیواسطے ایک جماعت ائمہ صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہی کہ قلب پر جو غفلت
کی گھڑی گزرتی ہی وہ کفر کی گھڑی ہی مترجم کہتا ہی کہ کمال ایمان تو ضرور یہی ہی کہ یاد ہو اسی راہ سے ان بزرگون نے کفر کا اطلاق کیا ہی وہ کفر مراد نہین
جو اسلام کے مقابلے مین ہوتا ہی لیکن یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ جو شخص ہوا و ہوس مین اپنے رب عزوجل کو بھلاتا ہی اور بھول کے وقت شیطان
کا تسلط ہونا حدیث سے ثابت ہی تو جب رات دن مدتون اس طرح غافل ہو تو شیطان کا تسلط جم جاتا ہی اور ایسی حالت مین یقین نہین رہتا تو کفر
ہو جاتا ہی پھر اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اسکی دستگیری ہوئی تو دوبارہ ایمان لاتا ہی اور اس راہ سے ہزارہا آدمی جو مسلمانون مین پیدا ہوتے ہین [illegible]
مین سیکڑون مرتبہ کافر ہوتے اور سیکڑون مرتبہ ایمان لاتے ہین جیسے حدیث مین آیا ہی کہ ایسے فتنے مین آدمی صبح کو مومن ہوگا شام کو کافر ہو جائیگا اور شام کو
کافر ہوگا صبح کو مومن ہوگا اور عجب ہی کہ شیطانی رعونت سے ایسے شخص کو نومسلم کہتے ہین جو کفر چھوڑکر اسلام لاتا ہی گویا اسکو حقارت کی نگاہ سے
دیکھتے ہین تاکہ ایسی بے عزتی دیکھکر کوئی شخص کفر چھوڑکر اسلام نہ لاوے اور اُن لوگون سے کیا امید ہوسکتی ہی جو اللہ تعالیٰ کو بھولکر شیطان کو
راضی کرنا چاہتے ہین اور شیطان کی رضامندی اسی مین ہی کہ کوئی مسلمان نہو لیکن وہ تو وسوسہ ڈالتا ہی اور یہ لوگ اُسکے چیلے سب کے
ظاہر مین نومسلم کہکر طعنہ دیتے ہین اور اپنی خبر نہین کہ اگر کچھ ایمان تھا تو اب کافور ہو گیا اور نہین معلوم اس سے پہلے کتنی مرتبہ کافر ہو کر نومسلم ہوا
(یہ فتنہ) ایسا سخت ہی کہ اس زمانہ مین بہت لوگ جو اپنے کنبے مین شریف کہلاتے تھے جب اسلام لائے ہین تو یہ صورت حرام شیطانی چیلے
مطعون و ذلیل کر کے کہین شادی بیاہ کے قابل نہین جانتے ہین حتی کہ بعضے لوگ اُنسے کہتے ہین کہ لالہ صاحب آپ تو ناحق اپنے کنبے
الگ ہو گئے اور یہلوگ تو فلان کا کڑخیل نسل کے ہین ہم مین تو کوئی مل نہین سکتا ہی پھر اپنے ایک غلام کی طرف اشارہ کر کے [illegible]
کہو کہ جس جوان لڑکی کی آپکو فکر ہی کہ آپ اسکو کیا کرین خیر جب اپنے کنبے سے الگ ہو گئے ہین تو وہ لڑکی اس لڑکے کے [illegible]

Marfat.com

[illegible] کی طرح پرورش مین رکھین گے نعوذ باللہ من الضلال یہ سب باتین ایسی ہین کہ اسلام مین اتفاق وجماعت چاہتی ہین تاکہ انتظام [illegible] بہ قائم ہو اور اگر ایک شخص ایسا کرے تو اسکو بھی طعن وملامت کا نشانہ بناوین واللہ تعالیٰ الموفق عجم کے لوگ جب اسلام لائے تھے تو انکی جماعتین سب باہم شادی بیاہ کرتے تھے اور اب بھی یہ صورت ممکن ہی اب تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیے کہ اس آیت مین بعد پہلی آیت کے ہر ایک فریق کی [illegible] انجام سے نہایت بلیغ کلام کے ساتھ آگاہ فرمایا کہ اہل ایمان اصحاب جنت ہین اور جو لوگ اپنے رب عزوجل کو بھلا بیٹھے ہین وہ دوزخی ہین [illegible] وہی فریق دنیا مین ہین اور انکے وہی مقام آخرت مین ہین دوزخی وہ لوگ ہین جنکا مقام دوزخ ہی خواہ وہ دنیا مین خس کی ٹٹیون مین رہتے ہون [illegible] کوئی چند روز کے لیے سزا کاٹنے کو دوزخ مین گیا وہ دوزخی نہین ہی بلکہ حقیقت مین جنتی ہی کیونکہ دنیا مین وہ اپنے رب عزوجل کو نہین بھولا تھا یعنے [illegible] اسکا یاد الٰہی پر ہوا لیکن اپنی زندگی کے اوقات مین اسپر نفس کی جہالت چھائی اسی وجہ سے اسنے گناہ کیا لقولہ تعالیٰ یعملون السوء بجہالۃ یعنے جہالت کی بدلی چھائی تو گناہ کیا اسی طرح دوسری آیات مین بھی مذکور ہی اور جب تک نفس پر نادانی کا پردہ نہین پڑتا اُسوقت تک اُس سے [illegible] سرزد نہین ہوتا ہے لیکن رحمت الٰہی سے اُسکو ہوش ہوجاتا ہی تو وہ فوراً نادم ہوکر توبہ کرلیتا ہی اور اصرار نہین کرتا پس جنتی کو دنیا مین فوز اس صورت سے [illegible] حاصل ہوتا ہی کہ وہ ایمان لایا اور آخرت کو یاد کرتا رہا اور اپنے رب عزوجل کا حکم نہین بھولا اور اگر بعض اوقات بھولا جس سے گناہ مین پڑگیا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوش دیدیا جاتا ہی پس بغیر اصرار کے توبہ کرلیتا ہی اور آخرت مین اسکو تحقیقی صورت سے فوز عظیم حاصل ہوگا اور وہ جنت ورضوان ہے بخلاف اسکے جہنمی کی یہ حالت ہوتی ہی کہ دنیا مین اپنے نفس کو اپنے رب عزوجل سے علیحدہ مستقل خیال کرتا ہی اور اگر زبان سے اللہ تعالیٰ کا اقرار بھی کرتا ہی [illegible] اپنے قیاس سے یہ سمجھتا ہی کہ وہ ہمارا بادشاہ ہی اُسنے ہمکو دنیا مین چھوڑ دیا اور ہمارے لیے نیکی کے قواعد مقرر کردیے ہین اب ہم یہان کی نعمتون مین [illegible] خوشی کے ساتھ تصرف کرین اور زندگی کا لطف اُٹھاوین جب مرینگے تو (۔۔۔۔۔) یعنے اُسکے قیاس مین بالکل بعید معلوم ہوتا ہی کہ کوئی جہان دوسرا ہو [illegible] جو مین نے ذکر کیا ایسے کافرون کا خیال ذکر کیا جو کسی سابق نبوت سے کچھ لیکر اپنے خیالات کے مطابق کرنے پر آمادہ ہین اور انکا پہلا قیاس جو انھون [illegible] بادشاہ کی مثال مین بنایا ہی اصلی کفر ہی کیونکہ اُسنے خالق سبحانہ تعالیٰ کو ایک شخص علیحدہ خیال کیا اور اپنے نفس کو خود مستقل سمجھا اور اسی غرور مین [illegible] ادھو کا کھایا کیونکہ اسکو کچھ تامل باقی نہین ہا کہ وہ جس جہان مین موجود ہی اسکو قطعی علم سے جان سکتا ہی اور جس بات کو وہ نہ سمجھے وہ کچھ نہین ہی اسی لیے حقیقت مین اُسنے اپنی ابتدا کو نیچری پیدائش جانا اور برائے نام خدا کو مانا کیونکہ اسکی قدرت مین ہر چیز کا مطیع ومسخر ہونا کبھی اسکے نفس مین نہین آسکتا [illegible] تو اُسنے حکم لگایا کہ یہ بالکل باطل ہی اور اسیطرح دوسرے جہان کا وجود باطل سمجھا تو خواہ مخواہ اسی دنیاوی زندگی پر اسکا مدار رہگیا اور [illegible] اسی زندگی پر اطمینان کیا اور اسی دنیا کے لیے اپنی ہمت کو محدود کیا تو وہ کافر ہوگیا بلکہ جب اصل جڑ ہی کفر تھی تو جتنی شاخین نکلین سب کفر کی [illegible] اور اسکے سیاہ قلب مین بھی یقین ہی کہ انسان وحیوانات اسی نیچری قانون سے پیدا ہوتے ہین اور مرکر خاک ہوجاتے ہین حقیقت [illegible] کوئی دوسرا جہان نہین ہی اور جن لوگون نے جہنم وجنت کا خیال بیان کیا ہی وہ قانون نیچر کو جاری کرنے کے لیے ڈرانے یا امیدوار بنانیکا [illegible] خیال نکالا ہی اور تعجب یہ کہ اس مشت خاک کے چاردن طرف بے انتہا دوری تک خالی میدان تبلاتا ہی اور اسی میدان بے انتہا مین [illegible] کی کہین حد نہین ہی ہزارون سیارات تبلاتا ہی اور اس سے غافل کہ بے انتہا کو خیال مین لانا کسیکی مجال نہین ہی اس سے غافل کہ آج جس نفس [illegible] یہ غرور ہی کل ہی کی بات ہی کہ وہ رحم مادر مین نطفۂ بے تحقیق تھا اور جب نکلا تو بھی محض بیہوش مانند مردہ بدست زندہ کے مجبور [illegible] بلکہ جب تک طفل مکتب رہا نادان احمق مشہور تھا اور آج بھی وہ نہین جانتا کہ کل کیا کریگا اور کہان مریگا آج اُس سے یہ نہین ہوسکتا ہی [illegible] کہ اپنے دوست یا دشمن کو پہچانے یہ نہین جانتا کہ اسکے اندر اسکے پیٹ مین درد کیون ہی اور اسکی رگین کسقدر ہین اور بالون کی کیا گنتی ہی [illegible] سے نہین ہوسکتا ہی کہ بالون کی سفیدی روک دے یا خوشنما پھول کی پنکھڑی جو گر پڑی ہی اسکو اپنی جگہ جما دے یا سوکھی پتی کو ہرا [illegible] اپنے چہرے کی جھریان عالم شباب کی تازگی پر لادے بعض کافر کہتا ہی کہ یہ قانون نیچر کی نیرنگیان ہین یہان ہماری عقل

Marfat.com

وہ ہے ۔ رہیان تو ہزارون باتین نیچر کی انوکھی صورت مین دکھلائی دیتی ہین ہر ایک کا نیارا لاڈھنگ ہے واہ رے کاریگر تیرا کیا کہنا
اُسکو ماننے پر آمادہ ہے اور خدائے عزوجل کے نام سے شیطان کی طرح بھاگتا ہے سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکے کردار کا اُسکو عوض دیا کہ خود اُسکو
کو ۔ ا تو اُسکو خود فراموش کردیا وہ اپنے آغاز و انجام سے جاہل ہے مگر مطمئن ہے وہ اس عالم بے انتہا سے غافل مگر دعوی پر مغرور ہے وہ بعضے آدمیون کے
سے بنائی ہوئی کلون کے جدا جدا پرزے پہچاننے کی حکمت سے صریحًا عاجز ہے مگر خدائی حکمت کو محیط ہو جانے کا مدعی ہے اس ناکارہ دنیا کے
نیک قدیر سے فائدہ اُٹھانے کے لیے بہت سے فنون کو ضروری سمجھکر حاصل کرنے مین کسی مدرسہ مین جائیگا اور استادون کی نظر عنایت سے تربیت پانے کا بھی
محتاج ہے لیکن آخر اس چند روزہ وجود و فنا کے لیے خود کامل ہے یعنے آخر اس آغاز کا انجام کیا ہوگا اور اس بے انتہا نظام عجیب و خلقت نفیس کا بانی
اہتمام ہے سچ ہے وہ سب بھول کر نفس کے چنگل مین مجبول ہے زمین پر کروڑون جانور اور فضا مین لاکھون سیارے اور کروڑ ہا چمکتے ہوئے ثابت و متحرک
مخلوقات اور اُنکے عجیب و غریب صفات و حالات و باریک حکمت کے باہمی تعلقات کبھی کسی جھوٹے کے ذرہ نفس مین نہین آسکتے ہین تو کافر کس شمار مین
مدعی ہے مگر سچ ہے کہ وہ بھولا ہوا ہے اپنے آغاز و انجام سے غافل ہے یہان حضرت افضل الصدیقین عبداللہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ ہدایت نور
ایمان و فرحت روح روان ہے ترجم اسکو بلفظہ نقل کرتا ہے **شیخ حافظ عماد الدین ابن کثیر** رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ **قال الامام الحافظ**
ابو القاسم الطبرانی، حدثنا احمد بن عبد الوهاب بن نجدة الحوطی حدثنا مغيرة حدثنا حريز بن عثمان عن نعيم بن نحمة
قال كان فی خطبة ابی بكر الصّديق رضی الله عنه اما تعلمون انكم تغدون وتروحون لاجل معلوم فمن استطاع
ان ينقص الاجل وهو فی عمل الله عزّ وجلّ فليفعل ولن تنالوا ذلك الّا بالله عزّ وجلّ ان قوما جعلوا الاجال لغيرهم
فنهاكم الله عزّ وجلّ ان تكونوا امثالهم ولا تكونوا كالذين نسوا الله فانساهم انفسهم اين من تعرفون من اخوانكم
قد مضوا على ما قدموا فی ايام سلفهم دخلوا بالشقوة او السعادة اين الجبارون الاولون الذين بنوا المدائن وحصنوها
بالحوائط قد صاروا تحت الصّخر والاثار هذا كتاب الله لا تفنى عجائبه فاستضيئوا منه ليوم ظلمة وانتضوا بسنانه
وبيانه ان الله تعالیٰ اثنى على زكريا واهل بيته فقال تعالیٰ انهم كانوا يسارعون فی الخيرات ويدعوننا رغبا
ورهبا وكانوا لنا خاشعين لا خير فی قول لا يراد به وجه الله تعالى ولا خير فی مال لا ينفق فی سبيل الله ولا خير
فيمن يغلب جهله حلمه ولا خير فيمن يخاف فی الله لومة لائم۔ ھ۔ **ترجمہ امام ابو القاسم طبرانی** رحمہ اللہ تعالیٰ
جو حفاظ محدثین و ثقات معروفین سے ہین کہتے ہین کہ ہمسے احمد بن عبد الوہاب بن نجدۃ حوطیؒ نے حدیث بیان فرمائی کہ ہمسے مغیرہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے
(جو امام احمد کے استاد ثقہ ہین) حدیث بیان فرمائی کہ ہمسے **حریز** بن عثمان نے نعیم بن نحمہ سے حدیث روایت کی کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ
عنہ کے خطبے مین یہ بھی تھا کہ اے لوگو کیا تم یہ نہین جانتے ہو کہ تم اپنے صبح و شام کی رفتار ایک اجل معلوم و میعاد محدود کے پورے ہونے کو
طے کرتے ہو تو جس سے جہانتک ہو سکے کہ اُسکا یہ وقت محدود ایسی حالت مین گھٹتا جاوے کہ وہ اسوقت اللہ تعالیٰ کی طاعت و فرمانبرداری
مین ہو تو اُسکے لیے بہتر ہے کہ یہی کرے لیکن یہ عمل پورا نہ کرسکوگے مگر جبھی کہ اللہ عزوجل ہی تمکو قوت و توفیق عطا کرے ہوشیار رہو کہ ایک
قوم بدکار کفانے اپنی مدت عمر غیرون کے لیے کردیا (یعنی اپنی عمر کو اپنے کام مین نہین لگاتے بلکہ ایسی چیزون مین صرف کرتے ہین جنکو ایسی محنت
و مشقت سے جمع کرکے دنیا مین چھوڑ جاوین) پس تمکو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ اُنکے مثل نہو جیو۔ لا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانساہم انفسہم تم لوگ
ایسے نہو جیسے وہ لوگ ہین جنھون نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے انکو خود فراموش کردیا۔ ھ۔ وہ تمھارے بھائی کہان ہین جنکو تم پہچانتے
وہ اسی چیز سے جا ملے جو انھون نے اپنی زندگی مین پہلے بھیج رکھی تھی اب اکیلے یا تو بدبختی کے ساتھ ہین یا نیک بختی کے ہمراہ ہین وہ مغرور ظالم لوگ
کہان گئے جنھون نے مہان بڑے بڑے شہر بنائے اور اُنکے گرد مضبوط دیوارین قائم کین حالانکہ خود گڑھون مین پتھرون کے نیچے ملا دیئے گئے دیکھو کتنا

Marfat.com

کہ تم اس سے اپنے اندھیرے دن کے لیے اُجالا حاصل کرو اور اُسکے نور وبیان سے خود روشن ہوجاؤ دیکھو اللہ تعالیٰ
نے حضرت داؤد کے خاندان کی اچھی تعریف فرمائی بقولہ تعالیٰ انہم کانوا یسارعون الآیہ یعنے فرماتا ہی کہ یہ ہمارے بندے نیکیون کی جانب جلدی
کرتے تھے خوف وامید کے ساتھ دعائین مانگتے اور ہمارے ہی لیے انکے دل نرم پگھلے ہوے رہتے تھے دیکھو وہ بات کسی کام کی نہین جسکے
کرنے سے خالص رضائے الٰہی کی نیت نہو اور وہ مال کسی کام کا نہین ہی جو راہ الٰہی مین خرچ نکیا جاوے اور وہ آدمی نکما ہی جسکی جہالت اسکے
حلم پر غالب ہو یعنے ہمزادی خصلت اسکے فرشتہ خوئی کو مٹا کر خود غالب رہے اور ایسے شخص مین کچھ بہتری نہین جو اللہ تعالیٰ کے معاملے مین کسی
کی ملامت سے ڈرے انتہی شیخ حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اس حدیث کی اسناد بہت کھری ہی اور جن بزرگون نے ایک نے دوسرے سے اوپر تک
روایت کیا ہی سب ثقہ دلی ہین لیکن حریز بن عثمان کی اسناد نعیم بن نحہ کا ذکر مین نے خاص نام سے کسی کتاب مین نہین دیکھا ولیکن انکی بزرگی مین کچھ کلام
نہین ہوسکتا اسلیے کہ امام ابوداؤد صاحب السنن نے فرمایا ہی حریز بن عثمان کے سب مشائخ ثقہ ہین مترجم کہتا ہی کہ اسکے علاوہ یہ بات ظاہر ہے
کہ انھون نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ سُنا اور اُسوقت دین حق اعلیٰ کمال پر تھا کسی بدعتی کا شان گمان بھی نتھا تو انکی خوبی خود ظاہر ہے اسی وجہ سے
اس طبقۂ دوم کے لوگون مین سے کوئی راوی ضعیف نہین ہی شیخؒ نے کہا کہ اس خطبے کے لیے دوسری روایتین گواہی دیتی ہین واللہ سبحانہ تعالیٰ العلیم الموفق یہ
خطبہ نہایت مضامین توحید کو شامل ہی اور ہم اللہ تعالیٰ رب رحیم سے چاہتے ہین کہ ہمکو اسکے موافق توفیق عطا فرماوے۔

لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط
اگر ہم اتارتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو تو دیکھتا وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے
وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ
اور یہ کہاوتین ہم سناتے ہین لوگون کو شاید وہ دھیان کرین وہ اللہ ہی جسکے سوا ے بندگی نہین کیسکی
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ
جانتا ہی چھپا اور کھلا وہ ہی بڑا مہربان رحم والا وہ ہی اللہ جسکے سوا ے بندگی نہین کیسکی
اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ
بادشاہ پاک ذات چنگا امان دیتا پناہ مین لیتا زبردست دباؤ والا صاحب بڑائی کا پاک ہی اللہ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ط يُسَبِّحُ لَهٗ
اُس سے جو شریک بتاتے ہو وہ اللہ ہی بنانے والا نکال کھڑا کرتا صورت کھینچتا اُسی کے ہین سب نام خاصے اُسکی پاکی بولتا ہی
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ع ۲۴
جو کچھ ہی آسمانون مین اور زمین مین اور وہی ہی زبردست حکمت والا

یہ آیت تقدیس محبوب اہل ایمان کے لیے دوجہان سے زیادہ محبوب ہی اس سے نور توحید قدس کا ایک ذرہ صد ہزار جان فدا کرنے سے میسر نہین ہوسکتا
لیکن ہمارے مولائے ارحم الراحمین نے اپنے حبیب رحیم خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہمکو عنایت فرمایا اور کچھ شک نہین کہ ان آیات کی تفسیر تمام عمر مین
ختم نہین ہوسکتی بلکہ اہل جنت کیلئے ابدالآباد اسی کی تفسیر کا ظہور ہوگا ولیکن مقصود تو یہ ہی کہ راہ ملجاوے شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے بندونکو
اپنے کلام پاک کی عظمت وعلو مرتبت سے آگاہ فرماتا ہی لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو اُسکو تو دیکھتا کہ

خوف الٰہی سے خاشع متصدع اور یہ مثالین ہین جنکو لوگون کے واسطے ہم بیان کرتے ہین تاکہ وہ فکر کرین ف خاشع متصدع پارہ پارہ خشیہ ایسا خوف جسمین محبت ملی ہوئی ہو اور یہ بات جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات مین آسمان و زمین بحار سب اپنے رب عزوجل کی عظمت و کبریائی و توحید کو ٹھیک جانتے پہچانتے ہین سوائے انسان و جن کے کہ وہ دونون امتحان مین اللہ تعالیٰ نے اپنی جمیع صفات قدس کا مظہر قرار دیا ہی اور مترجم کے نزدیک یہی پردہ امتحان کا نکتہ ہی کیونکہ اگر فقط جمیع صفات رحمت کا مظہر ہو تو کچھ پردہ نہین ہوگا ولیکن وہ نعیم جنت کے واسطے بھی لائق نہین ہی اور اگر فقط جمیع صفات غضب کا مظہر ہو جیسے ابلیس ہی تو بھی اُسپر پردہ ہوگا اور یہ فقط واسطے خاص ہی ورنہ جن مانند انس کے ہین اور چونکہ ان مین صفات رحمت کے ساتھ صفات غضب کا بھی مظہر ہی اُنپر پردہ ہی فافہم اور یہ بھی بیان کیا کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی صفت کلام ہی اور اسمین یہ عجیب صفت ہی جسکو اہل حق نے پایا اور ماسوائے انکے معتزلہ وغیرہ اس سے محروم ہو کر گمراہ ہوے کیونکہ وہ قرآن مجید کو حادث کہتے ہین اور اہل السنۃ رحمہم اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ یہ قرآن قطعاً کلام اللہ تعالیٰ ہی فقط ہمارا تلفظ اسکے ساتھ البتہ حادث ہی اور لکھنا و تلاوت کرنا وغیرہ حادث ہی اور اصل کلام الٰہی ہی اور حدیث شریف مین بھی یہی اشارہ ہی چنانچہ آپنے حجۃ الوداع کے عام خطبے مین بیان فرمایا کہ مین تم مین کلام الٰہی چھوڑتا ہون وہ مضبوط رسی ہی اسکی ایک طرف تمھارے ہاتھ مین ہی اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ سے متصل ہی ف یعنی وہ اصل صفت سے کلام الٰہی ہی اور تلاوت و حفظ تمھارے ساتھ ہی یہ بات فقط کلام حق سبحانہ تعالیٰ سے ہم بندون کو حاصل ہی جب یہ معلوم ہو گیا تو آیت قدسی کے معنی مین غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم بندون کو اپنے کلام پاک کی عظمت و بزرگی اور عظیم نعمت سے ہوشیار کیا کہ یہ قرآن جو تمکو دیا گیا ہی اسمین اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت عیان ہی کہ اُسکی صفت قدس سے تم سرفراز ہو یہ بعینہ کلام اللہ ہی اسکو صدق ایمان سے نعمت عظمیٰ سمجھکر دل مین لو ایسے نہو جاؤ کہ جیسے خوارج و روافض ہین کہ قرآن پڑھتے ہین مگر اُنکے حلق سے نیچے نہین اُترتا ہی اُنکے دل نفاق سے بخبر ہین لہذا اس صفت قدس کی تجلی سے محروم رہتے ہین اُنکے دلون مین خشوع نہین ہوتا وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت اور جمادات سے زیادہ بے تمیز ہین کیونکہ جمادات مین پہاڑ سخت خبر لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اُتارتے تو وہ اس صفت قدس کے آگے خشوع مین ہو جاتا بلکہ شق ہو جاتا عوفی نے ابن عباس سے روایت کی کہ اسکے معنی یہ ہین کہ اگر ہم چاہتے کہ جیسے تمکو یہ قرآن دیا گیا اسطرح کسی پہاڑ کو دیتے کہ یہ کلام اور اسکا علم اٹھاوے تو اسکی عظمت سے خشوع مین ہو جاتا شق ہو جاتا اور یہ بزرگ مثالین ہین جو لوگون کے لیے بیان فرمائین تاکہ وہ لوگ فکر کرین اسیطرح قتادہ و ابن جریر نے بیان کیا جب پہاڑ اس سخت دلی کے باوجود اس صفت قدس کے آگے پگھل جاتا بلکہ ٹکڑے ہو جاتا تو اے انس و جن بھلا تم کس سخت دلی مین ہو کہ تمھارے دل مین اثر نہین ہوتا ہی مترجم کہتا ہی کہ پہاڑ کا پتھر اسی آگ سے چونا بنایا جاتا ہی اور وہ نرم ہو کر سیلان کرنے لگتا ہی ولیکن فولاد کے لیے اس دنیاوی دوسری قسم کی آگ نکالی گئی ہی جو یورپ کے کاریگرون کو معلوم ہی وہ اس آگ سے صدہا گونہ زیادہ ہی پھر بھی وہ دنیاوی آگ ہی اور کافرون کے لیے جہنم کی آگ ہوگی اور وجہ تمنے سمجھ لی کہ پہاڑ و پتھر وغیرہ مین غضبی مظہر نہین ہی تو اپنے رب عزوجل کی معرفت رکھتے ہین اور قرآن مجید صفت کلام الٰہی ہی اور شاید کہ خشوع باعتبار صفت عظمت و جمال ہو اور تصدع باعتبار صفت قہر و جلال ہو شیخ ابن کثیرؒ نے بطور مثال لکھا کہ حدیث متواتر مین ثابت ہی کہ منبر تیار ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نخل خرما کی پیڑی سے جو مسجد مین نصب کی گئی تھی ٹیک لگا کر اصحاب رضی کو خطبہ سنایا کرتے تھے جب منبر تیار کیا گیا اور مسجد مین رکھا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین خطبہ سنانے کے قصد سے ستون مذکور سے آگے بڑھے تاکہ منبر پر جاکر خطبہ سنا دین بلکہ منبر پر چڑھے تو ستون مذکور اسطرح رونے لگا کہ جیسے رونے سے چپ کرتے بچہ روتا ہی یعنے دردناک باریک نرم آواز سے بیچ رونا شروع کیا کیونکہ وہ اپنے پاس اللہ تعالیٰ کا کلام پاک و ذکر سنا کرتا تھا اور کے بعض روایات مین ہی کہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کے روایات کے بعد کہا کہ اے لوگو تم زیادہ مستحق ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشتاق ہو (ع) مترجم کہتا ہی کہ شیخؒ نے اس روایت مین وجہ یہ بیان کی کہ ستون مذکور

Marfat.com

[illegible] روحی سنا کرتا تھا کہ وہ منبر سے جاتی رہی لیکن امام دارمی وغیرہ کی روایات مین یہ وجہ مذکور نہین ہی کیونکہ وہ جبتک منبر کے اوپر سے بھی یہ ذکر سن سکتا تھا بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے البتہ جدا ہوگیا تھا یعنے وہ اتصال اسکو نصیب نرہا جیسا پانچ حضرت حسن بصری کا مقولہ خود اسی بات کا شاہد ہی اور حق بات یہ ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صفت رحمت مین کامل تھے اور ذو شان حی القیوم سے آپ کا جسم مبارک بھی ہماری روحون سے اعلی تھا تو جب آپنے ستون مذکور سے تکیہ لگایا تو وہ فورًا صفت حیات سے سرور انہو گیا اگرچہ ذکر حق کی صفت ہر چیز و ہر درخت کو حاصل ہی لیکن اسمین وہ حیات حاصل ہوگئی جو کمال انسانی سے ہی اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی اور اسمین ذرا بھی شک نہین ہوسکتا ارے اصحاب کہف کی برکت اُنکے کتے کو پہونچی کہ حق عزوجل نے کلام قدیم مین رَبَّنَا مِنْهُمْ كَلْبُهُمْ سے اسکا ذکر فرمایا تو کہان اصحاب کہف اور کہان شان سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم صل علی سیدنا و مولانا حبیبک رسولک خاتم النبیین و آلہ و صحبہ اجمعین اسواسطے صحابہ رضی اللہ عنہم ہر چیز کو جسپر آپ نے ہاتھ لگایا ہو دل و جان سے زیادہ محبوب رکھتے تھے حتی کہ ایک صحابی جنکے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اُنھون نے کبھی اپنے بال نہین منڈائے اور جس پانی سے آپ وضو کرتے تھے اُسکا قطرہ زمین پر نہین گرنے دیتے تھے حتی کہ دہن مبارک سے جو چیز پھینکتے اُسکو عطر کی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے چہرون پر ملتے تھے یہان سے تم نے جان لیا کہ خارجی و ناصبی کسقدر جاہل خبیث ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن کہ آپ کی آل و اصحاب مین آپ کے فیض برکت کی ایسی توہین کرتے ہین یہ کچھ بھی ایمان نہین ہی **تنبیہ دیلمی** نے حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے دو طریقے سے مرفوع روایت کی کہ قولہ تعالی و انزلنا ہذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ ہی یعنے اسکو پڑھکر دم کرنے سے درد سر جاتا رہتا ہی لیکن یہ ظاہر نہین ہوا کہ اسکی اسناد کا کیا حال ہی اور خطیب نے اپنی تاریخ مین ادریس بن عبد الکریم الحداد کے طریق سے ابن مسعود رض سے مرفوع روایت کیا اور ذہبی نے کہا کہ یہ اسناد باطل ہی **مترجم** کہتا ہی کہ نور قرآن و اسکی برکت سے امراض کا دور ہونا معرفت عقلی ہی کیونکہ امراض منسوب بشیاطین ہین و لیکن اسکی تلاوت کا صدور قلب ایمانی پر منحصر ہی اور اس معنی مین کسی آیت کی خصوصیت بھی شرط نہین ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ ایک صحابی نے بچھو کاٹنے کے واسطے سورۂ فاتحہ پڑھی حالانکہ اس سے پہلے اُنکو یہ معلوم بھی نہ تھا کہ یہ زہر عقرب کا رقیہ ہی اور اسیطرح امام دارمی نے دوسرے صحابی سے ایک مجنون کے لیے قرآن تلاوت کرکے دم کرنے کا قصہ روایت کیا ہی و لیکن جو لوگ ایمان مین ناقص ہین اُنکی تلاوت درحقیقت تلاوت نہین ہوتی اور بعضے لوگ طریقہ نہین جانتے ہین جیسے حجامۃ السوداء (کلونجی) سے علاج کرنے کا طریقہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتلادیا جو ترمذی کے سنن وغیرہ مین ہی فافہم و قولہ تعالی تلک الامثال نضربہا للناس الآیہ۔ یعنے لوگون کے واسطے ہم یہ مثلین بیان کرتے ہین تاکہ وہ لوگ فکر کرین یعنے سمجھین کہ اس کلام اللہ قرآن مجید کی یہ شان ہی کہ اگر سخت پہاڑ پر اترے اور سمجھے تو پگھل کر نرم ہوجاوے بلکہ محبت و خوف الٰہی سے پارہ پارہ ہوجاوے تو وہ آدمی جسنے سنا اور منکر ہوا وہ پتھر سے بدتر ہی اسی لیے جہنم کا ایندھن ہوگا اور قرآن مجید کے عجائب معجزات بیحد و بیشمار ہین فصاحت و بلاغت ظاہری کا اعجاز سب پر حجت ہی اور اہل عقل کے لیے اعجاز معنوی کی وسعت بے انتہا ہی اور اہل معرفت کے لیے اسرار قدس کا کہین وقف نہین ہی اور اہل صدق و نبوت کے واسطے وہ کشف صفات ہی کہ وہان سے انکے کسی کی مجال نہین ہی و قد قال تعالی و لو ان قرآنا سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتی الآیہ۔ یعنے اگر کسی کتاب قدسی کی تعریف ہوکر اسکے ذریعہ سے پہاڑ چلائے جاوین یا زمین طی کیجاوے یا اُسکے ذریعہ سے مُردون سے باتین کیجاوین تو وہ یہی قرآن مجید ہے اور جنکو کچھ فہم معارف ہی وہ جانتے ہین کہ اہل قرآن اول مرتبہ مین انبیا علیہم السلام ہین جنمین آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جمیع صفات کمالیہ کے اکمل جامع ہین اور دوم مرتبہ مین صدیقین ہین جنمین سب سے افضل حضرت عبد اللہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہین اور مرتبہ سوم مین شہدا و صالحین ہین اور صالحین اولیا مین مراتب بیشمار ہین پھر بعض اولیا مین اتباع قرآن سے کبھی ایسی صفت غالب ہوتی ہی کہ وہ انکی کرامت کے لیے مسخر ہوتے ہین اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طریق سنت کی اقتدا کرنیکا طفیل ہی اور بعضے بہت جلد زمین

Marfat.com

طی کرتے ہین اور یہ کرامات اسقدر متواتر ہین کہ انکا منکر سوائے جاہل بے انصاف کے کوئی نہین ہو سکتا اور رافضیا[illegible]
ا ا ا رضی اللہ عنہم کی پیروی سے اہل السنۃ کو یہ کرامات نصیب ہوئین اور صاف ظاہر ہو گیا کہ یہی لوگ سچے پیرو[illegible]
ہین اور رہ روافض ہین سے کسی کو کچھ بھی نصیب نہوا تو روافض نے جلکر مکر سے یہ حیلہ نکالا کہ کرامت کا سلسلہ اہلبیت کے عرض[illegible]
ہو گیا اب نہین ہو سکتا ہی تاکہ اپنی خجالت مٹاوین لیکن وہ خجالت اُنپر داغ ہی کیطرح مٹ نہین سکتی ہی اور اللہ تعالی کی درگاہ پاک[illegible]
وہ اپنے فضل سے اُسی بندے کو معرفت عطا فرماتا ہی جو راہ مستقیم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آل و اصحاب رضی اللہ عنہم[illegible]
اپنی عظمت ربوبیت کو اپنے اسماء حسنے سے ظاہر فرمایا هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وہی اللہ ہی جسکے سوائے کوئی الوہیت والا نہین ہی[illegible]
وہی ف علمارنے کہا کہ (ہو) ضمیر ہی جسکے واسطے ہر زبان مین پہلے مرجع مذکور ہوتا ہی جسکی طرف یہ ضمیر راجع ہو اور یہان اس آیت مین سر[illegible]
یہ ضمیر وارد ہوئی جیسے قل ہو اللہ احد مین بھی یہی صورت ہی تو اس سے آگاہ فرمایا کہ رب تبارک و تعالی موجود یقین وجود ہی وہان کسی طرح عدم و[illegible]
کا گذر نہین ہی پس ضمیر (ہو) کا مرجع وہی ہی اور یہ ضمیر سوائے اُسکے کسیکے لائق نہین ہی کیونکہ وہی موجود دائمی ازلی ہی اور وہی ظاہر ہی کچھ خفا نہین ہی
اور غائب ہونا اُسکی شان نہین ہی بلکہ غافل بندے خود غائب ہوتے ہین (اللہ) وہ معبود کہ جسکے سوائے کوئی بھی عبادت یا الوہیت کے لائق نہین
ہی اور کوئی چیز اُسکے ساتھ جنسیت نہین رکھتی اور نہ اُسکے مشابہ ہی اور وہ تصور مین آنے سے بھی پاک ہی مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالے الوہیت والا ہی
اور الوہیت یہ ہی کہ جمیع صفات کمال مین اعلی و اکمل ہو اور جب معبود کے واسطے یہ شان معلوم ہو گئی کہ وہ سب کمالات مین اکمل ہو تو عقل کے
نزدیک بالکل محال ہی کہ سوائے واحد کے کوئی دوسرا ایسا ہو سکے مثلاً سب سے اعلی ہونا ایک صفت کمال ہی اور یہ اللہ تعالی کی شان ہی لہذا
وہی معبود ہی اور اگر کوئی کہے کہ اسکا معبود دوسرا موجود ہی جیسے مشرکین اپنے معبود بناتے ہین تو اُنسے کہا جائیگا کہ کیا تمھاری مراد اپنے معبود سے یہ ہی کہ تم اللہ تعالی کو مانتے ہو
جو سب سے اعلی ہی اور سب اُسی کے قبضۂ قدرت مین مقہور ہین اگر اُسنے کہا کہ ہان میری یہی مراد ہی تو پھر وہ مشرک نہین رہا کیونکہ معنی اصل مین مقصود ہوتے
ہین اور (اللہ) لفظ عربی و عبرانی ہی تو اسی معنی مین جس زبان مین اُسکے بولنے والے یہی مراد لین انکا ایمان صحیح ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ مین جسکو
اپنا معبود بناتا ہون وہ سب سے اعلی نہین ہی تو لا محالہ وہ ایک مخلوق مقہور کی پرستش کرتا ہی اسلیے کہ الوہیت کی ایک شان یہ ہی کہ وہی سب پر
قاہر ہو اور ہر چیز اُسی کے قبضۂ قدرت مین مسخر ہو تو جسکو مشرک پوجتا ہی یہ بھی صاحب الوہیت کے قبضے مین مسخر ہی پھر مشرک بے فائدہ اُس سے اپنی
حاجت روائی سمجھتا ہی لیکن بات یہ ہی کہ جسقدر قومین گمراہ ہین سب کے دماغ مین یہ خیال سمایا ہوتا ہی کہ جیسے مین اپنے آپ کو دیکھتا ہون کہ چاہون جسکو
مارون یا نہ مارون خود مختار ہون اسی طرح میرا معبود مجھسے زیادہ مستقل و خود مختار ہی اور اس خیال باطل پر اپنے آپکو افعال کا ایجاد کرنیوالا جانتا ہی
اور نتیجہ یہ کہ خالق و مخلوق کو اسطرح قیاس کرتا ہی جیسے کمہار نے پیالہ بنایا اب کمہار علیحدہ ہی اور پیالہ علیحدہ ہی بلکہ اس سے بھی ناقص تصور رکھتا ہی اسلیے
کہ پیالہ بے حس و حرکت ہی اب بھی کمہار جہان رکھے وہان رہیگا اور اپنے آپکو حس و حرکت مین اس سے زیادہ قوی دیکھتا ہی اور یہی کفر و شرک کی جڑ ہی اور اسکے سوائے جو حق ہی اسمین مشرک کو ہزارون اعتراض و وسوسہ پیدا ہوتے ہین اور اللہ تعالی نے فرمایا وہو القاہر فوق عبادہ
وہ اپنے بندون پر قاہر ہی - ھ - مشرک اسکو نہین مانتا بلکہ نہین سمجھتا ہی اور شک نہین کہ راہ مستقیم مانند خط مستقیم کے باریک ہی اور جو کوئی راہ راست
چاہے اسپر لازم ہی کہ عقلی صحیح قواعد و اصول سے حق کی تلاش کرے اور اپنے قیاس کو دخل نہ دے تو نہایت آسانی سے حق بات کو
وہ دیکھے کہ الوہیت ضرور واحد ہی (دوم) ضرور صاحب الوہیت مین جمیع صفات کاملہ ہین یہ بالکل بدیہی ہی تو لازم ہی کہ اُسکا علم
اور جو کچھ اسکا علم تھا اسیطرح خواہ مخواہ واقع ہوگا اور یہی تقدیر ہی اسکی قدرت سب پر حاوی ہی اگر نہو تو نقص ہوگا اور اس صفت مین
تو لا محالہ اسکی قدرت مین سب مسخر ہی (سوم) تمام عالم جب اسی کی قدرت مین ہی تو جب تو نے زعم کیا کہ مین چاہون فلان شخص کا
اس گمان مین ابھی تو سچا نہین ہی جب تک تیرا نفع پہونچانا اور ضرر دینا واقع نہو جاوے مثلاً تو نے عزم بالجزم کیا کہ فلان کا

یا پھیر اگمان ہی گمان تھا تو ایسے گمان کو چھوڑ کر یہان عقلی نگاہ سے دیکھ کہ جب تو اور وہ اور سب بے شبہہ صاحب الوہیت کے قبضۂ قدرت
مین ہین تو جب تو نے یہ قصد کیا کہ مین فلان شخص کو مارون اُسوقت اگر فرض کرین کہ تو نے اسکو مارا تو کیا تیری قدرت کا اثر ہی یا جس قدرت کے تحت مین
تو خود مسخر ہی اسکا اثر ظاہر ہوا اب اگر تو کہے کہ میری قدرت کا اثر نکلا تو یہ تیری نادانی ہی کیونکہ تو اپنی ذات سے جس قدرت کے زیر حکم ہی اسی قدرت
کے موافق تیری ذات کی جنبش ہو سکتی ہی اور جب اُسیکے موافق تو نے جنبش کی اور دوسری طرف وہ چیز بھی اسی قدرت کے تحت مین مسخر ہی تو صاف
یہ نتیجہ نکلا کہ اسی قدرت کاملہ نے تجھ سے اسمین یہ اثر پیدا کردیا اور اس قدرت کے ہوتے ہوے تیری قدرت یا اُس چیز کی قدرت ہیچ ہی اور صاحب الوہیت
کا علم محیط خوب جانتا ہی کہ تو جس لائق تھا وہ تجھ سے پیدا کیا اور وہ جس لائق تھا اسمین پیدا کیا اور یہ جو تیرا وسوسۂ شیطانی بیان ہوتا ہی کہ پھر میرا کیا
قصور ہی اور اُسکا کیا قصور ہی یہ خود تیری بدطینت و بدلیاقت کی دلیل تجھکو کافی ہی اور عجب یہ کہ ابھی تو کہتا تھا کہ مین نے سب اپنی قدرت سے کیا تھا اسلیے
میرا قصور ہوا پھر جب تجھکو حق بات بتلائی گئی تو اسکو نہ ماننے کے لیے تو یہ جھگڑا لایا کہ میرا قصور ثابت نہوگا خوب جان لے کہ حق کو بھولنا اور جھگڑا کرنا تیری
بدطینت کی دلیل ہی اسی لیے یہ بھی ظاہر ہوا کہ ایسے بدطینت مین شرک و کفر ہی پیدا کیا جاتا ہی نعوذ باللہ من ذلک عنقریب بیان ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا نام
پاک (اللہ) جمیع صفات الوہیت کو جامع ہی اور یہ بھید بھی ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اسیطرح ہی کہ جو صفات الوہیت اس نام پاک مین مجمل
جمع ہین انمین مفصل ہر ایک نام پر ایمان لاوے اور کافرون کی طرح ایمان لانیکے یہ معنی نہین ہین کہ خدا تعالیٰ کو تصور کرے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ صفات
الوہیت مین ننانوے ۹۹ نام ہین کہ انھین پر حفظ و رعایت سے ایمان رکھنا کافی ہی حالانکہ نام الٰہی بیشمار ہین عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ۔ وہ جاننے
والا ہی پوشیدہ و ظاہر کا غیب یعنے مخلوقات سے جو چیز پوشیدہ ہی یا ظاہر ہی اسکو جانتا ہی اور پوشیدہ خواہ سب سے پوشیدہ جیسے قیامت کا ہولناک نظارہ
کہ وہ جب دیکھا جاوے تو ظاہر ہو یا بعض سے پوشیدہ ہو جیسے ہمنے جنت و دوزخ نہین دیکھی لیکن ہمارے سرور عالم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ملائکہ
نے دیکھی ہی اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک کوئی چیز بھی غیب نہین ہے لہذا یہ معنی ظاہر ہوے کہ مخلوق سے جو کچھ پوشیدہ ہی یا جو ظاہر ہی سب کو اللہ تعالیٰ کا
علم محیط ہی نکتہ اگر وہم ہو کہ جب مخلوق کے لحاظ سے پوشیدہ و ظاہر کیا گیا تو پھر (الشہادۃ) کی کیا ضرورت ہی کیونکہ جو چیز مخلوق سے پوشیدہ ہی اس کو
اللہ تعالیٰ کا جاننا اسکی عظمت ہی اور جو مخلوق پر ظاہر ہی اُسکا جاننا کیون بیان فرمایا کیونکہ ظاہر کو مخلوق بھی جانتی ہی جواب یہ باریک بھید ہی
اور یہان جاہل مخلوق دھوکے مین پڑے ہین کیونکہ ظاہر چیز کو سمجھتے ہین کہ ہم جانتے ہین اور جاننا اپنے نزدیک ایک معنے مقرر کیے ہین اور حقیقت مین اسکی
خاصیتین جس سے انکے جسم کا نفع و ضرر متعلق ہی انکو پہچانتے ہین اور حقیقت مین اُسکی ذات و ماہیت نہین جانتے ہین اور ذرا عقل سے غور کرکے دیکھو کہ یہ
آگ ہی وہ پانی ہی اور یہ خاک ہی تمنے ان چیزون کو صرف اسیطرح پہچانا ہی کہ اس نام سے ان چیزون سے اپنا نفع و ضرر پہچانتے ہوا اور خاک مین سے زرد زرد
چیز نکلتی ہی تو سونا کہکر زیادہ رغبت سے لیتے ہو اور ہزارون جڑی بوٹیان جنگل مین دیکھکر انکی طرف توجہ نہین کرتے کیونکہ انسے نفع و ضرر تمنے نہین پہچانا
لہذا انکا نام اس پہچان کے لیے بھی مقرر نکیا برخلاف اسکے بنفشہ وغیرہ کا نام پہچان کے لیے مقرر کرلیا ہی پس درحقیقت مخلوق ان چیزون کو جو ظاہر ہین
انھین نام سے پہچانتے ہین یعنے برائے نام جانتے ہین اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انکی ذات کو ایجاد کیا تو عالم درحقیقت وہی ہی اور مخلوق تو سچ پوچھو
نفع و ضرر کو بھی فی الحقیقۃ نہین پہچانتے ہین مگر کمتر کیا تم دیکھتے نہین کہ دنیا پر اطمینان کرنے والے اس زر و جواہر کو کس محبت سے نافع سمجھکر جمع کرتے ہین
اور اسلام لاکر بھی لالچ سے انکی زکوۃ جدا کرنا نہین چاہتے ہین حالانکہ درحقیقت آج جسکو ایسا محبوب و نافع سمجھتے ہین وہی کل کے روز انکے
لیے سانپ و بچھو آگ ہونگے اسی لیے بعضے اولیاے الٰہی دعا مانگتے تھے کہ الٰہی یہ چیزین جو ہماری نظر مین جیسی ہین ویسی دکھلائی جاوین پس معلوم
ہوا کہ الوہیت کی کمال عظمت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ کو اور ظاہر کو علم حقیقی سے جاننے والا ہی اہل ایمان اس آیت پر اپنے مولاے غفور رحیم کے
حضور شرمندہ ہوکر مغفرت مانگتے ہین کیونکہ وہ شرم کھاتے ہین کہ حق عبودیت مین بہت قصوروار ہین اور اُنکے دلون مین کیا کیا خطرات آتے ہین
جنکو وہ جانتے کہ شاید جو کچھ انکو اپنے نفس و قلب کے اندر مخفی ہوا و ہوس کا حال نہین ظاہر ہی وہ سب اللہ تعالیٰ جانتا ہی اللھم مولاے غفرانک

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وہ الرحمٰن الرحیم ہی ف یہ دونون نام پاک بندون کے لیے بہت کافی امید کے طالب ہین [illegible] رخطیبؒ نے لکھا کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت یہ ہی کہ بندون پر بھلائی ونعمت واحسان فرماوے اور کہا گیا کہ الرحمن مین زیادہ مبالغہ [illegible] الدنیا رحیم الآخرۃ ہی کیونکہ دنیا مین صفت الرحمن کا ظہور ہی اسیوجہ سے کافر ومشرک وغیرہ کو بھی زندگی وعافیت وغیرہ دی اور آخرت مین [illegible] اس سے دنیا سے ملعونہ مین کوشش اختیار کی اور آخرت مین الرحیم خاص اپنے مومنین بندون پر رحمت ہی ولیکن ترجم آیندہ اسکو مفصل بیان کرتا ہی هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وہی اللہ ہی جسکے سوائے کوئی اُلوہیت والا نہین ہی ف وہی الوہیت والا ہی اگر بت پرستون نے اپنے بتون مین الوہیت سمجھی یا نصاری نے مسیح مین یا یہود نے عزیر مین یا مجوس نے آگ مین ومانند اسکے گمراہون نے مخلوقات مین الوہیت مانی تو یہ سب عقل سے محروم ہوکر جاہل جانور سے کمتر ہوگئے اللہ تعالیٰ ہی فقط الوہیت والا ہی اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ملک ہی قدوس ہی سلام ہی مومن ہی مہیمن ہی عزیز وجبار ومتکبر ہی پاک ہی اللہ تعالیٰ ہر ایسی چیز سے جسکو ساجھی بناتے ہین ف ملک یعنی سب کا مالک ہی جسطرح چاہتا ہی اُسمین تصرف فرماتا ہی اُسکے حکم کے مقابلے مین کسی طرح روک ٹوک نہین ہوسکتی ہے ع حقیقت مین اُسیکی بادشاہت ہی سب مخلوق اُسیکی ملکیت مین ہی اور اُسیکے ارادے پر گردن جھکائے مقہور ہی (خطیب) اگر وہم ہو کہ یہ دنیا مین بادشاہ خود مختار کہلاتے ہین جواب اے اہل ایمان اپنے ایمان کو اپنے رب عزوجل کی سچی الوہیت پہچاننے سے تازہ کرو بلکہ ایمان کو سچا کرو یہ تم دھوکا کھاتے ہو اللہ تعالیٰ نے نص قرآن مین صریح فرمایا ہی کہ ہمنے اس دنیا مین تونگر وفقیر وبادشاہ ورعیت وتندرست وبیمار اور مومن وکافر سب اقسام کے مختلف اضداد پیدا کرکے سب کو امتحان مین ڈالا ہی اور بادشاہ جسکو تم خود مختار سمجھے ہو بالکل واللہ وہ مقہور ہی جو کچھ ارادۂ الٰہی ہی اس سے ذرہ برابر بھی اُسکو تجاوز کی مجال نہین ہی اور یہ وہم نہو کہ کیا وہ جبر کی حالت مین ہی نہین نہین جبر تو اُسکی خود حالت ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو یہ نعمت وثروت دی تاکہ آخرت کا سامان کرے اُسنے دُنیا کے سوائے کچھ نہ لیا تو اللہ تعالیٰ نے یہی ملعون دنیا اُسکو دیدی اور قارون بناکر اس سے جاہلون ومومنون کا امتحان لیا کما قال تعالیٰ یالیت لنا مثل الآیہ یعنی جو لوگ آخرت پر اچھی طرح ایمان نہین لائے کہنے لگے کہ اے کاش ہمکو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا ہی یہ بڑی اعلیٰ خوش قسمت والا ہی ۔ھ۔ اور جو لوگ آخرت پر یقین لائے ہین اگر کسی وقت غفلت بھی ہوئی تو جب یاد کی اور آخرت کی طرف نظر ڈالی تو کہنے لگے کہ اے رب رحیم ہمکو ثابت قدم رکھیو یہ کفار کی دولت تو فنیا دی لعنت ہے اگر تمام دنیا کے بادشاہون کی دولت ملاکر بلکہ مع سمندرون وپہاڑون وزمین کی کانون کے سب خزائن ملاکر جمع کیے جاوین تو آخرت کے ایک ذرہ کے برابر قیمت نہین رکھتے ہین اور واللہ باللہ یہ بالکل سچ ہی اسمین ایک ذرہ بھی مبالغہ نہین ہی ولیکن جسکو آخرت کا یقین ہی نہو اُسکا کچھ علاج نہین ہی الحاصل دنیا مین ہر شخص نے جو کچھ اپنی ذات کے لیے اختیار کیا ہی خواہ دنیا خواہ آخرت تو اللہ تعالیٰ ہی اسمین اپنے احکام جاری فرماتا ہی اور ہر شخص کی پیشانی کے بال اُسی کی قدرت کے قبضے مین ہین اُسی کے احکام قدر وقضا کے تابع ہین اگرچہ اکثر کفار ومشرکین اپنی جہالت مین اسکو یقین بھی نہین رکھتے ہین القدوس بے قیاس پاکیزہ یعنے اُسکی پاکی ایسی بے انتہا ہی کہ مخلوق کے حواس وعقل کو وہانتک رسائی کی مجال نہین ہی (صح) وہب بن منبہؒ نے کہا کہ قدوس یعنی طاہر (ع) القدوس صیغۂ مبالغہ ہی یعنے نہایت پاک لیکن ابن منبہؒ نے فقط طاہر یعنے پاک سے تفسیر کرنے مین یہ اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کی جمیع صفات کمال مین دہان کمی بیشی کی گنجائش نہین ہے مترجم کہتا ہی کہ مخلوق مین پاکیزگی کی صفت جبھی حاصل ہوتی ہی کہ اللہ تعالیٰ کی صفت قدس سے اسکو حاصل ہو پس اُسی کی پاکیزگی سے پاک ہوتا ہی اسیطرح علم ورحم وکرم وغیرہ حقیقت مین اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہی اور علیم وہی ہی جہان [illegible] کا نشان بھی نہین ہی اور مخلوق مین سے کوئی ایسا نہین ہی جو ہر چیز سے علم رکھتا ہو بلکہ ضرور وہ کسی نہ کسی چیز سے واقف نہوگا اور اللہ تعالیٰ [illegible] ضرور کامل ہین کہ اس سے زیادتی ممکن نہین ہے لیکن جہان مبالغہ بیان کیا گیا مثلاً قدوس وعلام وغیرہ تو مخلوق مومنین کے قلوب مین اسکی عظمت [illegible] منظور ہی یعنے علم ایسا کہ جسکے بے انتہا ہونے تک قیاس ووہم نہین دوڑتا ہی اسیطرح قدوس ہی (صح) اور مجاہد نے کہا کہ

Marfat.com

جلالہ ابن جریر نے کہا کہ ملائکہ کا قدوس ہی یعنے ملائکہ اسکی تسبیح کیا کرتے ہین کہ سبوح قدوس یعنے جمیع قسم کے نقص وعیوب سے پاک ہی کیونکہ اپنی ذات مین کامل اور اپنی صفات مین کامل ہی اور اپنے افعال مین کامل ہی (ع) جاننا چاہیے کہ جو چیز بدرجہ کمال نہین ہوتی ہی تو نقص کے پورا ہونے مین محتاج ہوتی ہی اور اللہ تعالیٰ الواحد الصمد ہی اسلیے کہ اُسکو کمال الکل ہی لہذا اسمین کسی چیز کی احتیاج نہین ہے اور جو کچھ اُسنے مخلوقات سے پیدا فرمائی یا آیندہ پیدا فرماوے اور اُنکی عبادات وغیرہ کسی سے اُسکی کوئی غرض نہین ہی بلکہ اُن چیزون کو اُسکے آثار صفات سے وکرم ذات سے محتاجی ہی اور اس سے یہ بھی نکل آیا کہ تمام عالم مین جو اُسکی قیومی سے قائم ہی کوئی مخلوق ایسی نہین نکلسکتی ہی جو خود کسی کا نفع وضرر پیدا کرسکے یا خود اپنا کام پیدا کرسکے کیونکہ سب کی ذات وصفات اُسی نے پیدا کی اور صحت وتندرستی اُسی نے دی اور اُسی کے قبضے مین مسخر ہین تو یہ حقیر افعال خود کیونکر یہ لوگ پیدا کرسکتے ہین اور یہ مضمون اسقدر صاف ظاہر ہی کہ اسکے بیان کے لیے ایسے صاف ظاہر الفاظ نہین پاسکتے ہین لیکن سمجھ پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت مین ہی تو کافر مقہور جب تک جناب باری تعالیٰ مین ملتجی نہو تب تک یہ سمجھ کیونکر کوئی پیدا کرسکتا ہی بلکہ رب عزوجل کی الوہیت ہر ذرہ ظاہر ہی بلکہ واللہ ذرہ خود اُس سے ظاہر ہی لیکن کفار جن وانس منکر ہین کیونکہ اُنکا تکبر اُنپر دبال ہوگیا السلام شیخ ابن العربی مالکی نے کہا کہ جمیع علماء کے نزدیک السلام سے مراد ذو السلامۃ ہی یعنے صاحب سلامتی لیکن اس سے کیا مراد ہی اسمین البتہ تین قول ہین اول یہ کہ صاحب سلامتی ہی یعنے ہر عیب ونقص سے اسکی بارگاہ کبریائی سالم ہی مترجم کہتا ہی کہ اس معنے کی راہ سے یہ صفت راجع بجانب باری تعالیٰ ہی یعنے اُسکی ذات وصفات کو ہر نقص وعیب سے سلامتی ہی اگر کہا جاوے کہ پھر اس معنی کے موافق قدوس کے معنی اور سلام کے معنی ایک ہی ہوئے جواب مین خازن نے ذکر کیا کہ نہین بلکہ قدوس سے اشارہ یہ کہ ماضی وحاضر تک وہ ہر نقص وعیب سے پاک ہی اور سلام سے یہ اشارہ ہی کہ آیندہ بھی نقص وعیب طاری ہونے سے پاک ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ جواب اس بنیاد پہ قائم کیا کہ یہان آیت مین قدوس اور سلام دونون کے جمع کرنے مین مکرر کرنا لازم نہین آتا اس طریقے سے کہ قدوس سے پاک ہونا زمانۂ ماضی وحال تک مراد لیا جاوے اور سلام سے پاک ہونا زمانۂ مستقبل غیر متناہی تک مراد لیا جاوے پس مکرر ہونا لازم نہ آئیگا لیکن یہ تقریر ضعیف تکلف ہی اسلیے کہ یہ دونون نام صفت الٰہیہ ہین اور صفات الٰہیہ مین تغییر محال ہی تو ہر وصف ذاتی ہمیشہ دائمی ہی اسمین کسی زمانہ کی حد باندھنا باطل ہی اور حق جواب میرے نزدیک یہ ہی کہ قدوس اپنی ذات وصفات مین عیب نقص سے پاک ہی اور سلام یہ کہ ہمیشہ لم یزل ولایزال اسی صفات قدس پر قائم ہی اسپر کسی نقص وعیب کا طاری ہونا بھی محال ہی پھر مترجم کے نزدیک صفات باری تعالیٰ اپنے معانی حقیقی مین صحیح ثابت ہین اور اُنکی کُنہ ادراک کرنا بالکل محال ہی پس جو معنی بیان کیے جاسکتے ہین وہ بقدر فہم کے ہین اور موافق لغت کے ہمکو ان صفات سے اپنے قلوب مین نور حاصل کرنا چاہیے جیسے قدوس سے تقدس ہی اور السلام سے سلامتی اور مومن اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے نام پاک سے نام پائے ہوئے ہین بالجملہ السلام کے معنے صاحب سلامتی ہین اول فریق نے کہا کہ یہ سلامتی باعتبار ذات باری تعالیٰ ہی فریق دوم نے کہا کہ یہ مراد ہی کہ وہ اپنے بندون پر جنت مین سلام فرماویگا فریق سوم نے کہا کہ صاحب سلامتی اس معنی مین ہی کہ مخلوق اُسکے ظلم سے سلامت ہی یہی خطابی نے کہا اور یہی اکثر علما کا قول ہی المومن ضحاک نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ المومن یعنی اپنی مخلوق کو امن دیدیا کہ اپنر ظلم نہین فرماویگا اقول یعنے جیسے قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یظلم الناس شیئا اللہ تعالیٰ کچھ بھی لوگون پر ظلم نہین فرماتا قولہ تعالیٰ لیس بظلام للعبید اپنے بندون پر کچھ بھی ظلم کرنے والا نہین ہی قولہ تعالیٰ ہم لا یظلمون یعنے قیامت کے محاسبہ مین کفار پر کچھ ظلم نہین کیا جائیگا۔ ابن عباس رض کی تفسیر پر مومن مشتق امن سے ہی یعنے بندون کو ظلم سے امن دیدیا اور بعض نے اسی معنی کو یون بیان کیا کہ اولیا کو عذاب سے امن دیا اور مومنون کو ظلم سے امن دیا مترجم کہتا ہی کہ اسکی کچھ ضرورت نہین ہی بلکہ اس نام پاک مین یہ معرفت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور اُنپر یہ منت ہی کہ اپنے خالق عزوجل کی عبادت وطاعت ادا کرین لیکن کفار ومشرکین وغیرہ اس سے منحرف ہوتے ہین تو اگر وہ انکو عذاب مین ماخوذ نہ فرماوے تو سب ہلاک کیے جاوین لقولہ تعالیٰ ولو یواخذ اللہ الناس بظلمہم ما ترک علیہا من دابۃ الآیہ یعنے اگر اللہ تعالیٰ جن وانس کو اُنکے ظلم پر

لمواحدہ ر ے تو روئے زمین پر ایک جاندار جیتا نچھوڑے ۔ھ کیونکہ کوئی ایسا نہین ہی جو حق عبودیت پر قائم ہو پس تا حق کے مواخذہ سے تمام مخلوق کو بری کر دیا پس تمام مخلوقات بری ہی لیکن وہ اپنی جان کے لیے جیسا کرین وہ پا وین اور ا ے ۔ ر یہان کی تدبیرین کر کے بادشاہ بنو اور ہر طرح اپنی خوش دلی پوری کرو اور بعد اسکے تمھارے لیے ایک ملک ہی جسکا نام جنت ہی اختیار کرو اور پیغمبر بھیجکر اسکا طریقہ بتلا دیا اور اسکے بعد تمھارے لیے ایک ملک ہی جسکا نام جنت ہی اور یہ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان ہوتی ہی اگر تجھکو وہم ہو کہ جنت اور جہنم مین فقط اس ایک کلمہ سے فرق ہوتا ہی تو یہ کلمہ کون شخص نہین کہسکتا جواب یہ کہ ای عزیز واقعی بہت ہی آ ہی لیکن تو دیکھ لے کہ جسنے دنیا اختیار کی اور اُسپر اطمینان کیا تو اُسکے دل پر مہر ہو جاتی ہی کسی طرح وہ اس کلمہ پر یقین نہین لاتا ہی اور یہ بھی معلوم ہو گیا ندہ اگرچہ بہت کمینہ و ذلیل و رذیل کہلاتا ہو جب تم دیکھو کہ وہ اس کلمہ پر یقین رکھتا ہی تو ہرگز اسکو کافر نجانیو اگرچہ گناہ مین مبتلا ہو ہان یہ بات البتہ ہی کہ جو دنیا پر مرتے ہین اور گناہ کرتے ہین اُنکو خود یہ فکر ضرور ہی کہ اُنکے قلب مین یہ کلمہ یقین کے ساتھ ہی یا نہین چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بعضے مسلمان تھے جو لوگون کی عیب جوئی کیا کرتے اور غیبت کرتے تھے جیسے آج کل یہ بلا ہر خاص و عام مین پھیلی ہی جہان دو آدمی ملکر بیٹھے تو انکا دل بہلانے کا یہی طریقہ ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے مین فرمایا کہ ای ایسے لوگو جو زبان سے ایمان لائے ہو اور ابھی تک ایمان تمھارے دلون تک نہین پہونچا ہی تم لوگ مسلمانون کی عیب جوئی اور غیبت نکیا کرو (الحدیث) یہان سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ دنیا مین جب کافر و مومن دونون کو عذاب سے بری کیا تو بہت ایسا ہوگا کہ کفار اپنی حسن تدبیر سے جماعت و قوت حاصل کرین اور مسلمان اپنی صلاحیت چھوڑ کر انکی دنیا مین انکا سا جھا لگا دین اور جب ایمان کے ساتھ یہ گناہ جمع ہو تو دلون مین نفاق ہو جاوے جس سے جماعت و قوت جاتی رہے تو کفار غالب ہو جاوینگے ر نہین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کافرون پر عذاب کرے ۔ لیکن ایک بات بخوبی سمجھ لو کہ جب ہر ایک کو یہ بتلا دیا کہ جو کرو وہ تمھارے ساتھ ہی تو کبھی کفار اسقدر ظلم و بدی کماتے ہین کہ وہ آگ اُنپر دنیا ہی مین بھڑک اُٹھتی ہی جیسے بہت سی قومین عذاب سے ہلاک ہوئین کیونکہ انھون نے اپنے پیغمبر پر ظلم کیا اور پیغمبر نے نہ بلکہ انھا ہا اسی طرح جس قوم نے معصیات کثرت سے کمائین تو اُنپر وبال ہو جاتی ہین اور یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کا مواخذہ نہین کیا بلکہ خود انکے افعال ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون ۔ یعنے دنیا مین جو اس قوم پر یہ عذاب آیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر ظلم نہین کیا بلکہ وہ خود اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے ۔ھ ۔ یعنے جو کچھ انھون نے اپنے لیے کمایا تھا وہ پایا خلاصہ یہ کہ اہل ایمان کو چاہیے کہ آخرت پر یقین لائے ہین تو اس دنیا مین جو کچھ کماتے ہین اگرچہ لاکھون روپیہ حق حلال سے پاوین اسکو دنیا پر بھروسا کرنے اور اسپر دل لگانے کی طرح نہ لین بلکہ ہر وقت آخرت پر نظر رکھین اور اس سب مال سے اپنی آخرت درست کرین ۔ھ ۔ بالجملہ مومن کی تفسیر ابن عباسؓ سے یہ روایت کی گئی جو مذکور ہوئی یعنے المومن ہی اُسنے بندون کو اپنے ظلم سے امن دیدیا ۔ھ پس جنت یا دوزخ یا راحت و تکلیف جو کچھ لنکو پہونچا سب انکی کمائی ہی اسی لیے حدیث صحیح مین ہی ای میرے بندو یہ سب تمھارے اعمال ہین جنکو مین تمھارے لیے احصا کرتا ہون ۔ھ ۔ قتادہؒ نے کہا کہ المومن یعنے تصدیق فرمانے والا اور مراد یہ کہ جو حق نے نازل فرمایا خود اسکی تصدیق کی بقولہ تعالیٰ شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو ۔ اور اپنے رسول و قرآن کی تصدیق فرمائی ابن زیدؒ نے کہا کہ اپنے مومن بندون کی تصدیق کی یعنے جیسے فرمایا اولئک ہم المومنون حقًا ۔ یہ بندے صحابہ مہاجرین و انصار بیشک مومنین ہین (ع) مجاہدؒ نے کہا کہ المومن یہ کہ اپنی وحدانیت کی گواہی دی مترجم کہتا ہی کہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ بہت اعلیٰ معرفت پر ہی (المہیمن) لغت مین ہیمنہ کے معنے کسی چیز پر نگہبان و شاہد ہونا یعنی بندون کے اعمال پر رقیب ہی اور یہ تفسیر مجاہد و قتادہ و مقاتل سے روایت کیگئی ہی اور واحدیؒ نے بہت مفسرین سے اسکے معنی المومن نقل کیے اور مترجم کہتا ہی کہ المومن تو اوپر مذکور ہی اور اسیطرح رقیب و شاہد بھی ہا حسنیٰ مین مہیمن کے ساتھ موجود ہین ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ابن عباس وغیرہ کہے اُسکی تفسیر یہ ہی کہ وہ اپنے بندون پر انکے اعمال کے اُنپر رقیب ہی جیسے ثم اللہ شہید علی ما تعملون ۔ یعنے جو کچھ تم کرتے ہو اسپر اللہ تعالیٰ حاضر ناظر ہی ۔ھ ۔ مترجم کہتا ہی کہ اگر تم اعمال

حدیث قدسی کے (عبادی انما ہی اعمالکم احصیہا لکم ثم اوفیکم ایاہا) یہ اے بندو یہ تو تمہارے اعمال ہین جنکو تمہارے لیے احصا کرتا ہون اور قرآن مجید
مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ مہیمنا علی الکتاب یعنی اگلی کتابین توریت و انجیل پر یہ قرآن مہیمن ہی مراد یہ کہ جس طرح قرآن مین ہی یہ حق ہی اور یہی ان
کتابون مین تھا تو اہل کتاب نے جو کچھ انمین تحریف کی ہو وہ اس سے پہچان لو کہ یہ محافظ ہی اسیطرح یہان یہ مراد ہی کہ اللہ تعالیٰ انکے اعمال کا محافظ ہی بقولہ
تعالیٰ احصاہ اللہ ونسوہ۔ یعنی اُنکے مجموعۂ اعمال کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ کیا حالانکہ وہ لوگ خود بھول گئے ہین۔ بعض نے کہا کہ مہیمن ایک نام
ملک ہی اسکے معنے حق ہین اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہی اور مترجم کے نزدیک اسکی کچھ ضرورت نہین ہی اگرچہ یہ بات تو پہلے ہی اشارہ سے بیان
کی گئی کہ اسماء و صفات الٰہیہ بندون کے تصورات سے متعالی ہین لیکن جو صفت زبان عربی سے جسطرح تعبیر فرمائی گئی ہی اس حیثیت سے بندون
کا کمال اس صفت سے حاصل ہی اور یہ معنے نہین کہ جو کچھ سمجھا گیا اسی قدر کمال ہی کیونکہ یہ بات بدیہی مجال ہی (العزیز) ہر چیز پر غالب و قاہر ہی
اور سب اُسکے قبضۂ قدرت کے تحت مین مقہور و تابعدار ہے کسی چیز کو یہ مجال نہین ہی کہ اسکے ارادے اور مشیت سے تجاوز کرے (الجبار) اسکی جناب
قدس بوجہ عزت و عظمت کے رسائی سے پاک ہی سوائے اسکے جسکو قبول فرماوے (مع) بعض نے کہا کہ عزیز ہی یعنے بے نظیر ہی اُسکا نظیر نہین ہی مترجم
کہتا ہی کہ العزیز سب طرح لینا چاہیے کیونکہ صفت کمال ہی حتی کہ اُسکے افعال و صنع پاک کو بھی کوئی ادراک نہین کرسکتا ہی نکتہ مخلوق اس صنع
ذوالجلال سے ایک اثر ہی تو بالکل بدیہی محال ہی کہ اس اثر کو یہ کمال ہو کہ صنع کمال لم نزل ولایزال کا احاطہ کرسکے اسی وجہ سے بہت احمق اپنی
رعونت نفس مین کافر ہوجاتے ہین جو یہ چاہتے ہین کہ حکمت الٰہیہ دریافت کرین بلکہ اہل عقل وہ ہین جو یہ خوب جانتے ہین کہ تمام حکمت الٰہیہ برحق ہی
پھر نور عقل سے اُسکی شان اعلیٰ و اجل مین فکر کرکے غرق دریاے حیرت ہوجاتے ہین اور یہی مرتبۂ ولایت ہی وللہ الحمد والمنۃ (الجبار) ابن جریرؒ نے
کہا کہ الجبار اپنی مخلوق کے کام درستی سے رکھنے والا اور بہتری کے ساتھ انمین تصرف فرمانے والا مترجم کہتا ہی کہ کفار و منافقین جن صورتون
مین یہ کہتے ہین کہ اسمین ہمکو کچھ مصلحت نہین نظر آتی ہی یہ انکی عقل کا اندھاپن ہی اور بے انتہا حماقت ہی کیونکہ بدیہی یہ معلوم ہوچکا کہ تمام نظام حکمت کا
ادراک محال ہی تو پھر اس کافر کو کیونکر معلوم ہوا کہ اس صورت مین مصلحت نہین ہی یہ وہی مثل ہی کہ ایک گنوار نے گھڑی کے پرزے دیکھکر کہا کہ اس
دائرے کو کاٹ کر آدھا کرکے ناحق خراب کیا اور اس پہیہ مین بیفائدہ دانت بنا دیے ابن کثیرؒ نے کہا کہ الجبار فقط شان الٰہی ہی اسکے سوائے
کسی کو یہ عظمت نہین ہی قتادہؒ نے کہا کہ الجبار جسنے خلق کو جسطرح چاہا جبر فرمایا مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ مطلب ہی کہ ہر مخلوق اسی کی مشیت پر پیدا ہوئی
ہی چنانچہ جس شکل و صورت پر چاہتا ہی پیدا کرتا ہی کسی مین یہ طاقت نہین کہ اپنی خواہش پر بن جاوے واضح ہو کہ جبار یا صفت ذات ہی یا صفت
فعل ہی اسمین دو قول ہین اگر یہ تفسیر ہو کہ الجبر العظمۃ یعنی عظمت الٰہی تو یہ صفت ذات ہے اور عرب کے لوگ زبردست بادشاہ کو جبار کہتے ہین اگر جبر بمعنے شکستگی بستن ہو
یعنے فقیر محتاج کی محتاجی دور کرکے اسکو غنی کرتا ہی اور شکستہ حال کو درست کردیتا ہی تو یہ صفت فعل ہی اسیطرح قتادہؒ کی تفسیر یعنے خلق کو اپنی مشیت پر
جبر کیا اور جسطرح چاہا اسطرح پیدا کیا اور سُدی و مقاتل و زجاج و فراء نے کہا کہ اجبار بمعنے مقہور کرنا اور بعض نے کہا کہ جبار وہ ہی
جسکا دبدبہ اندازے سے باہر ہو بعض نے کہا کہ جبار وہ قاہر کہ جو چاہے کرے کوئی اُسکو روک نہ سکے اور واضح ہو کہ قہار و جبار کا اطلاق
شان الٰہی مین صفت مدح ہی اور یہ بات کسی مخلوق مین فی الحقیقۃ نہین ہوتی بلکہ جس مخلوق نے ایسا کیا تو وہ ظالم تبہ کار سرکش ہوتا ہی اسلیے مخلوق کے
حق مین یہ وصف درحقیقت مذمت ہی جیسے اسم پاک (المتکبر) حدیث مین ہی کہ کبریاء میری ردا ہی اور عظمت میری ازار ہی جو کوئی ان دونون صفت
مین میرے ساتھ نزاع کریگا اُسکو آگ مین داخل کرونگا کما فی الصحاح وغیرہا اور رداء و ازار کنایہ ہی لباس سے اور شان الٰہی مین لباس مجاز ہی
بمعنے جیسے آدمی مین لباس ہوتا ہی اسطرح کبریاء و عظمت شان الٰہی ہی وہ کسی مخلوق کے لیے نہین ہوسکتی اور شک نہین کہ جس شخص نے اپنے آپ
مین ان دونون صفتون مین سے کسی صفت کو دخل دیا تو درحقیقت اسنے حماقت کی کیونکہ یہ دونون اسکو حاصل نہین ہوسکتی ہین لیکن احمق کا تصور یہ
اسکو گمراہ کرتا ہی جیسے ایک شخص اپنے مکان مین بیٹھکر تصور کرے کہ مین اس تخت پر بادشاہ ہون چونکہ اپنے نفس مین بادشاہ کو بزرگی کی نگاہ سے

لکھتا ہی اسلیے اپنے نفس مین غرور کی نظر کرنے لگے تو درحقیقت وہ بادشاہ نہین ہوگیا لیکن یہ بیہودہ صفت اُسکے نفس مین ہوگیا اور بادشاہ نہین ہوا اور جب اُسنے اپنے نفس مین تکبر کیا تو نفس خوار مین ایسی صفت کا دعوی کیا جو خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ایسی صفت کا مدعی ہوتا ہی جو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہی اگرچہ اُسکے دعوی کرنے اور بنانے سے کچھ بن نہین سکتا مگر اُسنے شرک کا کام کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا سبحان اللہ عما یشرکون اللہ تعالیٰ ان جاہلون کے شرک بنانے سے پاک ہی ۔ اور واضح ہو کہ تکبر جس مخلوق نے کیا بیشک اُسنے شرک کیا جہنین اسلیے ایمان سے کفر صریح مین چلے جانیکا حکم نہین لگایا جاتا ہی ہان اگر تکبر یہانتک ہو کہ اپنے آپکو ربوبیت کے درجے مین لاوے جیسے فرعون تھا تو حکم ہوجاوے لیکن یہ خفی شرک بھی قبیح ہی اللہ تعالیٰ ہمکو مومنون کے ساتھ اس سے بچاوے نام الٰہی المتکبر کی تفسیر مین قتادہؒ سے روایت ہی یعنی جو نقص سے متعالی ہی بعض نے کہا کہ ربوبیت مین متعاظم ہی بعض نے کہا کہ ہر ایسی چیز سے برتر ہی جو اُسکی شان جلال وجمال کے لائق نہین ہی لطیفہ شاعر زمانہ مین بلکہ پانچ سو برس سے وہ ہی جسکے شعر مین کذب مبالغہ بہت ہو اور بادشاہون نے اُن شاعرون کو عزت سے رکھا کیونکہ شعرون مین حظ نفس خیالات ہوتے ہین تو انکی نحوست سے یہ نتیجہ ہوا کہ شاعرانہ رغبت سے شراب پینا اختیار کیا اور شاعرانہ مدح سے نفس مین تکبر وغرور پیدا کیا کیونکہ مدح مخلوق مین شرک سے مدح مذموم پھر مبالغہ قریب شرک ہی اور اس زمانہ مین جب شاعرون نے بادشاہون کو نہ پایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح مین قصائد لکھکر عوام مسلمانون سے اسکا صلہ طلب کیا لیکن دنیاوی آرائش کے تلازمہ باندھنے سے دنیا کو نظر مین رچایا اور بارگاہ رسالت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہان دونون جہان کو رسائی نہین تھی وہان دنیا کی حقیر چیزون سے آرائش بیان کرکے گناہ کبیرہ اُٹھایا اور بیجا مبالغہ کرکے گناہ کمایا اور جناب باری تعالیٰ مین اگر مبالغہ کرتے تو ڈر نہین تھا لیکن جب کسی نے شیطانی شیوہ اختیار کیا تو لامحالہ وہ گمراہی کی طرف لیجاتا ہی نعوذ باللہ من ذلک

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

وہی اللہ ہی خالق ہی ایجاد کرنیوالا صورت بنانیوالا اُسکے لیے بہت اچھے نام ہین اسکی تسبیح کرتی ہی سب جو کچھ آسمانون مین ہی اور زمین مین ہی اور وہی غالب حکمت والا ہی ف الخالق اسکی صفت قدیم ہی یعنے خلق پیدا کرنے سے پہلے وہ خالق تھا کیونکہ اسکی ذاتی سب صفات قدیم ہین اُنمین تغیر نہین ہو سکتا البارئ پیدا کرنے والا اور بغیر مثال کے چیزونکو ظاہر فرمانیوالا ہی اور یہ اسکی قدرت کی تاثیر ہی (المصور) صورت بنانے والا ہی جو صورت اللہ تعالیٰ نے بنائی عجیب قدرت وحکمت ہی اگر غفلت سے آنکھین کھول کر آسمان وزمین پر نظر کرے تو عجائب نظر آتے ہین لیکن غافلون کو مساوات ہوگئی ہی اور مترجم خلقت نطفہ سے صورت انسانی تک تغیرات مین عجیب قدرت کے حالات جابجا بیان کیے ہین اور آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ آخری حصے مین بیان ہی (لہ الاسماء الحسنیٰ) اللہ تعالیٰ کے واسطے اسماء حسنےٰ ہین (وہو العزیز الحکیم) اور وہی عزت والا حکمت والا ہی اسکی بارگاہ الوہیت ایسی اعلیٰ واجل ہی کہ خیال وقیاس وگمان بلکہ وہم بھی وہان تک رسائی نہین رکھتا کیونکہ یہ چیزین اُسکی کمترین مخلوقات سے ہین اور آدمی کے ضعیف وناقص حواس ہین اور حکمت وصنعت الٰہی اعلیٰ واجل ہی شیخ امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ سورۂ اعراف مین اسماء حسنیٰ کے متعلق بیان گذر چکا ہی اور قولہ تعالیٰ وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا الآیہ کی تفسیر مین بیان ہوا ہی اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مع ننانوے اسماء حسنیٰ کے ذکر کی یعنے ابن ماجہ وترمذی مین اسماء حسنیٰ کا ذکر بھی آیا ہی اور صحیح مین بدون تفصیل اسماء کے حدیث اسقدر ہی کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ایک کم سو نام ہین جو کوئی انکو احصا کرے جنت مین داخل ہوا اور یہ حدیث صحیحین مین بطرق متعددہ روایت ہی اور امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین متعدد طرق سے روایت کی اور ہر ایک نام پاک کے معنی بھی بیان کیے اور مناسب ہی کہ اسی کتاب مین سے ملخص بیان کیا جاوے اور واضح ہو کہ بعضے لوگون نے ہر ایک نام پاک کیلیے عمل کے خاص خاص طریقے بیان کیے ہین مثلاً اس نام کو اسطرح اتنی مرتبہ پڑھے تو یہ حاصل ہوا اور یہ عاملانہ طریقہ فقط دنیا حاصل کرنے کی غرض سے تجربہ مین لایا گیا ہی اور سلف سے اسکا ذکر نہین آیا لہذا ہمنے اسکو ترک کیا

ذکر اسماء ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ ۔ الرَّحِيْمُ ۔ اَلْمَلِكُ ۔ اَلْقُدُّوْسُ ۔ اَلسَّلَامُ ۔ اَلْمُؤْمِنُ

Marfat.com

المتكبر - الخالق - البارئ - المصور - الغفار - القهار - الوهاب - الرزاق - الفتاح - العليم
القابض - الباسط - الخافض - الرافع - المعز - المذل - السميع - البصير - الحكم - العدل - اللطيف - الخبير
الحليم - العظيم - الغفور - الشكور - العلي - الكبير - الحفيظ - المقيت - الحسيب - الجليل - الكريم - الرقيب
المجيب - الواسع - الحكيم - الودود - المجيد - الباعث - الشهيد - الحق - الوكيل - القوي - المتين - الولي
الحميد - المحصي - المبدي - المعيد - المحيي - المميت - الحي - القيوم - الواجد - الماجد - الواحد - الصمد
القادر - المقتدر - المقدم - المؤخر - الاول - الاخر - الظاهر - الباطن - الوالي - المتعالي - البر - التواب
المنتقم - العفو - الرؤف - مالك الملك - ذو الجلال والاكرام - المقسط - الجامع - الغني - المغني - المانع - الضار النافع - النور - الهادي - البديع - الباقي - الوارث - الرشيد - الصبور - بیہقی کی روایت مین الکافی زیادہ ہی
اور کہا کہ حسن بن سفیان نے اپنی روایت مین مانع کی جگہ رافع کہا ہی اور نصیبی کی روایت مین مقیت کی جگہ مغیث کہا گیا ہی مترجم کہتا ہی
کہ ابن کثیر نے المغنی کے بعد المعطی زیادہ کیا ہی اور الکافی نہین ہی اور لکھا کہ قولہ تعالیٰ یسبح لہ ما فی السموت الآیۃ - یعنی آسمان و زمین کی سب
چیزین اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہین جیسے قولہ تعالیٰ یسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیہن الآیہ یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہین
ساتون آسمان اور زمین اور جو کوئی سمجھدار انمین ہین اور کوئی چیز باقی نہین مگر آنکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہی اسکی حمد کے ساتھ ولیکن تم انکی تسبیح سمجھتے نہین
بیشک اللہ تعالیٰ حلیم غفور ہی - معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی کہ جو شخص صبح کو تین مرتبہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم
پھر سورۂ حشر کے آخر کی تین آیات پڑھے (یعنے یہی تین آیات لو انزلنا سے لیکر آخر تک جو اس سیاق مین تفسیر کی گئی ہین) تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے
ستر ہزار فرشتے مقرر فرمادیگا کہ اُسپر درود پڑھتے رہین - یہانتک کہ شام ہوجاوے اور اگر اس دن مین مرگیا تو شہید مرا اور جسنے شام کو اسیطرح پڑھ لیا
تو وہ بھی صبح تک اسی منزلت پر ہوگا اس حدیث کو امام احمد و ترمذی نے روایت کیا (ع) اور اسکو دارمی و طبرانی و ابن الضریس و بیہقی
نے بھی روایت کیا ہی اور حدیث انس رض مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم کیا کہ جب وہ اپنے بستر پر سونے جایا کرے تو سورۂ حشر
کی آخر آیات پڑھ لیا کرے اور فرمایا کہ اگر تو مرجائیگا تو شہید مریگا (رواہ ابن مردویہ و ابن السنی) مترجم کہتا ہی کہ آخر آیات سے انشاء اللہ تعالیٰ
یہی تین آیات مقصود ہین یعنی اللہ لا الہ الا ہو عالم الغیب سے آخر تک - م - اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جسنے جناب باری تعالیٰ مین شیطان سے تین مرتبہ پناہ لی پھر سورۂ حشر کی آخری آیات پڑھین تو اللہ تعالیٰ اُسکے واسطے ستر فرشتے بھیجتا ہے
جن وانسان کے شیاطین کو اُس سے دور کرتے ہین اگر رات ہوتی ہی تو صبح تک اور اگر دن ہوتا ہی تو شام تک دفع کرتے ہین (ابن مردویہ)
و ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے سورۂ حشر کے خاتمہ کی آیتین رات مین یا دن مین پڑھین پھر اُس
رات مین یا اُس دن مین مرا تو اللہ تعالیٰ اُسکے واسطے جنت واجب فرماتا ہی اسکو خطیب و ابن مردویہ و ابن عدی نے اور شعب الایمان مین
بیہقی نے روایت کیا ہی (ف) اگر کہا جاوے کہ قولہ تعالیٰ ان من شئ الا یسبح بحمدہ الآیہ مین شیخ ابن کثیر نے یہ بیان فرمایا کہ آسمان و زمین کی
سب چیزین اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہین تو اسکے کیا معنے ہین کیونکہ ہم خوب دیکھتے ہین کہ دیوار و پتھر وغیرہ جمادات مین کچھ حس و حرکت نہین ہے
جو یہ تسبیح کرسکتی ہین جواب یہ شبہہ اکثر ایسے لوگون کو پیدا ہوا جو یونانی فلسفہ مین کوشش کرنے سے اپنے حواس کو مشاق کرتے ہین
اور اپنا نام رکھتے ہین کہ ہم عقلی فنون سیکھتے ہین اور اس مشق کا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ شریعت حقہ کے معارف مین اپنے مشاق حواس کو دخل دیتے
ہین جب وہ اس کام نہین کرتے تو اُن آیات و احادیث مین تاویل کرنے لگتے ہین جہان اُنکے حواس کا کام نہین دیتے ہین اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی
کہ اس آیہ سے محروم رہ جاتے ہین چنانچہ اسی آیت مین جب ہر چند اُنھون نے حواس سے کام لیا اور اپنے اوہام کو دخل دیا مگر کچھ نہ سمجھے

[illegible] ۲ کرینگے اور وہ تاویل دو طرح اختیار کی ایک یہ کہ آیت مین ہر چیز سے مراد فقط ہوش و سمجھ والی چیزین ہین یعنی ملائکہ و انسان
کرتی ہین مترجم کہتا ہی کہ آیت مین صریح یہ مذکور ہی کہ تم اُنکی تسبیح نہین سمجھتے ہو حالانکہ ان چیزون کی تسبیح سمجھ سے باہر نہین ہی اسکے جواب مین کہتے
رہن کی تسبیح نہین سمجھتے ہین اور رہنے جو تاویل اختیار کی اسکی دلیل یہ ہی کہ (تسبیحھم) مین ضمیر (ہم) اہل عقل کے واسطے ہی مترجم کہتا ہی کہ یون کہنا
جس کو [illegible] نہین دیکھتے ہین اور یہ کہنا غلط ہی کہ ہم اُنکی تسبیح نہین سمجھتے ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ حدیث مین ملائکہ کی تسبیح کئی طرح وارد ہی جیسے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ
رُبنا و ربُّ الملائکۃ والرُّوح - اور جیسے سبحان العلی الاعلی سبحانہ و تعالیٰ اول مین سے ایک ٹکڑا تسبیح ملائکہ مین بیان فرمایا ہی پھر اگر ہم یہ تسبیح انکی زبان سے نہین
تو سمجھ لینگے اور جن کے واسطے تو یہی شریعت ہی جو ہم پر مفروض ہی ہان یہ صحیح ہی کہ ہم اُنکو دیکھتے نہین ہین حالانکہ آیت مین یہ مذکور ہی کہ تم اُنکی تسبیح نہین سمجھتے ہو رہا یہ دعوی
کہ ضمیر ہم فقط اہل عقل کے واسطے ہی تو یہ غلط ہی کیونکہ سب چیزون مین جو تسبیح کرتی ہین تمامو گ وجن و ملائکہ شامل ہو پھر اس مجموعہ کے واسطے جو ضمیر لائی جاوے
وہ دو طرح پر ہو سکتی ہی ایک یہ کہ بے عقل چیزون کی رعایت کرکے ضمیر (ہن) لائی جاوے اور دوم یہ کہ اہل عقل کی رعایت کرکے ضمیر (ہم) لائی جاوے
پس اللہ تعالیٰ نے اہل عقل کی رعایت فرمائی ہی پس معلوم ہوا کہ تمھاری یہ تاویل تو باطل ہی جب یہ تاویل باطل ٹھہری تو ان مین سے ایک فریق نے
دوسری تاویل کی اور کہا کہ تسبیح دو طرح کی ہوتی ہی ایک یہی تسبیح جو معروف ہی اور یہ حقیقی تسبیح ہی اور دوسری تسبیح قہری ہوتی ہی یعنی اللہ تعالیٰ نے
مخلوق کو ایسی حالت پر مسخر فرما دیا جو اُسکی وحدانیت و قدرت پر دلالت کرتی ہی اور تسبیح سے یہی مقصود ہوتا ہی کہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی و عظمت ظاہر
کرے پس یہ چیزین اسطرح اسکی بزرگی و عظمت ظاہر کرتی ہین مترجم کہتا ہی کہ پھر تم لوگ اُنکی یہ تسبیح سمجھتے نہین ہو تو تمنے کیونکر سمجھ لیا اسکے جواب مین ان
لوگون نے کہا کہ سمجھنے والے مسلمان لوگ ہین ولیکن بہت سے کافر نہین سمجھتے ہین مین کہتا ہون کہ کافر کی خود ایسی حالت موجود ہی کہ وہ تسبیح پر دلالت کرتی ہی
پھر ان لوگون نے کہا کہ تسبیح زبان سے ہوتی ہی اور ان چیزون مین زبان نہین ہی تو جیسے سجدے کی آیت مین فرمایا ہی کہ سورج و چاند اور درخت و پہاڑ و جانور
اور آدمیون مین سے بہتیرے لوگ اُسکو سجدہ کرتے ہین تو دیکھو کہ اس آیت مین بہتون کا سجدہ بیان کیا اور کافرون کو نکال دیا تو معلوم ہوا کہ سجدہ یہی
مراد ہی جو سر ٹیک کر ہوتا ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ عقل و دانش محض حماقت ہی کیونکہ اگر یہی مراد تھا تو سورج و چاند وغیرہ مین یہ سجدہ کہان پایا گیا اور اس قول
کا باطل ہونا ذرا توجہ سے ایسا کھلا ہی کہ مجھے اسکے بیان مین زیادہ کلام کرنے کی ضرورت باقی نہین ہی اور حق یہ ہی کہ سر ٹیک کر سجدہ کرنا انسان کیواسطے
پہچانا گیا ہی اور دوسری چیزون کے واسطے ہر چیز کے لائق سجدہ ہی ہر مخلوق کی زبان علیحدہ ہی امام رازیؒ نے تفسیر کبیر مین تفسیر واحدی سے نقل کیا
کہ سلف و خلف یعنی صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے نزدیک آیت سے جو معنی ظاہر ہین وہی مراد ہین یعنی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہی اور یہ آیت
اپنی بلاغت سے اسطرح محکم ہی کہ اسمین تاویل کی گنجائش ہی نہین ہی کیونکہ قولہ تعالیٰ ان من شئ الا یسبح بحمدہ (ان) نافیہ ہی اور شئ نکرہ اور من اسکی تاکید ہی
یعنے کوئی شئ بھی باقی نہین ہی مگر آنکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہی تو جبکہ آیت مین اس تاکید کے ساتھ ہر چیز کو شامل کیا گیا تو جو کوئی اسمین سے سوائے اہل عقل
کے باقی بیشمار چیزون کو نکال ڈالنے کی تاویل کرے تو وہ آیت کے معنی بگاڑتا ہی اور زبان عرب مین یہ قاعدہ قطعیہ ہی کہ جب کسی لفظ کو حقیقی معنی مین
قطعی کرنا چاہتے ہین تو اسی لفظ سے تاکید کر دیتے ہین تاکہ اُس لفظ کے مجازی معنی ممکن نہون جیسے قولہ تعالیٰ کلم اللہ موسیٰ تکلیما یہان کلم اللہ موسیٰ کے معنی یہ
کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کیا اسمین مجازی احتمال یہ ہو سکتا تھا کہ اپنا کلام فرشتے کی زبانی بھیجا تو گویا خود کلام فرمایا پس اسی وہم کو دور کرنے کیواسطے
(تکلیما) زیادہ فرمایا یعنے جیسے حقیقت مین کلام کیا جاتا ہی وہ کلام کیا اسیطرح اس مقام پر (یسبح) کے ساتھ مین (بحمدہ) فرمایا تو ناقص لوگون کا یہ
خیال باطل ہوا کہ تسبیح سے مجازاً ایسی صورت مراد ہی جس سے خدا تعالیٰ کی صنعت و خوبی ظاہر ہوتی ہی بلکہ حقیقت مین یہ چیزین حقیقی تسبیح کرتی ہین
ولیکن ہر چیز کے لائق اُسکی تسبیح ہوتی ہی یہ ضرور نہین ہی کہ ہماری طرح انکا منھ و زبان ہو جیسے پرند و جانور اپنی اپنی بولیان بولتے ہین لیکن ہاں یہ بھی
ہونا ضرور نہین ہی اور جیسے سجدہ کرنے مین یہ ضرور نہین ہی کہ ہماری طرح پیشانی ہو حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ مین ہی کہ مین قریب غروب آفتاب کے حضرت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اسوقت آفتاب پہاڑ کی چوٹی پر چمک رہا تھا آپنے فرمایا کہ ای ابو ذر تو جانتا ہی کہ یہ آفتاب کہان جاتا ہی مین نے

Marfat.com

کا ذکر ہی معلوم ہی فرمایا کہ یہ جا کر زیر عرش سجدہ کرتا ہی پھر اسکو حکم ہوتا ہی کہ جہانسے طلوع ہوا تھا اُسی جگہ سے نکل پس وہ روانہ ہو کر طلوع کرتا ہی اور قریب ہی کہ اُس سے کہا جاویگا کہ اسی مقام سے طلوع ہو یعنی مغرب سے طلوع ہوا اور یہ حدیث صحیحین وغیرہ مین موجود ہی اور خود قرآن مجید کی آیت مین اُسکا سجدہ مذکور ہی اور حدیث مین موسیٰ و خضر کے قصے مین آیا ہی کہ جب وہ دونون کشتی پر سوار تھے تو ایک چڑیا آئی اور اُسنے کشتی کے کنارے بیٹھکر سمندر مین چونچ ڈالکر پانی پیا اور کشتی کے مستول پر بیٹھکر زمزمہ سرائی کرنے لگی خضرؑ نے موسیٰؑ سے عرض کیا کہ آپ جانتے ہین کہ یہ چڑیا کیا کہتی ہی پھر جو کچھ کہتی تھی بیان فرمایا اور حدیث مین ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کو دیکھتے تو فرماتے کہ یہ پہاڑ ہمکو محبوب رکھتا ہی اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین اور حدیث مین ستون حنانہ کا قصہ اوپر مذکور ہو چکا ہی اور سنگریزے آپکے ہاتھ مین تسبیح کرتے تھے اور درخت و پتھر آپ کی رسالت پر گواہی دیتے تھے اگر کہو کہ یہ معجزہ تھا تو جواب یہ ہو کہ معجزہ اسی قدر تھا کہ ہماری زبان مین شہادت ادا کرنے کی قوت اُنکو عطا کی گئی جیسے عصائے موسیٰؑ بدل کر اژدھا ہو جاتا تھا اور حدیث مین پہاڑون کی باہمی گفتگو مذکور ہی اور اس بارہ مین احادیث و آثار اس قدر کثرت سے متواتر ہین کہ ان مین صریح اس معنی کا ثبوت قطعی ہی لیکن ایک نکتہ ضرور دھیان رکھنا چاہیے وہ یہ ہی کہ جمادات کی تسبیح حیوانات کی تسبیح افضل ہی بلکہ خشک شاخ سے سبز شاخ کی تسبیح افضل ہی اور سبز سے حیوانات کی تسبیح افضل ہی اور حیوانات سے جن کی تسبیح بہتر ہی اور جن سے انسان کی تسبیح افضل و اکمل ہی اور بھید یہ ہی کہ مخلوقات اپنے خالق جل شانہ کی مظاہر ہین لہذا جامع مظہر انسان کی تسبیح سب سے افضل ہی اور اس مقام سے یہ نکتہ ظاہر ہو گیا کہ تسبیح باعتبار ظہور کے دو طرح ہی ایک یہ کہ بصفت غضب ہو جیسے کفار وغیرہ مین ہی اور یہ خصوصیت کافرون مین نہین ہی بلکہ حیوانات و نباتات و جمادات سب مین یہ فرق موجود ہی حتی کہ گرگٹ کی تسبیح قہری ہی اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دشمنی کرتا تھا اسیطرح کوہ احد کے برخلاف بعضے پہاڑونکو مبغوض فرمایا اور قسم دوم یہ کہ تسبیح بصفت رحمت ہو جیسے اہل ایمان و معرفت کی تسبیح ہی اور اسی سبب سے چند جانورون کو حرم محترم مین بھی قتل کرنے کی اجازت وارد ہوئی ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ویحرم علیہم الخبائث یعنی یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر خبیث چیزون کو حرام فرماتا ہی۔ اب رہا یہ کہ خبث کیونکر ہی تو سب چیزون مین یکسان خبث نہین ہی مثلاً گرگٹ حرام ہی تو اس مین نجاست کفری و خسیس دونون جمع ہین اگرچہ ان جانورون پر کفر یا ایمان کا اطلاق اسوجہ سے نہین ہوتا کہ یہ مکلف نہین ہین بلکہ جو انمین سے خبیث و موذی ہین وہ کافرون کے عذاب کے لیے جہنم مین رکھے جاوینگے جیسے سانپ و بچھو وغیرہ اور بعض چیزون مین خبث بطریق ضرر ہی جیسے چوہا چیل و شیر و بھیڑیا وغیرہ کہ انکے کھانے سے یہ چیزین جزو بدن ہونگی تو بدن انھین کی خاصیت سے خواہش کریگا اور درندے کی خصلت سے درندگی اور ظلم مزاج مین پیدا ہوگا بالجملہ اسرار الٰہی غیر متناہی ہین اور جب بندہ اپنے رب عزوجل کی الوہیت پر ایمان لاتا ہی تو عقل کا نور ظاہر ہوتا ہی لیکن الوہیت پر ایمان لانا غور سے سمجھ لینا چاہیے کیونکہ کافرون کی طرح یہان تصور کا کام نہین ہی جیسے بعضے نصرانیون نے جو اپنی قوم مین بہت بڑا ڈاکٹر و حکیم مشہور ہی یہی گمان کیا اور اسنے سب مذاہب کا حال اپنے خیال کے موافق بیان کرکے ہر ایک پر جرح کی اور سب کو معیوب قرار دیا سوائے اسلام کے چنانچہ اسلام کی نسبت لکھا کہ مسلمانون کا دین بالکل صاف واضح ہی مگر وہ لوگ ایک خدا کو مانتے ہین کہ ہمارے خیال کے باریک سے باریک تصور مین بھی نہین جمتا ہی مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالےٰ اس سے پاک ہی کہ ہمارے دماغ کا وہم و خیال اسکی صورت بنا کر تصور کرے بلکہ وہی سب صورتون کا پیدا کرنیوالا ہی اور ہمارے دماغ کو اُسکی صحت پر قائم رکھنے والا ہی بلکہ ہم اسکی الوہیت پر اسکے پاک نامون سے ایمان لائے ہین اور اُسکے نام پاک بے انتہا ہین اور عالم آخرت مین اُنکا ظہور بے انتہا زمانہ تک چلا جائیگا لیکن یہان ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہادی برحق نے ننانوے نام پاک بتلا دیے ہین کہ یہ ہمارے ایمان کے لیے کافی ہین لہذا ہر نام پاک سے جو معرفت ہمکو دل مین یقین رکھنا چاہیے وہ یہان سمجھنا ضرور ہی تاکہ ایمان مستقیم ہو واضح ہو کہ امام بیہقی نے اسمائے حسنیٰ کا ذکر اس ترتیب سے نہین لکھا جو اوپر روایت مین موجود ہی اور مقصود ہر نام پاک کی معرفت ہی لہذا ترتیب کی ضرورت نہین دعاء اسمار پاک جس سے ہر طرح کی فکر و غم سے اللہ تعالیٰ کشائش و نجات دیتا ہی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَآءُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ

Marfat.com

أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ [illegible]
وَجِلَاءَ حُزْنِي وَذِهَابَ هَمِّي وَغَمِّي یہ دعا حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت مین آئی ہی اور حدیث ابن [illegible]
نہا مین قبولیت کی دعا دیگر اسطرح آئی ہی اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِجَمِيعِ أَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتَ مِنْهَا وَمَا لَمْ تَعْلَمْ وَأَ [illegible]
الْعَظِيمِ الْأَعْظَمِ الْكَبِيرِ الْأَكْبَرِ الَّذِي مَنْ دَعَاكَ بِهِ أَجَبْتَهُ وَمَنْ سَأَلَكَ بِهِ أَعْطَيْتَهُ أَنْ تَقْبَلَ دُعَائِي [illegible]
دعا بیان کرے واضح رہے کہ دعاے مذکور سے ایسی مراد ہرگز نہ مانگے جسمین فسق و فجور ہو یا کسی پر ناحق ظلم ہو یا قطع رحم ہوا ور اللہ تعالیٰ توفیق [illegible]
ہی اور مترجم نے اسم اعظم کو شروع سورہ آل عمران مین اور آیۃ الکرسی کی تفسیر مین بیان کیا ہی بیہقی نے کہا کہ ننانوے نام پاک کی فضیلت اوپر بیان [illegible]
کہ جو کوئی انکو احصا کرے وہ جنت مین داخل ہوگا اور ایک روایت مین ہی کہ جو حفظ رکھے جنت مین داخل ہوگا اس لیے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان پاک
نامون کو یاد رکھے اور بعض نے کہا کہ یہ مراد ہی کہ ہر نام مین جو صفت نکلتی ہی اسکی رعایت رکھے یعنے مثلاً رزاق فقط اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھے اور اسیطرح
ہر صفت الوہیت کو نگاہ رکھے اور کسی مخلوق مین یہ صفت نہ دیکھے اور امتحان پیش آنے کے وقت اپنے آپکو شیطان کے وسوسے سے بچاوے اور
بعض نے کہا کہ جو کوئی ان پاک نامون کو جانے اور انکے معانی پہچانے اور اپنے ایمان لاوے تو وہ جنتی ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ قول اور دوسرا قول
درحقیقت ایک ہی ہین کیونکہ ایمان لانے کی یہی صورت ہی کہ رزاق فقط اللہ تعالیٰ ہی کو جانے اور نفع و ضرر اسی کی طرف سے یقین مانے لیکن یہ فرق
ہی کہ قول دوم مین یہ شرط ہی کہ امتحان کے وقت مستقیم رہے تب جنتی ہوگا اور اس قول مین یہ شرط نہین ہی بلکہ اگر اسنے نگاہ چوک جانے سے نفع مضرر
مثلاً کسی آدمی کی طرف سے خیال کیا اور اس سے غصہ ہوا اور لڑائی کرنے لگا یا وسوسہ ہوا کہ مین نے چنے چبائے تھے اسوجہ سے پیٹ مین درد ہوا تو یہ خطا
بعد توبہ کے معاف ہی جبکہ اسنے ہوش کیا اور دیکھا کہ النافع الضار اللہ تعالیٰ کے نامون مین موجود ہی اور یہ شخص یا یہ چیز فقط ظاہری پردہ تھا یہان سے
سمجھ مین آگیا کہ جو کوئی اللہ تعالے کی الوہیت پر ایمان لایا ہے وہ مومن جبھی ہوگا کہ ان صفات پر ایمان ہو کیون کہ اللہ کے
لفظ پر ایمان نہین ہی اور اسیطرح اپنے خیالی تصور مین کوئی صورت نہین لاسکتا ہی بیہقی نے اللہ تعالیٰ کے نامون مین سے تھوڑے نام دیگر بھی لکھے ہین انمین
اَلْإِلٰهُ - اَلرَّبُّ - اَلْحَنَّانُ - اَلْمَنَّانُ - اَلْبَارِئُ - اَلْأَحَدُ - اَلْكَافِي - اَلْقَدِيمُ - اَلدَّائِمُ - اَلْمَوْلٰى - اَلنَّصِيرُ - اَلْمُبِينُ - اَلْجَمِيلُ
اَلصَّادِقُ - اَلْمُحِيطُ - اَلْقَرِيبُ - اَلْوِتْرُ - اَلْفَاطِرُ - اَلْعَلَّامُ - اَلْمَلِيكُ - اَلْأَكْرَمُ - اَلْمُدَبِّرُ - اَلْقَدِيرُ - اَلشَّاكِرُ - ذُو الطَّوْلِ
ذُو الْمَعَارِجِ - ذُو الْفَضْلِ - اَلْكَفِيلُ بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شاید یہ مراد ہو کہ ننانوے نام پاک یاد کرلے خواہ وہ ہون جو اوپر
حدیث ترمذی وغیرہ سے مذکور ہوے ہین یا انمین سے ملاکر تعداد پوری کرلے یا قرآن و حدیث مین سے دوسرے نام لے لے **اعتقاد**
امام حاکم ابو عبداللہ حسین بن الحسن الحلیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ رب تبارک و تعالیٰ پر ایمان کے لیے چند باتین چاہیے ہین **اوّل** ان مین
یقین کامل ہو کہ جناب باری تعالیٰ حق موجود ہی یعنے اپنے آپ کو اسکے حضور مین سمجھے **دوم** اسکی وحدانیت کا اعتقاد کامل ہو اور وحدانیت کے
معنے یہ نہین ہین کہ اسکو ایک شخص سمجھے چنانچہ اسکے خیال مین ایک شخص کا تصور آوے بلکہ یہ سمجھے کہ وحدہ لاشریک ہی یعنے اسکے واسطے فقط الوہیت ہے
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکا بندہ و رسول حق ہی اور جو کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا الوہیت والا ہی کوئی دوسرا الٰہ نہین ہی لیکن کہے کہ مین نہین
جانتا کہ محمد رسول ہین یا نہین تو وہ کافر ہی **سوم** یہ یقین کامل ہو کہ دنیا و آخرت مین کہین کوئی چیز ہو سوا اللہ تعالے کے کسی کو اس سے
مشابہت بھی نہین ہی اور جو کچھ اسکی شان پاک اسے تصور مین آوے وہ تصور باطل ہی کیونکہ یہ تصور تو ہمارے دماغی خیال مین اب ہوا
ہوا ہی اور اللہ تعالیٰ اسکا پیدا کرنے والا ہی چہارم دنیا مین جن چیزون کو دیکھتے ہین کہ یہ چیز پیدا ہوئی اور وہ چیز اسکی علت ہوئی یعنے ایک
دوسری چیز کے پیدا ہونے کا سبب دیکھتے ہین مثلاً کمہار نے برتن بنایا پس خوب جان لینا چاہیے کہ ظاہر نظر کے لیے یہ درست ہی اور حقیقت
پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی اگرچہ کافر لوگ یہی سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ مین نہ کرتا تو یہ نہوتا انکا یہ خیال اسوجہ سے ہی کہ اللہ تعالیٰ کی [illegible]

ہین نواسی پر دے مین جاہل ہو رہے ہین اور یونانی فلسفہ جو مسلمانون مین مدت سے رائج ہو وہ اس خیال سے بھی بدتر بات سکھاتا ہو یعنے علت و معلول کا ملانا ہو اور کہتا ہو کہ جو چیز پیدا ہو جاتی ہو جب اسکی پوری علت ہو گئی تو پیدا ہو جانا خواہ مخواہ واجب ہو پس بعض چیزون کو دوسری چیزون کے لیے علت قرار دیکر اسی طرف نگاہ کو جاتے ہین اور حق عزوجل سے غافل گمراہ ہو جاتے ہین اور یہ شیطانی وسوسہ سخت ہو پس اس مکر سے بچے اور یہ اعتقاد رکھے کہ کوئی چیز کسی کی علت نہین اور نہ وہ اسکی معلول ہو بلکہ اللہ تعالیٰ جس دم چاہتا ہو پیدا فرماتا ہو اور یہ ظاہر جو نظر آتا ہو فقط پردہ ہو اور جس پاک عزوجل نے ان سب مخلوقات کو پیدا کیا ہو انکی ذات کو بنایا ہو وہ جب چاہے انسے عجیب عجیب چیزین ترکیب دیکر بنا دے پس سب اُسی کی مخلوق ہو اور مجال نہین کہ دوسری چیزین یہ لوگ پیدا کرین مگر اسی پردۂ حکمت مین یہ کفار گمراہ ہین اور جب مرتے وقت آنکھ کھلتی ہو تو اسوقت حکمت کی شان عجیب نظر آتی ہو مگر اسوقت انکا ماننا بے فائدہ ہو پس خلاصہ یہ کہ جو کچھ سوائے اللہ تعالیٰ کے موجود ہو سب اُسی نے پیدا فرمائی ہو پھر جو چیزین وہ پیدا فرماتا ہو کمال صنعت اور عجیب حکمت پر مبنی ہو اور یہ حکمت کسی مخلوق کی سمجھ مین آنا غیر ممکن ہو کیونکہ یہان سحر کے عجائب بلکہ شعبدے سمجھ مین نہین آتے ہین جنکو آدمی کے ذریعہ سے ظاہر کیا جاتا ہو تو حکمت الٰہیہ کا سمجھنا محال ہو کیونکہ اسکی حکمت غیر متناہی ہو تو حقیر آدمی مین یہ طاقت کہان ہو امام حاکم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے سب نام پاک سے توحید ثابت ہوتی ہو اور ان پانچ باتون مین جس راہ سے شیطان وسوسہ دلاوے وہ راہین بند ہو جاتی ہین لہذا جو کوئی ان پاک ناموں سے منزل طے کرے سیدھا بخط مستقیم جنت مین پہونچیگا بیہقی رح نے اسی اعتبار سے ان اسما کو بیان کیا یعنے جو صفات ذات ہین انکو اول بیان کیا وعلیٰ ہذا القیاس انھین پانچ باتون کے لحاظ سے ترتیب رکھی ہو اور ہر ایک نام کے واسطے جو حدیث آئی ہو یعنی جسمین اس نام پاک کا ذکر ہو وہ بھی روایت کی اور مین انمین سے بعض احادیث کو لاؤنگا اور بعض کا اشارہ کر دونگا کیونکہ وہ سابق مین اسی تفسیر مین گذر چکی ہو

بیان معانی اسمای پاک باری تعالیٰ جل شانہٗ

اَلْقَدِیْمُ جسکے واسطے ابتدا نہین ہو اور جب یہ شان ہو تو ضرور اسکے لیے فنا نہین ہو کیونکہ اسکو کسی نے ایجاد نہین کیا تاکہ وہ فنا کرے حدیث مین ہو اللہ تعالیٰ ہی تھا اور اسکے ساتھ کسی چیز کا وجود نہ تھا (البخاری وغیرہ) اسی سے قدیم ہونا نکل آیا۔ اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ یہ دو نام ہین اور قرآن مین فرمایا ہو الاول والآخر اور حدیث مین ہو کہ تو ہی اول ہو پس تجھ سے پہلے کوئی چیز نہین ہو اور تو ہی آخر ہو پس تیرے بعد کوئی چیز نہین ہو یعنی تیرے واسطے انتہا نہین ہو اسی آیت کی تفسیر دیکھو یہان ایک وسوسہ شیطانی سخت ہو جسکا ذکر حدیث مین آیا ہو کہ تم مین سے آدمی کے پاس شیطان آویگا یا صورت مین آدمی ہوگا اور قلب اسکا شیطان کے قلب پر ہوگا پس وہ کہیگا کہ یہ چیز کس نے پیدا کی اور وہ چیز کس نے پیدا کی کہا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی پھر کہیگا کہ اللہ تعالیٰ کو کسنے پیدا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہ کہے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو کہ ہم کو شیطان ملعون سے پناہ دے کمافی الصحاح وغیرہ۔ اَلْبَاقِیْ کمافی قولہ تعالیٰ ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام اسی کی تفسیر دیکھو اَلدَّائِمُ ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہیگا اسکی ذات وصفات مین کچھ تغیر نہین ہو اَلْحَقُّ الْمُبِیْنُ دو نام ہین قال تعالیٰ ویعلمون ان اللہ ہو الحق المبین۔ اور جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ظاہر ہی المبین جو پوشیدہ و مخفی نہو۔ مترجم کہتا ہو کہ علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حقسبحانہ تعالیٰ نے نور پیدا کیا اور وہ نور سے زیادہ ظاہر ہو لیکن مخلوق پر خود حجاب ہو اور قولہ تعالیٰ اللہ نور السمٰوٰت والارض کی تفسیر دیکھو اگر کہا جاوے کہ اہل جنت کے حق مین فرمایا کہ وجہ الرب پر ردائے کبریا ہوگی بیہقی رح نے جواب دیا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ اسکے جلال کبریائی کا حجاب انپر ہوگا اگر کہو کہ حدیث صحیح مسلم مین ہو کہ حجابہ النور اسکا پردہ نور ہی مین کہتا ہون کہ اسکے معنی یہ ہین کہ مخلوقات سب حجاب مین ہین پس کفار پر تاریک حجاب ہین جنکی مثال قولہ تعالیٰ کبحر لجی یغشاہ موج الآیہ مین مذکور ہو اور مومنون کا یہ معنی مصرح ہین کہ تہ برتہ تاریکیان ہین اگر اپنا ہاتھ نکالے تو نہ دیکھ پاوے۔ اسیطرح کافر اپنے حجاب تاریک مین ہو پھر مومن کا پردہ قلب دور ہوتا ہو اور نورانی اعمال سے حجاب دور ہوتے ہین حتی کہ ولی بالکل نورانی پردے مین آتا ہو اور یہ بغیر موت کے دور نہین ہوتے اسیواسطے حدیث مین مضمون آیا ہو کہ دجال دعوی خدائی مین بدیہی جھوٹا ہوگا اور فرمایا کہ تم جان رکھو کہ تم اپنے رب عزوجل کو نہین دیکھوگے یہانتک کہ موت آوے۔

Marfat.com

سے ظاہر ہو کہ بعد موت کے دیدار موعود ہو بشرطیکہ یہان کفر و شرک کا حجاب جو دنیا کی محبت سے ہوتا ہو [illegible]
وہان دوزخ کا حجاب ہوگا **الظاہر الباطن** یہ دونون نام ہین جنکا ذکر قولہ تعالیٰ والظاہر والباطن مین [illegible]
والارض یعنی آسمانون و زمین کی کنجیان اللہ تعالےٰ ہی کے لیے ہین اسکی تفسیر مین فرمایا کہ کنجیان یہ ہین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
وَسُبْحَانَ اللّٰہِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاہِرُ وَالْبَاطِنُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَہُوَ
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور حدیث ابن عباسؓ مین ہو کہ آنحضرت صلعم جب رات مین تہجد فرماتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیَّامُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ حَقٌّ وَلِقَاءُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ
وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰھِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہی **حلیمیؒ** نے کہا کہ حق تعالیٰ کی قدرت
وحکمت کمال ظاہر ہی اور یہی **خطابیؒ** نے فرمایا کہ اسکی حجت بدیہی ظاہر ہی **مترجم** کہتا ہی کہ ظہور درحقیقت صفت حق تعالیٰ ہی اور حجاب
مخلوق پر ہی اور یہ عقل کے نزدیک بدیہی دلیل ہی واللہ تعالیٰ ہوالحق **الوارث** دنیا مین مخلوقات اپنے حجاب غفلت مین اُن چیزون کے
مالک بنتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کنّا نحن الوارثین ہم ہی وارث ہین یعنے سب موت سے فنا ہونے والے ہین تو انکا کوئی وارث
نہین رہیگا اور اللہ تعالیٰ ہی باقی دائم ہی فافہم **الواحد** یعنے الوہیت اسیکے لیے ہی کسی دوسرے کے لیے نہین ہی اور یہی اسکی وحدانیت
کے معنے ہین اور گنتی مراد نہین ہی کیونکہ گنتی کو اُسی نے پیدا فرمایا ہی اور حدیث مین ہی کہ جب آپ رات مین آنکھ کھولتے تو فرماتے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
الْوَاحِدُ الْقَہَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ (رواہ البیہقی) **الوتر** یہ لفظ عرب مین جفت کے مقابلے مین طاق
بولتے ہین اور یہان وحدانیت مراد ہی اور حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ وتر ہی وہ طاق کو پسند فرماتا ہی (صحیح مسلم) **الکافی** کفایت فرمانے والا
اور یہ فقط اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہی کیونکہ جب تمام مخلوقات اسی کے قبضۂ قدرت مین ہی تو پیغمبر اور ولی وغیرہ سب اسی کے قبضہ مین معزز و مکرم ہین
اور حدیث مین ہی کہ بندون کے قلوب اسی کے دو انگلیون کے درمیان ہین جدھر چاہتا ہی پھیرتا ہی (صحیحین) یعنے جیسے کسی کی دو انگلیون مین چیز ہوتی
ہی پس جب نصرانی یا یہودی نے زعم کیا کہ پیغمبر سے فریاد کرے وہ اس کام مین کفایت کریگا تو یہ زعم باطل ہی اور مشرکین یہ زعم کرتے کہ ہم جن سے مدد
چاہتے ہین یہ اللہ تعالیٰ کے یہان دعا کرکے ہمارا کام بناتے ہین یہ سب باتین دلیل ہین کہ انمین سے کسی نے اللہ تعالیٰ کو نہین پہچانا کیونکہ یہ اس
خیال پر مبنی ہی کہ یہ لوگ الگ ہین جیسے بادشاہ کے یہان کوئی معزز مکرم آدمی سفارش و دعا کرتا ہی تو وہ سنکر منظور کر لیتا ہی اور فریادی کی بات نہین
سنتا ہی حالانکہ یہ قیاس جناب باری تعالیٰ مین کفر ہی اسکی شان یہ ہی کہ یہ شخص جو ولی یا نبی کے مزار شریف پر جانا چاہتا تھا اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی
اور جب گیا تو اسی کے پیدا کرنے سے یہ کام ہوا جیسے وہ مٹھ کی طرف گیا تو اسی کے پیدا کرنے سے یہ کام ہوا کیونکہ بالاجماع سب افعال کو پیدا
کرنے والا وہی ہی پھر جسنے اپنی ذات مین جیسا کام کمایا ہی ویسا ہی ہوگا پھر جب وہ غافل وہان ولی کے مزار پر پہونچا تو اللہ تعالیٰ کے
روبرو ہی اور ولی کا قلب ارادہ اُسیکے قبضۂ قدرت مین ہی یہودی غافل نے جب ولی سے التجا کی تو یہ فعل حق عزوجل نے اسمین پیدا کیا اور
اُسکے نامۂ اعمال مین لکھا گیا ابوحنیفہ وجمیع مشائخ حنفیہ نے کہا کہ ولی وغیرہ کوئی مردہ نہین سنتا ہی اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو سنا دے جیسے
حضرت صلعم کے فرمان کو مرے ہوے قریش نے سنا تھا اور شافعیؒ نے کہا کہ سنتے ہین پھر اگر ولی نے سنا تو اسمین یہ فعل بھی اللہ تعالیٰ سے
پیدا فرمایا اور اُسکا قلب اُسیکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہی اگر اسکو منظور ہو تو وہ دعا فرماویگا بشرطیکہ مردے ایسا کرتے ہون اور اگر نہین تو کچھ نہین ہوگا
جسنے بادشاہ پر قیاس کیا وہ کافر ہی تو صاف ظاہر ہوا کہ یہ سب یہودگی کے خیالات اسکے نامۂ اعمال مین لکھے گئے اور کچھ فائدہ نہ ہوا

Marfat.com

[illegible] یا ہو تو بدتر ہوا اور یہ طریقہ بے شبہہ طریقہ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے خلاف ہی کیونکہ وہ لوگ کبھی اسلیے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک پر نہین جاتے تھے باوجودیکہ یہ شدائد و سختیان خاص مدینہ مین یزید مردود کے زمانہ مین گذرین ولیکن اس زمانہ مین جاہل خود جاہل ہین اور انھون نے گمراہ کرنے والے جاہلون کو اپنا پیشوا بنایا ہی اور سلف کا طریقہ چھوڑ کر نئے طریقہ کو لیتے ہین واللہ تعالیٰ ہو العلیم الحکیم حدیث مین ہی کہ جب آپ بستر پر تشریف لیجاتے تو یہ دعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ بیہقی نے کہا کہ اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہی العلی حلیمی نے کہا کہ العلی وہ پاک ہی کہ اس سے اعلیٰ کوئی نہین ہی اور جمیع مدارج جلال و جمال مین وہ سب سے بڑھکر بذات خود علی ہی مترجم کہتا ہی کہ اعلی شاید اس وجہ سے نہین فرمایا کہ یہ شبہہ نہو کہ وہ اعلی ہی اور کوئی علی بھی ہی حالانکہ اسکی ذات و صفات سے کسیکو نسبت نہین ہی اور واضح رہے کہ حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کا نام علی ہی جسمین یہ معنی ملحوظ نہین ہین اسیواسطے العلی الف لام نہین ہی اور بندگی کی نسبت سے عبد العلی کہتے ہین اور حدیث معراج مین ہی کہ آپنے ملائکہ کی یہ تسبیح سُنی سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى بیہقی الرفیع فی قولہ تعالیٰ رفیع الدرجات ذو العرش الآیہ یعنی رفعت و بلندی کے مدارج کا مستحق سوائے اسکے کوئی نہین ہی جریر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہی کہ مین نے ایک شخص سے سنا وہ کہتا تھا کہ مین نے ابراہیم الصائغ رحمہ اللہ تعالیٰ کو کبھی آنکھ سے نہین دیکھا تھا لیکن خواب مین دیکھا تو مین نے پوچھا کہ آپ نے کس چیز سے نجات پائی ابراہیمؒ نے کہا کہ مین نے ایک دعا کی برکت سے نجات پائی وہ یہ ہی اَللّٰهُمَّ يَا عَالِمَ الْخَفِيَّاتِ رَفِيْعَ الدَّرَجَاتِ ذَا الْعَرْشِ تُلْقِي الرُّوْحَ عَلٰى مَنْ تَشَاءُ مِنْ عِبَادِكَ غَافِرَ الذَّنْبِ قَابِلَ التَّوْبِ شَدِيْدَ الْعِقَابِ ذَا الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اس خواب کو امام بیہقی نے باسناد جید روایت کیا ہی اَللّٰهُ یہ اسم پاک بعضے محققین اولیا کے نزدیک اسم اعظم ہی ولیکن جو بندہ اس نام پاک مین فنا ہو وہ جامع ہوگا اور اسکی ہر دعا قبول ہوگی ولیکن مترجم کہتا ہی کہ یہ بات تو صحیح ہی مگر وہ بندہ عارف جو اپنے وقت کا قطب ہوگا بھلا فنا ہونے کی صورت مین وہ کوئی خواہش نہین رکھتا تو کوئی دعا نہین کریگا ہان اسکے اظہار کرامت کے لیے اللہ تعالیٰ کسی سخت مصیبت کے وقت جب عام لوگ اسکے گرد ملتجی ہونگے تو ایسی سخت مشکل کو اسکی زبان سے دعا ظاہر کرکے دفع فرمائیگا تنبیہ جب کسی رحمت کی دعا منظور ہو تو اس نام پاک کے ساتھ مین اسماء رحمت مانند الرحمٰن الرحیم الرؤف وغیرہ کے ملاوے اور اسیطرح حدیث و آثار مین ماثور ہی [illegible] کہا کہ جس قسم کا مطلب ہو اسی فیض کا نام لے یہ نکتہ بہت لطیف ہی اور یہ اسماء پاک کے معانی مین لحاظ کرنے سے دریافت ہو سکتا ہی حدیث [illegible] رضی اللہ عنہ مین ہی کہ قرآن مین ہم لوگون کو منع کر دیا گیا تھا کہ رسول اللہ صلعم سے کوئی بات نہ پوچھین تو ہم لوگون کو آرزو ہوتی تھی کہ کوئی اعرابی آجاتا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتین دریافت کرتا اور ہم لوگ سنتے اتفاق سے ایک اعرابی آیا انکا نام ضمام بن ثعلبہ تھا اور اُسنے عرض کیا کہ اے محمد آپ کا رسول ہمارے یہان گیا تھا وہ کہتا تھا کہ آپ فرماتے ہین کہ آپکو اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجا ہی آپ نے فرمایا کہ اُسنے سچ کہا ہی اعرابی نے کہا کہ مین سختی کے ساتھ آپ سے پوچھنے والا ہون آپ خفا نہو جیے گا آپ نے فرمایا کہ نہین جو تیرا جی چاہے وہ پوچھ) آسمان کسنے پیدا کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسنے کہا کہ زمین کو کسنے پیدا کیا ہی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ [illegible] کیا کہ یہ پہاڑ کسنے نصب کیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا کہ زمین مین یہ منافع کسنے پیدا کیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پس اُسنے کہا کہ پھر مین آپکو اُسی کی قسم دلاتا ہون کہ جسنے آسمان و زمین پیدا کیے اور پہاڑ قائم کیے اور اسمین یہ منافع پیدا کیے ہین کہ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجا ہی آپ نے فرمایا کہ [illegible] اُسنے کہا کہ آپ کے رسول نے کہا کہ ہمپر دن و رات مین پانچ نمازین فرض ہین آپ نے فرمایا کہ اُسنے سچ کہا اعرابی نے عرض کیا کہ مین آپکو اُسی کی قسم دیتا ہون جسنے آپکو رسول بھیجا ہی کہ کیا آپکو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہی آپ نے فرمایا کہ ہان مترجم کہتا ہی پھر حدیث مین اسیطرح قسم دے کر اُسنے زکوٰۃ و صوم و حج کو پوچھا اور آپ نے فرمایا کہ ہان پھر اُسنے کہا کہ قسم اُس پاک عزوجل کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہی مین اسپر زیادہ [illegible] کرونگا اور نہ اُسمین کم کرونگا پھر جب وہ روانہ ہوگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ سچا رہا تو ضرور جنت مین داخل ہوگا رواہ مسلم ایضاً

علمارؒ نے کہا کہ فریضہ واسطے جنتی ہونے کے اسی قدر ہی اور جو نوافل ادا کرے وہ درجات پاوے
نہین کرونگا جلیمیؒ نے کہا کہ اللہ سب سے بزرگ نام ہی اور یہ جمیع معانی کو شامل ہی اور یہ حق عزوجل کا نام ہی یعنے وہ
یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہی اور کسی مخلوق کے لیے یہ نام کسی وجہ سے جائز نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ مشائخ پہلے مرید کو اسکی استدا
نام سے قلب کو ہر چیز سے فانی کرنا چاہیے کیونکہ یہ جامع ہی اور اسی وجہ سے کلمۂ توحید مین نام پاک آیا الحی قال تعالی
نے کہا کہ الحی صاحب حیات ہی اور اللہ تعالیٰ کی صفت مین یہ دائمی ازلی ابدی ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ الوہیت کے ساتھ بزرگ نام ہی اور
حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ کے لیے ہی اور مخلوقات اسی کی حیات سے ایک طرح کی زندگی پاتے ہین کیونکہ روح عالم مین سے مظہر ہی اسی لیے
موتی ہی اور دار آخرت بھی حیات ہی چنانچہ قرآن مجید مین منصوص ہی اور صفات جنت مین بارہا بیان ہوچکا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اسکی الوہیت کا یقین نہ
وہ حیات سے محروم رہا تو اسکا جسم و نفس مثل مردار کے ایندھن ہی اسی لیے کافر مردہ ہوتا ہی اور جو حیات تم دیکھتے ہو یہ حیات ظن ہی کہ مرتے ہی مردار
کیونکہ دلالہ الا ہوالحی القیوم سے زندہ نہین ہوا اور اسی سے باقی سب باتین خود سمجھ لو مثلاً جنت زندہ ہی اور اس مین سب چیزین زندہ ہین یعنی کسی طرح
اُن مین کچھ نقص و زوال نہین ہوسکتا ہی اسی لیے وہان کے پرند سے جنتی جسقدر چاہیگا گوشت کھائیگا پھر وہ بدستور پورا صحیح سالم اڑ جائیگا اور جس درخت کے
میوہ چاہے گا وہ اشارے پر منھ کے پاس چلا آویگا پھر جہان سے میوہ لیا ہی وہان بدستور پیدا ہوجائیگا اور درخت سایہ دار جھومتا ہوا جب اپنے
صاحب یعنی جنتی کی سواری آتے دیکھے گا تو خود اپنی شاخ اوپر کرلیگا لہذا کافر لائق جنت کبھی نہین ہوسکتا کیونکہ وہ اس نام پاک سے زندہ نہین ہوا بلکہ مردار ہی
جو کسی طرح جنت مین نہین جاسکتا۔ اسیطرح جب کافر مردار ہی تو اسکے اعمال جو اسنے یہان کیے مثلاً صدقہ خیرات وغیرہ تو ان اعمال مین حیات نہین
ہی تاکہ جنت مین درخت یا عمارت ہون پس لامحالہ انکا عوض اس کافر کو اسی مردار دنیا مین سے دیدیا جاویگا بشرطیکہ اس لائق ہو کیونکہ دنیا خود منصوص
کے حکم سے ملعون مردار ہی لہذا مردار کا عوض مردار سے ہوگا مترجم کہتا ہی کہ اسی وجہ سے مین نے ان اسمار پاک سے دنیا حاصل کرنے کی ترکیبین
جو پچھلے عاملون نے لکھی ہین بیان نہین کین اور رہا بندہ مومن تو جب وہ نیک اعمال آخرت کو خلوص نیت سے ادا کرتا ہی اور مثلاً ان پاک ناموں کو پڑھتا ہی
اور توحید الٰہی مین مستقیم ہی تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے آخرت کے ثواب عظیم کے ساتھ اسکو دنیا مین بھی ضرور عطا فرماتا ہی لیکن بعضے مردان خدا ایسے
تھے کہ وہ انکا پورا ثواب آخرت ہی مین چاہتے تھے اور دنیا مین فقر و فاقہ پر صبر کرتے تھے اور ہم انکی برابری کے لائق نہین ہین مگر آنکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت
سے انکے طفیل مین ہمکو انکے ساتھ کردے اَللّٰهُمَّ نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالسَّلَامَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَنْتَ أَرْحَمُ
الرَّاحِمِينَ۔ واضح ہو کہ بہت لوگ دل مین آخرت کو اور دھار موہوم سمجھکر نقد دنیا کے درپے ہوتے ہین اور اسم اعظم تلاش کرتے ہین اور نہین جانتے کہ
اسم اعظم انکی زبان سے کیونکر اتریگا جبکہ ایمان ہی گم ہورہا ہی حدیث ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ مین ہی کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم تین سورتون مین ہی سورہ
بقرہ و آل عمران و طٰہٰ مین راوی عمر بن ابی سلمہؓ نے کہا کہ مین نے ان سورتون مین خاص آیتین پائین سورہ بقرہ مین آیۃ الکرسی مین اَللّٰهُ لَا
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ اور سورہ آل عمران مین الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ اور سورہ طٰہٰ مین وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ
کہتا ہی کہ مین نے انکی تفسیر مین متعدد مفصل احادیث ذکر کی ہین اور ایک روایت مین قولہ تعالیٰ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ
شیخ ابن العربیؒ نے کہا کہ ہر چیز مظہر اسم پاک ہی اور یہ علم نہین ہوسکتا کہ یہ چیز کس نام پاک کا مظہر ہی مگر آنکہ اہل معرفت مناسبات اعتبار کر
پس اگر دعا مین جو مطلوب ہی اسکے مناسب اسمار حسنیٰ مل گئے تو وہی مجموعہ اسکے لیے اسم اعظم ہوجاتا ہی یہ نکتہ بہت لطیف ہی سنن ابی داؤد مین
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے مسجد مین نماز پڑھی اور ہملوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد مین بیٹھے تھے پھر
نماز رکوع و سجود و تشہد سے ختم کی تو دعا کی اور اسنے دعا مین اسطرح کہا کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا
بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ اِنِّي اَسْأَلُكَ یہان اپنی دعا بیان کی پس

Marfat.com

...اللہ تعالیٰ سے اسکے اسم عظیم کے ساتھ دعا مانگی ہو یہ ایسا اسم ہو کہ جب اسکے ساتھ دعا مانگی جاوے تو قبول فرماتا ہو اور جب اسکے ساتھ
...مانگے تو عطا فرماتا ہو (رواہ البیہقی ایضاً) واضح رہے کہ دعا مین بدکاری و قطع رحم کا قصد نہو **اَلْعَالِمُ** اسی طرح علیم و علام سب کے معنی یہی ہین کہ
...کمال اور حقیقت علم اسی کو ہو کہ درختون کے پتے اور زمین کی چیونٹیان اور کیڑے سب اسکے علم مین حاضر ہین بلکہ رب تبارک و تعالےٰ
...مخلوقات اولین و آخرین کو قبل پیدا کرنے کے اسیطرح جانتا تھا جیسے اب جانتا ہو کیونکہ اسکا علم صفت قدیم ہو اسمین کمی بیشی کا تغیر بالکل محال ہو اور کسی چیز
...حاصل ہونا اسکی شان عالی مین محال ہو اور وہ ہر مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے اسکے ہر دم و ہر ساعت کے افعال بلکہ سانس تک خوب
...جانتا تھا اور اسکو تقدیر کہتے ہین لوگ غلطی سے اس تقدیر سے چپٹتے ہین کہ جو کچھ ہماری قسمت مین لکھا ہو وہ ہوگا ہم کیون کرین یہ کلمہ قریب کفر ہو
...بلکہ یون کہے کہ بیشک مین جس لائق ہون وہی مجھسے ہوگا اور جو کچھ ہوگا یہی میرا رب علام الغیوب جانتا تھا جو تقدیر مین لکھا ہوگا پھر وہ حکم شرع کے
...موافق عمل کرے اور نیک و بد کے حواس کا شکر کرے اور سرکشی سے اسکو کچھ فائدہ نہوگا بلکہ یہی خرابی اسکی قسمت مین تھی بالجملہ علم الٰہی ایسا غیر متناہی ہے
...کہ قلب فنا ہوجاتا ہو اور وہ ایک ذرہ کم نہوا اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہو کہ ابوبکر الصدیقؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ حکم فرمایئے
...جسکو مین صبح و شام پڑھ لیا کرون آپنے صبح و شام و سوتے وقت پڑھنے کو یہ دعا بتلائی اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
...وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ
اَلْقَادِرُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل ہو القادر اسمین سب طرح کی قدرت ہو حدیث مین ہو کہ جب یہ آیت پڑھی جاوے اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى
...اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى۔ تو کہے بَلٰى۔ اور جب پڑھے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ کہے۔ بَلٰى۔ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (ترمذی و بیہقی) مترجم کہتا ہو کہ علمائے
...حنفیہ نے فرائض مین اس سے احتیاط کی ہو کیونکہ شاید یہ ایسی صورت مین ہو کہ جب نماز سے باہر اسکو پڑھے تو اسطرح جواب دے جیسے سورۂ والتین
...مین گزرا ہو اور حدیث کی ایک روایت یہ ہو کہ جب آپ پڑھتے تو اسطرح کہتے تھے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **اَلْحَكِيْمُ** جسکا ہر کام و ہر قول بالکل ٹھیک ہو
...خطابی نے کہا یعنی اسنے مخلوقات کو نہایت صنعت و حکمت کے ساتھ محکم طریقے سے پیدا کیا اور ایک مچھر سے لیکر آسمان تک کمال خوبی و حکمت پر
...حدیث مین ہو ایک اعرابی نے وظیفہ پوچھا آپنے فرمایا کہ یہ پڑھا کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا
وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ
(رواہ مسلم) **اَلسَّيِّدُ** قرآن مجید مین سید نام نہین آیا ہو اور ترمذی کی روایت مین بھی نہین ہو لیکن حدیث عبداللہ بن الشخیر مین ہو کہ ہملوگ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور ہم نے کہا کہ آپ ہمارے سید ہین آپنے فرمایا کہ سید تو اللہ ہو ہمنے کہا کہ اچھا آپ ہمسے فضیلت
مین بہت افضل اور بخشش مین بہت اعظم ہین آپنے فرمایا کہ اچھا جو کہو یا اسمین سے بھی کم کرکے کہو اور تمکو شیطان ابھارنے نہ پاوے (ابوداؤد وغیرہ)
حلیمی نے کہا کہ سید سردار ہوتا ہو کہ اسیکی طرف رجوع کرتے اور اسیکے حکم پر چلتے ہین پھر مخلوق مین یہ صفت اپنی بعض صورتون کے لحاظ سے پاتے ہین
حالانکہ یہ بات نہین ہوتی کہ جو کچھ وہ کہے ویسا ہی واقع ہو یا انکی بیماری وغیرہ کو دفع کرسکے بلکہ فقط معنی یہ ہوتے ہین کہ قوم کے لوگ ایک شخص کو
عقلمند و دانشمند و مدبر سمجھکر اپنی تدبیر پر اسکی تدبیر کو مقدم رکھتے ہین پس انکل کی تدبیر مین اسکو پیشوا بناتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی شان مین یہ امر حقیقت ہو
کہ مخلوق بالکل اسیکے حکم و تدبیر پر قائم ہو اور اسی کی شریعت پر مدار ہو مترجم کہتا ہو کہ سید کا لفظ عام استعمال مین حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ
کے سوا بلا کسی واسطے مستعمل ہوگیا لہذا علماء اسکو جناب باری تعالیٰ مین اطلاق نہین کرتے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم نہین کہسکتے ہین ولیکن معنی
کے لحاظ سے حقیقت یہی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت سید اولاد آدم ہین ولیکن آپ نہایت اہتمام رکھتے تھے کہ جیسے نصرانیون کو
شان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ مین ابھار امیری امت ایسا نکرے **اَلْجَلِيْلُ** جسکی جلالت و عظمت اسکی ذاتی صفت ہو اور
کسی مقابلہ مین کوئی چیز جلیل و عظیم نہین رہسکتی اور قرآن مجید مین اس معنی مین ذوالجلال والاکرام ہو **اَلْبَدِيْعُ** جسکی قدرت سے بغیر

Marfat.com

۱۱۳ ، دنمونے کے یہ موجودات ظاہر ہوئی وہی بدیع السمٰوٰت والارض ہی اور الحی کے ساتھ اسم اعظم مین ہی پاک
کے بنانے والا اور اسکی تفسیر گذر چکی ہی اَلَّذِیْ کما قال تعالی ومن الانعام ازواجا یذرؤکم فیہ یعنی پیدا کرنے والا اور بڑھانے
سے ایک شخص نے پوچھا کہ جب ابتدا مین شیاطین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کیا تھا تو اسکا حال بیان فرمائیے
سے نے کہا کہ ہان ابتدا مین اللہ تعالی نے آپکو یہ قدرت کا تماشہ دکھلایا شیاطین جنگلون و پہاڑون سے ہجوم کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ
اور اُن مین سے ایک شیطان آگ کے شعلے لایا تھا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جلا دے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو
اور جبرئیل ؑ نے عرض کیا کہ ای محمد آپ یہ کلمات فرمائیے جو مین کہتا ہون پھر قدرت کا تماشا دیکھیے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُ
بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَأَ وَذَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْہَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ
مِنْہَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ یَا رَحْمٰنُ جیسے ہی آپنے یہ کلمات فرمائے
شیطانون کی آگ بجھ گئی اور وہ گرتے پڑتے بھاگے اس حدیث کو امام بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہی اَلْخَالِقُ الْخَلَّاقُ اسکی تفسیر اور
گذر چکی ہی اور ہر ایک مخلوق کو جسدن اللہ تعالی نے پیدا فرمایا اسکا ذکر سورۂ اعراف وغیرہ مین متعدد مقامات پر اس تفسیر مین بیان ہو چکا الحاصل
کمال خوبی و حکمت کی صنعت سے پیدا کرنے والا اور تمام اہل معرفت موافق قرآن و حدیث کے یقین جانتے ہین کہ دنیا مین ہر مخلوق کو اور
اُس مخلوق سے جو کام ہوتے ہین سب کو اللہ تعالی ہی نے پیدا کیا حدیث حذیفہ مین ہی کہ اللہ تعالی نے ہر کاریگر کو اور اُسکی کاریگری کو پیدا کیا ہی
(البیہقی وغیرہ) اَلْفَاطِرُ جسنے عدم سے کوئی چیز نکال دی حالانکہ پہلے کچھ نشان نہ تھا اور اس نام پاک کا ذکر عالم کے بیان مین حدیث ابوبکر رضی اللہ
عنہ کی دعا مین اوپر گذر چکا ہی اَلْمُبْدِیْءُ یعنے ظاہر فرمانے والا اور بیہقی رح نے البادی بھی اسی معنی مین بیان کیا اور مقصود یہ ہی کہ اگر مخلوق کی
صنعت سے کوئی چیز پیدا ہوتی ہی تو یہ وہم نہو کہ ظاہر کرنا مخلوق کی طرف سے ہوا ہی بلکہ اللہ تعالی ہی پیدا اور ظاہر فرماتا ہی اَلْمُصَوِّرُ اسکی تفسیر اوپر
گذر چکی اور جاننا چاہیے کہ اس زمانہ مین بہت سے کفار غافل ایسے ہین کہ تصویرین بنانے پر مرتے ہین اور اُسپر فخر کرتے ہین حالانکہ ایک چیونٹی
یا ایک پتی حقیقت مین نہین پیدا کر سکتے و لیکن مردہ کفار اپنی بجان تصویر سے پوری مشابہت رکھتے ہین اور مخلوقات الٰہی مین اُسکی قدرت و صنعت
دیکھنے سے غافل ہین حدیث مین ہی کہ اللہ تعالی کی مخلوقات کے ساتھ جو لوگ مشابہ تصویر بناتے ہین قیامت مین سخت عذاب کیے جائینگے (رواہ مسلم
وغیرہ) اَلْمُقْتَدِرُ جسکو ہر طرح کی قدرت حاصل ہی کہ جو چاہے وہ کرے اَلْمَلِیْکُ الْمُلْکِ۔ وہی تمام جہان کا مالک ہی اور اسکا بیان
گذر چکا حدیث مین ہی کہ سب سے زیادہ خوار و ذلیل نام شہنشاہ ہی جو مخلوق پر بولا جاوے اَلْجَبَّارُ اسکا بیان اور تفسیر مین مفصل گذر چکا ہے
اَلْاَحَدُ جسکا کوئی نظیر و شبیہ نہو اَلْوَاحِدُ جسکا شریک اور دوسرا نہو اَلْعَظِیْمُ تمام مخلوقات کے لبور کا مالک ہی کوئی اُس سے مقابلہ یا
مخالفت نہین کر سکتا ہی عظمت و کبریائی اُسکی شان ہی اُسکی قدرت سے کچھ باہر نہین ہے اَلْعَزِیْزُ ہر چیز پر غالب ہے اور اُسکی تفسیر پہلے
ہو چکی ہی حدیث مین ہی کہ کرب کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ
الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِیْنَ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ (صحیحین وغیرہ) اَلْمُتَعَالِیْ جنمین کہ مخلوق کے
ہو سکتی ہین اللہ تعالی اُنسے پاک برتر ہی حلیمیؒ نے کہا کہ جیسے جورو اور اولاد اور عضا اور بیٹھنے کا تخت اور پردہ نور ایک جگہ سے
جگہ جانا اور اسکے مانند جو چیزین تغیر چاہتی ہین سب سے پاک ہی اقول بیہقیؒ نے بیان کیا اور اس سے اشارہ یہ ہی کہ عرش پر مستوی ہونے
معنے بعضے ناقص عقل یہ معنے لگاتے ہین کہ تخت پر بیٹھا ہی اسلیے کہ عرش کے معنے تخت کے ہم کو معلوم ہین اور مستوی ہونا ہمارے
حالانکہ یہ حماقت ہی کیونکہ بلا خلاف یہ صفت ہی اور صفت مین جب حقیقت معلوم نہو تب تک اُسکی کیفیت غیر ممکن ہی اور ایمان
ایمان مین آتے ہین اور یہی جمیع صفات الٰہیہ مین عام ہی حتی کہ عالم ہونے کی کیفیت جناب باریتعالی من الانسان

Marfat.com

اور اس سے یہ مراد نہین ہی کہ نور اسپر پردہ ہی بلکہ مخلوق پر ہی اسیطرح آخر رات مین اللہ تعالیٰ کا نزول بجانب آسمان دنیا جو بکثرت احادیث
اور اس سے یہ قیاس نہین ہو سکتا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہی بلکہ ظہور شان ہی جسکی کیفیت تصور کرنا امکان سے باہر ہی الباطن
سوے غیر اور پر گذر چکی ہی یعنے وہی حق ہی اسکے سوائے کچھ نہین ہی اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ حضرت سیدۃ النسا فاطمہ رضی اللہ عنہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم مانگنے آئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو یہ دعا تعلیم فرمائی اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ
الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرٰیۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْءٍ اَنْتَ
اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ
وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ۔ یہ حدیث صحیح مسلم مین ہی۔ اَلْکَبِیْرُ اکبر سب سے بڑھکر
شان و بزرگی والا اور اس سے یہ مراد نہین ہی کہ مخلوقات و اپنے غیر کی نسبت سے اکبر ہی بلکہ یہ معنے ہین کہ بزرگی جہانتک بے انتہا قیاس مین
آوے اس سے بڑھکر اسکی شان ہی حدیث مین ہر درد و بخار کے لیے یہ دعا تعلیم فرمائی ہی بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ
شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَشَرِّ حَرِّ النَّارِ (رواہ البیہقی وغیرہ) اَلسَّلَامُ جب آنحضرت صلعم نماز سے پھرنا چاہتے تو تین مرتبہ استغفار کرتے
اور کہتے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ مین ہی الغنی قرآن مین آیا ہی
اور الصمد باعتبار ذات وصفات کے غنی ہی اور الغنی جمیع اشیاء کی راہ ہی جنمین ایک کو دوسری سے حاجت ہوتی ہی تو اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کی حاجت
نہین ہی جیسے وہ اپنی ذات وصفات مین کامل ہی نکتہ الوہیت کمال ہی اور جب حقیقی کمال ہوا تو کسی چیز کی طرف حاجت نہین ہوتی ہی اسلیے
کہ حاجت تو نقص کے پورا کرنے کے لیے ہوتی ہی اور کمال کے بعد کوئی نقص نہین اور نہ کوئی مرتبہ ہوتا ہی جسکے لیے احتیاج ہو اور عوام الناس جو محاورہ
مین اکمل وغیرہ بولتے ہین تو اسکی وجہ یہ ہی کہ مخلوق درحقیقت ناقص محتاج ہین اور یہ کسی صورت مین کمال کو نہین پہونچ سکتے ہین کیونکہ اپنی ذات
مین ہر دم محتاج ہین کہ اگر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو پیدا ہوا ورنہ معدوم ہی پھر پیدا ہو کر اگر اللہ تعالیٰ باقی رکھے تو رہے ورنہ مرجاوے اور
اگر زندہ رہے تو ہر چیز ظاہری کا محتاج ہی اور یہ بات ظاہر ہی پھر بعض آدمی اپنی ضرورت کی چیز بہ نسبت دوسرے کے زیادہ حاصل کرتا ہی مثلاً
ایک نے علم نہین پڑھا تو وہ انسانی قسم مین جانور کے مانند ہی اور دوسرے نے علم شریعت بقدر ضرورت حاصل کیا تو یہ انسانی علم مین پہونچا اور
لوگ اسوجہ سے اسکو کامل کہنے لگے اور تیسرا مرتبہ اجتہاد کو پہونچا تو اسکو اکمل کہنے لگے اور یہ سب مجازی گفتگو ہی اور کمال کے حقیقی معنے یہ ہین کہ
کسی خوبی مین کسر نہو بلکہ ہر خوبی اسکو ایسی حاصل ہو کہ اس سے بڑھکر نہین ہو سکتی ہی تو یہ بات کسی مخلوق مین نہین ممکن ہی اول یہ کہ وہ اپنی پیدایش
مین محتاج ہی تو کیونکر کمال ہو سکتا ہی یہان سے معلوم ہوا کہ جس قوم مشرک نے کسی مخلوق کو معبود بنایا وہ جاہل گمراہ ہی اور باران رحمت
طلب کرنے کی دعا مین ہی اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا
قُوَّۃً وَبَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ بیہقی وغیرہ اَلسُّبُّوْحُ نہایت پاک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود مین کہتے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ
رَبُّ الْمَلَائِکَۃِ وَالرُّوْحِ صحیح مسلم وغیرہ۔ اَلْقُدُّوْسُ نہایت فضیلت و خوبیون والا جیسے کہے کہ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد یہ تقدیس
تمام علم بولد آخر تک تسبیح ہی لہذا یہ سورہ تہائی قرآن ہی اَلْمَجِیْدُ تعریف کیا گیا زبردست خطابی رح نے کہا کہ وسیع کرم والا یعنی مع شرف کے
حدیث صحیح مین ہی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب کسی وادی پر پہونچتے تو تہلیل و تسبیح کرتے اور ہماری آوازین
بلند ہوتین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای لوگو اپنی جان پر نرمی کرو تم کسی بہرے یا غائب کو نہین پکارتے ہو وہ تو تمہارے
ساتھ ہی ہی ایک روایت مین فرمایا کہ جس کو پکارتے ہو تمہاری سواری کی گردن سے بھی زیادہ تمسے قریب ہی (صحیح بخاری وغیرہ)
اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بندہ اور رب تعالیٰ کے درمیان مسافت نہین ہی جہان شبہہ ہو کہ دعا سنی یا نہین سنی یا کچھ پوشیدگی ہو

Marfat.com

رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے بہت قریب ہی حتی کہ گردن کی رگ سے زیادہ قریب ہی بیہقی) اَلْمُحِیْط احاطہ کرنیوالا یہ صفت خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کہ وہ اپنے علم و قدرت سے تمام مخلوقات کو گھیرے ہوئے ہی سے مخفی ہو یا بھاگ جاوے اَلْفَعَّال جو چاہے جب چاہے جسطرح چاہے وہ کرے اور مخلوق عاجز ہوتی ہی رکھتا ہی کوئی چیز ایسی نہین جو اسکی قدرت سے باہر ہو اَلْغَالِبُ اپنی مخلوق سے جو چاہتا ہی وہی ہوتا ہی چاہے مخلوق خوش ہو یا ناخوش آسمان و زمین کو پیدا کرنا چاہا تو مجال نہین کہ اسطرح بن جانے سے مانع ہون اَلطَّالِبُ یعنے حق تعالیٰ کا طلب کرنا حق ہی کیونکہ اسکی طلب مطلوب حاضر ہی اور اگر چاہے مہلت دے اور یہ بمقتضائے حکمت ہی بقولہ تعالیٰ انما نملی لہم الآیہ یعنی کافرون کو مہلت دی تاکہ اپنے گناہون کا سرمایہ پورا کرین اور حدیث مین ہی کہ ظالم کو اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہی یہانتک کہ جب اسکو گرفتار کرتا ہی تو وہ چھوٹ نہین سکتا صحیح بخاری اور واضح ہو کہ حدیث مین ہی کہ ابراہیم علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج مین وصیت کی کہ اپنی امت سے کہو کہ جنت کی زمین عمدہ پاکیزہ ہی اسمین سبحان اللہ الحمد للہ لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر سے پودے لگا دین ۱۲ اور یہ معلوم ہی کہ کفار اپنے اعمال پاوینگے تو انکے بدکردار انکے ٹھکانے جہنم مین کے جائے ہوئے تھوہر وغیرہ ہین نعوذ باللہ من ذلک اور حدیث مین ہی کہ کسی گناہ کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکا طالب موجود ہی یعنی آخرہ گناہ ہی اَللّٰھُمَّ غفرانک الواسع حلیمیؒ نے کہا یعنے اللہ تعالیٰ کی مقدورات و معلومات بہت کثرت سے ہین اور اس نام پر ایمان لانے سے ایمان قلبی یہ کہ اللہ تعالیٰ پر کچھ پوشیدہ نہین ہی اور نہ وہان کسی چیز سے عاجزی ہی تو رحمت کے عمل کرے کہ وہ واسع ہی یعنے اسی وجہ سے ہر رحمت کا ثواب دس گونہ ہی و گناہ غضبی فقط ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہی اَلْجَمِیْل خوبیون والا حلیمیؒ نے کہا یعنے اسکے نام خوب ہین کیونکہ جب وہان کسی بدی و برائی کی مجال نہین ہی تو تمام خوبیان ہی خوبیان ہین خطابیؒ نے کہا یعنے خوبی و احسان والا ہے اور کبھی اس کلمہ سے نور و تازگی سے خوبی لیجاتی ہی اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مین وہ شخص نہین جاویگا جسکے دل مین ذرہ برابر تکبر ہو اور دوزخ مین وہ شخص نجاویگا جسکے قلب مین ذرہ برابر ایمان ہو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آدمی کو پسند ہوتا ہی کہ اسکا کپڑا اچھا ہو اور جوتی اچھی ہو آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہی وہ جمال کو پسند فرماتا ہی تکبر وہ شخص ہی جو حق کو دفع کرے اور لوگون کو حقیر سمجھے رواہ مسلم یعنے خوبی اور ستھرائی اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہی نہ نازیبا زینت الواجد حلیمیؒ نے کہا یعنے کوئی چیز اُس سے گم نہین ہو سکتی ہی اور نہ کہین جا سکتی ہی اور خطابیؒ نے ذکر کیا یعنے جو کچھ چاہے وہ پاس ہی وہ غنی ہی کچھ کمی نہین ہی اَلْمُحْصِی ہر ایک چیز کو مفصل احاطہ کرنے والا یہ صفت جناب باری تعالیٰ مین اس شان کمال پر ہی کہ مخلوقات مین سے کسی کی عقل و حواس کام نہین کرتی اور عاجز ہین اول تمام قسم کے مخلوقات ملائکہ و جن و انسان و کروروں قسم کے حیوانات و نباتات و جمادات وغیرہ عالم علوی و سفلی سب کو خیال کرو پھر ہر قسم کے افراد کروروں بیشمار دیکھو ان مین چیونٹیان و اس سے چھوٹے جانور بھی شامل ہین ان سب کے ہر ہر فرد کو اللہ تعالیٰ نے احصا فرمایا بلکہ ہر ایک فرد کی ذات مین جسقدر اجزا ہین مثلاً ایک آدمی مین جسقدر بال و رگین وغیرہ ہین سب کو جمیع افراد اور جمیع اقسام مین احصا فرمایا بلکہ ہر ایک کی مقدار کو احاطہ فرمایا پھر آخر تک ہر فرد کی صفات اور ہر فرد کے افعال کو مع اموات کے احاطہ فرمایا اور خوب معلوم ہی کہ اسی نے اپنی قدرت سے ہر ایک کی ذات کو پیدا کیا ہی و قد قال اللہ تعالیٰ لقد احصاہم و عدہم عدا قال تعالیٰ احصیٰ کل شئی عددا اور فرمایا احصاہ اللہ و نسوہ یعنے اپنے افعال کو بھول گئے مگر اللہ تعالیٰ نے انکو احصا فرمایا ہی سبحان اللہ و بحمدہ اَلْقَوِیُّ خطابیؒ نے کہا کہ صفت آلہی ہی یعنے اسکی ہر چیز پر کامل و بے عجز شامل ہی اَلْمَتِیْنُ ابن عباسؓ نے کہا کہ المتین یعنے شدید ہی حلیمیؒ نے کہا کہ وہ کمال ذاتی و صفاتی اسکی قوت کاملہ بحال ہی اسمین نہ نقص ہی نہ فتور ہی نہ کبھی زوال ہی ذُوالطَّوْل حلیمیؒ نے کہا کہ اسکی خیرات کثیرہ جلیلہ اسمین کمی نہین ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسکی وسعت و تونگری بے مثل ہی للہ الحمد المنہ السمیع

کل اقوال ہر اور مخلوق خطاکان دیے گئے کہ ان سے فقط اپنی ضرورت وحاجت کی قدر ایک طرح کا سننا سنتے ہین اور تعالیٰ
کر دیدی تم کی مخلوقات مین ہر ذرہ کی آواز خواہ آہستہ ہو یا زور سے ہو خواہ تنہا ہو یا لشکر کثیر کے معرکے مین ہو سب سنتا ہی اور ہر جزو
انتخاب رکھتا ہی اسیطرح البصیر اسم پاک ہی کہ اندھیری رات مین غار کے اندر چیونٹی کی چال دیکھتا ہی اور حدیث مین ہی کہ الٰہی مین چار
چیزون سے پناہ مانگتا ہون ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسے قلب سے جسمین خشوع نہو اور ایسے نفس سے جو آسودہ نہو اور ایسی دعا سے
جو نہ سنی جاوے یعنے قبول نہو اس حدیث کو اصحاب سنن وبیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہی العلیم خفیہ وظاہر اور جسکو آدمی خود نہین جانتا اور غیب
حاضر سب جانتا ہی اور حدیث مین ہی کہ جسنے صبح کو کہا کہ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
اسکو تین مرتبہ پڑھا تو اُسپر کوئی ناگہانی بلا نہین آویگی یہانتک کہ شام ہوجاوے اور اگر شام کو کہہ لیا تو رات مین کوئی بلا سے ناگہانی نہین آویگی یہانتک
صبح ہوجاوے اس حدیث کو ابو داؤد وبیہقی نے روایت کیا ہی اور بعض سنن مین ہی کہ جسنے اسطرح کہا ہوا سکو زہر وسحر اثر نہین کریگا اتفاق سے
جس بزرگ نے یہ حدیث روایت کی تھی وہ مبتلا ہوے اور جس سے روایت کی تھی وہ عیادت کو آیا اور اُسنے دل مین خیال کیا کہ انھون
نے وہ حدیث روایت کی تھی ان بزرگ نے اسکا ادراک کرکے آنکھ کھولی اور فرمایا کہ اے فلان وہ حدیث برحق ہی جو مین نے روایت کی ولیکن آج
مین اسکو پڑھنا بھول گیا اور جب اللہ تعالیٰ کا امر مقدر جاری ہوتا ہی تو یہی صورت ہوتی ہی وللہ الامر کلہ الخبیر یعنے اسمین شک وشبہہ
کا مجال نہین ہی وہ بحقیق خبر رکھتا ہی اسکو حلیمی رح نے کہا ہی الشہید علیمی رح نے کہا کہ مخلوق جس بات کو گواہی سے جان سکتے ہین اللہ تعالیٰ خود
جانتا ہی اور حاصل یہ ہی کہ علم الٰہی ہر مخلوق پر ہر دم حاضر ناظر ہی انہ علی کل شئی شہید مترجم کہتا ہی کہ اولیاے صالحین اس نام پاک کی برکت سے
بلند مقامات مین ترقی کرتے ہین اور کشف وشہود سے سرفراز ہوتے ہین ولیکن جمیع اولیاے صالحین ہمیشہ کشف سے بیزار ہوتے ہین کیونکہ وہ غفلت
اور غیر کی طرف نظر ہی ولیکن اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہی کہ ناقص بندون کو رغبت دلاوے اور کافرون کو اپنے بندون کی کرامت دکھلاوے
تو عابد بندے سے اُسکو ظاہر فرماتا ہی اور اُسکے عوض اسکو معرفت مزید عطا کرتا ہی حدیث مین ایک لطیف واقعہ مذکور ہی کہ بنی اسرائیل مین دو شخص
مسلمان تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ مجھے ہزار اشرفیان قرض دے (یعنے تجارت کے لیے جانا چاہتا تھا) مالدار نے کہا کہ گواہ ہونکو
لاکہ مین تمپر گواہ کرلون قرضہ چاہنے والے نے کہا کہ کفی باللہ شہیدا۔ اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہو اُسنے کہا کہ اچھا پھر اُس مال کا کوئی کفیل چاہیے
پھر اُسنے کہا کہ اللہ تعالیٰ کافی کفیل ہی اُسنے کہا کہ تم سچ کہتے ہو یہ کہکر ہزار اشرفیان لاکر ایک مدت معلومہ پر کے وعدے پر اُسکو حوالے کردین وہ
بھی اُنکو لیکر دوسرے ملک مین تجارت کو گیا جہان جہاز پر سوار ہوکر جاتے تھے اور وہان اُسنے تجارت کی جب وہ زمانہ آیا کہ اسوقت مال
اُسکو اُسکے دینے والے کو ادا کرنا چاہیے جسنے قرض حسنہ دیا تھا تو اُسنے جلدی کی اور جہاز کی تلاش مین بار بار آیا مگر کوئی جہاز میسر نہ آیا اور وہ مایوس
ہوکر کہا کہ مین نے خدا تعالیٰ کو شاہد وکفیل دیا تھا آخر اُسنے گھر مین جاکر ایک لکڑی مین سوراخ کیا اور اسمین اشرفیان بھرین اور منھ بند کرکے
لیجاکر لایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور عذر عرض کیا اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہی پھر اُسکو دریا مین ڈال دیا کہ اے رب تو اسکو پہونچا دے
میرا قرضہ قبول کرلے اودھر قرضخواہ بھی اُس زمانہ مین روپیہ وغیرہ کی ضرورت سے دریا کنارے جایا کرتا تھا اور وعدہ مذکور گزر گیا اور
کوئی جہاز نہ آیا تو اسنے مایوس ہوکر واپسی کا قصد کیا اتفاق سے کنارے ایک لکڑی دیکھکر اٹھا لایا اور اپنے چولھے پاس ڈال دی جب
اُسکو پھاڑا تو اسمین سے اشرفیان برآمد ہوئین شمار سے ہزار تھین اور اسمین نشان تھا اُسنے جانا کہ یہ معاملہ کیا ہی پھر ایک مدت بعد جب قرضدار کو
کوئی جہاز مسافر ہوکر آیا اور وطن پہونچکر ہزار اشرفیان لیکر اپنے قرضخواہ کے یہان لایا اور قسم کھاکر اُس نے عذر کیا کہ مجھے وقت پر
کوئی جہاز نہ ملا اب مین آیا ہون اور اپنا یہ مال تجھ سے لے لیجیے اُسنے کہا کہ میرا کچھ نہین چاہیے ہی مین نے بھر پایا ہی اور سب حال بیان کیا
شیخ حلیمی رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے اپنی مخلوقات کے اجزا بلکہ ذرات تک جانتا ہی اور کسی مخلوق مین یہ قوت وطاقت

Marfat.com

نہین ہوسلتی ہی اور بعض نے کہا کہ حسیب عرب مین بے حساب بخشش کرنے والے کو بھی بولتے ہین والله حسیبہ الله
مین اسکے افعال پاکیزہ ایسی حکمت کے ساتھ ہین کہ ہر فعل کا انجام کامل مفید ہی جو اسکے علم پاک مین پہلے سے معلوم ہی اور خلا
بکثرت خطا ہین اور یہ اسکی الوہیت سے پیدا ہوتی ہین اور یہ دلیل وحدانیت ہی اَلْقَيُّوْمُ قَيَّامٌ۔ وہی ہر چیز کو قائم رکھنے والا
بھی کسی چیز کا قیام بدون اسکی قیومی کے نہین ہی نکتہ یہ الوہیت وحدانیت پر ایمان لانے والے کو کافی ہی کہ اسکے سوا کسی مین نفع دینے
ذرہ برابر بھی نہین ہی حدیث مین ہی کہ جس بندے نے کہا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ تو اسکے گناہ بخشے جاوین
اگرچہ وہ شخص کافرون کے مقابلے سے جہاد مین بھاگا ہو (ابو داؤد وغیرہ) مجاہدؒ نے کہا کہ قیوم ہر چیز پر قائم حلیمیؒ نے کہا کہ ہر مخلوق کو حسن تدبیر
رکھتا ہی خطابی نے کہا کہ وہ قائم دائم بے زوال ہی اللہ تعالیٰ ہی آسمان و زمین وغیرہ کو قائم رکھتا ہی بیہقیؒ نے یہان موسیٰ علیہ السلام اور دو
شیشے کا قصہ ذکر کیا جو مین نے تفسیر مین اپنے مقام پر بیان کیا ہی وہان سے تلاش کرو اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ انکا ذکر ہو چکا ہی اور اللہ تعالیٰ نے کتاب
مجید مین اول بسم اللہ مین اور ثانیاً الحمد مین ان دونون ناموں کو مکرر ذکر فرمایا اور قرآن مجید مین الرحیم بکثرت ہی اَلْعَلِيْمُ حضرت علی رضی اللہ عنہ
کچھ کلمات کرب کے وقت مین اور کسی مصیبت کے وقت مین کہتے تھے اور انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حلیمی رحمہ اللہ
تعالیٰ نے کہا کہ الحلیم وہ ہی جو اپنا انعام و فضل اپنے بندون سے کسی خطا و گناہ کی وجہ سے نہ روکے اور اللہ تعالیٰ مین یہ صفت کمال ہی
کہ مشرکین معاصی بلکہ بدگوئی مین منہمک رہتے ہین اور اللہ تعالیٰ انکو رزق و عافیت دیتا ہی اور خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ الحلیم وہ ہے جو
بردباری سے درگذر کرے اور غصے مین از خود رفتہ نہو اور کسی نادان کی جہالت سے اچانک کچھ کام نہ کرے مترجم کہتا ہی کہ یہ اطلاق مخلوقات
مین ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی شان عالی مین تغیر نہین ممکن ہی جیسے مخلوق کبھی غصے کے وقت متغیر ہو جاتی ہی پس اللہ تعالیٰ کی شان مین اسکی شان
کے لائق سمجھنا چاہیے اور واضح ہو کہ حلیم وہ نہین ہی جو لاچاری سے مغلوب ہو کر صبر کرے بلکہ حلیم وہ ہی جو ہر طرح کا انتقام لینے کی قدرت رکھتا ہو پھر بھی عفو
و درگذر کرے اَلْكَرِيْمُ وجسکی عزت و کرامت بدرجۂ کمال ہی حدیث سہل بن ساعد الساعدی رضی اللہ عنہ مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک کریم ہی وہ مکارم اخلاق کو پسند کرتا ہی اور کمینہ اخلاق سے ناراض ہوتا ہی (رواہ البیہقی وغیرہ) حلیمیؒ نے کہا کہ زبان عرب
مین کریم اسکو کہتے ہین جسکا نفع بہت پہونچتا ہو اور اسمین شک نہین کہ اللہ کی طرف سے اسکے بندون کو بیشمار منافع حاصل ہین اور اللہ تعالیٰ نے
فرمایا وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوہا یعنے اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتین شمار کرنا چاہو تو احاطہ نہین کر سکتے ہو ابو سلیمان الخطابی رحمہ اللہ تعالیٰ
نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا انعام بالکل ابتدائی ہی وہان پہلے سے کوئی استحقاق نہ تھا بلکہ بندے اسکی نعمت کو لیکر نافرمانی کرتے ہین اور وہ عفو
اور انکو رزق دیتا ہی مترجم کہتا ہی کہ انسان کو سب سے زیادہ اپنی جان محبوب ہوتی ہی اور اللہ تعالیٰ نے اسکو ابتدا سے یہ نعمت دی ہی
پیدا کیا اور حدیث ابن عباسؓ مین ایک دعا آئی ہی یَا مَنْ اَظْهَرَ الْجَمِيْلَ وَسَتَرَ الْقَبِيْحَ یَا مَنْ لَمْ يُؤَاخِذْ بِالْجَرِيْرَةِ وَلَمْ يَهْتِكِ السِّتْرَ یَا عَظِيْمَ الْعَفْوِ یَا حَسَنَ التَّجَاوُزِ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ یَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِالرَّحْمَةِ یَا مُنْتَهٰى كُلِّ شَكْوٰى یَا صَاحِبَ
كُلِّ نَجْوٰى یَا كَرِيْمَ الصَّفْحِ یَا عَظِيْمَ الْمَنِّ یَا مُبْدِئَ النِّعَمِ قَبْلَ اِسْتِحْقَاقِهَا یَا رَبَّاهُ یَا سَيِّدَاهُ یَا اِلٰهَاهُ یَا
رَغْبَتَاهُ اَسْئَلُكَ بِكَ اَنْ لَا تَشْوِيَ خَلْقِيْ بِالنَّارِ بیہقیؒ نے کہا کہ یہ دعا اچھی ہی اور حدیث عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما
بھی روایت کی گئی ہی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے ثابت ہونے مین تردد ہی خطابی نے کہا کہ اس مقام کا
یہ بات ہی کہ اپنے ولی بندے کے گناہون کو مٹا کر ان کی بجگہ نیکیان پیدا کر دیتا ہی بلکہ حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ مین ہی کہ
وسلم نے فرمایا کہ مین اس شخص کو جانتا ہون جو سب سے آخر کو جنت مین داخل ہوگا ایک بندہ لایا جاویگا جس کے

پیش کرو اور اسکے کبیرہ گناہون کو اٹھالو پس اسکے سامنے صغیرہ گناہ پیش کیے جائینگے اور اس سے کہا جائیگا کہ تو نے فلان روز یہ گناہ کیا تھا اور فلان روز یہ گناہ عمل مین لایا تھا وہ کہے گا کہ جی ہان کیونکہ اسکو انکار کرنے کی گنجائش نہوگی اور اسکو اپنے کبیرہ گناہونکا خوف لگا ہوگا پھر اس سے کہا جائیگا کہ پیچھا تیرے ہر گناہ کے عوض ایک نیکی ہی تب وہ عرض کریگا کہ ای رب مین نے بہت ایسے گناہ کیے ہین جو مجھے یہان نظر نہین آتے ہین ابو ذر نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہنس دیے یہانتک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے (رواہ مسلم فی الصحیح) اور واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نام مین الاکرم بھی اسی معنی مین ہی واللہ تعالیٰ اعلم **الصبور** حلیمیؒ نے کہا یعنے عقوبت کرنے مین جلدی نہین فرماتا **العفو** نہایت کمال کے ساتھ عفو فرمانے والا حلیمیؒ نے کہا یعنے بندون کے گناہون کو سب کو اُنپر جمع نہین فرماتا بلکہ بہتیرے گناہ ساقط کردیتا ہی اور اگر توبہ و استغفار کرتے ہین تو سب گناہ ساقط فرماتا ہی اور کبھی اپنے بندۂ صالح کو شفاعت کی توفیق دیتا ہی تاکہ اُسکی عزت ظاہر ہو اور گناہگار کے گناہ بخشے جاوین اور **ترجمہ** کہتا ہی کہ کبھی گناہگار سے کوئی ایسی نیکی ہوتی ہی جسکے ثواب کے ساتھ مین بہتیرے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر مین نے لیلۃ القدر کو پایا تو کیا کہون آپ نے فرمایا کہہ **اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ** اس حدیث کو بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہی **تنبیہ** لیلۃ القدر کو پانے کے معنی دو طرح بیان کیے گئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان مین ایک رات لیلۃ القدر رکھی ہی اور لوگ اکثر اس رات کے لیے جاگتے ہین پس اگر تمام رمضان کی سب راتون مین کسی شخص نے التزام کیا تو ضرور وہ رات پاویگا یعنے اُسوقت دعا و عبادت مین ہوگا اور اگر قسمت مین نہوگا تو وہ اس رات مین سوجائیگا یہ معنی بعض علماء نے صریح بیان کیے ہین پس حاصل یہ کہ اس رات مین عبادت و دعا مین مشغول ہونا ہی اُسکا پانا ہی دوم یہ کہ اس رات مین نور پھیل جاتا ہی اور ہر چیز سجدہ مین ہوجاتی ہی اور مانند اسکے علامات بیان کیے گئے ہین اور **امام نووی** نے اسیکو اختیار کیا اور پہلا قول رد کردیا اور **ترجمہ** کہتا ہی کہ امام نوویؒ کا یہ عجب ہی اور حق واللہ اعلم وہی قول اول ہی اور یہ بات بیشک ہوتی ہی کہ اس رات ملائکہ و روح کا نزول ہوتا ہی اور اُنکے نور سے عالم روشن ہوجاتا ہی اور امید ہی کہ ہر چیز سجدہ کرتی ہو لیکن یہ زعم غلط ہی کہ جس شخص نے یہ دیکھا اُسنے پایا ورنہ نہین پایا اسواسطے کہ کسی حدیث مین یہ بات مذکور ہی اور کسی صحابیؓ نے یہ بات بیان نہین کی حالانکہ وہ لوگ رمضان مین سب راتون مین جاگتے تھے بلکہ بعضے تمام سال کے شب بیدار رہتے اگر ایسا ہوتا تو بتلاتے کہ اس مرتبہ رمضان مین فلان رات تھی اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علامت نہین فرمائی بلکہ یہ فرمایا کہ مین نے اس رات کو خواب مین دیکھا اور مین نے اسکی صبح کو اپنے آپ کو طین و پانی مین سجدہ کرتے پایا حدیث مین ہی کہ فلان رات کو ایسا ہوا یعنے وہ رات شب قدر تھی پس بہت سمجھ کے ساتھ اس بات کو لینا چاہیے ورنہ بہت لوگ تمام عمر مین یہ نور نہین دیکھین گے تو آخر ہار کر ترک کرینگے حالانکہ یہ غلط فہمی ہی فافہم واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم **اَلْغَافِرُ الْغَفُوْرُ الْغَفَّارُ** گناہون کو بخشنے والا حلیمیؒ نے کہا یعنے بندے کو اُسکے گناہ پر مواخذہ کرکے رسوا اور فضیحت نہین کرتا بلکہ پردہ پوشی کرتا ہی اور جب بندے نے مغفرت مانگی تو گناہ محو فرماتا ہی بعض علماءؒ نے زعم کیا کہ آدمی کے افعال اُسکے ساتھ لازم ہین جیسے درخت کے پتے ہوتے ہین اور بخشش یہ ہی کہ اُسکے نامۂ اعمال مین یہ گناہ نظر نہین آتا ہی لیکن وہان باقی ہوتا ہی اور دیگر علماءؒ نے کہا کہ ہان درخت کے پتون و پھلون کی نظیر ٹھیک ہی لیکن اللہ تعالیٰ اُسکی توبہ قبول فرماکر ان گناہونکو زرد و سوکھی پتیون کی طرح گرادیتا ہی اور بجائے اُنکے توبہ کرنے کے نیکی لکھتا ہی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمکو ہٹاکر ایسی قوم لاتا جو گناہ کرتے پھر مغفرت مانگتے پس اُنکی مغفرت فرماتا (رواہ مسلم) اور یہی معنی حدیث ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ مین ہی و **ترجمہ** کہتا ہی کہ اسکے معنی واللہ اعلم یہ ہین کہ جیسے ملائکہ مین گناہ کا مادہ نہین ہی اُسیطرح آدمی مین نہوتا تو انکا طبقہ گذرنے کے بعد مخلوق ایسی پیدا کی جاتی جسمین یہ مادہ ہوتا کہ مغفرت کرنے کی صفت ظاہر ہو اور اسمین عظیم بھید اور عجیب نکتہ ہی یعنے اللہ تعالیٰ کے

صفات پاک سب قدس ہین لیکن انکے مظاہر جدا جدا ہین مثلاً محض رحمت کے صفات کا ظہور ملائکہ مین ہی اور محض غضب کا شیطان مین ہی اور ان دونون کا مجموعہ ملاکر جن مین ناقص ہی اور انس مین کامل ہی لیکن جن مین مادہ غضبی غالب ہی اور انسان مین مادہ رحمانی کی غالب ہی جب نہوتا تو دوسری قوم کامل پیدا کی جاتی پھر ان مظاہر جامعہ مین یہ غیر ممکن ہی کہ کسی وجہ سے قصور نہو بلکہ یہان دو صورتین ہین ایک وہ کہ اللہ تعالیٰ نے معذور فرمایا ہی مثلاً کسی وقت خواب کرنا اور کھانے پینے وغیرہ مین مشغول ہونا اور یہ بات انبیاء علیہم السلام مین بھی موجود ہی اس سے استغفار کرنا نہایت کمال ہی جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استغفار فرمایا کرتے تھے پس آپ کا استغفار اسی معنی مین تھا کیونکہ دوسری صورت یعنے ایسا قصور ہوتا جو کچھ اختیاری ہی اور معذور نہین ہی جسکو گناہ کہتے ہین یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین نہین ممکن تھا اگرچہ بشری نسیان ممکن تھا لیکن جسکو بھی اللہ تعالیٰ نے معذوری مین داخل کیا ہی پھر دوسری صورت مین سوائے انبیاء علیہم السلام کے کوئی معصوم نہین رکھا گیا لیکن جسنے گناہ مین احتیاط کی اور استغفار کیا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہی اور اسنے مظہر رحمت کو غالب کیا اور یہ محمود کمال بشری ہی اور جسنے گناہون پر بیباکی سے عمل کیا اُسنے اگر استغفار کیا تو معاف ہوتا ہی جبکہ جاہل تھا کیونکہ گناہ ہمیشہ نادانی پر ہوتا ہی اور اگر گناہون مین ایسا منہمک و مستغرق ہوا کہ استغفار ہی نہین کرتا ہی تو وہ مظہر غضبی مین مل گیا یعنے ابلیس کی ذریت ہوگیا اور حدیث شریف مین اسکا ذکر نہین ہی اسلیے کہ حدیث مین ایسی قوم کا ذکر ہی جو گناہ کرکے مغفرت مانگین لہذا کفار و منافقین خارج ہوگئے ایک بات یاد رکھو کہ مغفرت دو طرح ہی ایک یہ کہ گناہ مٹا کر بجا سا سکے رحمت لکھی جاوے اور یہ آخرت مین اُسکے کام آوے اور یہ فقط مسلمان کے واسطے ہی اور دوم یہ کہ وہ دنیا کے لیے پیدا کیا گیا ہو جیسے کفار مین کہ اگر اُنھون نے اپنے ذاتی عقیدہ کے موافق خدائے تعالیٰ کا گناہ کیا پھر مغفرت مانگی تو اللہ تعالیٰ اپنے دنیا مین عذاب نہین کرتا ہی جیسے قولہ تعالےٰ ماکان اللہ لیعذبہم وہم یستغفرون یعنے مکہ کے قریش کافرون کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شان نہین ہی کہ انکو عذاب کرے حالانکہ وہ مغفرت مانگتے ہین سو یعنی ایسی حالت مین دنیا مین انپر عذاب نہین کیا جائیگا یہ اس صورت مین کہ کافرون نے اپنے ذاتی گناہون سے استغفار کیا ہو اور اگر انھون نے اہل اسلام پر ظلم کیا اور خونریزی وغیرہ کی تو اس صورت مین اللہ تعالیٰ اُنسے مواخذہ فرماتا ہی اور اپنے بندون کا انتقام لیتا ہی جیسے انھین کفار قریش کے حق مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کیون انکو عذاب نہ فرماوے حالانکہ وہ لوگ اسکے رسول کو اور مومنین بندون کو ایذا دیتے ہین یعنے تجاوز کرتے ہین پس ایسی صورت مین انکا استغفار موثر نہین ہوا بلکہ اُنسے انتقام لیا گیا فافہم واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حدیث ابن عمر رض مین ہی کہ اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کو قرب عطا فرماکر کنف رحمت مین لوگون سے چھپاویگا کیونکہ یہ بندہ خود حیادار تھا پھر فرماویگا کہ ای بندے تجھے یاد ہی کہ تو نے فلان روز اسطرح سے یہ گناہ کیا تھا اور فلان روز اسطرح سے یہ گناہ عمل مین لایا تھا وہ عرض کرتا جاویگا کہ ہان ای رب کریم اسیطرح سے گناہون کا اقرار لیگا یہانتک کہ وہ اپنے جی مین جانیگا کہ مین ہلاک ہوا یعنے اب عذاب دوزخ مین ڈالا جاؤنگا اور یہ حکم ہونے والا ہی کہ اتنے مین اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ ای بندے مین نے ان گناہون کو دنیا مین تجھپر مخفی رکھا تھا اور آج تجھے بخشتا ہون پھر اسکے نیکیون کا نامہ اعمال اسکو دیا جائیگا رہا منافق و کافر تو گواہان ملائکہ عام مین انکے حق مین پکار دینگے کہ یہی وہ لوگ ہین جنھون نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھا تھا آگاہ ہوجاؤ کہ ان ظالمون پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہی (رواہ البخاری) واضح ہو کہ جن مومنون کا مرتبہ جسقدر اعلیٰ ہی اسی قدر وہ لوگ عظمت و جلال کے سامنے اپنے آپ کو خطاوار سمجھتے ہین حالانکہ اُنکے نامۂ اعمال مین دوسرون سے کرورگونہ بہتر اعمال موجود ہین لیکن خیال انکے مرتبہ کے لحاظ سے ہوتا ہی مثلاً چپراسی کی عمدہ کارگزاری مانند سردار اپنی کارگزاری دکھلاوے تو بادشاہ چپراسی کو انعام دیگا اور سردار کو ذلیل کریگا بلکہ سردار کو اپنے مرتبے کے لائق کارگزاری دکھلانا چاہیے اور اسی نکتہ کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین فرمایا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک یعنی اگلے و پچھلے گناہ معاف فرمائے حالانکہ امت مین بلکہ نبوت مین بھی کسی کو آپ کے مانند عمل میسر نہین ہوا اور باوجود اسکے آپ روزانہ ستر مرتبہ استغفار فرماتے تھے اپنے صحابی صدیق کو نماز مین دعا تعلیم فرمائی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہی اور استغفار نہایت ہی عمدہ چیز ہی اس لیے مراتب
حدیث ابو ہریرہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بندے نے جب کوئی گناہ پایا یعنی کمایا پھر عرض کیا کہ ای رب
میں نے گناہ کیا اب مجھے بخش دے (یعنے اپنے رب عزوجل کی درگاہ مین اپنی عاجزی و لاچاری اور اپنی تقدیر کا گناہ عرض کرتا ہی) تو رب تبارک
تعالیٰ فرماتا ہی کہ میرے بندے نے جانا کہ میرا رب ہی گناہ بخشتا ہی اور گناہ پر مواخذہ فرماتا ہی پھر اسکا گناہ بخشدیا پھر وہ بندہ جب تک منظور الٰہی تھا
عمل کرتا تھا پھر اسنے ایک گناہ کمایا پس جناب باری تعالیٰ مین التجا لایا کہ ای میرے رب مین نے یہ دوسرا گناہ کمایا مجھے بخشدے رب عزوجل نے فرمایا کہ
میرے بندے نے جانا کہ اسکا رب ہی گناہ بخشتا ہی اور گناہ پر مواخذہ فرماتا ہی پس اسکا گناہ بخش دیا پھر جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہ بندہ
عمل کرتا رہا پھر اُسنے ایک گناہ کمایا اور جناب باری تعالیٰ مین التجا لایا کہ ای رب پھر مین نے یہ گناہ کمایا مجھے اپنی رحمت سے بخش دے رب
عزوجل نے فرمایا کہ میرے بندے نے جانا کہ اسکا رب گناہ بخشتا ہی اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہی اب تم گواہ رہو کہ مین نے اپنے بندے کو بخش دیا وہ جو
چاہے کرے (رواہ مسلم فی الصحیح) مترجم کہتا ہی کہ بیہقی کی روایت مین ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان کسی سچے مومن کا واقعہ بیان
فرمایا ہی اور اسکو تیسری بار کے بعد ہمیشہ کے لیے بخش دیا اور شاید خالص مومن کے لیے یہ رحمت عام ہو اور اسمین یہ اشارہ ہی کہ گناہ کرنیکے
بعد ہی مواخذہ سے خوف کرکے اسنے اصرار نہین کیا اور نہ کافرون کی طرح یہ دعوی کیا کہ مین خود مختار ہون آگے چل کر ایک وقت توبہ کرلونگا
کیونکہ یہ توفیق رب عزوجل کے قبضۂ قدرت مین ہی اور اصرار کرنا یعنے بے پروائی سے آیندہ اسی گناہ پر قصد رکھنا بے ایمانی کی دلیل ہی یعنی مرتد
ہوگیا نعوذ باللہ من ذلک اَلرَّءُوْفُ نرمی و سہولت فرمانے والا حلیمیؒ نے کہا کہ پہلے اپنے بندون پر ایسی عبادت فرض نہین فرمائی جسکی وہ
طاقت نہین رکھتے ہین بلکہ جسقدر اُٹھا سکتے ہین اُسمین بھی بہت کمی و تخفیف کے ساتھ آخیر فرض فرمایا بلکہ اسمین بھی خفیف مشقت کے وقت جیسے
مسافر و مریض کو ہوتی ہی تخفیف فرمائی یعنے مثلاً مسافر پر چار رکعت کی جگہ دو ہی رکعت فرض ہی۔ انہ بہم رؤف رحیم۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر اور اُسکے
اصحاب مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کے ساتھ نہایت مہربانی و سہولت فرمانے والا اور رحمت فرمانے والا ہی اَلصَّمَدُ جو کسی چیز کا محتاج
نہو اور سب اُسیکی طرف محتاج ہون اگر وہم ہو کہ کفار و مشرکین اپنی حاجتین اپنے معبودون کی جانب لیجاتے ہین اور اُنمین الوہیت کے
معنے سمجھتے ہین یعنے وہ ہماری حاجت روائی کرینگے تو سب کا رجوع کرنا اللہ تعالیٰ کی جانب کیونکر ہوا حلیمیؒ نے جواب دیا کہ حقیقی استحقاق
اللہ تعالیٰ کی شان مین تھا اور مشرکین و کفار گمراہ ہوکر دوسری طرف گئے تو یہ اُنکی جہالت و کفر ہی مترجم کہتا ہی کہ کفار مشرکین جنکی جانب رجوع
کرتے ہین وہ مخلوقات الٰہی ہین اور جب اُن مین اُلوہیت کا نام بھی نہین ہی تو التجا اُنکی خالق عزوجل کی جانب واقع ہوئی لیکن اُسکی راہ غیبی ہی
اور نکتۂ معرفت پہلے بیان ہوچکا ہی معجن بن الادرع رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے تو
دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھکر تشہد مین یہ دعا مانگ رہا ہی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ یَا اَللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ
كُفُوًا اَحَدٌ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکے گناہ بخشدیے گئے اُسکے گناہ
بخشدیے گئے اُسکے گناہ بخشدیے گئے (ابو داؤد و البیہقی) واضح ہو کہ الصمد بہت جامع نام پاک ہی چنانچہ علی بن طلحہ نے ابن عباس سے روایت
کیا الصمد ایسا سید الکل جسکی سیادت کامل ہوا اور ایسا شریف جسکی بزرگی کاملہ ہوا اور ایسا عظیم جسکی عظمت کامل ہوا اور جو حلم و بے محتاجی اور
علم و قدرت اور حکمت و جمیع اقسام بزرگی مین بدرجۂ کمال ہوا اور یہ شان سوائے اللہ عزوجل کے کسی مین ممکن نہین ہی اور اس معنی کو بیہقیؒ نے
بیان کیا اَلسَّیِّدُ حلیمیؒ و خطابیؒ نے کہا یعنے جو اپنی صفات و افعال مین کامل تعریف کیا گیا اَلْقَاضِیْ جسکا فیصلہ برحق ہی
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھکو میرے باپ حضرت عباس بن عبد المطلب نے بھیجا کہ مین رات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس جاکر مجھکو رات مین آپ کی عبادت کا طریقہ حاصل ہوجاوے پس مین مغرب کے بعد اپنی خالہ ام المومنین میمونہ کے یہان گیا

جہان اُس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے پس رات مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو سنتین پڑھین تو ابن
رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ اقتدا کرتے رہے یہانتک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو سنتین پڑھین تو ابن
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ تَهْدِیْ بِهَا قَلْبِیْ وَتَجْمَعُ بِهَا شَمْلِیْ وَتَلُمُّ بِهَا شَعْثِیْ وَتَرُدُّ بِهَا اُلْفَتِیْ
وَتَحْفَظُ بِهَا غَائِبِیْ وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِیْ وَتُزَكِّیْ بِهَا عَمَلِیْ وَتُبَیِّضُ بِهَا وَجْهِیْ وَتُلْهِمُنِیْ بِهَا رُشْدِیْ وَتَعْصِمُنِیْ بِهَا مِنْ كُلِّ سُوْءٍ اَللّٰهُمَّ
اَعْطِنِیْ اِیْمَانًا صَادِقًا وَیَقِیْنًا لَیْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ وَرَحْمَةً اَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ
اَلْفَوْزَ عِنْدَ الْقَضَاءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ وَعَیْشَ السُّعَدَاءِ وَمُرَافَقَةَ الْاَنْبِیَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَی الْاَعْدَاءِ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ بِكَ حَاجَتِیْ
وَاِنْ قَصُرَ رَاْیِیْ وَضَعُفَ عَمَلِیْ وَافْتَقَرْتُ اِلٰی رَحْمَتِكَ فَاَسْئَلُكَ یَا قَاضِیَ الْاُمُوْرِ وَیَا شَافِیَ الصُّدُوْرِ كَمَا تُجِیْرُ بَیْنَ الْبُحُوْرِ
اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُوْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُوْرِ اَللّٰهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ رَاْیِیْ وَضَعُفَ عَنْهُ عَمَلِیْ وَلَمْ
تَبْلُغْهُ نِیَّتِیْ وَاُمْنِیَّتِیْ مِنْ خَیْرٍ وَعَدْتَّهٗ اَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ اَوْ خَیْرٍ اَنْتَ مُعْطِیْهِ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَاِنِّیْ اَرْغَبُ اِلَیْكَ
فِیْهِ وَاَسْئَلُكَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِیْنَ مَهْدِیِّیْنَ غَیْرَ ضَالِّیْنَ وَلَا مُضِلِّیْنَ حَرْبًا لِاَعْدَائِكَ سِلْمًا
لِاَوْلِیَائِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ النَّاسَ وَنُعَادِیْ بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ مِنْ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ وَعَلَیْكَ الْاِجَابَةُ وَهٰذَا
الْجُهْدُ وَعَلَیْكَ التُّكْلَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِیْدِ وَالْاَمْرِ الرَّشِیْدِ اَسْئَلُكَ الْاَمْنَ یَوْمَ الْوَعِیْدِ وَالْجَنَّةَ یَوْمَ الْخُلُوْدِ
مَعَ الْمُقَرَّبِیْنَ الشُّهُوْدِ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ الْمُوْفِیْنَ بِالْعُهُوْدِ اِنَّكَ رَحِیْمٌ وَدُوْدٌ وَاَنْتَ تَفْعَلُ مَا تُرِیْدُ سُبْحَانَ الَّذِیْ یَعْطِفُ بِالْعِزِّ
عَلَی الْمُقَرَّبِیْنَ وَبِالْفَضْلِ عَلَی الْمُذْنِبِیْنَ وَبِالْحَقِّ عَلَی الْمُبْطِلِیْنَ وَبِالْهُدٰی عَلَی الْمُتَّقِیْنَ وَبِالْعَفْوِ عَلَی الْخَاطِئِیْنَ وَبِالْمَغْفِرَةِ
قَالَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِیْ التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَهٗ سُبْحَانَ ذِی الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ
ذِی الْقُدْرَةِ وَالْكَرَمِ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ بِعِلْمِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَنُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ وَنُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَنُوْرًا
فِیْ بَصَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَنُوْرًا فِیْ دَمِیْ وَنُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ وَنُوْرًا مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَنُوْرًا مِنْ
خَلْفِیْ وَنُوْرًا عَنْ یَمِیْنِیْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَنُوْرًا مِنْ فَوْقِیْ وَنُوْرًا مِنْ تَحْتِیْ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ نُوْرًا وَاَعْطِنِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا

حلیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک قاضی اس وجہ سے کہ اُسکا حکم لازم ہی **اَلْقَاهِرُ** حلیمیؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون پر
اپنے ارادے کے موافق تدبیر فرماتا ہی بعض کو حیات دیتا ہی اور بعض کو ممات دیتا ہی اور کوئی اُسکے حکم تدبیر کو رد نہین کر سکتا لہذا اُسکا نام
القاہر اور القہار ہی وہی الواحد القہار وہی اکیلا قہار ہی **اَلْفَتَّاحُ** مشکل کشا یعنے بندون پر جو امر مشکل ہوا اور تردد سے حق و باطل مین تمیز
نکر سکین اسکو اللہ تعالیٰ انفتاح وکشادہ فرماتا ہی اور دنیا کی باتون مین بھی وہی کشائش دیتا ہی یہ کلام حلیمیؒ کا خلاصہ ہی اور امام خطابیؒ نے
کہا کہ انفتاح کے معنی مین یہ بھی شامل ہی کہ مخلوقات پر رزق و رحمت کے دروازے کشادہ فرماتا ہی اور جو مشکلات اپر لاحق ہوتے ہین اُنکو اچھا
فرماتا ہی اُسی کا نام مشکل کشا ہی اور سب سے بڑھکر اہتمام کے قابل وہ مشکل ہی جو ابلیس کے تلبیس سے اپر حق و باطل پہچاننے مین پیش آتی ہی
اسواسطے کہ دنیاوی مشکلات چند روز مین فنا ہوجانے والی ہین اور گمراہی کا وبال بے انتہا ابدالآباد تک باقی رہنے والا ہی اور اہل عقل
زیادہ رکھتے ہین بخلاف اہل باطل کے جو دنیاوی خواب خرگوش مین غافل ہین اور کبھی فتاح بمعنی ناصر بھی آتا ہی چنانچہ قولہ تعالیٰ ان تستفتحوا فقد جاءکم
الفتح۔ یعنے اگر تم نصرت چاہتے ہو تو تمہارے لیے نصرت آگئی ۔ھ۔ یہ اہل تفسیر کے بیان مین ہی مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ بعض اہل تفسیر
ورنہ اکثر علماء کے نزدیک معنی یہ ہین کہ اگر تم کھل جانا طلب کرتے ہو تو کشائش آگئی مراد یہ کہ بعض کفار قریش نے جنگ بدر کے دن
کہ دونون فریق مین سے جو حق پر ہو وہ غلبہ پاوے اور جو باطل پر ہو اور انجان نیا دین لایا ہی وہ مغلوب ہوتا کہ دنیا پر ظاہر
اور بعضے انبیاے سابقین علی نبینا وعلیہم السلام نے بھی دعا مانگی افتح بیننا وبین قومنا بالحق الآیہ یعنی الٰہی ہمارے

فیصلہ ان کے ساتھ کشائش کردے یعنی حال کھلجاوے بیہقی نے بطریق علی بن ابی طلحہ کے ابن عباس رضی سے روایت کی کہ الفتاح العلیم سے مراد قاضی ہے ترجمہ کہتا ہے کہ مقصود یہ کہ قاضی حق و باطل مین فیصلہ کردیتا ہے پھر دنیا وی قاضی کبھی دھوکا کھاجاتا ہے اور جھوٹے مدعی کو محق سمجھتا ہے یہ ہدایت اللہ تعالیٰ عالم الغیب جل شانہ کی جناب مین متصور نہین ہے بلکہ وہان سب حق ہے اور شاید فقط اعلان و اظہار مین ہو یعنے جیسے دو جھگڑنے والون مین اشکال و اشتباہ ہوتا ہے غیرون کو نہین معلوم ہوتا کہ انمین ظاہر شرع نے محق کسکو ٹھہرایا ہے پس قاضی اُن مین سے ایک کو محق قرار دیکر فتح کردیتا ہے اگرچہ حقیقت کا حال نجانے تو اللہ تعالیٰ فی الحقیقت بھی حق و باطل مین فتاح ہے بالجملہ جمیع معانی سے دنیا و آخرت مین مشکل کشا فقط اللہ تعالیٰ ہے **اَلْکَاشِفُ** حلیمیؒ نے کہا کہ اس نام کو مضاف کرکے بولتے ہین جیسے کاشف الکرب یعنے کرب کو کھولنے والا اور کاشف الضر ضرر کو کھولنے والا اور یہ کھولنا ایسے محاورے پر آتا ہے جیسے ابر مین کھل جانا بولتے ہین گویا غم و ضرر کی گھٹا دور کردی اور اگر قرضدار و محتاج اپنی کشائش چاہے تو جسطرح حدیث مین آیا ہے **اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ** کے ساتھ دعا کرے **اَللَّطِیْفُ** یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے وہو اللطیف الخبیر حلیمیؒ نے کہا کہ وہ اپنے بندون کے ساتھ نیکی و آسانی چاہتا ہے اور بھلائی اور خوبی کے اسباب سے فیض دیتا ہے خطابیؒ نے کہا کہ مخلوقات کے واسطے ایسے لطیف طریقے سے خوبی پہونچاتا ہے جسکو اکثر وہ نہین سمجھتے اسیواسطے عرب دعا مین کہتے ہین لَطَفَ اللّٰہُ بِکَ۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان مین یہ بھی معنی ہین کہ اُسکی شان لطیف ایسی ہے جسکی کیفیت کوئی دریافت نہین کرسکتا ہے کما فی قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ یعنے آنکھین اُسکو ادراک نہین کرسکتی ہین اور وہ آنکھون کو ادراک فرماتا ہے اور وہی لطیف خبیر ہے ترجمہ کہتا ہے کہ زبانی محاورات مین باریک و دقیق چیز کو بھی لطیف کہتے ہین لیکن اللہ تعالیٰ کی جناب مین یہ معنی غیر ممکن ہین البتہ اُسکی حکمت و صنعت باریک و لطیف ہے **اَلْمُؤْمِنُ۔ اَلْمُھَیْمِنُ** ان دونون کی تفسیر اوپر گذر چکی ہے **اَلْبَاسِطُ** بسط اور فراخ کرنے والا جیسے قولہ تعالیٰ اللہ یبسط الرزق الآیہ اللہ تعالیٰ جسکے واسطے چاہتا ہے رزق فراخ فرماتا ہے یا تنگ فرماتا ہے حلیمیؒ نے کہا کہ رزق و جمیع افضال کو اپنے بندون پر وسعت کے ساتھ کشادہ فرماتا ہے اور حاجت سے زیادہ عطا کرتا ہے اور دوسری صفت **اَلْقَابِضُ** ہے یعنے موافق حکمت کے بعض کے حق مین تنگی و محتاجی دیتا ہے اور خطابیؒ نے کہا کہ بعض کے نزدیک اس سے بندون کی قبض ارواح مقصود ہے اور کہا کہ رب جل شانہ کی جناب مین فقط قابض نہ کہے بلکہ الباسط کے ساتھ کہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین ایک مرتبہ اناج گران ہوگیا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیچنے والون پر ایک نرخ مقرر کردیجیے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق و قابض و باسط و رازق ہے اور اُسی کی قدرت سے بھاؤ مقرر ہوتا ہے اور مجھے امید ہے کہ اپنے رب عزوجل سے ایسی حالت سے ملون کہ تم مین سے کوئی شخص جان یا مال کے معاملہ مین اپنے کسی مظلمہ کا مجھسے مطالبہ نہ کرسکے (رواہ فی الصحاح) **اَلْجَوَادُ** جسکی بخشش بدرجۂ کمال ہو کہ اُس سے بڑھکر متصور نہین ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور اللہ تعالیٰ کی بخشش فقط دنیا مین منحصر نہین ہے بلکہ عاقبت مین بے انتہا زمانہ تک ایسے انعامات کے ساتھ ہوگی جسکو کسی آنکھ نے نہ دیکھا اور نہ کان نے سنا اور حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث طویل مین ہے یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے بندو اگر تمھارے اگلے اور پچھلے اور زندے اور مردے اور تر و خشک (یعنے تمام مخلوقات) مجھسے اپنی اپنی آرزو مانگین یہانتک کہ جس مخلوق کا وہم و خیال جہانتک بے انتہا پہونچ سکے وہانتک وہ مانگے اور ہر ایک کو مین اُسکی آرزو و مراد پہونچاؤن تو میرے خزانۂ غیب سے اتنا بھی کم نہو جیسے تم مین سے کوئی شخص اپنی سوئی کسی سمندر مین غوطہ دیکر نکالے یعنے سوئی مین جو کچھ پانی لگکر آتا ہے اتنا بھی کم نہو اور یہ بات اس وجہ سے ہے کہ مین جواد ہون ماجد ہون واجد ہون میری بخشش کلام ہے اور میرا عذاب کلام ہے جب مین کسی چیز کو دینا چاہتا ہون تو میرا حکم یہی ہے کہ اُس سے کہون تو ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے (البیہقی) قولہ میری بخشش کلام ہے یعنے اللہ تعالیٰ جس چیز کو عطا فرمانا چاہتے ہین کلام سے جو کچھ فرمادے وہی ہوجائیگا بخلاف مخلوق کے کہ جو کچھ انھون نے اموال دنیا سے ذخیرہ کیا اسی مین سے نکالکر دیسکتے ہین

Marfat.com

اور وہ ایک شخص کی بھی انتہائے امید کو کفایت نہین کرسکتا بلکہ تمام دنیا کفایت نہین کرسکتی بلکہ ایک شخص کی
دینا ہوسکتی ہے اور یہ شان فقط اللہ تعالے جل شانہٗ کے واسطے ہے اور وہان کمی غیر ممکن ہے کیونکہ وہ
جاوے بلکہ جنت مین جن بندون کو داخل فرماوے گا اُن کو یہ صفت عطا ہوگی کہ جو چاہین وہ اُسی وقت پیدا ہوجاوے
نہایت منت واحسان فرمانے والا اور نعمت ہاے الٰہی شمار سے باہر ہین اَلْمُقِیْتُ اصل مین قوت روزینہ کو کہتے ہین اللہ
کی شان مین مدد دینے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حفاظت فرمانیوالا اور دوسری روایت مین کہا کہ قوت والا
تمام مخلوقات کو رزق عطا فرمانیوالا خطابیؒ نے کہا یعنے متکفل رزق اَلْجَبَّارُ بندون کے احوال کا درست فرمانے والا مثلاً منکسر
منفعت مین لاتا ہی اَلْکَفِیْلُ یعنے اللہ تعالی نے جب مخلوقات کو پیدا فرمایا تو اپنے فضل سے اُنکی کفالت اپنے ذمہ کرلی مترجم
کہتا ہی کہ اُسکی شان الوہیت وصمدیت وقیومی سے جمیع مخلوقات اپنے وجود مین اور اپنے باقی رہنے مین بالذات اُسیکی طرف محتاج ہین
کفالت ہی اَلْمُغِیْثُ اَلْغِیَاثُ سختیون کے وقت بندے اُسیکو پکارتے ہین اور وہی اُنکو کرب وشدت سے نجات عطا فرماتا ہی
اسمار حسنے مین مقیت کی جگہ مغیث آیا ہی اَلْمُجِیْبُ دعا قبول فرمانے والا اور شور وغوغا وغیرہ وہان کچھ مضر نہین ہی اَلْوَالِیْ الولی مخلوقات
کی تدابیر کا وہی مالک ہی اور کمال حکمت سے متولی ہی اَلْمَوْلٰی حدیث مین ہی اللہ مولانا ولا مولی لکم یعنے کفار قریش کو جنگ اُحد مین جواب دیا گیا
تھا اس سے معلوم ہوا کہ مولی ہونا فقط مومنون کے لیے ہی اور حلیمیؒ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مولی یعنے اُسی سے نصرت ومدد کی امید
ہے کیون کہ وہی مالک ہی اور مملوک اپنے مالک ہی سے امیدوار ہوتا ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر وہم ہو کہ اللہ تعالی سب مخلوق کا مالک
ہی تو کافرون کا مولی کیون نہین ہی جواب یہ کہ کافرون نے اُسی کی جناب مین اپنا مرجع نہین بنایا ہی بلکہ وہ اپنے معبودونکو مولی بناتے پھرتے
ہین اور انکی طرف سے فتح ونصرت سمجھتے ہین اور یہ فی الحقیقت باطل ہی کسی مین یہ قدرت نہین ہی فافہم اَلْحَافِظُ بیہقی نے خلیلی سے نقل کیا
کے معنے یہ ہین کہ اپنے بندون کو دین ودنیا مین ہلاکت کے اسباب سے بچانے والا مترجم کہتا ہی کہ دنیا مین حفاظت کے لیے فطرتی حواس دیدیے
ہین کہ ہلاکت سے بچے حتی کہ بکری اپنے دشمن بھیڑیے کو خود بخود پہچانتی ہی اور شریفے کی تیخی نہین کھاتی ہی لیکن اُسکا ذبح ہونا ہلاکت نہین بلکہ اُسکی
خلقت کا مقصود یہ بھی ہی اور انسان مین سب جانورون سے زیادہ حواس ہین یہ حفاظت دنیاوی ہی اور دین مین حفاظت کے لیے قانون رسالت
بھیجدیا کیونکہ یہ حواس وہان کام نہین کرتے ہین کیونکہ اُسکی راہ مخفی ہی اور بھید یہ ہی کہ دنیا مین زمین سے یہ جسم پیدا کیا گیا اور زمین بھی ایک جسم ہی جسے
دیگر سب قسم کے اجسام محسوس ہین تو ان مین جنسی اتحاد ہی پس حواس سے امتیاز وشناخت آسان ہی برخلاف ملک آخرت کے کہ جسم کو وہان
شارکت کچھ نہین ہی اور اسی وجہ سے جسم کو اسکی جانب رغبت نہین ہی مگر روح کو جو لطیفہ الٰہیہ ہی فقط اُسی کی رغبت ہی لیکن وہ حواس
کے اندر بند ومحبوس ہی اسلیے اللہ تعالی نے رحمت سے وہان کے لائق ہونے کے لیے قانون رسالت بھیجدیا اور اگر اللہ تعالی
توجبر وقہر سے سب کی حفاظت اسطرح فرماوے کہ کوئی کافر نہو لیکن اُسنے ایسا نہین فرمایا بلکہ یہ اسباب وسامان مہیا فرمائے اور سب کو آگاہ
اعلان دیا کہ اگر تم یہی دنیا اختیار کرنے والے ہو تو اختیار کرو اور آخرت سے مایوس کیے جاؤگے چنانچہ تھا دے اون پر کفر دین
پھر کبھی نور عقل اور معرفت توحید نہین سمجھ سکوگے اور اللہ تعالی کو نہین پہچانوگے اسیوجہ سے جمیع کفار ومشرکین فقط حواس کے محسوس
محسوس معبود کو مانتے ہین اسی طرح اعلان فرمایا کہ اگر سچ سچ اعتقاد سے اپنے رب اللہ وحدہ لاشریک کو جو بے مثل ہے مثال
اُسکے تصور کی مجال نہین ہی مانو اور دار آخرت کو مانگو تو تمھارے قلب سے نور عقل کی راہ کھل جاویگی الغرض ان حواس
اور جبر وقہر نہین کیا جیسے مومنون کو خواہ مخواہ سب کافرون پر قادر ہی نہین کیا بلکہ کافرون سے محفوظ فرمایا اور اُسکی
بھی اسی مین ظاہر ہوئی کہ دنیاوی شہادت جب خالص لوجہ اللہ تعالی ہو تو بہتر جانکر دنیا کو دین کے

Marfat.com

[illegible] ہو کہ حفاظت الٰہی سے مخفی مذکور مراد ہون اور اگر حفاظت سے صنعت الٰہی کی حفاظت مقصود ہو تو اسکا بیان امام خطابیؒ سے
[illegible] حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین جب کوئی شخص اپنے بستر پر جاوے تو اپنی لنگی کا اندرونی
[illegible] کپڑے کو اس سے جھاڑ لے پھر دائین ہاتھ پر تکیہ لگاکر خواب کا قصد کرے اور کہے (یہ دعا پڑھے) بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ
[illegible] اَللّٰهُمَّ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ اس حدیث کو امام بخاری نے صحیح مین
[illegible] کیا ہی اَلْحَفِيْظُ بیہقیؒ نے حلیمیؒ سے نقل کیا کہ الحفیظ یعنے جسپر بھروسا ہی کہ وہ ضایع نہین فرمائیگا اور خطابیؒ سے نقل کیا کہ الحفیظ اور الحافظ
[illegible] ہی معنی ہین یعنی وہی آسمانون و زمین غیرہ سب مخلوقات کو ہر ایک کی مدت معہود تک دنیا مین محفوظ فرماتا ہی آسمان زائل نہین ہوتا اور زمین
[illegible] دیدہ نہین ہوتی ہی اور آدمیون کے ساتھ ملائکہ حفظہ ہین جو اُسکی قدرت سے آدمی کو ہر طرف سے محفوظ رکھتے ہین اور وہ مخلوق کو بربادی سے محفوظ
[illegible] ہی اور اُنکے اعمال واقوال خواہ بُرے ہون یا بھلے ہون جو کچھ اُنھون نے اپنے واسطے کمائے ہین اُنکے لیے محفوظ رکھتا ہی اور یہی اعمال انکو
[illegible] آخرت مین دیتا ہی اور ہر ایک کی نیت کا عالم الغیب ہی اور اللہ تعالی اپنے بندگان دلیا کو بھی محفوظ فرماتا ہی اور اُنکی حفاظت مین صنعت لطیف
[illegible] حسبنا اللہ ونعم الوکیل اَلنَّاصِرُ۔ اَلنَّصِيْرُ۔ غلبہ میسر فرمانیوالا حدیث انس رضی اللہ عنہ مین ہی کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جہاد
[illegible] جاتے تو کہتے کہ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَاَنْتَ نَصِيْرِيْ (وَنَاصِرِيْ رِوَايَةً) وَبِكَ اُقَاتِلُ ترجمہ الٰہی تو ہی میرے بازو کی قوت ہی اور تو
[illegible] ہی میرا نصیر ہی ایک روایت مین آیا ناصری۔ اور تیری حول وقوت کے ساتھ مین کافرون سے مقاتلہ کرتا ہون اَلشَّاكِرُ۔ اَلشَّكُوْرُ
[illegible] دونون اسم پاک قرآن مین آئے ہین حلیمیؒ نے کہا کہ الشاکر یعنے مطیع بندے کو مدح وثنا کے ساتھ حسن ثواب مزید عطا فرماتا ہی اور الشکور
[illegible] جسکی یہ صفت وشان دائمی ہی اور اُسکی نعمت ہر مطیع وعاصی کو پہونچتی ہی اور امام ابوسلیمان خطابیؒ نے کہا کہ الشکور جسکی شان پاک یہ ہی
[illegible] بندہ فرمانبردار سے قلیل طاعت کو قبول فرماکر اسپر ثواب کثیر عطا فرماتا ہی اور بندے کی طرف سے قلیل شکر نعمت جزیل عطا فرماتا ہی متر جم کہتا ہے
[illegible] حدیث مین ہی کہ الحمد للہ میزان کو بھر لیتا ہی اور سبحان اللہ وبحمدہ آسمان وزمین کے مابین بھر لیتے ہین اور حدیث مین ہی کہ دو کلمہ زبان پر بہت ہلکے
[illegible] میزان مین بہت بھاری اور رب عزوجل کو محبوب ہین سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم صحیح بخاری اور حدیث مین ہی کہ ایک صحابیہ رضؓ نے
[illegible] کھجور کی گٹھلیون کے ڈھیر کے شمار سے تسبیح پڑھنی شروع کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہوئے تشریف لے گئے جب دن چڑھے واپس تشریف
[illegible] لائے تو صحابیہ رضؓ اسی طرح تسبیح پڑھتی تھین آپ نے ظاہر فرمایا کہ مین نے اسکے بعد چار کلمے کہے ہین جو ثواب سے اُسکی تمام تسبیح سے افضل ہین سبحان
[illegible] اللہ وبحمدہ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ صحیح اَلْبَرُّ یہ نام پاک قرآن مین ہی حلیمیؒ نے کہا اپنے بندون
[illegible] پر نیکی کرنے والا انکے ساتھ آسانی چاہتا ہی اور سختی نہین چاہتا اور بہتیرے گناہون کو بغیر مواخذہ کے عفو فرماتا ہی اور ایک بدی کا بدلہ ایک ہی
[illegible] دیتا ہی اور ایک نیکی کے عوض دس نیکیان بڑھاتا ہی یعنے کم سے کم دس ضرور ہین بلکہ نیکی کا فقط ارادہ کرنے سے ایک نیکی لکھتا ہی اور بدی کا فقط قصد
[illegible] کرنے مین لکھا جاتا ہی خطابیؒ نے کہا کہ البر اپنے بندون پر نہایت مہربانی فرمانے والا اور اُنپر احسان عام فرمانے والا کہ جسکے خوان کرم سے بدکار
[illegible] نیکوکار سب کو رزق ملتا ہی پس رزق وغیرہ سے کافرون ومشرکون کو بھی محروم نہین کیا باوجودیکہ اسکی بارگاہ عظمت مین بیٹا وجورو نسبت کرتے
[illegible] ہین اور فضائل مین اولیاے مومنین پر نیکوئی واحسان فرمانے والا ہی حدیث ابوہریرہ مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
[illegible] بندہ کا اسلام اچھے مرتبے پر ہوجاتا ہی تو وہ شخص جو کوئی نیکی کرتا ہی وہ دس گونہ سے سات سو گونہ تک لکھی جاتی ہی اور ہر بدی جسکو عمل مین لاتا ہی وہ
[illegible] اسی برابر ہی (برابر ہی حال رہتا ہی) یہانتک کہ اللہ تعالی عزوجل سے ملے آپ نے فرمایا اور ملائکہ نے جناب باری تعالی مین عرض کیا کہ
[illegible] بندہ کا قصد رکھتا ہی حالانکہ وہ خوب دیکھتا ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ اسکو دیکھتے رہو اگر وہ عمل کرے تو اسی کے مثل ایک
[illegible] نیکی لکھو یعنے نہ کرے تو اُسکے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اُسنے میری ہی وجہ سے چھوڑ دی ہی (رواہ مسلم) اور حدیث مین ہی

کہ اللہ عزوجل فرماتا ہی کہ جب میرا بندہ کسی نیکی کا قصد کرتا ہی تو مین اُسکے لیے عمل کرنے سے پہلے ایک نیکی لکھتا ہون اور جب عمل کرتا ہی تو اُسکے لیے دس گونہ لکھتا ہون یعنی کم سے کم اور جب وہ بدی کا قصد کرتا ہی تو مین اُسکو بخشتا ہون جب تک عمل نہ کرے اور جب عمل کرتا ہی تو اُسکے مثل ایک بدی لکھتا ہون (صحیح مسلم) اس حدیث مین ہی فضل عظیم خاص امت پر بطفیل حضرت سیدنا حبیب اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین ہی اور آدمی کو چاہیے کہ نیکیون کے درجات پہچانے اور ایسی نیکیون کا قصد کرے جنکا نفع تمام و بالی ہی اور اسلام والے سے بدی سرزد ہوتی ہی تو وہ بھی کمتر ہوتی ہی الا ماشاء اللہ تعالیٰ اور رب عزوجل اپنی رحمت سے اُسکو توبہ کی توفیق بخشتا ہی اور گٹھلی سے درخت نکالتا ہی اور بیج کو دیکھو کہ کس صنعت سے اُسمین سے پھوٹ کر کلا نکلتا ہی کہ مخلوق مین اُگانے کی طاقت نہین بلکہ ایک نیتی کو دوبارہ پیدا کرنے کی قدرت نہین اَلْمُتَكَبِّرُ عظمت و کبریائی مخصوص اُسی کی شان ہی اسمین کسی فرد مخلوق کو ذرہ برابر مجازاً بھی شرکت نہین اَلرَّبُّ پروردگار ہمارا اللہ تعالیٰ ہی حدیث مین ہی کہ جو کوئی خوش ہوا کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہی اور اسلام میرا دین ہی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہین تو اُسنے ایمان کا مزہ چکھا (رواہ مسلم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب یہ دل مین خوشی سچی ہوتی ہی تبہی ایمان کی نورانی ملتی ہی اَلْمُبْدِئُ وَالْمُعِيْدُ ابتدا مین ایجاد کرنے والا اور آخر مین دوبارہ زندہ کرنے والا ہمارا اللہ تعالیٰ الخلاق العزیز الحکیم ہی یہ دونام علماء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اول نطفے کو میت کیا ہی پھر اسکو زندہ نکالا پھر مرا ہوا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر حضرت الحی القیوم پر ایمان لایا تو جسم بھی زندہ ہی اور باطن مین ایسی زندگی پائی کہ دائمی زندہ ہو گیا کیونکہ الحی القیوم جل جلالہ قدیم ابدی ہی اور اُسی کے نام سے یہ اسکا بندہ بھی دائمی زندہ اور جو اقوال و افعال اس سے پیدا ہونگے وہ بھی زندہ ہین اور ان افعال مین سے برائیان کفارہ ہو کر نیکیان اسکے ساتھ جنت مین ہین اگر وہ ایمان نہین لایا تو ظاہری جسم زندہ ہی اور حقیقت مین مردہ ہی اور اسکے جمیع اقوال و افعال سب مردہ ہین وہ آخرت کے قابل نہین ہین دنیائے مردہ مین ختم ہو کر برباد ہونگے اور آخرت مین وہ عذاب مین پڑے گا یہ تو دنیا مین تھا پھر جب مرا تو یہ موت دیگر ہی پھر قبر مین زندہ کیا گیا خ راحت و عیش کے لیے جو مومن کے لیے ہی یا رنج و مصیبت کے لیے جیسے سوائے اہل ایمان کے باقی کفار و مشرکین و منافقین ہین پھر قیا روز زندہ کر کے اُٹھایا جاوے گا اور اُسکے بعد موت نہین ہے خواہ جنت مین جاوے یا جہنمی ہو لیکن محققین علماء نے کہا کہ حشر کے جو لوگ ابتداءً جنت مین گئے وہ جنتی اور جو حقیقت مین جہنمی ہین یہ سب کبھی نہین رہین گے اور ایک قسم درمیان مین اہل جنت ایسے ہین جن کے کبیرہ گناہ بکثرت ہین جو معاف نہین ہوے اور نہ شفاعت نصیب ہوئی بلکہ جہنم مین سزا پانے کو داخل کیے تو مردی ہی کہ داخل ہوتے ہی اُس آگ کی شدت و سخت تکلیف سے موت طاری ہوگی اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمام مومنین کو اُس سے پناہ دے پھر اُس موت کے بعد جب نکالے جاوین گے تو بعضے کوئلے کی صورت ہون گے اور نہر الحیات مین ڈالے جاوین گے پس اُن کے اجسام تر و تازہ لہلہاتے ہوئے اُگین گے جیسے شاداب زمین مین دانہ ڈالنے سے جمتا ہے اور ہوتا ہے وللہ الحمد والمنۃ اَلْمُحْيِيْ ۔ اَلْمُمِيْتُ دونام پاک قرآن سے ہین یعنے اللہ تعالیٰ ہی زندگی دیتا ہی اور وہی موت دیتا ہی اور سب سے بہتر اصلی زندگی ہی یعنے نور ایمان سے زندہ کرنا اور سب سے بدتر اصلی موت ہی یعنے کفر سے مرنا اور اگر کسی طرح بندہ بنانے سے اولاد کی زندگی سمجھی تو وہ غیر کا بندہ بنانے سے کافر ہوا اور غیر کی طرف سے زندگی سمجھنے کا وبال ہوا حدیث مین ہی کہ جب بستر پر سونے جاوے کہے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَاَنْتَ تَوَفَّاهَا لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا اِنْ اَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ وَاِنْ اَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ ۔ رواہ

نے کوہ صفا پر کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ

Marfat.com

دونون نام پاک قرآن سے لیے گئے ہین حلیمیؒ نے کہا کہ الضار یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو جس چیز کی
کمی ہو اسمین کمی فرماوے اور النافع اسکے برعکس ہو کہ اسکی حاجت کو کفایت سے زائد دے اور واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے
النافع فقط کہہ سکتے ہین لیکن الضار فقط نہین جائز ہو جب تک اسکے ساتھ مین النافع نہ ملاوے خطابیؒ نے کہا کہ ان دونون نامون
صفت ہو کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو کامل قدرت ہو کہ مخلوقات مین جسکو چاہے نفع پہونچاوے اور جسکو چاہے ضرر مین مبتلا کرے پس تمام مخلوقات
دو خوف اُسی کی درگاہ مین منحصر ہو اُسکے سوائے کسی مین اس نفع وضرر کی طاقت نہین ہو مترجم کہتا ہو کہ دنیا مین جو حالت پردۂ امتحان مین
فرمائی گئی ہو کہ جس سے کفار کی نظر غلطی کھاتی ہو یہ ایمان کا امتحان ہو اور جسنے اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ عقل کی قطعی دلیل سے پہچانتا ہو کہ غیر مین یہ قدرت
ہے اللھم ثبت اقدامنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو چند کلمات سکھلائے کہ اے لڑکے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ وہ تیری
فرماویگا تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیگا اپنے آگے پاویگا تو آسانی مین اُسکی یاد رکھیگا وہ سختی مین تیری یاد فرماویگا اور جب تجھے مانگنا ہو تو اللہ
ہی سے مانگ اور جب مدد چاہے تو اُسی سے چاہیو جو ہونیوالا ہو قلم اسکو لکھکر خشک ہو گیا اگر تمام جہان جمع ہو کر تجھے ایسا نفع پہونچانا چاہین
تعالیٰ نے تیرے لیے مقدر نہین کیا ہو تو ہرگز قدرت نہین رکھتے ہین اور اگر چاہین کہ تجھے ایسا ضرر پہونچاوین جو اللہ تعالیٰ نے تجھپر نہین لکھا
ہرگز نہین پہونچا سکتے ہین اور یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے شکر پر عمل کر اور جان لے کہ ناگوار پر صبر کرنا بہت بہتری ہو اور صبر کے ساتھ نصرت ہو
کرب کے ساتھ کشائش ملی ہو اور سختی کے ساتھ آسانی ہو یہ حدیث اصل بعض صحاح مین ہو اور اخیر زیادت کے ساتھ بیہقی نے روایت

۱۲ الوھاب ام المومنین عائشہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم جب رات مین جاگتے تو فرماتے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ
تَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَاَسْاَلُكَ بِرَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِيْ وَهَبْ لِيْ مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ
اَنْتَ الْوَهَّابُ حلیمیؒ نے کہا کہ الوہاب جو تجھے بغیر استحقاق کے عطایا بخشے اور انعامات سے سرفراز کرے خطابیؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی الوہاب ہے
انتہا نعمتین ہر شیئے استحقاق کے اور بدون کسی غرض کے مخلوقات کو عطا فرماتا ہو اقول بلکہ بہت مخلوقات اسکی نافرمانی کرتی ہین بلکہ ایسے ایسے
ہیں جو وہ بکتے ہین جو کسی طرح اسکی شان پاک کے لائق نہین ہین اور کہا کہ مخلوق مین یہ صفت غیر ممکن ہو علاوہ برین مخلوق کسی بیمار کو شفا نہین
سکتے ہین اور بانجھ عورت کو بچہ دیکر نہین (بلکہ کسیکو اولاد نہین دے سکتے ہین) اور گمراہ کو ہدایت اور نہ مبتلائے بلا کو عافیت دے سکتے ہین اور
تعالیٰ کے عطایا ے وانعامات تمام مخلوق کے لیے عام اور دائمی ہین وللہ الحمد والمنۃ **۱۳ المعطی** ۔ **۱۴ المانع** یہ دونون نام پاک قرآن
ث سے لیے گئے ہین اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فریضہ کے بعد یہ کلمات فرمایا کرتے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ
شْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ اس حدیث کو امام بخاری ومسلم نے اپنی اپنی صحیح مین بھی روایت کیا ہو امام حلیمیؒ نے کہا کہ المعطی
نعمتون کے حاصل ہونے مین آسانی عطا فرمانے والا ہو اور المانع جو حصول نعمت مین حائل ہو اور کہا کہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرنے مین
المانع نہ لاوے بلکہ المعطی ضرور اسکے ساتھ ملاوے جیسے الضار والنافع مین بیان ہو چکا ہو خطابیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بخشش فرمانیوالا
فرمانیوالا ہو یعنے چاہے عطا کرے اور چاہے نہ دے لیکن منع اور روک کچھ اُسکے بخل کی وجہ سے نہین بلکہ اسمین حکمت ہے اور عطا
نیکلامی وغیرہ کسی منفعت کی غرض سے نہین ہو بلکہ سخاوت ورحمت ہو بعض علماءؒ نے کہا کہ المانع یعنی نصرت دینے والا کیونکہ
اولیاء کو اُنکے دشمنون سے خواہ جنّی ہون یا انسی ہون محفوظ فرماتا ہو چنانچہ عرب بولتے ہین کہ (ھو فی منعۃ) یعنی فلان
مین معزز ومکرم ہو کہ وہ لوگ اسکو دشمنون کے ضرر سے بچاتے ہین امام بیہقیؒ نے کہا کہ اگر یہ معنی لیے جاوین تو بدون المعطی
کے ساتھ نہین کہتا ہو چنانچہ ایک روایت مین بھی المعطی نہین ہو اور المانع موجود ہو بلکہ بعض روایت مین المانع کی جگہ الدافع

آیا ہی اس سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ المانع کے یہی معنی ہین کہ دوستون سے دشمنون کو دفع کرنے والا واللہ اعلم
ہین حکمت ہین کیونکہ علم محیط والے قادر قوی حکیم علیم سے پیدا ہوتے ہین لیکن یہ افعال کسی مطلب و غرض سے نہین ہین کیونکہ وہ ان
کر اس کام کی تحریک کرتی ہے تاکہ اسی کی غرض پوری ہو اور اللہ تعالیٰ جل شانہ ہر وجہ سے کامل ہی تو اسکی غرض
کی حاجت وہان محال ہی پس غرض محال ہی اور وہان نقص محال ہی تو تکملہ محال ہی اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ کام عبث ہو کیونکہ
کام ہوتا ہی جسکا نفع نہو اور یہان کمال حکمت سے مخلوقات کو تمام نفع ہی اور اسکا انجام بے انتہا فوائد پر مبنی ہی قال تعالیٰ ربنا
ہذا باطلا۔ یعنی صالحین بندے جو آثار قدرت مین فکر کرنے کی لیاقت سے تفکر کرتے ہین وہ لوگ اس حسن صنعت کو دیکھکر کہتے ہین کہ
تو نے اس سب کو عبث و بے فائدہ نہین پیدا کیا ہی تنبیہ مخلوقات مین سے مومنین وغیرہ اقسام کے بندے ہین اور حدیث مین آیا ہی کہ
بندے ایسے ہین کہ اگر انکو تونگری کے سوائے محتاجی دی جاوے تو یہ امر انکے دین مین مضر ہو اللہ تعالیٰ جانتا ہی کہ انکے حق مین رزق کی
ہی بہتر ہی پس وہ انکو رزق وسیع دیتا ہی اور بعضے ایسے ہین کہ انکے حق مین محتاجی بہتر ہی اور اگر فراخی دی جاوے تو دنیا مین برباد ہون
حدیث اسی تفسیر مین پہلے گزر چکی ہے اور یہ نکتہ لطیف ہی وللہ الحمد **الخافض۔ الرافع** یہ دونون اسم پاک قرآن و حدیث
ہین۔ الخافض پست کرنے والا۔ اور الواضع اسی معنی مین ہی اور الرافع بلند کرنے والا حدیث ابو الدرداء رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ شان الٰہی سے یہ ہی کہ گناہ بخشے اور کرب دور کرے اور ایک قوم کو بلند کرے اور دوسری قوم کو پست کرے رواہ البیہقی وغیرہ
الرقیب نگاہداشت فرمانے والا حلیمی رح نے کہا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا وہ اسکی قدرت مین مستوی ہی کیونکہ وہ رقیب ہی اسکی شان یہ
نہین ہی کہ اسکی غفلت سے کچھ خرابی آجاوے زجاج رح نے کہا کہ الرقیب یعنے ایسا حافظ ہی کہ کوئی چیز اس سے غائب نہین ہو سکتی ہی اگرچہ کوئی
بندہ نہایت خفیہ اپنے دل مین خطرہ لاوے لیکن مواخذہ اسوقت ہی کہ جب خطرے کے موافق قول کو زبان سے کہے وقال تعالیٰ مایلفظ
من قول الا لدیہ رقیب عتید **التواب**۔ قال تعالیٰ ان اللہ ہو التواب الرحیم اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما مین ہی کہ جس مجلس مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہملوگ ہوتے (اکثر اوقات) ہمنے گنا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجلس مین سو مرتبہ تک اللھم اغفرلی وتب علی
انک انت التواب الرحیم۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ البیہقی حلیمی رح نے کہا التواب یہ کہ اپنے بندے پر اپنی رحمت اعادہ فرمانے والا جب وہ
معصیت چھوڑکر اطاعت کی جانب رجوع لاوے اور معصیت پر نادم ہو پس اللہ تعالیٰ اسکی طاعات سابقہ کو نہین مٹیتا اور مطیع بندون کو
جسکا وعدہ دیا ہی وہ اس بندے سے نہین روکتا مترجم کہتا ہی کہ معصیت مراد سوائے ارتداد کے ہی چنانچہ بالاجماع اگر کوئی شخص اسلام
سے مرتد ہو گیا تو اسکے سب نیک اعمال مٹ جاتے ہین لیکن بعض علماء نے کہا کہ اگر وہ پھر مسلمان ہو گیا تو اسکی نیکیان اسکو مل جاتی ہین
مٹ جاتی ہین اور سوائے اسکے دوسرے گناہون سے نیکیان نہین مٹتی ہین بلکہ بدکارون کے ساتھ حساب ہونگی اگر دنیا مین پر اکثر نیکیان
غالب ہوئین تو ماخوذ ہوگا ورنہ اگر ایک نیکی بھی بڑھا تو بخشا گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم سے سرفراز ہوا امام خطابی رح نے کہا کہ التواب
جو اپنے بندون پر رجوع فرماوے اور انکی توبہ قبول کرے اور ہر بار جب توبہ کرے قبول فرماوے اور توبہ کے معنی یہ ہین کہ بندہ نافرمانی سے بندگی کی
جانب رجوع کرے مترجم کہتا ہی کہ قولہ تعالیٰ لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الآیہ۔ کی تفسیر مین توبہ کے معنے اور تحقیق معلوم کرنا
اور اہل الحق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے رجوع فرماتا ہی تب ہی بندے کو توفیق ہوتی ہی **الدیان** یہ نام پاک آیات قرآنی
نکالا ہوا ہی بیہقی رح نے لکھا کہ مالک یوم الدین سے نکالا اور معنی یہ کہ حساب لینے والا اور جزا و سزا دینے والا ہی اور کمال صفت پر کسی
بھی کسی مخلوق کا عمل خواہ نیک ہو یا بد ہو ضائع نہین ہوتا تنبیہ اگر کہا جاوے کہ جو لوگ توحید الٰہی عزوجل پر ایمان نہین لاتے
اعمال کی نسبت فرمایا کہ جعلناہ ہباء منثورا یعنے شعاع کے ذرہ کی طرح برباد کر دیے جاوین گے تو انکا عمل کس کام ہوا جب

Marfat.com

[illegible] جن لوگون نے توحید کے ساتھ قیامت کا سامان نہین کیا لیکن شرک کے ساتھ نیک کام مانند خیرات وغیرہ کے عمل مین [illegible] حسب مصلحت دیدیا جائیگا پھر قیامت مین کچھ نہین ہوگا اور بالکل مشرک کے پاس سب برائیان رہ جاوینگی حضرت ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے خبر پہونچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے ایک صحابی رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سُنی ہی اُسکو روایت کیا کرتے ہین اور مین نے یہ حدیث خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین سُنی تھی پس مین نے ایک اونٹ خریدا اور اُسپر سفر کا سامان باندھکر روانہ ہوا اور ایک مہینہ سفر لین طے کرکے مصر مین عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور مین نے دربان سے کہا کہ جاکر کہدے کہ جابر دروازے پر ہی اُسنے مجھسے کہا کہ کیا آپ ابن عبداللہ ہین یعنے جابر بن عبداللہ ہین مین نے کہا کہ ہان اُسنے جاکر خبر کی تو عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ اسطرح جلدی مین آئے کہ لٹکتی ہوئی چادر اُنکے پیرون کے نیچے دبتی آتی تھی اور نکلکر مجھے گلے سے لگالیا پھر مین نے کہا کہ مجھے خبر ملی کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سُنی ہی جو قصاص کے بارہ مین ہی (یعنے قیامت کے روز جسنے کسی پر ظلم کیا ہی مظلوم کے لیے اُس سے برابر کا بدلا لیا جائیگا) حالانکہ مین نے خود یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین سُنی تھی پس مجھے خوف ہوا کہ شاید مین یہ حدیث آپ سے نہ سننے پاؤن کہ اس سے پہلے مین مرجاؤن یا آپ ہی مرجاوین ابن اُنیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے بندون کو (یا فرمایا کہ لوگون کو) حشر فرماویگا اس حالت سے کہ ننگے بدن بے ختنہ کیے ہوئے (بہم) ہونگے ہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ بہم کیا چیز ہی آپ نے فرمایا کہ خالی ہاتھ اُنکے پاس کچھ نہین ہوگا پھر اُنکو پکاریگا یعنے اُس آواز کو سب لوگ نزدیک و دور یکسان سُنینگے کہ (مین مَلِک ہون مین دیان ہون) ہونہین سکتا کہ کوئی جنتیون مین سے اپنی جنت کو جاوے یا دوزخیون مین سے دوزخ کو جاوے حالانکہ اُسکے پاس کسی کا کچھ مظلمہ ہو جب تک کہ مین اُس سے قصاص نہ لے لون حتی کہ اگر تھپڑ مارا ہو تو قصاص ہی ہم لوگون نے عرض کیا یا حضرت یہ قصاص ہر مظلمہ کا کس کیفیت سے لیا جائیگا حالانکہ ہم لوگ تو جناب باری تعالیٰ مین عُزل بہم آوینگے یعنی خالی ہاتھ ہونگے (یعنے جسکا کچھ روپیہ پیسہ ہوگا کیونکر ادا کرینگے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیکیون و برائیون سے بدلا ہوگا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی الیوم تجزی کل یوم بما کسبت لاظلم الیوم یعنے آج کے روز ہر نفس کو اپنی کمائی کا بدلا دیا جائیگا آج کچھ ظلم نہین ہی (بیہقی وغیرہ) ابو قلابہ رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی نے مرسل روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا کہ نیکی پرانی نہین ہوتی ہی اور گناہ کو فراموش نہین کیا جاتا ہی اور اللہ ان کو موت نہین ہی اب جیسا جی چاہے ویسا ہو (یعنے جیسا کریگا وہی پاویگا) جو کریگا اُسی کا عوض دیا جاویگا اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا اللہ تعالیٰ الوافی نہایت وفا کرنیوالا اور عہد پورا کرنے والا معنی یہ کہ نیکی کرنیوالون کی نیکیون کا ثواب دینا اسپر دشوار نہین اور پورا ثواب دینے مین کوئی مانع نہین ہی اور عوض عظیم سے کم کرنے کی اسکو کچھ ضرورت نہین ہی بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل بھی مزید عظیم ہی وہ الحمد الودود حدیث ابن عباسؓ کی دعائے فجر مین گزرا مالک رحیم و ودود حلیمی رحؒ نے کہا یعنے اپنے بندون کے واسطے وُدّ اور محبت کرنے والا ہی جو اسکی اطاعت مین نیت رکھتے ہین یعنے اللہ تعالیٰ ان بندون سے راضی ہی اور اُنکی بندگی سے اُنپر احسان فرمانیوالا ہی اور اُنکی مدح فرماتا ہی کقولہ تعالےٰ سیجعل لہم الرحمٰن وُدّا بعض علمانے فرمایا کہ ودود کے یہ معنی کہ اسکا احسان عمیم و جمیل ایسا ہی کہ وہی محبت کے واسطے سزاوار ہی اور ابن عباسؓ نے کہا کہ الودود یعنی الرحیم ہی اور بعض نے کہا کہ ودود یعنے حسیب ہی یعنے کامل محاسبہ فرمانیوالا گویا اسکو لازم ہی کہ نیکون کی حسن خدمت سے قبول فرماوے وللہ الحمد والمنۃ واضح ہو کہ امام بخاری رحؒ نے قولہ تعالیٰ سیجعل لہم الرحمٰن وُدّا ضرور اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین انکے لیے محبت پیدا کریگا تفسیر مین یہ حدیث روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب فرماتا ہی تو جبرئیلؑ کو حکم ہوتا ہی وہ آسمان مین پکارتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب فرمایا تم لوگ بھی اُس سے محبت کرو پھر زمین مین اسکی قبولیت نازل ہوتی ہی (رواہ فی الصحیح) اور صحیح مذہب یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون سے محبت و مودت فرماتا ہی اور یہ حقیقت ہی اور راضی ہونا اسکو لازم ہی العدل حلیمی رحؒ نے کہا کہ

اس نام کی تفسیر یہ کہ اسکا حکم محض حق ہو اور قول و فعل بالکل حق ہو مترجم کہتا ہو کہ امام بیہقی نے اسی قدر پر اکتفا کیا اور [illegible]
حق و کمال ہو اور کسی مخلوق مین کوئی صفت حقیقی نہین بلکہ ظہور صفات ہو جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اس بندے سے [illegible]
ہو یا صفت غضب ہو اللہ تعالیٰ شدید العقاب ہو جیسے وہ ارحم الراحمین ہو لیکن غضب صفت الٰہی ہو اور مخلوق مین اسکا ظہور [illegible]
کا ظہور ہو تو اللہ تعالیٰ غضب فرماوے اسی طرح فسق و فجور وغیرہ سے غضب الٰہی ہوتا ہو اور مخلوق مین عدل کا ظہور مین کمال ہو کہ ان دونون صفتون
دونون نقص ہین اور اللہ تعالیٰ کی شان مین عدل بوجہ کمال ہو **الحکم** حاکم ہو **شریح بن ہانی** نے اپنے باپ ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ مین ایک وفد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ میرے ساتھی ابوالحکم کہتے ہین
فرمایا کہ الحکم فقط اللہ تعالیٰ ہو تیری یہ کنیت کیون ہو مین نے عرض کیا کہ میری قوم مین جب دو فریق اختلاف کرتے تو مین اُن مین حکم کرتا پس دونون
فریق میرے حکم پر راضی ہوتے (اسلیے اُنھون نے مجھے ابوالحکم خطاب دیا) آپ نے فرمایا کہ تیری اولاد ہو مین نے عرض کیا کہ جی ہان شریح اور عبداللہ
وسلم یہ سب ہانی کے بیٹے ہین یعنے میرے بیٹے ہین) آپ نے فرمایا کہ ان مین سے بڑا کون شخص ہو مین نے عرض کیا کہ شریح بڑا ہو آپ نے فرمایا کہ تو
ہو پھر ابو شریح اور اُسکی اولاد کے لیے برکت کی دعا فرمائی (رواہ البیہقی) **حلیمی** نے کہا کہ اللہ تعالیٰ الحکم ہو یعنے اسیکی طرف حکم ہو لقولہ تعالیٰ ان الحکم الا
للہ حکم کسی کا نہین ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے ہے۔ اگر کہا جاوے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت اور اولی الامر کی طاعت بھی لازم ہو
جواب ہان وہ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہو پس سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا حکم نہین ہوا **خطابی** نے کہا کہ حاکم مانع ہو لوگون کو باہمی ظلم سے **المقسط**
حلیمی نے کہا یعنے اپنے بندون کو اپنی طرف سے قسط یعنے عدل پہونچانے والا ہو **بیہقی** نے بطریق یعقوب بن سفیان الحافظ الثقہ روایت کی کہ
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب ذکر الٰہی کے واسطے بیٹھتے تو کہتے کہ اللہ تعالیٰ حکم قسط (مقسط) ہو متبرک اسکا نام ہو شک کرنے والے لوگ برباد ہوے الخ
یعنی منافقون کے لیے عذاب جہنم ہو جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و صفات الوہیت مین شک کرتے ہین اس سے خود ظاہر ہو کہ جو لوگ صریح کافر ہین
وہ بدرجۂ اولیٰ جہنم کے لوگ ہین **الصادق** یہ نام بھی اللہ تعالیٰ کے کلام سے نکالا گیا ہو کقولہ تعالیٰ من اصدق من اللہ الآیہ **بیہقی** نے اسماء
حسنیٰ کی ایک روایت مین بھی اسکو ذکر کیا ہو **حلیمی** نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون پر کلام حمید نازل کیا اور اُنکو صاف آگاہ کر دیا کہ رحمت
و رضوان الٰہی و جنت کی یہ راہ ہو اور غضب و عقاب الٰہی و جہنم کی وہ راہ ہو پس سچ سچ فرمایا اور مبہم و مجمل نہین رکھا **مترجم** کہتا ہو کہ جو بندے
اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال سے آگاہ ہین وہ خوب جانتے ہین کہ اگر وہ تمام جہان کو ہلاک کرے تو کسی کا کچھ دعویٰ نہین ہو سکتا اور سپر بندگی کے
احکام شریعت نہین جاری ہو سکتے ہین کیا نہین دیکھتے کہ اگر ایک لڑکا ہوشیار اپنی ہنرمندی سے بہت سی تصویرین بناوے پھر چاک کرے اور مٹا دے
تو اسپر کوئی جرم نہین ہو سکتا اور حق تعالیٰ عزوجل اس سے اعلیٰ و اجل ہو کہ اُسپر کچھ واجب ہو **الودود** **بیہقی** نے لکھا کہ یہ نام پاک اسماء
حسنیٰ کی روایت مین آیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ نور السموات والارض الآیہ **مترجم** کہتا ہو کہ اس آیت مین بعضے علماء نے کہا کہ نور
بمعنی منور ہو یعنے روشن کرنے والا اور امام بیہقی نے شاید اشارہ کیا کہ تاویل کی کچھ ضرورت نہین ہو **حلیمی** نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہادی ہو بندے
وہی جانتے ہین جو اُسنے اُنکو علم دیا اور اسیقدر سمجھتے ہین جو انکو سمجھایا پس حواس و عقل اسی کی خلقت و عطیۂ نعمت ہو **مترجم** کہتا ہو کہ جاہل آدمی
اپنے حواس پر بلکہ جسکو عقل سمجھتا ہے اُس عقل پر یہ دعوے ہوتا ہے کہ مین سمجھ دار ہون یعنے سمجھنے مین خود مختار ہون اسی [illegible]
آخر اس کو گمراہی مین لیجاتا اور مذہب اہل السنۃ جو اہل المعرفۃ ہین وہی حق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجبور نہین کیا پس بندہ [illegible]
لیکن جس غرض کے لیے سعی کرتا ہو وہ اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کرنے سے ملتی ہو اور صریح دلیل اسپر یہ ہو کہ حضرت داؤد علیہ السلام [illegible]
تالش کے مقدمے مین اجتہاد یعنے پوری قوت سے عدل و انصاف کے لیے غور کیا کیونکہ یہ پیغمبر کی شان نہین ہو کہ [illegible]
لیکن اللہ تعالیٰ نے اس اجتہاد مین اُنکو معذور رکھکر سلیمان علیہ السلام اُنکے بیٹے کو حق کی فہم دی کقولہ تعالیٰ ففہمناہا سلیمان [illegible]

یعنی فہم مقصود اُن مین پیدا فرمائی حالانکہ قوت فہم وادراک دونون مین بدرجۂ بنوت موجود تھی نکتہ علما، نے اسی مقام سے
ہجری کے بعد اجتہاد مذہب ختم ہوگیا اگرچہ اجتہاد مسئلہ باقی رہا پس کہا گیا کہ وہ بھی ۶۰۰ سنہ ہجری کے بعد ختم ہوگیا اگر کہو کہ مولانا بحر العلوم
بر عواض کیا کہ یہ غیب دانی کا دعوی ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ بطور دعوی نہین ہی بلکہ عبارت مجمل ہی اور واضح تقریر یون کرنا چاہیے کہ حدیث انس رضی اللہ
معلوم ہوا کہ مین نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایک دن کے بعد جو دن آتا جاویگا وہ اول سے بدتر ہوتا جاویگا (صحیح مسلم) اور حدیث
روایت حضرت حذیفہ رض جسمین امانت نازل ہونے کا اور اُسکے اُٹھائے جانیکا بیان ہی وہ طبقۂ تابعین ہی مین اُٹھائے جانے پر دلالت کرتی
اور دیگر حدیث مین صحابی رض سے خطاب فرمایا کہ کیف بک اذا بقیت فی حثالۃ من الناس یعنی تیرا کیا حال ہوگا جب تو ایسے آدمیون مین رہ جاوے گا
جو کہ مین یعنے بے مغز کے خالی پوست ہی پوست ہونگے اور حدیث خیر القرون قرنی الخ سے بھی انقلاب احوال کی دلیل موجود ہی پھر سنہ ہجری پر
المغرور بہتر سے زائل ہوکر خلط ملط ہوا پھر سنہ ۶۰۰ ہجری کے بعد تاتاری کفار کے فتن نے ہجوم کیا اور یہ حدیث مشہور ہی کہ علما قبض کر لیے جاوینگے
اور لوگ جاہلون کو پیشوا بنا دینگے جو بے علم انکو فتوی دیکر خود گمراہ اور لوگون کو گمراہ کرنے والے ہونگے یہ بات ضرور سمجھنا چاہیے کہ خالی دعوی علم
بمعقول ومنقول کچھ کارآمد نہین ہی جب تک معرفت توحید مع تحقیق قلبی نہو ورنہ احبار یہود اور رہبان نصاری بہت موجود تھے اور سمجھنے والے کے لیے
اسیقدر کفایت کرتا ہی کیونکہ جو قلب تقوی وطہارت پر ہی وہی اجتہاد مین فہم صواب کے لائق ہی اور فلسفی فنون کو جس شخص نے علم جانا وہ جاہل ہے
اون علمائے عارفین جو مشائخ صوفیہ کہلاتے ہین جب علم شریعت سے بھی عارف ہون وہ البتہ عالم ہین اور فلسفی معقولی بالکل انکے ضد و برخلاف
ہی لیکن جو معرفت نہین رکھتا وہ کبھی نہ مانیگا پھر یہ دلائل حدیث بالاتفاق ایک وقت تک محدود ہین بدلیل احادیث دیگر جنمین حضرت امام مہدی
و نزول عیسی علیہما السلام کی بہتری منصوص ہی اور یہ واضح رہے کہ جب مقصود ظاہر ہوگیا یعنے اخیر زمانہ والے جب تک مجتہدین سابقین کا قول
نہ دین تب تک خود اپنی فہم پر اعتماد نکرین تو یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جس مسئلہ مین سابقین کا اجتہاد نہو وہان لوگ خود مختار ہونگے بلکہ جو عالم اُس وقت
متقی پرہیزگار ہون وہ اس مسئلہ کا حکم نکال کر بتلاوین مثلاً ریل پر نماز کیونکر پڑھین اور مثلاً دس آدمی کسی چیز پر بلکر ایک ایک روپیہ کی چٹھی ڈالین
جسکے نام نکلے وہ لیجاوے یہ صورت قطعاً حرام ہی اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ سابقین مین بھی کسی مجتہد کی نسبت یہ دعوی کرنا کہ اُسکا ہر ہر مسئلہ کا اجتہاد
ہو دوسرے مجتہد کا خطا ہی یہ دعوی حرام ہی اور اُسکی پوری بحث فتح القدیر مین ہی وللہ الحمد والمنۃ اب رجوع کرو کہ اللہ تعالی نور السموات والارض
ابن عباس رض نے اُسکی تفسیر مین فرمایا یعنے اللہ تعالی ہی آسمانون کی مخلوقات کو اور زمین کی مخلوقات کو راہ پر چلاتا ہی وہی ہادی ہی مومن کے دل مین
مثل نور ہدایت الٰہی کی ایسی ہی جیسے مشکوۃ مین مصباح ہوتی ہی یعنے ٹیم روشن ہوتی ہی جیسے صاف روغن زیتون خود روشن ہوتا ہی بدون اسکے
کہ اُسمین آگ کا اثر ہو پھر جب آگ کا اثر ہوا تو روشنی دوبالا ہوجاتی ہی اسیطرح مومن کا دل اپنے نور ہدایت سے ٹھیک راہ پر چلتا ہی اگرچہ ابھی اسکو علم شریعت حاصل
نہ ہو پھر جب وہ علم سیکھ لیتا ہی تو وہ نور علی نور ہوجاتا ہی (رواہ البیہقی) مترجم کہتا ہی کہ اس آیت کی تفسیر مین اس سے زیادہ توضیح وتحقیق مذکور ہی
جسکو مقام سے تلاش کرلو امام ابو سلیمان الخطابی رح نے کہا کہ کسی شخص کو اگر یہ وہم ہو کہ نور ایک قسم کی مخلوق ہی جسکے ضد مین ظلمت (اندھیرا)
ہی بلکہ کبھی نور ہوتا ہی اور کبھی وہان اندھیرا چھا جاتا ہی نور زائل ہوجاتا ہی اور اللہ تعالی پاک برتر ہی کہ کوئی چیز اسکی ضد ہوسکے یا زائل
کرسکے وہ نور کیونکر ہی جواب یہ کہ ایسا وہم نہین جائز ہی کیونکہ اللہ تعالی مخلوق نور نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ خلاصہ جواب یہ ہی کہ نور جو ظلمت کا
ضد ہی وہ اللہ تعالی کی ایک مخلوق ہی اور نور جو صفت الٰہیہ ہی اسکی ماہیت جاننا محال ہی اور اراد وہ کمال ظہور ہی اسی سے مشائخ کبار رحمہم اللہ
نے قال مین آیا کہ مخلوق سب حجاب مین پڑے ہین اور اہل کفر بالکل محجوب ہین اور اہل اسلام جو اللہ تعالی کی وحدانیت پر یقین لائے
اللہ تعالی یخرجہم من الظلمات الی النور۔ اللہ تعالی اپنے مومنین بندون کو اندھیریون سے نور مین نکالتا ہی ۔ھ۔ پھر جسقدر روزہ
سے فنا زیادہ ہوتی ہی اُسیقدر ظہور زیادہ ہوتا ہی حتی کہ موت سے یہ ظہور پورا ہوگا اور جو لوگ دنیا ہی مین کمال تقوی وطہارت سے

آراستہ ہو جاتے ہین وہ بعد موت کے نور علی نور ہین اور یہ مقام فقط اہل نور یعنی اہل القرآن کی سمجھ مین آتا ہی الرشید [illegible]
رشد ہی نیک طریقے کی ہدایت فرمانے والا ہی مترجم کہتا ہی کہ اس صورت مین عوام کو یہ وہم ہوگا کہ ہادی و مرشد دونون [illegible]
حالانکہ اسمائے حسنیٰ مین دونون نام پاک مذکور ہین اور میرے نزدیک جواب یہ ہی کہ یہان انفس ایک تاریک مقام مین متحیر ہی اور [illegible]
ہین ہی۔ بعدد ہرن کی خواہش بیشمار طریقے سے ہی اسیقدر راہین بیشمار ہین اور یہ خود ہر شخص کو بدیہی معلوم ہی پھر ان مین سے ایک راہ مستقیم [illegible]
سب کج ہین پس جو راہ مستقیم ہی وہ جنت کو جاتی ہی اور اسکے سوائے سب جہنم کو جاتی ہین اور یہ بات بھی بدیہی معلوم ہوتی ہی کہ خط مستقیم فقط ایک
ہوسکتا ہی اور ٹیڑھے خطوط بیشمار ہوسکتے ہین پس اللہ تعالیٰ راہ مستقیم کی رہنمائی فرماتا ہی یعنے اُسنے ارشاد کردیا کہ یہ راہ مستقیم ہی تو وہ مرشد ہوا اسی مستقیم
راہ کی طرف بلاتا ہی پھر جس بندے نے مانا اور اپنے رب رحیم سے چاہا کہ اس راہ پر چلنے کی لیاقت مجھ مین پیدا فرمائی جاوے تو اللہ تعالیٰ ہدایت
پیدا فرماتا ہی وہی ہادی ہی کما قال تعالیٰ واللہ یدعوا الی دار السلام ویہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہی جنت کی طرف اور
جسکو چاہتا ہی راہ مستقیم کی ہدایت دیتا ہی۔ ھ۔ پس وہ مرشد تمام مخلوق کے لیے ہی ولیکن سب لوگ ارشاد پر نہین آتے اور اسکے حکم پر چلنا نہین چاہتے
ہین بلکہ بعضے بندے ہین لہذا انمین اس ارشاد کی ہدایت پیدا فرماتا ہی کیونکہ یہان اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو مجبور طریقے مین نہین لیا ہی اگر وہ ایسا کرنا
چاہتا تو سب مین ہدایت پیدا کرسکتا تھا اور اس صورت مین وہ لوگ مجبور ہوتے اور خود انکی کچھ مدح نہوتی جس سے ثواب پاتے اور صفت غضب بھی انمین
ظاہر ہوتی بلکہ انمین غضب کا ظہور ہی بیفائدہ ہوتا بلکہ مانند فرشتہ کے فقط ایک ہی صفت رحمت کے مظہر کرنا چاہیے تھا جبکہ ظہور غضب یہان رکھنا نہین تھا
علاوہ ازین پیغمبرون کا بھیجنا اور ابلیس کا تسلط سب بیکار ہوتا اور جہنم کا وجود بیکار ہوتا کیونکہ سب ہدایت پر ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اس سے عالی ہی کہ ہمارے ناقص قیاس دوڑ سکے اور یہ جو کچھ بیان کیا گیا حکمت کا ایک ذرہ بھی نہین ہی اور وہ حکمت بے انتہا ہی اور آیندہ بیان مین دیکھ الھادی اسمائے حسنیٰ
مین یہ نام پاک مذکور ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان اللہ لہادی الذین آمنوا الی صراط مستقیم۔ اللہ تعالیٰ بیشک ہادی ہی ان بندون کا جو ایمان لائے
ہین راہ مستقیم کی طرف۔ ھ۔ یعنے اپنے مومنین بندون کو راہ مستقیم کی ہدایت فرمانیوالا ہی مترجم یہان اقوال علما جو بیہقیؒ نے ذکر فرمائے ہین ترجمہ کرتا ہی
اگرچہ مترجم کے نزدیک تحقیق وہ ہی جسکا اشارہ الرشید مین لکھا گیا ہی حلیمیؒ نے فرمایا کہ الہادی یعنے راہ نجات کی طرف رہنمائی کرنے والا ہی تاکہ بندہ
بھٹک کر ہلاکت کی راہ نجاوے مترجم کہتا ہی کہ اس تقریر سے یہ وہم ہوتا ہی کہ مرشد و ہادی کے ایک ہی معنی ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین
بھی یہ معنی موجود تھے کہ آپ رہنمائی فرماتے تھے ایسی راہ کی طرف جس سے نجات ہی اور اقرب تقریر خطابیؒ ہی چنانچہ بیہقیؒ نے لکھا کہ ابو سلیمانؒ
خطابیؒ سے مجھے خبر پہونچی کہ الہادی اللہ تعالیٰ کا اسم پاک ہی جسنے اپنی ہدایت سے جس بندے پر چاہا خاصکر احسان و انعام فرمایا اور نور توحید
سے اسکو منور کیا جیسے قولہ تعالیٰ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ وہ جس بندے کو چاہتا ہی راہ مستقیم کی ہدایت فرماتا ہی۔ ھ۔ اسی پاک عزوجل
نے تمام مخلوقات کو ہدایت فرمائی حتی کہ حیوانات کو الہام کیا کہ وہ بہتری کے ساتھ اپنا رزق طلب کرتے ہین اور ضرر پہونچانے والی چیزون سے
بچتے ہین مترجم کہتا ہی کہ مثلاً بکری سب درختون کی پتیان کھاتی ہی لیکن شریفہ کی پتی نہین کھاتی کیونکہ اُسکے حق مین زہر ہی قال تعالیٰ الذی اعطی کل
شی خلقہ ثم ہدی اُسی نے ہر چیز کو اُسکی خلقت بخشی پھر ہدایت دی۔ ھ۔ مترجم کہتا ہی کہ جانورون کو عجیب عجیب ہدایات سے سرفراز فرمایا ہی
حتی کہ شہد کی مکھیان نہایت عمدہ مسدس خانہ بناتی ہین اور عمدہ انتظام سے اپنا کام تمام کرتی ہین اسیطرح دنیا مشہود پر ہدایت [illegible]
ہی اور کس خوبصورتی سے اپنا جھونجھ بناتا ہی کہ آدمی سے اسکا بنانا دشوار ہی پس اللہ تعالیٰ نے ہر ایک مخلوق مین اسکی مصلحت کے لائق ہدایت بخشی
یہان سے یہ بات خود ظاہر ہوگئی کہ اول مین اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کی ذات کو پیدا کیا پھر اسی مخلوق سے دیگر اشیا کو پیدا فرمایا اسطرح کہ مثلاً
کی مکھی پیدا کی پھر بمنزلہ اوزار کے ان مکھیون کی کل چلا کر چھتا اور شہد پیدا کیا پس ہم سب مخلوقات کا وہی خالق ہی اور ہماری [illegible]
خالق ہی اور یہی افعال ہماری کمائی ہین چنانچہ ہر فرقے کے آدمی نے جو کمائی اپنے واسطے چاہی وہ ماسین پیدا فرمائی مثلاً کسی [illegible]

Marfat.com

انھون نہون نے خدا کی بھی نے جو کمائی چاہی تھی وہ اسمین پیدائی اور نجاست وغیرہ کی مکھیون نے دوسری چیز کمائی اسیطرح انسان کے حالات ہین
اسمین سے فقط مومنین کا ایمان ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے وقت مین یہ چاہا تھا کہ بالکل اتحاد ایمانی سے متحد ہون کیونکہ نور ایک ہی چیز ہی اور
جب سب مین ہی نور متحد تھا تو اتحاد کامل تھا پھر انھون نے جناب عزت جل شانہ مین التجا کی کہ نور پر ظلمت غالب نہ فرمائی جاوے اور اسلام پر کفر غالب
ہو اور ظلمت والون کو نور کی ہدایت کرین کیونکہ حدیث مین ہی کہ اگر تیری ذات سے ایک شخص کو ہدایت ہو تو تیرے لیے سرخ اونٹون سے افضل ہی یعنی نہایت
نفیس خزانۂ دنیا سے بہتر ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم یقین قلبی کے ساتھ اس دنیا سے نفرت کرتے تھے اور دنیائے نجس مردار کی زینت سے بچتے تھے اور
سامان۔ اعدوا لھم ما استطعتم الآیہ کے موافق جہانتک ممکن تھا خالص اللہ تعالیٰ کا نام کبریا بلند ہونے کو چاہتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے انکو نصرت غزت
دی لیکن انھون نے دنیائے ملعونہ پر نظر نہین ڈالی پھر کچھ لوگ ناخلف ایسے ہوے کہ دنیا چاہنے لگے مگر بکثرت آخرت چاہنے والے بھی موجود تھے پھر
بکثرت لوگ ناخلف ہو گئے اور کافرون کی طرح دنیا کمانے کو چاہنے لگے تو ایسی صورت مین مزاحمت پوری کفار سے ہو گئی اور اللہ تعالیٰ چاہے تو
اہل یقین پیدا کرے اور وہی ہمارا رب رحیم عزیز حکیم ہی حدیث جابر رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبے مین اللہ تعالیٰ کی شان
الوہیت وحدانیت کے لائق حمد وثنا کہتے پھر اسطرح فرماتے مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ اَصْدَقُ الْحَدِيْثِ كِتَابُ
اللّٰهِ وَاَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ بُعِثْتُ اَنَا
وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ ترجمہ جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اُسکا گمراہ کرنے والا کوئی نہین ہی اور جسکو گمراہی دے اسمین ہدایت پیدا کرنیوالا کوئی
نہین ہی سب سے سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی اور سب سے بہتر راہ ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہی اور سب سے بدتر وہ بات ہی جو
دین مین نئی چال ہو اور ہر نئی چال بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور ہر گمراہی جہنم مین ہی مین بھیجا گیا ہون درحالیکہ قیامت اسطرح ہی جیسے یہ دونون
انگلیان یعنے آپنے کلمہ کی انگلی اور اُسکے پاس والی انگلی دونون ملائین جنکے درمیان مین کچھ فرق نہین ہی اور مراد یہ کہ میری امت کے بعد کوئی امت
نہوگی اور آیندہ قیامت ہی اسی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قیامت کا ذکر کرتے تو آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو جاتا اور آواز بلند ہو جاتی
اور غضب جوش مارتا گویا آپ کسی دشمن کے لشکر سے ڈراتے ہین کہ تمپر صبح آنے والا یا شام کو آنے والا ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ تم
مین سے جو کوئی کچھ مال چھوڑ مرے وہ اُسکے وارثون کے لیے ہی اور جو کوئی اپنے اوپر قرضہ یا مفلس اولاد چھوڑ مرے تو قرضہ کی ادائی اور اولاد کی
پرورش مجھپر ہی مین کل مومنون کا ولی ہون (رواہ مسلم) اللہ تعالیٰ نے فرمایا النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم اور اسی آیت کے موافق آپنے ولی ہونے کا
اشارہ فرمایا اور بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنی جان سے زیادہ ہر مومن پر واجب ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب اللہ تعالیٰ نے
نے فتوحات فرمائین تو آپ نے مومنون کو مطمئن کر دیا حتی کہ جہاد مین شہید ہونے سے اُنکو کچھ تردد نہین رہا اور یہ موالات خاصہ ہی اور اللہ تعالیٰ
ہادی ہی اور حدیث ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات مین نماز شروع کرتے تو تکبیر کے بعد کہتے اَللّٰهُمَّ
رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا
كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اس حدیث کو
امام مسلم نے بھی صحیح مین روایت کیا ہی اور واضح ہو کہ ہدایت پیدا کرنا جب کہ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت مین ہی تو کوئی نہین جو اسکے
خلاف کسی کو ہدایت کر سکے اسیطرح ضلالت جسنے اختیار کی تو اللہ تعالیٰ اسمین ضلالت پیدا فرماتا ہی پھر کوئی نہین جو اسمین برخلاف کر سکے
اور بسبب صنعت الٰہی عزوجل ظاہر ہی کہ جو بات بالکل بدیہی ہی اہل ضلالت کو اسمین شک ہوتا ہی اور اسکے شک سے جو کوئی اسکی صحبت مین
رہیگا اُسکو بھی شک ہوگا اسیواسطے سخت تاکید فرمائی گئی ہی کہ بدبخت شقی سے دوستی نکرین قال تعالیٰ لو شئنا لاتینا کل نفس ھدٰھا یعنی اگر ہم چاہتے
ہر نفس کو ہدایت دیتے۔ ولو شاء ربک لامن من فی الارض کلھم جمیعا یعنی اگر تیرا رب چاہتا تو زمین مین جو کوئی ہی سب کے سب ایمان لاتے

مشیت الٰہی مین نہ تھا بلکہ ہر ایک کی جبلت جسطرح ہو وہی اسکو پسند ہو اور اللہ تعالیٰ کو علم ازل مین معلوم تھا ہر ایک کے لیے اسکے انجام کی سعادت اور شقاوت لکھدی ہو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب اہل ایمان ہو جاوین پس اللہ تعالیٰ نے آیات مین آپکو ازلی بھید سے آگاہ فرمایا کہ ایمان وہی لاویگا جسکے حق مین سعادت جسکے حق مین بدبختی مقدر ہو چکی ہو (رواہ البیہقی) مترجم کہتا ہو کہ بعضے اہل کتاب جو جاہل در اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی نہین پہچانتے مین اپنے آپکو ہمارے ہین اور دعوی یہ کہ ہم خود جو چاہتے ہین وہ کرتے ہین اور اس بارہ مین دعوی کرتے ہین کہ اہل اسلام غلطی پر ہین مترجم کہتا ہو کہ ہم اس شخص سے یہ پوچھتے ہین کہ تمہارا یہ دعوی ہو کہ زید خود چاہے ایمان لاوے تو ہمکو یہ بتلاؤ کہ بھلا ہم تم اگر یہ نہین جانتے کہ آخر یہ شخص کس اعتقاد پر مریگا تو ہمارا رب جل شانہ کسی بات سے جانتا ہو یا نہین جانتا ہو اگر نصرانی پادری نے کہا کہ اسکا رب بھی اسکی طرح جاہل ہو نہین جانتا ہو تو یہ کفر ہو کیونکہ ہمارا رب جل شانہ کسی بات سے جاہل نہین ہو اور اگر پادری نے کہا کہ ہان رب عزوجل جانتا ہو تو پھر کہتے ہین کہ اُسنے جان کر اُسکو پیدا کیا کہ یہ ایمان نہین لاویگا کیونکہ جو کچھ رب عزوجل جانتا ہو اسکے برخلاف ہونا ممکن نہین ہو پھر ہم کہتے ہین کہ تم یہ بتلاؤ کہ زید اگر کفر اختیار کرنا چاہتا ہو تو اس حالت مین ہمارا رب عزوجل اسکے حق مین کیا چاہتا ہو اگر پادری کہے کہ رب عزوجل اُسکا ایمان چاہتا ہو تو ہم کہتے ہین کہ پادری نے ایسا رب بنایا جسمین یہ قدرت نہین کہ وہ زید کا ایمان لانا چاہتا ہو اور نہین ہوتا اور اگر پادری کہے کہ وہ زید کا ایمان نہین چاہتا تو پھر اہل اسلام پر طعن کرنا خود غلط تھا اور حق یہ ہو کہ کفار و مشرکین اپنی بیہودہ سمجھ کے موافق اپنے رب عزوجل کی عظمت والوہیت سے معرفت نہین رکھتے ہین لیکن نفسانیت سے اہل حق کے ساتھ عداوت کرتے ہین اور اگر اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک عالم الغیب والشہادۃ پر ایمان لانے تو ہدایت پاتے **اَلْحَنَّانُ**۔ یہ اسم پاک ایک روایت مین بیہقی کے نزدیک موجود ہو حنّ ترحم و شفقت سے جلیمی نے کہا یعنے اپنے مطیع بندون پر اسکی رحمت وسیع ہو اور کمال اکرام ہو مترجم کہتا ہو کہ مطیع بندے کے معنی جان لینا چاہیے واضح ہو کہ آخرت مین دو مقام ہین ایک جنت ہو اور دوم جہنم ہے اور دنیا مین ہر ایک مقام کے لیے دو ہی قسم کے لوگ ہین جنت کے لیے وہ ہین جنکے دل مین یہ جمگیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہو جسطرح رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہو وہ مقام رحمت ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہین تو سب اہل رحمت آپکے تابع ہین جہنم کے لیے وہ ہین جو اس توحید مین شک کرتے ہین یا منکر ہین پس جنمیون کے مقابلے مین سب اہل توحید بے شبہہ مطیع ہین کیونکہ چاہے گنہگار رہون کبھی جہنمی نہونگے ہان البتہ بعضے ایسے سخت گنہگار ہونگے کہ مدت دراز تک جہنم سے سزا دیے جاوینگے پھر اہل ایمان ہین اعلی درجہ کے متقی بندے اہل طاعت ہین اور اُنکے مقابلے مین گنہگار نہین ہین اگرچہ گنہگار بمقابلہ کفار کے مطیع ہین انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص جہنم مین ہزار برس تک اپنے رب عزوجل کو پکاریگا کہ ای حنان ای منان پس اللہ عزوجل جبرئیلؑ سے فرماویگا کہ جاکر میرے اس بندے کو نکال لا جبرئیلؑ جاکر دیکھینگے کہ جہنم کے لوگ اوندھے منہ پڑے روتے ہین (یعنے اُس بندے کو جبرئیلؑ نہین پہچانتے ہین) پس واپس ہو کر رب عزوجل سے عرض کرینگے تو حکم ہوگا کہ وہ بندہ فلان مقام پر ہو جاکر اسکو نکال لا پس جبرئیل جاکر اُسکو لاوینگے تو اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ ای بندے تو نے اپنے مکان کو کیسا پایا وہ عرض کریگا کہ ای رب وہ بُری جگہ اور بدتر خوابگاہ ہو پھر فرماویگا کہ اس بندے کو واپس پہونچا دو وہ بندہ عرض کریگا کہ ای رب مجھے امید نہ تھی کہ جب تو نے مجھے وہانسے نکالا ہو تو پھر وہان مجھے بھیجیگا اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ سے فرماویگا کہ اچھا بندے کو چھوڑ دو (رواہ البیہقی) مترجم کہتا ہو کہ اہل جہنم کے حق مین حکم ہو کہ وہان سے کبھی باہر نہین نکلینگے لہذا جو کوئی نکالا گیا پھر وہان نہ ڈالا جاویگا لامحالہ وہ جہنمی نہوگا بلکہ مسلمان گناہگار ہوگا واضح ہو کہ اس حدیث کے اسناد مین ضعف ہو اور بعض مضامین مین بھی نکارت ہو اور جب تک نہو تب تک تیقن مشکل ہو مثلاً اول حدیث سے نکلتا ہو کہ جبرئیلؑ نے اسکو نہین پہچانا یہ صحاح احادیث اور نصوص کے خلاف ہو ہان اگر بلکہ مقصود یہ ہو کہ اول مرتبہ جبرئیلؑ کو فقط جہنم کے موجودہ لوگون کی حالت دکھلانی مقصود تھی حتی کہ جبرئیلؑ نے یہ کہا سا ارحم من کیا اسی دعا مین تھا پھر دوبارہ یہ حکم ہوا کہ اسکو باہر نکال لا اور کسی راوی نے بیان کرنے مین سہو کیا وہم ہو کہ پھر حکم ہوا کہ اسکو وہان پہنچا دو شاید

Marfat.com

اس بندے کی نسبت ارشاد فرمایا ہو کہ یہ وہان اپنی جگہ جا دیگا اور اسنے عرض کیا ہو کہ ای رب عزوجل مجھے تجھسے یہ امید تھی کہ جسکو تونے جہنم سے نکالا دوبارہ اسمین نہین ڈالیگا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرے بندے کی آرزو پوری کردو دیگر احادیث اسکی شاہد ہین مثلاً جامع صغیر کی ایک حدیث مین ہی کہ اگلی امت مین دو شخص تھے جنمین بھائی چارہ تھا ایک شخص جناب الٰہی کا غضب و قہر شدید بیان کرتا اور اپنے اعمال کا مواخذہ سخت جانتا اور لوگون سے بھی اسی طرح بیان کرتا تھا جب وہ مرا تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اس بندے نے جو کچھ میری جناب مین امید رکھی تھی اسکو پورا کرو اور دوم اپنے رب ارحم الراحمین کی جناب مین عفو کا زیادہ امیدوار تھا کہذا جب مرا تو حکم ہوا کہ میرے بندے کی آرزو پوری کرو مسرحم کہتا ہی کہ صحیح کی حدیث اسی معنی مین اوثق ہی کہ دو شخص مومنین بھائی چارہ تھا انمین سے ایک عابد زاہد تھا اور دوسرا اپنے نفس سے کچھ مغلوب ہوتا تھا اور عابد اسکو ملامت کرتا تو وہ کہتا کہ بھائی تو مجھے میرے رب رحیم کے کرم پر چھوڑ دے تو مجھپر نگہبان مقرر نہین ہوا ہی آخر ایکروز اسنے کسی بدکاری مین دیکھکر کہا کہ ای شخص تو فجور سے باز نہین آتا ہی واللہ تجھے اللہ تعالیٰ نہین بخشیگا پھر جب وہ مرا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ ای شخص تونے مجھپر تعلی کی تو کہان سے یہ دعوی رکھتا تھا کہ مین اسکو ہرگز نہین بخشونگا پس اللہ تعالیٰ نے اسکو عذاب مین ماخوذ کیا اور مسرف کو بخشدیا اللھم مولای اغفرلی وانا مسرف الجامع یہ نام پاک قرآن مین مذکور ہی بقولہ تعالیٰ ربنا انک جامع الناس لیوم حلیمیؒ نے کہا یعنے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ٹسری ہوئی ریزہ ریزہ ناپید چیزون کو جمع فرمادیگا اور اولون و آخرلوگون کو زندہ کرکے اٹھاویگا خطابیؒ نے کہا کہ بعضے لوگ اسکے یہ معنی بیان کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ جامع ہی یعنے فضائل و کمالات جو حقیقت مین کامل واقعیہ ہین سب اللہ تعالیٰ کی ذات پاک مین موجود ہین مترجم کہتا ہی کہ مین نے توضیح و تحقیق کے ساتھ بیان کردیا کہ کمال سوائے ذات باری تعالیٰ کے کسی مخلوق مین باعتبار حقیقت کے غیر ممکن ہی ہان مخلوقات مین صفات باری جل شانہ کا ظہور البتہ ہی اور وہ سب مخلوقات سے بڑھکر انسان مین ہی اور انسان مین سب سے افضل رحمت کا ظہور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی وللہ الحمد والمنۃ الجامع اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان اللہ یبعث من فی القبور۔ جو مخلوقات قبور مین ہین اللہ تعالیٰ انکو ضرور اٹھاویگا۔ حلیمیؒ نے کہا کہ ابعاث یعنی مردون کو زندہ کرکے حساب و جزا کے لیے اٹھاویگا تاکہ ہر ایک کو عین عدل سے اسکا عوض دے خطابیؒ نے بھی یہی معنی بیان فرمائے ہین مترجم کہتا ہی کہ تحقیق شاید ہی کہ جو معنی بیان کیے گئے یہ ایک مثال ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اپنے انسانی بندون مین سے اور ملائکہ مین سے مبعوث فرماتا ہی تو وہی باعث ہی بعث کے معنی اٹھانا اور برانگیختہ کرنا پس تمام مخلوقات مین جہان یہ معنی پائے جاوین سب کا برانگیختہ کرنیوالا اور اٹھانیوالا اللہ تعالیٰ ہی وہی پیدا کرتا ہی یعنے جب بندے کسی امر کو اپنی ذات کے لیے کرنا چاہتے ہین تو اسکا پیدا کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی اور ان سب امور مین اعظم و اجل بعث و حشر قیامت ہی وللہ العظمۃ المُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ یہ دو نام پاک ہین المقدم بکسر دال جملہ آگے بڑھانے والا اور پیشتر پیدا کرنے والا اور کسی چیز کو پہلے کردینے والا اور مؤخر بکسر خا معجمہ اسکے برعکس ہی خطابیؒ نے کہا کہ اس سے مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ سب اشیاء کو اپنے اپنے مرتبے پر رکھتا ہی جس چیز کو چاہتا ہی مقدم کرتا ہی اور جس چیز کو چاہتا ہی مؤخر کرتا ہی یعنے ہم اسکی حکمت نہین سمجھتے لیکن یہ یقین جانتے ہین کہ یہ سب عین حکمت ہی اسنے مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے مقادیر خلائق کو مقدر کردیا تھا اور عین حکمت سے اپنے انبیاء مین سے جسکو چاہا مقدم فرمایا اور ان مین سے بعض کو مقامات قرب کی توفیق مین سبقت دی اور بعض کو کسلمند کرکے موخر فرمایا اور اسیطرح دنیاوی لوگون مین جو آخرت سے منکر ہین بعض کو بعض پر دنیاوی فوقیت دی اور واضح ہو کہ بہتر یہ ہی کہ ان دونون پاک نامون کو جمع کیا کرے حلیمیؒ نے کہا کہ المقدم یعنی درجات بلند عطا فرمانیوالا اور المؤخر یعنے بلند درجات سے اتارنے والا مترجم کہتا ہی کہ امام خطابی کی تفسیر بہتر معلوم ہوتی ہی واللہ تعالیٰ اعلم حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيْئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ وَعَمْدِي وَجَهْلِي وَجِدِّي وَهَزْلِي وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (رواہ البخاری (مسلم ایضاً) اور

Marfat.com

...ن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا جنتی اور دوزخی الگ الگ ہوے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان تو اُسنے عرض کیا کہ پھر عمل کرنے مین کیا حکمت ہی آپ نے فرمایا کہ عمل کیے جاؤ ہر ایک کو وہی راہ ملیگی جسکے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہی اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے بھی روایت کیا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ عمل سے اسکی غرض یہ تھی کہ نماز روزہ وغیرہ کی توفیق ہی تو آپ نے نہایت حکمت سے ارشاد فرمایا کہ جسکے حق مین جو کچھ مقدر ہی وہ ضرور اُسی کو کریگا اور وہی اُسکو میسر آویگا **وللہ العظمۃ والکبریاء** وہو العلیم **اَلْمُعِزُّ وَالْمُذِلُّ** عزت دینے والا اور ذلت دینے والا یہ دونام پاک قرآن مین بھی آئے ہین **حلیمی** رح نے کہا کہ المعز یعنے بندے کے واسطے منفعت کے سامان میسر کرنے والا المذل بندۂ سرکش کو خواری و بربادی پر پیش کرنے والا اور ان دونون نامون کو بھی ملا کر دعا کرنی چاہیے **مترجم** کہتا ہی کہ عزت درحقیقت وہ ہی جو واقعی ہو لہذا دنیاوی فناگاہ مین جو لوگ مال و دولت سے عزت دیکھتے ہین یہ فقط خیالی محنت و خواری ہے اور عزت دار آخرت کی سرفرازی ہی اور **امام خطابی** نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دار دنیا مین اپنے اولیائے مومنین کو طاعت توحید سے عزت دی اور اُنکو اعدا کے کافرین پر غالب کیا اور دار آخرت مین اُنکو دار کرامت جنت مین بسا دیگا اور کفار کو دنیا مین اسطرح ذلیل کیا کہ اُنپر جزیہ باندھا اور مومنون کا مملوک بنایا اور آخرت مین اُنکو مقام ذلت جہنم مین بسا دیگا **مترجم** کہتا ہی کہ دنیای ملعونہ کی کاہش مین جس قوم کو گرفتار کیا اسکو خوار کیا **وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین** الآیہ **اَلْوَكِيْلُ** کارساز یہ نام پاک قرآن مین بھی آیا ہی **حلیمی** نے کہا کہ الوکیل جسکے سپرد ہوا اور اللہ تعالیٰ ہی خلق و امر کا مالک ہی تو تمام عالم و مخلوقات اُسی کے سپرد ہی اُسی نے پیدا کیا اور وہی کارسازی فرماتا ہی اسکے سوائے کوئی کچھ بھی ملکیت و قدرت نہین رکھتا کہ کچھ ایجاد کرے اور ابن عباس رض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام جب آگ مین ڈالے جاتے تھے تو آخری کلام یہ کہا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور تمھارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جب کہا گیا کہ مکہ والے فوجین جمع کرتے ہین تو یہی کلمہ کہا چنانچہ قرآن مین ہی الذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا لکم الآیہ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہی اور اس آیت مین صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم نے آپ کے ساتھ یہی کلمہ کہا تھا چنانچہ آیت صریح دلالت کرتی ہی اور معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ ہمارے امور کا اچھا کفیل و کارساز ہی قولہ تعالیٰ واللہ علی ما نقول وکیل جو قصہ موسیٰ ع و شعیب ع مین ہی تو ابن جریج رح نے کہا کہ وکیل یعنی شاہد ہی اسکو بیہقی نے روایت کیا اور **مترجم** کہتا ہی کہ اگر یہ معنی خاص نہ کیے جاوین بلکہ عام رکھا جاوے یعنے جو کچھ ہمنے عہد کیا اسکو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہی اور وہی ہمارا کارساز ہی تو یہ معنی اولیٰ تھے واللہ اعلم اور **مترجم** کہتا ہی کہ ایک حدیث مین آیا ہی کہ آدمی جس چیز کا خوف کرتا ہو تین مرتبہ کہے کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل تو ضرر نہین پاویگا یعنی اللہ تعالیٰ اُس سے فرحت و کشایش نصیب فرماویگا اور مترجم نے اسکو بارہا تجربہ کیا ہے اور یہ کلمہ خود توحید الٰہی کی تسبیح ہی **سَرِيْعُ الْحِسَابِ** یہ اسم پاک قرآن مجید مین آیا ہی عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب پر اسطرح بد دعا فرمائی **اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ** اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے بھی روایت کیا ہی احزاب جتھے و جماعتین اور مراد کفار مکہ کی جماعتین ہین جو یہود کی اشتعا لگ سے قریش و غطفان وغیرہ کے قبائل جمع ہو کر مدینہ پر چڑھ آئی تھین اور اصحاب نے اُنکے مقابلے مین بدون لڑائی کے مشقت اُٹھائی آخر جب اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو ثبات دیا اور منافق ظاہر ہو گئے تو اُسنے ایک دم مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا کے موافق احزاب کے دل ہلا دیے اور وہ لوگ خود بھاگ کھڑے ہوے اور آپ نے اہل ایمان کو بشارت دی کہ آیندہ وہ کبھی میسر نہ آوینگے ہم ہی اُنپر حملہ کرنے کو چڑھ جاؤ گے چنانچہ یہی واقع ہوا **وللہ الحمد والمنۃ** **حلیمی** رح نے کہا کہ سریع الحساب کے معنے جلد حساب کرنے والا بعض نے کہا کہ اس سے مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت یہ ہی کہ اسکو ایک کا حساب دوسرے کے حساب سے مانع نہوگا بعض نے کہا کہ قیامت کے روز مخلوقات اول سے آخر تک کا حساب ایسے قلیل وقت مین لیگا کہ مخلوق کسی طرح اسپر قادر نہین ہو سکتی ہو **مترجم** کہتا ہے کہ مخلوق تو بہت وجود سے یہ قدرت نہین رکھتی ہی جو ذرا توجہ سے معلوم ہوتے ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے

Marfat.com

اعتون یعنی احزاب پر بد دعا مین اس نام پاک کو ذکر فرمایا ہی اور علماء نے کہا کہ ہر قسم کی دعا کے مناسب نام پاک لانا معرفت ہی حقی کہ جو شخص رزق
ورحمت وعافیت مانگے اسکو نہین چاہیے کہ یا قہار یا شدید العقاب وغیرہ نامہاے قہر سے دعا کرے بلکہ یا رحمٰن یا رحیم وغیرہ سے دعا کرے اور
احزاب پر قہر کی بد دعا تھی اگرچہ آپ نے ہلاکت نہین چاہی پس اسمین سریع الحساب اپنے موقع پر ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرمائی اس سے
ان کافرون نے انکار کیا تو عذاب کے مستحق ہوے سریع الحساب سے گویا اشارہ ہی کہ اللہ تعالیٰ جلد حساب لیتا ہی تو موت سے پہلے ان کا فرونکو
مواخذہ فرمایا اور احزاب کو خوار کرکے بھگا دیا واللہ العظمۃ والکبریاء **ذُو الْفَضْلِ** حلیمیؒ نے کہا یعنے ایسے انعامات سے سرفراز فرمانے والا
جو اسپر لازم نہین ہی بلکہ محض اپنی طرف سے فضل واحسان ہی اور **حبیب بن ابی ثابت** تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہمارے ایک شیخ نے ہمسے
بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ایسا امر پیش آتا جسکو ناگوار رکھتے تو فرماتے کہ الحمد للہ علی کل حال یعنی ہر حال مین اللہ تعالیٰ ہی کے لیے
حمد ہی اور جب خوشگوار امر پیش آتا تو فرماتے کہ الحمد للہ المنعم المفضل الذی بنعمتہ تتم الصالحات یعنے تمام حمد اللہ تعالےٰ کے لیے ہین جو بہت احسان
وفضل کرنے والا ہی جسکی نعمت سے خوبیان پوری ہوتی ہین - ھ - **ذُو انْتِقَامٍ** انتقام وبدلا لینے والا اور اسمائے حسنیٰ مین بجاے اسکے منتقم مذکور ہی
حلیمیؒ نے کہا کہ منتقم یعنے جو بدکار جسقدر عذاب کا مستحق ہی جب چاہے اسکو سزا دے **اَلْمُغْنِيْ** بے نیاز کرنے والا یعنے محتاج بندون کو انکی
حاجات پہونچاکر مستغنی کرنے والا نقولہ تعالیٰ الذی ہو اغنی واقنی یعنی اللہ تعالیٰ ہی غنی کرتا اور محتاج کرتا ہی **اَلطَّبِيْبُ** درحقیقت یہ نام فقط
اللہ تعالیٰ کی شان مین لائق ہی حلیمیؒ نے لکھا کہ حدیث مین آیا ہی کہ علاج کرنے والے کو طبیب مت کہو بلکہ رفیق کہا کرو اسلیے کہ طبیب تو اللہ تعالیٰ
ہی حلیمیؒ نے اسکی توجیہ طویل بیان فرمائی لیکن آخر مین کہا کہ اس نام پاک کا اطلاق شفا چاہنے کے وقت اسطرح ہو کہ الٰہی تو ہی تندرستی دینے والا
اور تو ہی بیماری دینے والا اور طبیب ہی لیکن خالی یا طبیب کہنے مین ایک طرح کی بے ادبی ہی **مترجم** کہتا ہی کہ مشائخ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے
بھی مانند علم وغیرہ کے طبیب کہنے سے منع کیا ہی اور اسکا سبب یہی ہی کہ عوام کے اطلاق مین یہ لفظ دنیاوی علاج کرنے والون پر بولا جاتا ہے
واضح ہو کہ جس مرض مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ام المومنین عائشہ رضؓ آپ کی بیماری مین آپکے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھکر یہ دعا
پڑھتی تھین اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اَنْتَ الطَّبِيْبُ وَاَنْتَ الشَّافِيْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ الٰہی مجھے رفیق اعلیٰ مین
ملادے (رواہ البیہقی) **مترجم** کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بیمارون کی شفا کے لیے ارشاد فرمائی تھی تو ام المومنین نے اس بیماری مین
اسکو آپ پر دم کیا لیکن آپ نے بجاے شفا کے رفیق اعلیٰ کو اختیار فرمایا چنانچہ صحیح بخاری مین ام المومنینؓ سے اسطرح روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بیمار کے پاس جاتے تو درد کی جگہ ہاتھ رکھکر فرماتے اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ
اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا ام المومنینؓ نے کہا کہ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوے تو مین نے اپنا ہاتھ آپ پر
رکھکر چاہا کہ اسکو کھون پس آپنے ہٹا دیا اور فرمایا اللھم الرفیق الاعلی اللھم الرفیق الاعلی یعنی رفیق اعلیٰ کی خواہش فرمائی اس حدیث کو
امام مسلم نے بھی روایت کیا ہی اور دعاے مذکورہ علیحدہ بھی روایت کی گئی ہی حلیمیؒ نے کہا کہ دعا مین یا شافی یا کافی کہنا جائز ہی کیونکہ اللہ تعالےٰ
ہی دلون کو شک وشبہہ اور حسد وخیانت سے شفا دیتا ہی اور بدنون کو بیماریون وآفات سے شفا دیتا ہی اور سواے اللہ تعالیٰ کے
کسی کو یہ لفظ نہین جائز ہی شفا یہ کہ جو چیز ایذا اور دکھ دیتی ہو اسکو دور فرماوے اور یہ قدرت سواے اللہ تعالےٰ کے کسی مین نہین ہے
طبیب فقط ظاہری ہی **حَيِيٌّ كَرِيْمٌ** بہت حیادار بخشش کرنے والا حدیث مین ہی کہ تمھارا رب حیی کریم ہی جب بندہ اسکی طرف ہاتھ پھیلاتا ہی
تو شرماتا ہی کہ اسکو خالی ہاتھ واپس کرے حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ حیی ستیر ہی (حیادار پردہ پوش) پس جب کوئی تم مین سے غسل کرے
تو چاہیے کہ پردہ کرے (رواہ البیہقی) مراد یہ کہ لوگ شناعت نکرین **ذُو الْعَرْشِ** یہ نام پاک قرآن مین موجود ہی اور اسکے معانی اوصاف
ہین **ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ** یہ نام پاک اسماے حسنیٰ مین اور قرآن مین مذکور ہی اور حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین آئے تو ایک شخص اپنی دعا مین کہتا تھا کہ یاذا الجلال والاکرام پس آپنے فرمایا کہ تیری دعا قبول کی گئی پس مانگ (البیہقی) اور تفسیر مین گذر چکا کہ حدیث مین ارشاد ہی کہ ذوالجلال والاکرام کی پناہ لو (ابن کثیر) حلیمی نے کہا کہ ذوالجلال ذالاکرام یعنی اسکی شان ایسی ہی کہ اُسی کی ہیبت ہو اور ایسی بزرگ ہی کہ اُسی کی ثنا وصفت ہو خطابی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی مستحق ہی کہ اُسکی اجلال وتعظیم مین انکار وکفر نہو اور بندے ہی ایسے ہوتے ہین کہ وہ توفیق طاعات سے اپنے بندون کا اکرام فرماتا ہی کہ اُنکو جنت مین داخل فرماویگا اور اسکے سوائے کسی مین یہ قدرت نہین واللہ تعالیٰ اعلم اَلْفَرْدُ وہی متفرد ہی یعنی قدم وایجاد اور تدبیر کائنات مین وہی فرد ہی مترجم کہتا ہی کہ جمیع صفات کمال مین اسی کی فردانیت ہے اور اہل الحق کے نزدیک صفات اُسی کے واسطے حقیقت ہین اور دوسرون مین صرف ظہور ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ الآیۃ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی تو نے دعا کرنیکا حکم دیا اور قبولیت کا فضل عطا کیا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ اَشْهَدُ اَنَّكَ فَرْدٌ اَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ تَلِدْ وَلَمْ تُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَكَ كُفُوًا اَحَدٌ وَاَشْهَدُ اَنَّ وَعْدَكَ حَقٌّ وَلِقَاءَكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَالسَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَارَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّكَ تَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ بیہقی نے بعد روایت کے ضعف ظاہر کیا ضعف دو وجہ سے ہی اول تو اسناد کے راوی مین ہی دوم یہ زیادتی حج یا عمرہ کے تلبیہ مین خلاف صحاح ظاہر ہوتی ہی اگرچہ یہ دعا نماز شب مین باسناد صحیح آئی ہی ذُوالْمَعَارِجِ حلیمی نے کہا کہ اُسی کی طرف ارواح اور اعمال چڑھائے جاتے ہین اور یہ صفت قرآن پاک مین موجود ہی اور بیہقی نے حجۃ الوداع کی حدیث جابر بن عبداللہ رضہ کو مسند کرکے بعد اشارۂ اختصار کے کہا کہ اس روایت مین آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تلبیہ مین فرمایا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ اور لوگون مین سے بعض نے تلبیہ مین کہا کہ لبیک ذالمعارج اور بعض نے کہا کہ لبیک ذالفواضل یعنی مع صفت کے کہا اور آپنے اُن مین سے کسی کے تلبیہ پر کچھ انکار نہین فرمایا

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً

اس سورۂ مبارک مین مومنہ عورتون کا امتحان آیا ہی اور اسکے دقیق اسرار ہین جنکی وجہ سے سورۂ مبارک اسی نام سے موسوم ہوا باوجودیکہ اسمین حاطب رضی اللہ عنہ کا معاملہ شروع مین مذکور ہی اور اسکے ساتھ نام نہوا اسی جہت سے علماء عارفین نے کہا کہ سورتون کے نام توقیفی ہین یعنی جس نام سے واقف کیا گیا وہی نام رہیگا اور کوئی شخص اپنے قیاس کو دخل دیکر دوسرا نام مناسب احکام وغیرہ کے نہین رکھ سکتا ہے

فوائد اوّل یہ سورہ مدنیہ ہی ابن عباس و ابن الزبیر رضہ نے کہا کہ یہ سورہ مدینہ مین نازل ہوا اس روایت سے ظاہر ہوا کہ ضرور بعد ہجرت کے نزول ہوا ہی تو مشہور اصطلاح کے موافق یہ مدنیہ ہی قرطبی نے کہا کہ یہی سب علما کا قول ہی **فائدۂ دوم** الممتحنہ بکسر حا بمعنی امتحان لینے والی سورت اگرچہ امتحان لینے کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبعیت مین مومنین کو دیا گیا ہی بقولہ یاایہا الذین آمنوا اذا جاءکم المومنات مہاجرات فامتحنوہن الآیہ چنانچہ آگے آویگا پھر ممتحن وہ لوگ ہوے تو سورۂ کا نام ممتحنہ کیون **جواب** اسی سورہ کے حکم پر وہ لوگ عمل کرنیوالے ہین تو اصل امتحان اور وہ لوگ اسکے تابع ہین جیسے بادشاہ کے عامل ہوتے ہین اور مترجم نے اپنے نزدیک اسی جواب کو محقق خیال کیا اور بعض اہل تفسیر سرسری نظر سے یہ تاویل کی کہ سورہ کا نام ممتحنہ مجازاً ہی جیسے سورہ برأۃ مین منافقون کے قبائح بیان ہونے سے اسکا نام فاضحہ یعنی فضیحت کرنیوالی رکھا گیا ہی بعض علماء نے کہا کہ نام ممتحنہ بکسر الحاء نہین بلکہ بالفتح ہی یعنے امتحان کی گئی اور یہ اُس عورت کی جانب نسبت ہی مین اس سورہ کا نزول ہوا تھا اس کا نام ام کلثوم تھا جو عقبہ بن ابی معیط کی دختر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی زوجہ تھی اور ابن

ہوم بن عبدالرحمٰن کا تولد ہوا اور سورۃ الممتحنہ کہنے سے مراد یہ کہ ایسا سورہ جس مین اُس مہاجرہ مومنہ کا بیان ہو جسکے امتحان کے بارہ مین یہ سورہ نازل ہوا تھا فائدہ سوم اس سورہ مین تیرہ آیات ہین تین سو اڑتالیس کلمات ہین ایک ہزار پانچ سو دس حرف ہین - (السراج)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام پاک سے جو رحمن و رحیم ہو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ

اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست تم انکو پیغام بھیجو دوستی سے

وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ

اور وہ منکر ہوئے ہین اس سے جو تمکو آیا سچا دین نکالتے ہین رسول کو اور تمکو اسپر کہ تم مانو اللہ کو اپنے رب کو

اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۚ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا

اگر تم نکلے ہو لڑائی کو میری راہ مین اور چاہ کر میری رضامندی تم انکو چھپے پیغام بھیجو دوستی کے اور مجھکو

اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝

جو پوشیدہ ہے میں اور جو کھولا تمنے اور جو کوئی تم مین یہ کام کرے وہ بھولا سیدھی راہ

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ

اگر تمکو پاوین دشمن ہون تمہارے اور چلاوین تمپر ہاتھ اور اپنی زبانین برائی کو

وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ

اور چاہین کسی طرح تم منکر ہو جاؤ ہرگز کام آوینگے تمکو تمہارے ناتے اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن وہ فیصلہ کریگا

بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

تم مین اور اللہ جو کرتے ہو دیکھتا ہے

خطیبؒ نے سراج مین لکھا کہ بِسْمِ اللّٰهِ شروع ہے اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے ف جسکی شان الوہیت وصفات عظمت سے یہ ہے کہ جس بندے کی تولی فرمائی یعنے اپنی محبت کی توفیق اُسکو عطا کی تو اُسکو اپنے سوائے سب سے مستغنی کر دیا الرَّحْمٰنِ اُسکی رحمت عام شامل مخلوقات ہے اور بندۂ مومن کو رحمت کے ساتھ عقل معرفت عطا کی الرَّحِيْمِ - اور بندۂ محبوب کو خاص توفیق سے برگزیدہ فرمایا مترجم کہتا ہے کہ یہ تفسیر بحسب مقام ہے کیونکہ عطاے عقل سے معرفت حق عزوجل حاصل ہوا کرتی ہے اور جسکو عقل عطا ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت سے منحرف نہین ہوتا اور بدون عقل کے اُسکی معرفت محال ہے اگر کہو کہ عقل تو کفار مین بھی ہوتی ہے بلکہ اس زمانے مین صریح مشاہدہ ہے کہ مشرکین کی عقل بہت سے آلات اور کلون کی ساخت مین بڑھی ہوئی ہے کہ بہت سے اہل توحید یہ دانائی نہین رکھتے ہین جواب یہ کہ آیات الٰہی صریح دلالت کرتی ہین کہ کافر عقل سے محروم ہے اور توضیح بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اُنکی غذا بھی اسی زمین سے پیدا کی اور زمین کی چیز دنسے نفع حاصل کرنیکے لیے جمیع حیوانات کے حواس دیے ہین لیکن ہر ایک حیوان مین اسکی لیاقت وضرورت کے لائق ہین چونکہ انسان وتمدن وانتظام وغیرہ مین مزید حواس کا محتاج ہے لہذا اسکے حواس بہت جامع ہین اور انکی تدابیر سے وہ شیر و ہاتھی وغیرہ کو مطیع کر لیتا ہے اور تحریر و تقریر سے اپنے انتظامی معاملات دوسرون کے ذہن نشین کرتا ہے کہ باہمی امداد ومعاونت واجتماع سے اسکی زندگی کے حاجات پوری ہون پس اگر ان حواس مجموعہ کا نام عقل ہے تو اسمین کچھ کلام نہین کہ آدمیونکے

Marfat.com

ات اسمین متفاوت ہین اور اکثر مشرکین مین یہ حواس زیادہ قوی ہوتے ہین کیونکہ حواس کی قوت باعتبار بدن کی قوت کے ہی بلکہ اس حاس کی طرح
حانور مین جسی قوت ہوتی ہی جو آدمی مین نہین ہوسکتی ہی جیسے بارہا اشارہ ہوا کہ (ربیا) جو حقیر پرندہ ہی اپنی ضرورت کی صنعت مین انسان سے بڑھا ہوا ہی اور کتہ
جس طبقۂ انسانی مین حیات فقط اسی دنیا کی زندگی کا نام ہی اور دنیا کو ویران کرنا اللہ تعالی کی مشیت نہین ہی تو اس طبقے کی ساری کوشش فقط دنیا کی سرسبزی
بھر جہ تک ظلم کرنا اسکا شیوہ ہو تو دنیاوی آبادی کو ترقی ہوگی اور جب شیطان کی تبعیت مین اس فرقے نے فقط دنیا اختیار کی تو اسکے حواس مین رونق و قوت
عطا ہوگی تاکہ اس دنیا سے متمتع ہون کیونکہ انھون نے آخرت چھوڑ کر فقط دنیا اختیار کی ہی لہذا اگر کوئی مسلمان اپنے حسد کرے تو ضرور شک ہی کہ اسکا قلب درحقیقت
دار آخرت پر ایمان نہین لایا ہی کیونکہ اگر وہ آخرت پر ایمان لاتا تو تمام دنیا مع اپنے زر و جواہر کے آخرت کے ایک ذرہ کی قیمت نہین ہی اور یہ دنیا ملعونہ کچھ قدر
وقیمت نہین رکھتی ہی غایت یہ کہ بندۂ مومن کو اپنے نفس پر اعتماد نہین ہوتا لہذا وہ دنیا مین عافیت و سلامتی مانگتا ہی اور صنعت و حرفت سے اپنے واسطے رزق
کی وسعت اسلیے چاہتا ہی تاکہ راحت و آسانی سے دار آخرت کا سامان کرے لیکن کافرون کی دنیاوی دولت کو ہیچ و پوچ سمجھکر اسپر کچھ حسد نہین کرتا بالجملہ
یہ حواس البتہ اہل کفر اور جانورون مین تیز ہوتے ہین اور وہ لوگ عقل کی کیفیت سے بھی واقف نہین ہوتے کیونکہ عقل تو ایمان کے بعد قلب کی مہر کشادہ
ہونے سے چمکتی ہی اگر وہم ہو کہ پھر اولیا مین یہ صنعت جمع ہونا چاہیے کیونکہ یہ صنائع بھی بہت مفید ہین **جواب** یہ کہ اس کلام کے یہ معنے ہوے کہ اولیا
مین حیات دنیا کی توقیر اور دنیا جمع کرنے کی تدبیر بھی جمع ہو جیسے آخرت لینے کا سامان یعنے عقل موجود ہی اور یہ سوال محض جہالت ہی کیونکہ اللہ تعالے
نے حیات دنیا کو ہیچ پوچ قرار دیا اور حدیث مین ہی کہ اگر اللہ تعالی کے نزدیک دنیا کی قدر ایک مچھر کے پر برابر ہوتی تو وہ کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتا
اور حدیث مین ہی کہ آگاہ رہو کہ دنیا ملعون ہی اور جو کچھ دنیا مین ہی وہ بھی ملعون ہی تو کیونکر ہوسکتا ہی کہ یہ لعنت بھی رحمت ایمان کے ساتھ جمع ہو ان حیات
دنیا مین بقدر ضرورت رزق کی حاجت ہی تو مباح کے درجہ تک اجازت ہی لیکن زینت و تفاخر و مال تکاثر حرام ہی اور قدر ضرورت کچھ دنیا نہین ہے
جب تک قلب کو اسپر اطمینان نہو لقولہ تعالی استحبوا الحیاۃ الدنیا واطمانوا بہا یعنی کفار نے دنیا کی زندگی پسند کی اور اسپر اطمینان کیا ۔ دیکھو اس معرفت
کے واسطے قرآن مین حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ مذکور ہی کہ انکو دنیا اس سلطنت کے ساتھ دی گئی لیکن قلب نبوت مین دنیا نے کچھ بھی جگہ نہین
پائی پھر تخت بلقیس منگوانے مین عفریت جنیہ کو حکم دیا کہ کون شخص اسکو جلد اٹھالاتا ہی حالانکہ خود پیغمبر تھے پس اسمین تنبیہ ہی کہ یہ علم جس سے تخت اٹھالایا جاوے
فقط دنیاوی ہی جیسے مسمریزم ہی اور یہان سے صاف ظاہر ہوگیا کہ فلاسفۂ یونان جس فن کو حکمت کہتے ہین یعنے اعیان موجودات کا علم تو وہ بھی محض دنیاوی
وفانی ہی اور حواس کی تیزی سے متعلق ہی اسمین جسم کے حواس ظاہری و حواس باطنی سے مدد لی جاتی ہی بلکہ جب یہ حواس خوب مشاق ہوجاتے ہین تو ایسے
جاہل حکیم کو علوم حقہ و معارف ایمانیہ سے بے نصیبی لازم ہی اور جب سے یہ فنون عربی زبان مین ترجمہ ہوکر اسلام مین پھیلے تب سے معارف توحید مین خلل پیدا
ہوا اور ہر چند علماے ربانیین نے سمجھایا اور اسکے حرام ہونیکا فتوی دیا عوام مین کچھ اثر نہوا اور برابر بدعات و ضلالات نکلتی گئین یہانتک کہ دین توحید ضعیف ہوگیا
اور نصرت الہی جس سے مسلمانون کو دنیا مین غلبہ تھا اور آسانی و راحت کے ساتھ بے خطر دار آخرت کے سامان مین مصروف تھے وہ نصرت اٹھگئی کیونکہ جاہلون نے دین حق مین بیجا
تاویلون سے معارف سلف کو کھو دیا اور جدید فلسفہ پر ایمان لائے چونکہ اسکی بنیاد نفس کے حواس پر تھی تو نفس کو لذت ملی اور دنیا کی طرف آنکھین کھل گئین اور عجب
یہ ہی کہ ابتک ان ملکون مین انھین فنون جہالت مین توغل ہی بلکہ جو کوئی فلسفہ نجانتا ہو اسکو علما مین شمار نہین کرتے ہین ولیکن ایک فساد بھی یہان موجود ہی وہ یہ ہی کہ
اتفاق سے جن لوگون نے فقط علم دین یعنی فقہ و تفسیر و حدیث پر اکتفا کیا تھا انھون نے بغیر معارف اسرار تک پہونچنے کے سابق کے مجتہدین و علماے ربانیین پر طعن شروع
کی اور انکو مخطی تصور کیا اور فہم سرسری پر اعتماد کیا کیونکہ اس راہ مین ہنوز دقائق تک نہین پہونچے تھے کہ مدعی بن بیٹھے بلکہ اولیا و صالحین کے اشارات کو بھی بے سمجھے ضلالت قرار دیا
اور یہ دوسری بلا پیش آئی اور جو لوگ فلسفہ کے جاہلانہ معقولات مین مشغول تھے انھون نے نفسانی حمیت و تعصب سے فریق اول کا مقابلہ کیا جو علم شریعت کی راہ سے
اگرچہ ہنوز دہی قدم چلے تھے اور ان جاہل متعصبون نے اپنے فلسفہ کے ذریعہ سے جوابات دیے اور شیطان نے انکو خوب ابھارا اور
عوام نے جو انکو علامۂ معقول و منقول خطاب دیتے تھے اپنا پیشوا بنایا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس اخیر زمانے مین جب فسق و فجور کی حد ہوچکی تھی یہ ساری بلا دین کے

پیرایہ مین نازل ہوئی تو دنیا و دین دونون مین خرابی برداشت کر کے اسلام کا لعدم کیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور اس شدید مخالفت کی بنیاد بوجہ ان معمولی واعظون کے زیادہ مستحکم ہوگئی کیونکہ عموماً واعظ کہنے والے اس زمانے مین جبہ و دستار سے عالمانہ صورت بنانے والے اور علم شریعت سے جاہل لوگ ہوتے ہین جو دنیا کمانے کی غرض سے ملکون ملکون وعظ کہتے پھرتے ہین اور چونکہ خود نفس کے بندے ہین تو جس شہر و قصبے مین جس خیال والے پاتے ہین انھین کے موافق ہانک لگاتے ہین تاکہ انکی خوشی حاصل کر کے پورا نذرانہ پاوین اس سلسلہ سے یہ مخالفت ہر قصبہ و گانون مین پھیل گئی اور باہمی عناد حتی کہ تکفیر تک نوبت پہونچی انا للہ وانا الیہ راجعون الغرض عقل حقیقی جسمین ہم کلام کرتے ہین یہ حواس کی تیزی نہین ہی جسکا نام مشرکین نے عقل رکھا ہی کیونکہ وہ سوا سے ان خواہش کے تمام عمر بھی عقل حقیقی نہین جانتے ہین اور دنیا مین انکی بے عقلی کا قبح ظاہر نہین ہوتا کیونکہ دنیا کمانے مین وہ اپنی عقل سے خوب کام لیتے ہین مگر آخرت مین بعد موت کے انکو ظاہر ہوگا کہ انمین عقل نہین تھی چنانچہ اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا بقولہ تعالی۔ قالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر یعنی جہنمیون نے کہا کہ اگر ہم لوگ سنتے یا عقل رکھتے ہوتے تو جہنم کے لوگون مین نہوتے ۔ھ۔ قولہ تعالی قلوب لا یفقھون بھا یعنی کافرون مین ایسے دل ہین کہ انسے سمجھ نہین سکتے ۔ھ۔ قولہ تعالی۔ قوم لا یعقلون ایسی قوم ہین کہ عقل نہین رکھتے ہین ۔ھ۔ اور اس بارہ مین آیات و احادیث بکثرت ہین اور قولہ تعالی اولئک کالانعام الآیہ (یہ لوگ مثل جانورون کے ہین بلکہ جانورون سے بھی زیادہ گمراہ ہین) صریح دلالت کرتا ہی کہ جانورون کی طرح ان مین بھی عقل نہین ہی بلکہ جانور اپنے حواس کے موافق اپنے رب عزوجل کو پہچانتے اور تسبیح کرتے ہین اور یہ لوگ حواس کی قدر اور اللہ تعالی کی وحدانیت نہین پہچانتے بلکہ مخلوقات کو اپنا معبود بناتے ہین اسلیے جانورون سے بھی زیادہ گمراہ ہین پھر نص صریح مین موجود ہی کہ اگر یہ کفار ایمان لاتے اور نظر توحید سے دیکھتے تو انکو ایسے دل حاصل ہوتے کہ انسے تعقل کرتے معلوم ہوا کہ ایمان سے قلب مین نور عقل ظاہر ہوتا ہی پھر عقل فقط ایسے کام چاہتی ہی جو اصلی دار آخرت مین کام آنے والے ہین اور ایسے علوم کی رغبت دلاتی ہی جو نفس کے ساتھ باقیات صالحات ہین لہذا حدیث مین ہی کہ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی سے یہ ہی کہ لایعنی کو چھوڑے ۔ھ۔ یہ حدیث صحیح وغیرہ مین ہی اور امام ابوداؤد وغیرہ نے اس حدیث کو ایک رکن اعظم قرار دیا ہی اور بیشک آدمی کے لیے اس کلیہ ضابطہ سے اپنے سفر آخرت مین بہت فوائد حاصل ہوتے ہین اور راہ مین شیطان کے بہت سے فسادات سے نجات پاتا ہی از انجملہ یہ ہی کہ اس زمانے مین فلسفہ یونانیہ وغیرہ کے حاصل کرنے مین عمر ضائع کرنا لایعنی بلکہ حرام ہی اور معارف توحید مین نہایت مضر ہی کیونکہ شیطانی حواس سے نظر کرنے مین ضرور گمراہ ہوگا اسیطرح اعتقادات سلف صالحین پر دلی یقین سے مستقیم و مومن ہوکر قلب کی حفاظت کرے کیونکہ حدیث مین ثابت ہی کہ اللہ تعالی تمھارے دلون کو دیکھتا ہے اور تمھاری صورتون و مالون کو نہین دیکھتا ہی پس بہودہ خطرات سے دل کو محفوظ رکھے یعنی دفع کرتا رہے اور اخلاق شریف مانند سخاوت و شجاعت و ترحم وغیرہ سے نفس کو آراستہ کرے اور دنیا مین شرافت اخلاق شریف سے جاری ہوئی حتی کہ خاندانی شرافت کا سلسلہ جاری ہوا کیونکہ عمدہ اخلاق آدمی کی آل و اولاد مین بھی جاری ہوتے ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ ام المومنین عائشہ رضہ کی خدمت مین حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور انکے پدری بھائی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری جورو کے بطن سے تھے دونون حاضر تھے اتفاق سے حضرت حسن رضہ کے پدری بھائی سے ایسی کوئی حرکت صادر ہوئی جو ام المومنین رضہ کو ناخوش معلوم ہوئی تو فرمایا کہ حسن رضہ کو اسکی مان نے ادب سکھلایا ہی اور اس لڑکے کو اسکی مان نے ادب سکھلایا ہی یا بجملہ اس زمانے کین جو لوگ شیخ و سید وغیرہ کی شرافت پر مغرور ہین بالکل نادان ہین جبکہ انمین غرور وغیرہ فسق و فجور کے رذیل اخلاق موجود ہین کیونکہ انھون نے خاندانی شرافت کو جو شریف اخلاق تھے زائل کر دیا تو جس قوم کے اخلاق انمین موجود ہون اسی قوم سے ہین بلکہ جن مسلمانون کے اخلاق اچھے ہون وہ شریف ہین پھر جب اخلاق شرافت حاصل ہون اور انمین ٹھیک ہوجاوے اسطرح کہ اسکا نفس سرکش معارضہ کرنے سے عاجز و مردہ ہوجاوے تو اب البتہ اعمال حسنہ مین افضل کی طرف غور کرے جبکہ اسقدر علم رکھتا ہو کیونکہ ابھی تک وہ ظاہری اعمال حسنہ مین وہ کسی عالم مجتہد کی تقلید پہ تھا اور اپنے نفس کے عظیم اخلاق کی درستی مین مصروف تھا اور ایسی حالت مین اگر خود اجتہاد کریگا تو درمیان مین اسکے نفس سرکش کا دخل بہت کم ہوگا اور خالص ثواب سنت کی امید پر وہ کسی فعل مسنون کو اختیار کریگا حالانکہ ان اعمال ظاہری سے فقط ثواب ہی مقصود ہو اور

Marfat.com

اخلاق کا ثواب بہت زیادہ ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ حدیث مین ہی کہ لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من کبر یعنی جسکے دل مین رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہو وہ بہشت مین نہین داخل ہوگا (صحیح وغیرہ) علمار نے کہا یعنے ابتدا سے داخل نہین ہونے پاویگا جب تک سزا نہ پاوے اور تحقیق یہ ہی کہ اگر وہ اسی قسم کا عیب رکھتا تھا تو شاید اللہ تعالیٰ اسکے دل سے اسکو نکال ڈالے جیسے قولہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورہم من غل الآیہ یعنے ہمنے ان جنتیون کے سینون سے جو کچھ کینہ تھا نکال ڈالا اس مقام سے سمجھ لیا گیا کہ اخلاق رذیلہ مین سے رائی کے دانے برابر تکبر کا یہ نتیجہ ہی اللہ تعالیٰ تکبر سے ہم بندون کو پناہ دے تو بد اخلاق کو قیاس کرو اور انکے مقابلے مین عمدہ شریف اخلاق کا ثواب خود سمجھ لو اور مین ایک حدیث کے مضمون پر اکتفا کرتا ہون کہ جس بندے کے اخلاق اچھے ہین وہ اپنے اخلاق سے ہمیشہ رات مین عبادت کرنیوالے اور دن مین روزہ رکھنے والے کا درجہ پاویگا اور حدیث مین ہی کہ تم مین وہ بہتر ہین جنکے اخلاق بہتر ہین پھر جو شخص اسطرح اپنے نفس کی درستی مین مصروف ہو وہ خفیف باتون سے باہمی نفاق وجدال مین اوقات عمر عزیز کو رائگان نہین کریگا جس سے عام ضرر پھیلا ہوا ہی اسیطرح جس شخص نے آخرت کو برحق جانا وہ اپنے واسطے باقیات صالحات حاصل کرنیکے لیے کچھ انھین اختلافی امور کا محتاج نہین ہی کیونکہ آج کل جن مسائل عملی مین باہم مسلمانون کے درمیان یہ سب نزاع وعداوت بڑھتی جاتی ہی جو حرام وکبیرہ گناہ ہی تو سچے ایماندار کو ہر مسئلہ کی جگہ ایسا عمدہ مسئلہ ملتا ہی جسکا ثواب بدون اختلاف کے سب کے نزدیک اعلیٰ واولیٰ ہی تو خواہ مخواہ اختلاف وعداوت مین پڑنا اور قلیل ثواب پر ہٹ کرنا ضرور لایعنی بات ہی اب خلاصہ طریقہ عملی یہ نکلا کہ ہر خاندان کے لوگ جب شریف اخلاق اختیار کرین تو اپنے خاندان شرافت مین شامل ہونگے اور بدون اسکے خالی نطفہ سے کچھ حاصل نہین ہی کیونکہ سب ہی آدمی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہین اور ابوجہل وابولہب وغیرہ کو کیا فائدہ ہوا جب انھون نے دعویٰ کیا کہ ہم حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی اولاد ہین پس علم شریعت سے اول اخلاق حاصل کرو جس سے نفس آراستہ ہوکر آخرت مین جاوے اور رذیل خصلتون سے پاک ہو پھر نیک اعمال سے نورٌ علیٰ نور ہو جاوے واللہ سبحانہ تعالیٰ ہو الموفق یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ای ایمان لانیوالے بندو تم مت بناؤ میرے دشمنون اور اپنے دشمنون کو اپنے دلی دوست اس حالت سے کہ تم انکی طرف دوستی ڈالتے ہو ف یعنے ای بندگان مومنین جو قوم میری وتمھاری دشمن ہی اسکی طرف دوستی کی بات ڈال کر انکو اپنے دوست مت بناؤ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اور اس قوم والون نے کفر کیا اُس حق سے جو تمھارے پاس آچکا وہ نکالتے تھے رسول کو اور تمکو اس بات پر کہ تم لوگ اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ف یعنی اس قوم بدکار کی حالت یہ ہی کہ قرآن ودین حق جو تمھارے پاس آیا اس سے اس قوم نے انکار کیا اور انکا رہی اس عداوت وسرکشی کے ساتھ کہ رسول اللہ کو اور تمکو وطن سے نکالتے تھے فقط اسوجہ سے کہ تم اپنے رب اللہ جل شانہ پر یقین لائے پھر یہ قوم ہرگز اس حالت مین اس لائق نہین کہ تم اسکی طرف دور سے محبت کی باتین ڈالو اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ اگر تم نکلے ہو جہاد کو میری راہ مین اور طلب کرتے ہو میری رضامندی ف یعنی اگر تم لوگ وطن مکہ سے اسلیے ہجرت کرکے نکلے ہو کہ میری راہ مین جہاد کوشش کرو اور میری رضامندی حاصل کرو تو ہرگز میرے دشمنون کی طرف مودت کی بات بھی مت ڈالو یعنی دور سے بھی انسے کوئی ایسی بات مت کہو جس سے وہ تمھاری طرف سے دوستی خیال کرین حالانکہ وہ دل سے تمھارے دشمن ہین کبھی دوست نہونگے تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَیْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ تم اس قوم دشمن کی طرف خفیہ مودت ڈالتے ہو حالانکہ مین خوب جانتا ہون جو کچھ تمنے چھپایا اور جو ظاہر کیا اور جو کوئی تم مین سے یہ بات کرے تو وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا ف یعنے تمنے اس دشمن قوم کی طرف اپنی مودت کو خفیہ کرکے ڈالا اور یہ غفلت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز پوشیدہ نہین ہوسکتی ہی اسیواسطے فرمایا کہ جو کوئی ایسا کرے وہ سیدھی راہ چلنے مین بھٹک گیا کیونکہ دل مین مراقبہ لازم تھا کہ جو کچھ ہم کرتے ہین اسکو اللہ تعالیٰ جل شانہ خوب دیکھتا ہی لیکن غفلت سے نظر بھٹک گئی یا یہ معنی ہین

Marfat.com

اگر جس شخص نے تم مین سے یہ تصور کیا کہ دوستی اظہار کرنے سے یہ قوم کافر اُسکی دوستی کی رعایت کریگی تو عقل کی راہ مستقیم سے خطا کی اِنْ یَّثْقَفُوْکُمْ یَکُوْنُوْا لَکُمْ اَعْدَآءً وَّیَبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ - اگر وہ لوگ تمپر قابو پاوین تو تمھارے دشمن ہون اور تمھاری طرف اپنے ہاتھ و زبان بدی کے ساتھ دراز کرین اور تمنا کرین کہ کاش تم کافر ہوجاؤ ف یعنی یہ قوم کفار دلی دشمن ہین اگر کسی وقت کہین تمپر قابو پاوین تو تمھاری یہ مودت کچھ کارآمد نہوگی بلکہ وہ تمھارے دشمن نکلین اور تمکو چھانٹ چھانٹ کر ہاتھون سے مارین و قتل کرین اور زبان سے ہر طرح لعن طعن کرین اور خاص آرزو انکی یہ ہو کہ تم کافر ہوجاؤ خطیب نے کہا کہ پہلے یہ آرزو کر چکے ہین کہ تم کافر ہوجاتے تو خوب تھا عاقل کے نزدیک دین کا ضرر بہت بدتر ہی کیونکہ دنیا کے ضرر کا انجام موت ہی حالانکہ موت کے بعد مومن گلزار جنت مین پہونچ جاتا ہی اور دین کے ضرر سے کافر ہوکر جہنم مین عذاب والمی اُٹھاتا ہی پس جو کوئی اس ضرر شدید کا خواستگار ہو وہ سخت دشمن ہی لَنْ تَنْفَعَکُمْ اَرْحَامُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ تمکو ہرگز نافع نہونگے تمھارے ناتے اور نہ تمھاری اولاد ف یعنے اگر بوجہ عام قرابت کے تمھاری خواہش ہو کہ کفار سے مودت کرین تو یہ قرابت ہرگز نافع نہین ہوسکتی ہی اور اگر اولاد کی وجہ سے تم ضرورت سمجھو کہ کافرون سے مودت کرین تو تمھاری اولاد تمکو نفع پہونچانے کی قدرت نہین رکھتی ہی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز تم مین فیصلہ فرماویگا ف حتی کہ آدمی اپنے بھائی سے اور ماں باپ سے اور جورو اولاد سے بھاگیگا اور ہر شخص اپنے اپنے نفس کی فکر کریگا وَاللہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ اور جو کچھ تم کرتے ہو اسکو اللہ تعالیٰ خوب دیکھتا ہی ف ہر ایک کی نیت خفیہ اور فعل علانیہ سب اُسکے سامنے حاضر ہی واضح ہو کہ اس سورہ مبارک کی ابتدائی آیات کا سبب نزول وہ معاملہ ہی جو حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واقع ہوا تھا یعنے یہ کلام الٰہی قدیم ہی اور علم الٰہی بھی قدیم ہی اور اسکے احکام قیامت تک کے لیے عام ہین اب سبب نزول سے یہ مراد ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام قدیم کسی کتابی صورت مین نازل نہین کیا بلکہ اپنے خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر اُتارا اور زبان نبوت سے سنایا جیسے اگلی کتابون مین خاتم النبیین کی بشارت مین صاف موجود ہی کہ مین اپنا کلام اُسکے مُنھ مین ڈالونگا اور جو کوئی اسکو نہ مانے گا اُس سے انتقام لونگا برخلاف اگلے انبیا علیہم السلام کے کہ انپر کتاب نازل ہوتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین جب کوئی معاملہ واقع ہوتا تو وحی سے اسکا حکم نازل ہوتا تھا یعنی کلام قدیم مین سے وہ آیات نازل ہوتی تھین جنمین اس معاملے کا حکم ہی خطیب نے لکھا کہ ابو عمرو بن صیفی کی آزاد کی ہوئی ایک لونڈی قریش مین تھی جسکا نام سارہ تھا وہ مدینہ مین آئی اور اس زمانہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لیے سامان فرماتے تھے (کیونکہ قریش نے حدیبیہ مین جو معاہدہ کیا تھا اسکو بدعہدی کرکے اسطرح توڑا کہ خزاعہ کے دشمنون کی مدد کی حتی کہ خزاعہ نماز کی حالت مین مارے گئے بلکہ حرم محترم مین بھی فاسقون نے انکو قتل کیا اور انکی ناکین کاٹین حالانکہ خزاعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح مین تھے پھر جب خزاعہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا تو آپ نے قتال کا سامان کیا اور اسکو مخفی رکھا جب سارہ آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو مسلمان ہوکر آئی ہی اُسنے عرض کیا نہین آپ نے فرمایا کہ پھر تو کیا مکہ سے ہجرت کرکے آئی ہی اُسنے عرض کیا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ پھر تو کس غرض سے آئی ہی اُسنے عرض کیا کہ آپ ہی لوگ مکہ مین آقا بہردار و کنیہ تھے اور بہتیرے آقا مارڈالے گئے یعنے بدر کی لڑائی مین بہت سے سردار قریش مارڈالے گئے اب مجھے سخت محتاجی پیش آئی ناچار مین یہان مدینہ مین آئی ہون تاکہ آپ لوگ مجھے کچھ لباس وغیرہ دیجیے راوی نے کہا کہ یہ عورت گانے والی بھی تھی اس سے کہا گیا کہ پھر تو نے قریش کے نوجوانون کو کیون چھوڑ دیا اُسنے جواب دیا کہ جب سے بدر کا واقعہ ہوا تب سے کسی نے مجھسے کچھ خواہش نہین کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد المطلب کو اشارہ کیا تو اُنھون نے اس عورت کو خیرات کے طور پر کچھ اناج و کپڑا وغیرہ دیا اور سواری بھی دیکر رخصت کر دیا اور رخصت کے وقت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ اُسکے پاس گئے اور اسکو دس درم و ایک چادر دی اور اُس سے کہا کہ میرا یہ خط خفیہ لیجا کر اہل مکہ کو پہونچا دیو اور خط کی تحریر یہ تھی کہ مین حاطب الخ - یعنے یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کیجانب سے بنام اہل مکہ ہی تم لوگ آگاہ ہوجاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمپر جہاد کرنا چاہتے ہین ہم اپنا بچاؤ کرو اور اب تمپر ایک لشکر مثل رات کے لاتے ہین اور مین تو قسم کھاتا ہون کہ واللہ اگر آپ تنہا تمپر چڑھائی کرین تو بھی اللہ تعالیٰ آپ کو فتح دے اور اپنا وعدہ پورا

Marfat.com

ہادے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپکا ولی و ناصر ہی ابن کثیرؒ نے لکھا کہ حاطب رضی اللہ عنہ مہاجرین مین سے تھے جو بدر کے جہاد مین بھی شریک ہوے اور مکہ مین اپنی آل اولاد چھوڑ کر ہجرت کرکے چلے آئے تھے اور یہ شخص قریش کے قرابتی نہین تھے بلکہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرح حلیف تھے یعنے قسم سے اُنکے ساتھ مناصرت کا عہد کیا تھا پھر جب مکے والون نے بدعہدی کی تو آنحضرت صلعم نے مکہ فتح کرنیکا قصد کیا اور مسلمانونکو تیار کیا کہ سامان درست کرین اور دعا فرمائی کہ الٰہی مکے والون پر یہ معاملہ ظاہر نہو پھر حاطب بن ابی بلتعہ نے چاہا کہ مکہ والون پر اپنا احسان قائم کرین لہذا رسول اللہ صلعم نے جو قصد فرمایا تھا کہ اُنپر جہاد کرین اُسکا حال ایک خط مین لکھکر ایک قریشی عورت کے ہاتھ مکے کو روانہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلعم کو اس معاملے سے آگاہ فرمایا اور ابن ابی حاتم و ابن جریر وغیرہ کی روایت مین واقع ہوا کہ لوگون مین یہ بات پھیلی ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی جانب جہاد کا قصد رکھتے ہین (یعنی بلقا اور سرحد شام کی طرف جاکر رومیون پر جہاد کرینگے کیونکہ خیبر فتح ہوچکا تھا) اور ابن جریر و ابن ابی حاتم وغیرہ کی روایت مین یہ بھی وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکے چڑھائی کرنے کا قصد فقط خاص خاص اصحاب سے ظاہر فرمایا تھا یعنے جنکے ایمان صادق تھے اور عہد الٰہی و عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین معتمد تھے اور کہا کہ اُنھین خاص اصحاب مین سے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ بھی تھے یعنی حاطب رضی اللہ عنہ کو بھی خاص مشورہ مین شریک فرمایا تھا پھر حاطب نے اس حال کا خط لکھکر اہل مکہ کے نام روانہ کیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہی ابن کثیرؒ نے مغازی ابن اسحٰق وغیرہ سے نقل کیا کہ محمد بن جعفر بن الزبیرؒ نے کہا کہ یہ عورت جسکو حاطبؓ نے خط لیجانے کے لیے مزدور کیا تھا قبیلہ مزنیہ مین سے تھی اور دوسرے علماء نے کہا کہ نہین بلکہ خاندان عبد المطلب کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھی جسکا نام سارہ تھا الغرض وہ عورت روانہ ہوئی اور یہان اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر ابن العوام اور ابو مرثد الغنوی کو بھیجا اور مقداد بن الاسود کو (صحیح بخاری وغیرہ) اور عمر بن الخطابؓ و علیؓ وغیرہ کو (ابن کثیر) اور ہم سب اسوار تھے اور ہمسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ روانہ ہوکر روضۂ خاخ تک پہونچو وہان مشرکون مین سے ایک عورت ہی اسکے پاس ایک خط ہی جسکو حاطب بن ابی بلتعہ نے مشرکون مکے کے نام لکھا ہی اسکو لے آؤ پس ہلوگ گھوڑون پر سوار ہوکر روانہ ہوے ہمارے گھوڑے ہمکو لیکر گویا اُڑے جاتے تھے یہانتک کہ ہم روضۂ خاخ تک پہونچے تو واللہ جس جگہ ہمسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی مقام پر ہمنے ایک عورت کو اونٹ پر سوار جاتے ہوے پایا پس ہمنے اس سے کہا کہ خط ہمکو دے اُسنے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہین ہی ہمنے اُسکا اونٹ بٹھلایا اور اُسکے اسباب وغیرہ مین ڈھونڈھا لیکن ہمکو خط نہین ملا ابن ابی حاتم کی ایک روایت مین ہی کہ جب ہمکو خط نہین ملا تو ابو مرثد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شاید خط اسکے پاس نہو ہمنے کہا کہ نہین واللہ ضرور ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے فرمایا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہین کہا اور ہم بھی جھوٹ نہین کہتے پس ہمنے اس عورت سے کہا کہ یا تو خط نکال دے ورنہ ہم تجھے ننگا کرینگے ابن ابی حاتم کی روایت مین ہی کہ جب ہمنے یہ لفظ کہا تو وہ عورت بولی کہ تم لوگ کیا مسلمان نہین ہو (اور مسلمان نامحرم کا ستر دیکھنا حرام جانتے ہین اور زنا و فجور نہین کرتے بلکہ متقی ہوتے ہین) کیا تم اللہ تعالیٰ سے کچھ نہین ڈرتے ہو ہمنے کہا کہ ارے تو خط نکال کر دیدے ورنہ ہم تجھے ننگا کرکے تفتیش کرینگے (یعنے حکم کی تعمیل مین یہ ضرور ہی) جب اس عورت نے دیکھا کہ یہ لوگ سچ مچ یہی کرنا چاہتے ہین تو اسنے اپنے عقاص مین سے نکال دیا (اکثر راویون نے یہی کہا کہ اُسنے سر کے گوندھے ہوے جوڑے مین سے نکال دیا اور حبیب بن ابی ثابت وغیرہ نے کہا کہ اُسنے سامنے کی شرمگاہ پاس سے نکال دیا اور ایک روایت مین ہی کہ وہ ایک کملی لپیٹے ہوے تھی اُسنے کملی مین ہاتھ ڈال کر نکال دیا ایک روایت مین ہی کہ حاطبؓ نے اُسکے سر مین رکھوا دیا اور اوپر جوڑا کس دیا تھا ایک روایت مین ہی کہ جب اُسنے دیکھا کہ سچ مچ یہ لوگ ننگا کرکے جھاڑا لینے پر آمادہ ہین تو کہنے لگی کہ اچھا منھ پھیر لو تم لوگ منھ پھیر لو پھر اسنے خط نکال دیا اس سے معلوم ہوگیا کہ ان بزرگون نے نکالتے ہوے اسکو نہین دیکھا کیونکہ منھ پھیر لیا تھا پس ہم اس خط کو لیکر روانہ ہوے اور ہمارے گھوڑے معمولی رفتار پر ہوگئے اور ہمنے وہ خط لاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پیش کیا اور دیکھا تو وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مکہ کے چند مشرکون کے نام ہی

مشرکون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض امور سے آگاہ کیا ہے (یعنی لشکر کشی کے بھید سے آگاہ کیا) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس شخص نے اللہ و رسول کی خیانت کی آپ مجھے اجازت دین کہ مین اس منافق کی گردن ماردون آنحضرت صلعم نے جماعت سے پوچھا کہ یہ شخص کیا بدر کی لڑائی مین حاضر نہین تھا لوگون نے عرض کیا کہ حضرت بدر کے جہاد مین حاضر تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کہا کہ جی ہان وہ بدر مین حاضر تھا اور اب اسنے اللہ و رسول کی خیانت کی اور دشمنون کی مدد کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای عمر تم اسکے دل پر مطلع نہین ہوسکتے ہو اور اللہ تعالی مطلع ہے جب ہی اسنے اہل بدر کے حق مین فرمایا کہ جو کچھ تمھارا جی چاہے کرو مین نے تم سب کو بخشدیا یہ سنکر عمر رضی اللہ عنہ کے آنسو جاری ہوے اور کہا کہ اللہ و رسول ہی خوب جانتے ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کو طلب فرمایا اور خط دکھلا کر کہا کہ ای حاطب یہ کیا حرکت ہے حاطب رض نے عرض کیا کہ یا حضرت میرے بارہ مین حضور جلدی نہ فرماوین اور میری عرض سن لیجئے مین کچھ قریش کے نسبتی قرابتیون مین سے نہین ہون بلکہ انمین ملایا ہوا ہون اور آپ کے ساتھی دیگر اصحاب مہاجرین سب ایسے ہین کہ وہان انکے کنبے والے موجود ہین جنکے ذریعہ سے انکی آل اولاد کی آبرو محفوظ رہتی ہے اور جب میرے واسطے وہان نسب نہین ہے تو مین نے اس خط کے ذریعہ سے چاہا کہ انپر ایک احسان ثابت کرون جس سے اللہ تعالی میری آل اولاد کی حفاظت فرماوے اور یہ بات مین نے کچھ اس وجہ سے نہین کی کہ مین نے کفر اختیار کیا ہے یا مین نے اسلام کے بعد کفر کو پسند کیا یا دین حق سے مرتد ہوگیا ہون بلکہ واللہ یا رسول اللہ مین ضرور اللہ و رسول پر ایمان لانے والا مومن ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص نے تمسے سچ سچ کہدیا اور تملوگ حاطب کے حق مین سوائے نیک کلمے کے کچھ نہ کہنا پھر اللہ تعالی نے حاطب رض کے معاملے مین یہ آیات اتاریں یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا عدوی آخر تک یہ قصہ صحاح و مسانید وغیرہ مین بطرق متعددہ روایت ہے اور یہان چند فوائد ہین اول صحیح کی بعض روایات مین اسی سیاق سے مذکور ہے یعنی حضرت عمر رض نے اول ہی اجازت چاہی تھی کہ حاطب نے منافق ہوکر مشرکون کی مدد کی تو مجھے اجازت ہو کہ مین اسکی گردن مارودون یعنی مشرکون کو اگر کچھ خون کا دعوی ہوگا تو میری ذات سے ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور بعض روایات مین آخر مین مذکور ہے اور شاید اسوجہ سے ہو کہ راوی نے پہلے حاطب رض کا قصہ بیان کردیا پھر حضرت عمر رض کی درخواست و جواب علیحدہ بیان کیا اور سیاق مذکور اقرب ہے دوم اسمین صریح دلیل ہے کہ اللہ و رسول کی نص پاک کے مقابلے مین کبھی اپنے قیاس سے کسی کی دلی بات پر حکم نہ لگاوے کیونکہ دل کی کیفیت کو اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہے اور ظاہر کا عمل کئی طرح ہوسکتا ہے مثلا حاطب رضی اللہ عنہ کا عمل ایک صورت مین ایسا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے شک کیا کہ یہ شخص منافق ہوگیا ہے حتی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جرأت کرکے اسکے قتل کی اجازت مانگی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص الہی سنائی کہ یہ شخص اہل بدر مین سے ہے اور اللہ تعالی نے اہل بدر کی مغفرت فرمائی ہے اور کافر و منافق کی مغفرت ممکن نہین ہے تو ضرور وہ مومن ہے چاہے جو عمل کرے حتی کہ جب حاطب رض کو بلاکر پوچھا گیا تو صاف نیت معلوم ہوگئی اور خطیب وغیرہ نے لکھا ہے کہ حاطب رض نے یہ بھی کہا کہ یا رسول اللہ مین خوب جانتا تھا کہ مشرکون کے پاس اگر روئے زمین کے لوگ جمع ہوجاوین تو انکو کچھ نفع نہین دیسکتے ہین یعنی میری تحریر سے وہ میرا احسان مانینگے لیکن انکو کچھ فائدہ حاصل نہین ہوسکتا ہے اور نہ ہمارا کچھ ضرر ہوگا اس بیان سے ظاہر ہوا کہ یہ فعل جس نیت پر تھا وہ محض ایمان ہے سوم حاطب رضی اللہ عنہ اہل اجتہاد مین سے تھے اس دلیل سے کہ اللہ تعالی نے اسرار کے لیے اہل استنباط کو مخصوص فرمایا ہے جیسا کہ سورہ نساء مین مذکور ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رض کو مجلس خاص مین شریک کرکے فتح مکہ کے لیے مشورہ کیا اور اس بھید سے اور اپنے عزم سے آگاہ کردیا تھا پھر حاطب رض نے اہل مکہ کو آگاہ کیا اسیوجہ سے حضرت عمر رض نے کہا کہ اسنے اللہ و رسول کی خیانت کی ہے اور حاطب رضی اللہ عنہ نے شاید نص رسالت کی یہ غرض خیال کی کہ مشرکین اپنے دفعیہ کا سامان نہ کرسکین اور حاطب رض نے دیکھا کہ وہ کچھ بھی بچاؤ نہین کرسکتے ہین حتی کہ روئے زمین کے سب انس و جن انکی مدد نہین کرسکتے ہین لیکن واضح رہے کہ یہ فقط اسوقت تک ہے کہ صریح ممانعت معلوم نہو اور اگر کسی امر سے صریح ممانعت ہو تو ہرگز وہان دخل نہین ہوسکتا خلاصہ یہ کہ منہیات مین قیاس کا دخل کسی طرح نہین ہے اور عملیات مین البتہ بعض علماء نے لیا اور بعض نے مثل نہی کے

تنبیہ اس مقام سے صاف ظاہر ہوا کہ فرقہ خارجی و رافضی محض جاہل گمراہ ہین کہ بالکل قطعی نصوص آیات و متواترات احادیث کے مقابلے مین بلا دلیل کے فقط اپنے نجس اوہام کو ملاکر اصحاب مہاجرین و انصار و اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین سے منکر و کافر ہوتے ہین اور یہان حاطب رضی اللہ عنہ

کے بارہ مین فقط بدر کی شرکت سے جو کم تھا اگر وہ کسی خارجی یا رافضی کے حوالے ہوتا تو بہت آسانی سے تحریف کرکے خود گمراہ ہوتا اور دوسرون کو بھی گمراہ کرتا اسنے بالکل قطعی محکم اور متواتر آیات و نصوص مین تحریف کردی جہان کسی تاویل کو گنجایش نہین ہی تو بھلا اس نص کی تاویل کو تحریف سے بدل ڈالنے مین وہ شیطان کب ہچکچاتا بہت طریقہ سیکھ سکتا تھا چہارم روایت مین ہی کہ ابو مرثد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شاید اسکے پاس خط نہو یہ کیونکر زعم کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ اسکے پاس خط ہی **جواب** یہ کہ صورت یون ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما سے یا مع دیگر اصحاب کے یہ حال بیان کیا اور جب انکو روانہ کیا تو جماعت ہونے کے لیے ابو مرثد رضی اللہ عنہ وغیرہ کو بھی ساتھ کردیا کیونکہ اُسوقت مین بغیر جماعت کے سفر سے منع فرمایا تھا جسکی احادیث گذر چکی ہین پس ابو مرثد کو یہ ارشاد معلوم نہ تھا واضح ہو کہ روضۂ خاخ اکمقام قریب جحفہ کے ہی اسی وجہ سے ابن اسحٰق کے مغازی مین فقط جحفہ نام آیا ہے **پنجم** ابن ابی حاتم و ابن جریر وغیرہ کی روایات مین صریح وارد ہوا کہ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ انی واللہ لمومن باللہ و رسولہ یعنے یا رسول اللہ مین بیشک واللہ مومن ہون اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی شخص سے اُس کا مومن ہونا دریافت کیا جاوے یعنے کافر و منافق تو نہین ہے تو ایسے موقع پر اُس کو لازم ہے کہ صاف کہے کہ مین مومن ہون کیون کہ اگر اُسنے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو مین مومن ہون تو ایسی صورت مین اُس کی طرف سے شک واقع ہوگا اور علماے حنفیہ رحمہم اللہ تعالے کا یہی قول ہی اور محققین علماے شافعیہ کا بھی یہی قول ہے اور بعض لوگون نے اعتراض کیا کہ اگر یون کہنا جائز ہو کہ مین مومن ہون تو یہ بھی لازم ہے کہ وہ دعوے کرے کہ مین جنتی ہون یہ اعتراض ساقط ہے **اوّل** تو اس روایت مین صریح یہ لفظ مذکور ہے اور ابن ابی حاتم نے التزام کیا ہے کہ مین ایسی ہی روایت لاؤنگا جسکی اسناد اچھی ہی تو یہ روایت حجت ہوگئی پھر کسیکو مجال نہین ہی کہ اعتراض کرے اور اگر یہ لفظ جائز نہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے انکار فرماتے **دوم** یہ کہ مین مومن ہون یہ اظہار ایمان ہی جو اسکے نفس سے متعلق ہی اور بمنزلہ الجملہ انشائیہ ہی جیسے اسنے کہا کہ مین نے یہ مال خریدا اور بائع نے کہا کہ مین نے بیچا اور اسکے متعلق ثواب آخرت کا دعوی یعنی جنتی ہونا اسکے نفس سے متعلق نہین ہی بلکہ بعلم الٰہی متعلق ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ خرید و فروخت مین کوئی بھی قائل نہین کہ انشاء اللہ تعالیٰ کہا جاوے یعنے مین نے خریدا انشاء اللہ تعالیٰ اور مین نے فروخت کیا انشاء اللہ تعالیٰ بلکہ اگر اسطرح کہے تو بالاتفاق بیع نہوگی اور چونکہ وارد ہوا ہی کہ تاجر سچ بولنے والا سچا برتاؤ کرنیوالا امانت دار قیامت مین صدیقین کے ساتھ ہوگا تو کیا اس بائع و مشتری کو یہ دعوی لازم ہی کہ مین قیامت مین اسی مرتبہ پر ہون حالانکہ تم بھی قائل ہو کہ اسکی بیع واقع ہوئی لہذا محققین علماے حنفیہ نے کہا کہ باعتبار آخرت و علم الٰہی کے اور باعتبار خاتمہ کے انشاء اللہ تعالیٰ کہنا جائز ہی جیسے محققین شافعیہ نے اول صورت مین اتفاق کیا پس محققین دونون جماعت والے کچھ اختلاف نہین جانتے ہین وللہ الحمد والمنۃ بالجملہ ان آیات مین قیامت تک ہر طبقہ کیواسطے یہ حکم ہی کہ دینی دشمنون سے مودت نکریں اور حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے بذریعہ خط کے جسطرح دوستی ظاہر کی تھی اور اپنے نزدیک اسکو جائز و مفید سمجھے تھے اسکا حکم ظاہر کرنیکے واسطے یہ آیات نازل ہوئین اور یہی ایک جماعت تابعین نے بیان کیا ہی **ابن کثیر** رحمہ اللہ نے کہا کہ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا الآیہ یعنی مشرکین و کفار کو اللہ تعالیٰ کی توحید سے عداوت ہی اور اللہ تعالیٰ کی شان سوائے توحید کے دوسری نہین ہوسکتی تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہوے اور جو بذریعہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لائے ہین یعنے حقیقت مین اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہین اُنکے بھی دشمن ہین پس جب وہ لوگ اللہ تعالےٰ و اُسکے رسول و مومنین سب کے دشمن ٹھہرے تو جو کوئی اُنکا دوست ہو وہ بھی دشمن ہی لہذا اللہ تعالیٰ نے اُنکی دوستی سے منع فرمایا ہی و قال تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہم منہم - یعنے اے ایمان لانے والو تم لوگ یہود و نصاری کو اپنے دلی دوست مت بناؤ وہ آپس مین بعض کے بعض دوست ہین اور تم مین سے جو کوئی اُنکے دلی دوستی کرے وہ انھین مین سے ہی - اسمین سخت تہدید اور اس بارہ مین آیات بہت ہین ولیکن جب جان کا خوف ہو تو اپنا بچاؤ کرنا جائز ہی اسلیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ کا عذر قبول کیا اور امام احمد نے مسند مین حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے ایک مثل بیان فرمائی کہ ایک شخص

Marfat.com

تھے یہ مکہ کے لوگ تھے اُنسے ایک قوم جبار سرکش نے قتال کیا اور اللہ تعالیٰ نے ضعفاء کو انپر غالب فرمایا پھر ضعیفون نے یہ حرکت کی کہ انھین جبار سرکشون کو اپنا عامل مقرر کیا پس اللہ تعالیٰ انپر ناخوش ہوا یہانتک کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ملینگے مترجم کہتا ہی کہ جب بنی امیہ کے بعد بغداد مین عباسیون کی خلافت شروع ہوئی تو اُنھون نے بکثرت ترکی غلام خریدے اور آخر انکو امراء و سردار بنایا اور اسیطرح مغرب مین بنی عبید نے مصر مین ایک یہودی کو وزیر بنایا اور شام مین ایک نصرانی کو وزیر بنایا اور اُسکا یہ نتیجہ ہوا کہ عرب کی خلافت برائے نام رہگئی اور دیلم و ترک وغیرہ غالب و محیط ہوگئے اور نصرت الٰہی منقطع ہوگئی قولہ تعالیٰ یخرجون الرسول وایاکم الآیہ یعنی ان لوگون کی دوستی پر کیونکر تم اعتماد کر سکتے ہو جبکہ وہ دشمن تمھارے اسطرح ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے اصحاب کو مکے سے نکالا فقط اس بنیاد پر کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید پر خالص عبادت کرتے تھے یعنے تمنے انکا کچھ گناہ نہین کیا تھا سوائے اس بات کے کہ تم اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے جیسے اصحاب الاخدود کقولہ تعالیٰ وما نقموا منہم الا ان یومنوا باللہ العزیز الحمید یعنی جبار کفار نے ان مسلمانون سے کوئی بدی نہین دیکھی تھی سوائے اس بات کے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ عزیز حمید پر ایمان لائے تھے وکقولہ تعالیٰ اخرجوا من دیارہم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ یعنی یہ لوگ اپنے وطنون سے ناحق نکالے گئے انکا کچھ جرم نہ تھا سوائے اس بات کے کہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہی الحاصل یہ کفار اس طرح توحید الٰہی کے دشمن ہین اور تم لوگ دین توحید پر ہو تمھارے بھی دشمن ہین پس یہ دوستی کے لائق کسی طرح نہین ہین قولہ تعالےٰ یخرجون الرسول بصیغۂ مضارع ہے یعنے رسول اللہ کو اور تم کو نکالتے ہین اگر کہا جاوے کہ سات برس پہلے وہ لوگ نکال چکے تھے پھر صیغۂ حال کے ساتھ بیان کرنے مین کیا لطافت ہی جواب یہ ہی کہ جب کسی گذرے ہوے معاملہ کو یاد دلانا مقصود ہوتا ہی تاکہ اسکا تصور آنکھونکے سامنے آجاوے تو اُسکو صیغۂ حالیہ سے حکایت کرتے ہین پس یہان اُنکی عداوت کا منظر اُنکے سامنے کردیا تاکہ یاد کرین کہ کسطرح دشمنی کے ساتھ انکو نکالا تھا بلکہ انکی جان کے دشمن ہو رہے تھے پس انکی دوستی پر اعتبار نہ کرین اور واضح رہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور قریش مسلمان کیے گئے تو اُنکے اسلام کا وہ مرتبہ نہین تھا جو سابقین اولین مہاجرین و انصار کا مرتبہ تھا بلکہ وہ مرتبہ بھی نہ تھا جو صلح کے زمانہ مین خود بخود ایمان لانے والون کا مرتبہ تھا جیسے خالد بن الولید و عمرو بن العاص وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کیونکہ یہ لوگ اگرچہ دیر کرکے ایمان لائے مگر خود بخود ایمان لائے بخلاف اُن لوگون کے جو فتح مکہ کے وقت اسلام مین داخل کیے گئے اور صحیح مسلم مین روایت ہی کہ حضرت بلال و صہیب وغیرہ ایک جگہ بیٹھے تھے کہ اسطرف سے ابوسفیان بن حرب کا گذر ہوا تو بعض نے کہا کہ دشمن خدا کی گردن سے جہادی تلوارون نے اپنا حصہ نہین پایا ابوبکرؓ نے یہ سُنکر فرمایا کہ تم قریش کے ایک سردار کی نسبت ایسا کلمہ کہتے ہو پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کو ذکر کیا یعنی اسمین کوئی گناہ کے معنی نہین ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے بھائیون کو ناخوش کردیا یعنے اگر تمنے اپنے بھائیون کو ناخوش کیا ہی تو اللہ تعالیٰ تو ناخوش کیا یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جلد آئے اور حضرت بلال وغیرہ رضی اللہ عنہم کی دلجوئی کی اور پوچھا کہ میرے بھائیو تم کچھ مجھ سے ناخوش تو نہین ہو اور برابر اُنسے پیار کی باتین کرتے رہے یہانتک کہ اُنھون نے معذرت کی کہ ہم آپ سے کبھی ناخوش نہین ہوے اور نہ اب ناخوش ہین اور حضرت عمرؓ سے یہ بات بطریق مشہور روایت ہی کہ مدت دراز تک آپ کو اہل مکہ پر اعتماد نہین تھا اور مشورہ کی مجلس مین اہل مکہ کو شریک نہین کرتے تھے بلکہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جہاد شام کے واسطے مشورۂ عام مین اہل مکہ کو بھی بلانا چاہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ یہ مجلس اگرچہ خاص مجلس نہین ہی بلکہ عام ہی تاہم اسمین شرکت کے واسطے مہاجرین و انصار لائق ہین جنھون نے اللہ تعالیٰ کا کلمہ توحید بلند ہونیکے واسطے ان لوگون پر جہاد کیا اور یہ لوگ چند روز ہوئے کہ شرک کے لیئے ہمارے مقابلے مین تلوار کھینچتے تھے پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ہی کہ اُسنے ہمکو غالب کیا تو یہ بھی اُترے دل سے ہمارے کلمہ کے ساتھی ہوے اب اگر آپ انکو اس مجلس مین جگہ دین تو اس سے مہاجرین و انصار کی حق تلفی ظاہر ہوگی یعنے اُس مجلس مین مہاجرین و انصار کے برابر صف مین یہ لوگ بھی بیٹھین گے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تمھاری یہ راے ہی تو اُنکو شریک کرنا کچھ ضرور نہین ہی جب یہ خبر اہل مکہ کو پہونچی جو مدینہ مین آئے ہوئے تھے

وسہیل بن مرادر عکرمہ وغیرہ ملکر آئے اور بیٹھکر کہا کہ ہمارے نزدیک خلیفۂ رسول اللہ بالکل پاکیزہ طینت ہین اُنکے دل مین کچھ میل نہین ہے اور اب
خطاب کرتے ہین کہ بیشک جب تک ہمکو نعمت ایمان سے محروم تھے تب تک آپ کا خشم وغصہ ہماری جانب برحق تھا اور اب ہمکو انقطاع
اور اب اللہ تعالیٰ نے ہمکو نعمت ایمان سے سرفراز کیا تو ہمکوئی وجہ نہین دیکھتے کہ آپ ہمسے قطع کیجیے کیا ہم لوگ آپ کے ایک والد کی اولاد
کیا ہم بکر اللہ تعالیٰ نے نعمت ایمان سے متحد کرکے باہم صلۂ رحم کا حکم نہین دیا ہی کیا اگر ہم لوگون نے اسلام مین وہ قدم سبقت نہین پایا جو ابوبکر
نے نصیب فرمایا ہی اور جسکی بزرگی کا ہم اقرار کرتے ہین اور اپنے اوپر افسوس کرتے ہین تو کیا اسکی وجہ سے ہمکو اس لائق نہین رہے کہ ہمکو اسلام مین شامل
کرکے ہمارا حق محفوظ رکھا جاوے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیشانی مبارک پر اس سے عرق آگیا اور فرمایا کہ مین نے جو کچھ کہا تھا واللہ اس سے
حق مین توہین کی نیت نہ تھی لیکن یہ چاہا تھا کہ سابقین انصار ومہاجرین کے مراتب محفوظ کیے جاوین سہیل وغیرہ نے کہا کہ ہمکو انکی بزرگی مین کچھ کلام نہین
ہی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہان اب کچھ حرج نہین ہی کیونکہ بعض قریش مین نسبی فخر ہی اور وہ لوگ اکابر سابقین کے مقابلے مین جہالت سے نسبی فخر
چاہتے ہین سہیل رضی اللہ عنہ وغیرہ نے کہا کہ الحمد للہ کہ اب ہمکو اس تفاخر سے اللہ تعالیٰ نے پاک کیا اور مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مین نے اپنی جان کو اللہ تعالیٰ
کی راہ مین وقف کیا کہ ہمیشہ اسکو جہاد مین رکھون بیشک کہ اللہ تعالیٰ مسلمانون کو فتح دے اور مین اُسکی راہ مین مارا جاؤن اسیطرح عکرمہ بن ابی جہل
نے بھی اپنی جان کو وقف کرنے پر گواہ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الٰہی انکو ہدایت پر مستقیم فرمادے اور جو آرزو کرتے ہین اسکو افضل طریقے سے
عطا فرما راوی نے کہا کہ یہ لوگ قبرس کے جہاد مین شہید ہوئے **مترجم** کہتا ہی کہ مشہور روایت مین یہ ہی کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے جہاد یرموک مین شہادت
پائی ہی اس ازکو **امام ابواسمٰعیل الازدی** نے فتوح الشام مین باسناد صحیح روایت کیا ہی اور تاریخ امام محمد بن اسحٰق ایسی مشہور مین اور دیگر تواریخ مین
بھی مذکور ہی **تنبیہ** اللہ تعالیٰ کی صنعت عجیب دیکھنے کے قابل ہی کہ ایک ابوجہل ملعون خوار تھا اور ایک اُسکا بیٹا عکرمہ رضی اللہ عنہ مومن شہید ہوا
جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر بت تراش تھا واضح رہے کہ دنیا مین یہ نسب بیٹا دبیٹی ہوتا ہی اور قیامت کے روز انساب
سب باد ہوائی ہوجاوینگے فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب باقی رہیگا اور سوائے آپکے کوئی نسب باقی نہ رہیگا ہان جس مرد مومن کے اصول
وفروع مین سے جو کوئی مومن ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسکے ساتھ لاحق کیا جاویگا چنانچہ سابق مین اسکا بیان مفصل گزر چکا ہی اور امام ابن کثیر
نے بیان حدیث ذکر کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا
باپ کہان ہی آپ نے فرمایا کہ جہنم مین ہی وہ روتا ہوا واپس ہوا پھر آپ نے اُسکو بلاکر فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ آگ مین ہین ۱۲ علماء رحمہ نے
کہا کہ وہ شخص ہنوز ابتدائی حالت مین تھا تو اسکی تسکین کے لیے یہ کلمہ ارشاد فرمایا الحاصل اللہ تعالیٰ نے مومنون کو مشرکون سے بالکل انقطاع بلکہ
اُنسے عداوت کی تاکید فرمائی اگرچہ اہل قرابت وہم ہون مانند باپ دادا وغیرہ کے یا اولاد وفروع ہون کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہان قرابت کچھ
نافع نہوگی اگرچہ قرابت نبوت ہو کذا قال **الامام ابن کثیر** رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی یہ کہ اگر کفر ہو تو نبی سے قرابت بھی نافع نہوگی اور اگر ایمان ہو لیکن
گنہگاری ہو تو انشاء اللہ تعالےٰ قرابت نافع ہوگی

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۚ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ
تحقیق تھا تمکو ایک اچھی چال چلنی ہی ابراہیم کی اور جو اسکے ساتھ تھے جب کہا اپنی قوم کو
إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا
ہم الگ ہین تمسے اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے انسے ہم منکر ہوئے تمسے اور کھل پڑی ہم مین
وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ
اور تم مین دشمنی اور بیر ہمیشہ کو جب تک تم یقین نہ لاؤ اللہ اکیلے پر مگر ایک کہنا ابراہیم کا

لَاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا
اپنے باپکو میں ضرور معافی طلب کرونگا اور مالک نہین میں تیرے بھلے کو اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا اے رب ہمارے ہمنے تجھپر بھروسا کیا
وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا
اور تیری طرف رجوع ہوئے اور تیری طرف پھرآنا اے رب ہمارے نہ جانچ ہمپر کافرون کو اور ہمکو معاف کر
رَبَّنَآ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ
اے رب ہمارے تو ہی ہے زبردست حکمت والا البتہ تمکو انمین بھلی چال پہنچی ہے انکی جو کوئی
كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ○ ع ۶
امید رکھتا ہو اللہ کی اور پچھلے دن کی اور جو کوئی منھ پھیرے تو اللہ وہی ہے بے پروا خوبیون سراہا

جب اللہ تعالیٰ نے مومنون کو حکم دیا کہ کافرون سے بالکل انقطاع کرین اور دلی دوستی سے انقطاع فرض لازم ہے تو صالحین سابقین کی نیک طریقے کی نظیر انکو بتلائی بقولہ تعالیٰ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ البتہ تمھارے لیے موجود تھی اچھی اقتدا ابراہیم اور اسکے ساتھیون کی ف یعنے جیسے تمکو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو اور تمھارے قرابتی اکثر ایسے ہین کہ کفر و شرک نہین چھوڑتے ہین اور دنیاوی نسبی تعلق تمھارے اور انکے درمیان بیدایستی قائم ہے اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم مین مبعوث ہوئے تو اُسپر بھی جو لوگ ایمان لائے اور توحید اختیار کی اُنکے ساتھ اُنکے قرابت والون نے عداوت باندھی حتی کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر نے اسقدر دشمنی باندھی کہ ای ابراہیم اگر تو باز نہ آیا تو مین تجھے سنگسار کرونگا پس ابراہیم و اُنکے ساتھی مومنون نے جنمین حضرت لوط بھی تھے اُنھون نے جو طریقہ اپنے قرابتی دیگانہ کافرون و مشرکون سے اختیار کیا تھا وہی طریقہ تمھارے لیے نظیر موجود تھا قشیری رح نے کہا کہ ابراہیم ع کے ساتھیون سے اگلے انبیاء علیہم السلام مراد ہین اور دیگر علماء رح نے کہا کہ اس تاویل کی کچھ ضرورت نہین ہے بلکہ اُنپر ایمان لانیوالے مومنین مراد ہین مترجم کہتا ہے کہ اس اسوۂ حسنہ سے نظیر مقصود ہے یعنی جو لوگ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اُنکے قرابتی کفار موجود ہین اسکی نظیر حضرت ابراہیم و انکے ساتھی ہین پس انکی نظیر عمدہ موجود تھی تم بھی انھین کی چال پر چلتے اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جب اُنھون نے ابراہیم (انکے ساتھیون نے) اپنی قوم سے کہا کہ ہم بالکل بری ہین تمھلوگون سے اور اُس چیز سے جسکو تم سوائے اللہ تعالیٰ کے اپنا معبود بناتے ہو خفناوی رح نے کہا کہ ابراہیم والذین معہ سے بدل اشتمال ہے قولہ اذ قالوا لقومھم - یہ اعراب سب سے بہتر ہے یعنے تمھارے برتاؤ کے لیے جو اپنے قرابتی مشرکین کے ساتھ تمکو عمل مین لانا چاہیے عمدہ طریقہ حضرت ابراہیم و اُنکے ساتھی مومنون مین ہے وہ یہ ہے کہ اُنھون نے اپنی کافر قوم سے صاف کہدیا کہ ہم بالکل بیزار و بری و جدا ہین تمسے اور جسکو تم سوائے اللہ تعالیٰ کے معبود بناتے ہو خواہ وہ کوئی بت ہو یا آسمانی ستارہ ہو یا انس و جن ہو یا خود تمھارا نفس ہو اگر کہو کہ اپنا نفس کیونکر کوئی پوجے گا جواب یہ کہ اسمین بہت کثرت سے لوگ گرفتار ہین اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ارایت من اتخذ الٰھہ ھواہ الآیہ تو نے ایسے شخص کو دیکھا جسنے اپنے نفس کی خواہش کو اپنا معبود بنایا ہے ھ - یعنے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مقابلے مین اپنے نفس کا فرمان مانتا ہے اور جو کچھ اسکا نفس کہتا ہے اسی پر عمل کرتا ہے جیسے یہود و نصاریٰ کو فرمایا کہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ الآیہ یعنے ان لوگون نے اپنے عالمون اور درویشون کو اپنا رب بنالیا سوائے اللہ تعالیٰ کے ھ - اور جب عدی بن حاتم طائی رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم تو انکو رب نہین بناتے تھے کہ انکی پرستش کرتے یعنے عدی رض نے سمجھا کہ رب بنانا اسیطرح ہوتا ہے کہ اُسکے سامنے سجدہ کرے آنحضرت

Marfat.com

صلعم نے فرمایا کہ کیا یہ نہین تھا کہ تم انکا حکم ایسے مانتے تھے جیسے خدا کا حکم شرع مانا جاتا ہی عدی نے کہا کیون نہین آپ نے فرمایا کہ
بنانا ہوا (حدیث صحیح) یہ بات اسطرح سمجھ مین آجاویگی کہ اللہ تعالی کے واسطے صفات الوہیت ہین اور انھین صفات کے لوازم مین
صفات یاد رکھے تو جنتی ہی از انجملہ یہ ہی کہ حکم فقط اُسی کا حکم ہی اور اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا فرض کیا اور اسی
ماننا لازم فرمایا بشرطے کہ کوئی حاکم خلاف خدا و رسولؐ کے حکم نہ کرے ورنہ اس کی طاعت نہین بلکہ معصیت ہے اور
مین جب سے خرابی شروع ہوئی تو بڑا فتنہ یہ ہوا کہ جاہل فوج نے بادشاہون کا کہنا مانا اور شریعت کے خلاف ظلم و
رواج دیا اصل حکم تو یہ تھا کہ حکم شرع کے خلاف کسی کا کہنا مت مانو یہان برعکس ہوگیا کہ خلاف شرع ظلم مین بادشاہ کی
تابعداری کی اور شرع کے موافق عمل چھوڑ دیا اسیطرح عالمون کا حکم ماننا اسی شرط سے ہی کہ وہ شرع کے موافق ہو اور اپنی طرف سے کوئی
قیاس خلاف نہ و غور کرو کہ جس قوم نے حکم الٰہی کی طرح دوسرے کسی کا حکم مانا خواہ بادشاہ ہو یا خود اسکا نفس ہو تو اُسنے دوسرے کو رب بنایا اور
جسنے یہ شرک کیا تو اس سے مومنین و انبیا سب بیزار و منقطع ہوئے اب دیکھو کہ جو لوگ اس زمانے مین نصاریٰ کی طرح معاصی و بدعات پر عمل کرتے
ہین اور اس سے اپنے خیال مین یہ سمجھتے ہین کہ اولیاے صالحین ہمسے خوش ہونگے یہ محض نادانی ہی اور اوپر گذر چکا کہ جسنے شرع سے مخالفت کی اسکو دنیا
مین ذلت پہونچیگی اسیوجہ سے تمنے آنکھون دیکھا کہ ذلت پہونچی اور صالحین رضی اللہ عنہم کے لیے یہ طریقہ مقرر ہی کہ وہ مخالف سے بیزار ہوتے ہین جیسے
حضرت ابراہیم و اُنکے ساتھیون نے اپنی مشرک قوم سے کہا کہ ہم لوگ تمسے اور ہر ایسی چیز سے جسکو سوائے خدا کے تم معبود بناؤ بیزار ہین کَفَرْنَا بِكُمْ
ہمنے تمسے کفر کیا ف یعنے جیسے تملوگ ہمارے دین توحید و شرع حق سے کافر و منکر ہوے اسیطرح ہم تمھارے گمراہ طریقے و شرک سے منکر ہین
وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا اور کھل نکلی ہمارے اور تمھارے درمیان مین عداوت و بغض برابر ہمیشہ
ف یعنے جب تملوگ حق سے بیزار ہوے ہو اور ہم تمھارے باطل سے بیزار ہوے تو دونون مین کامل ضد و مخالفت پیدا ہوئی تو یہ کھلی ہوئی عداوت
و کامل نفرت و بغض برابر ہمیشہ جاری رہیگی حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ یہانتک کہ تملوگ اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ ف چنانچہ جب تم مین سے
کوئی توحید الٰہی پر ایمان لایا تو ہمارا ساتھی ہوگیا کیونکہ وہ بھی نور ایمان سے روشن ہوگیا اور نور کو نور سے اتصال ہوتا ہی اور کفر و باطل کی تاریکی
جاتی رہی جو ضد بھی صحابہ رضی اللہ عنہم آخر اس صفت مین کامل ہوگئے چنانچہ کافرون سے بیزار و منقطع تھے اگرچہ اُنکے قرابتی ہون اور مومنین سے
قرابتی تھے اگرچہ نسب مین اجنبی ہون اور یہ صفت اکابر صحابہ مین پہلے سے موجود تھی چنانچہ جب بدر مین کفار قریش قید ہوکر آئے تو انصاری سردار نے
اور حضرت عمر رضؓ نے یہی راے دی کہ یہ لوگ کفر کے سرغنہ ہین انکو قتل کیا جاوے اور حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ فلان شخص کو (یعنی میرے ماموں کو)
مجھے دیجیے اور عقیل کو حضرت علی رضؓ کو دیجیے اسیطرح قرابتیون کو نام بنام کہکر عرض کیا کہ ہمکو اجازت دیجیے تاکہ ہم انکو قتل کرین اور اللہ تعالی کے
جناب مین تقرب حاصل کرین کہ ہمارے دلون مین کفار مشرکین سے سوائے عداوت کے کچھ محبت نہین ہی (بعض صحاح و سنن) اور یرموک مین جب
قتال سے پہلے جرجہ اسلام لایا تو اکابر صحابہ رضؓ نے کہا کہ تم ہمارے سگے بھائی کے مانند ہمارے نزدیک پیارے ہو شیخ ابن کثیر رحؒ نے قولہ تعالی وبدا
بیننا الخ کی تفسیر مین کہا کہ معنی یہ ہین کہ اسوقت سے ہمارے و تمھارے درمیان عداوت و بغض شروع ہوا جب تک تم اپنے کفر پر قائم رہوگے
ہم تم سے بیزار رہونگے یہانتک کہ تم اللہ تعالی کی توحید مانو کہ وہ وحدہ لاشریک ہی جمیع صفات الوہیت مین فقط اُسی کی عبادت ہی الحاصل اللہ
تعالے نے خاطب رضی اللہ عنہ کو قیامت تک اُنکے مانند لوگون کو عام شریعت کا خطاب کیا کہ تمھارے واسطے عمدہ طریقہ وہ تھا کہ ابراہیم
علیہ السلام و اُنکے اصحاب نے مشرکون کے ساتھ کیا تھا کہ اپنی قرابتی قوم مشرک سے فرمایا کہ ہم تم سے بیزار ہین اور جس چیز کو سوائے خدا
تعالی کے تم پوجتے ہو اس سے بیزار ہین ہم تمھارے شرک سے منکر ہین اور آج سے ہمارے تمھارے درمیان بغض و عداوت شروع ہو
اور صاف صاف اظہار ہوئی اور برابر یہی حالت قائم رہیگی جب تک تم مشرک ہو یہانتک کہ جب تم اللہ تعالی وحدہ لاشریک پر ایمان

ہمارے بھائی ہو پس تمکو بھی اے مومنین اسی نیک طریقے کی اقتدا کافی تھی جو ابراہیمؑ و اُنکے اصحاب نے کیا تھا **اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ** سوائے قول ابراہیم کے اپنے باپ کیلیے کہ ضرور مین تیرے لیے استغفار کرونگا اور مجھے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی خود قدرت نہین ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام نے جو برتاؤ اپنی قوم کے مشرکون سے کیا تھا وہی سب تمھارے واسطے عمدہ طریقہ تھا سوائے ایک بات کے کہ اسمین اقتدا نہین ہے وہ بات یہ کہ ابراہیم علیہ السلام حلیم رحیم تھے اپنے باپ سے وعدہ کیا کہ مین تیرے لیے استغفار کرونگا اگرچہ یہ بھی کہا کہ استغفار سے مجھے کسی بات کا دعویٰ نہین ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے معاملے مین مجھے کسی چیز کا خود کچھ اختیار نہین ہے بلکہ اسکی قبولیت پر موقوف ہے دوسرے مقام پر یعنی قولہ تعالیٰ وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدہ الآیہ مذکور ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو ظاہر ہوا کہ اسکا باپ عدو اللہ ہے یعنی مشرک مرا تو ابراہیم نے اس سے تبرا کیا یعنے اُس سے منقطع ہوا اور بیزار ہو گیا **شیخ ابن کثیر** نے لکھا کہ بعضے مومنون نے ابراہیم علیہ السلام کے استغفار سے طریقہ نکالا کہ اپنے مشرک مان باپ کے لیے استغفار کرین حالانکہ وہ لوگ شرک پر مرچکے تھے جب اللہ تعالیٰ نے نازل فرما کر ظاہر کیا کہ اس بارہ مین کسیکو تکی اقتدا جائز نہین ہے اور مترجم نے اس آیت کی تفسیر مین اور نیز دوسرے مقامات پر توضیح سے بیان کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ کو جب ہجرت کا حکم ہوا تو آپ نے اعلان فرمایا اور حضرت لوط اور سارہ نے بھی آپ کا ساتھ دیا اور آپ نے اپنے باپ کو سمجھایا کہ میرے پیچھے چل مین تجھے راہ راست پر لے چلونگا اور اس گمراہی کو چھوڑ دے اُسنے نہ مانا بلکہ کہا کہ اے ابراہیم اگر تو اس سے باز نہ آویگا تو مین تجھے پتھرون سے مار کر ہلاک کرونگا اور تو مجھے چھوڑ کر چلا جا اُسوقت آپ کی زبان سے نکل گیا کہ مین تیرے لیے استغفار کرونگا میرا رب مجھ پر مہربان ہے پھر ہجرت مین انکو اسکا حال معلوم ہوا آخر جب وعدے کے موافق استغفار کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ وہ شرک پر مرگیا یہ حال معلوم کر کے ابراہیم علیہ السلام نے اس سے بھی انقطاع کیا کیونکہ خلیل اللہ کو عدو اللہ سے محبت نہین ہو سکتی ہے بالجملہ اس استغفار مین کسی کو ابراہیم علیہ السلام کی اقتدا جائز نہین ہے یہی ابن عباس و مجاہد و قتادہ و مقاتل و ضحاک وغیرہم سے روایت ہے **مسئلہ** قرآن مجید مین جو بات کسی سابق شریعت سے مذکور ہے اور ہمارے واسطے تصریح نہین ہے تو کیا وہی ہمارے لیے بھی شریعت ہے یا نہین **جواب** اگر سابق شریعت کا ذکر فرما کر انھین کی خصوصیت بیان ہوئی ہو یا ہماری شریعت منسوخ ہوئی ہو یا بجائے اسکے ہمارے لیے دوسرا حکم دیا گیا ہو تو اس صورت مین وہ ہمارے لیے شریعت نہین ہے اور یہی سب علما کا قول ہے اور اگر وہ شریعت بیان کر کے سکوت ہو تو علما کا اختلاف ہے **قرطبی** نے لکھا کہ اس آیت مین صریح حکم ہے کہ مشرکون سے عداوت و بغض مین ابراہیم علیہ السلام کی اقتدا تمکو لازم تھی اسمین دلیل ہے کہ اگلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت ہمارے لیے بھی شریعت ہے جبکہ ممانعت و خصوصیت نہو بعض علما نے کہا کہ وہ حکم ہمارے واسطے اسوقت شریعت ہوگا کہ جب ہماری شریعت مین اسکا مقرر کرنے والا حکم ملجاوے بعض علما نے کہا کہ نہین بلکہ سابق شریعت کسی صورت مین ہمارے لیے شریعت نہین ہے اور ہمارے نزدیک یہی اصح ہے کذا فی السراج **مترجم** کہتا ہے کہ ہمارے اصولیین کے نزدیک شریعت سابقہ ہماری شریعت ہے بشرطیکہ نسخ وغیرہ نہو **مسئلہ خطیب** نے لکھا کہ آیت مین دلیل ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ابراہیم علیہ السلام پر افضلیت ہے اگرچہ ابراہیم علیہ السلام کبار انبیائے اولوالعزم مین سے ہین جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج مین موسیٰؑ سے اوپر طبقے مین دیکھا تھا **خطیب** نے کہا کہ دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اقتدا کا حکم دیا لیکن ایک بات کو مستثنیٰ فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مین فرمایا ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمکو دے وہ لے لو اور جس چیز سے منع کرے باز رہو۔ اسمین دونون عام کلیہ مذکور ہین اور کسی خصلت مین استثنا نہین ہے پھر جب ابراہیم علیہ السلام و اُنکے اصحابؓ نے مشرکین سے انقطاع و بیزاری کی تو اللہ تعالیٰ کی جناب کبریائی مین تضرع و زاری سے التجا لائے **رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ** ہمارے پروردگار ہمنے تیرے ہی اوپر بھروسا کیا اور تیری ہی طرف دلی جوش سے جھکے ہین اور تیری طرف ہمارے لوٹ جانیکا مرجع ہے یعنے جمیع امور مین ہمارا بھروسا فقط تیری ہی رحمت پر ہے اور ہمنے اپنے سب کام تیری ہی رحمت کی کارسازی پر سپرد کیے اور انجام کو دار آخرت

Marfat.com

ہی ہمارا مرجع ہی تنبیہ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی جانب وجہت نہین ہی اور اسی پر جمیع مسلمانون کا اعتقاد ہی الجواب
اللہ تعالیٰ ہی کی جانب مدار ہی اسیطرح دار آخرت مین ہی تو فقط دار آخرت کے مرجع کو کس لیے الیک للمصیر فرمایا جواب یہ ہی کہ دنیا مین ظاہر
بیسے طور پر ہی کہ کفار و مشرکین دھوکا کھاتے ہین اور بہت لوگ اپنی تدبیر سے نجات و فلاح تصور کرتے ہین اور آخرت مین یہ امتحان نہین رہیگا کہ
سب کو اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت مین ہونگے اور وہی اُن مین حکم فرمائیگا اسلیے فرمایا کہ دار آخرت تمھارا مرجع ہی وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف
ہی پھر جو لوگ مومنین ہین وہ جانتے ہین کہ پروردگار جل شانہ اس دنیا مین کافرون کو دنیا دیتا ہی اور مومنون کی خواہش یہ دنیا نہین ہی تو کبھی مومنین بیان
بلا مین مبتلا ہوتے ہین اور یہ حالت دیکھکر کمزور مسلمان وسوسۂ شیطانی مین پریشان ہو جاتے ہین لہذا اس سے پناہ مانگی بقولہ تعالیٰ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا
فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا ہمارے پروردگار ہمکو کافرون کے لیے فتنہ نہ فرمائیو ف ہرچند کہ مومنین کے لیے دنیاوی مصیبتون سے آخرت کے درجات
بلند ہوتے ہین لیکن انکی مصیبتون کو دیکھکر کفار یہ تصور کرتے ہین کہ اگر یہ لوگ حق پر ہوتے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب بندے ہوتے تو وہ انکو
اس محتاجی و خواری مین نرکھتا پس اعتقاد سے وہ لوگ کفر مین زیادہ منہمک ہوتے ہین اور کفر و شرک کو بہتر سمجھتے ہین مجاہد رح نے کہا یعنے کافرون کو
ہمپر مسلط نہ فرمائیو تاکہ وہ لوگ گمان کرین کہ وہ حق پر تھے اسوجہ سے فتح و غلبہ دیے گئے مترجم کہتا ہی کہ آجکل اس ملک مین یہ گمان ان مسلمانون
مین پیدا ہوا ہی جو برائے نام مسلمان ہین حتی کہ بعضے صاف کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے بھید کوئی نہین جانتا ہی کہ وہ کس فرقے سے راضی ہی اگر فقط
مسلمان ہی حق پر ہوتے تو کیون اسطرح مغلوب و خوار ہوتے مترجم کہتا ہی کہ یہ لوگ نور ایمان اور دین حق کو بالکل نہین پہچانتے ہین فقط نام کے مسلمان
بنے ہین اور باطن مین منافق یا دہریہ ہین ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ مجاہد رح نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ کافرون کے ہاتھون سے ہمپر عذاب نہ بھیجو اور نہ اپنے پاس
سے ہمپر عذاب اتاریو کہ کفار دیکھکر اپنے دل مین یہ اعتقاد کرین کہ اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو انکو یہ مصیبت نہ پہونچتی مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے
مومنین بندون پر کسی حال مین عذاب نہین فرماتا ہی بلکہ مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہی کہ جو بندے ایمان لائے تو انکو اللہ تعالیٰ امتحان فرماتا ہی تاکہ یہ
ظاہر ہو کہ اپنے قول مین سچے ہین پس انکے جان و مال و اولاد مین مصیبت بھیجتا ہی اور وہ لوگ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہتے اور صبر کرتے ہین
پھر یہ حال اکثر ابرار کاملین کے لیے ہوتا ہی جنکے درجات آخرت بلند ہین جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم کے واسطے واقع ہوا تھا حتی کہ جب غزوۂ خندق
مین امتحان سے منافق الگ کیے گئے اور مومنین پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے مومنین کو جنت آخرت کے ساتھ دنیا مین غلبہ دیا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب کفار کبھی ہمپر چڑھائی نہین کرینگے بلکہ تم ہی اُنپر چڑھ جاؤگے اور یہ درحقیقت دنیا سے بیزاری ہی پھر جب زمانہ
صحابہ و تابعین رض گزرا تو جہاد مین کسل ہوا چنانچہ حدیث ابن ماجہ وغیرہ مین ثابت ہی کہ جب مسلمان لوگ زمین کی عمارت و زراعت مین مشغول ہونگے
اور جہاد چھوڑینگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُنپر ذلت آویگی اور دشمن غالب ہو جائیگا پھر مسلمان چاہینگے کہ کافرون کی تقلید کرین تاکہ عروج حاصل کرین
لیکن واللہ کسی طرح اگلی عزت نہ پاوینگے جب تک اپنی پہلی حالت پر عود نہ کرین مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث کی اسناد اگرچہ ضعیف ہی لیکن آخر یہ معاملہ
آنکھون کے سامنے نمودار ہو گیا اور بالکل اس خبر کے مطابق ہی اور واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے مردانہ بندے ہین جو آزمایش مین ڈالے جاتے ہین
اور بہت لوگ ہمارے مانند ہین جو بکثرت عفو فرمائے جاتے ہین اور اللہ تعالیٰ علیم خبیر ہی اللھم نسالک العفو والعافیۃ اور حدیث سے ثابت ہی کہ اس
امت اسلامیہ پر ایسا شخص کبھی غالب نہوگا جو دین اسلام کی وجہ سے انکا قتل عام کرنا جائز رکھے الحاصل مجاہد رح کا مطلب یہ ہی کہ الٰہی ہمپر ان کافرونکو
ایسا غلبہ نہ دیجیو کہ وہ ہمکو جسطرح چاہین تکلیف دینے پر قادر ہون اور نہ اپنی طرف سے ہمپر ایسی مصیبت ڈالیو کہ کفار یہ گمان کرین کہ ہم لوگ خدا تعالےٰ
کے نزدیک حق پر ہین اور یہ مسلمان لوگ باطل پر ہین اسیوجہ سے خدا تعالیٰ نے انکو ایسی ذلت و خواری دی ہی اور اسی قول کے مانند ضحاک رح سے
روایت ہی اور اسکا خلاصہ یہ ہی کہ ہماری حالت ایسی نہ کیجیو کہ جسکو دیکھکر کافر اس فتنے مین پڑین کہ یہ لوگ باطل مذہب پر ہین اسیوجہ سے اس ذلت
مین ہین قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس دعا کے یہ معنی ہین کہ الٰہی کافرون کو ہمپر فتح و غلبہ نہ دیجیو کہ انکا یہ اعتقاد پیدا ہو کہ حق پر ہونے سے

انھون نے یہ خطبہ پایا شیخ ابن جریر نے اسی قول کو پسند کیا ہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسکے یہ معنی روایت کیے کہ الٰہی کافرون کو ہمپر ایسا غلبہ نہ دیجیو کہ وہ ہمکو ہمارے دین سے فتنہ مین ڈالین (ابن کثیر) مترجم کہتا ہی کہ اسکے دو معنے ہو سکتے ہین ایک یہ کہ انکے غالب ہونے سے کمزور مسلمان اس شبہہ مین منافق ہو جاوین کہ اگر یہ کفار حق پر نہوتے تو مسلمانون پر کیون غالب کیے جاتے دوم یہ کہ کفار کو اسطرح غلبہ نہو کہ وہ مسلمانون کو ایسی سخت تکلیفین دیا کہ آخر دین حق چھوڑ کر انکے باطل مین شریک ہو جاوین یہ معنی اگرچہ سراج وغیرہ مین مذکور ہین لیکن حدیث شریف سے یہ اطمینان ہو گیا کہ امت اسلامیہ پر ایسا غلبہ کسی کافر قوم کو حاصل نہوگا تو معنی اول مناسب ہین بعض وقائع تاریخی کا اشارہ اسپین و اندلس مین اول مسلمانون نے ہمیشہ جہاد کیا اور سلطنت کو قوت رہی آخر انھون نے فلسفہ و جبر و مقابلہ و اقلیدس و حساب و ہیئت وغیرہ مین توغل کیا و فرانس و اطالیہ وغیرہ کے نصاری کو انھین فنون کی تعلیم دینی شروع کی اور علم فلاحت کے ذریعہ سے طرح طرح کے باغات لگائے اور آخر انکے دشمن نصاری نے رفتہ رفتہ اسقدر غلبہ پایا کہ تمام سلطنت فتح کی اور بیشمار مسلمانون کو قتل کیا کہتے ہین کہ ان مسلمانون نے عقائد فلسفی خیالات پر ہو گئے تھے اسی زمانہ کے قریب تمام یورپ کے لوگون نے جمع ہو کر بیشمار لشکر سے شام پر حملہ کیا اور یکایک ہجوم کر کے ہزارون مسلمانون کو زنجیرون سے باندھکر ذبح کیا آخر سلطان سلیمان نے فوراً اسی ہزار لشکر سے بڑھکر ان لاکھون کا مقابلہ کیا اور یہیم فتح پائی یہانتک کہ شام سے خارج کیا اور شک نہین کہ یہ لوگ دین اسلام مین نیک اعتقاد پر ثابت قدم تھے واللہ تعالیٰ ہو الموفق مترجم کے نزدیک اولی یہ ہی کہ قولہ ربنا لاتجعلنا فتنۃ للذین کفروا یہ سب معانی کو شامل لینا بہتر ہی یعنے الٰہی ہمکو کافرون کے لیے فتنہ نہ کیجیو اسمین جمیع وجوہ شامل ہین اول یہ کہ کفار غالب ہو کر دل مین یقین کرین کہ ہمنے حق پر ہونے سے فتح پائی اور یہ لوگ باطل پر تھے اسلیے مغلوب ہوئے دوم یہ کہ انکے غلبے سے ضعیف مسلمان انکو عزت و بزرگی کی نگاہ سے دیکھین پس کافر ہو جاوین سوم ایسی تکلیف دین کہ ہم دین سے منحرف ہو جاوین الٰہی ہماری دعا قبول فرمایو وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اور ہمارے رب ہم کو بخش دے تو ہی غالب حکمت والا ہی ف یعنے الٰہی ہمارے گناہون کو سوائے اپنے سب سے پوشیدہ فرما کر بخش فرمایو کیونکہ تو العزیز ہی یعنے ہر بات پر قادر ہی کوئی ایسی چیز نہین ہی کہ تیری قدرت سے باہر ہو سکے اور جس بندے نے تیری درگاہ مین پناہ لی اسکو کہین ذلت نہین ہی اور تو الحکیم ہی یعنے جو کچھ تو فرماتا ہی اور جو کچھ کرتا ہی وہ سب عین حکمت ہی اور جو شریعت تو نے مقرر فرمائی وہ مستحکم ہی فائدہ دعا کے ادب مین سے ہی کہ بار بار (ربنا) یا (اللھم) کے مانند اسمائے عزت کو مکرر لاوے جیسے سورۂ آل عمران کے اخیر مین ربنا پانچ مرتبہ مکرر ہی اور یہان بھی تین مرتبہ ربنا آیا جس سے ترحم کی امید ہی اور یہ دعا اس لائق ہی کہ ہمیشہ نماز جماعت کے بعد مساجد مین امام و مقتدی بالحاح کے ساتھ اس سے دعا مانگا کرین لہذا اللہ تعالیٰ نے مکرر تاکید سے فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ بیشک تمھارے لیے ان مسلمانون مین نیک پیروی تھی ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ و روز آخر کا امیدوار ہی ف لکم سے بدل ہی لمن کان یرجو الخ۔ یعنے حضرت ابراہیم و انکے ساتھیون کی طریقۂ نیک کی پیروی تمھارے لیے موجود تھی یعنے ہر ایسے شخص کے لیے جو روز آخر پر ایمان لایا اور اللہ تعالے سے ملنے کا امیدوار ہی اسمین دلیل ہی کہ حاطب رضی اللہ عنہ مومن صادق تھے اور دلیل ہی کہ مومن اپنے رب عزوجل کا امیدوار ہی کہ جنت مین دیدار سے سرفراز ہو۔ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ اور جسنے پیٹھ دکھائی تو اپنا برا کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ غنی حمید ہی ف چنانچہ فرمایا ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید۔ اگر تم اور جو کوئی زمین مین ہی سب کفر کرو تو اللہ تعالے غنی حمید ہی ھ۔ یعنے تم اپنا برا کرو گے اور اللہ تعالے کی الوہیت اور سلطنت مین ذرہ برابر نقص نہوگا علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ الغنی جسکا غنی ہونا کمال ہی وہ اللہ تعالے کے سوائے کوئی نہین ہی اسکا کوئی کفو نہین اور نہ اسکے مثل کوئی چیز ہی وہ واحد قہار ہی الحمید جمیع اقوال و افعال مین تعریف کیا گیا ہی اسیکی الوہیت ہی اسکے سوائے کوئی معبود نہین ہی (ابن کثیر) خطیب نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ لقد کان لکم فیہم اسوۃ حسنۃ۔ کا نزول پہلی آیت سے بہت مدت کے بعد ہوا قرطبی نے کہا کہ اس قسم کے مکررات قرآن مین بہت ہین (مس) مترجم کہتا ہی کہ

نظر سے ظاہر مین یہ وہم ہوتا ہی کہ فائدہ جدید نہین سوائے تاکید کے حالانکہ مراد یہ ہی کہ بلاغت کے اصول پر دوبالہ اسکو ادا کرے
تھی اور نہونا نقص تھا مثلاً یہان اول آیت سے فقط یہ معلوم ہوا کہ تم لوگ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو اور تمھارا
منقطع ہونے مین تمھارا وہ عمدہ طریقہ ہونا چاہیے جو حضرت ابراہیمؑ و اُنکے صحابہ مین تھا کیونکہ اُنکے عزیز اقارب بھی مشرک تھے
اصحاب کا طریقہ اور اُنکی دعا بیان فرمائی پھر فرمایا کہ تمکو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان لائے ہو تو حضرت ابراہیم و اُنکے اصحاب کے
چلو اور بالکل انقطاع کے ساتھ دعا بھی کرتے رہو اور جو کوئی ایسا نہ کرے تو وہ اپنا برا کریگا اور اللہ تعالیٰ کا کچھ ضرر نہین ہی کیونکہ وہ غنی حمید ہی اس سے
فائدہ یہ ہوا کہ کسی مسلمان کا نفس کبھی یہ غرور نکرے کہ ہم مسلمان ہین کیونکہ اسلام اُسپر ایک نعمت ہی جسکا شکر کرے اور اللہ تعالیٰ کی جناب قدس مین کمال کے
کفر سے کچھ ضرر نہین ہی اور مومن کے ایمان سے کچھ نفع نہین ہی اور یہی الوہیت کی شان ہی پس وہ نہایت الحاح سے دعا کرے کہ ای ارحم الراحمین ہم بیدینون کا
تو ہی سولی ہی ہمنے تیرے ہی اوپر بھروسا کیا ہی ای رب ہمکو ان کافرون کا فتنہ نہ بنائیو اس امت مرحومہ کو وعدہ دیا گیا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرے
اللہ تعالیٰ اسکو کافی ہی ۔ھ۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ تعالیٰ یرجو اللہ والیوم الآخر مین اللہ کا نام پاک جامع صفات کمال ذکر فرمایا یعنے امیدوار اللہ
کا اسمین کیا بھید ہی **جواب** یہ کہ جب اللہ جامع صفات کمال ہی تو امیدوار اسطرح ہوگا کہ اسکی رحمت کی آرزو ہی اور اسکے عذاب سے خوف ہی
اسلیے کہا گیا کہ ایمان جبھی ہوگا کہ امید و خوف دونون جمع ہون اور عقائد مین موافق قرآن و حدیث کے صریح مذکور ہی کہ جو شخص عذاب الٰہی سے
بیخوف ہوا وہ کافر ہوا جیسے نصاریٰ نے اپنے باطل خیال مین عیسیٰؑ کے کفارہ ہونے پر عذاب کا خوف چھوڑا اور جو شخص کہ رحمت سے
نا امید ہو وہ ابلیس کا ساتھی ہو الیوم آخر اسواسطے ملایا کہ اللہ تعالیٰ اسی روز ذرہ ذرہ حساب لیگا تو ہر صغیرہ و کبیرہ سے خوف لازم ہے
ف شیخ ابن العربی رح نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء عدو اللہ دشمن خدا وہ شخص ہی جو اللہ تعالیٰ کے عہد شرع سے
خلاف کرے اور اُسکی جناب قدس سے اس شخص کا دل دوسری طرف منھ موڑے ہو تو لامحالہ غیر کی محبت سے مشرک ہوگا اور جسنے غیر کی نفی کی تو
وہ ضرور موحد ہوگا اور آیات مین اشارہ ہی کہ یہ دشمنی صرف عارضی ہوا کرتی ہی کچھ ذاتی خلقت نہین ہی کہ زائل نہو سکے ۔ھ۔ صاحب العرائس
نے اشارہ کیا کہ روایت مین وارد ہوا کہ سب سے بڑھکر تیرا دشمن خود تیرا نفس ہی جو تیرے دونون پہلو کے درمیان مین ہی لہذا اس آیت سے نکلا
کہ اپنے نفس سے دوستی مت کرو کیونکہ وہ تمھارا دشمن ہی اور میرا دشمن ہی وہ میری عبادت کو ناگوار رکھتا ہی اور اپنی شیطانی خواہشین
تم مین رچاتا ہی اگر نہ مانو تو تمھارا دشمن ہی اور مکاشفات مین تمھارے سامنے عارض ہوکر دھوکا دیتا ہی پس خلاصہ یہ کہ نفس کی خواہشون مین
اسکو دشمن رکھو اور میرے بندے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی یہ ہی کہ اپنے دشمن و اُسکے دشمن سے منقطع ہو اور حدیث مین ہی کہ
افضل ایمان یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ مین دوستی ہو اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے دشمنی ہو شیخ ابو حفص رح نے فرمایا کہ جس شخص نے
اپنے نفس کو اپنا دوست بنایا تو اُسنے خدا کے اور اپنے دشمن سے دوستی کی اور نفس کی یہ کیفیت ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم فرمایا ہی اُس سے
مخالفت کرتا ہی اور راہ مستقیم سے منھ موڑتا ہی اور جو شخص اپنے نفس سے محبت کرتا ہو اور اسکے تابع ہو تو پہلے ہی قدم پر ہلاکت مین پڑے
عسیٰ قولہ تعالیٰ قد کفروا بما جاءکم من الحق الآیہ اشارہ ہی کہ کافرون نے جب حق سے عداوت و کفر کیا تو انکے کافرون کے
ساتھ جس شخص کو لگاؤ ہو بالضرور جبھی ہوگا کہ دونون مین جنسیت ہو اور مسلم کا میلان بھی شرک کی جانب ہوا اور اگر یہ ولی دوستی واقع ہوگی
تو بالضرور دونون مین اتحاد ہی (ابن العربی) اگر وہم ہو کہ حاطب رضی اللہ عنہ کے معاملے مین اس آیت کا نزول ہوا جنھون نے کفار مکہ کو
خط لکھا تھا کہ انکی اولاد وہان محفوظ رہے اور یہ صحابی رض کافر نہین ہوے **جواب** یہ کہ آیت سے حاطب کا حال بیان فرمانا مقصود
نہین ہی کیونکہ حاطب رض نے صریح اس سے برات بیان کی جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مومن
قرار دیا تو صاف معلوم ہوا کہ اُنکو کفار یا اپنی اولاد کے ساتھ دلی دوستی نہین تھی بلکہ فقط بمقتضائے بشریت چاہا تھا کہ جب مکہ فتح ہو

Marfat.com

اولاد دائرہ اسلام مین آجاوے اور آیت مین کلیہ حکم قیامت تک اظہار فرمایا کہ ای مومنو تمکو اپنے قرابتی کافرون کے ساتھ اور دیگر کافرون کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے اور واضح ہو کہ کافرون سے ظاہری خلق حرام نہین ہی جبکہ دین کی توہین نہو اور جس ملک پر کفار غالب ہون تو اسکا حکم اس طریقے پر ہوگا جسطرح مکہ مین ہجرت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے بالجملہ کفار سے دلی محبت صریح نہین جائز ہی قولہ تعالیٰ ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل اور جو کوئی تم مین سے اسکو عمل مین لاوے تو وہ راہ راست سے بھٹک گیا ابن العربی رح نے کہا کہ وہ راہ وحدت سے بھٹک گیا اسمین اشارہ ہی کہ جو چیز ذاتی نہین ہی بلکہ عرضی ہی اسکو اہل تحقیق نہین اختیار کرتے ہین کیونکہ اسکا سبب ایسے امور ہوتے ہین جو جسم کے ساتھ دنیا مین فنا ہوجاتے ہین انکو بقا نہین ہی اور اہل عقل ایسے امور اختیار کرتے ہین جو باقی ہین پس خلاصہ یہ کہ آل واولاد وغیرہ کی محبت ایک جسمی تعلق ہی جسکے قطع سے نفس متصور ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ سے واصل ہوتا ہی جسکی محبت دائمی ہی بخلاف آل واولاد وغیرہ کے کہ یہ جسم کے ساتھ زائل ہی قولہ تعالیٰ لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم۔ رحم ناتا اور اصل اسمین یہ ہی کہ جسم کا وجود بذریعہ اجتماع رحم مادری کے ہوتا ہی تو باپ دادا اور پردادا اور مان ونانی ودادی وغیرہ اور انکے فرع سب اس رحم کی پیدایش سے اتصال وقرابت رکھتے ہین اور اسیطرح اولاد سے یہ اتصال موجود ہی پس فرمایا کہ یہ ارحام فقط دنیاوی پیدایش مین موجود ہین اور جب اجسام فنا ہونگے تو یہ تعلقات بھی فنا ہوجاوینگے اسلیے قیامت کے روز انساب نہین ہین اور فرمایا یوم یفر المرء من اخیہ یعنے قیامت مین بھائی سے بھاگے گا اور باپ ومان بیٹے وبیٹیان وخاوند وجورو آپسمین موالات رکھتے ہین وہان ایک دوسرے سے بھاگین گے کیونکہ عارضی اتصال دنیا ہی مین منقطع ہوچکا تھا اور شیخ ابن العربی نے کہا کہ آیت سے ظاہر ہوا کہ جن لوگون کی وجہ سے تمنے دشمن کی دوستی اختیار کی انسے تمکو کچھ نفع نہین اسلیے کہ قیامت یعنے موت نے تمکو ہمیشہ کے لیے جدا کردیا اسواسطے کہ تمھارے درمیان مین کوئی اتصال حقیقی نہین تھا جو موت کے بعد باقی رہتا لہذا فرمایا یوم القیامۃ یفصل بینکم یعنے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمھارے درمیان اور تمھارے ارحام واولاد کے درمیان جدائی فرماویگا کما قال تعالیٰ فلا انساب بینکم الآیہ یعنے جسدن صور پھونکا جاویگا تو تمھارے درمیان کچھ نسب نہوگا۔ وقال تعالےٰ یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ الآیہ یعنے قیامت کا دن وہ ہوگا کہ آدمی اپنے بھائی سے اور مان سے اور باپ سے اور زوجہ سے اور بیٹون سے بھاگیگا مترجم کہتا ہی کہ اگر وہم ہو کہ رحم کے ملانے کا حکم شرع مین بہت تاکید سے وارد ہوا ہی جواب ہان اور اسکے معنی فقط یہ ہین کہ خدا تعالیٰ کے واسطے مان باپ وقرابت کے ساتھ نیک سلوک کرو اور اس کا ثواب تمھارے نامۂ اعمال مین افضل ذخیرہ ہوگا باوجود اسکے یہ بھی فرمایا کہ اگر والدین شرک کرنے پر آمادہ کرین تو ہرگز انکی فرمانبرداری مت کرو اور حدیث مین مصرح ہی کہ جس امر مین اللہ تعالےٰ کی نافرمانی لازم آوے اسمین کسی مخلوق کی اطاعت نہین ہی۔ پس صاف ظاہر ہی کہ ان لوگون کی وجہ سے دشمن کی موالات کرنا اور خدائے تعالیٰ سے جدا ہونا کسی حال مین جائز نہین ہی تنبیہ واضح رہے کہ آل واولاد بڑا فتنہ ہین جو قوم انکی محبت مین موافق شرع کے رہی وہ قوم دنیا اور دین مین بہتر ہوگی جسکا اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھتی ہو بلکہ ایمان یہی ہی چنانچہ حدیث متواتر مین ہی کہ تم مین سے کوئی مسلمان نہوگا جب تک مین اسکے دل مین اسکے والدین واولاد اور سب لوگون سے بڑھکر محبوب نہوجاؤن ظاہر ہی کہ بجز اس دین کا قوام تھا لیکن آدمی نماز وروزہ وغیرہ جمیع ارکان مین بوجہ افراط محبت اولاد کے ناقص ہوجاتا ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ آجکل اہل اسلامونون مین باجا وناچ ورنگ وکوٹھا وفسق وفجور سب اولاد کی وجہ سے پیدا ہوگیا اور انھین کی وجہ سے آدمی پر موت ناگوار ہوجاتی ہی اللہ تعالےٰ ہم بندونکو عفو ورحمت ومغفرت سے سرفراز فرماوے ابن العربی نے کہا کہ طریق توحید وہ ہی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم واُنکے اصحاب کا معاملہ بیان کیا اور اسمین سے ایک بات جو مخفی بھید تھا اس سے منع فرمایا یعنے قولہ لاستغفرن لک۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے حق مین فرمایا تھا کہ مین تیرے لیے استغفار کرونگا آپ کی مراد یہ تھی کہ مین جناب باری تعالےٰ سے درخواست کرونگا کہ نور توحید سے تاریک اعمال اور رذیل صفات مٹادے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وما املک لک الخ یعنے مین فقط درخواست کرنے والا ہون رہا یہ کہ اسیطرح کردیجاوے تو یہ میری قدرت سے باہر ہی بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مشیت پر موقوف ہی جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کے حق مین

Marfat.com

مغفرت چاہی تو ارشاد فرمایا گیا کہ انک لا تہدی الخ یعنے تو کسی مین ہدایت پیدا نہین کرسکتا ہی دیکن اللہ تعالی ہدایت کو جس شخص مین چاہتا ہی پیدا کرتا ہی شیخ العرائس نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کی اقتدا فقط ظاہری افعال مین مقصود ہی ورنہ باطنی اسرار مین عام لوگون کو یہ طاقت نہین ہی شیخ محی الدین نے کہا کہ دوسری آیت یعنی قولہ تعالی لقد کان لکم فیہم اسوۃ حسنۃ مین شیخ نے عام اقتدا مراد لی ورنہ اول آیت مین فقط مشرکون کے ساتھ برتاؤ مین اقتدا بیان ہوئی ہی واللہ تعالی اعلم قولہ تعالی ربنا علیک توکلنا ابن العربی رح نے کہا کہ اسمین اشارہ ہی کہ یہ توکل اسطرح ہی کہ افعال الہی کے شہود کے ساتھ اپنے افعال سے خارج ہو مترجم کہتا ہی کہ اسکے معنے یہ ہین کہ بندہ جب ایمان لاتا ہی تو اللہ تعالی کو خالق افعال دیکھتا ہی اور نتائج کو اسکے پیدا کرنے پر مشاہدہ کرتا ہی حتی کہ اپنے افعال مین بھی اپنے آپکو خارج دیکھتا ہی برخلاف اہل کفر و شرک کے کہ وہ اپنے آپ کو مدبر و خالق افعال سمجھتے ہین کیونکہ الوہیت پر ایمان ہی نہین لائے ہین اور غفلت سے محرومی پر بھی ہوشیار نہین ہوتے ہین پس جب ایمان درست ہوا تو بندہ حسن ایمان و طاعت کی نیت سے جمیع افعال جانتا ہی اور اللہ تعالی سے نیک انجام کی امید رکھتا ہی اور جہالت سے اپنی تدبیر پر نتیجہ نہین دیکھتا ہی اور یہی معنی ہین کہ اپنے افعال سے خارج اسطرح کہ ان افعال کو خلق الہی دیکھتا ہی پس اللہ تعالی ہی پر توکل ہوا اور یہان کفر و ایمان مین فرق یہ ہوا کہ نتیجہ تو دونون صورتون مین وہی ہوگا جو اللہ تعالی نے چاہا لیکن مومن اسمین افعال حق مشاہدہ کرتا ہی اور کافر اپنے افعال کو دیکھتا ہی شیخ سیوطی رح نے جامع العلوم مین لکھا کہ بعضے علما کی تدبیر کو توکل کے منافی کہتے ہین و بعضی منافی نہین کہتے اور میرے نزدیک بھی منافی نہین ہی اور مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن العربی کی تقریر بھی اسی کی شاہد ہی اور مخفی نہین کہ ظاہر السنہ بھی اسکو ثابت کرتی ہی کیونکہ عموما تدبیر متواتر ثابت ہی دیکن اسمین یہی دیکھے کہ جو کچھ اللہ تعالی نے چاہا ہی وہی ہوتا جاویگا اور وہی افعال و نتائج کا خالق ہی قولہ تعالے والیک انبنا ہمنے تیری ہی جانب کلیۃً رجوع کیا یعنے تیری صفات کو مشاہدہ کرکے اپنے صفات سے خارج و فنا ہو گئے مترجم کہتا ہی کہ یہ الوہیت کے ایمان سے ظاہر ہی کیونکہ صفات درحقیقت اللہ تعالے کے واسطے ہین اور مخلوقات فقط مظاہر ہین والیک المصیر اور تیری ہی طرف مرجع ہی اسطرح کہ خود اپنی ذات و وجود سے فانی ہوے کیونکہ اصل مین وجود اور بقا اُسی کو ہی لیکن جو بندہ اپنے آپ سے فراموش ہو لوہ الحی القیوم سے باقی ہی تو زندہ دائمی ہی قولہ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا یعنے ای رب ہم ایمان لائے اور ہم ان کافرون سے نہین ڈرتے ہین اور نہ انکی کوئی تاثیر جانتے ہین اور نہ انکا وجود دیکھتے ہین لیکن ہم تیرے عفو کی پناہ لیتے ہین کہ تیرے عقاب سے پناہ دیے جاوین حتی کہ ہمپر تیرا عقاب ان کافرون کے ہاتھونسے نہ آوے اور انکی صورت سے ہم تکلیف و مصیبت مین مبتلا نہ کیے جاوین اس جہت سے کہ ہمسے گناہ سرزد ہونگے اور ہمارے نفسانی صفات ظاہر ہونگے پس ہم عفو رحمت مین پناہ لیتے ہین مترجم کہتا ہی کہ یہان بھی نکتہ ہی کہ انبیاء علیہم السلام اور انکے اصحاب سب ظہور رحمت سے ہین اور کفار و مشرکین سب مظاہر غضبی ہین اور جب تک مظاہر رحمت اپنی استقامت پر ہون تب تک بالضرور غضبی مظاہر پر غالب ہونگے کیونکہ رحمت کو غضب پر سبقت ہی لیکن استقامت مین قصور و افراط و تفریط واقع ہوتی ہی کیونکہ جسم لازم ہی اور ایسی حالت مین عذاب و سزا کا ظہور غضب سے ہوگا اور اسکے مظاہر کفار وغیرہ ہین تو درحقیقت اللہ تعالے کی رحمت مین پناہ لیکر اسکے غضب سے نجات چاہی اور حدیث شریف مین بھی اس معنی مین دعا وارد ہوئی ہی فافہم قولہ تعالی واغفر لنا الہی ہمکو بخش دے یعنے ہمارے تصور و گناہ بغیر سزا کے عفو فرما کر بخش دے قولہ تعالی انک انت العزیز الحکیم۔ تو ہی بیشک قوی حکیم ہی یعنے تجھ مین جسمین یہ قدرت ہی کہ ان کافرون کے مظاہر سے ہمکو سزا دے اسیطرح تجھمین یہ بھی قدرت کامل ہی کہ کافرون کو ہمسے دفع کرے اور انکی صورتون کو مقہور کرکے ہمارے ہاتھون نیست کرے اور ہمکو ہر طرح توفیق عطا فرماوے اور تو حکیم ہی کہ جو بات کرتا ہی وہ عین حکمت سے کرتا ہی (ابن عربی)

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ

امید ہی کہ کردے اللہ تم مین اور جو دشمن ہین تمہارے انمین دوستی اور اللہ سب کرسکتا ہی

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہی اللہ تمکو منع نہین کرتا اُنسے جو لڑے نہین تم سے دین پر اور
يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ
تمھارے گھرون سے کہ اُنسے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک اللہ چاہتا ہی انصاف والون کو
اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ
اللہ تو منع کرتا ہی تمکو اُن سے تمسے جو لڑے تمسے دین پر اور نکالا تمکو تمھارے گھرون سے
وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝
اور میل باندھا تمھارے نکالنے پر کہ اُنسے کرو دوستی اور جو کوئی اُنسے دوستی کرے سو وہ لوگ گنہگار ہین

خطیبؒ نے لکھا کہ جب اوّل آیت نازل ہوئی کہ مشرکون کو دشمن رکھو اور مسلمانون نے حکم الٰہی کی تعمیل مین اپنے قرابتی مشرکون سے عداوت باندھی پس اللہ تعالیٰ نے جانا کہ مسلمانون کے دلون پر اسکا اثر سخت ہی تو یہ آیت نازل ہوئی مترجم کہتا ہی کہ مسلمانون نے بظاہر اسکو کسی طرح گران نہین جانا تھا چنانچہ قبل اسکے واقعۂ بدر کے قیدیون مین حضرت عمرؓ نے کفار قرابتیون کے قتل کرنے کی رائے دی تھی اور کہا کہ اس سے ہملوگ اپنا عذر جناب باری تعالیٰ مین ظاہر کرینگے کہ ہمکو توحید الٰہی کے دشمنون سے کچھ محبت باقی نہین رہی تھی اسیطرح حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے جو حضرت زبیر بن العوام کی زوجہ تھین اپنی مشرکہ ماں کا ہدیہ تک قبول کرنے سے انکار کیا چنانچہ آتا ہی اور مجھے کوئی روایت ایسی نہین ملی جس سے خطیبؒ کا گمان ثابت ہوا اور شاید خطیبؒ نے کلام پاک کے اشارے سے یہ بات سمجھی کیونکہ اسمین امید کا صیغہ ہی تو خیال کیا کہ مسلمان اسکے امیدوار تھے اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ قرابتیون سے دشمنی کرنا شاق ہوا ہو لیکن مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک یہ بات نہین ہی بلکہ حاطب ابن بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مشرک آل و اولاد کے لحاظ سے مشرکونکو وہ خط لکھا تھا جس سے اُنکے نزدیک اپنی خیر خواہی اور دوستی کا اظہار فقط اس غرض سے کیا کہ وہ لوگ میری اولاد کی حفاظت کرینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عذر کیا کہ مجھے یہ یقین ہی کہ اگر تمام جہان اُنکی طرف ہوجاوے تو کچھ نفع نہوگا یعنی حضورؐ سے مخفی رکھنے سے یہ قصد فرمایا کہ مشرکین مکہ بھی قبائل عرب کو جمع کرکے بڑا لشکر یکجا نہ کرنے پاوین لیکن اللہ تعالیٰ نے آپکو فتح کی بشارت دی ہی پس ضرور یہی واقع ہوگا اور مشرکونکو روے زمین کی جمعیت کچھ نافع نہوگی مترجم کہتا ہی کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے ایک طرف تو یہ خیال کیا جو بیشک مین ایمان ہی لیکن دوسری طرف آل و اولاد کی خلقی محبت سے نفس کا دھوکا کھایا اسلیے کہ اگر اُدھر بھی یہی خیال کرتے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انکی آل و اولاد شرک سے نکلکر اسلام مین داخل ہو تو مشرکون سے اُنکو کچھ ضرر نہوگا پھر مشرکون کو یہ اطلاع دیکر خیر خواہی ظاہر کرنیکی کچھ ضرورت نہین ہی خصوصن جبکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے ظاہر ہوچکا کہ آپ نہین چاہتے کہ اُنکو اطلاع ہو اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ نفس کسطرح دھوکا دیتا ہی پھر آیت مین امید ہے جس سے خطیبؒ نے خیال مذکور سمجھا تھا تو اسمین بھی یہ خیال اولیٰ ہی کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی طرح جن لوگون نے مشرک آل و اولاد سے انقطاع و عداوت کی انکو یہ امید دلائی گئی یعنے عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً شاید کہ اللہ تعالیٰ پیدا کردے تمھارے درمیان اور اُن لوگون کے درمیان جنکو تمنے مشرکون مین سے دشمن بنایا ہی ف یعنے امید ہی کہ شاید اللہ تعالیٰ تمھارے و مشرکون کے درمیان محبت علیحدہ پیدا کردے جنکو بالفعل تمنے دشمن بنایا ہی کلام پاک مین لطافت اعجاز و فوائد بیشمار ہین از انجملہ اوّل یہ کہ عسی فرمایا جو ہم بندون کے محاورے مین ایسے موقع پر لاتے ہین جو شاید ہوا اور شاید نہو پس نہین کہتے کہ عسی الشمس ان تطلع شاید آفتاب نکلے اور نہ ایسی چیز پر جو محال ہے تو فائدہ یہ کہ اگر اسطرح نہوتا بلکہ قطعی بیان کردیا جاتا تو پہلا حکم بندگی مین نہ رہتا کیونکہ انکو یقین ہوجاتا کہ مشرکون سے موت واقع ہوگی دوم اس سے اظہار فرمایا کہ یہ فعل ہی بقولہ عادیتم منہم یعنے ان مشرکون کے تمنے بعض سے عداوت کی ہی اور فعل حادث ہوتا ہی

تو یہ عداوت امنین ذاتی جبلت نہین ہی بلکہ جیسے پیدا ہوئی ویسے زائل ہو سکتی ہی سوم جو لوگ مشرکون مین سے مسلمان ہونے والے تھے وہ
جب تلاوت قرآن مجید کرتے تو اس آیت پر انکو وسوسہ ہوتا کہ یہ لوگ ہمارے دشمن ہین اور اب یہ وسوسہ نہین ہو سکتا کیونکہ عارضی عداوت کے بعد
مودت پیدا کی گئی چہارم قولہ تعالیٰ عادیتم منہم مین بعض مشرکین سے عداوت کرنا مصرح ہی اور اس سے ہر شخص کے دل مین یہ وسوسہ نہین ہو سکتا کہ مجھے
عداوت تھی حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ ہر مسلمان اپنے اہل قرابت و اہل معرفت سے بوجہ مشرک ہونے کے عداوت رکھتا تھا پنجم (مودۃ) بتنوین تعظیم ہی
اور عادیتم فقط اصل تھا جو ان لوگون کی طرف منسوب ہی یعنے تمنے امنین سے بعض سے عداوت کی تھی اور اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے مودت عظیمہ پیدا کی
تو یہ نعم البدل ایسا ہو گیا کہ اول عداوت فعلی کا کچھ نشان بھی نہ رہا بالجملہ کلام الٰہی مین ہر نقطے مین بیشمار نکتے ہین اور بیان و فہم کو طاقت نہین ہی الحاصل اللہ تعالیٰ
خوب جانتا ہی جو کچھ وہ کرنیوالا ہی اور جو کچھ ہر بندے کے حق مین مقدر ہی لیکن مومنون کو انکی بندگی کے احکام بجالانے مین اسطرح ارشاد فرمایا کہ تمکو
امید رکھو کہ شاید اللہ تعالیٰ تمھارے درمیان اور مشرکون مین سے انکے درمیان جنسے تمنے عداوت کی ہی محبت عظیمہ پیدا کر دے مترجم کہتا ہے کہ
شرع مین محبت خالص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی اور مودت ترحم و شفقت و پیار ہی جو باہم مومنون مین ایمان کا ذاتی جوہر ہی اگر کہا جاوے کہ پھر کیا
حکم اول منسوخ فرمایا جواب نہین بلکہ حکم اول قیامت تک باقی ہی کیونکہ آیت مین یہ نہین فرمایا کہ تمھارے و مشرکون کے درمیان مودت پیدا کر دے
بلکہ خاص قوم کی طرف ضمیر راجع ہی عادیتم منہم و ضمیر کا مرجع فقط ذات ہوتی ہی بدون لحاظ صفات کے جیسے اسم اشارے کا مرجع مع صفت ہی تو یہان
(الذین عادیتم منہم) سے خاص وہ لوگ مقصود ہین جنسے تمنے عداوت کی ہی اسیواسطے (ہولاء) یا (المشرکین) نہین فرمایا تا کہ یہ شبہہ ہوتا کہ مشرکون سے
مودت جائز ہی خلاصہ یہ کہ آیت اول حکم محکم ہی کہ جب تک کفار و مشرکین اپنے شرک و کفر پر ہون تب تک دل مین انکی مودت ہرگز جائز نہین ہی اور شا
آئینہ دل مین وہی عکس پیدا ہوگا اسلیے حدیث مین ہی کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہی تو ہر شخص دیکھ لے کہ وہ کس سے دلی دوستی
پیدا کرتا ہی۔ ہر اور یہ آیت فقط خاص اہل مکہ کے حال مین ہی جو فتح مکہ سے پہلے شرک پر تھے اور مومنون سے عداوت کرتے تھے پھر جب حاطب
رضی اللہ عنہ نے انکو خط لکھا تو اللہ تعالیٰ نے حکم سابق نازل فرمایا جس سے قیامت تک سب مومنون کو خرابی سے بچایا کہ اپنے دلون کو اہل
شرک کی مودت سے بالکل منقطع رکھو اگرچہ مشرک تمھارے باپ دادے وغیرہ قرابات ہون پھر آگاہ فرمایا کہ یہ لوگ جن سے تم بالفعل عداوت کرتے
ہو امید کر دکہ اللہ تعالیٰ تمھارے و انکے درمیان مودت پیدا کر دے خطیب نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ جسطرح چاہے یہ سامان پیدا فرما دے مثلاً انکے
دلون مین ایمان ڈالے تو تمھارے دلی دوست ہو جاوینگے اور واضح رہے کہ عسیٰ اگرچہ صیغہ امید ہی لیکن اللہ تعالیٰ کو علم قطعی ہی لہذا اسکی طرف
سے تحقیقی وعدہ ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ خلاف نہین ہوتا لہذا فتح مکہ کے شام کو یہ وعدہ پورا ہو گیا اور اہل مکہ مسلمان ہو گئے سوائے
بعض لوگون کے جو بھاگ گئے تھے پھر اللہ تعالےٰ نے انکو ایمان الہام کیا تو واپس آکر ایمان لائے وَاللّٰہُ قَدِیْرٌ اور اللہ تعالیٰ بہت قدرت
والا ہی ف جو وہ چاہے ضرور واقع ہوگا اور قلوب اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہین وہ جس طرف چاہے پھیرتا ہی چنانچہ اہل مکہ کو دیکھو کہ مدت دراز
تک عداوت مین منہمک رہے اور ایک دم مین اللہ تعالیٰ نے انکو ہدایت دی سوائے ایک جماعت جنمیون کے جو اکثر بدر مین مارے گئے تھے
پھر اُحد مین پھر غزوۂ خندق مین پھر فتح مکہ کے روز بھی مارے گئے اور اسی قسم مین سے وہ لوگ تھے جنکی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم
سے پہلے یہ حکم دیا کہ جو ابو سفیان کے گھر مین پناہ لے اور جو حرم کی مسجد مین داخل ہو اور جو ہتھیار ڈال دے حتی کہ جو اپنا دروازہ بند کر لے
سب کو امان ہی سوائے فلان و فلان وغیرہ کے جنکا نام فرما دیا تھا پس سوائے اُن جنمیون کے باقیون کو امان دی لیکن بعضے ان مین سے
ایسے بھی تھے جو دل سے ایمان نہین لائے تھے اور ایک عرصۂ قلیل کے بعد صادقین مین شامل ہو گئے آخر ہند بنت عتبہ نے جو ابو سفیان کی زوجہ
تھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے خاندان سے زیادہ مجھے کسی خاندان سے دشمنی نہ تھی اور اب خدا کا شکر ہی کہ مجھے تمام جہان مین آپ سے
زیادہ کوئی محبوب نہین اور آپکے خاندان کا عروج مجھے سب سے زیادہ محبوب ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسکے بشارت دی اور

Marfat.com

غفور رحیم۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت رحمت والا ہی۔ف خطیب نے لکھا کہ غفور ہی کہ گناہون کو اور انکے آثار کو مٹاتا ہی رحیم ہی کہ توبہ سے گناہگارون کا اکرام کرتا ہی پھر ثواب جمیل سے اسکی تکمیل فرماتا ہی پس مشرکین سے موالات مین جو تقصیر تمسے ہوچکی اسکو بخش دیا اور اسکے بعد جو کچھ لگاؤ باقی رہا اسکو عفو فرمایا (السراج) امام ابن کثیر رح کی تفسیر اس سے بہتر ہی چنانچہ لکھا کہ قولہ تعالیٰ عسی اللہ ان یجعل الخ یعنے امید رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمھارے درمیان اور جن سے بالفعل بغض وعداوت رکھتے ہو اُنکے درمیان مین بغض ونفرت کے بعد مودت اور الفت پیدا کرے۔ واللہ قدیر۔ اور اللہ تعالےٰ جو کچھ چاہے اسپر قادر ہی پس دلون مین بعد عداوت کے الفت پیدا کرسکتا ہی چنانچہ انصار کے دونون خاندانون مین نہایت عداوت تھی جب ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ نے کمال الفت دیدی چنانچہ فرمایا۔ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنے تم اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت یاد کرو کہ تم باہم دشمن تھے پس اُسنے تمھارے دلون مین الفت دیدی تو تملوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے باہم بھائی بھائی ہوگئے۔ ھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انصار تملوگ باہم مختلف تھے پس اللہ تعالیٰ نے میری ذات سے تم مین الفت دیدی۔ ھ۔ اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان رکھا کہ ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین والف بین قلوبہم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم الآیۃ یعنی وہی اللہ ہی جسنے تجھے قوت دی اپنی نصرت سے اور مومنون سے اور اُنکے دلون مین الفت دیدی اگر تو خرچ کرتا سب کچھ جو زمین مین ہی تو بھی ہرگز انمین الفت نہین پیدا کرسکتا تھا۔ ھ۔ اور حدیث مین حکم ہی کہ جس کسی سے محبت کر تو آہستگی کے ساتھ محبت کر شاید وہ کسی وقت مین تیرا دشمن ہوجاوے اور جس سے تجھے بغض ہو اُس سے بھی آہستگی کے ساتھ بغض کر شاید وہ کسی وقت تیرا دوست ہوجاوے۔ ھ اسی حدیث کے موافق بعض عقلا نے کہا کہ دوست پر جلد اعتبار کرکے اسرار سے آگاہ مت کر شاید وہ کبھی تیرا دشمن ہوجاوے اسیطرح جس سے ناراضی ہو اُس سے ایسی عداوت مت کر کہ شاید کبھی دوستی ہو تو شرمندگی اُٹھانی لازم نہ آوے واللہ غفور رحیم۔ اللہ تعالےٰ کافرون کا کفر وشرک بخش دیتا ہی جب وہ اپنے رب وحدہ لاشریک کی طرف رجوع لاتے ہین اور رحمت سے انکے گناہ توبہ سے معاف کرتا ہی اور اسکی رحمت اپنے مومنین بندون کو عام شامل ہی مقاتل بن حیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس آیت کا نزول ابوسفیان صخر بن حرب کے حق مین ہوا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی دختر سے نکاح کرلیا تو اس سے دوستی ہوگئی ابن کثیر رح نے کہا کہ اس قول مین صریح اشکال لازم ہی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ دختر ابوسفیان سے قبل فتح کے نکاح کیا تھا اور ابوسفیان کا اسلام سب کے نزدیک فتح مکہ کے روز شام کو واقع ہوا مترجم کہتا ہی کہ اسمین شک نہین کہ مقاتل رح کے کلام مین تردد ہی اور تحقیق یہ ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین تھے اور ہنوز ہجرت نہین واقع ہوئی تھی اُسی زمانہ مین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے برخلاف اپنے ماں باپ وغیرہ کے ایمان اختیار کیا اور جب ماں باپ وغیرہ مشرکون نے نہایت ایذا دینی شروع کی تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ گھر بار وطن وماں باپ وغیرہ کو چھوڑ کر حبشہ کے جانب ہجرت اختیار کی اور جب یہ لوگ حبشہ مین پہونچے تو وہان کا بادشاہ نجاشی نصرانی تھا کہ سے مشرکین نے اپنے تحفے لیکر بادشاہ کے پاس آدمی بھیجے کہ ان لوگون کو خارج کیا جاوے لیکن بادشاہ نے اسکو نہین منظور نہین کیا بلکہ مسلمانون کو بلاکر انکا مذہب دریافت کیا اور قرآن مجید سنکر بادشاہ مع اپنے عالمون کے رونے لگا اور آخرمین بادشاہ مع ایک جماعت کثیر کے ایمان لایا اور وہان ام حبیبہ رضہ کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام گیا تو نجاشی نے ام حبیبہ رضہ کو اپنی بیٹی کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیاہ دیا اور مہر اپنے باپ سے ادا کردیا اور کچھ شک نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین ہجرت کرکے آئے تو اسوقت تک ابوسفیان کی عداوت قائم تھی بلکہ بعد ہجرت کے جہاد کا حکم آیا اور بدر واحد وخندق وغیرہ کی لڑائیان واقع ہوئین پھر بعض علما نے کہا کہ جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام حبیبہ سے نکاح کیا اسوقت سے ابوسفیان کی عداوت کم ہوگئی لیکن مترجم کے نزدیک اسکی کچھ اصلیت معلوم نہین ہوتی ہے اسلیے کہ ابوسفیان کے بیٹے نے اسلام اختیار کیا اور جنگ مین شہید ہوئے اور ابوسفیان نے کمی نہین کی تو فقط دختر ام حبیبہ رضہ کی وجہ سے کمی کرنا بعید ہی واللہ تعالےٰ اعلم علاوہ اسکے مودت سے ایسی دوستی مراد نہین ہی کیونکہ بلاخلاف مشرکون سے مودت حرام ہی بلکہ آیت مین جو مودت مراد ہی وہ مشرکون کے

Marfat.com

اسلام لانے کے بعد ہی چنانچہ اول آیت مین تصریح ہی کہ ہم تم سے بری و بیزار ہین یہانتک کہ تم اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لاؤ اور
یہی مراد ہی کہ امید ہی کہ اللہ تعالیٰ تمھارے اور ان مشرکون کے درمیان مودت پیدا کردے یعنے مشرکین کو اسلام کی توفیق دیدے پس اللہ تعالیٰ
قدیر ہے دین اور تمھارے و اُنکے درمیان الفت و مودت پیدا ہوجاوے اب رہا یہ امر کہ آیت کا نزول ابوسفیان کے حق مین واقع ہوا ہی اس
قول کی وجہ اسطرح ظاہر ہوتی ہی کہ مشرکین مکہ کی سرداری ابوسفیان پر مسلم تھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ قریش نے بنی بکر کو خفیہ مدد
دی تاکہ انھون نے خزاعہ پر شبخون کیا اور خزاعہ اکثر مسلمان تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے اور صلحنامہ جو آنحضرت صلعم اور قریش
کے درمیان تھا اسمین شرط یہ تھی کہ قریش کسیکے حلیف قوم پر بھی تعدی کرے جب قریش نے یہ بدعہدی کی اور خزاعہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے استغاثہ کیا تو قریش کو خوف ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی مدد فرماوینگے اور قتال شدید واقع ہوگا اور اسوقت خدا تعالیٰ کی رحمت سے
خیبر فتح ہوچکا تھا اور بہت سے قبائل چھوٹے چھوٹے داخل اسلام ہوچکے تھے پس قریش نے اپنے سردار ابوسفیان سے کہا کہ جاکر صلح مین کوشش کر
اور بہلوگ خزاعہ کے خون کا عوض دینے مین شرکت کرینگے جب ابوسفیان مدینے مین آیا تو اپنی بیٹی ام حبیبہ کے یہان داخل ہوا ام حبیبہ نے فوراً وہ
بچھونا جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرماتے تھے لپیٹ لیا ابوسفیان نے کہا کہ ای بیٹی تو دین سے برگشتہ ہوئی اور باپ کا حق بھی برباد کیا
ام حبیبہ نے کہا کہ ای شخص تو نجاست شرک و کفر مین آلودہ ہی اور یہ بستر وہ ہی جسپر سرور اطہار رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرماتے ہین یہ
نجس آدمی کے چھونے کے لائق نہین ہی ابوسفیان کو اس سے زیادہ بغض بڑھا لیکن کچھ قدرت نہ تھی لہذا سوائے غم و غصہ کھانے کے کچھ نہین
کہا بلکہ بیٹی سے کہا کہ آخر تو اپنی قوم کے درمیان مصالحہ کرانے مین کوشش کریگی ام حبیبہؓ نے کہا کہ یہ اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی جو کچھ حضور کی مرضی
مبارک ہوگی وہی ہم سب کی عین خوشی ہی آخر ابوسفیان نے حضرت ابوبکر پھر عمر پھر علیؓ پھر بی بی فاطمہؓ حتی کہ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما سب سے
کہا اور سب کی طرف سے اسی قسم کے جوابات سُنکر نہایت متحیر ہوا کہ عجیب قوم ہین کہ انمین بچے سے بوڑھا تک ایک زبان ہین پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے اُس سے کہا کہ ای ابوسفیان تو قوم قریش کا سردار ہی دونون فریق کی طرف سے صلح منعقد کردے ابوسفیان نے کہا کہ ہان یہ رائے ہی تو مین نے
بھی کہا پھر اپنے اونٹ پر سوار ہوکر بلند آواز سے یہی کلمہ پکارا اور مکہ کو روانہ ہوا جب مکہ مین پہونچا اور علماء قریش نے سب حال پوچھا تو ابوسفیان نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کچھ جواب نہ پایا اور حضرت علیؓ کے کہنے کے موافق کرنا بیان کیا ان لوگون نے کہا کہ حضرت علیؓ نے تیرے
ساتھ تمسخر کیا اور افسوس ہی کہ تو کچھ نہ لایا نہ صلح ہی کہ مطمئن ہون اور نہ جنگ ہی کہ سامان کرین اب تو جاکر اس معاملہ کو صاف کر اس درمیان مین یہان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان جنگ پورا کیا اور فتح مکے کے عزم سے روانہ ہونے والے تھے کہ حاطبؓ کے خط کا حال معلوم ہوا اور یہ آیات
نازل ہوئین اور مکہ والون پر ہنوز معاملہ مبہم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لشکر عظیم کے ساتھ روانہ ہوے اور راہ مین قبل اسکے کہ آپ سر حدمکہ
مین داخل ہون عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا کہ اگر امان لینے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین داخل ہوے تو واللہ قریش
کی ہلاکت ہی پس عباسؓ جلد روانہ ہوے راہ مین رات کو ایکمقام پر آواز سنکر پہچانا اور پکار کر کہا کہ کیا ابوسفیان ہی ابوسفیان نے بھی پہچانا اور
ملکر گفتگو کی ابوسفیان نے کہا کہ یہ کون لوگ یہان اترے ہین جو اسقدر آگ روشن ہی عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین
اور فرمایا کہ واللہ اگر امان لینے سے پہلے وہ مکہ مین داخل ہوے تو قریش کی کھیتی بالکل جڑ سے نیست ہوجاویگی اور رائے دی کہ میرے ساتھ چل تاکہ
امان حاصل کرے ابوسفیان نے ساتھیون کو رخصت کیا اور خود حضرت عباسؓ کے پیچھے بیٹھکر روانہ ہوا جب لشکر مین داخل ہوے تو جس قبیلہ
کی آگ سے گذر ہوتا وہ دیکھکر پہچانتے کہ رسول اللہ کے چچا ہین یعنے کسی نے ابوسفیان کو نہین پہچانا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پڑاؤ پر
پہونچے تو روشنی مین عمر رضی اللہ عنہ نے پہچانا اور بلند آواز سے کہا کہ یہ دیکھو دشمن خدا ابوسفیان ہی کہ بغیر عہد و ذمہ کے آج ہاتھ آیا ہی
عباسؓ نے کہا کہ مین نے اسکو امان دی ہی اور مین جلدی آنحضرتؐ کی خدمت مین پہونچا اور عمرؓ جلدی دوڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

خدمت مین پہونچے اور ابوسفیان کا حال کہکر قتل کی اجازت مانگی عباس رض نے عرض کیا کہ یا حضرت مین نے اسکو امان دی ہی اور حضرت عمر رض سے کہا کہ ای عمر رض ٹھہرو مین جانتا ہون کہ اگر بنی عدی مین سے ہوتا تو تم اسکے قتل مین ایسا اصرار نکرتے ولیکن یہ ابوسفیان بنی عبد مناف مین سے ہی اسواسطے تم بار بار اسکے لیے قتل کی اجازت مانگتے ہو عمر رض نے کہا کہ ای عباس ٹھہرو کہ واللہ یہ صرف خدا کے لیے ہی اور واللہ مجھے خطاب کے مسلمان ہونے سے تمھارا مسلمان ہوجانا زیادہ مرغوب ومحبوب تھا فقط اسلیے کہ مین دیکھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہین کہ عباس رض کسی طرح اسلام لاوین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رض سے فرمایا کہ اچھا تم صبح کو اسکو حاضر لاؤ جب صبح ہوئی تو نماز کے لیے تمام لشکر مین جنبش ہوئی اور ابوسفیان کا پٹنے لگا یہ گمان کرکے کہ میرے قتل کے لیے یہ کل چل ہی عباس رض نے کہا کہ خاطر جمع رکھو یہ نماز ہی پھر نماز کے بعد عباس لائے تو آپ نے ابوسفیان کو دلاسا دیا اور فرمایا کہ ای ابوسفیان کیا تیرا شک دور نہین ہوا کہ لا الٰہ الا اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہین ہی ابوسفیان نے کہا کہ واللہ حضور بہت حلیم وکریم ہین اور مین بھی کچھ خیال کرتا ہون کہ اگر خدا کے سوائے کوئی ہوتا تو کچھ ہمارے آڑے آتا آپ نے فرمایا کہ ای ابوسفیان ابھی وقت نہین آیا کہ تو گواہی دے کہ مین رسول اللہ ہون ابوسفیان نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہون واللہ حضور بڑے حلیم وکریم اور کتنے بڑے ہین اور رہی یہ گواہی واللہ یا حضرت ابھی تک جی مین اسکی طرف سے کچھ باقی ہی عباس رض نے ابوسفیان سے کہا کہ ای کمبخت حق توحید کی گواہی دیدے قبل اسکے کہ تیری گردن ماری جاوے عباس رض نے بیان کیا کہ یہ سنکر ابوسفیان نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دی **مترجم** کہتا ہی کہ آگے قصہ بہت طول کے ساتھ ہی اسکو طحاوی وغیرہ نے مطول روایت کیا ہی اور **طحاوی** رح نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہی اور ابوسفیان کا بیٹا حنظلہ پہلے ایمان لایا اور احد مین شہید ہوا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بیان سے یہ معلوم ہوگیا کہ ابوسفیان جو سردار قوم تھا وہ سب سے پہلے اسلام لایا اور اہل الحق کے نزدیک بلکہ بجمیع عقلا کے نزدیک سردار قوم کا اعتبار ہی حتی کہ بادشاہ کی فتح وشکست ہوتی ہی اور فوج واتباع کا اعتبار نہین ہوتا ہی اس نظر سے یہ تاویل ہوسکتی ہی کہ اس آیت کا نزول ابوسفیان کے حق مین ہوا اگرچہ ابوسفیان کے ساتھ مین اتباع قریش سب شامل ہین **ابن کثیر** رح نے کہا کہ قول مقاتل رح سے بہتر وہ روایت ہی جو ابن ابی حاتم نے مسند کی بقولہ قری علی محمد بن عزیز حدثنی سلامۃ حدثنا عقیل حدثنی ابن شہاب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ یعنے زہری تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو مین کے ایک [illegible] پر عامل مقرر فرمایا تھا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر پہونچی تو ابوسفیان وہان سے مدینے کی جانب روانہ ہوئے راہ مین (ایک قوم کا سردار) سے ملاقات ہوئی تو ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ یہ شخص دین اسلام سے مرتد ہوگیا ہی (ابوسفیان نے اس سے قتال کیا) پس ابوسفیان پہلا شخص ہی جسنے مرتدون سے قتال کیا اور دین حق کے لیے جہاد کیا اور **ابن شہاب زہری** رح نے کہا کہ یہی وہ شخص ہی جسکے حق مین اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا قولہ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منہم مودۃ الآیہ **مترجم** کہتا ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرمانے پر عرب کے قبائل واعراب مرتد ہوئے تو اہل مکہ نہین مرتد ہوئے اور بات یہ تھی کہ قریش اپنے ایمان مین بصیرت پر تھے برخلاف اکثر اعراب کے جو تقلید پر اسلام مین داخل ہوئے تھے واللہ تعالیٰ اعلم **ابن کثیر** رح نے لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے تین چیزین عطا فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اچھا ابوسفیان نے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیجیے کہ کافرون سے قتال کیا کرون جیسے پہلے مین مسلمانون سے لڑا کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ اچھا ابوسفیان نے کہا کہ دوم یہ کہ معاویہ [illegible] اپنی حضوری مین کاتب مقرر فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اچھا ابوسفیان نے کہا کہ سوم یہ کہ میرے پاس عرب کی [illegible] سیفہ وجمیلہ اعنی [illegible] دختر ابی سفیان ہی وہ مین حضور کے نکاح مین دون احدیث اس حدیث کے سب راوی ثقات ہین **ابن الوزیر** نے تنقیح مین نقل کیا کہ ابن حزم نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہی اور عکرمہ بن عمار راوی نے اسکو بنایا ہی لیکن حفاظ علما نے حدیث نے ابن حزم کا قول رد کیا اور عکرمہ بن عمار ثقہ ہی اور **ابن کثیر** رح نے ایک رسالہ لکھا اور ابن حزم کا قول غلط قرار دیا اور اس روایت مین فقط وہم اسقدر ہی کہ عزۃ بنت ابوسفیان کی

Marfat.com

الگہ ام حبیبہ ذکر کیا اور بات یہ ہی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نکاح کیا تھا جسکا قصہ مترجم نے اوپر نقل کیا ہے اور یہ
ہی کہ ام حبیبہ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ آپ میری بہن سے نکاح کر لیجیے آپ نے فرمایا تھا کہ کیا تو اس بات پر
راضی ہی ام حبیبہ رضؓ نے عرض کیا کہ جی ہان اسلیے کہ جب حضور کسی عورت سے نکاح کرنا چاہین تو پھر یہی بہتر ہی کہ اس خوبی سے میری بہن ہی کو حصہ ملے
یہ حدیث صحیحین مین موجود ہی اور اسی لڑکی کے بارے مین ابوسفیان رضؓ نے خود بھی عرض کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو اسوجہ سے منظور نہین فرمایا
کہ دو بہنون کا ایک ساتھ جمع کرنا حرام ہی اور یہان مترجم کے نزدیک ایک احتمال دیگر ہی وہ یہ ہی کہ شاید دونون بہنون کی کنیت ام حبیبہ ہو اور عرب
اکثر ایسا کرتے تھے چنانچہ زینب بنت جحش کی کنیت ام حبیبہ ہی اور وہ عبدالرحمن بن عوف کی زوجہ تھین اسیطرح مالک وطحاوی وغیرہ نے کتاب
الاستحاضہ مین روایت کیا ہی اور بعض محدثین نے ابن حزم کی طرح اسکو غلط قرار دیا کیونکہ زینب بنت جحش تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھین
اور کسی وقت مین عبدالرحمن بن عوف کے نکاح مین نہ تھین **شیخ ابن حجر** رضؓ نے کہا کہ کچھ غلطی نہین ہے بلکہ ام المؤمنین
زینب کا نام اوّل مین برّہ بنت جحش تھا اور انکی بہن جو عبدالرحمن کی زوجہ تھین انکا نام زینب تھا لیکن وہ ام حبیبہ کی کنیت سے مشہور تھین پھر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برّہ بنت جحش کا نام بدل ڈالا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نام کو ناگوار رکھتے تھے جسمین خودستائی کے معنے
نکلتے ہون تو آپ نے برّہ کی جگہ زینب نام رکھا اور انکی بہن اپنی کنیت سے معروف تھین اسیطرح **مترجم** کہتا ہی کہ شاید ام حبیبہ کے مسلمان ہو جانے اور ہجرت
کر کے چلے جانے کے بعد ابوسفیان نے عزہ انکی بہن کی کنیت ام حبیبہ رکھدی ہو تاکہ عزہ اپنے نام سے اور ام حبیبہ اپنی کنیت سے گویا موجود مین پس روایت
مین کچھ وہم بھی نہین رہا واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم واضح ہو کہ یہان دو مسئلہ ہین **اوّل** کفار و مشرکین سے مودت اور دلی دوستی رکھنا و ہم کافرون
و مشرکون کے ساتھ احسان وصلہ رحم کرنا **اول مسئلہ کا بیان** یہ ہی کہ قیامت تک اہل شرک کے ساتھ دلی محبت نہین جائز ہی اگرچہ اہل قرابت ہون
جیسے مہاجرین رضی اللہ عنہم کو انکے قرابتی مشرکین قریش کی مودت سے بالکل منع کر دیا ولیکن یہ فرمایا کہ یہ امید ہی کہ یہ مشرکین جن سے بوجہ شرک
کے تم عداوت کرتے ہو عنقریب تم سے اور اُنسے محبت پیدا ہو جاوے اس طور سے کہ وہ شرک چھوڑ دین چنانچہ یہی واقع ہوا کہ بعد فتح مکہ کے
وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور آخر انکا اسلام بہت اچھا ہوا اور اُنھون نے خوب خوب جہاد کیے اور **واقدی رحمہ اللہ تعالیٰ** کی روایت ہی کہ اُحد
کی لڑائی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کو آگاہ فرمایا تھا کہ قریش اہل دیانت ہین اور عنقریب تو دیکھے گا کہ دین الٰہی کی
مددگاری مین وہ لوگ ایسے ایسے کام کرینگے کہ تو اپنے اعمال کو اُنکے مقابلے مین حقیر دیکھیگا اور **فتوح الازدی** مین ہی کہ ابوسفیان نے
متطوع جہاد کیا یعنے مال غنیمت سے ابوسفیان کا حصہ نہوگا اور سامان و خرچہ جہاد بھی اپنے ذاتی مال سے ہوگا شاید ابوسفیان نے اسی معنی
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تھی کہ جیسے مسلمانون سے لڑتا تھا اُسیطرح مشرکون سے قتال کردن یعنے اپنا مال خرچ کر کے
جہاد کردن **رہا مسئلہ دوم** یعنے مشرکون سے صلہ رحم و نیکی کرنا اسمین فقہا کے نزدیک تفصیل ہی یعنے جو قوم حربی ہو کہ مسلمانون سے لڑتی ہو تو
اُسکے ساتھ صلہ رحم نہین جائز ہی اور جو قوم حربی نہو اسکے ساتھ جائز ہی اور دلیل اسکی یہ آیت ہی قال تعالیٰ **لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ**
لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ
اللہ تعالیٰ تمکو روکتا نہین ہی ان لوگون سے جنھون نے تم سے دین کے بارہ مین قتال نہین کیا اور تمکو تمہارے گھرون سے نہین نکالا ہی کہ تم
اُنسے نیکی کرو اور اُنکے حق مین عدل کرو (یا مال سے قسط وحصہ دو) اللہ تعالیٰ عدل کرنے والون کو محبوب رکھتا ہی **ف** یعنے جن مشرکون
نے دین اسلام کے بارہ مین تمہارے ساتھ قتال نہین کیا اور نہ تمکو تمہارے وطن سے نکالا تو ایسے مشرکون کے حق مین احسان و عدل کرنے سے
تمکو اللہ تعالیٰ منع نہین فرماتا پس تم اُنکے حق مین احسان و عدل کرو اللہ تعالیٰ عدل کرنے والون کو محبوب رکھتا ہی قولہ **تقسطوا الیہم** قسط بمعنی عدل
ہی اور اکثر مفسرین نے یہی معنی بیان کیے اور **ابن العربی** وغیرہ نے کہا کہ عدل کرنا تو حربی کافرون اور غیر حربی سب کے حق مین لازم ہے

Marfat.com

کوئی خصوصیت ایسے مشرکون کی ظاہر نہین ہوتی ہو بلکہ معنی یہ کہ تقسطوا الیہم یعنے اپنے اموال سے اُنکو ایک قسط دو یعنی ایک حصہ جسقدر چاہو اُنکو دو مترجم کہتا ہی کہ اس تکلف کے بعد آگے قولہ ان اللہ یحب المقسطین کے شاید یہ معنے لگائے ہونگے کہ اللہ تعالی ان لوگون کو محبوب رکھتا ہی جو اپنے مال سے قسط یعنی حصہ دین میرے نزدیک ایسے تکلف کی حاجت نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ صلۂ رحم دنیکی جسطرح عدل کے ساتھ مناسب ہو انکے حق ہین بجالاؤ کہ اللہ تعالی کو ایسے عدل کرنیوالے محبوب ہین فائدہ یہ کہ خود دار ہجرت یعنی مدینے مین بہت لوگ مختلف مقامات سے ہجرت کرکے گھربار چھوڑکر آئے تھے تو پہلے انکا حق تھا پس حقوق کا لحاظ رکھکے جو اعتدال ہو اسقدر انکے حق مین بجالاؤ اور اسراف بیجا نہو اور نہ نسبی قرابت کے لحاظ سے انھین پر ایثار کرو اور جب یہ لوگ عدل پر چلنے والے ہین تو حقیقی قرابت یعنے ایمان والے بھائیون سے بدرجہ اولی نیک سلوک کرینگے اور ابن کثیر وغیرہ محققین نے یہان حدیث صحیح وارد کی کہ قیامت مین بندگان مقسطین عرش کے دائین جانب نور کے منبرون پر ہونگے اور مقسطین وہ لوگ ہین جو حکم یعنے فیصلہ کرنے مین اور اپنے اہل وعیال مین اور جسکے متولی ہوئے ہین عدل کرتے تھے (حدیث صحیح) اور دوسری صورت کی دلیل قولہ تعالی اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اللہ تعالی تو تم کو فقط انھین لوگون سے منع فرماتا ہی جنھون نے دین مین تم سے قتال کیا اور تمکو تمھارے دیار (وطن) سے نکالا اور تمھارے نکالنے مین مدد کی کہ تم اُنسے موالات (دوستی) کرو اور جس کسی شخص نے ایسے کافرون سے دوستی رکھی تو وہی ظالم لوگ ہین ف یعنی عرب کے جو قبائل ایسے ہین کہ اُنھون نے دین اسلام کی دشمنی مین تمسے لڑائی کی (جیسے قریش وغطفان) اور تمکو تمھارے وطنون سے نکالا (جیسے قریش نے) اور تمھارے نکالنے مین مددگار ہوے (جیسے بکر بن وائل وغیرہ نے قریش کی مدد کی) تو اللہ تعالی تمکو فقط اسی قسم کے مشرکین سے منع کرتا ہی کہ تم انسے کسی قسم کی دوستی میل جول مت رکھو اور جس کسی مسلمان نے یہ حکم جان لینے کے بعد اُنسے دوستی رکھی تو ایسے ہی لوگ ظالم ہین کہ اپنی جانون کو جہنم کے لیے چھوڑتے ہین اور ناحق اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین **دونون آیتون کے متعلق اقوال مفسرین کا بیان** قولہ تعالی لاینہاکم اللہ الآیہ مین اللہ تعالی کی طرف سے اجازت ہی کہ جن کافرون نے مومنون سے دشمنی وقتال نہین کیا اُنسے نیکی وصلۂ رحم وانصاف عدل کے کیا جاوے ابن عباس رض نے کہا کہ یہ حکم خزاعہ کے حق مین نازل ہوا (خزاعہ قریب مکے کے رہتے تھے اور عبد المطلب کے حلیف تھے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ مین قریش کے ساتھ مصالحہ کا عہدنامہ کیا تو خزاعہ نے آنحضرت صلعم کا ساتھ دیا اور بکر بن وائل نے قریش کا ساتھ دیا تھا) ابن عباس رض نے کہا کہ خزاعہ نے آنحضرت صلعم کے ساتھ مصالحہ رکھا تھا کہ نہ کبھی آپ سے قتال کرینگے اور نہ آپ کے دشمن کی مدد کرینگے تو اللہ تعالی نے انسے نیکی کرنے کی اجازت دی مترجم کہتا ہی کہ صلح حدیبیہ کے بعد بہت لوگ خزاعہ مین سے مسلمان ہو گئے تھے چنانچہ جب اُنکے دشمن بکر بن وائل نے اپنا بدلا لینا چاہا تھا اور قریش نے صورت بدل کر بکر بن وائل کا ساتھ دیا تو اُنکو رکوع وسجود کی حالت مین قتل کیا تھا (م) کلبی رح نے کہا کہ خزاعہ کے ساتھ بنی حارث بن عبد مناف بھی داخل تھے بعض نے کہا کہ یہ حکم فقط عرب کے ایسے قبائل کے ساتھ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم قسم تھے یا آپ کے اور اُنکے درمیان عہدنامہ تھا اور یہ قول حسن بصری رح سے روایت کیا گیا ہی مترجم کہتا ہی کہ ہم قسم وہ لوگ جنکے ساتھ باہمی قسم سے یہ عہد ہو کہ ہر حالت مین ایک دوسرے کے مددگار رہون اور ہر ایک کے دوستون کے دوست رہین اور دشمنون کے دشمن رہین اور ابتدا مین اور زمانہ جاہلیت مین ایسی قسم سے باہم میراث بھی ملا کرتی تھی جبکہ خاص ایک شخص کا عہد قسم دوسرے کے ساتھ ہو اور ہم قسم مین اور معاہدہ مین فرق یہ کہ معاہدہ کسی خاص شرط کے ساتھ کسی مدت تک کے لیئے یا بلا مدت کے ہوتا تھا فافہم واللہ تعالی اعلم (م) بعض علما سے روایت ہی کہ یہ حکم فقط عورتون ولڑکون کے ساتھ خاص ہی اور مجاہد رح سے روایت ہی کہ یہ حکم فقط اُن مسلمانونکے ساتھ خاص ہی جو اپنے وطن مین اسلام لائے اور ہجرت کرکے مدینے مین نہین آئے مترجم کہتا ہی کہ مکہ فتح ہونے سے پہلے یہ حکم تھا کہ جو کوئی اسلام لاوے وہ ہجرت کرکے مدینے مین آوے یعنے ہجرت کرنا فرض تھا اسلیے کہ سوائے مدینے کے تمام عرب دار الکفر تھا لیکن حدیث مین ہی

کہ مین ایسے مسلمان سے بری ہون جو مشرکون کے درمیان رہے ہے۔ شاید مراد یہ تھی کہ اگر کفار اسکو مارڈالین تو اسکی [illegible]
ایسے کہ کسی قوم سے قتال کرنا اسوقت بسبب مصلحت تھا اور وہ مسلمان بھی فرض ترک کرنیوالا تھا اور کفار کے بیچ مین اپنے آپ کو [illegible]
اور شاید یہ معنی ہون کہ جب کفار قوم کے درمیان مین کوئی شخص مسلمان ہوا اور قوم کافر ہے تو جب مجاہدین نے اُس قوم پر حملہ کیا اور وہ مارا گیا تو مسلمانون [illegible]
اسکے خون کی ذمہ داری نہین ہوسکتی ہے اور یہ بھی حکم ہے کہ جنھون نے ہجرت نہین کی انکے لیے مال غنیمت سے حصہ نہین ملیگا اسوجہ سے کہ وہ [illegible]
یاری نصرت ومعاونت پر تھا جو اسنے نہین کی ابن زیدؓ سے روایت ہے کہ یہ حکم ابتدائے اسلام مین تھا بشرطیکہ اس قوم مشرک نے صلح رکھی ہو
اور کبھی دین کی وجہ سے قتال نہ کیا ہو اور بعض نے کہا کہ یہ حکم فقط صلح حدیبیہ کے بعد سے فتح مکہ تک تھا جس زمانے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اور قریش سے صلح تھی پھر جب مکہ فتح ہوا تو یہ حکم بھی منسوخ ہوگیا اور قتادہؓ نے کہا کہ جب یہ حکم نازل ہوا کہ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم یعنے مشرکون کو جہان
کہین پاؤ قتل کرو۔ تو یہ حکم منسوخ ہوا مترجم کہتا ہے کہ قولہ لاینہاکم اللہ الآیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن مشرکون نے تم سے قتال نہین کیا اور نہ تم کو وطن سے
نکالا اور نہ نکالنے والون کی مدد کی تو اُنکے ساتھ صلۂ رحم کرنا اور مال متاع سے سلوک کرنا جائز ہے اور آیت جہاد سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکون کو جہان پاؤ
قتل کرو تو قتادہؓ نے خیال کیا کہ دونون مین تعارض ہے اور دیکھا کہ حکم جہاد محکم باقی ہے تو ضرور صلہ رحم وسلوک کا حکم منسوخ ہے اور بنیاد یہ کہ اس ضرورت
کی وجہ سے نسخ ثابت کیا گیا لیکن جمہور فقہا کے نزدیک نسخ کے لیے صریح دلیل واجب ہے مترجم کہتا ہے کہ قتادہ نے جس طریقہ سے نسخ نکالا ہے یہ طریقہ
علمائے حنفیہ مین بھی معروف ہے چنانچہ طحاویؒ نے اسی بنیاد پر کئی جگہ نسخ کا دعویٰ کیا ہے لیکن طحاویؒ کے مقامات ایسے ہین کہ وہان ضرورت پیش آتی ہے
اور یہان قتادہؓ کا دعویٰ ضرورت قابل تامل ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالجملہ یہ اقوال جو مذکور ہوئے تین معنی مین دائر ہین ایک یہ کہ حکم مذکور ابتدائے اسلام
مین تھا یا کسی خاص وقت محدود کے لیے تھا یا خاص قوم کے لیے فتح مکہ تک تھا یعنے اب باقی نہین رہا دوم یہ کہ پہلے تھا پھر منسوخ ہوگیا تو بھی نتیجہ
یہی کہ باقی نہین رہا اور دونون قول برنبائے واحد ہین اور سوم یہ کہ حکم مذکور فقط عورتون وبچون کے لیے ہے یعنے جو لوگ قتال کے قابل نہین ہین
اور اس قول سے اگرچہ حکم باقی رہتا ہے لیکن فقہ سے مساعدت نہین کرتا کیونکہ حربی دشمنون سے سلوک منع ہونے کی علت ظاہر ہے کہ وہ لوگ
دین کے دشمن ہین تو ایسے سلوک کرنا گویا دین کے دشمنون سے سلوک ہے اور اسی قوم کی عورتین وبچے اسی قوم مین سے ہین اور منافع باہم مشترک ہین
اور اگر مراد یہ کہ قوم سب مرد وعورتین ایسی ہین کہ دین کے دشمن لڑنے والے نہین ہین تو پھر کچھ خصوصیت کی ضرورت نہین ہے اسیواسطے جمہور علماء تفسیر نے
ان اقوال کو نہین لیا ہے قرطبیؒ نے لکھا کہ اکثر علما تاویل کے نزدیک قولہ لاینہاکم اللہ الآیہ برابر محکم باقی ہے نہ منسوخ ہوئی اور نہ محدود تھی اور
انکی دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی نانی کا حال اسطرح بیان کیا کہ انکی والدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق کے پاس اسکی
ماں قتیلہ بنت عبدالعزیٰ جو قبیلۂ مالک بن حسل مین سے تھی اس زمانے مین آئی جس زمانے مین قریش سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
صلح تھی (یعنے صلح حدیبیہ کے بعد) اور اپنی بیٹی کے لیے ضباب اور اقط اور سمن کا تحفہ لائی حالانکہ وہ خود مشرکہ تھی مسلمان نہین ہوئی تھی اسماء بنت
ابی الصدیق رضی اللہ عنہما نے اسکا ہدیہ قبول کرنے سے انکار کیا اور گھر مین مہمانی کرنے سے بھی انکار کیا اور کہا کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اجازت نہ دین مین ایسے شخص سے مہمانی کا اور ہدیہ قبول کرنے کا سلوک نہین کرسکتی ہون اور ام المومنین عائشہؓ کے پاس آدمی بھیجا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حال عرض کرین حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
فرمائی لاینہاکم اللہ عن الذین الآیہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماءؓ کو حکم کیا کہ اسکا ہدیہ قبول کرے اور اسکو گھر مین داخل کرے اس حدیث
کو امام احمد والبزار وابویعلیٰ وابن جریر وابن ابی حاتم وغیرہم نے روایت کیا اور صحیحین مین حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ جس زمانے مین قریش نے
معاہدہ کیا تھا (صلح کی تھی) اس زمانے مین میری ماں میرے پاس آئی حالانکہ وہ اپنے شرک کے دین پر تھی پس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئی اور مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری ماں آئی ہے اور وہ مشرکہ ہے کیا مین اسکے ساتھ سلوک کرون آپ نے فرمایا کہ ہان اپنی

Marfat.com

ماں کے ساتھ صلۂ رحم کا سلوک کر (رواہ البخاری ومسلم واحمد) شاید پہلے اسی امر پر خوف کیا تھا کہ مشرکہ سے مودت کرین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شروع سجدہ کی آیات مین بھی شدید فرمائی ہی تو ام المومنین عائشہ رضؓ کے ذریعہ سے دریافت کرایا اور جب اجازت مل گئی تو اسکا ہدیہ قبول کیا اور گھر مین مہمان کیا پھر اسکے ساتھ سلوک کرنے کو خود دریافت کیا اور اجازت پائی اس مقام سے ہر دیندار کا قلب صالح اندازہ کرسکتا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب کس درجۂ اعلیٰ پر خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے جان نثار تھے آج وہ قلب خواب مین بھی نظر نہین آتے ہین اللھم غفرانک انت سبحانک وانت علام الغیوب واضح ہو کہ ضباب جمع ضب یہ کہ ایک جانور معروف ہی جو حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہی لیکن طحاویؒ نے کہا کہ ہمارے نزدیک موافق احادیث صحیحہ کے مباح ہی اگرچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہین کھایا اور یہی امام شافعی ودیگر ائمہ کا قول ہی اقط اونٹ کی خشک پوسی کے ٹکڑے ہوتے ہین سمن روغن ہی

تنبیہ ابن کثیر رحؒ نے ابوبکر البزار رحؒ کی روایت نقل کی کہ قال البزار حدثنا عبد اللہ بن شبیب ثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ باسنادہ الی عروۃ۔ کہ عائشہ واسماء نے کہا کہ ہماری ماں زمانۂ صلح مین مدینے مین آئی حالانکہ وہ مشرکہ تھی تو مین نے کہا کہ یا رسول اللہ ہماری ماں آئی ہی۔ ھ۔ آخر تک روایت نقل کی ابن کثیر رحؒ نے کہا کہ یہ روایت منکر ہی یعنے کسی راوی نے شبہہ کرکے اسماء بنت ابی بکر الصدیق اور عائشہ بنت ابی بکر الصدیق دونون بہنون کو غلطی سے ایک ماں کی اولاد خیال کیا اور صحیح یہ ہی کہ قتیلہ بنت عبد العزیٰ فقط اسماء بنت ابی بکر کی ماں تھی اور عائشہ رضؓ کی والدہ کا نام ام رومان تھا وہ ابتدا سے مسلمان تھی اور ہجرت کرکے مدینے مین آگئی تھی اور **مترجم** کہتا ہی کہ بعض نے یہ توجیہ کی کہ شاید عائشہ رضؓ نے سوتیلی ماں کو اپنی ماں کہا ہو لیکن یہ بات عادت عرب کے خلاف ہی واللہ تعالیٰ اعلم **مسئلہ** ملک اسلام مین جو کفار ذمہ وعہد کے ساتھ رہتے ہین انکے ساتھ بھی سلوک جائز ہی خطیب رحؒ نے لکھا کہ **قاضی اسمٰعیل بن اسحاق** کے پاس ایک ذمی آیا تو آپ نے اسکا اکرام کیا یہ دیکھکر مسلمانون نے جو حاضر تھے اُنپر گرفت کی یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون۔ یہانتک کہ وہ لوگ جزیہ دین درحالیکہ وہ لوگ ذلیل ہین۔ ھ پس جب انکی ذلت کا حکم ہی تو آپ نے کیون اکرام کیا قاضی رحؒ نے اُنپر اسی آیت سے حجت پیش کی لاینہاکم اللہ عن الذین الآیۃ **مترجم** کہتا ہی کہ اسمٰعیل بن اسحٰق قاضی ثقہ محدث حافظ ہین امام احمد وغیرہ کے زمانے مین تھے اور مدت تک زندہ رہے اور مترجم کے نزدیک بھی قولہ تعالیٰ وہم صاغرون سے مراد یہ ہی کہ انکا جزیہ دینا بھی انکی ذلت ہی اور یہ مراد نہین ہی کہ جزیہ لینے کے وقت اُنکی تذلیل کیجاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وہم صاغرون جملہ اسمیہ حالیہ رکھا ہی تو جزیہ دینے کے وقت انکی یہی حالت ہی اور یہ نہین فرمایا کہ تم انکی تذلیل کرو لہذا متاخرین فقہا نے جو مسئلہ نکالا کہ ذمی جسوقت جزیہ لاوے تو اس سے کہا جاوے کہ او ذمی اُٹھ اور اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کر اور اسوقت اسکی گردن پر چپت مارے مین کہتا ہون کہ یہ طریقہ بعید ہی اور بلا دلیل ہی اور کسی طریقہ سنت سے اسکا ثبوت نہین ملتا ہی بلکہ قاضی اسمٰعیل رحؒ کا قول اصوب وارجح ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **فی العرائس** قولہ تعالیٰ عسی اللہ ان یجعل الآیہ اسمین اشارہ ہی کہ نفس جو دشمن ہی مجاہدہ وریاضت مین اسکے ساتھ نرمی کرے کیونکہ کبھی وہ مطمئنہ ہوکر عقل وقلب کو معرفت الٰہی مین مدد دیتا ہی **ابن عطا** رحؒ نے کہا کہ بندگان خدا سے بالکلیہ بغض نہ رکھے بلکہ اعتدال رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر ہی کہ عداوت کو محبت سے بدل دے **مترجم** کہتا ہی کہ شاید شیخ کا مطلب یہ ہی کہ آیت سے ضرور نفس دشمن کا حکم نکلتا ہی چنانچہ سابق مین بیان کردیا گیا پھر اگر کسی شخص کا نفس نہایت سرکش وامارہ ہو جو احکام شریعت ورحمت مین اسکے ساتھ جدال وقتال کرے اور راضی نہو تو واجب ہی کہ اسکو دشمن رکھے اور اس پر برابر ریاضت وجہاد سے مشقت ڈالے اور کسی طرح اس سے نرمی کا سلوک نہ کرے اور اگر نفس امارہ اسدرجہ پر نہو بلکہ اپنی خواہش بھی کرنے اور دین حق مین شکوک وبے ایمانی کی طرف نہ کھینچے تو اس سے نرمی وراحت کا سلوک بھی کرنا چاہیے کیونکہ نفس کو زیادہ مضمحل کرنے سے عقلی معارف کم ہوجاتے ہین جب تک مدت دراز نہو کیونکہ معارف حاصل کرنے مین تفکر ومراقبہ عمدہ طریقہ ہی لیکن زیادہ شب بیداری وروزہ داری سے اختلال ہوتا ہی اور امانت جاتی رہتی ہی کیونکہ قوائے روحانیہ تک پہونچنے مین ابھی مدت باقی ہی واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم **فی اشارات ابن العربی** رحؒ قولہ تعالیٰ عسی اللہ ان یجعل الآیہ تمھارے وکافرون کے درمیان مودت اسطرح پیدا فرماویگا کہ کافرون سے حجاب کفر دور کرکے

Marfat.com

اسپے کہ کفر کا حجاب اصلی فطرت نہین ہی **اقول** یعنے بلکہ مان باپ قوم وقبیلہ کی وجہ سے آدمی جب بالغ ہو تو کفر اختیار کرتا ہی اور فطرت قابل توحید ہی جیسے حدیث مین ہی کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہی پھر اسکے مان باپ اُسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی کرتے ہین اسی وجہ سے تم نے تجربہ کیا کہ قوم موسےٰ علیہ السلام مین سے بوڑھے پُرانے لوگون نے حکم نہ مانا اور جنگل مین گرفتار ہوے اور اس چالیس برس مین جو نوجوان تھے یا پیدا ہو کر نوجوان ہوے انکی ارواح فطرت پر نقش توحید جمایا گیا تھا آخر انھین کو لیکر یوشع علیہ السلام نے عالقہ پر جہاد کیا اسیطرح قریش مین پُرانے مُدے کسیطرح اسلام نہ لائے اور جوان اور شباب والے اور بچے ایمان سے مشرف ہوے کیونکہ انکی لوح فطرت پر ابھی خراب گرد شرک نہین جمی تھی اسیطرح انصار مین سے پُرانے بوڑھے لوگ یوم البعاث مین باہم لڑکر مرچکے تھے اور نوجوان ایمان لائے حتےٰ کہ بعضے بوڑھے جو باقی رہے تھے بڑی مشکل سے اسلام لائے اور بہت سے منافق رہے الحاصل فطرت اصلی پر حجاب لازم نہین ہی بلکہ فطرت کے لائق اصل مین ایمان ہی اور ایمان ہی سے باہمی محبت لازم ہی اور کفر کا حجاب اسوجہ سے پیدا ہوا کہ اس دنیا کی ہوا سے محبت مین فطرت پر لعنت کی گرد جم گئی اُسکو دور کرنے پر کفار کسیطرح راضی نہین ہوتے ہین حتی کہ اگر نفس کو خوابگاہ موت مین لٹا دین تو اسوقت دنیا سے سرد ہو جاوین اور چند بار ایسا کرنے سے وہ گرد جمی ہوئی اضطراب قلب سے گر جاوے پھر حق کا نور خود بخود قلب کو نظر آدیگا اور یہ بات کچھ کفار پر موقوف نہین بلکہ جمیع فرقہاے گمراہ مانند خوارج وغیرہ کے اگر اپنے خیالات سے لوح دل سے ایک بار بالکل صاف کرین پھر اپنی قوم کے خیالات کو اور اہل الحق کے خیالات کو مقابلہ وموازنہ کرین اور نفس وشیطان کو درمیان مین دخل نہ دین بلکہ اعوذ باللہ پڑھکر پناہ لین تو حق بالکل صاف نظر آوے واللہ تعالیٰ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ واللہ قدیر۔ اللہ تعالےٰ کو کامل قدرت ہی کہ یہ پردہ سیاہ جو گمراہی کے خیالات اور نفسانی ہوسات اور جسمانی شہوات دنیا سے قلب پر ڈھکا ہوا ہی دور کردے اور جب وہ دور ہوگا تو وحدت کے نور سے باہم دوستی ومحبت پیدا ہوگی کیونکہ ایمان کی یہی علامت ہی واللہ غفور رحیم اللہ تعالیٰ سیاہی کو دور کرتا ہے تو غضبی ہیأت دفع ہونے سے نورانی صورت پیدا ہوتی ہی اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی **مترجم** کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور الآیہ یعنے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے مومنین بندون کی کارسازی فرماتا ہی کہ انکو تاریکیون سے نور کی جانب نکالتا ہی اور جن لوگون نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا تو غضب الٰہی نے انکی کارسازی شیاطین کو مسلط کیا جو انکو نور فطرتی سے خارج کرکے تاریکیون مین لے جاتے ہین اور واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان یہ ہی کہ اُسکی اُلوہیت پر ایمان لاوے اور ننانوے نام پاک جو اوپر گذرے ہین ہر ایک صفت کو خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سمجھے اور جسنے اسطرح یقین نہ کیا وہ ہرگز اللہ تعالیٰ پر ایمان نہین لایا اگرچہ کہے کہ مین خدا کو مانتا ہون اسلیے کہ اس لفظ کے کہنے سے کچھ فائدہ نہین ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ مجوسی لوگ خدا کو مانتے ہین اور آگ کو پوجتے ہین اور کہتے ہین کہ خدا کا ایک دشمن شیطان ہی یعنے اسکا مقابل ہی حتی کہ کہتے ہین کہ نیکیان خدا پیدا کرتا ہی اور برائیان اہرمن یعنے شیطان پیدا کرتا ہی اور یہ کفر ہی کیا نہین دیکھتے کہ یہود ونصاری کہتے ہین کہ ہم خدا کو مانتے ہین لیکن یہود نے لکھا کہ جب خدا سب آسمان وزمین وغیرہ مخلوقات کو پیدا کرچکا تو عرش پر جو اسکا تخت ہی پانون پھیلا کر استراحت کرنے لگا اور اسکی سفید لمبی داڑھی ہی نعوذ باللہ من کفرہم اور نصاری نے اپنے خدا کے لیے زوجہ ولڑکا بنایا ہی نعوذ باللہ من کفرہم اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر یعنے تملوگ اے مومنو جہاد کرو اہل کتاب یہود ونصاری پر جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہین لاتے ہین ۱۲ پھر واضح ہو کہ مشرکون سے انکے شرک کو مبغوض رکھنا ہمیشہ لازم ہی لیکن جہاد وقتال کا جو حکم دیا گیا ہی سو دائمی لازمی نہین ہی اسکے معنے یہ کہ جس ملک کے لوگ اہل شرک وکفر ہون اُنسے قتال اُسوقت تک ہوگا کہ وہی مغلوب ہو جاوین اور اسلام سے انکا ضرر دور ہو پھر جب مطیع ہو جاوین تو دنیا کے مال ومتاع سے انکے ساتھ سلوک کیا جاوے اور مسلمان ہونے کے لیے اُنپر جبر نہین ہی کیونکہ ایمان تو وہ ہی جو دل مین یقین ہو اس زمانہ مین بعضے نصرانیون نے اسلام پر یہ بہتان باندھا کہ مسلمانون کے مذہب مین زبردستی تلوار کے زور سے مسلمان کرنا دین ہی یہ جھوٹا بہتان ہی کیونکہ قرآن وحدیث سے کسی جگہ یہ ثابت نہین ہی اور آج تک اسلام کے جسقدر چھوٹے چھوٹے فرقے مانند خوارج وروافض کے پیدا ہوے

Marfat.com

ان مین سے بھی کسی فرقے کا یہ قول نہین ہی اور اہل السنۃ جو عظیم جماعت ہمیشہ سے چلی آتی ہی انکی کسی کتاب مین بھی یہ حکم نہین ہی برخلاف اسلام کے نصاریٰ کے عہد عتیق یعنی توریت مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت سے جہاد کا حکم تھا اور وہ جہاد اسطرح تھا کہ جب ملک شام کا کوئی شہر فتح کرتے تو ان کافرون سے کہو کہ دین توحید مین داخل ہون اگر وہ لوگ نہ مانین تو انکو بالکل قتل کردو اسی حکم پر اسوقت سے برابر دو ہزار برس کے قریب تک انبیائے بنی اسرائیل نے خوب زور شور سے جہاد کیے اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کی نبوت فقط انکی قوم تک لازم تھی پھر جب عیسیٰ علیہ السلام کا عہد شروع ہوا تو انجیل اُتری اور جہاد کا حکم منسوخ ہوگیا لیکن عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد خاتم النبیین پیغمبر احمد صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کے آنے کی خبر دی اور انکی صفات و بزرگیان بیان فرمائین اور یہ بھی ظاہر کیا کہ اس پیغمبر پر نبوت ختم ہوگی اور قیامت آویگی اور اس پیغمبر پر جہاد لازم ہوگا اور آپ کی امت کے فضائل و بزرگیان بیان فرمائین پھر جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھا لیے گئے تو انکی امت مین اختلاف ہوا حتی کہ دو سو برس مین یہودیون کے ظلم سے انجیل شریف گم ہوگئی پھر شاہ یونان نے نصرانی مذہب اختیار کیا اور ایک پادری نے گرجا بنوانے کے وقت نیو مین سے ایک صندوق نکالا اور دعویٰ کیا کہ مسیح نے یہ انجیل آسمان سے ہمارے لیے بھیجی ہی یہ **مولوی ابو المنصور دہلوی** کے رسالے مین نصرانیون کی کتابون سے انھین کی عبارات نقل ہین پھر بادشاہ کے جابرانہ حکم سے سب نے دستخط کیے کہ مسیح کو خدا کا بیٹا مانین گے پھر ان مین یہ خیال جم گیا تو ایک پشت گزرنے کے بعد لوگون نے خیال کیا کہ خدا کے بیٹے کے بعد کوئی بندہ پیغمبر نہین ہوسکتا ہی اور جب وہ کفارہ ہوگیا تو آگے ہمارے گناہ معاف کرانے والا کون ہوسکتا ہی لہذا اس مطلب کو انجیل مین اسی عبارت سے نقل کیا اور انجیل پہلے بھی یونانی زبان مین ترجمہ کی گئی تھی کیونکہ عبرانی سمجھ مین نہین آتی تھی لہذا انجیل مین یونانی زبان مین لکھا کہ بعد میرے **فارقلیط** آویگا اور اسکے معنے یہ بیان کیے کہ روح مقدس آویگا اور جب تک مین نجاؤن وہ نہین آویگا لیکن شریعت کے احکام اور جہاد اور خدا کا کلام اُسکے مُنھ سے سُنایا جانا وغیرہ اسیطرح رہنے دیا اسکی وجہ ظاہر ہی کہ اُسوقت انکو خاص کر کسی شخص سے عداوت نہ تھی بلکہ اگلون کے بنائے ہوے عقیدے کی بنیاد پر ان بچارون نے کتاب کی درستی کرنی چاہی چنانچہ ہم آیندہ اس بحث کو اپنے موقع پر ظاہر کرینگے کہ روح مقدس کی تفسیر تو اگلون کے خیالات پر بیان کی لیکن اسکی صفتین وہی رکھین جو آدمی مین ہوتی ہین پھر جب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تو نصرانیون نے صدہا برس سے جو خیالات دلون مین جمائے تھے وہ سب باطل نکلے لیکن وہ جمی ہوئی سیاہی جسنے فطرت کو بالکل تاریک کردیا تھا عین دل کا جزو ہوگئی تھی لہذا عوام نے تو بالکل ہی نہ مانا اور خاص لوگ جو تاریخ سے اصلی واقعات جانتے تھے اب سمجھے کہ اصل کیا معاملہ ہی لہذا ہرقل شاہ روم کی طرح بہت سے لوگون نے جان لیا کہ ضرور فارقلیط یہی احمد ہین کیونکہ دونون کے ایک ہی معنی ہین اور یہی محمد کے معنی ہین لیکن دنیا کی ثروت نے اُسکو مغلوب کرلیا اور اُسکے نفس نے مکر سے اسکا دل اندھا کردیا کہ اُسنے جاننے کے باوجود دل مین جگہ نہ دی اور ایمان جبھی ہوتا ہی کہ دل مین بیٹھے اور بہت سے قُس و راہبون نے متفق ہوکر عداوت پر کمر باندھی اور اب ترجمے مین صریح فارقلیط کی جگہ روح القدس لکھ دیا اور صفات مین بھی تغیر کیا نعوذ باللہ من الکفر والضلال انصاف یہ تھا کہ جان بوجھکر حق سے منحرف نہوتے اور عدل سے تجاوز نہ کرتے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو ہر دوست و دشمن کے ساتھ عدل کا حکم دیا اور قرآن مین اسکو بتاکید شدید فرض کیا مسلمانون کو اگر دنیا و آخرت کی بھلائی و بہتری و عزت چاہیے تو ان احکام کو اختیار کرین و اللہ تعالیٰ ہو الموفق

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ

ایمان والو جب آویں تم پاس ایمان والی عورتین وطن چھوڑکر تو انکو جانچ لو اللہ بہتر جانتا ہی

بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ

انکے ایمان پھر اگر جانو کہ وہ ایمان پر ہین تو نہ پھیرو انکو کافرون کی طرف نہ یہ عورتین

Marfat.com

حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُم مَّا أَنفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن
حلال اُن مردون کو اور نہ وہ مرد حلال ان عورتون کو اور دیدو اُن مردون کو جو انکا خرچ ہوا اور گناہ نہین تمکو
تَنكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا
کہ نکاح کرو اُن عورتون سے جب اُنکو دو اُن کے مہر اور نہ رکھو قبضے مین ناموس کافر عورتون کے اور مانگ لو
مَا أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ
جو تمنے خرچ کیا تھا اور وہ کافر مانگ لین جو اُنھون نے خرچ کیا یہ اللہ کا فیصلہ ہے تم مین فیصلہ کرتا ہے
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِن فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ
اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا اور اگر جاتی رہین تمھارے ہاتھ سے کوئی تمھاری عورتین کافرون کی طرف پھر کہا مارو تو دو اُنکو
ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ
جنکی عورتین جاتی رہین جتنا اُنھون نے خرچ کیا تھا اور ڈرتے رہو اللہ سے جسپر تمکو یقین ہے

خطیب نے لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مشرکون کے ساتھ دوستی اور میل جول سے منع کیا تو اس سے لازم آیا کہ جس ملک مین کافرون کا غلبہ ہو وہان سے ہجرت کرکے مسلمانون کی عملداری مین چلا جاوے جہان اسلام کی بادشاہت ہو اور دوستی کے سب سے قوی اسباب مین سے یہ بھی ہے کہ عورت و مرد مین نکاح ہو لہذا اللہ تعالیٰ نے عورتون کی ہجرت کرنے کے احکام بیان فرمائے (مس) مترجم کہتا ہے کہ خطیب کی مراد یہ ہے کہ عورت و مرد مین جب باہمی نکاح ہوتا ہے تو باہمی الفت و اتحاد پر جاری ہوتا ہے حتی کہ اگر دونون مین نفرت ہوتی ہے تو مرد طلاق دیتا ہے یا عورت خلع لیتی ہے اور نباہ بغیر موافقت کے نہین ہو سکتا پھر جب مکے مین مشرک غالب تھے اور اکثر قبائل عرب مین یہی کیفیت تھی تو جب وہان کسی عورت کے دل مین اللہ تعالے نے ایمان دیا تو وہ کیا کرے کیونکہ موافقت دوستی رکھتی ہے تو جائز نہین ہے اور اگر دشمنی کرے تو یہ نکاح کے معنی نہین ہین لہذا ہجرت کرکے دار الاسلام یعنے مدینے مین چلی آوے اور اللہ تعالیٰ نے اسکے احکام بیان فرمائے یہ خطیب کی تقریر کا خلاصہ مطلب ہے لیکن میرے نزدیک اس سے بہتر معقول و صاحت سے وہ واقعات یاد دلائے جاوین جنپر آیات کے احکام سمجھنا موقوف ہے **اول** یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال تک مکے مین کفار کو دین حق کی دعوت فرمائی لیکن جو لوگ اہل سعادت تھے وہ اول ہی زمانے مین اسلام سے مشرف ہو گئے جنکے ایمان کا اندازہ غیر ممکن ہے اور باقی لوگ شرک پر اس اعتقاد سے جم گئے کہ انکا انداز بھی مشکل ہے اگر کوئی کہے کہ جیسے اس زمانے مین لندن وغیرہ یورپ کے ملکون مین حال ہے کہ سوائے آواز نصرانیت کے اکھیل تماشے و قمار بازی وغیرہ کے یا کمال حرص سے دنیا کمانے کے یا ملحدانہ خیالات کے کہین معارف توحید و منازل آخرت کا نام بھی نہین ہے حتی کہ جو کوئی وہان دین حق اختیار کرے وہ کسطرح دشمنون کے نرغہ مین لعن و طعن و زدوکوب کا نشانہ بنجاوے بلکہ نیچرل خیالات مین یہ مسلمان پورا احمق کہلاوے **جواب** مین کہونگا کہ نہین بلکہ اُس زمانے مین عرب کی جہالت اس سے بہت زیادہ تھی اسلیے کہ اہل یورپ کو دنیاوی فنون مین لیاقت ہے اور ہر ایک مذہب کے اعتقادات بھی غالباً اُنکو پہونچ چکے اور تھوڑی توجہ سے صحیح عقائد بخوبی معلوم کر سکتے ہین اگرچہ اسوجہ سے کچھ توجہ نہین کرتے کہ دین اور آخرت بلکہ وجود باری تعالیٰ کو اکثر یورپی لوگ فقط وہم و خیال جانتے ہین برخلاف اسکے اُس زمانے مین عرب بالکل جاہل تھے اور انمین یہ چند مسلمان صحابہ جو مہاجرین کہلاتے ہین فقط اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے کامل معرفت توحید پر قائم ہو کر ہر طرف سے اپنے ان باپ دغیرہ بیگانون کے مورد طعن و تشنیع بنگئے بلکہ لوگ انکے جان کے دشمن ہو گئے حتی کہ بعض اصحاب جانب حبشہ ہجرت کر گئے جنمین حضرت جعفر ابن ابی طالب و حضرت عثمان وغیرہ تھے **دوم** اس مدت دراز کے بعد کفار قریش پر حجت ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے غیر قوم سے

اسلام کے انصار پیدا کیے یعنے اہل مدینہ خود بخود اسلام لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی جانب ہجرت کا حکم ہوا لہذا بقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی اجازت سے مدینہ کو ہجرت کر گئے اور اس جماعت کے آگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار نکالے ہوے یہ کہتے جاتے تھے کہ جس کافر کو اپنی جورو بیوہ کرنا اور اپنی اولاد یتیم کرنا ہو وہ ہمکو روکے کفار نے تعرض نہین کیا اور مکے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع ابوبکر و علی و عمار و بلال و صہیب وغیرہ رضی اللہ عنہم کے باقی رہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور مین تین روز مخفی رہکر چوتھے روز مدینہ منورہ کی راہ لی اور باقی مکہ مین رہگئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار قریش بہت امین مانتے تھے لہذا اپنی امانتین آپ کے پاس رکھ جاتے اور عرب کی عادت تھی کہ جب اپنی امانت کو امین کے کسی قرابتی سے پاتے تو بھر پا شمار کرتے اور اگر بدون اسکے پاتے تو مال غنیمت تصور کرتے اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بجاے اپنے چھوڑ دیا تاکہ کافرون کی امانات ادا کر دین اور وعادی کہ اللہ تعالی اسکو دشمنون کی شرارت سے محفوظ رکھے لہذا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امانات ادا کر دین تو جانب مدینہ روانہ ہوے اور اللہ تعالی نے آپکو کافرون کے شر سے محفوظ رکھا اور سواے آپ کے کافرون نے دیگر ضعفاء صحابہ مانند بلال وغیرہ کو گرفتار کر کے آگ سے داغ دیا اور کانٹون مین گھسیٹا اور طرح طرح کی ایذائین دین لیکن کسی طرح انھون نے دین توحید سے انحراف نہ کیا آخر کافرون نے لاچار ہوکر چھوڑ دیا سوم بعد ہجرت کے حکم جہاد نازل ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی معرفت توحید کی قوت سے اصحاب رضی اللہ عنہم سے کہا تھا کہ میرا گمان یہ ہے کہ جب قریش کے مشرکون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا ہے تو اب اُنپر جہاد کا حکم نازل ہوگا چنانچہ چند روز کے بعد جہاد کا حکم آیا اور قریش کو چارہ نہ تھا کہ ملک شام و ملک مین سے تجارت وغیرہ کے ذریعہ سے معاش حاصل کرین لیکن کفر کی نحوست سے جہاد کی محنت مین پڑے اور چھ برس تک جنگ بدر و احد و احزاب وغیرہ مین پریشان حال و شکستہ ہو گئے آخر حدیبیہ مین صلح ٹھہرائی صلح کی شرائط مین سے یہ بھی تھا کہ قریش کے مختار سہیل بن عمرو نے کہا کہ ہم مین سے جو کوئی آپ کے یہان جاوے اگرچہ وہ آپ کے دین اسلام پر ہو اُسکو آپ ہمین واپس دین اور جو آپ کی طرف سے ہم مین آویگا اُسکو ہم واپس نہ دینگے اتنے مین سہیل بن عمرو کا بیٹا زنجیرون مین جکڑا ہوا کسی طرح مکہ سے نکلکر لشکر اسلام مین آگیا اور وہ مسلمان ہو گیا تھا اسوجہ سے سہیل نے اُسکو زنجیرون مین جکڑا تھا وہ چلایا کہ اے اہل اسلام کیا مین کفار کو واپس دیا جاؤنگا صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس شرط پر غصہ آیا اور قریب تھا کہ معاملہ سخت ہو جاوے خصوصًا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت ہی غصہ تھا کہ ہم اپنے دین مین ان مشرکون کی طرف سے یہ ہیٹی کیون مانین لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین رسول اللہ کا ہون اور اللہ تعالی میرا کارساز ہے اور تسکین دی کہ جو کوئی اسلام لایا امید ہے کہ عنقریب اللہ تعالی اُسکی رہائی فرماویگا اور جو کوئی ہمارے یہان سے مرتد ہوکر چلا گیا اس مردود کی ہمکو کچھ ضرورت نہین ہے جب یہ صلح تمام ہوئی تو مشرکین نے مومنون سے ملنا شروع کیا اور اس سے اسلام مین فتح عظیم حاصل ہوئی اسلیے کہ اس میل جول مین مشرکون نے بدر وغیرہ کی لڑائی مین جو معجزات رسالت دیکھے تھے انکا ذکر کیا اور اسلام کی توحید کو غور سے سُنا اور بہت لوگ اسلام کو دین حق پہچاننے لگے پھر مکے سے ایک بندۂ خدا اسلام لاکر مدینے مین بھاگ آیا اور مشرکون نے دو آدمی بھیجے کہ شرط کے موافق آپ ہمکو واپس دیجیے آپ نے شرط پوری کی اور دونون مشرک اُنکو لیکر مکہ روانہ ہوے راہ مین ایک مقام پر اُترے تاکہ کچھ کھا دین اور ایک مشرک پانی بھرنے گیا بندۂ مومن نے دوسرے مشرک سے کہا کہ آپ کی یہ تلوار نہایت عمدہ ہے ذرا مین دیکھون اور ہاتھ مین لیکر فورًا ایک وار سے اس مشرک کا کام تمام کیا اور دوسرے کی طرف جھپٹے وہ بے تحاشا بھاگا اور مدینے جاکر آنحضرت کی حضوری چاہی آپ نے دور سے دیکھکر فرمایا کہ یہ ایک مشرک خوف زدہ آتا ہے آخر وہ پاس آیا تو معلوم ہوا کہ وہی مشرک ہے اُسنے حال کہکر خوف کیا کہ مین مارا جاؤنگا اتنے مین وہ مرد مومن پہونچے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکا عہد پورا ہو چکا اور اب مین خود آگیا ہون آپ نے ایک کلمہ ایسا فرمایا کہ اُنکو پھر شبہہ ہوا کہ اگر مین یہان رہون تو آپ واپس کر دینگے لہذا وہ مدینے سے نکلکر ساحل بحر کے ایک پہاڑ پر بیٹھ رہے اور جو کوئی قوم قریش سے اسطرف نکلتا اُسکو قتل کر کے لوٹ لیتے اور پہاڑ پر اللہ تعالی کی عبادت کرتے

جب انکا حال ظاہر ہوا تو جو بندہ سعادت ازل مین سرفراز ہوا تھا ایمان لاکر موقع پاکر بھاگا اور اسی پہاڑ پر پناہ لی یہانتک کہ ایک جماعت ہوگئی اور قافلہ کا راستہ مسدود ہوگیا آخر قریش نے مدینے مین آنحضرت صلعم کے پاس آدمی بھیجا اور آپکو صلہ رحم و قرابت کا واسطہ دیا کہ آپ ان لوگون کو بلالیجئے اور ہم اپنی شرط سے باز آئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو بلا لیا پھر تو قریش مین سے خالد بن الولید مخزومی و عمرو بن العاص وغیرہ رؤسا نے سحرت کی اور اسلام لائے اور ہنوز قریب سال ہی کے گذرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیبر فتح کیا اور اُدھر قریش نے اپنے حلفاے بنی بکر کی مدد کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلفا خزاعہ پر شبخون کیا اور عہد مؤکد توڑ دیا۔ ھ۔ جب یہ معلوم ہوچکا تو سوال یہ ہے کہ جب ان آیات مین اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ مومنہ عورتین کافرون کو واپس نہ دیجاوین تو کیا عہد مذکور مین سے اسقدر منسوخ فرمایا ہی یا عورتین داخل شرط نہین تھین واضح رہے کہ شرائط صلح کا ذکر قرآن مجید مین نہین ہی بلکہ صلح مذکور کے بعد سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا کا نزول ہوا ہی اور اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو فتح عظیم قرار دیا پس صلح مذکور بذریعہ سنت مشہورہ کے ثابت ہی اور طبقۂ صحابہ و تابعین مین مانند خلافت و صدیقیت حضرت ابوبکرؓ کے اور عشرۂ مبشرہ کے جنتی ہونے کی یہ صلح بھی مشہور معروف تھی تو کچھ اسکی ضرورت نہ تھی کہ جو کوئی جانتا ہی وہ نجاننے والون کے لیے یہ بات کرے بالجملہ صلح مذکور بذریعۂ سنت کے ثابت ہی اب مین آیات کی تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون **امام ابن کثیر** رح نے لکھا کہ سورۃ الفتح کی تفسیر مین صلح حدیبیہ کا ذکر ہوچکا اور اس صلح مین یہ بھی شرط تھی کہ قریش کی طرف سے جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاوے آپ اُسکو واپس فرماوین اگرچہ وہ آپ کے دین پر ہو **اقول** پس اگر یہ عام کلمہ مرد و عورت سب کو شامل ہی تو اللہ تعالیٰ نے فقط مومنہ عورت کے حق مین یہ شرط منسوخ فرمائی بقولہ تعالیٰ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ** اے ایمان والے بندو جب تمھارے پاس مومنہ عورتین آوین درحالیکہ وہ ہجرت کرنیوالیان ہون تو تم اُنکو امتحان کرو ف یعنے جب دار الکفر سے عورتین تمھارے یہان دار الاسلام مدینے مین آوین اور ظاہر کرین کہ ہم ایمان لائے ہین اور ہمنے دار الکفر اور عزیز و یگانے سب چھوڑکر ایمان کے لیے اس دار الاسلام مین ہجرت کی ہی تو تم اپنے طریقے سے انکو امتحان کرو کہ وہ سچی نکلتی ہین یعنی تمھارے ظاہری طریقے سے تمکو ظاہر مین انکا مومنہ ہونا ثابت ہو۔ **اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ** اللہ تعالیٰ اُنکے ایمان کو خوب جانتا ہی ف یعنی حقیقت مین انکا مومنہ ہونا یا کافرہ ہونا خود اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہی لیکن اللہ تعالیٰ تمکو اسکی تکلیف نہین فرماتا ہی بلکہ تمھارے واسطے حکم شریعت ظاہری ہی پس تم ظاہری شرع سے امتحان کرکے انکو معلوم کرو **فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ** پس اگر تم مومنہ عورتین جانو تو انکو کافرون کی طرف مت پھیرو ف **لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ** نہ یہ عورتین اُن کافرون کو حلال ہین اور نہ وہ کفار اُن عورتونکو حلال ہین ف یہ شریف عورتین ان رزیل کافرونکو حلال نہین ہین اور یہان چشم پوشی بھی جائز نہین کیونکہ وہ کفار فاجر بھی ان عورتون کو حلال نہین ہین جبکہ یہ عورتین نجاست و فجور کفر و شرک سے پاک ہوگئین لیکن یہ باقی رہا کہ ابتدا مین جب کافرون نے انسے نکاح کیا تھا تو اُنکو مہر دیا تھا اور یہی مال دنیا ان کافرون کا حصہ ہی وہ اس صورت مین مٹا جاتا ہی لہذا فرمایا **وَاٰتُوْهُمْ مَّا اَنْفَقُوْا** اور کافرون نے جو کچھ خرچ کیا تھا وہ کافرون کو دیدو ف یعنے مقدار مہر انکو دیدو بالجملہ مومنہ عورتون کے حق مین واپس دینا منسوخ فرمایا **ابن کثیر** رح نے کہا کہ یہی حضرت عروہ و ضحاک و عبد الرحمن بن زید و زہری و مقاتل بن حبان و سدی رحمہم اللہ تعالیٰ تابعین کا قول ہی لیکن ابن کثیر رح نے اسکو تخصیص قرار دیا چنانچہ کہا کہ اس قول کے موافق آیت نے اس حکم کو جو سنت سے ثابت ہوا تھا خاص کردیا یعنی اب سنت سے صلح کی شرط خاصکر مردون اور کافرہ عورتون پر باقی رہی اور مومنہ عورتون کو آیت نے خاص کرلیا یعنی اگر کفار کی طرف سے کافرہ عورتین کسی وجہ سے بھاگ آوین اور وہ ایمان نہین لائی ہین تو کفار کو دیدو اسیطرح اگر کافرون کی طرف سے مرد بھاگ آوین تو بہرحال پھیر دو خواہ وہ اسلام لاکر بھاگے ہون یا کسی وجہ سے کفر و شرک ہی پر بھاگ آئے ہون **مترجم** کہتا ہی کہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ مومنہ عورتون کی شرمگاہ کی حفاظت کسدرجہ مغزز فرمائی کہ مرد کو جو عورت سے اشرف ہوتا ہی باوجود اسلام لانے کے بھی کفار کو پھیر دینا منسوخ نہین کیا بلکہ جائز رکھا اور مومنہ عورت کو دینا روا نہین رکھا اسلیے کہ عورت بیچاری بے قوت و بے حیلہ ہی خواہ مخواہ کفار کے تحت مین لائی جاویگی **مترجم** کہتا ہی کہ مین اس مقام

بیرحال ایک تاریخی واقعہ یاد دلاتا ہون جس سے معلوم ہو کہ فساد امت کے جو واقعات پیش آئے از انجملہ مومنات کو کفار پر حلال کرنے کا واقعہ خاص خلیفہ کیطرف سے
صاف واضح ہو کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے واقعات امت اس لطافت سے بیان فرمائے ہین کہ اہل ایمان کے لیے ہر دم ہر زمانے
مین جدید معجزات ہین لیکن انکے بیان کے لیے دفتر چاہیے یہان عبرت کے لیے ایک واقعہ کفایت کرتا ہی شاید اہل ایمان اس سے بیدار ہون واضح ہو کہ سلطان
خوارزم شاہ نے بزور شمشیر فناکت سے بغداد تک اور سرحد کابل سے خوارزم تک فتح کرکے بہت وسیع سلطنت بنائی لیکن اسلامی شرع سے
بے پروائی تھی اور آخر ناصر خلیفۂ بغداد کی مخالفت کرکے سید علاء الدین ترمذی سے بیعت کی اور لشکر بیشمار جمع کرکے بغداد پر چڑھائی کی تاکہ خلیفہ ناصر
عباسی کو مع خاندان عباسیہ کے نیست کرکے سید علاء الدین ترمذی کو تخت خلافت پر بٹھادے اور خلیفہ نے حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہ
سے التماس کیا کہ قدمرنجہ فرماکر سلطان کو تسکین دین اور غصہ فرو کرین حضرت شیخ الاولیاء قدس سرہ تشریف لائے تو سلطان نے کچھ تعظیم نہ کی حتی کہ بیٹھنے
کی بھی اجازت ندی اور نصیحت کے جواب مین کلمۂ وحشت کہا اور شیخ واپس گئے اور قضائے آسمانی سے اسقدر برف گری کہ بکثرت گھوڑے
ولشکری ہلاک ہوئے اور خوارزم شاہ بدحال خوارزم کو واپس آیا لیکن وہ کینہ کم نہوا یہان ایک روز نشۂ شراب کی بدمستی مین حضرت شیخ مجدالدین بغدادی
کے قتل کا حکم دیا فقط اس بنیاد پر کہ بدمعاش لوگون نے جو شریعت سے نفرت کرتے تھے سلطان تک پہونچایا کہ شیخ مجدالدین جو عالم بتا ہی سلطان
کی والدہ ترکان خاتون سے متہم ہی فقط یہ دروغ نسبت بھی اسقدر ناگوار ہوئی کہ شیخ مقدس قتل کیے گئے مورخ کے بیان سے معلوم ہوا کہ آخر تاتاریون
نے اس عورت کو مع دیگر حرم کے قید کیا اور چنگیز خان کافر نے ان عورتون کو حکم کیا کہ آگے آگے سلطان کے تاج و تخت پر نوحہ کرتی ہوئی چلین یہ
دردناک اور عبرتناک منظر ہی بالجملہ جب بدمستی نشہ سے ہوشیاری ہوئی تو طشت مین مال جواہر نفیس و زر فلوری بھر کر حضرت قدوۃ السالکین سند الاولیا
شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ کے پاس بھیجا کہ درویش اسکو صرف کرین اور مستی مین جو خطا واقع ہوئی اسکو معاف کرین شیخ ولایت مآب نے فرمایا کہ
مجدالدین کا عوض خون یہ مال محقر نہین ہی بلکہ بھیجنے والے کا سر اور میر اسر اور ہزارون مخلوق کا سر ہی اسیطرح مورخ نے لکھا کہ چنگیز خان نے
اپنی مملکت سے چار سو پچاس موحد مسلمان تاجر بھیجے تھے تاکہ دونون سلطنتون مین رسم تجارت قائم ہو اور آبادانی و رفاہیت زیادہ ہو جب
یہ لوگ انزار مین پہونچے تو وہان سلطان کا مامون حاکم تھا اُس سے اور ایک تاجر سے بچپن کا یارانہ تھا اُسنے بچپن کا نام لیا کہتے ہین کہ اُسی عداوت سے
یا کسی دوسرے سبب سے اُسنے سلطان کی اجازت سے سب کو قتل کرکے انکا سب مال و دولت ضبط کرلیا اسکے علاوہ بہت حرکات خلاف
شریعت مسلمانون مین خونریزیان ہین جیسے سلطان شہاب الدین غوری سے لڑائی کی اور اسکے لیے خطائی کافرون کا لشکر مدد کے لیے مانگا اور
ہزارون مسلمان ان کافرون کے ہاتھ سے مارے گئے اور اُنکی غلامی مین گرفتار ہوے یہ حال ان لوگون کا تھا جو سلطان و رؤسا کہلاتے تھے
اور اسوقت بخارا و بلخ و سمرقند وغیرہ مین جہان جہان عالم دیندار تھے اُنکی کچھ قدر نہ تھی بلکہ انکی زمینون پر محصول باندھا گیا تھا جسکو اراکین
سلطنت اپنی عیاشی مین صرف کرتے تھے مورخ لکھتا ہی کہ ناصر خلیفہ جسکو ان تمام ملکون کے مسلمان تخت شریعت پر اپنا امام عام مانتے تھے
اُسنے بغداد دار الخلافت مین اپنے وزیرون و خواص سے مشورہ کیا کہ سلطان خوارزم شاہ بہت قوی ہی اور یہان سے سرحد ہندوستان تک اسکی
عملداری ہی پھر کسکی مدد سے اس قوی دشمن کو دفع کیا جاوے مترجم کہتا ہی کہ دار الخلافت کے خزانے مین اشرفیون و جواہرات کے حوض
بکثرت بھرے تھے لیکن عرب بیچارے اسی ریگستان مین بے سامان پڑے پتے رہتے تھے اگر انکی پرورش کی جاتی تو کرورون فوج آسانی سے ہر وقت حمایت
اسلام کے لیے موجود تھی مگر بجاے انکے دشت قبچاق وغیرہ کے ترک پالے جاتے اور امرا بنائے جاتے تھے **شیخ ابن کثیر** رح نے حدیث لکھی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اگلی امت مین ایماندار ضعفا محتاج تھے اور اُنکے دشمن کفار مغرور روسا و مالدار تھے اللہ تعالی
نے اپنی نصرت سے ایمانداروں کو غالب کیا پھر جب وہ لوگ سلاطین ہوئے تو اُنھون نے اپنے سابق دشمنون کو اراکین و امرا مقرر کیا
اسوجہ سے قیامت تک اللہ تعالی کو ناخوش کرلیا بالجملہ مورخ لکھتا ہی کہ جب خلیفہ نے یہ مشورہ کیا تو ایک وزیر نے چنگیز خان کا نام لیا کیونکہ

اس زمانے مین تمام ملکون مین چنگیز خان کی فتوحات کا نام مشہور ہوا تھا کہ اسنے ہمت وجوانمردی سے اپنی قوم تاتار کو متفق کیا اور اپنے
انکے زمین سے مٹادیا اور ملک ختا تک فتح کرلیا حالانکہ ملک ختا کی سلطنت ایسی قوی تھی کہ مدت تک خوارزم شاہ اسکو نذرانہ کا مال بھیجتا
اور انھین کی مدد سے سلطان شہاب الدین غوری سے قتال کیا تھا وزیر بے ایمان نے خلیفہ سے کہا کہ سلطان خوارزم کا فتنہ اسی بادشاہ
کی تلوار سے فرو ہوگا اور چنگیز خان کا وزیر خواجہ محمود بلوچ ہی اسکے ذریعہ سے یہ عرضی بادشاہ چنگیز کی خدمت مین پہونچائی جاوے خلیفہ کو یہ رائے
پسند آئی اور کہا کہ محمود بلوچ مرد مسلمان ہی وہ ہماری بادشاہت باقی رہنے کیلیے سعی کریگا ضرور اسکو خط لکھو لیکن راہ مین چار ماہ تک خوارزم شاہ
کی عملداری سے گزر ہوگا غالبًا جاسوس گرفتار ہوا تو خوارزم کی دشمنی دس گنی بڑھ جائینگی لہذا یہ تدبیر ہو کہ ایک شخص کا سر منڈا کر نیل کے کودنے سے یہ خط
لکھا جاوے جب بال جم جاوین تو وہ روانہ ہو دوسرے وزیر اور مرصلح جو حاضری کی خدمت سے مشرف تھے عرض کرنے لگے کہ یا حضرت
آپ خلیفہ اسلام ہین اور سب مسلمان آپکو اپنا امام جانتے ہین کیا آپ روا رکھتے ہین کہ کفار تاتار خطۂ انزار سے بغداد تک لاکھون کرورون
مسلمانون کے مرد ان موحد قتل کرین اور انکے بچون کو غلام بناوین اور انکی مومنہ عورتون پر مسلط ہون اور انکی شرم وآبرو تباہ ہو یہ بات شرع مین حرام
ہی اور عقل مین ناگوار ہی بلکہ اگر وہ لوگ خود بڑھتے تو تمام دیار اسلام بڑھکر خطۂ انزار سے انکو ایک قدم آگے نہ دیتے علاوہ برین جب کفار یہان مسلط
ہوسے تو آپکی خلافت پر بھی حملہ کرینگے خلیفہ نے اس وزیر دیندار کو خوار کیا بلکہ آخر وزارت سے نکال دیا اور دعوی کیا کہ مملکت خوارزم شاہ پائمال
ہوگی جسنے میری بیعت توڑی ہی اور میری بارگاہ خلافت کی طرف تاتار کو ابھی نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہوگی مترجم کہتا ہی کہ خلیفہ نے دنیا کا لحاظ
کیا اور نتائج خیال کرلو مورخ نے لکھا ہی کہ خلیفہ کا غرور اسقدر تھا کہ شیراز کے بادشاہ نے ایک عالم دیندار کو اپنی طرف سے خلیفہ کی حضوری
مین بھیجا تھا جب وہ بغداد پہونچے تو غالبًا وہ اسلامی طریقے جانتے تھے جب اجازت ہوئی تو اول دیوان خانہ وسیع طی کرکے دوسرے مین
پہونچے تو حکم ملا کہ رکوع کے طریقے سے کمر خم کرکے میدان طی کرین اور آخری حد پر ٹھہرائے گئے دیکھا کہ ایک پتھر سے ایک آستین خالی نکلی ہی کہا
گیا کہ سر جھکا کر آستین کو بوسہ دو اور الٹے قدم واپس جاؤ پس یہی خلیفہ کی زیارت ہی اور ہنوز خلیفہ کا دیوان خاص دور ہی وہان تمھاری رسائی
نہین ہوسکتی مترجم کہتا ہی کہ جب تک خلفائے اسلام اپنی شریعت پر قائم تھے تو تمام جہان کے بادشاہ انکے نام کے غلام تھے اور وہ اپنے آپکو
شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام جانتے تھے بنی امیہ کے سلاطین جو ظالم مشہور تھے تب بھی ہر مسلمان انکے خلاف شریعت کامون پر
برملا انکار کرتا تھا اور سب کے سب نمازین حاضر ہوتے تھے دیکھو کہ ہشام بن عبدالملک کے نام کا خطبہ ملک اسپین واقع یورپ سے لیکر
ہندوستان تک پڑھا جاتا تھا **اقول** حاصل یہ کہ جب اسقدر تلاطم برپا ہوا اور علماء دیندار خود ان لوگون کے ہاتھون ذلت مین گرفتار تھے
انکو یہ قدرت نہین تھی کہ ظالمون کو روکین اور عام قوم نے ظالمون کی شرکت کی خصوص لڑنے والی جنگی فوج نے تو اللہ تعالے نے قوم تاتار کے ہاتھون
انکو سزا دی اور آخر قوم تاتار کو اسلام نصیب کیا چنانچہ چنگیز خان نے خطۂ انزار فتح کرلیا اور خاصکر فوج خوارزم کو اور انکے حمایت کرنیوالون
کو بالکل قتل کیا اور بے انتہا خرابی ان ممالک مین پیش آئی اور شاہ خوارزم مرے اور عیال واطفال بیچارہ کفار مین پڑے اور عجب کہ فقط اسی ہزار
سوار نے خراسان ومازندران وری وغیرہ کو زیر وزبر کرکے خاک کردیا اور طوس وغیرہ مین اول عورتون سے زنا کیا پھر انکو قتل کیا مورخ کہتا ہے
کہ عجب تعجب کا مقام ہی کہ مملکت ایران وعراق مین اسقدر کثرت سے بادشاہ تھے کہ اگر جمع ہوتے تو انکی خاک سے مغل خاک ہوجاتے لیکن حدیث
مین ہی کہ تمھلوگ اپنے اسپین شریعت کے موافق عمل کرنیکو اور ممنوعات سے منع کرنے کو لازم کرو نہین تو تمھارے دلون مین پھوٹ پڑجائیگی مترجم کہتا ہی کہ جب
توران وماوراء النہر وقبچاق وایران مغلون کے تحت مین آیا تو چنگیز خان نے ہر جگہ علما کو طلب کرکے فرمایا کہ خدا نے مجھے تمھارے بادشاہ ظالم
پر فتح دی اب تم مطمئن ہوکر میرے لیے دعا کرو اور انکو معافی کا پروانہ لکھدیا بعض لوگون نے یہانتک دعوی کیا کہ چنگیز خان دین اسلام کی ہدایت
پسند کرکے مسلمان ہوگیا تھا بعد چنگیز خان کے اسکی اولاد ان ممالک پر بادشاہ ہوئی اور سب سے اول بادشاہ قبچاق مسلمان ہوا پھر بادشاہ

Marfat.com

اسلام ظاہر ہوا لیکن ایران مین ہلاکو خان اور اسکی اولاد کو اسلام نصیب ہوا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے دو باتین دکھلائین **اوّل** یہ کہ اُسنے بغداد پر چڑھائی کی اور خلیفہ کی دنیا بھی مع آٹھلاکھ مسلمانون کے فنا ہوگئی **دوم** یہ کہ اس زمانے مین ہندوستان کا سلطان اور شام و مصر کا سلطان دونون عادل و دیندار تھے پس اوّل تو سلطان ہند نے پچاس ہزار فوج بھیجی جسنے کابل و قندھار سے مغلون کو نکال دیا یہ بادشاہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا اور تمام ملک طریقۂ سنّت پر تھا اسکے زمانے مین ہلاکو خان کا سفیر آیا اور خوف کھا کر چلا گیا دوم ہلاکو خان کے سپہ سالار اعظم نے مصر کی طرف چڑھائی کی اور سلطان مصر نے جہاد کے لیے چالیس ہزار فوج لیکر مقابلہ کیا یہ پہلا موقع ہی کہ مجاہدین کے نعرۂ تکبیر سے کفار تاتار کے دل ہلگئے اور بُری طرح شکست کھا کر دریاے فرات تک مار گئے پھر پانچ مرتبہ اولاد ہلاکو خان نے اہل ایمان سے قتال کیا اور ہر بار بُری طرح خوار و خراب ہوے وللہ الحمد والمنۃ یہ مقامات عبرت ہین ابن کثیرؒ نے لکھا کہ عبداللہ ابن ابی احمد سے روایت ہی کہ عقبہ بن ابی معیط کی دختر ام کلثوم نے مسلمان ہوکر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جب معلوم ہوا تو اُسکے بھائی عمارہ اور ولید دونون مدینہ آئے اور آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ عہد کے موافق آپ یہ عورت ہم کو واپس دیجیے پھر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور خاص ان مومنہ عورتون کے حق مین عہد منسوخ کیا اور مشرکون کو واپس دینے سے منع فرمایا اور امتحان کی آیت نازل ہوئی (رواہ الطبرانی) یہ نسخ اسلیے کہ مومنہ عورت اور کافرین جب حلت نہین تو قبیح حرام و زنا سے بدتر ہوگا وہ جائز نہین ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کسطرح عورتون کا امتحان لیتے تھے ابن عباسؓ نے کہا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم عورت مہاجرہ سے فرماتے کہ قسم کھاوے کہ واللہ مین اپنے شوہر کو ناگوار رکھنے کی وجہ سے نہین بھاگی ہون اور واللہ مین ایک ملک کہ ناخوش رکھنے اور دوسرے ملک پسند کرنے کی وجہ سے نہین بھاگی ہون اور واللہ مین دنیا کی تلاش مین نہین نکلی اور واللہ مین کسی وجہ سے نہین نکلی سواے محبت اللہ و رسول کے (رواہ ابن جریر والبزار) اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اُن عورتون سے قسم لیا کرتے تھے (البزار) اور اس حدیث کو طبرانی وغیرہ نے بھی روایت کیا اور اسکی اسناد اچھی ہی اور جب وہ عورت اسطرح قسم کھالیتی تو آنحضرت اُسکا مہر اسکے شوہر کافر کو دیدیتے اور اُسکو واپس نہین دیتے تھے **فعوفی** نے ابن عباس سے روایت کی کہ امتحان یہ ہی کہ عورت گواہی دے کہ لا الٰہ الا اللہ و محمد عبدہ و رسولہ **مترجم** کہتا ہی کہ یہ امتحان کا ایک جزو بیان کیا یعنے ایمان یہ تھا کہ وہ عورت گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی الوہیت والا نہین ہی اور محمد اُسکا بندہ و رسول ہی اور مجاہدؒ نے کہا کہ قولہ فامتحنوہن ان عورتون سے امتحان لو یعنے اُنسے دریافت کرو کہ اُنکا یہان مدینہ آنا کسوجہ سے ہوا پس اگر اپنے شوہر سے ناراض ہوکر بھاگ آئی ہو یا اُسکو ناپسند کرتی ہو یا اُسکے مانند کوئی سبب ہوا اور وہ ایمان نہ لائی ہو تو یہ عورت اسکے شوہر کو پھیر دو **مترجم** کہتا ہی کہ مجاہدؒ نے اشارہ کیا کہ اصل مقصود اسکا ایمان ہی اور اگر ایمان ٹھیک ہو پھر وہ عورت اپنے کافر خاوند سے ناخوش بھی ہو تو کچھ مضر نہین ہی اُسکا ایمان معتبر ہوگا اور اگر ایمان نہو تو واپس دی جاوے عکرمہؒ نے کہا کہ اس عورت سے کہا جائیگا کہ اسکا آنا کسوجہ سے ہوا ہی تو قسم کھا کہ فقط اللہ و رسول کی محبت سے آئی ہون اور اسوجہ سے نہین آئی کہ مجھے ان مسلمانون مین سے کسی شخص کے ساتھ عشق ہی اور نہ اپنے شوہر سے بھاگی ہون **مترجم** کہتا ہی یعنی بدون ایمان کے فقط شوہر سے بھاگنا اسکا مقصود نہین تھا قتادہؒ نے بھی یہی معنی بیان کیے اور کہا کہ جب عورت نے ایمان پر قسم کھائی تو اُس سے یہ ایسا ہی قبول کیا جائیگا **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ قولہ فان علمتموہن مومنات الآیہ مین دلیل ہی کہ ہمکو ایمان پر یقینی اطلاع ممکن ہی **مترجم** کہتا ہی کہ دلالت اسطرح ہی کہ اللہ تعالیٰ نے انکا علم بیان کیا اور یہ یقینی ہوتا ہی اور اس بیان کا فائدہ یہ ہی کہ جب کسی سے کہا جاوے کہ تو مومن ہی تو وہ کہہ سکتا ہی کہ مین مومن ہون اور یہی ائمہ حنفیہ رحمہم اللہ تعالے کا قول ہے اور شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یون کہے کہ مین انشاء اللہ تعالیٰ مومن ہون کیونکہ ایمان امر باطنی ہی اور ہمکو اسپر قطعی وقوف نہین ہی اور حنفیہ نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کلمہ شک ہی جو ایمان کے لیے لائق نہین ہی اگر وہم ہو کہ مترجم نے خود بیان سابق مین ظاہری ایمان کا اقرار کیا ہی اور یہ تحریر شیخؒ کے خلاف ہی **جواب** یہ کہ مترجم کے نزدیک امر تحقیق یہ ہی کہ آدمی کو یہ علم یقینی ہوتا ہی کہ مین مومن ہون حتی کہ وہ اس امر پر قسم کھا سکتا ہی اور اگر ایسا نہوتا تو عورت مہاجرہ موافق بعض تفسیر کے قسم نہین کھا سکتی تھی ہان اسکو اپنے معاملہ مین علم الٰہی و قبولیت ازلی

Marfat.com

کا علم نہین ہوسکتا لہذا وہ نہین کہہ سکتا کہ مین جنتی ہون علاوہ ازین جنتی ہونا تو اس امر پر موقوف ہی کہ خاتمہ بخیر ہو حالانکہ [illegible]
کیا کریگا نعوذ باللہ من الضلال وسوء الخاتمہ اب یہ اعتراض ساقط ہوا کہ جو بعض شافعیہ نے پیش کیا ہی کہ اگر وہ اپنے آپکو مومن کہے تو [illegible]
آپکو جنتی کہے **جواب** ظاہر ہی یعنے قبولیت الہیہ پر خاتمہ بخیر ہو تو جنتی ہی اسوقت البتہ اپنے آپکو جنتی کہیگا اور شیخ ابن حجر کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہی [illegible]
مفسرین کا شیخ کا اعتقاد موافق علما حنفیہ ہی قولہ تعالی لا ہن حل لہم ولا ہم یحلون الآیہ اسی آیت نے مسلمہ عورتون کو کفار مشرکین پر حرام کیا اور ابتدا [illegible]
اسلام مین یہ بات جائز تھی کہ مشرک مرد مسلمہ عورت سے نکاح کرے **مترجم** کہتا ہی کہ اگر اسی آیت سے یہ حرمت ثابت ہوئی تو شاید قولہ تعالی لا تنکحوا
المشرکین حتی یومنوا الآیہ جو سورہ بقرہ مین ہی اسکے بعد نازل ہوئی ہو (ہ) بالجملہ اس تحریم سے پہلے جواز تھا ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اسی وجہ سے ابو العاص بن الربیع
کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح تھا یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن ہین اور مومنہ تھین
اور ابو العاص اسوقت اپنی مشرک قوم کے دین پر تھے اور دلیل صریح یہ ہی کہ جب بدر مین مشرکین گرفتار ہوے تو ابو العاص بھی گرفتار ہوا اور جب ان
مشرکون سے فدیہ لیکر چھوڑنا قرار پایا تو ہر ایک مشرک کے قرابتیون نے اسکا فدیہ بھیجا اور ابو العاص کے فدیہ مین حضرت زینب نے ایک ہار بھیجا
جو انکی والدہ حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا حتی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار دیکھا تو بہت رقت فرمائی اور مسلمانون
سے ارشاد کیا کہ اگر مناسب ہو تو زینب کا قیدی بغیر فدیہ کے چھوڑ دو اہل اسلام اس اشارے کے منتظر تھے انھون نے فورًا رہا کیا اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو العاص سے یہ شرط کی کہ وہ زینب کو مدینہ روانہ کرے اور ابو العاص نے شرط پوری کی اور سچائی کے ساتھ ادب لحاظ رکھا
اور زید بن حارثہ کے ساتھ کر کے زینب کو مدینہ روانہ کیا اور یہ دوسرا سال ہجرت تھا پھر ابو العاص کو اللہ تعالی نے ہدایت دی اور وہ آٹھوین سال
ہجرت مین ایمان لایا اور چھ برس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو ابو العاص پر بنکاح اول پھیر دیا اور مہر جدید مقرر نہین کیا چنانچہ امام احمد
نے یعقوب بن ابراہیم عن ابیہ عن محمد بن اسحق عن داؤد بن الحصین عن عکرمہ روایت کی کہ ابن عباس رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی دختر زینب کو ابو العاص پر بنکاح اول پھیر دیا اور مہر جدید اور گواہی جدید نہین رکھی حالانکہ زینب کی ہجرت ابو العاص کے اسلام لانے سے چھ برس
پہلے واقع ہوئی تھی (رواہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ) اور بعض راویون نے کہا کہ چھ برس نہین بلکہ دو برس بعد پھیرا تھا ابن کثیرؒ نے
کہا کہ یہ قول صحیح ہی اسلیے کہ جب سے مسلمہ عورتین مشرکون پر حرام ہوئین اسوقت سے دو برس بعد ابو العاص اسلام لایا یعنے ہجرت زینب سے
تو البتہ چھ برس گزرے تھے لیکن ہجرت سے حرام نہین ہوئی بلکہ جب سے اللہ تعالی نے مومنات کو مشرکون پر حرام کیا اسوقت سے جدائی واقع
ہوئی اسکے دو برس بعد ابو العاص اسلام لایا **ترمذی**ؒ نے اس حدیث کو روایت کر کے کہا کہ اسکی اسناد مین مضائقہ نہین ہی لیکن ہمکو نہین معلوم
ہوا کہ اس حدیث کے کیا معنے ہین اور کیا وجہ ہی کہ بغیر نکاح جدید کے واپس دیا ہو اور شاید داؤد بن الحصین راوی کے حفظ مین خطا ہوئی ہو یعنے
اصل مین ابن عباسؓ نے کہا ہو کہ نکاح اول کے شرائط پر دیا کوئی جدید زیادتی وغیرہ نہین کی اور داؤدؒ نے اسکو اسطرح یاد نرکھا بلکہ جو روایت
کیا وہ یاد رکھا اور مین نے عبد بن حمید رحمہ اللہ تعالی سے سنا کہ مین نے یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالی سے سنا کہ انھون نے اس حدیث کو
محمد بن اسحق کی اسناد سے ذکر کیا اور دوسری حدیث اسکے خلاف بھی ذکر کی یعنے حجاج بن ارطاۃ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ یعنی عبد اللہ
بن عمرو بن العاص روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی دختر زینب کو ابو العاص پر جدید نکاح و جدید مہر کے ساتھ واپس کیا یزید بن ہارون نے
فرمایا کہ ابن عباسؓ کی حدیث کی اسناد بہ نسبت حدیث عبد اللہ عمروؓ کے ہمکو اچھی ملی ہی ولیکن عمل در آمد موافق حدیث عبد اللہ بن عمرو رضؓ کے واقع ہوا ہی
ابن کثیرؒ نے کہا کہ حدیث عبد اللہ بن عمرو رضؓ کو بھی امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا لیکن امام احمد وغیرہ نے اسکی اسناد کو ضعیف کہا ہی
لیکن جمہور فقہا کا عمل در آمد اسی حدیث کے موافق ہی اور انھون نے حدیث ابن عباس رضؓ کا یہ جواب دیا کہ ابن عباس نے کوئی حکم عام نہین بیان کیا
(مثلا یہ نہین کہا کہ آنحضرت صلعم نے ایسی صورت مین یہ حکم دیا ہے بلکہ خاص ایک واقعہ بیان کیا اور خاص واقعہ کچھ عام نہین ہوتا بلکہ اسکے [illegible]

Marfat.com

خاص سبب ہوسکتا ہی مثلاً شاید اس واقعہ مین سبب یہ ہو کہ ابو العاص سے جدائی ہونے کے بعد ہنوز عدت نہ گزری ہو (مثلاً انکو سال کے بعد حیض آتا ہو) کیونکہ اکثر علما کا مذہب یہ ہی کہ جب زوجہ مسلمان ہوجاوے اور مرد مسلمان نہو یہانتک عورت کی عدت گزر جاوے تو نکاح فسخ ہوجاتا ہی اور بعضی علما نے کہا کہ نہین بلکہ جب عدت بھی گزر جاوے تو اسکے بعد بھی عورت مختار رہتی ہی چاہے برابر ٹھہری رہے حتی کہ جب مرد مسلمان ہو تو اسکے ساتھ جاوے اور چاہے جاکر دوسرے شوہر سے نکاح کرلے اور یہ لوگ کہتے ہین کہ حدیث ابن عباسؓ اسی بنیاد پر ہی واللہ اعلم (ابن کثیر) مترجم کہتا ہی امام طحاوی نے کہا کہ حدثنا ابراہیم ثنا ابوہبی ثنا ابن اسحق باسنادہ یعنی حدیث ابن عباس روایت کی اور کہا کہ حدثنا ابراہیم ثنا ابوہبی ثنا ابن اسحق عن الزہری عن ابی بکر بن عبد الرحمن قال الخ یعنی ابوبکر بن عبد الرحمن فقیہ تابعی نے اپنی پھوپی کا قصہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام الحکیم دختر حارث بن ہشام کو اسکے شوہر عکرمہ بن ابی جہل کو بعد مہینون کے یا قریب ایک سال کے واپس کیا طحاوی نے کہا کہ ان روایتون کے موافق ایک قوم نے یہ اجتہاد کیا کہ اگر کوئی عورت کفرستان مین مسلمان ہوئی اور ملک اسلام مین مسلمان ہوکر آگئی پھر اسکا شوہر بھی مسلمان ہوکر آگیا اور ابھی تک وہ عورت عدت مین ہی تو یہ بدستور سابق اسکی زوجہ ہی یعنے جدید نکاح کی ضرورت نہین ہی اور اگر عدت گزر چکی ہو جب آیا تو مرد کو اس عورت پر کوئی راہ نہین ہی یعنے اگر عورت منظور کرے تو دوبارہ نکاح کرلے ورنہ نہین اور انکی دلیل یہی روایات مذکورہ ہین اور دوسری قوم مجتہدین نے انسے خلاف کیا اور کہا کہ ہمارے اجتہاد مین یہ نکلتا ہی کہ مرد مذکور کو عورت مہاجرہ کی طرف کوئی راہ نہین ہے خواہ اس کا شوہر حالت عدت مین آیا ہو یا بعد عدت کے آیا ہو کیونکہ جب عورت مسلمہ دارالحرب یعنی کفرستان سے نکلی تو دونون کی عصمت منقطع ہوگئی اور عورت اسیوقت اس سے بائنہ ہوگئی پھر طحاوی نے بطریق حجاج بن ارطاۃ حدیث عبداللہ بن عمرو روایت کی مترجم کہتا ہی کہ محدثین نے حجاج بن ارطاۃ کے حافظہ مین کلام کیا ہے لیکن ترمذی نے حدیث ابن عباسؓ کے راوی داؤد بن الحصین کے حفظ مین بھی ضعیف ہونے کا اشارہ کیا ہی قال الطحاوی حدثنا فہد ثنا یحیی الحمانی ثنا حفص عن داؤد عن الشعبی مثلہ یعنی عامر الشعبی فقیہ تابعی نے مثل عبداللہ بن عمرو کے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے زینب کو بنکاح جدید و مہر جدید کے ابو العاص کو واپس دیا اسنادہ صحیح طحاوی نے کہا کہ دیکھو شعبی نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہادات سے حرف واقف تھے وہی بیان کیا جو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہی طحاوی نے کہا کہ حدیث ابن عباسؓ سے یہ نہین نکلتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوجہ سے واپس کیا تھا کہ زینبؓ ہنوز عدت مین تھین اور نہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس زمانے مین جب عورت مسلمان ہوجاتی اور شوہر ہنوز مشرک رہتا تو کیا حکم ہوتا تھا کیا وہ شوہر سے بائنہ ہوجاتی تھی یا بدستور اسکے نکاح مین رہتی تھی طحاوی نے کہا کہ ہم سے محمد بن عبدۃ بن عبداللہ نے حدیث روایت کی کہ مجھسے ابو توبۃ الربیع بن نافع نے کہا کہ مین نے امام محمد بن الحسن الشیبانی سے پوچھا کہ زینب رضی اللہ عنہا کے بارہ مین یہ اختلاف کہانسے پیدا ہوا کہ بعض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنکاح اول واپس کیا اور بعض نے کہا کہ بنکاح جدید واپس کیا تھا اپکی مجھ مین آتا ہی کہ ہر شخص نے جو کچھ روایت کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر روایت کیا ہی محمد بن الحسن نے فرمایا کہ نہین نہین یہ اختلاف اسوجہ سے نہین پیدا ہوا ہی بلکہ اختلاف کی وجہ یہ ہی کہ ابتدائے اسلام مین مومنہ عورت کا کفار کے تحت مین رہنا حلال تھا پھر سورۃ الممتحنہ مین اسکو اللہ تعالی نے حرام کردیا یہ حکم عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا اور یہ بات ظاہر ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اس حکم کے زینبؓ کو ابو العاص کے ساتھ واپس دیا تو عبداللہ بن عمروؓ کے نزدیک بعد حکم تحریم کے اسکی کوئی صورت نہ تھی سوا اسے اس طریقے کے کہ جدید نکاح کے ساتھ واپس دیا ہو لہذا انھون نے کہا کہ بنکاح جدید واپس دیا تھا اور ابن عباسؓ کو یہ حکم معلوم نہوا انھون نے زینبؓ کے معاملے مین کہا کہ بنکاح اول واپس دیا تھا طحاوی نے کہا کہ محمد بن الحسن نے یہ توجیہ بہت اچھی بیان فرمائی ہے اور اگر سب آثار کو اس بات مین جمع کرکے دیکھا جاوے تو صحیح حکم یہی نکلتا ہے جو عبداللہ بن عمروؓ نے بیان کیا ہے اور کہا ابن عباس سے بھی اسیکے مثل حکم موجود ہے چنانچہ باسناد صحیح روایت کیا کہ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ یہودی

Marfat.com

یا نصرانی کے تحت مین یہود یہ یا نصرانیہ تھی وہ مسلمان ہوگئی تو کیا ہوگا ابن عباس رضؓ نے کہا کہ دونون مین جدائی کردی جاوے اور دوسرے [illegible] کے بعد کہا کہ اسلام اونچا رہتا ہی اور نیچا نہین کیا جاتا ہی **فائدہ** ابو توبۃ الربیع بن نافع محدث ثقہ مشہورین امام بخاری و مسلم نے ایک شیخ سے [illegible] نسے روایت کی اور طحاوی کے شیخ محمد بن عبدۃ قاضی دیار مصریہ ثقہ ہین اس روایت سے معلوم ہوا کہ اُس زمانے مین محدثین و فقہا کے [illegible] اتحاد تھا اور معلوم ہوا کہ امام محمد محدث فقیہ ہین **ذہبی** رحؒ نے تذکرۃ الحفاظ مین لکھا کہ امام ابو یعلی الموصلی محدث مشہور کے زمانے مین ابو الولید الطیالسی و سلیمان بن حرب دونون بصرہ مین موجود تھے لیکن ابو یعلی کوفے مین امام ابو یوسف کی تصانیف فقہ کی نقل کرنے مین مصروف رہے حتی کہ ان دونون بزرگون کا انتقال ہوگیا اور ان سے حدیث لینے نہ پائے **اقول** امام بخاری وغیرہ نے دونون کو پایا ہی (م) اب تفسیر کی طرف رجوع کرو اور شیخ ابن کثیر کی تمام تقریر فقط اس امر کو شاہد ہی کہ صلح حدیبیہ مین لفظ عام تھا کہ مشرکون کی طرف سے جو کوئی آوے اسکو واپس کرین یعنی خواہ مرد ہو یا عورت ہو خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو پھر اللہ تعالیٰ نے فقط مسلمہ کے حق مین منسوخ کیا اور حکم دیا کہ کافرون کو انکا مہر دیدو اور مترجم کہتا ہی کہ مین نے وہ قصہ نقل کیا کہ جب مسلمانون نے مکہ سے بھاگ کر ساحل کے پہاڑ پر قیام کیا اور قریش کا قافلہ لوٹنا شروع کیا تو آخر مشرکون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرابت کا واسطہ دلایا کہ انکو بلا لیجیے ہم اپنی شرط سے درگزرے۔ ھ۔ پس محتمل ہی کہ مسلمہ عورتون کے بارہ مین بھی اسیطرح مشرکون نے شرط سے درگزر کی ہو خصوص جبکہ ایک مدت تک انھون نے اس عورت سے اپنی شہوت پوری کی پھر انکو پورا مہر بھی ملگیا کیونکہ عورتین کچھ کم نہ تھین تو غالباً خوشی سے اجازت دی ہوا اور یہ بھی احتمال ہی کہ اول ہی سے صلح مین مسلمہ عورتین شامل نہون چنانچہ **خطیب** رحؒ نے لکھا کہ ابن عباس رضؓ سے روایت ہی کہ جب حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش نے یہ صلح ٹھہرائی کہ جو کوئی قریش کے مشرکین کی طرف سے آپ کے پاس بھاگ آوے آپ اسکو واپس دین اور تحریر لکھی گئی تو سُبَیعہ بنت الحارث الاسلمیہ مسلمان ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر مین بھاگ آئین اور آپ اسوقت حدیبیہ مین موجود تھے اور اُسکے پیچھے پیچھے اُسکا شوہر بھی پہونچا اور نام اُسکا صیفی بن الراہب یا مسافر المخزومی تھا اور وہ ہنوز کافر تھا اُسنے کہا کہ آپ میری عورت مجھے واپس دیجیے کیونکہ یہی شرط ہی اور ہنوز تحریر خشک نہین ہوئی ہی اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائین یعنے مومنہ بعد امتحان کے واپس نہ دی جاوے بلکہ کافر کا مہر دیدو پھر **خطیب** نے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کی روایت لکھی پھر کہا کہ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسقدر حکم بذریعہ قرآن کے منسوخ ہوگیا اور اس سے نکلا کہ قرآن سے حدیث و سنت کا نسخ جائز ہی اور یہ ایک جماعت علما کا مذہب ہی اور یعقوب نے کہا کہ یہان نسخ نہین ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح مین لفظ مطلق رکھا تھا اُسمین صرف یہ تھا کہ جو کوئی آوے واپس کرین اور یہ تصریح نہین تھی کہ خواہ مرد ہو یا عورت ہو پس اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا کہ اسمین مومنہ عورتین شامل نہین ہین اور انکو دو وجہ سے خارج فرمایا ایک یہ کہ عورتین شرمگاہ والیان ہوتی ہین اور وہ کافرون پر حرام ہی دوم یہ کہ عورت کا دل نرم ہوتا ہی اور وہ ضرب و تہدید برداشت کرنے کے قابل نہین ہوتی ہی برخلاف مرد کے کہ وہ دلیر و صابر ہوتا ہی پس عورت پر مرتد ہونے کا خوف شدید ہی **مترجم** کہتا ہی کہ یہ وجہین تو آسانی سے ظاہر ہین لیکن اصل سوال یہان یہ ہی کہ شرط واپسی کیونکر رد فرمائی گئی اسکا جواب ضمناً گزرا ہی اور آیندہ بھی آویگا اگر ہم اسقدر بالضرور جانتے ہین کہ اگر یہ صلح بدعہدی مین سے ہوتی تو ضرور بادشاہ روم ہرقل کی مجلس مین ابو سفیان وغیرہ یہ مذمت بیان کرتے مگر کسی نے ذرا بھی اسکا ذکر نہین کیا تو ضرور اسیطرح کا بدعہدی کا شبہہ نہ تھا اور اگر یہ بھی مانا جاوے کہ بعد اسکے نسخ ہوا تو محتمل ہی کہ جب ساحل سمندر کے مسلمانون کی وجہ سے کافرون نے شرط منسوخ کی تو عورتون کے حکم مین بھی باقی نہین رہی ولیکن اللہ تعالیٰ نے فضیلت رکھی کہ کافرون کو مہر دلوایا جس سے صاف ظاہر ہو کہ بیان جائز مقصود تھا اور مال مقصود نہ تھا واللہ تعالیٰ اعلم اگر کہا جاوے کہ قولہ لاہن حل لہم۔ یہ مومنہ عورتین ان کافرون کو حلال نہین ہین ۔ھ۔ اسیطرح کافی تھا کہ دونون مین حلت نہین ہی پھر کیون فرمایا کہ لا ہم یحلون لہن نہ کافر مردان عورتون مومنات کو حلال ہین ۔ھ۔ **خطیب** نے کہا کہ تلازم کو صریح تاکید سے بیان فرمایا **بیضاوی** رحؒ نے کہا کہ دونون طرف سے حرام ہونا مطابقت سے پورا ہوا اور مبالغہ سے سخت حرمت ظاہر ہوا اور [illegible]

Marfat.com

...ے یہ فائدہ ظاہر ہوا کہ مومنہ عورت مین اور مشرک مردمین باہم جدائی لازم ہوگئی ہی اور دوسرے جملہ سے ظاہر ہوا کہ کبھی آیندہ کسیطرح باہمی نکاح نہین ہوسکتا ...ہے اسکے کہ مشرک مرتو بہ کرکے موحد دیندار ہوجاوے اور مشرکون کو مہر دینے سے یہ مطلب کہ اپنے ذمے کرلو اگرچہ بالفعل نہ دو وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ...نَ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ اور تمپر گناہ نہین کہ ان مہاجرات مسلمات سے نکاح کرلو ...بکہ انکا مہر دیدو اور کافرہ عورتون کی عصمت پکڑے مت رہو یعنی جو مہر مشرکون کو دیا گیا وہ محسوب نہوگا بلکہ نکاح کرو تو نیا مہر انکو دو اور مکہ مین جس کسی مومن ...ن زوجہ مشرکہ ہو اسکو چھوڑے اور اسکی عصمت توڑے پکڑے نہ رہے امام ابن کثیر و خطیب نے کہا کہ اسمین صریح دلیل ہی کہ جس وجہ سے مومنہ مین اور ...سکے شوہر مشرک مین جدائی لازم ہوئی وہ اسکا اسلام ہی اور ہجرت کرنے سے جدائی نہین ہوئی امام ابو حنیفہ نے کہا کہ کفرستان چھوڑکر دارالاسلام ...مین آنے سے دونون مین جدائی ہوگئی ابن عادل نے کہا کہ قول اول صحیح ہی یعنی فقط اسلام لانے سے حرمت ہوئی خطیب نے لکھا کہ ابراہیم نخعی سے ...روایت ہی کہ ابتدائے زمانہ مین مشرکین ایسی عورتون سے نکاح کرلیا کرتے تھے جو ایمان لائی تھین اور مومنین بھی مشرکہ عورتون سے نکاح کرلیتے تھے ...پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہوگیا اور اس آیت کے نازل ہونے کے دن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی دو عورتون کو جو مکے مین ...مشرک تھین طلاق دی ایک کا نام قریبہ بنت ابی امیہ تھا اور دوسری کا نام ام کلثوم بنت عمرو الخزاعیہ تھا پھر قریبہ مذکورہ سے معاویہ بن ابی سفیان ...نے نکاح کرلیا اور یہ اسوقت تک مشرک تھا اور ام کلثوم مذکورہ سے ابوجہم بن حذافہ نے نکاح کرلیا اور یہ بھی مشرک تھا پھر معاویہ کے پاس وہ عورت ...بعد اسلام کے اسوقت تک موجود تھی جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے ہین حتی کہ ابوسفیان نے معاویہ سے فرمایا کہ تو قریبہ کو طلاق دیدے ایسا نہو ...کہ عمر رضی اللہ عنہ اسکو تیرے گھر مین دیکھکر غیرت کھاوین (عمر رض بہت غیرتناک مشہور تھے) لیکن معاویہ نے اسکو طلاق دینے سے انکار کیا ...اسیطرح طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے تحت مین اروی بنت ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھی ان دونون مین بھی اسلام نے جدائی کردی ...مترجم کہتا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے سے بھی یہی مطلب ہی کہ آیت نازل ہونے سے وہ دونون عورتین جو اسوقت مشرک پر تھین حرام ...ہوگئین اور جدائی واقع ہوگئی پھر اروی مذکورہ خفیہ بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آگئی یعنی مسلمان ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ ...علیہ وسلم نے اسکو خالد بن سعید بن العاص کے ساتھ بیاہ دیا مترجم کہتا ہی کہ خالد رض مسلمان تھے اور یہ عمرو بن العاص کے بھتیجے ہین اور شعبی نے ...کہا کہ زینب دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابوالعاص بن الربیع کی زوجہ تھین اور وہ اسوقت تک مشرک تھا پھر مسلمان ہوکر مدینے ...آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو زینب رضی اللہ عنہا کو پھیر دیا مترجم کہتا ہی کہ طحاوی کی روایت مین تصریح ہی کہ شعبی نے کہا کہ ...جدید نکاح کے ساتھ واپس دیا تھا خطیب نے لکھا کہ ابن عباس رض نے کہا کہ نکاح اول پر واپس دیا اور محمد بن عمرو نے اپنی روایت مین کہا کہ چھ ...برس بعد واپس دیا اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنی روایت مین کہا کہ دو برس بعد واپس دیا ابن عبدالبر محدث رحمہ اللہ تعالےٰ ...نے کہا کہ اگر یہ روایت ابن عباس رض صحیح ہو تو دو حال سے خالی نہین ہی یا تو ایسا ہوا کہ زینب رضی اللہ عنہا کو اسوقت تک معمولی ایام حیض نہین ...ہوے یہانتک کہ انکا شوہر مسلمان ہوگیا اور یا یہ بات ہی کہ اسوقت یہ جائز تھا پھر منسوخ ہوا بقولہ تعالیٰ بعولتہن احق بردہن فی ذلک معنی یہ کہ ...عدت کے اندر اسمین کسی کا اختلاف نہین کہ مراد عدت ہی زہری رح نے کہا کہ زینب رضی اللہ عنہا کا معاملہ اسوقت واقع ہوا تھا جب تک فرائض ...نازل نہین ہوے تھے قتادہ نے کہا کہ سورۂ براءت نازل ہونے سے پہلے ہوا کیونکہ اس سورہ مین مومنون و مشرکون کے درمیان عہد سے براءت کیگئی ...اور تعلق قطع فرمایا گیا ہی تنبیہ شاید قتادہ کا مطلب یہ کہ جدائی کی علت یہ کہ کفرستان مین اور دارالاسلام مین عصمت نہین رہتی ہی کیونکہ حکم ہی ...حربیون کو جہان پاؤ قتل کردو ہی ابوحنیفہ کا قول ہی واضح ہو کہ ابن عبدالبر نے حیض نہونا اسوجہ سے کہا کہ ایک جماعت کے نزدیک فقط ایکدم ...حیض سے انقطاع ہوجاتا ہی ابن کثیر نے لکھا کہ اول اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ مومنات کو کفار کو واپس نہ دو دوم کفار نے جو خرچ کیا ہو وہ انکو ...واپس دو اس سے مراد مہر ہی یہ ابن عباس و مجاہد و قتادہ و زہری وغیرہم کا قول ہی یعنے ان علماء سے صریح روایات ہین ورنہ اسمین کچھ

Marfat.com

اختلاف ظاہر نہین ہوا) سوم تمہارا جی چاہے ان مومنات مہاجرات سے نکاح کرلو جبکہ انکا مہر انکو دیدو بطریق حسب اگلی عبارت
سے بشرط ولی وغیرہ کے نکاح کرلو چہارم کوافر کے عصم کو گرفت نہ کرو کوافر جمع کافرہ عصم جمع عصمت یعنے تمہاری کافرہ عورتین جو تمہارے
عصمت گرفت نکرو کیونکہ عصمت تمہارے اور کافرون کے درمیان نہین باقی ہی اس حکم سے اللہ تعالیٰ نے مومنین پر حرام کردیا کہ
عورتون سے نکاح کرین اور اگر منکوحہ ہو تو اسکو منقطع کرین یعنی جان لین کہ کچھ تعلق باقی نہین ہی اور صحیح البخاری مین مسور بن مخرمہ سے روایت ہی کہ
حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکون سے معاہدہ کیا تو مومنہ عورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئین جنکے
عزوجل نے نازل فرمایا یا ایہا الذین آمنوا اذا جاءکم المومنات مہاجرات تا قولہ تعالیٰ بعصم الکوافر پس عمر رضی اللہ عنہ نے اسروز اپنی دو
طلاق دی اور طلحہ بن عبید اللہ رضؓ نے اپنی زوجہ کو طلاق دی چنانچہ مفصل قصہ اوپر مذکور ہوا ہی مترجم کہتا ہی کہ اس سے صریح معلوم ہوا کہ مومنہ عورتون
معاملے مین عہد اسیوقت مخصوص و معلوم ہو چکا تھا ع خطیبؒ نے لکھا کہ کوافر یعنے کافرہ عورتون سے اگر عام مراد ہون تو کتابیہ عورتین بھی حرام ہوجاتی
حالانکہ یہود یہ و نصرانیہ کو نکاح مین لانا جائز ہی لہذا کہا گیا کہ کافرہ سے بت پرست اور مجوسیہ یعنے آتش پرست مراد ہین جنسے ابتدائی نکاح نہین جائز
ہی بعض علماءؒ نے کہا کہ پہلے یون ہی حکم عام نازل ہوا تھا اور سب قسم کی کافرہ عورتین حرام تھین پھر اللہ تعالیٰ نے اسمین سے کتابیہ عورتین مستثنیٰ فرماکر
اُنسے نکاح کرنا جائز کردیا مترجم کہتا ہی کہ یہ بات تو دلائل سے ظاہر ہوتی ہی کہ یہ آیت پہلے اُتری ہی پھر حجۃ الوداع مین قولہ تعالیٰ الیوم اکملت
لکم دینکم الآیہ نازل ہوئی اور اسی سیاق مین جملہ کتابیہ منسلک ہی اب رہا اجتہادی طریقہ یہان دو طرح ہی ایک یہ کہ الکوافر سے بذریعہ الف
لام کے معہود کافرہ یعنے بت پرست وغیرہ سوائے کتابیہ کے مراد ہو دوم یہ کہ الکوافر سے جنس عام کافرہ مراد ہی اسمین سے کتابیہ کی حرمت
منسوخ کی گئی اول قول کے موافق اگر بت پرست عورت یا مجوسیہ عورت نے اسلام قبول کیا اور مرد کافر اسلام نہ لایا یا اسکے برعکس واقع ہوا
تو دونون مین جدائی کردیجاویگی اور یہ بعض علما کا قول ہی انھین مین سے مالک و حسن بصری و عطاء و طاؤس و عکرمہ و قتادہ ہین مترجم کہتا ہی کہ
طحاویؒ نے اسکو ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہی اور اس سے تردد ہوا کہ حضرت زینب رضؓ کے بارہ مین جو کچھ ابن عباس سے روایت کیا جاتا ہی یا تو اسکے
معنی دوسرے ہین یا بقول امام ترمذیؒ کے داؤد بن الحصین کا سہو ہی واللہ تعالیٰ اعلم یہ تو بعض علما کا قول تھا اور دیگر علماءؒ نے کہا کہ فوراً دونون مین
جدائی نہ کیجائے بلکہ عورت کی پوری عدت گزرنے تک انتظار ہوگا اور یہی زہری و شافعی و احمد وغیرہم کا قول ہی اور انکی دلیل یہ ہی کہ ابوسفیان نے
پہلے اسلام قبول کیا تھا چنانچہ مترجم نے عنقریب فتح مکے کے واقعہ مین مفصل حال بیان کیا ہی اور ابوسفیان کی زوجہ ہند بنت عتبہ نے اسکے بعد
اسلام قبول کیا چنانچہ ابوسفیان نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی سعی سے مقام مرّ الظہران مین اسلام قبول کیا اور قریش کے
واسطے امان کے شرائط لیکر مکے کو روانہ ہوا جہان ہند بنت عتبہ اپنے کفر کی حالت پر تھی اور جب اُسکو معلوم ہوا کہ ابوسفیانؓ نے اسلام قبول
کیا اور اہل مکہ سے پکار کر کہا کہ محمد رسول اللہ کا حکم یہ ہی کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر مین داخل ہو اُسکو امان ہی اور جو مسجد الحرام مین داخل ہو اُسکو امان
ہی اور جو اپنا دروازہ بند کرلے اُسکو امان ہی اور جو ہتھیار ڈال دے اسکو امان ہی تو ہند بنت عتبہ نے ابوسفیان کی ڈاڑھی پکڑی اور قریش سے
پکار کر کہا کہ اس گمراہ بیدین موٹے چربیلے بڈھے کو قتل کرو ابوسفیان نے کہا کہ ارے کمبختو یہ عورت تمکو دھوکا نہ دے تمپر اسقدر لشکر آیا ہے
کہ ہرگز تمکو اس سے لڑنے کی طاقت نہین ہی الغرض اسوقت ہند مذکورہ نے اسلام سے انکار کیا اور اسکے چند روز کے بعد فتح مکہ کے روز اسلام
لائی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون کو انکے سابق نکاح پر قائم رکھا انمین جدید نکاح منعقد نہین کیا گیا اسکی وجہ یہی ہے
کہ اتنی دیر مین ہند کی عدت نہین گزری تھی اسیطرح حکیم بن حزام بھی اپنی زوجہ سے پہلے اسلام لایا اور وہ عورت بعد اسکے اسلام لائی حالانکہ
دونون اپنے نکاح پر قائم رکھے گئے اگر کہا جاوے کہ امام مالک وغیرہ نے قولہ تعالیٰ لا تمسکوا بعصم الکوافر سے استدلال کیا تھا کہ دو
کے عصمت منقطع ہوجاتی ہی جبکہ ایک نے اسلام سے انکار کیا ہو تو اسکا کیا جواب ہی خطیبؒ نے کہا کہ شافعیؒ نے اسکا جواب دیا کہ اس آیت مین

Marfat.com

انکی دلیل کچھ نہین نکلتی اسلیے کہ مومنہ عورتین تو کافرون پر حرام ہین جیسے کافر غیر کتابیہ عورتین مومنون پر حرام ہین چنانچہ قولہ تعالیٰ لاہن حل لہم الآیہ مین مصرح ہی پھر حدیث سے وطریقۂ سنت سے اسکے معنے یہ معلوم ہوئے کہ انمین باہم حلت نہین ہی جبکہ انقطاع کلی ہوجاوے بدون اسلام کے اور اگر زمانۂ عدت مین دونون مسلمان ہوجاوین تو اپنے نکاح سابق پر رہینگے خطیب رح نے لکھا کہ امام ابوحنیفہ رح اُنکے اصحاب نے فرمایا کہ اگر دار الاسلام مین عہد ذمہ سے رہنے والے کافرون مین عورت مسلمان ہوگئی تو اسکے شوہر پر بھی اسلام پیش کیا جائیگا اگر وہ مسلمان ہوگیا تو دونون بدستور سابق زوجہ ہین اور اگر اُسنے انکار کیا تو دونون مین جدائی کردی جاویگی اور اگر دونون کفرستان مین رہتے ہون اور عورت مسلمہ ہوئی تو شوہر اگر تین حیض کی عدت گزرنے سے پہلے مسلمان ہوگیا تو دونون زوجین ہین بشرطیکہ عورت اپنے شوہر کے اسلام سے پہلے دار الاسلام مین نکل نہ آئی ہو اسیطرح اگر کفرستان کے دو حربی شوہر و زوجہ امان لیکر دار الاسلام مین آئے ہون اور یہ صورت واقع ہوئی اور دونون یہان موجود ہین تو بھی یہی حکم ہی اور اگر یہ صورت ہو کہ عورت و اسکے شوہر مین سے ایک دار الحرب مین ہو اور دوسرا دار الاسلام مین ہو تو ایک کے اسلام لاتے ہی دونون سے عصمت منقطع ہوجاویگی خطیب رح نے کہا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ دار الاسلام یا دار الحرب کا اعتبار کرنا کچھ چیز نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ عصمت کا انقطاع جس چیز سے ثبوت ہوا اسکا اعتبار لازم ہی کیونکہ عصمت الکوافر سے انقطاع مامور بہی اور ہمنے جہاد کے احکام سے صاف معلوم کیا کہ کافرون کو جہان پاؤ وہان قتل کرنیکا حکم ہی اور یہ کلیہ عصمت کو قطع کرنے پر مبنی ہی یعنے جان و مال معصوم و محفوظ نہین ہی پھر ہم تم سب کہتے ہین کہ حکم قتل مین یہ کفار داخل نہین ہین جو دار الاسلام مین ذمی ہون یا امان سے ہون کیونکہ ذمیون کا قتل نہین جائز ہی اور یہ جہاد نہوگا اسیطرح جو حربی کافر یہان امان لیکر آیا ہو اسکا قتل بھی روا نہین ہی تو فقط ایسے کافرون پر یہ حکم جہاد جاری ہی جو کفرستان مین ہون تو معلوم ہوا کہ جب تک وہ کفرستان مین ہی تب تک اُسکا خون حلال ہی اور عصمت نہین ہی حتی کہ اگر سرحد سے کوئی مسلمان اُتر کر کافرون کو مار ڈالے تو اُسپر کچھ گناہ نہین ہی برخلاف اسکے اگر وہ امان لیکر آیا ہو (اسی قول مین) یا یہان ذمی ہوا اور اسکو مار ڈالے تو اسپر کفارہ اور توبہ ہی علاوہ دیت یعنی خون بہا کے تو صریح معلوم ہوا کہ دونون ملک مین باہم عصمت ہی اسلیے اسکا اعتبار ضرور ہی اور یہ بات کچھ قیاس و رائے نہین ہی بلکہ دونون آیتون مین ملاکر اجتہاد ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (دقائق) کہا کہ پھر جو کچھ حکم اور اختلاف بیان کیا گیا یہ ایسی عورت کے حق مین ہی جو اپنے شوہر کی مدخولہ ہو اور اگر وہ عورت غیر مدخولہ ہو یعنے بعد نکاح کبھی اسکے شوہر کے ساتھ ہم بستری نہوئی ہو تو ایک کے اسلام لاتے ہی دونون مین عصمت منقطع ہوجائیگی اسلیے کہ غیر مدخولہ پر کچھ عدت لازم ہوتی ہی اور اس مسئلہ مین کسی امام کا اختلاف معلوم نہین ہوا اسیطرح امام مالک نے کہا کہ اگر عورت و اسکا شوہر دونون مسلمان ہون پھر اسکا شوہر مرتد ہوگیا یعنے دین اسلام سے پھر گیا نعوذ باللہ منہ تو ان دونون مین عصمت منقطع ہوگئی اور یہی حسن بصری و حسن صالح کا قول ہی اور امام شافعی نے کہا کہ نہین بلکہ پوری عدت تک انتظار کیا جاوے مترجم کہتا ہی کہ اسکے معنی یہ ہین کہ امام شافعی و احمد کے نزدیک اگر مرتد پھر توبہ کرکے مسلمان ہوگیا اور ہنوز عورت اپنی عدت مین ہی اگرچہ تھوڑی دیر باقی ہو تو عورت اُسکی زوجہ رہیگی اور امام مالک رح نے کہا کہ نہین بلکہ مرتد ہوتے ہی انقطاع ہوگیا اب اگر مسلمان بھی ہوجاوے تو دوبارہ نکاح کی ضرورت برضامندی عورت ہی اگر کہو کہ اگر کسی کمبخت نے تین مرتبہ ایسا کیا ہو کہ مرتد ہوا پھر نکاح کیا بقول شافعی و ابوحنیفہ وغیرہ عدت مین رجوع پایا تو کیا تین مرتبہ کے بعد اس سے رجوع یا نکاح نہین کرسکتا ہی جواب کرسکتا ہی اسلیے کہ یہ جدائی کچھ طلاق نہین ہی اور تین مرتبہ کی قید فقط طلاق کی صورت مین ہی اور یہان فرقت بدون طلاق ہی حتی کہ اگر مرتد مذکور طلاق نہ دے اور نہ جدائی چاہے تو بھی عصمت منقطع ہی اسی جہت سے بعض پرہیزگار علما جنمین سے مترجم کے عم مکرم مولانا قدس سرہ بھی تھے جب ایلخانہ سے غصے مین سخت کلام کہتے یا عورت کی کسی حرکت سے یہ شبہہ ہوتا کہ اس سے ارتداد کے مسائل کثیرہ مین سے جو فتاوی مین مذکور ہین شاید کوئی جائد ہوا ہو تو احتیاطاً نکاح کی تجدید کرلیتے تھے اور طلاق بھی سوائے صریح کے بدون نیت واقع نہین ہوتا فافہم خطیب رح نے لکھا کہ اگر مرد اور اُسکی عورت دونون نصرانی ہون پھر عورت مسلمان ہوگئی تو امام مالک رح و شافعی و امام احمد کا مذہب یہ ہی کہ عدت پوری ہونے تک

Marfat.com

اگر اُسکا شوہر مسلمان ہوگیا تو دونون کا نکاح بدستور باقی رہیگا اور یہی مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہی اور اسیطرح اگر بت پرست کی زوجہ مسلمان ہوجاوے کہ اگر اُسکا شوہر اسلام لایا تو اُنکا نکاح بدستور باقی رہیگا چنانچہ قریش کے دو شخصون کا یہی واقعہ ہوا کہ ابن ابی جہل اور صفوان بن امیہ دونون کی زوجات پہلے مسلمان ہوگئی تھین پھر انکی عدت کے اندر یہ دونون بھی مسلمان ہوگئے لہذا اپنے نکاح سابق پر برقرار رکھے گئے اور یہ قصہ امام مالک نے مؤطا مین بھی ذکر کیا ہی اور بعض علما نے بیان کیا کہ صفوان بن امیہ اور اسکی زوجہ کے اسلام مین قریب ایک مہینے کے فرق واقع ہوا تھا اور کہا کہ جس عورت نے کفرستان سے نکلکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہان ہجرت اختیار کی اور اُسکا شوہر اپنے کفر کی حالت مین کفرستان ہی مین مقیم رہا تو ایسی صورت مین ہمکو یہی علم حاصل ہوا ہی کہ ان دونون کے درمیان بوجہ ہجرت کے جدائی واقع ہوجائیگی مگر جبلہ اُسکی عدت گزرنے سے پہلے اُسکا شوہر بھی ہجرت کرے (یعنے مسلمان ہوکر ہجرت کرے) اور بعض علماء نے فرمایا کہ شوہر کی ہجرت سے نکاح باقی نہین رہیگا بلکہ نکاح ان دونون مین فسخ ہوچکا کیونکہ زید بن علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میرا دادا مسلمان ہوگیا تھا اور میری دادی مسلمان نہین ہوئی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونون مین جدائی کردی اور یہی طاؤس و عطا و حسن و عکرمہ کا قول ہی کہ دونون مین سے جب ایک مسلمان ہوا تو دوسرے پر اسلام پیش کیا جائے اگر وہ انکار کرے تو نکاح فسخ ہوجاوے پھر اگر مرد مسلمان ہوا تو اسکے واسطے عورت پر کوئی حق نہوگا ولیکن اگر وہ منظور کرے تو دونون نکاح کرلین (السراج) مترجم کہتا ہی کہ قول اول کے واسطے عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ کے قصے سے بھی استدلال ہوسکتا ہی کیونکہ جب مکہ فتح ہوا تو عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسوقت کفر کی حالت مین فرار کیا اور چاہا کہ جہاز پر سوار ہوکر ملک حبشہ وغیرہ مین چلے جاوین جب کشتی پر سوار ہوے تو ہوا مین طوفانی کیفیت پیدا ہوگئی اور کشتی کے مالک نے لوگون کو منع کیا کہ یہان سوا ے خدا تعالیٰ کے کسی سے فریاد نہ کرو یہ سنتے ہی عکرمہ نے کشتی سے اُترنے کی درخواست کی اُنکے ساتھیون نے سبب پوچھا تو کہا کہ اگر سمندر مین سوا ے خدا تعالیٰ کے کوئی نجات دینے والا نہین ہی تو خشکی پر بھی سوا ے اُسکے کوئی پروردگار نہین ہی اور وہان سے روانہ ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری کا قصد کیا ساتھیون نے ہرچند چاہا کہ پہلے کسیکے ذریعہ سے امان نامہ لیا جاوے عکرمہؓ نے کہا کہ جب اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک ہی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے رسول ہین تو بیشک بہت رحیم و شفیق پائے جاوینگے اور یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور معجزے کے آگاہ فرمایا کہ عکرمہ مسلمان ہوکر آتا ہی جب عکرمہ سامنے آئے تو آپ نے فرمایا کہ مرحبا بالمہاجر اور عکرمہ مسلمان ہوگئے پھر شام کے جہاد یرموک مین شہید ہوگئے اس سے استدلال کا طریقہ یہ ہی کہ مکہ اُسوقت دار الاسلام ہوگیا تھا اور اُنکی بی بی یہان مسلمان تھین اور یہ ملک چھوڑ گئے حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مہاجر کہا لیکن یہ احتمال ہی کہ شاید مہاجر اسوجہ سے فرمایا ہو کہ انھون نے اپنے باپ ابوجہل وغیرہ جہنمی کافرون سے مہاجرت وجدائی کرلی واللہ تعالیٰ اعلم اسیطرح صفوان بن امیہ بھی بھاگ گئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ اُسکو واپس لاوے اس شرط پر کہ اُسکے واسطے چار مہینہ تک امان ہی پھر اگر وہ مسلمان ہو تو خیر ورنہ بعد اس مدت کے جہان چاہے نکل جاویگا صفوان ڈرتے ڈرتے آیا اور آنحضرت سے عرض کیا کہ یہ شخص مجھسے کہتا ہی کہ آپنے یہ حکم دیا ہی آپنے فرمایا کہ ہان پھر صفوان کو ایک مہینہ بھی نہ گذرا تھا کہ مسلمان ہوگئے **خلاصۂ تفسیر** چونکہ آیات کے ذیل مین مذاہب اجتہادیہ بیان کرنے مین کلام دراز ہوگیا ہی لہذا خلاصہ یہ ہی کہ قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اذا جاءکم المومنات الآیہ یعنے ای مومنین جب تمہارے پاس مومنہ عورتین ہجرت کرکے آوین تو اُنکو امتحان کرلو اگر تم یقین جان لو کہ یہ مومنہ عورتین ہین تو انکو کافرون کے یہان واپس نہ دو نہ مومنات ان کافرون کو حلال ہین اور نہ کفار انکو حلال ہین صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ اس آیت کا نزول حدیبیہ مین بعد تحریر صلح کے واقع ہوا گویا یہ باہمی رضامندی پر قرار پایا گیا اور ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ ہجرت سے انکے شوہرون سے جدائی ہوگئی اور دار کفر اور دار اسلام کے درمیان عصمت نہین رہتی ہی اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ اعطوہم ما انفقوا الخ یعنے کافرون نے جو کچھ ان عورتون کے مہر مین خرچ کیا ہو وہ انکو دیدو دینے کی

ذمہ داری کرلو اگرچہ فی الحال ادا نکرو اور تمھارا جی چاہے ان عورتون کو انکا مہر جدید دیکر انسے نکاح کرلو یعنے انکی رضامندی وغیرہ شرائط نکاح کے ساتھ انسے عقد کرلو اور مقدار عدت تک مدخولہ مین توقف ہی اور اگر کافرون کی غیر مدخولہ ہو تو کچھ عدت نہین ہی قولہ ولا تمسکو بعصم الکوافر یعنی تمھاری کافرہ زوجات جو مکے مین بعد تمھاری ہجرت کے چھوٹ گئی ہین کیونکہ کفر کی وجہ سے انھون نے وہ ملک نہین چھوڑا تو انکی عصمت کو تمسک نکرو اسی حکم کی وجہ سے جب باہمی عصمت منقطع ہوئی تو حضرت عمر وطلحہ وغیرہ نے اپنی زوجات سے انقطاع کا اعلان کیا پھر اس مسئلہ مین فقہا کے اجتہادات اوپر مذکور ہین کہ کیا شوہر و زوجہ مین فقط ایک کے مسلمان ہوتے ہی انقطاع ہوجاتا ہی یا انتظار ہوتا ہی اور اس صورت مین کب تک شوہر مسلمان ہو تو عورت اُسکو نکاح سابق پر مل سکتی ہی پھر اللہ تعالی نے فرمایا وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا اور تمنے جو کچھ خرچ کیا تھا وہ مانگو اور کفار نے جو کچھ خرچ کیا تھا وہ مانگین ف یعنے مسلمانون مین سے اگر کسی کی زوجہ مرتدہ ہوکر کافرون مین بھاگ جاوے اور ان کافرون کے ساتھ معاہدہ صلح ہی تو کافرون سے کہا جاوے کہ اسکا مہر تمنے اسکو اسقدر دیا تھا وہ ہمکو پھیر دو اور اسیطرح اگر کافرون مین سے کوئی عورت مسلمان ہوکر دارالاسلام مین ہجرت کرکے چلی آوے تو کفار مانگین کہ انھون نے اس عورت کو اسقدر مہر دیا تھا وہ پھیر دو یہ دونون طرف کے واسطے عدل وانصاف کا حکم ہی۔ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ یہ حکم موصوف اللہ تعالی کا حکم ہی وہ تم دونون فریق کے درمیان فیصلہ فرماتا ہی اور اللہ تعالی خوب جاننے والا حکمت والا ہی ف خطیب رح نے لکھا کہ صلح حدیبیہ کے بعد دونون فریق مین عہد ہونے کی وجہ سے اللہ تعالی نے یہ حکم دیا اور صلح حدیبیہ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرہ عورتون کو دارالاسلام مدینہ مین روک لیتے تھے اور کافرونکو کچھ مہر نہین دیتے تھے اگر کہا جاوے کہ مسلمان اپنا مہر کس سے طلب کرین جواب بعض نے لکھا کہ اس مرتدہ عورت سے جس کافر نے وہان نکاح کیا ہو اس سے مطالبہ کرین اور بعض نے زعم کیا کہ جب یہ فیصلہ برنا نے صلح ہی تو قوم کفار کا سردار اور سب قوم ذمہ دار ہی لیکن اس قول مین تامل ہی اسلیے کہ صلح کے شرائط مین سے یہ شرط لازم نہ تھی ہان اگر منظور کرتے تو زیادہ ہو سکتی تھی لیکن انھون نے منظور نہین کیا خانچہ آیندہ بیان آتا ہی پس یہ بات باہمی عدل کے طریقے پر ہی قرطبی رح نے لکھا کہ یہ حکم جو یہان مذکور ہی خاص کر اسی واقعہ مین فقط اسی زمانے کے لیئے خاص تھا اور اسپر سب مسلمانون کا اجماع ہی پھر اللہ تعالی نے فرمایا وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ اور اگر جاتی رہی کچھ تمھاری زوجات سے کفار کی جانب پس تمنے عقوبت دی تو جنلوگون کی زوجات جاتی رہی ہین اُنکو اُسکے مثل دیدو جو انھون نے خرچ کیا تھا اور تم اپنے اللہ تعالے سے تقوی رکھو جسپر تم ایمان لائے ہو ف اس آیت کے معنے دو طرح بیان کیے گئے ہین ایک قول کی بنیاد یہ ہی کہ یہ حکم اسلیے کافرون کے ساتھ ہی جنسے کچھ عہد و پیمان نہین تھا قول دوم کی بنیاد یہ ہی کہ حکم مذکور انھین کافرون کے متعلق ہی جنسے عہد تھا قال الحافظ رح جب یہ حکم آیا کہ جو عورت مسلمان ہوکر ہجرت کرکے آوے اُسکا مہر جو اُسکے کافر شوہر نے دیا تھا وہ کافر کو دینا اپنے ذمے کرلو اور جو عورت یہان سے مرتد ہوکر بھاگ جاوے تو کفار تمکو اسکا مہر جو تمنے اُسکو دیا تھا واپس دین تو مسلمانون نے کافرون کو لکھ بھیجا قال ابن جریر حدثنا یونس ثنا ابن وہب اخبرنی یونس عن الزہری قال الخ یعنے ابن جریر رح نے یونس بن عبدالاعلی مصری سے جو امام مسلم وطحاوی وابوحاتم و اُنکے بیٹے وابن خزیمہ وغیرہم کے شیخ ثقہ ہین باسناد مذکور روایت کیا کہ زہری رح نے کہا کہ جب یہ حکم آیا تو مومنون نے حکم الٰہی کا اقرار کیا اور کافرون کو وہ مہر دیدیا جو اُنھون نے مہاجرہ مومنہ پر خرچ کیا تھا اور مشرکون نے اس حکم کو ماننے سے انکار کیا یعنے کہا کہ ہم لوگ اس مرتدہ عورت کا مہر مسلمانون کو نہین دینگے جو انھون نے خرچ کیا تھا پس اللہ تعالی نے مومنون پر نازل فرمایا وان فاتکم شئی من ازواجکم الآیہ پس یہ آیت کے بعد جو عورت کہ مومنون کی طرف سے کافرون کے یہان بھاگ گئی تو مومنون نے اُنکے شوہر کو اُسکا مہر اس عقب سے دیا جو اُنکے ہاتھ آیا جسکے دینے کا حکم کفار کو دیا گیا تھا اور اگر کچھ بچا تو انھون نے مشرکون کو دیدیا مترجم کہتا ہی کہ اسکا مطلب ہی کہ جب اللہ تعالی نے حکم عدل نازل فرمایا

Marfat.com

کافرون نے اسکو قبول کرنے سے انکار کیا تو گویا یہ صورت ہوگئی کہ کافرون کی طرف سے جو عورت ایمان لاکر بھاگ آئی مومنون نے اسکا مہر کافرون کو دیدیا تھا اور

مین شامل ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لیے حکم کرین کہ جو غنیمت حاصل ہو اسمین سے اسکے خرچہ مہر کے برابر اسکو دیا جاوے اور یہی بات مجاہد نے بیان فرمائی ہو تو لہ فعاقبتم کے معنے یہ کہ تم نے غنیمت حاصل کی خواہ قریش سے حاصل ہو یا کسی دیگر قبیلۂ کفار سے حاصل ہو قولہ فاتوا الذین ذہبت ازواجہم الآیہ پس اس مال غنیمت مین سے ان لوگون کو جنکی زوجات چلی گئی ہین اسقدر دو جسقدر انھون نے مہرون مین خرچ کیا تھا یعنے مہر کے برابر دو یہی معنے مسروق وابراہیم وقتادہ وضحاک وسفیان بن حسین وزہری نے بھی بیان فرمائے ہین خطیبؒ نے لکھا کہ اسکا طریقہ یہ ہے کہ غنیمت مین سے بغیر پانچوان حصہ نکالنے کے ان لوگون کو پہلے دیدیا جاوے پھر تقسیم کی جاوے یعنے اگر وہ لوگ جہاد مین بھی شریک تھے تو جہاد ی حصہ انکو الگ دیا جاوے مترجم کہتا ہے کہ اس تفصیل سے کیا فائدہ ہے جبکہ قرطبیؒ کے بیان کے موافق یہ حکم فقط ایک وقت خاص مین ایک قوم خاص کے ساتھ تھا ولیکن آئندہ آویگا کہ ایک جماعت کے نزدیک یہ حکم باقی ہے یعنے جب کبھی ایسا اتفاق ہو تو اسطرح صلح کرنا جائز ہے اور شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ قول اول مین اور قول دوم مین کچھ مخالفت نہین ہے کیونکہ قول اول سے یہ مراد تھی کہ کفار کی طرف جو عورتین بھاگی ہین اگر وہ کچھ مال چھوڑ گئی ہون یا کفار کے یہان سے جو مومنات مہاجرات بھاگ آئی ہین اور انکے مہر کفار کو دینے کے لیے جمع ہین ان اموال مین سے مرتدات کے شوہرون کو دیا جاوے اور یہ بات جب ممکن ہو تو پہلے اسی پر عمل ہوگا اور جب یہ ممکن نہو تو غنیمت مین سے انکو دیا جائیگا کیونکہ یہ غنیمت بھی کافرون سے لی گئی ہے اور اس قول مین زیادہ وسعت ہے اور اسیکو امام ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے (ع) یہانسے ایک مسئلہ کا حکم بھی سمجھا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص کا کچھ حق دوسرے پر آتا ہو پھر اسکا مال حاکم کے پاس آوے تو حق دار اسمین سے بقدر اپنے حق کے درخواست کرے بشرطیکہ مال امانت نہو اور حاکم کو اسمین تصرف جائز ہو اور جسپر حق آتا ہے وہ سرکش ہو لیکن فقہا نے اس مسئلہ مین عام حکم اسلیے نہین دیا کہ آخر زمانے مین قاضی وغیرہ حکام دنیا کے لالچ مین مال کے معتمد نہین رہے پس اگر انکو کچھ بھی اجازت ملے تو ناحق بندگان خدا کے مالون مین تصرف وتغلب کرنے لگین اور لوگ ظلم مین پریشان ہون خطیبؒ نے لکھا کہ مجاہد وقتادہؒ نے کہا کہ قولہ فعاقبتم۔ یعنے تم نے قصاص سے بدلا لیا یعنے کافرون پر جو حق تھا جب انھون نے کفر وسرکشی سے نہین دیا تو تمنے جو مال انکا پایا اسمین سے بقدر حق کے لے لیا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آیت کے یہ معنی ہین کہ اگر تم مین سے کوئی عورت مرتد ہوکر کفار سے ملگئی اور تمھارے وانکے درمیان عہد نہین ہے اور تمھارے یہان سے مسلمان شوہر موجود ہے پھر تمنے مال غنیمت حاصل کیا تو اس مسلمان کو مال غنیمت مین سے پانچوان حصہ نکالنے سے پہلے بقدر اسکے مہر کے دیدو

فائدہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جو عورتین کہ اسلام لانے کے بعد مرتدہ ہوگئین سب چھ عورتین تھین ایک ام الحکم دختر ابوسفیان جو خالد بن عیاض فہری کی زوجہ تھی دوم فاطمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ جو کہ حضرت ام سلمہ کی بہن تھی اور حضرت عمر بن الخطاب کی زوجہ تھی پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے مکے سے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو اُسنے ساتھ دینے سے انکار کیا اور مرتدہ ہوکر مشرکون مین ملگئی سوم بروع بنت عقبہ جو شماس بن عثمان کی زوجہ تھی چہارم عزہ بنت عبد العزیز بن نضلہ یہ عورت مسلمان ہوگئی تھی اور اسکا شوہر عمرو بن عبدود تھا جو قریش بلکہ عرب مین بہت بڑا دلیر پہلوان مشہور تھا اور غزوۂ خندق مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا پنجم ہند بنت ابی جہل جو ہشام بن العاص بن وائل کی زوجہ تھی ششم ام کلثوم بنت جرول الخزاعیہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھین خطیبؒ نے اسکے بعد لکھا کہ یہ عورتین دین اسلام سے پھر گئین اور اُنکے شوہرون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے بقدر مہر کے عطا کیا مترجم کہتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تو اسیقدر روایت ہے کہ یہ عورتین مرتدہ ہوگئی تھین اور اس سے زیادہ لکھکر خطیبؒ نے غلطی اُٹھائی کہ اُنکے شوہرون کو مہر عطا کیا کیونکہ انمین سے بعضی عورتون کے شوہر حالت کفر پر مارے گئے جیسے عمرو بن عبدود جو کہ جنگ بدر مین بچکر بھاگ گیا تھا اور غصے مین بدلا لینے پر قسم کھاتا تھا یہانتک کہ قریش وغطفان وغیرہ جمع ہوکر مدینہ پر چڑھ آئے جسکا بیان سورۂ احزاب مین گذرا وہان ایک روز مغرور ہوکر خندق سے اُترآیا اور اسکی ہیبت سے کسی کو جرأت نہوئی تھی کہ حضرت علیؓ نے پیادہ اُس ملعون سے مقابلہ کیا اُسنے

Marfat.com

کہ کر اے بھتیجے تم کیون آئے ہو آپ نے فرمایا کہ تیرے مقابلے کو آیا ہون اُسنے ہنسکر کہا کہ اے لڑکے مجھسے تیرے باپ سے دوستی تھی مین تجھے قتل کرنا نہین چاہتا ہون آپ نے بعد دعوت اسلام واسکے انکار کے فرمایا کہ لیکن مین اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے تجھے قتل کرنا چاہتا ہون یہ سنکر غیظ مین حملہ آور ہوا اسکے وار سے ڈھال ٹکرے ہوگئی لیکن حضرت کے وار نے اسکا سر ٹکڑے کر دیا وللہ الحمد والمنتہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ

اے نبی جب آوین تیرے پاس مسلمان عورتین قرار کرنے کو اسپر کہ نہ ٹھہراوین ساجھی

بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ

اللہ کا کسیکو اور چوری نہ کرین اور بدکاری نہ کرین اور اپنی اولاد کو نہ مارین اور طوفان نہ لاوینگو

يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ

باندھکر اپنے ہاتھون اور پاؤن مین اور تیری بے حکمی نہ کرین کسی بھلے کام مین تو انسے قرار کر

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اور معافی مانگ اُنکے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تفسیر نے لکھا کہ جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی خطائین معاف فرمائین اور اُنسے اسلام وجہاد پر بیعت لی پھر آپ کے عورتین اسلام و بیعت کے لیے حاضر ہوئین آپ کوہ صفا پر تھے اور آپ کی نیابت مین نیچے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جو کچھ آپ فرماتے تھے وہ عورتون کو سناتے اور بیعت لیتے جاتے تھے شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلیے اس کام پر مقرر ہوے کہ عورتون پر شیطان کا تزمین اور حضرت عمر رض سے شیطان بھاگتا تھا واللہ تعالیٰ اعلم پھر جب عورتین بغرض بیعت حاضر ہوئین تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ اے نبی جب آوین تیرے پاس مومنہ عورتین کہ تجھسے بیعت کرین اس بات پر کہ شرک نکرینگی اللہ تعالیٰ سے ف آیت مین مومنات کی تصریح ہے پھر اُنسے ان امور پر عہد لینے کی کیا ضرورت ہے جواب مین سوال سے زیادہ توضیح کی جاتی ہے بعض علمار نے گمان کیا کہ فتح مکہ کے روز اگرچہ قریش کے مردون اور عورتون نے اسلام قبول کیا لیکن بعضے ہنوز شک مین پڑے تھے ابن الہمام رح نے کہا کہ ابوسفیان کا اسلام بعد غزوۂ حنین کے درست ہوا ہے یعنے قریب ایک مہینے کے بعد یقین پورا ہوا ہے لیکن امتر جم کہتا ہے کہ مردون مین اگر یہ حالت ہو تو عورتون مین ایسا ہونا ضرور نہین ہے خطیب رح نے زعم کیا کہ جو عورتین ہجرت کرکے مدینے پہونچی تھین اول انکا امتحان لینے کا حکم ہوا پھر اُن سے بیعت لینے کا حکم ہوا امتر جم کہتا ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث سے یہ اشارہ ظاہر ہوتا ہے اور اس بنیاد پر اس آیت کا نزول پہلے ہو چکا تھا پھر شاید فتح مکے کے روز عورتون کی بیعت کے لیے حکم ہوا ہو کہ انھین آیات کے حکم پر بیعت کرین اور بیعت مین ممنوعات بیان کیے گئے کیونکہ ایمان مین ممنوعات سے پرہیز کرنا نہایت ضروری ہے خطیب نے لکھا کہ احکام امر بھی چھ ہین شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ رمضان اور حج اور جنابت سے غسل کرنا انمین سے شہادت ایمانی ہر وقت دل مین لازم ہے اسلیے انکو مومنات فرمایا اور باقی اوامر اپنے اپنے وقت پر ہین چنانچہ نماز اپنے اوقات پر اور زکوٰۃ اول حال نصاب پر اور دوم سال گزرنے پر ہے اور روزہ فقط ماہ رمضان مین بشرائط صحت وغیرہ ہے اور حج مین بھی جو عمر مین ایک مرتبہ ہے ایسی ہے شرائط مین اور غسل جماع اپنے وقت پر ہے برخلاف ممنوعات کے کہ یہ ہر وقت اور ہر حال مین منع ہین اسلیے انکو عہد لیکر باز رکھنے مین زیادہ اہتمام ہوا اور چونکہ مردون کی بہ نسبت عورتون مین یہ باتین اکثر ہوتی ہین اور نفس کے غلبے مین وہ مضبوط نہین رہ سکتی ہین تو انکی بیعت مین خصوص انکا اہتمام ہوا

اور وہی چھ باتین ہین **اوّل** یہ کہ اللہ تعالی وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی حال مین کسی وقت شرک نہ کرین اس سے انکے ایمان کی حفاظت ہی اور عورتین اس زمانے مین اکثر ایسی ہین جو بے ایمانی سے عقل کا نور نہین رکھتی ہین تو کبھی اولاد کے لیے رمال کے پاس جاتی اور کبھی قبرون سے بیٹا مانگتی ہین اور یہ نہین سمجھتی ہین کہ المعطی الخالق الرزاق وغیرہ تمام کمالات سب اللہ تعالی کے لیے ہین اور اس خفی شرک سے بھی پرہیز کرنا لازم ہی اگرچہ کھلا ہوا شرک تو کفر ہی اور خفی شرک کی مثال یہ ہی کہ میرے پیٹ مین چنے چبانے سے درد ہوا یہ غفلت ہی حتی کہ اگر پوچھا جاوے تو وہ توحید بتلاوے مثلاً اس پانی نے خوب کھیتی اگائی اور جب ہوش ہوا تو کہنے لگا کہ اللہ تعالی ہی پیدا کرنے والا ہی اور یہ بارش اسکی رحمت کے آثار مین سے ہی الحاصل چھ باتون سے باز رہنے پر بیعت لی **اوّل** یہ کہ اللہ تعالی سے کسی چیز کو شریک دساجھی نہ بناوین اور **دوم** قولہ تعالی **وَلَا يَسْرِقْنَ** اور چوری نکرے **ف** یعنی کوئی عورت چوری نکرے یعنی ناحق کسی غیر کا مال چھپا کر نہ لے اور **سوم** قولہ تعالی **وَلَا يَزْنِينَ** اور زنا نکرین **ف** یعنی ان میں سے کوئی عورت کسی مرد کو بغیر نکاح صحیح کے اپنے اوپر وطی کرنیکا قابو نہ دے اور **چہارم** قولہ تعالی **وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ** اور اپنی اولاد کو قتل نکرین **ف اہل تفسیر** نے لکھا کہ اولاد کی تفسیر ہی چنانچہ زمانہ جاہلیت کے عرب بیٹیون کو شرم اور محتاجی کے خیال سے زندہ درگور کر دیتے تھے **مفسر رحمہ** کہتا ہی کہ یہ طریقہ مردون مین تھا اور عورتین اسطرح کرتی تھین کہ جب لڑکی پیدا ہوتی تو فوراً اسکا گلا گھونٹ دیتی تھین کہ وہ نازک بچہ اسوقت مرکے جان دیدیتی تھی اور لوگون کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مردہ لڑکی جنی ہی یا ہوتے ہی مری اور اس سے عورت کا مقصود یہ ہوتا تھا کہ لڑکی کے دکھ سے چھوٹے اور شوہر بھی ناخوش نہو اور مرد کو شرم یہ ہوتی ہی کہ ہماری بیٹی کسی مرد کے نکاح مین جاوے جیسے [illegible] کے درمیان یہ بلا تھی اور بعضے لوگ ایسے ہین کہ لڑکی کو اسوقت مارنے کا موقع نہین پاتے مگر اپنے [illegible] بچے کو بچپنے مین ہی مار ڈالتے ہین آخر وہ سخت تکلیف سے تڑپ تڑپ کے جان دیتی ہی اور یہ نہایت بیرحمی اور عذاب شدید کا کام ہی **اوّل** قولہ تعالی **وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ** اور نہ ایسا بہتان لاوین جسکو انھون نے اپنے ہاتھون اور پیرون کے سامنے گڑھا ہی **ف خطیب** وغیرہ نے لکھا کہ عرب مین زمانہ کفر مین عورت کسی مقام پر بچہ پڑا پاتی تو اسکو اٹھا لاتی اور جب اسکا شوہر [illegible] دیکھے جنی ہون اور اسکا حاصل یہ ہوا کہ عمداً جان بوجھکر غیر کے بچے کو اپنے شوہر کی جانب نسبت نہ کرین یہی شیخ ابن کثیر [illegible] نقل کیا اور کہا کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ جب آیۃ الملاعنہ اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس کسی عورت نے کسی قوم مین ایسے شخص کو داخل کیا جو اسمین سے نہین ہی تو اسکو اللہ تعالی سے کچھ حاصل نہین اور اللہ تعالی کبھی اسکو جنت مین داخل کریگا اور جس کسی مرد نے اپنے فرزند سے انکار کیا حالانکہ وہ اسکی طرف دیکھتا ہی تو اللہ تعالی اسکو حجاب مین ڈالیگا اور اولین و آخرین کے سامنے اسکو فضیحت فرمائیگا (رواہ ابو داؤد) اگر کہا جاوے کہ اس بہتان کو اپنے ہاتھون کے سامنے اور اپنے پاؤن کے سامنے بتانا کس معنی مین بیان کیا گیا تو اہل تفسیر نے لکھا کہ اسکی وجہ یہ ہی کہ عورت جب وضع حمل کرتی ہی تو بچہ اسکے دونون ہاتھون اور پیرون کے سامنے گرتا ہی پس جس عورت نے افترا کیا تو غیر کا بچہ لیکر یہ دعوی کیا کہ یہ میرے ہاتھون اور پیرون سے گرا ہی یعنی مین اسکو جنی ہون اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمانہ جاہلیت مین آزاد عورت کے دختر پیدا ہوتی پس وہ کسی عورت سے بچا لے اسکے لڑکا بدل لیتی اور شوہر کو خوش کرنیکے واسطے دعوی کرتی کہ اسکو مین جنی ہون اور یہان یہ مراد نہین ہی کہ زنا کے حمل کو اپنے شوہر کی جانب نسبت نہ کرین اسلیے کہ یہ ممانعت تو زنا کرنے کی ممانعت مین داخل ہو چکی کیونکہ جب زنا نہ کریگی تو زنا کے بچے سے افترا بھی نہین کر سکتی ہی اور خطیب نے لکھا کہ بعض علماء نے کہا کہ ہاتھون کے سامنے افترا نہ کرنا یہ ہی کہ باہم چغلخوری نہ کرے اور پیرون کے سامنے کا افترا نہ کرنا یہ کہ شرمگاہ کی حفاظت کرے اور **امر ششم** قولہ تعالی **وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ** اور معروف مین تیری نافرمانی نہ کرین **ف** امر معروف وہ ہی جو شرع مین اللہ تعالی کی فرمانبرداری قرار دی گئی ہی اور وہ دو طرح پر ہی ایک امر اور دوم نہی کیونکہ جن چیزون سے منع کیا گیا اُن سے باز رہنا خوبی ہی اور معروف ہر ایسا کام ہی

Marfat.com

اچھا ہو شرع کی طرف سے پہچانا گیا لہذا عطاءؒ نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس نیکی کا حکم کرین اسمین نافرمانی نہ کرین اور جس برائی سے منع کرین اُس سے باز رہین اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری مطلقاً واجب ہے حالانکہ یہان یہ قید لگائی گئی کہ معروف مین فرمانبرداری کرین اور غیر معروف کو خارج کیا گیا اُسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ معروف کا حکم فرماتے تھے اور حدیث مین ہے کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی مین کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہین ہے یعنی جب کوئی مخلوق ایسے کام کا حکم کرے جسمین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے تو اُسپر عمل کرنا جائز نہین ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین یہ قید لگائی کہ امر معروف مین آپکی نافرمانی نہ کرین تاکہ آیندہ قیامت تک سب لوگون کو تنبیہ ہو جاوے جو ایمان لاوین کہ جب افضل الخلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے یہ شرط ہے تو کسی بادشاہ وغیرہ کی تابعداری کسی ظلم و بدعت مین نہ کرین اور ایک جماعت علماءؒ نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ میت پر نوحہ کرنا اور کپڑے پھاڑنا اور بال نوچنا اور منھ نوچنا اور واویلا کرنا ایسی باتین چھوڑین لیکن ظاہر یہ ہے کہ حکم عام ہے اور یہ باتین بھی اسمین داخل ہین فَبَايِعْهُنَّ پس اُنسے بیعت کر ف یہ کلام اول کا جواب ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ جب تیرے پاس مومنہ عورتین آکر ان باتون پر بیعت کرین تو اُنکی بیعت قبول کر لے اور مبایعت اصل مین خرید و فروخت ہے اور یہان خرید فروخت کے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین بندون سے اُنکی جان و مال خریدے بعوض جنت کے چنانچہ آیت جہاد مین اسکی تصریح موجود ہے پس یہان مراد یہ ہے کہ جب مومنہ عورتون نے ان چھ باتون پر بیعت کی تو انکی بیع قبول کر لے یعنے اُنکے مقابلے مین انکے واسطے ثواب جنت ہے وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور ان مومنہ عورتون کے واسطے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگ بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے یعنی اس مبایعت کے بعد ان عورتون سے جو گناہ پہلے ہو چکے انکی مغفرت طلب کر اور آیندہ بھی جو خطا واقع ہو اُسکی مغفرت مانگ اور اللہ تعالیٰ گناہونکو بخشنے والا اور مومنین بندون پر رحمت کرنیوالا ہے امام ابن کثیرؒ نے اس باب کی احادیث کو مفصل مطول روایت کیا اسوجہ سے ایک ہی حدیث متعدد صحابہ کی روایت سے مکرر ہو گئی لہذا مین چاہتا ہون کہ بغیر فائدے کے تکرار نہو اور ایک حدیث کے بعد دوسری حدیث مین جو بات زیادہ ہو فقط اُسیقدر نقل کیا جاوے اور معروف اسانید بھی حذف کیجاوین حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو عورتین ہجرت کر کے مدینے آتی تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی آیت سے امتحان کرتے تھے یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات الآیہ پس جس عورت مومنہ نے ان شرائط کے ساتھ اقرار کیا آپ اُس سے زبانی فرماتے کہ مین نے تجھسے بیعت قبول کی اور واللہ کبھی مبایعت مین آپکا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے نہین چھو گیا صرف اتنی بات پر بیعت کرتے کہ مین نے تیری بیعت قبول کی اس حدیث کو امام بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے مترجم کہتا ہے کہ فتح البیان مین ابن الجوزیؒ سے نقل کیا کہ جملہ چار سو ستاون عورتون نے بیعت کی اور آپ نے کسی عورت سے ہاتھ نہین ملایا بلکہ فقط کلام سے بیعت کرتے تھے ۔ھ۔ مترجم کہتا ہے کہ شاید ابن الجوزیؒ نے یہ تعداد فقط بیعت مکہ کی بیان کی ہو یا کسی خاص بیعت کا شمار ہو ورنہ جمیع عورتین زائد ہونگی یا بیعت مین داخل نہونگی اور اسماء بنت یزید انصاریہ نے کہا کہ مین اُن عورتون مین شامل تھی جنھون نے بیعت کی پس مین نے کہا کہ یا رسول اللہ اپنا ہاتھ پھیلایئے کہ ہم بیعت دین آپ نے فرمایا کہ مین عورتون سے مصافحہ نہین کرتا ہون لیکن اُنپر وہ عہد لیتا ہون جو اللہ تعالیٰ نے لیا ہے (رواہ البخاری) اور آیندہ بھی اسکے متعلق بیان آویگا ۔ھ۔ اُمیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین بھی چند عورتون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے آئی پس آپ نے ہمپر وہ عہد لیا جو قرآن مین مذکور ہے یعنی قولہ تعالیٰ لا یشرکن باللہ شیئاً الآیہ پھر ہمسے فرمایا کہ جہانتک تمکو وسعت و طاقت ہو (یعنے ہم ان امور کو بجالاوینگے جہانتک ہمسے ہو سکے) تو ہمنے عرض کیا کہ ہم جسقدر اپنے آپ اپنی جان کا خیال رکھتے ہین اس سے بہت بڑھکر اللہ و رسول ہمپر مہربان ہین یعنے ہمنے تو اپنے اوپر ان باتون کو مطلقاً رکھ لیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمپر مہربانی فرما کر کہا کہ جہانتک تمسے ہو سکے

Marfat.com

ہم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہمسے مصافحہ نہین فرماتے آپ نے فرمایا کہ مین عورتون سے مصافحہ نہین کرتا بلکہ ایک عورت سے میرا قول زبانی وہی سو عورتون سے ہو (امام احمد باسناد صحیح والترمذی والنسائی وابن ماجہ) اور کہا کہ آپ نے ہم مین سے کسی عورت سے مصافحہ نہین کیا (احمد وابن جریر وابن ابی حاتم) مترجم کہتا ہی کہ حدیث اسماء انصاریہ وغیرہ مین مدینہ کی عورتون سے بیعت لینے کا بیان ہی اور ظاہر یہ کہ ممانعت مین سے سب پر حکم بیعت لازم نہ تھا بلکہ جو عورت اپنے حق مین درجات کی بلندی چاہتی وہ بیعت کرتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لئے درجات ثواب کا التزام فرماتے تھے بشرطیکہ جہانتک ہوسکے عہد مذکور پورا کرے - ام سلمہ بنت قیس انصاریہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خالات مین سے تھین اور بنی عدی بن النجار خانوادہ انصار مین سے قدیم الاسلام تھین کہ جنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونون قبلہ کیطرف نماز پڑھی تھی (یعنی اول بیت المقدس کیجانب پھر خانہ کعبہ کی جانب دیکھو پارہ سیقول) روایت کرتی ہین کہ جب مین ایک جماعت زنان انصار مین بیعت کرنے آئی اور آپنے اس آیت کے چھ باتون کا عہد لیا تو اسکے بعد فرمایا کہ تمکو اپنے شوہرون سے غش نکرو (غش میل و کھوٹ جیسے روپیہ مین کھوٹ ہوتا ہی پس ہملوگ بیعت کرکے واپس ہوے تو مین نے ایک عورت سے کہا کہ جاکر دریافت کرے کہ غش کیا ہی اسنے جاکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارا غش اپنے شوہرونکے ساتھ کیا ہی آپنے فرمایا کہ اسکا مال لیکر غیر کو نفع پہونچانے مین چشم پوشی کرے (رواہ احمد یعنی مثلاً شوہر کے انبار خرما مین سے جو ایکروپیہ مین زن سے بکتے ہین کسیکو روپیہ کے دو من دیدے اور یہ طور مثال ہی اور کلیہ یہ کہ خفیہ اسطرح تصرف کرے کہ اگر شوہر کو معلوم ہو تو وہ ناخوش ہو واللہ تعالیٰ اعلم - ام عائشہ بنت قدامہ لہتی ہین کہ مین اپنی والدہ رابطہ بنت سفیان الخزاعیہ کے ساتھ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتون سے بیعت لیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ شرک نکرین (آخر تک موافق آیت کے) جب عورتون نے کہا کہ بہت اچھا تو آپ نے فرمایا کہ جہانتک تمسے ہوسکے پس عورتین یہ کلمہ بھی کہتی تھین اور میری ماں مجھسے کہتی کہ بیٹی تو بھی کہہ تو مین بھی عورتون کی طرح کہتی تھی (امام احمد) مترجم کہتا ہی کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے روز بیعت واقع ہونیکا ظاہر ہی واللہ تعالیٰ اعلم (ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ ہم عورتون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پس آپ نے آیت کے شرائط پڑھے لایشرکن باللہ شیئا آخر تک اور آپنے ہمکو نیاحت سے منع کیا (میت پر نوحہ وزاری نکرین) پس ایک عورت نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے لگی کہ فلانہ عورت نے رونے مین میری مدد کی تھی مین اسکا بدلا اتارنا چاہتی ہون پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے کچھ نہین کہا اور وہ چلی گئی پھر لوٹ کے آئی اور اُسنے بیعت کی ام عطیہ نے کہا کہ پھر اُس عورت اور ام سلیم بنت ملحان کے سوائے کسی نے عہد پورا نہین کیا (بخاری ومسلم) مراد یہ کہ نوحہ کا عہد فقط اسی عورت نے مع چند عورتون کے پورا کیا چنانچہ دوسری روایت مین ام عطیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے عہد لیا تھا کہ ہملوگ نوحہ نکرین پس ہم مین سے کسی نے یہ عہد پورا نکیا سوائے پانچ عورتون کے ام سلیم وام العلاء اور بنت ابی سبرۃ اور زوجہ معاذ اور دو عورتین دیگر ابن کثیر مترجم کہتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عہد کا التزام رکھتے اور عید کے روز تنبیہ کرتے چنانچہ ابن عباس رضؓ نے کہا کہ مین نماز عید الفطر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا اور ابو بکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ کے ساتھ بھی ساتھ ہوا یہ سب نماز عید کو خطبے سے پہلے پڑھتے تھے پھر خطبہ پڑھتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد خطبہ کے منبر سے اُترے گویا مین آپکو دیکھ رہا ہون کہ آپ مردونکو اپنے ہاتھ کے اشارے سے بٹھلاتے تھے پھر آپ انکی صفین پھاڑتے ہوے بلال کے ساتھ عورتون کی جماعت کے پاس آئے اور یہ آیت پڑھی یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک آخر تک پھر جب پوری آیت سے فارغ ہوے تو فرمایا کہ ای عورتو تم اسی عہد پر قائم ہو تو فقط ایک عورت نے جواب دیا کہ ہان یا رسول اللہ اور سوائے اس عورت کے کسی نے جواب نہین دیا حسن بن مسلم راوی کو اسکا نام معلوم نہین ہوا پھر آپ نے فرمایا کہ تملوگ صدقہ دو راوی نے کہا کہ بلال نے اپنا کپڑا پھیلا دیا پس عورت نے بالیان وانگوٹھیان بلال کے کپڑے مین ڈالنا شروع کیا (رواہ البخاری) مترجم کہتا ہی کہ روایات کثیرہ مشاہد ہین کہ شرک وچوری وزنا وقتل اولاد اور بہتان مین سے کوئی بات ایسی نہ تھی جسمین اُنسے بدعہدی ہوئی ہو صرف میت پر نوحہ ترک کرنا انپر سخت ہوگیا تھا چنانچہ سوائے معدودے چند عورتون کے اکثر اسی مصیبت مین مبتلا ہوگئین اور مترجم نے اپنے زمانے مین دیکھا کہ خاندان مین کمتر عورتون نے برادری مین

Marfat.com

کر منھ ڈھانپنے کی رسم چھوڑدی اور جنھون نے ایسا نکیا اکثر جاہل عورتون نے اُنکو طعنہ دیا۔ م۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ رقیقہ روایت کی کہ وہ بیعت کرنے آئی پھر آیت قدسی کی چھ باتین ذکر کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکے بعد تم اور اگلے زمانے جاہلیت کی طرح سنگار کرکے باہر نہ پھرے (امام احمد) اور حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ مین ہی کہ ہملوگ ایک مجلس مین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے پس آپ نے فرمایا کہ تملوگ مجھسے بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ شرک نہ کیجیو اور چوری نہ کیجیو اور زنا نہ کیجیو اپنی اولاد کو قتل نہ کیجیو (آخر تک وہ باتین ذکر فرمائین جو عورتون کے عہد مین مذکور ہین) پھر جس مرد نے تم مین سے عہد پورا کیا تو اسکا ثواب اللہ تعالیٰ پر ہے اور جسنے ان باتون مین سے کسی بات کی مصیبت پائی یعنے مبتلا ہوا اور اسکے عوض مین سزا دیا گیا تو یہ اسکا کفارہ ہی اور جو کوئی مبتلا ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے اُسکا پردہ رکھ لیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہی چاہے اُسکو بخشے اور چاہے عذاب کرے (احمد و بخاری و مسلم) مترجم کہتا ہی کہ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نوجوانان انصار مین سے قدیم الاسلام ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے سے پہلے مدینے سے مکے مین جاکر مقام منیٰ کی پہاڑی عقبہ پر ایمان لائے اور بیعت کی تھی اور اس حدیث مین مذکور ہی کہ آخر تک ان باتون کا عہد لیا جو عورتون کے عہد مین مذکور ہین اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ جب عورتون کے بارہ مین عہد لینے کی آیت اُتری تھی اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون کے عہد کے موافق اس مجلس کے مردون سے عہد لیا تھا اور یہ مدینے مین ہوگا کیونکہ عورتون سے عہد لینے کی آیت مدینے مین سنہ سات ہجری کے قرب مین نازل ہوئی ہی دوم احتمال یہ کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی غرض یہ تھی کہ ہم سے ابتدا مین جن باتون کا عہد لیا تھا وہی باتین عورتون کے عہد مین نازل ہوئین اور یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہی کیونکہ محمد بن اسحاق کی روایت مین ہی کہ عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین اُن لوگون مین سے ہون جو عقبہ اول مین حاضر ہوے تھے اور ہملوگ بارہ آدمی تھے اور ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتون کی بیعت پر بیعت کی اور یہ جہاد فرض ہونیسے پہلے واقع ہوا تھا اور بعد بیعت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمنے عہد بیعت پورا کیا تو تمھارے لیے جنت ہی (رواہ ابن ابی حاتم) اس روایت سے صاف ظاہر ہی کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت اول لیلۃ العقبہ مین واقع ہوئی تھی اور اُسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین تھے اور شاید کہ عورتون کی بیعت کا حوالہ کسی راوی نے کیا ہو یعنے عہد کے امور وہ تھے جو عورتون کے عہد مین مابعد نازل ہوے ہین واللہ تعالیٰ اعلم **تنبیہ** حدیث عبادہ سے معلوم ہوا کہ قولہ تعالیٰ علیٰ ان لایشرکن باللہ الآیہ۔ وہی مضمون ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بہت مدت پہلے ظاہر ہوا تھا اور آیات بکثرت زبان صحابہ رضی اللہ عنہم پر نازل ہوئی تھین جیسے قولہ تعالیٰ ما محمد الا رسول قد خلت الآیہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی زبان سے احد مین جاری ہوئی تھی جب لوگ بھاگنے لگے تھے تو انکو نصیحت کرتے اور آخرت مین جانے کے منتظر تھے اور سابق مین بہت مثالین گزر چکی ہین۔ م۔ ابن جریر نے بطریق عوفی عن ابن عباس رض روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کوہ صفا کے اوپر سے) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عورتون سے کہو کہ رسول اللہ صلعم تمسے اس قرار پر بیعت کرتے ہین کہ ان لاتشرکن باللہ شیئا کہ تم اللہ تعالیٰ سے کچھ شرک نکرو اور ان عورتون کی جماعت مین ہند بنت عتبہ بن ربیعہ موجود تھی جسنے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب (شہید احد) کا جگر چبایا تھا اور اُسوقت بھیس چھپائے ہوے تھی اس خوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ دیکھین اور کچھ نہین بولتی تھی کہ اگر بولی تو آپ پہچان لینگے اور پہچاننے کے بعد قتل فرمائینگے مگر عورتین چپ ہوگئین اور گفتگو کرنیسے انکار کیا تو لاچار ہوکر ہند نے کہا کہ تم نے جو بات مردون سے قبول نہین کی اسکو عورتون سے کیونکر قبول کرتے ہو (مردون سے اُسروز فقط اسلام و جہاد پر بیعت کی تھی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر سے عمر رض کو کہا کہ ولایسرقن اور یہ عورتین چوری نکرین حضرت عمر رض نے یہ حکم عورتون کو سُنایا کہ بعد شرک نہ کرنے کے یہ کہ تم چوری نکرو پھر ہند نے کہا کہ واللہ مین ابوسفیان کے مال سے خفیہ بال بچونکے لیے لے لیا کرتی ہون مجھے معلوم نہین کہ وہ میرے لیے حلال ہی یا نہین ابوسفیان نے کہا کہ آج تک جو کچھ تو نے لیا ہو سو مین نے حلال کردیا اور آیندہ بھی حلال ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُنکر ہنس دیے اور اُسکو پہچانا اور آگے بلایا تو ہند نے بڑھکر آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑکر معذرت کی اور معافی چاہی آپ نے فرمایا کہ جو کچھ ہو چکا اُسکو اللہ تعالیٰ نے معاف کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولا یزنین اور یہ عورتین زنا نکرین ہند نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا حرہ عورت یعنی آزادہ عورت زنا کیا کرتی ہی آپ نے فرمایا کہ نہین جو آزادہ ہی وہ زنا نہین کرتی ہی پھر فرمایا ولا یقتلن اولادہن اور یہ عورتین اپنی اولاد کو قتل نکرین ہند نے کہا کہ آپ ہی نے اُنکو بدر کے روز قتل کیا آپ جانین اور وہ جانین (دوسری روایت مین ہی کہ ہند نے کہا کہ ہمنے تو انکو بچے پن سے پالا تھا جب بڑے ہوے تو تم ہی لوگون نے اُنکو قتل کیا یہ سُنکر حضرت عمرؓ ہنس پڑے **خطیبؒ** نے لکھا کہ ہند کا بیٹا حنظلہ بن ابی سفیان بدر کے روز مسلمانون کی طرف سے شہید ہوا تھا **مترجم** کہتا ہی کہ نہین بلکہ اُحد کے روز شہید ہوا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولا یاتین ببہتان الخ **خطیبؒ** نے لکھا کہ ہند نے کہا کہ واللہ بہتان کا امر قبیح ہی اور ہمنے جانا کہ رسول اللہ صلعم ہمکو نہایت خوب باتون کا اور مکارم اخلاق کا حکم فرماتے ہین) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولا یعصینک فی معروف راوی نے کہا کہ اُن عورتون کو نوحہ کرنے سے منع کیا اور زمانۂ جاہلیت والی عورتین کپڑے پھاڑتی تھین اور مُنھ نوچتی تھین اور بال کاٹ ڈالتی تھین اور واویلا پکارتی تھین (**خطیبؒ** نے زیادہ کیا کہ ہند نے کہا کہ واللہ جب ہم یہان حاضر ہوے ہین تو ہمارے دل مین نہین ہی کہ کسی امر معروف مین ہم آپکی نافرمانی کرین) **امام ابن کثیرؒ** نے کہا کہ یہ روایت غریب ہی اور اسکے بعض امور منکر ہین جیسے ہند بنت عتبہ کا خوف کرنا کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد اسلام کے ہند اور ابوسفیان کے ساتھ محبت سے پیش آتے تھے **مترجم** کہتا ہی کہ یہ وجہ تو ضعیف ہی کیونکہ یہ تو فتح مکے کا پہلا روز ہی اور صحیح کی حدیث مین آیا ہی کہ ہند نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بقدر کفایت مال ابوسفیان سے لے لینے کو پوچھا تھا چنانچہ آیندہ آتا ہی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ ہند نے وقت بیعت کے کچھ نہین پوچھا تھا اسیطرح روایت مین ہی کہ حضرت عمرؓ ہنسے اور یہانتک ہنسے کہ لوٹ گئے جو شخص حالات صحابہؓ سے خصوصًا حضرت عمرؓ سے بخوبی واقف ہی وہ خوب جانتا ہی کہ یہ انکی عادت کے خلاف ہی خصوصًا عورتین اُنسے بہت ہیبت کھاتی تھین رہا یہ کہ ہند نے کہا کہ کیا آزادہ عورت زنا کیا کرتی ہی تو اسکو واقدی وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے اور ہند کے متعلق ایک قصہ ہی اسکا بیان یہ ہی کہ ہند کے ساتھ فاکہہ بن المغیرہ نے پہلے نکاح کیا تھا اور فاکہہ مالدار اور دوست نواز مشہور تھا اکثر احباب اسکے یہان آتے جاتے تھے ایکروز فاکہہ گھر مین نہ تھا ایک دوست آیا اور اُسنے اندر جاکر فاکہہ کو نہ پایا ہند وہان بیٹھی تھی اُسکو تنہا دیکھکر شرمایا اور اُلٹے پانون گھر سے باہر نکلکر راہی ہوا دور سے فاکہہ نے اُسکو نکلتے اور جاتے دیکھا اور اسی وقت گھر مین آیا تو ہند کو تنہا پاکر شبہہ کیا اور اتہام لگایا ہند کو اُسکے باپ نے (عتبہ بن ربیعہ نے جو بدر مین مقتول ہوا) بلا لیا اور یہ غلغلہ لوگون مین پھیلا آخر کو عتبہ بن ربیعہ نے تنہائی مین ہند سے پوچھا کہ تو سچ کہدے کیونکہ زمانۂ جاہلیت مین کمتر عورتین ایسی تھین جو اس سے پاک ہون اگر اتفاق ایسا ہو تو ہم ایک شخص کو خفیہ دو چار ہزار تک دیکر مقرر کرینگے کہ وہ فاکہہ کو قتل کر ڈالیگا اور ہم اُسکی نالائق گفتگو سے نجات پاوینگے اور اگر ایسا نہو تو ہم اُسکا مُنھ بند کرین ہند نے کہا کہ مین اس سے بالکل بری ہون عتبہ بن ربیعہ نے اطمینان کرکے فاکہہ مذکور سے کہلا بھیجا کہ تو نے ہمکو محض جھوٹ بہتان لگاکر بدنام کیا ہی جب طرفین سے فساد کا خوف ہوا تو سب نے مل کر رائے دی کہ کسی کاہن سے فیصلہ کرنا چاہیے اُس زمانے مین ایک شخص یمن مین بڑا کاہن مشہور تھا اور عرب مین اُسکا بڑا شہرہ تھا سب نے مصالحۃً یہ رائے دی کہ اس کاہن کی طرف رجوع کرنا چاہیے عتبہ بن ربیعہ نے پھر ہند سے پوچھا اُس نے کہا کہ کچھ ڈر نہین ہے مین بالکل پاک ہون آخر فاکہہ اور اُسکے ساتھی اور عتبہ وغیرہ یمن چلے اور ہند بھی کچھ عورتون کے ساتھ نکلی جب یمن کے قریب پہونچے تو ناگاہ عتبہ نے دیکھا کہ ہند کا چہرہ مضطرب اور پریشان ہی اور اُسپر خوف و سکوت طاری ہی عتبہ کو شبہہ ہوا اور پھر اُسنے ہند سے دریافت کیا کہ ای بیٹی اب بھی کچھ نہین گیا ہی ہم کسی بہانے سے اس معاملے کو اکھاڑ کر لوٹ سکتے ہین ہند نے کہا کہ ای باپ واللہ مین اس تہمت سے پاک ہون مجھے اسکا خطر نہین ہی ولیکن یہ ڈر ہی کہ تم ایک کاہن کے پاس چلتے ہو وہ ایک آدمی ہی کہ کبھی بات سچ بولتا ہی اور کبھی جھوٹ ہوتی ہی ایسا نہو کہ وہ کوئی جھوٹ

ات کہدے تو عمر بھر ہمارے خاندان کا نام بدنام ہو عتبہ نے کہا کہ مین پہلے امتحان کرونگا آخر ان لوگون نے ایک گھوڑے کے ایک دانہ رکھدیا اور جاکر کاہن سے پوچھا اُسنے کہا کہ حبۂ حنطہ کمرۂ نائرے مین ایک دانہ ہی پھر مفصل بھی بتلا دیا پھر انھون نے عورتون کے اسنے ہر ایک عورت کے کندھے پر ہاتھ رکھا آخر ہند پر ہاتھ رکھکر دیر تک دیکھتا رہا پھر کہا کہ تو زنا کرنے والی نہین ہی بلکہ تو ایک بادشاہ جنے و مغرب تک حاکم ہوگا یہ سنتے ہی عتبہ وغیرہ نے خوشی کی اور فاکہہ بن للغیرہ نے اُٹھکر چاہا کہ ہند کے پاس جاوے ہند نے کہا کہ تو الگ رہ واللہ مین اپنی حد بھر کوشش کرونگی کہ یہ بادشاہ تیرے سوائے کسی دوسرے سے ہو آخر ابو سفیان نے اسقدر مال و متاع دیا کہ وہ راضی ہوئی اور دونون مین نکاح ہوگیا **مترجم** کہتا ہی کہ یہ ایک حکایت ہی جو بعض کتابون مین دیکھی گئی اور مین نے اسکی کوئی اسناد نہین پائی واللہ تعالےٰ اعلم

امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ عائشہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہند بنت عتبہ آئی تاکہ بیعت کرے آپنے اُسکا ہاتھ دیکھکر فرمایا کہ جاکر اپنے ہاتھ کی ہیئات بدل دے پس اُسنے جاکر حنا سے رنگ کیا پھر آئی تو آپ نے فرمایا کہ مین تجھسے اس بات پر بیعت لیتا ہون کہ تو اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کو شریک نہ کرے پس ہند نے بیعت کی اور ہند کے ہاتھ مین سونے کے دو کنگن تھے اُسنے پوچھا کہ آپ ان کنگنون کے بارے مین کیا فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ جہنم کے دو انگارے ہین (رواہ ابن ابی حاتم) **مترجم** کہتا ہی کہ عائشہ جو اس حدیث کی راوی ہین شاید عائشہ بنت قدامہ ہین واللہ اعلم اور دونون کنگنون کو شاید اسلیے جہنم کے انگارے فرمایا کہ اُنکی زکوٰۃ نہین دیگئی یا ہوس دنیا ہو واللہ اعلم رہا یہ رہا ہاتھ مین رنگ کرنا تو حدیث سنن سے بھی ثابت ہی کہ ایک عورت کے ہاتھ صاف دیکھکر فرمایا تھا کہ بھیڑیے کے مانند ہاتھ ہین اور رنگ کرنیکے لیے ارشاد کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر بوڑھی ہو تو بھی ہاتھ کو حنا سے رنگ دے کیونکہ ہند اُسوقت بوڑھی تھی۔ **شعبی فقیہ تابعی** نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون سے بیعت لی اور آپکے ہاتھ پر کپڑا تھا جسکو آپنے ہتھیلی پر رکھ لیا تھا پھر عہد لیا یہانتک کہ فرمایا ولا تقتلن اولادہن اور تم اپنی اولاد کو قتل نکرو پس ایک عورت بولی کہ آپ ہمکو بچون کے بارہ مین نیک وصیت فرماتے ہین اور انکے آپ قتل کیے جاتے ہین شعبی رح نے کہا کہ اسکے بعد جب عورتین بیعت کے لیے آتی تھین تو آپ انکو جمع فرماتے اور شرائط بیعت انپر پیش کرتے جب وہ اقرار کرتین تو واپس کرتے اس اثر کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا **طحاوی** رح نے کہا کہ شعبی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر و وقائع سے خوب آگاہی تھی **مترجم** کہتا ہی کہ اس روایت سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ جو کپڑا آپ کے ہاتھ مین تھا اسکا کونا عورت کے ہاتھ مین دیا جاتا تھا اگرچہ شبہہ ہی کہ شاید یہی مراد ہو اور آخر مین مذکور ہی کہ آیندہ سب کو جمع کرکے فقط اقرار لیکر رخصت کرتے تھے **ابن کثیر** رح نے کہا کہ قولہ تعالیٰ ولا یسرقن چوری نکرین مراد یہ کہ اجنبی آدمیون کا مال خفیہ نہ لین اور اگر اسکا شوہر اسکو تنگی سے خرچہ دیتا ہو تو بطور معروف اسکے مال سے بقدر خرچہ کے لینا جائز ہی چنانچہ ہند بنت عتبہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ابو سفیان مرد تنگدل ہی مجھے اسقدر خرچہ نہین دیتا کہ میرے لیے اور بچون کے لیے کافی ہو تو مجھپر گناہ ہوگا کہ مین اسکے مال سے بغیر اسکی اطلاع کے لیلون آپ نے فرمایا کہ بطور معروف اسکے مال سے اسقدر لیلے کہ تجھکو اور تیری اولاد کو کافی ہو (رواہ البخاری و مسلم) اور معروف طور یہ کہ وہان اسقدر خرچ کرنا رواج مین ہو اور مرد کا مال اسراف سے برباد کرنے کی نیت نہو اور ام المومنین عائشہ سے روایت ہی کہ فاطمہ بنت عتبہ آئی تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرے پس آپنے اُس سے عہد لینا شروع کیا کہ اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کو شریک نہ کرے اور چوری نہ کرے اور زنا نہ کرے یہ سنتے ہی اس عورت نے حیا کے مارے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا یہ حرکت آنحضرت صلعم کو اُس سے خوش معلوم ہوئی یعنے آپنے اُسکی حیا کو پسند کیا پس ام المومنین نے فرمایا کہ اے عورت اقرار کرلے ہم سب نے اسی طرح بیعت کی ہے اُس نے کہا کہ جی ہان مجھے اقرار ہی پس بیعت پوری کی (امام احمد) اسمعیل بن عبد الرحمن بن عطیہ نے اپنی دادی ام عطیہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (**مترجم** کہتا ہی کہ شاید یہ مراد ہی کہ فتح مکہ کے بعد تشریف لائے یا ابتدائے ہجرت مین تشریف لائے تھے) تو حکم دیا کہ انصار کی عورتین

Marfat.com

...ن جمع ہون پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ہماری طرف بھیجا عمر رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے ہوئے (یعنے پردے کا حکم تھا) اور ہمکو سلام کیا ہمنے اُنکے سلام کا جواب دیا عمرؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف بھیجا ہی ہمنے کہا کہ رسول اللہ صلعم کیواسطے مرحبا اور جسکو آپنے بھیجا ہی اُسکے واسطے مرحبا ہی عمرؓ نے کہا کہ تم لوگ بیعت کرتی ہو کہ اللہ تعالی سے کچھ شرک نہ کروگی اور نہ چوری کروگی اور نہ زنا کروگی (آخر تک) سلوگوں نے کہا کہ ہان یعنی ہم سنے بیعت کی پس عمرؓ نے دروازے کے باہر سے اپنا ہاتھ پھیلایا اور ہم عورتون نے گھر کے اندر سے ہاتھ پھیلایا یعنی بیعت پوری کی پھر عمرؓ نے کہا کہ الٰہی تو گواہ رہیو ام عطیہؓ نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ ہم عیدین مین حیض والیون اور جوانون اور کنواریون کو عیدگاہ لے جاوین (یعنے نمازیان نماز مین شامل ہون اور حائضات الگ رہین لیکن دعا کرنے مین شریک ہون) اور حکم فرمایا کہ ہم عورتون پر جمعہ نہین ہی اور ہم عورتون کو جنازے کے پیچھے جانے سے منع کیا اسمعیل راوی نے کہا کہ مین نے دادی سے پوچھا کہ قولہ لایعصینک فی معروف سے کیا مراد ہی اُسنے فرمایا کہ میت پر نوحہ کرنے سے منع کیا (رواہ ابن جریر باسناد جید) قولہ لایعصینک یعنی امر معروف شرعی مین رسول اللہ کی نافرمانی نہ کرین جو آپ نیک حکم شرعی بتلاوین اسکو مانین میمون بن مہران تابعی نے کہا کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ کے حق مین فرمانبرداری فقط معروف مین رکھی اور معروف بندگی الٰہی ہی ابن زید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے اللہ تعالی کے نزدیک اچھے ہین اور انکی اطاعت فرض ہی تاہم اللہ تعالی نے بھی فرمایا کہ معروف مین انکی تابعداری کرین مترجم کہتا ہی کہ مثلاً آپنے حکم دیا کہ عیدگاہ مین مسلمانون کی دعا مین سب عورتین کنواریان تک شریک ہون تو اُسکو ماننا چاہیئے اسیطرح حسن بصریؒ نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عہد بیعت مین یہ بھی اقرار لیا کہ عورتین مردون سے باتین نکرین مگر آنکہ وہ ذات محرم ہو کیونکہ مرد برابر عورت سے باتین کرتا رہتا ہی یہانتک کہ اُسکی مذی دونون رانون تک آجاتی ہی (رواہ ابن ابی حاتم) اسیطرح نوحہ وزاری وغیرہ قبائح سے اور جنازہ میت کے پیچھے چلنے سے منع کیا اور حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مین ہی کہ ہم مین سے نہین ہی جو منہ پر طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کی پکار پکارے (صحیحین) یعنے ویل وثبور وغیرہ یا ہاے میرے ایسے وغیرہ - مد - حدیث ابو موسی رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ کفر کی چار باتین میری امت مین ہین انکو لوگ نہین چھوڑینگے اول مال و دولت پر فخر کرنا اور دوم نسب مین طعن کرنا اور سوم ستارون سے بارش دیکھنا اور چہارم میت پر نوحہ کرنا اور فرمایا کہ نوحہ کرنے والی عورت نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نکی تو قیامت کے روز اسطرح کھڑی کیجائیگی کہ اُسپر قطران کی ازار اور جرب کی کرتی ہوگی (رواہ مسلم وابو یعلی) ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنیوالی اور اُسکا نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی (رواہ ابو داؤد) ام سلمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولہ لایعصینک فی معروف کی تفسیر مین کہا کہ وہ نوحہ ہی (رواہ الترمذی وابن جریر) امام ابن کثیر وغیرہ نے کہا کہ اسیطرح ایک جماعت سے اسکی تفسیر بھی روایت کیگئی ہی لیکن تحقیق یہ کہ نوحہ کا حکم اسوقت دیا تھا اور یہ منجملہ معروف کے ایک بات ہے مترجم کہتا ہی کہ نوحہ سے چلاکر رونا مراد ہی کیونکہ یہ فی الجملہ جائز ہی ولیکن نوحہ وہ ہی جو عوام جہال مین معمول ہی اور تعزیے والے مرثیہ خوان ملعون بنائے ہین اور حضرات اہلبیت رضی اللہ عنہم کی طرف اُسکو نسبت کرتے ہین نعوذ باللہ من ذلک اللہ تعالے نے اس سورہ مبارک کو مثل ابتدا کے نصیحت پر ختم فرمایا بقولہ تعالے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا

اے ایمان والو مت دوستی کرو اُن لوگون سے کہ غصے ہوا اللہ اُنپر وہ آس توڑ چکے ہین

مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ع ۲

پچھلے گھر سے جیسے آس توڑی منکرون نے قبر والون سے

Marfat.com

امام ابن کثیر رحؒ نے لکھا کہ آخر سورہ مین بھی اللہ تعالیٰ نے کافرون کی دوستی سے منع کیا جیسے ابتدا سے سورہ مین بقولہ تعالیٰ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ اے ایمان لانے والو تم دوستی مت کرو اللہ تعالیٰ غضب فرمایا ہی ف یعنی یہود و نصاریٰ اور سب قسم کے کافرون سے دوستی نکرو کیونکہ کافر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت و پھٹکار اور دوری ہی پھر تم کیونکر اُنسے دوستی و اتحاد پیدا کروگے اور ان مین سے اپنے لیے دوست بناؤگے (ع) بغضے محتاج مسلمان مدینہ کے یہود سے اس غرض سے ملاپ بڑھاتے کہ ان مالدار یہودیون سے انکے باغات کے پھل کچھ ہمکو بھی حاصل ہوجاوین تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا خطیب نکتہ یہ ہی کہ قلب ایک آئینہ ہی خصوص جبکہ ایمان سے مصفا ہو تو اس آئینہ پر جیسا عکس حاصل کرو وہی نمودار ہوگا لہذا قرآن مجید و صفات قدس باری تعالیٰ و محبت رسول اللہ و اہلبیت و اصحاب رضی اللہ عنہم سے نور بے انتہا ترقی کریگا اور اگر قوم کفر سے عکس لیا تو غضب الٰہی کا عکس اسکے ساتھ ہی جس سے بے انتہا خوف ہی یہود مغضوب علیہم ہین اور جمیع کفار پر بھی غضب الٰہی ہی اگرچہ یہود پر زیادہ ہی کیونکہ جمیع کفار مظاہر غضبی کے ذیل مین ہین اور آج کل یہ بہتر ہی کہ آدمی آل و اصحاب کی سچی محبت یعنے حسن اعتقاد اور اتباع سنت سے دل مین قائم کرے و اللہ تعالیٰ الموفق۔ مر قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ یہ کفار مغضوب علیہم ضرور آخرت سے مایوس ہوچکے ف یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم مین یہ قوم کفار ثواب آخرت و نعیم جنت سے مایوس ہین (ابن کثیر) کافرون کے دل مین ثواب آخرت سے محرومی جمی کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عناد رکھتے ہین حالانکہ خوب جانتے ہین کہ آنحضرت بالضرور خاتم النبیین ہین جنکی بشارت توریت مین دی گئی ہی (خطیب) مترجم کہتا ہی کہ خطیب کی تقریر فقط اُس زمانے کے عالم یہودیون پر صادق ہی جو دل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعاً پیغمبر جانتے تھے لیکن عناد و تعصب سے نہین مانتے تھے اور اُس زمانے کے عام یہودی جنکو فریب دیا گیا تھا اور مابعد کے یہود و نصاریٰ جنھون نے تحریف سے اصل کو گم کیا ہی شاید قطعاً یہ بات نہین جانتے ہین مثلاً اس زمانہ اخیر مین بکثرت نصرانی ایسے ہین کہ جنکو یقین قطعی نہین ہی خصوص جبکہ ہندوستان وغیرہ مین مسلمان ایسے فاسق و فاجر ہین کہ مکارم اخلاق و حمیدہ اوصاف بالکل چھوڑ کر رذیل اخلاق و یاجی اوصاف و بد تر افعال سے عموماً ذلیل ہو رہے ہین لہذا یہان یہ پوچھا جاتا ہی کہ بہت سے یہود و نصاریٰ ایسے ہین کہ جو اپنے آپکو دین موسیٰؑ اور دین عیسیٰؑ پر سمجھکر امید رکھتے ہین کہ آخرت مین ہم ہی جنت پانے والے ہین پس صحیح تفسیر وہ ہی جو امام ابن کثیرؒ نے بیان فرمائی ہی کہ حکم الٰہی مین کفار ثواب آخرت سے مایوس ہین كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ جیسے مایوس ہوئے کفار اصحاب قبور سے ف بیان دو قول ہین ایک یہ کہ جیسے زندہ کفار مایوس ہین اپنے ان قرابتیون سے جو مر کر قبرون مین جا چکے اور مایوسی یہ کہ اسکے بعد کبھی یہ لوگ اُن کے ساتھ یکجا نہونگے کیونکہ ان کافرون کو بعث و حشر کا یقین نہین ہی تو اپنے اعتقاد مین زندہ کفار کی امید اپنے مردون سے منقطع ہوچکی عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی یعنے کافرون مین سے جو مرا تو کفار مین سے جو لوگ زندہ ہین وہ مایوس ہین کہ کبھی پھر اس سے مل سکین اسطرح کہ وہ لوٹ آوے یا اللہ تعالیٰ اسکو زندہ کرکے اُٹھاوے حسن بصریؒ نے کہا یعنے زندہ کفار جو دنیا مین موجود ہین مردہ لوگون سے مایوس ہوچکے قتادہؒ نے کہا یعنے جیسے کفار مایوس ہین کہ جو مر گئے وہ انکے پاس لوٹ آوین یہی ضحاکؒ نے بیان کیا ہی ان آثار کو شیخ امام ابن جریرؒ نے روایت کیا ہی قول دوم یہ کہ آیت کے معنے یہ ہین کہ جیسے قبر والے کفار ہر ایک بھلائی سے مایوس ہوچکے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جیسے مایوس ہوا یہ کافر جب مرا اور ثواب کو معائنہ کرلیا اور اُسپر مطلع ہوا یہی قول مجاہد و عکرمہ و مقاتل و ابن زید کلبی و منصور رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت ہی اور اسیکو شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہی (ابن کثیر) مترجم کہتا ہی کہ قول دوم کے موافق معنے یہ ہوے کہ قد یئسوا من الآخرۃ کما ائخ یعنے کفار ثواب آخرت سے مایوس ہوے بحکم الٰہی جیسے قبر والے کفار معائنہ کرکے مایوس ہوے اور موافق قول اول کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافرون کو ثواب آخرت سے ایسے محروم کیا جیسے کفار اس امر سے مایوس ہین کہ اپنے قبر والون سے

Marfat.com

بھی ہین خلاصہ یہ کہ قولہ من اصحاب القبور یا تو (میس) کے متعلق ہی یا الکفار کا بیان ہی اگر اول ہو تو معنی یہ کہ یہ زندہ کفار اُن لوگون سے مایوس ہو چکے جو قبر مین گئے اور اس صورت مین قولہ تعالیٰ قد یئسوا من الآخرۃ کی تشبیہ بطور یقین ہی یعنی تم یقین جان لو کہ ثواب آخرت سے کفار ایسے محروم ہین جیسے وہ لوگ اپنے اعتقاد مین مردون کی ملاقات سے مایوس ہین اور اگر دوم ہو تو معنی یہ کہ یہ کفار ثواب آخرت سے ایسے محروم ہین جیسے مرے ہوے کفار معاینہ کرکے مایوس ہو چکے کیونکہ ہر روز صبح و شام آگ پر پیش ہوتے ہین اور بعض نے یہ معنی سمجھے کہ یہ زندہ کفار آخرت سے اور دوبارہ زندہ ہونے سے اپنے نزدیک ایسے مایوس ہین جیسے مردہ کفار عذاب پر مطلع ہوکر آخرت کی بھلائی سے محروم ہو چکے ہین اور واضح رہے کہ جس شخص نے یہ زعم کیا کہ یہود و نصاریٰ بھی آخرت کی امید کرتے ہین مایوس نہین ہین اسنے غلط کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمکو اُنکے قلوب کے اعتقاد سے مطلع کردیا بقولہ تعالیٰ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیہ یعنی اہل الکتاب سے قتال کرو جو ایمان نہین لاتے اللہ تعالیٰ پر اور نہ روز آخر پر پس کفار آخرت سے مایوس ہین اعاذنا اللہ تعالیٰ من سوء الخاتمہ منہ

سورۃ الصف مدنیۃ وھی اربع عشرۃ ایۃ

اکثر علماء بلکہ جمہور کا یہی قول ہی کہ یہ سورہ مدنیہ ہی اور یہی ابن عباس و ابن الزبیر سے ثابت ہی اور نحاس نے ابن عباس سے نقل کیا کہ یہ مکیہ ہی ولیکن اسکے ثبوت مین تردد ہی اور مدنیہ ہونے کی دلیل یہ بھی ہی کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم لوگون نے آپسمین تذکرہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون کام سب سے زیادہ محبوب ہی اگر ہم جانتے تو اُسپر عمل کرتے پھر ہمنے کہا کہ کس شخص مین یہ جرأت ہی کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین جاکر اسکو دریافت کرے مگر کسی مین یہ جرأت نہوئی اور لوگ اپنے اپنے گھر گئے پھر رسول اللہ صلعم نے ہم مین سے ایک ایک کو بلوایا جب ہم جمع ہو گئے تو سورۃ الصف اول سے آخر تک ہمکو سنائی پس انھین لوگون کے بارہ مین اس سورہ کا نزول ہوا عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول سے آخر تک ہمکو سنائی اور ابو سلمہ نے کہا کہ عبد اللہ بن سلام نے ہمکو اول سے آخر تک سنائی اور یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا کہ ہمکو ابو سلمہ نے اول سے آخر تک سنائی اور اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمکو یحییٰ بن ابی کثیر نے اول سے آخر تک سنائی اور ولید بن یزید نے کہا کہ ہمکو اوزاعی نے اول سے آخر تک سنائی (رواہ احمد والدارمی والترمذی وابن ابی حاتم

ترجمہ کہتا ہی کہ مشائخ مین یہ سلسلہ جاری رہا کہ شیخ نے روایت کے وقت اسکو اپنے شاگردونکو مسلسل قراءت سے اول سے آخر تک سورہ سنادیا حتی کہ امام دارمی تک اور وہان سے ذہبی و ابن کثیر تک برابر سلسلہ رہا **قال الحافظ ابن کثیر** اخبرنی الحافظ الکبیر ابو عبد اللہ محمد ابن احمد بن عثمان الذہبی اخبرنا القاضی تقی الدین بن سلیمان اخبرنا ابو النجا عبد اللہ بن عمر اخبرنا عبد الاول بن عیسی بن شعیب السنجری اخبرنا ابو الحسن بن عبد الرحمٰن بن المظفر الداؤدی اخبرنا عبد بن احمد بن حموی السرخسی اخبرنا عیسی بن عمر بن عمران السمرقندی اخبرنا الامام الحافظ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی اخبرنا محمد بن کثیر عن الاوزاعی باسنادہ امام **ابن کثیر** نے اس سلسلہ اسناد مین تصریح کی کہ ہر شیخ نے اپنے شاگردون کو سنایا حتی کہ امام ذہبی نے مجھے یہ سورہ اول سے آخر تک سنایا **لطیفہ** مشائخ صوفیہ و مشائخ محدثین ہین بزرگون سے سلسلہ ملنا ایک نعمت دینی ہی اور اصل اسمین وہ حدیث ہی کہ نعمت مبارک ہو اُسکو جسنے مجھے دیکھا اور اسکو جسنے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور اسکو جسنے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا (صحیح) اور واضح ہو کہ حدیث کے اسناد مین امام احمد یحییٰ ابن معین و ابن راہویہ وغیرہ بزرگون کا ایک طبقہ ہی اور انکے بعد امام دارمی و بخاری وغیرہ نسائی تک ایک طبقہ ہی اور انکے بعد ابن جریر و طحاوی و ابن ابی حاتم وغیرہ کا طبقہ ہی جب یہ معلوم ہوا تو دیکھو اس حدیث کی اسناد مین امام اوزاعی تک یہ طبقات برابر ہو گئے ہین امام احمد نے کہا کہ حدثنا یحییٰ بن آدم حدثنا ابن المبارک عن الاوزاعی

امام احمد نے معمر عن ابن المبارک بھی اسکو روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ حدثنا عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی ثنا محمد بن کثیر عن الاوزاعی ترمذی و احمد کی اسناد برابر ہی لیکن دارمی نے محمد بن کثیر عن الاوزاعی روایت کیا تو ایک درجہ اونچا ہوگیا ابن ابی حاتم نے کہا کہ ثنا ابی ثنا ابن الولید بن مزید البیروتی ثنا ابی حدثنا الاوزاعی پس امام احمد و ترمذی کے برابر ہی اور العباس بن الولید سے نسائی نے بھی حدیث روایت کی فافہم بالجملہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم کے سوال پر یہ سورہ نازل ہوا تو ضرور مدینہ مین نازل ہوا ہی لیکن احتمال یہ ہی کہ شاید نازل ہونے سے یہ مطلب ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم آیا کہ ان لوگون کو یہ سورہ سنا دین چنانچہ سابق مین بارہا یہ مضمون بیان ہوا ہی خطیب نے لکھا کہ اس سورہ مین چودہ آیات ہین و اسی ۸۱ کلمات ہین نوسو ۹۰۰ حروف ہین ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اللہ کی پاکی بولتا ہی جو کچھ ہی آسمانون مین اور زمین مین اور وہی زبردست حکمت والا اے
اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا
ایمان والو کیون کہتے ہو منھ سے جو نہین کرتے بڑی بیزاری ہی اللہ کے ہان کہ کہو وہ چیز جو
تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ
کرو اللہ چاہتا ہی انکو جو لڑتے ہین اسکی راہ مین قطار باندھکر جیسے
بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝

وہ دیوار ہین سیسہ پلائی

سبحان اللہ شروع ہی نام سے اللہ تعالیٰ کے ف جسکا کوئی ہمسر نہین ہی (خطیب) اور جسنے اسکی محبت کا دعوی کیا وہ ایسے لوگون کا محبت ہونا پسند کریگا جو اسکے لیے کفو اور ساجھی بناتے ہین الرحمٰن وہ بہت مہربانی والا ہی ف ہر ایک مخلوق کو اسنے بے غرض پیدا کیا اسکو کسی سے یہ عداوت نہین ہی جو مخلوق سمجھتے ہین کہ باہم ایک دوسرے سے عداوت کرتے ہین لیکن مشرکین جب توحید الٰہی سے انکار و نفرت کرتے ہین تو اللہ تعالیٰ سے ضرور دشمنی کرتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ وہی وحدہ لاشریک ہی اور مشرکین جسکو خدا کہکر مانتے ہین وہ انکے تصور مین کوئی تصویر ہی جو اُنکے دماغ کی بنائی ہوئی ہی اور ہرگز وہ اللہ تعالیٰ نہین ہی اسلیے یہ کہا جاتا ہی کہ مشرک کافر خدا کا دشمن ہی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی مخلوق کی نسبت دشمنی کے یہ معنی جو ہم لوگ سمجھتے ہین عقلاً محال ہی اُسپر اپنے مقام مین دلائل بیان کیے گئے ہین پس اب حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ تو مخلوقات سے پاک ہی لیکن مومنین جو اُس سے محبت کرتے ہین وہ انکو محبوب رکھتا ہی اور انکو نصرت دیتا ہی اور کفار اپنے معبود پر فدا ہین اور دنیا مین دونون فریق کو اُسنے موجود فرمایا ہی اور وہ کسی فرقے پر ایمان یا کفر کے لیے جبر نہین فرماتا لیکن جو شخص جس چیز کا طالب ہی اسمین وہ چیز پیدا کر دیتا ہی اور کافرون سے یہ معنی عداوت کے نہین رکھتا اور نہ سب کو ایک آن مین ہلاک فرماتا پھر کفار اس دنیا کو جو اپنے باطل خیال کے معبودون کے لیے لڑتے ہین اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہی کہ اہل ایمان جو آخرت چاہنے کا دعوی کرتے ہین وہ کسطرح اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے کے لیے جان دیتے اور دنیا سے ملوث نہین چاہتے ہین اسلیے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے لشکرون سے فرماتے کہ کفار اپنے باطل معبودون کے لیے دنیاوی زندگی کے دعوے پر ایسے نہ نکلین کہ جیسے تم اپنے معبود حق عزوجل کے لیے آخرت کے دعوے پر ثابت قدم ہو الرحیم ونہایہ

Marfat.com

والا ہو ف خاص بندون کو جو اُسی کو رب حق جانتے ہین دنیا مین بقدر ضرور اور آخرت مین کمال رحمت سے سرفراز فرماتا ہی اور اُنکے لیے سامان عبادت کی توفیق دیتا ہی سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ و اللہ تعالیٰ ہی کے لیے تسبیح کی ہر چیز نے جو آسمانون مین ہی اور ہر چیز جو زمین مین ہی اور وہی غالب حکمت والا ہی ف ابن کثیر نے کہا کہ ہم اس تسبیح کے متعلق سابق مین تفسیر لکھ چکے ہین یہان اعادہ کرنے کی ضرورت نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ مین نے بارہا مفصل بیان لکھ دیا ہی لیکن خلاصہ بیان بھی لکھ دیا جاتا ہی کہ متاخرین نے عوام کی سمجھ کے موافق کیا کہ جن و انس و ملائکہ جو عقل رکھتے ہین اپنی اپنی لیاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہین باستثنا جن و انس مین سے کافرون کے اور باقی جسقدر مخلوقات بے عقل ہین یہ سب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہین جس سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح ظاہر ہوتی ہی اور سلف صالحین و علماء متقدمین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسمان مع سب چیزون ملائکہ سورج و چاند وغیرہ کے اور زمین مع جن و انس و درخت و پہاڑ و پتھر وغیرہ کے ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ ہی کی تسبیح کرتی ہین ائمہ صوفیہ نے اس قول کی تفسیر یہ بیان کی کہ اہل ایمان تسبیح رحمت ادا کرتے ہین اور اہل شرک و کفر سب تسبیح غضب مین مسخر ہین بالجملہ اس سورہ مین اول اللہ تعالیٰ نے اپنی تسبیح فرمائی تاکہ اُسکی الوہیت قائم ہو اور اہل ایمان کے قلوب مین وسوسہ ابلیس کو دخل نہو سکے بعد مومنون کو خطاب فرمایا بقولہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اے ایمان لانے والو تم کیون کہتے ہو ایسی بات جو کرتے نہین ہو ف خطیب نے اس مقام پر بھی ہر قسم کی روایات لکھدین اور اُنکے ثبوت سے کچھ تعرض نہین کیا لہذا محض اُنکے ترجمہ پر اکتفا کرنا لازم ہوا کلبی رح نے کہا کہ مومنون نے پہلے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ اگر ہمکو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون کام ہی تو ہم جلدی کرین پس نازل ہوا قولہ تعالیٰ ہل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ہم تمکو راہ بتلادین ایسی تجارت کی جو تمکو عذاب الیم سے نجات دے ھ - پھر مدت تک توقف ہوا اور انکا شوق بڑھا کہ ہمکو بتلا دیجاوے پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تومنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ یعنی اللہ و رسول پر ایمان رکھو اور راہ الٰہی مین جہاد کیا لیکن احد کے دن بھاگ نکلے تو اللہ تعالیٰ نے انکو شرم دلانے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو کہا تھا وہ پورا نہین کیا مترجم کہتا ہی کہ کلبی کی روایت زیادہ اعتبار کے قابل نہین ہی - ھ - محمد بن کعب رحمہ اللہ تعالےٰ سے روایت ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے بدر کے شہیدون کی فضیلت نازل فرمائی تو ایک جماعت نے جذب شوق سے کہا کہ اگر آیندہ موقع ملا تو ہم تمام کوشش صرف کرینگے لیکن احد کے روز بھاگے پس اللہ تعالیٰ نے انکو عار دلایا قتادہ و ضحاک سے روایت ہی کہ بعضے مسلمان کہا کرتے کہ ہم نے لڑائی کے وقت یہ کیا اور وہ کیا حالانکہ ٹھیک نہین ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور سخت تہدید فرمائی بقولہ تعالیٰ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ غصے کے ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہی کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہین ہو ف اور بعض نے کہا کہ اسکا واقعہ یہ ہوا تھا کہ ایک کافر نے لڑائی مین بہت سے مسلمانون کو ایذا دی تھی وہ مارا گیا تو ایک شخص نے اپنا نام کیا کہ مین نے اسکو مارا ہی حالانکہ عمر رض کو معلوم ہوا کہ اُسکو صہیب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا ہی عمر رض نے صہیب رض سے کہا کہ تمنے اسکو قتل کیا ہی صہیب نے کہا کہ مجھے یہ نام رکھنے کی کچھ ضرورت نہ تھی یونکہ مین نے اسکو اللہ و رسول کے واسطے قتل کیا تھا عمر رض نے جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کافر کو صہیب نے قتل کیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ای صہیب تمنے قتل کیا ہی صہیب نے اقرار کیا تو جس شخص نے جھوٹ کہا تھا اسکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی - ابن زید نے کہا کہ جو لوگ زبانی ایمان والے تھے یعنے دل مین نفاق تھا تو وہ جہاد کے معاملے مین ایسی باتین کیا کرتے جو اُنسے نہین ہوتی تھین پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنے ای لوگو جو زبانی ایمان لائے ہو تم کیون ایسی باتین کہتے ہو جو کرتے نہین ہو آخر تک فتح البیان مین فقط یہ روایت لکھی کہ ابن عباس نے کہا کہ جہاد فرض ہونے سے پہلے کچھ لوگ مسلمانون مین سے یہ کہا کرتے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمکو آگاہ فرماوے کہ کون سا عمل اُسکو زیادہ محبوب ہی تو ہم اسپر عمل کرین پس اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے آگاہ فرمایا کہ سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ ایمان ہی جسمین شک کا لگاؤ نہو اور کافرون پر جہاد ہی پس جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو لوگون نے گران جانا پس

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائین مترجم کہتا ہی کہ یہی روایت قوی ہی اور باقی روایات ضعف سے خالی نہین ہین امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہ اس آیت مین ایسے شخص پر انکار ہی جو کوئی وعدہ کرے یا بات کہے اور وفا نکرے لہذا بعض علماے سلف نے کہا کہ وعدہ وفا کرنا مطلقاً واجب ہی خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے قرطبی سے نقل کیا کہ اس آیت سے واجب ہوا کہ جو شخص اپنے نفس پر ایسی بات لازم کرے جسمین اللہ تعالیٰ کی رضا ہی پورا کرے ۔ھ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث مین ہی کہ چار باتین ایسی ہین کہ جسمین چارون جمع ہون وہ خالص منافق ہی اور جسمین ان باتون مین سے کوئی بات ہو تو اسمین نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہانتک کہ اُسکو چھوڑ دے جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب کسی سے جھگڑے تو فجور کرے اور جب امانت دیجاوے تو اسمین خیانت کرے اور جب بات کہے تو جھوٹ بولے (صحیحین وغیرہ) مترجم کہتا ہی کہ محققین علماء نے کہا کہ نفاق یہ ہی کہ ظاہر و باطن مین موافقت نہو پس اگر اعتقاد مین ایسا ہو تو وہ نفاق کفر ہی اور اگر فعل مین ایسا ہو تو عملی منافق ہی اور عملی منافق ان چار باتون سے پورا ہو جاتا ہی اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ بھی احتمال ہی کہ جس شخص مین یہ چارون باتین جمع ہون شاید اسکے دل سے ایمان جاتا رہے اور وہ مغرور دھوکے مین پڑے واللہ تعالیٰ اعلم ۔ ھ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہان آئے اور مین طفل تھا اسوقت مین نے چاہا کہ بچون کی طبیعت کے موافق باہر کھیلنے جاؤن میری مان نے مجھے پکارا کہ ای عبداللہ ادھر آ مین تجھے چیز دون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (شاید یہ خیال فرما کر کہ زمانۂ سابق کی عادت کے موافق اس کلمہ سے مجھے بہلانا چاہتی ہی) میری مان سے فرمایا کہ تو کیا چیز دینا چاہتی ہی اُسنے عرض کیا کہ یہ چھوہارے دونگی آپ نے فرمایا کہ اگر تو ایسا نہ کرتی تو تیرے اوپر ایک جھوٹ لکھا جاتا (رواہ احمد و ابوداؤد) مترجم کہتا ہی کہ علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کی حدیث کے معنی نکالنے مین کوشش و اجتہاد کیا بعد ازانکہ اسپر سب کا اتفاق ہی کہ اگر وہ نہ دیتی تو دروغ لکھا جاتا پھر کیا یہ دروغ بطور مواخذہ ہی یا نہین ہی اور نکتہ چونکہ آدمی کے جمیع افعال و اقوال بمنزلہ اُسکے پتیون و پھلون کے ہین اور ناکارہ ساقط کر دیے جاتے ہین اور مواخذہ کے قابل بھی توبہ سے ساقط ہو جاتے ہین یا مستمر ہو جاتے ہین اور صورت مذکورہ مین دونون قول موجود ہین واللہ تعالیٰ اعلم اور انکا نتیجہ یہ کہ بہرصورت احتیاط لازم ہی (۲) امام مالک کا مذہب یہ ہی کہ اگر وعدے سے موعود پر غرم متعلق ہو جاوے تو وفا کرنا واجب ہی مثلاً کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو نکاح کرلے اور تیرے لیے مجھپر ہر روز دس درم ہین اور اسنے نکاح کیا تو وعدہ کرنے والے پر واجب ہوگا کہ ہر روز اُسکو دس درم دے جبتک وہ اس حالت پر باقی رہے اسلیے کہ اس سے ایک آدمی کا حق متعلق ہو گیا ہی اور جمہور علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ صورت مذکورہ مین وعدہ کرنے والے پر مطلقاً کچھ واجب نہین ہوگا (مترجم کہتا ہی کہ وعدہ کرنے والے ضرور ایک مسلمان کو اپنے وعدے سے مغرور کیا اور ممکن ہی کہ اُسکو روٹی کپڑے کی وسعت نہو تو مضرت کا سختی اُٹھاویگا فافہم) اور جمہور نے آیت قدسی کو جسمین ملامت ہی کہ جو کہتے ہو وہ کیون نہین کرتے ہو اُسکو فقط خاص قول پر محمول کیا یعنے اُنھون نے جہاد فرض ہونے کی تمنا کی تھی یعنے اگر جہاد فرض ہو تو مجھکو معلوم ہو تو ہم کوشش بجالاوین پھر جب انپر جہاد کرنا فرض کیا گیا تو بعض نے اُسکو شاق جانا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم تر الی الذین قیل لہم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ تا قولہ تعالیٰ ولو کنتم فی بروج مشیدۃ یعنے کیا تو نے دیکھا نہین اُن لوگون کو جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رہو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو (مگر اُنھون نے ظالمون کو دفع کرنے کے لیے حکم جہاد مانگا پھر جب اُنپر قتال فرض کیا گیا تو ناگاہ تجھے ظاہر ہوا کہ انمین سے ایک فریق ہی کہ وہ لوگون سے ایسا ڈرتے ہین جیسے خدا سے تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے یا اس سے بھی بڑھکر ڈرتے ہین کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار ہمپر قتال تو نے کیون فرض کر دیا نزدیک کی چند مدت کی زندگی تک ہمکو تاخیر کیون نہ دیدی ای پیغمبر تو اُنسے کہدے کہ دنیا کی عیش بہت تھوڑی ہی اور آخرت ایسے بندے کے لیے بہت بہتر ہی جسنے تقوی کیا اور تم گٹھلی کی جھلی برابر بھی ظلم نہ کیے جاوگے موت تو تم کو ضرور پکڑیگی تم چاہے جہان ہو اگرچہ مضبوط

برج کے اندر چھپے ہو - ۱۲ - اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویقول الذین آمنوا لولا انزلت سورۃ الآیۃ یعنی جو لوگ ایمان ظاہر کرتے ہین کہتے ہین کہ کوئی سورہ کیون نہین اتری (جسمین جہاد کا حکم محکم ہوتا) پھر جب سورہ محکمہ اُترا اور اُسمین قتال کا (فرضیت جہاد کا) ذکر کیا گیا تو ای پیغمبر تو دیکھتا ہی ان لوگونکو جنکے دل مین مرض ہی کہ وہ تیری طرف ایسے شخص کی نگاہ سے دیکھتے ہین جسپر موت چھائی ہو - ۱۳ - شیخ نے کہا کہ جمہور علماء کے نزدیک یہان جو آیت ہی وہ بھی اسی طریقے پر ہی چنانچہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ جہاد فرض ہونے سے پہلے مسلمانون مین سے کچھ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہمکو آرزو ہی کہ اللہ تعالیٰ ہمکو ایسے عمل سے آگاہ فرماتا کہ جو اُسکے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہی تاکہ ہم اُسپر عمل کرتے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل اللہ تعالیٰ پر ایمان ہی جسمین شک نہو اور اُسکی راہ مین جہاد ہی ایسے لوگون پر جنھون نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہی اسکی وحدانیت کا اقرار نہین کیا اور ایمان سے مخالفت کی پھر جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو مسلمانون مین سے کچھ لوگون نے اسکو ناگوار جانا اور جہاد کا معاملہ انپر بہت شاق گذرا پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا - یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون الآیہ - اسی تفسیر کو امام ابن جریرؒ نے پسند کیا ہی مترجم کہتا ہی کہ ابن عباسؓ کی تفسیر کا خلاصہ یہان یہ ہی کہ اول مین مومنین صادقین اور دھل مل یقین سب ایک ہی مین ملے جلے تھے اور ایک مجلس مین بیٹھون نے اسطرح تمنا کی پس جہاد کا حکم نازل ہوا تو جو لوگ صادقین تھے وہ اب بھی خوش ہوے کیونکہ تقوی کے ساتھ یہان سے جلدی اپنے گھر پہونچنے کا سامان پایا اور کم سے کم یہ کہ جان قربان کرنے کا موقع ہوا اور جنکے دل مین مرض یعنی نفاق تھا اُنھون نے گران جانا چنانچہ ابن عباسؓ کی روایت کو اوپر کی مذکور آیات کے ساتھ ملانے سے یہ معنے صاف ظاہر ہوجاتے ہین واللہ تعالیٰ اعلم - ۱۴ - مقاتل بن حیان نے اسطرح تفسیر بیان کی کہ مومنون نے کہا تھا کہ اگر ہم جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کیا کام ہی تو ہم اسی پر عمل کرتے پس اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا قولہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہی اُن بندون کو جو اُسکی راہ مین قتال کرتے ہین گویا جمی ہوئی مستحکم عمارتین ہین ف مرصوص باہم اجزا رچکے ہوے ملے ہوے جو نہایت مستحکم ہوجاتے ہین پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ کام اپنے نزدیک محبوب بیان فرمایا تو اسکے بعد غزوۂ احد مین اُنکو امتحان مین مبتلا فرمایا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون الآیہ اور فرمایا کہ تم مین سے وہ لوگ مجھے زیادہ محبوب ہین جو میری راہ مین جہاد کرتے ہین (۱۵) مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین ہی کہ ای لوگو دشمن یعنی کفار سے مقابل ہوتے اور بھڑ جانے کی آرزو مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور جب دشمن سے تو ثابت قدم رہو (صحیح) اور بعض مشائخ اولیا نے کہا کہ خود بندہ جس چیز کو آرزو کرکے مانگے تو اس امتحان مین ثابت قدم نہین رہیگا چنانچہ یوسف پیغمبر جلیل القدر علی سیدنا وعلیہ السلام کے قصے مین یہ تنبیہ موجود ہی بقولہ قال رب السجن احب الی الآیہ یعنے یوسف نے جناب باری مین عرض کیا کہ ای رب مجھے قیدخانہ اس سے زیادہ محبوب ہی جسکی طرف یہ عورتین مجھے بلاتی ہین - ۱۶ - یعنی اپنی طرف سے قیدخانہ مانگا اور یہ نہین فرمایا کہ افوض امری الی اللہ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل پھر آخر مین قیدخانہ مین رہائی یافتہ قیدی سے کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر کیجو (قیدخانہ مین ایک بیگانہ دہقان سے قید ہی اور حدیث مین ہمارے حضرت سرور کائنات صلی اللہ [illegible] نے ہمکو تعلیم فرمایا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل) ۱۷ - امام ابن کثیرؒ نے کہا کہ بعض مفسرین نے بیان کیا کہ یہان جو آیت ہی وہ قتال کے معاملہ مین ہی یعنی آدمی نے قتال کیا پھر بیان کیا کہ مین نے یون حملہ کیا اور اسطرح نیزہ مارا اور اسطرح وار کیا حالانکہ اُسنے کیا نہین ہی تو اس دروغ سے منع کیا کہ جو نہین کرتے ہو اُسکو کیون کہتے ہو اور یہ تفسیر قتادہ وضحاک سے روایت کی جاتی ہی ابن زیدؒ نے کہا کہ ان آیات کا نزول ایک قوم منافق کے حق مین ہی جو مسلمانون سے وعدہ کیا کرتے تھے کہ جہاد مین ہم تمھاری مدد کرینگے حالانکہ وعدہ وفا نہین کرتے تھے مترجم کہتا ہی کہ اسمین یہ تردد پیدا ہوتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے مومنون کو خطاب کرکے عتاب کیا ہی تو منافقون کے حق مین کیونکر ہوگا خطیبیؒ نے جواب دیا کہ بتانے کے طور پر ہی یعنے ای لوگو جو ظاہر مین ایمان والے بنتے ہو اور ایمان کے لائق کام نہین کرتے ہو حالانکہ یہ لوگ ظاہر مین ایمان کا دعوی کرتے تھے اور اسی سے معلوم ہوگیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

Marfat.com

آیت مین بھی مجموعہ کو خطاب ہی اور مراد فقط وہ لوگ ہین جنکے دل مین مرض تھا اور یہی منافق ہوتے ہین اور اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ تعالیٰ
کا مطلب یہی ہو جو ابن عباسؓ کی واضح روایت مین ہی یعنے پہلے تو مومنین و منافقین مختلط تھے اور مجموعہ نے درخواست کی تھی پھر جب حکم آیا تو مومنین
نے آرزو پائی اور منافقین مضطرب ہوے اور انکو شاق و ناگوار ہوا حالانکہ ابتدا مین شریک تھے اور ابن زید نے فقط اسیقدر اشارہ کیا کہ منافقین
کے حق مین ہی کیونکہ خطاب مین سے مقصود یہی منافق ہین واللہ تعالیٰ اعلم (ص) امام مالکؒ نے زید بن اسلم سے روایت کیا کہ قولہ تعالیٰ لم تقولون
مالا تفعلون زید بن اسلم نے کہا کہ یہ جہاد ہی مترجم کہتا ہی کہ اس سے مراد یہ ہی کہ پہلے جہاد کی خواہش کرتے تھے پھر جب حکم نازل ہوا تو اس سے کراہیت
کی۔ ص۔ ابن ابی نجیح نے مجاہدؒ سے روایت کی کہ انصار کے ایک مجمع مین جسمین عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے لوگون نے یہ تذکرہ کیا کہ اگر ہم
یہ جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو کون کام زیادہ محبوب ہی تو اسی پر عمل کرتے پس جہاد کا حکم نازل ہوا تو بعضے ناگوار سمجھے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل
فرمائین تب عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا کہ مین نے اپنی جان کو راہ الٰہی مین وقف کیا ہمیشہ جہاد مین رہونگا یہانتک کہ مرون یا مارا جاؤن پھر وہ اللہ
تعالیٰ کی راہ مین شہید ہوے (ع) اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ابو الاسود الدیلیؒ سے روایت ہی کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کے
قاریون کو بلایا یعنے جو لوگ قرآن مجید مین تفسیر پڑھے ہوے تھے پس اُن مین سے تین سو آدمی آئے انمین سے ہر ایک پورا قرآن مجید پڑھ چکا تھا
پس ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے انسے خطاب کرکے فرمایا کہ تم لوگ اہل بصرہ مین سے اچھے لوگ ہو اور یہ بھی فرمایا کہ ہم لوگ ایک سورہ پڑھا کرتے تھے
جسکو ہم یہ کہتے تھے کہ مسبحات مین سے کسی سورہ کے برابر ہی پھر ہم لوگون کو وہ سورہ بالکل بھلا دیا گیا سوائے ایک آیت کے جو مجھے یاد رہی ہی
کہ اُس سورہ مین یہ آیت تھی یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون فتکتب شہادۃ فی اعناقکم فتسئلون عنہا یوم القیمۃ یعنے اے اہل ایمان تملوگ
کیون ایسی بات کہتے ہو جسکو کرتے نہین ہو کہ وہ تمھاری گردنون مین ایک گواہی لکھی جائیگی پھر قیامت کے روز اس سے سوال کیے جاوگے۔ ص۔ (ع)
اور خطیبؒ نے اس روایت کو اسطرح نقل کیا ہی کہ ابو موسیٰؓ نے قراء بصرہ کو بلایا تو تین سو آدمی اُنکے پاس آئے ہر ایک نے پورا قرآن پڑھ لیا تھا
پس آپ نے انسے فرمایا کہ تملوگ اہل بصرہ مین سے بہتر ہو اور ان مین سے عالم ہو تمکو چاہیئے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو ایسا نہو کہ زمانۂ دراز سمجھکر اپنے
نفس کو مہلت مین ڈالو کہ تمھارے دل سخت ہوجائین جیسے زمانۂ دراز پر تمسے پہلے لوگون کے دل سخت ہوگئے تھے اور فرمایا کہ ہملوگ ایک سورہ
پڑھا کرتے تھے پھر اس سورہ کو سورۂ براءت سے تشبیہ دی یعنی بڑی سورۃ تھی اور اُسکے احکام مین بھی سورۂ براءت کی طرح سختی تھی پھر ہملو
اُسکو بھلا دیے گئے سوائے ایک آیت کے جو مجھکو یاد رہی ہی لو کان لابن آدم وادیان من مال لابتغی ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب
یعنے اگر فرزند آدم کے واسطے بڑے وسیع دو میدان مال سے بھرے ہون تو بھی وہ تیسرے میدان مال کی خواہش کرے اور فرزند آدم کے
نہالی جوف کو کوئی چیز نہین بھرتی ہی سوائے خاک کے۔ ص۔ پھر اسکے بعد وہ قول ذکر کیا جو ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہی مترجم کہتا ہی کہ اس روایت
مین ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہی کہ پہلے یہ دونون سورتین نازل ہوئی تھین اور ہملوگ اُنکو تلاوت کیا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے انکو منسوخ
فرمایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے واسطے منسوخ ہونیکا یہ معجزہ رکھا گیا تھا کہ ایکبارگی انکے قلوب سے تمام سورہ یا جسقدر نسخ ہوا وہ بھلا دیا
جاتا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا یعنے جو آیت ہمنے منسوخ کی یا اُسکو بھلا دیا تو ہم اُس سے بہتر لاتے
ہین یا اُسکے مثل لاتے ہین۔ ص۔ چنانچہ یہان اول سورہ مین سے جو آیت کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یاد رہی تھی یعنے فرزند آدم کے لیے
اگر دو میدان ہون تو وہ تیسرا چاہیگا الخ اسکا خلاصہ یہ ہی کہ آدمی ثروت و کثرت مال کی حرص مین غافل رہتا ہی اور کبھی اُسکی حرص پوری نہین ہوتی
سوائے اسکے کہ جب مرتا ہی تو مٹی اُسکا جوف بھرتی ہی سعدیؒ نے کہا ؎ گفت چشم تنگ دنیا دار را ۔ یا قناعت پر کند یا خاک گور ۔ یعنے
آدمی دنیا مانگنے والے کی تنگ آنکھ کو یا قناعت بھرتی ہی یا قبر کی خاک بھرتی ہی۔ ص۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدا مین اس سورہ کو واضح طریقے سے
نازل فرمایا کیونکہ عرب کے دیہاتی و پہاڑی لوگ اہل علم نہین تھے اگرچہ جوہر شریف رکھتے تھے تو اُنکو ضرورت تھی کہ ہر مطلب اُنسے واضح طور پر بیان

فرمایا جاوے پھر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ یہ کتاب الٰہی یعنے قرآن مجید معجزہ باقی اور حفظ سے محفوظ رہے چنانچہ اگلی کتابون مین اللہ تعالےٰ نے اس امت کی یہ بشارت دی تھی کہ اناجیلہم فی صدورہم - انکی انجیل انکے سینون مین ہوگی - ھ - یعنے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اپنی کتاب الٰہی کو سینے مین حفظ رکھینگے لہذا اعجاز موجز کردیا کہ حفظ کرنا آسان ہو اور میدان مال کا مضمون اسطرح نازل فرمایا الہکم التکاثر حتے زرتم المقابر - تمکو کثرت مال کی حرص نے غافل کردیا اسی مین پڑے رہوگے یہانتک کہ اپنی اپنی قبر دیکھو - ھ - اس نفاست سے وہ مضمون ادا فرمایا اور باقی کو اسی پر قیاس کرلو اور دوسری سورہ کا بدل خود اس سورۂ مبارک مین موجود ہے ابن کثیر نے کہا کہ اسلیئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ الآیہ اسمین اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ وہ اپنے بندگان مومنین کو محبت سے دیکھتا ہے جب وہ میدان جنگ مین دشمنان خدا کے مقابلے مین اسیلیے صف بستہ ہوتے ہین کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے کلمۂ توحید کے دشمنون کو مٹادین اور انکا منھ بند کرین تاکہ شان الٰہی مین یہ ناپاک لوگ بدگوئی نہ کرسکین اور کلمۂ توحید بلند ہو اور امام احمد نے حدیث ابو سعید خدری رضؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے بندے ہین کہ اللہ تعالیٰ انکی جانب ہنستا ہے (یعنے رضامندی و محبت کا ظہور ہوتا ہے) (۱) وہ شخص جو رات مین نماز کے لیے اٹھتا ہے (۲) اور وہ قوم مومنین جو نماز کے لیے صف باندھتے ہین اور (۳) وہ قوم مومنین جو جہاد مین صف باندھتے ہین (رواہ ابن ماجہ) اور مطرف بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پہونچی تھی تو مین چاہتا تھا کہ خود ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرون آخر مین نے انکی ملاقات پائی اور مین نے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے آپ سے ایک حدیث پہونچی تھی اسکے لیئے مین چاہتا تھا کہ آپ سے ملون آپ نے فرمایا کہ شاباش اب تو تجھے ملاقات لگی اب بیان کر مین نے کہا کہ ہان مجھے یہ خبر پہونچی کہ آپ بیان کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگون سے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین آدمیونکو مبغوض رکھتا ہے اور تین آدمیون کو محبوب رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہان صحیح ہے اور مجھے اپنے نفس سے یہ خیال نہین ہے کہ مین اپنی جان و مال سے زیادہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھونگا مین نے پوچھا کہ پھر تین شخص جنکو اللہ تعالےٰ محبوب رکھتا ہے کون لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ ایک وہ شخص جو راہ الٰہی مین جہاد کرنے نکلا خالص نیت سے (کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو) جہاد کرتا ہے پھر دشمن (کفار) سے مقابلہ ہوگیا تو اسنے قتال کیا (ایک نسخہ مین ہے کہ پھر مارا گیا یعنے شہید ہوا تو وہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے) اور تم لوگ اسکو اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب مین پاتے ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان مرصوص پھر باقی حدیث ذکر فرمائی اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اور یہ روایت مختصر ہے اور امام ترمذی اور نسائی نے اس سے زیادہ بسط کے ساتھ روایت کیا ہے کعب احبار رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے - کتاب (توریت) مین اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مین اسطرح کلام فرمایا ہے کہ وہ میرا بندہ متوکل برگزیدہ ہے نہ سخت دل ہے اور نہ سخت زبان اور نہ بازارون مین شور کرنیوالا ہے اور بدی کے عوض مین بدی کرنے والا نہین بلکہ عفو کرتا اور بخشتا ہے اسکی پیدائش کا مقام مکہ ہے اور ہجرت کا مقام طابہ (مدینہ) ہے اور اسکا ملک شام ہے (یعنے اسکی امت کی سلطنت کا مرکز شام ہوگا) اسکی امت نہایت حمد الٰہی ادا کرنے والے ہونگے ہر حال مین اور ہر منزلت مین اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کرینگے اور سحر کے اوقات مین جو آسمان مین انکی آوازین ایسی ہونگی جیسے شہد کی مکھیون کی آوازین نرم و نازک گونجتی ہین اور وہ لوگ اپنے اطراف پر وضو کرینگے (یعنے منھ و ہاتھ پانون و سر) اور نصف ساق تک ازار پہنین گے اور میدان قتال مین انکی صف ایسی ہوگی کہ جیسی صف انکی نماز مین ہوگی پھر کعب احبار نے یہ آیت پڑھی ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان مرصوص یہ لوگ آفتاب کی نگہداشت رکھین گے (یعنے آفتاب کی رفتار سے نماز کے اوقات لحاظ رکھینگے) اور جسجگہ انکی نماز کا وقت آویگا وہان نماز پڑھینگے اگرچہ جانور کی بیٹھ پر ہون (رواہ ابن ابی حاتم) یعنے اس امت مرحومہ کے لیے قید

Marfat.com

گر جیسے یہود و نصاریٰ پر قید تھی کہ خاص بیعہ و کنیسہ کے سوائے کسی جگہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے بلکہ امت مرحومہ
مسجد و طہور ہے بلکہ اگر سواری سے اترنے کی گنجائش نہو تو اسی کی پیٹھ پر نماز پڑھ لینگے اور اگر وضو کا پانی نہ پاوین تو خاک پاک سے تیمم
اور یہ نعمت فقط اسی امت کے ساتھ خاص ہے اور اس روایت مین وضو کرنے کا حکم مذکور ہے جس سے یہ دلالت ہے کہ کل امتین وضو
کے اور سے محروم تھین چنانچہ صریح دیکھا جاتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کچھ وضو نہین کرتے ہین - ۱۲ سعید بن جبیرؓ نے قولہ تعالےٰ ان اللہ
یحب الذین یقاتلون الآیہ کی تفسیر مین کہا کہ اس سے قتال مین صف بستہ ہونا ظاہر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کافرون سے قتال
کرتے تو ضرور صف بستہ فرماتے اور اسمین اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنون کو تعلیم ہے اور ابن جبیرؓ نے کہا کہ بنیان مرصوص یعنے انکی صف بعضون
بعض سے بعض ملی ہوئی مانند دیوار کے مستحکم ہے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ جمی ہوئی جو ہلانے سے نہین ہل سکتی ہے قتادہؓ نے کہا کہ جیسے عمارت کا
مالک نہین چاہتا کہ اسکی عمارت مختلف ہو اسیطرح اللہ تعالیٰ کو پسند نہین ہے کہ اسکا امر مختلف ہو اور اللہ تعالیٰ نے مومنون کو قتال مین صف بستہ
کیا اور نماز مین صف بستہ کیا پس تمپر واجب ہے کہ امر الٰہی کو مضبوط پکڑے رہو کیونکہ جسنے اسکو مضبوط لے لیا وہ بچ گیا (ابن ابی حاتم) اور
ابو بجریہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم پیدل زمین پر قتال کرنے کو سواری پر قتال کرنے سے زیادہ پسند فرماتے تھے کیونکہ
اللہ تعالےٰ نے فرمایا صفا کانہم بنیان مرصوص اور ابو بجریہؓ کہا کرتے کہ جب تم مجھے دیکھو کہ مین نے صف مین ادھر ادھر التفات کیا تو میرے
جٹرے مین چونک دو (رواہ ابن جریر) خطیب وغیرہ نے قرطبیؒ سے نقل کیا کہ ابراہیم نخعیؒ فرماتے تھے کہ کتاب الٰہی مین تین آیتین ایسی ہین جنکی
وجہ سے مین قاضی ہونا پسند نہین کرتا ہون اول قولہ تعالیٰ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یعنے ای احبار یہود تم دوسرون کو نیکی
کرنیکا حکم کرتے ہو کہتے ہو کہ محمد بیشک رسول ہین تم انکی پیروی پر قائم رہو اور ہمنے تو موسیٰ کا کلمہ پڑھا ہمکو شرم آتی ہے کہ انکو چھوڑ دین) اور تم
اپنے آپ کو فراموش کرتے ہو - ۱۲ - یعنے اسوقت کسی پیغمبر کا زمانہ نہین ہے سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پس منکر جہنمی ہے غرضکہ اس آیت سے
نکلا کہ قاضی ایسا نہو کہ دوسرون کو نیک باتونکا حکم دے اور خود فراموش ہو اور دوم قولہ تعالیٰ وما ارید ان اخالفکم الی ما انہاکم عنہ یعنے
پیغمبر نے امتیون سے فرمایا کہ مین یہ نہین چاہتا کہ جس چیز سے تمکو منع کرتا ہون خود اسی چیز کی طرف جاؤن - ۱۲ - اور سوم قولہ تعالےٰ
لم تقولون ما لا تفعلون مترجم کہتا ہے کہ علماء محققین نے فرمایا کہ یہ حکم مباحات مین ہے یعنے جب تک کسی پر کوئی امر واجب نہو اسوقت
تک ایسا کر سکتا ہے اور اگر ایک قصبے مین سوائے ایک عالم کے دوسرا نہو تو اسپر لازم ہوگا کہ قاضی ہونا قبول کرے اسیطرح امر معروف
و نہی منکر مین یہ خلل نہین ہو سکتا کیونکہ جو کوئی منع کر سکتا ہو وہ منع کرے مثلاً ایک شخص خلاف شرع کام خود کرتا ہے اور آپنے دوسرے کو اسی کام سے
منع کیا تو جسکو منع کیا ہے اسکی نیکبختی کی نشانی یہ ہے کہ شرع شریف کی جانب خیال کرکے فوراً قبول کرے اور باز رہے اور منع کرنیوالا مواخذہ سے
بچ گیا اور اگر وہ منع نکرتا تو وہ اس مواخذہ مین بھی گرفتار ہوتا کہ تو نے اسکو کیون نہین منع کیا اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ جس قوم نے آپسمین
بُری باتون سے منع کرنا چھوڑا تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو عذاب مین ماخوذ کرے اور دوسری حدیث مین ہے کہ ان کے دلون مین پھوٹ
پڑ جاویگی مترجم کہتا ہے کہ مین نے بارہا ہوشیار کیا کہ اول سنہ ۶ ہجری کے قریب مسلمانان خراسان وغیرہ نے یہی طریقہ اختیار کیا اور
انمین بالکل پھوٹ پڑ گئی آخر تاتاریون کے ہاتھ سے عذاب آیا اور وہ ہولناک واقعات مشہور و معروف ہین اور اسی خراسان و ایران
وغیرہ مین بہت سے بادشاہ مع افواج موجود تھے اور اختلاف کے سبب سے کچھ بھی مستقل نہوے حتی کہ فقط اسّی ہزار فوج نے ان مالک
کو قتل عام سے تہ و بالا کر دیا پھر تاتاریون مین اسلام شروع ہوا اور آخر سنہ ۱۲ کے قریب پھر خرابیان عام ممالک مین پھیل گئین اور
اب جو کچھ حالت ہے خود دیکھتے ہو سوائے ایک گروہ کے اور بارہا یہ حدیث لکھی گئی کہ ایک گروہ اسلام غالب رہیگا (تذکیر الاخوان)
عرائس مین ہے کہ قولہ تعالیٰ لم تقولون ما لا تفعلون. اس آیت سے یہ حکم بھی نکلا کہ آدمی کبھی معاملات قلبیہ مین دعوی نکرے جسکو

Marfat.com

جب کہ وہ کسی مرتبہ کا مدعی ہو حالانکہ وہان نہین پہونچا تو یہ مذموم ہی مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین ہی کہ جو کوئی اپنے آپ کو آسودہ بنا وے ایسی چیز کے ساتھ جو اسکی نہین دی گئی ہی تو مکاری کا جوڑا پہننے والے کے مانند ہی صحیح ابن عطا نے کہا کہ جسنے اپنے نفس کے لیے کوئی قسم طاعت کی گواہی دی تو وہ گناہگاری سے زیادہ قریب ہی شیخ نے کہا کہ اسمین اہل تحقیق کے لیے بھی اشارت ہی کہ اسکا یہ کہنا کہ مین نے نماز پڑھی یا روزہ رکھا خطاے نظر سے دعوی خودی ہی اسلیئے کہ بندے کے لیے فعل و تدبیر نہین ہی بلکہ وہ اسیر بحکم تقدیر ہی اسپر احکام قضا و قدر جاری ہوتے ہین تو دعوی ایسی چیز کا ہوا جو نہین کیا اور یہ بھی اسپر مقدر تھا شیخ ابن العربی نے لکھا ہی کہ قولہ تعالے لم تقولون مالا تفعلون جب ایمان حقیقی حاصل ہوتا ہی تو اسکے ساتھ لازمات مین سے یہ ہی کہ صدق اور عزم ثابت حاصل ہو اسلیئے کہ جب فطرت انسانیہ عالم کے لگاؤ سے پاک ہوتی ہی تو ضرور ان دونون باتون کو چاہتی ہی قال المترجم شیخ نے باریک مضمون کو جو طول عبارات مین بھی مشکل سے ادا ہوگا مختصر جملہ مین افادہ فرمایا اور شاید مراد یہ ہی کہ جب ایمان حقیقی حاصل ہوتا ہی تو فطرت کا لگاؤ اس عالم دنیا سے بالخصوص منقطع ہوجاتا ہی اسلیے کہ دنیا ملعونہ ہی تو ایمان و لعنت جمع نہین ہوسکتی ہی اور اسکو بھی یقین ہی کہ اس ملعونہ سے دامن بچاکر دار آخرت مین جاوے پس خواہ مخواہ وہ صدق و ثبات کے ساتھ یہان سے جلد کوچ کرنیکا عزم کریگا اور سب سے بہتر طریقہ جہاد و شہادت ہی پس عزم قوی کے ساتھ ہر وقت شہادت کے سامنے پیش ہوگا اب یہ وہم پیدا ہوگا کہ کیا صحابہ مین یہ بات نہ تھی جو احد مین منہزم ہوے جواب ضرور صحابہ مین ایمان حقیقی حاصل تھا اور کلام یہ ہی کہ اصل فطرت اسی کو مقتضی ہی لیکن جسم و اسکے حواس تادم مرگ عارض ہوتے ہین اسی کو نفس کا معارضہ کہتے ہین اور یہ دونون جمع ہین اسی وجہ سے معصیت کا خوف لاحق ہوتا ہی پس ممکن ہی کہ نفس اپنے حواس کے افکار اس طرح بنا کر مدلل لاوے کہ پردہ ہوجاوے کیا نہین دیکھتے ہو کہ جمیع کفار پر یہی نفس کے خیالات غالب ہین حتی کہ فلاسفۂ یونان انھین حواس باطنہ کے دلائل مین منہمک ہوکر گمراہ ہوے اسیوجہ سے علماء ربانی نے بہت تاکید سے منع فرمایا کہ علم کلام کے ذریعہ سے تحقیق مرام پر مدار نہ رکھے ورنہ گمراہ ہوجائیگا اور علم کلام فقط اسواسطے ہی کہ گمراہون نے جو راستہ لیا ہی اور اس راستہ کے خار انکو نظر نہین آتے ہین اور ہم خوب جانتے ہین کہ وہ کج و غلط راہ ہی تو پہلے انکو خود انکی راہ مین خرابی بتلادے تاکہ وہ سیدھی راہ کی طرف لوٹ آوین مثلاً اس زمانے مین جو لوگ ہین وہ آسمان کو ندارد اور زمین کو سیارہ گرد آفتاب کے یقین کر چکے ہین تو جب تک ادھر انکی غلطی نہ بتلائی جاوے تب تک وہ حق کے دلائل نہین سنینگے چنانچہ مترجم نے مقدمہ مین تصریح سے بیان کیا ہی الحاصل حقیقی ایمان کے ساتھ بھی جب تک آدمی زندہ ہی نفس کا معارضہ موجود ہی اور ایمان کا اقتضا یہ ہی کہ آخرت کے واسطے صدق کے ساتھ شہادت کا طالب ہو اور عزم قوی کے ساتھ آخرت کو طلب کرے اور نماز و تسبیح وغیرہ سے وہان کا سامان جمع کرے اور سب سے مقدم یہ ہی کہ معصیات و گناہون سے بالکل پرہیز رکھے قولہ لم تقولون مالا تفعلون شیخ رح نے کہا کہ احتمال ہی کہ اس سے یہ مراد ہو کہ تم جھوٹ کیون بولتے ہو اور زبان سے جھوٹ وعدہ کیون کرتے ہو کیونکہ جو کوئی ایمان کا دعوی کرے اسپر لازم ہی کہ ایسی باتون سے پرہیز کرے اور اگر ایسا نکرے گا تو اسکے ایمان کا دعوی فقط زبانی ہوگا اور حقیقت مین نہوگا لہذا فرمایا۔ کبر مقتا عند اللہ الآیہ اسلیئے کہ جھوٹ بولنا تو مروت کے خلاف ہی اور مروت ایمان کی ابتدا ہی تو جب مروت ہی نہو تو ایمان کہانسے ہوگا اسلیے کہ اصلی ایمان یہ ہی کہ ازلی فطرت کی طرف رجوع ہو اور وہی دین قیم ہی اور جب ایسا ہوگا تو فضیلت کی خصلتین سب قسم سے حاصل ہونگی اور یہی اسکو مرغوب ہونگی اور اسکا کمتر درجہ یہ ہی کہ عفت و مروت ہو اور جھوٹے آدمی کے پاس مروت ہی نہین ہی تو حقیقی ایمان بھی اسمین نہین ہی اور مروت نہونے کی دلیل یہ ہی کہ خبر دینا اپنی زبان سے دوسرے کو ایک مضمون بتلانا ہوتا ہی اور اسی گویائی سے آدمی کو جانور سے امتیاز ہی پس جب آدمی نے اپنی گویائی سے ایسی بات کہی جو واقع مین نہین ہی تو یہ گویائی نہین ہی تو وہ آدمی بھی

Marfat.com

نہین رہا جب انسانیت سے نکل گیا تو ایمان کہان رہا اور جب اُسنے شرارت سے دوسرکو دھوکا دیا جو واقع مین کچھ نہین ہی تو انسانیت کے دائرہ کمین داخل ہوگیا اسلیے کہ شیطان یہی کرتا ہی کہ اپنے ماننے والونکو تبلاتا ہی کہ یہی دنیا اور یہی زندگی ہی اسکے بعد کچھ نہین ہی اور یہ واقع کے خلاف ہی اسیطرح اسنے دوسرکو دروغ سے یہی تبلایا لہذا اللہ تعالی کی طرف سے مقت کا مستحق ہوا کیونکہ عداوت و مخالفت سے مقت ہوتا ہی اور اللہ تعالی کی سب صفات کاملہ ہین ہمانی کا نشان یہ ہی تو جسنے اپنی صفت مین یہ خرابی کمائی وہ صفت مذموم جناب الہی سے دور کرنیوالی ہوئی تو مقت پاویگا اور اسنے اپنی لیاقت انسانیہ بھی کھوئی ہے اسیطرح خلاف وعدہ کرنا بھی جھوٹ کے قریب ہی اور خلاف وعدے مین عزم قوی اور درست نہین ہوتا تو شجاعت مین نقص ہوگا کیونکہ شجاعت بغیر عزم درست کے غیر ممکن ہی اور شجاعت ایک خصلت انسانی ہی جو قابل تعریف ہی اور بزدلی و نامردی مذموم ہی اور جب شجاعت ندارد ہوئی تو فطرت خراب ہوئی تو ایمان کی جڑ ہی نہین رہی تو لامحالہ حقیقی ایمان نہوگا تو اللہ تعالی کی طرف سے غضب کا اثر ہوگا اور اسی مین سے مقت ہی قولہ ان اللہ یحب الذین یقاتلون الآیہ **مترجم** کہتا ہی کہ اللہ تعالی نے آگاہ فرمایا کہ جو بندے ایمان لائے ہین سب سے بڑھکر اپنے رب عزوجل سے محبت رکھتے ہین اور یہ اللہ تعالی کی محبت کا اثر ہی جب یہ معلوم ہوا تو شیخ رح نے لکھا کہ جو بندے جہاد مین صف مرصوص ثابت قدم ہین وہ اپنے جان کو اپنے رب عزوجل کے نام پر فدا کرتے ہین اور اللہ تعالی کی راہ مین جان فدا کرنا جبھی ہوگا کہ نفس مین خالص محبت ہو کیونکہ آدمی سوائے اللہ تعالی کے جو چیز محبوب رکھتا ہی وہ اپنے نفس ہی کے واسطے محبوب رکھتا ہی کیونکہ درمیان مین کوئی چیز تیسری نہین ہی پس شرک کی جڑ اور غیر کی محبت فقط یہ ہی کہ اپنے نفس کو دوست رکھے اور جب اُسنے اپنے نفس کو قربان کرنا چاہا تو اپنے نفس کا دوست نہ ٹھہرا اور جب اپنے نفس ہی کو دوست نہ رکھا تو دنیا مین سے کسی چیز کا دوست رکھنے والا نہوگا اور جب اُسنے نفس کو خدا کے واسطے قربان کرنا چاہا اسمین اپنے نفس کی ناموری وغیرہ مقصود نہین ہی تو محبت الہی اسپر غالب ہوگی تب وہ ایسے بندون مین سے ہوگا جسکی نسبت اللہ تعالے نے فرمایا والذین آمنوا اشد حبا للہ یعنی جو لوگ ایمان لائے ہین وہ اپنے پروردگار سے سب سے بڑھکر محبت رکھتے ہین ۔ھ۔ اور جب بندہ ایسی محبت رکھنے والا ہی تو اسکے لیے اللہ تعالی کی محبت ضرور ظاہر ہوگی کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا یحبہم ویحبونہ یعنے اللہ تعالی ان بندون سے محبت رکھتا ہی اور یہ بندے اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہین ۔ھ۔ یعنے یہ بات دونون طرف سے ضروری ہوتی ہی اور حق یہ ہی کہ بندے کی محبت اللہ تعالی سے ہوتی ہی نہین جب تک اللہ تعالی کی طرف سے اسپر محبت نہو انتہت ترجمۃ ماقال الشیخ رح **خطیب** رح رحمہ اللہ تعالی نے لکھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کے حالات مین بیان فرمایا کہ میرا گذر ایک قوم پر ہوا جنکے ہونٹھ آگ کی قینچیون سے کاٹے جاتے ہین ہر بار جب کٹجاتے تو پھر بدستور ویسے ہی ہوجاتے (پھر کاٹے جاتے) مین نے جبرئیل ؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ لوگ آپ کی امت کے وعظ کہنے والے ہین جو لوگون سے کہین گے اور خود نہین عمل کرینگے اور کتاب الہی پڑھینگے اور اُسپر عمل نکرینگے ۔ھ۔ **مترجم** کہتا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی اور اس سے ہر ارظاہر ہوتے ہین جیسے معراج مین آپنے موسی علیہ السلام کو اپنی قبر مین نماز پڑھتے دیکھا پھر بیت المقدس مین آپ نے امامت کی پھر آسمان پر ملاقات ہوئی اور یہ بات ظاہر ہی کہ معراج کے وقت اسلام بہت قلیل تھا اسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم جو اسلام لائے تھے خلاصہ اولین و آخرین تھے اور اُسوقت یہ لوگ بوجہ کفار کے علانیہ اذان و نماز سے مجبور تھے تو منبر پر وعظ کہنا کہان تھا پس یہ لوگ آیندہ پیدا ہونے والے تھے جو کئی صدی کے بعد فساد امت کے خطیب ہین اور اللہ تعالے کے اسرار غیر متناہی ہین وللہ الحمد فی الاولی والآخرہ واضح ہو کہ دروغ اور نفاق مین موازنہ کیا جاوے پس جب دو مسلمانون مین نزاع و نفاق پیدا ہو تو لامحالہ یہ وسوسۂ شیطانی سے ہوگا اور یہ حرام ہی اور اگر انمین نفرت و عداوت کو ترقی ہو تو رفتہ رفتہ دونون طرف کے لوگ شامل ہوکر نفاق کی جماعتین قائم ہوجاوین اور قوم مین اختلاف ہوکر دوسری قوم تک بلکہ تمام ملک مین پھیل جاتا ہی اور حدیث مین ہی کہ اس سے خوبیان و نیکیان اسطرح دور ہوتی ہین جیسے استرہ سے بال دور ہوتے ہین پس اس مکر شیطانی کو دور کرنیکے

اگر بندہ صالح نے ایک سے کہا کہ نہین بلکہ فلان شخص تمھارے حق مین محبت کرنے والے ہین اور تم سے اتحاد ظاہر کرتے تھے اور اسیطرح دوسرے سے کہا تو اسپر گناہ نہین بلکہ ثواب ہی اسلیے کہ اسنے اس کام سے ایسا قبیح مکر شیطان دور کیا جسکا ضرر زہر سے زیادہ تھا اور مسلمانونکو تباہی سے بچالیا اور کسی کا ضرر نہین کیا اور یہ بات ظاہر ہی کہ جب وہ دونون اسلام ظاہر کرتے ہین تو حقیقی اتحاد دونونمین موجود ہی حتی کہ اگر ایک شخص کا باپ کافر ہو اور وہان ایک غلام مرد مسلمان ہو تو حقیقت مین یہ غلام اسکا سگا بھائی ہی اور باپ اسکو آخرت مین کچھ بھی تعلق نہوگا اور دنیا مین جو خیالات عارضی ہین کہ فلان غلام ہی اور فلان کمینہ ہی یہ سب باطل خیالات ہین اور نام کے الفاظ ہین حتی کہ اگر اسوقت جسم کا پردہ شق ہوجاوے تو اس مسلمان کی روح خوبصورت نورانی ایسی نظر آوے کہ بے اختیار دیکھنے والا اسپر عاشق ہوجاوے اور اس کافر کی روح ایسی خبیث سیاہ بدشکل قبیح نکلے کہ بھوت کی جو مثال خیال مین ہی وہ بھول جاوے اور اسقدر نفرت ہو کہ کبھی نہ دیکھے کیا تمنے نہین سنا کہ حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے لڑکے جو سابق کے کافر خاوند سے تھے اور مرگئے ہین وہ کہان ہین آپنے فرمایا کہ جہنم مین ہین حضرت خدیجہ بے اختیار رونے لگین آپ نے فرمایا کہ کیون روتی ہی اگر تو انکی صورت دیکھے تو اُنسے نفرت کرے بالجملہ اس بیان سے میری غرض یہ ہی کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہی کہ دو مسلمانون مین نفاق دور کرنے کے لیئے جو بات کہے وہ جھوٹ نہین ہی اسیطرح بعض صورتین شرع مین مستثنیٰ ہین اور انکا بیان سابق مین اپنے اپنے موقع پر مفصل گزر چکا ہی چونکہ یہان عام حکم کی تخصیص جہاد سے کی گئی لہذا اہل تفسیر نے اس سے تعرض نہین کیا اور مین نے بھی اشارہ کرکے یاد دلایا واللہ تعالی ہو الموفق **فائدہ و مسئلہ** خطیب نے کہا کہ امام رازی نے کہا ہی اس سورہ سے پہلے جو سورہ تھا اسمین راہ الٰہی مین جہاد کے لیئے نکلنے و رضائے الٰہی طلب کرنے کا ذکر تھا اور اس سورہ مین باعث شوق جہاد کا ذکر ہی **مترجم** کہتا ہی کہ اگر یون کہا جاوے تو بہتر ہی کہ اول مین مطلقا مالوف وطن سے نکلنے کا ذکر تھا اب مالوف نفس سے نکلنے وخاص جہاد کا حکم ہی **المرصوص** کے مین پتھر پر پتھر رکھکر اسکے سوراخ باریک وچھوٹے پتھرون سے بھرکر مکسان کرتے تھے اسکو مرصوص کہتے یہان مومنین جنکی مثال ایک عمارت سے آئی ہی بوجہ اتحاد کے قلب واحد سوی ہین **امام رازی** نے کہا کہ یہ معنی ہوسکتے ہین کہ مومنین سب کا مقصود ایک کلمہ ہی جسکے بلند ہونے کو دشمنون سے لڑتے ہین تو اس اتحاد سے اور باہمی دل اتحاد سے گویا متصل عمارت کے باوجود مرصوص و مستحکم ہین مسئلہ **قرطبی** نے کہا کہ بعض علما نے استدلال کیا کہ مرصوص ہونا پیدل ہونے مین زیادہ ہی لہذا پیدل لڑنا بہ نسبت سوار لڑنے کے افضل ہی **مہدوی** نے کہا کہ یہ استدلال ٹھیک نہین ہی کیونکہ سوار کے بارہ مین فضیلت مزید مذکور ہی اور غنیمت مین بھی اُسکا حصہ زیادہ ہی بلکہ گھوڑے کی پرورش مین جب جہاد کی نیت ہو تو عظیم ثواب بروایت صحیح ہی اور اسکے ایسے معنی نہین ہین جس سے سوارون کا خارج ہونا لازم آوے اسلیئے کہ مبنیان مرصوص تو استحکام و ثبات ہی اور یہ سوار مین زیادہ ہو اسلیئے صفت نکلنا حرام ہی مگر دانون گھات کے لیے جائز ہی مثلا کسی جگہ کمینگاہ کرے یا تنگ جگہ دیکھکر اسلیئے بھاگے تاکہ دشمن پیچھا کرکے وسیع میدان مین آجاوے چنانچہ قولہ تعالے الامتحرفا لقتال الآیہ مین صریح مذکور ہی اور کچھ اختلاف نہین کہ صف مین سے نکلکر میدان مین کافر سے مبارزہ جائز ہی اگرچہ کافر نے بلایا نہو اور اگر مرد قوی ہو تو امام کی اجازت سے بہتر ہی کیونکہ بدر وغیرہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو جائز رکھا اور حدیث ابی داؤد مین تصریح موجود ہی پھر جب اللہ تعالی نے جہاد کا حکم دیا اور بعضے لوگون کے خیالات سست ہوئے اور نفاق کھلنے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرح کا ملال پہونچا تو اللہ تعالے نے موسی و عیسی علیہما السلام کا ذکر فرمایا جنکو اپنی اپنی قوم سے ایذا پہونچی تھی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تسکین فرمائی جاوے بقولہ تعالے

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ لِمَ تُؤْذُونَنِي وَقَد تَّعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ

اور جب کہا موسی نے اپنی قوم کو اے قوم میری کیون ستاتے ہو مجھکو اور جانتے ہو کہ مین اللہ کا بھیجا آیا ہون

الیکم فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم واللہ لا یھدی القوم الفسقین ○ واذ قال
تمہارے پاس پھر جب وہ پھر گئے پھیر دیے اللہ نے انکے دل اور اللہ راہ ہدایت نہین دیتا بے حکم لوگون کو اور جب کہا

عیسی ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورٰۃ
مریم کے بیٹے نے ای بنی اسرائیل مین بھیجا آیا ہون اللہ کا تمہاری طرف سچا کرتا اسکو جو مجھ سے آگے ہو توریت

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاءھم بالبینٰت قالوا ھذا
اور خوشخبری سناتا ایک رسول کی جو آویگا مجھسے پیچھے اسکا نام احمد پھر جب آیا انکے پاس کھلے نشان لیکر بولے

سحر مبین ○ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب وھو یدعی الی
جادو ہی صریح اور اُس سے بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور اُسکو بلاتے ہین

الاسلام واللہ لا یھدی القوم الظلمین ○ یریدون لیطفؤا نور اللہ
مسلمان ہونے کو اور اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگون کو چاہتے ہین کہ بجھا دین اللہ کی روشنی کو

بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون ○ ھو الذی ارسل رسولہ
اپنے منھ سے اور اللہ کو پوری کرنی اپنی روشنی اور پڑے برا مانین منکر وہی ہے جسنے بھیجا اپنا رسول

بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ○ ع
راہ کی سوجھ لیکر اور سچا دین کہ اسکو اوپر کرے دینون سے سب سے اور پڑے برا مانین شریک والے

امام ابن کثیرؒ کی تقریر مین اشارہ ہی کہ یہان حضرت موسی وعیسی علی نبینا وعلیہم السلام کے بعض حالات بیان فرمانے سے دو باتون کا ارشاد
منظور ہی اول آنکہ انبیائے سابقین کے بعثت سے یہ طریقہ متواتر ہی کہ امتیون مین کسے بعضے اہل شرارت نے پیغمبر کے معجزات
و علامات دیکھنے کے بعد عداوت وتعصب وشیطنت سے پیغمبر کو ایذا دی اور آخران بدکارون کا انجام خراب ہوا دوم یہ کہ
آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر علاوہ معجزات ظاہرۂ باہرہ کے سابقین انبیاء علیہم السلام کی بشارات موجود ہین بلکہ نام
پاک سے تصریح موجود ہی اور اسطرح ظہور بدیہی کے بعد ایسے پیغمبر عظیم الشان کی ہدایت پر چلنے واتباع کرنے سے جو قوم انحراف
کرے تو قیاس کرنا چاہیئے کہ اسپر کہانتک خوف ہی قال تعالے واذ قال موسی لقومہ یقوم لم تؤذوننی وقد
تعلمون انی رسول اللہ الیکم اور جب کہا موسی نے اپنی قوم سے ای قوم تم کیون مجھے ایذا دیتے ہو حالانکہ تم خوب جانتے
ہو کہ مین اللہ تعالی کا بھیجا ہوا رسول تمہاری طرف ہون ف آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی کہ ذکر فرما وہ حال
جب موسی بن عمران رسول اللہ کلیم اللہ علیہ السلام نے بعد متواتر اظہار معجزات وہلاک آل فرعون کے اپنی قوم بنی اسرائیل سے خطاب
فرمایا کہ ای قوم تم خوب جان چکے کہ مین تمہاری طرف اللہ تعالے کا بھیجا ہوا رسول ہون پھر کیون مجھے ایذا دیتے ہو خطیب وغیرہ نے لکھا کہ
ایذاؤن کا تفصیلی بیان یہان نہین ہی اور نہ ضرورت تھی کیونکہ اسی قدر مقصود ہی کہ باوجود تصدیق معجزات ونبوت کے ایذا دیتے تھے اور
تؤذوننی بصیغۂ مضارع مقید ہی کہ یکے بعد دیگرے وقتا فوقتا ایذاؤن کا تجدد ہوتا تھا اور بعض ایذاؤن کا حال معلوم ہو گیا ہی چنانچہ
سورۂ احزاب مین گزر چکا کہ قوم مین سے کچھ لوگون نے کہا کہ انکو فتق کا مرض ہی اور قارون کے قصے مین گذرا کہ اسکی جماعت نے مکر
ایک عورت کو برانگیختہ کیا تھا کہ زنا کا الزام لگا وے اور اسی قسم سے یہ کہ ایک قوم سے مشرک کے بت دیکھکر کہا کہ ایسے ہی ایک معبود ہمارے لیے

Marfat.com

بنا دیجیے اور جیسے قولہ تعالیٰ اذہب انت وربک الآیہ یعنی جب کفار قوی ہیکل سے لڑنے کا حکم دیا تو کہنے لگے کہ اے موسیٰ ہمین قوم جبار رہتے ہین اور ہم کبھی اس ملک مین نجاوینگے جب تک وہ لوگ وہان موجود ہون اگر وہ نکل جاوین تو البتہ ہم وہان جاکر آباد ہون اور ہمکو یہ طاقت نہین کہ انکو لڑکر نکال دین تم اور تمھارا رب جاکر لڑو ہم یہان بیٹھے ہین الغرض اسیطرح کے گستاخ اور ایذا دینے والے نافرمانی کے کلمات ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰؑ پر رحم کرے اس سے بڑھکر اسکو ایذا دی گئی اور اُسنے صبر کیا واضح رہے کہ قوم موسیٰ علیہ السلام مین بعضے وہ لوگ بھی تھے جو ازلی فطرت مین نبوت عطا کیے گئے تھے حتی کہ آیندہ پیغمبر ہوئے اور قرآن مین صریح ذکر ہے اور انکے سوائے اولیا و اتقیا و صالحین بہت تھے کیونکہ اُولوالعزم پیغمبر کے اصحاب تھے تو یہ وہم نہو کہ قوم موسیٰ سب اسیطرح کی ایذا دینے والے تھے ولیکن بعضون کو ادب سکھلایا گیا ہے اور حدیث مین بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کی برائی پر انکار فرماتے تو منھ در منھ اسکو نہین کہتے بلکہ عام خطاب فرماتے تھے مثلاً فرماتے کہ یہ کیا بات ہے کہ تم مین سے بعض ایسا کام کرتے ہین پس وہ شخص سمجھ جاتا تھا اور یہ طریقہ نہایت حکمت و ہدایت ہے اسیطرح یہان موسیٰ علیہ السلام نے قوم کی طرف خطاب فرمایا ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اس ذکر سے مومنون کو تنبیہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین کسی قسم کی ایذا دینی والی بات نکرین اقول باوجود اسکے بعضے منافق و کج طینت لوگ کبھی کبھی ایسا کلمہ کہتے جس سے آپ ناخوش ہوتے کیونکہ آپ کی نبوت کچھ خاص آپ کی قوم ہی پر نہین ہے بلکہ عام ہے اور یہ بات بدیہی معلوم ہے کہ طبیعتین اور جبلتین مختلف ہین لیکن بڑی غنیمت یہ تھی کہ آپ بالکل رحمۃ للعالمین تھے تو قلب مبارک ان جاہلون کی طرف سے میل نہین رہتا تھا اور اگر رہتا تو وہ لوگ ہلاک ہوجاتے حتی کہ ہر موقع پر کبار صحابہؓ مین سے کوئی نہ کوئی اُٹھ کھڑا ہوتا کہ اپنی جان آپ پر سے قربان کرے یعنے اجازت مانگتا کہ مین اس جاہل کو قتل کردون یعنی اُسکی پروا نہین کرتا تھا کہ جاہل مذکور کے قوم و قبیلہ کے لوگ مجھ سے عوض لینگے لیکن آپ نے کبھی اجازت نہین دی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپکی صفت مین فرمایا حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم اور اصل یہ کہ اسی رحمت کا مقتضا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو سب سے زیادہ اور بہتر رکھا حتی کہ آپ پر نبوت ختم فرماکر آپ کی امت مین علما وفقہا ایسے پیدا کیے کہ جو یہی خدمت انجام دیتے رہے جو بنی اسرائیل مین انبیا علیہم السلام تکلیف فرماتے تھے وللہ الحمد والمنہ پھر اللہ تعالیٰ نے قوم موسیٰ مین سے موذیون کا انجام بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ پھر جب کج ہوے تو اللہ تعالیٰ نے اُنکے قلوب کج کردیے اور اللہ تعالیٰ قوم فاسق کو راہ نہین دیتا یعنی جب قوم موسیٰ نے جان بوجھ کر حق کی فرمانبرداری سے عدول کیا اور منھ موڑ لیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنکے دل کج کردیے کیونکہ یہ لوگ فاسق تھے جو راہ مستقیم سے خارج ہوئے اور اللہ تعالیٰ فاسقون کو راہ مستقیم نہین دکھلاتا ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی دوسری طرف انکے دل موڑ دیے اور اُنکے دلون مین حیرت و شک بیٹھ گیا اور دنیا مین بھی خوار ہوئے مترجم کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر بندے کے لیے قلب پر اُسکی ہدایت کا حصہ دیتا ہے پھر جب اُسنے حق کو پہچانا پھر اسکے خلاف دنیاوی زندگی پر مطمئن ہوکر اسیکے لیے کوشش کرنے والا ہوا تو دونون جمع نہین ہوتے ہین جیسے دنیا مین ہر عاقل کے نزدیک خواہ کوئی مذہب رکھتا ہو یہ قاعدہ مقرری ہے کہ ایسے افعال شایستہ کے لیے یہ مرتبہ ہے اور ناشایستہ کے لیے دوسری جگہ ہے اور یہ ممکن نہین کہ ایک شخص چوری و غبازی مکاری بھی کرے اور وہی وزیر منتظم عدل کا فیصلہ کرنے والا بھی ہو واضح ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کی وحی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی بشارت معلوم تھی لیکن جب عیسیٰؑ مبعوث ہوئے تو بنی اسرائیل جو قریب دو ہزار برس تک یہودیت کے پابند رہے تھے تعصب کرنے لگے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے وقت مبعوث ہوئے تھے جب بنی اسرائیل مین اختلاف پھیل گیا تھا اور دین بطور عادت کے رسم ہوگیا تھا اور عادت کو ترک کرنے مین نفس تعصب کرتا ہے تو باوجود بشارات کے

Marfat.com

نے عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ اور ذکر کر جب عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل مین تمھاری جانب اللہ تعالیٰ کا رسول ہون ف یعنے اللہ تعالیٰ نے تمھاری ہدایت کے لیئے رسول بھیجا ہی کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت یہی فقط قوم بنی اسرائیل کے ساتھ خاص تھی لیکن یہودیون نے اپنے [illegible] سے طرح طرح کی شکایتین کین کہ یہان ایک شخص جادوگر پیدا ہوا ہی جو دین موسیٰ کو بگاڑتا ہی اور یہودیون نے تعصب سے یہ نکالا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا دین قیامت تک باقی رہیگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ جو کلمہ توحید سکھلایا جاتا ہی وہ قیامت تک باقی ہی اور اسمین کچھ شک نہین کہ کلمہ توحید ہر پیغمبر کی تعلیم مین یکسان ہی ابن کثیر وغیرہ نے کہا کہ ابن الراوندی نے یہ بہتان نکالا کہ دین موسوی قیامت تک باقی رہیگا اور اس بنیاد پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کفر کیا اور انکو جھوٹا اور جادوگر وغیرہ کہا حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دین توریت کو بالکلیہ منسوخ نہین کہا تھا چنانچہ فرمایا مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ درحالیکہ مین تصدیق کرنیوالا ہون اس توراۃ کی جو میرے سامنے موجود ہی ف یعنے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طرح رسول کرکے بھیجا ہے کہ اسی شریعت توریت کو سچا بتلاؤن اور اسی کے موافق تم کو دین سکھلاؤن اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ابتدا سے توریت کا علم دیا اور وہ انکو حفظ تھی اور اسکے ساتھ انجیل بھی عطا فرمائی چنانچہ سورۂ آل عمران مین اسکا ذکر ہو چکا ہی اسیواسطے نصاریٰ توریت کو عہد قدیم کہتے ہین اور انجیل کو عہد جدید کہتے ہین لیکن توریت کے بعض مسائل البتہ منسوخ کرکے اسکی جگہ ناسخ مسائل انجیل مین نازل کیے گئے تھے جیسے شریعت توریت مین جہاد کرنیکا حکم تھا اور اسکے موافق انبیائے بنی اسرائیل برابر جہاد کرتے رہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت مین جہاد منسوخ ہوا مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا کہ یہی صحیح ہی اسیطرح اونٹ کا گوشت اور گردے وغیرہ کی چربی اور شراب حرام تھی وہ شریعت انجیل مین حلال کی گئی لیکن سور ہمیشہ سے حرام ہی کیونکہ وہ ذاتی نجس ہی پس باوجودیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی شریعت توریت پر تھے صرف بعض احکام مین سہولت لائے تھے تو بھی بنی اسرائیل نے کفر کیا اور عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے شعیا علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دی اور بنی اسرائیل کا فسق و فساد بیان کرکے پیشگوئی کی کہ اب اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے چچیرے بھائیون مین سے ایک پیغمبر علیہ السلام پیدا کرنے والا ہی اور اس شریعت کی مدح و ثنا بیان کی عیسیٰ علیہ السلام نے خاص تصریح سے نام لیا چنانچہ بنی اسرائیل سے کہا کہ مین تمھاری طرف خاصتہ رسول بھیجا گیا ہون درحالیکہ توریت کی تصدیق کرنے والا ہون۔ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ اور تمکو خوشخبری سنانے والا ہون ایسے رسول بزرگ کی جو میرے بعد آویگا اسکا نام احمد ہی ف مترجم کہتا ہی کہ اس کلام مبارک سے رسول اللہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان بے قیاس ظاہر ہوتی ہی دیکھو یہ جملہ حالیہ ہی تو معنے صریح یہ ہین کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس حال کے ساتھ رسول بھیجا تھا کہ توریت کی تصدیق کرین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنادین ابن کثیرؒ نے لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اظہار فرمایا کہ مین توریت کی تصدیق کرنے والا ہون یعنے توریت مین جو میری بشارت دیگئی اسکے موافق مین آگیا اور اب مین تمکو خوشخبری دیتا ہون کہ میرے بعد رسول بزرگ آویگا جسکا نام پاک احمد ہی مترجم کہتا ہی کہ توریت مین عیسیٰ و محمد دونون کی بشارت تھی تو عیسیٰ علیہ السلام نے موجود ہوکر تصدیق کی اور باقی بشارت کی تاکید کی بدلیل قولہ تعالیٰ یجدونہ مکتوبا عندہم فی التوراۃ والانجیل یعنے اہل کتاب اس عظیم الشان رسول نبی عربی کو اپنے پاس توریت و انجیل مین لکھا ہوا پاتے ہین) ابن کثیرؒ نے کہا کہ عیسیٰ بنی اسرائیل کے انبیا کا خاتمہ ہین اور انھون نے جماعت بنی اسرائیل مین کھڑے ہوکر خاتم النبیین و المرسلین احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی بشارت کے معنی خوشخبری دینا اس سے ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایسی نعمت عظیمہ ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو اس خوشخبری کا پہنچانے والا بیان فرمایا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے بہت نام ہین مین محمد ہون

Marfat.com

ہین احمد ہون اور مین الماحی ہون میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کفر مٹا دیگا اور مین الحاشر ہون کہ میرے قدم پر لوگون کا حشر ہوگا اور مین العاقب ہون (صحیح بخاری و مسلم) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اپنے پاک نامون سے مطلع فرمایا انمین سے کچھ نام ہمکو یاد رہے محمد و احمد و حاشر و مقفی و نبی الرحمۃ و نبی التوبہ و نبی الملحمہ (رواہ مسلم و ابو داؤد الطیالسی) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندہم الآیہ یعنی یہ درجات فضیلت جو اوپر بیان فرمائے ہین اُن بندون کے لیئے ہین جو رسول نبی امی کے پیروی کرنے والے ہون جس نبی امی کو اپنے پاس توریت و انجیل مین لکھا ہوا پاتے ہین - ھ - اور حضرت عیسیٰؑ کی طرح ہر ایک پیغمبر نے خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اپنی امت کو سنائی اور ایمان لیا **اقول** اس زمانہ کے کفار زیادہ بدبخت ہین کہ انھون نے ایمان ہی چھوڑ دیا اگرچہ سابق کے یہود اور نصاریٰ ایک پیغمبر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے تھے پھر جب سے یہود نے اپنے بیان یہ دعویٰ کیا کہ دین موسوی قیامت تک ہے اور یہی نصاریٰ نے دین عیسوی مین دعویٰ کیا تب سے وہ ایمان بھی گم ہوا حالانکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہر پیغمبر پر فرض کیا گیا تھا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم الآیہ یعنے اللہ تعالےٰ نے پیغمبرون سے عہد لیا کہ مین نے تمکو کتاب و حکمت دی پھر اس شان سے رسول آیا کہ وہ تمھارے پاس کی چیزون کو سچا بتلاتا ہے تو تم سب اسپر ایمان لاؤ گے اور اسکی مددگاری کروگے اللہ تعالےٰ نے کہا کہ تم نے اقرار کیا اور اس بات پر میرا عہد قبول کیا سب نے کہا کہ ہمنے اقرار کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم گواہ رہو اور مین بھی تمھارے ساتھ گواہون مین ہون - ھ - ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے جو کوئی پیغمبر بھیجا ضرور اس سے عہد لیا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مین اس حال مین بھیجون کہ تو زندہ ہو تو ضرور اسی کی پیروی کیجیو اور ہر طرح مددگار ہو جیو اور عہد لیا کہ وہ اپنی امت سے عہد لے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو تو جو کوئی تم مین سے زندہ ہو وہ اسپر ایمان لاوے اور مدد کرے (یعنے جان و مال فدا کرے) محمد بن اسحٰق تابعی نے کہا کہ مجھسے تور بن یزید نے خالد بن معدان سے اسنے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت ہمکو اپنی ذات پاک سے آگاہ فرمائیے (یعنی دنیا مین آپ کی ذات پاک کے ظہور کا بیان کیونکر ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے باپ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰؑ کی بشارت اور میری مان جب مجھ حاملہ ہوئی تو اسنے دیکھا کہ گویا اسکے لیے مکانات بصرہ ملک شام کے روشن ہوے (حدیث صحیح الاسناد) اور اس حدیث کے شواہد صحیح طرح سے روایت کیئے گئے ہین چنانچہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اللہ تعالےٰ کے یہان خاتم النبیین تھا حالانکہ آدم اپنی مٹی و پانی مین پڑے تھے اور مین تمکو اول حال سے آگاہ کرتا ہون کہ میرے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰؑ کی خوشخبری اور میری مان کا خواب ہے جو اسنے دیکھا تھا اور اسیطرح سب انبیا کی مائین دیکھا کرتی تھین (رواہ الامام احمد) واضح ہو کہ شرف و کرامت جسم روحانی کے ساتھ ہے اور دنیا کا ظہور اس جسم خاکی کے ساتھ ہے اور جسم خاکی فقط محبت کی آزمائش کے لیئے دنیا مین دیا گیا اگرچہ انبیا علیہم السلام کا جسم بمنزلہ روح انسانی ہے لیکن عام مسلمانون کے اجسام دنیاوی فقط اس دنیا کی محبت آزمانے کے لیئے دیے گئے ہین جو ایک مدت معلوم کے بعد خاک مین ملا دیے جاتے ہین اور جسم روحانی اپنی راحت و آرام مین جاتا ہے اور اگر اس دنیاوی جسم کی پرورش مین آدمی بھول گیا اور کافر ہو گیا تو آیندہ جہنم مین عذاب پاتا ہے جب یہ معلوم ہوا تو سمجھو کہ حدیث شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضؓ کو علم دیا کہ میرا خاتم النبیین ہونا تقدیر الٰہی مین شرف کرامت ازلی تھا وہ دنیاوی جسم کے بعد متعلق نہین ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجھے خاتم النبیین کا رتبہ حاصل تھا حالانکہ آدم علیہ السلام کا جسم خاکی بھی ہنوز نہین بنا تھا جیسے آدم علیہ السلام کو صفی اللہ کا رتبہ ازل سے حاصل تھا پھر دنیا مین ظہور ہوا ہے اسکے بعد آپنے صحابہؓ کو دنیاوی ظہور کا حال بتلایا کہ علم الٰہی مین جو امر مقدر تھا اسکا ظہور اسطرح شروع ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد اسمعیلؑ کے لیئے دعا مانگی - ربنا وابعث فیہم رسولا منہم الآیہ یعنے الٰہی انھین مین سے ایک رسول مبعوث فرمائیو - ھ - اور بشارت عیسیٰ یہان مذکور ہے اور امام احمدؒ نے اسی حدیث کے مانند لقمان بن عامر عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

روایت کیا ہی اور امام احمد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (جب مکے مین کافرون نے زیادہ ستانا ایذا دینا شروع کیا تو ہمنے حبشہ وایک جماعت علماے نصاری کے واسطے سعادت ابدی لکھی تھی تو یہ صورت پیدا ہوئی کہ کفار مکہ مانند ابوجہل وغیرہ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینی شروع کی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمگون کو نجاشی بادشاہ حبشہ کی سلطنت مین روانہ کیا اور ہمگوگ قریب اسی آدمیون کے تھے انمین عبداللہ بن مسعود اور جعفر بن ابیطالب وعبداللہ بن رواحہ وعثمان بن مظعون وابوموسی رضی اللہ عنہم بھی تھے یہ سب نجاشی کی مملکت مین پہونچ گئے اور قریش نے مشورہ کرکے عمرو بن العاص اور عمارہ بن الولید کو تحائف وہدیہ کے ساتھ نجاشی کی خدمت مین روانہ کیا جب دونون نجاشی کے دربار مین لائے گئے تو اُنھون نے بادشاہ کو سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر دائین وبائین کھڑے ہوئے اور بادشاہ کو دعائین دیکر عرض کرنیلگے کہ ہمارے بنی اعمام سے کچھ لوگ حضور کے ملک مین آکر اُترے ہین اور ہمگون سے مخالفت کرکے منھ موڑلیا ہی اور ہماری ملت کو چھوڑ دیا اگر حضور انکو بلوائین تو حال ظاہر ہوجاوے کہ ان سے کسقدر فساد کا خوف ہی پس نجاشی نے آدمی بھیجکر اُنکو بلوایا جب ہمگوگ چلے تو ہمسے جعفر بن ابیطالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج مین تمھاری طرف سے خطیب ہون صحابہؓ نے اسکو منظور کیا جب نجاشی کے دربار مین گئے تو سلام کیا (اسوقت یہ جائز تھا) اور نجاشی کو سجدہ نہین کیا دربار کے امرا نے کہا کہ ای شخص تجھے کیا ہوا ہی کہ بادشاہ کو سجدہ نہین کرتا ہی جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمگوگ سوائے اللہ عزوجل کے کسی کو سجدہ نہین کرتے ہین نجاشی نے کہا کہ یہ کیا بات ہی (یعنے ابھی دو ایلچیون نے قریش کے معمولی تعظیم سے سجدہ کیا تھا) جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے ہم مین ایک رسول مبعوث فرمایا ہی اُسنے ہمکو حکم دیا کہ ہمگوگ سوائے اللہ عزوجل کے کسیکو سجدہ نکرین اور نماز وزکوۃ کا حکم دیا عمرو بن العاص نے کہا کہ یہ لوگ عیسی کے بارہ مین بادشاہ سے مخالفت کرتے ہین نجاشی نے کہا کہ تمگوگ عیسی ابن مریم وانکی مان کے بارہ مین کیا کہتے ہو جعفر نے کہا کہ ہم وہ کہتے ہین جو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ وہ کلمہ اللہ وروح اللہ ہی اسکو اللہ تعالے نے کنواری بتول کی طرف القا فرمایا اسکو کسی بشر نے نہین چھوا اور نہ اُس بچے کا کوئی باپ تھا یہ سنکر نجاشی نے زمین سے ایک لکڑی اُٹھائی اور کہا کہ ای گروہ حبشہ وقسیس ورہبان تم معلوم کرو کہ ہم جو کچھ اسکے بارہ مین کہتے ہین اس سے واللہ یہ لوگ اس لکڑی برابر زیادہ نہین کرتے ہین پھر صحابہؓ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مرحبا تمکو اور اس بزرگ کو جسکے پاس سے تم آئے ہو مین گواہی دیتا ہون کہ وہ رسول اللہ ہین اور یہ وہی ہین جنکو ہم انجیل مین پاتے ہین اور یہ وہی ہین جنکی خوشخبری ہمکو عیسی ابن مریم نے سنائی تھی تم میری مملکت مین جہان چاہو شوق سے رہو واللہ اگر مین اس بادشاہت کے جھگڑے مین نہوتا تو مین خود انکی خدمت مین حاضر ہوتا اور مین ہی یہ خدمت کرتا کہ انکی جوتیان اُٹھاکر سامنے کرتا اور انکو وضو کرایا کرتا پھر اُسنے حکم دیا کہ قریش کا ہدیہ پھیر دیا جاوے (صحابہ وہان رہے) پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے جلدی کی اور روانہ ہوکر مدینہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے (جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ پہونچ گئے تھے) یہانتک کہ بدر کے جہاد مین عبداللہ بن مسعود رضؓ کو شرکت ملگئی (نجاشی مع ایک گروہ علما کے مسلمان ہوگئے تھے) اور عبداللہ بن مسعود رضؓ بیان کیا کرتے تھے کہ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ نجاشی نے انتقال کیا تو آپنے اسکے لیئے دعاے مغفرت مانگی اس حدیث کو امام احمد نے باسناد صحیح روایت کیا ہی مترجم کہتا ہے کہ نجاشی نے آنحضرت صلعم کا نکاح ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے باندھا جو مہاجرین حبشہ کے ساتھ وہان ہجرت کرگئین تھین اور مہر اپنے پاس سے ادا کیا اور جب نجاشی نے انتقال کیا تو مدینہ مین کوئی خبر ہنوز نہین آئی تھی کہ یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تمھارے بھائی نجاشی نے انتقال کیا ہی چلو اسکی نماز پڑھین پھر مدینے کے میدان مین جاکر چار تکبیر سے اُسپر نماز ادا کی اور یہ صحیحین وغیرہ کی روایات مین مصرح ہے اور مہاجرین اسوقت تک وہان موجود تھے اور یہ خبر عام طور پر مشہور ہوئی کہ نجاشی کی قبر پر نور دیکھا جاتا ہی چنانچہ حضرت ام سلمہؓ سے صحاح کی حدیث مین ہی کہ ہمگون سے برابر بیان کیا جاتا تھا کہ نجاشی کے مرقد پر نور نظر آتا ہی ۱۲ اور نجاشی کی طرف سے سپاہ کی آنے جانے والون نے مضحکہ کیا اور اُنھون نے جاہلون کا جواب نہین دیا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینے آگئے تھے انہ

لوگ مدینے مین آئے اور یہان یہود خبیث نے اُنسے مباحثہ کیا اور مردود ہوئے **ابن کثیر** نے کہا کہ اس بارہ مین حضرت ام سلمہ و جعفر وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایات ہین جنکا ذکر طویل یہان مناسب نہین ہی اور یہان ہماری غرض یہ ہی کہ انبیا علیہم السلام برابر آنحضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کی بشارت دیتے آئے اور آپکا حلیہ مبارک و فضائل و اوصاف اپنی اپنی امتون سے بیان کرتے آئے اور امتونکو تاکید کرتے آئے کہ جب آپ کا زمانہ پاوین تو آپ پر ایمان لاوین اور جان و مال سے آپکی نصرت کرکے قربان ہون اور آپ کے ظہور دنیاوی کی خبر حضرت ابراہیم کی دعا سے مشہور ہوگئی تھی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام حضرت اسمعیل و اسحٰق و اُنکے مابعد تمام انبیا علیہم السلام کے جد اعلیٰ ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور دنیاوی بھی آپ ہی کی نسل سے ہی لہذا فرمایا کہ مین اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہون اور عیسیٰ کی بشارت ہون یعنے عیسیٰ علیہ السلام نے تصریح کے ساتھ بار بار عام مجمع بنی اسرائیل مین آپکے ظہور کی خبر دی اور آپ کی والدہ ماجدہ کا خواب تمام اہل مکہ وغیرہ مین مشہور تھا (ابن کثیر) اس بیان سے معلوم ہوا کہ مکانات ملک شام روشن ہونے کو آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب مین دیکھا تھا اور بعض روایات مین ہی کہ وقت ولادت کے مشاہدہ کیا اور مترجم کے نزدیک بات یہ ہوئی کہ اول ایام حمل مین خواب دیکھے اور غالبًا یہ خواب حضرت عبد المطلب وغیرہ سے بیان کیے گیے ہونگے اور مکے مین یہ معاملہ مشہور ہوگیا پھر وقت ولادت شریف کے موافق خواب کے مشاہدہ کیا چنانچہ امام دارمی نے حضرت حلیمہ سعدیہ کا قصہ روایت کیا اور اسمین مذکور ہی کہ جب شق الصدر ہوا اور سلائی کے نشان آپ کے سینہ مبارک پر نظر آتے تھے اور کفار مین دو شخص بھی کہا تھا کہ لوگو مجھکو اور اسکو دونونکو مار ڈالو نہین تو یہ تمھارے بت توڑیگا اور تمھارا دین مٹا دیگا اور حلیمہ سعدیہ نے اُس خبیث سے چھوڑا کر کلیجہ سے لگا لیا اور کہا کہ اے خبیث ہم تجھکو قتل کرینگے اور پیارے محمد کو کیون بری نگاہ سے دیکھین پھر کچھ سوچکر مشورہ کیا کہ اس ماہ تابان کو یہان سے لیجا کر مکے مین اسکی والدہ و دادا کو سپرد کرین تو جب حلیمہ لائین اور اُنکی والدہ ماجدہ سے یہ عجائبات نقل کیے تو آپکی والدہ نے کچھ خیال نہین کیا گویا یہ ایک قسم کی معمولی [illegible] اور فرمایا کہ مین نے اُسکی ولادت کے زمانہ مین بہت عجائبات دیکھے ہین - حاصل آپ کی نبوت کا ملہ عامہ کا اشتہار سب امتون مین سب جگہ عام تھا [illegible] ہر شخص کی قسمت مین نہین ہوتی ہی ورنہ کوئی کافر باقی نہ رہتا اور اللہ تعالیٰ نے حجت کو ختم فرمایا اور کہا کہ **فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ** پھر جب وہ معجزات کے ساتھ اُنکے پاس آگیا تو کہنے لگے کہ یہ کھلا ہوا جادو ہی ف ابن جریج اور ابن جریر نے کہا اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین یعنے جب یہ پیغمبر عظیم الشان جسکی بشارت حضرت عیسیٰ نے اس اہتمام کے ساتھ بیان کی [illegible] ہوا تو کافرون نے نہ مانا اور اسکے عظیم معجزات کی نسبت ہٹ دھرمی سے کہا کہ یہ سحر کھلا ہوا ہے (ابن کثیر) جب شق القمر کا معجزہ ظاہر ہوا تو کفار نے دعوی کیا کہ یہ قطعی سحر ہی اور ہماری نظربندی کی گئی ہی پھر بعض نے کہا کہ یہ زمانہ حج ہی اور لوگ دور دور سے آتے ہین اُنسے دریافت کرو کہ فلان روز رات کو ایسا دیکھا تھا چنانچہ جب چہار طرف سے مسافرون نے بھی گواہی دی تو کہنے لگے کہ چاند پر جادو کیا گیا پھر لوگون نے کہا کہ آسمانی چیزون پر جادو نہین چلتا ہی لیکن کافرون نے نہ مانا اور اسیطرح [illegible] نے باوجود بیشمار معجزات باہرات دیکھنے کے انکار پر ہٹ کی لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ** اور ایسے شخص سے بڑھکر کون ظالم ہی جو عمدًا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کیطرف بلایا جاتا ہی اور اللہ تعالیٰ قوم ظالم کو ہدایت نہین دیتا ہی ف جمیع اقسام کفار کے مانند یہود و نصاریٰ و بت پرست کے سب ظلم کرنے والے ہین کیونکہ بیجا تصرف کو ظلم کہتے ہین اور یہان یہی کیفیت ہوئی کہ انمین سے ہر ایک نے اپنے نفس کو بیجا تصرف سے جہنم کے لیے ایندھن بنایا پھر سب سے بدتر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جناب مین نفس سے شرک کیا لہذا فرمایا کہ رسول مکرم احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے وہ اسلام توحید کی طرف بلایا جاتا تھا اسکو نہ لیا اور محض بدتر بیجا طریقے سے شرک اختیار کیا تو یہ سب سے بدتر ظالم ہی پس ایسے بدتر ظالم قوم مین اللہ تعالیٰ ہدایت نہین پیدا کرتا ہی جیسے تاج کرامت و امامت کبھی ایسے شخص کو نہین ملسکتا جو اس تاج کو نار پھینکتا ہو

اسکی مدد کرتا ہوا اور خونی بدکار چور بدمعاش وغیرہ جہان کے عیب سب اسمین جمع ہون الحاصل جس بدبخت نے توحید و کمال
الٰہی سے انکار کیا اور اپنی ذات کے لیئے ظلم اختیار کیا بلکہ سب سے بدتر ظلم کو بہتان اللہ تعالیٰ پر بنایا اسطرح کہ اسکے لیئے بیٹا اور جورو اور
بنایا ان اللہ من ذلک تو وہ ہدایت نہین چاہتا پس اللہ تعالیٰ اسمین ہدایت نہین پیدا کرتا ہی بعض اہل تفسیر نے لکھا کہ قولہ فلما جاءہم بالبینات قالوا
الآیہ ضمیر بجانب عیسیٰ علیہ السلام ہی یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے اول اُنسے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمھارے جانب رسول بھیجا ہی درحالیکہ مین توریت
کی تصدیق کرنے والا اور اپنے بعد رسول اللہ خاتم النبیین احمد کی خوشخبری تمکو سنانے والا ہون اب اسکے ظہور کا زمانہ بہت نزدیک آگیا جسکے لیئے نصیحت
ہمیشہ سے چلی آتی ہی پھر جب عیسیٰ معجزات کے ساتھ انکے پاس آیا تو انھون نے اسکو سحر مبین کہا مترجم کے نزدیک اس سے بہتر تفسیر اول ہی یعنے باوجود
اس اہتمام شدید کے جب یہ رسول مکرم ظاہر ہوا اور معجزات بھی لایا تو بھی لوگ منکر ہوئے اور کچھ تعجب نہین کیونکہ ایسے ظالم ہین جو عمدًا اپنے خالق جل جلالہ
پر بہتان باندھتے ہین پھر رسول اللہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم بندۂ الٰہی ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے کامل مظہر رحمت بنایا ہی یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ یہ خبیث لوگ چاہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھادین اپنے منھ سے اور اللہ تعالیٰ
ضرور اپنے نور کو پورا کرنے والا ہی اگرچہ کفار بڑے بُرا مانا کرین ف اطفا خفیف چیز کو بجھانا جیسے چراغ گل کرنا اور قوی عظیم کو اخماد کہتے ہین اور یہان
نور الٰہی عظیم الشان ہی تو اُسکی نسبت اطفا کہتے ہین کافرون کو احمق و مسخرہ بنایا ہوا اسیواسطے بافواہہم فرمایا یعنے چاہتے ہین کہ منھ سے بجھادین جیسے
چراغ بجھاتے ہین لیکن جو احمق کہ آفتاب کو مُنھ سے بجھانا چاہے وہ سب سے بدتر ظالم و احمق و مسخرہ ہی تنبیہ بکثرت روایات سے ثابت ہی کہ
جب مدینے کے یہودیون نے دیکھا کہ انصار پہلے ایمان لائے اور شریعت خاتم النبیین استقامت توحید و نماز و جہاد وغیرہ ہی حالانکہ وہ لوگ
اپنی جگہ پر آرام و راحت کے ساتھ پیر و عالم بنے تھے تمام عوام یہودی انکے تابع تھے تو اُنپر شاق اور دنیاوی زندگی انکے دلون مین بے انتہا
غضب الٰہی کی صورت مین جمی تھی پس فوراً جمع ہوکر مشورہ کیا کہ انصار مدینہ جاہل لوگ ہین وہ تم ہی سے سُنا کرتے تھے اور تمھاری ہی بتلائی
ہوئی نشانیون سے اُنھون نے خاتم النبیین کو پہچانا اور تم سے سبقت لیگئے اور کس مشقت و صبر کے ساتھ جان نثاری پر آمادہ ہین اگر تم ایمان لاؤ
تو بچھڑ وگے اور یہ عزت برباد جائیگی اور یہ مشقت برداشت نہوگی بہتر یہ کہ صفات کو بدل دو تاکہ یہ عرب بھی الگ ہوجاوین اور کتاب مین تحریف
کردو تاکہ حجت باقی نہ رہے اس دنیا اور اسکی زندگی نے انکو خراب کیا اور جب انھون نے صفات بدلین مثلاً کہا کہ خاتم النبیین سیاہ رنگ
دبلے پتلے دراز قد ہونگے علی ہذا القیاس تو غضب بر غضب کمایا اور نتیجہ حاصل نہوا کیونکہ انصار نے کہا کہ تملوگ بدبخت جھوٹے ہو پھر بارہا مکر سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہا جیسے نصاریٰ نے بھی قصد کیا تھا ہرچند کہ ہرقل بادشاہ نصاریٰ نے صریح گواہی دی کہ وہ بیشک رسول ہین
اور ہماری کتابون مین انکی بشارت موجود ہی لیکن میرا یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم مین سے ہونگے بالجملہ ان بدبختون نے قصد کیا کہ نور الٰہی کو جو آفتاب
سے بے انتہا بڑھکر ہی اپنی پھونک سے بجھادین یہ ہرگز نہین ہوسکتا ہی اللہ تعالیٰ اُسکو پورا کریگا اگرچہ کافرون کو ناگوار ہو هُوَ الَّذِیْٓ
اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ۔ اُسی نے بھیجا اپنا رسول احمد ہدایت اور دین حق کے ساتھ ف یہ کسی انسانی تدبیر کا
کام نہین ہی جسمین انجام معلوم نہین ہوتا کہ کیا ہوگا بلکہ اللہ تعالےٰ کا ارادہ ہی لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔
تاکہ اس دین حق کو سب دینون پر غالب کرے اگرچہ مشرک لوگ بڑے بُرا مانا کرین ف اور اگلی کتابون توریت وغیرہ مین صریح ہی کہ
اللہ تعالےٰ اس بزرگ پیغمبر کو دنیا سے نہین اُٹھاویگا یہانتک کہ ٹیڑھی راہ ملت کی سیدھی کردے چنانچہ جب نازل ہوا رایت الناس یدخلون
فی دین اللہ افواجًا یعنے تو نے دیکھا کہ لوگ فوج فوج دین اسلام مین داخل ہوے۔ ۱۲ اس سے علم حاصل ہوا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اٹھا لیے جاوینگے اس دلیل سے کہ ملت مستقیم ہوگئی اب آپکو نعمت آخرت مین راحت دی جاوے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پہلے اعظم
علمائے یہود مین سے تھے پھر نعمت اسلام سے مشرف ہوئے اور یہود کے عوام و احبار انکی بہت تعظیم کرتے تھے وہ روایت فرماتے

ہین کہ توریت مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف مذکور ہی اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پاس دفن ہونگے ابو داؤد المدنی نے کہا کہ مزار شریف کے پاس فقط ایک قبر کی جگہ باقی ہی (رواہ الترمذی) کعب احبار سے روایت ہی کہ حواریون نے عیسی علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کی امت کے بعد کوئی امت ہی یعنی کوئی دوسرا پیغمبر آویگا آپنے فرمایا کہ تمھارے بعد بزرگ امت حکما علما ابرار و اتقیا ہونگے گویا وہ انبیا ہین وہ اللہ تعالی کی طرف سے قلیل رزق پر راضی ہونگے اور اللہ تعالی اُنسے قلیل عمل پر راضی ہوگا (مترجم) کہتا ہی کہ شاید اسی پوچھنے پر عیسی علیہ السلام نے مجمع علم مین احمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی اور موجودہ کتب سابقہ مین جابجا مصرح ہی کہ بہت مقامات و مجالس مین عیسی علیہ السلام نے بشارت سنائی ہی الحمد للہ کہ اس مدت مین ہندوستان کے درمیان مین بہت علما اُٹھے جنھون نے نصارے کا زعم باطل نہایت قوی دلائل سے رد کردیا اور قطعًا انکی کتابون مین تحریفات ثابت کین حتی کہ انھون نے سوائے اقرار و سکوت کے کوئی چارہ نہین دیکھا اور پادری سیل نے ترجمۂ قرآن مجید مین انجیل برنابا سے باین معنی نقل کیا کہ مسیح نے کہا ای برنابا تو جان لے کہ گناہ اگرچہ چھوٹا ہو اللہ تعالی اسپر سزا دیتا ہی کیونکہ خدا گناہ سے راضی نہین ہی اور جب مجھ سے میری مان نے اور شاگردون نے دنیا کے لیئے محبت کی تو اللہ تعالے اس بات سے ناخوش ہوا اور اُسنے اپنے عدل سے چاہا کہ اسی عالم مین انکو جزا دیدے جو عقیدہ انکو لائق نہ تھا تاکہ وہان انکو عذاب جہنم سے نجات ہو اور اذیت نہو اور یہ بات کہ بعضے لوگون نے خدا کہا اور خدا کا بیٹا کہا مین اگرچہ اس بات سے بری ہون لیکن اللہ تعالی کو ناگوار ہوا جو ان لوگون نے میرے حق مین کہا اور اسکی مشیت مقتضی ہوئی کہ قیامت کے روز مجھ پر شیطان ہنسی نکرین تو اُسنے لطف و رحمت سے چاہا کہ یہ ہنسی دنیا مین بسبب موت بیوا کے ہوجاوے اور ظاہر مین لوگ یہ سمجھین کہ مجھے سولی دیدی گئی (صلیب پر چڑھا دیا گیا) اور یہ ہنسی و اہانت برابر محمد رسول اللہ کے زمانے تک رہیگی پھر جب محمد رسول اللہ اس دنیا مین آویگا تو وہ سب کو بتلا دیگا کہ یہ غلطی ہی اور لوگون کے دلون سے یہ شبہہ دور ہوگا۔ھ نصاری نے جب دیکھا کہ اسمین صریح نام ہی تو کہنے لگے کہ جب ہمارے اگلے عالمون نے مجلس مشورہ جمع کی تھی تو انھون نے اس انجیل کو نکال ڈالا تھا مترجم کہتا ہی کہ عالمون نے خوب تحقیق کردیا کہ کتاب خدا سے کسقدر گذار والا اگر متفق ہو کر اس انجیل کو نکال ڈالا تو کچھ تعجب کی بات نہین ہی اور امام ابن کثیر نے مجلس قسطنطین رومی کا حال سورہ آل عمران کی تفسیر مین لکھا ہی کہ جس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی وہ مجلس فقط اسلیئے تھی کہ ایک محضر پر سب دستخط کرین کہ مسیح کو ابن اللہ کہین اور اس پر سب نصاری اقرار کرتے ہین پھر وہان جسنے انکار کیا وہی قتل ہوا سوائے بعض کے جو بچکر بھاگ گئے پھر دوسری کمٹیان بھی ہوئین الغرض یہ انجیل یا وہ آیتین جنمین انکی مراد کے مخالف موجود تھا کیونکر باقی رہ سکتی تھین کتاب اشعیاہ کے ارمنی ترجمہ مین ہی کہ اللہ تعالی کی نسبت تسبیح کرو اسکی سلطنت کا نشان اسکی پیٹھ پر ہی اسکا نام احمد ہی۔ھ سفر الاستثنا مین ہی کہ رب سینا سے آیا اور ساعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑون سے علانیہ ظاہر ہوگیا اور اسکے ساتھ ہزارون پاک ہین۔ سینا وہ پہاڑ جہان موسی علیہ السلام کو توریت ملی اور ساعیر سے عیسی کو انجیل ملی اور فاران مکے کے پہاڑ ہین وہان قرآن کا نزول شروع ہوا اور سفر التکوین مین ہی کہ اسمعیلؑ نے فاران کے پہاڑون مین بود و باش اختیار کی سب جانتے ہین کہ اسمعیلؑ نے مکے مین سکونت کی فتح البیان مین اس مقام پر کتب نصاری سے بکثرت بشارات نقل کین اور اُسکے ترجمہ کی چندان ضرورت نہین کیونکہ اس سے بہتر تفصیل سے بہت لوگون نے اردو زبان مین مفصل لکھدیا ہی لیکن جنکو اللہ تعالی ہدایت نہین دیتا انکو ہزار دلائل فائدہ نہین دیتے ہین کیونکہ یہ قوم دنیا مانگتے ہین۔ھ ف شیخ الصوفیہ ابن العربی رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ قولہ تعالی فلما زاغوا یعنے جان بوجھکر دنیا کی شدت خواہش و محبت مین مشغول ہوے اور علم آخرت سے غفلت و بے پروائی کی تو زاغ اللہ قلوبہم۔ اللہ تعالی نے انکے دلونکو کج کردیا ہدایت کی راہ سے پھیر دیا اور نور کمال سے ظلمت ضلال کی جانب رخ پھیر دیا کیونکہ اُنھون نے اصلی فطرت کے خلاف اس پستی غار کی طرف میل کیا مترجم کہتا ہی کہ فطرت اصلیہ جو بچون مین خراب نہین ہی لہذا

Marfat.com

و ز نہ ہین کہ انکو رزق کی فکر ایسی نہین ہوتی کہ انکے دل پراگندہ ومتفکر ہون اور وہ ماریپٹ کو بھول جاتے ہین اور اللہ تعالیٰ اچھی طرح انکی پرورش بخلاف کفار کے کہ دنیا ہی کے لیئے انکے سب کام ہوتے ہین اور اسیکو اپنا گھر اور اسی کی عزت کو عزت سمجھتے ہین اور اسی کی ذلت کو ذلت سمجھتے ہین اسی دنیا کے لیئے جمع کرتے ہین اور عالم بالا کو فرشتون کا گھر جانتے ہین واللہ لا یہدی القوم الفاسقین اور اللہ تعالے فاسقین کو راہ نہین دیتا ہی جو لوگ مقتضاے فطرت اور دین قیم سے خارج ہوگئے کیونکہ انکی استعداد قابلیت زائل ہوگئی یعنے جب انھون نے دنیا اور دنارت اختیار کی تو اللہ تعالے نے اسکو پیدا کردیا اور اسکو لازم ہی کہ پہلے قلب پر مہر کی جاوے برخلاف ایسے شخص کے جسنے راہ نبوت کو نہین جانا اسی لیئے قرآن وحدیث مین منصوص ہی کہ جسکو شریعت آلہیہ کی خبر نہین ہوئی اسپر عذاب نہین ہی لیکن امام ابو حنیفہ سے روایت ہی کہ اسکے ساتھ شرط یہ کہ اللہ تعالے سے منکر نہو واللہ تعالے اعلم ف شیخ العرائس نے لکھا کہ قولہ تعالی فلما زاغوا الخ اس آیہ قدسی سے ہر ایک فاجر کا حکم نکل آیا کہ اللہ تعالے نے اسمین استعداد معرفت پیدا کی اور بذریعہ شریعت نبوت کے اسکو ہدایت کی دعوت کی اور اُسنے ہدایت کو چھوڑکر حظوظ نفس کی پیروی کی پس اللہ تعالے ایسے ناشکرے بدکار کی دلی آنکھین اندھی کردیتا ہی امام جعفرؒ نے فرمایا کہ جب انھون نے راہ الٰہی کو چھوڑا تو اللہ تعالی انمین سے نور فطرت نکال لیتا ہی اور شیطان کو انکی جانب راہ دیتا ہی یعنے مسلط کرتا ہی پس وہ شیطان کی راہ مین شریک ہوجاتے ہین واسطیؒ نے کہا کہ علم معرفت سے تقرب حاصل کرنا چھوڑا تو اللہ تعالے اُنکے قلوب کی خلقت کج کردیتا ہی قولہ تعالے مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کو بشارت دی کہ اب وہ وقت قریب ہی کہ مین یہان سے جاؤن تو احمد صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے جاوین اور تمکو اُنکے دیدار کی فضیلت حاصل ہو کیونکہ اُنکے چہرے سے انوار ازل ظاہر ہین اور نور ابد طالع ہی اسمین دلالت ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ازل سے احمد نام فرمایا تھا اور یہی محمد ہی اسی سے بعض علماءؒ نے کہا کہ نام آسمان سے اترتے ہین محمد سے احمد مین لطافت زیادہ ہی اور منتہی انکا مقام محمود ہی جہان کمال قرب و دیدار کمال ہی اور مقام شفاعت خاص ہی جو سب مخلوقات کو شامل ہی اور کوئی سبب عارض نہین ہی اسیواسطے عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت خوشی کی خبر سنائی اقول حدیث شفاعت مین تصریح گزرچکی ہی کہ سب انبیا نفسی نفسی کہکر عذر کرینگے اور آخر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آوینگے تو آپ قبول فرماوینگے قولہ یریدون لیطفؤا الخ بعض مشائخ نے کہا کہ یہ کافرون پر شناعت ہی کیونکہ انکے ارادے سے نور ازل کیونکر مٹ سکتا ہی ولیکن اُنھون نے نبوت احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جان بوجھ کر انکار کیا پس اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہی کہ وہ اس نور کو پورا کرنے والا ہی یعنے اُسنے اس نور کے لیے دوسرے بندے پیدا کیئے ہین جنھون نے جان ومال اسپر قربان کیا جیسے ابوبکر الصدیق وعمر الفاروق واصحاب مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اجمعین (انعرائس) جب یہودی ونصاری پر زائغ ہونیکی حجت پوری ہوئی تو اللہ تعالے نے اہل سعادت کو ندا دی بقولہ تعالے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ

اے ایمان والو مین بتاؤن تمکو ایک سوداگری جو بچاوے تمکو ایک دکھ کی مار سے ایمان لاؤ

بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اللہ پر اور اسکے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ مین اپنے مال سے اور جان سے یہ بہتر ہی تمھارے حق مین

إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ○ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن

اگر تم سمجھ رکھتے ہو بخشے تمھارے گناہ اور داخل کرے تمکو باغون مین جنکے

Marfat.com

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
بہتی ہین　نہرین اور　ستھرے　گھرون مین　ہمیشہ رہنے کے　باغون مین　یہ　بڑی مراد ملنی

وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
اور ایک چیز دی جسکو تم چاہتے ہو　مدد　اللہ کی طرف سے　اور فتح شتاب　اور خوشی سُنا　ایمان والون کو

پہلے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث مین گزرا کہ ہملوگون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا چاہا تھا کہ سب سے زیادہ محبوب عنداللہ تعالے کیا عمل ہی تاکہ ہملوگ اُسپر عمل کرین پس اللہ تعالے نے یہ سورہ نازل فرمایا اور اسمین یہ آیت بھی ہی یٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ اے ایمان لانے والو کیا مین تمکو ایسے کام کی راہ بتلاؤن جو تمکو عذاب الیم سے نجات دے ف یعنے جسنے وہ عمل پایا ہوا سپر اللہ تعالے کی ایسی رحمت ہوتی ہی کہ وہ عذاب سے نجات پاتا ہی پھر یہ شوق عظیم دلانے کے بعد انکو بتلایا یعنے تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ایمان لاؤ اللہ اور اُسکے رسول پر اور جہاد کرو راہ الٰہی مین اپنی جانون اور مالون سے ف ایمان تو وہ لوگ پہلے لائے تھے اور یہان اسکی تاکید سے مطلب یہ ہی کہ ثابت قدم رہو اللہ اور رسول پر ایمان لانے مین (س ف) یا اسمین یہ اشارہ ہی کہ پہلے اپنی نیت اللہ و رسول کے واسطے خالص کرو اور اس خلوص نیت کا ثواب بھی عظیم ہی اور اللہ تعالی کو محبوب ہی اور باوجود اسکے وہ کام جس سے تم رضاء الٰہی چاہتے ہو یہ ہی کہ اپنی جانون اور مالون سے راہ الٰہی مین جہاد کرو اور جہاد کا اطلاق ظاہر شریعت مین خالص نیت سے کافرون کے ساتھ قتال کرنے پر آتا ہی اور بظاہر یہی معنی یہان مراد ہین کیونکہ جہاد اسوقت فرض عین تھا جیسے فتح مکہ سے پہلے جو اسلام لاتا اُسپر ہجرت کرکے مدینہ مین جانا فرض تھا اور اصل مین جہاد پوری کوشش کو کہتے ہین اور وہ دو طرح ہی ایک کافرون سے قتال مین کوشش کرنا اور دوم یہ کہ اپنے آپکو خلبۂ نفس و شیطان سے بچانے مین یا ان دونون پر غالب آنے مین کوشش کرنا اور جہاد دونون طرح سے بہتر ہی اسیواسطے اللہ تعالے نے فرمایا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یہ بات تمھارے واسطے افضل ہی اگر تم جانتے ہو ف یعنے یہ جہاد تمھارے حق مین دنیا کی تجارت اور دنیا کے لیئے مشقت سے افضل ہی اگر تم یہ بات سمجھتے ہو تو اسی پر عمل کرو يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ اللہ تعالے تمھارے لیے تمھارے گناہ بخشے گا اور تمکو ایسی جنات مین داخل فرمادیگا جنکے نیچے نہرین جاری ہین اور رہنے کے پاکیزہ مکان ہین یہ ہمیشہ رہنے کے جنات ہین ف یہ ثواب ہر قسم کے جہاد کے ساتھ ہی اور جنات کی بے انتہا خوبیان اسی قدر بیان پر اہل ایمان کی سمجھ مین آجاتی ہین اسلیئے کہ آخرت کی کوئی چیز خیال مین نہین آسکتی کیونکہ خیال فقط اسیقدر سمجھ سکتا ہی جسکی نظیر کسی طرح دنیا مین موجود ہوسکے ولیکن یون سمجھتے ہین کہ اللہ تعالے کی عظمت و قدرت بے انتہا ہی اور جب اُسنے تمام دنیا اور اُسکے زر و جواہرات کو ملعون و بے قدر فرمایا اور اُسنے جنت کی تعریف فرمائی تو سمجھ مین آگیا کہ اللہ اکبر اُسکی خوبی کی کوئی انتہا نہین ہی لہذا اللہ تعالی نے فرمایا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہ فوز عظیم ہی ف الفوز یہ کہ انسان کا انتہا درجہ کا تصور بھی وہان نہین پہونچ سکتا لہذا اسکے ساتھ العظیم فرمایا اور حدیث شریف مین بھی یہ مضمون ثابت ہی کہ آخر مین ایک جنتی دوزخ سے نجات پاکر حضور الٰہی مین پیش ہوگا اور ارشاد ہوگا کہ جو کچھ تیری آرزو ہی وہ مانگ لیکن اسکی انتہا درجہ کی آرزو مین بھی حقیر ہونگی پھر اللہ تعالی اسکو اپنی رحمت سے عنایت فرمائیگا الحاصل جہاد کا نفع آخرت مین یہ فوز عظیم ہی اور دنیا مین بھی نصرت و عزت ہی چنانچہ فرمایا وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ - اور دوسری بات ہی جسکو تم محبوب رکھتے ہو اللہ تعالے کی طرف سے نصرت اور فتح قریب ہے

Marfat.com

مومنون کو بشارت دیدے ف یعنی جب تم اللہ و رسول پر یقین کے ساتھ صدق نیت سے جہاد کروگے تو ثواب آخرت تو ضرور ملیگا
علاوہ بھی دنیا مین تمھارے جی کی مرغوب چیز بھی دیدی جائیگی یعنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت ملے گی اور فی الحال کشائش و مال
غنا جی جس سے کفار حقارت کرتے ہین زائل ہوجائیگی لیکن یہ سب باتین اس بنیاد پر ہین کہ اللہ و رسول پر ایمان ٹھیک ہو اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ مومنون کو بشارت دیدے یعنے یہ نصرت و فتح فقط ان بندون کے واسطے ہی جو خالص
مومنین ہین فوائد اول یہ کہ آدمی کو آخرت کی نعمتون مین اپنا تصور باندھنا نہین چاہیئے ورنہ وہ دنیا کے نمونے اپنے تصور مین لاویگا
اور نفس و شیطان اُسپر غالب ہوجاویگا دوم یہ کہ قرآن و حدیث مین کہین بہتر کہا جاتا ہی اور معنے یہ ہوتے ہین کہ دنیا کی چیز سے بہتر ہی
اور یہ فقط ہلوگون کی سمجھ کے لائق ہوتا ہی اسلیئے کہ آخرت مین اور دنیا مین کچھ نسبت نہین ہی لیکن آدمی اس دنیا کو اپنے نفس کیواسطے
پسند کرتا ہی تو اُسکی سمجھ کے موافق کہا گیا کہ اگر تم اس دنیا کو بھی کچھ سمجھتے ہو تو بھی عقل سے کام لو اور جو چیز اس سے بہتر ہی اُسکو چند روزہ زندگی
کے بعد حاصل کرو لیکن کافرین عقل نہین ہوتی اسلیئے وہ دنیا ہی کو لینا پسند کرتا ہی سوم یہ کہ ایمان و کفر مین ضد ہی تو اُنکے آثار مین بھی ضد لازم ہی
لہذا کفار دنیا مین جس چیز کو شائستگی اور ادب اور عزت سمجھینگے وہ برعکس ہی جیسے اس زمانے مین کافرون کے نزدیک تعلیم یافتہ وہ ہی جو دنیا
حاصل کرنے کے سامان اور دنیا کی چیزین زیادہ جمع کرنے والا ہو اور اسکو قاعدہ سے رکھے چہارم یہ کہ آدمی کو گناہون کی مغفرت چاہنا
بہ نسبت نوافل کے زیادہ بہتر ہی پنجم یہ کہ جو لوگ سچے دل سے ایمان لائے اور خوبی کے ساتھ متفق ہوئے تو اُنکے واسطے اللہ تعالیٰ
کی طرف سے نصرت حاصل ہوتی ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ متواتر بدیہی قطعی ثابت ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بالکل بے سر و سامانی کے ساتھ
فقط نصرت الٰہی سے روم و ایران کی بڑی بڑی سلطنتین درہم برہم کین مگر انکو دنیا مقصود نہ تھی اسیطرح یہود یون کی سلطنت مدت دراز
سے قوی استحکام کے ساتھ چلی آتی تھین پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین کی ہدایت سے بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور
اللہ تعالیٰ نے اُنکو فتح و نصرت عنایت کی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا بقولہ تعالےٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ
اے ایمان والو تم ہو مددگار اللہ کے جیسے کہا عیسے مریم کے بیٹے نے یارون کو کون ہی
مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ
کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ مین بولے یار ہم ہین مددگار اللہ کے پھر ایمان لایا
طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى
ایک فرقہ بنی اسرائیل مین اور منکر ہوا ایک فرقہ پھر زور دیا ہمنے اُنکو جو یقین لائے تھے
عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝ ع ۳/۵

اُنکے دشمنون پر پھر ہو رہے غالب

اللہ تعالیٰ بندگان مومنین کو فرماتا ہی کہ ہر حالت مین اللہ تعالےٰ کے انصار ہوجاوین یعنے اللہ تعالیٰ کا کلمۂ توحید بلند ہونے کے لیئے
ہر حالت مین اسکے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتباع کرین اور جان و مال سے اور افعال و اقوال سے اسکی کوشش کرین کہ
اللہ تعالیٰ کا رضوان حاصل ہو اور جو کچھ اللہ تعالےٰ و اُسکا رسول فرماوے بسر و چشم قبول کرین اور منجملہ حکم الٰہی کے یہ کہ دنیا حاصل کرنے مین
نہ پڑین بلکہ آخرت طلب کرین جسپر ایمان لائے ہین اور ایمان کی حفاظت کرین اور جہاد کرین بقولہ تعالےٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

Marfat.com

انصار اللہ کما قال عیسیٰ ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ ای ایمان لانے والے بندے اللہ تعالےٰ کے انصار ہو جاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریون سے کہ اللہ تعالےٰ کی جانب کون میرا انصار ہے ف یعنے ایمان کا صدق یہ ہے کہ کلمۂ توحید الٰہی کا مددگار ہو چنانچہ جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کی راہ جانے مین کون بندہ میرا مددگار ہے ۔ قال الحواریون نحن انصار اللہ حواریون نے کہا کہ ہم انصار اللہ ہین ف اسکا کلمۂ توحید بلند ہونیکے لیئے جان و مال سے مددگار ہین برابر کوشش کرینگے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو چنانچہ حواریین کو عیسیٰؑ نے شام و یونان وغیرہ ملکون ملکون ہدایت کرنے بھیجا ۔ فآمنت طائفۃ من بنی اسرآءیل وکفرت طائفۃ پس بنی اسرائیل مین سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا ف یعنے حواریین نے جب کلمۂ توحید کی دعوت کی تو اس دعوت سے بنی اسرائیل مین سے ایک گروہ ایمان لایا اور بہت بڑا گروہ کافر رہا جیسا کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق کی دعوت کی تو قریش نے کفر اختیار کیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موسم حج مین فرماتے کہ کوئی ہے جو مجھے اپنے یہان جگہ دے تاکہ اپنے رب عزوجل کی رسالت ادا کرون اور اسکے احکام پہونچاؤن کیونکہ قریش نے مجھکو پیغام الٰہی پہونچانے سے روکا ہے اسیطرح عام مجمع و میلے مین فرماتے تھے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ نے آپکے لیئے قبیلۂ اوس و خزرج کو جو دو بھائیون کی اولاد تھے مسخر کیا اور یہ مدینے کے رہنے والے تھے پس اسلام لائے اور کہنے لگے کہ یہ پاکیزہ خوبصورت مثل آفتاب کے وہی بزرگ ہے جسکی بشارت کی خبر ہم سے یہود بیان کیا کرتے تھے سو ہمکو چاہیئے کہ جلد اسپر ایمان لاوین اور آنحضرت سے بیعت کی اور نصرت کی شرط کی کہ عرب و عجم سے آپکی حفاظت کرین جیسے اپنے بال بچون کی حفاظت کرتے ہین اگر آپ انکے یہان مدینے مین چلے آوین پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ ہجرت کرکے چلے جاوین اور آپ اور اصحاب وہان گئے تو انھون نے عہد الٰہی پورا کیا اور جان و مال و آل و اولاد کو قربان کیا اور اللہ تعالیٰ نے انصار ان کا نام رکھا حتیٰ کہ اوس و خزرج کا لفظ ہی جاتا رہا واضح ہو کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کی نصرت پر حواریین نے عہد کیا تو آپنے حواریون کو شام و یونان وغیرہ ملکون مین روانہ کیا کیونکہ جہاد کا حکم منسوخ ہو چکا تھا اور ہم عنقریب بیان کرینگے پس بنی اسرائیل مین سے ایک گروہ ایمان لایا یعنے ہدایت کے طریقے پر ہو گئے اور دوسرا گروہ گمراہی پر جم گیا اور یہ یہود ہین جنپر قیامت تک اللہ تعالےٰ کی لعنت ہے انھون نے عیسیٰ علیہ السلام و انکی والدہ صدیقہ مریم کو طرح طرح کے بہتان لگائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت پر لعنت کمائی من بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام انکی اتباع کرنے والے بہت فرقے ہو گئے ایک فرقہ اصلی توحید پر قائم رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ و بندۂ خدا تھے اور باقی سب فرقون نے حد سے تجاوز کیا بعض نے کہا کہ وہ خدا کا بیٹا تھا اور بعض نے کہا کہ وہ باپ و بیٹا و روح القدس تین مین سے ایک تھا اور بعض نے کہا کہ وہ خدا تھا اور یہ سب اقوال سورۂ نسا مین مفصل بیان ہوئے ہین راجع کثیر ۔ فایدنا الذین آمنوا علی عدوھم پس ہم نے اُن لوگون کو جو ایمان لائے تھے تائید و نصرت دی انکے دشمنون پر ف یعنے جو لوگ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے تھے انپر یہودیون نے حملہ کیا [illegible] کہ انکو مٹا دین لیکن اللہ تعالیٰ نے انکی مدد کے لیئے شاہ یونان کو اُٹھایا اور وہ ظاہر مین نصرانی ہوا اور اسکی نصرت سے شام پر چڑھائی کی اور اللہ تعالےٰ نے انکو فتح دی ۔ فاصبحوا ظاھرین پس نصرانیون نے صبح کی اس حالت مین کہ غالب تھے ف بعد اسکے بہت شور و شغب پھیلا اور آخر جو فرقہ توحید پر تھا وہ قتل کر دیا گیا اور امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ نصاریٰ مین سے جو لوگ ایمان لائے انکو اللہ تعالےٰ نے دشمنون پر بذریعۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غالب کیا چنانچہ امام ابن جریرؒ نے باسناد صحیح حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا دے تو عیسیٰ علیہ السلام حجرے سے نکلکر اپنے اصحاب کے پاس آئے اور وہ لوگ بارہ آدمی ایک مکان مین تھے اور جاسوس بھی تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کے سر سے گویا پانی ٹپکتا تھا پس ارشاد فرمایا کہ تم مین ایسا شخص ہے

Marfat.com

ایمان لانے کے بعد بارہ مرتبہ مجھسے کفر کریگا پھر فرمایا کہ تم مین سے کون شخص ہے کہ جسپر میری شباہت ڈالی جائیگی
قتل کیا جائیگا اور میرے ساتھ میرے درجہ مین ہوگا ان سب مین سے جو شخص کم سن تھا اُٹھا اور کہا کہ مین ہون اسکو منظور کیا آپنے فرمایا
وہی کلمہ دوبارہ فرمایا پھر وہی شخص اُٹھا آپنے فرمایا کہ بیٹھ جا پھر تیسری مرتبہ وہی کلمہ زبان مبارک سے فرمایا پھر وہی نوجوان اُٹھا آپنے فرمایا کہ
تھا پس اُسپر عیسیٰ کی شباہت ڈالی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام چھت کے روشندان سے آسمان کو اُٹھا لیے گئے شاید مراد یہ ہے کہ چھت مین
اور ملائکہ نے عیسیٰ کو آسمان کی طرف اُٹھایا اتنے مین یہودیون کے بادشاہ کی طرف سے دوڑ آگئی انھون نے اس نوجوان کو جسپر عیسیٰ کی شباہت
ڈالی گئی تھی عیسیٰ سمجھکر گرفتار کرلیا اور آخر اُسکو صلیب (سولی) پر قتل کیا اور ان لوگون مین بعضون نے بارہ مرتبہ عیسیٰ سے کفر کیا حالانکہ پہلے آپ پر
ایمان لائے تھے پھر یہ لوگ آنحضرت علیہ السلام کے بارہ مین کئی فرقہ ہوگئے ایک فرقہ نے کہا کہ یہ اللہ تھا جب تک اسکا جی چاہا ہمارے درمیان
مین رہا پھر آسمان کو چلا گیا اور یہی یعقوبیہ فرقہ ہے اور دوسرے فرقے نے کہا کہ نہین بلکہ ہمارے درمیان مین خدا کا بیٹا تھا جب لوگون نے اسکو قتل کرنا
چاہا تو خدا نے اُسکو آسمان پر اُٹھا لیا اور یہ نسطوریہ فرقہ ہے اور تیسرے فرقے نے کہا کہ نہین بلکہ ہم مین اللہ تعالیٰ کا بندہ خاص رسول اللہ تھا اسکو اللہ
نے آسمان پر اُٹھا لیا اور یہی فرقہ دین حق پر رہا آخر کار دونون کافرہ فرقون نے آپسمین اتفاق کرکے فرقۂ اسلامیہ کو قتل کر ڈالا اور اسوقت سے برابر ایمان
مٹا ہوا رہا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا پس قبیلہ بنی اسرائیل مین سے آپ پر ایک فرقہ ایمان لایا اور ایک فرقہ نے
کفر کیا یعنے جس گروہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو رسول اللہ مانا تھا وہ ایمان لایا اور جسنے کفر کیا تھا اُسنے کفر کیا پس اللہ تعالیٰ نے ایمان لانیوالون
کو انکے دشمنون پر تائید و نصرت دی پس وہ غالب ہوئے باین طور کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ دیا گیا اسیطرح اس حدیث کو امام نسائیؒ نے بھی روایت
کیا ہے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے ہین کہ وہ عبد اللہ و رسولہ ہے برابر غالب رہینگے جب تک ایمان پر قائم رہینگے
کہ امر الٰہی آوے حتی کہ آخری امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوکر دجال و یہود سے قتال کریگی وللہ الحمد والمنۃ (ابن کثیر) مؤلف
کہتا ہے کہ اس تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہود ملعون نے بیشک عداوت کی کہ آپکی والدہ ماجدہ کے حق مین تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ
نے غضب فرماکر حکم ازل سے آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ امر مقدر فرمایا ہے کہ جو کوئی عیسیٰ علیہ السلام کو مانے وہ عیسیٰ کے دشمنون پر غالب رہیگا اور یہ قیامت
تک ہوگا پھر کچھ دن کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے دو طرح کے نکلے ایک وہ جو حقیقت مین ماننے والے تھے کہ انکو عبد اللہ و رسولہ کہتے
تھے اور دوم وہ جو انکو ماننے مین شرک تک پہونچے اور یہ بھی دو فرقے ہوئے ایک نے خدا کہا اور ایک نے حضرت مریم سے پیدا ہونا دیکھکر
کہا کہ خدا کا بیٹا تھا نعوذ باللہ منہ پھر ان دونون فرقون نے اسی قول پر اتفاق کرلیا اور حکم الٰہی جاری ہے کہ ہر نبوت کے بعد سلطنت مین فساد
تو یہی مشرک فرقہ یہودیون پر غالب کیا گیا تاکہ یہ حکم پورا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کے منکرون پر انکے ماننے والے غالب کیے گئے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت
جاری تھی کہ فرقہ مشرک کو مسلط کیا جاوے تاکہ کفار یہود پر حد سے زیادہ عذاب کرے چنانچہ انھون نے یہود کو بے انتہا افراط سے قتل کیا
اور بیت المقدس کا صخرہ جو قبلہ تھا بوجہ عداوت یہود کے نجس کیا اور اس مین کوڑا ڈالا اور اسوقت سے اسلام کا بعد مراد کیا
عیسائی مسلمان پائے جاتے تھے جو عیسائی مشرکون سے چھپے ہوئے تھے اور عیسیٰ و انکی والدہ صدیقہ کے نام اپنی امت کی تہمت ہی
کر اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور یہ داغ مٹایا اور اہل ایمان کو غالب کیا اور مشرکون کو مغلوب کیا لیکن کفر
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ مدت کے بعد جب میری امت خراب ہوجائیگی اور دین و دنیا کے کامون مین فساد کریگی تو اسوقت
شرک غالب ہونگے اور تمام روئے زمین پر انکی کثرت اور غلبہ ہوگا اور حدیث مین ہے کہ میری امت کی مدد کے لیے آسمان سے عیسیٰ نازل
جاویگا جو دجال کو قتل کریگا اور صلیب توڑیگا اور سوائے اسلام کے کچھ قبول نکریگا اور جب یہ وقت قریب ہوگا تو اسکی امت
کہ مصر کا حاکم ایک شخص ہوگا پست قد کریہ جسکی پیشانی پر دو تک بال نہونگے اور حدیث مین ہے کہ اسی زمانے مین ایک

Marfat.com

دین کے لیئے قتال کرنے اٹھیگا اور آخر مغلوب ہوجائیگا اور حدیث مین ہی کہ اس امت مین اسوقت یہ باتین ہونگی دین کی ہتک کرنا اور بد دیانتی اور
لاغیہ زنا و یاجاوگانا اور باہم ہر ایک مین نفاق ہونا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا مترجم کہتا ہی کہ یہ علامات بکثرت بیان فرمائے ہین اور سب اسوقت
موجود ہین اور زمانہ بہت قریب معلوم ہوتا ہی واللہ تعالیٰ اعلم اور واضح ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے قصے مین روایات
کو جمع کرنے سے یہ صورت ظاہر ہوتی ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے امتی مومنون سے پیغام رسالت پہونچانے مین مدد چاہی تو حوارین نے یہ عہد کیا
کہ ہمنے اپنی جان وقف کی اور آپ کی نیابت مین پیغام پہونچاوینگے پس آپنے حوارین کو یونان و انطاکیہ و شام وغیرہ مین بھیجنا شروع کیا اور جب کسی جگہ
بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو جو لوگ آپ پر ایمان لاتے انھین سے کسی کو بھیجدیتے اور یہود کی عداوت بڑھتی جاتی اور اسوقت ان ملکون مین یہود کی
بادشاہت تھی اور حضرت اسرائیل کے یعنے یعقوبؑ کے بڑے بیٹے یہودا کی نسل سے بادشاہ بنایا جاتا تھا آخر یہودیون نے حاکم سے حضرت مسیحؑ کے
قتل کی اجازت حاصل کی اور اس زمانے کے احبار نے مسیحؑ کی بشارت سے انکار کرکے قتل کا فتوی دیدیا اور بعضے لوگ جو مسیحؑ پر ایمان لائے تھے
وہ یہودیون کے لالچ مین پڑے اور جھوٹی گواہیان دین اور یہود خبیث نے حضرت مریم پر بہتان شنیع لگایا آخر اللہ تعالے نے ملعون یہودیون پر یہ
سب حجتین پوری کرکے ارادۂ ازلی جاری فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے جاوین اور آپ کو بشارت دی کہ جو قوم تجھپر ایمان لائے اسکو قیامت
تک تجھسے انکار کرنیوالون پر غالب رکھونگا چنانچہ قرآن مجید مین مصرح ہی لیکن احادیث متواترہ سے ظاہر ہوا کہ یہ دجال تک ہی کیونکہ دجال چند روز مقہور
کرکے غالب ہوگا پھر عیسیٰ علیہ السلام اُتارے جاوینگے تو اپنے ہاتھ سے اس کافر کو قتل کرینگے اور آنکی سانس کی ہوا جہانتک پہونچیگی ہر کافر
خود بخود مریگا پھر یہودیون کی دوڑ آگئی اور اسوقت آپنے بارہ اصحاب سے بطور مذکورۂ بالا وصیت کی اور آسمان کو اٹھائے گیے اس سے معلوم ہوا
کہ یہ بارہ آدمی سوائے حوارین کے دوسرے تھے کیونکہ حوارین جابجا دعوت کرتی تھے اور اختلاف پھیلانے والے یہ لوگ ہین جو بالفعل حاضر تھے چونکہ
اہل اسلام کے سوائے یہود اور نصاری موٹی سمجھ کے لوگ ہین تو اللہ تعالے کی توحید نہین سمجھتے اور تشبیہ دیتے ہین جب عیسیٰ کو آسمان پر جاتے
دیکھا تو جہالت سے گمان کیا کہ یہ خدا تھا فائدہ بیان مذکورۂ بالا مین امام ابن کثیرؒ نے تشبیہ دی کہ عیسیٰ علیہ السلام نے حوارین سے مدد چاہی
اسی طرح آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے موسم حج وغیرہ مین مدد چاہی مترجم کہتا ہی کہ یہ تشبیہ فقط مدد چاہنے کی صورت مین ہی اور
کیفیت مین بہت بڑا فرق ہی دیکھو کہ عیسے علیہ السلام فقط بنی اسرائیل پر بھیجے گئے تھے اور بنی اسرائیل وہ قوم ہی کہ حضرت یعقوبؑ کے زمانے
سے حضرت شعیا و عیسیٰ علیہم السلام تک ہزارون پیغمبر انکی ہدایت کے لیئے آئے اور یہودی اپنے دعوے مین بڑے بڑے احبار تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک مدینے مین احبار یہود موجود تھے لیکن انکی ہدایت کے لیئے حضرت عیسے علیہ السلام کا آنا ایسا تھا جیسے احبار
یہود اور قسیس نصاری بہت سے موجود تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی ہدایت کے لیے بھیجے گئے برخلاف اسکے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے
اہل قریش عرب کو ہدایت کی جو نبوت کے معنی بھی نہین جانتے تھے اور سراسر عداوت تھی اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ شان الٰہی مین جتنی تکلیف مین نے اٹھائی کسی نے نہین اٹھائی اگر کہا جاوے کہ پھر احبار یہود کی ہدایت سے کیا مراد تھی جواب یہ کہ توحید الٰہی
کی راہ انھون نے اعتقاد و عمل دونون طرح گم کی اور آخرت وعدۂ موہوم مخلوط و راہ غلط کی مثلاً یہ عقیدہ نکالا کہ ہم لوگ چاہے جسقدر گناہ
کرین آخرت مین بنی اسرائیل کے پیغمبر ایک دم ہم سب کو بخشوائینگے اور امت موسوی مین سے کسی پر عذاب نہین ہوگا بعض نے کہا نہین کچھ
عذاب ہوگا اور وہ سات روز مین پھر انکی جگہ کفار ڈالے جاوینگے بعض نے کہا کہ خدا تھک کر تخت پر لیٹ رہا اور اسی قسم کے فاسد عقائد
تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین انکے نمونے موجود تھے جنکی خرابیان جابجا قرآن مجید مین مصرح بیان فرمائی گئی ہین واللہ تعالے
اعلم شیخ ابن العربیؒ نے اشارات مین لکھا کہ قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا ایمان بیان تقلیدی ہی کیونکہ عذاب الیم سے چھوڑانیوالی
صفات جسکی طرف دعوت ہی انھین لوگون کے لیئے ہوتی ہی جو نور الٰہی سے محجوب اور صفات نفس و اسکی ہیات مین مستور ہو قولہ تعالے

Marfat.com

ہو ان اللہ ورسولہ الخ یعنے دلیل و برہان کے ساتھ تحقیقی و یقینی ایمان لاؤ تجاہدون فی سبیل اللہ الخ کیونکہ جان مال انکا ہی ہین کر
کرنا فقط یقین ہی سے ہو سکتا ہی قولہ ذلکم خیر لکم۔ جان جسمانی و مال دنیاوی سب فانی ہین جب اسنے انکی عوض مین آخرت کی باقیات الصالحات
لیا تو اسکے لیئے سراسر بہتر ہی جبکہ یقین جانے قولہ یغفر لکم۔ گناہون کی صورت بدہوتی ہی اور اس سے نفس پر تاریکی چھا جاتی ہی قولہ
ور فرد خلکم الخ جنات نفوس ہین کیونکہ یہ لوگ ہی نفس و اموال کو دیکر تجارت کرنیوالے تھے اور عوض پر عمل کرتے تھے جیسے اللہ تعالے نے
فرمایا ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ یعنے اللہ تعالے نے مومنین سے انکی جانین اور مال خریدے بالعوض اسکے کہ انکے
لیئے جنت ہی قولہ تجری من تحتہا الخ یعنے جنات نفوس کے نیچے نہرین جاری ہین جنمین علوم توکل و علوم شریعت و اخلاق روان ہین اور افعال طریق
توحید ہین قولہ و مساکن طیبۃ۔ پاکیزہ مقامات مانند توکل وغیرہ کے ہین **مترجم** کہتا ہی کہ شیخ رحمہ اللہ تعالے کی مراد یہ ہی کہ جو بندہ ایمان لایا اور جان
و مال سے جہاد کیا تو اسکا نفس علم و عمل سے آراستہ ہو جاتا ہی جنکا ظہور آخرت مین جنات عدن ہین ذلک الفوز العظیم یہ فوز عظیم ہی یہان شیخ کی تقریر
پر یہ اعتراض ہوتا ہی کہ اللہ تعالے نے اسکو فوز عظیم فرمایا اور تمنے اسکو مقام اہل نفس بیان کیا جو اولیاء اللہ مین سے ادنے مرتبہ ہی شیخ نے اسکا
جواب دیا کہ اس سے نیچے بھی مومنین کے درجات ہین پس عظیم ہونا باعتبار انکے مقامات کے ہی اور سب سے بڑھکر عظیم مراد نہین ہین کیا نہین دیکھتے
ہو کہ انبیا علیہم السلام کے درجات بلا خلاف اس سے اعلی ہین قولہ و اخری تحبونہا۔ یعنے یہان تجارت دیگر ہی جو بہ نسبت اول کے زیادہ نافع اور
محبوب تر ہی قولہ نصر من اللہ۔ اللہ کی طرف سے نصرت یعنے بتائید ملکوتی و کشف نورانی ہو فتح قریب مقام قلب مین پہونچکر تجلیات صفات کا
مشاہدہ کرنا اور مقام رضوان حاصل ہونا اگر کہا جاوے کہ قولہ تحبونہا سے انکی محبت ان لوگون ہی جانب منسوب فرمائی گئی حالانکہ یہ لوگ
بھی مقام نفس مین ہین **جواب** یہ کہ ان اسوجہ سے کہ حقیقی محبت جبھی حاصل ہوتی ہی کہ مقام قلب تک پہونچ جائے اور اسکا نام تجارت بواسطے
فرمایا کہ بندہ صادق اپنی صفات کو مٹا کر بجائے انکے صفات حق عزوجل حاصل کرتا ہی قولہ للحواریین۔ حواری وہ لوگ ہین جو میل کچیل سے
صاف ہون یعنے نفوس کی تاریکی اور طبیعت کی سیاہی سے نکلکر مقام قلب مین پہونچے اور فطرت اصلیہ کے نور سے منور ہو کر حقیقی صفائی سے انکے
چہرے روشن ہو گئے قولہ من انصاری الی اللہ اللہ تعالی کی جانب کون لوگ میرے مددگار بنتے ہین جہان اللہ تعالے کے واسطے
جہت بیان کرنا مقصود نہین ہی کیونکہ اسکے واسطے کوئی جہت نہین بلکہ معنے یہ ہین کہ کون شخص میرے ساتھ متوجہ ہوتا ہی کہ اللہ تعالے کے کلمۂ
توحید تعلیم کرنے مین نصرت کرے اور صفات حقہ کا سلوک اختیار کرے چونکہ یہ ایسے لوگون کا کام ہی جو صفات نفسانیہ سے پاک ہو گئے
ہون جیسے حواری کا مرتبہ ہی لہذا حواریون نے جواب دیا کہ ہم انصار اللہ ہین یعنے اپنے مظاہر مین کمالات صفات ظاہر کرنے سے
دین توحید کی مدد کرینگے پس ان لوگون نے صفات کا سلوک اختیار کیا یہانتک کہ خود کمال قلبی تک پہونچے اور دوسرون کی تکمیل کی
فآمنت طائفۃ یعنے جنلوگون کی استعداد فطرت قابل توحید تھی اُن مین حواریین کی تاثیر سے نورانیت پیدا ہوئی اور انکے برخلاف نالائق لوگون
نے کفر کیا کیونکہ اپنی صفات مین محجوب رہے قولہ فایدنا الذین آمنوا الخ یعنے جو لوگ ایمان لائے انکو نورانی تائید سے نصرت و غلبہ دیا
پس وہ لوگ نورانی دلائل سے اُنپر غالب ہوے **مترجم** کہتا ہی کہ اسیواسطے تم دیکھتے ہو کہ اہل الحق اہل السنۃ والجماعۃ ہر ایک فرقۂ گمراہ
پر اپنے دلائل حقہ سے غالب ہوتے ہین اگرچہ گمراہ فرقے باوجود اسکے راہ پر نہین آتے اسلیئے کہ ہدایت پیدا کرنا اللہ تعالی کی قدرت مین ہی

سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ اِحْدٰی عَشْرَۃَ اٰیَۃً

سورۃ الجمعہ مدنیہ ہی یعنے بعد ہجرت کے مدینے مین نازل ہوئی ہی قرطبیؒ نے کہا کہ یہی سب لوگون کا قول ہی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

Marfat.com

عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سُنا کہ نماز جمعہ مین سورۃ الجمعۃ اور اذا جاءک المنافقون پڑھتے تھے (صحیح مسلم و سنن اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسکے مانند روایت ہے (صحاح) اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی رات مین مغرب کی نماز مین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے اور عشا کی نماز مین سورۃ الجمعۃ اور منافقون پڑھتے تھے (ابن حبان و بیہقی) اس سورہ مین بلا خلاف گیارہ آیات ہین اور **خطیب** رحمۃ نے لکھا کہ ایک سو اسّی کلمات ہین سات سو بیس حروف ہین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر دن کہ جسمین آفتاب نے طلوع کیا وہ یوم جمعہ ہے اسی مین آدم پیدا کیے گئے اور اسی دن جنت مین داخل کیئے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے اور قیامت نہین قائم ہوگی کسی دن سوائے جمعہ کے (رواہ مسلم) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگ آخرین ہین قیامت کے روز سابقین ہین اور ہم ہی سب سے پہلے جنت مین داخل ہونے والے ہین بات فقط اتنی ہے کہ وہ لوگ یہود و نصاریٰ ہمسے پہلے کتاب دیے گئے اور ہملوگ انکے بعد کتاب دیے گئے پھر لوگون نے اختلاف کیا تو اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے ہملوگون کو ہدایت دی ہر اسمیں امر حق مین جسمین ان لوگون نے پھوٹ ڈالی تھی چنانچہ یہ روز جمعہ ہے کہ اسمین بھی ان لوگون نے اختلاف کیا پھر اللہ تعالےٰ نے ہمکو اسکی ہدایت دی پس آج کا روز جمعہ ہمارے لیے ہے اور کل سنیچر یہود کے اور پرسون اتوار نصاریٰ کے لیئے ہے (الصحیح) یہ **خطیب** رحمۃ نے سراج مین لکھا علمائے نے لکھا کہ اللہ تعالےٰ نے یہود پر جمعہ پیش کیا لیکن اسطرح کہ ہفتہ مین سے ایک روز خالص عبادت ہی کے لیئے رکھین تو انھون نے اپنی رائے سے سنیچر اختیار کیا اس قرینہ سے کہ اللہ تعالےٰ نے ہفتہ کے ایام مین جمعہ تک مخلوقات پیدا کی اور سنیچر کو فراغت پائی چونکہ معرفت توحید مین راسخ نہ تھے تو اپنے خیال کے موافق جناب باری تعالےٰ کی شان مین مخلوق کی طرح تصور باندھا یعنے جیسے مخلوق کسی کام مین مشغول ہوتی ہے پھر ان احمقون نے کہا کہ خدا نے تھک کر سنیچر کے روز عرش پر پائون پھیلا کر استراحت کی نصاریٰ بھی اسی قسم کا مجسمہ فرقہ ہے اُسنے بھی یہود کا طریقہ لیا اور یہ کلمہ کفر ہے اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے کہ وہان مخلوق کی طرح مشغولی ہو یا مکان و استراحت ہو بالجملہ یہود نے جمعہ چھوڑ دیا اور اپنے قیاس پر یہ اختیار کیا کہ اتوار سے جمعہ تک کام کرین اور سنیچر کے روز فراغت لین پس اللہ تعالےٰ نے بھی اُن پر حتمی کر دیا اور **مترجم** کا خیال یہ ہے کہ یہود کے اول طبقے نے سنیچر اختیار کیا تھا پھر پچھلون نے اسکی وجہ اس تشبیہ سے بیان کی اور نصاریٰ نے یہود کی عداوت سے اتوار اختیار کیا پھر اللہ تعالےٰ نے اس امت مرحومہ کو جمعہ کی ہدایت دی اسی طرح جن امور مین ان لوگون نے اختلاف ڈالا تھا وہان جو امر حق تھا اللہ تعالےٰ نے مومنون کو اُس کی ہدایت دی اور یہ ضرور نہین کہ اُن کے اختلافات مین سے کوئی قول حق ہو بلکہ جیسے ہفتہ کے ایک دن مین یہود کا قول سنیچر تھا اور نصارے کا قول اتوار تھا لیکن ان مین سے کوئی حق نہین ہے یعنے جو دن ہفتہ کے دنون مین سب سے متبرک ہے وہ نہ اتوار ہے نہ سنیچر ہے بلکہ جمعہ ہے ہان اس امت مرحومہ کا خاصہ یہ ہے کہ جس قول پر اجماع ہو وہ گمراہی نہوگا اگر کہا جاوے کہ حدیث اول مین جمعہ کے فضائل مین سے یہ بھی فرمایا کہ جنت سے اسی روز آدمؑ نکالے گئے **جواب** ہان یہ بھی عظیم اسرار مین سے ہے کیونکہ آدمؑ کا جنت سے نکلنا تمام انبیا علیہم السلام و معارف الٰہیہ کا ظہور ہوا اسی سے عارفین نے کہا کہ آدم علیہ السلام کا درخت جنت سے کھانا ظہور کرامت ہے حدیث دوم مین آخرین سے یہ مراد ہے کہ دنیا مین ہم لوگون کا ظہور سب سے پیچھے ہوا اور چون کہ سب آخرت کی طرف جاتے ہین جس کی انتہا نہین ہے تو آخرت سے متصل ہم ہی لوگ سب سے آگے ہین

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو زمین میں وہ بادشاہ پاک ذات زبردست

الْحَكِيْمِ ۝ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

حکمت والا وہی ہے جسنے اٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول انھیں میں کا پڑھتا ان پاس اسکی آیتیں اور انکو سنوارتا

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ

اور سکھاتا کتاب اور عقلمندی اور اس سے پہلے صریح بھلاوے میں اور ایکدوسرے گروہ میں

مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

انھیں میں سے جو ابھی نہیں ملے انمیں اور وہی ہے زبردست حکمت والا بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے جسکو

يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے

خطیب نے لکھا کہ قولہ تعالے بِسْمِ اللّٰهِ شروع ہے اللہ کے نام سے ف جسکا علم پاک تمام معلومات کو محیط ہے اور ہر ایک مخلوق کے حال سے وہی خوب واقف ہے یعنے ظاہر پر اعتبار غلط ہے مثلاً عرب کے جاہل اکثر خانہ بدوش اور باہم کشت وخون کرنے والے تھے ظاہر مین کوئی نہین سمجھ سکتا تھا کہ اللہ تعالے کے نزدیک انکی پشت مین ایک قوم کے نطفے ہین جو تمام اولاد آدم سے افضل لوگ ہین یہ اللہ تعالی ہی کا علم محیط ہے الرَّحْمٰنِ وہ نہایت مہربان ہے ف کہ اپنی نعمت بیان سے ہدایت پوری فرماتا ہے الرَّحِيْمِ نہایت رحمت والا ہے ف کہ اگر احمق شیطان کو اسکا اندازہ ہوجاوے تو اسکی مایوسی جاتی رہے لیکن اللہ تعالے نے اس خاص رحمت سے اپنے خاص بندون کو توفیق عنایت کی انھون نے محبت سے اسکے نام پر ہدایت پائی وبہ اللہ التوفیق سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ تسبیح کرتی ہے ہر چیز جو آسمانون مین ہے اور جو زمین مین ہے خالص اللہ تعالے ہی کے واسطے جو بادشاہ قدوس عزیز حکیم ہے ف ابن کثیر نے لکھا کہ حق سبحانہ تعالے آگاہ فرماتا ہے کہ آسمانون مین وزمین مین جو چیز ہے خواہ ناطق جاندار ہو یا جامد نباتات جمادات ہو سب اسکی تسبیح کرتی ہین وقد قال تعالی وان من شئی الا یسبح بحمدہ الآیہ یعنے کوئی چیز بھی باقی نہین جو اسکی تسبیح کرتی ہو۔ ھ۔ الملک القدوس العزیز الحکیم ان چارون اسماء حسنی کی تفسیر اوپر گذر چکی ہے پھر اللہ تعالے نے اس شان قدس وعظمت سے اپنی تسبیح بیان فرما کر انعام عظیم ورحمت قویم سے آگاہ کیا بقولہ تعالے هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یعنے اس شان قدس وعظمت سے موصوف جسکی سب تسبیح کرتے ہین اسی اللہ نے امیون مین ایک رسول اعظم مبعوث فرمایا جو انھین امیون مین سے ہے ف امی وہ قوم جو ظاہری طور سے لکھی پڑھی نہو اور آخر مین اسکا بیان آتا ہے رسول عموماً لائق فائق ہوتا ہے تو امیون مین سے دنیا مین کوئی بادشاہ اپنا سفیر نہین بنا سکتا ہے یہ قدرت حق سبحانہ تعالی ہی مین ہے کہ اسنے امیون مین سے رسول بنایا پھر رسول اعظم جسکی بشارت پہونچانے کے لیئے انبیاے سابقین سے عہد لیا تھا اسکی یہ صفت ہے کہ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ یہ رسول معظم انلوگون پر اللہ تعالے کی آیات تلاوت فرماتا ہے ف جو اللہ تعالے نے اسپر نازل فرماتی ہین حالانکہ دنیا مین یہ غیر ممکن ہے کہ امی آدمی ایسے معجز آیات فصیح وبلیغ

تلاوت کرسکے جسکا مثل غیر ممکن ہی اور سب عربی زبان کے جاننے والے پڑھے لکھے اقرار کرتے ہین کہ اسکے مثل نہ دیکھی نہ سنی پس اللہ تعالےٰ نے اُس رسول معظم کو اُسکی ذات مین اپنی کمال قدرت کا مظہر بنایا اور جو کلام پاک اُسپر نازل کیا وہ قیامت تک سب کے لیئے معجزہ کردیا اور اس سے زیادہ حسن صنعت یہ کہ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ اور وہ رسول معظم اُن امیون کو پاکیزہ کرتا ہی اور انکو کتاب اور حکمت تعلیم کرتا ہی اگرچہ وہ لوگ پہلے اس سے کھلی ہوئی گمراہی مین تھے ف یہ سب باتین بھی سراسر معجزات ہین اور جس عاقل نے انکا اندازہ عقل کے ساتھ کیا ہو وہ اسکی قدر عظمت جانتا ہی کیونکہ قوم عرب اول تو محض امی تھے پھر بت پرستی وغیرہ اقسام شرک کا اعتقاد انمین جم چکا تھا عاقل جانتا ہی کہ جب وہ عقلی دلائل نہین سمجھ سکتے تھے اور علمی مسائل سے اُمی تھے تو انکی تعلیم نہایت مشکل تھی حالانکہ انکو کتاب سے بڑھکر حکمت تعلیم فرمائی اور یہ معارف اسرار صفات و حکمت افعال ہی اور پہلے انکو پاکیزہ کیا اور یہ بات اعلیٰ تعلیم نبوت ہی کیونکہ پاک کرنیکا طریقہ سوائے شان نبوت کے غیر ممکن ہی اسی سے امام غزالیؒ وغیرہ نے علم کے دو طریقے لکھے ہین ایک یہی معمولی لکھنا پڑھنا لیکن اس سے فقط حواس کی راہ کشادہ ہوتی ہی پھر حواس کی حفاظت کرنے سے اور شریعت پر عمل کرنے سے باب قلب کھلتا ہی تو علوم و معارف منکشف ہوتے ہین دوسرا طریقہ یہ ہی کہ پاکیزگی قلب سے انفتاح ہو اور یہ بغیر عارف کامل کی تعلیم کے نہین ممکن ہی اور اسمین خطرہ ہی اسلیئے کہ شاید بیکار ہمزادی کے حواس کو غلطی سے انفتاح عقل سمجھے کیونکہ اعلیٰ درجہ کا ولی کمتر میسر آتا ہی اسیواسطے امام بخاریؒ نے ابن عباس سے روایت کی کہ علم اسی معمولی تعلیم سے ہی جب یہ معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسطرح صحابہ رضؓ کو تعلیم فرمایا وہ عین معجزہ تھا جیسے آپ کی امت کے کامل اولیا آپ کی طفیل سے شاذ نادر امت کو اسطرح تعلیم کرتے ہین اور یہ کرامت ہی اب معلوم ہوا کہ امیون مین ایسا رسول معظم بھیجنا جو خود معجزہ عظیم اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر کامل تھا اور یہ سب آثار تعلیم و تزکیہ عجیب معجزات تھے اللہ تعالےٰ کی قدوسیت کے دلائل ہین اسی لیئے پہلے اپنی ذات کے لیے تسبیح فرمائی جیسے آدمی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک نمونہ دیکھکر تسبیح کرتا ہی یہان ایسے کامل آیات قدرت و عظمت کا ظہور ہی کہ اللہ تعالیٰ نے خود تسبیح فرمائی اور اہل المعرفہ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کے مظہر کامل ہین اور آپ کی تعلیم کتاب و حکمت کے لیے اللہ تعالےٰ نے جو اصحاب برگزیدہ فرمائے تھے بحکم قولہ کنتم خیر امۃ سب امتون سے افضل امت تھے اور کمال رحمت کے اثر سے سرفراز ہونے کے لیئے کامل استعداد رکھتے تھے وللہ الحمد والمنۃ خطیبؒ نے لکھا کہ عرب سب امی کہلاتے ہین اور انمین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا اسوجہ سے کہ عرب مین کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جسمین آپ کے باپ دادا سے پیدائشی قرابت نہو نہ نے فرمایا کہ سب سے ایسی قرابت ہی سوائے بنی تغلب کے کہ اُنسے کسی طرح کی قرابت نہ تھی بنی تغلب ایک قوم عرب کی سرحد پر متصل شام کے رہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالےٰ نے کسی شخص کا حق استادی نہین رکھا بلکہ اپنی قدرت سے تعلیم فرمایا اور آپ امی تھے کچھ لکھتے نہ تھے پس بشری آثار آپ سے مٹا دیے اور انوار حقائق ظاہر کیے تاکہ کسی شخص کو یہ وہم نہو کہ جو معارف و حقائق توحید و علوم الیقین آپ بیان فرماتے ہین شاید آپ نے کتابون سے خفیہ دیکھ لیئے ہون جیسے یہودی ملاعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق مین شبہہ کیا تھا اور معجزات کو جادو قرار دیا اور جب عرب نے ابتدا سے پیدائش سے نبوت تک آپ کو قوم کی حالت پر یکسان دیکھا اور پھر آیات نبوت مین برابری نہ کرسکے تو اعجاز کے معنے اچھی طرح ظاہر ہوئے **مسئلہ** اگر کہا جاوے کہ کیا آپکی نبوت فقط عرب کے ساتھ تھی **جواب** امام ابن کثیر و خطیب و رازی وغیرہ جماعت اہل تفسیر نے جواب دیا کہ یہان دو لفظ ہین ایک یہ کہ پیغمبر کس قوم مین مبعوث ہوا دوم یہ کہ پیغمبر کن لوگون کے ہدایت کے لیئے مبعوث ہوا ہی پس یہان کی آیت مین فقط امر اول مذکور ہی یعنے آپ عرب مین مبعوث ہوے تھے اور یہ بیان نہین کہ کس قوم کے لیے مبعوث ہوے بلکہ قولہ تعالےٰ قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا کہدے کہ ای گروہ نوع انسان (جن) مین اللہ تعالےٰ کا بھیجا ہوا ہون تم سب کی طرف - ھ - یہ بیان لفظ دوم ہی یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب عرب و عجم کی طرف

Marfat.com

کھے گئے تھے اور اس بارہ مین آیات و احادیث بکثرت ہین اور جمیع اہل اسلام سلف و خلف سے بھی متواتر ہوا ہے [illegible]
گذر چکی ہے قولہ تعالی ویزکیہم خطیب وغیرہ نے لکھا یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو پاک کرتے تھے شرک سے اور بد اعتقادیون
برے اخلاق سے خطیب نے لکھا کہ آنحضرت صلعم اپنی زندگی مین لوگون کو جسطرح تعلیم سے پاک فرماتے اسیطرح کبھی فقط نگاہ سے پاک
چنانچہ ایسا ہوا کہ آپ نے کسی کی طرف نگاہ محبت سے دیکھا اور وہ بقدر اپنی لیاقت کے پاکیزہ ہوکر صالحین مین داخل ہوا اور یہ
مقدرات الٰہی کے ہین کوئی نہین جانتا کہ کس شخص کے حق مین اسطرح نعمت بے مثال مقدر ہے اور اکثر ایسا ہوا کہ جس بندے کو اسطرح پاک کیا
وہ جان و مال سے فدا ہوگیا اور بے انتہا محبت سے قدم بقدم چلنے پر مستقیم ہوا مترجم کہتا ہے کہ غالبًا اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اسی نعمت پر
انھون نے ریاضت و جہاد بھی خوب کیا اور یہ بات معلوم رہے کہ جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے سوائے منافقون کے جنکو ہر شخص پہچانتا
تھا باقی سب ایسے تھے کہ ضرور نظر مرحمت سے سرفراز تھے اور یہ حدیث مشہور ہے کہ تم مین سے کوئی مسلمان نہوگا جب تک مین اسکو اسکے
والدین و اولاد اور سب سے زیادہ محبوب نہو جاؤن اور ہم اس مضمون کو سابق مین مفصل بیان کر چکے ہین اگر کسی نادان کو وہم ہو کہ آپنے ابوجہل
کو بھی دیکھا ہے جواب ہان مگر نظر غضب سے دیکھا ہے اور ابوجہل کو رباطن نے آپکو نہین دیکھا یعنے بنظر عداوت دیکھا اور مشائخ نے استدلال
کیا ہے بقولہ تعالے تراہم ینظرون الیک الآیہ تو انکو دیکھے کہ وہ تیری طرف نگاہ کرتے ہین حالانکہ وہ تجھے دیکھتے نہین ہین ۔ھ۔ بعضے نادانون
نے اعتراض کیا کہ یہ آیت تو کافرون کے بتون کی مذمت ہے کیونکہ بت مین آنکھ کان ناک بناتے تھے جو کوئی بت کے سامنے ہو گویا بت اُسکو
دیکھتا ہے جواب مشائخ کا استدلال بہت صحیح ہے اور کہو کہ بت دیکھتا کیون نہ تھا اسلئے کہ مردہ ہے اسیطرح کافر مردہ ہے کیا نہین دیکھتے ہو
تراہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون الآیہ سب صیغے آدمی کے واسطے ہین اور درحقیقت بتون کے لیے ضمیر (ہا) اور (ہین) آتی ہے چنانچہ دعاے ابراہیم
علیہ السلام مین ہے کہ رب انہن اضللن کثیرا الآیہ ۔ اور جسنے آپ کو دیکھا تو اسکے لیئے یہ حدیث ہے طوبی لمن رانی ۔ یعنے بے انتہا نعمت اسکو مبارک
ہو جسنے مجھے دیکھا ۔ھ۔ بلکہ اس سے بڑھکر قیاس کرو کہ اسکے بعد فرمایا کہ اُسکو بھی مبارک ہو جسنے میرے دیکھنے والے کو دیکھا ۔ھ۔ پس یہ ظہور
نعمت بقیاس اور نعمت بمثال ہے وللہ الحمد والمنہ اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ وَہُوَ الْعَزِیْزُ
الْحَکِیْمُ اور دوسرون کو انمین سے جو اب تک انسے ملے نہین ہین اور اللہ تعالے ہی عزیز حکیم ہے ف یعنے اور یہ پیغمبر عظیم الشان جو
نبی امی ہے پاکیزہ کرتا اور تعلیم کتاب و حکمت فرماتا ہے دوسرے لوگون کو بھی جو گروہ اول سے لاحق نہین ہوے اور اللہ تعالے ہر چیز پر
غالب ہے اور سب صنعت اُسکی عین حکمت ہے اس آیت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام بعثت کا بیان ہے اول وہ لوگ ایمان کی
فضیلت مین داخل ہوے جس جگہ آپ مبعوث ہوئے اور جنھون نے آپکو دار ہجرت مین نصرت دی اسیواسطے اللہ تعالے نے السابقون
الاولون من المہاجرین والانصار فرمایا یعنے مہاجرین و انصار مین سے سابقین اولین ۔ پھر انکے تابعین ہین لقولہ تعالی والذین اتبعوہم
باحسان الآیہ یعنے جو لوگ خوبی کے ساتھ اولین کے تابع ہوے ۔ھ۔ یہ وہ ہین جو فتح مکہ کے بعد آخر تک اسلام لائے اور بعد آپکے مرتد
نہین ہوے یا اُنکا خاتمہ اسلام پر ہوا پس اُنکے حق مین فضیلت یہ کہ فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ۔ یعنے اللہ تعالے اُنسے راضی ہوا اور وہ
اللہ تعالے سے راضی ہوے ۔ھ۔ یہ فضیلت بے مثال نعمت ہے جو جنت سے بہت بڑھکر ہے لقولہ تعالے ورضوان من اللہ اکبر یعنے جنت سے بڑھکر
رضوان الٰہی ہے ۔ھ۔ پھر اُنکے بعد یہ لوگ ہین جنکا بیان یہان ہے آخرین منہم لما یلحقوا بہم الخ لما نافی ہے لیکن امید کے ساتھ یعنے یہ لوگ اولین کے
لاحق نہین ہوے مگر امیدوار ہین یعنے آرزو رکھتے ہین کہ قیامت مین اولین کے درجات مین ملا دیے جاوین اور اگر لاحق ہونا بلحاظ مرتبہ کے
ہو تو یہان امید نہوگی کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درجہ کو تابعین مین سے کوئی نہین پہونچ سکتا ہے ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ
مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ یہ اللہ تعالے کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالی فضل عظیم فرمانیوالا

Marfat.com

ف عرب کو خاصکر ایسے خاتم النبیین سے فضیلت دی جسکے واسطے انبیا علیہم السلام بشارت دیتے چلے آئے تھے یہودی امیدوار تھے کہ وہ ہم مین سے ہوگا اور ہرقل شاہ روم نے ابوسفیان رضؓ سے کہا کہ یہ تو مجھے علم تھا کہ یہ عظیم الشان پیغمبر آنے والا ہے لیکن یہ مین نہین جانتا تھا کہ وہ تم مین سے ہونگے اور اگر تو سچ کہتا ہے تو وہ عنقریب میری تختگاہ کے مالک ہوجاوینگے **مترجم** کہتا ہے کہ کتب سابقہ مین ہے کہ خاتم النبیین کا ملک شام ہے اس سے ہرقل نے خیال کیا کہ وہ پیغمبر خود اس ملک مین آکر بادشاہت کرینگے جیسے سلیمان علیہ السلام کے واسطے تھا حالانکہ اسکی مراد یہ نکلی کہ انکی امت کا مرکز سلطنت شام ہوگا اور حدیث مین بھی آیا ہے کہ ہر نبوت کے بعد بادشاہت ہوتی ہے۔ ف اسی وجہ سے سب علامات سے ہرقل نے پہچانا حتی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو جہاد کے لیئے گئے تو ہرقل دور ہٹ گیا اور کچھ سونا وغیرہ نذرانہ بھیجا اور نوخی عرب نصرانی کو بھیجا کہ ما حضرت مین آپ پر ایمان لایا ہون آپ نے خط پڑھکر فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے وہ اپنی نصرانیت پر باقی ہے شاید تبوک اسلیئے جانا مقدر ہوا کہ ایک مہینہ کی دوری تک آپکی ہیبت کی ہوا پہونچ جاوے جیسے عیسی علیہ السلام کی نظر جہانتک پہونچتی وہانتک آپ کی سانس سے اثر ہوتا **امام ابن کثیر** رح نے لکھا کہ تمام خوبیان وکمالات جو اگلون کو اللہ تعالے نے جدا جدا دیے تھے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک مین جمع فرمائے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم **اقوال مفسرین** قولہ فی الامیین رسولاً فتح البیان مین لکھا کہ فی الامیین ای الی الامیین یعنے امیون کی جانب ف **مترجم** کہتا ہے کہ یہ غلط ہے کیونکہ (فی) صلہ (بعث) نہین ہے جیسا مؤلف نے گمان کیا بلکہ محل بعثت کا بیان ہے اور صلہ محذوف ہے یعنے بعث فی الامیین الی الناس کافۃ یعنے اس رسول معظم کو اللہ تعالے نے امیون مین مبعوث فرمایا جسکو تمام جہان کی طرف رسول کیا ہے اور یہان اُن لوگون پر کرامت کا اظہار ہے جنمین سے ایسے بے مثل رسول کو پیدا کیا اسیواسطے کہا گیا کہ (آخرین منہم لما یلحقوا) سے عرب کے وہ لوگ مراد ہین جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے مین نہ تھے پھر پیدا ہوے اور اُنکی خصوصیت فقط اس وجہ سے ہے کہ اپنر کرامت واحسان سے فضل عظیم کی منت رکھی جاوے (امیین) جمع امی جو لکھنا پڑھنا نجانتا ہو یعنے عام طور پر عرب مین علم نہ تھا اور شام وفارس وغیرہ کے لوگ انکو امی کہتے تھے اگرچہ بعضے لوگ انمین سے لکھنا جانتے تھے اور حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مین ہے انک تاتی قوما اہل کتاب تو ایک قوم اہل کتاب کے پاس جاویگا۔ ف بعض نے کہا یعنے وہ لوگ لکھنا جانتے ہین بعض نے کہا کہ پہلے حیرہ کے لوگون نے اہل انبار سے لکھنا سیکھا پھر حیرہ والون سے طائف والون نے سیکھا واللہ اعلم حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہملوگ امی امت ہین نہ لکھتے ہین نہ حساب جانتے ہین (رواہ البخاری ومسلم وغیرہما) اور اگلی کتابون مین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت آئی ہے کہ وہ پیغمبر اُمی ہونگے یعنے باوجود اسکے اللہ تعالے انکو اپنی تعلیم سے کامل فرماویگا کہ جو آپ کی زبان سے نکلے گا سب کلام الٰہی ہوگا بشارت مین ہے کہ مین اپنا کلام اُسکے مُنھ مین ڈالونگا وہ لوگون سے میری زبان سے بات کہیگا جو کوئی اسکو نہ مانیگا مین اس سے انتقام لونگا نصاریٰ نے اپنی عادت کے موافق کہا کہ یہ اُس روح کا بیان ہے جو حواریین پر اُتری تھی یہ قول غلط ہے اسلیئے کہ وہ فقط حواریون کے دل پر آتی تھی تمام لوگون سے باتین نہین کرتی اور نہ اسکے لیئے زبان تھی اور نہ لوگ سنتے تھے اور دیگر عبارات مین صریح اسکا مسیح کے اونٹ پر سوار ہونا وغیرہ مذکور ہے جسکو روح کی صفت کہنا سراسر بے انصافی اور غلط ہے اور حدیث مین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ باتین عطا فرمائین جو کسی پیغمبر کو نہین دی گئین پھر ان باتون کو بیان فرمایا ازانجملہ ایک یہ کہ پیغمبر فقط ایک قوم کی جانب بھیجا جاتا تھا بعد مین تمام جہان کی طرف بھیجا گیا ہون۔ ف قال تعالیٰ ما ارسلناک الا کافۃ للناس ہمنے تجھے نہین بھیجا مگر سب ہی لوگون کی طرف حدیث مین ہے بعثت الی الاسود والاحمر مین سب اصناف عرب وعجم کی طرف بھیجا گیا ہون حدیث مین ہے کہ کوئی یہودی یا نصرانی نہین کہ میری رسالت کی خبر اسکو پہونچے پھر وہ مجھپر ایمان نہ لاوے تو ضرور یہ ہوگا کہ وہ دوزخیون مین کردیا جاویگا **ابن ملک** رح نے کہا کہ یہودی یا نصرانی کی کچھ خصوصیت نہین ہے بلکہ مطلب یہ کہ یہودی ونصرانی ظاہر مین اپنے آپکو ایک پیغمبر کی امت بتلاتے ہین لیکن اسوقت انکا ایمان یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوین ورنہ کافر ودوزخی ہین اور جب ان لوگون کا حال معلوم ہوگیا تو انکے سوائے

بت پرست وغیرہ بدرجۂ اولیٰ اسی حکم مین ہین **ابن کثیر** رح نے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسے وقت بھیجا جبکہ کسی رسالت کا ارشاد قائم نہ تھا اور راہ مستقیم مٹ گئی تھی اور رسالت کی سخت ضرورت تھی اور اللہ عزوجل کے نزدیک اسوقت سب لوگ روے زمین پر تھے مبغوض تھے چنانچہ حدیث مین ہی کہ اللہ عزوجل نے نظر فرمائی تو روے زمین والون کو خشم وناگواری کی نگاہ سے دیکھا عرب تھے یا عجم سوائے بقایاے اہل کتاب کے **ابن کثیر** رح نے کہا یعنے خال خال جو اس دین توحید پر باقی رہگئے تھے جسپر عیسیٰ علیہ السلام نے ہدایت فرمائی تھی **مترجم** کہتا ہی کہ یہ لوگ کہین جنگلون مین اور کہین پہاڑون مین متفرق تھے انھین مین سے ایک نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دین توحید سکھلایا تھا اور مرتے وقت دوسرے کے پاس بھیجا وہ بھی جلد مرنیوالا تھا اسنے پتہ بتلایا کہ بیت المقدس کا حج کرنے سال مین ایک شخص ایسی ایسی صفت کا آتا ہی تو اس سے ملنا جب وہ مرگیا تو یہ وہان آئے حالانکہ مدت سے اپنے وطن کی دولت وریاست چھوڑ چکے تھے جب بیت المقدس مین وقت پر اسکو پایا تو اسنے سلمان رض کی طرف التفات نکیا وہ مشرک نصاری سے مخفیہ رہتا تھا جب اسکو پیغام دیا اور حال بتلایا تو اسنے انکو ہدایت کی کہ تو جوان ہی اور مین امید کرتا ہون کہ تو پاویگا تو عرب کی طرف جا وہان عظیم الشان پیغمبر پیدا ہونے والے ہین اور یہی انکا زمانہ ہی الغرض اس قسم کے اہل کتاب خال خال باقی تھے اور لکھا کہ عرب بھی ابتدا مین دین ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ متدین تھے پھر مدت گزرنے پر اسکو بدلا اور بگاڑا والٹ دیا کہ توحید چھوڑکر شرک لیا حتی کہ امی ہونے سے دین رسالت کے معنے بھی نہین جانتے تھے اسیطرح اہل کتاب یہود ونصاری نے بھی کتاب الٰہی مین تحریف کی اور بدلا اور معنی بگاڑے اور اپنی ہوسات کو دین بنایا اور شرک کو ایمان بنایا حتی کہ جو کوئی انکے شرک سے کچھ پرہیز کرتا تو اسکو انبیا واولیا سے منکر اور دین سے منحرف کہکر دشمن رکھتے پس ایسی حالت مین اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت کاملہ کے ساتھ بھیجا اور تمام جہان پر حکم حتمی کر دیا کہ اسی دین حق کی پیروی کرین اسمین امر ونہی ومعاش ومعاد کو اعلی درجات وکرامات تک مکمل کیا صلی اللہ تعالے علی سیدنا محمد وآلہ وسلم قولہ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم۔ امام بخاری رح نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہملوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے پس آپ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی جب آپنے اسکو تلاوت کیا اور اسمین پڑھا قولہ تعالیٰ وآخرین منہم الآیہ تو ایک شخص نے ایک روایت مین ہی کہ صحابہ رض نے کہا کہ یارسول اللہ یہ کون لوگ ہین آنحضرت صلعم نے جواب نہین دیا یہانتک کہ تین بار آپ سے پوچھا گیا اور ہمارے درمیان سلمان فارسی بھی حاضر تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ سلمان پر رکھکر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو بھی ان لوگون مین سے ایک شخص اسکو حاصل کرلیتا یا فرمایا کہ کچھ لوگ انمین حاصل کرلیتے اور ایک روایت مین ہی کہ کچھ لوگ فارس کے یا اولاد فارس سے اسکو حاصل کرتے (رواہ مسلم والترمذی والنسائی وابن ابی حاتم وابن جریر وغیرہم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخرین منہم سے اہل عجم مراد ہین اور اسمین دلیل ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عرب وعجم سب کے لیے عام تھی اور اسی لیئے آپنے بادشاہان فارس وروم ومصر وغیرہ کو خطوط لکھے اور ایمان کی طرف دعوت کی اور یہ بھی لکھا کہ اگر تو اسلام لاوے تو سلامت رہیگا اور اگر تو نے انکار کیا تو تیرے تابعین کا گناہ بھی تجھپر ہوگا مجاہد وغیرہ نے بھی کہا کہ آخرین سے مراد سوائے عرب کے عجم ہین جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور سہیل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے مردون وعورتون کی پشت در پشت مین کچھ لوگ ہونگے بغیر حساب کے جنت مین داخل کیئے جائینگے **خلاصہ ابن کثیر** اور خطیب وبیضاوی ومعالم وغیرہ مین ہی کہ آخرین منہم لما یلحقوا بہم۔ وہ لوگ ہین جو محمد صلعم کے وقت مین موجود نہ تھے اور پیچھے پیدا ہوئے ہین یعنے ایمان لائے ابن عمر وسعید بن جبیر نے کہا کہ وہ عجم ہین اور حدیث سلمان فارسی اسپر دلالت کرتی ہی مجاہد رح نے کہا کہ وہ عرب کے علاوہ باقی سب لوگ ہین عکرمہ نے کہا کہ تابعین ہین ابن زید ومقاتل نے کہا کہ یہ لوگ وہ ہین جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام مین داخل ہوے اور قیامت تک داخل ہونگے

Marfat.com

اور حدیث سہل بن سعد الساعدیؓ اسپر دلالت کرتی ہی **شیخ بن عادل** رحؒ نے لکھا کہ قول اول زیادہ ثابت ہی ابن ابی لیلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے خواب دیکھا کہ سیاہ بکریون کو پانی پلاتا ہون اور اُنکے پیچھے سفیدی مائل بکریون کو پانی پلاتا ہون ای ابوبکر اسکی تعبیر بیان کرو ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ سیاہ بکریان عرب ہین اور سفیدی مائل بکریان عجم ہین جو بعد عرب کے آپکے تابع ہونگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان اسیطرح فرشتہ نے اسکی تعبیر بیان کی ہی - ھ - **مترجم** کہتا ہی کہ سلف کے اقوال مین باہم کچھ فرق نہین ہی اور سب کی مراد یہ ہی کہ اعلیٰ و افضل طبقہ وہ ہی جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار پایا ہی اور آپ کا دیدار ایک نعمت بیمثال ہے جو آیندہ کسی طرح میسر نہین ہوسکتی ہی پس یہ طبقہ اول ہی اور اُنکے بعد قیامت تک ایمان ہی وہ ہر انسیے شخص کو حاصل ہوسکتا ہی جسکے لیئے ازل سے سعادت ہی لہذا انکو دوسرا طبقہ کردیا اور اول طبقہ سے انکو برابری اسلیئے نہین ہوسکتی کہ دیدار بیمثال غیر ممکن ہی رہا یہ وہم کہ آخرین منہم فقط عرب مین سے ہونگے تو عجم کیونکر داخل ہوسکے **جواب** یہ کہ منہم کی ضمیر اس امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی طرف راجع ہی چنانچہ مین نے اوپر بیان کردیا ہی کہ توریت مین اور قرآن مجید مین ایک قسم اعلیٰ ثواب و درجات کی اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی جو ایک امت کے سوائے کسی کو نہین دی گئی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یتبعون الرسول النبی الامی یعنے یہ کمال فضل و رحمت ان بندون کے لیئے ہی جو رسول نبی امی کے تابع ہونگے - ھ - پھر یہان انھین مومنین کے دو طبقے کیے ہین ایک اول اور دوسرا قیامت تک بقولہ آخرین منہم - علاوہ اسکے دوسرا جواب یہ ہی کہ منہم کچھ دنیاوی نسب کی راہ سے نہین ہی تاکہ شبہہ ہو کہ عجم والے امنین سے نہین ہین اسلیئے کہ دنیاوی نسب تو بالکل ہیچ ہی یہ فقط دنیا تک ہی اور حقیقت نسب تو ایمان ہی اسیواسطے خطیب وغیرہ نے نقل کیا کہ قولہ ذلک فضل اللہ - ابن عباسؓ نے کہا کہ عظیم فضل الٰہی سے یہ ہی کہ عجم کو قریش کے ساتھ ملا دیا اور مقاتلؒ نے کہا کہ فضل الٰہی وحی و نبوت ہی **مترجم** کہتا ہی کہ سب فضیلتین جو اوپر کے بیان سے ثابت ہوئین فضل الٰہی ہین پس عجم کو اشراف عرب کے ساتھ ملانا اور وحی و نبوت سے اوّلاً عرب کو سرفراز کرنا اور علاوہ اسکے خاتم النبیین افضل المرسلین سے سبکو فضیلت دینا اور جمیع فضائل جو اس امت کے لیئے ثابت ہین سب فضل الٰہی ہین اور یہان ایک غریب قول بھی خطیب نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ فضل الٰہی یہ ہی کہ راہ جہاد مین خرچ کرے کیونکہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ مہاجرین مین سے فقراء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ یارسول جو لوگ مال و ثروت والے ہین وہی سب بلند درجات و نعمت پایدار لے گئے آپنے فرمایا کہ یہ کیا بات کہتے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ وہ لوگ بھی ہماری طرح نماز پڑھتے ہین اور ہماری طرح روزے رکھتے ہین اور زیادہ وہ لوگ صدقہ دیتے ہین اور ہم نہین دیسکتے اور وہ آزاد کرتے ہین اور ہم نہین آزاد کرسکتے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمکو ایسی چیز بتلاؤن کہ جسکے ذریعہ سے تم اُنکو پاجاؤ جو تم سے آگے بڑھ گئے ہین اور سابق ہوجاؤ جو تمھارے بعد ہون اور کوئی تم سے افضل نہو سوائے اسکے جو اسیطرح عمل کرے جیسے تم کرو مہاجرین مذکور نے عرض کیا کہ جی ہان ہمکو ضرور بتلا دیجیے آپنے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد تینتیس بار تسبیح کرو سبحان اللہ اور تینتیس بار تکبیر کہو اللہ اکبر اور تینتیس بار حمد کرو الحمد للہ **راوی** نے کہا کہ پھر دوبارہ فقراء مہاجرین نے آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمارے مالدار بھائیون نے سُنا اور اُنھون نے بھی مثل ہمارے عمل کرنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا کہ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (صحیحین وغیرہ) **مترجم** کہتا ہی کہ مہاجرین کو انصار پر فضیلت تھی لیکن مہاجرین مین سے مالدار انکے برابر تھے اور اسی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بنی ہی کہ نعم المال الصالح للرجل الصالح - یعنے مرد صالح کے لیئے حلال مال خوب ہوتا ہی (صحیح مسلم) ہان یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بہت کم ایسے لوگ ہین جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے کہ مال فقط آخرت کے لیئے رکھتے تھے اور باقی جو لوگ مال کو دنیا کے لیے چاہتے ہین انکی مذمت مین احادیث بیشمار وارد ہین اسیواسطے علماء نے کہا کہ اگر آدمی صابر و جوان مرد ہو تو فقر بہتر ہی اور اغنیا سے پانچ سو برس پہلے فقرا جنت مین داخل کیئے جاوینگے اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سب محتاجی مین بسر کرنیوالے تھے

Marfat.com

بعنی ان نے کہا کہ فضل الہی کامل حاصل ہونے کی بنیاد یہ ہی کہ آنحضرت صلعم کی دلی تصدیق اور فرمانبرداری کی توفیق حاصل ہو کیا نہین
دیکھتے ہو کہ جب یہود نے کتاب توریت پڑھکر اسپر عمل نکیا تو اللہ تعالی نے انکو فضل سے محروم فرماکر بدتر جانور احمق یعنے گدھے سے انکی مثال دی ہی چنانچہ فرماتا ہے

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ
کہاوت ہی انکی جنہون نے لادی توریت پھر نہ اٹھائی انھون نے جیسے کہاوت گدھے کی پیٹھ پر لیجلیتا ہی کتابین بری

مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ قُلْ
کہاوت ہی ان لوگون کی جنھون نے جھٹلائین اللہ کی باتین اور اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگون کو تو کہہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ
کہاوت ہی ان لوگون کی جنھون نے یہودی ہونے والے اگر تم دعوی کرتے ہو کہ تم دوست ہو اللہ کے سب لوگون کے سوائے

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۗ
تو منادو مرنے کو اگر تم سچے ہو اور کبھی نہ منا وینگے مرنا جو اسطے آگے بھیج چکے ہین انکے ہاتھ

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ
اور اللہ کو خوب معلوم ہین گنہگار تو کہہ موت وہ ہی جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم سے ملنی ہی

ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝
پھر پھیرے جاؤگے اس چھپا اور کھلا جاننے والے پاس پھر جتاویگا تمکو جو کرتے تھے

کتب تفسیر مین مذکور ہی کہ یہود کی ایک جماعت نے مدینے مین اس امید سے بود و باش اختیار کی تھی کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم یہان ہجرت کرکے آوینگے یا جہان اس ملک مین ظہور ہوگا ہملوگ سبقت کرکے آپ پر ایمان لاوینگے کیونکہ توریت مین آپکے فضائل اور آپکی امت کے درجات کمالات سب امتون سے افضل مذکور تھے اور یہ بات صحیح متواتر ثابت ہی کہ یہود مین یہ طریقہ میراث چلا آتا تھا کہ ہر ایک بزرگ اپنی قوم و اولاد کو اپنی موت کے وقت وصیت کرجاتا تھا کہ جب حضرت خاتم النبیین کا ظہور ہو تو میرا سلام حضور مین پہونچائیو اور تملوگ فورًا ایمان لائیو حتے کہ عام و خاص سب یہودیون مین یہ بات معروف تھی چنانچہ جب عرب کے قبائل اوس و خزرج اپنی دلیری و مردانگی سے اپنے زبردست یہود کو اپنے بنی اعمام سے خانہ جنگی کے وقت قہرًا اپنے ساتھ لیتے تو یہ لوگ تنہائی مین دعائین مانگتے کہ الہی برکت حبیب اللہ خاتم النبیین کے ہمکو دشمنون پر فتح دے جب کوئی فرد یہود مغلوب ہوکر غارت کیا جاتا تو لاچار ہوکر اپنے قاہرین کے ساتھ مغلوب کو قتل و قید کرتے اور سراسر برخلاف توریت کے عمل کرتے اور بعد انفصال جنگ کے قیدیون کو فدیہ دیکر چھڑاتے حالانکہ انکے قتل و قید کرنے مین لاچاری سے امرائے عرب کے ساتھ شریک ہتے اور جب پوچھا جاتا تو کہتے کہ ہمپر عہد ہی کہ بنی اسرائیل مین سے کسی کو قید مین نہ چھوڑین چنانچہ سورۂ بقر کی تفسیر مین یہ حالات مفصل بیان ہوچکے اور ایسی حالتون مین تمنا کرکے کہتے کہ اب زمانہ بہت قریب ہے کہ حضرت خاتم النبیین کے سایہ مین ہملوگ تمکو خوار و ذلیل کرینگے عرب کے جہال نبوت کے معنی بھی نجانتے تھے وہ انکی باتون سے تعجب کرتے اور رفتہ رفتہ انسے یہ قصہ پوچھتے تو یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک و فضائل وغیرہ بیان کرتے پھر جب آفتاب رسالت نے ظہور کیا اور فاران کے پہاڑون سے کمال رحمت کا ظہور ہوا اور یہود سے پہلے اوس و خزرج اسلام لائے تو یہود جلگئے مختصر واقعہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے سات برس بعد مدینہ کے دو قبیلہ جو اوس و خزرج دو بھائیون کی اولاد تھے اور باہم نفاق رکھتے تھے خوب لڑے اگرچہ ابتدا مین یہود نے انمین نفاق پیدا کرایا کہ جب انمین نفاق ہوگا تو باہم لڑکر کمزور ہوجاوینگے اور ہملوگ اُنپر غالب ہونگے لیکن ان دونون فریق نے یہودیونکی

Marfat.com

ساتھ شریک کیا اور مکر کے نتیجہ مین یہود جان و مال سے تباہ ہوے جب اس سخت قتال مین طرفین سے عمائد و سردار مارے گئے
تو آخر دونون فریق نے اتفاق کیا کہ ابو الحباب عبد اللہ ابن ابی ابن سلول کو بادشاہ بنا دین یہی وہ منافق ہی جو مرتے دم تک نفاق پر قائم
رہا اور حباب کی طرح پوست نے مغز تھا اسکے لیئے ایک تاج بنوایا گیا جسمین ایک جوہر کی کمی تھی جسکو ایک یہودی گران قیمت سے دیتا تھا
تا یاب اور ضرورت دونون باتین جمع ہونیسے قیمت دوچند کرنے پر اصرار رکھتا تھا اور قوم جو اس جنگ کے بعد خستہ حال تھے اُسکے خریدنے
مین لیت و لعل لگاتے تھے ناگاہ پردہ غیب سے امر عجیب ظاہر ہوا کہ قوم نے کچھ لوگ ایام حج مین مکہ بھیجے تاکہ قریش سے عہدنامہ کرین اور
انکی قوت سے ناگہانی دشمنون سے بچے رہین اس کام کے لیے دلیر عقلا منتخب کرکے روانہ کیئے جب یہ وہان پہونچے تو انکو چاندنی رات مین حضرت
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی چونکہ ازل سے اللہ تعالے نے یہ سعادت انکی قسمت مین لکھی تھی انکی آنکھون مین نور دل سے
بینائی دی اور انھون نے دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت دعوت کرتے ہین اور چہرہ مبارک مظہر تجلیات ربانی ہی کہ چاند باین عظمت و شان اسکے
چہرے پر قربان ہوتا ہی انھون نے حال دریافت کیا اور قریش کی رنجش کے خیال سے خفیہ آپ سے ملتجی ہوئے کہ تنہائی مین تشریف فرما ہوکر
زبان ہدایت سے زلال نصیحت عنایت کرین لہذا عقبہ مین پہنچا کر آپکی ہدایت گوش دل سے سنی اور دل لگاتے ہی آئینہ دل نور تجلیات سے
لبریز ہوگیا کہ آفتاب و ماہتاب اسکے سامنے ذرہ ہی ان لوگون نے پہچانا کہ یہی وہ پیغمبر ہین جنسے یہود ہمکو ڈراتے تھے پس یہ لوگ دل سے آپ پر
ایمان لائے اور قریش سے کچھ معاہدہ نہین کیا بلکہ مدینہ واپس گئے اور وہان سال آخر تک باہم اپنے اپنے خالص دوستون سے خفیہ خفیہ ظاہر
کیا حتی کہ بکثرت لوگ مشتاق ہوکر دوسرے سال حج کو آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور بیعت کی اور اس بیعت کو بیعت عقبہ
کی دوسری بیعت کہتے ہین اور انکے ساتھ مین ایک صحابی قریشی نے بھی انکی تعلیم کے لیئے مدینہ کی طرف راہ لی اور اپنی جان کو خدا ے تعالی کی
راہ مین وقف کیا وہان جانے کے بعد چند ہی روز مین دونون قبیلے کے سردار و عمائد بھی مشرف باسلام ہوے اور اسروز تمام مدینہ مین گھر گھر
حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک سے انوار رحمت نازل ہوے اور یہودیون کو جب یہ حال معلوم ہوا تو حسد و عداوت سے جل
مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک یہود فقط حسد مین نہین بلکہ حسد و حماقت و حرص دنیا کی کمینہ خصلت وغیرہ سب طرح کی بلاؤن مین گرفتار
یہ قوم ناہنجار ایسی قبیح بدکارین مین گرفتار تھی کہ اللہ تعالی نے اسپر غضب کی نظر فرمائی تھی اسلیے شیطان نے مسلط ہوکر طرح طرح کے دھوکے
سے اسکو اپنے قابو مین مقہور کرنے کی اجازت پائی تھی کیون کہ آیات الہی کے معنے سمجھنے کے لیے عقل درکار ہی اور یہ
نور عقل سے محروم تھی مثلاً آیات مین آنحضرت صلعم کے غلبہ و جلال کا بھی ذکر تھا کہ کافرون پر غالب ہونگے بعض یہود نے دیکھا کہ اول تو
انکی قوم قریش نے نکالا چنانچہ جب مصر پر صحابہ رض نے جہاد کے لیئے حملہ کیا تو ایک ایلچی مسلمانون نے بھیجا اس سے مقوقس نے جو نصرانی تھا یہ پوچھا
کہ تملوگ اپنے صاحب کی پیغمبری کو مانتے ہو حالانکہ انکی قوم نے جو انکو نکالا تو انھون نے کیون دعا نہ مانگی کہ سب ہلاک ہوجاتے صحابی رض نے جواب
دیا کہ ہملوگ اپنے پیغمبر کو اللہ تعالی کا بندہ و رسول کہتے ہین اور جو کچھ اللہ تعالی آپ کو حکم فرماتا آپ وہی کرتے تھے اسکی حکمت مین دخل
نہین دیتے تھے مگر تم تبلاؤ کہ تمے عیسی کو خدا کا بیٹا بنایا اور کہتے ہو کہ پھانسی دیے گئے تو انھون نے کیون اسوقت یہ مصیبت اُٹھائی مقوقس
نے کہا کہ مین آپ کا جواب بخوبی سمجھ گیا زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی مین سنتا تھا کہ تملوگ محض جنگلی جاہل قوم ہو مگر مین نے تمکو اسکے خلاف
پایا کیا ہمارے مثل تمھارے لشکر مین کوئی نہین ہی صحابی رض نے کہا کہ بیشک ہمارے ملک مین علم نہتھا یہانتک کہ اللہ تعالے نے بطفیل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمکو عقل و معرفت عطا فرمائی اور ہم مین اہل المعرفہ بمرتبہ کمال داہل استنباط حکما ہین کہ انمین میرا شمار نہین ہی الغرض یہود
نے اسکے بعد توریت کو نقل کرنا اور تحریف کرنا شروع کیا بعد ازانکہ حضرت عیسی کے حالات مین فی الجملہ تحریف کرچکے تھے اور یہانتک
برباد ہوے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت فقط عرب کے لیئے خاص سمجھے یا منکر ہوے اور نصاری کی عداوت سے اپنے

Marfat.com

پنے یہان عزیر کو خدا کا بیٹا کہا اور مسلمانون کی عداوت سے اپنے لیئے وہ فضائل نکالے جو اس امت مرحومہ کے لیئے ہین اور حق تعالیٰ
توریت مین ان آیات کو شریعت موسیٰ کے ساتھ ملا دیا اور اپنے آپ کو اولیائے الٰہی ٹھہرایا جیسے نصاریٰ نے یہی دعوی کیا اور جنہم
فاسقون کو بالکل بیخوف بنایا اور جنت خاص اپنے ہی واسطے مخصوص کی غرضکہ اسی قسم کے مجنونانہ خیال باندھے اور توریت کو فقط
بحث وجدال کا آلہ بنایا اور اسکے معارف وغیرہ کی ہدایت سے محض جاہل رہے لہذا اللہ تعالےٰ نے اُنکے نفوس کو اُنکی غلطی پر ملامت
کے ساتھ تنبیہ فرمائی بقولہ تعالیٰ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ مثال اُن لوگون کی جو توریت اٹھوائے گئے ف جرجانیؒ نے
کہا کہ حملوا یہان حمالت سے بمعنی کفالت ہی یعنے احکام توریت کے ضامن کیئے گئے اور حملوا مشتق از حمل بمعنی اُٹھانا ولادنا نہین ہی (ف) مترجم
کہتا ہی کہ مجھے اس تکلف کی وجہ ظاہر نہین ہوئی کیونکہ احکام توریت کی ضمانت کرنے کے کچھ معنے نہین ہین بلکہ کتاب الٰہی جنکو دی جاتی ہی وہ
علما مامور ہوتے ہین کہ خود عمل کرین اور اسرار سمجھین اور دوسرونکو پہونچا دین علاوہ برین حمار کی مثال مین تکلف ہوگا کیونکہ حمار فقط کتابون کو اٹھاتا ہی
اور ضامن نہین ہوتا ہی لہذا امام ابن کثیر و خطیب وحواشی بیضاوی وغیرہ سے حملوا بمعنے اُٹھانا ظاہر ہی خطیبؒ نے لکھا کہ قولہ حملوا التوراۃ
یعنے جو لوگ پابند کیئے گئے کہ وہ کتاب توریت اُٹھا دین جو موسیٰ پر نازل کی گئی اُسکی صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انکو کتاب توریت کا علم دیا اور
پابند کیا کہ اسکی آیات کلامی کو تغیر سے محفوظ رکھین اور اسکے معانی کو تحریف وتبدیل سے بچا دین اور اسکے حدود اور احکام کو ضائع نہونے دین
ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا پھر اُنھون نے اسکو نہین اُٹھایا ف اور اُسکی صورت یہ ہوئی کہ یہود نے فقط کتاب کی لفظی صورت کی بحث کی اور اسمین جو
معانی واحکام تھے اُنپر عمل نہین کیا مثلاً اسمین وصیت تھی کہ جب عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہون تو تم انکی اتباع کیجیو اور جب محمد صلعم مبعوث ہون
تو اُنپر ایمان لائیو پس خلاصہ یہ ہوا کہ جنلوگون کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ توریت کو لازم پکڑین تو اس امت کا زمانہ حضرت موسیٰؑ سے شروع ہوا اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوا اور قریب تین ہزار برس کے امتداد ہوا اسمین سے چند پشتین اچھی حالت پر رہین اور اُنھون نے توراۃ کو جسطرح چاہیئے
تھا اُٹھایا یعنے الفاظ کی رعایت کے ساتھ اُسکے معانی واحکام پر عمل کیا اور اپنے ظاہر وباطن کو آراستہ کیا پھر ایسے ناخلف پیدا ہوے
جنھون نے نماز کو ضائع کیا اور اپنی شہوات کے تابع ہوے اور ظاہری الفاظ مین بحث وجدال سے اختلاف کیا اور قلب کی اصلاح سے
غافل ہوکر اسی بحث وجدال کو علم خیال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین فرمایا کہ انکی مثال ایسی ہی جیسے گدھا کتابین لادے ہو چنانچہ فرمایا کَمَثَلِ
الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا جیسے گدھا اس حالت سے کہ وہ کتابین لادے ہو ف کیونکہ گدھا ان کتابون کے بھاری بوجھ کو لادے
ہوے چلتا پھرتا ہی اور اُسکے جواہر معانی ولطائف اسرار سے کچھ بھی نہین جانتا سوائے اسکے کہ اُسکی پیٹھ پر بار گران سے مشقت ہے
یہی مثال ہر ایسے شخص کی ہی جسنے کلام والفاظ سے علم حاصل کیا لیکن اُسکے قلب پر اثر نہوا اور علم کے موافق اسنے عمل نہ کیا (التراج)
شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالےٰ یہودیون کی مذمت فرماتا ہی جنکو توریت دی گئی تھی یعنے اللہ تعالیٰ نے ان مین لیاقت پیدا کردی کہ
کتاب الٰہی کو سمجھنے لگے تاکہ اسپر عمل کرین پھر اُنھون نے عمل کرنا چھوڑ دیا تو اُنکی ایسی مثال ہی جیسے گدھا اس حالت مین کہ وہ اسفار یعنے
بڑی بڑی کتابین لادے ہوے ہی تو ظاہر مین وہ ان کتابون کا اُٹھانے والا ہی مگر باطن مین اسکے معانی واسرار کچھ نہین سمجھتا ہی اسی طرح
یہ یہود ی تھے کہ جنکو کتاب توریت دیگئی تھی کہ اُسکے الفاظ کو محفوظ کرتے مگر سمجھ حاصل نہین کرتے تھے اور نہ اُسکے موافق عمل کرتے تھے
بلکہ اُن لوگون نے اُسکی آیات مین بیجا تاویلین کین اور اسکو تحریف سے بدل ڈالا تو یہ لوگ گدھے سے زیادہ بُری حالت مین ہین اسلیئے
کہ گدھے کو سمجھ نہین دی گئی اور اُن لوگون کو سمجھ دیگئی تھی اور اسکو کام مین نہین لائے مترجم کہتا ہی بلکہ گدھا اپنے بوجھ مین دخل در معقولات
سے تحریف نہین کرتا اور اُسکو قدرت نے سمجھ نہین دی ہی اور یہ لوگ سمجھ کو مٹا کر گدھون مین شامل ہوتے ہین لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اولئک
کالانعام بل ہم اضل الآیہ یہ لوگ مثل جانوردن کے بلکہ جانورونسے بھی بڑھکر گمراہ ہین - ھ - بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ بہت بُری ہی مثال اُن لوگون کی جنھون نے آیات الٰہی کو جھٹلایا ہی اور اللہ تعالےٰ قوم ظالم کو راہ نہین دیتا ہی ف اس آیت قدسی کے فوائد ہین **اوّل** یہ کہ جس آدمی نے اپنے آپکو مثل گدھے کے احمق بنایا اسکی مثال بہت بدتر ہی **دوم** جسمین عقل ہی وہ افضل ہی **سوم** احمق وہ ہی جو آخرت سے منھ موڑ کر شریعت پر عمل چھوڑے اگرچہ دنیا کے کامون مین بہت ہوشیار ہو **چہارم** جسنے کتاب الٰہی پر عمل چھوڑا اُسنے آیات کو جھٹلایا اگرچہ بظاہر یہ کہے کہ مین مانتا ہون **پنجم** علم یہ ہی کہ قرآن مجید کے احکام کو دل مین لاوے اسطرح کہ دل اسکو بخوبی تسلیم کرے اور بدون اسکے ایمان نہین ہوتا ہی اور یہی قول صحیح ہی اگرچہ علامہ جلال الدین دوانی اور ملا عبد الحکیم و ملا اسمعیل کلنبوی وغیرہ نے اسمین فلسفیانہ تشقیق کی ہی ولیکن حق یہ کہ تسلیم رکن تصدیق شرعی ہی چنانچہ اسی طرف علامہ تفتازانی نے اشارہ کیا ہی واضح ہو کہ ایک حدیث مین جو امام دارمی وغیرہ نے روایت کی ہی یہ مضمون موجود ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی حفاظت و نگہداشت مین تاکید فرمائی تو ایک صحابی انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ اسکی بابت خوف کرتے ہین حالانکہ ہم پڑھتے ہین اور اپنی اولاد کو پڑھاتے ہین اور ہماری اولاد اپنی اولاد کو پڑھاوینگی آپ نے فرمایا کہ ارے مین تو تجھکو اہل مدینہ کے فقہا مین گمان کرتا تھا کیا تو نہین دیکھتا کہ یہ یہود و نصاری ہین بھلا کتاب الٰہی انکو کچھ کارآمد ہوتی ہی ۔ھ۔ آپ نے اشارہ فرمایا کہ یہ لوگ کتاب الٰہی کو بحث و جدال کا آلہ بناتے ہین اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے باہمی اتحاد کے لیئے بھیجا تھا اس سے اُلٹا کام لیا یعنے باہم پھوٹ ڈالی لہذا احادیث مین تاکید شدید ہی کہ باہم بحث نکرین ولیکن تعجب یہ ہی کہ اہل اسلام مین بھی متاخرین نے علم اختلاف نکالا جسکی نسبت محققین فقہا مانند امام غزالیؒ وغیرہ نے صریح کہا کہ یہ علم دین مین سے نہین ہی بلکہ دلون مین تعصب و حمیت کے ذریعہ سے اختلاف کی چڑھائی والی چیز ہی لہذا اسکی مذمت فرمائی مفسر حجم کہتا ہی کہ آج کل سوائے علم اختلاف کے لوگون مین فتنہ عظیم موجود ہی جسکی بنیاد یہ ہی کہ ہر ایک مجتہد کے مقلدین اپنے آپکو حق پر سمجھتے ہین اور دوسرے مجتہدون کو غلط و باطل پر ثابت کرنے مین بہت اہتمام سے کوشش کرتے ہین اور اُسکو دین سمجھتے ہین حالانکہ جمیع صحابہ و جمیع علماے مجتہدین بلا خلاف کسی اجتہادی مسئلہ مین دوسرے کو غلط نہین کہتے تھے اور اصول کی سب کتابون مین جہان اجتہاد کی بحث ہی یہ لکھا ہوا ہی کہ کسی مجتہد کے نزدیک دوسرا مجتہد غلطی پر نہین ہی کیونکہ اجتہاد سے ظنی حکم حاصل ہوتا ہی قطعی نہین ہوتا تو مجتہد اپنے اجتہاد کو اور کہتا ہی کہ شاید دوسرے مجتہد کا اجتہاد ٹھیک ہو پھر یہ سمجھ بھی مجتہد کو حاصل ہوتی ہی اور مقلد بغیر دلیل کے فقط تقلید کرتا ہی کہ میرے [illegible] کی جانب اعتقاد زیادہ ہی مین اسکی تقلید کرتا ہون اور اُسکے اجتہاد کی دلیلین نہین جانتا لہذا جب تک امت مین نیک لوگ رہے [illegible] دل مین سب بزرگون کی طرف سے نیک اعتقاد رکھتا تھا اور انکو اہل السنۃ کا امام جانتا تھا اور اُنکی ذات سے آخرت مین شفاعت کا امیدوار رہتا تھا اگرچہ مسائل مین وہ کسی ایک مجتہد کی تقلید کرتا اور یہی راہ مستقیم تھی مگر تعجب یہ ہی کہ آجکل جو لوگ عالم ہونے کے مدعی ہین یہ کمبخت جاہل ہین کہ اجتہاد کے باب سے بے علم ہو کر یہ فساد پھیلاتے ہین اللہ تعالےٰ اُنکی شرارت سے محفوظ رکھے کہ یہ لوگ عمداً یہ اختلاف ڈالتے ہین تاکہ عوام مین اختلاف کر کے ایک گروہ کو اپنا معتقد بنا کر اُنسے مال حاصل کرین اور یہی یہودیون کے احبار کا طریقہ تھا اور یہی نصاری کے رہبان کا طریقہ تھا اور حدیث مین مصرح ہی کہ تم لوگ یہود و نصاری کے قدم بقدم چلو گے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا ان کثیرا من الاحبار والرہبان لیاکلون اموال الناس بالباطل الآیہ یعنے اے اہل ایمان (جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے) البتہ بہت سے احبار (یہود کے عالم) اور بہت سے رہبان (نصاری کے درویش یعنے پیر فقیر) باطل طریقے سے لوگون کے مال کھاتے ہین اور اُنکو اللہ تعالےٰ کی راہ سے روکتے ہین ۔ھ۔ حضرت اوزاعی و حسن بصری وغیرہ علماے صالحین سے روایت ہی کہ اللہ تعالےٰ نے مومنونکو خطاب کر کے احبار و رہبان کا حال بتلایا یعنے اہل اسلام مین ایسے عالم یا درویش نہونے چاہئین اور حدیث مرفوع سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ مین ہونگے تو مسلمانون مین سے جو عالم خراب ہوگا وہ یہودی عالم کے طریقے پر ہوگا اور جو درویش خراب ہوگا وہ نصرانی راہب کے

طریقے پر ہو جائیگا **مترجم** کہتا ہی کہ یہ قرآن مجید کا معجزہ ہی جو آج ہماری آنکھون کے سامنے موجود ہی لیکن یہ مفسد عالم دور دیش اپنی خودی میں مستغرق ہین کہ قرآن وحدیث کے معانی نہین سمجھتے ہین کیونکہ دل سیاہ ہین اس نور کی سمائی نہین ہی بلکہ لفظی بحث وجدال کی تاریکی مین عمر رائگاں کیہ ہین اور اسیوجہ سے بعضے مشائخ صوفیہ نے کہا کہ یہ علم بڑا حجاب ہی اس لفظ پر ان مفسد عالمون نے بہت مذمت کی ولیکن مفسد بیچارے کیا قصور ہی اسکی سمجھ ہی اس لائق نہین ہی اسیوجہ سے علوم دین قرآن وحدیث وفقہ مین اسکا دل نہین لگتا بلکہ فلاسفہ کی ضلالت محض کا نام حکمت رکھا اسکو عین العلم جانتا ہی حالانکہ وہ محض جہالت ہی اور اکثر علماے ربانیہ نے اسکی درس وتدریس کو حرام کہا اور یہی حق ہی اس سے ظاہر ہوا کہ حاملین توراۃ کی بھی آخری کیفیت یہی تھی کہ توریت کا علم دنیاوی فخر وزینت کے واسطے حاصل کرتے تھے اور اس علم پر عمل کرنے کی وجہ سے جو انوار قلوب مین حاصل ہوتے ہین انسے محروم تھے گویا کتاب توریت کو اپنے بدن پر لادے ہوے ہین جس سے معانی قلبی کو کچھ خبر نہین ہی اور مولانا علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا ؎ علم را بر دل زنے یارے بود ٭ علم را بر تن زنے مارے بود ٭ یعنے علم کا اثر اگر دل پر ہو تو یار غمگسار ہی اور اگر علم کا تفاخر فقط بدن پر ہو تو ڈسنے والا کالا سانپ ہی اور امام غزالی علیہ الرحمہ نے اسکی مضرتین احیاء العلوم مین بکثرت بیان فرمائی ہین اور اللہ تعالے نے کتاب لادنے والے گدھے سے اسکی مثال بیان فرمائی **شیخ ابن کثیر** رح نے یہان حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ ذکر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے روز کلام کیا ایسی حالت مین کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہی تو اسکی مثال ایسی ہی جیسے گدھا کتابین لادے ہوا اور جس شخص نے اس کلام کرنے والے سے کہا کہ چپ رہو تو اسکے لیئے بھی جمعہ نہین ہی (رواہ احمد) **مترجم** کہتا ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ احادیث وآیات سے جو علم حاصل ہوا اسکی مخالفت کرنیوالا ایسی حقیر مثال کا مستحق ہی پھر جاننا چاہیئے کہ یہودی باوجود اس حالت کے اپنے نفس کی رعونت سے یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالے کے ولی ہم ہی لوگ ہین اللہ تعالے نے فرمایا **قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ** کہدے کہ اے یہود اگر تمنے زعم کیا کہ تمھین اللہ تعالے کے ولی ہو سوائے اور لوگون کے تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو ف جب یہودیون نے زعم کیا کہ وہ لوگ ہدایت پر ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآپکے اصحاب گمراہی پر ہین تو اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ ان یہودیون سے کہدے کہ اگر تم اپنے زعم مین سچے ہو تو آؤ یہ دعا کرو کہ دونون فریق مین سے جو گمراہی پر ہو اسکو موت آوے (ابن کثیر) اور اس تفسیر کے موافق معنے یہ ہوے کہ اللہ تعالی نے یہودیون کے ساتھ بحث کرنے کی اجازت نہین دی بلکہ سطرح فیصلہ فرمایا کہ یہودیون سے کہو کہ اگر تم اپنے دعوے مین سچے ہو تو ہم تم ایک جگہ جمع ہو کر دعا کرین کہ دونون فریق مین سے جو فریق گمراہی پر ہو وہ مرجاوے لیکن یہودیون مین سے کسی نے جرأت نہین کی اور اللہ تعالی نے پہلے ہی آگاہ فرمایا تھا بقولہ تعالے **وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ** اور نہین تمنا کرینگے کبھی بوجہ اس چیز کے جو انکے ہاتھون نے پہلے بھیجی ہی اور اللہ تعالی ظالمون کو خوب جانتا ہی ف یعنے چونکہ یہودی لوگ اپنے نفس پر ظالم ہین کہ اپنے ہاتھون کفر اور ظلم اور فسق وفجور عمل مین لا چکے ہین جنکا عذاب شدید آخرت مین اٹھا دینگے تو ان اعمال کے خوف سے کبھی موت کی تمنا نہین کرینگے کیونکہ مرنے پر انکو بجاے جنت کے ان بدکاریون کا عذاب ملیگا اور سورۂ بقرہ کی تفسیر مین بھی اسکے مانند مباہلہ گذر چکا ہی بقولہ تعالی قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت الآیہ یعنے ان یہودیون سے فرماوے کہ اگر اللہ تعالے کے یہان خالص تمھارے ہی واسطے دار آخرت یعنے جنت ہی سوائے دوسرے لوگون کے تو تمکو چاہیئے کہ موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ ھ اور وہان بھی انکے حال سے آگاہ فرمایا تھا بقولہ ولن یتمنوہ الخ یعنے ہرگز کبھی نہین موت کی تمنا کرینگے بوجہ ان بدکاریون کے جو اپنے ہاتھون پہلے بھیچ چکے ہین اور اللہ تعالی ظالمون کو خوب جانتا ہی اور بیشک تو ان لوگون کو زندگی دنیاوی پر سب سے زیادہ حریص پاویگا اور بت پرست مشرکون سے بھی زیادہ حریص پاویگا ان یہودیون مین سے بعض آدمی تمنا کرتا ہی کہ ہزار برس اسکی عمر ہوتی حالانکہ زیادہ عمر ہونا اسکو عذاب آخرت سے ہٹانیوالا نہین ہی اور اللہ تعالی خوب دیکھتا ہی

جو وہ لوگ کرتے ہین - صہ - ابن کثیر رح نے کہا کہ ہمنے ان آیات کی تفسیر مین وہان بیان کردیا ہی کہ اس سے مراد یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ان یہودی دشمنون کو جمع کرکے انکے دعوے کے موافق یکسان دعا کرین کہ جو فریق گمراہی پر ہو اسکو موت آوے اور اسکو مباہلہ کہتے ہین اور
اسیطرح کا مباہلہ سورۂ آل عمران مین نصارائے عرب نجران کے ساتھ مذکور ہی بقولہ تعالیٰ فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا الآیہ
یعنے عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ مین علم واقعی حاصل ہونے کے بعد جو کوئی تجھسے جھگڑے تو اُس سے کہدے کہ آؤ ہم تم بلا دین اپنے بیٹے اور تمھارے
بیٹے اور اپنی عورتین اور تمھاری عورتین اور اپنے مرد اور تمھارے مرد پھر جناب باری تعالیٰ مین جاکر عاجزی کے ساتھ دعا مانگین کہ جھوٹے پر
اللہ تعالیٰ اپنی لعنت کرے - صہ - اور اسیطرح سورۂ مریم مین مشرکین عرب کے ساتھ مباہلہ مذکور ہوا بقولہ تعالیٰ قل من کان فی الضلال فلیمدد الآیہ
اور امام احمد رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوجہل ملعون نے کہا تھا کہ اگر مین نے محمد کو کعبہ کے پاس دیکھا تو آکر اپنے قدم سے
اسکی گردن روندونگا ابن عباس رض کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ ایسا کرتا تو ملائکہ اسکو سب کی آنکھون کے سامنے
عذاب مین گرفتار کرتے اور کہا کہ اگر یہودی موت کی تمنا کرتے تو سب مرجاتے اور جہنم مین اپنے اپنے ٹھکانے دیکھ لیتے اور اگر وہ نصارائے
عرب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مباہلہ کرنے کے مدعی تھے اگر مباہلہ کرنے نکلتے تو ایسی حالت مین لوٹتے کہ آل واولاد ومال کچھ
نپاتے دو رواہ البخاری والترمذی والنسائی مترجم کہتا ہی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ اشارہ فرمایا کہ اگر یہودی اس بات پر آمادہ ہوتے
کہ موت کے ساتھ مباہلہ کرین تو مرکر ہر ایک اپنا ٹھکانا جہنم مین دیکھ لیتا یعنے انکو معلوم ہوجاتا کہ وہ لوگ اولیائے الٰہی نہین بلکہ دشمن جہنمی
ہین مترجم کہتا ہی کہ امام ابن کثیر رح نے اس آیت کو مباہلہ کے معنے پر محمول کیا اور اسکے سوائے کوئی دوسری تفسیر نہین ذکر فرمائی اور اسکی
توضیح یہ ہی کہ جب یہودیون نے یہ دعوی کیا کہ نحن ابناء اللہ واحباءہ - ہملوگ اللہ تعالے کے فرزند وپیارے ہین یعنے بمنزلہ فرزندون
اور بہت پیارے لوگون کے ہین اور یہ بھی دعوی کیا کہ سوائے یہودی کے جنت مین کوئی نہین جاویگا تو اللہ تعالے نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو انکے ساتھ مباحثہ کرنے کی اجازت نہین دی کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ جس قوم نے بعد ہدایت کے گمراہی اختیار کی اُس قوم
کو جھگڑالوپن کی خصلت دیدی جاتی ہی - صہ - تو معلوم ہوا کہ ایسی قوم کبھی اس نیت سے بحث نہین کرتی کہ ہمکو حق بات ظاہر ہوجاوے بلکہ چاہتے
ہین کہ انکے نفس خبیث مین جو گمراہی سمائی ہی اسی پر قائم رہین اور اُسکے ثابت کرنے مین ہر طرح کی بے انصافی اور جہالت کام مین لاوین
تو ایسی قوم کے واسطے کوئی روشن دلیل کافی نہین ہوتی اگرچہ آفتاب کی طرح ظاہر ہو لہذا ایسی قوم کو اُسکے نفس سرکش کے مخالف ہی
سے ماخوذ کرنا چاہیئے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ ان خبیث نفس یہودیون سے کہو کہ جو کچھ تم دعوے
کرتے ہو کہ تم اللہ تعالے کے پیارے محبوب ہو اور جنت وہان خالص تمھارے ہی واسطے ہی پس اگر سچے ہو تو موت کی تمنا کرو ابن کثیر رح
اسکے یہ معنے لیے کہ مخالف کے واسطے موت کی تمنا کرو یعنے خدائے تعالے سے دعا کرو کہ جو کوئی جھوٹا ہو وہ مرکر اپنا انجام دیکھے مترجم
کہتا ہی کہ شاید شیخ رح نے یہ تفسیر اسوجہ سے اختیار فرمائی کہ بندہ اگرچہ سچا مومن ہو تو بھی اسکو موت ناگوار ہوتی ہی چنانچہ صحیح کی حدیث مین صریح
آیا ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی مجھے اسوقت گرانی ہوتی ہی جب میرا بندۂ مومن موت کو ناگوار رکھتا ہی اور مین نہین چاہتا کہ اسکو دکھ ہو حالانکہ موت
اسکے لیئے بہتر ہی (الصحیح) اور حدیث ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا مین ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالے
کی ملاقات کو دوست رکھتا ہی اللہ تعالے اُسکی ملاقات کو دوست رکھتا ہی اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناگوار رکھتا ہی اللہ تعالے
اُسکی ملاقات کرنا ناگوار رکھتا ہی یہ حدیث سنکر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم مین بہتیرے ایسے ہین کہ موت
سے بھاگتے ہین آپنے فرمایا کہ اسکا یہ مطلب نہین ہی بلکہ جسوقت موت حاضر ہوتی ہی تو بندۂ مومن کو روح وریحان وجنت ورضوان
کی بشارت سنائی جاتی ہی پس وہ آرزو کرتا ہی کہ جلد اپنے رب عزوجل سے ملے اور کافر ومشرک ومنافق کو موت کے وقت غضب

وعقاب جہنم وعذاب کی خبر سنائی جاتی ہی پس اسکی روح کو نکلنا اور جناب باری تعالیٰ سے ملنا بہت ناگوار ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی
ملاقات کو ناگوار رکھتا ہی (الصحیح) اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے معاملہ مین آیا ہی کہ موسیٰؑ نے ملک الموت کا پیغام ناگوار جانا اور ان روایا
ات معلوم ہوئی کہ مومن کو اپنے پروردگار عزوجل کی ملاقات بیشک محبوب ہوتی ہی لیکن کبھی مقتضاے بشریت سے موت ناگوار ہوتی ہی
اور جو اس دعوے کے موت کی تمنا نہ کرین تو انپر حجت کیونکر قائم ہوگی لہذا شیخؒ نے اسکے یہ معنی لیئے کہ جمع ہوکر ہم تم یہ دعا کرین کہ جو گمرا
ہی پر ہو مرے چونکہ یہودیونکو توریت سے اور بشارات انبیا علیہم السلام سے اور خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرات سے قطعی یقین تھا کہ پیغمبر
اور انبیا سابقین کی بشارات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح پہچانتے تھے جیسے آدمی اپنے بیٹے کو پہچانتا ہی تو یہودی اس مباہلہ پر کسیطرح راضی نہوے اور
ذلیل ہوکر ہٹ گئے اور سوائے شیخ ابن کثیر کے دیگر اہل تفسیر نے ظاہر معنی پر اکتفا کیا چنانچہ خطیبؒ نے اسکا خلاصہ اسطرح بیان کیا کہ اے یہود جب تم یہ دعوی
کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ کے ولی خاص انخاص مرتبہ فقط تمھارے واسطے خاص ہی کسی دوسرے کے واسطے نہین ہی اور اس مرتبہ کیواسطے مقام قرب
ومنزلت اور نعمت جنت ہے تو یہ تمنا کرو کہ اس دار دنیا سے منتقل ہوجاؤ کیونکہ دنیا مقام محنت وبلا ومشقت ہی اور آخرت دار کرامت ونعمت
جنت ہے پس اگر تم سچے ہو تو تمھاری دلی محبوب ہونے کی علامت یہی ہی کہ لوگون کے ساتھ اس دار ذلت کی شرکت سے نجات چاہو اور یہ موت
سے حاصل ہوگی پس موت کی تمنا کرو کیونکہ درمیان مین موت ہی مانع ہی اور روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیون سے فرمایا کہ قسم
اُس پاک عزوجل کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ جسنے تمسے یہ بات کہی وہ اپنے منھ کی تری اُتارنے مین مرجائیگا یعنے اُسکا لعاب
دہن ہنوز اُسکے منھ مین ہوگا کہ وہ مرجائیگا چونکہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت کو خوب جانتے تھے لہذا خوف کے مارے
کسی نے یہ لفظ نہین کہا ولیکن اُنکے دلون مین شیطانی عناد اسقدر غالب تھا کہ ایمان بھی نہین لائے مترجم کہتا ہی کہ یہ تفسیر میرے نزدیک
ظاہر ہی کیونکہ جس شخص کو یہ یقین واثق ہو کہ جنت اُسکے واسطے مخصوص ہی تو عقل ایمانی قطعًا اسی امر کی مقتضی ہی کہ وہ جلد تر یہانسے اپنے
ایام محنت پورے کرکے اپنے محل کرامت مین جاوے پس وہ خود بخود موت کی تمنا کریگا اور یہ ادنی مرتبہ ہی ورنہ جسکو اپنے رب عزوجل سے
محبت ہوتی ہی وہ لقاء محبوب کے واسطے اپنی جان فدا کرنا عین مراد جانتا ہی اور بندے کو جبھی محبت الٰہی ہوتی ہی جب اللہ تعالیٰ اُسکو محبوب رکھتا ہی
حالانکہ یہودی خود اسکے مدعی تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا والذین آمنوا اشد حبا للہ الآیہ۔ پس اشد محبت قطعًا اسکی مقتضی ہی کہ راہ الٰہی مین شہید
ہو یا اسیطرح جان فدا کرے اور اسطرح موت کی خواہش ہونا مقتضاے عقل ایمانی ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہی کیفیت تھی چنانچہ روایات
کثیرہ مشہورہ بدرجۂ متواتر اس باب مین موجود ہین جنکا اشارہ سابق مین گذر چکا ہی رہا یہ امر کہ طبیعت انسانی موت کو ناگوار سمجھتی ہی تو یہ اُسکے
منافی نہین ہی اسواسطے کہ مومن کو ہمیشہ مقتضاے طبیعت کے ساتھ مخالفت رہتی ہی اور یہان سے یہ مسئلہ قطعی معلوم ہوا کہ کمال ایمان کی
علامت یہ ہی کہ اُسکو دنیا دی زندگی سے موت زیادہ محبوب ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کہ اس امت پر موت کا محبوب ہونا منجملہ فرائض
کے قرار نہین دیا کیونکہ ابتداے حالت مین نفس پر نماز وروزہ ادا کرنا مشقت ہوتا ہی کجا کہ موت کی خواہش کرنا ولیکن یہودیون کی مذمت سے
ہمکو تنبیہ کی گئی کہ دنیا دی زندگانی سے متنفر ہون اور بزرگون مین سے جس کسی نے دنیا دی زندگی کو چاہا اُسنے فقط اسواسطے چاہا کہ
دنیا ہی دار عمل ہی اور یہان ایکمرتبہ سبحان اللہ کہنا ایسی فضیلت رکھتا ہی جسکی قدر بعد مرنیکے معلوم ہوگی لیکن وہان اس عمل کا محل نہین ہی
اور بزرگان کاملین اپنے نور یقین سے اس زندگی ہی مین اسکی قدر اچھی طرح پہچانتے ہین علاوہ اسکے یہان یہ امر بھی دیکھنا چاہیے کہ اگر ہمکو
موت سے ڈرتے ہین تو ہمکو اپنے گناہون کا اعتراف ہی ہم اُنکے مواخذہ سے ڈرتے ہین اور اپنے رب عزوجل کی رحمت کے امیدوار ہین اور ہم
یہود بدکارون کی طرح یہ دعوی نہین ہی کہ ہم محبوبان الٰہی ہین اور جنت ہمارے ہی واسطے ہی اور ہمکو کچھ خوف نہین ہی تنبیہ سورۂ بقر کی آیہ
مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لن یتمنوہ ابدًا الآیہ اور یہان فرمایا لا یتمنونہ ابدًا الآیہ۔ اور لن کی تاکید زیادہ ہی حتی کہ بعضی فرقون نے کہا کہ قولہ

تعالیٰ (لن ترانی) کے یہ معنی ہین کہ ای موسیٰ تو ہرگز مجھکو کبھی نہین دیکھیگا یعنے (لن) سے آیندہ ہمیشہ کے واسطے نفی ہوتی ہی اور (لا) سے خالی نفی ہی لیکن زمخشری نے باوجود معتزلہ ہونیکے ان دونون آیتون مین کہا کہ لا اور لن مین کچھ فرق نہین ہی یعنے جیسے (لا) یہان زمانہ مستقبل مین تمنا کی نفی کرتا ہی اسیطرح (لن) بھی نفی کرتا ہی سوائے اسکے کہ (لن) سے نفی مین ایک طرح کی تاکید و تشدید ہی جو (لا) مین نہین ہی پس قولہ (لن یتمنوہ) کے یہ معنی کہ ہرگز نہین تمنا کرینگے موت کی اور (لا یتمنونہ) کے معنے نہین تمنا کرینگے موت کی حاصل یہ کہ ایک جگہ نفی لن تاکید ہی اور دوسری جگہ نفی بلا تاکید ہی یہ زمخشری کا خلاصہ مطلب ہی اسپر شیخ ابوحیان اندلسی نے کہا کہ زمخشری نے اپنے مذہب معتزلہ کے موافق (لن ترانی) مین یہ دعوی کیا تھا کہ (لن) سے ہمیشہ کے لیے نفی نکلتی ہی یعنے ای موسیٰ تو کبھی آیندہ مجھے نہین دیکھیگا اور اس سے اہل بدعت کا مذہب نکلا تھا کہ دیدار الٰہی نہین ہوسکتا ہی اب یہان زمخشری نے اس قول سے رجوع کیا یعنے (لن) اور (لا) مین کچھ فرق نہین سوائے اسکے کہ (لن) مین نفی کی تاکید زیادہ ہی اور یہی جماعت علمائے معانی رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہی (اور یہی صحیح ہی) اور خطیب نے لکھا کہ بعض لوگون نے زمخشری کی طرف سے جواب دیا کہ زمخشری نے جو کچھ کہا کہ اس سے یہ نہین نکلتا کہ زمخشری نے اپنے قول سے رجوع کرلیا بلکہ صرف اسقدر نکلتا ہی کہ یہان زمخشری نے فقط یہ بیان کیا کہ (لن ولا) دونون مین نفی مستقبل مین شرکت ہی اور یہ نہین بیان کیا کہ لن مین کچھ معنی زاید بھی ہوتے ہین اور بیان نہ کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ اسنے رجوع کیا مترجم کہتا ہی کہ یہ جواب سرسری ہی کیونکہ زمخشری نے یہ کہا کہ لن - ولا - کی نفی مین کچھ فرق نہین ہی اگرچہ یہ صرف نفی سے متعلق ہی لیکن اسمین شک نہین کہ دائمی نفی سے متعلق تھی اگر کہا جاوے کہ یہان (ابدًا) خود موجود ہی جس سے ہمیشہ کے لیے نفی ظاہر ہی اور وہ (لا ولن) دونون کے ساتھ یہان یکسان ہین (جواب) یہ کہ زمخشری کے نزدیک اگر (لن) سے دائمی نفی تاکید ہوتی ہی تو اسکو لازم تھا کہ یہان بیان کرے کہ (لن یتمنوہ) مین خود نفی تاکید دائمی تھی اور (ابدًا) سے دوام کی بھی تاکید ہوگئی لیکن مخفی نہ رہے کہ اس تاکید کا نتیجہ یہ تھا کہ مجاز کا سبب باقی نہ رہے بلکہ اس مکرر تاکید سے یہ معنی ہون کہ حقیقت مین کبھی آیندہ یہ لوگ موت کی آرزو نکرینگے حالانکہ قرآن مجید مین مصرح ہی کہ کفار جہنم موت کی تمنا کرینگے تو معلوم ہوگیا کہ (لن) مین دائمی نفی کا دعوی غلط ہی بلکہ (ابدًا) سے البتہ یہ نکلا کہ کبھی موت کی تمنا نکرینگے اور (ابدًا) ایک حالت کا دوام ہی جو دوسری حالت بدل جانے سے بدلسکتا ہی جیسے قولہ انا لن ندخلها ابدا یعنے قوم موسیٰ علیہ السلام سے کہ ہم اس سرزمین مین کبھی داخل ہونگے (۱۲) حالانکہ خود انھون نے کہا کہ ما داموا فیها یعنے جب تک کفار جبارہ اسمین رہینگے تب تک ہم کبھی داخل نہونگے اسیطرح یہان (لن یتمنوہ) ہرگز موت کی تمنا نکرینگے (ابدًا) کبھی یعنے جب تک اس دنیاوی زندگی کی حالت مین ہین تب تک کبھی تمنا نکرینگے ہان جہنم مین موت کی تمنا کرنا ظاہر ہوا ہی فافہم واللہ تعالیٰ اعلم لطیفہ واضح ہو کہ جس قوم مین دنیا کی زندگی محبوب ہوئی انھین مین کفر و شرک پھیلتا ہی لہذا یہود کے دعوے کے موافق انکو ارشاد ہوا کہ اگر سچے ہین تو موت کی تمنا کرین تاکہ کامل نعمت مین پہونچ جاوین اور جسنے دنیاوی زندگی سے دل اٹھایا وہ نفس کی گمراہی سے بچ جاتا ہی یعنے یہ دلیل ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اسمین ہدایت پیدا فرمائی اور اسکے ضمن مین امت مرحومہ کو نصیحت ہی لہذا اللہ تعالیٰ نے مزید ہدایت کے لیئے ارشاد فرمایا قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ کہدے کہ وہ موت جس سے تمکو بھاگتے ہو وہ ضرور تمسے ملنے والی ہی پھر تم لوٹائے جاؤگے عالم الغیب والشہادۃ کی طرف پس وہ تمکو آگاہ کریگا ہر کام سے جو تم کرتے ہو ف یعنے ای حبیب مصطفےٰ کہدے ان لوگون سے جو دنیا کی زندگی پر مرتے ہین اور موت سے ڈرتے و بھاگتے ہین کہ تمکو جس موت سے بھاگتے ہو وہ خواہ مخواہ تم سے ملاقات کرنے والی ہی تو ضرور مروگے پھر مرنے کے بعد تمھارا مرجع ایسے پاک عزوجل کی طرف ہی جو تمھارے ہر غائب و حاضر کو خوب جانتا ہی تو جو کچھ تم عمل کرتے ہو ہر عمل سے تمکو آگاہ کریگا قولہ تعالیٰ احصاہ اللہ ونسوہ اللہ تعالےٰ نے مخلوق کا ہر فعل محفوظ کرلیا ہی حالانکہ وہ خود بھول گئے ہین اسکا نتیجہ یہ کہ ہر مخلوق کو ہر کام پر اسکا پورا عوض دیگا واضح ہو کہ جب ایک کام کے بعد دوسرا کام کچھ دیر کے بعد ہوگا تو عربی مین لفظ ثم لاتے ہین

جیسے جاء زید ثم بکر یعنے زید آیا پھر بکر آیا لہذا خطیب رح نے لکھا کہ قولہ ثم تردون الخ اسلیئے کہ موت آنیکے بعد برزخ کا زمانہ گذر کر جزا ملیگی شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ موت لامحالہ آنے والی ہی جیسے سورۃ النساء کی آیت مین فرمایا اینما تکونوا یدرککم الموت الآیہ یعنے تم چاہے جہان موت تمکو پاویگی اگرچہ مضبوط برج مین چھپے ہوا ور معجم طبرانی مین حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت مرفوع ہی کہ جو شخص موت سے بھاگتا ہی اسکی مثال لومڑی کی مثل ہی کہ زمین اُس سے قرضہ مانگتی ہی پس وہ دوڑتی پھرتی ہی یہانتک کہ جب تھک جاتی ہی اور اسکی سانس پھول جاتی ہی تو اپنے بل مین جاکر دم لینا چاہتی تھی کہ ناگاہ زمین نے کہا کہ ای لومڑی میرا قرضہ دے یہ سنکر لومڑی پھر نکل بھاگی اور ادھر ادھر دوڑتی پھری غرضکہ یہی اسکا شیوہ تھا یہانتک کہ آخر سانس ٹوٹگئی اور گردن کا منکا ڈھل گیا اور مرگئی (ع) بعض عقلا نے کہا کہ آدمی کو دو دن بیخطر ہین ایک وہ دن جب اسکی موت ہی کہ اُسدن کچھ فائدہ نہین ہی اور دوم وہ کہ جسدن اسکی موت نہین ہی تو کچھ ڈر نہین ہی

پھر اللہ تعالے نے روز جمعہ کی نماز و اسکے آداب سے آگاہ فرمایا بقولہ تعالیٰ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ
اے ایمان والو جب اذان دی جاوے نماز کی دن جمعہ کے تو دوڑو اللہ کی یاد کو

وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ
اور چھوڑ دو بیچنا بہتر ہی تمہارے حق مین اگر تمکو سمجھ ہی پھر جب نماز ادا ہو چکے

فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا
تو پھیل پڑو زمین مین اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝
شاید تمہارا بھلا ہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ اے ایمان والو جب اذان دی جاوے واسطے نماز کے ف یعنے نماز جمعہ کے واسطے اذان دی جاوے اور یہ پہلی اذان ہی اور اس سے مراد وہ اذان ہی جب خطبہ پڑھنے کے واسطے خطیب منبر پر بیٹھے تو اسکے روبرو کھڑے ہوکر اذان کہی جاوے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت مین بھی جمعہ کے واسطے یہی پہلی اذان تھی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین لوگون کی کثرت زیادہ ہوگئی اور آبادی بھی دور تک بڑھگئی تو آپنے مقام زوراء پر ایک اذان بڑھائی کہ اُسکے سنتے ہی لوگ خرید فروخت چھوڑتے اور جمعہ کے واسطے متوجہ ہوتے تھے پھر جب خطیب منبر پر بیٹھتا تو بدستور سابق اُسکے سامنے دوبارہ اذان دیجاتی پھر بعد فراغت خطبہ کے نماز کے واسطے اقامت کہی جاتی وہ بھی اذان کہلاتی ہی اور اسوقت سے اسیطرح معمول رہا اور اس زمانے مین اصحاب مہاجرین و انصار بہت موجود تھے مگر کسی نے مخالفت نہین کی تو یہ بھی سنت معمول ہوگئی کیونکہ حدیث مین آیا ہی علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی الحدیث یعنے تلوگ اپنے اوپر لازم کرو میرے طریقہ سنت کو اور میرے بعد خلفاء راشدین کے طریقہ سنت کو اور دانتون سے اسکو مضبوط پکڑے رہو اور خبردار بچے رہو ایسی باتون سے جو نئی نکالی گئین کیونکہ دین مین ہر نئی بات گمراہی ہی اور ہر ایک گمراہی دوزخ مین گئی ہی (السنن) پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب کوفے مین قیام کیا تو وہان فقط طریقہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے موافق خطیب کے سامنے اول اذان پر اکتفا کیا پس حاصل یہ کہ جمعہ کے روز پہلے منارہ پر اذان دینا جائز ہی بعد اسکے خطیب کے سامنے کھڑے ہوکر اذان دینا

مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ بروز جمعہ ف بعض نے کہا کہ من بیانیہ ہی یعنے اذا نودی کا بیان یہ ہی کہ من یوم الجمعۃ تو حاصل یہ ہوا کہ ای اہل ایمان

جب جمعہ کے دن اذان دی جاوے یہ زمخشری نے ذکر کیا ہی اور ابو البقا رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ من بمعنی فی ہی یعنی بروز جمعہ اور لفظ جمعہ بضم میم اور سکون دو طرح آیا ہی اور معروف قرأت اول ہی حاصل یہ کہ ای ایمان والو جب جمعہ کے دن اذان دی جاوے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ تو سعی کرو ذکر الٰہی کی جانب ف یعنے اذان سنتے ہی خطبہ سننے اور نماز ادا کرنے کی جانب کوشش سے چلو وَذَرُوا الْبَیْعَ۔ اور چھوڑ دو بیع کو ف یعنی ہر قسم کا معاملہ خرید و فروخت کا ترک کرو اور چونکہ اکثر معاملات یہی بیع ہین لہذا آسانی ظاہر کرنے کے طور پر فقط ایک بیع کا ذکر کیا کہ بیع چھوڑ دو اور مراد یہ ہی کہ ہر ایسی چیز چھوڑ دو جو ذکر الٰہی سے غافل کرنیوالی ہی ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یہ بات تمھارے لیے بہتر ہی اگر تم جانتے ہوف یعنے ذکر الٰہی کی جانب سعی کرنا اور بیع ترک کرنا تمھارے واسطے مطلقاً بہتر ہی اگر تمکو علم ہی تو اسی پر عمل کرو فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ پھر جب نماز تمام کیجائے ف یعنے امام نماز جمعہ کو اسطرح تمام کرے کہ پہلے خطبہ سنا دے پھر اقامت کے بعد دو رکعت نماز فریضہ جمعہ پڑھکر سلام پھیرے اور تمکو فراغت حاصل ہو فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ تب زمین مین منتشر ہوف اور اس سے پہلے برابر مجتمع اور حاضر رہو کیونکہ نماز تمام ہونے سے پہلے دنیاوی شغل جائز نہین ہی اور بعد فراغت کے البتہ اپنے اپنے کام مین منتشر ہونا جائز ہی وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ اور تلاش کرو فضل الٰہی سے ف یعنے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مانگو اور ڈھونڈو وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اور یاد کرو اللہ کو بہت یاد کرنا تاکہ تم فلاح پاؤ ف بعض علماء نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ فراغت نماز کے بعد تجارت و حرفت وغیرہ کے ذریعہ سے فضل الٰہی یعنے رزق الٰہی طلب کرو اور اس حالت مین بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہو بلکہ اللہ تعالے کی یاد کرو تاکہ تمھاری عمر کی اوقات مین سے کسی دن کوئی وقت رائگان غفلت مین نجاوے جس سے امید رکھو کہ تمکو اس مسافر خانہ سے جانے پر دار آخرت و مقام اصلی مین پوری مراد حاصل ہوگی عاک بن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ جب جمعہ کی نماز سے فراغت پاکر پھرتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر دعا مانگتے کہ الٰہی مین نے تیری دعوت اذان کی فرمانبرداری کی اور تیری فرض کی ہوئی نماز ادا کی اور اب منتشر ہوا جیسا تو نے حکم دیا اب مجھے اپنے فضل سے رزق عطا فرما تو ہی بہتر رزاق ہی (رواہ ابن ابی حاتم) دیگر علمائے نے کہا کہ فضل الٰہی کی تلاش سے رزق کی کمائی مقصود نہین ہی بلکہ معنے یہ ہین کہ جب تک ذکر الٰہی و نماز مین حاضر ہو تب تک اس فضیلت مین ہو پھر جب اس جماعت سے جدا ہو تو دوسرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل ڈھونڈھو۔ مثلاً شریعت کی فرمانبرداری پر کام کرو اور جو باتین شریعت مین منع ہین اُنسے پرہیز کرو اور شریعت کا علم تلاش کرو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر اسطرح آئی ہی کہ آیت سے یہ مراد نہین ہی کہ دنیا تلاش کرنیکا حکم دیا گیا ہو بلکہ مریض کی عیادت کرنا اور جنازہ کی نماز مین حاضر ہونا اور اپنے دینی بھائی کی زیارت کرنا مقصود ہی (رواہ ابن جریر) اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیے ہین **مترجم** کہتا ہی کہ قول اول مین بھی یہ معنے لینے چاہیئے کہ معاش حاصل کرنے کے جو مباح طریقے ہین انکو اس نیت سے عمل مین لاوے کہ مثلاً نماز کیواسطے کپڑا حاصل ہو اور اہل و عیال کے شرعی حقوق ادا کرے یعنے یہ غرض نہو کہ دنیا کی ثروت حاصل ہو واللہ تعالیٰ اعلم واضح ہو کہ یہان تفاسیر مین چند فوائد مذکور ہین اُنکے ساتھ جمعہ کے بعض مسائل بیان کرنا چاہیے **شیخ ابن کثیر** رحمہ نے لکھا کہ جمعہ کا نام جمعہ اسواسطے رکھا گیا کہ یہ لفظ جمع سے مشتق ہی اور اہل اسلام ہر ہفتہ مین ایک دن جمعہ کو بڑی بڑی مساجد مین جمع ہوتے ہین لہذا اسکا نام جمعہ ہی اور اسیطرح ہفتہ کے سات دن مین چھ دن کے اندر اللہ تعالے نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا یعنے اتوار سے جمعہ تک خلقت پیدا کی گئی اور جمعہ کے روز جمیع مخلوقات کی تکمیل ہوئی اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا اور اسی دن جنت مین داخل کیا اور اسی دن جنت سے دنیا مین نکالا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور اُسدن ایکساعت ایسی ہی کہ بندۂ مومن اگر اُسکو نماز کی حالت مین پاوے تو جو کچھ دعا کرے اللہ تعالیٰ اُسکی دعا قبول فرماوے یہ سب باتین صحیح احادیث مین ثابت ہین اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای سلمان روز جمعہ کیا ہی مین نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ ایسا دن ہی کہ آمین

اللہ تعالےٰ نے تمکو گوان کے ماں وباپ کو جمع کیا (ابن ابی حاتم) یعنے حضرت آدمؑ وحواکی خلقت پوری فرمائی اور یہ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جسی بیان کیئے ہین تو گمان ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنکے ہونگے اور واضح ہو کہ عرب کی زبان قدیم مین یوم الجمعہ کو یوم العروبہ کہتے ... سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہمسے پہلے جو امتین گذری ہین انکو بھی اس دن عبادت کا حکم دیا گیا تھا مگر اُنھون نے محرومی سے یہ دن چھوڑا اور یہ پایا پس یہود نے سنیچر کا دن اختیار کیا جسمین کسی چیز کی پیدائش نہین واقع ہوئی اور نصاریٰ نے اتوار کا روز اختیار کیا جسمین خلقت شروع ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اُس امت کے لیئے روز جمعہ اختیار کیا جسمین سب خلقت پوری ہوچکی چنانچہ حدیث مین ہی کہ ہملوگ (دنیاوی ظہور مین) آخر ہین اور قیامت مین سب سے سابق ہین فقط بات اتنی ہی کہ اُن لوگون کو کتاب ہمسے پہلے دی گئی اور ہمکو کتاب مجید اُنکے بعد دیگئی پھر جان رکھو کہ یہ دن جمعہ ایسا دن ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرض کیا تھا جسمین اُن لوگون نے اختلاف کیا پس اللہ تعالیٰ نے ہمکو اُسدن کے اختیار کی ہدایت دی اب باقی لوگ ہمارے تابع ہین چنانچہ یہود کے لیئے اسکے بعد دوسرا دن ہی سنیچر اور نصاریٰ کے لیئے اسکے بعد تیسرا دن اتوار ہی (رواہ البخاری) اور ایک روایت مین اسطرح ہی کہ ہمسے پہلے جو امتین گزرین انکو اللہ تعالےٰ نے جمعہ کی ہدایت سے بھٹکا رکھا چنانچہ یہود کے لیئے سنیچر ہی اور نصاریٰ کے لیئے اتوار ہی پھر اللہ تعالےٰ نے ہمکو پیدا کرکے ہمکو جمعہ کی ہدایت دی اور اس روایت مین تصریح ہی کہ آخرت مین ہملوگ سب سے سابق ہین کہ ہمارا فیصلہ سب سے پہلے ہوجائیگا باقی ہمارے پیچھے ہین (تفسیر ابن کثیر) اور خطیبؒ نے لکھا کہ علماءؒ نے نام جمعہ کی توجیہ مین کئی وجہین بیان کی ہین بعض نے کہا کہ اسدن خلقت آدم علیہ السلام کا مجموعہ ہوا اسلیئے جمعہ نام ہوا امام مالکؒ نے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا کہ سب سے بہتر دن جسمین آفتاب نے طلوع کیا روز جمعہ ہی اسمین آدم علیہ السلام پیدا کیئے گئے اور اسی دن اُتارے گئے اور اسی دن مرے اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے اُنکی توبہ قبول کی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسکا نام یوم المزید ہی۔ ھ۔ اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور اُنکے ہاتھ مین سفید آئینہ تھا اور بیان کیا کہ یہ روز جمعہ ہی آپکے رب عزوجل نے اسکو آپکے سامنے کردیا تاکہ آپکے واسطے اور آپکی امت کے واسطے عید ہو اور یہ ہمارے یہان سید الایام ہی اور ہم آخرت مین اسکو یوم المزید کہتے ہین بعض علماءؒ نے کہا کہ جمعہ اسواسطے نام ہی کہ جب اللہ تعالےٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو جمعہ کے دن ختم کیا پس اس دن تمام مخلوقات کا جماؤ ہوگیا بعض نے کہا کہ اسمین نماز کے واسطے جماعتین قائم ہوتی ہین اور روایت کیا جاتا ہی کہ ابوسلمہ نے کہا کہ اول جسنے خطبہ پڑھنے مین (امابعد) کہا وہ کعب بن لوی ہی اور اُسی نے جمعہ کا نام جمعہ رکھا پہلے اسکو یوم العروبہ کہتے تھے ابن سیرینؒ رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مدینہ سے پہلے اہل مدینہ نے نماز جمعہ قائم کی اور اسوقت اُس جمعہ کی فرضیت بھی نہین نازل ہوئی تھی اور انھین مومنین نے اسکا جمعہ نام رکھا تھا کہتے ہین کہ انھون نے آپسمین یہ کہا کہ یہودی ہر ہفتہ مین ایکروز جمع ہوتے ہین اور نصاریٰ کے یہان بھی یہی قاعدہ ہی کہ ایک دن جمع ہوتے ہین آؤ ہم بھی ایک روز مقرر کرکے اسمین جمع ہون کہ اللہ تعالےٰ کی یاد کرین اور نماز پڑھین پس اسمین مشورہ کیا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت تک مکہ ہی مین تھے پس انصار نے مشورہ کیا کہ سنیچر یہود نے اختیار کیا ہی اور اتوار نصرانیون نے لیا ہی ہم اسکو یوم العروبہ قرار دین پس سب نے اسعد بن زرارہ رضؓ کو امام بنایا اُنھون نے انصار کو دو رکعتین پڑھائین اور وعظ وذکر الٰہی سُنایا پھر اُنھون نے یوم الجمعہ اسکا نام رکھا کیونکہ اُسدن سب یکجا مجتمع ہوتے تھے پس اسلام مین یہ سب سے پہلا جمعہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے (یعنے مدت کے بعد) سورۂ جمعہ نازل فرمائی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے اُنکے بیٹے عبدالرحمٰن نے روایت کی کہ ہمارے باپ جب جمعہ کی اذان سنتے تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیئے رحمت کی دعا کرتے تھے پس مین عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا بات ہی کہ جب آپ اذان سنتے ہین تو اسعد بن زرارہ کے لیئے دعا کرتے ہین کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہان اسکی یہ وجہ ہی کہ پہلے پہل اُنھون نے ہمکو جمعہ پڑھایا ہی چنانچہ بقیع کے حرہ بنی بیاضہ کے نخل النبت مین جمع کرکے پڑھایا تھا اب اسمقام کو بقیع الخضمان کہتے ہین مین نے پوچھا کہ اُس زمانے مین آپ لوگ کتنے آدمی تھے فرمایا کہ ہم سب چالیس آدمی تھے اس حدیث کو امام ابوداؤد نے سنن مین روایت کیا ہی پھر جب

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تو علمائے سیر نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینے آئے تو مقام قبا مین بنی عمرو بن عوف کے محلہ مین اترے اور یہ دوشنبہ کا دن بارھوین ربیع الاول کی تھی اور پہر دن چڑھے سے زیادہ کچھ وقت ہوگیا تھا اور اسی وقت سے ہجری تاریخ شمار کیجاتی ہی اُس قبا مین آپنے جمعرات تک قیام اور بالفعل جو مسجد قبا ہی اُسکی بنیاد ڈالی اور یہ محلہ عوالی مدینہ مین واقع ہی پھر صبح جمعہ کو مدینے کے قصد سے سوار ہوے اور تمام قبائل مدینہ کا ہجوم تھا پس رفتار آہستہ تھی یعنی ہر قبیلہ اونٹنی کی مہار تھام کر گزارش کرتا تھا کہ میرے محلہ مین قیام فرمایئے آپ ہر ایک کو دعاء خیر دیتے اور یہ فرماتے کہ میری اونٹنی حکم خدا سے مامور ہی یہان بیٹھے گی وہین میرا مقام ہی پھر جمعہ کی نماز کا وقت آپ کو بنی سالم بن عوف کے بطن وادی مین آگیا اس مقام پر لوگون نے ایک مسجد بنائی ہی یہان آپنے اُنکو جمعہ پڑھا اور خطبہ سنایا یہ پہلا خطبہ ہی جو آپنے مدینے مین فرمایا اور اُس خطبہ مین ہی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ وَاَسْتَعِیْنُہٗ وَاَسْتَغْفِرُہٗ وَاَسْتَھْدِیْہِ وَاُوْمِنُ بِہٖ وَلَا اَکْفُرُہٗ وَاُعَادِیْ مَنْ یَّکْفُرُ بِہٖ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ وَالنُّوْرِ وَالْمَوْعِظَۃِ وَالْحِکْمَۃِ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ وَقِلَّۃٍ مِّنَ الْعِلْمِ وَضَلَالَۃٍ مِّنَ النَّاسِ وَانْقِطَاعٍ مِّنَ الزَّمَانِ وَدُنُوٍّ مِّنَ السَّاعَۃِ وَقُرْبٍ مِّنَ الْاَجَلِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ غَوٰی وَضَلَّ ضَلَالًا بَعِیْدًا اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّ خَیْرَ مَا اَوْصٰی بِہِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ اَنْ یَّحُضَّہٗ عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَاَنْ یَّاْمُرَہٗ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَاحْذَرُوْا مَا حَذَّرَکُمُ اللّٰہُ مِنْ نَفْسِہٖ فَاِنَّ تَقْوَی اللّٰہِ لِمَنْ عَمِلَ بِھَا عَلٰی وَجَلٍ وَمَخَافَۃٍ مِّنْ رَبِّہٖ عُنْوَانُ صِدْقٍ عَلٰی مَا تَبْغُوْنَ مِنَ الْاٰخِرَۃِ وَمَنْ تَصْلُحُ الَّذِیْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ مِنْ اَمْرِہٖ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ لَا یَنْوِیْ بِہٖ اِلَّا وَجْہَ اللّٰہِ یَکُنْ لَہٗ ذِکْرًا فِیْ عَاجِلِ اَمْرِہٖ وَذُخْرًا فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ حِیْنَ یَفْتَقِرُ الْمَرْءُ اِلٰی مَا قَدَّمَ وَمَا کَانَ مِمَّا سِوٰی ذٰلِکَ یَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہٗ اَمَدًا بَعِیْدًا وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ وَھُوَ الَّذِیْ صَدَّقَ قَوْلَہٗ وَاَنْجَزَ وَعْدَہٗ لَا خُلْفَ لِذٰلِکَ فَاِنَّہٗ یَقُوْلُ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِکُمْ وَاٰجِلِہٖ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ وَیُعْظِمْ لَہٗ اَجْرًا وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا وَاِنَّ تَقْوَی اللّٰہِ یُوْقِیْ مَقْتَہٗ وَیُوْقِیْ عُقُوْبَتَہٗ وَیُوْقِیْ سَخَطَہٗ وَاِنَّ تَقْوَی اللّٰہِ تُبَیِّضُ الْوَجْہَ وَتُرْضِی الرَّبَّ وَتَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ فَخُذُوْا بِحَظِّکُمْ وَلَا تُفَرِّطُوْا فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ فَقَدْ عَلَّمَکُمْ کِتَابَہٗ وَاَوْضَحَ لَکُمْ سَبِیْلَہٗ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَیَعْلَمَ الْکَاذِبِیْنَ وَاَحْسِنُوْا کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ وَعَادُوْا اَعْدَآءَہٗ وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ھُوَ اجْتَبَاکُمْ وَسَمَّاکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ لِیَھْلِکَ مَنْ ھَلَکَ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَاَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاعْمَلُوْا لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّہٗ مَنْ یُّصْلِحُ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ یَکْفِہِ اللّٰہُ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّاسِ وَذٰلِکَ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقْضِیْ عَلَی النَّاسِ وَلَا یَقْضُوْنَ عَلَیْہِ وَیَمْلِکُ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ مترجم کہتا ہی کہ خطیب نے اسیطرح طول طویل خطبہ اس مقام پر بحوالہ کتب السیر نقل کیا لیکن مخفی نہین کہ ائمہ حدیث نے خطبہ جمعہ وغیرہ جو زبان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئے ہین بہت کوشش سے جمع کیے ہین کیونکہ تعلق نماز جمعہ کے واجبات سے ہی اور کسی نے صحیح اسناد سے یہ خطبہ نہین روایت کیا اور جسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع کلمات کو جو اعجاز کے مرتبہ پر ہین گوش دل سے سنا اور انکا متمرن ہوگیا ہی وہ عبارات کو پہچانتا ہی اور اول خطبہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کتب صحاح مین روایت ہی اور اس خطبے مین بہت سی آیات کا اشارہ ہی جو بالاتفاق مابعد مین نازل ہوئی ہین چونکہ کتب السیر کی اسانید اس پایہ کی نہین ہوتی ہین جو صحاح احادیث کی اسانید ہین تو حافظ محدث ان علل کو ادراک کرسکتا ہی لہذا ترک کیا اور مترجم کے زعم مین یہ خطبہ علماے تابعین وغیرہ مین سے کسی نے سنا یا ہوگا جسکو راوی نے اپنے زعم کے موافق حدیث سمجھکر مرفوع کردیا ہی واللہ تعالیٰ اعلم اور حدیث مین جو خطبہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے انشاء اللہ تعالےٰ انکا ذکر آیندہ آویگا واللہ تعالیٰ ہو الموفق فتح البیان مین ہی کہ ابوہریرہ رضؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ جمعہ کا نام جمعہ کیون ہوا

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ اسلیئے کہ اسی دن تمھارے باپ آدم کی طینت مجتمع ہوئی اور اسی دن صعق و بعث ہوگا اور جمعہ کے آخر مین تین ساعت سے ایک ساعت ایسی ہی کہ جسمین اللہ تعالیٰ سے جو کچھ دعا کرے وہ قبول ہوتی ہی (سعید بن منصور و ابن مردویہ) حدیث سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مین ہی کہ تو جانتا ہی کہ روز جمعہ کیا ہی مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ہی کو خوب معلوم ہی تین مرتبہ اسیطرح فرمایا میری مرتبہ کیا کہ اسی مین اللہ تعالیٰ نے تمھارے باپ آدم کی خلقت جمع فرمائی الحدیث (رواہ احمد والنسائی و سعید بن منصور و ابن ابی حاتم الطبرانی و ابن مردویہ) اور لکھا کہ شیخ رحمانی رح نے حاشیہ تحریر مین لکھا کہ زمانہ کی راتون مین سے سب سے اولی وہ رات ہی جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا مین پیدا ہوے پھر اسکے بعد لیلۃ القدر ہی پھر شب معراج ہی پھر شب عرفہ پھر شب جمعہ پھر نصف شعبان کی رات یعنی جسکو عوام شب برات کہتے ہین پھر شب عید یعنے وہ رات جسکی صبح کو عید اضحی یا عید الفطر ہو اور ایام مین سے سب سے افضل یوم عرفہ ہی پھر نصف شعبان کا روز ہی پھر روز جمعہ ہی اور واضح ہو کہ دن سے رات افضل ہوتی ہی انتہی اور نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جمعہ بنی سالم بن عوف کے دار مین پڑھا تھا اور واضح ہو کہ نماز جمعہ بنص قرآن و احادیث صحیحہ مشہورہ کے منجملہ فرائض کے ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ مواظبت کے ساتھ اسکو ادا کیا ہی اور امام ابن المنذر نے کہا کہ نماز جمعہ بالاجماع ہر شخص پر فرض ہی **ابن العربی** رح نے کہا کہ جس عالم نے اسکے فرض ہونے مین مناقشہ کیا اسنے خطا کی انتہی۔ **مف مترجم** کہتا ہی کہ فرض عین ہی لیکن اسمین تخصیص و تفصیل و شرائط ہین جن سے صاحب فتح البیان نے عمداً سکوت کیا حالانکہ ابن العربی وغیرہ نے بعض شرائط سے انکار نہین کیا لیکن مولف فتح البیان نے عمداً سکوت کیا فافہم **امام ابن کثیر** رح نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے مومنین بندونکو حکم مفروض دیا کہ اسکی عبادت کے لیئے جمعہ کے روز جمع ہون بقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ یہان بمعنی فی ہی یعنے ای مومنین جب جمعہ کے دن مین نماز کے لیئے اذان دیجاوے فاسعوا الی ذکر اللہ تو تم لوگ یاد الٰہی کی جانب سعی کرو۔ ھ سعی کے معنے دوڑنا لیکن یہ یہان مراد نہین ہی بلکہ اہتمام سے قصد کرنے مین عمداً کوشش کرو جیسے قولہ تعالیٰ سعی لہا سعیہا الآیہ یعنی جسنے آخرت چاہی اور اسکے لیے کوشش کی جیسی سعی اسکے لائق ہی اور حضرت عمر بن الخطاب و عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی قرارت مین (فامضوا الی ذکر اللہ) وارد ہوا ہی یعنے یاد الٰہی کی جانب چلو۔ ھ۔ اگر وہم ہو کہ سعی کے معنے سرعت یعنے تیز چلنے کے کیون نہین لیتے ہو جواب یہ کہ نماز کی جانب تیزی سے چلکر جانا منع ہی جس سے سانس چڑھ جاتی ہی چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب تم لوگ نماز کی اقامت سنو تو نماز کی جانب چلو اس حالت سے کہ تمپر سکون اور وقار ہو اور جلدی سرعت مت کرو پھر جسقدر تمکو ملجاوے جماعت مین اسکو پڑھ لو اور جسقدر جاتی رہی ہو اسکو پورا کرلو (صحیح بخاری) اور ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہملوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مین نماز پڑھتے تھے کہ ناگاہ ہمنے کچھ مردون کی آواز سے شور سنا پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوے تو آپ نے پوچھا کہ تمھارا کیا حال تھا کیون اسقدر شور ہوا تھا انھون نے عرض کیا کہ یا حضرت ہمنے نماز کی جانب جلدی کی تھی آپ نے فرمایا کہ اب ایسا نہ کیجیو جب نماز کو آیا کرو تو ایسی حالت سے قدم اٹھایا کرو کہ تمپر سکینت و وقار ہو پھر جسقدر پاؤ پڑھ لو اور جو کچھ جاتی رہی اسکو پورا کرلو (صحیح بخاری و مسلم) اور حدیث مین ہی کہ جب نماز کی اقامت کہی جاوے تو تملوگ سعی (دوڑنے) سے آؤ بلکہ سکون و وقار کے ساتھ قدم قدم چلے آؤ پھر جسقدر پاؤ پڑھو اور جسقدر جاتی رہی ہو اسکو تمام کرلو (الترمذی) اور حسن بصری نے کہا کہ آیت مین سعی سے یہ مراد نہین ہی کہ دوڑتے ہوے تیز چلو بلکہ یہ سعی شوق و عاجزی و نیک نیتی سے دلی کوشش ہی کیونکہ قدم کی تیز چال سے ممانعت کی گئی قتادہ نے بھی کہا کہ یہ کوشش قلبی اور عملی ہی کہ اچھے اہتمام سے نماز جمعہ کی طرف جاوے اور یہی معنی زید بن اسلم و محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے منقول ہین **امام ابن کثیر و خطیب** وغیرہ نے لکھا کہ جمعہ کی نماز مین آنے سے پہلے نہانا مستحب ہی کیونکہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی جمعہ مین آوے تو نہاوے (صحیحین) اور حدیث ابو

ہو کہ ہر بالغ پر غسل جمعہ واجب ہی (صحیحین) اور حدیث ابو ہریرہ مین ہی کہ ہر بالغ پر اللہ تعالی کا حق ہی کہ ہر سات روز مین نہاوے اپنا اور بدن دھوے (رواہ مسلم) حدیث جابر رضی اللہ عنہ مین ہی کہ ہر مسلمان پر ہر سات دن مین ایک دن غسل ہی اور وہ جمعہ کا دن ہی (رواہ احمد والنسائی وابن حبان) اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے جمعہ کے دن مثل غسل جنابت کے غسل کیا پھر اول ساعت مین جامع مسجد کو روانہ ہوا تو گویا اُسنے اونٹ قربانی کیا اور جو شخص دوسری ساعت مین روانہ ہوا تو گویا اُسنے گائے قربانی کی اور جو تیسری ساعت مین روانہ ہوا تو گویا اُسنے سینگ والا دنبہ قربانی دیا اور جو کوئی چوتھی ساعت مین چلا اُسنے گویا مرغی قربانی کی اور جو کوئی پانچوین ساعت مین چلا اُسنے گویا انڈا قربان کیا پھر جب امام باہر آیا تو ملائکہ حاضر ہو کر ذکر الہی سنتے ہین (صحیحین) یعنے ملائکہ اس خاص فضیلت لکھنے کا دفتر لپیٹ دیتے ہین پھر جو کوئی آیا وہ جمعہ کی نفس فضیلت مین شریک ہوا اور یہ خاص فضیلت جاتی رہی اور کعب احبار سے روایت ہی کہ اللہ تعالے نے سب شہرون سے مکہ افضل کیا اور سب مہینون مین سے رمضان کو اور سب ایام مین سے جمعہ کو افضل کیا اور حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جو شخص جمعہ کے روز مرا اُسکے لیئے اللہ تعالی شہید کا ثواب لکھتا ہی اور وہ فتنۂ قبر سے بچا لیا جاتا ہی اور حدیث مین ہی کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہی تو ملائکہ مسجدون کے دروازون پر بیٹھتے ہین جنکے ہاتھ مین صحائف ہوتے ہین اور وہ اول آنیوالے کو پھر اسکے بعد اول کو اسیطرح لکھتے ہین **مترجم** کہتا ہی کہ اس سے بعض نے زعم کیا کہ ہر مسجد مین جمعہ جائز ہی کیونکہ جب مسجدون کے دروازے پر ملائکہ لکھتے ہین تو اس مین ایک شہر کی سب مسجدین آگئین ولیکن مترجم کے نزدیک یہ استدلال ضعیف ہی کیونکہ ظاہر یہ کہ ان سب مسجدون مین ایسا ہوتا ہی جہان جمعہ ہوتا ہی اور اس سے ہر مسجد مین جمعہ جائز ہونیکا استدلال ضعیف ہی ورنہ اگر ایک محلہ مین پاس پاس دو تین مسجدین ہون تو سب مین جمعہ جائز ہوگا اور اس صورت مین خاص جمعہ کا اجتماع نہوا واللہ تعالی اعلم **علامہ زمخشری** نے لکھا کہ قدیم زمانے مین بعد نماز فجر کے تمام راستے ایسے نیک بندون سے بھرے ہوے ہوتے تھے جو اول وقت تکبیر سے جمعہ کو جاتے تھے حتی کہ کثرت ازدحام اور تاریکی فجر سے مشعل کی روشنی مین جاتے تھے **مترجم** کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین جمعہ کے لیئے بتکبیر سے جانے کے فضیلت وارد ہی تکبیرون کے اول وقت جانا سلف صالحین نے شرعی دن شروع ہونے سے تکبیر کو لیا تھا اور وہ بعد فجر ہی لہذا اول وقت فجر کی نماز پڑھکر جمعہ کو جانے کے لیئے اہتمام کرتے تھے بعض علما نے بیان کیا کہ اسلام مین جو بدعت سب سے پہلے پیدا ہوئی وہ یہ تھی کہ لوگون نے جمعہ مین جانے کے لیئے تکبیر چھوڑ دی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ آپ تبکیر سے جمعہ کے لیئے گئے وہان دیکھا کہ تین آدمی آپ سے پہلے جمعہ کے لیئے سبقت کر گئے ہین تو ابن مسعود نے اپنے نفس کی سستی پر غم کیا اور اسکو ملامت کرنی شروع کی کہ اے نفس مین دیکھتا ہون کہ آج تیرا درجہ چہارم ہو گیا اور جو کوئی چوتھے درجہ پر ہو وہ نیکی مین جلدی کرنے والا نہین ہو سکتا ہی واضح ہو کہ اول ساعت مین پہونچ جانے والے کی فضیلت مین ہی کہ گویا اُسنے اونٹ کی قربانی پہونچائی اور دوم ساعت مین جانے والے کی فضیلت کہ گویا اُسنے گائے کی قربانی پہونچائی [illegible] تک اوپر گزر چکی ہی اس روایت مین پانچوین ساعت مین جانے والے کی فضیلت یہ کہ گویا اُسنے انڈا خیرات کر کے تقرب حاصل کیا اور امام نسائی کی روایت مین ہی کہ پانچوین ساعت والے نے گویا عصفور سے تقرب پایا اور چھٹی ساعت والے نے گویا انڈا خیرات کیا خطیب نے لکھا کہ یہ آخری مرتبہ ہی اور اسی تخم سے بچہ حاصل ہوتا ہی لیکن یہ سب سے کم ہی اور اول سب سے اکمل ہی اور درمیانی مراتب اپنے اپنے مرتبہ پر ہین اور **مترجم** کہتا ہی کہ یہان درجات کی مثال بیان کرنا مقصود ہی یہ غرض نہین ہی کہ اسکو انڈے کی خیرات کے برابر ثواب ہوگا کیا نہین دیکھتے ہو کہ سب کے ساتھ قربانی کا حکم ہی یعنے گویا اونٹ قربانی کیا حتی کہ گویا عصفور یعنے گرگرا قربانی کی پھر گویا انڈا قربانی کیا حالانکہ بالاجماع کسیکے نزدیک مرغی وچڑیا وانڈے کی قربانی نہین ہی پس مراد یہ ہی کہ اول سے آخر تک ہر ایک کے ثواب و مرتبہ مین اس انداز سے فرق ہے حتی کہ اول سے اور اخیر سے اسقدر فرق ہی جسقدر اونٹ مین اور انڈے مین فرق ہی خطیب نے کہا کہ واضح رہے کہ مسجد جامع مین اول وقت جاکر بیٹھنا سوا سے امام کے

Marfat.com

باقیون کے لیئے ہی اور امام کے لیئے سنت طریقہ یہ ہی کہ وہ خطبہ کے وقت برآمد ہو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپکے خلفاء رضی اللہ عنہم کرتے تھے امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جسنے نہلایا (غسل دیا) وقت لایا اور خود آیا اور پیدل چلا اور سوار نہوا اور امام سے نزدیک بیٹھا اور کان لگا کر سنا اور لغو نہین کیا تو اسکے لیئے ہر قدم کے عوض ایک سال کے روزے اور شب بیداری کا ثواب ملیگا اس حدیث کو امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے روایت کیا ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہی مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین ہی قولہ نہلایا اور نہایا آخر بعض نے کہا یعنے زوجہ کو نہلایا اور خود نہایا اور اول وقت اسکو اپنے ساتھ لایا بعض نے کہا کہ نہلایا اگر جمعہ غسل اسطرح ہی کہ دھویا یعنے سر دھویا اور بدن سے نہایا اور اپنی زوجہ یا عیال کو ساتھ لیکر اول وقت جامع مسجد مین آیا اور بعض نے دیگر وجوہ بھی بیان کیے ہین لیکن یہ دونون معنی اقوی ہین واللہ تعالیٰ اعلم امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ آدمی کو چاہیئے کہ جمعہ کے لیئے اپنے اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگا وے اور مسواک کرے اور اچھی طرح نکھر کر طہارت کرے یعنے میل کچیل سے اور زیر ناف و بغل کے بال اور ناخن وغیرہ صاف کرے اور حدیث ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ مین ہی کہ جسنے جمعہ کے روز غسل کیا اور خوشبو لگائی اگر موجود ہو اور اپنے بہتر کپڑے پہنے (یعنے اسکے کپڑون مین سے جو بہتر ہون) پھر نکلکر مسجد مین آیا پھر اگر چاہا تو کچھ نماز پڑھی اور کسی مصلی کو ایذا نہ دی پھر جب امام برآمد ہوا تو خاموش رہا یہانتک کہ نماز سے فراغت پائی تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اسکے لیئے کفارہ ہوگیا رواہ الامام احمد قولہ کسی مصلی کو ایذا نہ دی الخ یعنے مثلاً جب اگلی صفین برابر ہین تو گردنون پر سے پھاند کر اگلی صف مین گھسنا ایذا ہی یا کسی نمازی کو اسکی جگہ سے اٹھانا ایذا ہی ظاہر یہ ثواب عظیم ایسے شخص کے حق مین ہی جو اخیر وقت آیا تو قیاس کر کہ جو اول وقت آیا اسکا ثواب کسقدر زیادہ ہوگا جیسا کہ حدیث اوس رضی اللہ عنہ مین گزرا حدیث عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے کسی پر مشقت نہین ہی کہ سوا اپنے معمولی کپڑونکے جمعہ کے لیئے ایک جوڑا خرید لے (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ) حدیث ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے بدن پر کملی دیکھکر یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی (رواہ ابن ماجہ) مترجم کہتا ہی کہ ام المومنین نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اول زمانے مین لوگ خود اپنے ہاتھ سے کام کاج کرتے اور کملی کے موٹے لباس مین پسینے سے بدبو اڑتی تھی اسلیئے غسل کا حکم دیا تھا یعنے اس ضرورت سے واجب فرمایا تھا پھر جب یہ مشقت جاتی رہی اور اللہ تعالیٰ نے جہاد سے سامان دیا اور کام کاج کے لیئے غلام دیے تو وہ سبب نہین رہا پھر غسل بھی واجب نہین رہا ابن کثیرؒ نے لکھا کہ قولہ اذا نودی للصلوۃ جب نماز کے لیئے ندا دی جاوے ۔ھ۔ اس اذان سے وہ اذان مراد ہی جو آج کل کے معمول پر دوسری اذان پڑتی ہی جو خطبہ پڑھنے والے کے سامنے دی جاتی ہی اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دیجاتی تھی جب آپ حجرۂ مبارک سے نکلکر منبر پر بیٹھتے تھے رہی یہ اذان جو آج کل اول دی جاتی ہی تو اسکو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے زیادہ کیا ہی تو یہ اسوجہ سے ضرور ہوئی کہ لوگون مین زیادہ کثرت ہوگئی تھی چنانچہ امام بخاری نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم و ابی بکر و عمر کے عہد مین روز جمعہ کو پہلی اذان وہ تھی جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت اسکے سامنے کہی جاتی تھی پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہوا اور لوگون کی کثرت ہوئی تو عثمان رضؓ نے زوراء پر تیسری اذان بڑھائی ابن کثیرؒ نے کہا کہ زوراء ایک مکان ہی جو مسجد کے قریب مدینہ مین سب سے اونچا مکان تھا مترجم کہتا ہی کہ اسکو تیسری اذان باعتبار وجود کے کہا گیا کیونکہ اول اذان تو امام کے روبرو تھی پھر دوسری اذان وہ ہی جسکو اقامت کہتے ہین پھر زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ مین سب مہاجرین و انصار کی موجودگی مین بدون کسی کے انکار کے یہ تیسری اذان ظاہر ہوئی جو ترتیب کی راہ سے اول کہی جاتی ہی اب سوال یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے روز جمعہ کی اذان کے وقت خرید فروخت چھوڑنیکا اور نماز کی طرف چلنے کا حکم دیا ہی تو کیا یہ اذان جو اول کہی جاتی ہی اسکو سنکر خرید فروخت چھوڑی جاوے یا جب امام منبر پر آوے یعنے وہ اذان مراد ہی جو آیت کے نازل ہونے کے وقت اول اذان تھی (جواب) یہ کہ ابن کثیرؒ نے بحوالہ نابسی فقیہ کا قول ذکر کیا کہ آیت مذکورہ

زوال کے وقت جو اذان اول تھی اسیکا یہ حکم ہی کہ خرید فروخت چھوڑی جاوے **مترجم** کہتا ہی کہ بعض علما رح نے کہا کہ اصل مقصود یہ ہی جمعہ کے دن جب اذان دیجاوے تو دنیاوی شغل چھوڑ دو اور نماز کی طرف چلو پھر یہ مسلم ہی کہ جو اذان بالفعل اول سنی جاتی ہی یہ روز جمعہ کی اذان ہی اور یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد سے باجماع صحابہ ہی تو اسکا اعتبار ضروری ہو گیا پس حکم مذکور اس اذان سے متعلق ہو گیا کیونکہ آیت مین یہ تصریح نہین ہی کہ جب فلان اذان دیجاوے بلکہ حکم عام بطور کلیہ ہی یعنے جب روز جمعہ کو اذان دی جاوے جمہور علما نے کہا کہ حکم خاص اسوقت اذان خطبہ سے متعلق ہو چکا اسیواسطے اسکو تیسری اذان کہا گیا اور آیت مین بھی اشارہ خاص ہی کہ ذکر الٰہی سننے چلو اور بالاتفاق اس سے خطبہ ضرور مراد ہی خواہ فقط یا مع نماز ہو تو معنی یہ کہ جب جمعہ کے روز خطبہ کے لیئے اذان دی جاوے یعنے جب امام منبر پر آوے تو خرید فروخت چھوڑ کر خطبہ سننے چلو پس حکم بدل نہین سکتا حتی کہ محققین نے کہا کہ سب علماء کے نزدیک ندا سے خطبہ کے وقت ندا مراد ہے **ابن کثیر** رح نے لکھا کہ علمائے اتفاق کیا کہ خرید فروخت حرام ہونا بالفعل کی ترتیب سے دوسری اذان کے بعد ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اذان سے مطلب یہ تھا کہ دور دور کے لوگ جمع ہو جاوین تا کہ جب اول اذان وقت برآمد ہونے امام کے اور خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھنے کے کہی جاوے تو خرید و فروخت کی گفتگو ختم کر کے خطبے کے لیئے متوجہ ہون **ابن کثیر** رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جمعہ کی اذان پر سعی کرو یہ جمعہ کی حاضری کا حکم آزاد بالغین مردون کے واسطے ہی عورتون و لڑکون و غلامون کو نہین ہی اور مریض بھی معذور رہا اور اسیطرح مریض کی خبر گیری لینے والا اور مرد مسافر اور جو کوئی عذر شرعی رکھتا ہو حاضری سے معاف کیا گیا ہی چنانچہ فقہ کی کتب فروع مین سب مفصل مذکور ہے **خطیب** رح نے لکھا کہ نماز جمعہ فرض عین ہی ہر ایسے شخص پر جو مسلمان بالغ عاقل آزاد ہو اور مرد ہو یعنے عورت نہو اور مقیم ہو یعنے مسافر نہو بشرطیکہ اسکو کوئی عذر نہو جو کتب فقہ مین مذکور ہین **مترجم** کہتا ہی کہ اس طریقے بیان سے ظاہر ہوا کہ عورت و مسافر پر ابتدا سے فرض ہی نہین ہوتا ہی اور مقیم مریض پر واجب ہوا تھا مگر وہ بیماری کی وجہ سے معذور ہوا اور حق یہ ہی کہ مسلمان عاقل بالغ پر فرض لیکن صحت شرط ہی اسیطرح آزادی شرط ہی اور ظہرین بھی خارج ہوئین اسیطرح ہر معذور خارج ہوا واللہ تعالیٰ اعلم **خطیب** رح نے لکھا کہ جس شخص نے جمعہ کو بے پروائی سے بغیر عذر کے ترک تو اسکے حق مین خوفناک دھمکی ہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ اقوام جمعات چھوڑنے سے باز رہین ورنہ اللہ تعالیٰ انکے دلون پر مہر کر دیگا پھر وہ غافلین سے ہو جاوینگے **مترجم** کہتا ہی کہ بعض علما رح نے کہا کہ جمعات سے یہان نماز جماعت مراد ہی اور اکثر علما رح نے کہا کہ نہین یہان جمعہ مراد ہی اور اسکی تائید دوسری حدیث سے موجود ہی کہ جس شخص نے تین مرتبہ جمعہ کو ہلکا سمجھکر چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اسکے دل پر مہر کر دیتا ہی واللہ تعالیٰ اعلم **ابن عادل** نے کہا کہ بعض شافعیہ سے نقل کیا گیا کہ جمعہ فرض عین نہین بلکہ فرض کفایہ ہی فرض عین یہ کہ فرض ہونا ہر شخص کی ذات پر ہی جیسے پنجوقتی نماز ہر شخص پر فرض ہی اور فرض کفایہ کے یہ معنی کہ اگر کچھ لوگ جمع ہو کر یہ نماز ادا کرین تو کفایت ہی اور باقیون کے ذمہ سے ساقط ہو جاویگی لیکن جنھون نے ادا کی انھین کو ثواب عظیم ملا اور باقیون پر گناہ نہین ہوا جیسے نماز جنازہ فرض کفایہ ہی چنانچہ اگر کسی مسلمان مرد سے کوئی نماز نہ پڑھے تو سب کے سب گنہگار ہونگے اور اگر ایک جماعت نے نماز پڑھ دی تو ثواب پایا اور باقیون کے ذمہ گناہ نہو گا اور حدیث سے ثبوت ہی کہ ابتدا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرضدار میت پر نماز نہین پڑھتے تھے جسنے ادائے قرضہ کا ذریعہ نہین چھوڑا ہی اور اگر نماز فرض عین ہوتی تو آپ انکار نہ فرماتے **خطیب** رح نے لکھا کہ اگر اندھے نے کوئی آنکھون والا پایا جو اسکو جامع مسجد مین پہونچا دے تو اسپر واجب ہی اسیطرح بوڑھا پھوس جو بغیر مشقت کے سواری پر جا سکے اسپر بھی نماز واجب ہی اسیطرح لنجے کو اگر سواری پھانا بغیر مشقت کے ممکن ہو تو واجب ہی **مترجم** کہتا ہی کہ یہ شافعیہ کا اجتہاد ہی اور حنفیہ کے نزدیک یہ لوگ معذور ہین کیونکہ انکو استطاعت ذاتی نہین ہی واضح ہو کہ جو لوگ معذور ہین اور جمعہ انپر فرض نہین ہی باوجود اسکے اگر وہ لوگ جمعہ مین حاضر ہوے تو اسوقت کا فریضہ انسے ادا ہو گیا یعنے انپر ظہر کا فریضہ باقی نہین رہا اور اگر جمعہ مین حاضر نہوتے تو انپر فرض ظہر کا ادا کرنا لازم تھا **خطیب** رح نے لکھا کہ علما مین اختلاف ہی کہ کس مقام پر

جمعہ قائم کیا جائے اور کسقدر تعداد ہو اور جہان جمعہ قائم ہو وہان سے کتنی دور تک کے لوگون پر حاضری واجب ہو اور اصل مین اس
یہ ہے کہ فقہا کے نزدیک جمعہ مقتضی جماعت ہے اور اسکا حال دیگر فرائض پنجگانہ سے جدا ہے لہذا شرائط کا اعتبار لازم ہے اور ہمری خیال
ناہر یہ کہتے ہین ان اسرار سے واقف نہین ہوتے لہذا بغیر فقہ کے کلام کرتے ہین جیسے شیخ البیان سے نقل ہو چکا خطیبؒ نے
لکھا ہے منجملہ اوا فقہا کے ایک قول یہ ہے کہ جس آبادی مین چالیس آدمی مرد بصفت مذکورہ سابق ہون یعنی مسلمان عاقل بالغ آزاد مقیم ہون
باستثنائے عورتون کے تو اُنپر واجب ہے کہ ظہر کے مقام پر جمعہ قائم کرین یہ قول حضرت عبداللہ بن عمر سے منقول ہے اور یہی خلیفہ عمر بن
عبدالعزیز تابعی کا قول ہے اور یہی شافعی و احمد و اسحق کا مذہب ہے اور یہ کہتے ہین کہ اس صفت کے چالیس مردون سے کم ہونیکی صورت مین
جمعہ منعقد نہوگا بلکہ ظہر پڑھین اور عمر بن عبدالعزیز رح نے چالیس کے باوجود یہ شرط لگائی کہ انمین والی بھی ہو یعنے حاکم شرع مانند خلیفہ و قاضی
وغیرہ کے اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک تین مقتدی اور ایک امام سے جمعہ منعقد ہوجاتا ہے لیکن والی کا ہونا اُسکے نائب کا ہونا شرط ہے اور
اور ابوحنیفہ رح نے کہا کہ جمعہ کسی مقام پر نہین قائم کیا جائیگا سوائے مصر جامع کے **اقول** فقہاے حنفیہ نے مصر جامع کے معنی مین اختلاف کیا بعض نے
کہا کہ مصر جامع ایسا شہر جسمین والی یا نائب موجود ہو در مختار مین نقل کیا کہ سلطان کی طرف سے عام اجازت واقع ہو چکی ہے بعض نے کہا کہ باوجود
اسکے وہان حدود شرعی جاری ہون مثلاً چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہو اور زانی کو سنگسار کیا جاتا ہو بعض نے کہا کہ اس شہر کی بڑائی اسقدر ہو کہ وہان
سب سے بڑی مسجد مین جو وہان ہو نہ سمائین **خطیب** رح نے لکھا کہ امام اوزاعی و ابو یوسف کے نزدیک تین ہی مردون سے جمعہ منعقد ہوجاتا ہے بشرطیکہ
ان تین مین والی موجود ہو یعنے ایک والی ہو اور دو مقتدی ہون اور حسن و ابو ثور نے کہا کہ فقط دو آدمیون سے جمعہ منعقد ہوجاتا ہے جیسے دیگر نمازون
مین ہوتا ہے **اقول** انکے نزدیک والی کا ہونا ضرور نہین لیکن جماعت کے تحقیق معنے نہ پائے گئے اسلیئے کہ دو فقط تثنیہ ہے جسکو کبھی جمع بھی کہتے ہین
جیسے میراث مین ہے اور کبھی نہین چنانچہ حدیث مین ہے کہ سفر کرنے مین اکیلا شیطان ہے یعنی شیطان کا ساتھی ہے اور دو ہون تو دو شیطان ہین اور تین
ہون تو البتہ رکب یعنی شتر سوارون کی جماعت ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہان دو کو جماعت نہین رکھا **خطیب** نے لکھا کہ شعبہ رح نے کہا کہ بارہ مردون سے
جمعہ منعقد ہوتا ہے واضح ہو کہ گانون والون پر جمعہ واجب نہین ہوتا مگر ایسی صورت مین جب کسی مقام سے اذان سنین مثلاً شہر کے نزدیک گانون
ہے اور درمیان مین کھیت وغیرہ سے کچھ فاصلہ چھوٹ جاتا ہے پھر شہر بہت بڑھ گیا حتی کہ شہر کے کنارے بھی ایک مسجد مین جمعہ قائم ہوا اور
موذن نے شہر کے کنارے کھڑے ہوکر اسطرح اذان دی کہ گانون والے جو کہ کھیتون پر آئے تھے اُنھون نے آواز سنی تو اُنپر واجب
ہوا کہ جمعہ مین حاضر ہون اور اگر نہ سنی تو اُنپر جمعہ نہین ہے اور یہی امام شافعی و احمد و اسحق کا قول ہے اور شرط یہ ہے کہ آواز سننا ممکن ہو ایسے وقت مین
جب شور غل نہوا اور تندہوا نہوا اور موذن بلند آواز ہو پس ہر موضع جہان کے لوگون کو ایسی صورت مین آواز پہونچ سکتی ہو اُنپر حضوری جمعہ واجب
ہے ورنہ واجب نہین ہے سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ ہر ایسے شخص پر جمعہ واجب ہے جو جمعہ پڑھکر رات کو اپنے گھر مین آرام کر سکے یعنے دن ہی دن مین
واپس آوے **زہری** رح نے کہا کہ جو شخص جامع مسجد سے چھ میل پر ہو اسپر جمعہ واجب ہے اور **ربیعۃ الرائی** رح نے کہا کہ چار میل تک جمعہ واجب ہے
امام مالک و لیث بن سعد نے کہا کہ تین میل تک جمعہ واجب ہے ابوحنیفہ رح نے کہا کہ سوائے شہر جامع کے کہین جمعہ واجب نہین خواہ گانون قریب
شہر کے ہو دلیل شافعی رح کی یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم کی مسجد کے بعد بحرین کے گانون جواثا مین عبدالقیس کی مسجد مین
جمعہ قائم ہوا (صحیح بخاری) اور سنن ابوداؤد مین بھی اسکے مانند موجود ہے **خطیب** نے لکھا کہ حدیث مین ہے کہ جمعہ کے روز اللہ تعالی دوزخ سے چھ سو
بندے آزاد فرماتا ہے اور حدیث مین ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن مرا اسکے لیئے شہید کا ثواب لکھا جاتا ہے اور فتنۂ قبر سے بچا دیا جاتا ہے
خطیب نے لکھا کہ جمعہ کی رات و دن مین کثرت سے دعا مانگنا خوب ہے کیونکہ دن مین شاید وہ ساعت ملجاوے جسمین ہر دعا قبول ہوتی
ہے اور وہ ساعت بہت خفیف ہے اور زیادہ امید اُسوقت ہے جب سے خطیب خطبہ کے لیئے بیٹھتا ہے یہانتک کہ نماز سے فارغ ہوتا ہے جیسا کہ

صحیح مسلم حدیث سے ظاہر ہوتا ہو **مترجم** کہتا ہو کہ یہی قول قوی ہو کہ یہ ساعت قیام خطیب سے فراغت نماز تک ہو اگر کوئی کہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ وہ بعد عصر کے غروب تک ہو چنانچہ امام ترمذی وغیرہ نے روایت کیا جو آپ یہ ہو کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے غالبًا اسکو کتب اول سے نکالا ہو اور ہر روز عصر کے بعد مغرب تک افضل وقت ہو چنانچہ حدیث مین اسکی فضیلت خاص مذکور ہو اور حضرت سیدۃ النسا رضی اللہ عنہا بھی اسوقت سے غروب تک دعا مین مشغول رہتی تھین اور ایک حدیث مین ہو کہ ہر روز رات سے دن تک ایک ساعت ایسی ضرور ہوتی ہو پس جمعہ کے واسطے جس ساعت کا ذکر ہو وہ خاص زائد ہو پس حدیث کے موافق خطبہ سے فراغت نماز تک ہو پھر دوسری ساعت بھی ہر روز کے مثل ہو تو وہ شاید بعد عصر کے غروب تک ہو اور جمعہ کی فضیلت کی وجہ سے اسیوقت دون مین رکھی گئی لیکن خطیب رحمہ نے نووی سے نقل کیا کہ شاید یہ ساعت روز جمعہ مین بھی منتقل ہوتی رہتی ہو کیونکہ ایک روایت مین آیا ہو کہ جمعہ بارہ ساعات ہو انمین سے ایک ساعت ایسی ہو کہ جس بندۂ مسلمان نے اُسکو پایا اور اسمین کوئی دعا کی تو وہ ضرور قبول ہوگی پس اس ساعت کو عصر کے بعد آخر ساعت مین تلاش کرو اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ شاید ہمیشہ وہ منتقل ہوتی رہتی ہو جیسے قول مختار کے موافق شب قدر کا حال ہو کہ وہ رمضان مین کسی سال کوئی رات ہوتی ہو اور دوسرے سال دوسری رات ہوتی ہو اور اسی قیاس پر جمعہ کی رات مین بھی دعا کی کثرت کرنی چاہیئے اور شافعی رحمہ نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہو کہ شب جمعہ مین دعا قبول ہوتی ہو اور واضح ہو کہ جمعہ کی شب مین اور دن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت کثرت سے درود پڑھنا مستحب ہو کیونکہ حدیث مین وارد ہو کہ جمعہ کی رات مین اور دن مین مجھپر درود پڑھنے مین بہت کثرت کرو۔ اور خطیب رحمہ نے یہ بھی لکھا کہ جمعہ کی رات اور دن مین بہت کثرت سے سورۂ کہف پڑھے اقول شاید کثرت کا لفظ سہو ہو اور مراد یہ کہ سورہ کہف تلاوت کرے اور لکھا کہ ایک روایت مین آیا ہو کہ جسنے جمعہ کی رات مین سورۂ کہف پڑھا تو اسکے لیئے بیت العتیق تک نور مضئی ہوگا یعنے نہایت روشنی سے روشن ہوگا اور ایک روایت مین ہو کہ جسنے جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھا تو اسکے لیئے دوسرے جمعہ تک نور مضئی ہوگا **مترجم** کہتا ہو کہ اول روایت مین خطیب رحمہ نے لکھا کہ بیت العتیق تک الخ ظاہر مراد اس سے خانہ کعبہ ہو جیسا کہ سورہ حج مین منصوص ہو اور ایک روایت مین اسکی تفسیر بیت المعمور تک ہو یعنے زمین پر خانۂ کعبہ کے محاذی آسمان ہفتم پر بیت المعمور تک ظاہر اسمعنے یہ کہ یہ شخص پڑھنے والا جہان زمین پر مدفون ہوگا قیامت مین اُس سے خانۂ کعبہ تک نور ہوگا اور یہ نور عالم بالا کے بیت للعمور تک مضئی ہوگا واضح ہو کہ مضئی اسم فاعل اضارت سے ہو اور بعض اہل لغت نے زعم کیا کہ ضیا سے نور قوی ہوتا ہو اور محققین نے کہا کہ نہین بلکہ برعکس ہو اور اسکو شیخ محقق ابن الاثیر رحمہ اللہ تعالے نے شرح التحریر لابن الہمام مین اختیار کیا بدلیل قولہ تعالیٰ جعل الشمس ضیاء والقمر نورا یعنے اللہ تعالے نے آفتاب کو ضیا کر دیا اور چاند کو نور کیا ہ۔ اور بعض نے زعم کیا کہ ضیاء وہ ہو جو بذات خود روشن ہو اور نور جو ضیا سے منور ہو اور اس شخص کی غرض یہ کہ فلسفی خیال سے مطابقت کرے کہ آفتاب خود روشن ہو اور اس سے چاند کو روشنی پہونچتی ہو اور یہ بجا نا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پاک نامون مین سے ایک نام نور ہو **مترجم** کہتا ہو کہ یہ اعتراض کچھ نہین ہو اسلیئے کہ اللہ تعالے کے نام پاک (نور) سے یہ معنی نور کے مراد نہین ہو سکتے کیونکہ اس صورت مین جسطرح ہمکو نور معلوم ہو اسیطرح معلوم ہونا ضرور رہتا اسلیئے دیکھتے ہو کہ قولہ تعالے اللہ نور السمٰوات الآیہ مین منور کرنے والا مراد لیا گیا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **شیخ ابن کثیر** رحمہ نے لکھا کہ آیت مین یہ حکم ہو کہ جب اذان جمعہ سنو تو ذکر الٰہی سننے کے لیئے چلو اور بیع چھوڑ دو ہ۔ علما متفق ہین کہ فی الحال جس ترتیب سے اذانین ہوتی ہین جب انمین سے دوسری اذان وہ ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے دونون خلفا کے عہد مین معمول تھی تو خلاصہ یہ ہوا کہ جمعہ کے روز جسوقت دوسری اذان سنے اسوقت خطبہ سننے کے لیئے چلنا فرض ہو اور بیع چھوڑنا فرض ہو حتی کہ دوسری اذان کے بعد بیع کا معاملہ کرنا حرام ہو **سوال** اگر کسی نے بدکاری کے طور پر اذان دوم کے بعد بیع کا معاملہ کیا تو کیا یہ بیع منعقد ہوگئی یا نہین **جواب** اسمین دو قول ہین ایک قول مین بیع

Marfat.com

ہوگئی لیکن دونون نے حرام کیا قول دوم یہ کہ بیع صحیح نہین ہوئی اور بفائدہ حرام کام کا مرتکب ہوا اور یہ مسئلہ کتب فقہ مین مصرح ہی اور آیت سے ظاہر ہی واللہ تعالیٰ اعلم (تفسیر ابن کثیر) اور خطیبؒ نے لکھا کہ عامۂ علماءؒ کے نزدیک بیع فاسد نہین ہوتی یعنے یہ شخص نافرمانی سے فاسق ہوا بیع علیحدہ کام ہی وہ ہوگیا اسلیئے کہ اذان سننے کے بعد جو وقت ہی اسوقت بذات خود بیع حرام نہین ہی بلکہ اسوجہ سے حرام ہوجاتی ہی کہ اللہ تعالیٰ کی جانب چلنے سے مانع ہی تو اُسکی مثال ایسی ہی جیسے نماز خود اچھی چیز ہی لیکن کسیکی چھینی ہوئی زمین پر پڑھنا ایک گناہ ہے اگرچہ نماز ادا ہوگئی جیسے وضو اچھا ہی اور غیر کے چھینے ہوئے پانی سے وضو ہوگیا لیکن اس بدکاری کے ساتھ ملے ہونے سے کراہت ہی اور بعض لوگون نے کہا کہ نہین بلکہ اذان دوم کے وقت بیع فاسد ہی خطیبؒ نے لکھا کہ بیع سے مراد خرید و فروخت ہی کیونکہ بیع دونون باتون کو شامل ہی پھر حرام ہونیکا وقت دوسری اذان پر ہی اور امام زہریؒ نے کہا بلکہ جب امام نکلکر منبر پر آوے اور ضحاکؒ نے فرمایا کہ آفتاب ڈھلتے ہی بیع حرام ہی مترجم کہتا ہی کہ شاید امام زہریؒ نے یہ علت نکالی کہ خطبہ سننے مین خلل کیوجہ سے بیع حرام ہوتی ہی وہ جبکہ امام نکلے ضحاکؒ نے خیال فرمایا کہ یہ بات کسی قاعدے مین منضبط نہین ہوسکتی ہی کیونکہ تاخیر کرنے والے بہت وقت ضایع کرینگے لہذا اول وقت سے حرمت عارض ہوگئی خطیبؒ نے کہا کہ ذکر الٰہی سننے مین جو چیز حائل ہو حرام ہی لیکن بیع کو خاصکر اسوجہ سے ذکر فرمایا کہ جمعہ مین لوگ دور دور آبادیون سے آکر جمع ہوتے ہین اور بازارون کی رونق بھی قریب دوپہر کے ہوتی ہی تو ایسے مجمع مین تجارت کی رونق اور خرید فروخت کی کثرت واقع ہوتی ہی جس سے آدمی کو بھول جانیکا فتنہ عارض ہوتا ہی لہذا حکم دیا گیا کہ دنیا کی تجارت چھوڑو اور آخرت کی تجارت کے لیئے سعی کرو (السراج) اور محمد بن کعب القرظیؒ سے روایت ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلعم مین سے دو شخص ملک شام کو آیا جایا کرتے تھے اور بسا اوقات وہ اپنا قافلہ ایسے وقت مین لاتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو لوگون نے مال نکل جانے کے خیال سے معاملہ پورا کرنا چاہا اور ٹھہر گئے تب یہ آیت نازل ہوئی اور بیع حرام کی گئی اس روایت کو عبد بن حمید نے مسند مین لکھا ہی کشاف مین ہی کہ عامۂ علماء کے نزدیک بیع کا معاملہ واقع ہوجائیگا جیسے چھینی ہوئی زمین مین نماز پڑھنے سے ذمہ ہلکا ہوجاتا ہی اور امام مالکؒ نے کہا کہ اسوقت مین بیع وغیرہ کے عقود فسخ کردیے جاوینگے تنبیہ سراج وغیرہ مین ہی کہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کو ذکر الٰہی قرار دیا ہی پس ہر ذکر الٰہی خطبہ ہوا اسی سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اگر خطبہ پڑھنے والے نے فقط الحمد للہ کہا یا سبحان اللہ کہا یا اسی کے مانند ذکر الٰہی کیا تو سب سے کم مرتبہ کا خطبہ ادا ہوگیا اقول یعنے خطبہ واجب ہی پس اسقدر سے واجب ادا ہوگیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا کہ آپ نے منبر پر چڑھکر الحمد للہ کہا پھر زبان بند کرلی تو آپ نے کہا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس مقام کے لیئے پہلے سے خطبہ سوچ رکھتے تھے اور یہ تم جانتے ہو کہ تمکو ایسے زمانے مین ہو کہ خالی زبانی باتون کی تمکو ضرورت نہین ہی بلکہ عمل کرنے مین امام تمھارا مددگار ہونا چاہیئے اور خالی خطبہ کا زمانہ تو آگے آتا ہی یہ کہکر منبر سے اتر آئے اُسوقت جماعت صحابہؓ کا مجمع تھا مگر کسی نے انکار نہین کیا یعنے کسی نے نہین کہا کہ یہ خطبہ نہین ہوا تو معلوم ہوا کہ اسیقدر کافی ہی امام ابو یوسفؒ و محمدؒ و شافعیؒ نے کہا کہ خطبہ کیلیئے ضرور ایسا کلام ہونا چاہیئے کہ عرف مین اسکو خطبہ کہین پھر خطیبؒ نے کہا کہ نماز جمعہ کے واسطے ارکان و شروط ہین جنکا ذکر کتب فقہ مین تفصیل کے ساتھ موجود ہی اقول مین نے تفسیر ابن کثیرؒ سے اسکا خلاصہ مع زوائد کے ذکر کردیا ہی خطیبؒ نے کہا کہ اگر کہا جاوے کہ خطبہ کو ذکر الٰہی کہا گیا حالانکہ اسمین دوسرون کا ذکر بھی ہوتا ہی مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے خلفاء راشدین و اتقیاء مومنین و بندگان صالحین مع وعظ و نصیحت وغیرہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آل و اصحاب کا ذکر درود و ثنا و صفت کے ساتھ اور وعظ و نصیحت یہ سب یاد الٰہی کے حکم مین ہی لیکن اخیر زمانے مین یہ طریقہ شروع ہوا کہ جامع مسجد کے خطباء نے ظالم بادشاہون کا ذکر کیا اور انکے لیئے لمبے چوڑے القاب بیان کیئے اور انکے لیئے بڑی بڑی دعائین مانگنی شروع کین تو یہ سب شیطان کے ذکر مین داخل ہی کیونکہ وہ لوگ اکثر ظالم بادشاہ فاسق فاجر شراب خوار و بدکردار ہوتے ہین تو یہ سب انکے حق مین جھوٹ

محض کذب وظلم وفسق وفجور ہی اور غور کرو کہ جب خطبہ پڑھا جاتا ہو اسوقت اگر کوئی کچھ بات کرے تو وہ بدکار ہی اور اگر کوئی اس سے کہے کہ جب رہو تو اسنے لغو کیا حالانکہ حدیث کے اشارے مین ہی کہ جسنے لغو کیا اسکے لیئے جمعہ کی فضیلت نہین ہی پھر بھلا خود یہ شخص جسکو تمنے اپنا پیشوا امام بنایا ہی کیا ایسی بیہودہ گوئی اور دروغ سے لغو بلنے والا نہوگا اور جب تمھارا امام ہی لغو ہوا اور اُسکا جمعہ ندارد ہوا تو تمھارا جمعہ کیا ہوگا ہائے افسوس وہ جمعہ جسکی فضیلت و برکت سے تمام ملک مین رحمت وعزت تھی تمنے اپنی معصیتون سے ضائع کیا اور رحمت عظمیٰ سے محروم ہوئے الٰہی ہم تیری ہی بارگاہ عزت مین فریاد کرتے ہین کہ اسلام ایسا شاذ نادر رہگیا اور ہر چیز بدل گئی اور بدکاری اور ذلت کے ایام نزدیک ہین الٰہی ان ایام کو ہمسے دور فرما اور اپنی رحمت سے ہمکو سرفراز کر اور اپنے نام پاک وحدہ لاشریک کی بلندی سے ہمکو عزت دے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر واللھم صل علی سیدنا عبدک ورسولک محمد واٰلہ وصحبہ وبارک وسلم (السراج وغیرہ) مترجم کہتا ہی کہ اب مسلمانونمین بے انتہا جہالت یہ ہی کہ وہ لوگ سو پچاس پہلے کے مسلمانون کو نہایت مستقیم طریقے پر سمجھتے تھے انکو یہ خبر نہین ہی کہ چھ سو برس سے زیادہ ہوا کہ اسلام نایاب ہوگیا اور کفر واسلام خلط ہوتے ہوتے بہت ہی منقلب صورت ہوگئی ہی ہمکو چاہیئے کہ حضرات سلف صالحین صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کے حسن اعتقاد اور خوبی اعمال ونور ایمان اور عمدہ اخلاق کو قدیم کتابونسے تلاش کرین کیونکہ اس زمانے مین جنلوگون نے کتابین اور رسالے اردو وغیرہ مین لکھے ہین یہ سب خود ایسے ہی بدکار خطیب ہین جو دنیا کے لیئے دین بیچتے ہین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انکو خرید وفروخت دنیا سے چھوڑا کر ذکر الٰہی یعنے خطبے کے لیے بھیجا تھا افسوس کہ یہان اُسنے دین بیچکر دنیا خریدنی شروع کی نعوذ باللہ من ذلک مین تمسے ایک واقعہ نقل کرون کہ سلطان سلجوقی خراسان سے بغداد گیا کہتے ہین کہ سلطان کی لمبی ٹوپی اور دراز داڑھی تھی ٹوپی کی چوٹی سے داڑھی کے نیچے تک دو ہاتھ تھا سلطان دیندار پرہیزگاری وعدل مین ساعی تھا بغداد مین خلیفہ کی تعظیم تکریم وزیارت کرکے دیار بکر کی جانب روانہ ہوا اور ان ملکون کو فتح کرکے بہت سی فوج جانب اصفہان رخصت کی اور خود باقی فوج کے ساتھ جو قریب چالیس ہزار کے تھی سرحد روم کی طرف چلا تاکہ سرحد کی سیر کرتا ہوا طہران وغیرہ کی راہ سے دارالسلطنت مین آوے جب قریب سرحد کے پہونچا تو نا گاہ جاسوسون نے خبر دی کہ روم کا بادشاہ نصرانی قریب تین لاکھ فوج کے ساتھ لیے ہوے سرحد سے اُتر کر ممالک اسلام کو فتح کرنے کے قصد سے موجود ہی یہ خبر سنکر سلطان متفکر ہوا اور وزیر وسرداران فوج نے کہا کہ حضرت سلطان چند قدم پیچھے ہٹ چلین تاکہ فوج ممالک خراسان کی بیشمار فوجین آپ سے ملحق ہوجاوین اسوقت اس دشمن سے مقابلہ کرکے اچھی طرح اُسکو سزا دی جاوے سلطان کچھ تامل کے بعد فرمایا کہ فضل الٰہی سے میرے بیٹے اور بھائی بھتیجے ان ملکون مین مع افواج موجود ہین وہ خود آوینگے اگر ضرورت ہوگی بالفعل مین بعزم جہاد سوار ہوتا ہون تاکہ میرا مالک مولی جل جلالہ مجھے کافرون سے پیچھے ہٹتا ہوا نہ دیکھے اور فوج کو دلاسا دیا اور ایک قاصد بھیجا کہ اے رومی یہ سرکشی کیون اختیار کی ہی بہتر ہوگا کہ خراج قبول کرکے واپس ہو شاہ روم نے ایلچی کو مارا اور ذلیل وخوار کیا اور کہلا بھیجا کہ نصف ملک ان اضلاع سے مع خراج قبول کر نہین تو مع افواج قاہرہ کے کل تمھارا نشان باقی نہ رکھونگا سلطان نے اپنے سردارون کو جہاد کی ترغیب دی اور تیاری کا حکم دیا فوج کے واسطے موقع مناسب تجویز کرتے وقت وزیر نے ایک غلام کو نکال ڈالا سلطان نے فرمایا کہ اسکو مجاہدین مین داخل کرو یہ دیندار بندۂ الٰہی ہی تم نہین جانتے کہ شاید اللہ تعالیٰ اسی کو قوت دے کہ یہ نصرانی شاہ رومی کو گرفتار کرے اتفاقاً جو کچھ سلطان کی زبان مبارک پر گزرا تھا وہی واقع ہوا الغرض سلطان نے لشکر آراستہ کرکے مقابلہ کا سامان کیا اُس دن کے سلطان کے لباس جنگ کے نیچے کفن تھا جو شوق شہادت سے پہن لیا تھا چنانچہ جب بعد فتح کے لباس اُتارا تو اسکے نیچے سے جامۂ کفن ظاہر ہوا سلطان نے فوج مجاہدین کو حکم دیا کہ آج روز جمعہ ہی تم لوگ جنگ مین طول دو یہانتک کہ جب ممالک اسلام مین خطیب منبرون پر یہ دعا مانگتے ہین کہ الٰہی امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت عطا فرما اسیوقت میری تکبیر پر تم سب بھی حملہ کیجیو کیونکہ وہ وقت اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کی نزول رحمت کا وقت ہی اور ممالک اسلام کے یہ بندے اپنے رب عزوجل سے دعا مانگتے ہین انشاء اللہ تعالیٰ ہم فتح پاوینگے
سلطان کی ہدایت کے موافق افواج مجاہدین نے ایک ایک میدان مین نکلکر قتال شروع کیا اور نصرانی رومی جو مقابل آتے تھے
مارے جاتے تھے یہ دیکھکر قیصر روم نے جانا کہ اگر اسیطرح ایک ایک کی جنگ کی جاوے تو شاید یہ مٹھی بھر مجاہدین اسکی تمام
فوج کو سر کرنے کے واسطے کافی ہونگے لہذا اسنے فوج بڑھائی لیکن اسطرف سے سلطانی حکم کے مطابق ایک نے میدان مین بڑھکر فوج
کو روکا اور ہر طرف سے یہی کیفیت ہوئی یہانتک کہ قریب دوپہر کا وقت ہوا کہ قیصر روم نے تمام فوج سے حملہ کیا کیونکہ قیصر کو یہ زعم ہوا کہ سلطان
قدم پیچھے ہٹاتا ہی اور مجاہدین بھاگنے والے ہین حالانکہ مجاہدین اسوقت دعا کے منتظر تھے اسیواسطے قدم بقدم پیچھے ہٹتے جاتے تھے یہانتک
کہ آفتاب ڈھلا اور یکایک سلطان غازی رح نے بہت بلند آواز سے تکبیر کہی گویا مجاہدین کی قالب مین جان آگئی اور یکایک مجاہدین نے
باواز بلند تکبیر کہی اور حملہ کیا کافرون کے دل نعرہ تکبیر اللہ اکبر سے دہل گئے اور یہیم مجاہدین کی تلوارین بجلی کی طرح کوندتی ہوئی انپر گرین
اس ہیبتناک منظر مین آدمیون کی اگلی صفین مانند دیوار بوسیدہ کے مسمار ہوگئین اور بقیۃ السیف نے بری طرح شکست کھائی اور بکثرت
رومی سردار مارے گئے اور قیصر نے زخمی ہوکر بھاگنا چاہا تھا کہ اسی غلام نے جسکے واسطے سلطان نے سفارش کی تھی پہونچکر وار کیا قیصر نے
زخمی ہوکر اپنے آپکو گھوڑے سے گرادیا کہ شاید جان بچ جاوے لیکن غلام نے اسکے ساز و سامان کے واسطے اُتر کر چاہا کہ اسکا کام تمام کرے
قیصر نے فوراً اپنا نام ظاہر کیا اور عاجزی کی کہ اُسکو رہا کرے اور شکرانہ و فدیہ قبول کرے غلام نے نہ مانا ولیکن زندہ گرفتار کرکے سلطان کی بارگاہ
کے دروازے پر لایا سلطان اسوقت نماز مین تھے قصہ مختصر قیصر نے نہایت عاجزی و صدق دلی سے خراج قبول کیا اور جان بخشی پائی
مترجم کہتا ہی کہ اول زمانہ مین سلاطین و اہل اسلام اس نعمت کی ایسی قدر کرتے تھے اور خطبا کسی بادشاہ ظالم کی جھوٹی تعریفین کرکے
دین کو بیچ نہ کرتے اور نہ اس دولت کو لغو رائیگان کھوتے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے توفیق عطا فرماینوالا ہی واللہ خیر الرازقین ابن بشیر رح
نے لکھا کہ بعض سلف سے روایت ہی کہ جمعہ کے روز بعد نماز کے جسنے خرید فروخت کی اللہ تعالیٰ اسکے لیئے ستر مرتبہ برکت عطا فرماتا ہی اور
حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص کسی بازار مین داخل ہوا اور اُسنے دنیاوی شغل سے مُنھ موڑکر کہا کہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک و
لہ الحمد و ہو علی کل شئ قدیر تو اللہ تعالے اُسکے لیئے ہزار در ہزار نیکیان لکھتا ہی اور ہزار در ہزار برائیان اس سے محو فرماتا ہی مجاہد رح نے
کہا کہ بندہ کبھی یہ مرتبہ نہین پاتا ہی کہ وہ اللہ تعالے کی بہت یاد کرنیوالون مین داخل ہو جب تک اسکی یہ کیفیت نہو جاوے کہ وہ کھڑے
و بیٹھے و لیٹے اللہ تعالیٰ کی یاد کرے (تفسیر ابن کثیر) واضح ہو کہ قولہ تعالیٰ فانتشروا فی الارض الخ مین امر کے صیغہ مذکور ہین تو کیا واجب ہی جواب
نہین بلکہ یہ مباح ہی کیونکہ تجارت مباح تھی پھر اذان جمعہ پر منع کیا پھر بعد نماز اصلی حالت پر راجع کیا (درس) اور بعض علما نے فرمایا کہ یہود
نے اپنے منھ اپنے فخر کے واسطے تین باتین بیان کی تھین (اول) انھون نے فخر کیا کہ ہملوگ اللہ تعالے کے اولیا و محبوب بندے ہین
تو اللہ تعالے نے فرمایا کہ تمنوا الموت الخ یعنے اگر سچے ہو تو موت کی تمنا کرو یعنے تم جھوٹے ہو کیونکہ تصریح ہی کہ ہرگز کبھی موت کی تمنا نکرینگے
دوم یہ کہ یہود نے فخر کیا کہ ہملوگ پڑھے لکھے ہین اور عرب مین یہ بات نہین ہی تو اللہ تعالیٰ نے رد فرمایا کہ کمثل الحمار الخ یعنے یہود ایسے ہین
جیسے گدھے پر کتابین لدی ہون سوم یہ کہ یہود کے لیئے خاص سنیچر کا روز معہود ہی تو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ اصل جمعہ تھا جسکو یہود نے
نہین پایا (السراج) بالجملہ یوم الجمعہ یوم العید ہی اور اس دن بعد جمعہ کے برکت کے خواستگار رہون اور اذان خطبہ پر خرید فروخت غیرہ ترک کرین

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ

اور جب دیکھین سودا بکتا یا کچھ تماشا کہ کھنڈ جاوین اُسکی طرف اور تجھکو چھوڑ جاوین کھڑا کہہ تو جو اللہ کے پاس ہی

خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝

سو بہتر ہے تماشے سے اور سوداسے اور اللہ بہتر ہو روزی دینے والا

ایک مرتبہ شام سے تجارت کا مال آیا اور یہ جمعہ کا دن تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے پس لوگ اس خوف سے چلے گئے کہ اگر ہمکو تجارت سے نہ ملا تو رزق مین مشکل ہوگی لیکن کچھ لوگ نہین گئے چنانچہ امام احمد نے باسناد صحیح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مدینہ مین ایک مرتبہ تجارتی مال آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے پس لوگ نکلکر مال کی طرف گئے اور بارہ آدمی باقی رہگئے تب یہ آیت نازل ہوئی (صحیحین) اور حافظ ابو یعلی نے جابر سے اسطرح روایت کیا کہ جمعہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے اتنے مین خبر ہوئی کہ مدینہ مین مال کا قافلہ آیا ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اسکی طرف جلدی کی حتی کہ آپ کے پاس فقط بارہ آدمی رہ گئے جنمین ابوبکرؓ و عمرؓ تھے پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ خرید فروخت کرتے یعنے سب چلے جاتے حتی کہ یہان کوئی نہ رہتا تو وادی مین آگ بجائے پانی کے سیلان کرتی اور یہ آیت نازل ہوئی وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا اور جب انھون نے تجارت کو یا لہو دیکھا تو اسکی طرف ٹوٹ پڑے اور تجھے کھڑا چھوڑ دیا اگر کہا جاوے کہ الیہا ضمیر مفرد مونث ہی اور اوپر تجارت و لہو دو باتین مذکور ہین تو ضمیر بھی الیہما تثنیہ چاہیئے (جواب) یہ کہ یہین اسلیئے کہ اَوْ سے عطف ہی یعنے تجارت دیکھی یا لہو دیکھا تو اسی کی طرف الخ پس مفرد ضمیر بہتر ہی علاوہ اسکے انکا اصلی مقصود فقط تجارت تھی نہ لہو اسواسطے (الیہا) ضمیر مونث بجانب تجارت ہی کیونکہ لہو مذکر ہی اور زمخشری نے کہا کہ تقدیر کلام یہ ہی کہ (اذا رأوا تجارة انفضوا الیہا او لہوا انفضوا الیہ) پھر فقط تجارت کا ذکر فرمایا کیونکہ لہو کی طرف جانا خود ظاہر ہی اگر کہا جاوے کہ تجارت کا دیکھنا کیا معنی ہین جواب یہ کہ وہ گٹھری گونین دیکھین جنمین مال تجارت ہی اور لہو ہر ایسی چیز جو نفع دینے والی بہتری سے غافل کرے مترجم کہتا ہی کہ شاید فقط تجارت کی ضمیر مفرد سے اشارہ ہی کہ لہو بھی تجارت ہی گویا کہا کہ جب انھون نے تجارت دیکھی یا کہو کہ لہو دیکھا یعنے دونون واحد ہین قولہ ترکوک قائما اسمین دلالت ہی کہ یہ خطبہ کھڑے ہوکر پڑھا جاوے اور حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبہ پڑھتے اور ان دونون کے بیچ مین ایک دم بیٹھ جاتے تھے اور خطبہ مین قرآن تلاوت کرتے اور لوگون کو نصیحت فرماتے تھے اس حدیث کو امام مسلم نے صحیح مین روایت فرمایا ہی امام ابن کثیر نے کہا کہ یہان ایک بات معلوم کرنا ضرور ہی کہ یہ بات بیان کیگئی ہی کہ یہ واقعہ ایسے وقت واقع ہوا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نماز جمعہ پڑھکر خطبہ پڑھا کرتے تھے چنانچہ امام ابو داؤد نے باسناد ثقات مقاتل بن حیان تابعی سے روایت کی رسول اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز کو عید الفطر و نماز عید الاضحی کی طرح خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے یہانتک کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھکر خطبہ پڑھتے تھے اتنے مین ایک شخص آیا اور اس نے قوم سے خطاب کیا کہ دحیہ بن خلیفہ مال تجارت لیکر آگیا ہی پس سب لوگ اٹھکر جلدی سے چلے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فقط چند آدمی رہ گئے۔ قُلْ مَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ۔ کہدے کہ جو کچھ اللہ تعالے کے نزدیک ہی وہ لہو سے اور تجارت سے بہتر ہی اور اللہ تعالی بہترین رازق ہی ف یعنے جو لوگ اس خیال سے اٹھکر چلے گئے کہ اس مال کی آمد مین سے اگر لوگون نے پہلے لے لیا اور ہم پچھڑ گئے تو ہمارے رزق مین جو تجارت سے حاصل ہوتا تھا خلل ہوگا تو اُن لوگون سے کہدے کہ دنیاوی تجارت سے جو نفع تمکو حاصل ہوتا اگر تم اسکو پائدار سمجھتے ہو تو بھی ذکر الٰہی یعنے تجارت آخرت کا ثواب جو اللہ تعالی کے نزدیک ہی وہ اس سے بہت بہتر ہی رہا رزق کا خیال بھی فضول ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی اچھا رزاق ہی وہ جسطرح چاہے اپنے بندے کو

Marfat.com

ارزق عطا فرماہی پس اسی کے فضل پر بھروسا کرنا چاہیئے (ابن کثیر وغیرہ) اور واضح ہو کہ ثواب آخرت یعنی جنت کو نفع تجارت سے بہتر فرمانا
اعتبار سے ہی کہ دنیاوی تجارت کا نفع بھی لوگون کے خیال مین اچھا تھا لہذا انکے خیال کے موافق انکو سمجھایا ورنہ اگر یہ بہتر ہو تو بھی آخرت
اس سے بہت بہتر ہی پس عقل کبھی نہین چاہتی کہ بہت بہتر کو چھوڑے اور حقیر کو اختیار کرے جیسے دنیا مین اگر کسی تجارت مین دو
تجارت زیادہ نفع ہوتا ہو اور دونون مین سے ہر ایک اسکو حاصل ہوسکتا ہی تو آدمی قطعاً زیادہ نفع کو اختیار کرتا ہی یہ سبب اسکے بیان
کیا گیا کہ حقیقت مین نعمت آخرت کے مقابلے مین دنیاوی تجارت کا نفع کچھ نہین ہی بلکہ تمام دنیا مع اپنے زر و جواہر کے آخرت کے
مقابلے مین ایک ذرہ نہین ہی فائدہ قرطبیؒ نے کہا کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باقی رہ گئے تھے انکی تعداد مین اختلاف
ہی بعض روایت مین ہی کہ چالیس آدمی رہ گئے تھے اور دوسری روایت مین آٹھ ہین اور تیسری روایت مین گیارہ ہین اور یہ بھی روایت
مین تیرہ اور پانچوین مین چودہ ہین اور اسی وجہ سے فقہا نے اختلاف کیا کہ کسقدر مقتدیون کے ساتھ جمعہ ہوجاتا ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ قول جب
ٹھیک ہوگا کہ آپ نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھا ہو تاکہ خطبے کے بعد باقیون کے ساتھ نماز ادا کیگئی ہو اور اگر نماز پہلے پڑھکر خطبے مین ایسا ہوا
تو اختلاف مذکور اس بنیاد پر نہین ہوسکتا ہی اور یہی ظاہر ہی کیونکہ جو اصحاب چلے گئے تھے انکو یہ گمان ہوا کہ نماز جو اصلی مقصود ہی وہ ادا ہوچکی
اسی سے امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ جمعہ کا خطبہ واجب ہی اور خطیبؒ نے لکھا کہ کلبی و ابو مالک و حسن وغیرہ کی روایات مین ہی کہ مدینے مین اناج
کی طرف سے قحط کی کیفیت اور بہاؤ بہت گران ہوگیا اس عرصہ مین دحیہ بن خلیفہ الکلبی جو اسوقت تک مسلمان نہین ہوا تھا ملک شام سے
مال تجارت لایا اور اسکے ساتھ گیہون اور آٹا وغیرہ ضروریات کی چیزین تھین اور اسکا قافلہ احجار الزیت کے پاس اترا اور اسنے طبل بجوایا
تاکہ لوگون کو خبر ہوجاوے کہ وہ آیا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے پس اسکی خبر سنکر لوگون نے اسکی طرف جلدی کی تاکہ اپنے
نفع کی چیزین اس سے خرید لین اور انکو یہ خوف ہوا کہ تاخیر کرنے مین یہود وغیرہ دوسرے لوگ اس سے خرید لینگے اور یہ لوگون کو نہین ملیگا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوائے بارہ آدمیون کے کوئی باقی نہین رہا اور مقاتل بن حیان اور مقاتل بن سلیمان نے روایت
کیا کہ بارہ مرد اور ایک عورت رہگئی تھی اور عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سات عورتین رہ گئی تھین اور اس
مال تجارت مین دحیہ بن خلیفہ کے ساتھ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی شرکت تھی اور مقاتل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جب دحیہ کا
قافلہ آتا تو اُس کے لوگ دف بجاتے تھے پس اصحاب بھی خطبہ چھوڑکر چلے گئے اور یہ گمان کیا کہ خطبہ چھوڑنے مین کچھ گناہ نہین ہی پس
اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کو مقدم کردیا اور نماز کو مؤخر کردیا اور آیت نازل ہونیکے بعد
بعد اصحاب رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تھی کہ اگر کسیکو بھوٹ جاتی یا قضائے حاجت پیش آتی تو بھی کوئی شخص مسجد سے نہین نکلتا تھا یہانتک
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیتا اسطرح کہ کلمہ کی انگلی اُٹھاتا تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو اجازت دیدیتے اور
اسکے بعد مسجد مین خطبہ سننے کے واسطے بیٹھنا ایسے آدمی پر ناگوار ہوتا تھا جو منافق ہوتا تھا حتی کہ جب مسلمانون مین سے کوئی شخص کسی عذر
سے اجازت لیتا تو جس منافق کو موقع ملتا وہ اُسکی آڑ مین چھپکر باہر نکل جاتا اور پھر واپس نہین آتا تھا خطیبؒ نے لکھا کہ آیت مین لہو سے
مراد وہ طبل ہی جو قافلہ آنیکو بجایا جاتا تھا اور بعض نے کہا کہ دحیہ بہت خوبصورت آدمی تھا تو اسکی صورت دیکھنے کیواسطے مرد اور عورتین جمع ہوئی تھین یہی لہو ہوا اور
جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ جو لوگ بیٹھے رہے اُن مین حضرت ابوبکر و عمر و کبار اصحاب تھے اور مین بھی اُنھین مین تھا مترجم کہتا ہی کہ جابر رضی اللہ عنہ نے
حق مین اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ظاہر کیا کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مجھکو کبار اصحاب مین ثابت رکھا وللہ الحمد والمنہ فی الشامات عرائس وغیرہ مین ہی
قولہ تعالیٰ ذلک فضل اللہ الآیۃ شیخ ثیر ازیؒ نے کہا کہ فضل مذکور کے معنی یہین کہ مشاہدۂ ربوبیت مین ان بندونکو عبودیت کے ساتھ استقامت و محبت
معرفت عطا فرمائی جوزجانیؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے اُنس و محبت ہونا فضل عظیم ہی کیونکہ اس اصلی نعمت کے بعد ہر وحشت دفع ہوجاتی ہی شیخ حسینؒ نے کہا کہ

کرم اور فضل فرمایا اور نعمتون سے پورا کیا پھر یہ کہا کہ جسکو چاہتا ہی دیتا ہی تو سبب اور تدبیر سب شادی پس خالص کرم اور بخشش باقی رہی جہان کسی سبب اور تدبیر اور علت کو دخل نہین ہی قولہ تعالی فتمنوا الموت الآیہ۔ دنیا مین صادقین بندے محبت مین کبھی سچے ہوتے ہین لیکن ظاہری صورت مین محبت کے مدعی بھی جھوٹے طور پر محبت کا دعوی کرتے ہین تو اللہ تعالے نے موت سے انکو آزمایا کہ سچا اور جھوٹا الگ ہوا سلیئے کہ سچے نے ملنا اختیار کیا اور جھوٹا اس سے بھاگا اور حدیث مین ہی کہ جو کوئی اللہ تعالی سے ملنا چاہتا ہی اللہ تعالی اسکی ملاقات دوست رکھتا ہی اور جو کوئی اسکو ناگوار رکھتا ہی اللہ تعالی اسکی ملاقات ناگوار رکھتا ہی **شیخ جنید** نے کہا کہ محب اپنے مولی کی درگاہ کا مشتاق ہوتا ہی یہ بارگاہ کچھ قیاسی مخلوق کی بارگاہ نہین ہی کہ یہان سے وہان پہونچے بلکہ بقیاس ہی تصور سے باہر ہی یہ وصال بموت ہی اسیواسطے محب صادق کو دنیاوی زندگی سے موت زیادہ محبوب ہوتی ہی کیونکہ وہ جانتا ہی کہ اسی طریقے سے اسکو اپنے مولا سے جسم تک رسائی ہی لہذا وہ ہر دم ہمیشہ موت کی تمنا رکھتا ہی (عرائس) **مترجم** کہتا ہی کہ الحمد للہ سبحانہ تعالی کہ مین نے یہ مضمون سابق مین خود ذکر کیا ہی اگر کہا جاوے کہ ولی مردہ ہوتا ہی وہ کیا مریگا (جواب) واضح ہو کہ مردہ حقیقت مین کافر ہی جسکا نفس یعنے جسم فقط زندہ ہی اور ولی اسکے برعکس ہی کہ اسکی خواہش نفس مردہ ہی لیکن وہ خود اصل روح سے زندہ ہی تو لامحالہ اس جسم کی قید مین گرفتار ہی لہذا چاہتا ہی کہ اس حجاب سخت سے نکل جاوے فافہم قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ الآیہ اللہ تعالے نے کل بندون کو اپنی یاد کی طرف بلایا ہی بقولہ تعالی واللہ یدعوا الی دار السلام الآیہ اور فرمایا من احسن قولا ممن دعا الی اللہ الآیہ لیکن جو لوگ خبیث ہین انھون نے قبول نہ کیا اور دنیاوی زینت کی طرف شیطان نے پکارا تھا اسکو قبول کر کے چلے گئے اگر کسیقدر معرفت حاصل ہو تو اسکو یہان دوسری طرح بیان کیا جاوے کہ اللہ تعالی جل شانہ کا بلانا ایک طرح کے حجاب سے لازم ہی بقولہ تعالی ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا الآیہ پس خدائے تعالی خود کسی بشر سے کلام نہین فرماتا بدون وحی وحجاب کے پس وحی سے دعوت بذریعہ مظہر حجت و نبوت جسکو کفار نے قبول نہین کیا اور حجاب سے دعوت دنیا کی طرف بالکل حجاب ہی وہ ایسے شخص کے پردے مین ہی جو رحمت سے بالکل منقطع و مایوس ہی اور وہ ابلیس ہی پس کفار نے بھی ابلیس کی دعوت قبول کی اور دنیا پر اعتماد کیا اور وحی نبوت سے عداوت کرنے لگے لہذا ایمان اللہ تعالی نے فقط مومنون کو دعوت فرمائی اور یہ مقام ارادت ہی یعنے ذکر کی طرف وہ لوگ بلائے جاتے ہین جو ارادت کے مقام مین ہوتے ہین اور جب معرفت پر پہونچا تو اسکے واسطے دعوت الی اللہ ہی کیونکہ وہان مذکور ہی نہ ذکر **شیخ نصر آبادی** نے فرمایا کہ جمعہ مین عوام اپنی امید پر آتے ہین اور خواص اپنے مولی کی یاد مین ہین اسلیے کہ ہو الغنی سے انکو احتیاج نہین بلکہ استغنا ہی اور وہ جانتے ہین کہ تقدیر سے ہر چیز کے مقادیر جاری ہو چکے انمین کمی بیشی نہین ہو سکتی ہی لیکن وہ لوگ سعی کرتے ہین کہ ذکر سے اسکی طرف قرب ہو جسکا ذکر ہی قولہ وابتغوا من فضل اللہ **مترجم** کہتا ہی کہ تفسیر مین وہ روایت گزر چکی کہ اس سے دنیا طلب کرنا مراد نہین بلکہ اللہ تعالے کے لیئے دوست تلاش کرنا اور مریض کی عیادت کرنا انتہی عرائس مین اس سے اشارہ نکالا کہ اللہ تعالے کے ولی کو تلاش کرو اور مجلس وعظ وغیرہ مین حاضر ہو **شیخ محقق ابن العربی** نے لکھا کہ قولہ تعالے اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ الآیہ واضح ہو کہ عقل بشری جسپر وہم محیط ہی اور عقل سے ماوراء کرتا ہی جب وہ کسی وضع شرعی کے سبب سے آگاہ ہو تو یہ طریقہ عمل مذکور سے باہر ہی اور یہ وضع ضرور خاص ہی اسلیئے کہ ہم خوب جانتے ہین کہ جب تک خاص کرنے والا سبب نہو تب تک تخصیص نہین ہو سکتی ہی چنانچہ یہ جملہ بدیہی معروف ہی کہ کوئی تخصیص بدون مخصص کے نہین ہو سکتی ہی جیسے وقت نتیجی کی وضع ہی یعنے **اب ت ث ج** وغیرہی حروف کی وضع کسی خاص سبب سے معین ہی اور ہفتہ کے ایام اتوار دوشنبہ منگل سے پنجشنبہ تک خاص وضع کسی سبب خاص سے ضرور ہی بلکہ مختلف زبانین سب اسیطرح ہین چنانچہ زمین کے مختلف قطعات مین مختلف زبانین بولی جاتی ہین تو ضرور ہر مقام کے لیئے کسی خاص سبب سے اللہ تعالی نے وہان کی خاص زبان رکھی ہی اور شک نہین کہ پہلے پہل اس ملک کی بولی بقاعدہ توقیف ہی یعنے اللہ تعالے نے وہان کی مخلوق کو اس زبان سے واقف فرمایا اور دوسری زبانون سے انکو ابتدا مین واقف نہین کیا تو اسکے واسطے خاص سبب ضرور مخصص ہی کہ

مثلاً اس قوم کی استعداد خاص اسی زبان کو چاہتی ہی اور آسمانی و زمینی اسباب اسی کے مقتضی ہوتے جنکو ہم نہین جانتے یا جنکو ہم سے ضبط نہین کر سکتے ہین اور اگر ہم یہ تجویز کرین کہ یہ خاص اصطلاح ہی تو بھی ہمکو ضرور یہ ماننا پڑیگا کہ ایسی اصطلاح خاص مقرر کرنیکا سبب مقتضی ہوا جسنے اس اصطلاح کو اس خاص وضع پر مقرر کیا ہی اب غور کرو کہ ہفتہ کے سات دن جنکو اس وضع پر نام لیکر ہم ذکر کرتے ہین اور سات ایام آلہیہ ہی اس دنیا کی پوری مدت ہے **اقول** ہندوستان کے ہندو بالکل قائل ہین کہ اب کلجگ کا زمانہ ہی اور یہ ساتوان دورہ ہی اسکے بعد دنیا کا خاتمہ ہی واضح ہو کہ یوم آلہی ہزار سال قرار دیا گیا ہی شیخ نے کہا کہ ہر زمانے مین ہر مقام انسانی مین یہ بات زبان پر جاری چلی آتی ہی کہ دنیا کی مدت سات ہزار برس ہی جیسے سات ستارے ہین پس ہر ایک ہزار برس ایام السبعہ سے ایک دن ہی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ان یوماً عند ربک کالف سنۃ الخ یعنے تیرے رب کے یہان ایک دن جیسے بمقدار ہزار سال کے تمہارے شمار پر ہی۔ **اقول** اس سے معلوم ہوا کہ ہر یوم یقینی طور پر ہمارے شمار کے ہزار سال نہین ہین بلکہ جیسے ہزار سال جسنے اسی اندازے کے قریب ہی شیخ نے کہا کہ سات ایام دنیا مین سے چھ ایام مین خفا ہوگا اور ساتوین دن مین محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ظہور کے ساتھ ہی ظہور شروع ہوگا **اقول** کتب سابقہ مین آیا ہی کہ اللہ تعالیٰ سینا سے آیا اور ساعیر سے اعلان ہونا چاہا پھر فاران سے نہایت روشنی کے ساتھ ظاہر ہوا۔ شک نہین کہ سینا سے ظہور توریت یہ بنوت موسیٰ علیہ السلام ہی اور ساعیر سے ظہور انجیل یہ بنوت عیسیٰ علیہ السلام ہی اور فاران کوہ مکہ سے ظہور قرآن عظیم یہ بنوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بطور علانیہ ہی شیخ نے کہا کہ یہان سے ظہور شروع ہوا ہی اور قیامت کے دن کامل ہو جاویگا اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعثت انا والساعۃ الخ یعنے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملا کر آپنے فرمایا کہ ان دونو انگلیون کی طرح ہین اور قیامت ہون حضرت آدم علیہ السلام سے مہدی رضؓ تک ظہور بڑھتا جائیگا یعنے دنیا وہی ظہور اپنے کمال کو پہونچ جاویگا پھر قیامت ظاہر ہوتے ہی ظہور کامل ہوگا لقولہ تعالےٰ واشرقت الارض بنور ربہا۔ یعنے قیامت کے روز زمین اپنے رب جل شانہ کے نور سے چمکنے لگیگی اور اسوقت بعث و نشر و حساب ہوگا اور اہل جنت جدا اور اہل نار جدا کیئے جاوینگے یعنے دنیا مین جنتی و دوزخی ایسی حالت مین ہین کہ ہر فریق اپنے آپکو حق پر اور دوسرے کو باطل پر جانتا ہی کیونکہ باطن مخفی ہی اگرچہ حجت نورانی ظاہر ہی لیکن کفار مین نور آلہی مشاہدہ کرنے کی آنکھ نہین ہی اور قیامت کے روز خود بخود ہر ایک اپنی حالت پر ظاہر ہوگا مثلاً کافرون کے چہرے پر نہایت قبیح تاریکی ہوگی اور صورت نہایت زشت و خراب ہوگی غرضکہ مخفی ہونا اسدن غیر ممکن ہی اور عرش کبریائی اسدن ظاہر ہوگا چنانچہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ مین مشاہدہ آخرت کا ذکر صریح وارد ہی اب چھ یوم کا حال یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے اسمین آسمان و زمین و انکی مخلوقات کو پیدا فرمایا ہی تو یہ ایام ظہور نہین بلکہ ایام خفا ہین کیونکہ یہ مخلوقات حجاب ہین تو انکو پیدا کرنے کے یہ معنی ہین کہ حق عزوجل نے انکو ظاہر کیا اور خود مخفی ہوا یعنے جس مخلوق نے ان مخلوقات کو دیکھا تو وہ حق عزوجل کو نہیں دیکھ سکتا ہی ہان ساتوان روز توہ یوم المجمع اور استواء عرشی کا وقت ہی **اقول** یعنے فرمایا۔ فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش الآیہ یعنے حق عزوجل نے آسمان و زمین و مخلوقات کو چھ روز مین پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوا۔ اور چھ روز کے ساتوین روز استوا ہی یہود وغیرہ احمق مشرکون نے اسکے یہ معنی لگائے کہ وہ چھ روز تک پیدا کرنے کی مشقت سے تھک کر ساتوین روز آرام و استراحت کے لیئے عرش پر لمبا لیٹ گیا تعالیٰ اللہ عما یقولون علوا کبیرا ہی کہ یہ محض غلط و کفر قبیح ہی اور یہان سے تمنے جان لیا کہ یہود و نصاریٰ کسقدر خفا مین پڑے ہین کہ جنکے عالمون کی یہ سمجھ ہی حالانکہ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا ہی کہ جسنے اس امت مرحومہ کو بطفیل اپنے رسول حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور روحانیہ سے عقل عطا فرمائی کہ عام جاہل مسلمان بھی حضرت باری جل شانہ مین یہ گستاخی نہین کرتے اور اپنے رب ارحم الراحمین تبارک و تعالیٰ کو ایسے نقص سے پاک جانتے

Marfat.com

کوئی چیز اسکے مشابہ نہین ہی والحمد للہ الذی لا الہ الا ہو الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد یہ جملہ معترضہ تھا اور خلاصہ یہ کہ چھ ایام اولین تو مخلوق پیدا کرنے اور خفا کے ایام تھے پھر ساتوین روز استوار عرشی ہی شیخ نے استوا علی العرش کے یہ معنی بیان کیئے کہ جمیع صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور یوم القیامۃ کی ابتدا یہ ہی کہ جسکی فجر ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے طلوع ہوئی پس محمدی یعنی امت محمدیہ اہل جمعہ ہین اور اسکے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین اور اسکا نام یوم الجمعہ اسواسطے ہوا کہ یہ ایسا وقت ہی کہ اسمین ظہور بجمیع صفات کے ساتھ بصورت اسم اعظم واستوا ہی اور ظہور بدرجہ کمال ہی حتی کہ ظہور وخفا مین اختلاف نہین ہوسکتا اور اسی نکتہ کی وجہ سے جمعہ کے روز استوار کے وقت اذان جائز ہی یعنے ٹھیک دوپہر کو اذان جمعہ جائز ہی اور دیگر ایام مین مکروہ ہی اور اس ظہور کو عین الجمع کہتے ہین کیونکہ اسمین سب کا اجتماع ہی اور اسی وجہ سے جمعہ کا نام جمعہ ہی اور واضح ہو کہ سب ملتون و بے متفق ہین کہ اللہ تعالیٰ سب مخلوقات کو پیدا کرنے سے ساتوین روز فارغ ہوا اس قول مین یہود وغیرہ سب نے اتفاق کیا ہی لیکن یہود نے کہا کہ پیدائش کی ابتدا اتوار سے ہوئی اور سنیچر کے روز فراغت ہی اور ہماری تاویل یہ وہ یوم الجمع ہی اور اتوار سے خلقت کی ابتدا ہونا ماؤل ہی یعنے۔ احد۔ اتوار ہی تو احدیت ذات منشار کثرت ہی یعنے اتوار جسکا نام احد ہی اس سے خلقت شروع ہونے کی یہ تاویل ہی کہ اس خلقت کثیر کا منشا فقط احدیت ذات ہی اور اگر ہم احد۔ اتوار کو پہلا دن اور ابتدائے خلقت کا دن قرار دین تو نبوت کا سب دورہ خفا ہوگا اور ششم سے ابتدائے ظہور ہی اور بڑھتا جاوے یہانتک کہ خفا دور ہونے اور کامل ظہور ہونے کی حد آخر مین حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور پر ہوگی اور ظہور عام بروز ہفتم یعنے سنیچر کا ہوگا **اقول** شیخ کی مراد یہ کہ ابتدائے ظہور اگر اتوار سے فرض کرین تو یہ غلطی واقع ہوگی **مترجم** کہتا ہی کہ اتوار سے ظہور خلقت تو مصرح ہی اور جمعہ کے آخر پر تمام ہی اور جمعہ کے روز قیامت ہوگی جیسا کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہی اور شیخ نے خیال فرمایا کہ ابتدائے خلقت سے خفا شروع ہوا اور جسدن قیامت ہو اس دن ظہور کامل ہوگا تو جمعہ کو قیامت ہی پس جمعہ سے پہلے خفا کی یعنے خلقت پوری ہونی چاہیئے اور یہ معلوم کہ چھ روز مین خلقت ہی تو ضرور سنیچر سے شروع ہوگی **مترجم** کہتا ہی کہ یہ قیاس موافق نہین ہوتا کیونکہ احادیث مین اتوار سے شروع اور جمعہ کے آخر تک ختم ہی اور سنیچر کو فراغت ہی ہان اگر شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ان مخلوقات کو مظہر صفات قرار دیتے تو بہتر تاویل ہوتی اسکا بیان یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اتوار سے جمعرات تک جمادات ونباتات وحیوانات پیدا کیئے اور جمعہ کو جن وانس حتی کہ آخر روز آدم علیہ السلام داخل جنت ہوکر نکالے گئے اور آدم علیہ السلام مظہر جامع صفات ہین تو یہ روز جمعہ مخصوص بمظہر جامع ہی اور باقی ناقص ہین اور آدم علیہ السلام کی اولاد مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپ کی امت اکمل جامع ہین لہذا جمعہ انکو بتلایا گیا کہ انھین کے لائق تھا اور اسی نکتہ سے ظاہر ہوا کہ قیامت اسی روز قائم ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم۔ م۔ شیخ نے لکھا کہ جب یہ معلوم ہوا کہ جمعہ اس معنی مذکور کے لیئے موضوع ہی تو اسدن لوگون کو ہدایت کی گئی کہ دیگر اشغال دنیاوی سے فارغ ہوکر یاد الٰہی کی طرف متوجہ ہون کیونکہ دنیا واسکے اشغال سب حجاب ہین اور اسدن واجب کیا گیا کہ ذکر الٰہی کی جانب سعی کرین اور نماز مین حاضر ومجتمع ہون وخرید فروخت ترک کرین تاکہ حضوری کی نماز مین جس سے وصول ہونا ہی نفوس باہم مجتمع ہوکر قوت پکڑین امید ہی کہ دنیاوی اشغال سے فارغ ہونے سے کوئی بندہ سمجھ جاوے کہ پیدائشی حجاب سے کیونکر فنا ہوتا ہی اور کوئی بندہ سمجھ جاوے کہ ذکر الٰہی کی طرف سعی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سعی کا راستہ ہی اور کوئی بندہ سمجھ جاوے کہ مجتمع ہوکر نماز سے حضرت کبریائی مین حضور ہوتا ہی (الشیخ ابن العربی) حدیث مین اعلیٰ مرتبہ احسان کا ذکر ہی یعنے اسلام وایمان کے بعد احسان یہ ہی کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بندگی مین اسطرح حاضر ہو کہ گویا اسکو دیکھتا ہی الحدیث۔ م۔ قولہ فاذا قضیت الصلوٰۃ الآیۃ اول یہ ارشاد ہوا کہ ندا حق کے وقت جمیع اشغال دنیاوی ترک کرکے ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہوا شارہ یہ تھا کہ عام مرتبہ مین ندا حق جو اذان سنکر ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی جانا خطبہ سننا ہوتا ہی دوم یہ کہ بعد فراغ نماز کے زمین مین انتشار اور طلب فضل ہی **اشارہ** خاص کے لیئے یہ کہ ندا حق ہر دم انکے دل کے کان موافق ندا ازل کے سنتے ہین اور ذکر الٰہی انکے لیئے صفات قدس سے ہی پھر انتشار طلب فضل کا

Marfat.com

اشارہ شیخ نے لکھا کہ نماز حقیقت مین مقام جمع مین فنا ہونیکے بعد تفصیل کی طرف رجوع کرو کیونکہ جمع کے ساتھ متوقف رہنا خلق سے حق تعالیٰ کا حجاب ہی اور صفات سے ذات کا حجاب ہی کیونکہ فنا کے بعد وجود حقانی سے باقی ہوکر صفات مین تقلب ہونا انتشار ہی پس بصیرت حق سے خلق مین نظر کرے اور فضل اللہ تلاش کرنا اسطرح کہ اسماء صفات کی تجلیات طلب کرے اور ملک نفس مین واپس ہوکر اسکو حق سے پورا حصہ عطا کرے ... واذکروا اللہ کثیرا کثرت صفاتیہ کی صورت مین وحدت جمعیہ کا ذکر ہو اسطرح کہ اس کثرت سے تمپر وحدت محجوب نہوتا کہ ہدایت کے بعد ضلالت مین پڑو اور تکو چاہیئے کہ استقامت کے طریقے پر قائم رہو اسطرح کہ خلق کو اسکا حصہ دو اور حق کے واسطے ربوبیت کی شان سے بندگی کا حصہ دو یعنے دونون ساتھ ہی جمع رکھو اور مقام جمع اور مقام تفصیل دونون کی آداب لحاظ رکھو مترجم کہتا ہی کہ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مقام ولایت مین جب ایمان اچھی طرح مستقیم ہوتا ہی تب بھی موت تک نفس کا معارضہ اور خطرہ باقی رہتا ہی اگرچہ نفس مرتاض ہوکر حظ حقیقت سے اچھا نصیب پاچکا تاہم اسکی ذاتی خاصیت موجود ہی اور جہاد نفس سے کسی وقت رہائی نہین ہی اسیوجہ سے اکابر صالحین موت کے خواستگار تھے اللھم مولای ثبت اقدامنا علی الاستقامۃ ولا تزغ قلوبنا بعد الھدایۃ انت ولینا ومولانا انت ارحم الراحمین۔ قولہ واذا رأوا تجارۃ الآیہ یعنی حق سے فراموش ہوکر حجاب وغفلت مین پڑگئے قولہ قل ما عند اللہ خیر الآیہ اگر کہا جاوے کہ جب بندے نے جنت کے لیے عمل کیا تو خلوص نہ رہا اور مشائخ کیونکر کہتے ہین کہ عوض کے لیئے عبادت نکرے (جواب) جس بندے نے جنت کے لیئے عمل کیا اسکے یہ معنی نہین ہوسکتے کہ جنت کے حکم سے عمل کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے عمل کیا اور جنت مانگی یہ صریح ہی کہ اسنے اللہ تعالیٰ پر صدق دل سے یقین کیا تو عبادت اللہ تعالیٰ ہی کے لیئے ہی ہان یہان دو صورتین موجود ہین ایک یہ کہ جنت کو لذت وعیش وعشرت کے لیئے چاہتا ہی اور یہ عامۂ اہل ایمان کا حال ہی دوم یہ کہ جنت اسلیئے مانگتا ہی کہ محل قرب و حصول نعمت عظمیٰ دیدار باری تعالیٰ ہی اور فرق اسطرح ظاہر ہوگا کہ اگر اس سے کہا جاوے کہ جہنم مین داخل ہو اور تجھکو دیدار عطا ہوگا اس سے بہتر جیسا جنت مین ہوتا تو وہ جہنم منظور کرے اور اس سے فقط مثال فرضی منظور ہی ورنہ جہنم محل غضب وانتقام ہی وہان دیدار کہان سے شیخ ابن العربی نے لکھا کہ آیت مین ارشاد ہی کہ اگر تمہاری ہمت فطرت اس مرتبہ بلند پر نہین چڑھتی ہی تو تمکو چاہیئے کہ عوض کے واسطے عمل کرو اور نیک کام کا عوض اگر اسی دنیا مین ہو تو لعنت اور ہیچ ہی اور اگر آخرت مین ہو تو وہ باقی وبہتر ہی اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو کہ وہی رزاق ہی شیخ العرائس نے لکھا کہ قولہ واذا رأوا تجارۃ او لہوا الآیہ اسمین ابتدائے ارادت کا حال ہی یعنے یہ بندے چونکہ ابتدائے ارادت مین تھے کہ ابھی یاد الٰہی کی راہ چلنے لگے تھے اور استقامت کی حد تک نہین پہونچے تھے تو انکے نفس کی ضرورتون نے مانند رزق ومعاش وغیرہ کے اثر غلبہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری چھوڑکر ان ضرورتون مین مشغول ہوے پس اللہ تعالیٰ نے انپر عتاب فرمایا مترجم کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مین حاضر ہونا دو طرح ہی ایک حاضری بطور فرض ہی اور دوم مستحب ہے کیونکہ ہر وقت آپ کی حضوری مین حاضر رہنا بلا خلاف انپر فرض نہین تھا لیکن یہ بات قطعاً معلوم ہی کہ آپ کی حضوری مستحب ہے وہ بھی دنیا ومافیہا سے افضل ہے کیا نہین دیکھتے کہ فجر کی دو رکعت سنت تمام دنیا ومافیہا سے افضل ہی بلکہ ایک کلمہ تسبیح وتکبیر وغیرہ کا جو کچھ ثواب ہی ہرگز دنیا ومافیہا اسکے ذرہ برابر نہین ہوسکتی ہی پھر بھلا آپکی خدمت مین حاضری کا ثواب عظیم کہان قیاس مین آسکتا ہی بالجملہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے جو لوگ ابتدائے حال مین تھے دوسری صورت کی حاضری سے چلے گئے کیونکہ انھون نے خطبہ معمولی طریقہ سمجھا اور واجب نہین جانا تھا اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات سفر وحضر مین انکو خطبہ سناتے رہتے تھے اور اس موقع پر انھون نے زمانۂ قحط مین بال بچون کے رزق کا خوف کیا اور چلے گئے تاکہ جو کچھ آپ فرماوینگے اسکو اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم مانند ابوبکرؓ وعمرؓ وغیرہ کی زبانی سنلینگے کیونکہ یہ لوگ برابر حاضر تھے لیکن ترک حضوری بمقابلۂ امر دنیاوی کے ناگوار تھا حتی کہ اگر خطبۂ جمعہ بھی نہوتا بلکہ دوسرا مستحب خطبہ ہوتا تو بھی اسطرح چھوڑنا گوارا نہوتا بعض علماءؒ نے کہا کہ تجارت ایک امر دنیاوی ہی اور دنیا سب لہو ہی تو آخرت کا ایک کلمہ ہر حال مین اس سے بہتر ہی لیکن جس حال مین

Marfat.com

فرض و واجب کیا ہو تو ترک کسی طرح جائز نہین ہو اور یہ فرق جاننا علم فقہ ہی کیونکہ ظاہر صورت مین فجر کی دو سنت اور فجر کی دو فرض یکسان ہین سوا اسکے حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر وہ عبادت ہی جو اُسنے فرض فرمائی ہی پھر یہ فرق خود فرض و نفل مین ہی اور دنیا کے مقابلے مین نفل گویا جواہر ہی اور امر دنیا گویا ٹھیکری ہی اور بعض علماء نے صریح لکھا کہ جو اصحاب اُٹھ گئے تھے ہم قطعًا جانتے ہین کہ وہ جائز سمجھکر چلے گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکے ایمان کی گواہی دی کہ وہ مومن ہین تو قطعًا معلوم ہوا کہ وہ ابتدائے حال مین اسکو جائز سمجھتے تھے حتی کہ اسکے بعد کوئی شخص بحالت ضرورت بھی بغیر اجازت نہین جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انکو ہدایت وارشاد سے سرفراز کیا بقولہ تعالیٰ قل ما عند اللہ خیر الخ اور یہ نہین فرمایا کہ ذکر الٰہی سے اُٹھ جانے والے منافق ہین جیسے منافقون کے حق مین صریح فرمایا ہی شیخ العرائس رحمہ اللہ نے کہا کہ اس آیت سے ہمکو یہ نکتہ حاصل ہوا کہ بزرگون کی خدمت مین حاضر ہونا ہر ایسے کام سے افضل ہی جسمین نفس کے لیئے حصہ ہو مثلاً مرید چاہے کہ خلوت مین مستغرق ہونا کہ قلب صاف ہو جاوے اور کشف و کرامات ظاہر ہون تو یہ غلط راہ ہی کیونکہ خدمت مشائخ سے جو فیض برکت انکو ملتا اُسکے مقابلے مین اُنکی خلوت کے کشف مانند دنیا ہے لہو ہین مترجم کہتا ہو کہ اس کلام مین تصریح ہی کہ کشف کوئی چیز قرب مرتبہ مین سے نہین ہی اور مشائخ کے کلمات اسپر متفق ہین شیخ رحمہ نے لکھا کہ حضرت سہل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جس شخص کو دنیا کی کسی چیز نے یاد الٰہی عزوجل سے روکا تو اُسنے اپنے نفس کا کمینہ پن اہل نظر کے نگاہ مین ظاہر کر دیا یعنے اسکی صورت قبیح ہی شیخ نے اسکے بعد اشارہ کیا کہ اس سے اعلیٰ مرتبہ والے وہ لوگ ہین جنکو آخرت کی کوئی چیز انکے رب سبحانہ تعالیٰ سے روکنے والی نہو اسلیئے کہ جیسے یاد الٰہی کے مقابلے مین امر دنیا ہیچ ہی اسیطرح حضور الٰہی کے مقابلے مین آخرت ہیچ ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکے لیئے اپنی طرف راہ کھول دی تھی اور اسکو اپنے ساتھ مناجات کی توفیق دی تھی پس اسنے یہ چھوڑکر کمتر کو اختیار کیا تو کمینہ اور کم ہمت ہی مترجم کہتا ہو کہ علم الفقہ سے مراتب پہچاننا عالم کی شان ہی واللہ تعالیٰ ہو الہادی نعم المولیٰ ونعم النصیر

سورۃ المنافقون مدنیۃ وھی احدی عشرۃ آیۃ

اس سورہ مین گیارہ آیات ہین ایک سو اسی کلمات سات سو چھتیس حروف ہین کذا فی السراج یہ سورہ مدنیہ ہی یہی ابن عباس رضی اللہ عنہما و ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی قرطبی رحمہ نے کہا کہ بالاتفاق سب کے نزدیک مدنیہ ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز جمعہ مین پہلی رکعت مین سورۃ الجمعہ پڑھتے تو اس سے مومنون کو آمادگی دلاتے تھے اور دوسری رکعت مین سورۃ المنافقین پڑھتے اس سے منافقون کو کھڑکھڑاتے تھے سیوطی رحمہ نے کہا کہ اس حدیث کو سعید بن منصور نے اور معجم اوسط مین طبرانی رحمہ نے باسناد حسن روایت کیا ہی اور اسی کے مانند امام ابو بکر البزار و طبرانی نے ابو عنبۃ الخولانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہو اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہی

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ

جب آویں تیرے پاس منافق کہین ہم قائل ہین تو رسول ہی اللہ کا اور اللہ جانتا ہو کہ تو اُسکا رسول ہی

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ

اور اللہ گواہی دیتا ہی کہ یہ منافق جھوٹے ہین رکھی اپنی قسمین ڈھال بناکر پھر روکے ہین

سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ
اللہ کی راہ سے بیشک وہ لوگ برے کام ہیں جو کر رہے ہیں یہ اسلئے کہ وہ ایمان لائے پھر منکر ہوئے پھر مہر ہوگئی
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ
دلوں پر ہیں اب وہ نہیں بوجھتے اور جب تو دیکھے انکو خوش لگیں تجھکو انکے ڈیل اور اگر
يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ
بات کہیں سنے تو کیسے ہیں جیسے لکڑی لگا دی دیوار سے جو کوئی چیخے جانیں ہم ہی پر بلا ہی
هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○
وہی ہیں دشمن انسے بچتا رہ گردن مارے انکو اللہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں

خطیبؒ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ بِسْمِ اللّٰهِ شروع ہی نام سے اللہ کے ف جسکا علم اور جسکی قدرت تمام عالم کو کامل محیط ہی اَلرَّحْمٰنِ جو نہایت بخشش والا ہی ف اپنی عام بخشش سے عام مخلوقات مین سے جسکو چاہتا ہی انعام دیتا ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ بخشش فقط دنیا سے متعلق ہی اور اس سے صاف ظاہر ہی کہ دنیا کی دولت و ثروت و جاہ و حشمت کچھ ایمان والون کے ساتھ خاص نہین ہی بلکہ کافرون کو بھی ملتی ہی حتی کہ ہر زمانہ مین سلطنت کافرون کے لیئے موجود ہی حتی کہ قولہ تعالیٰ جعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتہم الآیہ سے ظاہر ہی کہ اگر اہل اسلام سخت امتحان مین نہ پڑتے تو جن کافرون نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اور دنیا اختیار کی اللہ تعالیٰ انکے گھردن کی چھتون کو خالص چاندی کی بناتا الخ کیونکہ ہمکو سچ معلوم ہوا کہ دنیا ملعونہ ہی اور دنیا کی قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر برابر نہین ہی اور واضح رہے کہ اہل اسلام کو جو کچھ دنیاوی دولت دیجاتی ہی وہ سچے ایمان کی توفیق سے آخرت کے کام مین لانے سے انکے لیئے نعمت ہوجاتی ہی ورنہ کافرون کے لیئے لعنت بڑھتی ہی اور یہ صریح اعلان فرمایا کہ آخرت مین کافرونکے لیئے کچھ نعمت نہین ہی اَلرَّحِيْمِ جو نہایت رحمت والا ہی ف کہ اپنے مومنین بندون کو اپنی رضامندی کی توفیق عطا فرماتا ہی (رس) وہ جان کو اور مال کو رضائے الٰہی کی راہ مین صرف کرتے ہین حدیث مین ہی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ننوے حصہ مین سے ایک حصہ دنیا مین نازل کیا گیا جس سے جانور آدمی باہم محبت و شفقت کرتے ہین اور جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس حصہ کو ننانوے حصہ سے ملا کر پورے سو حصہ سے مومنین بندون پر رحم فرماویگا واضح ہو کہ کفار و منافقین اسپر ایمان نہین لائے بلکہ ابلیس کے تابع ہوئے لہذا رحمت سے محروم ہین قال تعالیٰ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ جب منافق لوگ تیرے پاس آتے ہین ف یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی جنکی بشارت توریت و انجیل مین اعلیٰ مدح و ثنا سے دی گئی (المعنی) ای رسول مکرم جب منافقین تیرے پاس آتے ہین قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ۔ کہتے ہین کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ بیشک البتہ تو رسول اللہ ہی ف اہل تفسیر نے کہا کہ منافقین یہان عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اسکے ساتھی لوگ ہین ابن عباسؓ نے کہا کہ انکو منافق اسلیئے فرمایا کہ انھون نے دل مین شرک رکھا تھا اور ظاہر مین اسلام کے مدعی تھے ف اور خطیبؒ نے لکھا یعنے جو لوگ نفاق مین پورے ہین وہ تیری مجلس مین حاضر ہوکر نفاق سے تیری تعریف اسطرح کہتے ہین کہ نشہد انک لرسول اللہ نشہد منزلہ قسم ہی گویا کہا کہ ہم قسم کھاتے ہین کہ الخ۔ انک بحرف تاکید ہی لرسول اللہ بلام تاکید و جملہ اسمیہ۔ اسمین چند وجوہ سے بہت مبالغہ و تاکید ہی خطیبؒ نے کہا کہ یہ غایت مبالغہ اسلیئے کیا کہ ان منافقون کی طرف جھوٹ کا وہم نہو کیونکہ پہلے سے صحابہؓ انکو منافق جانتے تھے لیکن دل کی حالت بدلتی ہی تو منافقین اس قول سے وہم دلاتے کہ اب ہم سچے مومنین ہوگئے اور یہ دلیل ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ مانے تو وہ مومن ہی بخلاف اسکے اگر یہودی کہے کہ لا الہ الا اللہ تو نہین معلوم کہ مومن ہی! نہین ہی اسلیئے کہ بہت سے مشرک بھی یہ کلمہ کہتے ہین **سوال** اگر کہا جاوے کہ جب

Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ ایمانی کلمہ ہی حتی کہ اس زمانہ مین جو شخص یہ کلمہ کہے وہ مومن ہی یعنے ہم اسکے اسلام کا حکم لگا وینگے اور اسکے ساتھ شادی بیاہ کرینگے اور اسکا ذبیحہ کھاوینگے حتی کہ اگر اسکے بعد وہ مرتد ہو تو قابل قتل ہی لیکن اس آیت سے معلوم ہوا کہ منافق ہو سکتا ہے

جواب ہان جو آیت مین منصوص ہی درحقیقت یہی ہی اور اس زمانہ مین وحی نہین آتی ہی تو ہم کسی شخص کے منافق ہونیکا حکم نہین لگا سکتے ہین اسلیئے حدیث عائشہؓ مین ہی کہ ام المومنینؓ نے فرمایا کہ نفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین تھا اور اب مومن ہی یا کافر ہی (رواہ الترمذی وغیرہ) اسکے معنی یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین وحی آتی تھی جس سے آدمیون کے دلون کا حال معلوم ہوتا تھا تو جسکے دل مین نفاق ہوتا تھا اُسپر منافق ہونیکا حکم دیا جاتا تھا اور بعد آپ کے وحی نہین آتی ہی پس اگر کوئی شخص ظاہر مین کلمۂ توحید کہے تو اسلام مین داخل کیا جاوے اگرچہ اُسکے افعال ایسے ہون جنکی سے منافق نظر آتا ہو مثلاً نماز نہین پڑھتا ہی اور دیگر فسق و فجور مین مبتلا ہی یا کافرون سے دوستی و موالات کرتا ہی تو دلیل ہی کہ وہ منافق ہی لیکن جب اُس سے پوچھا جاوے تو وہ کلمۂ توحید سے شہادت دیتا ہی تو ہم اسپر نفاق کا حکم نہین لگا سکتے ہین اگرچہ شاید وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک منافق ہو اور واضح ہو کہ یہان ایک صورت ایسی ہی کہ جسمین بہت لوگ گرفتار ہین وہ یہ ہی کہ آدمی نے اپنے باپ دادا کے گھر مین اسلام پایا اور اسی پر پیدا ہوا اور خود بھی اسلام کا قصد کرتا ہی لیکن نادانی سے کافرون کی خدمت و صحبت مین بدخیالات دل مین لاتا ہی جیسے کہتا ہی کہ مسلمانون سے تو یہی لوگ اچھے ہین کہ سچ بولتے ہین اور وعدہ ٹھیک کرتے ہین یعنے چند افعال دیکھکر یہ حکم لگاتا ہی تو یہ کفر ہی کیونکہ وہ آجتک یہ نہین سمجھا کہ ایمان توحید اصل ہی جیسے آسمان و عرش کی عظمت ہی اور اعمال اُسکے مقابلے مین ایسے ہین جیسے عرش کے مقابلے مین چند ذرات ہون ہان یہ ضرور یاد رہے کہ اکثر بداعمالیون کی شامت سے ایمان و یقین دل مین باقی نہین رہتا ہی پس جسکے دل مین ایمان کامل یقین سے باقی ہو اگر اسکے اعمال خراب ہون تو وہ مسلمان ہی اور اگر کافرون کی صحبت سے خیالات فاسد دین اور وہ دل مین سمجھے کہ یہ کفار اچھے ہین تو وہ کافر ہو گیا پھر اگر دوسرے وقت اُسنے کلمۂ توحید کا یقین کیا تو پھر مسلمان ہو گیا یہان اسقدر تنبیہ کافی ہی اور باقی توضیحات انشاء اللہ تعالیٰ تفاسیر سے نقل کیجاوینگی - مر - انعرض منافقین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتے تھے تو بڑی شد و مد تاکید سے کہتے کہ بقسم ہم گواہی دیتے ہین کہ بیشک البتہ آپ ضرور رسول اللہ ہین اللہ تعالےٰ نے فرمایا - وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی کہ بیشک تو ضرور اسکا رسول ہی اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہی کہ یہ منافقین بیشک ضرور جھوٹے ہین **ف** **زمخشری** رحؒ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے فقط یہ نہین فرمایا کہ منافقین بیشک جھوٹے ہین کیونکہ اسمین کسی نادان کو وہم ہوتا کہ رسول اللہ کہنا جھوٹ ہی اسلیے پہلے اللہ تعالےٰ نے اس وہم کو دور رکھنے کے لیے فرمایا اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہی کہ بیشک تو اسکا رسول ہی پھر منافقون کو جھوٹا بنایا **خطیبیؒ** نے لکھا کہ منافقون کو اسلیے جھوٹا فرمایا کہ جو کچھ اُنھون نے اپنی ذات سے خبر دی کہ ہم گواہی دیتے ہین اسمین جھوٹے تھے کیونکہ ان کے دل انکی زبان سے مطابق نہ تھے اور انکو یہ اعتقاد نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہین اور قول حق کی شرط یہ ہی کہ ظاہر و باطن موافق ہو اور علانیہ و پوشیدہ مطابق ہو اور جب اُسمین مخالفت ہوگی تو یہ کذب ہوگا اسی لیئے جبکہ منافقین کو رسول اللہ ہونیکا دل مین یقین نہ تھا اور زبان سے کہتے کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ رسول اللہ ہین - تو اللہ تعالیٰ نے منافقون کو اُنکی گواہی مین جھوٹا کہا اور یہ تنبیہ کی کہ تیرا رسول اللہ ہونا برحق ہی یہ غلط نہین ہے اس بعض نے کہا کہ قولہ تعالیٰ اذا جاءک المنافقون الآیہ کے یہ معنی ہین کہ جب منافقین تیرے پاس آتے ہین تو کہتے ہین کہ واللہ بیشک آپ رسول اللہ ہین - کیونکہ نَشْهَدُ قسم ہی چنانچہ آگے آتا ہی کہ اللہ تعالےٰ نے اسکو قسم قرار دیا ہی **جواب** یہ کہ قسم و شہادت دونون کا حاصل یہ کہ ہم یقین سے ایسا کہتے ہین پس جھوٹا ہونا اُنکی ذات کی طرف راجع ہی اور جو خبر بیان کی اسکی طرف راجع نہین ہی لیکن **مترجم** کہتا ہی کہ جو خبر بیان کی وہ جھوٹی اور یہ لوگ جھوٹے ہین اسلیئے کہ خبر یہان نَشْهَدُ ہی اور قولہ انک لرسول اللہ جزو جملہ ہی وہ غلط نہین ہے

Marfat.com

اور تلخیص المفتاح مین ہی کہ واضح ہو کہ خبر کا سچ ہونا اسطرح ہی کہ وہ واقع کے مطابق ہو اور اگر مطابق نہو تو کذب ہی یہی جمہور علما کا قول ہی اور نظام معتزلی وغیرہ نے کہا کہ خبر کا صدق یہ ہی کہ خبر دینے والے کے اعتقاد سے مطابق ہو اگرچہ اُسنے خطا کی ہو اس دلیل سے کہ اللہ تعالی نے منافقون کا کاذبون کہا حالانکہ یہ بالکل سچ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ تھے تو اسیوجہ سے کاذب ہوے کہ اُنکے اعتقاد کے مطابق یہ خبر نہتھی نظام کا قول رد کر دیا گیا اسطرح کہ کاذب ہونا اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ سے متعلق نہین ہی بلکہ قولہ نَشْهَدُ یعنے شہادت دینے مین جھوٹے ہین لیکن اسپر اعتراض ہوتا ہی کہ یہ جملہ انشائیہ ہی لہذا علامہ تفتازانی نے کہا کہ نَشْهَدُ مع تاکیدات کے یہ دعوی ہی کہ یہلوگ صدق دل سے یہ بات کہتے ہین اور اس دعوی مین جھوٹے ہین مترجم کہتا ہی کہ حق میرے نزدیک یہ ہی کہ مقصود منافقین کا یہ تھا کہ وہ اپنی شہادت ایمانی سے لوگونکو آگاہ کرین یعنی یہ اظہار کرتے تھے کہ ہملوگ مومن ہین گویا اُنھون نے مجمع عام مین دعوی کیا کہ ہمارے دلون مین رسول اللہ ہونیکی تصدیق موجود ہی اسی لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر مین اسکو قبول کر لیا تھا پھر جب عالم الغیب جل جلالہ نے انکے دلونکے حال سے آگاہ فرمایا کہ انکے دلون مین یہ بات نہین ہی بلکہ جھوٹے ہین تب معلوم ہوا کہ یہ جھوٹے ہین اور بدستور سابق ابتک اپنے نفاق پر قائم ہین اور اسکا بیان یہ ہی کہ اللہ تعالی نے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت کو محقق کر دیا بقولہ تعالی - واللہ یعلم انک لرسولہ بہت تاکید بلیغ سے رسالت ظاہری پھر منافقون کا دعوی تصدیق رسالت کا جھوٹا بتلایا پھر منافقون کا مطلب اس مکر سے بیان کیا بقولہ تعالی اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ان منافقون نے اپنی قسمون کو ڈھال بنا لیا پس راہ الٰہی سے روکا یہ لوگ جو کچھ کرتے ہین بہت بُرا کام ہی ف یعنے منافقون نے اس غرض سے یہ قسمین کھائین تاکہ انپر جہاد نہو اور دنیا مین انکی جان و مال محفوظ رہے اور انکی اس بدچلن سے بہت سے احمق بھی رضاے الٰہی و نور حق حاصل کرنے سے باز رہے کیونکہ انھون نے انکی دیکھا دیکھی یہی طریقہ لیا اور شجاعت و صدق و امانت و دیانت جو عمدہ اخلاق تھے کھو بیٹھے اور اسکا باعث یہی بدچلن لوگ ہوے اور یہ لوگ ایسے قبیح حرکات کو اچھا سمجھتے ہین حالانکہ انکا یہ چلن نہایت خراب ہے اور خطیب و محلی وغیرہ نے لکھا کہ قولہ ما کانوا یعملون بصیغہ مضارع ہی یعنے جو اعمال کیا کرتے ہین وہ بدتر چلن ہی اور فعل ماضی نہین فرمایا جو ایک بار ہو چکا ہو بلکہ اشارہ ہی کہ نفاق و بدکاری انکی طینت قبیح ہی کہ روز بروز نئی نئی خبیث حرکات کرتے ہین اقول جسمین نفاق ہو تو اسکی کسی بدعادت کو چھڑانیکی فکر کرنا فضول ہی وہ نئی نئی حرکتین کریگا بلکہ اسکے دل سے نفاق دور ہونے مین سعی کرنا لازم ہی - ہ - اور بعض نے لکھا کہ قولہ اتخذوا ایمانہم جنۃ الخ یعنے منافقون نے تمسے قسمین کھائین کہ ہم تم مین سے ہین یعنے مسلمان ہین اور آنحضرت بیشک رسول اللہ ہین اس سے انھون نے اپنی جان بچائی اور مجاہدین کی تلوار سے بچاؤ کے لیئے ان جھوٹی قسمون سے اپنی ڈھال بنائی شیخ نسفی رح نے مدارک مین لکھا کہ اس سے دلیل ملی کہ نستشہد قسم ہی کیونکہ یہان انکی یہی قسم مذکور ہی جنۃ ڈھال کو کہتے ہین جسکے ذریعہ سے ضرب سے بچا جاتا ہی اسیطرح انھون نے نامردی سے قسمونکو ڈھال بنایا یعنے اپنے آپ کو بچایا لہذا ابن عباس رض نے فرمایا کہ ان منافقون نے اپنی قسمون سے اپنے آپکو قتل و گرفتاری اور قید و خواری سے بچا لیا - معروف قرأت یہان اَيْمَانَهُمْ بالفتح جمع یمین بمعنی قسم ہی اور ایمان بالکسر بھی پڑھا گیا اور مراد یہ کہ انھون نے ایمان کو ظاہر کرنا اپنے لیے ڈھال بنا لیا فصدوا عن سبیل اللہ پس انھون نے راہ الٰہی سے روکا - یعنے لوگونکو ایمان لانے و جہاد و نیک اعمال کرنے سے روکا اس سبب سے کہ ان لوگون نے ایمان لانے کا اور اسکی حلاوت و حقیقت حاصل ہونیکا ظاہر مین دعوی کیا اور دوسرے لوگ انکی زبان سے دین توحید کی خوبی معلوم کرنے کے منتظر ہوے مگر ان خبیثون نے انکو ہر طرح بُرائی تبلائی اور نبوت مین شک و شبہ ظاہر کیا علاوہ اسکے لوگون نے خود انکے قبیح اعمال و اقوال کو دیکھکر رد کیا کہ اس دین مین اگر خوبی و نور ہوتا تو یہ لوگ داخل ہو کر آراستہ ہوتے یہ انکو معلوم نہین کہ یہ خبیث لوگ کبھی دین حق مین داخل نہین ہوے تو حلاوت و

Marfat.com

کہان سے پاتے **اقول** جیسے اس زمانے مین عموماً اسلام کو بدنام کرنے والے خاص وعام ہین مثلاً نیچری فرقے والے کبھی نور توحید مین داخل نہین ہوے اور مثل رنڈیون اور اُن کے ساتھیون کے جو رفض کی شاخ سے نکلین اسی حالت مین ہین بلکہ ہر گروہ وجماعت کی یہی صورت ہے سوائے چند جماعتون ومتعدد لوگون کے جنکے دل مین اعتقاد توحید ہے لیکن وہ کثرت غوغائے عام کے درمیان گمنام ہین اسی وجہ سے جہال کافر قومین جو اسلام کی حقیقت نہین جانتے ہین ان بے ایمانون کو مسلمان صورت مین دیکھ کر قیاس کرتے ہین کہ اسلامی تعلیم کا یہی اثر ہے اللہ تعالے اپنی نظر رحمت سے ہم لوگون کے دلون مین ایمان توحید داخل فرماوے اور ہمارے افعال واخلاق کو اسلام کے موافق آراستہ فرماوے آمین۔ تفسیر وبیان ہوئی اس بنیاد پر ہے کہ (فصد طارد) کے معنی مین ہو۔ اور اگر صدود سے ہو بمعنی منھ موڑنا تو حاصل یہ کہ ان منافقون نے راہ الٰہی سے منھ موڑا اور نور توحید نہونے سے نیک خصلتون سے منحرف ہوے **ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ** یہ بات اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ ایمان لائے پھر انھون نے کفر کیا تو اُنکے دلون پر مہر کردی گئی پس وہ لوگ سمجھتے نہین ہین ف یعنی یہ قبیح بدکاریان ودروغ وخصلتین جو ان منافقون سے صادر ہوتی ہین انکا یہ سبب ہے کہ ان لوگون نے زبان سے ایمان ظاہر کیا پھر دل مین کفر چھپا رکھا تو اللہ تعالیٰ نے انکے دلون پر مہر کردی اب انکو سمجھ نہین ہے **مترجم** نے بارہا بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا مین کسیکو قہراً مجبور نہین کیا کہ ایمان لاوے یا کافر ہو بلکہ اختیار دیا کہ ان دونون مین سے اختیار کرے اور ہر ایک کی حقیقت صاف بتلائی اور ہر ایک کی کیفیت اور ہر ایک کا انجام بتلادیا چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی توحید وآخرت پر یقین لاوے تو اللہ تعالیٰ کا بندۂ خاص ہو اور اندھیرے سے نکلکر نور مین آوے اور اسکا دل کھلجاوے تو عقل کا نور ظاہر ہو اور یہ نورانی بندہ بعد موت کے جنت مین عزت پاویگا اور اگر اسنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت مین دوسرونکا سا جھاملایا مثلاً کسی مخلوق کو مشکل کشا یا رزاق یا کارساز یا غیب دان یا شفا دینے والا یا اولاد دینے والا وغیرہ صفات الوہیت مین سے کسی صفت سے متصف اعتقاد کیا یا اللہ تعالے کے وجود سے منکر ہوا جیسے نیچری احمق ہوتا ہے تو اللہ تعالے نے اسکی مذمت کی اور اسکی کیفیت یہ کہ اسکے دل پر مہر کردی کہ نور روحانی کا ظہور نہین رہا بلکہ کفر واسکی تاریکی رہگئی اسلیئے کہ دونون کا جمع ہونا محال ہے اور سچی حیات جو حضرت حی القیوم کی صفت ہے اور اسی اسم پاک سے مخلوقات مین ظہور ہوتا ہے کافر اس سے محروم ہے اور مومن زندہ ہے اور کافر کے نزدیک جسطرح بیجان مردہ وغیرہ درخت وغیرہ کو جلاتے ہین اسیطرح خود کافر جہنم کا ایندھن ہوگا اور جیسے کافر کو درخت بے روح نظر آتا ہے اگرچہ ہرا ہو اسیطرح اسکا [illegible] ہے اور وہ مردہ ہے اور کافر فقط جسم کی پرورش کے لیے حواس رکھتا ہے اسیکو عقل سمجھتا ہے اور عنقریب بعد موت کے اسکو یہ سب حال ظاہر ہوجاویگا اسیوجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافقین سمجھ نہین رکھتے ہین اسلیئے کہ انکے دلون پر مہر کردی گئی تو نور عقل سے محروم ہوگئے اور یہی حال کافرونکا حال ہوتا ہے اور جب آخرت وحقیقت کی سمجھ نہین رکھتے تو نادان لڑکون کی طرح بیہودہ کھیل [illegible] گھر وندے سے انکو دلچسپی ہے دنیا پر بہت فریفتہ ہین اور فانی زندگانی کو غنیمت جانتے ہین اور واضح ہو کہ عرب کے بت پرست جس قدر موت سے نہین ڈرتے تھے اسقدر یہود وغیرہ ڈرتے تھے اور زندگی پر عرب سے زیادہ حریص ہین چنانچہ قولہ تعالے لتجدنہم احرص الناس علی حیاۃ الآیہ مین صریح مذکور ہے اور احادیث سے یہ بات معلوم ہوچکی کہ اسلامی امت کے لوگ آخر مین ایسی حالت پر ہوجاوینگے اسیوجہ سے تم یہ عبرتناک منظر دیکھتے ہو کہ جب سے مشرقی ممالک خراسان وغیرہ مین فسق وفساد زیادہ ہوا اور لوگ دین حق کے اعتقاد مین گویا منافق یا یہودی ہوے تو زندگی پر حریص ہوگئے اور اسیطرح اہل فرنگستان نے جب سے دینی خیالات چھوڑ دیے تو مشرکین عرب کی حالت پر ہوگئے کیونکہ جب تک دین کے خیالات مین تھے تب تک آخرت سے خوف کرتے اور موت سے ڈرتے اور زندگی پر حریص تھے اور جب سے وہانکے لوگون مین نیچریت پھیلگئی تو ڈرجاتا رہا **مترجم** کہتا ہے کہ گویا انکو دینی خیالات کی بہ نسبت اسمین زیادہ فائدہ ہوا چنانچہ وہ لوگ خود بھی اسی امر کا اقرار کرتے ہین اسلیئے کہ خیالات شرک وکفر یکسان ہین اور نیچری حالت مین

Marfat.com

انکا یہ اعتقاد ہوگیا کہ موت کے بعد خاک ہوجاوینگے تو ڈر نہین ہی بلکہ دنیا مین نام باقی رہنا پسند کرتے ہین جیسے کفار عرب کا حال تھا اور اسیطرح ا ۔ وستان مین برائے نام آخرت کا خیال ہی اور انکا انجام نفاق ظاہر ہی شاید اہل ایران مین کوئی ذرہ اسلام باقی ہو واللہ تعالیٰ اعلم بالجملہ جب منافقون نے ۔ ر ۔ ن کیا تو محنت و مشقت نقط تن پروری کے لیئے رہگئی اور اسی دنیا کو اپنا گھر سمجھنے لگے اسیوجہ سے ایک ایک بالشت زمین کے پیچھے ۔ کر مرجاتے ہین اعوذ باللہ منہ اور اسیوجہ سے جمیع کافرون کی نظر مین دنیا اور اسکی زندگی ایسی خوبصورت ہوتی ہی جیسے نوجوانی کے قریب لڑکون مین عیش و عشرت کے ساتھ طرح طرح کی امیدون کا جوش ہوتا ہی اور اسی خصلت بے بادشاہون مین یہ حالت پیدا کی کہ امرا بغاوت کرتے اور ایک بادشاہ کو چھوڑکر دوسرے کے یہان جاتے تھے اور خاندان شاہی مین باپ بیٹے ایک دوسرے کی موت پر خوش ہوتے بلکہ قتل کرڈالتے تھے اور ایسے واقعات بکثرت واقع ہوئے ہین بخلاف اہل اسلام کے کہ یہ اس قید خانے مین گھبراتے ہین اور اپنے گھر جانے کے واسطے مضطرب رہتے ہین اور موت سے بالکل نہین ڈرتے مگر بمقتضائے بشریت و خوف معصیت البتہ خباب احدیت جل شانہ مین گڑگڑاتے ہین اور باوجود جسمی ضعف کے انکی تلوار کے ہاتھ مین ملکی قوت ہوتی ہی اور کفار اپنے گھر مین مطمئن ہوتے ہین چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا اطمانوا بہا الآیہ یعنی دنیاوی حیات پر مطمئن ہین - اسی وجہ سے کافرون کے اجسام موٹے تازے ہوتے ہین اللہ تعالے نے فرمایا وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ اور جب تو انکو دیکھے تو انکے تن و توش تجھے عجیب معلوم ہون ف یہ خطاب اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی تو بھی آپکے طفیل مین سب اہل نظر شامل ہین جنکو نور عقل کے ساتھ دیکھنے کی لیاقت اور فہم و فراست حاصل ہی یعنے ای رسول مکرم و اسکا ہر امتی عاقل تو جب ان منافقون کو دیکھے تو بظاہر مین انکے تن توش موٹے تازے تجھے عجیب معلوم ہون - وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ - اور اگر وہ بات کہین تو انکی بات پر تو کان دھرے گویا وہ لوگ ٹیک دی ہوئی لکڑیان ہین ف مثل مشہور ہی کہ فربہ خواہ مخواہ مرد آدمی - اس مثل کی درستی اس کلام الٰہی سے بھی ظاہر ہوتی ہی کہ اللہ تعالے نے اول ان منافقون کے تن توش کا ذکر فرمایا پھر کہا کہ ان یقولوا تسمع الخ یعنے اگر یہ منافق لوگ کچھ بات کہین تو انکی ظاہری صورت پر اور زبان کی فصاحت پر نظر کرکے تو انکی بات کان لگاکر سنے حدیث سے ثابت ہی کہ منافق جب بات کہتا ہی تو اسمین جھوٹ ملاتا ہی لہذا منافق کی بات بنانے سے مرد مومن سمجھتا ہی کہ یہ سب سچ ہی اور اسکی بات کی طرف مائل ہوتا ہی پھر اللہ تعالیٰ نے انکی مذمت فرمائی کہ یہ لوگ منافقین مثل کفار کے ظاہر مین صورت رکھتے ہین اور باطن مین بے مغز و باطل ہین کانہم خشب الخ گویا آڑ لگائی ہوئی دھنیان رکھی ہین مجلس مین جب دیوار و ستون سے تکیہ لگاکر بیٹھتے تو انکی مثال یہ کہ جیسے موٹی لکڑیان و دھنیان دیوار سے آڑ لگاکر رکھی گئی ہین ابن عباسؓ نے کہا کہ ابن ابی ابن سلول منافق تھا کہ قد و جسم مین لمبا چوڑا تندرست اور تیز زبان تھا اور کچھ منافقین اسکے ساتھی بھی اسی صفت کے تھے اور یہی لوگ مدینے مین سردار بنے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین آتے اور تکیہ لگاکر بیٹھتے اور ظاہر مین خوش وضع تھے اور زبان کے تیز تھے اور خطیب بنے لکھا کہ یہ لوگ فقط تن پروری مین مصروف تھے لیکن بالکل بے مغز جیسے ڈھول مین پول ہی پول تھا اور باوجود اسکے نامرد اور بزدل بھی تھے لہذا اللہ تعالے نے فرمایا یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ ہر آواز کو اپنے اوپر خیال کرتے ہین ف اگر لشکر مین کوئی شخص اپنے گمشدہ جانور کے لیئے آواز دیتا ہی یا منادی پکارتا ہی تو یہ بزدل خیال کرتے ہین کہ ہم پر آفت آنیوالی ہی کیونکہ بداعمالیون سے انکے دل ہلتے ہین بعض علما نے کہا کہ منافقون کو ہر وقت یہ خوف ہی کہ شاید انکے معاملے مین کوئی حکم نازل ہو جس سے قتل و غارت کیے جاوین اسوجہ سے ہر دم خوفناک منتظر رہتے ہین جہان کوئی آواز سنی ڈر گئے کہ انھین پر آفت آنیوالی ہی هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ یہی لوگ دشمن ہین تو ان سے پرہیز رکھ اللہ تعالیٰ انکو خوار کرے یہ کہان بھٹکے ہین ف ھم بصیغہ جمع ہی العدو مفرد ہی اور اعداء جمع نہین فرمایا اسمین اشارہ ہی کہ یہ لوگ اسلام سے اور مسلمانون سے عداوت کرنے مین گویا کل کے کل ہوگئے ہین اور ظاہر مین منافقانہ زبان سے دوستی ظاہر کرتے ہین اور باطن مین اسلام کی دشمنی سے کافرون کا ساتھ دیتے ہین لہذا اسسے پرہیز

Marfat.com

حکم دیا کہ دشمنون کے جاسوس ہین لہذا حکما ے اسلام نے کہا کہ سب سے بڑھکر تیرا دشمن وہ ہی جو تیرے ساتھ ملکر رہتا ہو اور جسکے بغل کے نیچے خنجر سے عداوت چھپی ہو لیکن اللہ تعالی کا لطف ہی کہ ایسے دشمن کا مکر خود اسی کو خوار کرتا ہی چنانچہ قاتلھم اللہ الآیہ اسکے واسطے شاہد ہی امام احمدؒ نے حدیث ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقون کے چند علامات ہین جنکی وجہ سے پہچانے جاتے ہین انکا تحیہ لعنت ہی آپسمین دل لگی سے جب ملتے ہین تو بجائے سلام کے لعنت و بدکلام کرتے ہین) اور انکا کھانا لوٹ کھسوٹ ہی اور ان کا مال غنیمت خیانت ہی (یعنے جہاد کے مال غنیمت مین سے چرا لیتے ہین) اور مسجدون مین کبھی کبھی آجاتے ہین (یا مساجد مین ناگوار خاطر سے جاتے ہین) اور نماز مین ہمیشہ پیچھے آتے ہین اپنے نفس مین مغرور ہوتے ہین کہ اہل اسلام سے ملتے نہین اور نہ ملاتے ہین رات مین لکڑی کیطرح پڑے رہتے ہین اور دن بھر شور و غوغا کیا کرتے ہین ع پھر اللہ تعالے نے انکے دیگر قبایح بیان فرمائے بقولہ تعالے

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ
اور جب کہیے انکو آؤ معاف کرادے تمکو رسول اللہ کا مٹکاتے ہین اپنے سر اور تو دیکھے
يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ
رکتے ہین اور غرور کرتے ہین برابر ہی اوپر تو معافی چاہے انکی یا نہ معافی چاہے
لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ هُمُ الَّذِيْنَ
ہرگز نہ معاف کریگا انکو اللہ مقرر اللہ راہ نہین دیتا بیحکم لوگونکو جو
يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ
کہتے ہین مت خرچ کرو اوپر جو اس رہتے ہین رسول اللہ کے جب تک کہ کھنڈ جاوین اور اللہ کے ہین خزانے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ
آسمانون کے اور زمین کے اور لیکن منافق نہین سمجھتے کہتے ہین البتہ اگر ہم پھر گئے
اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
مدینہ کو تو نکال دیگا جسکا زور ہی بیقدر لوگونکو اور زور اللہ کا ہی اور اسکے رسول کا اور ایمان والون کا
وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
لیکن منافق نہین سمجھتے

منافقون کی حماقت و بے ایمانی کے قبایح مین سے یہ ہی کہ۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور جب انسے کہا جاتا ہی کہ آؤ تمھارے لیئے رسول اللہ مغفرت مانگے ف یعنے جب ان منافقون سے کوئی شخص انکی خیر خواہی کے طریقے پر یہ کہتا ہی کہ آؤ چلو رسول اللہ کی خدمت مین مغفرت چاہو وہ تمھارے واسطے اللہ تعالے سے مغفرت چاہینگے تاکہ آخرت جو کچھ تمنے جھٹلایا اور بے ایمانی رہے ہو اسکو اللہ تعالی بخشدے لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ تو منافقین اپنے سر موڑتے ہین ف یعنے نفرت سے اپنا رخ دوسری طرف پھیر لیتے ہین سفیان بن عیینہ نے دائین طرف منھ پھیر کر ترش تیز نگاہ سے دیکھا سفیان نے کہا کہ لووا رؤسہم کی یہ صورت ہی (ابن ابی حاتم) حاصل یہ کہ بعض اہل ایمان نے جانا کہ ان منافقون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور بدزبانیان کین تو اللہ تعالی ناخوش ہوا اسواسطے انکے دلون مین ہدایت کا نور نہین آتا ہی اگر یہ لوگ خدمت مین حاضر ہوکر مغفرت چاہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیئے جناب باری

Marfat.com

تعالیٰ سے التجا کرین تو امید ہی کہ اللہ تعالیٰ انکو معاف کرے تاکہ یہ لوگ عذاب سے چھٹکارا پاوین یہ معرفت سمجھکر سنے ان منافقین کہا کہ چلو رسول اللہ تمھارے لیئے استغفار فرماوین تو ان منافقون نے نفرت کی تیز نگاہ سے اس خیر خواہ کی طرف دیکھا یعنی یہ معاملہ ہی

وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ اور تو نے انکو دیکھا کہ وہ لوگ منھ موڑتے ہین درحالیکہ تکبر کرنیوالے ہین

ف صاحب نے لکھا کہ یعنی تو نے باطنی نظر بصیرت سے دیکھا اور جان لیا کہ یہ منافقین ہر بار جب حق کی طرف بلائے جاتے ہین تو ہم یہی حرکت کرتے ہین کہ بہت غرور و بے پروائی سے منھ پھیرا کر اعراض کرتے ہین اور اپنے کفر پر جمے رہنے مین مغرور ہین پس نہایت قبیح حالت سے انکو اپنی بدکاری معلوم نہین ہوتی اور نہ اس سے نکلنے کا علاج سوجھتا ہی خطیب نے لکھا کہ ابن عباسؓ سے روایت کیا جاتا ہی کہ جب قرآن نازل ہوا تو ان منافقون کے قرابتی جو مومنین مخلصین تھے ان منافقون کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تمھاری خرابی ہو تمنے اپنے آپ کو فضیحت کیا اور برباد ہوے اور صریح حق کے دشمن بنے اب بھی کچھ نہین گیا ہی جلد جاؤ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے لیئے استغفار فرماوین تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہی کہ جسکے لیئے رسول اللہ مغفرت مانگے وہ اللہ تعالیٰ کو غفور پاویگا بقولہ تعالیٰ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لوجد واللہ توابا رحیما پس تم لوگ نفاق سے توبہ کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین صدق ادب سے درخواست کرو کہ حضور تمھارے لیئے جناب باری تعالیٰ مین مغفرت کی التجا کرین یہ سچی خیر خواہی ان بدبخت منافقون کے خیال مین نہ آئی بلکہ خیر خواہی کرنے والے سے جلکے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے منافقون کی حالت اپنے علم غیب سے ہمکو ظاہر فرمائی بقولہ تعالیٰ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ یعنے انکار و بے پروائی کے طور پر اپنے سرونکو جنبش دی (السراج) اور گزرا کہ سفیان بن عیینہ نے اسکی یہ صورت بتلائی کہ سچے خیر خواہ کی طرف آنکھین نکالکر تیز نظر سے دیکھا اور انکار کے واسطے سر ہلایا یعنے ہرگز ایسا نکریگا خطیب نے لکھا کہ ایک روایت مین ہی کہ منافقون کے سردار نے جسکا نام ابن ابی ابن سلول تھا سر ہلاکر انکار کیا اور کہا کہ پہلے تمنے مجھے مجبور کیا کہ اسلام لاؤن مین نے منظور کیا اور ایمان لایا پھر تمنے کہا کہ اپنے مال مین سے زکوٰۃ نکالون مین نے وہ بھی کیا (اسیطرح جو تمنے کہا وہ مین نے کیا) اب کوئی بات باقی نہین رہی سوائے اسکے کہ تم یہ چاہتے ہو کہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے سجدہ کرون تب یہ آیت نازل ہوئی وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا الآیہ اور اس واقعہ کے چند روز بعد منافق مذکور بیمار ہوکر مرگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال طہارت و شرافت ذات سے ان دشمنون کے واسطے چاہتے تھے کہ یہ عذاب کی راہ سے باز آوین اور ہلاکت سے نجات پاوین یہانتک کہ ان لوگون کے لیئے اللہ تعالےٰ سے مغفرت مانگنا چاہتے تھے اور منافقین مذکور کے بعض قرابتی جو سچے مومنین تھے عذاب جہنم کا یقین رکھتے تھے انھون نے ترس کھاکر حضور رسالت مین التجا کی کہ اگر حضور ان بدبختون کے لیئے مغفرت چاہین تو شاید ارحم الراحمین عزوجل انکو عذاب سے نجات دے پس ان مومنون کے کہنے سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کا قصد کیا چونکہ منافقین نے ایمان سے ذرہ بھی نہین کمایا تھا اور انکے پاس اس استغفار اعلیٰ کی کچھ بھی لیاقت نہ تھی لہذا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو آگاہ فرمایا بقولہ تعالےٰ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ برابر ہی ان منافقون پر کہ تو انکے لیئے مغفرت مانگے یا انکے لیئے مغفرت نہ مانگے ہرگز انکو اللہ تعالیٰ نہین بخشیگا ف یعنے اے خاتم النبیین و قدوۃ المرسلین اگر تو ان منافقون کے لیئے جو دشمن مرے ہین اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے یا نہ مانگے دونون باتین ان منافقون کے حق مین برابر ہین یعنی اللہ تعالیٰ ہرگز انکی مغفرت نہین کریگا اور جبکہ کمال محبوبیت اعلیٰ کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت انکے حق مین مفید نہوئی تو بھلا کسکی سفارش نفع کرسکتی تنبیہ امت محمدیہ کے واسطے کمال رحمت کا ظہور ہی لیکن امتیون کو ہمیشہ تہ دل سے یقین و ایمان کی حفاظت لازم ہی ورنہ منافق کے لیئے آپ شفاعت نکرینگے کیونکہ منافق کے حق مین اگر آپنے حیات دنیا مین مغفرت مانگی تھی تو یہ دعا آپ کے نامۂ رسالت مین کرامت ہوئی لیکن منافق کے حق مین مفید نہوئی اسلیئے کہ منافق تو ایمان ہی سے خارج تھا إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ البتہ اللہ تعالیٰ ہدایت نہین دیتا

Marfat.com

ایسی قوم کو جو فاسق ہین فسق یعنی خارج ہین اور پورا خارج وہ ہی جو ایمان کے دائرہ سے باہر ہو جیسے منافق و نیچر وغیرہ ہین تنبیہ بعد زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص کسی آدمی پر یہ حکم نہین لگا سکتا کہ یہ منافق ہی جبکہ وہ ظاہر مین کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہو مگر کافر ہونیکا حکم لگا سکتا ہی جبکہ مثلاً اس کلمہ کے ساتھ وہ کہے کہ فلان مخلوق کو یہ قدرت ہی کہ چاہے مجھے مار ڈالے یا زندہ رکھے یا اسی قسم سے شرک صریح کی بات کہے حتی کہ اگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ اعتقاد کرے تو بھی وہ کلمۂ توحید سے منکر و کافر ہوگیا پھر اگر کسی مسلمان کے جنازے پر لوگون نے نماز پڑھی اور وہ شخص باطن مین منافق تھا تو دعا کرنے والون کی دعا خود انکے حق مین عبادت لکھی جاویگی لیکن منافق مذکور کو فائدہ نہوگا تنبیہ جس مسلمان کے دل مین شیطان وسوسہ ڈالے اور اسکو دین اسلام مین کچھ شک آوے تو وہ شک کو دفع کرے اور کسی نیک عالم سے اپنا شک دور کردے کیونکہ جب تک زندہ ہی شیطان برابر شکوک ڈالنے کی کوشش کریگا بلکہ جسکے دل مین شک نہ ڈالے تو ضرور اسکے دل مین کوئی خراب عقیدہ موجود ہی اسکو چاہیئے کہ حضرات سلف صالحین کے عقیدہ پر قائم ہو تنبیہ جو شخص دل کھول کر کلمۂ توحید و صدق عقیدے کو قبول کرے اور دل مین لے لے اور شیطان کو دفع کرتا ہے لیکن بعضے اعمال فسق مین پھنس جاتا ہی لیکن قبیح کام کو برا سمجھتا ہی تو یہ شخص ایمان سے فاسق نہین ہی بلکہ اعمال سے فاسق ہی اسکو بدکاری چھوڑنے مین کوشش کرنی چاہیئے اور ندامت لازم رکھے اور مغفرت کا امیدوار ہو حتی کہ اگر بغیر توبہ کے مرجاوے تو بھی حضرت شفیع المذنبین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی شفاعت کی امید ہی اس سے معلوم ہوگیا کہ آیت مین فاسقین سے مراد ایمان سے خارج لوگ ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منافقون کے حق مین فاسقین فرمایا اور منافق دو قسم کے ہوتے ہین عملی منافق یعنے ایمان توحید کے مطابق عمل نکرے جسکو گنہگار کہتے ہین اور دوم ایمانی منافق جنکا یہان ذکر ہی تو انھین کے حق مین مغفرت نہین ہی هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُّوا وہی لوگ ہین جو یہ کہتے ہین کہ نفقہ مت کرو ان لوگون پر جو رسول اللہ کے پاس ہین تاکہ پراگندہ ہوجاوین شان نزول واضح ہو کہ مدینہ کے دو قبیلہ اوس و خزرج دو بھائیون کی اولاد تھے اور اسلام لانیکے بعد انکا نام انصار ہوا انمین سب خانوادہ مسلمان ہوگئے تھے لیکن بعض لوگ بدبخت تھے جو ظاہر مین اسلام لائے اور باطن مین کافر تھے اور کافران یہود وغیرہ سے انکی دوستی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ملک عرب کے دور دور اضلاع سے دو دو چار چار نیکبخت لوگ ایمان لاکر مدینے کی طرف ہجرت کرکے جمع ہوتے تھے اسوقت مدینے کی طرف ہجرت کرنی انپر فرض تھی چونکہ وہ لوگ کفرستان سے خفیہ بھاگتے تھے اور اللہ و رسول کی محبت مین آل و اولاد اور مال و متاع کا کچھ خیال نہین کرتے تھے تو مدینے مین بالکل فقیر و محتاج ہوتے تھے اکثر اوقات فاقے مین بسر کرتے تھے اور تن پر فقط ازار کے سوائے کچھ نہ تھا اور جاڑے مین زمین کے اندر سوتے تھے بلکہ تمام رات قرآن کی تلاوت و نماز و یاد الٰہی مین بسر کرتے یہ سب مصیبت انکو بعد دیدار رسول اللہ کے آسان تھی اب آیت کی تفسیر مین غور کرو کہ منافقین بے ایمان اپنے برادری والے انصار کو بہکاتے تھے کہ تمام دیار مین اطراف عرب سے ہجرت کرکے آنے والے اعراب جمع ہوگئے ہین جنکو مہاجرین کہتے ہو اور انکی کثرت ہوگئی ہی تو ہر موقع پر تمکو خوف کرنا چاہیئے کہ اپنی جماعت سے تمپر غلبہ کرین اسکی تدبیر یہ ہی کہ وہ لوگ مال متاع نہین رکھتے ہین اور تملوگ اپنے انعام سے نفقہ دیتے ہو اور دنیاوی انتظام کی سمجھ نہین رکھتے ہو اب تم انکو نفقہ مت دو تو لاچار ہوکر متفرق ہوجاوینگے جب کھانیکو نہ پاوینگے تو اپنے اپنے شغل سابق مین لگجاوینگے ان منافقون نے درپردہ دشمنی سے چاہا کہ جب مہاجرین متفرق ہوجاوین تو یہود وغیرہ کفار کے ساتھ ہوکر رسول اللہ و اصحاب سے مکر کرین منافقین بے ایمانون نے مکر شیطانی مین گرفتار ہوکر نجانا کہ اللہ تعالیٰ کریم کارسانہ ہی وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ اور اللہ تعالیٰ ہی کے ہین خزانے آسمانون و زمین کے و لیکن منافقین سمجھ نہین رکھتے ہین فہم پر شاہد ہی کہ منافق مین دو چیزین حسن خلق اور دین کی سمجھ نہین ہوتی ہین (الترمذی) چنانچہ منافقون نے نہ جانا کہ آسمان و زمین و انکے خزائن

سب اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیے اور وہی انکا مالک ہی جسکو جو کچھ چاہتا ہی دیتا ہی کوئی روک نہین سکتا اور جسکو جسطرح چاہے دے
چاہے پیدا کردے یہ سب ظاہری اسباب فقط مخلوق کا امتحان ہی تو پھر جو لوگ رسول اللہ کی خدمت مین ہجرت کرکے آئے ہین انکا فقر
اسلیے کہ انکا نفس مضمحل کردیا جاوے اور قوت ملکیہ ذکر الٰہی و تسبیح سے اسکے قائم مقام کردیجاوے اور سو لئے مومن صادق کے کسی
یہ برابر ہو ورنہ اللہ تعالیٰ چاہے تو انکے پانون کے نیچے زمین سے سونا نکلے بلکہ زمین سونا ہوجاوے پس خبیث منافق کی یہ تدبیر اسکو کچھ مفید نہین
بلکہ منافقین اپنی جہالت و عداوت سے یہ باتین کہتے ہین يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ اور یہ نہین
کہتے ہین کہ اگر ہم مدینہ لوٹ گئے تو جو کوئی عزت والا ہی وہ ذلیل کو مدینے سے نکال باہر کریگا منافقون کے سردار نے اپنے ساتھیون کے
ساتھ اپنے نفس کو اعز بنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے مہاجرین اصحاب کو اذل کہا اللہ تعالیٰ اس منافق پر لعنت کرے پھر
اُسنے اپنے منافقین سے کہا کہ اس سفر سے لوٹ کر جب ہم مدینہ پہونچینگے تو دونون جماعتون مین سے جو اعز ہی وہ اذل کو مدینے سے
نکال دیگی اس جاہل منافق نے صریح جھوٹ کہا اور اللہ تعالیٰ نے اُسکے منہ پر غضب کا طمانچہ مار دیا بقولہ تعالیٰ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ
وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ حالانکہ عزت تو اللہ تعالےٰ ہی کے لیئے ہی اور اسکے رسول کے لیئے
اور مومنون کے لیئے ولیکن منافقین جانتے نہین ہین ف محض غبی جاہل ہین امام ابن کثیر نے لکھا کہ علمائے سلف صالحین رضی اللہ
عنہم جو قرآن مجید کے عالم تھے اُنمین سے بہت بزرگون نے بیان فرمایا کہ اس سورۂ مبارک مین یہ سب سیاق درباره ابن ابی ابن سلول
منافق و اُسکے ساتھیون کے ہی چنانچہ آیندہ روایات سے واضح ہوجائیگا اور محمد بن اسحٰق تابعی نے اپنی کتاب السیرۃ مین لکھا کہ مجھسے ابن شہاب
الزہری تابعی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینے مین جمعے کے روز لوگونکو خطبہ سُناتے تو ابن اُبی ابن سلول کا یہ قاعدہ تھا
کہ وہ بھی کھڑا ہوکر کچھ بیان کرتا لوگون مین اور اسکی قوم مین اُسکا شرف معروف تھا پس وہ کھڑا ہوکر بیان کرتا کہ ای لوگو یہ رسول اللہ ہین تمکو اللہ تعالےٰ
نے انسے عزت و کرامت بخشی ہی تم دل سے انکی نصرت کرو اور جان و مال سے انکی مدد کرو اور انکے حکم کو اچھی طرح سنو اور اطاعت کرو یہ کہکر
بیٹھ جاتا تھا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد کے واسطے نکلے اور راہ سے یہ منافق ایک تہائی لشکر کو بہکا کر اپنے ساتھ لوٹا لایا
اور باقی لشکر نے جہاد کیا تو مومنون کو اسکے نفاق سے ملال ہوا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس آئے اور جمعہ کے روز خطبہ
کو کھڑے ہوے تو منافق مذکور نے بھی کھڑے ہوکر اپنے قاعدے کے موافق بیان کرنیکا قصد کیا تو اصحاب رسول اللہ نے ہر طرف سے
آوازدی اور اسکے پاس کے مسلمانون نے اسکا دامن پکڑ کر کہا کہ ای دشمن خدا بیٹھ تو اس لائق نہین ہی تو نے جو کچھ کیا وہ ظاہر ہی یہ دیکھکر
منافق مذکور جلگیا اور فورًا وہانسے گردنین پھاندتا ہوا باہر بڑھتا ہوا چلدیا مسجد کے دروازے پر اسکو کچھ لوگ انصاری ملے جو جمعہ مین حاضر ہونے
کو آئے تھے اُنھون نے اسکو اس حال مین دیکھکر پوچھا کہ یہ تیرا کیا حال ہی کہنے لگا کہ مین تو حسب معمول کھڑا ہوتا تھا کہ محمد کے کام مین تائید
کرون ناگاہ اُنکے دوستون نے مجھے ٹھلانے کے لیئے کھینچا اور ہر طرف سے مجھے ملامت کرنیلگے گویا مین نے کوئی لغو کام کیا ہی جماعت مذکور
نے کہا کہ ارے لوٹ چل وہان ہم درخواست کرینگے کہ جو کچھ تو نے کیا تھا اسکے لیئے رسول اللہ تیرے واسطے استغفار کرین ابن اُبی نے ناک
بھون چڑھائی کہ مین نہین چاہتا کہ وہ میرے لیئے استغفار کرین مترجم کہتا ہی کہ اس روایت سے ظاہر ہوا کہ منافق مذکور نے اس موقع پر استغفار
سے انکار کیا اور شک نہین کہ جب وہ منافق تھا تو ہر موقع پر اسکو استغفار سے انکار تھا لیکن آیت کریمہ سے ظاہر ہی کہ بعض مومنون نے
اسکو استغفار کے لیئے ترغیب دی اور اُسنے انکار کیا اور یہ صورت بھی بارہا واقع ہونا ممکن ہی اور مومنون کو ہر بار اسکی اس حرکت سے
تعجب ہوگا کیونکہ حسین ایمان ہی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کو نعمت عظمیٰ جانتا ہی جسکے مقابلے مین تمام دنیا کچھ نہین ہی
ابن کثیر نے لکھا کہ بعض تابعین مانند قتادہ رح و سدی وغیرہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے نفاق کا کوئی سخت کلمہ کہا تھا

اسکو ایک نوجوان نے اسکے قرابتیون مین سے سنکر رسول اللہ سے نقل کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی مذکور کو بلایا اُسنے قسمین کھائین کہ مین نے اسمین سے کچھ نہین کہا ہی اور یہ لڑکا جھوٹ بولتا ہی تب تو قبیلۂ انصار نے اس لڑکے کی طرف متوجہ ہوکر بہت ملامت کی اور اُسکو ملزم ٹھہرایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کی تصدیق فرمائی اور منافق مذکور کے حق مین آیات نازل فرمائین جنکو تم سنتے ہو پھر اس منافق مذکور سے کہا گیا کہ اب کوئی علاج نظر نہین آتا سوائے اسکے کہ تو رسول صلعم کی خدمت مین حاضر ہوتا تو آپ تیرے لیے استغفار کرتے شاید اللہ تعالیٰ رحم فرماوے اور توبہ قبول کرے اس کمبخت نے انکار کے طور پر سر ہلایا یعنے مین ایسا نہین کرونگا اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کی مرسل حدیث روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی منزل پر اُترتے تو وہان سے کوچ نکرتے جب تک نماز ظہر یا عشا نہ پڑھین پھر جب غزوۂ تبوک کا زمانہ ہوا تو اس سفر مین ایک منزل مین آپکو خبر پہونچی کہ ابن اُبی منافق کہتا ہی کہ لیخرجن الاعز منہا الاذل پس آپ نے دن آخر ہونے سے پہلے کوچ فرمایا اور منافق مذکور سے کہا گیا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جاکر توبہ کرتا کہ آپ تیرے واسطے استغفار کرین پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیات نازل فرمائین اذا جاءک المنافقون سے لو وا رؤسہم تک **ابن بشیر** رح نے کہا کہ روایت مذکور کی اسناد صحیح ہی لیکن بعض امور خلاف جمہور ہین اول غزوہ تبوک کہنا منکر ہی اسلیے کہ منافق مذکور غزوۂ تبوک مین نہین گیا تھا بلکہ کچھ لوگونکو لیکر واپس آیا تھا اور علمائے مغازی مین مشہور یہ کہ قصۂ مذکور غزوۂ مریسیع مین واقع ہوا جسکو غزوہ بنی المصطلق کہتے ہین چنانچہ محمد بن اسحق تابعی نے اس غزوۂ کے حالات مین روایت کیا کہ مجھسے محمد بن یحیی بن حیان نے اور عبد اللہ بن ابی بکر نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ جس زمانے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان مقیم تھے تو دو شخصون مین جھگڑا ہوا ایک کا نام جہجاہ بن سعید غفاری تھا جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا نوکر تھا اور دوسرے کا نام سنان بن یزید انصاری تھا مجھسے محمد بن یحیی بن حیان نے کہا کہ ان دونون مین پانی کے حوض پر جھگڑا ہوا پس سنان نے پکارا کہ ای گروہ انصار یعنے اپنی قوم سے مدد مانگی یہ دیکھکر جہجاہ رح نے مہاجرین کو پکارا اُسوقت مین عبد اللہ بن اُبی بن سلول کے پاس زید بن ارقم اور کچھ انصار بیٹھے تھے جب ابن ابی مذکور نے یہ قصہ سُنا تو کہنے لگا کہ ان مہاجرین نے ہمارے دیار مین ہجوم کیا اور واللہ ہمارے اور ان جلابیب قریش کی وہی مثل ہوئی کہ اپنا کتا پال پال کے موٹا کر آخر وہ تجھے کھائیگا واللہ جب ہم سفر سے لوٹ کر مدینے جاوینگے تو ہم دونون فریق مین سے جو اعز ہی وہ اذل کو نکال باہر کریگا پھر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ یہ سب تمنے اپنے آپ کیا ہی اپنے آپ اپنے پاؤن مین کلہاڑی ماری ہی انکو اپنے ملک مین لائے ہو اور اپنے مال انکو بانٹ دیے ہین خبردار اگر اپنے ہاتھ روک لو تو یہ لوگ بھوکے مرین اور آخر تمھارے دیار سے دوسری جگہ چلے جاوین زید بن ارقم انصاری نے یہ بات سُنی اور یہ اُسوقت نوجوان لڑکے تھے اُنھون نے جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ اسوقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے عمر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ عباد بن بشر انصاری کو حکم دیجیے کہ وہ اس منافق کو قتل کر دین آپ نے فرمایا کہ ای عمر اگر ایسا کیا جاوے تو لوگون مین مشہور ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہین ولیکن ای عمر تم کوچ کے واسطے منادی کر دو پھر جب منافق مذکور کو یہ خبر پہونچی کہ جو کچھ اُسنے کہا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس تک پہونچ گیا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا اور قسمین کھاکر عرض کرنے لگا کہ زید بن ارقم نے جو کچھ کہا ہی وہ مین نے ہرگز نہین کہا اور یہ منافق اپنی قوم مین معزز مشہور تھا قوم نے اسکی سفارش کی کہ یا رسول اللہ شاید یہ لڑکا سہو کر گیا ہو اور اس شخص کی گفتگو خوب نہ سمجھا ہو۔ آنحضرت صلعم نے عذر قبول کیا اور رسول اللہ صلعم نے دھوپ مین اول وقت کوچ کیا حالانکہ ایسے وقت آپ کوچ نہین کرتے تھے راہ مین اُسید بن حضیر نے آپ سے ملاقات کی اور تعظیم نبوت کے موافق آپ کو سلام کرکے عرض کیا کہ واللہ یا رسول اللہ آپ نے آج ایسے وقت کوچ کیا کہ کبھی آپ ایسے وقت کوچ نہین کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ کیا تجھے وہ خبر نہین پہونچی جو تیری قوم کے آدمی نے زبان سے نکالی ہی ابن ابی بن سلول نے کہا ہی کہ جب ہم

Marfat.com

مدینے پہونچینگے تو جو فریق ہم مین سے اعز ہی وہ اذل کو نکال باہر کریگا اُسید بن حضیر نے کہا کہ یارسول اللہ آپ ہی عزیز ہین اور وہی بذلیل اور عرض کیا کہ یارسول اللہ اس شخص سے آپ درگزر فرماوین واللہ جب آپکو اللہ تعالے یہان لایا ہی تو وہی زمانہ تھا کہ ہملوگ جواہر کرتے تھے تاکہ تاج بنا کر ابن ابی کو پہناوین اب وہ اپنے دل مین جانتا ہی کہ آپ ہی نے اُسکی بادشاہت چھین لی ہی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے حتی کہ یہ باقی دن اور تمام رات اور دوسرے دن صبح کو چلے یہانتک کہ آفتاب گرم ہوا تب آپ اترے تاکہ لوگ ان باتون سے باز رہین پس جبھی آپ اُترے اور لوگون نے زمین سے پہلو لگایا اور سو گئے اور سورۂ منافقین نازل ہوا حافظ ابوبکر البیہقی نے باسناد جید روایت کی کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہملوگ ایک سفر جہاد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اتفاق سے ایک مہاجری نے ایک انصاری کے چوتڑون پر دھپ ماری تو اُسنے اپنی قوم انصار سے فریاد کی پس مہاجری نے مہاجرین سے فریاد کی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپنے فرمایا کہ یہ پکار زمانۂ کفر کی کیون ظاہر ہوئی ہی اور یہ دعوی گندہ چھوڑو (یعنی چوتڑون پر دھپ مارنا گندہ کام تھا اور اسکا عوض لینا دوسرا گندہ کام ہوگا اُسکا ذکر چھوڑو) جب عبداللہ بن ابی منافق کو معلوم ہوا تو اُسنے کہا کہ کیا مہاجرین نے ایسا کام کیا ہی اچھا ابھی خاموش رہو جب ہم مدینے پہونچینگے تو ہم مین جو فرقہ عزیز ہی وہ ذلیل کو نکال دیگا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین آئے ہین انصار زیادہ تھے پھر مہاجرین کی کثرت ہوگئی پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین اس منافق کی گردن مارد ون (یعنے ایسا نہو کہ یہ مسلمانون مین باہم فتنہ برپا کرے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے لوگ یہ بات نکہین کہ محمد اپنے ساتھیونکو قتل کرتے ہین اس حدیث کو امام احمد نے حسین بن محمد عن سفیان بن عیینہ الخ روایت کیا اور بخاری نے حمیدی سے اور مسلم نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے دونون نے سفیان سے روایت کیا امام احمد نے باسناد جید روایت کی کہ زید بن ارقم نے کہا کہ ہملوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک[1] مین تھے پھر عبداللہ بن ابی منافق نے کہا کہ اگر ہم مدینے لوٹ گئے تو ہم مین سے جو عزت والا ہی وہ ذلیل کو نکال دیگا زید بن ارقم نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر آپکو اس گفتگو کی خبر دی پھر ابن ابی مذکور نے حاضر ہوکر قسم کھائی کہ اس گفتگو مین سے کچھ بھی نہ تھی پس میری قوم نے مجھے ملامت کی اور کہنے لگے کہ تجھکو اس حرکت سے کیا فائدہ تھا مین نہایت مغموم و محزون چلا گیا اور سورہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوا بھیجا اور مجھسے فرمایا کہ اللہ تعالے نے تیرا عذر نازل فرمایا اور تجھے سچا کیا زید رضؓ نے کہا کہ یہ آیات نازل ہوئین ہم الذین یقولون لاتنفقوا آخر تک اس حدیث کو امام بخاری و ترمذی و نسائی نے بھی روایت کیا ہی امام احمد نے دوسری اسناد سے اسکو روایت کیا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین ایک سفر جہاد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا مین نے ابن ابی منافق سے سُنا کہ لاتنفقوا علی من عند رسول اللہ اور لئن رجعنا الی المدینۃ الآیہ پس مین نے اسکو اپنے چچا سے ذکر کیا اور میرے چچا نے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور آپنے مجھے بلوایا تو مین نے آپ سے جو کچھ سُنا تھا بیان کیا پھر آپنے منافق مذکور کو مع اُسکے ساتھیون کے بلایا اُنھون نے آپسے قسمین کھائین کہ ہمنے کچھ نہین کہا ہی پس آنحضرت صلعم نے انکو سچا رکھا اور مجھے جھوٹ کہنے کی نسبت دیگئی جس سے مجھے ایسا غم ہوا جو کبھی نہین ہوا تھا اور مین غم کے مارے اپنے گھر مین بیٹھ رہا اور میرے چچا نے کہا کہ تو نے اس گفتگو سے کیا چاہا تھا کہ آنحضرت نے تجھے جھوٹا جانا اور ناخوش رکھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ منافقون نازل فرمایا تو آنحضرت نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے سچا کیا اور منافقون کو جھوٹا بتلایا اور آپ نے یہ سورہ مجھے سُنایا امام احمد نے دیگر اسناد سے بھی روایت کیا کہ زید رضؓ نے کہا کہ ایک سال لوگونکو تکلیف تھی اور ایک سفر مین ابن ابی منافق نے کہا کہ لاتنفقوا الخ اور لئن رجعنا الخ پس مین نے آنحضرت صلعم کو آگاہ کیا آپ نے منافق مذکور کو بلایا اسنے بہت زور سے قسمین کھائین کہ مین نے نہین کہا ہی اُسکے لوگون نے کہا کہ زید رضؓ نے جھوٹ کہا ہی اس سے مجھے سخت صدمہ یہانتک کہ اللہ تعالے نے میری تصدیق اتاری اذا جاءک المنافقون الآیہ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقونکو بلایا کہ انکے

[1] (زید رضؓ کا غزوۂ تبوک مذکور کہنا سہو ہی اور اصل غزوہ مریسیع ہی)

استغفار کرین تو منافقون نے انکار کے طریقے سے سر ہلایا اور قولہ تعالیٰ کانھم خشب مسندۃ کہا۔ کہ یہ لوگ خوبصورت جسم کے لوگ تھے
مترجم کہتا ہی کہ شاید خشب مسندہ ایسی لکڑیان جو رندہ سے چھیلی ہوئی ہون ولیکن تتبع لغت ضرور ہی (ورواہ البخاری ومسلم والنسائی) اور بخاری
وترمذی کی ایک روایت مین کسیقدر توضیح مزید ہی کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
جہاد کا سفر کیا اور ہمارے ساتھ مہاجری اعراب بھی تھے اور یہ لوگ پانی کے لیے جلدی کرتے تھے لیکن اعراب ہمسے پہلے پانی پر پہونچ جاتے
چنانچہ ایکمرتبہ اعرابی نے سبقت کرکے حوض بناکر اسمین پانی جمع کیا اور اسکے گرد پتھر لگادیے اور اوپر سے چمڑے کا قطع ڈال دیا تاکہ جب اُسکے
ساتھی آوین تو پانی تیار پاوین اتنے مین ایک انصاری پہونچا جو منافقون مین مشہور تھا اور اُسنے آتے ہی مغرورطریقے سے اپنی اونٹنی کو حوض
پر وارد کرنا چاہا تاکہ وہ سیر ہوجاوے اعرابی نے اونٹنی کو اسطرح پلانے سے انکار کیا تو یہ شخص جلگیا اور اسنے حوض کو توڑ دیا تاکہ سب پانی
بہ جاوے یہ دیکھکر اعرابی نے اپنی لاٹھی اُٹھائی اور اُسکے سر پر ماری کہ زخم آگیا وہ ابن ابی کے پاس گیا جو سب منافقون کا سردار تھا اور زخمی
اُسکے ساتھیون مین سے تھا تو ابن ابی مذکور بہت غصہ ہو اور کہنے لگا کہ لاتنفقوا الخ یعنے رسول اللہ کے پاس جو لوگ جمع ہین انکو نفقہ نہ دو تاکہ
یہ سب پراگندہ ہوجاوین یعنے آپ کے پاس سے چلے جاوین اسکی مراد یہ تھی کہ رسول اللہ کے پاس یہ اعراب گنوار بہت جمع ہوگئے ہین جو دسترخوان
پر رسول اللہ کے ساتھ کھاتے ہین تمکو چاہیے کہ نفقہ ندو تو یہ اعراب آپکے گرد سے چلے جاوینگے اور جب اعراب چلے جاوین تو محمد کے پاس طعام
لائیو تاکہ وہ اور اُنکے اصحاب سابقین کھاوین پھر کہا کہ اسکے بعد جب ہم مدینہ پہونچین تو ہم مین سے اعز کو چاہیے کہ اذل کو نکال باہر کرے (مترجم
کہتا ہی کہ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ منافق مذکور کی غرض یہ تھی کہ اس سفر مین ہفتہ دو ہفتہ تک یہ طریقہ اختیار کرو کہ رسول اللہ کے پاس دسترخوان
پر کچھ نہ لاؤ تاکہ اعراب جنکا روزینہ اسی طریقے سے چلتا ہی وہ ایک دو روز بھوکے رہکر آخر اسی مقام سے اِدھر اُدھر چلے جاوینگے اور رسول اللہ کے
ساتھ فقط وہی چند اصحاب رہجاوینگے جو ابتدا مین آئے تھے اور انصار اس جماعت پر غالب ہونگے تو جب مدینے پہونچین تو ان اذل کو بھی نکال
باہر کرین) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے اپنے چچا سے یہ معاملہ بیان کیا انھون نے جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا
(رسول اللہ نے مجھسے پوچھا) پھر آپنے منافق مذکور کو بلایا اُسنے قسمین کھاکر انکار کیا اور بالکل منکر ہوگیا پس آنحضرت نے اسکی بات سچ رکھی اور
مجھے جھوٹا سمجھا پس میرے چچا نے آکر مجھے ملامت کی کہ تو نے اس گفتگو سے کیا پھل پایا سوائے کہ رسول اللہ صلعم نے تجھے ناخوش رکھا
اور مسلمانون نے تجھے جھٹلایا اس سے مجھپر ایسا غم واقع ہوا کہ کسی پر نہوا ہوگا پھر اسکے بعد راہ مین لشکر کے ساتھ چلا جاتا تھا اور رسول اللہ
ہمیشہ لشکر کے ساقہ پر یا پیچھے چلتے تھے) اور مین اسی اندوہ کی وجہ سے سر جھکائے تھا کہ ناگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے
یعنے اپنی سواری کو میری سواری کے پاس لائے اور میرا کان پکڑ کر مروڑا اور میری صورت دیکھکر ہنس دیے واللہ اس بات سے مجھے ایسی
خوشی ہوئی کہ اگر دنیا مین مجھے جنت ملتی تو بھی یہ خوشی نہ تھی پھر پیچھے سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے قریب ہوکر فرمایا کہ ای زید تجھسے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بات فرمائی مین نے کہا کہ مجھ سے کچھ نہین فرمایا مگر میرا کان مروڑا اور مجھے دیکھکر ہنس دیے ابوبکرؓ نے کہا کہ تجھے یہ
فضیلت مبارک ہو تجھے بشارت ہی پھر عمر رضی اللہ عنہ نے بھی آکر اسیطرح مجھسے پوچھا اور مین نے بیان کیا اور مجھے اسیطرح بشارت دی پھر
صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ منافق پڑھکر ہم سب کو سنائی (قال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح) مترجم کہتا ہی کہ رات مین
یہ سورۃ نازل ہوا ہوگا جس سے حضرت ابوبکر وعمر رضہ دونون آگاہ تھے چونکہ آنحضرت نے زیدؓ سے ابھی کچھ نہین فرمایا تھا لہذا ان دونون صحابہ
نے بھی حال ظاہر نکیا اور اس سے معلوم ہوا کہ ان دونون کو کسقدر تقرب حاصل تھا رضی اللہ عنہما اور اس حدیث کو بیہقی وحاکم وموسی
بن عقبہ وغیرہ نے روایت کیا ہی ولیکن بعض نے بجاے زید بن ارقم کے اوس بن ارقم کو منافق کا کلام پہونچانے والا بیان کیا ہی شاید
یہ دوسرا قصہ ہوا اور شاید راوی سے سننے مین وہم ہوا ہو ابن ابی حاتم نے عروہ بن الزبیر اور عمرو بن ثابت انصاری سے روایت کی

Marfat.com

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مریسیع کا قصد کیا اور وہان پہونچکر آپ نے مناۃ کو توڑ دیا اور وہ مشلل کی پشت پر اسلی رہتا
درمیان مین تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید کو بھیجا انھون نے جاکر مناۃ مذکور کو توڑ ڈالا اور اس غزوہ مین ایک
ہوا کہ ایک مہاجری و ایک بہنی انصاری سے باہم لڑائی ہوگئی اور مہاجری غالب آیا تو بہنی نے انصار کو پکارا اور اسکی مدد کو چند انصا
دوڑے یہ دیکھکر مہاجری نے مہاجرین کو پکارا اور اسکی مدد کو چند مہاجری دوڑے اور انمین باہم کچھ زد وکوب ہوئی پھر جدا کردیے گئے
پھر ہر ایک منافق اور جسکے دل مین کچھ روگ تھا وہ سب عبداللہ بن ابی بن اسلول منافق کے پاس جمع ہوے اور کہنے لگے کہ پہلے تیری
ذات سے یہ امید تھی کہ مصیبت مین آڑے آوے اور راحت مین نفع پہونچاوے اب تیرا یہ حال ہوگیا کہ نہ تجھسے ضرر دور ہوا اور نہ نفع پہ
اور دیکھو کہ ان جلابیب نے ہمپر غلبہ کیا ہی یہ لوگ ہر ایسے شخص کو جو نزدیک زمانہ مین ہجرت کرکے آیا ہو جلابیب کہتے تھے یہ دشمن خدا جسکا
نام ابن ابی تھا کہنے لگا کہ جب ہم مدینہ پہونچینگے تو ہم مین سے عزت والا فرقہ دوسرے ذلیل فرقے کو نکال دیگا پھر دوسرے ایک منافق
نے کہا کہ مین تمسے نہین کہتا تھا کہ رسول اللہ کے پاس جو لوگ جمع ہوتے ہین انکو نفقہ نہ دو تاکہ وہ لوگ متفرق ہوجاوین یہ خبر حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ کو پہونچی تو انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ مجھے اجازت دین کہ مین اس منافق کو قتل کردون
جسنے لوگون مین فتنہ پھیلایا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ کیا مین حکم دون تو تم اس منافق کی گردن مار دوگے
حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہان واللہ اگر آپ حکم دین تو مین ضرور اسکو قتل کردون اگرچہ مین بھی مارا جاؤن پس آپنے فرمایا کہ بیٹھ جا پھر اتنے مین
اسید بن حضیر انصاری اشہلی رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس مردود منافق کے بارہ مین آپ مجھے اجازت دین کہ اسنے
لوگون مین فتنہ پھیلایا ہی اور فساد بڑھانا چاہتا ہی مین اسکو قتل کردون آپ نے فرمایا کہ کیا اگر مین اسکی اجازت دون تو تو اسکو قتل کردے
اسید نے عرض کیا کہ ہان واللہ اگر آپ اجازت دین تو مین اسکے کان کی لو کے نیچے اپنی تلوار ماردون پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو بیٹھ جا پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوچ کے واسطے اعلان کردو پس دوپہر کو سخت دھوپ کے وقت آپ نے کوچ کیا اور برابر باقی دن وتمام
رات اور دوسرے دن آفتاب نکلنے تک چلے گئے یہانتک کہ آفتاب زیادہ گرم ہوا تب پڑاؤ پر اترے پھر تھوڑی دیر آرام لینے کے بعد
آفتاب ہنوز گرم تھا کہ روانہ ہوے اور تفاے مشلل سے روانگی کے تین دن بعد مدینہ مین پہونچ گئے پھر مدینے مین آنیکے بعد عمر رضی اللہ عنہ
کو بلوا بھیجا پھر فرمایا کہ ای عمر اگر مین اسدن تجھے حکم دیتا کہ اس منافق کو قتل کر تو کیا تو اسکو قتل کردیتا عمرؓ نے کہا کہ ہان واللہ یا رسول اللہ
اور اب بھی آپ فرمادین تو قتل کردون آپ نے فرمایا کہ ای عمر اگر مین اسدن تجھے اسکے قتل کی اجازت دیتا تو اُن لوگون کو خفت ہوتی
جنھون نے تیرے مثل اجازت مانگی تھی کہ اگر مین انکو اجازت دون تو وہ اس منافق کو قتل کرین پھر اگر مین اسکو قتل کردون تو عوام عرب مین
یہ بات پھیل جاوے کہ مین اپنے ساتھیون کو باندھکر قتل کرتا ہون **راوی** نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری ہم الذین یقولون لاتنفقوا
الآیہ اور قولہ لئن رجعنا الی المدینۃ الآیۃ **ابن کثیر**ؒ نے کہا کہ اس روایت مین بعض نفیس باتین مذکور ہین جو کسی دوسری روایت مین نہین
پائی جاتی ہین اور محمد بن اسحق تابعی نے کہا کہ مجھسے عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری نے بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق مذکور
کا ایک بیٹا تھا جسکا نام بھی عبداللہ تھا جب اسکو وہ حال معلوم ہوا جو اسکے باپنے فتنہ پھیلایا تھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہی کہ آپ چاہتے ہین کہ ابن ابی یعنے اسکے باپ کو قتل کرین پس اگر آپ کو منظور ہو تو کس
کام کے لیے مجھے حکم فرماوین مین اسکا سر کاٹ کر آپ کے قدمون کے نیچے ڈالدونگا اور واللہ تمام قبیلۂ خزرج کو یہ بات معلوم ہے کہ
مجھسے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کا مطیع نہین تھا لیکن مجھے یہ خوف ہوا کہ شاید آپ کسی دوسرے کو اس کام کے واسطے حکم فرماین
اور وہ اس منافق کو قتل کرے پھر میرا جی نہ مانے کہ مین قاتل کو چلتا پھرتا دیکھون اور ناگاہ اسکو قتل کردون تو مین ایک کافر کے عوض

Marfat.com

مومن کو قتل کرکے دوزخی ہوجاؤن پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین بلکہ ہم تیرے باپ کے ساتھ نرمی کرینگے اور جب تک یہان رہیگا اسکے ساتھ اچھا برتاؤ کرینگے - ھ اور عکرمہ وغیرہ تابعین نے بیان کیا کہ جب لشکر اسلام روانہ ہوکر مدینے کے قریب پہونچا اور لوگ مدینے مین داخل ہونے لگے تو ابن ابی منافق کا بیٹا عبد اللہ رضی اللہ عنہ شہر کے پھاٹک پر کھڑا ہوگیا اور اپنی تلوار نیام سے باہر کرلی اور لوگ برابر اس ہیات کو دیکھتے تھے اور مدینے مین داخل ہوتے جاتے تھے پھر اسکا باپ ابن ابی مذکور آیا تو عبد اللہ رضؓ نے اُس سے فرمایا کہ خبردار قدم آگے مت بڑھائیو اسی مقام پر کھڑا ہو باپ نے یہ حال دیکھکر غصہ سے کہا کہ ارے کمبخت یہ کیا بکتا ہی عبد اللہ نے فرمایا کہ تو خوب جان لے کہ ہرگز تو اس مقام سے قدم آگے نہین بڑھا سکتا ہی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دین کیونکہ وہی اعزہین اور تو بڑا ذلیل ہی راوی حدیث نے زیادہ کیا کہ عبد اللہ رضؓ نے کہا کہ واللہ تجھے اقرار کرنا پڑیگا کہ مین اذل ہون اور رسول اللہ اعز ہین اور واللہ اگر تو یہ اقرار نہ کریگا تو مین اسیوقت تلوار سے تجھے قتل کرونگا ابن ابی منافق نے کہا کہ ارے کیا تو سچ مچ ایسا نافرمان ہی کہ مجھے مار ڈالیگا عبد اللہ رضؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ کی فرمانبرداری کے ساتھ تیرے حق کی رعایت مجھپر لازم ہی واللہ اگر تو اقرار نکرے تو ضرور مار ڈالونگا جب منافق مذکور نے یہ حال دیکھا تو اقرار کیا لیکن عبد اللہ رضؓ نے کہا کہ ابھی ٹھہرا رہیا تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دین) منافق مذکور برابر وہان کھڑا رہا یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے پیچھے تشریف لائے اور آپکا طریقہ مبارک یہ تھا کہ ساقہ لشکر پر چلتے تھے جب آپ پہونچے تو منافق مذکور نے آپ سے اپنے بیٹے کی شکایت کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے شفقت کے ساتھ خطاب فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہی عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ واللہ یہ شخص اس مقام سے آگے نہین بڑھنے پاویگا جب تک آپ اجازت نہ فرماوین پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تب عبد اللہ رضؓ نے اپنے باپ سے فرمایا کہ اب اجازت ملگئی تو البتہ آگے بڑھا اور داخل ہو خطیب نے لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اسکو رسول و مومنین کی طرف سے جزاے خیر عطا فرماوے اور **امام عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی** نے باسناد صحیح روایت کی کہ عبد اللہ رضؓ نے جو ابن ابی بن سلول کے بیٹے ہین اپنے باپ سے کہا کہ واللہ ہرگز تو مدینہ مین قدم نہین رکھنے پاویگا جب تک تو اقرار نکرے کہ رسول اللہ اعز ہین اور مین اذل ہون اور **راوی** نے کہا کہ پھر عبد اللہ رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے خبر ملی ہی کہ آپ چاہتے ہین کہ میرے باپ کو قتل کرین اور مین اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہون جسنے آپکو حق کے ساتھ رسول بھیجا ہی کہ مین نے ادب و تعظیم کے لحاظ سے بھی اپنے باپ کے ساتھ آنکھ سے آنکھ نہین ملائی کیونکہ باپ کی تعظیم مجھپر لازم تھی لیکن اگر حضور کا ارشاد ہو تو مین ابھی سر کاٹ لاؤن کیونکہ یہ مجھے ناگوار ہی کہ مین کسی دوسرے کو اپنے باپ کا قتل کرنے والا دیکھون - ھ - (ابن کثیر رح **مترجم** کہتا ہی کہ اس مقام پر مین نے تفسیر امام ابن کثیر کا ترجمہ لکھا اور ہر روایت جسطور پر وارد ہوئی تھی اسی طور پر ترجمہ کی گئی تاکہ فوائد محفوظ رہین اور اب ان روایات کے مجموعہ سے جسطرح واقعات ظاہر ہوتے ہین ترتیب کے ساتھ بیان کرتا ہون واضح ہو کہ مدینے کے دونون قبیلے اَوس و خزرج مین زمانہ جاہلیت مین سخت عداوت تھی اور یہود خبیث اپنے مکر سے دونون مین اتفاق نہین ہونے دیتے تھے تاکہ دونون متفق ہوکر یہودیون کو ہلاک نکرین اور صحیح بخاری مین حضرت انس رضؓ کی حدیث مین ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مدینے مین تشریف لانے سے چھ برس پہلے دونون گروہ مین سخت قتال ہوا جسکا نام یوم للبعاث مشہور ہی اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھا معاملہ ہوا کیونکہ دونون طرف سے سرکش سردار مارے گئے یعنے اگر وہ لوگ زندہ ہوتے تو تکبر و غرور سے ابوجہل وغیرہ کی طرح ایمان کے واسطے گردن نہ جھکاتے پھر باقیون نے آخر کار ظاہری صلح کرلی یہودی چونکہ زبردستی دونون طرف شریک کیے گئے تھے اور بکثرت مارے گئے وہ بھی لاچاری سے اسی آرزو مین تھے کہ کسی طرح صلح ہوجاوے کیونکہ پہلے فساد ڈالکر سمجھے تھے کہ یہ سادے سیدھے شجاع عرب خود کٹ مرینگے اور فنا ہونگے لیکن اُنھون نے انھین مفسد یہودیون کو زبردستی اپنی اپنی طرف شریک کیا اور فساد پھیلا نیکا نتیجہ مفسدون کی ہلاکت

Marfat.com

ہوئی تو لاچار ہوکر صلح کی کوشش کی پھر اوس وخزرج نے چاہا کہ دونون ملکر ایک شخص کو بادشاہ بناوین تاکہ اسکی حکومت مین آیندہ ایسا فساد نہ ہو اُنکے چچازاد بھائیون مین بھی یہ انتظام موجود تھا جنکو ملوک غسان کہتے ہین کیونکہ انصار درحقیقت یمن کے رہنے والے تھے جب ملک سبا مین سیل عرم کا قصہ سورۂ سبا مین گزر چکا تو اُنکے جداعلیٰ نے جو کاہن تھا اپنی اولاد کو پہلے سے متفرق ملکون کی طرف نکال دیا پس اوس وخزرج یثرب مدینہ مین اور دوسرے بھائیون نے سرحد شام مین توطن اختیار کیا اور اکثر نصرانی ہوگئے اور انمین پڑھنے لکھنے کا رواج بھی ہوا اور انھون نے اپنی بادشاہت قائم کی اور انمین دولت وثروت بڑھی انھین کو دیکھکر مدینے والون نے اپنے درمیان بادشاہ بنانیکا قصد کیا اور شاید بوغسان کی رائے سے ہو الغرض عبداللہ بن اُبی کو جسکی مان کا نام سلول تھا اپنا بادشاہ بنانے کے لیے تجویز کیا یہ شخص اپنے باپ ومان دونون کی طرف نسبت کیا جاتا ہی اسلیئے عبداللہ بن ابی بن سلول کہتے ہین مرد دراز قد تھا حتی کہ سوائے حضرت عباس بن عبدالمطلب کے کوئی اسکے برابر نہ تھا صورت شکل مین بھی وجیہ تھا اسکا بہت بڑا تھا اور اُسنے اپنے ساتھی بھی اسی قسم کے وجیہ لوگ انتخاب کیے تھے انصار نے اُسکے تاج کیلئے جواہرات جمع کیئے تھے صرف ایک جوہر کی کمی تھی جو فقط ایک یہودی کے پاس نکلا جسنے قیمت دو چند مانگی لوگ اسی لیت ولعل مین تھے کہ ناگاہ نور رحمت چمکا اور انصار کے دل آفتاب رسالت سے روشن ہوگئے اور ابن ابی کا خیال فراموش ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع خاص اصحاب مہاجرین اولین کے مدینے مین رونق افروز ہوے اور مدینے کے دونون قبائل اوس وخزرج نے مثل ستارون کے اس ماہتاب قدس کے گرد ہالہ کیا اور انصار سب کا نام ہوا اور یہودی خارج ہوکر خوار وبدنام ہوے اور اللہ تعالیٰ نے نور توحید سے انصار کے دلون مین وہ محبت واتحاد پیدا کردیا کہ عجیب معجزہ نظر آتا تھا کہان وہ دشمنی وعداوت اور کہان اسطرح سیر وشکر ہوکر گھل مل گئے لیکن ابن ابی مذکور حسد سے جلگیا اور اسکی دنیا پرست آنکھون کے نیچے دنیا تاریک ہوگئی اسکی امیدین ٹوٹ گئین تاج شاہی چھن گیا حسرت ویاس نے ہر طرف سے اسکو گھیر لیا اسکے یارون نے کن کن امیدون سے اسکا ساتھ دیا تھا سب متحیر وخوار وپریشان ہوے شیطان ملعون جو انسان کا اصلی دشمن ہی اُسسے زیادہ رنج وغم مین گرفتار تھا اسنے موقع پاکر انھین لوگون کو اپنا غمگسار بنایا اور ان احمقون کے دلون مین یہ خیال جمایا کہ شاید محمد صلعم کا کام پورا نہو تلوگ بھی سعی کرو کہ کام بگڑے اگرچہ اُس ملعون کو معلوم تھا کہ خاتم النبیین کا دین سب پر غالب ہوگا تو بھی اُسنے احمقون کو جال مین لیا کہ جو کوئی ہاتھ آوے وہی غنیمت ہی جب غزوۂ بدر مین عجیب معجزات کے ساتھ فتح حاصل ہوئی اور کفار قریش کی کمر ٹوٹ گئی تو ابن ابی مذکور نے اپنے یارون سے کہا کہ اب یہ معاملہ بڑھتا نظر آتا ہی چلو ملکر جڑ اکھاڑین یا اپنی جان بچاوین پس ظاہر مین مسلمان ہوگیا اور باطن مین یہودی کافرون کا ساتھی رہا جنکو اپنا مددگار سمجھتا تھا جب غزوۂ احد مین فی انجملہ مسلمانون نے شکست کھائی تو پھر اسکی امیدین بڑھنے لگین لیکن اللہ تعالیٰ نے کافرون کی آنکھین اندھی کردین اور سوائے اُن شہیدون کے جنکی آرزو پوری ہوئی باقی سب صحیح سلامت رہے اور آنحضرت صلعم نے اُنکی شہادت سے پہلے ہی آگاہ کردیا تھا لیکن منافقون کے نفاق کو ترقی ہوئی تاکہ اللہ تعالےٰ کافرون ومنافقون کو جدا کرے جب یہود بدعہدی مین راندے گئے تو منافقون کی کمر ٹوٹ گئی پھر غزوہ احزاب مین مومنون پر تکلیف پوری ہوئی یعنے آیندہ امتحان سخت نہ لیا جائیگا اور بغیر مشقت کے فتح حاصل ہوگی منافقون نے خوف کھاکر ساتھ رہنا اختیار کیا اور روز بروز اسلام مین خیبر وغیرہ کی فتوحات سے قوت بڑھتی گئی ابن ابی وغیرہ نے جب کوئی موقع نہ پایا تو دم بخود رہے اور یاس وحسرت نے اُسکی آنکھون کے سامنے جلوہ دکھایا اُسنے آخری موقع تلاش کیا اتفاق سے آپنے غزوۂ مریسیع کا قصد کیا وہان بحر قلزم کے کنارے آبادی مین مناۃ مشہور بت تھا جسپر کفار اپنی جان نثار کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خالد رضی اللہ عنہ نے چھاپا مارا اور اسکو توڑکر بہادیا مناۃ کے شیطان نے ایک اعرابی مہاجری مین اور ایک شخص بہزی مین فساد ڈالدیا اور بہزی قبیلہ انصار کے حلیف تھے چونکہ یہ لوگ ابتدائی حالت مین تھے تو شیطان نے انمین وسوسہ کا موقع پاکر باہم فساد کرایا اکابر مہاجرین وانصار نے کچھ خیال بھی نکیا لیکن ابتدائی حالت کے لوگون مین یہ تلو

شروع ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خیال کو دور کرنے کے لیئے وہان سے کوچ کرنے کا حکم دیا تنبیہ جب کسی قوم مین ایمانی قوت کے لوگ زیادہ ہون تو شیطان اُنسے تعرض نہین کرتا بلکہ بعضے عوام مین خرخشہ ڈالتا ہی وہ جوش مین اکر اُبھرتے ہین لیکن اکثر قوم کی صلاحیت سے مغلوب ہوجاتے ہین اور اگر آج کل کی طرح اکثر لوگ شیطان کے وسوسہ مین مغلوب ہون تو چند آدمیون کی صلاحیت سے کام نہین نکلتا ہی جب تک سب لوگ اپنے نفس کو شریعت کے تابع نکرین لیکن سب سے زیادہ افسوس یہ ہی کہ اس زمانہ اخیر مین بہت لوگونکے دلون مین یہ شیطانی عقیدہ جم گیا کہ شریعت کچھ چیز نہین ہی بلکہ علم سینہ بسینہ حقیقت ہی اور اسکا قطعی نتیجہ یہ کہ سب اپنے نفس امارہ کے تابع ہوے تو لامحالہ پنجہ ابلیس مین گرفتار ہین اور کسی طرح اصلاح کارگر نہین ہوتی ہی جب تک سلطنت کے ذریعہ سے شریعت پر مجبور نہ کیے جاوین یہ لوگ اپنے نفس کے احکام نہین چھوڑینگے اور آیندہ اللہ تعالی علیم خبیر ہی انا للہ وانا الیہ راجعون - ھ - الغرض جب یہ خرخشہ پیدا ہوا تو ابن ابی مذکور نے موقع پاکر اپنے ساتھیون کے ساتھ مین یہ تدبیر نکالی کہ مدینے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو قسم کے لوگ ہین ایک تو مہاجرین اولین ہین اور اُنکی تعداد قلیل ہی آور دوم مابعد کے اعراب ہین جنکی تعداد کثیر ہی پس قوم انصار مین یہ رغبت پھیلائی کہ اعراب مہاجرین کو کھانا نہ دین تو یہ لوگ متفرق ہوجاوین اور دھوکا دیا کہ مہاجرین اولین کی خدمت کرو حالانکہ مطلب یہ کہ مدینہ پہونچکر غلبہ کرکے ان سب کو بھی خارج کرو، اللہ تعالی نے یہ مکر بھی اسکی زبان نجس سے ظاہر کردیا اور اسکو دکھلایا کہ عزت اللہ ورسول ومومنین کے لیئے اسطرح ہی کہ اُسیوقت انصار و مہاجرین اسکے قتل کے درپے ہوئے اور لوگون نے لعنت ملامت کی اور اُسیوقت اُسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر جھوٹی قسمین کھائین کہ مین نے کچھ نہین کہا ہی اور اسکے بیٹے نے اسکی صورت سے نفرت کی اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو کیا چنانچہ اگلی کتابون مین اُنکی یہی صفت آئی ہی کہ بدی کے عوض بدی نہین فرماویگا بلکہ عفو اور درگزر کریگا لیکن راہ مین وحی کے آثار ظاہر ہوے اور جس وقت وحی آتی تھی تو صحابہ رضی اللہ عنہم اور ہر شخص جو دیکھتا ہی آپ کی حالت عجیبہ سے فورا پہچان جاتا تھا اگرچہ آپ نے وحی سے خالص مخلصین اصحاب اسرار کو مانند ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے آگاہ کیا تھا انھون نے بھی ظاہر نکیا یہانتک کہ دوسرے روز آپ نے سورۂ مبارک پڑھ سنایا تعجب ہی کہ منافقین مذکور نے صریح دیکھ لیا کہ انکا سب بھید کھول دیا گیا یہ لوگ صریح دشمن ہین اور انھون نے خفیہ طور پر اسطرح کہا ہی تاہم توبہ کی توفیق نہ پائی اور مومنین نے انکا سب قصد وارادہ جان لیا پھر مدینے کے دروازے پر ابن ابی منافق کے بیٹے نے جو مخلص مومن تھا اسکو صریح ذلیل کیا اور یہ امر اس بزرگ بندے کے حق مین رضاے آلہی و رضاے رسول اللہ ہوئی کیونکہ انھون نے خالص اللہ ورسول کی محبت سے یہ کام کیا تھا اور اپنی جان جانے کی کچھ پروا نہین کی رضی اللہ تعالے عنہ وعن الصحابۃ اجمعین وللہ الحمد والمنہ اور اسمین مومنون کو نصیحت ہی کہ قرابت واولاد وغیرہ پر اللہ ورسول محبت غالب رکھین

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ
اے ایمان والو نہ غافل کرین تمکو تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ
اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہین ٹوٹے مین اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ
اس سے پہلے کہ پہونچے کسیکو تم مین موت تب کہے اے رب
قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا
کیون نہ ڈھیل دی مجھکو ایک تھوڑی مدت کہ مین خیرات کرتا اور ہوتا نیک لوگون مین اور ہرگز نہ ڈھیل دیگا اللہ کسی جیکو

ع ۲

إِذَا جَآءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

جب پہونچا اُسکا وعدہ اور اللہ کو خبر ہی جو کرتے ہو

ان آیات مین اللہ تعالے نے منافقون کے اخلاق سے مومنون کو پرہیز کرنیکا حکم فرمایا بقولہ تعالے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اے میرے بندو جو یقین لائے ہو تمکو غافل نہ کرین تمھارے مال اور نہ تمھاری اولاد اللہ تعالے کی یاد سے ف مومنونکو خطاب عز سے سرفراز کیا اور ہدایت کی راہ بتلائی اور مومنین ہر نماز مین اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے صراط مستقیم کی ہدایت مانگتے ہین گویا ارشاد ہی کہ اے بندگان مومنین مجھ سے قوت ہدایت مانگو کہ تمکو یاد الٰہی سے تمھارے مال و اولاد غفلت مین نہ ڈالے یاد مین بعض نے لکھا کہ مالون سے غفلت اسطرح ہوتی ہی کہ آدمی مال کی زیادتی مین اور دراز مدبرون اور اہتمام و فکرون مین اس غور سے متفکر ہوتا ہی کہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہی اقول کبھی مال سے لہو و لعب ایسے خیال مین آتے ہین جو دنیاوی عیش و عشرت اور اس زندگی کی محبت مین یاد الٰہی سے غافل کرتے ہین اولاد کی وجہ سے غفلت اسطرح بیان کی کہ بال بچون سے خوشی ہو اور انپر بے انتہا شفقت ہو اور انکی پرورش مین اسقدر مصروف ہو کہ یاد الٰہی سے غافل ہو جائے اقول بال بچون پر شفقت و ترحم شریعت سے ثابت ہے لیکن اولاد ہی کو نتیجہ زندگانی قرار دینا جہالت و نفاق ہی اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ آدمی اولاد کی محبت مین بہت سے شرک و فجور مین مبتلا ہو جاتا ہی اور کبھی لڑکیونکو مار ڈالتا ہی الغرض دنیا کی باتون کا مرجع مال و اولاد ہی کی طرف ہی تو خلاصہ یہ ہوا کہ دنیاوی چیزون کے اہتمام مین تمکو ایسی غفلت نہو کہ یاد الٰہی بھول جاؤ سوال یاد الٰہی سے یہان کسقدر مراد ہی اسلیے کہ ضرور آدمی کو دنیاوی چیزون مین کچھ نہ کچھ غفلت ہوتی ہی جواب سراج وغیرہ مین ہی کہ حسن بصری رح نے فرمایا کہ ذکر سے مراد اسلام کے جمیع فرائض ہین ضحاک رح نے کہا کہ پانچون نمازین ہین قول بعض یہ کہ قرأت قرآن ہی قول بعض یہ کہ حج و زکوۃ ہے بعض علماء نے کہا کہ ذکر یعنے ہمیشہ یاد الٰہی مین رہنا اقول ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے کہا کہ اسمین دلی یاد بھی شامل ہی کیونکہ جب قلب سے غفلت کا پردہ دور ہو جاتا ہی تو اللہ تعالے کی یاد اسمین ہر حال مین رہتی ہی اور اسی معنی مین حدیث عائشہ کی تفسیر کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال مین اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے تھے (البخاری) یہ بات حالت خواب مین بھی آپ کو خاصۃً حاصل تھی اور ایسی یاد کو قضاے حاجت بھی مانع نہین ہی واللہ تعالے اعلم - ھ - ابن مردویہ نے ابن عباس رض سے حدیث روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاد کرنے والے میری امت مین سے بندگان صالحین ہین جنکو تجارت و بیع یاد الٰہی و نماز پنجگانہ سے غافل نہین کرتی ہی - ھ بعض نے زعم کیا کہ یہ منافقون کو نصیحت ہی جو بخل کی وجہ سے کہتے تھے کہ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ یعنی رسول اللہ ص کے پاس جو اعراب مہاجرین جمع ہوتے ہین انکو خرچہ نفقہ مت دو - ھ اور ظاہر مین یہ لوگ ایمان ظاہر کرتے تھے تو انکی ترغیب کے لیے یا ایہا الذین آمنوا سے خطاب کیا مراد یہ کہ دل سے اللہ تعالیٰ کی یاد مین مشغول ہو اور مال و اولاد مین غافل مت ہو مترجم کہتا ہی کہ منافقون کے قبیح افعال صاف صاف بیان کیئے گئے ہین اور انکا بد انجام بھی بتلا دیا گیا حتی کہ انکے حق مین استغفار قبول کرنے سے انکار فرمایا تو ایسی تاویل غیر مومنون ہی بلکہ مخلصین مومنین کو تنبیہ فرمائی کہ ان منافقون کی طرح تمکو مال و اولاد یاد الٰہی سے غافل نکرین کہ انجام فوز عظیم ہی وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ اور جس کسی نے ایسا کیا تو ایسے ہی لوگ خسارہ والے ہین ف یعنے جس شخص نے یاد الٰہی مین غفلت کی اگرچہ مال و اولاد کے انتظام مین بہت دانائی و محنت کی تو اسکی یہ تجارت محض خسارت ہی حدیث مین ہی کہ صبح کو ہر شخص تجارت مین جاتا ہی یا تو اپنی جانکو آزاد کرتا ہی یا برباد کرتا ہی (الصحیح) یہ بات جو حدیث شریف مین مذکور ہی بالکل صاف ہی کیونکہ دنیا مین جو کچھ کماتا ہی وہ قبر مین ساتھ نہو گا سوائے نفس اعمال کے پس نتیجہ یہی دیکھنا چاہیئے اس آیت مین اولاد بھی آدمی کے لیے سخت امتحان ہی کہ اگر انکی وجہ سے غفلت مین پڑا اور اللہ تعالیٰ کا عذاب و ثواب بھول گیا تو محض خسارہ مین پڑا اسی اشارے سے امام شافعی نے نکالا کہ نکاح مین مشغول ہونے سے نفل عبادت کی

تنہائی افضل ہی لیکن یہ امر ہر شخص کے نفس کے اختلاف مزاج سے مختلف ہی حتی کہ حدیث مین ہی کہ نکاح میری سنت ہی جسنے میرے طریقے سے اعراض کیا وہ مجھسے نہین ہی حنفیہ علما اگرچہ اس حدیث کے موافق مطلقاً نکاح کو افضل کہتے ہین لیکن اگر کوئی شخص اپنے نفس سے یہ جانتا ہو کہ وہ نکاح کرکے غافل ہو جاویگا تو اسکو مکروہ ہی اس بیان سے معلوم ہوا کہ جس قوم جاہل نے معزور ہوکر علم فقہ و شریعت سے منھ موڑا اور اپنے نفس امارہ کے بہکانے سے اپنے اندر علم سینہ و علم حقیقت کا دعوی کیا اُسنے شیطان و نفس کو اپنے اوپر مسلط کر لیا اور امام سیوطی رح نے حسن المحاضرہ مطبوعہ مصر کے صفحہ (۲۹۳) مین ذکر حضرت احمد بن نصر الصوفی رحمہ اللہ تعالی مین لکھا کہ حضرت شیخ فرماتے تھے کہ ایکمرتبہ مقام تیہ مین جنگل مین میرے دل مین گزرا کہ حقیقت جدا اور شریعت جدا ہی فوراً زیر درخت سے ہاتف غیب نے مجھے آواز دی کہ ہوشیار رہو جو حقیقت کہ تابع شریعت نہو وہ کفر ہی ۔ھ۔ مترجم کہتا ہو کہ یہی جمیع اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالی کا قول ہی مین نے کسی کا قول اسکے خلاف نہین پایا اور قول کی ضرورت ان مدعیون کے لیئے ہی ورنہ جسکو اللہ تعالے نے کچھ بھی معرفت کی راہ دی ہی وہ بغیر قول کے قطعاً جانتا ہی کہ شریعت کے بعد حقیقت ہی اور دونون مین بنیاد وسطح کی نسبت ہی اور دونون مین اتحاد و التزام ہی واللہ سبحانہ ہو الملک العلام پھر اپنے بندون کو اپنے رب عزوجل کی محبت مین جان و مال فدا کرنے سے دائمی حیات و فوز عظیم کی ہدایت دی بقولہ تعالے وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ اور خرچ کرو (ای میرے مومنین بندو) اس چیز مین سے جو ہمنے تمکو روزی فرمائی ہی پہلے اس سے کہ آوے تم مین سے کسی کی موت تب کہنے لگے کہ ای میرے رب تو نے مجھے کیون نہ چھوڑ دیا نزدیک کی مدت تک کہ مین تصدق کرتا اور صالحین مین سے ہو جاتا ف یعنے تم لوگون مین سے جسکو اللہ تعالی نے مال و متاع روزی فرمایا ہی اسکو لازم ہی کہ اس ناچیز کو چیز بنا دے کیونکہ یہ زر و جواہر اور سونا چاندی خود کچھ نہین ہی نہ کوئی مردہ اسکو اپنے ساتھ لے جاوے بلکہ دنیا ہی مین پھینک جاتا ہی کیونکہ نکمی چیز ہی ہان اگر اللہ تعالے کے نام پر صدقہ کرے تو یہ چیز ہو جاوے اور صدقہ کرنا موت سے پہلے ممکن ہی کیونکہ اسکی موت کے بعد اگر وارث نے صدقہ دیا تو یہ وارث کا فعل ہی اور جسکا فعل ہو اُسیکو ثواب ملتا ہی پھر جب وارث کو ثواب ملا اور اُسنے میت کو بخشا تو البتہ میت کو ملیگا تو وارث کے صدقہ سے اُسنے یا اگر وارث کی نیت خراب ہو یا وہ نام کے لیے کرے یا لوگون کے بدنام کرنے کے خوف سے کرے تو کچھ ثواب نہ پاویگا پھر میت کو کیا ہان یہی نام البتہ دیسکتا ہی یعنے مثلاً دنیا مین یہ نام ہوگا کہ فلان میت کے مرنے پر خوب کھانا تقسیم ہوا لیکن اس سے میت کو کیا فائدہ اسیطرح اگر وارث نے میت کی بی بی و صغیر بچون کے ترکہ سے صدقہ دیا تو اُسنے عذاب و وبال کمایا جیسے اس زمانے مین یہ بلا پھیلی ہوئی ہی تو مال گیا اور میت محروم ہی غرضکہ جو شخص اپنی جیتی زندگی مین کچھ کرے تو خود اُسنے کیا اور خود ثواب پایا اور چاہیئے کہ ہوش و حواس کی درستی اور تندرستی مین کرے کیونکہ جب مرنے لگا اگر اسوقت بولا کہ مین نے اسقدر مال صدقہ مین دیا تو اُسنے بُرا کیا کیونکہ اسوقت تو اس مال سے وارث کا حق متعلق ہو چکا تھا اُسنے چھین کر دوسرے کو دیدیا چنانچہ حدیث مین ہی کہ صدقہ ایسے وقت دے جب تندرست ہو اور اس مال کی رغبت رکھتا ہو اور محتاج ہو جانے سے بھی ڈرتا ہو اور یہ نہین کہ جب مرنے لگا تو کہنے لگا کہ یہ مال فلان کے واسطے صدقہ ہی حالانکہ وہ فلان وارث کا ہو چکا ہی ۔ھ۔ لہذا اللہ تعالی نے فرمایا کہ صدقہ و خیرات کرے موت سے پہلے ایسے وقت سے پہلے کہ آدمی کی موت سامنے آجاوے کہ اسوقت صدقہ کچھ نہین ہی تو آخر حسرت کے ساتھ آخرت مین یہ عرض کریگا کہ ای رب مجھے تھوڑی دیر تاخیر کیون نہ دیگئی تاکہ مین صدقہ دیکر صالحین مین ملجاتا خطیب رح نے لکھا کہ موت حاضر ہونے سے مراد یہ کہ مرنے کی علامتین ظاہر ہو جاوین مترجم کہتا ہی کہ اسوقت جو کچھ صدقہ کرے وہ شمار مین نہین ہی جیسا کہ حدیث مزبور سے ظاہر ہوتا ہی اسلیئے علمائے حنفیہ رح نے کہا کہ جس مرض مین بیمار مرگیا جبکہ چارپائی سے لگ گیا تھا تو اس حالت مین اسکی خرید و فروخت ہر طور پر اختیاری نہین ہی مثلاً وہ ایک چیز جو سو روپیہ

قیمت رکھتی ہی کسیکو پانچ روپیہ مین دیدے تو جائز نہین ہی جب تک کہ وارث لوگ اجازت نہ دین یا مشتری سے کہا جاویگا کہ باقی قیمت ابھی
ادے **قرطبی** نے کہا کہ اس آیت مین دلیل ہی کہ نفل صدقہ دینے مین جلدی کرے اور اگر ندے تو آخر حسرت اٹھاویگا اور فرض صدقہ
نے مین تاخیر جائز نہین ہی جبکہ کچھ عذر نہو اور اسیطرح کسی عبادت مین تاخیر نہ کرے جب وقت آجاوے **امام رازی** نے کہا
کہ قولہ لا تلھکم الآیہ مین تنبیہ ہی کہ موت سے پہلے یاد الٰہی سے غفلت نہونے پاوے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے اور قولہ تعالیٰ وانفقوا مما رزقنکم
الآیہ مین تنبیہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ عطا کیا اسکا شکر کرین یعنے اسکے حکم کے موافق صرف کرین ابن عباس رضؓ سے روایت ہی کہ ای لوگو موت
نازل ہونے سے پہلے صدقہ کرو کیونکہ موت کے وقت وہ نفع نہین ہوتا جو چاہتے ہو اور توبہ قبول نہین ہوتی (دس) **مترجم** کہتا ہی کہ شاید ابن عباس رضؓ
نے دھمکی دی یا مراد یہ کہ جب حلق پر دم آیا اور گھر چلنے لگا اور عذاب آخرت سامنے آگیا اسوقت توبہ نہین ہی اور یہ تاویل مین نے اسلیئے بیان
کی کہ جمیع علما متفق ہین کہ موت کے آثار ظاہر ہونے کے وقت توبہ قبول ہی ولیکن خوب یاد رکھو کہ موت کا طریقہ کسیکو معلوم نہین ہو سکتا شاید
اسپر دیوار گر پڑے یا گولی لگے یا کوئی ایسا سبب ہو کہ وہ دہشت و گھبراہٹ مین توبہ بھول جاوے جیسے اچانک موت مین ہوتا ہی اور اگر اُسنے
ایسے وقت توبہ کی تو بھی اسکی وہ قدر و منزلت نہین ہو سکتی ہی جو اچھی تندرستی کی حالت مین نفس کو دبانے و مقہور کرنے مین ہوا کرتی ہی پھر تو یہ
کفر و بدکاری سے توبہ کرنیکا حال ہی اگرچہ اسوقت آدمی خود جانتا ہی کہ اب اسکو طاقت کہان ہی کہ بدکاری کریگا رہا یہ کہ جب تک وقت تھا کہ اللہ
تعالے پر توکل کرے اور مال کثیر مین سے خدا سے تعالیٰ کے نام پر صدقہ کرے اسوقت اسنے کچھ نکیا اور اس مال پر بھروسا کیا کہ شاید
میرے کام آوے اگر تنگی پیش آوے اور مال کا لالچ بھی جی مین بھرا تھا جب مرنے لگا اسوقت مال سے مایوس ہوا اور سب تعلق ٹوٹ گئے
تو اُسنے کہا کہ اسمین سے ہزار روپیہ فلان کام مین خیرات ہی اور ہزار روپیہ فلان فقیر کے لیئے صدقہ ہی بلکہ بعضے اسوقت مین پچھلی مدت کی زکوٰۃ
نکالتے ہین اور کسیکو اپنی طرف سے حج کے لیئے مقرر کرتے ہین جو تندرستی و مالداری کے باوجود خود ادا نہین کیا تھا ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ
ای لوگو تم مین سے آدمی کے پاس مال کثیر ہوتا ہی پھر کیون وہ اسکی زکوٰۃ نہین دیتا اور کیون حج نہین کرتا یہانتک کہ جب موت آجاتی ہی تو اپنے
رب عزوجل سے درخواست کرتا ہی کہ دنیا مین دوبارہ لوٹا دیا جاوے فیقول رب لولا اخرتنی الخ یعنے کہتا ہی کہ ای رب کیون مجھے تھوڑی مدت
تک تاخیر نہ دی کہ صدقہ کرتا اور صالحین مین سے ہوجاتا حالانکہ ہرگز اسکو یہ تاخیر نہین دی جائیگی حاصل معنے یہ کہ ای رب مین تمنا کرتا ہون کہ مجھے
تھوڑی دیر مہلت دیدی جاوے تاکہ مین صدقہ کرکے سامان کرلون **مترجم** کہتا ہی کہ اسکی صورت یہ کہ جب حلقوم پر دم آگیا اور دنیا سے
پردہ ہوگیا اور آخرت کا حال کھل گیا تو اُسوقت آرزو کریگا کہ دم بھر مجھے مہلت ملجاتی تو مین صدقہ و خیرات سے صالحین کا سامان کرلیتا
ابن کثیر نے لکھا کہ ابن عباس رضؓ نے کہا کہ ای لوگو جس کسی کے پاس مال ہو کہ جس سے وہ حج کرسکتا ہی یا زکوٰۃ ادا کرسکتا ہی پھر اُسنے نہ کیا
تو موت کے وقت اللہ تعالے سے درخواست کریگا کہ دنیا مین پھیر دیا جاوے ایک شخص نے اعتراض کیا کہ ای ابن عباس رضؓ خدا سے
ڈرو کہ دنیا مین لوٹائے جانے کی درخواست تو فقط وہ لوگ کرینگے جو کافر تھے ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ ارے مین تجھے قرآن سناتا ہون
دیکھو اللہ تعالے نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا لا تلھکم سے آخر تک سنایا تب اس شخص نے پوچھا کہ زکوٰۃ کسقدر مال مین واجب ہوتی ہی
فرمایا کہ جب مال دوسو درم یا زیادہ ہو اُسنے کہا کہ حج کسقدر مال مین واجب ہوتا ہی ابن عباس نے کہا کہ زاد راہ اور اونٹ موجود ہو
(رواہ الترمذی قلت و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و الطبرانی و ابن مردویہ و غیرہم ف) اور اس حدیث کو عبد بن حمید نے ابن عباس رضؓ سے
مرفوع روایت کیا ولیکن اصح یہ کہ خود ابن عباس کا قول ہی اور اسکی اسناد مین یحیی بن ابی حیہ ابو جناب الکلبی راوی مین کچھ کلام ہی **مترجم**
کہتا ہی کہ محمد بن عبد اللہ البصری ابو اسمعیل الازدی نے فتوح الشام مین اس شیخ سے روایت کی ہی **ابن کثیر** نے کہا کہ دوسری اسناد مین
بھی انقطاع ہی تنبیہ اس روایت مین عمدہ فائدہ یہ ہی کہ جب اس شخص نے اعتراض کیا کہ دنیا مین واپسی فقط کفار چاہینگے تو ابن عباس رضؓ

Marfat.com

اس آیت سے اسپر حجت پیش کی علاوہ اسکے دوسرا جواب یہ ہو کہ کافر کی درخواست اس غرض سے ہوگی کہ مین دنیا مین جاکر ایمان لاؤنگا اور جتنے مال جمع کیا اور حج نہ کیا اور زکوۃ نہ دی تو وہ اسلیے تاخیر چاہیگا کہ مین تصدق کرکے اونچا مرتبہ حاصل کرون چنانچہ آیت مین بھی دلالت موجود ہو بقولہ تعالیٰ فاصدق واکن من الصالحین یعنی صدقہ دون اور صالحین کے درجہ مین ہوجاؤن - ھ - بلکہ احتمال ہو کہ جس شخص نے مال کثیر سے حج وزکوۃ ادا کی ہوا ور دیگر خیرات سے محروم رہا ہو وہ آرزو کرے کہ مین مقدار معروف خیرات کرلیتا بعض نے کہا کہ ابن عباس سے یہ بھی روایت ہو کہ جسکے لیئے اللہ تعالےٰ کے یہان کچھ بہتری ہو وہ دنیا مین واپسی پر کسی طرح راضی نہوگا **مترجم** کہتا ہو کہ یہ اسلیئے کہ آخرت کا ایک ذرہ تمام دنیا سے بہتر ہو لیکن شاید اسلیئے تاخیر مانگے کہ فقط خیرات کرکے صالحین کا درجہ پاوے یعنے وہ دنیا مین رہنے کے لیئے واپسی نہین مانگتا تھا بہرحال وہ کسی مطلب سے آرزو کرے یہ درخواست منظور نہوگی **وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ** اور ہرگز نہین تاخیر دیگا اللہ تعالیٰ کسی نفس کو جب اسکا وقت آگیا اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہو جو تم کرتے ہو ف یعنے جب کسی جان کا دنیا مین رہنے کا وقت مقدر ختم ہوا تو پھر ایکدم اسکو تاخیر نہین ملتی ہو اور اللہ تعالیٰ کا علم سب مخلوق کو محیط ہو تو ہر نفس جو کچھ کرتا ہو وہ اللہ تعالےٰ کو خوب معلوم ہو اور شاید اس سے تنبیہ ہو کہ جس نفس نے یہ درخواست کی کہ مجھے تاخیر ملجاتی تو مین صدقہ خیرات کرکے صالحین مین داخل ہوجاتا اسکو غرور ہو وہ خود نہین جانتا کہ کیا کریگا بقولہ تعالیٰ ما تدری نفس ماذا تکسب غدا - یعنے کوئی جان یہ نہین جانتی کہ کل کے روز وہ کیا کمائی کریگی - ھ - تو یہ دعوی کرنا کہ ہم فلان وقت یہ کرلینگے مثلاً بوڑھے ہونگے تو اسوقت عبادت کرلینگے یا موت کے وقت توبہ کرلینگے یا ہمکو تاخیر ملے تو ہم خیرات وصدقہ کرین یہ سب دعوی باطل ہو اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہو جو کچھ تم کرنے والے ہو اس سے نکل آیا کہ حبس نفس نے تاخیر چاہی تھی اسکی دعا قبول کرنا علم الٰہی کے خلاف ہو کیونکر معلوم کہ تاخیر ہوتی تو خیرات کرتا چنانچہ کافرون کی درخواست کے جواب مین صریح مذکور ہے لو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ یعنے یہ کفار اگر دنیا مین پھیر دیے جاوین تو پھر وہی کرنے لگین جس سے منع کیے گئے تھے - ھ - پس معلوم ہوا کہ بندۂ مومن ہر دم اپنے رب عزوجل سے تمنا کرے کہ اسکو نیکیون کی توفیق عطا ہوا ور وقت کو غنیمت جانے اور یہ دعوی بیفائدہ ہو کہ مین فلان وقت ایسا کرونگا بلکہ اس دعوے مین خود مختاری کا دعوی شامل ہو اور وہ گناہ ہو اللھم غفرانک **ابن کثیر** رحمہ اللہ کہتے ہین کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور مین عمر بڑھنے کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو جب اُسکا وقت آجاتا ہو تو تاخیر نہین دیتا اور عمر بڑھنے کے فقط یہ معنے ہین کہ بندے کو نیک اولاد عطا ہو جو اسکے لیے دعا کرین جو دعا اسکو قبر مین پہونچتی رہیگی (ابن ابی حاتم) اور حدیث مین ہو کہ تم لوگ آگاہ ہو کہ یہ دنیا ملعونہ ہو اور جو کچھ اسمین ہو سب ملعون ہو سوائے ذکر الٰہی اور جو اسکے متصل ہو اور سوائے عالم ومتعلم کے (رواہ الترمذی وغیرہ) عالم سے مراد جو کہ دین الٰہی کا عالم ہو یعنے قرآن وحدیث وتفسیر وفقہ واصول کا علم رکھتا ہو اسپر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اور متعلم جو اس علم کو سیکھتا ہو وللہ الحمد والمنہ فتح البیان مین ہو کہ قولہ تعالیٰ واللہ خبیر بما تعملون یعنے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالےٰ اسکو خوب جانتا ہو بعض نے کہا کہ یہ خطاب ہر عمل کرنے والے کی طرف ہو خواہ نیکوکار ہو یا بدکار ہو معنی یہ کہ اگر تیری درخواست پوری کیجاوے اور تو دنیا کی طرف پھیرا جاوے تو نہ حج کرے اور نہ زکوۃ دے **اقول** اس صورت مین ترجمہ اسطرح مناسب ہو کہ اے بندہ جو کچھ تم کروگے اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتا ہو یعنے تمھاری اس درخواست کو جو خود مختاری کا دعوی ہو منظور نہین کیا گیا اور یہ مقرر فرمایا کہ جب کسی نفس کا زمانۂ اجل مقرری آوے تو ایکدم تاخیر نہ دیا جاوے اسلیئے کہ تاخیر دینے مین اسکی وہ کیفیت ہوگی جو موت سے پہلے تھی پس صدقہ نہین کریگا اور جیسے عہد ازل بھولا اسیطرح اب خاموش ہوگا کیونکہ اگر اسکو کیفیت آخرت یاد رہے تو دنیا دی امتحان کا فائدہ نہو واللہ تعالےٰ اعلم **مسئلہ** یہان کی آیت سے معلوم ہوا کہ اجل مقرر مین ایکدم تاخیر نہین ہوتی ہو جیسے قولہ تعالےٰ مایبدل القول لدی الآیہ میرے یہان قول بدلا نہین جاتا - ھ مثلاً مقدر فرمایا کہ زید سو برس دنیا مین رہے اور فلان ساعت مرے تو اسمین کچھ تبدیلی نہوگی اور

Marfat.com

اسی حکم مین آیات صریحہ ہین لیکن احادیث مین نیکی سے عمر بڑھنا آیا ہی اور دعا و صدقہ سے دفع بلا کی امید واری ہی حتی کہ حدیث مین ہی کہ تقدیر
کسی کو کوئی چیز نہین پھیرتی سوائے دعا کے اور عمر مین بڑھاؤ کوئی چیز نہین کرتی سوا سے نیکوکاری کے (الترمذی مین حدیث سلمان رض
و ابن السنی و الحاکم و الطبرانی و الضیاء) اور آدمی کبھی گناہ کے سبب سے رزق سے محروم ہوجاتا ہی ۔ ۱۲ ۔ حدیث مین ہی کہ تقدیر سے پرہیز نہین
کرتا اور دعا ہر طرح نافع ہی خواہ بلا نازل ہوئی ہو یا نہوئی ہو اور کبھی امر تقدیری نازل ہوتا ہی اور درمیان مین دعا اس سے بھڑ جاتی ہی تو قیامت
تک دونون گتھے رہتے ہین (البزار و الطبرانی و الحاکم) مجمع الزوائد مین کہا کہ اس حدیث کو امام احمد و ابو یعلی و بزار و طبرانی نے بھی روایت کیا اور
بعض کے راوی ثقہ ہین **شوکانی** نے اسکے بعض راویون کو ضعیف کہا ہے اور حدیث مین ہی کہ تمھارا رب حیی کریم ہی جب بندہ اسکی
طرف ہاتھ اٹھاتا ہی تو شرم فرماتا ہی کہ اسکو خالی ہاتھ پھیر دے (الترمذی و ابن ماجہ و ابو داؤد و ابن حبان) اور حدیث مین ہی کہ تم لوگ دعا
کرنیسے عاجز مت بنو کیونکہ دعا سے کوئی برباد نہین ہوتا (ابن حبان) حدیث مین ہی کہ دعا مومن کا ہتھیار ہی اور دین کا ستون ہی اور آسمانون اور زمین کا نور ہی (الحاکم) مین تمکو ایسی چیز
بتلاؤن کہ تمکو تمھارے دشمن سے بچا دے اور تمھارے رزق کشادہ کردے وہ دعا ہی کہ رات و دن اپنے رب عزوجل سے دعا مانگتے
رہو کیونکہ دعا مومن کا ہتھیار ہی (ابو یعلی خ) حدیث مین ہی کہ کوئی بندۂ مسلمان جب اپنے رب عزوجل کے حضور مین کوئی چیز مانگتا ہی تو رب عزوجل
اسکو ضرور عطا فرماتا ہی خواہ فی الحال اسکو دیدے یا اسکے لیئے ذخیرہ رکھے (رواہ احمد) **شیخ منذری** نے کہا کہ اسکی اسناد مین مضائقہ
نہین ہی اور حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ مین مرفوع ہی کہ ہر مسلمان جو دعا کرتا ہی جسمین گناہ و قطع قرابت نہین ہی تو ضرور اللہ تعالی اسکے عوض
تین باتون مین سے ایک بات عطا فرماتا ہی یا تو اسکو یہ چیز عطا کرتا ہی جو اسنے مانگی ہی یا آخرت مین اسکے لیئے ذخیرہ فرماتا ہی یا اسکے مثل برائی کو
اس سے دفع فرماتا ہی (رواہ احمد و بزار و ابو یعلی وغیرہ) اس حدیث کی اسناد اچھی ہی حدیث مین ہی دعا عین عبادت ہی پھر یہ آیت پڑھی ۔
قال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی الآیہ (ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان وغیرہم) ترجمہ آیت یہ کہ تمھارے
رب نے فرمایا کہ مجھسے دعا مانگو مین تمھاری دعا قبول کرونگا جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہین وہ جہنم مین اوندھے منھ داخل ہونگے
۱۲ ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی دعا نکرے وہ عبادت سے تکبر کرنے والا ہوا یہان سے معلوم ہوا کہ جو بعضے مشائخ سے منقول ہی کہ تقدیر پر
شاکر ہوکر دعا نہ مانگے یہ کسی دوسرے کے ماننے کے لائق نہین ہی اسلیئے کہ اگر تقدیر سے یہ بات خلاف ہوتی تو اللہ تعالے اسکو عبادت
نہ فرماتا اور اسقدر تاکید سے حکم نہوتا اور جب یہ تاکید ہی تو کسی شخص کو یہان اپنی رائے ملانے کی گنجائش نہین اور ان مشائخ کے قلب کی
کیفیت ہمکو معلوم نہین ہی اور کمتر یہ کہ ہمکو اللہ تعالی و رسول اللہ و اصحاب رضی اللہ عنہم کے حکم و طریقہ و ارشاد پر عمل کرین اور دعا کو تقدیر
کے مطابق ماننے مین کچھ خلاف نہوا فہم و اللہ تعالی اعلم اور ایک روایت مین ہی کہ تمھارا رب رحیم حیی کریم ہی بندہ جب اسکی طرف ہاتھ
اٹھاتا ہی تو وہ شرم رکھتا ہی کہ اسکو خالی پھیر دے اسمین کچھ بھلائی نہ رکھے (الطبرانی و ابو یعلی و الحاکم وغیرہم) حدیث مین ہی کہ تم لوگ دعا مانگنے
سے عاجز مت بنو کہ دعا سے کوئی برباد نہین ہوا (ابن حبان و الحاکم وغیرہما) معنے یہ کہ جو بندہ ہمیشہ دعا مانگتا رہا وہ کبھی تباہ نہین ہوا اور
اس حدیث کو امام ترمذی نے صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے اسکو تسلیم کیا اور حدیث انس رضی اللہ عنہ مین ہی کہ دعا عبادت کا مغز ہے
(الترمذی و ابن حبان وغیرہ) اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ اپنے رب عزوجل سے
دعا نہین کرتا اللہ تعالی اسپر غضب کرتا ہی (الترمذی و حاکم و ابن ابی شیبہ وغیرہ) اور اسی قسم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاء مقدر کی
برائی سے پناہ مانگی ہی (کمافی صحیح مسلم وغیرہ) اور دعاء قنوت مین ہی وقنی شر ما قضیت یعنے اے رب جو تو نے مقدر فرمایا اسکے جاری ہونیکی
برائی سے مجھے پناہ دے اور یہ حدیث صحیح ہی اسیطرح قرابتون سے نیکی کرنے کے بارہ مین احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین کہ اس سے
عمر بڑھتی ہی اور اسیطرح احادیث مین وارد ہی کہ ظالم نے اگر کسی پر ظلم کیا تو مظلوم کی بد دعا اسکے حق مین قبول ہوتی ہی اگرچہ کچھ دنون کے بعد

Marfat.com

قبول ہو اسیطرح والدین کی دعا اپنی اولاد کے حق مین قبول ہونا احادیث سے ثابت ہی اور اسیطرح امام عادل کی دعا قبول ہونا احادیث مین وارد ہی اسیطرح اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی قبولیت معروف ہی اب یہان سوال یہ ہی کہ کیا دعا سے قضاء مقدر ٹل جاتی ہی یا نہین پس ایک جماعت نے کہا کہ ہان ٹل جاتی ہی چنانچہ **حافظ ابو نعیم** نے حلیۃ الاولیا مین اور **امام قشیری** نے اپنے رسالے مین اور **شیخ ابن الجوزی** نے صفوۃ الصفوۃ مین بہت سے اولیاے الٰہی کے حالات مین صحیح روایات سے نقل کیا کہ انکی دعا فی الحال قبول ہوئی بلکہ جماعت کثیر سلف صالحین صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کی قبولیت دعا کے حالات مشہور متواتر ہین اور ایک جماعت علماء نے کہا کہ نہین قضاء مقدر نہین ٹلتی ہی اور یہی سلف صالحین سے منصوص ہی حتی کہ بعض صالحین سے نقل کیا گیا کہ وہ دعا نہین کرتے تھے اور ایک جماعت نے کہا کہ بعض قضا قطعًا واقع ہوتی ہی اس مین کچھ شرط نہین ہی تو وہان دعا بھی نفع نہین کرتی ہی اور بعض قضا مین یہ شرط ہوتی ہی کہ اگر بندہ دعا کرے تو بدل دیجاوے پس وہان دعا نافع ہوتی ہی اور محققین علماء کا یہ قول ہی کہ جیسے اسمقام کی آیت مین فرمایا لن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا یعنی جب کسی مخلوق کی اجل مقدر کا وقت آجاتا ہی تو اللہ تعالیٰ ہرگز اسمین تاخیر نہین فرماتا یہ عین ایمان ہی اور جو احادیث مین دعا کی نسبت وارد ہوا ہی کہ دعا ہر حال مین نفع کرتی ہی یہ بھی عین ایمان ہی لیکن یہان عقل و حواس کو دخل نہین ہی اسواسطے کہ جس شخص نے یہان اپنی رائے لگائی اسنے پہلے یہ دعوی کر لیا کہ ہمکو تقدیر کا بھید معلوم ہی اور یہ محض باطل و محال ہی کیونکہ تقدیر تو علم الٰہی کا نام ہی اور مخلوق مین ہرگز مجال نہین ہی کہ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا بھید معلوم کرے اور اسکے علم غیر متناہی کو احاطہ کر سکے تعالی اللہ علوا کبیرًا **اف ۲** اس سورۂ مبارک کے اشارات کا خلاصۂ بیان یہ ہی کہ صاحب العرائس نے لکھا کہ قولہ تعالے اذا جاءک المنافقون الآیہ **شیخ سہل** رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ان لوگون نے زبان سے اقرار کیا اور دل سے نہین پہچانا لہذا اللہ تعالے نے انکو جھوٹے منافقین کا لقب دیا اور جسنے دل سے پہچانا اور زبان سے اقرار کیا پھر بغیر عذر کے اُسکے فرائض و احکام پر عمل نہ کیا تو وہ ابلیس کے مانند ہی (عرائس) منافقین وہ لوگ ہین جو نور اور ظلمت دونون طرف متذبذب ہوتے ہین اسطرح کہ اصلی استعداد یعنی پیدائشی قابلیت انکو نور ایمان کی جانب کھینچتی ہی اور شہوات نفس کی پابندی سے جو بُری عادات اُنھون نے اختیار کیے اُسکی وجہ سے جو استعداد و قابلیت اُنمین عارض ہوگئی ہی وہ انکو کفر کی جانب کھینچتی ہی اور یہان منافقون نے دعوی کیا کہ ہم یہ جانتے ہین کہ آپ رسول اللہ ہین تو اللہ تعالے نے اُس دعوی مین اُنکو جھوٹا ٹھہرایا اسواسطے کہ رسالت کے حقیقی معنی سواے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہی اور جن لوگون کو علم مین رسوخ حاصل ہی جب یہ لوگ اپنے رب عزوجل کو پہچانتے ہین تو اس معرفت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہچانتے ہین کیونکہ رسول اللہ کا پہچاننا جب ہی ممکن ہی کہ پہلے اللہ تعالے کو پہچانے اور جسنے جسقدر اللہ تعالیٰ کو پہچانا اسیقدر رسول اللہ کو پہچان سکتا ہی پس رسول کی شناخت درحقیقت اسیکو حاصل ہوتی ہی جو اپنی ذات سے خارج ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے علم سے عالم ہوگیا ہی جو منافقین اپنی ذات و صفات مین پھنسے ہوے اور اللہ تعالیٰ سے محجوب تھے اور کدورت طبیعت کے زنگ اُٹھائے ہوئے تھے اور اسی سے انکی نورانی لیاقت جاتی رہی تھی تو کہان سے رسول اللہ کو پہچانتے پھر گواہی دینے مین جھوٹے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذلک بانھم آمنوا ثم کفروا الآیہ یہ بات اس سبب سے ہی کہ یہ منافقین ایمان لائے تھے پھر کفر کیا یعنے فطرت اصلیہ کے نور سے اسلام ثابت تھا پھر انھون نے نور فطرت کو شرک و کفر و معاصی کے اعتقاد و اعمال سے برباد کیا اور وہ چھپ گیا فطبع علی قلوبھم - یہ سیاہی بدکاریون وغیرہ کی انمین جم گئی پس اپنے رب عزوجل سے بالکلیہ محجوب ہوگئے کیونکہ بدکاریون سے زنگین پیدا ہوگیا - فھم لا یفقھون - اب انکو رسالت و توحید اور دین کے معنی سمجھنے کی لیاقت نہین ہی - واذا رایتھم تعجبک اجسامھم جب تو انکو دیکھے تو تجھے انکے اجسام عجیب نظر آتے ہین یعنے دیکھنے مین اچھے معلوم ہوتے ہین اور اگر وہ لوگ کچھ بات کہین تو انکی بات کان دھر کر سُنی جاوے شیخ نے لکھا کہ اسمین نکتہ یہ ہی کہ ظاہری صورت مین انکے اعضا کی مناسبت و خوبصورتی و تر و تازگی اور چکناہٹ اس امر پر دلالت کرتی ہی کہ اپنی راے مین نیک روشن ہونگے اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی باتون کو کان لگا کر سنتے تھے اسلیے کہ جوہر کا

Marfat.com

صبیح ہونا اور ظاہری وجاہت مین خوبصورت ہونا حواس کے قیافے مین صفائی فطرت کی دلیل ہی مترجم کہتا ہی کہ صاحب شفا نے بھی
مین چونی اختیاری پر اشتراک کی دلیل بیان کرنے مین لکھا کہ ظاہری صورت کی خوبی دلالت کرتی ہی کہ باطنی اخلاق بھی اچھے ہین اور علامہ
شریف رح نے بھی اس طرف میلان کیا ہی لیکن کچھ شک نہین کہ یہ سب باعتبار اصلیت کے ہی اور عوارض سے حکم بدل جاتا ہی چنانچہ
ہی کہ خوبصورت بوجہ بدصحبت وبداعتقادو بداخلاق وبداعمال کے باطن مین قبیح ہوجاوے اور بدصورت بوجہ نیک صحبت نیک اعتقاد نیک اخلاق نیک اعمال
باطن مین خوبصورت ہوجاوے یہان ایک اعتراض معروف ہی جسکو علامہ دوانی رح نے بیان کیا ہی اسکی تقریر یہ ہی کہ انسان اگر صفراوی مزاج
تو اسکی طبیعت مقتضی ہوگی کہ ناخوشی پر جلد غصہ آجاوے اور جلد فرو ہوجاوے اسلیئے کہ صفرا جلد مشتعل ہوجاتا ہی اور ہلکا ہونے سے جلد رفع
ہوجاتا ہی اسی جہت سے فلاسفہ نے کہا کہ اخلاق آدمی مین مزاج کے تابع ہوتے ہین جب یہ بات مقرر ہوئی کہ ہر آدمی اپنے اپنے مزاج پر پیدا ہوتا ہی
اور مزاج اس قابل نہین ہی کہ تبدیل ہوسکے کیونکہ ہر شخص مین جو مزاج حاصل ہی وہی اسکے لیئے اعتدال ہی اور یہ اعتدال جب زائل ہوا تو موت
ہی پس معلوم ہوا کہ مزاج نہین بدل سکتا ہی تو لازم آیا کہ اخلاق بھی نہین بدل سکتے ہین پھر نیک صحبت وغیرہ سے اخلاق مین کچھ تفاوت نہوگا
تو دین اسلام کی تعلیم کرنا بفائدہ ہوا جاتا ہی کیونکہ دین اسلام حقیقت مین مکارم اخلاق کی تعلیم ہی حتی کہ قولہ تعالیٰ لایجرمنکم شنآن قوم الآیۃ مین ہر حال مین
عدل کی پابندی فرض ہی کیونکہ آیت کے معنی یہ ہین کہ کسی قوم کی عداوت تمکو آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو یعنی جس قوم سے تمکو ضرر پہونچا ہو اسنے
تم پر ظلم کیا ہو پھر تمکو اسپر قابو حاصل ہو تو تم کو روا نہین ہی کہ سابق عداوت ودشمنی کی وجہ سے انکے ساتھ عدل نہ کرو بلکہ عدل ہی فرض ہے
جواب مین علامہ دوانی وغیرہ نے کہا کہ جو بات اعتراض مین مذکور ہی صرف فلاسفہ کے قول پر مبنی نہین ہی بلکہ حدیث نبوت سے بھی
ثابت ہے چنانچہ وارد ہوا کہ اگر تم سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو تصدیق کرسکتے ہو لیکن اگر سنو کہ فلان شخص اپنی جبلت سے ٹل گیا
تو تصدیق مت کرو کیونکہ عنقریب وہ اپنی جبلت پر عود کریگا تو معلوم ہوا کہ جبلت انسان کی بدلتی نہین ہی لیکن اسکے معنی یہ ہوے کہ اگر
انسان اپنی نفسانی جبلت پر چھوڑا جاوے تو اسی جبلت پر عمل کریگا اور جبلت ونفس کے درحقیقت ایک ہی معنے ہین اسلیئے کہ نفس اسی
جسم کا مزاج ہی کبھی اسکو طبیعت کہتے ہین اور کبھی نفس کہتے ہین اور کبھی جبلت وطینت کہتے ہین پھر اسلام کی تعلیم یہ ہی کہ نفس جب خراب جبلت
پر ہو تو نفس سے مخالفت کرے اور تکلیف اٹھاوے تاکہ بعد چند روز کے راحت وآرام پاوے اسلیے جب نفس مین اعتدال حقیقی پیدا
ہوا ہو تو عین اسلام ہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم یہی قرآن مجید تھا یعنی قرآن مجید مین اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق عظیم سے متصف بیان فرمایا تو حضرت ام المومنین عائشہ سے امتیون نے دریافت کیا کہ وہ خلق عظیم کس شان سے تھا
یعنے تاکہ ہمسے جہانتک ہوسکے اپنے نفس کو مقہور کرین کہ آپ ہی کے قدم بقدم چلین ام المومنین نے بیان فرمایا کہ آپکا خلق عظیم کوئی کیا بیان
کرے پھر نہایت خوبی سے ایک جملے مین بیان کردیا کہ قرآن مجید مین جو اعلی اخلاق واوصاف ارشاد ہوے ہین جنکی تمام وکمال پابندی
کمال مشقت سے بھی اولیا امت کو کمتر میسر ہوتی ہی بلکہ نہین ہوتی بلکہ تمام وکمال میسر ہونا غیر ممکن ہی وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جبلت مبارک
مین خود بخود حاصل تھی اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم باجملہ یہ کمال تو فقط ذات مقدس جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین منحصر تھا بلکہ طبقہ
انبیا علیہم السلام سب قیاس سے باہر ہی بلکہ کلام امتیون مین سے چوتھے درجہ صالحین مین ہی کیونکہ صدیق وشہید کے درجہ مین بھی کلام
دقیق ہی پس مومنین صالحین مین اسلام کی تعلیم یہ ہی کہ ہر ایک خصلت کو جو مزاج کا اثر ہی موافق شریعت کے کام مین لاوین اسکی توضیح یہ ہی کہ
کوئی کام کیسکی جبلت ومزاج نہین ہوتا مثلاً چوری کرنا یا زنا کرنا کسی آدمی کا مزاج نہین کہلاتا ہی بلکہ گرم مزاج یا سرد مزاج البتہ ہوتا ہی پھر گرم مزاج
کے آثار مین سے مثلاً جلد غصہ ہی اور اسکے موافق افعال ہین پس یہ گرم مزاج نہین بدل سکتا ولیکن اس مزاج کے موافق کام البتہ تعلیم کیلیے
جاتے ہین مثلاً جاہل ہی تو یہ غصہ غریبون وبیکسون پر اتاریگا اور یہ قبیح ہی اور اگر تعلیم یافتہ ہی تو اپنے نفس سرکش پر اتاریگا اور اسکو دشمن سمجھ

Marfat.com

مغلوب کریگا اور یہ عین سعادت ہی اسیطرح جہاد مین کام مین لاوے یا ظالمون کو اور بدکارون کو ظلم و بدکاری سے دفع کرنے مین کام مین لاوے
اور اس سے معلوم ہوگیا کہ جو کچھ اعتراض تھا وہ فقط وسوسہ تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قیافہ سے فقط اصلی جبلت کا حال معلوم ہوتا ہی مثلاً چہرے سے
دیکھکر معلوم کیا کہ ایسے بدمزاج و بدشکل والے آدمی کی یہ بدخصلت ہوتی ہی یعنے اگر اسی جبلت پر چھوڑ دیا جاوے تو ایسا کریگا لیکن اگر تعلیم یافتہ ہی
تو یہ قیافہ نہین رہا اسیطرح اگر کسی شخص کے خوبصورت چہرے سے نیک آثار ظاہر ہوے تو اعتبار نہین ہوسکتا ہی کہ بالفعل اسکا عمل نیک ہی
اسلیئے کہ اگر اسنے بدصحبت مین جہالت کے ساتھ پرورش پائی ہو اور قبیح افعال کی سیاہی و گندگی اسکے دل پر چھائی ہو تو اسکا عمل اسی قباحت
پر ہوگا پھر اگر اسی حالت مین اسکی زیادہ عمر گذر چکی ہو اور وہ پختہ ہوگیا ہو تو گویا اسکی جبلت ہوگئی اب اصلی جبلت پر آنا دشوار ہی اسکی نظیر یہ ہی کہ جب
کسی آدمی کو تپ دق کی بیماری ہوجاتی ہی تو مدت دراز تک بخار رہنے سے اصلی مزاج کا لعدم ہوکر یہ دوسرا مزاج قائم مقام ہوجاتا ہی اسیوجہ سے
طبیب لوگ اسکو مزاج ثانیہ کہتے ہین اسیطرح عادت بھی طبیعت ثانیہ ہی مثلاً ایک شخص ہر روز دن مین قریب دوپہر کے سوتا ہی اور عصر تک سوتا رہتا
ہی اب اسکو ملامت کی گئی یا خود بیدار ہوا کہ ہر روز ظہر کی نماز اسطرح ترک کرنا خراب حالت ہی پس اسنے ترک کیا تو بیمار ہوگیا لہذا اگر طبیب صالح
دیکھے کہ بیمار یکایک زیادہ ضعف غالب ہی تو تاخیر بوقت اخیر تک مباح ہوسکتا ہی بشرطیکہ ہر روز آہستہ آہستہ کمی کرے تاکہ بالکل دور ہوجاوے اسیطرح
حاشیہ رد المحتار کے مقدمہ مین شیخ ابن عابدینؒ نے افیون کے مسئلہ مین شیخ ابن حجر سے نقل کیا کہ جسکو یہ عادت ہو یعنی افیون کھاتا ہو اور
اسنے توبہ کی تو اگر یکایک چھوڑنے مین خطرہ ہو تو آہستہ آہستہ ترک کرے اور جب تک ترک نیت پر مستقیم ہی تو امید ہی کہ انشاء اللہ تعالیٰ گناہگار
نہوگا واللہ تعالیٰ اعلم یہ حکم اس بنیاد پر ظاہر ہی کہ افیون کی عادت اسکی طبیعت ثانیہ ہوگئی ہی جب یہ بیان ذہن نشین ہوا تو رجوع کرنا چاہیئے کہ منافقین
مذکورین جنکی عمر دراز ہوچکی تھی حتی کہ انکے لڑکے جوان موجود تھے انھون نے مدت دراز تک کفر و شرک کی قبیح ملت پر عمل کیا تھا اور اسکی سیاہی
و گندگی و نجاست انکی اصلی فطرت پر سیاہ دھوین کی طرح چھائی ہوا و رمدت دراز مین اسقدر مستحکم ہوگئی کہ اس لوہے کی چادر کے نیچے سے
اصلی فطرت کا نور کبھی کبھی چھلنی کے سوراخ کی طرح کچھ کچھ نظر آتا تھا جس سے حق کی جانب رجوع ہونا چاہتے تھے پھر گھٹا آجاتی تھی تو رک جاتے تھے
جیسے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین مثل بیان فرمائی کہ اندھیری رات مین گھٹا چھائی ہو اور رعد و برق سے دل ہلا جاتا ہی کبھی روشنی کی چمک دیکھ
قدم بڑھاتا ہی پھر اندھیرا چھا جاتا ہی تو ٹھٹھک جاتا ہی اور اس تاریکی کا عادی کانون مین انگلیان دے لیتا ہی گویا اس طبیعت کدورت کا
سخت ناگوار ہونے سے اسکے باقی رہنے کا اہتمام کرتا ہی تو یہ سادے سیدھے کافر سے زیادہ بدتر ہی کیونکہ وہ تو خواہ مخواہ ہٹ نہین کرتا
حق کا نور دیکھ پاوے تو راہ راست پر آجاوے اگر دل کی مہر ٹوٹ جاوے اور یہان تعجب مزید یہ ہی کہ منافقین مین نور و ظلمت کا امتیاز باقی نہین
بلکہ برعکس ہوگیا کہ وہ نور کو چھوڑ کر منھ موڑ کر ظلمت و اسکی نجاست و کدورت کو زیادہ پسند کرتا ہی اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قاتلھم اللہ انی
یوفکون یعنی یہ کمبخت کہان نور چھوڑ کر اندھیرے مین جاتے ہین اور حق چھوڑ کر باطل مین ٹھوکر کھاتے ہین اور روایت ہی کہ بعض حکمانے
ایک خوبصورت نوجوان دیکھکر زعم کیا کہ اسمین ذہن اور ذکاوت ضرور ہوگی لیکن اسکے گمان کے خلاف نکلا تب حکیم نے کہا کہ یہ گھر خوبصورت
ہوتا اگر اسمین رہنے والا بھی خوب ہوتا مترجم کہتا ہی کہ حکیم نے اشارہ کیا کہ مکان کی خوبصورتی جبھی ہوتی ہی کہ مکین یعنے رہنے والا خوب ہو ورنہ
در و دیوار بیکار ہین اگر ایک مکان نفیس مین موچی چمار بنا دے تو نہایت نازیبا نظر آوے سے یوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب + یہی حال
منافقون مین تھا کہ اجسام نرم نازک تھے اور افعال قبیح و نفس خبیث قولہ تعالیٰ کانہم خشب مسندہ اس سے ظاہر ہی کہ لکڑیون کی طرح اجرام خالی
مے روح تھے جنمین نہ نفع نہ پھل جیسے سوکھی لکڑیان دیوار کی ٹیک سے رکھی جاتی ہین اور قوت نامیہ زائل ہوتی ہی منافقین نے بھی حقیقت حیات
کی استعداد اور قابلیت ضائع کردی تھی قولہ یحسبون کل صیحۃ علیہم یہ انکی نامردی کا بیان ہی اسلیئے کہ شجاعت جبھی ہوتی ہی کہ یقین حاصل ہو اور
یقین جبھی ہوتا ہی کہ نور فطرت و صفاے قلب حاصل ہو حالانکہ وہ لوگ نفس کی تاریکیون مین محجوب تھے اور اہل شک و شبہہ کی طرح لذات

Marfat.com

وشہوات مین منہمک تھے اسیواسطے اُنپر نامردی چھائی ہوئی تھی مترجم کہتا ہی کہ جب اُنکے اخلاق مین ردی ہوتا اور بزدلی وغیرہا مذموم کا
سے بھی زیادہ تھی تو جو ضدیت کفر و اسلام مین ہوتی ہی اس سے بھی بڑھکر نفاق و اسلام مین ضدیت ہوگئی اسلیئے انکو کامل دشمن فرمایا قولہ لولا
اسلیئے کہ استغفار سے ظلمت دور ہوکر انسانی کمالات کا نور حاصل ہوتا اور یہ لوگ اسکی ضد اور دشمن تھے کیونکہ ذاتی صورت انسے مسخ
ہوگئی تھی اور نجس جانور کی طبیعت اُنپر غالب تھی لہذا کمالات و نور کی طرف انکو رغبت نہ تھی بلکہ دشمنی بدرجۂ کمال پہونچی تھی کہ دوسرون کو اپنے
خبث کی طرف مائل کرتے لقولہ تعالے یصدون عن سبیل اللہ۔ اور خود نہایت نفرت سے بھاگتے تھے قال تعالے رأیتہم یصدون الخ کیونکہ
انکی نجس طبیعت ہمیشہ پستی اور لعنت دنیا کی طرف مائل ہوتی تھی تو عالم اعلی و معالی آخرت سے نفرت کرکے بھاگتے۔ وہم مستکبرون درحالیکہ یہ لوگ
اس سے تکبر کرتے تھے کیونکہ شیطان اُنپر محیط تھا اور قوت وہمیہ غالب تھی اور خودی مین مستغرق اور محض بدی کا پتلہ تھے قولہ کن یغفر اللہ لکم
اسلیئے کہ جب انکی نجس طینت کا حال معلوم ہوچکا اور خود انمین دنیاے ملعونہ کی استعداد تھی اور اسیکو چاہتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طفیل سے جو نور حاصل ہوتا وہ خود بخود انمین نہین سکتا تھا لہذا اللہ تعالی نے آگاہ فرمایا کہ وہ عالم الغیب ہی انکی حالت کو خوب جانتا
ہی وہ انمین یہ نور نہین ڈالیگا اور یہ لوگ اپنی حالت سے تو یہ نہین کرینگے (اکبر) قولہ لقولون لاتنفقوا علی من الآیہ اللہ تعالی نے منافقون کا حال
ظاہر فرمایا کہ جہالت سے یہ لوگ بخیل و حریص ہین اور اہل دین کی نصرت اور اپنی ذلت بخل سے مغرور ہین واسطی نے کہا کہ اسباب دو قسم
کے ہوتے ہین دنیاوی و اخروی پس جسنے دنیاوی اسباب پر نظر جمائی وہ اللہ تعالی کی وحدانیت و معرفت سمجھنے سے جاہل ہوجاتا ہی یعنی کافر و
منافق ہوجاتا ہی اور جسنے آخرت کے اسباب پر نظر جمائی وہ معارف توحید سے محروم ہوجاتا ہی وقد قال تعالی وللہ خزائن السموات والارض
شیخ جنید سے منقول ہی کہ آسمانی خزائن تو غیب ہین اور زمین کے خزائن قلب ہین اور غیب سے قلب مین آتا ہی اور قلب سے غیب مین واپس جاتا ہی
(عرائس) اور شیخ ابن العربی نے لکھا کہ منافقون نے زعم کیا کہ انکی طرف سے انفاق ہوتا ہی یہ جہالت نفاق کا اثر ہی کیونکہ یہ لوگ
اپنے صفات قبیحہ مین ایسے منہمک تھے کہ اللہ تعالی کی صفات کو نہین پہچانتے تھے اور اپنے قبیح افعال مین منہمک ہوکر فعل الٰہی عزوجل
نہین دیکھتے تھے کیون کہ مثلاً کھیتی و درخت و ابر و باران وغیرہ پیدا کرنا اللہ تعالی کی قدرت کا فعل ہے اور عوام اسکو کسی قدر آسانی
سے سمجھ لیتے ہین لیکن جیسے اللہ تعالی نے زمین پر زبان رحمت و تخم سے دانہ نکالا اور ان چیزون کے حجاب مین فعل الٰہی موجود ہی اسیطرح ہر ایک
صنعت و حرفت انسانی آلات و اوزار و اسباب کے پردے مین موجود ہی اور دونون مین کچھ فرق نہین ہی پس نفقہ دنیا فعل الٰہی ہی وہی رزق
ہی خواہ ظاہری اسباب اسطرح ہون کہ زمین و درخت سے زید کو نفقہ پہونچے یا بجاے اسکے انسانی ہاتھ سے پہونچے اور اللہ تعالے نے
صریح فرمایا خلق لکم ما فی الارض جمیعًا۔ یہان (جمیعًا) تاکید ہی جس سے معنی مجازی کا احتمال قطع کردیا گیا تو جو کچھ دنیا مین موجود ہی سب اللہ تعالے
نے پیدا کیا خواہ زمین سے اُگایا ہو یا انسانی ہاتھون و اُسکے جسمانی اسباب سے نکالا ہو دونون مین فرق کرنا احمق کافر و منافق کا کام ہی جسکو دین مین
سمجھ نہین ہوتی ہی قال تعالے للہ خزائن السموات والارض الآیہ سب آسمان و زمین کے اشیاء اللہ تعالی کے خزائن ہین جسکو جسطرح چاہتا ہے
رزق دیتا ہی لیکن منافقون کو سمجھ نہین ہی اسیطرح صفات الٰہیہ سے بھی محجوب ہین اسیوجہ سے انھون نے اپنے واسطے عزت کا دعوی کیا
بقولہ تعالی لیخرجن الاعز منہا الاذل مترجم کہتا ہی بلکہ اسی آیت مین منافقون کے دونون دعوئے جہالت ظاہر کردیے گئے اذل تو اپنے
نفس خبیث کے واسطے عزت کا دعوے کیا دوم نکال دینے کا فعل اپنی قدرت مین قرار دیا دونون باطل خیال ہین انکو یہ معلوم
نہ ہوا کہ عزت و قدرت و قوت سب انوار ذات باری تعالی اور لازمات عزت قدم ہین اور جسقدر بندے کو جناب عزت سے قرب و فنا ہوا اسیقدر اسمیں
آثار قدس ظاہر ہونگے پھر یہ بات معلوم ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کسیکو قرب حاصل نہین ہی پھر آپ کے اصحاب مومنین درجہ
بدرجہ ہین تو معلوم ہوا کہ عزت و قوت وغیرہ انوار قدس کا مظہر کمال سب سے کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین پھر بندگان مومنین ہین ولیکن

منافقین اپنی نجس کدورات مین بے انتہا دور پڑے ہین تو انکو یہ سمجھ کہان سے حاصل ہوتی اور اللہ تعالیٰ نے منافقین پر اسکو ظاہر کردیا چنانچہ اس کلام کا کہنے والا ابن ابی بن اسلول منافق تھا کہ جب ہم مدینے مین داخل ہونگے تو ہملوگ عزت والے ہین وہان سے ذلیل لوگون کو نکال دینگے پس اللہ تعالیٰ نے اسی منافق کے بیٹے کو جو مومن صادق تھا اسپر مسلط کیا اور وہ مدینے کے دروازے پر تلوار نکالکر کھڑا ہوگیا اور اُسنے منافق مذکور کو روکا اور کہا کہ خبردار قدم آگے نہ بڑھانا کیونکہ تو نہایت ذلیل ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عزیز ہین جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دین تب تک تو مدینے سے خارج رہیگا اور واللہ اگر تو نے جنبش کی کہ مدینے مین قدم رکھے تو اس تلوار سے تیری گردن مار دونگا یہ حالت دیکھکر یہ منافق متحیر رہگیا اور اسکے بیٹے نے یہ بھی فرمایا کہ واللہ تو مدینے مین داخل نہین ہوسکتا جب تک یہ اقرار نہ کرے کہ کمال عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کو حاصل ہی اور مین نہایت ذلیل ہون چنانچہ لاچار ہوکر اسنے یہ اقرار کیا اور برابر قید رہا یہانتک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپنے اسکو رہائی دلوائی منافق مذکور اسکے بعد چند روز غم وغصہ سے زندہ رہا آخر بیمار ہوکر مرگیا قولہ لاتلھکم اموالکم الآیہ یعنی اگر تم لوگ ایمان کے معاملے مین سچے ہو تو یاد الٰہی سے تمکو مال واولاد وغیرہ کوئی چیز مانع نہو اسلیے کہ مقتضائے ایمان یہ ہی کہ آل ومال واولاد وغیرہ سب پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہو اور ایسی حالت مین برعکس ہونا ممکن نہین ہی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پر مال واولاد وغیرہ کی محبت غالب ہو کیونکہ اگر برعکس ہو تو ایمان نہوگا بلکہ یہ چیزین حجاب ہونگی اور آخر کار جہنم مین جاؤگے اور بے انتہا خسارت اٹھاؤگے اسلیے کہ یہ سب چیزین فانی ہین اور جب ایمان صحیح ہی تو صحت وہوش وحواس مین مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ مین خیرات کردو تاکہ اسکا ثواب شامل حال ہو اور حالت صحت اسلیئے شرط ہی کہ ہر ایک چیز سے الگ ہونا سوائے اللہ تعالےٰ کے اسی حالت مین معتبر ہی اور اگر اسنے موت کے وقت ایسا کیا تو خواہ مخواہ وہ جدا ہونیوالا ہی بلکہ اسوقت یہ مال اسکا نہین بلکہ وارث کا مال ہی جو اللہ تعالیٰ نے اسکو عطا کیا ہی چنانچہ قولہ تعالیٰ یوصیکم اللہ فی اولادکم الآیہ مین منصوص ہی کہ خود اللہ تعالیٰ نے میراث دیدی حتی کہ اگر وہ شخص مرنے کے وقت کسی غیر کو دیدے یا تحریر لکھدے تو سب باطل ہی مترجم کہتا ہی کہ اس ملک مین بہت سے جاہلون نے منافقون کی جبلت اختیار کی کہ لڑکیونکو حصہ نہین دیتے ہین اگر کہا جاوے تو کہتے ہین کہ ہمارے خاندان مین یہ دستور عام چلا آتا ہی کہ لڑکیونکو حصہ نہ دیا جائے نہین جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مقرر فرمایا ہے وہ ترکہ مین اسکے حق کا خود بخود مقرر ہوگیا حتی کہ اگر تقسیم کے وقت ظالم اسکو نہ دے تو غاصب ہوگا اور قیامت کے روز دلایا جائیگا فافہم اور جسوقت سے اثار موت کے آثار ظاہر ہوئے یعنی گمان غالب ہوا کہ یہ زندہ نہین رہسکتا ہی یا بیماری مین مرگیا تو معلوم ہوگیا کہ یہ بیماری ایسی تھی کہ جسکے ساتھ موت مقدر تھی اگرچہ پہلے معلوم نہوا ہو تو جو کچھ اُسنے ایسی حالت مین خرچ کیا وہ موت کی حالت مین خرچ کرنیوالا ہوا اسکا اعتبار نہوگا بلکہ حاکم شرع اسکو عدل مین واپس کریگا کیونکہ اس مال سے وارثون کا حق متعلق ہوگیا ہی صرف ایک تہائی البتہ روا ہی لیکن اس سے جو مقصود تھا کہ مال کی محبت سے نفس جدا ہو وہ حاصل نہوا تو اسکے واسطے حسرت وندامت کے سوائے کچھ نہ نکلا اور رہا یہ کہ اسوقت تمنا کریگا کہ اے مجھے تھوڑی تاخیر کیون نہ ملی تو یہ بھی اسکی جہالت ہی اسلیے کہ مقتضائے ایمان یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وقت مقدر فرمایا ہی وہ ٹل نہین سکتا اور اسکے علاوہ دوسری جہالت یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ اسکے ظاہر وباطن سب کو جانتا ہی تو تاخیر سے بھی کیا فائدہ ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم ہی کہ یہ مال جو اسوقت اسنے خرچ کیا کچھ اللہ تعالیٰ کی محبت اور سخاوت سے نہ تھا بلکہ گویا بخل کی وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ اسوقت یہ مال اسی طریقے سے اپنے ساتھ لیجاوے (انتہی مترجما من الشیخ ابن العربی)

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً

یہ سورہ مبارک اکثر علما کے قول مین مدنیہ ہی یعنے بعد ہجرت کے نازل ہوا ہی اور **ضحاک** رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور **ابن السائب کلبی** رح نے کہا کہ مکیہ بھی ہی اور مدنیہ بھی ہی اس قول سے شاید مراد یہ ہی جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہی کہ تغابن مکے مین نازل ہوا تھا سوائے اُسکے آخر کی چند آیات کے جو مدینے مین اُسوقت نازل ہوئین جب عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی آل و اولاد کی جور و جفا کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ یا ایہا الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم آخر تک اور ابن عباس رض و ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہی کہ یہ سورہ مدنیہ ہی **مترجم** کہتا ہی کہ شاید انکی اصطلاح مین مدنیہ ایسے سورہ کو کہتے ہین جو ہجرت کرنے کے بعد پورا نازل ہوا ہو یا پہلے نازل ہوا ہو اب پورا ہوا ہو واللہ تعالیٰ اعلم اور اس سورہ مین اٹھارہ آیات ہین اور اس شمار مین کسی کو اختلاف نہین ہی اور دو سو اکتالیس کلمات اور اکہزار شش حروف ہین (السراج) اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جو کوئی بچہ پیدا ہوتا ہی اُسکے سر کی ہڈیون کی تشبیک مین سورۂ تغابن کے اول سے پانچ آیات لکھی ہوئی ہوتی ہین اسکو بخاری نے اپنی تاریخ مین روایت کیا اور شاید عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ مضمون نصرانیون کی کتابون سے لیا ہو کیونکہ جنگ یرموک کی فتح مین انھون نے دو اونٹون کا بوجھ کتابین پائین اور تقسیم مین انکو اپنے حصہ مین قبول کیا اور ان کتابون مین سے اکثر باتین لیکر بیان کین پس شاید اُن کتابون مین یہ مضمون مذکور ہوا اور اس مضمون کو انھون نے اس سورہ کی پانچ آیات مین پایا لہذا یہ قول بیان فرمایا **مترجم** کہتا ہی کہ یہ جو اُسوقت بیان کرنیکی حاجت ہو جب صحیح اسناد سے یعنے ثقہ راویون سے یہ قول حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ثبوت ہو حالانکہ اسناد صحیح نہین ہی اور بعض راویون نے اسکو مرفوع روایت کیا یعنے کہا کہ عبد اللہ بن عمرو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو روایت کیا جیسا کہ کتاب ضعفا ابن حبان مین اور ابن عساکر کی تاریخ مین اور ابن مردویہ کی تفسیر مین مذکور ہی اور **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ یہ صحیح نہین بلکہ غریب منکر ہی واللہ تعالیٰ اعلم **مترجم** کہتا ہی کہ اگر عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ قول ثبوت ہو تو بھی میرے نزدیک اسکے معنی یہ ہونگے کہ ہر مخلوق کی پیشانی پر چار باتین لکھی ہوتی ہین ایک یہ کہ مومن ہی یا کافر دوم اسکا رزق کیونکر ہی سوم اسکا عمل کیا ہوگا چہارم اسکی دنیاوی زندگی کی مدت کسقدر ہی اور شاید پانچوین بات یہ بھی ہو کہ یہ جنتی ہی یا دوزخی ہی اگرچہ اسکے اعمال سے یہ بات ظاہر ہی پس حاصل یہ کہ جو باتین ان آیات سے ثابت ہین وہ ہر مولود کے واسطے لکھ دیجاتی ہین جیسا کہ صحیحین کی حدیث سے ثابت ہی یہ مراد نہین ہی کہ خاص کر یہ آیات لکھی ہوتی ہین واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

شروع اللہ کے نام سے کہ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

پاکی بولتا ہی اللہ کی جو کچھ ہی آسمانون مین اور زمین مین اُسی کا راج ہی اور اُسکو تعریف ہی

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ

اور وہ ہر چیز پر کر سکتا ہی وہی ہی جسنے تمکو بنایا پھر کوئی تم مین منکر ہی اور کوئی تم مین مومن

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ

اور اللہ جو کرتے ہو دیکھتا ہی بنائے آسمان اور زمین تدبیر سے اور صورت کینی تمھاری

فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ

پھر اچھی بنائی تمھاری صورت اور اُسی کی طرف پھر جانا ہی جو کچھ ہی آسمانون مین اور زمین مین اور جانتا ہی

مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

جو چھپاتے ہو　اور جو کھولتے ہو　اور اللہ کو معلوم ہی　جیون کی بات

مسبحات مین سے یہ آخری سورہ ہی (ابن کثیر) بِسْمِ اللّٰهِ شروع ہی اللہ تعالے کے نام سے ف جسکا کوئی مثل نہین اور نکوئی ہمسر اور نہ جوڑ ہی اَلرَّحْمٰنِ نہایت مہربانی والا ف جسکے عام احسان سے ہر انس وجان اور ہر مخلوق پر فضل امتنان ہی کسی نیکو کار یا بدکار کی تخصیص نہین ہی اَلرَّحِيْمِ نہایت رحمت والا ہی ف جو اُسنے آخرت مین خاص مومنون کے لیے رکھی ہی اور دنیا مین تنوین سے ایک جزو کی قدر نازل فرمائی جس سے تمام مخلوقات بیشمار باہم ایک دوسرے پر ترحم کرتے ہین (معالم) يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اللہ تعالے کے واسطے تسبیح کرتی ہی جو چیز آسمانون مین ہی اور جو چیز زمین مین ہی ف یعنے آسمان مع اپنی مخلوقات کے خواہ وہ ذیعقل ہو یا بیعقل ہو اسیطرح زمین مع اپنی مخلوقات عاقلہ وغیر عاقلہ کے سب اللہ تعالے کی تسبیح کرتی ہین لیکن ہر ایک کی تسبیح اسکی استعداد کے لائق ہی اور سابق مین اسکا بیان مفصل گزر چکا ہی اور کلمۂ مَا اگر عاقل اور غیر عاقل دونون کے واسطے مشترک ہو جیسے ایک جماعت اہل لغت کا قول ہی تو یہان سب کو شامل ہی اور اگر فقط غیر عاقل کے واسطے ہو جیسے جماعت دیگر کا قول ہی تو یہان مَنْ نہین بلکہ مَا فرمایا کیون کہ عاقل سے غیر عاقل زیادہ ہین یہ **شیخ جلال محلی** نے بیان کیا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ دوسرا فائدہ یہ بھی ہی کہ اگر مَنْ ہوتا تو فقط جن وانس وملائکہ کو شامل ہوتا اور انکا تسبیح کرنا عام لوگ سمجھ سکتے ہین پس انکو یہ معلوم نہوتا کہ غیر عاقل چیزین بھی تسبیح کرتی ہین بخلاف کلمۂ مَا کے جو غیر عاقل کے واسطے ہی تو جب یہ معلوم ہوا کہ غیر عاقل چیزین تسبیح کرتی ہین تو بدرجۂ اولی یہ معلوم ہوگیا کہ عاقل ضرور تسبیح کرتے ہین اگر کہا جاوے کہ کفار جن و انس کہان تسبیح کرتے ہین **جواب** یہ کہ انسے بھی تسبیح قہری بطریق مظہر غضبی ثابت ہی اور اسکو مترجم نے سابق مین بہت توضیح سے بیان کر دیا ہی اور آیندہ انشاء اللہ تعالی اشارات مین فی الجملہ اشارہ آویگا اگر کہا جاوے کہ قولہ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مین کلمۂ مَا مکرر فرمانے مین کیا حکمت ہی حالانکہ بعلیم مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مین مکرر نہین ہی **جواب** یہ کہ آسمان کی چیزین اور زمین کی چیزین دونون جدا جدا طریقے سے تسبیح کرتی ہین بلکہ زمین کی متعدد مخلوقات مختلف زبانون مین تسبیح کرتی ہین لہذا یہان مکرر فرمایا اور قولہ يَعْلَمُ مین علم الٰہی کا ذکر ہی جو آسمانی چیزونکو اور زمینی چیزونکو یکسان شامل ہی لہذا مکرر فرمانے کی حاجت نہین ہی لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اُسی کی بادشاہت ہی اور اسی کے واسطے حمد ہی اور وہی ہر چیز پر قادر ہی ف شاید یہ مخلوقات آسمان وزمین کی تسبیح کا بیان ہو یعنے یہ مخلوقات اپنے رب عزوجل کی تسبیح ان اوصاف سے بیان کرتی ہین اور شاید یہ اللہ تعالی نے اپنی شان عظمت وکبریائی سے بندونکو آگاہ فرمایا تاکہ کافرون ومشرکون کی طرح ناقص تسبیح سے پرہیز کرین حالانکہ مشرک کی تسبیح اسکے نفس کے واسطے ناقص ہی اور اللہ تعالی کی شان مین ہر تسبیح کامل ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ حق تعالی کے لائق وہی تسبیح ہی جو قدیم اور بروجہ کمال ہو اور ایسی تسبیح مخلوق کی طرف سے محال ہی بلکہ وہی تسبیح ہی جو حقتعالی نے اپنی ذات پاک کے واسطے خود بیان فرمائی ہی اگر کہا جاوے کہ لَهُ الْمُلْكُ مین فقط اللہ تعالی ہی کے واسطے بادشاہت مخصوص ہی حالانکہ دنیا مین بھی لوگون کے خیال مین بادشاہ ہوتے ہین جواب یہ ہی کہ حقیقت مین اللہ تعالی ہی کی بادشاہت ہی کیونکہ وہی سبکا پیدا کرنیوالا ہی اور اسیکی حفاظت مین ہر چیز قائم ہی رہی دوسرونکی بادشاہت تو یہ اُسکی طرف سے مسلط کرنے اور خلیفہ بنانے کے طور پر ہی (مس ف مترجم کہتا ہی کہ یہ عوام الناس کے خیالات کے موافق ہی جنکے تصور مین ہر آدمی خود مختار اور بادشاہ خود قادر مختار جما ہوا ہی اور ایسے عوام معنی ایمان سے منافقون کی طرح غافل ہوتے ہین پس صریح معنی یہ بیان کرنا چاہیئے کہ تمام مخلوقات کا پیدا کرنیوالا اور انکی صنعت وحرفت واقوال وافعال سب کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالے ہی اور وہی جسطرح چاہتا ہی اپنی مخلوقات مین تصرف فرماتا ہی اور اسکی مشیت کے

Marfat.com

خلاف ہو ہی نہین ہوسکتا کیونکہ جب اُسکے سوائے کوئی پیدا کرنیوالا نہین ہی تو خلاف پیدا نہین ہوسکتا ہی پس تمام مخلوقات مین وہی اپنی مشیت کے موافق ہر طرح قاہر اور قادر تصرف فرمانیوالا ہی اور جسطرح وہ چاہتا ہی اسیطرح ہر مخلوق خواہ بادشاہ ہو یا رعیت ہو سر جھکائے چلتی ہی ایک ذرہ بھی کہ مشیت سے باہر نہین ہوسکتی ہی پس یہی معنے بادشاہت کے ہین اور مخلوقات مین جن لوگون کو بادشاہ سمجھا جاتا ہی یہ تمھارا بنایا ہوا لفظ ہی اور حقیقت مین بادشاہت نہین ہی تو معلوم ہوا کہ بادشاہت فقط اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہی اسیطرح اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو اُنکی ذات سے لیکر ہر طرح کی نعمتین چھوٹی و بڑی عطا فرمائین اگر مخلوق مین ایک جان نہو تو تمام جہان ہیچ ہی پس جمیع حمد خالص اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہی اور دنیا مین جسکی ذات سے کوئی نیک کام ہوا یا کسی کو دوسرے کی طرف سے کوئی دولت پہونچی تو درحقیقت اس کام کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی پس مخلوق کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی حمد کرے جسنے اُسکے ہاتھ سے یہ نیکی پیدا فرمائی ہی اور جس مخلوق کی طرف سے اُسکو کچھ ملا یہ اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا پس اللہ تعالیٰ ہی کی حمد کرے لیکن یہ دیکھے کہ مجھپر یہ احسان اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق کے ذریعہ سے فرمایا تو اُسکا بھی شکر گزار ہونا چاہیے اسیواسطے حدیث مین فرمایا کہ جو کوئی آدمیون کا شکر نہین کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر نہین کرتا (السنن) اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو بدون کسی سبب اور واسطہ کے ہر شخص کے ہاتھ مین نعمت پیدا کردے کیونکہ اسمین سب قدرت ہی کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ وہ نہین ہوسکتی ولیکن اللہ تعالیٰ نے یہ طریقہ نہین رکھا بلکہ مومن اور کافر کو جدا کرنے کے واسطے اسباب کا طریقہ حکمت رکھا تاکہ کافر اپنے حواس سے فقط ظاہری اسباب تک پہونچکر آگے قوت نہ پاوے اور مومن اپنے نور عقل سے ان اسباب سے تجاوز کرکے صنع الٰہی عزوجل تک پہونچ جاوے **هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ** - وہی پاک عزوجل ہی جسنے تمکو پیدا کیا تو بعضے تم مین سے کافر ہین اور بعضے مومن ہین اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتا ہی جو تم کرتے ہو ف یعنی جس رب عزوجل کے واسطے آسمان اور زمین تسبیح کرتے ہین اور اُسی کی بادشاہت ہی اُسی نے تمکو پیدا کیا پھر پیدا ہونے کے بعد اب تم دو طرح کے ہوگئے بعض نے اُسکی الوہیت سے انکار کیا یا شرک کیا اور دنیا کو اختیار کیا تو اُنکی کمائی کے موافق اللہ تعالےٰ نے ان مین کفر پیدا کیا اور بعضے اسکی الوہیت پر قائم رہے تو وہ مومن ہین اگر کہا جاوے کہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ مین کافر یا مومن ہوتا ہی جیسا حدیث صحیح مین مذکور ہوا جواب یہ ہی کہ ہان ولیکن اسکے یہ معنی نہین ہین کہ اللہ تعالیٰ اپنی قہاری سے اُسکو کافر یا مومن ہونے پر مجبور فرماتا ہی بلکہ اسکے یہ معنے ہین کہ اللہ عزوجل ہر مخلوق کے ظاہر و باطن و ذرہ ذرہ کو خوب جانتا ہی کیونکہ اسی نے اسکی ذات کو پیدا فرمایا تو وہ خوب جانتا ہی کہ یہ دنیا اور کفر اختیار کریگا یا آخرت اور ایمان اختیار کریگا پس اپنے علم ازل کے موافق مقدر فرماتا ہی اور بالکل وہی واقع ہوتا ہی اسیواسطے اس آیت مین دو طرح تفسیر کیگئی اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگونکو پیدا کیا کہ بعضے تم مین سے کافر اور بعضے مومن ہین یعنے اُسنے دو طرح پر مخلوق کو پیدا کیا بعض کو کافر اور بعض کو مومن پیدا کیا اس قول کے معنے یہ ہین کہ اپنے علم سے دو طرح پیدا کیا یعنے اُسکا علم ازلی قدیم ہی اور وہ تمام مخلوقات کو محیط ہی واللہ بما تعملون بصیر جو کچھ تم کروگے اسکو خوب جاننے والا ہی تو اُسی علم کے موافق اُسنے پہلے سے حکم دیدیا کہ یہ لوگ کافر بنینگے اور یہ دوسرے بندے مومن رہینگے دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو پیدا کیا یعنے فطرت پر پیدا جیسے حدیث مین آیا ہی کہ ہر بندہ فطرت پر پیدا ہوتا ہی پھر اُسکے ان باپ اُسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی کرتے ہین (الصحاح) پس اللہ تعالےٰ نے اُنکو صاف لوح فطرت پر پیدا فرمایا پھر جسنے بالغ ہوکر مختلف دو طریقے اختیار کیئے بعض نے اپنی لوح فطرت پر نقش شرک و کفر کندہ کیا یعنے اسکو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ٹھپہ اُس لوح پر پیدا کردیا اور اسکے لوازم دیدیے یعنے قلب پر مہر کردی کہ نور روحانی طلوع نہین ہوتا اسلیئے کہ کفر و شرک محض اندھیرا اور گندہ ہی تو اسکے ساتھ مین نور و طہارت جمع نہین ہوسکتی اسیطرح دنیا کی محبت اُسکے دل مین رچائی کیونکہ اُسنے دنیا اختیار کی تو اسکو پورا حصہ ملنا چاہیئے اور اگر یہ لوگ اپنی خباثت مین ظالم نہوتے تو دنیا مین انکے حصے مین سونے چاندی کے گھر دیدیے جاتے ولیکن اسواسطے نہین دیے گئے کہ یہ لوگ اپنی خباثت سے مومنون پر ظلم کرتے علی ہذا القیاس مقتضائے حکمت کے موافق اُسکے کفر کے

Marfat.com

اسلئے کفر کے لائق ہین وہ بھی پیدا کردین اور دوسرے گروہ نے اپنی لوح فطرت پر نقش توحید لیا پس اللہ تعالیٰ نے نور معرفت کھول دیا کہ وہ عقل سے اپنے رب عزوجل کی وحدانیت وشان معرفت اچھی طرح پہچانتا ہی اور دنیا کی چیزون مین اُسکا دل نہین لگتا بلکہ آخرت چاہتا ہی بلکہ بعضے ایسے عالی ہمت بندے ہوتے ہین کہ وہ آخرت وجنت سے بھی دل نہین لگاتے بلکہ جنت کو اسواسطے چاہتے ہین کہ وہان دیدار رب عزوجل حاصل ہوگا ولہ الحمد والمنۃ **شیخ حسین بن الفضل** نے دوسرے معنے پسند کیئے اور کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ انکو کافر ہونا پیدا کرتا تو اُنکے فعل کی نسبت نہ فرماتا یعنے بعض تم مین سے کفر کرنیوالا ہی اور بعض ایمان لانیوالا ہی بلکہ یون فرماتا کہ بعض کا فر بنایا گیا ہی اور بعض مومن بنایا گیا لہذا معلوم ہوا کہ دوسری تفسیر اچھی ہی اور انکی حجت حدیث مذکور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل مولود یولد علی الفطرۃ الخ یعنے ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہی پھر اسکے ماں باپ اسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی کر لیتے ہین **خطیب** نے اس مقام پر اچھی تفصیل وتوضیح بیان کی ہی جسکا ترجمہ یہ ہی کہ قولہ تعالیٰ ہو الذی خلقکم فقط اسی رب عزوجل نے بدون کسی کی شرکت کے تمکو ایجاد کیا جیسے تم موجود ہو فمنکم کافر پس اسکے پیدا کرنے اور مقدر کرنے سے یہ ہوا کہ بعض تمھارے کافر ہین یعنے کفر کی صفت مین ڈوبے ہوے ہین ومنکم مومن۔ اور بعض تم مین سے مومن ہین یعنے ازلی حکم الٰہی مین صفت ایمان مین مضبوط ہین ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو مومن وکافر پیدا کیا اور قیامت مین دوبارہ انکو مومن وکافر اُٹھاویگا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو خطبہ سُنایا اور یہ ظہر کے بعد سے شروع کیا پس جو کچھ ہونے والا ہی اسمین سے بہت سی باتین بیان فرمائین اور فرمایا کہ لوگون کی پیدائش (خواہ جن ہون یا انسان ہون) چند قسم پر ہوتی ہی ایک قسم یہ کہ مومن پیدا ہوتا ہی اور مومن ہی زندگی بسر کرتا ہی اور مومن ہی مرتا ہی دوم قسم یہ کہ کافر پیدا ہوتا ہی اور کافر ہی زندگی بسر کرتا ہی اور کافر ہی مرتا ہی قسم سوم یہ کہ آدمی کافر پیدا ہوتا اور کافر ہی زندگی بسر کرتا ہی اور مومن مرتا ہے **خطیب** نے کہا کہ اسکے مقابل مین چوتھی قسم ظاہر ہی کہ مومن پیدا ہوا اور مومن جیتا رہے اور کافر مرے اسی کے مانند ابن مردویہ نے حدیث ابن مسعود سے روایت کیا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ تیسری قسم وچوتھی قسم کی صورت بظاہر یہ ہو سکتی ہی کہ کافر پیدا ہونے سے مراد یہ ہی کہ کافرون کے نطفہ سے کافر خاندان مین پیدا ہوتا ہی اور انھین مین بڑا ہوکر کفر اختیار کرتا ہی پھر آخر مین اللہ تعالیٰ اسکو ہدایت دیتا ہی تو مومن ہوکر مرتا ہی اسیطرح مومن کے یہان پیدا ہوکر زندگی بسر کرتا ہی اور آخر کافرون مین ملجاتا اور مرجاتا ہی اور یہ سب ظاہری نظر کے اعتبارات ہین اور علم الٰہی کے سے خاتمہ وانجام پر حکم ہی تو دو ہی قسمین ہین۔ م۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible] نے فرعون کو اسکی ماں کے پیٹ مین کافر پیدا کیا تھا اور یحیی بن زکریا علیہما السلام کو اسکی ماں کے پیٹ مین مومن پیدا کیا تھا صحیح بخاری مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی تم مین سے اہل جنت کے کام کرتا رہتا ہی یہانتک کہ اسکے اور جنت کے درمیان فقط ایک ہاتھ یا ایک بالشت رہگیا تھا کہ نوشتۂ تقدیر سبقت کرتا ہی پس وہ دوزخی کا کام کرکے جہنم مین داخل ہوجاتا ہی اور آدمی تم مین سے دوزخیون کے عمل کیا کرتا ہی یہانتک کہ اُسکے اور دوزخ کے درمیان فقط ایک ہاتھ یا ایک بالشت باقی رہجاتا ہی کہ نوشتۂ تقدیر سبقت کرتا ہی پس وہ جنتیون کا کام کرکے جنت مین داخل ہوجاتا ہی صحیح مسلم مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کوئی ایسا ہوتا ہی کہ وہ لوگون کی نظر مین جنتیون کے کام کرتا ہی حالانکہ وہ دوزخی ہی اور کوئی آدمی ایسا ہوتا ہی کہ لوگون کی نظر مین وہ دوزخیون کے کام کرتا ہی حالانکہ وہ جنتی ہی۔ ھ **قرطبی** رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ ہمارے علماے اہل السنۃ فرماتے ہین کہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہر معلوم سے متعلق ہی پس ہر مخلوق ومعلوم کی نسبت جسطرح علم الٰہی متعلق ہوا ہی اور جو کچھ اُسنے چاہا ہی اور جو حکم فرمایا ہی اسیطرح واقع وجاری ہوتا ہی اسمین بال برابر فرق نہین ہوتا ہی پھر اللہ تعالیٰ کسی بندے کے حق مین یہ ارادہ فرماتا ہی کہ ابتدا سے انتہا تک اسلام وایمان پر مستقیم رہے پس یون ہی واقع ہوتا ہی اور کسی کے حق مین اسیطرح کفر کا ارادہ فرماتا ہے

Marfat.com

اور کیسلیے حق مین ایک وقت معلوم تک کفر یا ایمان کا ارادہ فرماتا ہی بعض نے کہا کہ آیت مین اسطرح معنی ہین کہ تم مین سے بعضے کافر ہین اور بعضے مومن اور بعضے فاسق ہین پھر فاسق کا ذکر محذوف ہوا کیونکہ کلام خود اسپر دلالت کرتا ہی اور یہ قول حضرت حسن بصری سے منقول ہی لیکن اس تکلف کی ضرورت نہین ہی اسلیئے کہ درحقیقت دو ہی حدود ہین کفر ہی یا ایمان ہی پس فاسق اگر ایمان کے ساتھ ہی تو مومن فاسق ہی اور اگر کفر کے ساتھ ہی تو کافر فاسق ہی یعنی باوجود انکار خدا اور رسول کے قبیح اعمال کا بھی مرتکب ہی مترجم کہتا ہی کہ کفر و ایمان اصلی اعتقادات ہین اور اعمال اُنکے مقابلے مین بہت خفیف و قلیل ہین مثلاً کفر کی بدی اگر تمام آسمان و زمین کے برابر ہی تو اعمال قبیحہ بمنزلہ ایک قطعۂ زمین کے ہین جیسے بعض علماء نے کہا کہ اگر ایمان کی خوبی بمنزلہ احاطۂ عرش ہی تو فرائض و واجبات بمنزلہ قطعۂ زمین کے ہین پھر خطیب نے لکھا کہ یہ سب تقریر اس بنیاد پر ہی کہ اللہ تعالے نے پیدا کرنے مین بعض کو کافر پیدا کیا اور بعض کو مومن پیدا کیا ہی اور بعض اہل تفسیر نے کہا کہ نہین بلکہ کافر کے معنی کفر کرنیوالا اور مومن کے معنی ایمان لانیوالا تو یہ ہر فریق کا خود فعل ہی جیسے قولہ تعالیٰ واللہ خلق کل دابۃ من ماء فمنھم من یمشی علی بطنہ الآیہ یعنے اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو جو زمین پر چلنے والا ہی پیدا کیا پھر انمین سے بعض اپنے پیٹ کے بل چلتا ہی آخر تک ۔ھ۔ پس اللہ تعالیٰ نے انکو پیدا کر دیا اور پیٹ کے بل چلنا انکا خود فعل ہے اور اسیکو حسین بن الفضل رح نے پسند کیا ہی اور دلیل یہ کہ حدیث کل مولود یولد علی الفطرۃ الخ مین کفر اختیار کرنا کافرون کی طرف منسوب ہی مترجم کہتا ہی کہ قولہ فمنھم من یمشی علی بطنہ الآیہ مین معنی بھی ہو سکتے ہین جو مذکور ہوے اور دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ان اقسام پر پیدا کیا کہ بعض کی رفتار پیٹ کے بل ہی الخ بلکہ یہ معنی زیادہ واضح ہین اسلیئے کہ آیت مین اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ کے عجائبات ظاہر فرمائے ہین تو ہر ایک کی خلقت سے اظہار قدرت جداگانہ ہی اور اگر اول معنی لیئے جاوین تو فقط پیدا کرنا ایک قدرت سے ہی اور باقی ان مخلوقات کے افعال ہین اگرچہ افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی پھر واضح ہو کہ مترجم نے دونون تفسیرون مین ایک ہی نتیجہ پیدا ہونے کی تقریر اوپر بیان کر دی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ کفر و ایمان ہر ایک مخلوق نے اپنی لیاقت پر اختیار کیا اور اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی پسند و اختیار کو پیدا کر دی اور علم الٰہی عزوجل ازل سے محیط ہی کہ یہ مخلوق کفر اختیار کریگی یا ایمان اختیار کریگی پس جسنے اول معنی لیئے اسکی مراد یہ ہی کہ اللہ تعالے نے علم قدیم کے موافق ہر مخلوق کو کافر و مومن پیدا کیا یعنے پیدا کرنے کے بعد اُسکے علم کے موافق اُسنے کفر یا ایمان اختیار کیا اور جسنے دوسرے معنے لیئے وہ بھی اقرار کرتا ہی کہ علم الٰہی مین معلوم تھا کہ یہ مخلوق جسنے کفر اختیار کیا ہی کفر اختیار کریگی پس دونون معنی متحد ہین اور کافر و مومن دونون صفتی لقب بھی ہین فافہم ۔ھ۔ خطیب نے لکھا کہ امام بغوی صاحب معالم نے کہا کہ ہمنے ابن عباس رض سے روایت کی کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خضر نے جس طفل کو قتل کیا تھا وہ کفر کی طبیعت پر پیدا کیا گیا تھا یہ روایت صریح ہی کہ کافر پیدا کرنا قدرت الٰہی ہی اور جب یہ معلوم ہی تو مومن پیدا کرنا بھی ظاہر ہی اور حضرت نوح علیہ السلام کی دعا مین ہی لا یلدوا الا فاجرا کفارا یعنے یہ کفار فاجر کفار ہی جنینگے مترجم کہتا ہی کہ دعاے نوح علیہ السلام مین تو ظاہر یہ کہ دوسری صورت مراد ہے یعنے جب یہ لوگ جم غفیر ہین اور سب کفر پر جمے ہوے ہین تو جو کوئی انکے خاندان مین پیدا ہوگا اسکو اسی کفر پر لیجاوینگے جیسے مثلاً فی الحال ممالک فرنگستان مین ہر طرف ایک حالت ہی تو انکی اولاد بھی اسی اعتقاد پر تعلیم پاوینگی یہ تاویل اسوجہ سے بیان کی گئی کہ علم الٰہی البتہ آیندہ مخلوقات کو محیط ہی فافہم بغوی نے لکھا کہ حضرت انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحم پر ایک فرشتہ مؤکل فرماتا ہی وہ عرض کرتا ہی کہ ای رب نطفہ ہی (یعنی حکم ہوتا ہی کہ مثلاً باقی رہے) ای رب علقہ ہی ای رب مضغہ ہی پھر اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہی کہ اسکی خلقت پوری فرماوے (حمل ساقط نہو) تو فرشتہ عرض کرتا ہی کہ ای رب یہ نر ہوگا یا مادہ ہوگا ای رب یہ شقی ہوگا یا سعید ہوگا پھر اسکا رزق کیا ہی اور دنیاوی زندگی کسقدر ہی (جو کچھ اللہ تعالے فرماتا ہی وہ فرشتہ لکھ لیتا ہی) پس یہ سب اُسکی ماں کے پیٹ مین لکھ لیا جاتا ہی (پھر یہ نوشتہ تہ کر دیا جاتا ہی نہ اسمین کمی ہو نہ زیادتی ہو) الحاصل اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ شقی پیدا کیا جاتا ہی یعنے کافر یا سعید یعنے مومن پیدا

Marfat.com

کیا جاتا ہی ضحاک رح تابعی مفسر سے روایت ہی کہ بعض شخص خفیہ کافر ہوتا ہی اور ظاہر مین مومن بنتا ہی جیسے منافق ہوتا ہی اور بعض ظاہر و باطن مین مومن ہوتا ہی عطا بن ابی رباح تابعی مفسر نے کہا کہ بعض شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہی اور ستارون کی گردش سے منکر ہی اور بعض آدمی ستارون پر ایمان لایا ہی اور اللہ تعالیٰ سے کافر ہی جیسے حدیث مین آیا ہی **قرطبی** رح نے لکھا کہ زجاج رحمہ اللہ تعالےٰ نے اس قول کو سب اقوال مین سے بہتر قرار دیا **مترجم** کہتا ہی کہ یہ حدیث بارش کے بارہ مین ہی عرب نے اسکے واسطے ستارے مقرر کیے تھے جیسے ہندوستان مین کافرون نے کھنڈ مقرر کیے ہین لکھیکو اوترا اور کسیکو ہتھیا کہتے ہین اور عموماً جاہلون مین مشہور ہی کہ اب ہتھیا شروع ہونیوالا ہی وہ خوب برستا ہی اور سب کہ زمانۂ قحط مین یہ سب آتے ہین اور کبھی قطرہ نہین برستا ہی پھر بھی جاہلون کے خیالات بدستور ہین حالانکہ امور دین مین اگر کسی معاملے مین کچھ شبہہ پڑے تو فوراً بداعتقاد و بے ایمان ہوجاتے ہین حتی کہ اس زمانے مین جاہل واعظ روپیہ کمانے کے لیے جبہ و دستار سے آراستہ پھرتے ہین اور بھالت سے ضعیف و موضوع باتین لوگونکو بتلاتے ہین مثلاً اگر کوئی شخص یہ دعا پڑھے یا یہ آیت پڑھے تو اسکو یہ ثواب اور دنیا مین اسکو یہ دولت و ثروت حاصل ہو بعضے عوام سنکر دنیا کے لالچ مین اسکو پڑھتے ہین اور جب کچھ نہین ہوتا تو دین کی طرف سے بداعتقاد ہوجاتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ واعظ خود امیر کبیر ہوجاتا علاوہ اسکے اللہ تعالیٰ نے دنیا آراستہ کرنے اور کافر ہوجانے کی تعلیم نہین دی بلکہ دنیا کو ملعونہ فرمایا ہی تو یہ واعظ کیونکر جھوٹ بولتا ہی اور دین اسلام کا مخالف ہی پس بنائی ہوئی باتین دین مین ملانے سے یہ شبہہ لیکر دین حق سے بے اعتقاد ہوجاتے ہین اور کفر کی باتون کو صریح غلط دیکھ لیتے ہین تب بھی شیطان کے چمکارنے سے رام ہین اور واضح ہو کہ حدیث مین معنی یہ ہین کہ جس شخص نے یہ اعتقاد کیا کہ ستارون کی تاثیر سے یا کھنڈ کی تاثیر سے پانی برستا ہی تو وہ کافر ہی اور صریح غلطی پر ہی اسلیئے کہ قحط مین اسنے صاف دیکھ لیا کہ کچھ بھی اثر نہوا اور اگر اعتقاد ہی کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہی تو پانی برستا ہی ورنہ نہین برستا ہی تو یہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان لایا ہی اور جان لینا چاہیئے کہ اگر کسی شخص نے تجربہ پر خیال کیا مثلاً کہا کہ اللہ تعالےٰ نے رات اور دن و ماہ و سال کو معہود طریقے پر جاری فرمایا ہی اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ جب یہ وقت آتا ہی تو ایسا ظاہر ہوتا ہی بشرطیکہ اللہ تعالےٰ کو منظور ہو تو اس صورت مین یہ شخص فقط اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار و اعتقاد رکھتا ہی صرف تجربہ سے یہ امید رکھتا ہی کہ شاید اللہ تعالیٰ ایسا فرماوے مثلاً سنائے مکی ایک مسہل دوا ہی جو تجربہ سے ظاہر ہوئی ہی یعنے اکثر تجربہ ہوا کہ سنائے مکی پینے یا پھانکنے کے بعد اللہ تعالیٰ اسہال پیدا فرماتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی جبکہ خود سنائے مکی مین کچھ تاثیر خیال نہ کرے اور یہی حال سب ایسی چیزون مین ہی جو تجربہ سے ظاہر ہوئی ہین تنبیہ آج کل واعظ صرف دنیا کمانے کی نیت سے وعظ سناتے ہین الا ماشاء اللہ تعالیٰ اور عوام بھی بخوشی سے انھین کو اپنا پیشوا بنا رہے ہین کیونکہ دونون نفس کی پیروی مین متحد ہین علما کو لازم ہی کہ ایمان ٹھیک کرنے مین کوشش کرین اور اعمال اسکے تابع ہین واللہ سبحانہ تعالےٰ ہو الموفق **امام بغوی و قرطبی** وغیرہ نے لکھا کہ ہمارے ائمہ علما کا مذہب یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے کافر کو پیدا کیا اور اسکا کفر کرنا کافر کا فعل ہی اور اسکی کمائی ہی جو اسنے اپنی پسند سے کمائی ہی (اور فعل کا پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی) اور اللہ تعالےٰ نے مومن کو پیدا کیا اور ایمان اسکا کام و کمائی خود اختیاری ہی اور ہر ایک کی کمائی و پسندیدگی اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور مشیت سے پیدا ہوتی ہی چنانچہ جب مومن کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا تو وہ ایمان کو اختیار کرتا ہی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس سے یہ بات ارادہ فرمائی ہی اور اپنے علم سے جانا کہ یہ شخص یہی اختیار کریگا اور یہی اسپر مقدر فرمایا ہی اور کافر کو جب اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو اُسنے کفر اختیار کیا اور یہی علم الٰہی مین اور اسکی مشیت مین مقدر تھا پس ہر ایک کے حق مین جو کچھ اللہ تعالےٰ نے جانا اور مقدر فرمایا ہی اسمین تغیر و اختلاف نہین ہو سکتا کیونکہ جو مقدر فرمایا اگر اسکے خلاف واقع ہو تو جہل و عاجزی لازم آوے اسلیئے کہ جب خلاف واقع ہوا تو معلوم ہوا کہ جو پہلے علم تھا وہ غلط تھا اسی طرح مشیت کے خلاف واقع ہونا اسوجہ سے کہ وہ عاجز ہی حالانکہ یہ دونون باتین محال و غلط ہین **بغوی** رح نے کہا کہ یہی اہل السنۃ کا طریقہ ہے

Marfat.com

جو کوئی اس راہ کو اختیار کرے وہ جبریہ و قدریہ کی گمراہی سے بچیگا **امام رازی** نے ذکر کیا کہ اگر یہ پوچھا جاوے کہ اللہ تعالیٰ جب اُسنے جانا کہ ان لوگون کو اگر پیدا کریگا تو یہ کفر کرینگے تو انکو پیدا کرنے مین کیا حکمت تھی جواب یہ کہ علم الٰہی کو احاطہ کرنا محال ہی ہمکو یہ کہنا کہ جب اللہ تعالیٰ حکیم ہی تو جو کچھ اُسنے کیا سب عین حکمت ہوگا اور اگر ہمکو کسی چیز کی حکمت معلوم نہو تو ہمارے نہ جاننے سے وہ چیز نہیں نہین ہوسکتی ہی۔ واللہ بما تعملون بصیر یعنی تمکو جس کام کی کمائی کرتے ہو اُسکو اللہ تعالیٰ خوب دیکھتا ہی کیونکہ اسی نے تمھاری ذات کی طرح یہ لیاقت و استعداد پیدا کی پس وہی تمھارے افعال کا خالق ہی اور فرقۂ قدریہ نے کہا کہ آدمی اپنے افعال خود پیدا کرتا ہی اور یہ جہالت ہی اسی لئے کہ پیدا کرنیکے واسطے پہلے جاننا ضرور ہی پس اگر آدمی اپنے افعال کا پیدا کرنیوالا ہو تو لازم ہی کہ اسکو پہلے سے جان لے حالانکہ اگر شام کے وقت ہم زید سے دریافت کرین کہ آج دن مین تو کتنے قدم چلا تھا تو اُسکو معلوم نہوگا بلکہ خوب معلوم ہی کہ آدمی بہت دور تک کسی فکر و خیال مین چلا جاتا ہی اسکو یہ بھی خیال نہین رہتا کہ مین چلا جاتا ہون تو کیونکر ان احمقون نے تجویز کیا کہ وہ اپنے ہر قدم کی رفتار کو خود پیدا کرتا ہی پس اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہی **خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ** اللہ تعالیٰ نے ان آسمانون و زمینون کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ **ف** بعض نے کہا یعنے حکمت کے ساتھ پیدا کیا اور بعض نے کہا یعنے ایسے حکم کے ساتھ جو مراد کے مطابق ہی پیدا کیا اور بعض نے کہا یعنے حق یقین کے ساتھ جسمین کچھ شک نہین ہی پیدا کیا اور بعض نے کہا یعنے حق ظاہر کرنیکے واسطے پیدا کیا کہ نیک کام کرنیوالا جنت پاوے اور بدکار جہنم مین جاوے اور **مترجم** کہتا ہی کہ ظاہر کہ یہان باطل کے مقابلہ مین ہی جیسے قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت ہذا باطلا یعنے عارفین بندے آسمان و زمین کی خلقت دیکھکر کہتے ہین کہ پروردگار تو نے یہ سب باطل نہین پیدا کیا یعنی سراسر حکمت ہی **وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ** اور اللہ تعالیٰ نے تمھاری تصویر بنائی پس تمھاری صورتین بہت اچھی بنائین **ف** یعنے آدم علیہ السلام کی تصویر اپنے دست قدرت و کرامت سے پیدا کی پس انسانی صورت جمیع حیوانات سے بہتر ہی چنانچہ آنکھون دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی اور عقلی دلیل یہ ہی کہ آدمی جسقدر صورتین دیکھتا ہی کسیکی نسبت یہ تمنا نہین کرتا کہ اسکی صورت ایسی ہوتی اگر کہا جاوے کہ انسانی خلقت مین بعضے لوگ بہت بدشکل پائے جاتے ہین جواب یہ کہ اُن کا بدشکل ہونا اپنی قسم کے مقابلے مین ہے ورنہ انسان کیسا ہی بدشکل ہو دُم دار گدھے اور بندر سے بہتر ہے علاوہ اس کے خوبی یا عتبار منفعے کے ہوتی ہے اور اُسکے چند مراتب نکلتے ہین پس اگر نیچے مرتبے والے اپنے اوپر مرتبے والے سے کمتر ہون تو اُس سے یہ لازم نہین آتا کہ اُن مین خوبصورتی نہو اسیواسطے بعض حکمائے نے کہا کہ دو چیزین ایسی ہین جنکے واسطے کوئی حد مقرر نہین ہی ایک جمال اور دوم بیان کیونکہ اللہ تعالےٰ کی قدرت غیر متناہی ہی اس قول سے ظاہر ہوا کہ جو چیزین اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائین ہین انسے بہتر بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت مین شامل ہین اسیواسطے **بقاعی** رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ جب یہ بات معلوم ہوئی تو ظاہر ہوا کہ شیخ غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول خطا ہی کہ قدرت نے جو کچھ پیدا کیا اس سے بہتر ایجاد کے امکان مین نہین ہی۔ ھ تجھکو چاہیئے کہ غزالیؒ کے اس قول پر کان نہ رکھے کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہی کہ اللہ تعالیٰ کو اس عالم سے بہتر پیدا کرنیکی قدرت نہین ہی۔ حالانکہ کوئی شخص یہ بات نہین کہہ سکتا ہی **خطیب** نے کہا کہ اس سے امام غزالیؒ کے مرتبے مین نقصان نہین ہوسکتا اسلیئے کہ بندون مین کوئی ایسا نہین ہی جسکے کلام مین نقص نہو جیسے امام مالکؒ نے کہا کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو وحی الٰہی سے فرماتے تھے کسی دوسرے کا سب کلام مقبول نہین ہوسکتا بلکہ بعض کلام رد کر دیا جاتا ہی اور خود غزالی نے ایسا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہی اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ مین نے یہ کتابین تصنیف کین اور اپنے نزدیک ہر طرح کی کوشش اسمین صرف کی تو بھی مین خوب جانتا ہون کہ اسمین غلطی ہی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ **ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا**۔ یعنے اگر یہ قرآن سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کی طرف سے ہوتا تو لوگ اسمین بہت اختلاف پاتے۔ ھ یعنے اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی دوسرے کی طرف سے ہوگی ضرور اسمین خطا و اختلاف ہوگا **مترجم** کہتا ہی کہ

مین جہالت اس قدر پھیل گئی ہی کہ آدمی کسی ایک شخص کی تقلید کرتا ہی بلکہ درحقیقت اسی زمانے کے لوگون مین سے کسیکو پیشوا بناتا ہی پھر اُسکے کسی قول کو خطا نہین جانتا اور جہالت کی وجہ سے کہتا ہی کہ ایسے بزرگ سے خطا نہین ہوسکتی اگر خطا ہوتی تو وہ عالم مراقبہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح کرلیتے یہ سب ان لوگون کی ہوسات وجہالات مین ہین سمجھتے کہ ہر شخص یہی گفتگو کرسکتا ہی پس اگر یہ گفتگو صحیح ہوتی تو ایک ہی چیز حرام بھی ہوتی اور حلال بھی ہوتی بیان یہ کہ مثلاً ضَبٌّ جسکو ہندی مین گوہ بوا و مجہول کہتے ہین اور وہ نیولے کی طرح مشہور جانور ہی جسکو بعضے علما حرام کہتے ہین اور خوب معلوم ہی کہ دونون فریق کے اجتہادین سے فقط ایک کا قول صحیح ہوگا اگرچہ دوسرے مجتہد پر گناہ نہین بلکہ اسکے لیے بھی ثواب ہی لیکن اسوقت وحی غیر ممکن ہی تو یہ معلوم نہین ہوسکتا کہ کس فریق کا قول غلط ہی اب اگر جاہل مقلد کہے کہ میرے امام کا قول خطا نہین ہوسکتا وہ بہت بزرگ تھے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرلیتے اگر یہ دلیل جاہلانہ صحیح ہوتی تو دوسرے فریق کے مقلد بھی اپنے امام کی نسبت یہی دعوی کرتے پس دونون صحیح ہوجائے اور یہ باطل ہی واضح ہو کہ اکابر اولیاء کو عالم خواب و مراقبہ مین امور اعتقادی کی حقیقت ظاہر ہوسکتی ہی کیونکہ وہ منزل ہی بخلاف ان عملی مسائل کے کہ انمین اللہ تعالے کی طرف سے وحی آتی ہی تب معلوم ہوتا ہی اور آخرت مین اسکی ضرورت نہین ہی اور دنیا مین امت کے لیئے اجتہاد کا طریقہ دیدیا گیا ہی لہذا اس دقیق فرق کو ہوش معرفت سے یاد رکھنا چاہیئے واللہ تعالیٰ علیم قولہ والیہ المصیر جس پاک عزوجل نے اپنی قدرت کاملہ سے ان سب مخلوقات کو حسن صنعت سے پیدا کیا ہی اسیکی طرف مخلوق کا مرجع ہی اور اب بھی یہ سب آسمان و زمین وغیرہ اُسیکی قیومی وحفظ سے قائم ہین اور اُسیکے پیدا کرنے سے آدمیون وجن وغیرہ سے افعال واقوال واشیا پیدا ہوتی ہین تنبیہ مومنون سے جو نیکیان پیدا ہوتی ہین وہ جنت ہین جاتی ہین اور سوائے مومنون کے جمیع گمراہون سے جو بدکاریان پیدا ہوتی ہین وہ سب جہنم مین انکے واسطے خزانہ جمع ہین اور عوام اس مضمون سے کمتر واقف ہوتے ہین اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ جب بچہ دان یعنے رحم مین نطفہ چالیس رات ٹھہرتا ہی تو نفوس پر جو فرشتہ متعین ہی وہ آتا ہی پھر رب عزوجل کے حضور مین اسکی بابت گزارش کرتا ہی کہ ای رب خلاق علیم یہ بچہ نر ہوگا یا مادہ ہوگا پس جو کچھ علم الٰہی مین ہی وہ حکم فرماتا ہی پھر عرض کرتا ہی کہ شقی یعنی جہنمی ہی یا جنتی ہی پس جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور ہی حکم فرماتا ہی پھر ابوذر رضی اللہ عنہ نے سورہ تغابن کے شروع سے پانچ آیتین پڑھین یعنے الیہ المصیر تک (رواہ عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ) پھر جب عظمت و قدرت و جلال کبریائی الٰہی اس شان قدس کے ساتھ ظاہر ہوئی تو ظاہر و باطن اسی کی طرف ہر دم حاضر ہونا لازم ہی يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اللہ تعالے خوب جانتا ہی جو آسمانون مین ہی اور جو زمین مین ہی اور خوب جانتا ہی جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی جو دلون مین ہی ف اس آیت کا یقین دل مین لانا ایمان و کفر مین فرق کرتا ہی اور نور عقل سے بصیرت کی آنکھ کھل جاتی ہی اس آیت مین محکم مدام ہی جنکی تفسیر بہت ضخیم و طویل ہی اور قرآن مجید مین تمام تفصیل ہی لیکن چند باتون پر تنبیہ کیجاتی ہی اول یہ کہ تمام آسمانون و اُسکی مخلوقات کو اور تمام زمینون و اُسکی مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہی کسیوقت کسی دم کوئی ذرہ ایسا نہین ہی جو علم الٰہی سے غائب ہو اور اللہ تعالیٰ ہر ذرہ کو دیکھتا ہی اور اُسی نے پیدا کیا اور اُسی کے قبضہ قدرت مین قائم و موجود ہی ورنہ نیست ہوجاوے پس اسیکی الوہیت ہی اُسی کا تصرف ہی کسی دوسرے مین تاثیر کی یا کوئی فعل ایجاد کرنے کی قدرت نہین ہی تو مشرکین عرب کا خیال باطل ہوا جو کہتے تھے کہ ہم اپنے بتون سے درخواست کرتے ہین تاکہ وہ لوگ خدا کے یہان ہماری اطلاع کرین اور ہمارے کام و مراد حاصل ہونیکے لیئے دعا کرین اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے رد فرمایا کہ اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السمٰوٰت الآیۃ یعنے کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ کو خبردار کرتے ہو ایسی چیز سے جسکو وہ آسمانون و زمین مین جانتا نہین ہی - ھ - یعنے اللہ تعالیٰ تو خود ہر چیز کو جانتا ہی پھر یہ باطل بمعکس کام کے ہین اسی طرح ہر مشرک فرقہ کا خیال مردود ہوا حتے کہ دنیا مین کسی بندہ صالح سے کسی معاملہ مین دعائی درخواست کرنا (باقی)

Marfat.com

اسی ادب کے ساتھ جائز ہی کہ جب بندۂ صالح کے پاس جاوے تو اپنے رب عزوجل کی حضوری سے شرم کرے اور اس
تازہ ہو کہ ای رب رحیم بیشک تو مجھ بندے کے حال سے اور میرے دلی خیال سے خوب آگاہ ہی اور مین گنہگار بندہ محتاج ہون
بندۂ صالح کو جسکو مین نے اپنے اعتقاد مین صالح خیال کیا ہی تیری درگاہ مین التجا لاتا ہون کہ اسکی کرامت ظاہر کرنیکے لیے میری
مراد پوری فرمادے اور مین یقین کرتا ہون کہ اگر تو نے اسکو میرے حق مین مقدر نہ فرمایا ہو تو تیری تقدیر عین عدل و حکمت ہی لیکن اس صورت
مین بھی مجھے ثواب و اسکے مثل بہتری و مغفرت سے محروم نفرمایئو بعضے نادان لوگ اس سے غافل ہو کر مشرکون کی طرح عمل کرتے ہین اگر کہو کہ
تمنے دنیا مین زندہ بندۂ صالح کو کیون کہا بلکہ لوگ تو اولیا کی قبرون سے اسی طرح درخواست کرتے ہین (جواب) اسلیئے کہ سلف صالحین صحابہ
و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین جنھون نے ہمکو راہ راست دکھلائی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دین حق انکو تعلیم فرمایا تھا اسپر عمل کرنیکا
طریقہ ہمکو دکھلایا اور حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ہمارے لیے نجوم ہدایت فرمایا اور ہمنے کسی طریقے سے انسے یہ طریقہ نہین پایا کہ کبھی انون
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد مبارک پر جاکر اسطرح دعا کی درخواست کی ہو حالانکہ یزید پلید و اسکے اعوان کے ہاتھونسے بشدت تکالیف
اٹھے ہونگے بلکہ امام الفقہا ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالے و ایک جماعت کبار علما اور جمیع مشائخ و ائمہ حنفیہ نے قطعًا کہا کہ مردے نہین سنتے
ہین مگر جبکہ اللہ تعالے چاہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول مشرکین قریش کو آوازدی یا سلام کے جواب مین سنکر جواب دینا امر الٰہی
ہی اور اسی طرح مردہ اپنے دفن کرنیوالون کی جوتیون کی آواز سنتا ہی تو یہ ہمارے سنانے سے نہین ہی بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی اور یہان ہمارا
قیاس باطل ہی کیا نہین سمجھتے ہو کہ اگر قیاس ہوتا تو کیا امام ابوحنیفہ تمھارے برابر بھی سمجھ نہین رکھتے تھے پس حاصل یہ کہ اول تو ترجمہ مین یہ
غیر مقلدی نہین ہی اور دوم یہ کہ اگر امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک مردے سنتے ہین تو بھی اولیا سے اسطرح دعا کرنیکی درخواست انکے
نزدیک بھی باطل ہی اول تو طریقہ سلف رضی اللہ عنہم کے خلاف ہی دوم یہ کہ اچھا وہ لوگ سنتے ہین لیکن یہ کہان سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ
دعا کرسکتے ہین کیونکہ انکے اعمال منقطع ہوگئے ہین وہ ایک مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ نہین کہسکتے ہین جس سے انکے عمل مین زیادتی ہوجاوے حالانکہ
اگر دعا کرتے تو یہ عمل انکے لیئے ثواب لکھا جاتا کیونکہ ملہوف محتاج کی مدد کرنا بہت ثواب ہی اور اگر بعضے اولیا و انبیا عالم برزخ مین نماز و تلاوت
کرتے ہین تو اسکے یہ معنی نہین ہین کہ دنیا کی طرح عمل ہی اور وہ قیاس سے باہر ہی جیسے شہدا کا کھانا پینا وغیرہ ہی اور یہ دعا اس قسم سے نہین
ہوسکتی ہی کیونکہ یہ بذات خود عمل تقرب نہین ہی بلکہ اسکا ثواب البتہ ہوسکتا ہی اور جس جاہل نے باوجود علم قرآن و حدیث و فقہ نجاننے کے جاہلانہ
کج بحثی کی اور اپنے گمان مین کسیکو عالم سمجھ کر اس سے اقرار لیا تو یہ اللہ تعالے کے نزدیک اسکو نفع نہ دیگا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی پھر
اس سے بڑھکر افسوس کے قابل یہ بات ہی کہ دنیا مین زندہ صالح سے یا مردہ ولی سے یہ درخواست کرنے والے اپنی دنیا کی ترقی و آل
و اولاد کی زیادتی مانگنے جاتے ہین اور حدیث بارہا گزر چکی کہ دنیا و مافیہا ملعون ہی اور واضح ہو کہ حق طلب کرنیوالا دنیا سے قلب پاک
کرکے رب جل شانہ کے حضور مین حاضر ہوکر ان امور مین ہدایت مانگے تو اللہ تعالے حق کی ہدایت عطا فرماتا ہی وللہ الحمد والمنہ دوم جب
علم حق سبحانہ تعالے سے کوئی ذرہ غائب نہین ہی تو ہر نیکی سے رحمت کی امید ہی اور ہر غفلت سے جس سے غیر کی طرف بھروسا ہو دوری ہی اور واضح
ہو کہ ایک جماعت صوفیہ رحمہم اللہ تعالے نے وجہ اللہ سبحانہ تعالے کے لیئے بے مثل و بے مثال و بے شبہہ و شبیہ کے اعتقاد کے ساتھ
شیخ فانی کی ہدایت اپنے لیے ارشاد رسالت و ازلی ہدایت تصور کی اور غیر کو درمیان سے خارج کیا اگر کہو کہ اس مضمون کو توضیح سے صاف
الفاظ مین بیان کرو (جواب) یہ کہ ایمانی سمجھ اپنے اپنے مرتبے پر ہی اور جس شخص نے اپنے واسطے جناب قدس سے یہ سمجھ پائی ہی اسکے
لیے زیادہ توضیح کی ضرورت نہین ہی اور جسنے نہین پائی تو اسکے لیئے توضیح بیفائدہ ہی سوم اگر وہم ہو کہ جب اللہ تعالیٰ دلی خطرات کو جانتا
ہی جو سینہ مین مضمر ہین تو دعا کرنے کی ضرورت نہین رہی اسلیئے کہ خود حاضر ہی جواب ہان اللہ تعالے خوب جانتا ہی ولیکن ہمارے واسطے

Marfat.com

یہ عبادت ہی اور جسم بدون بانی تضرع والحاح کے اس عبادت مین شامل نہین ہوسکتا لہذا زبان سے دعا شرط ہی تاکہ ظاہر و باطن سے عبادت پوری ہوجاوے کہ اگر زبان سے عرض کرنے مین عذر ہو تو دلی دعا کافی ہی اسیواسطے مترجم نے کہا کہ سورہ الحمد دعا ہی اور اسمین شرائط حمد و ثنا موجود ہین اور بغیر اسکے نماز نہین ہوتی اور دعا مغز عبادت ہی پس جب امام کے پیچھے ہو تو جی مین پڑھے یعنے ای رب ہم حاضر ہین اور ہمنے ادب درگاہ کے موافق اس شخص کو اپنا پیش امام بناکر عرض حال و مناجات کے لیئے پیش کیا ہی اور ہم دل سے یہی عرض کرتے ہین جو یہ ہم سب کی طرف سے عرض کرتا ہی کہ الحمد للہ رب العلمین تا قولہ اہدنا الصراط المستقیم آخر تک اور حدیث مین ہی کہ بندے کو نماز مین سے اسکے لیئے اسی قدر ہی جس قدر اُسنے تعقل کیا یعنے سمجھ کے ساتھ ادا کی لہذا تنہا آدمی اگر غفلت سے پڑھ گیا تو مصیبت ہی بہت خسارہ ہوا اور جماعت مین قبولیت سے اسنے بھی حصہ پایا اور اسی لیئے امام مرد صالح بہتر ہی اور حدیث سے آخر زمانے کی خرابیون سے یہ خرابی بھی معلوم ہوئی کہ مسجدین پچاس نمازیون مین سے ایک کی بھی نماز قبول نہین ہوتی انا للہ وانا الیہ راجعون چہارم اسلام کا اعلی مرتبہ جسکو ائمہ صوفیہ نے حقیقت کہا ہی یہ ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت اسطرح کرے گویا تو اسکو دیکھتا ہی اگر تو نہین دیکھتا تو وہ ضرور تجھے دیکھتا ہی - ھ - اور اللہ تعالی پوشیدہ و علانیہ سب جانتا ہی اور بندۂ مومن کے لیئے نکاح اسکے متعلق نان و نفقہ حتی کہ خوابگاہ تک اور اولاد اور اقارب اور معاش کا طریقہ حتی کہ سونا و جاگنا وغیرہ سب اقوال و افعال شریعت کے حکم پر ہین اور خلاصہ یہ کہ وہ اپنے جان و مال مین بے حکم شریعت کوئی تصرف نہین کرسکتا ہی اور مباح بھی شریعت کے حکم سے مباح ہی اور عبادت اسی کا نام ہی کہ شریعت کے حکم پر چلے تو یہ سب کام عبادت ہوے جبکہ یہی نیت ہو تو نکاح و کھانا و پینا اور سونا وغیرہ سب کو اسطرح ادا کرے کہ اللہ تعالے اسکو دیکھتا ہی اور واضح رہے کہ اللہ تعالی کی شان مین دیکھنا اور جاننا دونون برابر ساتھ ہین اور یہ مرتبہ حقیقت عرفان اعلی ہی اور یہان اسرار دقیق و علوم بے انتہا ہین اور اللہ تعالی علیم خبیر ہی اور اہل اسلام انھین اعتقادات و اعمال کے بعد اس شان مین حق و باطل کا فرق آنکھون دیکھتے ہین اور علما و صلحا و عوام باہم بحکم تواصوا بالحق الآیہ کے اسی شان مین اتحاد سے کوشش کرین کیونکہ انکی دنیا یہی ہی اور یہی تجارت ہی اللھم اعوذ بک من الخسارہ اور کفار اس شان سے دین اسلام کو اندازہ نہین کرتے ہین تو اہل شرک و فساد سے کچھ شکایت نہین ہی

اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کیا پہونچا نہین تمکو احوال اُن لوگون کا جو منکر ہوچکے ہین پہلے پھر چکھی سزا اپنے کام کی اور انکو دکھ کی

اَلِيْمٌ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا

آگے ہی اسپر کہ اُن پاس اُنکے رسول نشانیان پھر کہتے کیا آدمی ہمکو راہ بتلاوینگے

فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

پھر منکر ہوے اور منھ موڑا اور اللہ نے بے پرواہی کی اور واللہ بے پرواہ ہی سب خوبیان سزا دعوے کرتے ہین منکر

اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

کہ ہرگز اُنکو اُٹھانا نہین تو کہہ کیون نہین قسم ہی میرے رب کی وہ تمکو بیشک اُٹھانا ہی پھر تمکو جتلانا ہی جو تمنے کیا اور یہ اللہ پر

يَسِيْرٌ ○ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

آسان ہی سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور اُس نور پر جو ہمنے اُتارا اور اللہ کو تمھارے کام کی خبر ہی

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا

جس دن تمکو اکھٹا کریگا جمع ہونیکے دن وہ دن ہی ہار جیت کا اور جو کوئی یقین لاوے اللہ پر اور کرے کام بھلا

Marfat.com

يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
اتارے اُس سے اُسکی بُرائیان اور داخل کرے اُسکو باغون مین نیچے جنکے نہرین بہتی ہین ہمیشہ
فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ
اُن مین ہمیشہ یہ بڑی مراد ملنی اور جو منکر ہوے اور جھٹلائین ہماری آیتین وہ ہین
اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ع ۱۰
دوزخ والے رہا کرین اُسمین ہمیشہ اور بُری جگہ پہونچے

ابتدائے سورہ مین اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا تھا کہ خالق جل شانہ جسکے اوصاف قدس الوہیت بروجہ کمال ہین اور مخلوق کو اُسی نے جان و مال دیا بلکہ پیدا کردیا لوحق یہ تھا کہ مخلوقات اپنی جان و مال سے اُسکے نام پاک پر فدا ہوتے جیسے مومنین بندون کے اوصاف ہین لیکن فرمایا کہ مخلوق مین سے کافر بھی ہین دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ یہ حال رہا کہ مومن تھوڑے رہے ہین اور کافر بہت کثرت کے ساتھ رہے ہین باجملہ اس کلام مبارک سے کفر پر انکا رنکلا یعنے باوجود اس کمال احسان کے بھی بہتیرے کافر ہین تو ظاہر ہو کہ ایسی صورت مین کفران کرنا کسقدر شدید گناہ ہو لہذا ان آیات مین کافرونکو اُسکے آغاز و انجام سے آگاہ فرمایا اور بعد اسکے کسی کافر کے لیئے کوئی عذر باقی نہین ہو کہ کیون کافر ہوے اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ کیا آئی نہین تمھارے پاس خبر ان لوگون کی جنھون نے تم سے پہلے کفر کیا تھا ف یعنے کیا اگلی امتون مین سے کافرون کے انجام کی خبر تمکو نہین پہونچی جیسے قوم نوح و عاد و ثمود اور قوم فرعون وغیرہ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ پس ان کافرون نے اپنے کام کا وبال چکھا ف یعنے دنیا مین اپنے کفر و فساد کا ضرر فقط اس قدر یا جسقدر کسی چیز کے چکھنے مین اندازہ کی جاتی ہو یعنے عام عذاب سے ہلاک کردیے گئے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور انکے لیئے عذاب دردناک ہو ف یعنے آخرت مین برزخ سے شروع ہوگا اور جہنم مین ختم ہوگا اور وہ عذاب النار بہت دردناک ہو ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ یہ بات اس وجہ سے کہ انکے پاس انکے رسول بینات کے ساتھ آتے تھے پس انھون نے کہا کہ کیا بشر ہمکو ہدایت کرینگے پھر انھون نے کفر کیا اور منھ موڑا اور اللہ تعالے نے استغنا کیا اور اللہ تعالے غنی حمید ہے ف یعنی ان اقوام کفار پر وبال دنیا اور عذاب اخرت جمع ہونا اسوجہ سے ہوا کہ ہر ایک قوم کا فر کے پاس برابر رسول آتے رہے اور معجزات لاتے رہے جو انکی سچائی پر دلیل واضح تھی اصل مین ہر مخلوق پر واجب تھا کہ اپنے رب عزوجل کی توحید پر عمل کرین اور اُسکے ساتھ شرک نکرین کیونکہ اُسی نے پیدا کیا اور ہر طرح کی نعمت دی ہو اسپر یہ احسان کیا کہ اپنی طرف سے رسول بھیجا اور وہ انھین کے جنس سے تھا تاکہ اس سے پوری ہدایت پاوین اسکی سچائی پر کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اول تو وہ رب عزوجل کی وحدانیت بتلاتا تھا دوم مکارم اخلاق انسانیت کے لوازم سکھلاتا اور جانور ہونے سے آدمی بناتا تھا سوم محض خالص خیر خواہی کرتا تھا اسکے عوض کچھ نہین مانگتا تھا باوجود اسکے جو کچھ انکو بتلاتا تھا اس سے بڑھکر کامل درجہ تہذیب پر خود عمل کرتا تھا تو اللہ تعالے کے نزدیک محبوب بندہ عزت و آبرو والا تھا اسکو اللہ تعالے نے یہ حکم دیا کہ اس قوم کافر کو سمجھاوے اور خالص اللہ تعالے کے واسطے انکی خیر خواہی کرے اسپر مزید یہ کہ حضرت نے اسکو معجزات عطا کیے جو اُسکی صدق رسالت پر صاف دلیل تھے اب خیال کرو کہ ان کافرون کے ساتھ جان و مال و اولاد کے احسان کے ساتھ اللہ تعالے نے یہ سب احسانات دائمی حیات اور جنت کے لیئے فرمائے ان خبیثون کو دیکھو کہ انھون نے رسولون کے جواب مین کہا کہ کیا بشر ہمکو ہدایت کرینگے یعنے یہ غیر ممکن ہو پس ان جانورون نے اتنے وسوسہ شیطانی پر کفر کیا اور رسول سے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی جناب مین

Marfat.com

شرک وکفر کا اعتقاد کیا اور ہدایت ومکارم اخلاق سے منھ موڑا۔ واستغنی اللہ اور اللہ تعالیٰ نے بے نیازی کی کیونکہ اسکو کوئی حاجت نہین ہی اور کسی مخلوق کے کفر وایمان سے اسکی بارگاہ عظمت مین کچھ کمی بیشی نہین ہوسکتی ہی پس اللہ تعالیٰ نے ان کافرون کے کفر کرنے کی کچھ پروا نہ کی کیونکہ اسکی شان یہ ہی کہ وہ غنی ہی اسکی درگاہ مین کسی چیز کی حاجت نہین ہی اور وہ حمید ہی جو کچھ حکم فرماتا ہی اور کرتا ہی سب مین تعریف کیا گیا ہی استغنا الٰہی یہ کہ ان کافرون کو ایمان لانے کی طرف مجبور نکیا حالانکہ اسکو سب قدرت ہی **مترجم** کہتا ہی کہ یہ صفت حکم ازلی مقدر ہی کہ دنیا مین کسی بندے کو ایمان لانے یا کفر کرنے پر مجبور نہین فرماتا گویا دنیا مین کفر وایمان کے دو فریق چھوڑ دیے ہر ایک اپنے صدق اعتقاد پر عمل کرتا ہی چنانچہ کفار تو اپنے وہی خیالات وقیاسات پر دنیا کے پیچھے عمل کرتے ہین اور ہر قانون وانتظام وجدال وقتال اسی نیت سے عمل مین لاتے ہین مومنین اپنے سب کام آخرت کے لیے کرتے ہین اور دنیا کو ملعونہ جانتے ہین لیکن دنیا ہی زندگی مین مقدار مباح تک جواز ہی پس سب مومنین ایک قلب متفق ہوکر بکثرت کافرون کے زمانہ مین اپنے دین کی حفاظت کرتے ہین اور کلمۃ اللہ عزوجل کی بلندی کے لیے جان ومال سے قتال کرتے ہین **مترجم** کہتا ہی کہ اخیر زمانے مین بہت لوگ نام کے مسلمان ہین دنیا چاہتے ہین اور اپنے مسلمان ہونے سے احسان رکھتے ہین یہ سب مذبذب ہین اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمکو ان پر استقامت کی ہدایت فرماوے **زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا** زعم کیا ان لوگون نے جو کافر ہین کہ ہرگز وہ لوگ بعد موت کے نہین اٹھائے جاوینگے **ف** یعنی کافرون نے زعم کیا کہ بعد موت کے انکا اٹھایا جانا زندہ کرکے محال ہی جو ہڈیان بوسیدہ ہوگئین بھلا وہ کیونکر زندہ ہوسکتی ہین کافرون نے اپنے اوہام پر یہ زعم کیا **ابن العربی** نے کہا کہ کذب کا دوسرا نام زعم ہی **شیخ** رحمۃ اللہ تعالےٰ نے جو کبار تابعین مین سے تھے فرماتے تھے کہ ہر چیز کی ایک کنیت ہوتی ہی اور جھوٹ کی کنیت زعم ہی **زمخشری** نے کہا کہ زعم یہ کہ جانے کا دعوی کرے۔ **مترجم** کہتا ہی کہ یہ کبھی سچ بھی ہوتا ہی جیسے ایک صحابی نے دوسرے صحابی کی نسبت کہا کہ اسنے زعم کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا ہی یہ زعم صدق ہی لیکن اکثر استعمال کذب پر ہوتا ہی مثلاً فلان شخص نے زعم کیا یعنے وہ دعوی کرتا ہی کہ اسکو یہ بات معلوم ہی لیکن اعتبار کے قابل نہین ہی اور مثلاً فلان شخص نے زعم کیا کہ وہ بادشاہ ہی یعنے جھوٹا مدعی ہی اسکے دماغ مین یہ سما گیا ہی جیسے یہان آیت مین کافرون کے دماغ مین سما گیا ہی کہ بعد موت کے زندہ کیا جانا محال ہی اس بات کو احمق کافرون نے اپنے علم قطعی سے زعم کیا حالانکہ یہ سراسر بے عقلی ظاہر ہی اور سنن ابو داؤد مین حدیث ابن مسعودؓ سے ہی کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ بئس مطیۃ الرجل زعموا آدمی کی بری سواری ہی (رواہ احمد والبیہقی وغیرہما) یعنے اگر کسی شخص کی عادت ہو کہ وہ اپنے امور مین لوگون کے زعم پر اعتماد کرتا ہو تو یہ اپنی منزل مقصود اور مراد کو پہنچنے مین برا طریقہ اختیار کرتا ہی اور بری سواری پر سوار ہی الحاصل کافرون نے اپنے نزدیک یقینی علم سمجھا جو درحقیقت زعم باطل ہی کہ وہ لوگ ہرگز دوبارہ زندگی سے نہین اٹھائے جاوینگے **قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ** کہدے کہ کیون نہین قسم ہے مجھے اپنے رب کی کہ تم لوگ ضرور اٹھائے جاؤگے پھر جو کچھ تمنے کیا ہی اس سے خبردار کیے جاؤگے اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر آسان ہی **ف** یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اور حاصل یہ کہ اے خاتم النبیین اشرف الخلق اجمعین ان کافرون سے کہدے کہ تم اپنے زعم مین جھوٹے ہو مجھے اپنے رب جل شانہ کی قسم ہی کہ تم لوگ بعد موت کے آخرت مین ضرور دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جاؤگے پھر جو کچھ کفر وظلم یہان تم لوگ کرچکے ہو سب تمکو بتلائے جاوینگے اور یہ بات جسکو تم باطل خیال مین محال سمجھے ہو اللہ تعالیٰ کی قدرت مین نہایت آسان ہی جسنے مخلوق کو عدم سے موجود کیا وہ موجود کو فنا کرکے دوبارہ موجود کرسکتا ہی اور اگر تم لوگ رب عزوجل کی شان اعلیٰ سے کرشمہ پہچانتے تو تم کو قطعی یقین ہوتا کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہی اور خلقت کو ایجاد کرنا اسکے نزدیک یہ کہ ہوجا پس وہ ہوگئی **مسئلہ** کیا کافرون سے حساب لیا جاویگا (جواب) علما سے اسمین اقوال اجتہادی منقول ہین ایک یہ کہ کافرون سے کہا جاویگا کہ سیدھے جہنم مین چلے جاؤ اور انکے نامۂ اعمال انکے بائین ہاتھ مین دیدیے جاوینگے دوم یہ کہ ہر ایک کو اسکی بدکاریون سے آگاہ کیا جاویگا پھر دوزخ مین جانیکا حکم ہوگا **مترجم**

کہتا ہی نہ ایسے اقوال نقل کرنا بیفائدہ ہی اور کوئی وجہ اختلاف کی ظاہر نہین ہی بلکہ مترجم کو شبہہ ہی کہ نقل کرنیوالون سے غلط فہمی ہوئی ہی اسلئے مین تین
اول بیان کرتا ہون جو آیات واحادیث وصدر اول سلف صالحین سے اجماعی منقول ہی یعنی کافرونکو مومنونسے جدا کرکے جہنم کیطرف لیجانے
گی حالانکہ کفار کو اس حالت مین یہ نہین معلوم ہوگا کہ ہمکو جہنم کی راہ پر جانے ہین پھر ایک مقام پر روک کے جاوینگے تاکہ اُنسے سوال ہو اور
اُنسے علام نہین فرماویگا بلکہ غضب کے فرشتے جھڑکی کے ساتھ ہر ایک سے اول اعتقادات کے بابت اور پیغمبرونکو جھٹلانیکی بابت ملامت کرینگے
اور مجمع عام مین انپر لعنت کرینگے اور کافرون کی بدکاریان اور جان بوجھکر انکار وہان بھی ظاہر ہونگی اور نامۂ اعمال پر حجت لازم ہوگی
پھر نامۂ اعمال مین نیکی کی طرف کچھ وزن نہوگا بلکہ بدی کے اندازہ کرنے کے لیئے وزن کیا جاویگا تاکہ ہر ایک کافر جس طبقہ
جہنم کے لائق ہی وہان جاوے اور بلا خلاف علما کے نزدیک جملہ کافرون سے شریعت حقہ نماز وروزہ وزکوٰۃ وغیرہ پر عمل نکرنیکا مواخذہ ہوگا اور
ہر فرقہ کافر نے یا ہر شخص کافر نے جس بدبخت کو راہ حق سے گمراہ کیا ہی ماخوذ ہوگا الغرض ذرہ ذرہ حساب ہوگا اور قصاص دلوایا جائیگا اور در
عدل سے ہر بدکاری کی سزا اسیکے مثل ہوگی کچھ زیادتی نہ کی جاویگی اور روایت ہی کہ کافر نے اگر کسی مسلمان کے ساتھ احسان کیا ہوا ورہ
سفارش کریگا تو اس قسم کی تخفیف ہوگی کہ نیچے کے طبقے سے اور عذاب شدید سے اوپر کے طبقۂ عذاب مین لایا جاوے لیکن وہ جہنم سے کسیطرح
خارج نہین ہوسکتا ہی خطیب نے لکھا کہ اگر پوچھا جاوے کہ یہان کیا حکمت ہی کہ (قل بلی وربی) یعنے قسم کے ساتھ بیان فرمانیکا حکم ہوا حالانکہ
کفار تو رسول ہونے سے منکر تھے (جواب) دیا گیا کہ انھون نے رسول ہونے سے انکار کیا لیکن یہ یقین کی جانتے تھے کہ یہ شخص اپنے رب
عزوجل کا مطیع ہی تو جب تک اسکے نزدیک بالکل قطعی صحیح وصدق نہو تب تک قسم نہ کھاویگا پھر قولہ لتبعثن ولتنبؤن مین لام تاکید دونون
تاکید بمنزلہ قسم ہی تو گویا دوبارہ اور سہ بارہ قسم ہی مین مترجم کہتا ہی کہ کفار نے بھی بڑے شدومد سے اپنا زعم باطل بیان کیا تھا کہ لن یبعثوا
ہرگز وہ دوبارہ زندہ نہین کیے جاوینگے تو اسکے جواب مین تاکید بلیغ مقتضاے بلاغت ہی اور مقابلے مین قسم ابلغ ہی تو کافرون کے زعم کے
مقابلے مین مومنون نے اپنا اعتقاد اُس جزم قسم کے ساتھ ظاہر کیا اور جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہان تشریف رکھتے تھے
تب تک آپ نے فرمایا اور قیامت تک آپ کی امت جو آپکے تابع ہی یہی جواب دیگی تو اول فائدہ یہ کہ کلمۂ حق کا اعلان کافرون کے زعم پر دوبالا
رہے خواہ کفار مانین یا نہ مانین دوم مقتضاے ایمان یہ کہ اسقدر بلیغ جزم ویقین ہو جتنی کہ اگر اس اخیر زمانے کے عوام کی طرح کوئی کہے کہ
عاقبت کی خبر خدا جانے ۔ اور مقصود یہ کہ مرنے کے بعد دیکھا چاہیئے کہ اُٹھائے جاتے ہین یا کیا ہوتا ہی تو یہ کفر ونفاق ہی فافہم
خطیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ جب عاقبت کا حال معلوم ہوا کہ دنیا کی زندگی حباب وناچیز ہی اور موت کی ساعت ہر دم خطرناک
ہے اور اصلی زندگی وہ ہوگی جو دنیا سے مرنیکے بعد ہی تو اس جزم کے بعد اہل سعادت کو راہ ہدایت کی طرف عام خطاب کے ساتھ بلایا
بقولہ تعالیٰ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا اب ایمان لاؤ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور اسکے رسول کے
اور اس نور کے ساتھ جو ہم نے نازل فرمایا ہی ف اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایمان یہ ہی کہ اسکی وحدانیت ذات وصفات پر دل سے
یقین لاؤ کہ وہی حی القیوم ہی وہی خالق رازق عالم ہی وہی جو چاہتا ہی پیدا کرتا ہی باقی سب اُسی کی مشیت مین فانی ہی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم برحق رسول خاتم النبیین ہین کہ آپ کی امت کے بعد قیامت ہی اور مترجم کہتا ہی کہ جو حالت اس اخیر زمانے مین
آنکھون دیکھی جاتی ہی ان سب باتون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مین آگاہ فرمایا ہی حتی کہ حدیث مین آیا کہ نصاری سب سے
زیادہ اور روئے زمین پر غالب ہونگے اور امت اسلامیہ فسق وفجور واختلاف مین باہم مختلف وبدکاری مین منہمک ہوگی اور بکثرت لوگ
کافرون ومشرکون مین ملتے جاوینگے اور اُسوقت ایسے فتنے ہونگے کہ مرد دیندار عالم حیران ہوگا اور جو کوئی اسوقت میرے طریقہ سنت
پر قائم ہوا سکو سو شہید کا ثواب دیا جاویگا لوگ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر شعر وشاعری مین پڑینگے اٹکل وقیاس مین پڑکر دین سے منحرف

Marfat.com

ہونگے دنیا چاہنے والے ایسی حدیثین لاوینگے جو بنائی ہوئی ہین یہودی عالمون کے مشابہ ہونگے باجملہ ایمان لاوے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق رسول ہین اور ایمان لاوے کہ یہ قرآن حق ہی اللہ تعالیٰ کا کلام ہی اور خود زبان عربی سیکھے اور اپنی اولاد کو پڑھاوے اور شریعت پر مستقیم رہے **وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ** اور جو کچھ تم کرتے ہو اسکو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی **ف** پس آخرت کی نیت سے جسنے عمل کیا اسکو اللہ تعالیٰ بعد موت کے قبر مین روضۂ جنت عطا فرماویگا اور جسنے بداعتقادی سے اپنے قیاس وعقل سے کام لیا اور زعم باطل سے شریعت کو بیکار اور نفس خبیث کے وسوسہ مین مغرور رہا تو اپنے اعمال کی خبر پاویگا اور اللہ تعالیٰ پر کچھ پوشیدہ نہین ہی واضح ہو کہ ایمان کی تاکید فرمائی اور اعمال کو اسکے ضمن مین داخل فرمایا تو اسلیئے کہ ایمان واعتقاد اصل اور اعمال تابع ہین اور بعض محققین علماء نے لکھا کہ ایمان بمنزلہ عرش اعظم ہی اور اعمال فرائض وغیرہ بمنزلہ قطعۂ زمین ہین لہذا اس زمانے مین لازم ہی کہ یقین واعتقاد حق ومعرفت وحانیت وصدق رسالت لوگون کے دلون مین مستحکم کیا جاوے **یَوْمَ یَجْمَعُکُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ** - وہ دن کہ تمکو جمع فرماویگا یوم الجمع کے لیئے **ف** نحاس کے نزدیک (یوم) ظرف متعلق (لتنبؤن) سے جو اوپر گزرا - یوم الجمع یوم القیامہ ہی جسدن اللہ تعالیٰ مخلوقات اولین وآخرین سب کو میدان واحد مین اسلیئے جمع فرماویگا کہ ہر ایک کا حساب لیا جاوے اور جہنم مین یا جنت مین جہان کے لیئے وہ حقیقت مین پیدا ہوا ہی بھیجا جاوے اس صورت مین یہ کلام بھی کافرون کے جواب سے متعلق ہی یعنے کافرون سے کہدے کہ تم اپنے زعم باطل مین جھوٹے ہو بلکہ واللہ تم ضرور دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جاؤگے پھر اپنے اعمال قبیحہ کفر وشرک سے خبردار کیئے جاؤگے اسدن کہ جب یوم الجمع کے لیئے اللہ تعالیٰ تمکو جمع فرماویگا **حوفی** نے کہا کہ یہ (خبیر) سے متعلق ہی تو معنی یہ ہین کہ پورا ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خوب آگاہ ہی یعنے جس صدق واخلاص سے عمل کروگے اسی کے موافق درجہ پاوگے جسدن یوم الجمع کے لیئے اللہ تعالیٰ تمکو جمع کریگا لیکن خطیب نے اس صورت کو فقط وعید پر محمول کیا اور لکھا کہ واللہ بما تعملون خبیر مین دھمکی ہی گویا یون فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہی وہ تمکو سزا دیگا جسدن یوم الجمع کے لیئے تمکو جمع فرماویگا **زمخشری** نے کہا کہ یہ کلام اوپر سے متعلق نہین ہی بلکہ یہان شروع ہی اور ظرف متعلق (اذکر) ہی یعنے اے رسول حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تو یاد دلاوے اور نصیحت کردے کہ ایکدن آنیوالا ہی وہ یوم الجمع ہی جسمین حساب کتاب کے لیئے اللہ تعالیٰ تمکو جمع فرماویگا **ابو البقا** نے کہا کہ کلام دلالت کرتا ہی کہ یہان یوم التغابن کے لحاظ سے تفاوت اعمال پر ہوشیار کرنا منظور ہی تو محذوف (تتفاوتون) کے معنی مین ہی یعنے تم لوگ اپنے اعمال مین متفاوت ہوگے جسدن یوم الجمع کے لیئے اللہ تعالیٰ تمکو جمع فرماویگا **س مترجم** کہتا ہی کہ ابو البقا و زمخشری کا مرجع واحد ہی اور حاصل یہ نکلا کہ جب تمکو معلوم ہوگیا کہ دنیا سے مرنے کے بعد قطعاً بالضرور تمکو دائمی زندگی کے واسطے زندہ ہوکر اپنے اپنے ٹھکانے جانا ہی اور وہان ذرہ برابر عمل جدید نہین ہوگا بلکہ جو کچھ یہان عمل کیا ہی انھین اعمال سے آگاہی دیجاویگی تو کامل یقین سے جسپر تمہاری فلاح ہی اللہ ورسول وقرآن پر ایمان ہی اور اس ایمان کی بنیاد پر جو عمل کروگے وہی کام آویگا تو جسقدر اخلاص وزیادتی ہو وہی نعمت ومنفعت ہی وہ اسدن معلوم ہوگی جب یوم الجمع کے لیئے اللہ تعالیٰ تم سب کو جمع فرماویگا فی السراج کہا گیا کہ یوم الجمع نام اسلیئے ہوا کہ اسدن ہر بندہ واسکے اعمال ساتھ جمع ہونگے کہا گیا کہ اولین وآخرین جمع ہونگے کہا گیا کہ اہل آسمان وزمین جمع ہونگے یعنے کہا گیا کہ جن وانس وملائکہ وغیرہ کہا گیا کہ ہر پیغمبر واس کی امت جمع ہونگے **مترجم** کہتا ہے کہ قول اول اس بنا پر ہے کہ ہر عمل کے واسطے صورت خاص ہی قبیح عمل کی قبیح صورت ہی اور نیک عمل کی خوبصورت ہی اور یہی احادیث سے متعارف اور یہی صحیح ہی اور قبر مین عمل قبیح سے بہت پراگندگی ہوتی ہی اور آدمی بھاگتا ہی اور دعا ماثور ہی کہ الٰہی میرے درمیان اور میرے گناہون کے درمیان مشرق ومغرب کا فاصلہ کردے الٰہی میری خطاؤن کو مجھسے دور کردے اور ساقط کردے **خطیب** نے کہا کہ اقوال مذکورہ مین کچھ اختلاف نہین ہی بلکہ یوم الجمع مین سب باتین جمع ہین اور **مترجم** کہتا ہی کہ معنے اول یہان اہم مقصود ہین کہ اسدن بندہ واسکے اعمال اپنی صورت کے ساتھ یکجا جمع ہونگے **ذٰلِکَ یَوْمُ التَّغَابُنِ** - یہ دن یوم التغابن ہی **ف** تغابن تجارت مین اسطرح ہوتا ہی کہ

Marfat.com

بعض نے بعض کو غبن دیا اور خود زیادہ فائدہ لیا اسیطرح یوم الجمع مین وہ فریق کی تجارت کا نتیجہ صاف ظاہر ہوگا اور دنیا مین
کافرون نے دنیا لی اور جہنم لی اور مومنون نے دنیا چھوڑی اور کافرون کے مکانات جنت لیئے اور اپنے مکانات جہنم انکو دیئے
ادت جاکر جنت مین داخل ہونگے اور کفار اس غبن پر حسرت وغم سے گھٹ کر مرنے لگینگے لیکن موت نہین ہے اگر کہا جاوے کہ
عرب مین دونون طرف سے ہوتا ہے تو کافرون کو کیا غبن دیا (جواب) دو طرح پر ہے بعض نے کہا کہ یہ فعل کبھی ایک ہی طرف سے ہوتا ہے جیسے
تعاقب اللص یعنے چور کا پیچھا کرنا و تعاقب اور تغابن دونون باب تفاعل ہین لیکن چور کا تعاقب فقط ایک طرف سے ہوتا ہے اسیطرح
یہان مومنون نے کافرون کو غبن دیا کہ دنیا دیکر انکے مکانات جنت لیئے اور اپنے مکانات جہنم انکو دیے جواب دوم یہ کہ کافرون نے کفر کرکے
یہ حالت پائی ہے تو انکے حق مین تغابن گویا تحقیر ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ سب ایسی صورت مین ہے کہ تغابن اس روز واقع ہوا اور اگر یہ معنی ہون کہ تغابن ظاہر
ہوتا اور اُسدن ہے تو کچھ تکلف نہین رہا اسلیئے کہ دنیا مین کفار یہ خیال کرتے ہین کہ مومنون نے قیامت وجنت کے اعتقاد پر یہان اپنے آپکو شراب
وسور وحرامکاری وسود وغیرہ سے محروم کیا اور نماز وروزہ وغیرہ طاعات سے اپنے آپکو مقید کیا اور غم آخرت مین نفس کو مقہور کیا اور
شکنجہ مین ڈالا اور کفار اپنے آپ کو خوش وخرم خیال کرتے ہین اور مومنین کافرون کو ضلالت پر خیال کرتے ہین پس اس دنیا مین
ہر ایک اپنے نزدیک دوسرے کو غبن مین ڈالنے والا تصور کرتا ہے پھر تغابن ظاہر ہونے کا دن قیامت ہے تو وہان معلوم ہوگا کہ کافرون نے کیسا
سخت غبن پایا ہے واضح ہو کہ حدیث صحیح مین ثابت ہے کہ جسقدر جن وانس اول سے آخر تک پیدا ہوئے ہر ایک کے عدد پر ایک مکان جنت مین
ہے اور ایک مکان جہنم مین ہے پس جسنے یہان کفر کیا اُسنے اپنا مکان جنت چھوڑا وہ مومن کو دیا اور مومن کا مکان جہنم خود لیا اور اُسکے برعکس
مومن نے اپنا مکان جہنم کافر کو دیا اور اسکا مکان جنت لے لیا اور قیامت کے روز یہ ظاہر ہو جاویگا خطیب نے لکھا کہ حدیث مین ہے کہ جو بندہ جنت
مین داخل کیا جائیگا اسکو دکھایا جاویگا کہ اگر تو کفر کرتا تو وہ تیرا مکان جہنم مین تھا تاکہ وہ زیادہ خوش ومسرور ہو اور جو بندہ جہنم مین داخل کیا جاویگا
وہ دکھلایا جاویگا کہ دیکھ وہ تیرا مکان جنت مین تھا اگر تو ایمان لاتا تو پاتا تاکہ وہ حسرت وغم مین گھٹ جاوے مقاتل بن حیان نے کہا کہ اس سے
بڑھکر واللہ کوئی غبن نہین ہے کہ مومنون کو جنت مین لیجاوین اور کافرون کو جہنم مین ڈالین خطیب نے لکھا کہ تغابن کا دن دنیا
مین بھی واقع ہوتا ہے یعنی جسدن باہمی معاملات تجارت مین کوئی شخص دوسرے کو غبن دیتا ہے تو یوم التغابن ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ
دنیا مین کیسا ہی تغابن ہو وہ کچھ نہین ہے بلکہ حقیقت مین یوم التغابن روز قیامت ہے مترجم کہتا ہے کہ دنیا مین جس کسی نے دوسرے کو غبن دیا
تو خوب معلوم ہے کہ یہ شرعی جواز عدل پر مبنی نہین ہے بلکہ بطریق ظلم ومکر ہے تو جسنے غبن اُٹھایا ہے درحقیقت اسنے کچھ غبن نہین اٹھایا اسلیئے کہ وہ
آخرت مین اُسکے عوض مین بہت سی نیکیان لے جاویگا اگر یہان صبر کرے تو حقیقت مین یوم التغابن آخرت مین ہے بلکہ دنیا مین جسنے
غبن دیا ہے اور خود نفع کمانے والا سمجھا ہے اسکے لیئے یوم التغابن ہے جسکو لوگ برعکس کہتے ہین خطیب نے لکھا کہ بعض تفاسیر مین مذکور ہے
کہ تغابن یہ ہے کہ مثلاً آدمی نے مال اسلیئے کمایا کہ بال بچون کے لیئے ثروت چھوڑ جاوے اور اُسنے مال کمانے مین ناحق ظلم وبدکاری و
حرام پر عمل کیا پھر وارثون کے لیے میراث چھوڑی اور وارث نے اس مال سے اللہ تعالیٰ کی بندگی مین ثواب کمایا تو پہلا شخص اس
مال کی وجہ سے جہنم مین گیا اور دوسرا اس مال کی وجہ سے جنت مین گیا پس یہ کھلا ہوا تغابن ہے مغبون یعنے خسارہ اُٹھانے والا وہ شخص
وہ ہے جو اپنے جنت کے مکانات سے غبن مین پڑا اور اس روز ظاہر ہوگا کہ ہر کافر اسوجہ سے بے انتہا خسارہ وغبن مین پڑا کہ اُسنے دنیا
مین ایمان چھوڑا تھا اور اُسدن مومن کو بھی ظاہر ہوگا کہ وہ ایمان کے مرتبہ اعلیٰ حاصل کرنے سے خسارہ مین پڑا ہے اور کیونکر اسنے سال
کے مہینے اور مہینون کے دن اور دنون کے اوقات رائگان خسارہ مین گنوائے ہین زجاج رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ جنت مین
جسکا مرتبہ اعلیٰ ہے اُسکو دیکھکر ادنےٰ درجہ والے کو اپنا غبن ظاہر ہوگا مترجم کہتا ہے کہ واللہ اسمین کچھ شک نہین ہے لیکن اہل

یہ ناظر رحمت ہی کہ جس سے انکو غم نہو گا یعنے جنت سے غم نکال ڈالا گیا ہی برخلاف جہنمیون کے کہ یہ غم و حسرت وہان جمع کر دیا گیا ہی لیکن اس سے بھی معلوم نظاہر ہوگا خطیب رح نے لکھا کہ اگر یہ پوچھا جاوے کہ انمین باہم کیا معاملہ واقع ہوا تھا جسمین غبن ہوا جواب دیا گیا کہ یہان فقط خرید فروخت مین غبن اٹھانے کی تمثیل مقصود ہی جیسے قولہ تعالیٰ فما ربحت تجارتہم مین ہی چنانچہ جب ذکر فرمایا کہ کافرون نے گمراہی کو ہدایت کے عوض خریدا تو فرمایا کہ ان لوگون نے تجارت مین نفع نہین کمایا بلکہ خسارہ اٹھایا اور یہ بھی ذکر فرمایا کہ کافرون نے غبن اٹھایا اسلیئے کہ اہل جنت نے دنیا چھوڑکر آخرت لی اور اہل جہنم نے آخرت چھوڑکر دنیا خریدی ہوا اور اللہ تعالے نے دو ہی فریق کر دیے ایک فریق کو جنت مین رکھا اور دوسرے فریق کو جہنم مین رکھا ہی مترجم کہتا ہی کہ اس جواب کے سوائے دوسرا جواب بھی ہوسکتا ہی یعنے دنیا کو اللہ تعالیٰ نے مقام تجارت قرار دیا ہی جسقدر دنیا سے کم لیا اس نیت سے کہ آخرت مین پاوے تو اُسنے تجارت مین فائدہ لیا کیونکہ حقیر دیکر نفیس کثیر حاصل کیا اور کمی بحساب ضرورت کے ہی پس ضرورت کی مقدار مستثنیٰ ہی اور بعد ضرورت کے کمی وبیشی معتبر ہی پس جسقدر اسمین کوتاہی ہوا سیقدر غبن پڑھنا شروع ہوگا یہانتک کہ یہ نوبت ہوگی کہ بالکل دنیا لی اور آخرت چھوڑی اور یہ کفر ہی اور واضح ہو کہ تغابن ہر چیز مین جاری ہی چنانچہ خطیب رح نے نقل کیا کہ حضرت حسن بصری وقتادہ رح نے بیان کیا کہ ہمکو روایت پہونچی کہ تغابن تین قسم پر ہی ایک یہ کہ آدمی نے علم الٰہی مین سے حاصل کیا یعنے جسکے ذریعہ سے کچھ آخرت کمائی جاوے پھر اُسکو ضائع کیا تو اسوجہ سے غبن وخسارہ مین پڑا دوم آدمی نے علم شریعت سے حاصل کیا اور اسکے موافق عمل کیا اور تجارت پائی سوم ایک شخص نے مختلف طریقے سے مال حاصل کیا جنکی بابت اس سے حرام وحلال کا مواخذہ ہوگا اور اسپر دل جمایا اور بخل کیا اور اس مال کی وجہ سے اپنے رب عزوجل کی بندگی مین قصور کیا اور اس مال سے نیکی نہین کمائی بلکہ وارث کے لیئے چھوڑ گیا اور وارث پر اسکی بابت کچھ حساب نہین ہی اور وارث نے اس مال سے نیکیان کمائین تو اول شخص غبن مین پڑا چہارم ایک شخص کا ایک غلام تھا جسنے رب عزوجل کی بندگی ادا کی تو وہ جنتی ہوا اور اُسکے آقا نے رب عزوجل کی نافرمانی کی تو دوزخ کے لوگون مین گیا یعنے غلام ایمان لایا اور آقا کافر رہا قرطبی رح نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ قیامت کے روز جنت انسانی مین سے شوہر و زوجہ کھڑے کیے جاوینگے پس اللہ تعالے انسے فرماویگا کہ تم دونون کیا کہتے ہو مرد کہیگا کہ الٰہی تو نے مجھ پر اسکا نفقہ فرض کیا تھا مین نے اسکو جہان سے ملا خواہ حلال سے یا حرام سے لاکر کھلایا اب یہ لوگ جنکا حق مجھ سے متعلق ہی میرے نالشی ہین اور اب میرے پاس کچھ نیکی بھی باقی نہین جس سے انکو ادا کرون (یعنے عورت بھی اس مواخذہ مین شامل کیجاوے) پس عورت کہیگی کہ اسنے حرام سے کمایا اور مین واقف نہین ہون مین نے حلال کھایا اور اس شخص نے مجھے خوش رکھنے کے لیئے تیری نافرمانی کی حالانکہ مین اس بات پر راضی نہ تھی تو اسی کی خرابی ہو اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ تو سچ کہتی ہی پھر مرد کے حق مین حکم دیا جائیگا کہ یہی جہنم کو لیجایا جاوے اور عورت کی نسبت حکم ہوگا کہ جنت مین جاوے پھر عورت مذکورہ جنت کے طبقہ سے جھانک کر جہنم مین نظر کریگی اور شوہر سے کہیگی کہ اے شخص بیشک تو نے جو کچھ کمایا تھا اس سے ہلوک فائدے مین رہے اور تو نے ٹوٹا اُٹھایا اور یہ بعید نہین ہی کہ آج یوم التغابن ہی - ھ - یعنے علماے صوفیہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے تمام خلق پر غبن لکھدیا ہی پس جو کوئی اپنے رب عزوجل سے ملاقی ہوگا وہ ضرور غبن اٹھائے ہوے ہوگا اسلیئے کہ کسی سے پورا عمل جسطرح چاہیئے ہی ممکن نہین تو ثواب کامل بھی حاصل نہین ہوسکتا چنانچہ حدیث مین ہی کہ جو بندہ اپنے رب عزوجل سے ملیگا وہ ضرور نادم ہوگا کیونکہ اگر بدکار ہوگا تو اسکو یہ ندامت ہوگی کہ مین نے بھلائی کیون نہین کی تھی اور اگر نیکوکار ہی تو اسکو یہ ندامت ہوگی کہ مین نے زیادتی کیون نہین کی تھی تنبیہ خطیب نے لکھا کہ بعض علماے نے استدلال کیا کہ اللہ تعالے نے فرمایا - ذلک یوم التغابن اس قول سے معلوم ہوا کہ دنیاوی معاملات مین تغابن نہین جائز ہی اسلیئے کہ اللہ تعالے نے تغابن کو روز قیامت کے ساتھ خاص کیا ہی اور اس خصوصیت سے نکلا کہ دنیا مین غبن نہین ہی پس اگر کوئی کسی معاملہ

Marfat.com

ع من غبن پر آگاہ ہو تو تہائی سے زیادہ مردود ہی مترجم کہتا ہی کہ اس عبارت کا مطلب شاید یہ ہی کہ اگر کسی [illegible]
ہاتھ غبن سے فروخت کیا پھر وارثون مین سے کسیکو معلوم ہوا تو دیکھا جاوے کہ اگر اُسنے غبن اسقدر اُٹھایا ہی [illegible]
مثلاً ترکہ تین سو درم ہی تو سو درم تک غبن جائز ہوگا اور اس سے زیادہ رد کیا جاویگا خطیب نے کہا کہ اسیکو فقہائے بغداد نے اختیار کیا [illegible]
حدیث ہی کہ جب تو بیع کرے تو کہا کر کہ خلابہ نہین ہی اور مجھے تین روز تک اختیار ہی خلابہ غبن ہی اور قیاس کی دلیل بھی اسیکو [illegible]
کہ دنیا مین ع ہ بالاتفاق منع ہی کیونکہ یہ فریب کی قسم سے ہی اور فریب و مکر ہر ایک ملت مین حرام ہی لیکن ہمنے خفیف غبن کو جائز رکھا اسلئے
کہ خفیف غبن سے احتراز ممکن نہین ہی کیونکہ اگر ہم اس صورت مین بھی بیع رد کرنے کا فتوی دین تو کبھی کوئی بیع نافذ نہوگی اور کثیر غبن سے
احتراز ممکن ہی تو رد کرنا واجب ہوا اور قلیل و کثیر مین فرق یہ ہی کہ اگر تہائی ہو تو قلیل ہی کیونکہ شارع نے وصیت وغیرہ مین اسی مقدار کو
اعتبار فرمایا ہی مترجم کہتا ہی کہ وصیت کی صورت یہ ہی کہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے تمام مال کی وصیت زید کے واسطے کردی جو
وارث نہین ہی تو دیکھا جاوے کہ اگر وارثون نے اجازت دیدی تو جائز ہی ورنہ فقط تہائی تک جائز ہی اور باقی وارثون کو پھیر دیا جاوے
اسیطرح اگر مریض نے پانچ سو روپیہ کا مال دو سو روپیہ مین زید کے ہاتھ فروخت کیا پھر اس مرض مین مرگیا تو مریض نے تین سو روپیہ
کی محاباۃ کی یعنے اس معاملہ مین زید کو اسقدر نفع پہونچانیکا قصد کیا حالانکہ مرض الموت مین مال سے وارثون کا حق متعلق ہوچکا ہی تو مریض
کا تصرف خود مختاری کے ساتھ نہین ہوسکتا بلکہ دیکھا جاوے کہ ورثہ نے اجازت دی ورنہ اگر مال متروکہ کی تہائی سے تین سو روپیہ
برآمد ہون تو زید کے واسطے یہ بطور وصیت جائز ہی ورنہ جسکو تہائی ہوا اسیقدر جائز ہی اور باقی وارثون کو واپس دے اسیطرح اگر ایک شخص کے
تین غلام ہین اُسنے مرض مین سب کو آزاد کردیا اور سوائے انکے کچھ مال نہین ہی تو وارثون کے لیئے اجازت فقط بقدر تہائی کے جائز ہی پس
ہر غلام مین سے اسی مقدار مین سے تہائی آزاد ہوگا اور باقی قیمت کمائی کرکے ورثہ کو ادا کرے اب اگر پوچھا جاوے کہ جب تغابن
فقط آخرت ہی مین ہی اور دنیا مین غبن پھیرا جاویگا جیسے اوپر تفصیل گزری تو آیت کے کیا معنی ہین (جواب) یہی معنی ہین کہ دنیا مین جو تغابن ہو وہ جہانتک
ممکن ہوسکے دور کیا جاتا ہی اور یوم الجمع کے روز پورا تغابن ہی اسکا دفعیہ کبھی ممکن نہین ہی اور اس روز دو ہی فریق ہونگے مومن و کافر اور دو ہی
مقام ہین جہنم و جنت اور نتیجہ یہ نکلا جو بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور جو کوئی ایمان لاوے اللہ تعالیٰ پر اور
نیک کام کرے تو اُس سے اُسکی برائیان کفارہ کریگا اور اُسکو جنتون مین داخل کریگا جنکے نیچے نہرین جاری ہین قیام رکھینگے انمین ہمیشہ
یہ اعلیٰ امید پوری ہونا ہی ف یہ اُن لوگون کا بیان ہی جنھون نے کامل نفع کمایا اور اپنے دشمنون کو پورے غبن مین چھوڑا اللہ تعالے پر
ایمان لانا جبھی ہوگا کہ اسکی وحدانیت پر یقین ہو یعنے شرک و کفر وغیرہ گمراہی سے بری ہو اور یہ بھی ہوگا کہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاوے جیسے
صحیح کی حدیث وفد عبد القیس مین معروف ہی گناہ ہر شخص کے ساتھ اسکی گردن کی طرح لازم ہوتے ہین جیسے درخت کے پتے ہین اور انکی
قبیح صورتین اور آتشی آثار ہین انکو کوئی شخص دور نہین کرسکتا ہی سوائے اللہ تعالے کے کیونکہ وہ خالق ہی چاہے دور کردے جیسے خزان
مین درخت کے پتے کرتے ہین اور چاہے دونون مین مشرق و مغرب کا فاصلہ کردے اور چاہے بدلکر خوبصورت نیکیان کردے جیسے
عصائے موسی بدلکر اژدھا ہوجاتا تھا لقولہ تعالے یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات الآیہ۔ اور خلود برابر قیام کرنا اور (ابدًا) سے معلوم ہوا ہمیشہ
ہوگا اور ہر روز انکے اعمال پاکیزہ بڑھتے چلے جاوینگے تو ہر روز نئی نئی نعمتین ہوتی جاوینگی لایبغون عنہا حولا۔ کبھی جنات سے دوسری جگہ
جانیکی خواہش نکرینگے باغات جنت مین قصور شاہانہ ہین جنکے نیچے نہرین جاری ہین وہ پانی و دودھ و شہد و شراب خالص قدرتی پیدا
ہین کبھی دنیا مین کسی نے ان چیزون کو خواب مین نہین دیکھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھون سے ملاحظہ فرمایا تھا حاصل معنی

Marfat.com

یہ کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر بدون شرک وبہتان کے ایمان لاوے اور محمد رسول اللہ کی رسالت کو صدق دل سے یقین جانے اور جسقدر ہوسکے نیک عمل کرے تو بھی کامل نفع والا ہی اللہ تعالیٰ اُسکے گناہونکو کفارہ فرماویگا اور اپنی رحمت سے اسکو جنت مین داخل کریگا جنت بے انتہا وسیع ہی وہان جنیات ہین جنمین قصر لعل وزمرد وغیرہ بیشمار ہین انکے نیچے نہایت خوبصورتی کے ساتھ نہرین جاری ہین جنمین اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے اعلیٰ قسم کی چیزین روان ہین اور باغات نہایت سیراب لطیف میوہ جات سے ہمیشہ شاداب بہار بے نہایت پھلدار ہین کبھی انمین کمی نہین ہی بلکہ بڑہا دی ہی تو جب سے یہ بندگان مومنین انمین داخل ہونگے اعلان کردیا جاویگا کہ ای اہل جنت تمھارے لیے ہمیشگی ہی کبھی موت وفنا نہین ہی عقل کے نزدیک نے انتہا خوشی ونعمت جو تصور مین آوے اور ہزار جان سے اسکی آرزو کی جاوے جنت اس سے بے انتہا بہتر ہی تو عاقل جانتا ہی کہ یہی کامل مراد پوری ہونے کے معنے ہین وہان وہ نعمتین ہین کہ کسی آنکھ نے نہین دیکھین اور نہ کسی کان نے سنین اور نہ کسی بشر کے دل پر اسکا تصور گزرا ہی یہ تو اُن لوگونکا بیان ہوا جو یوم التغابن کے روز کامل نفع مین ہونگے دوسرے فریق کا بیان جو غبن سے بے انتہا خسارہ مین پڑینگے تو فرمایا وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور وہ لوگ جنھون نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا ایسے بدکار اصحاب النار ہین اُسی مین مقیم رہینگے اور وہ لوٹ جانیکی بہت بُری جگہ ہی ف یعنی جس فریق نے کفر کیا اسطرح کہ اللہ تعالیٰ سے یا اسکی کسی صفت الوہیت سے انکار کیا یا شرک کیا یا اُسکے کسی رسول سے انکار کیا اور قرآن مجید کو جھٹلایا اور اسی حالت پر مرگیا تو ایسے کافرون کا گھر جہنم ہی پھر جب سے داخل ہونگے کبھی نہین نکلنے پاوینگے بلکہ ہمیشہ اسی مین رہینگے اور یہ انکا انجام کار جان جانیوالے ہین بہت بُرا مرجع ہی اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے حق مین فرمایا (ومن یومن باللہ یعنے جو کوئی اللہ تعالےٰ پر ایمان لاوے ۔ھ۔ اور کافرون کے حق مین فرمایا (والذین کفروا) یعنے جنھون نے کفر کیا ۔ھ۔ پس مومنون کے حق مین صیغہ مستقبل ہی اور جو کافرونکے حق مین صیغہ ماضی ہی تو اس مین کیا حکمت ہی امام رازی رح نے اسکے جواب مین لکھا کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے اُن لوگون کا حال بیان فرمایا جو قیامت کے روز غبن مین پڑینگے پھر اُن کو نصیحت فرمائی کہ اس سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ واسکے رسول پر ایمان لاؤ پھر فرمایا کہ جو کوئی تم مین سے کفر چھوڑکر ایمان لاویگا وہ جنت مین جاویگا اور اسکے سابق کفر وکفر کے گناہ بخشے جاوینگے اور جنھنے نہ مانا اور اپنے کفر پر جما رہا تو وہ جہنمی ہی ۔ھ۔ اور یہ خطاب بھی اسی جواب کو پسند کیا ہی اور الزام بے تکلف نکیا جاوے تو بھی جواب صاف ہی کیونکہ ایمان لانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگا اور ہر دم وسوسہ شیطان ونفس کے دفعیہ کی ضرورت سے تجدید ہوتی ہی بخلاف اسکے کہ کفر پر پیدا ہوا اور اسی پر جما رہا اور رسول وقرآن نازل ہوا تو ایمان نہ لایا پس برابر جہنم تک گیا اور وہین ابدالاباد تک پڑا رہیگا نعوذ باللہ من جہنم وعذاب النار

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ
نہین پڑی　کوئی تکلیف　بن حکم　اللہ کے　اور جو کوئی یقین لاوے　اللہ پر　راہ بتاوے اُسکے دل کو اور اللہ کو
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا
ہر چیز　معلوم ہی　اور حکم مانو　اللہ کا اور حکم مانو　رسول کا　پھر اگر　تم منھ موڑو　تو ہمارے رسول کا کام یہی ہی
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ
پہونچا دینا　کھول کر　اللہ اُس بن کسی کی بندگی نہین اور　اللہ پر　چاہیئے بھروسا کرین　ایمان والے

جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید و رسول سے منکرون کو ارشاد کیا بقولہ تعالیٰ فامنوا باللہ ورسولہ تو شیطان نے کافرونکو وسوسہ

Marfat.com

لاتا کہ اگر یہ مسلمان خدا تعالیٰ کے نزدیک حق پر ہوتے تو خدا تعالیٰ انکو دنیا مین بہت دولت و ثروت دیتا ورنہ انکو مصیبت انپر نہ آنے پاتی تو اللہ تعالیٰ نے اس شیطانی خیال کو رد فرمایا بقولہ تعالیٰ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (کوئی مصیبت نہین پہونچی مگر باذن الٰہی ف ابن عباس رضؓ نے کہا یعنے بحکم الٰہی اسکے معنی یہ ہین کہ جسطرح اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت محکمہ سے ذرا ذرا سی مصیبت پہونچتی ہی چنانچہ سورہ حدید مین فرمایا ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأہا (کوئی مصیبت نہین پہونچتی ہی زمین مین اور نہ تمھاری ذات مین مگر آنکہ تمھارے نفوس کے پیدا کرنے سے پہلے ہمنے اُسکو لوح محفوظ مین لکھدیا ہی) اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو دین مین یا دنیا مین اُسکی جان یا مال مین قول و فعل سے یا کسی طرح جو مصیبت پہونچتی ہی وہ اللہ عزوجل کی تقدیر ازلی سے ہی (دس) اور اس مصیبت کے فوائد اہل ایمان کے واسطے بہت زیادہ ہین حتی کہ بعض وقت ایکدن کی مصیبت سے بندۂ مومن کو اسقدر حاصل ہوتا ہی جو سال بھر کی عبادت سے اسکو حاصل نہوتا کیا نہین دیکھتے ہو کہ حدیث مین آیا ہی کہ قیامت کے روز اہل مصیبت کو ندا کیجائیگی جنھون نے دنیا مین صبر کیا تھا وہ لوگ اُٹھ کھڑے ہونگے اور اُنکے واسطے ایسے درجات بلند اور نعمتین نفیس عطا ہونگی جنکو دیکھکر دوسرے لوگ یہ تمنا کرینگے کہ کاش دنیا مین خدا کی راہ مین قینچیون سے اُنکے بدن کی بوٹیان کاٹی جاتین تاکہ آج اُنکو بھی یہ درجات حاصل ہوتے اور مصیبت مین صبر کرنیکے فضائل بیشمار ہین واضح ہو کہ حدیث مین ہی کہ ای لوگو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو (صحیح) اور حدیث مین ہی کہ جسکو عافیت دیگئی اسکو بہتری عطا ہوتی ہی ایک شخص نے صبر مانگا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ای شخص عافیت طلب کر کیونکہ تو نے مصیبت مانگی ہی یعنی صبر تو مصیبت کے وقت ہوتا ہی علماء نے کہا کہ امتحان الٰہی مین دلیری نکرے اور جب مصیبت پیش آوے تو اللہ تعالیٰ سے ثابت قدم رہنے کی دعا کرے کیونکہ شان الٰہی کے لائق عبادت ادا ہونا شرعاً و عقلاً محال ہی پھر جرأت نکرے فافہم بالجملہ مومن کے لیئے ہر مصیبت حتی کہ خراش و ہم و غم و فکر وغیرہ کفارۂ گناہ ہین تاکہ دنیا سے پاک و صاف نکلے لیکن کافرون کے نزدیک چونکہ دنیا کے سوائے کچھ نہین ہی اسلیئے وہ لوگ ایسے دین کو تلاش کرتے ہین جسمین انکو دنیا خوب ملے اور دنیا کی کثرت کو اپنے خوبی سمجھتے ہین حتی کہ الدارون کی نسبت یہ خیال کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اُنسے بہت راضی ہی چنانچہ قریش و اعراب کے حالات سابق کے آیات مین گزر چکے ہین وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہی اللہ تعالیٰ اسکے دل کو ہدایت دیتا ہی ف ابن عباس رضؓ نے کہا کہ ہدایت یہ کہ اسکے دل مین تسکین پیدا کردیتا ہی کہ جو مصیبت پہونچی وہ کسیطرح ٹل نہین سکتی تھی اور جو مقدر نہین ہی وہ کسی طرح نہین پہونچیگی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قضاء قدر پر اسلام لایا ہی اور سعید بن جبیر و مقاتلؒ نے کہا کہ مومن وقت مصیبت کے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہتا ہی (ابن کثیر و خطیب) حدیث مین ہی کہ جسنے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہا تو اللہ تعالیٰ اسکو ثواب اور نعم البدل عطا فرماتا ہی **کلبی** نے کہا کہ ہدایت یہ ہی کہ جب اسپر نعمت دیتا ہی تو وہ شکر کرتا ہی اور جب اسپر کوئی مسلمان ظلم کرے تو اسکو بخشتا ہی اور جب مبتلاے مصیبت فرماوے تو صبر کرتا ہی بعض نے کہا کہ اسکو ایمان پر ثابت فرماتا ہی (السراج) شاید مراد یہ کہ وہ ایمان لاتا ہی کہ یہ مصیبت بتقدیر الٰہی ہی **شیخ ابو عثمان الحیری** رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جسکا ایمان صحیح ہوتا ہی تو اللہ تعالیٰ اسکے قلب کو ہدایت دیتا ہی کہ طریقۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہی ف اُسپر وہ بندہ بھی پوشیدہ نہین جسنے اُسکے امر تقدیر کا اتباع کیا اور سر تسلیم خم کیا پھر جب ہدایت قلب کے ساتھ بندہ کو علم حقیقت کے طور سے یہ بات محقق ہوجاتی ہی تو اُسکے دل سے ہر بدعت و باطل اعتقاد اور خبیث خطرات زائل ہوجاتے ہین (سراج) جب بندہ قضاے الٰہی کے واسطے گردن جھکاتا ہی اور اسکے ثواب و رضامندی کی امید پر صبر کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اسکے قلب کو ہدایت دیتا ہی اور یہ ہدایت و یقین صادق اس چیز کا عوض ہوجاتی ہی جو جاتی رہی اور کبھی باوجود اسکے دنیا مین سے بھی اسکو گم شدہ سے بہتر دیتا ہی **ابو ظبیان** رحؒ نے کہا کہ ہملوگ علقمہ رحؒ کے پاس موجود تھے کہ یہ آیت پڑھی گئی من یومن باللہ یہد قلبہ تو علقمہ رحؒ نے فرمایا کہ یہ ہی

Marfat.com

شخص کے حق مین ہی جسکو کچھ مصیبت پہونچی پس اسنے جانا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی پس راضی وشاکر ہوا ابن جریر وابن ابی حاتم اور حدیث صحیحین مین ہی کہ مومن کا حال بہت خوب ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکے حق مین جو تقدیر جاری فرماتا ہی اسمین مومن کی بہتری ہوتی ہی چنانچہ اگر اسکو مصیبت پہونچی اور اسنے صبر کیا تو اسکے لیئے بہتر ہی اور اگر اسکو خوشی پہونچی اور اسنے شکر کیا تو یہ اسکے لیئے بہتر ہی اور یہ بات سوائے مومن کے کسیکے واسطے نہین ہی قال الامام احمد حدثنا حسن (ہو ابن موسی الاشیب) حدثنا ابن لہیعۃ ثنا الحارث بن یزید عن علی بن رباح سمع جنادۃ بن ابی امیۃ سمعت عبادۃ بن الصامت یقول ان رجلا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ای العمل افضل فقال ایمان باللہ وتصدیق بہ وجہاد فی سبیلہ فقال اریدا ہون من ہذا یا رسول اللہ فقال لا تتہم اللہ فی شیٔ قضی لک بہ یعنی عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کون عمل افضل ہی آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور میری تصدیق کرنا اور راہ الٰہی مین جہاد کرنا اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اس سے آسان چاہتا ہون آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تیرے حق مین قضا کے مقدر جاری فرماوے اسپر اللہ تعالیٰ کو متہم مت رکھ یعنی یہ امر قضا جس صورت سے جاری ہو اسکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عین حکمت ومصلحت سمجھ لے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ائمہ صحاح ستہ نے اس حدیث کو اخراج نہین کیا وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ اور تم لوگ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی پھر اگر تمنے پیٹھ پھیری تو جان لو کہ ہمارے رسول پر فقط صاف صاف پیغام پہونچانا واجب ہی ف یعنے بعد ایمان کے تمکو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ قرآن مین فرمایا اسکی فرمانبرداری کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو طریقہ تمکو بتلاوین اسپر عمل کرو اسیواسطے ایک جماعت علما اسلف وخلف رضی اللہ عنہم سے یہ بات ثابت ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب قرآن مجید مین مذکور ہی اور علما راسخین اسکو دقیق نظر سے سمجھتے ہین لیکن عموماً ہر شخص مین یہ لیاقت نہین ہوتی کہ قرآن سے ان احکام کو سمجھ لے اور حدیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تم مین سے کسی شخص کو اس حالت پر نہ پاؤن (یعنے میرے بعد تم مین سے کوئی ایسا نہو جاوے) کہ اسکے پاس کوئی حکم میرے احکام مین سے آوے پھر وہ کہے کہ ہم اسکو نہین پہچانتے ہین جو کچھ ہمنے قرآن مین پایا اسکی اتباع کرلی آگاہ رہو کہ مجھے قرآن دیا اور اسکے مثل اسکے ساتھ دیا ہی رواہ الطحاوی واصحاب السنن) پس جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا جس سے منع کیا بسر وچشم تابعداری کرو اور آپ اسکا حاصل یہ ہی کہ قرآن وحدیث صحیح کی اتباع کرو اور یہ جان لو کہ اگر تمنے اتباع نہ کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ باز پرس نہین ہی کیونکہ آپ پر یہ واجب تھا کہ اللہ تعالے کا پیغام صاف صاف سناوین اور امت صاحہ گواہ ہی کہ آپنے صاف صاف سنا دیا اور اسکی نظیر دوسری آیت ہی یعنے قولہ تعالیٰ علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم زہریؒ نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے رسول بھیجنا اور رسول کی طرف سے پیغام پہونچانا اور ہم لوگون پر بسر وچشم تسلیم کرنا معین ہی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر پیغام پہونچانیکا ذمہ اٹھایا ہی اور تمپر یہ ذمہ داری ہے کہ تم بسر وچشم سنو اور فرمانبرداری کرو پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کام سے بخوبی فارغ ہوگئے اور اب قیامت تک جو لوگ پیدا ہون سب پر فرمانبرداری واجب ہی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اللہ ہی الوہیت والا ہی کوئی الوہیت والا نہین ہی سوائے اسکے اور اللہ تعالیٰ ہی پر مومنون کو بھروسہ کرنا چاہیئے ف یعنے جب یہ بات قطعی ایمان ہی کہ الوہیت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی مین نہین ہی تو قطعاً ہر چیز اُسی کی حکمت وصنعت وایجاد ہوا اور سوائے اسکے کسی مین ذرا بھی پیدا کرنے اور ایجاد کرنے وغیرہ کی کوئی قدرت نہین ہی جیسے کافرون نے اپنے معبودونکی طرف سے باطل گمان کیا لیکن مومنون کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت یقین ہوا اور یہ یقین ہدایت پر ہین تو پھر مومنون کو اللہ تعالے ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے اور اس سے معلوم ہوا کہ جو مصیبت واقع ہو وہ اللہ تعالے کے علم وقدرت سے عین حکمت ومصلحت ہی بلکہ حدیث مین آیا ہی کہ سب سے زیادہ مصیبت پیغمبرون پر واقع ہوتی ہی پھر انکے بعد جو

Marfat.com

لوگ درجہ بدرجہ صاحب مرتبہ ہین (الصحیح) اور اسکا عظیم فائدہ ظاہر ہی کیونکہ دنیا انکا گھر نہین ہی تو یہان کے نقصان و تکلیف کی طرف سے
کامل یقین سے وہ لوگ آخرت کے درجات چاہتے ہین اسیواسطے کمتر درجے کے مسلمانون پر یہ تکلیفات کم ہوتی ہین تاکہ شیطان
کی طرح وسوسہ نڈالے کہ اگر دین اسلام حق ہوتا تو مسلمانون پر اللہ تعالیٰ مصیبت نڈالتا حالانکہ دنیا کی مصیبت فانی ہی اگر چہ دنیا کی
سے جلایا جاوے اور آرے سے چیرا جاوے برخلاف کافرون کے جو جہنم مین پڑکر دائمی مصائب اُٹھاوینگے کیونکہ وہ مصیبت دوامی ہی
نہایت سخت ہی اول تو اسکے واسطے دوام ہی کبھی انقطاع نہین ہی اگرچہ جہنم کی آگ بقول بعض سلف کے بجھ جاوے دوم یہ کہ دنیا مین ہر مصیبت
بوجہ موت کے منقطع ہوجاتی ہی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ
اے ایمان والو بیشک بعضی تمہاری جورین اور اولاد دشمن ہین تمہارے سو انسے بچتے رہو
وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ
اور اگر معاف کرو اور درگزرو اور بخشو تو اللہ ہی بخشنے والا مہربان ○ تمہارے مال
وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ○ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ
اور اولاد یہی ہین جانچنے کو اور اللہ ہی جو ہی اُسکے پاس بڑا نیگ سو ڈرو اللہ سے جہانتک سکو
وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ
اور سنو اور مانو اور خرچ کرو بھلے کو اپنے واسطے اور جسکو بچادیا اپنے جی کے لالچ سے
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ إِن تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَ
سو وہ لوگ وہی مراد کو پہونچے اگر قرض دو اللہ کو اچھی طرح قرض دینا وہ دونا کردے تمکو اور
يَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ○ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○
تمکو بخشے اور اللہ قدردان ہی تحمل والا جاننے والا چھپے اور کھلے کا زبردست حکمت والا

امام بغوی و خطیب وغیرہ نے لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیات عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کے حق مین نازل ہوئین
جنھون نے اپنے آل و اولاد کی شکایت بحضور رسول اللہ صلعم عرض کی تھی اسکو نحاس نے ذکر کیا اور امام ابن جریر طبری نے کہا کہ عطار
بن یسار تابعی نے بیان کیا کہ سورۂ تغابن سب مکے مین نازل ہوا سوا ے ان آیات کے کہ انکا سبب نزول یہ ہوا کہ مدینے مین ہجرت کے
بعد عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے شکایت آل و اولاد پیش کی اور بات یہ تھی کہ عوف رضی اللہ عنہ مالدار اور کثیر الاولاد تھے جب جہاد
مین جانیکا ارادہ کرتے تو یہ لوگ یعنے بیبیان اور اولاد رونے لگتے کہ آپ ہمکو کس کے حوالے کرتے ہین پس انکا جی بھر آتا اور رُک جاتے تھے
آخر انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ آل و اولاد کی طرف سے مجھ سے یہ خسارہ پہونچا ہی اور چاہا کہ جیسا انھون نے
کیا اسکے عوض مین انکے ساتھ برائی کرین پس اللہ تعالےٰ نے اُنکے ساتھ بدی کرنے سے منع فرمایا اور احتیاط کا حکم دیا اور نازل ہوا قولہ تعالےٰ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ اے میرے بندو جو یقین لائے اللہ
تمھارے جفت اور اولاد مین سے تمھارے دشمن ہین پس انسے پرہیز کرو۔ ازواج جمع زوج بمعنے جفت ہی جو عربی مین مرد اور عورت
دونون کو کہتے ہین اسیواسطے بعض نے کہا کہ عورت کے لیے اسکا شوہر بھی فتنہ ہوتا ہی قولہ من ازواجکم (من تبعیضیہ ہی یعنی اول ایسا

تمہارے ازواج و اولاد مین سے بعضے تمہارے دشمن ہین اگرچہ تمہارے ساتھ بہت دوستی و شفقت ظاہر کرین (دس) مجاہدؒ نے کہا کہ ازواج و اولاد کی دشمنی ظاہری نہین ہی واللہ نہین کہ دنیا مین انھون نے آدمی کے ساتھ عداوت ظاہر کی ہو مثلاً اسکو قتل کرنیکے درپے ہون لیکن یہ معنی ہین کہ ازواج و اولاد کی محبت و پیار نے اُسکو یہانتک آمادہ کیا کہ اسنے حرام ذریعہ سے کمائی کرکے انکو کھلائی پس خود ان کی وجہ سے عذاب مین مبتلا ہوا (ف) مجاہد نے کہا کہ بعضے زوجہ و اولاد اپنی محبت مین آدمی کو آمادہ کرتے ہین کہ قرابت کو قطع کرے اور اپنے رب عزوجل کی نافرمانی کرے پھر آخر وہ مجبور ہوکر انھین کی راے پر چلتا ہی (ابن کثیر) اور خلاصہ یہ کہ ازواج و اولاد جب پرہیزگار و موافق نہین ہوتے ہین تو آدمی کو اُنکی محبت و شفقت مین اپنی عاقبت کا خسارہ اُٹھانا پڑتا ہی اور یہ انکی طرف سے آدمی کے حق مین دشمنی ہی اور یہ حالت سب ازواج و اولاد مین نہین ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ جب نازل ہوا قولہ تعالیٰ الذین یکنزون الذہب والفضۃ الآیہ تو صحابہؓ پر شاق ہوا حتی کہ بعض نے پوچھا کہ پھر ہم کیا ذخیرہ کرین آپنے فرمایا کہ عورت صالحہ جو آدمی کو آخرت پر معین ہو چنانچہ اس آیت کی تفسیر مین گزر چکا ہی اور آیت عام ہی یعنے جن صورتون سے آدمی کی آخرت مین بوجہ آل و اولاد کے نقصان ہوتا ہو سب کو شامل ہی جیسے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے حق مین جہاد سے مانع ہوے اور جیسے مجاہدؒ نے مثال دی کہ انکی وجہ سے آدمی قرابت قطع کرتا ہی مثلاً عورت زبان دراز ہی اور اس سے خرد اولاد موجود ہی اور وہ شوہر کے ماں باپ کو تکلیف دیتی ہی اور ماں مثلاً متحمل نہوئی اور ناقص عقل ہی اسنے چاہا کہ بیٹا اُس عورت کو طلاق دے تو ایسی صورت مین لامحالہ اسکو لازم تھا کہ عورت کو طلاق دے مگر کبھی زوجہ کی محبت سے اور کبھی اولاد کی محبت سے وہ ماں کی نافرمانی کرنے لگتا ہی اور یہ کبیرہ گناہ ہی اسیطرح کبھی آدمی پر مثلاً بیوہ محتاج بہن وغیرہ کا نان نفقہ واجب ہوتا ہی لیکن اپنی زوجہ و اولاد کی محبت مین یا زوجہ کے بہکانے سے وہ حق قرابت ادا کرنے مین کوتاہی کرتا ہی تو یہ سب اسکے حق مین دشمن ہوے کہ اسکو عذاب جہنم مین پھنساتے ہین لہذا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آدمی ایسی صورت مین امر حق سے تجاوز نکرے اور ان دشمنون کے جال سے بچے اور تفاسیر مین ہی کہ امام ترمذیؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اس ایت کی تفسیر مین بیان کیا کہ اہل مکہ مین سے کچھ لوگ ایمان لائے اور چاہا کہ مکے سے ہجرت کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین چلے جاوین دیکھتے تاکہ دین مین علم معرفت و قرآن حاصل کرین اور جہاد و ہجرت کا ثواب عظیم حاصل کرین لیکن انکے ازواج و اولاد نے انکو جانے نہ دیا پھر جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین فائز ہوے تو دیکھا کہ آپکے قدما راصحابؓ نے علم دین سے فقہ حاصل کرلی ہی (یعنے یہ محروم رہگئے تب اُنھون نے یہ قصد کیا کہ ازواج و اولاد کو اس دشمنی کی سزا دین پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیات نازل فرمائین ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اس حدیث کو امام ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی نے بھی باسنید صحیحہ روایت کیا ہی (ابن کثیر و خطیب و مع وف وغیرہ) حاصل یہ کہ اللہ تعالےٰ نے مومنون کو آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ بعض مومنون کے ساتھ انکے بعض ازواج و اولاد ایسے لگا دیتا ہی جو دین مین اسکے دشمن ہوتے ہین حالانکہ نادانی سے یہ نہین سمجھتے کہ ہم دشمنی کرتے ہین بلکہ دوستی و شفقت سمجھتے ہین اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہی پس حکم دیا کہ حکم الٰہی و دار آخرت کو مقدم رکھے اور ایسے احمق دشمنون سے پرہیز رکھے چنانچہ فرمایا فاحذروہم یعنے اے مومنو تم انسے پرہیز رکھو اور بچے رہو اور فرمایا وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور یہ کہ تمکو لازم ہی کہ انکو عفو کرو اور انسے درگزر کرو اور بخشدو کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہی ف یعنی انکو سزا دینا و عداوت رکھنا پسندیدہ اخلاق سے نہین ہی کیونکہ انھون نے عمداً عداوت کا قصد نہین کیا تھا بلکہ یہ انکی جہالت تھی تو تمکو چاہیئے کہ تم اُن کی جہالت سے بچے رہو اور انکی خطا کو عفو کرو اور انکی بیہودگی سے درگزر کرو اور انکا گناہ بخشدو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ صفات مین سے یہ ہی کہ غفور رحیم ہی پس تم بھی اپنے رب عزوجل کے صفات کا مظہر بنو اور یہی مکارم اخلاق ہین اسیواسطے آدمی کو لازم ہی کہ اپنے زوجات و اولاد کو تعلیم دے اور دین سکھلاوے اور حدیث مین وارد ہی کہ جسنے اپنی مملوکہ لونڈی کو اچھی طرح تعلیم دی یعنی علم دین سکھلایا پھر اسکو

Marfat.com

اچھی طرح ادب سکھلایا یعنے علم دین کے موافق عمل کرنے کا اچھا طریقہ سکھلایا پھر اسکو آزاد کرکے اسکے ساتھ نکاح کرلیا
لیے دوچند ثواب ہی (صحیح) اور لونڈی بوجہ مملوکہ ہونے کے اچھی طرح فرمانبرداری کے ساتھ سیکھے گی اور مملوک ہونیکی وجہ سے ادب
دے ادب ہوکر جہنم کے کنارے لگی تھی جو آقا کی توجہ سے دیندار ہوگئی (عبرت) بعضے خلفائے بنی امیہ اور اکثر خلفائے عباسیہ
گئے سیرہ کی تعلیم مین مشاق کیا تھا اور اسی نحوست نے تمام ملکون مین سرایت کی اور امرا نے لہو لعب اختیار کیا حتی کہ قص
ہوگیا نعوذ باللہ من ذالک واضح ہو کہ جب زوجہ واولاد کو دین کی معرفت ہوتی ہی تو یہ لوگ وسوسۂ شیطانی قبول نہین کرتے تو انکی ذات سے دشمنی بھی
ظاہر نہین ہوتی ہی خطیب نے لکھا کہ صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے بہکانے کیلیے ایمان کی راہ مین شیطان
بیٹھتا ہی پس کہتا ہی کہ بھلا تو ایمان لاویگا اور اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیگا جب اسنے شیطان کا کہنا نہ مانا اور ایمان لایا تو پھر ہجرت کی راہ مین بیٹھتا ہی اور کہتا ہی کہ بھلا تو
لڑنے جاویگا اپنا وطن مالوف اور مال واہل وعیال چھوڑ جاویگا پھر جب اسنے مخالفت کی اور ہجرت کی تو پھر اسکے جہاد کی راہ مین بیٹھتا ہی اور کہتا ہی کہ کیا تو لڑنے جاویگا
آخر اپنی جانکو قتل کراویگا تیرے پیچھے تیری عورت سے دوسرے لوگ نکاح کرینگے اور تیرا مال دوسرے لوگ بانٹ لینگے پھر جب اسنے نہ مانا اور جہاد کیا اور مارا گیا تو اللہ
تعالیٰ پر حق ہی کہ اسکو جنت مین داخل فرماوے ترجمہ کہتا ہی کہ اس زمانے مین بادشاہون اور متکبرون نے جو دین سے دور تھے یہ طریقہ نکالا کہ جو عورت بیوہ ہوجاے اسکا
نکاح کرنا بے آبروئی ہی اور اسوجہ سے بکثرت فتنہ اسلام مین پھیلگئے فسق وفجور اور باہمی عداوت ونفاق اور دنیا پر مدار اور ذلت وخواری ونامردی وغیرہ کہانتک
بیان کیجاوے اور واضح ہو کہ شریعت حقہ مین انقلاب کو قریب آٹھ سو برس کے ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون لیکن اسوقت شروع ہوا تھا
اور اب بے انتہا ہوگیا اور احادیث صحیحہ مین جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی سب ایک ایک کرکے واقع ہوتا گیا حالانکہ جسوقت
کتب احادیث تصنیف ہوئی ہین اسوقت حالت غنیمت تھی اور بعض فتن واقع ہوچکے تھے اور اب درجے کمال کو پہونچگئے ہین اللہ تعالے
نصرت فرماوے آمین خطیب نے لکھا کہ شیطان کا رہزنی کرنا دو طرح ہوتا ہی ایک یہ کہ کسیکے دل مین وسوسہ ڈالے دوم یہ کہ کسی دوسرے کے
دل مین آمادگی ڈالے جو اس شخص کو شیطانی مراد پر آمادہ کرے جیسے آدمی کو جہاد سے روکنا چاہتا تھا جب اُسنے نہ مانا تو شیطان نے
اسکے بیٹے اور زوجہ ودوست کے دل مین یہ وسوسہ ڈالا انھون نے اس آدمی کو روکا وقد قال تعالیٰ وقیضنا لھم قرنآء فزینوا لھم ما بین
ایدیھم وما خلفھم الآیۃ یعنی ہمنے کافرون کے واسطے قرین یعنے ہمزاد بستہ کردیے جنھون نے انکے لیئے سامنے کی چیزین اور پیچھے کی چیزین مزین کردین
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منقول ہی کہ جسنے مال جمع کیا اور زوجہ سے شادی کی اور اولاد ہوئی تو وہ دنیا مین غلام بنگیا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برباد ہوا بندۂ دینار اور برباد ہوا بندۂ درم اور برباد ہوا بندۂ خمیصہ الحدیث اور شک نہین کہ دینار ودرم
کا بندہ ہونا نہایت کمینہ پن ہی اور جو شخص جدید کپڑے سے دل بستہ ہو وہ کم ہمت ہی ازواج کے لفظ مین عورت ومرد دونون داخل
ہین تو جیسے مرد کے لیئے زوجہ احمق اسکی دشمن ہوتی ہی اسی طرح عورت کے لیئے مرد احمق دشمن ہوجاتا ہی فاحذروھم یعنے ایسے ازواج واولاد
سے جو تمھارے دشمن ہین بچے رہو ایسا نہو کہ نیک درجات سے تمکو روکین اور انکی حماقت کے مکر سے بچو اور شیطان جو کچھ انکو وسوسہ ڈالدے
اسکے ضرر سے بچو اور پناہ مانگو وان تعفوا۔ یعنے انکو سزا مت دو بلکہ عفو کرو کیونکہ سزا دینے مین کچھ فائدہ متصور نہین ہی اسلیے کہ عداوت وبیچ
کی نادانی جبلی ہی بلکہ نفع اسمین ہی کہ خود پرہیز کرو۔ وتصفحوا اور ملامت کرنیکا مقابلہ نکرو کیونکہ زبان سے برا بھلا کہنے مین دلون مین ملال پیدا ہوتا ہی
اور شیطان کو فساد کا موقع ملتا ہی۔ وتغفروا۔ انکے گناہونکو نابود سمجھو۔ انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ عندہ اجر
عظیم تمھارے مال واولاد تو فتنہ ہین اور اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہی کہ اسکے پاس ثواب عظیم ہی ف یعنے تمھارے ساتھ جہاد کا حکم
لگادیے گئے تو یہ امتحان ہی حالانکہ اللہ تعالے تمکو تمھاری ذات سے زیادہ جانتا ہی لیکن غرض یہ کہ اس شان امتحان سے فوز عظیم
قائم ہو کیونکہ تم اپنے نفس مین مغرور ہو اصلی حقیقت نہین پہچانتے ہو پس اس سے علم دنیا مین ظاہر ہوجائیگا کہ کس بندے نے مال واولاد

Marfat.com

طرف میل کیا تو یہ اسپر نقمت ہوا اور جسنے میل نہین کیا اُسپر نعمت ہوا اور بات یہ ہوتی ہی کہ آدمی کبھی مال واولاد مین ایسا مصروف ہوتا ہی کہ حد سے گزر کر اپنی آخرت خراب کرتا ہی حالانکہ مال واولاد سے اسکی اصلاح نہین ہوسکتی ہی حافظ ابونعیم نے کتاب الحلیہ مین حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال مین روایت کی کہ سفیانؒ فرماتے تھے کہ قیامت مین بعضے آدمی ایسے لائے جاوینگے کہ اُنکے اہل وعیال نے انکی نیکیان کھالی ہونگی بعض سلف سے روایت ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ آدمی کے اہل وعیال اس کی طاعات کے گھن ہین **خطیبؒ** نے کہا کہ مال کے فتنہ ہونے کے واسطے ثعلبہ بن حاطب کا قصہ کافی ہی جسکا ذکر اس تفسیر مین تحت قولہ تعالیٰ منہم من عاہد اللہ الآیہ - بیان ہوچکا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ خلاصہ یہ ہی کہ ثعلبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محتاجی بیان کی اور درخواست کی کہ اگر آپ میرے واسطے دعا فرماوین کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال دے تو مین حقوق ادا کرنے مین سرگرم ہوجاؤن آپ نے اسکو نصیحت کی کہ اس سے باز آوے پھر دوبارہ سہ بارہ درخواست پر آپنے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اسکی بکریون مین بہت کثرت کی اور وہ اسکی فکر مین جماعات کی حاضری سے قاصر ہوا پھر جب مدینہ مین سمائی نہوئی تو باہر رکھنے لگا پھر دور جاکر وادی مین رہا اور آخر جمعہ مین آنا بھی چھوڑدیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی دریافت فرماتے اور حال سنتے تو فرماتے ویح ثعلبہ - یہ کلمہ اسکی بربادی کو مشعر ہی جیسے یہان کہتے ہین کہ تیری خرابی ہو جب فریضہ زکوٰۃ نازل ہوا تو جو لوگ زکوٰۃ حاصل کرنے گئے تھے اُنسے کہنے لگا کہ یہ کیا حکم ہی یہ تو ڈانڈ ہی مفت تاوان ہی آخر کہنے لگا کہ تم جاکر دوسرون سے وصول کرو مین اپنے معاملے مین غور کرتا ہون وصول کرنیوالے آگے بڑھے ہر ایک نے اپنے جانورون کی زکوٰۃ دیدی اور ایک مرد صالح نے نہایت خوشی سے عمدہ عمدہ چھانٹکے حوالے کیئے مصدقین نے کہا کہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہی کہ ہم عمدہ مال لین اسلیئے ہم ایسے عمدہ نہین لے سکتے ہین اسنے کہا کہ مین اپنی خوشی سے دیتا ہون اُنھون نے کہا کہ ہم حکم کے خلاف نہین کرسکتے ہین اُس مرد صالح نے فرمایا کہ اچھا تم جیسے مانگتے ہو وہ بھی لیجاؤ اور جو مین نے نکالے ہین یہ بھی لیجاؤ اگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو نامنظور فرماوینگے تو مین واپس لونگا الغرض سب سے وصول کرکے جب ثعلبہ کے یہان آئے تو پھر اُس نے وہی نامعقول گفتگو کی کہ یہ تو مفت کا ڈنڈ ہے تاوان ہے مصدقین چلے آئے اور ہنوز یہ لوگ قریب نہین آئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمانا شروع کیا - ویح ثعلبہ یعنے ثعلبہ برباد ہوا اور وحی نازل ہوئی قولہ تعالیٰ منہم من عاہد اللہ - گیارھوین پارہ مین منافقین کے اقسام مین ثعلبہ کا شمار ہوا یہ حکم الٰہی سنتے ہی ثعلبہ کے ایک قرابتی فوراً سوار ہوکر گئے اور اس سے جاکر کہا کہ اے کمبخت یہ تو نے کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے تجھے یہ سب حاصل ہوا اللہ تعالیٰ نے تجھے فقر وفاقہ سے نکالکر یہ ثروت دی اب تو نے یہ کمبختی اختیار کی تب وہ صدقے کا مال لیکر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لینے سے انکار کیا پھر خلیفۂ اول ابوبکرؓ نے پھر خلیفۂ دوم عمرؓ نے پھر سوم عثمانؓ نے انکار کیا اور انھین کی خلافت مین مرگیا نعوذ باللہ من ذالک پس مال واولاد فتنہ ہوتا ہی **خطیبؒ** نے لکھا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم مین سے کسی کو یہ نہ کہنا چاہیئے کہ الٰہی مجھے فتنے سے محفوظ رکھ کیونکہ جو کوئی تم مین سے اپنے مال واولاد کی طرف رجوع کرتا ہی وہ فتنے مین گرا رہتا ہی بلکہ اسکو یون کہنا چاہیئے کہ الٰہی مجھکو گمراہ کرنے والون فتنہ سے پناہ دے **مترجم** کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیرؒ نے سابق مین اسکو حدیث مرفوع روایت کیا ہی واللہ تعالیٰ اعلم اور حسن بصریؒ نے کہا کہ قولہ تعالیٰ من ازواجکم الخ یعنے بعض ازواج کو فرمایا اسواسطے کہ سب ازواج آدمی کے دشمن نہین ہوتے ہین اور قولہ تعالیٰ انما اموالکم واولادکم فتنۃ مین لفظ (من) ذکر نہین کیا یعنے بعض اموال اور بعض اولاد نہین فرمایا اسواسطے کہ اموال واولاد سبھی ایسے ہوتے ہین کہ انمین کچھ نہ کچھ فتنہ ہوتا ہی کیونکہ قلب کو ضرور انسے تعلق ہوتا ہی اور حدیث ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مین آیا ہی کہ مین نے ایکمرتبہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے ہین اتنے مین آپ کے دونون فرزند حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما سجاہ مین آئے اور اسوقت اُن دونون کے بدن پر سرخ قمیصین تھین اور بچپن سے پانون پانون چلتے اور لڑکھڑاتے تھے پس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر دونوں کو اٹھالیا اور منبر پر اپنے روبرو بٹھالیا پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل نے سچ ارشاد کیا ہے کہ اموالکم واولادکم فتنۃ اسوقت میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ پانوں پانوں چلتے اور لڑکھڑاتے ہیں تو مجھ سے رہا نگیا میں نے خطبہ چھوڑ کر دونوں کو اٹھالیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے میں مشغول ہوگئے (رواہ الترمذی وغیرہ) واضح ہو کہ اولاد سے پہلے اموال کا ذکر اسلئے کیا کہ اولاد کی بہ نسبت مال سے آدمی کو زیادہ فتنہ پہونچتا ہے اور **بقاعی** رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ فتنے میں ازواج کا ذکر نہیں کیا اسلئے کہ آدمی کے واسطے بعض ازواج سے صلاحیت حاصل ہوتی ہے اور وہ آخرت کے واسطے معین ہوجاتی ہے (السراج وابن کثیر) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین الآیہ یعنی لوگوں کے واسطے خواہش کی چیزوں کی محبت مزین کی گئی جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے خزانے اور داغدار گھوڑے اور چارپائے اور کھیتی اور یہ سب زندگانی دنیا کی متاع ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں حسن ثواب ہے اور اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قوم کندہ کے ایلچیوں میں آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا آپنے مجھ سے پوچھا کہ تیرے کوئی اولاد ہے میں نے عرض کیا کہ جب میں حضور کی خدمت میں روانہ ہونیکے واسطے چلا تھا اسوقت میرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا اور مجھے اسکی محبت میں گرفتار ہونے سے یہ بہتر معلوم ہوتا تھا کہ قوم کی حفاظت کے لیئے کوئی درندہ بجائے اسکے ہوتا آپنے فرمایا کہ یہ بات کبھی مت کہا کر کیونکہ اولاد میں بعضے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتے ہیں اور اگر موت دیکر اٹھائے جاتے ہیں تو آمنین ثواب ہوتا ہے پھر فرمایا کہ ہاں جو بات تو نے کہی تو اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ آدمی کو اسکی اولاد نامرد اور غمگین کردیتی ہے بیشک آدمی کو اسکی اولاد بزدل اور غمگین کرتی ہے (رواہ احمد منفردا) اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اولاد آدمی کے دل کا پھل ہے حالانکہ وہ آدمی کو بزدل اور بخیل اور غمگین کرتی ہے (الحافظ البزار) **مترجم** کہتا ہے کہ شاید غمگین کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی پرداخت میں متفکر کرتی ہے یا موت کے خوف سے غمگین کرتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا دشمن وہ کافر نہیں ہے کہ اگر تو اسکو قتل کرے تو تیرے واسطے نور حاصل ہو اور اگر وہ تجھے قتل کرے تو جنت میں جاوے بلکہ تیرا دشمن شاید وہ تیرا بچہ ہو جو تیری پشت سے نکلا ہے پھر سب سے زیادہ تیرا دشمن وہ تیرا مال ہے جسکو تو اپنے داہنے ہاتھ کی ملکیت سمجھتا ہے (رواہ الطبرانی) یہ سب امام ابن کثیر کی تفسیر میں مذکور ہے پھر جب یہ معلوم ہوا کہ مال اور اولاد اور ازواج کی یہ حالت ہے تو اللہ تعالیٰ نے مومنین بندوں کو ہدایت وارشاد فرمایا بقولہ تعالیٰ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَاَطِيعُوا وَاَنْفِقُوا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس تم لوگ اللہ تعالےٰ سے تقوی رکھو جہانتک تمسے ہوسکے اور سنو اور فرمانبرداری کرو اور خرچ کرو اپنی جان کی بہتری تلاش کرنیکو اور جو شخص اپنے نفس کی حرص وبخیلی سے بچالیا گیا تو ایسے ہی بندے فلاح پانیوالے ہیں ف یعنے اب تمکو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ سے تقوی رکھو جہانتک تمسے ہوسکے یعنے جسقدر تمھاری کوشش وطاقت سے تمکو میسر ہو تقوی کا قصد کرو اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں تمھیں کسی کام کرنے کا حکم دوں تو جہانتک تمسے ہوسکے اسکو بجالاؤ اور جب میں تمکو کسی بات سے منع کروں تو بالکل اسکل سے پرہیز کرو (صحیحین) **حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی** رحمۃ اللہ علیہ نے فتوح الغیب میں اسی حدیث سے استنباط کرکے لکھا کہ آدمی کے نور ایمان کے واسطے یہ طریقہ نہیں ہے کہ زیادہ نوافل پڑھے اور شب بیداری کرے جبکہ اسکے اخلاق خراب ہوں اور معاملات میں معاصی کا مرتکب ہوتا ہو بلکہ یہ طریقہ ہے کہ معاصی سے بالکل اجتناب کرے پھر جسقدر ہوسکے طاعات بجالاوے تاکہ طاعات کا نور اسکے قلب میں سالم رہے کیونکہ بداخلاق وبداعمال کا قلب نور کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے تو نفل طاعات اسکو مفید نہیں ہوسکتی ہے فافہم (مترجم) اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ (یعنے اس آیۃ میں حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ سے تقوی

سورۂ آل عمران ۱۲

رکھو جہانتک تقوی کا حق ہی حالانکہ یہان صرف اسیقدر فرمایا کہ (جہانتک ہوسکے) تو دونون آیتون مین توفیق کیونکر ہی جواب یہ کہ بعض مفسرین نے کہا کہ یہان کی آیت سے سورۂ آل عمران کی آیت منسوخ ہوگئی چنانچہ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ جب نازل ہوا قولہ تعالی اتقوا اللہ حق تقاتہ تو صحابہ رضی اللہ عنہم پر عمل کرنا دشوار ہوگیا اور انھون نے شب و روز حضور الٰہی مین قیام کیا یہانتک کہ اُنکے پانون ورم کر گئے اور پنڈلیان چھلکر زخمی ہوگئین پس اللہ تعالی نے اُنپر رحم فرماکر تخفیف کی اور نازل ہوا قولہ تعالی فاتقوا اللہ ما استطعتم پس اُسنے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا (رواہ ابن ابی حاتم) اور اسکے مانند ابو العالیہ و قتادہ و ربیع ابن انس و سدی و مقاتل بن حیان سے مروی ہی اور اسکے مانند امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کی (ابن کثیر) اور خطیب نے لکھا کہ شیخ ابن جریرؒ نے عبد الرحمٰن بن زید سے روایت کی کہ جب نازل ہوا قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ تو صحابہ رضی اللہ عنہم پر امر شدید پیش آیا اور کہنے لگے کہ کسکی طاقت ہی کہ اللہ تعالی کے واسطے شان تقوی کا حق پہچانے پھر کون اسکو پورا کر سکتا ہی (لیکن سر تسلیم جھکا کر شب و روز طاعت مین حاضر رہے) پھر جب اللہ تعالی نے اُنکی فرمانبرداری جان لی تو اُسکو منسوخ فرمایا اور دوسری آیت یعنی قولہ تعالی ما استطعتم نازل فرمائی یعنی اُسنے حکم اول کو منسوخ کر دیا مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالی کے جان لینے سے مراد یہ ہی کہ اللہ تعالی نے سب کافرون و منافقون پر ظاہر کر دیا کہ اُسکے فرمانبردار بندے ایسے ہین جنھون نے اپنی جان کا خیال نہین کیا پس یہی فلاح دارین کے لائق ہی - ۱۲ - اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ پہلی آیت بھی منسوخ نہین ہی بلکہ اُسکے معنی یہ ہوگئے کہ اللہ تعالی کی راہ مین پوری کوشش کرو اور اللہ تعالی کے معاملے مین کسیکی طرف سے ملامت کا خوف مت کرو اور اللہ تعالی کی ہی کے واسطے عدل پر قائم رہو اگرچہ عدل و انصاف کی وجہ سے خسارہ تمپر یا تمھارے باپ یا بیٹے پر ہوتا ہو اگر کہا جاوے کہ پھر جب پہلی آیت منسوخ نہ ہوئی تو معنے یہ ہوے کہ پہلی آیت کے موافق مطلقاً تقوی کا حکم ہی جسمین کوئی تخصیص یا شرط نہین ہی اور دوسری آیت مین تقوی بشرط استطاعت ہی تو دونون مین توفیق کیونکر ہوگی اسکا جواب دیا گیا کہ شرط استطاعت کے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے نے جو حکم دیا وہ امر محال نہین ہی بلکہ تمھاری قوت و استطاعت مین داخل ہی پس مال و اولاد وغیرہ کے فتنے سے بچے رہو ایسا نہو کہ یہ چیزین تمپر غالب ہوکر تمکو اللہ تعالی کے واجبات سے روکین مثلاً اُنکی وجہ سے تملوگ کفرستان سے ملک اسلام مین ہجرت نہ کرو یا اُنکے پیار سے یا رونے سے دھوکا کھاکر جہاد سے بیٹھ رہو اگر کہا جاوے کہ تمنے یہ تاویل کہان سے نکالی جواب یہ ہی کہ ہمنے اسوجہ سے یہ معنی سمجھ لیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ان الذین توفاہم الملائکۃ ظالمی انفسہم الآیہ مین اللہ تعالی نے دو قسم کے لوگون کا ذکر کیا ایک وہ لوگ جو کفرستان سے ہجرت کرنیکی استطاعت رکھتے تھے مگر اہل و عیال کے فتنے مین پڑکر ہجرت کرنیسے باز رہے اور انکا انجام یہ ہوا کہ موت کے وقت ملائکہ نے اُنپر سختی و عذاب کیا کیونکہ استطاعت کے باوجود اُنھون نے فریضۂ الٰہی کو ترک کیا اور دوسری قسم کے وہ لوگ بیان کیے جنکو کسی حیلے کی استطاعت نہ تھی اور نہ کوئی راہ ملتی تھی پس اُنکی نسبت فرمایا کہ امید ہی کہ اللہ تعالی انکو عفو فرماوے اس سے معلوم ہوگیا کہ استطاعت سے یہان یہ مراد ہی کہ معذور و مجبور نہو اور یہ بات ظاہر ہی کہ مال و اولاد کے فتنے مین پڑنے سے معذوری نہین ہوگی لو معنی یہ ہوے کہ مال و اولاد کے فتنے مین نہ پڑو بلکہ اللہ تعالی سے ڈرو کیونکہ یہ تمھاری استطاعت مین داخل ہی اور علماء تفسیر مین کچھ اختلاف نہین کہ ان آیات کے نازل ہونیکا وقت وہ تھا کہ ایک قوم نے دار الکفر چھوڑکر دار الاسلام مین آنا فقط اسوجہ سے ترک کیا کہ وہان انکے مال و اولاد موجود تھی جنکی محبت نے انکو روک لیا تو اللہ تعالی نے ایسے لوگون کو معذور نہین رکھا کیونکہ انھون نے اپنی استطاعت تک اللہ تعالی کا تقوی جیسا چاہیے ہوا دا نہین کیا پس معلوم ہو کہ دونون آیتین اپنے اپنے معنی مین باقی ہین اور کوئی منسوخ نہین ہی اور اسی کو امام جریر ابن طبریؒ نے اختیار فرمایا ہی قولہ واسمعوا و اطیعوا - یعنی فرمانبرداری کے کانون سے سنو اور دل سے اطاعت کرو اسطرح کہ دین حق کے اعمال ادا کرنے مین دل سے قصد ہو اور ظاہر سے عمل ہو قولہ وانفقوا - یعنے خرچ کرو جسطرح اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہی قولہ خیرا لانفسکم

لہان مفعول محذوف ہی یعنی قصد کرو بہتری کو اپنی جان کے واسطے یعنی جن امور سے تمہاری جان عذاب سے بچے اور آخرت کے
انکا قصد کرو اور زوجہ و اولاد وغیرہ کسی کے بہکانے سے فتنے مین نہ پڑو بعض نے کہا کہ فعل نہین بلکہ مصدر محذوف ہی ای انفاقا فاخیرا لانفسکم
رح کرو خرچ کرنا بہتر ھ۔ اس قول کے موافق فائدہ یہ کہ راہ الٰہی مین خرچ کرنیکا حکم دیا تو یہ جملہ ترغیب ہی یعنے یہ خرچ کرنا تمہارے نفس کیلئے
بھی سر دا سلیئے کہ اس خیرات کے عوض مین دنیا مین اللہ تعالیٰ اُس سے بہتر عطا کرتا ہی اور نفس کو پاکیزہ فرماتا ہی اور آخرت مین اسکو جنت کے
لائق کرتا ہی اور جنت مین ایسی نعمتین عطا کرتا ہی جنکی حقیقت کسیکو معلوم نہین ہوسکتی ہی اگر غور کرو تو اللہ تعالیٰ نے اس خاک سے آدمی کو پیدا کیا
اور سونا چاندی وغیرہ خاکی پیدائش کی چیزین اسلو دیدین اور انھین خاکی چیزون کے خرچ کرنے پر اسکو یہ اعلیٰ نعمتین عطا کین (السراج) امام
ابن کثیر نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے سمع و طاعت کا حکم دیا یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکے مطیع و منقاد
ہوا ور کسی وسوسۂ شیطانی و خواہش نفسانی سے دائین بائین مت جھکو اور کبھی یہ جرأت نہ کرو کہ یہ بات کیون ہی اور وہ بات کیون
نہین ہی۔ ھ یعنی تمہاری عقل جزوی و قیاس حواسی سب اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہین انکو یہ طاقت کہان ہی کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت
سے مقابلہ کرین بلکہ اگر کچھ عقل ہی تو سمجھ سکتے ہو کہ اگر کسی نے امور الٰہیہ مین بے ادبی کی اور کہا کہ یہ بات جو شرع مین وارد ہی صحیح نہین
ہی بلکہ اسکے خلاف جو فلان قوم کہتی ہی وہ صحیح ہی تو اُسنے غضب الٰہی کو سمیٹا لہذا اسکو خوار کرنیکے لیئے اللہ تعالیٰ اُسکے حواس مین وہی
گمراہی کا ادراک پیدا کرسکتا ہی کہ اسکے سوائے حق اسکو نظر نہ آوے بلکہ تم خوب جان لو کہ تمام کفار کے ساتھ یہی معاملہ پیش آتا ہی اسیواسطے
بعض ائمہ صوفیہ نے دعا مانگی کہ الٰہی ہمکو سب چیزین ویسی دکھلا دے جیسی وہ حقیقت مین ہین بلکہ حدیث مین دعا وارد ہی کہ الٰہی ہمکو امر حق کو حق
دکھلا اور اُسکے اتباع کی توفیق دے اور باطل کو باطل دکھلا اور اُس سے اجتناب کی توفیق دے اور ہر نماز مین بندہ دعا کرتا ہی کہ اہدنا الصراط
المستقیم اُس ہدایت کو اللہ تعالیٰ اُسکے دل مین پیدا کرتا ہی اور حق تعالیٰ نے صریح فرمایا زین للناس الآیہ یعنی شہوات کی چاہت لوگون کی نظر مین
رچائی گئی ہی الحاصل جسنے اللہ تعالیٰ و رسول کو پہچانا تو پھر اُسکی راہ یہی ہی کہ شریعت کے لیئے سر تسلیم جھکا دے قولہ ومن یوق شح نفسہ الخ
اور جو کوئی اپنے بخل نفس سے بچایا گیا تو ایسی صفت والے لوگ یہی فلاح پانے والے لوگ ہین شح اور بخل مین فرق ہی خطیبی نے لکھا
کہ شح باطنی بیماری بہت سخت ہی اور اسی بیماری اندرونی سے ظاہر مین بخل نکلتا ہی اور نفس کا یہ حال ہے کہ کبھی وہ ایسی خواہشین جو گناہ
ہین اُنکے چھوڑنے سے شح کرتا ہی یعنے شہوات پر عمل کرتا ہی تو یہ بخل نہین بلکہ شح کہلاتا ہی اور کبھی اسی بیماری کی وجہ سے اپنے اعضا کو عبادت
کی مشقت مین لگانے سے گریز کرتا ہی اسیطرح مال کو راہ الٰہی مین خرچ کرنے سے گریز کرتا ہی پھر جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ادا
کیا وہ شح کی بیماری سے اچھا ہوگیا اسی سبب سے اُسنے پوری فلاح پائی پھر اللہ تعالیٰ نے راہ الٰہی مین خرچ کرنیکی رغبت دلائی بقولہ تعالےٰ
إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ
دوگے تو وہ اسکو تمہارے واسطے بہت گونہ فرماویگا اور تمکو بخشدیگا اور اللہ تعالیٰ شکور حلیم ہی ف یعنی جو کچھ تم راہ الٰہی مین خرچ کرو اللہ
تعالیٰ دنیا مین بجاے اُسکے عطا فرماویگا اور ہرچند تمام مخلوقات اُسیکی ملک و خلق ہی لیکن اُسکو تمہاری طرف سے بجائے قرضہ قرار دیکر
بہت گونہ بڑھاویگا اور کم سے کم ایک کے بجائے دس ہی اور زیادہ کی انتہا نہین جیسی نیت و تقوی ہو ویسی ہی فضیلت کا مرتبہ ہی اور
باوجود اسکے اس نیکی سے تمہارے گناہون کا کفارہ ہی کہ تمکو اللہ تعالیٰ بخشدیگا امام قشیری نے کہا کہ یہ خطاب غنی و فقیر دونون کیطرف
رجوع ہوتا ہی پس تونگرون کی طرف سے اسطرح ہی کہ اپنے اموال کو رضائے الٰہی مین اُسکے نام پر صدقہ کرین اور فقیرون پر اسطرح ہی کہ مال
الٰہی کے مقابلے مین اپنے نفس کی خواہشین قربان کرین اور اپنے ایام و اوقات کو خیالات نفس سے پاک رکھین پس مالدار کے حق مین یہ
کہا جاویگا کہ اُسنے اپنے مال مین اپنی مراد نفس کو چھوڑ کر حکم الٰہی کو اختیار کیا اور فقیر کے حق مین یہ کہا جائیگا کہ اُسنے اپنی جان مین دل مین اور

Marfat.com

مین حکم الٰہی اختیار کیا پھر چونکہ انسان کیسی ہی کوشش کرے ضرور دینی نقصان سے خالی نہین ہوتا ہی کیونکہ دین اگرچہ آسان ہی ولیکن ہر دم اسکے معارضہ مین خود انسان کا نفس وشیطان ہی تو ضرور کچھ نہ کچھ افراط وتفریط واقع ہوتی ہی پس اسی خیرات سے ان سیآت کا اثر بھی مٹا دیا اور اللہ جل شانہ کے عزائم صفات مین سے شکور ہی یعنے جو اُسکے نام پر اپنی حیثیت سے کچھ قربان کرے تو اسکے مقابلے مین بکثرت ثواب جزیل عطا فرماتا ہی اور اگر غفلت عظیم کرے تو اپنے حلم سے اُسپر جلدی عذاب نہین کرتا بلکہ مہلت دیتا ہی حلمآء نے کہا کہ اُسکے حلم پر مغرور نہونا چاہیئے کیونکہ مثل مشہور ہی کہ حلیم کا غصہ برداشت نہین ہوتا لہذا اگر ماخوذ کیا گیا تو پھر عذاب سے نہین چھوٹے گا اور حدیث ابو ہریرہ رضؓ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ مین نے اپنے بندے سے قرض مانگا اُسنے انکار کیا اور میرا بندہ بے سمجھے مجھے بُرا کہتا ہی کیونکہ وہ گردش زمانہ کو بُرا کہتا ہی اور مین ہی زمانہ ہون پھر ابو ہریرہ رضؓ نے یہی آیت پڑھی (رواہ ابن جریر والحاکم مترجم) کہتا ہی کہ اللہ تعالےٰ نے زمانے کو پیدا فرمایا اور اپنے ہی قبضۂ قدرت سے اُسکو گردش دی چنانچہ دوسری روایت مین مصرح ہی تو گردش زمانہ کو بُرا کہنا قضاء وقدر الٰہی کی بدگوئی ہی اور اللہ غفور حلیم ہی عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ یعنے جو چیز مخلوق کی نظر سے غائب ہی اُسکو خوب جانتا ہی اور جو ظاہر ہی اُسکو بھی جانتا ہی اور جو کچھ وہ کرنا چاہے کسی مین عاجز نہین بلکہ عزیز غالب ہی اور جو کچھ کرتا ہی وہ عین حکمت ہی کیونکہ وہ حکیم ہی ف پس ہر ایک بندہ کی جبلت قلبی ونیت خالص اسیکو معلوم ہی اور ظاہر چیزون کی ماہیت بھی وہی خوب جانتا ہی ف شیخ امام ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشارات مین ہی کہ قولہ تعالیٰ فقالوا البشر یھدوننا یعنی کفار نے اپنے پیغمبر سے یہ بعید جانا کہ بشر انکو ہدایت کرے لیکن درحقیقت کفار اپنے صفات بشریت یعنے حجاب نفس مین ایسے محجوب ہوے کہ انکو وہ نور نظر نہ آیا جسکی وجہ سے پیغمبر کو اُنپر فضیلت حاصل تھی اور وہ قیاسات سے باہر ہی تو کافرون نے اپنے قیاس سے پیغمبر مین فقط بشریت دیکھی لہذا اُسکے مادی ہونے سے انکار کیا اور یہان نکتہ یہ ہی کہ جو شخص جس چیز کو پہچانتا ہی وہ اسکے مناسب نور کے ذریعہ سے پہچانتا ہی چنانچہ نور کمالی جب ہی پہچانا جاتا ہی کہ نور فطری حاصل ہو اور کمال کو وہی پہچانتا ہی جو کامل ہو مثل مشہور ہی کہ ولی کو ولی پہچانتا ہی اور اسیوجہ سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو حقیقت معرفت سے سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہین پہچان سکتا ہی اور ہر طالب جب اپنے مطلوب کو کسی وجہ سے پاتا ہی تب ہی طالب ہوتا ہی ورنہ مجہول مطلق کی طرف توجہ محال ہی اسیطرح جس چیز کی تصدیق کیجائے تو اُس معنی کے مناسب اپنے نفس مین پاوے گا تب ہی اسکی تصدیق کریگا جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہیئے کہ کفار مین اُن کے نور فطرت مین سے کچھ بھی باقی نہ تھا تو اُنھون نے پیغمبر کے کمال کو نہ پہچانا بلکہ انکار کیا اور حق کو بھی کچھ نہ پہچانا کہ اُن مین طلب پیدا ہوتی تو وصال کی ہدایت تلاش کرتے لہذا ہدایت سے بھی انکار کیا لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فکفروا واستغنی اللہ یعنے ان کافرون نے مطلقاً انکار کیا نہ حق کو پہچانا اور نہ رسول کو پہچانا بلکہ دونون سے مُنہ موڑ کر ایسی چیز کی جانب توجہ کی جسکو پاتے تھے اور وہ محسوسات دنیاویہ ہین کیونکہ انھین محسوسات دنیاویہ کی استعداد اُن مین موجود تھی اور انھین کی طلب موجود تھی اور نور فطرت وکمال مین سے کچھ باقی نہ تھا اور نہ اُسکی طلب تھی لہذا اللہ تعالیٰ نے اُنسے استغنا فرمایا ہان اگر اللہ تعالیٰ زبردستی قہراً چاہتا تو اُن مین حق کی طلب پیدا ہوتی اور نور فطر بھی ظاہر ہوتا مگر اللہ تعالیٰ نے یہ قہری طریقہ دنیا مین جاری نہین فرمایا ہی۔ واللہ غنی حمید۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہی کافرون کے ایمان سے اور انکے پہچاننے سے اور حمید ہی اپنے کمالات مین کیونکہ وجود کا ہر ذرہ اسکے کمال الوہیت کا گواہ ہی قولہ تعالےٰ ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ یعنے تغابن کا یہی دن ہی اس سے ظاہر ہوا کہ دنیاوی کامون مین تغابن نہین ہی اسلیئے کہ دنیا کے امور مٹجانیکے کنارے لگے ہین اسکی کوئی چیز کسی کے واسطے باقی رہنے والی نہین ہی پس اگر یہان کسی شخص سے کوئی چیز جاتی رہی یا دوسرے نے ضائع کردی اگرچہ کسیکی جان ضائع کردی ہو تو اس سے زیادہ کچھ نہین ہی کہ ایسی چیز ضائع ہوئی یا ضائع کی گئی جو خواہ مخواہ فنا

Marfat.com

ہوسکتی ہی تو معلوم ہوا کہ غبن فقط ایسی چیز مین ہوسکتا ہی کہ اگر وہ ضائع نہوتی تو ہمیشہ رہتی اور جسکے پاس تھی اُسکو ہمیشہ نفع دیتی اور یہ نور کمال واستعداد کی قسم سے ہی کیونکہ فوز وفلاح ونجات اصلی مراد ہی تو جب دنیاوی تجارت کے انجام مین یہ منفعت حاصل نہ ہو اور راس المال دونون کی بربادی سے غبن وحسرت دائمی عارض ہوگی لہذا دنیا مین جس کافر نے اپنی لیاقت ونور فطرت ضائع کی وہ غبن یسیر اجیسے اندھیری رات مین ابر وباد ہی اور درندون ورہزنون کا جنگل ہی اور راہی کا نور چھین لیا گیا تو بالکل تاریکی مین رہ گیا آخر ہلاک ہوا اور اگر کوئی بندہ ایسا ہی کہ اُسکا نور فطرت باقی رہا یعنے وہ ایمان لایا لیکن کاہلی سے اُسنے وہ نفع کمال نہ کمایا جو اس سرمایہ کے لائق ہی تو یہ بھی غبن ہی لیکن اسکا غبن بہ نسبت ایسے شخص کے ہی جسنے نفع کمایا اسیطرح ایک شخص نے نور فطرت سے کچھ نفع کمایا اور جیسا چاہیے تھا نہین کمایا یعنے جیسا کمال اس استعداد فطرت کے لائق تھا وہ نہین کمایا تو اپنے مثل کامل نفع والے کی بہ نسبت غبن مین ہی مترجم کہتا ہی کہ اس مقام سے ظاہر ہوا کہ نور فطرت کی استعداد ہر شخص مین مختلف ہوتی ہی اور اسی استعداد پر ایمان کا مدار ہی پس جسقدر فطرت عظیم ہوگی اسیقدر ایمان عظیم ہوگا اور اسیکے حساب سے اعمال کا ثواب حاصل ہوگا مثلاً پیغمبر مین استعداد فطرت سب سے اعلے ہوتی ہی تو اسکے دوگانہ نماز کا ثواب بھی اعلیٰ ہوتا ہی بہ نسبت صدیق کے اسیطرح صدیق کے بعد شہید پھر صلح ہی اور یہان سے ایک اشکال عظیم حل ہوگیا یعنے حدیث مین ثابت ہی کہ اہل کتاب مین سے جو شخص اپنے پیغمبر پر ایمان لایا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا یعنے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ تھے تو اُسکا ثواب دوچند ہی اسیطرح جس غلام نے اپنے آقا کا حق ادا کیا اور اللہ تعالے کا حق شریعت ادا کیا اُسکے لیئے دونا ثواب ہی جیسے سہیل رضی اللہ عنہ حالانکہ بالاجماع عبداللہ بن سلام وسہیل رضی اللہ عنہما سے ابوبکر وعمر وغیرہ رضی اللہ عنہم افضل ہین حالانکہ اُنکے واسطے دونا ثواب مذکور نہین ہی اور اسکا صاف جواب یہ ظاہر ہوا کہ اُنکے واسطے دونا ثواب بقدر اپنی فطرت کے ہی اور مترجم نے اس مضمون کو سابق مین بیان کیا تھا بحمداللہ سبحانہ تعالیٰ کہ شیخ کے اشارات سے اطمینان ہوگیا وللہ الحمد والمنۃ قولہ تعالیٰ ومن یؤمن باللہ ویعمل صالحًا الآیہ یعنی جو شخص اپنے نور استعدادی کے موافق ایمان لایا اور ایمان کے موافق عمل صالح کیا کیونکہ عمل کی قدر اُسیقدر ہوتی ہی جسقدر نور ایمان کی قدر ہی یعنی جسمین نور فطرت کی وسعت پر ایمان کی وسعت زیادہ ہی اُسیقدر اُسکے عمل کا ثواب زیادہ ہی اور جسدرجہ پر ایمان ہی اسی درجے پر ثواب ہی اور جنت مین بھی اسی لحاظ سے درجات ہین مثلاً جو شخص تقلیدًا ایمان لایا اور شریعت کے گناہون سے بچا اور نیک اعمال کیے تو اپنے درجے کے تقوی کے لحاظ سے اُسکے گناہ بخشے جائینگے اور جنت النفس مین داخل کیا جاویگا مترجم کہتا ہی کہ جنت النفس سے مراد جنت کی وہ نعمتین ہین جو بے شکل اور بے مثال کھانے اور پینے اور میوجات اور لباس وتخت وتاج ونہرین ومکانات وباغات سے متعلق ہین اور ایمان تقلیدی سے یہ مراد ہی کہ اُسنے علم اسقدر حاصل نہین کیا جس سے خود آیات واحادیث سے اسرار ومعارف سے آگاہ ہوتا بلکہ جو کچھ اُسکو عالم فقیہ نے بتلا دیا اُسپر اُسنے خود یقین کیا ہی یعنے یہ نہین کہتا کہ فلان شخص کے ماننے کی وجہ سے مین مانتا ہون بلکہ عالم سے اُسنے فقط آیت کے معنے پوچھ لیئے تھے پھر دل مین خود یقین لاتا ہی کہ ایسا ہی ہی مثلاً اللہ تعالیٰ کے صفات کمال بیشک یہی ہین کہ وہی خالق ورازق وعلیم وخبیر وغیرہ ہی حتی کہ اگر فرض کرو کہ معاذ اللہ بتلانے والا مرتد ہوجاوے تو بھی یہ شخص اپنے یقین پر ثابت رہے۔ اور اگر بطور تقلید نہین بلکہ بطور تحقیق کے ایمان لایا ہی اور اپنی صفات ذمیمہ چھوڑ کر عمدہ اخلاق وصفات الٰہیہ سے متصف ہوا اور مرضیات الٰہیہ پر عمل کیا تو اُسکے صفات نفس کی برائیان دور کیجائین گی اور وہ جنت قلب مین داخل کیا جائیگا اور اپنے اعمال قلبی کے مرتبے پر مرتبہ پاویگا اور اگر وہ شخص عین الیقین پر ایمان لایا اور مراقبہ ومشاہدہ پر عمل کیا اور اپنے وجود سے پرہیز کیا تو جنت روح مین داخل کیا جائیگا اور اُسکے صفات ووجود کے گناہ معاف کیئے جائینگے اگرچہ یہ شخص مقام روح مین ہی تاہم اپنی خودی کو مٹاتے دیکھتا ہی اور اگر اس سے بڑھکر حق الیقین کے مرتبے پر ایمان لایا اور اپنی خودی کا مٹانا بھی نہین دیکھتا بلکہ حق ہی دیکھتا ہی تو اس سے زنگ خودی کے گناہ معاف

Marfat.com

اور وہ جنۃ الذات مین داخل کیا جائیگا قولہ تعالیٰ والذین کفروا الآیہ کافرون کے مقامات و مراتب حجابی ہین جیسے مومنون کے مراتب نورانی ہین ولیکن کافرون مین سے جو حجاب مین زیادہ ہو وہ جہنم کے سب سے نیچے طبقہ مین ہوگا جسپر آگ سب طرف سے محیط ہی اور وہ انتہا درجہ کا کافر مشرک منافق خبیث ہوگا قولہ تعالیٰ ما اصاب من مصیبۃ الآیہ مصیبتون مین سب سے زیادہ مصیبت یہ ہی جس سے حجاب مین پڑے اور ہر ایک مصیبت بمقتضاے حکمت الٰہی سبحانہ اُسکی تقدیر و مشیت پر ہی قولہ تعالےٰ من یومن باللہ یہد قلبہ الآیہ۔ اوپر مذکور ہوا کہ ایمان کے مراتب ہین تو جس مرتبہ کا ایمان لاتا ہی اسی مرتبہ کے موافق اُسکے قلب کو عمل کی توفیق ملتی ہی یہانتک کہ وہ اسی مرتبے کے کمال پر پہونچا دیا جاتا ہی اور اللہ تعالیٰ کو ہر ایک کا مرتبہ ایمان و عمل و خلوص خوب معلوم ہی **مفسر رحیم** کہتا ہی کہ انعام ایمانی کے مراتب قرآن مجید مین نبیین و صدیقین و شہدا و صالحین مذکور ہین پس صالحین کے مرتبے کا کمال وہ ہی جسکے آگے مرتبۂ شہدا شروع ہی لیکن مرتبۂ صالحین مین بھی ہر فرد کے واسطے اُسکا کمال ہی اور یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کو خوب معلوم ہی قولہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الآیہ اطاعت اپنی معرفت کی مقدار پر ہوگی اور اُسمین ہر فرد کو جو نقصان حاصل ہوتا ہی وہ معرفت کی راہ سے نہین ہوتا کیونکہ وہ ایمان لا چکا بلکہ عمل مین قصور کرنے سے ہوتا ہی تو اطاعت و فرمانبرداری مین کوشش کرنی چاہیئے قولہ تعالیٰ ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم الآیہ یعنے تمھارے بعض ازواج و اولاد تمھارے حق مین دشمن ہین اور اسکی وجہ یہ ہی کہ تمھارے دل کو اُنسے زیادہ تعلق اور محبت پیدا ہوتی ہی تو اللہ تعالیٰ کی محبت مین تم انکو شریک کر لیتے ہو لیکن نقص یہ ہی کہ دونون محبتین برابر کرو اور خسارہ یہ ہی کہ جہان شریعت کا مقابلہ ہو وہان انکی محبت شریعت کی مخالفت اختیار کرو **مفسر رحیم** کہتا ہی کہ اسکی مثال یہ ہی کہ مثلاً چوری مکنے مین آدمی نے فرزند کی شدت محبت سے مالی بلوایا اور اسکو کچھ دیا حالانکہ یہ حرام ہی اور اگر اُسنے بھوانی یا سیتلا پر بھینٹ چڑھائی تو کافر ہو گیا اسیطرح اگر کسی نے اولاد کے خیال سے رشوت لی تو حرام کا مرتکب ہوا اور انکو کھلا کر خود عذاب مین پڑا اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ اپنی جان کو انسے بچاؤ یعنے ایسی شخصی محبت و تعلق سے بچاؤ کیونکہ انھین کی وجہ سے تم ایسی بلا مین پڑے اور اگر وہ لوگ اسکے خواہشمند ہون تو اپنے دل کو اُن سے قطع کر دیا انکو سزا دو اور سب سے بہتر یہ ہی کہ اپنے دل کو انکی محبت سے پاک کرو مگر بطریق شفقت اور اُنسے عفو و درگزر کرو کیونکہ درحقیقت ان کا کوئی گناہ نہین بلکہ گناہ تمھارا یہ ہی کہ ان سے محبت مین افراط کرو اور اگر عدل و انصاف کے ساتھ شفقت و الفت سے اُنسے نیک برتاؤ رکھو جسمین اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہی تو یہ بھی تمھارے حق مین نیک عمل ہوگا قولہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ الآیہ یعنے اللہ تعالےٰ نے تمکو جو مال و اولاد دیے ہین اپنی طرف سے امتحان ہی پس جسنے مال و اولاد سے دل لگایا اور حقوق شریعت کو ضائع کیا وہ گمراہی مین پڑ گیا اور جسنے حقوق شریعت کو ٹھیک رکھا اور مال و اولاد کے ساتھ حکم شریعت کے موافق نیک برتاؤ کیا اسنے درجۂ عالی پایا۔ واللہ عندہ اجر عظیم۔ یہ اجر عظیم اس بندے کے لیے ہی جسنے مقام امتحان مین حق عزوجل کی رعایت کی اور اگر حماقت سے اُسنے مخلوق کی رعایت اور الٰہی تعالیٰ سے مخالفت کی اور مال کو دلی محبت سے روک لیا اور جو حقوق اللہ تعالےٰ نے مقرر فرمائے ہین وہ ادا نہ کیے اور بخیل و عاصی بنگیا اور اولاد کی محبت مین افراط کیا حتی کہ حق شریعت ضائع کیا تو خسارہ مین پڑ گیا اگر کسی نے اسراف کے ساتھ ہاتھ کھولا اور گناہون مین خرچ کیا تو بجاے شکر کے نعمت سے کفر کیا اور اگر کسی نے مال و اولاد موافق پائے پس شکر کیا اور خوشی مین نہین اترایا اور نہ مغرور ہو کر حد سے باہر ہوا تو بندۂ صالح ہی اور اگر مال و اولاد مین سے کچھ ضائع ہوا تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر و مشیت پر راضی ہوا اور جزع فزع نہین کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہی بالجملہ مخالفت شرع سے پرہیز کرے جہانتک اسکے مقام کے لائق ہی اور احکام کو دل و جان سے سنے و اطاعت کرے اور اموال کو راہ حق مین خرچ کرے تاکہ درجہ پاوے اور جس بندے کو اللہ تعالیٰ نے شح النفس سے بچایا جو طینت مین خمیر ہی تو وہ مراد کو پہونچا۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ الحمد والمنۃ فی الاول والآخرۃ

Marfat.com

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اِثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً

ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ سورہ مدینہ مین نازل ہوا ہی قرطبیؒ نے کہا کہ بالاتفاق علماء کے نزدیک یہ سورہ مدنیہ ہی اس سورہ کے شمار
آیات مین اس فن کے عالمون نے اختلاف کیا ہی اکثر کے نزدیک گیارہ آیات ہین اور بعض نے کہا کہ بارہ ہین اور بعض نے کہا کہ تیرہ ہین
(اتقان س ف) اور دو سو انچاس ۲۴۹ کلمات ہین اور ایک ہزار ساٹھ حروف ہین (س) اس سورۂ مبارک مین احکام طلاق واسکی وجوہ
وحاملہ وغیر حاملہ وآئسہ وحائضہ اور نفقہ وسکنی اور تصدیق رسالت وتحقیق ثواب اور تکذیب وعذاب اور بعض اوضاع خلقت آسمان وزمین
وتقدیر الٰہی وتعمیم علم غیر متناہی از صفات قدس کا بیان ہی چنانچہ ہر ایک کا بیان تفسیر مین انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

شروع

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ

اے نبی جب تم طلاق دو عورتونکو تو انکو طلاق دو انکی عدت اور گنتے رہو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ

اور ڈرو اللہ سے جو رب تمھارا ہی مت نکالو انکو انکے گھرون سے اور وہ بی نہ نکلین مگر جو

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ

صریح بیحیائی باندھی ہین اللہ کی اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدون سے تو

ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝

اسنے برا کیا اپنا اسکو خبر نہین شاید اللہ نیا نکالے اس بیچے

اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ مبارک کو مسئلہ طلاق سے شروع فرمایا بقولہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ کچھ کلام
لِعِدَّتِهِنَّ اے نبی جب تم طلاق دو عورتونکو تو انکو وقت عدت پر طلاق دو ف یہان تفسیر مین اول خطاب ودوم مطلقہ سوم معنی قولہ لعدتہن
ہمارم سبب نزول اور انکے ذیل مین فوائد مین **بیان امر اول** یہ کہ یا ایہا النبی صریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہی لیکن طلقتم بصیغہ جمع ہی
لہذا **شیخ جلال** رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ خطاب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اور خطاب کرنے سے مراد آپکی امت ہی گویان کہا
کہ اے امت محمدی جب تم طلاق دو الخ اور **زمخشری** رحمہ نے کہا کہ نداء مین فقط خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور خطاب طلقتم عام
کیا جو آپکی امت کو بھی شامل ہی اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کا پیشوا وسردار بنایا ہی تو آپ کا شرف ظاہر فرمایا جیسے قوم
کے رئیس وسردار سے سلطان خطاب کرتا ہی کہ اے فلان تم لوگون کو اسطرح کام کرنا چاہیئے تاکہ قوم پر اسکا شرف ظاہر ہو کہ وہی لائق خطاب
وقابل شرف التفات ہی اور قوم اسی کی راے پر چلتی ہی اور بدون اسکے کوئی کام نہین کرتی ہی خطیب رحمہ کے نزدیک بھی یہی مختار معلوم ہوتا ہی اور
شیخ جلال رحمہ کے قول سے یہ قول بہتر ہی اسلیئے کہ اگر مقصود فقط امت ہو تو آپ پر یہ حکم نہوگا حالانکہ امر طلاق مین آپ کے لیئے کوئی خاص حکم علیحدہ
ثابت نہین ہوا ہی پس یہی اصح ہی کہ نداء خاص ہی اور حکم عام ہی اور آیندہ قولہ تعالیٰ لا تدری فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب اسلیئے ہوا

کہ اسرار شریعت کی فہم آپکے واسطے اکمل ہی اور خطیب نے لکھا کہ بعض کے نزدیک یہان حذف ہی یعنی یا ایہا النبی قل لامتک اذا طلقتم الخ ای پیغمبر اپنی امت سے کہدے کہ جب تم لوگ طلاق دو الخ مترجم کہتا ہی کہ یہ شیخ جلال رح کے قول سے مشابہ ہی فرق یہ ہی کہ شیخ کے نزدیک ندا سے مقصود امت ہی اور اس قول مین ندا مقصود ہی اور خطاب امت کو بزبان منادی ہی لیکن مخفی نہین کہ آیندہ قولہ لاتدری مین یہ توجیہ ساقط ہی بعض نے کہا کہ ندا محذوف ہی ای یا ایہا النبی وامتہ اذا طلقتم الخ یعنے ای پیغمبر واسکی امت تمکو جب طلاق دو مترجم کہتا ہی کہ قول زمخشری سے اسمین فقط یہ فرق ہی کہ ندا مین تعمیم مقدر ہی بعض نے کہا کہ طلقتم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص خطاب ہی اور صیغہ کہ جمع بطور تعظیم ہی اقول لیکن قولہ لاتدری مین خطاب واحد اسکے لیئے مویّد ہوگا بشرطیکہ وہان اصل توحید کیطرف رجوع کرنا مانا جاوے اور مترجم کے نزدیک سب سے اقوی قول زمخشری وغیرہ ہی کہ خطاب عام وندا خاص ہی جیسے بیان حکمت مین قولہ لاتدری خاص ہی بالجملہ علما متفق ہین کہ یہ حکم جو یہان مذکور ہی عام ہی اور آنحضرت صلعم کے لیئے بھی طلاق یہی ہی تو حاصل یہ کہ ای پیغمبر آپکے لیئے اور آپ کی امت کے لیئے یہ حکم ہی کہ جب تم طلاق دو عورتونکو یعنے اس نوع مین سے اپنی منکوحہ کو خواہ ایک ہو یا زیادہ ہون خواہ آزاد ہ منکوحہ ہو یا کسی کی باندی منکوحہ ہو مراد یہ کہ جب تم قصد کرو طلاق دینے کا اپنی منکوحہ عورت کو عورت منکوحہ سے مراد ایسی عورت جسکی عدت بحیض معہود ہو پس غیر مدخولہ نہو مثلاً زید نے ایک جوان عورت سے عقد نکاح کیا اور ہنوز اسکو اپنے گھر مین نہین لایا تھا کہ اسکے طلاق کا قصد کیا تو ایک ہی طلاق سے وہ بائنہ ہو جاویگی اسپر کچھ عدت کے ایام نہونگے اسیطرح بدون حیض کے مہینون کے شمار سے عدت پوری کرنیوالی عورتون کا حکم آیندہ آتا ہی جیسے حاملہ کا حکم آگے مذکور ہوگا تنبیہ شرع مین مرد وعورت کا ازدواج بھی اللہ تعالی کی طرف سے ایک نعمت ہی اور باہمی موافقت مع دینی حفاظت کے مزید رحمت ہی جس سے اللہ تعالی دونون پر رزق فراخ فرماتا ہی اور طلاق اللہ تعالی کو مبغوض ہی یعنی ناپسند ہی لیکن مباح کی حد مین داخل ہی اسواسطے اللہ تعالی نے اسکو جائز ومباح کر دیا ہی کہ مقصود ہی اور سابق مین گزرا کہ بعض ازواج دشمن ہوتے ہین تو حکم الہی کی فرمانبرداری مین کبھی آدمی کو ضرورت ہوتی ہی کہ طلاق دے کسی کی باندی سے باجازت آقا نکاح کر لیا ہو تو اگر ایک دفعہ اسکو طہر مین ایک طلاق دی طہر جس زمانہ مین حیض سے پاک ہو چکی ہو اس طہر مین جماع سے جماع نکیا ہو ورنہ شبہہ ہوگا کہ شاید یہ حاملہ ہو پھر اسیطرح اس باندی کو دوسری طلاق دی تو حنفیہ کے نزدیک باندی کے تین طلاقون مین حتی کہ اسکے بعد بغیر دوسرے خاوند سے حلالہ ہونے کے طلاق دینے والا کبھی اس عورت سے نکاح نہین کر سکتا پس یہ عورت عدت بیٹھے بعد اسکے دوسرے خاوند سے نکاح ہو اور حقیقت مین اسکی مدخولہ ہو جاوے پھر اگر وہ طلاق دیدے اور اسکی عدت گزر جاوے البتہ پہلا شوہر دوبارہ اسکے ساتھ نکاح کر سکتا ہی اور اگر آزاد عورت ہو تو اسکی کامل طلاق تین ہین حتی کہ اگر تین طلاقین کبھی پہونچی ہون تو حلالہ کی ضرورت ہوگی اگر طلاق ایک دی تو تین حیض گزرنے سے پہلے نکاح سے پہلے خارج نہین ہوتی ہی اگر چاہے تو اس سے رجوع کر لے پھر بدستور اسکی زوجہ رہیگی لیکن اب دو ہی طلاق کا مالک رہا ہی حتی کہ اگر اسکے بعد کبھی اسکو دو طلاق دے تو پہلی طلاق ملا کر تین ہون حلالہ کی ضرورت ہی اور اگر ایک طلاق دیگر دی تو بھی عدت سے پہلے رجوع کر سکتا ہی پھر اسکے بعد ایک طلاق سے تین ہو کر حلالہ کی احتیاج ہوگی اور اگر کسی نے ایک طلاق دی پھر رجوع نکیا یہانتک کہ تین حیض گزر گئے یعنے عدت گزر گئی تو نکاح سے باہر ہو گئی لیکن چاہے تو باہمی رضامندی سے دوبارہ اسکے ساتھ نکاح کر لے لیکن حنفیہ کے نزدیک اب فقط دو ہی طلاق کا مالک رہا ہی حتی کہ اگر پھر ایک طلاق دی اور عدت گزر گئی تو پھر نکاح کر سکتا ہی لیکن اب ایک ہی طلاق کا مالک ہی حتی کہ اگر پھر ایک طلاق دی تو رجوع نہین کر سکتا بلکہ حلالہ کی احتیاج ہی واضح ہو کہ تین طلاق کو مغلظہ کہتے ہین اور اگر کسی نے کہا کہ مین نے تجھے ایک طلاق بائنہ دیدی تو حنفیہ کے نزدیک عدت مین یا بعد اسکے دوبارہ نکاح کر لے اور باقی مسائل واحکام آیندہ ان شاء اللہ تعالی آوینگے اب تفسیر کیطرف رجوع کرو کہ امر اول ودوم کے بعد قولہ لعدتہن سے مراد یہ کہ وقت عدت کے طلاق دو اور وہ زمانہ طہر ہی جسمین حیض سے پاک ہونیکے بعد جماع نکیا ہو بعض

Marfat.com

کہا کہ معنی لاستقبال عدتہن یعنی عدت کے روبرو ہونے پر طلاق دو معنی وہی زمانۂ طہر بے جماع ہین اور یاد رکھو کہ زمانۂ جہالت کفر مین عرب کے لوگ
طلاق کی کوئی حد نہین جانتے تھے حتی کہ اگر مرد جس عورت سے ناخوش ہوا تو وہ عورت کی جوانی برباد کرنے پر مستعد ہو جاتا اور یہ کرتا کہ عورت کو طلاق
تین مہینے پڑی رہی جب عدت ختم ہونے پر آئی تو اُسنے رجوع کر لیا اور صرف زبان سے کہا کہ مین نے تجھسے رجوع کر لیا جیسے اسلام
مین بھی زبانی رجوع جائز ہی اور ہمبستری سے رجوع کرنا اولی ہی الغرض بعد رجوع کے پھر طلاق دیدی وہ لوگ حیض وطہر کا بھی لحاظ نہ رکھتے
پھر تین مہینہ پر ایک گھڑی رجوع کر کے طلاق دی اسیطرح سالہا سال گزر جاتے اور صدہا طلاقین ہو جاتی تھین حتی کہ عورت کی ساری جوانی
اسی خرابی مین گزرتی نہ وہ بیچاری سہاگن بھتی نہ رانڈ بھی پھر اسلام مین اللہ تعالیٰ نے محدود کر دیا کہ تیسری طلاق پر رجوع نہین رہا پھر اس زمانے
مین لوگ ایک وقت مین فقط ایک طلاق دینی جانتے تھے حتی کہ تین طلاق سے بھی یہ مراد ہوتی کہ ہر طہر مین ایک ایک کر کے تین طہر مین تین
پوری ہونگی اور دو تین طلاقین ایکبارگی دینے کو نہین پہچانتے تھے حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین یہ بھی ظاہر ہوا کہ لوگ ایکبارگی
واقع ہونیکا قصد کرتے ہین تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع سے قرار پایا کہ جسنے ایسا کیا اسکی زوجہ پر سب طلاقین پڑگئین اور اُسنے بطریق
اختیار کیا لیکن عورت اپنی عدت پوری کرے اس بیان سے حدیث ابن رکانہؓ کے معنی ظاہر ہو گئے جو سنن ابو داؤد مین ہی کہ اُنھون نے اپنی
زوجہ سے غصے مین سہ طلاقہ کہدیا تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم لی کہ تو قسم کھا کہ مین نے فقط ایک ہی طلاق مراد لی تھی۔ ابن
رکانہؓ نے قسم کھائی تو آپ نے رجوع کرنیکا اختیار دیا پھر انھون نے دوسری طلاق زمانۂ عمر مین اور تیسری زمانۂ عثمان مین دیدی اور صحیح کی ایک
روایت مین ہی کہ تین طلاقین زمانۂ رسول اللہ صلعم و ابو بکرؓ مین ایک ہی گنی جاتی تھی۔ ھ معنی یہ کہ مراد یہ ہوتی تھی کہ ایک ایک کر کے اپنے اپنے
موقع پر ہین۔ امام شافعیؒ و ایک جماعت نے یہ معنے لگائے کہ تین طلاق دینا لغو تھا فقط ایک رکھی جاتی تھی اور باقی باطل کر دیجاتی
اور امام شافعی رح کے نزدیک حدیث ابن رکانہ ثابت نہین ہوئی تھی لیکن ہم کہتے ہین کہ امام ابو داؤد نے اچھی اسناد سے اسکو
روایت کیا ہے اور بعض نے حدیث کی تضعیف کی فاللہ تعالےٰ اعلم اور حاصل تفسیر یہ کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم و آپ کی امت کو ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ ایسی عورت کو طلاق دینا چاہو جو حیض سے اپنے امام عدت پوری
کرے تو عدت کے وقت طلاق دو یعنے تاکہ عدت کے حساب مین پریشانی و خلط نہو امام ابن کثیرؒ نے لکھا
کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا تاکہ آپکی شرافت و کرامت ظاہر ہو پھر امت کو آپکے
تابع کیا اور ابن ابی حاتم نے حدیث انس رض سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضؓ کو طلاق دی اور وہ روانہ ہو کر اپنے مائن
باپ کے گھر پہونچ گئین پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنے آپکو حکم دیا کہ اب حفصہ سے رجوع فرماوین کیونکہ وہ دن کی روزہ دار
ہی اور رات کی شب بیدار ہی اور وہ جنت مین آپکی ازواج مین سے ہی مترجم کہتا ہی کہ اسکی اسناد قوی نظر آتی ہی قال ابن ابی حاتم حدثنا
محمد بن ثواب نا اسباط بن محمد عن سعید عن قتادہ عن انس بذلک۔ اور ابن جریرؒ نے محمد بن بشار عن عبد الاعلی عن سعید عن قتادہ مرسل
روایت کیا۔ اور چند وجوہ سے روایت کیا گیا کہ آنحضرت صلعم نے حفصہ رضؓ کو طلاق دی پھر رجوع فرمایا (ابن کثیر) خطیبؒ نے کہا کہ
اسکو ماوردیؒ نے ذکر کیا ہی اور قشیریؒ نے کہا کہ حفصہ رضؓ اپنے والدین کے گھر چلی گئین تو اس بارہ مین نازل ہوا لاتخرجوہن من بیوتہن
الخ اور کلبیؒ نے کہا کہ سبب نزول یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے خفیہ ایک بات کہی تھی انھون نے
عائشہ رضؓ سے اسکو ظاہر کر دیا تو آپ نے غصہ ہو کر حفصہ کو ایک طلاق دیدی تب یہ حکم نازل ہوا اور سدی نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما نے اپنی زوجہ کو حالت حیض مین ایک طلاق دی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مراجعت کرے اور روکے رہانتک کہ
وہ حیض سے پاک ہو پھر اُسکے بعد اُسکو حیض آوے پھر پاک ہو تب چاہے اسکو روکے اور چاہے طلاق دے قبل اسکے کہ جماع

Marfat.com

کرے پس یہ عدت ہی جسکے وقت پر اللہ تعالیٰ نے عورتون کو طلاق دینے کا حکم دیا ہی یعنی قولہ تعالیٰ فطلقوہن لعدتہن (س) امام بخاری رح نے صحیح مین روایت کی کہ سالم بن عبد اللہ نے کہا کہ ہمارے باپ عبد اللہ بن عمر رض نے ہمکو خبر دی کہ انھون نے اپنی زوجہ کو حالت حیض مین طلاق دی تھی اسکو عمر رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپکو اس معاملہ پر غصہ آیا پھر حکم دیا کہ عبد اللہ کو حکم دے کہ وہ اس عورت سے مراجعت کرے پھر رہنے دے یہانتک کہ حیض سے پاک ہو پھر اسکو حیض آوے پھر پاک ہو پھر اسوقت اگر اسکی راے مین آوے کہ اسکو طلاق دے تو اسکو طلاق دیدے اسی حالت طہر مین قبل اسکے کہ عورت مذکورہ سے مساس کیا ہو یہی عدت ہی جسکے وقت پر اللہ تعالیٰ نے عورتون کو طلاق دینے کا حکم دیا ہی اس حدیث کو ائمہ نے صحاح و سنن و مسانید مین بطرق کثیرہ و الفاظ متعددہ روایت کیا ہی اور اس مقام سے مناسب وہ ہی جو صحیح مسلم کی روایت مین بطریق ابن جریج وارد ہوا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رض نے بیان کیا کہ انھون نے رسول اللہ صلعم کے زمانے مین اپنی عورت کو حالت حیض مین طلاق دی پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عورت سے مراجعت کرلے اور فرمایا جب وہ عورت طاہرہ ہوجائے تو چاہے اس کو طلاق دے یا روک رکھے اور آنحضرت صلعم نے پڑھا قولہ تعالیٰ یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوہن فی قبل عدتہن - ھ

مترجم کہتا ہی کہ اس سے مقصود یہ کہ قولہ لعدتہن کی تفسیر خود آنحضرت کی قراءت سے معلوم ہوئی یعنے فی قبل عدتہن - یعنے جب عدت روبرو ہو یعنے حیض سے پاک ہوکر طہر سامنے آوے **مترجم** کہتا ہی کہ طحاوی رح نے کہا کہ حدثنا ابو بکرۃ و ابن مرزوق قالا حدثنا ابو عاصم عن ابن جریج باسنادہ اور آخر مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے پڑھا کہ یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوہن لعدتہن ای فی قبل عدتہن - ھ - ابن کثیر رح کی تفسیر مین ہی کہ عبد اللہ بن مسعود نے قولہ لعدتہن کی تفسیر مین فرمایا کہ مراد وہ طہر ہی جسمین جماع نہوا اور اسکے مثل عبد اللہ بن عمر و عطا و مجاہد و حسن و ابن سیرین و قتادہ و میمون بن مہران و مقاتل بن حیان سے مروی ہی - علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ فطلقوہن لعدتہن - عدت کے وقت مین طلاق دو یعنے عورت کو ایام حیض مین طلاق نہ دے اور ایسے طہر مین بھی نہ دے جسمین عورت کے ساتھ جماع کیا ہو بلکہ اسکو چھوڑ دے یہانتک کہ اس طہر کے بعد جب حیض سے پاک ہو تو اسوقت چاہے اسکو ایک طلاق دیدے اور عکرمہ نے کہا کہ العدۃ - طہر ہی اور القرء حیض ہی اور چاہیے کہ عورت کو ایسی حالت مین طلاق دے جب اسکا حمل خوب ظاہر ہوچکا ہو اور اگر کسی عورت سے مساس کیا اور معلوم نہین ہوسکتا کہ وہ حاملہ ہوئی ہی یا نہین ہوئی ہی تو ایسے وقت مین طلاق نہ دے یعنے اگر اسکے بعد اسکو حیض آوے پھر پاک ہوجاوے تو معلوم ہوجائیگا کہ حاملہ نہین ہی اب طلاق دیسکتا ہی اور خلاصہ یہ کہ جس طہر مین جماع کیا ہو اسمین طلاق نہ دے **خطیب** نے لکھا کہ روایت ہی کہ جیسے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا اسیطرح چند اصحاب نوجوانون نے کیا تھا انمین سے عبد اللہ عمرو بن العاص اور عتبہ بن غزوان بھی تھے دار قطنی نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ طلاق کی چار صورتین ہین دو حلال ہین اور دو حرام ہین پس حلال یہ ہین کہ عورت کو طہر مین بغیر جماع کے طلاق دے اور عورت کو حمل ظاہر ہونے کے بعد طلاق دے اور حرام یہ ہین کہ عورت کو ایام حیض مین طلاق دے اور عورت کو ایسے طہر مین طلاق دے جسمین اس سے جماع کیا ہی کیونکہ یہ معلوم نہوگا کہ اس جماع سے حمل رہا ہی یا نہین رہا ہی (سراج) **ابن کثیر** رح نے کہا کہ اسی سے فقہا نے طلاق کے احکام نکالے ہین اور طلاق کی دو قسمین کہین ایک طلاق سنت اور دوم طلاق بدعت ہی پس طلاق سنت یہ ہی کہ عورت کو طہر کی حالت مین جسمین جماع نہین کیا ہی طلاق دے یا حمل ظاہر ہونے کے بعد طلاق دے اور طلاق بدعت یہ ہی کہ ایام حیض مین اسکو طلاق دے یا جس طہر مین اس سے جماع کیا ہی طلاق دے کہ نہین معلوم حاملہ ہوئی ہی یا نہین ہوئی ہی یہان ایک قسم تیسری بھی ہی جو طلاق نہ سنت ہی نہ بدعت ہے اور یہ ایسی عورت کی طلاق ہی جو صغیرہ ہو یعنے حیض کی حد تک نہین پہونچی اور جو آئیسہ ہو یعنے زیادہ عمر ہوجانیسے وہ حیض و فرزند سے مایوس ہوچکی ہو اور جو غیر مدخولہ ہو اور اسکا پورا بیان کتب فقہ مین ہی اور **خطیب** نے لکھا کہ طلاق کے تین اقسام ہین سنی و بدعی اور سوم نہ یہ اور نہ وہ یعنے مباح ہی پس اگر زوجہ کو طلاق دی جس سے وطی کرچکا ہی اگرچہ مدبکاری کے طور پر یا خانہ کے مقام مین وطی ہوا اور وہ عورت اقرار سے

Marfat.com

عدت پوری کرنیوالی ہی تو دیکھا جاوے کہ اگر طلاق کے بعد عدت کے اقرار شروع ہوے اور جس طہر مین طلاق دی تھی اسمین وطی نہین کی تھی تو طلاق سنی ہی مترجم کہتا ہی کہ شافعیہ کے نزدیک قولہ تعالیٰ ثلثۃ قروء مین قرء سے مراد طہر ہی یعنے تین طہر پورے کرے اور حنفیہ کے نزدیک حیض ہی یعنے تین حیض پورے کرے اقراء جمع ہی خطیب رح نے لکھا کہ اگر زوجہ کو زمانہ حیض مین سو روپیہ وغیرہ مال کے عوض خلع دیا تو یہ بھی تسمہ سوم مین داخل ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ اسوجہ سے کہا کہ شافعیہ کے نزدیک خلع طلاق نہین ہوتا بلکہ نکاح کا فسخ ہوتا ہی اور حنفیہ کے نزدیک یہ طلاق بدعی ہی کیونکہ خلع طلاق ہی - طلاق بدعی طریقہ حرام ہی - اور واضح ہو کہ اگر کسی نے ایام حیض مین طلاق دی تو رجوع کرلینا واجب ہی اور یہی اصح ہی اور اسی پر فتوی ہی کمافی فتح القدیر وغیرہ اور یہ ایک طلاق محسوب ہوگا چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث مین گزرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مراجعت کا حکم دیا تھا اور اسی حدیث کے بعض روایات مین ہی کہ ابن عمر رض سے پوچھا گیا کہ پھر کیا یہ طلاق حساب مین شمار ہوگی تو فرمایا (قمہ ان عجز واستحمق) یعنے کیا اگر وہ شخص بے وقوف احمق بن جاوے تو شمار نہو یعنی ضرور شمار ہوگی اس حدیث کو طحاوی رح نے بھی روایت کیا ہی طلاق کو معلق کرنا جائز ہی جیسے اگر تو نے فلان شخص سے کلام کیا تو تجھے طلاق ہی پس اگر اس سے کلام کرے تو اسیوقت طلاق واقع ہوگی جب چاند رات ہو تو تجھے طلاق ہی تو چاندنی رات پر نہوگا بلکہ اس گفتگو کے بعد جو نیا چاند نکلے اسیوقت واقع ہوگی ایکبارگی تین طلاقین دینا بدعت و حرام ہی لیکن واقع ہوجاوینگے اور ایک جماعت علماء نے کہا کہ نہین بلکہ ایک ہی واقع ہوگی ایک مرد نے اپنی عورت پر زناکاری کا الزام کیا اور گواہ نہ تھے تو روایت ہی کہ حضور رسالت مین دونون سے لعان لیا گیا جیسا کہ شرعی حکم ہی اور بعد فراغت کے مرد نے کہا کہ اگر مین اب اسکو رکھون تو گویا مین نے تہمت دی پس اسنے تین طلاقین دیدین - فریق دوم نے کہا کہ دوسری حدیث مین ہی کہ آپ کے زمانے مین تین طلاقین ایک سمجھی جاتی تھین تو دونون حدیثون کو ملاکر یہ معنی نکلے کہ ملاعین کا یہ مطلب تھا کہ اسوقت ایک طلاق ہی پھر دوسرے طہر پر دوسری اور تیسری تیسری کہی اگر وہ چاہتا تو رجعت کرلیتا پھر دوسری طلاق جب دیتا تب واقع ہوتی وفیہ نظر بالجملہ بدعتی طور پر تین طلاق واقع ہونا اجماع صحابہ ہی اور اگر امام رازی وغیرہ نے اجماع کو ظنی لیا تو بھی مسئلہ مین حجت ہی واللہ تعالیٰ اعلم - اگر لونڈی آزاد کی گئی اور وہ کسی غلام کے نکاح مین تھی اور اسکو حالت حیض مین معلوم ہوا کہ مجھے آزادی ملنے پر یہ اختیار بھی ملا ہی کہ چاہون نکاح توڑ دون پس اسنے نکاح توڑا تو یہ طلاق نہین بلکہ فسخ ہی اسیطرح اگر عورت نے یا مرد نے ایسا کلمہ کہا یا ایسا کام کیا جس سے شرعی فتوے سے مرتد ہوجاتا ہی مثلاً کہا کہ مین شرع ورع نہین جانتا یا عورت نے سیتلا پوجی یا اسی قسم سے بکثرت قول و فعل ہین اور اکثر عوام اس زمانے مین جہالت سے کرتے ہین تو اس سے بھی طلاق نہین ہوتی بلکہ نکاح فسخ ہوجاتا ہی لہذا دوبارہ سہ بارہ جسقدر مرتبہ یہ وہم ہو جدید نکاح کرے خطیب رح نے لکھا کہ بعضے فقہا نے طلاق دینے کی چند قسمین کہین اول یہ ایسی صورت ہی جسمین طلاق دینا واجب ہی جیسے اپنی عورت سے ایلاء کیا یعنے قسم کھائی کہ کبھی تجھسے قربت نکرونگا یعنے اگر کچھ عذر نہو تو واجب مخیر ہی اور اگر حرام وغیرہ عذر شرعی ہو تو واجب معین ہی مترجم کہتا ہی کہ حنفیہ کے نزدیک اسکو چار مہینہ کی مہلت ہی اور بعد اسکے خود اسپر طلاق سے مخلص ہی اور شافعیہ کے نزدیک اسپر رجوع یا طلاق واجب ہی حتی کہ اگر مرد اس وقت احرام مین معذور ہو کہ عورت سے نہین ملسکتا تو طلاق معین ہی دوم طلاق مندوب جیسے عورت بدخلق ہی اسکی حالت ٹھیک نہین ہی سوم مکروہ طلاق یہ کہ عورت کی حالت اچھی ہے نیک خلق ہی چہارم حرام جیسے طلاق بدعت اور امام نے طلاق مباح کی جانب اشارہ کیا کہ جیسے مرد اس عورت کو نہین چاہتا اور بغیر تمتع کے اسکو نفقہ دینا بھی گوارہ نہین ہی تو طلاق دینا مباح ہی - اور ثعلبی رح نے حدیث ابن عمر رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزین حلال فرمائی ہین ان سب مین سے زیادہ مبغوض اسکے نزدیک طلاق ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ تم لوگ نکاح کرو اور طلاق مت دو کیونکہ طلاق سے عرش الٰہی جنبش کرتا ہی - ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے روے زمین پر کوئی چیز عتاق سے زیادہ محبوب نہین

پیدا کی او طلاق سے زیادہ مبغوض نہین پیدا کی ایک جزو طلاق اسمین سے معاذ بن جبل سے بھی مروی ہی تنبیہ طلاق وعتاق مین استثنا جائز ہی یہی ایک جماعت سلف کا اور ابو حنیفہ وشافعی کا قول ہی اور اسی کو ابن المنذر نے پسند کیا ہی پھر واضح ہو کہ وقت عدت کے طلاق دینے کا حکم مقید ہی کہ ایسی صورت مین عدت کا شمار صاف ہوگا بلکہ اس حکم کو تاکیدًا مصرح فرمایا بقولہ تعالیٰ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ اور عدت کو شمار کرو ف یعنی عدت کے اوقات کو اسطرح ضبط رکھو جیسے محسوس چیز کو شمار مین رکھتے ہین تاکہ یہ معلوم رہے کہ کس ساعت تک شوہر کو رجعت کا اختیار ہی اور کب تک اسپر نفقہ دینا اور رہنے کو مکان دینا لازم ہی اور بعد عدت کے مطلقہ زوجہ کی بہن سے نکاح حلال ہوگا اور اسیکی مانند دیگر فوائد جلیلہ ہین وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۔ اور تقوی رکھو اللہ تعالیٰ اپنے رب سے ف جسنے سختی دور کرکے تمپر آسان شریعت مقرر کی ہی پس کوئی شخص عورت کو ضرر دینے کے لیئے اسکی عدت مین تطویل نکرے مثلاً عورت سے ناخوش ہوا اور کہنے لگا کہ میرا سب مہر پھیر دے اور چلی جا یعنے خلع کرا لے عورت پریشان ہوئی کہ مین نے اپنی جان بھی اسکے سامنے کی اور اب خالی ہاتھ نکلون پس مرد نے شرارت سے اسکو ایک طلاق دی اور خود کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا اور مطلقہ بیچاری پڑی رہی جب تین حیض پورے ہونے مین فقط ایکدن رہا اور عورت کو امید ہوئی کہ پرسون یہان سوت کے جلاپے سے اور ہر طرح کی تکلیف سے چھوٹ کر چلی جاؤنگی اور شائد کوئی بندۂ خدا ملجاوے جو میری درخواست کرے اسوقت شوہر نے عورت سے رجوع کر لیا اور اسیطرح جلاپے مین چھوڑا اور پانچ چھ مہینے تک پڑی رہی پھر دوسری طلاق دی تاکہ جب عدت گزرنیکو ہوگی تو رجوع کریگا اسیطرح اسکو تنگ کریگا تاکہ لاچار ہوکر وہ عورت راضی ہو کہ مہر سب دیکر خلع کرا لے کیونکہ سوت کا جلاپا ایک دن کا دشوار ہوتا ہی پس اللہ تعالیٰ نے دھمکی دیدی کہ ڈرو اپنے پروردگار سے جو اللہ تعالے سب قدرت والا ہی لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ ۔ مطلقہ عورتونکو اُنکے رہنے کے گھرون سے مت نکالو ف یعنے عدت کے ایام مین مطلقہ عورتون کو اُن گھرون سے باہر مت کرو جنمین جدائی واقع ہوئی ہی اور یہ گھر اگرچہ شوہر کی ملک یا بکرایہ ہوتے ہین لیکن عورتون کی طرف انکی نسبت انکے رہنے سے ہوئی یعنی جن گھرون مین تمنے انکو بسایا تھا اور طلاق کے وقت وہان رہتی تھین عدت کے زمانے مین انکو وہان سے مت نکالو وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ اور یہ عورتین خود نہ نکلین مگر اس صورت مین کہ کھلا ہوا فحش لادین ف یعنے عورتونکو بھی منع ہی کہ عدت کے گھر دنسے نکلین اگرچہ شوہر راضی ہوجاوے کیونکہ عدت مین حق شرع ہی اور اسلامی حاکم پر واجب ہی کہ دونون کو ایسی حرکت سے منع کرے پھر اُس سے ایک صورت استثنا کی کہ عورتین کھلا ہوا فحش لادین اول حکم مین سے اللہ عزوجل نے یہ صورت استثنا فرمائی اور فحش یہ کہ عورت بدزبان ہوا اور معنی یہ کہ مگر یہ عورتین کھلی ہوئی بدزبانی کرین مثلاً شوہر کو اور اسکے ماں باپ وغیرہ کے ساتھ بدزبانی کرین تو یہ صورت نشوز کی طرح ہی جس سے عورت کا حق ساقط ہوجاتا ہی پس اُسکو نکال دینا جائز ہی یہی ابن عباس و قتادہ سے مذکور ہی اور ابن مسعود سے روایت کہ یہ زنا نے کو بھی شامل ہی پس ایسی صورت مین عورت کو نکالکر اسکے کوڑے مارین یا سنگسار کرین ابن کثیر نے لکھا کہ فاحشہ مبینہ زنا کو بھی شامل ہی یہی ابن مسعود و ابن عباس و سعید بن المسیب و شعبی و ابن سیرین و حسن و مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و ابو قلابہ و ابو صالح و ضحاک و زید بن اسلم و عطار و سدی و سعید بن ابی ہلال وغیرہم علمار سلف نے بیان کیا ہی اور اسی مین عورت کی بدزبانی و بدچلنی وغیرہ بھی داخل ہی جیسا کہ ابی بن کعب و ابن عباس و عکرمہ وغیرہم سے مروی ہی (ابن کثیر) اور شاید قولہ لاتخرجن سے استثنا ہو یعنے عورت خود نہ نکلے اگر نکلیگی تو کھلے ہوے فحش کی مرتکب ہوگی خطیب نے لکھا کہ یہ سب اسوقت ہی کہ کچھ عذر نہو اور اگر عذر ہو مثلاً اسکو خریدوفروخت کی ضرورت ظاہری ہوئی تو دن مین نکلے گی اسیطرح اگر مطلقہ نے چاہا کہ پڑوسن کے یہان جاکر باتین کرے اور دل بہلاوے پھر اپنے یہان آکر رات بسر کرے تو یہ جائز ہی اسیطرح اگر اس مکان کے شکستہ ہونے سے عورت کو ضرورت ہوئی اور عورت نے کہا کہ اگر ایسا نکرے تو شاید اسکی جان یا مال ضائع ہوجاوے یا پانی کی سیل سے غرق ہو یا پڑوسی لوگ ایسے فاسق بدکار ہین کہ عورت تنہا اس مکان مین نہین رہسکتی ہی یا پڑوسیون کی بدزبانی سے اسکو بہت تکلیف ہی تو نکلنا جائز ہی اور اگر تھوڑی تکلیف ہو تو نکلنا جائز نہین اسلیئے کہ دنیا مین ہر ایک سے دوسرے کو خفیف تکلیف

Marfat.com

اکثر ہوتی ہے اور اکثر عورت کے شوہر کے بھائی اس احاطہ مین رہتے ہون اور پرہیزگار نہون تو وہ بھی بمنزلہ اجنبی کے ہین (السراج) مسائل کتب فقہ مین مفصل مذکور ہین اگرچہ خطیب وغیرہ نے ذکر کیئے ہین مگر مین نے بنظر تطویل ترک کرنا مناسب جانا وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا - اور یہ سب حدین اللہ تعالیٰ کے مقرر کیئے ہوے حدود ہین (تجاوز نکرو) اور جسنے حدود الٰہی سے تجاوز کیا تو اپنی جان پر ظلم کیا تو نہین پہچانتا شاید اللہ تعالیٰ اسکے بعد کوئی امر پیدا کرے ف یعنے یہ احکام مذکورہ عدت وغیرہ کے اللہ تعالیٰ نے حد مقرر کیئے ہین اور اسکی حکمتین کوئی نہین جان سکتا کیونکہ شاید اللہ تعالیٰ اسکے بعد مطلقہ عورت واسکے شوہر کے دل مین کوئی بات پیدا کردے مثلاً اتفاق واتحاد کی صورت مین ان دونون کے درمیان بفکری تھی اور جدائی کے بعد انکے دل مضطرب ہوے پس ان حدود کے موافق ندامت کارآمد ہوگی اور مرد اس سے مراجعت کریگا اور اگر تجاوز سے اسنے ایکبارگی تین طلاقین دی ہون تو اب نہایت پریشانی ہوگی جیسے اس زمانے مین حدود الٰہی سے تجاوز کرنے والے بیباک ہین کہ عورتونکو غصہ مین تین طلاقین دیتے ہین اور آخر ندامت سے خانہ بربادی سمجھکر دائمی حرام کے مرتکب ہوتے ہین اور زنائے دائمی واولاد حرامی وشنعت وفضیحت لازمی ہوجاتی ہے خطیب نے لکھا کہ اکثر مفسرین نے کہا کہ یہان امر سے مراد رجعت کی رغبت ہے یعنے شاید بعد اسکے اللہ تعالیٰ رجعت کی رغبت پیدا کردے۔ اس کلام کے معنی مین ایک طلاق تک کی رکھنے کی رغبت دلائی اور تین طلاق سے ممانعت کی اور ایک طہر غیر جماع مین ایک طلاق دینا سب سے بہتر ہے اور ندامت سے دور ہے اور ابراہیم نخعی رح نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پسندیدہ تھا کہ وقت طہر پر ایک طلاق دیکر چھوڑ دین یہانتک کہ عدت گزر جاوے اور امام مالک رح نے کہا کہ تین طلاق سنت سوائے ایک کے نہین پہچانتا ہون اور امام مالک تین طلاق کو مکروہ کہتے تھے خواہ ایکبارگی ہون یا الگ الگ ہون اور امام ابوحنیفہ وانکے اصحاب کے نزدیک ایک طہر مین تین طلاقین جمع کرنا مکروہ ہے اور اگر تین طہر مین ہر طہر مین ایک طلاق دی تو مضائقہ نہین ہے اور امام شافعی کے نزدیک سب طلاقین ایکبارگی دینے مین مضائقہ نہین ہے دلائل ہر مجتہد کے کتب فقہ مین مذکور ہین زمخشری رح نے کہا کہ اگر کوئی پوچھے کہ طلاق سنت تو قرآن مین مذکور ہے اگر کوئی شخص اسکے خلاف طلاق دے تو کیا واقع ہوگی (جواب یہ کہ ہان واقع ہوگی لیکن مخالفت کرنیوالا گنہگار ہوگا کیونکہ روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کے حضور مین ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاقین دین تو آپنے فرمایا کہ کیا تم لوگ کتاب الٰہی سے کھیل کرتے ہو حالانکہ مین تمھارے درمیان مین موجود ہون اور حدیث ابن عمر رض مین مرفوع ہے کہ اگر مین تین طلاقین دیتا تو کیا ہوتا کیا مین رجوع کرسکتا فرمایا کہ نہین بلکہ تو گنہگار ہوتا اور تیری عورت تجھسے بائنہ ہوجاتی مترجم کہتا ہے کہ ان روایات کی اسناد مین کلام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی میرے پاس لایا جائیگا جسنے یکبارگی تین طلاقین دی ہون تو مین اسکو مارونگا اور اس طلاق کو اسپر جائز کرونگا خطیب نے لکھا کہ خصرت عمر رض ایسا کیا کرتے تھے بعض علماء رح کے نزدیک خلاف سنت طلاق نہین جائز ہے چنانچہ سعید بن المسیب اور ایک جماعت تابعین نے کہا کہ جسنے سنت کے خلاف تین طلاقین ایکبارگی دین یا حیض کی حالت مین طلاق دی تو نہین واقع ہوگی گویا ان لوگون نے اسکو وکیل سے مشابہ کیا جیسے مؤکل نے کسی کو وکیل کیا اور وکیل نے مؤکل کے حکم سے مخالفت کی تو یہ کام مؤکل پر نافذ نہین ہوتا ہے مترجم کہتا ہے کہ حیض کی حالت مین ابن عمر رض کی طلاق محسوب ہوئی اگرچہ رجوع کرنا لازم ہوا چنانچہ صحیح حدیث مین گزر چکا اور رجوع جب ہی ہوتا ہے جب طلاق واقع ہوتا ہے فافہم خطیب نے لکھا کہ اگر یہ کہا جاوے کہ (طلقتم النساء) مین لفظ نساء عام ہے اسمین مدخولہ وغیر مدخولہ اور جوان وبوڑھی وکمسن وحاملہ سب شامل ہین پس فقط مدخولہ جوان یعنے حیض سے عدت پوری کرنے والیون کی تخصیص کہانسے ہوئی (جواب) یہ کہ نساء اسم جنس ہے ہر ایک قسم کی عورت مراد ہوسکتی ہے لیکن جب یہ فرمایا۔ فطلقوہن لعدتہن۔ تو معلوم ہوا کہ حیض سے عدت پوری کرنیوالیان مدخولہ مراد ہین (السراج) اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا یعنے ہمنے مطلقہ واحدہ کو

Marfat.com

عدت کے اندر اُسکے شوہر کے گھر مین اسلیے رکھا کہ شاید شوہر کے دل مین بعد طلاق کے ندامت پیدا ہو تو اسپر رجعت کرنا آسان ہوگا اور زہری نے فاطمہ بنت قیس رضؓ سے یہی تفسیر روایت کی اور یہی شعبی وعطار وقتادہ وضحاک ومقاتل وثوری کا قول ہی اسی مقام سے امام احمد وغیرہ فقہا نے موافق قول بعض سلف رضؓ کے کہا کہ جس عورت سے رجعت نہین رہی اسکے لیئے شوہر کے یہان حق سکونت نہین ہی اسیطرح جس عورت کا شوہر مرگیا ہو اسکے لیے بھی نہین ہی اور انکا اعتماد حدیث فاطمہ بنت قیس رضؓ پر ہی کہ ابوحفص بن عمرو المخزومی نے اسکو طلاق بیتونۃ بھیجدی اور وہ یمن مین غائب تھا (اقول ایک روایت مین ہی کہ ابوحفص نے حضرت علی رضؓ کے ساتھ یمن جانے کا قصد کیا اور وہان سے عورت مذکورہ کو آخری تیسری طلاق بھیجدی اور ابوحفص کے وکیل نے فاطمہ مذکورہ کو نفقہ کے جَو بھیجے تو اسکو ناگوار گزرا پس وکیل نے کہا کہ واللہ تیرے واسطے ہمپر نفقہ نہین ہی پس فاطمہ نے حضور رسالت مین حاضر ہوکر عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ تیرے واسطے اسپر نفقہ نہین ہی اور نہ حق سکونت ہی اور فاطمہ کو حکم دیا کہ ام شریک انصاریہ کے یہان عدت پوری کرے پھر فرمایا کہ ام شریک (یہ بڑھیا بڑی خیرات کرنیوالی تھی) کے یہان میرے اصحاب اکثر دعوت مین) جاتے ہین تجھے چاہیئے کہ ابن ام مکتوم کے یہان عدت پوری کرو وہ اندھا آدمی ہی اگر تو اپنے کپڑے بھی رکھدیگی تو نہ دیکھیگا (رواہ احمد وغیرہ) ایک روایت مین ہی کہ فاطمہ رضؓ نے شعبیؒ سے اپنا قصہ بیان کیا کہ میرے شوہر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ مین باہر بھیجا اور اسنے مجھے طلاق دی تھی اسکے بھائی نے کہا کہ اے عورت تو گھر سے نکل مین نے کہا کہ مجھے عدت ختم ہونے تک نفقہ وسکنی چاہیئے ہی اُسنے نہ مانا اور کہا کہ نہین چاہیے مین نے اسکو آنحضرت صلعم سے ذکر کیا آپنے اسکو بلاکر فرمایا کہ تیرا اور دختر قیس کا کیا جھگڑا ہی اُسنے کہا کہ میرے بھائی نے اسکو تین طلاقین جمیع دیدین تب آپنے مجھ سے فرمایا کہ اے دختر قیس دیکھ کہ عورت کے لیئے اسکے شوہر پر نفقہ وسکنی جبھی تک ہوتا ہی کہ اُسکو حق رجعت حاصل ہو اور جب یہ نہو تو عورت کے لیئے نفقہ وسکنی نہین ہی اب تو وہان سے نکلکر ام فلانہ کے یہان رہ الخ۔ اور طبرانی نے شعبی کے طریق سے اس حدیث کو اسطرح روایت کیا کہ ضحاک بن قیس کی بہن فاطمہ نے کہا کہ اُسکا شوہر ابوعمرو بن حفص بن المغیرہ المخزومی ایک لشکر مین یمن جاتا تھا اس حالت مین اُسنے مجھے میری طلاق بھیجدی مین نے اُسکے اولیاء سے نفقہ وسکنی مانگا انھون نے کہا کہ ابوعمرو نے ہمارے پاس اس بارہ مین کچھ پیغام نہین بھیجا اور نہ ہمسے کچھ کہہ گیا پھر آنحضرت صلعم سے اپنا عرض کرنا ذکر کیا آپنے فرمایا کہ عورت مطلقہ کا اپنے شوہر پر نفقہ وسکنی جبھی ہوتا ہی کہ اسکو رجعت کا حق ہو اور جب عورت شوہر سے نکاح کرنے کے اسکو حلال نہ ہو تو اُسکے لیے شوہر پر نفقہ وسکنی نہین ہی (رواہ النسائی ایضاً) **مترجم** کہتا ہی کہ حدیث فاطمہ بنت قیس کو اکثر ائمہ حدیث نے روایت کیا اور **امام ابن کثیرؒ** نے اسیقدر لکھکر سکوت کیا اور یہ مذہب قلیل جماعت کا ہی اور صریح آیت کے بھی خلاف ہی چنانچہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا! بجملہ جو عورتین حیض سے عدت پوری کرنیوالیان ہین اور مدخولہ ہین جب اُنکو طلاق دیجاوے تو حکم ہی کہ عدت کے شمار کے وقت یعنی طہر مین جسمین جماع نکیا ہو طلاق دو اور گھر سے مت نکالو اور نہ وہ نکلین جب تک کھلی ہوئی فحش بات نکرین جیسے بدزبان اور لڑاکا ہون بہتر یہ کہ اول طہر مین ایک طلاق دیکر چھوڑ دے یہانتک کہ عدت گزر جاوے اگر درمیان مین رجوع نکرے اور آئندہ حکم یہ ہی جو فرمایا بقولہ تعالےٰ

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

پھر جب پہونچین اپنے وعدے کو تو رکھو اُنکو دستور سے یا چھوڑ دو اُنکو دستور سے

وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ

اور گواہ کرلو دو معتبر اپنے مین کا اور سیدھی کرو گواہی اللہ کیواسطے یہ بات جو ہی اس سے سمجھ جاویگا جو کوئی

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ

یقین رکھتا ہوگا اللہ پر اور پچھلے دن پر اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے وہ کردے اُسکا گزارہ اور روزی دے اُسکو جہان سے

Marfat.com

اَلَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ
اسکے خیال نہو اور جو کوئی بھروسا رکھے اللہ پر اسکو بس ہو تو وہ اللہ مقرر پورا کرلیتا ہی اپنا حکم
جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا
اللہ نے رکھا ہر چیز کا اندازہ

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ پھر جب یہ عورتین میعاد کو پہونچین تو انکو معروف طریقے سے روک رکھو یا معروف طریقے سے جدا کردو پہلے معلوم ہوا کہ مطلقہ جو حیض سے عدت پوری کرتی ہی اسکی عدت تین قرو ہی۔ قرو ہی شافعی و ایک جماعت سلف کے نزدیک تین طہر ہین اور دوسری جماعت کے نزدیک تین حیض ہین اور یہی ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور (اجل) یعنے میعاد سے مراد یہی مدت ہی پس اس آیت مین اللہ تعالے نے حکم دیا کہ جب مطلقہ عورتین اس مدت تک پہونچین یعنی یہ مدت گزرنے کو آوے تو اسوقت تمکو چاہیئے یعنی طلاق دینے والے کو چاہیئے کہ دو باتون مین سے ایک بات طے کرلے رکھنا یا جدا کرنا یعنے یا تو اُس عورت کو رکھلے یعنے رجوع کرلے مگر اس عزم کے ساتھ کہ معروف شرعی برتاؤ کریگا یعنی شرع کے موافق اس عورت کے ساتھ نیک چال چلن سے چلیگا پس رجعت کرنے سے ضرر دینا مقصود نہو کہ ابھی رجوع کرلے تاکہ پھر ایک طلاق دینے سے اسپر تین حیض تک عدت گزاری کرنی پڑے اور یا نیک چلن سے اسکو جدا کردے یعنے عدت گزر جانے دے تو نکاح کا تعلق قطع ہو جاویگا۔ اور جدا کرنے مین نیک چلن یہ ہی کہ عورت کا جو کچھ حق چاہیئے ہو مثلاً مہر باقی ہو یا قرضہ وغیرہ ہو وہ پورا پورا اسکو دیدے اگرچہ خیرات کے طور پر زیادہ نہ دے اور اسکے ساتھ چاہیے کہ اچھی گفتگو سے رخصت کرے اور اگر اس سے کوئی فرزند ہو تو دُکھ دینے کے قصد سے جدا نہ کرلے یا اگر خود عورت اپنے شوہر پر عاشق ہو تو اُسکو دُکھ دینے کے لیے طلاق نہ دے بلکہ دینی و شرعی مصلحت سے یہ ضرورت دیکھکر کام کرے کیونکہ اس عورت نے ایک مدت تک ارتباط و اتحاد سے ساتھ دیا ہی حتی کہ اپنے بدن کے نہایت عزیز جزو کو جسپر شرم و حیا کا دارمدار ہی اسکے سپرد کردیا پھر اسکے بعد جس چیز مین کوتاہی کی ہو وہ التفات کے قابل نہین ہی۔ تو حاصل یہ ہوا کہ اے مومنین تم مین سے جسنے اپنی منکوحہ حائضہ مدخولہ کو عدت کے وقت پر طلاق دی تو اللہ تعالیٰ نے تین حیض (یا طہر) تک مہلت دی اور نکاح کو خلع نہین کیا ہی تاکہ اس مدت کے اندر چاہے اسکو خلاف مصلحت سمجھکر رجوع کرلے اور نکاح بدستور باقی رہیگا لیکن یہ اسوقت ہی کہ حکم کے موافق ایک طلاق یا دو طلاق دی ہو کیونکہ اگر فسق کے طور پر تین طلاقین دیدین تو رجعت و امساک کا حق باقی نہین رہا اور بدکاری کے جرم مین یہ عورت جدا کردی گئی لہذا مقاتل رح نے فرمایا کہ آیت قدسی مین مراد یہ کہ بعد ایک طلاق یا دو طلاق کے مراجعت کرلے۔ اور یہی واحدی وغیرہ مین جمیع علما سے منقول ہی اگر کہا جاوے کہ یہان روکنا یا جدا کرنا دونون بطور معروف جائز کیے تو کیا دونون باتین برابر ہین (جواب) یہ کہ دونون باتون مین آدمی کو اختیار دیا کہ جس بات کو عمل مین لاویگا وہ جائز ہو جاویگی اور شک نہین کہ کبھی کچھ خاص وجوہ سے جدا کرنا کسی آدمی کے حق مین دنیاوی مصلحت نظر آتا ہی لیکن خیال درحقیقت دینی مصلحت کا متعین ہو ہان اگر دینی مصلحت ہو تو بہتر ہی مثلاً عورت فاسقہ ہو یا دین مین ایسی ناسمجھ ہو کہ مشرکون کی طرح مان دان کرتی ہو یا نماز و روزہ وغیرہ ادا کرنے مین بیباک ہو یا شوہر کے شایستہ ماں باپ سے بدزبانی و عداوت کرتی ہو تو ایسی عورت کا چھوڑنا مصلحت ہی اگرچہ صورت مین جمیلہ ہو اور اگر دین مین سمجھدار ہو تو اگرچہ صورت مین اچھی نہو اسکو جدا نکرے جیسے بعضے شہوتی کیا کرتے ہین اور طلاق اگرچہ مباح ہی لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہی اور اسکا یہی موقع ہی محارب بن دثار رحمہ اللہ تعالے تابعی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزین حلال فرمائی ہین انمین سب سے زیادہ مبغوض (ناگوار) اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہی رواہ ابو داؤد

Marfat.com

اور یہی معنی حدیث ابن عمرؓ سے مرفوع روایت کیے گئے (ثعلبی وغیرہ) اور حدیث علی رضؓ مین مرفوع ہی کہ تم لوگ نکاح مین لاؤ اور طلاق دو کہ طلاق سے عرش الٰہی جنبش کرتا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ اگر یہ حدیث اسناد مین صحیح ہو تو مراد یہ کہ طلاق ناگوار ہی اگرچہ مباح ہی اور حدیث ابو موسیٰؓ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتون کو طلاق نہ دیا کرو مگر ریبت سے اسلیئے کہ اللہ تعالےٰ کو مزہ چکھنے والے اور مزہ چکھنے والیان پسند نہین ہین اور حدیث انسؓ سے مرفوع آیا ہی کہ طلاق کی قسم وہی کھاتا اور کھلاتا ہی جو منافق ہی - واضح ہو کہ حدیث ابن عمرؓ کو ابو داؤد و ابن ماجہ نے روایت کیا اور حاکم نے اسکو صحیح کہا اور ابو داؤد و بیہقی نے محارب بن دثار سے مرسل روایت کی اور ابو حاتم و دارقطنی و بیہقی نے کہا کہ یہ مرسل روایت ارجح ہی اور خطابی رحؒ نے کہا کہ یہی مشہور ہی اور دارقطنی نے اس لفظ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نزدیک طلاق سے بڑھکر ناگوار کوئی چیز نہین پیدا کی - حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ اسکی اسناد ضعیف و منقطع ہی حدیث علی رضؓ کو ابن عدی نے کامل مین بسند ضعیف روایت کیا بلکہ بعض نے کہا کہ حدیث موضوع[1] ہی حدیث ابو موسیٰؓ کو طبرانی و دارقطنی نے روایت کیا بلکہ طبرانی رحمہ اللہ نے حدیث عبادہؓ سے روایت کیا اور اسمین ایک راوی کا نام نہین کیا گیا اور باقی راوی سب ثقہ ہین اور حدیث انس رضؓ کو ابن عساکر نے تاریخ مین ضعیف سند سے روایت کیا اور ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس عورت نے بغیر کسی مضائقہ کے اپنے شوہر سے طلاق مانگی تو اسپر جنت کی خوشبو حرام ہی (رواہ ابو داؤد و الترمذی) بعض نے سوال کیا کہ پھر یہ عورت جنت مین نجاوے گی تو کفر ہوگا (جواب) نہین بلکہ عرصات قیامت مین اسکو یہ سزا ملیگی کیونکہ اہل ایمان کو برزخ سے حشر تک اور عرصات مین پانچ سو برس کی راہ سے جنت کی خوشبو ملیگی اور فاسقون کو جنکی سزا یہ ہو نہین ملیگی جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کو خوشبوے یوسف پہونچی اور پاس کے بیٹھنے والے سب محروم رہے **خطیب** رحؒ نے لکھا کہ معروف ہر وہ کام جو شرع مین اچھا کہا گیا ہی **اقول** بلکہ رواج کے موافق مباح بھی اسمین داخل ہی بعض علماء نے کہا کہ یہان اللہ تعالےٰ نے معروف کی قید فرمائی یعنے امسکوہن بمعروف الخ یعنے امساک بمعروف ہو اور مفارقت بھی بمعروف ہو اور سورۂ بقرہ مین فرمایا امساک بمعروف او تسریح باحسان یعنے روک رکھنا معروف طریقے سے ہو یا راہ چھوڑنا بطور احسان ہو یعنے جو طریقہ شرع مین مستحسن رکھا گیا ہی پس معلوم کرنا چاہیئے کہ شوہر کے لیئے زوجہ کے بدن مین حق ہی اور زوجہ کے لیئے شوہر کے بدن مین اور اسکی گردن پر حق ہی تو یہ حق خواہ مال ہو یا منفعت ہو خواہ متاع ہو یا قیمت ہو یا اجرت یا تلف کیے ہوے کی ضمانت ہر صورت جسپر حق ہی وہ خوبی سے ادا کرے اور جسکا حق ہی وہ خوبی سے طلب کرے اور وصول کرے اگر کہو کہ نفس کی حفاظت مگر شیطان سے دینی فقہ ہی تو شاید یہان ان دونون مین سے کسی کا نفس و وسوسۂ شیطان مین آکر انکار کر جاوے (جواب ہان) یہ ہو سکتا ہی اسلیئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَاَشْهِدُوْا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ اور گواہ کر لو صاحبان عدل کو ف یعنے مسلمانون مین سے عادل لوگون کو گواہ کر لو - عادل وہ جو شریعت مین ثقہ پرہیزگار معروف ہو - اور مدار یہ کہ ظاہر مین فسق و فجور و جھوٹ اس سے معروف نہوا ہو - کافر بھی مروت مین ایسا مشہور ہوتا ہی لیکن اسی بنیاد کفر پر ایسا کرتا ہی تو مصیبت کے وقت اس سے کچھ بعید نہین کہ جھوٹ بول جاوے کیونکہ بے ایمان ہی اسی لیئے مسلمان پر کافر کی گواہی جائز نہین ہی اسی لیئے یہان یہ حکم فرمایا کہ (منکم) یعنے مسلمانون مین سے گواہ کر لو تاکہ شوہر و زوجہ مین سے جو کوئی منکر ہو اسپر مدعی اپنے گواہ دے جو مسلمان ہین تو اسپر حجت ہون (ذوی) یہان جمع ہی جس سے مراد کم سے کم دو ہین اور یہان یہ مذکور نہین کہ کس چیز پر گواہ کرین اسمین نکتہ یہ ہی کہ رجعت پر گواہ کر لینا ظاہر ہی اور کبھی ایسا موقع ہوتا ہی کہ طلاق پر بھی گواہ کر لینا مناسب ہوتا ہی لہذا حاصل یہ کہ طلاق سے رجعت تک اس معاملہ مین حسب مصلحت گواہ کر لو - گواہون کو قبول اور ادا کرنا چاہیئے چنانچہ فرمایا وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ اور ٹھیک قائم کرو گواہی کو اللہ تعالیٰ کے واسطے ف یعنی اسی گواہی کو چاہیئے کہ خدا کے واسطے گواہی کو جسطرح تمنے اٹھایا ہی جب طلب کیجاوے ٹھیک ٹھیک ادا کرو اسمین کسی مدعی یا مدعا علیہ کی

[1] موضوع بنائی ہوئی یعنے حضرت علی رضؓ سے نہین

Marfat.com

رعایت کرکے یہ مبالغہ اسلیئے فرمایا کہ ایمان کے معاملات مین اسی پر مدار ہی اور گواہ کو اسمین مشقت ہوتی ہی کیونکہ وہ اپنی ضروریت چھوڑکر
اور کبھی اسکا مکان دور ہوتا ہی اور کبھی حاکم سے ڈرتا ہی غرضکہ موانع ظاہر ہین پس عادل ہونیکا مرتبہ عظیم فرمایا پھر جب گواہ پر گواہی دینا
شک نہین کہ واجب ہی رہا اہل معاملہ پر گواہ کرلینا تو جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہی جیسے قولہ اشہدوا اذا تبایعتم یعنے باہمی خرید و فروخت
ت گواہ کرلو یہ حکم مستحب ہی اور امام شافعی رح نے کہا کہ جدا کرنے پر گواہ کرلینا مستحب ہی اور رجعت پر گواہ لینا واجب ہی اور یہی امام
احمد کا قول ہی خطیب رح نے لکھا کہ امام احمد و شافعی سے ایک روایت یہ کہ رجعت مین مستحب ہی اور یہی امام ابوحنیفہ و مالک کا قول ہی اسلیے کہ رجعت
فقط شوہر کے رجوع کرنے سے تمام ہوجاتی ہی عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہین رہتی تو گواہ کرنے کی بھی ضرورت نہین ہی ابوداؤد و ابن ماجہ نے
روایت کی کہ ایک شخص نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی پھر اس سے جماع کیا اور گواہ نہین کیے
تو عمران رض نے فرمایا کہ اسنے بہت برا کیا کہ اسنے بدعت کی صورت مین طلاق دی اور خلاف سنت مین رجعت کی پس وہ طلاق مین اور رجعت
مین گواہ کرلے اور آیندہ ایسا نکرے یعنے اللہ تعالے سے مغفرت مانگے (ابن کثیر) اگر کہا جاوے کہ عورت سے رجعت کیونکر ہوتی ہے
خطیب نے کہا کہ اگر مرد نے اپنی مطلقہ سے وطی کرلی یا بوسہ لیا یا بدن سے لپٹالیا اور اس سے رجعت کا قصد کیا تو یہ رجعت ہوگی اور
امام ابوحنیفہ رح نے کہا کہ اگر شہوت سے ہو تو رجعت ہوگی جیسے فرج کی طرف دیکھنا رجعت ہی **اقول** اسلیے کہ یہ باتین حرام ہین تو مسلمان مرد اس
وقت مجبور کا مرتکب کیون ہوتا اور خلاصہ یہ کہ جن صورتون سے اجنبیہ عورت کے ساتھ حرام کا حکم ہی وہ مطلقہ مین رجعت ہوگی تاکہ حرامکاری نہو
شافعی و ابوثور رح نے کہا کہ جب اسنے زبان سے کہا کہ مین نے رجوع کیا تو یہ رجعت ہی اور ابوحنیفہ رح نے کہا کہ زبان سے کہنے سے بہتر ہے
اور جماع وغیرہ سے ہو خطیب نے لکھا کہ وطی کرنا بہرحال رجعت کہا گیا ہی خواہ نیت ہو یا نہو اور یہی امام احمد و لیث و بعض مالکیہ کا مذہب ہی اور
قرطبی نے کہا کہ امام مالک پہلے کہتے تھے کہ بغیر نیت کے رجعت نہوگی پھر کہا گیا کہ (ذوی) صیغہ مذکر ہی تو رجعت کے واسطے گواہون کا
حاضر ہونا ضرور ہی **اقول** جب یہ رجعت بھی مثل دیگر حقوق کے ہی تو ایک مرد اور دو عورتین یہان بھی گواہ ہوسکتی ہین جبکہ بالغ عاقل آزاد
ہون اور یہی اظہر و راجح ہی واللہ تعالی اعلم **تفسیر ابن کثیر** مین ہی کہ ابن جریج رح نے کہا کہ عطاء کہا کرتے تھے کہ نکاح و طلاق و رجعت مین سوائے
دو گواہ عادل کے نہین جائز ہی مگر جبکہ عذر ہو **ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ** یہ بات ایسی ہی کہ نصیحت
کیا جاتا ہی اسکے ساتھ وہ شخص جو یقین لایا ہی اللہ تعالے کے ساتھ اور روز قیامت پر یعنے گواہ کرلینا اور گواہی کو ٹھیک ادا کرنا
جو یہان حکم دیا گیا ہی وہی بندہ اسپر عمل کریگا جو اللہ تعالی و روز آخرت پر یقین لایا ہی کیونکہ وہ لقائے الٰہی کا امیدوار ہی اور عذاب الٰہی سے خوفناک
ہی **وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ** اور جسنے اللہ تعالی سے تقوی کیا تو اللہ
تعالی اسکے لیئے چھٹکارے کی راہ نکال دیتا ہی اور اسکو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہی کہ وہ گمان نہین کرتا تھا **تفسیر** یعنے جس بندے نے اللہ تعالے
کے اوامر و نواہی پر عمل کیا تو اللہ تعالی اسکے کام مین کشایش و کارسازی فرماتا ہی اور اسکو ایسی جگہ سے رزق ملجاتا ہی جہان سے اسکا گمان
بھی نہ تھا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت پوری سنائی پھر فرمایا کہ اگر سب لوگ اس آیت کو لیتے
تو سب کو کفایت کرتی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو بار بار تلاوت فرماتے اور یہی نصیحت فرماتے یہانتک کہ مین اونگھ گیا پھر فرمایا کہ اے
ابوذر تو اسوقت کیا کریگا جب مدینے سے نکالا جائیگا مین نے عرض کیا کہ آسایش و راحت کی طرف نکل جاؤنگا اور مکہ کے کبوترون
مین سے ایک کبوتر ہوجاؤنگا آپ نے فرمایا کہ پھر جب تو مکے سے نکالا جاویگا تو کیا کریگا مین نے کہا کہ ملک شام و زمین مقدس کو چلا جاؤنگا
آپ نے فرمایا کہ پھر کیا کریگا جب شام سے نکالا جاوے مین نے کہا کہ تب تو واللہ جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہی اپنی تلوار اپنے کاندھے
پر رکھونگا آپ نے فرمایا کہ یا اس سے بہتر طریقہ اختیار کریگا مین نے کہ ہان اس سے بہتر جو طریقہ ہو وہ اختیار کرونگا آپ نے فرمایا کہ حاکم کی بات سنیو اور

Marfat.com

کیجیو اگرچہ تجھپر کوئی حبشی غلام حاکم ہو۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہی **اقول** اسناد مین ایک راوی شیعی ہی اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کو بنی امیہ کے ہاتھون سے یہ کلفت پہونچی تھی کیونکہ انکا مذہب تھا کہ جو کوئی خلاف سنت عمل کرتا ہو اسکو لاٹھی سے مارتے تھے پس بنی امیہ نے شکایت کی اور انکی طرف سے فتنے کا خوف ہوا کہ ایسا نہو یہ سرکش لوگ ایسے بزرگ صحابی کے ساتھ کچھ گستاخی کرین **مترجم** کہتا ہی کہ قولہ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا الظاہر عام ہی کہ اللہ تعالیٰ متقی کے لیے کشایش دیتا ہی اور جہان سے اسکا گمان بھی نہ تھا وہان سے رزق دیتا ہی لہذا محققین نے اسکو عام رکھا ہی اور بعض نے دیکھا کہ اکثر متقی دنیا مین زہد کے ساتھ صبر کرتے ہین تو خیال کیا کہ یہ آیت خاص طلاق وغیرہ کے معاملے مین ہی چنانچہ بعض نے کہا کہ جسنے طلاق مین تقوی کیا کہ طہر مین ایک طلاق دی یہانتک کہ جب عدت گزرنے لگی تو اسکو نادامت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے کشایش دی کہ اس سے رجوع کرلے اور اگر گزر گئی تو بھی عورت کی رضامندی سے چاہے نکاح کرلے بعض نے کہا کہ جسنے تقوی کیا اسکو اللہ تعالیٰ قناعت دیتا ہی بعض نے کہا کہ مصیبت مین صبر کرے تو جنت دیتا ہی بعض نے کہا کہ جو تقوی کرے وہ ممنوعات سے بچایا جاتا ہی **حسین بن الفضل** نے کہا کہ جسنے ادائے فرائض سے تقوی کیا وہ عقوبت سے بچا **شیخ سہل** بن عبداللہ نے کہا کہ جسنے اتباع سنت کے ساتھ تقوی کیا وہ بدعت سے محفوظ رہا اور ایسی راہ سے جنت مین لایا گیا کہ اسکا گمان بھی نہ تھا اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جسنے تقوی کیا کہ اپنے حول و قوت سے بری ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوا تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے کشایش اسطرح دیتا ہی کہ شرایع پر عمل کرنیکے واسطے اسکو قوت و مدد دیتا ہی یہ سب خطیب نے ذکر کیا اور کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور مسروق نے آیت کو عام لیا ہی یعنے تقوی سے ہر شدت مین کفایت ہی اور مین بھی اسی قول کو قوی سمجھتا ہون۔ ھ **مترجم** کہتا ہی کہ یہی صحیح ہی انشاء اللہ تعالیٰ اور جن بزرگون سے خصوصیت نقل کیگئی انکی مراد فقط مثال ہی اور تحقیق یہ ہی کہ سیاق کلام مین طلاق کے معاملے مین تقوی رکھنا ضرور ہی اسیطرح ہر معاملے مین جہان ایسی مشکل ہو کہ آدمی کو دین پر عمل کرنے سے دنیاوی ضرر نظر آوے وہان تقوی رکھنے سے کشایش ہوجاتی ہی اور یہ کشایش فقط اسقدر ہی جس سے ظاہری دشواری رفع ہو اور اس سے زیادہ مثلاً دنیا کی دولت و ثروت ملے تو یہ متقیون کی خواہش نہین ہی اور نہ ایسی ذلیل و حقیر چیز عوض ایسے شریف کام کا ہوسکتی ہی امام ابن کثیر کی تفسیر مین ہی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قرآن مین زیادہ جامع آیت قولہ تعالیٰ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الخ ہی اور اسسے زیادہ کشایش کی امید والی آیت قولہ تعالیٰ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ہی رواہ ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے استغفار لازم پکڑا تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے ہر فکر سے کشایش عطا فرماتا ہی اور ہر ضیق سے چھٹکارا دیتا ہی اور اسکو ایسی جگہ سے رزق عطا کرتا ہی جہان سے اسکا گمان بھی نہ تھا رواہ الامام احمد علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ مخرجا یعنے اللہ تعالیٰ اسکو دنیا و آخرت کے ہر ایک سختی سے نجات دیتا ہی۔ ربیع بن خثیم نے کہا یعنے ہر چیز جس سے ضیق ہو اللہ تعالیٰ چھٹکارا دیتا ہی عکرمہ نے کہا کہ جسنے موافق حکم الٰہی کے طلاق دی تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے کشایش و چھٹکارا دیتا ہی اسیطرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی ابن مسعود و مسروق نے فرمایا یعنے وہ شخص جانتا ہی کہ اللہ تعالیٰ ہی قادر ہی چاہے دے یا نہ دے قتادہ نے کہا یعنے شبہاتون سے اسکو کشایش دیتا ہی اور موت کے کرب سے چھٹکارا دیتا ہی اور جہان امید و گمان نہ تھا وہان سے رزق دیتا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ شیخ نے سدی سے اور محمد بن اسحق سے قصہ عوف بن مالک اشجعی روایت ابن جریر و روایت ابی حاتم وغیرہ مکرر ذکر کیا اور مترجم عفا اللہ عنہ دونون روایات کو جمع کرکے بحذف مکرر ترجمہ کرتا ہی کہ سدی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے ایک شخص عوف بن مالک تھا اور اسکا ایک بیٹا تھا جسکو مشرکین اکیلا پاکر گرفتار کرلے گئے وہ انمین تھا تو عوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے حال کا درد دکھ بیان کیا **خطیب** نے لکھا کہ اسکے بیٹے کا نام سالم تھا جسکو مشرکین گرفتار کرلے گئے اور باپ یعنے عوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مین فقر و فاقے مین مبتلا ہون اور دشمنون نے میرے بیٹے کو

گرفتار کر لیا اسکی زبان بہت جزع کرتی ہی حضور مجھے کیا حکم دیتے ہین) محمد بن اسحٰق نے کہا کہ عوف بن مالک کو مشرکون نے گرفتار کیا اور (ابن اسحٰق نے کہا کہ) ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے بیٹے عوفؓ کو مشرکون نے گرفتار کر لیا ہی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے (ادر) بھیجا کہ تم دونون کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کثرت پڑھو۔ راوی کہتا ہی کہ مشرکون نے اسکے بیٹے کو قد سے مضبوط باندھا تھا (بیٹے نے (سے) سخت جکڑا تھا کہ چھوٹ جانے کی کچھ امید نہ تھی) اور سدی کی روایت مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم صبر کرو کہ اللہ تعالیٰ عنقریب تمھارے لئے کشایش اور چھٹکارا عطا فرماویگا پھر کچھ ہی دن گزرے تھے کہ اُسکا بیٹا دشمنون کے ہاتھ سے چھوٹ بھاگا ابن اسحٰق کی روایت مین ہی کہ وہ قد جس سے باندھا تھا یکایک کھلگئی اور عوف موقع پاکر نکل بھاگا اور ناگاہ انمین سے ایک عمدہ تیز رفتار اونٹنی اُسکے سامنے آئی وہ اسپر سوار ہوگیا راہ مین انھین دشمنون کا گلہ اونٹون کا ملا عوف نے اُس گلہ کو آوازدی تو سب کے سب اُسکے ساتھ ہو لیے کوئی نہین بھاگا اور سدی کی روایت مین ہی کہ دشمنون کی بکریان بھی عوف نے ہانک لین اور تیزی کے ساتھ وطن مین داخل ہوا یکایک دروازے پر آوازدی تو غمگین ان باپ کو یہ آواز پہونچی باپ نے کہا کہ قسم ہی رب کعبہ کی یہ عوف کی آواز ہی مان نے کہا کہ ارے عوف بھلا کہان سے آویگا وہ تو قد کے ساتھ دشمنون کے بیچ مین بندھا پڑا ہوگا لیکن دونون گھبراہٹ کے ساتھ دروازے کی طرف دوڑے دروازہ کھولکر دیکھا تو عوف کھڑا ہی اور تمام صحن و میدان اونٹون سے (اور بکریون سے) بھرا ہوا ہی پھر اُسنے یکایک اپنے بند کھلجانیکا اور اونٹون کا سب حال اپنے ان باپ سے بیان کیا باپ نے کہا کہ ابھی تم دونون ٹھہرو مین جاکر حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سب حال عرض کرلون جو کچھ آپ حکم فرماوین اسی پر ہملوگ عمل کرین پس باپ نے جاکر عوف کا حال اور اسطرح اونٹون کا گلہ حاصل ہونیکا حال سب بیان کیا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس سب مال مین اپنے ذاتی مال کی طرح جسطرح تیرا جی چاہے تصرف کر اور راوی نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی مین یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب اس حدیث کو سالم بن ابی الجعد نے بھی مرسل روایت کیا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ **شیخ سیوطی** نے لکھا ہی کہ حاکم نے حدیث جابرؓ سے اسکو روایت کرکے صحیح کہا اور **ذہبی** نے رد کیا کہ ضعیف ہی اور ابن مردویہ نے حدیث ابن عباس سے اسکے مثل روایت کیا لیکن راوی متہم ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کبھی ایک گناہ کمانے کی وجہ سے رزق سے محروم ہوجاتا ہی اور تقدیر کو سوائے دعا کے کوئی چیز نہین پھیرتی ہی اور عمر کو سوائے نیکی کے کوئی چیز نہین بڑھاتی ہی (رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ) **اقول** جمہور علماء نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ تقدیر مین جو کچھ ہونے والا ہی وہ واقع ہوتا ہی لیکن کبھی اس واقعہ سے بندہ کے حق مین برا نتیجہ پیدا ہوتا ہی اور کبھی اچھا نتیجہ پیدا ہوتا ہی کیونکہ ہر چیز کا اثر و نتیجہ پیدا کرنا اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت مین ہی پس دعا سے بندے کے لئے اچھا نتیجہ پیدا ہوتا ہی واللہ تعالیٰ اعلم عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بندے نے اللہ تعالیٰ کی طرف انقطاع کیا تو اللہ تعالےٰ اسکی ہر مؤنت کفایت فرماتا ہی اور اسکو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہی جسکا کچھ گمان نہ تھا اور جو کوئی دنیا کی طرف انقطاع کرتا ہی اسکو اللہ تعالیٰ دنیا کی طرف چھوڑتا ہی (رواہ ابن ابی حاتم) یعنے دنیاوی اسباب کے موافق محنت و مشقت مین جسطرح کریگا پاویگا یعنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکی کفایت نہین ہوتی ہی اور جنے اسباب سے دل ہٹالیا اور حواس کے موافق عمل کیا جیسے تجارت و حرفہ وغیرہ لیکن بھروسا و توکل اللہ تعالےٰ پر رکھا تو اللہ تعالےٰ اپنی طرف سے عنایت و کفایت عطا فرماتا ہی **وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ** اور جو کوئی اللہ تعالےٰ پر بھروسا کرے تو وہ اسکو کافی ہی **ف** یعنے اسکی بہتری دنیا و آخرت حاصل ہونے کے لئے اللہ تعالےٰ اسکو کافی ہی اسکی دلیل یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا **اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ** البتہ اللہ تعالےٰ اپنے کام مین پہونچنے والا ہی **ف** یعنے وہ جو امر چاہتا ہی وہی واقع ہوتا ہی کسی امر مین اسکو عجز نہین ہی بلکہ ہر چیز پر قادر ہی اور جب ہمارا پاک پروردگار جسکی یہ شان ہی ہمارا کافی ہوا تو یقین قطعی ہوا کہ ضرور سب کفایت ہوین۔ مؤنت ہر وہ بار خرچہ جسکی انسان کو فکر ہی لہذا فرمایا کہ کفی اللہ ہم جس چیز کی فکر بندے کو ہوتی ہی اللہ تعالےٰ کفایت فرماتا

Marfat.com

بندہ اس فکر سے چھوٹ جاتا ہی اور یہ وہم نہو کہ کسی بندے کو جو متوکل ہی ہمنے کردیتی نہین دیکھا یہ وہم حماقت و وسوسۂ شیطانی ہی اسلیئے کہ حدیث مین فقط کفایت موعنت کا التزام فرمایا ہی وہ ایسے بندے کے لیئے جو سب سے دل منقطع کرکے اللہ تعالیٰ ہی سے لو لگاوے اور ظاہر ہی کہ یہنیں صالح ہی پھر ایسا بندۂ صالح اللہ دولت کی کثرت مین کیونکر اُلجھایا جائیگا جسکا کچھ نتیجہ نہین ہی مگر آنکہ وہ قوی ہو یعنی مال کو راہ الٰہی مین کامل طریقے سے خرچ کرسکے جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے تو ایسے صالحین کو اللہ تعالیٰ مال کی کثرت بھی دیتا ہی قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا البتہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیئے قدر مقرر کی ہی ف اسی تقدیر کے موافق ہر شخص سے ظاہر ہوتا ہی شیخ ابن کثیر وغیرہ نے یہان توکل وغیرہ کی احادیث سے اشارہ کیا ازانجملہ بعض کو نقل کرونگا اور بعض کو کتب احادیث سے لاؤنگا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی حاجت پیش آئی پھر اُسنے اپنی حاجت لوگون کے روبرو پیش کی تو وہ اس لائق ہی کہ آسانی سے پوری نہ کی جاوے اور اگر اُسنے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کی تو اللہ تعالیٰ یا تو فی الحال اُسکو رزق دیتا ہی یا موت کی میعاد آجاتی ہی (رواہ احمد) خطیب نے لکھا کہ ربیع بن خثیم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر حکم لگالیا ہی کہ جو بندہ اُسپر توکل کرے اسکو کفایت کرے اور جو اسپر ایمان لاوے اُسکو ہدایت کرے اور جو اسکو قرض دے اسکو جزا جمیل دے اور جو اُسکو پھروسا کرے اسکو نجات دے اور جو اس سے دعا مانگے اُسکو قبول کرے اور میرے قول کی تصدیق کتاب الٰہی مین موجود ہی قولہ تعالےٰ من یومن باللہ یہد قلبہ۔ وقولہ من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ۔ وقولہ ان تقرضوا اللہ قرضاً حسناً یضاعفہ لکم وقولہ ومن یعتصم باللہ فقد ہدی۔ وقولہ اجیب دعوۃ الداع۔ نقل ہی کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو خلافت کا متولی کیا ہی آپ بھی مجھے اسمین سے کسی کام پر متولی فرمائیے آپنے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن پڑھا ہی اُسنے کہا کہ مین نے تو نہین پڑھا آپنے فرمایا کہ ہم ایسے شخص کو متولی نہین کرتے جو قرآن پڑھا نہو پس اُسنے جاکر قرآن پڑھنا شروع کیا اور بڑی کوشش کی تاکہ عمر رضہ مجھے متولی کرین لیکن جب پڑھ گیا تو آپ کی خدمت مین آنا چھوڑ دیا ایک روز راہ مین آپنے دیکھکر پوچھا کہ ای برادر کیا تو نے ہمسے ملنا چھوڑ دیا ہی اُسنے عرض کیا کہ جی نہین مین چھوڑنیوالا نہین ہون ولیکن کتاب الٰہی کی ایک آیت نے مجھے اُس امید سے مستغنی کردیا جو مین آپکے دروازے پر لاتا تھا آپ نے حال پوچھا تو اُسنے یہ آیت پڑھی ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جیسے توکل کرنا چاہیئے تو تمکو رزق دیا جاوے جیسے پرندون کو رزق دیا جاتا ہی کہ صبح کو خالی کو کھ جاتے ہین اور شام کو بھرے پیٹ آتے ہین (رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ) خطیب نے کہا کہ اس حدیث سے نکلتا ہی کہ اللہ تعالیٰ پر توکل جبھی ہوتا ہی کہ دنیا مین جو اسباب پیدا کیئے ہین انکو عمل مین لاوے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چڑیان صبح کو خالی پیٹ جاتی ہین یعنے انکے لیئے جو طریقہ مقرر ہی اسیطرح رزق تلاش کرنے جاتی ہین اور توکل بزرگ مقام ہی اور بقاعی نے مولوی سے نقل کیا کہ اگر کوئی شخص ظاہری اسباب کو عمل مین نہ لایا تو یہ توکل نہین ہی بلکہ انکال ہی اور یہ کوئی مقام نہین ہی بلکہ ہمت کی پستی اور فروماگی ہی جو مروت کے خلاف ہی اسلیئے کہ اس حرکت سے وہ چاہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت مقرری مٹادے کیونکہ اسنے دنیا مین عالم اسباب رکھا ہی۔ ھ۔ (کذا فی السراج) مترجم کہتا ہی کہ مین نے رسالہ مین بفضلہ تعالیٰ اس مقام کو آیات واحادیث سے اسیطرح محقق بیان کیا ہی وللہ الحمد والمنۃ اور حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیون مین بھائی چارہ کردیا پھر انمین سے ایک تو جہاد مین قتل کیا گیا اور ایک ہفتہ کے بعد دوسرا اپنی قضا سے مرگیا لوگون نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے میت کے لیئے کیا دعا مانگی ہمنے کہا کہ یا رسول اللہ ہمنے یہ دعا مانگی کہ اللہ تعالےٰ اُسپر مغفرت ورحمت کرے اور اُسکو بھی اُسکے بھائی کے ساتھ ملادے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اُسکے قتل ہونے کے بعد اُسکی نماز کیا ہوئی اور روزہ کیا ہوا یا فرمایا کہ اسکا عمل کیا ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ ان دونون کے درمیان اسقدر فاصلہ ہی جسقدر آسمان وزمین کے درمیان فاصلہ ہی (رواہ ابوداؤد والنسائی) سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ گزرے زمانے مین مال ناگوار رکھا جاتا تھا اور آج کے زمانے مین وہ مومن کے واسطے حلال ہی

Marfat.com

اور فرمایا کہ اگر یہ دینار نہوتے تو یہ امر ہمکو اپنی منذیل بناتے اور فرمایا کہ اس مال سے جسکے پاس کچھ ہو اسکو چاہیے کہ اسکی اصلاح [illegible]
یہ زمانہ ایسا ہو کہ اگر وہ محتاج ہو تو سب سے پہلے جو چیز وہ خراب کریگا اسکا دین ہوگا اور فرمایا کہ مال حلال اس لائق نہین ہو کہ اسمین فضول خرچی کیجائے
واہ فی شرح السنۃ) جنی عذرہ مین سے تین آدمی اسلام لاکر حضرت طلحہ کے مہمان ہوے ازانجملہ اول جہاد مین ایک شہید ہوا اسکے بعد دوسرا
[illegible] دوسرا شہید ہوا اسکے بعد تیسرا خود مرگیا پھر طلحہؓ نے انکو خواب مین دیکھا کہ جنت مین تیسرا آگے ہو پھر دوسرا ہو پھر اول ہو انکو تردد ہوا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسمین تجھے اچنبھا کیا ہو کیونکہ جو مومن بندگی مین عمر بسر کرے اس سے افضل عند اللہ کوئی نہین ہو [illegible]
اپنی تکبیر و تسبیح کے (رواہ احمد) محمد بن ابی عمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر کوئی بندہ جسدن سے پیدا ہوا ہو اسدن سے بہت بڑھاپے تک طاعت
الٰہی مین رہا ہو تو بھی اُس روز (قیامت مین) اسکو حقیر جانیگا اور تمنا کریگا کہ کاش وہ دنیا مین پھیر دیا جاتا تاکہ ثواب زیادہ کماتا (رواہ احمد)
حدیث ابن عباس مین ہو کہ ستر ہزار بغیر حساب جنت مین داخل کیے جاوینگے اور انکی صفت مین فرمایا کہ وہ اپنے رب عزوجل ہی پر توکل کرتے ہین
(صحیحین) اور حدیث ابن مسعودؓ مین ہو کہ جبرئیل علیہ السلام نے میرے دل مین وحی ڈالی ہو کہ کوئی جان نہین مرتی جب تک اپنا رزق پورا نہ لے
پس تم اللہ تعالیٰ سے تقوی رکھو اور خوبصورت طریقے سے طلب کرو اور اگر تمھارا رزق تمکو دیر مین پہونچے تو یہ امر تمکو نہ ابھارے
کہ تم خدا کی نافرمانی کے طریقون سے تلاش کرنے لگو (شرح السنۃ) حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ مین ہو کہ دنیا مین زاہد ہونا اسطرح نہین ہو کہ اللہ
تعالیٰ نے جو چیزین حلال فرمائی ہین انکو اپنے اوپر حرام کرلے اور مال کو ضائع کرے دلیکن زاہد ہونا یہ ہو کہ جو کچھ تیرے ہاتھ مین ہو اسپر تیرا بھروسہ
کچھ زیادہ نہو بہ نسبت اسکے جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مین ہو (الترمذی وابن ماجہ) معنے یہ کہ بندے کے لیئے جو رزق اللہ تعالیٰ کے یہان ہو اسپر
[illegible] سا ہو کر تجھے ضرور ملیگا جیسے آدمی کے ہاتھ مین جو کچھ موجود ہو اسپر اعتماد کرتا ہو مترجم کہتا ہو کہ یہ شاید عوام کو سمجھانیکے طور پر ہو ورنہ طیکہ
[illegible] سند صحیح ہو حالانکہ ترمذی نے کہا کہ فلان راوی منکر الحدیث ہو اور اصل توکل یہ ہو کہ جو کچھ آدمی کے ہاتھ مین ہو اس سے نفع پانیکا بھروسا
[illegible] بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ چاہے پس اصلی بھروسا اللہ تعالیٰ پر ہو خواہ یہ مال ہو جو ہاتھ مین ہو یا جو اللہ تعالیٰ نے ابھی نہین دیا ہو واللہ سبحانہ
تعالیٰ اعلم ابن کثیرؒ نے یہان حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ لکھی یعنے ابن عباسؓ نے کہا کہ مین ایکروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ردیف
[illegible] مین سوار تھا کہ آپنے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے اللہ تعالیٰ کو حفظ رکھ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرماویگا تو اللہ تعالیٰ کی یاد رکھ اللہ تعالیٰ
کو سامنے پاویگا جب تو مانگے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگ اور جب تو مدد چاہے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہ اور خوب جان لے
اگر تمام امت جمع ہو کر چاہے کہ تجھے کچھ نفع پہونچادے تو ہرگز تجھے کچھ نفع نہین پہونچا سکتی ہو مگر وہی نفع جو اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے
لکھا ہو اور اگر سب جمع ہو کر چاہے کہ تجھے کچھ ضرر پہونچادے تو کچھ بھی ضرر نہین پہونچا سکتی ہو مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے لکھا ہو
قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفہ خشک ہو گئے (رواہ احمد والترمذی) اخیر جملہ سے یہ مراد نہین ہو کہ قلم کسی تر روشنائی سے لکھتے تھے بلکہ جیسے
[illegible] دمیون مین عہدنامہ مدت ہوئی تحریر ہو چکا اب کمی بیشی نہین ہو سکتی اسیطرح مراد یہ کہ تقدیر ازل کے صحائف تمام ہو چکے ہین اور اسی مین سے
دعا بھی ہو حدیث مین ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی جانب جہاد کیا اور واپس ہو کر راہ مین دوپہر کو ایک وادی مین ٹھہرے
جسمین خاردار درخت بہت تھے صحابہ سایہ کے لیئے درختون کے نیچے متفرق ہوے اور عمدہ سایہ دار کیکر کے نیچے رسول اللہ صلعم کے
لیئے بستر کردیا آپ نے اپنی تلوار لٹکادی ہم لوگ خفیف نیند سوئے تھے کہ ناگاہ چونکے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو پکارتے
ہین جلدی گئے دیکھا کہ آپ کے پاس ایک اعرابی خاموش بیٹھا ہو آپ نے فرمایا کہ اسنے آکر میری تلوار کھینچ لی اور کہنے لگا کہ اب تجھے
کون بچاویگا مین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بچاویگا تین مرتبہ یہی گفتگو ہوئی ناگاہ اسکے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور مین نے اٹھائی تو مین نے کہا
کہ اب تجھے کون بچاویگا۔ اُسنے مجھسے کہا کہ آپ بھلائی لینے والے ہو جاوین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو گواہی

Marfat.com

دیتا ہو کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اعرابی نے کہا کہ مین یہ گواہی تو نہین دیتا لیکن عہد کرتا ہون کہ کبھی آپ سے نہ لڑونگا اور نہ ایسی قوم کے ساتھ شریک ہونگا جو آپ سے لڑے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو معاف کردیا جب وہ اپنی قوم کے پاس پہونچا تو کہنے لگا کہ مین تمھارے پاس ایسے شخص کے پاس سے آیا ہون جو بیشک روئے زمین کے لوگون سے بہتر ہو (اسماعیلی والحمیدی) ایک حدیث اسی قسم کی دوسری آئی ہو اور وہ دوسرا واقعہ ہو اسمین جبرئیل علیہ السلام نے اعرابی کو طپانچہ خفیف مار دیا تھا کہ اسنے جاکر درخت سے ٹکر کھائی اور تلوار گر پڑی - م - حدیث انس رض مین ہو کہ دو بھائی تھے انمین سے ایک اپنا حرفہ کرتا اور دوسرا رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آیا کرتا تھا حرفہ کرنیوالے نے رسول اللہ صلعم سے اپنے بھائی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ شاید تجھکو اسی بھائی کی برکت سے رزق ملتا ہو (قال الترمذی حدیث صحیح غریب) معلوم ہوا کہ گھر مین نیک صالح کی برکت سے لوگون کو رزق ملتا ہو اور یہان وجہ یہ تھی کہ ایک بھائی کی حاضری حضرت رسول اللہ صلعم کی خدمت مین نہایت افضل عمل تھا۔ حدیث عمرو بن العاص سے مرفوع ثابت ہو کہ آدمی کے قلب سے ہر وادی کی طرف شاخین پھوٹی ہین تو جس کسی نے اپنے جی کی تابعداری کی سب وادی مین گھسا تو اللہ تعالے کو پروا نہین ہو کہ کس وادی مین تباہ ہوا اور جسنے اللہ تعالے پر توکل کیا اللہ تعالے اسکو سب وادی سے کفایت فرماتا ہو (رواہ ابن ماجہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ صحابہ مین سے ایک شخص اپنے گھر مین گیا اور جب اسنے انکی محتاجی و فاقہ دیکھا تو جنگل کو چلا گیا جب اُسکی عورت نے یہ حال دیکھا تو چکی کے پاس گئی اور اوپر کا پاٹ نیچے کے پاٹ پر رکھا اور تنور کے پاس گئی اور اُسکو روشن کیا پھر بولی کہ الٰہی ہم لوگونکو رزق عطا کر پس اُسنے نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ پیالہ سالن سے بھرا ہو اور تنور کے پاس گئی تو دیکھا کہ روٹیون سے بھرا ہو پھر اُسکا شوہر واپس آیا اور یہ دیکھکر کہنے لگا کہ کیا میرے بعد تمنے کچھ پایا ہو عورت نے کہا کہ ہان ہمنے اپنے رب عزوجل کی طرف سے پایا ہو پھر مرد نے کھڑے ہوکر چاہا کہ چکی کو دیکھے یعنے چکی کا پاٹ اٹھاکر اُسکا اثر دیکھا پھر یہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آگاہ رہو کہ اگر یہ شخص چکی نہ اُٹھاتا تو برابر قیامت تک اسیطرح چلتی رہتی (رواہ احمد) ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بندے کو جسطرح موت طلب کرتی ہو اسیطرح رزق طلب کرتا ہو (رواہ ابونعیم) پھر اللہ تعالیٰ نے باقی عورتون کا حکم فرمایا یعنے آئسہ کا جو بڑھاپے سے یا ہر مایوس ہوا اور صغیرہ کا اور حمل والیون کا جبکہ طلاق دیجاوے بقولہ تعالے

وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ

اور جو عورتین ناامید ہوجانین حیض سے تمھاری عورتون مین اگر تمکو شبہہ ہوگیا تو اُنکی عدت یہ ہو تین مہینے

وَالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ

اور ایسی ہی جنکو حیض نہین آیا اور جنکے پیٹ مین بچہ ہو انکی عدت یہ کہ جن دین اپنے پیٹ کا بچہ اور جو کوئی

يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ

ڈرتا رہے اللہ سے کردے اُسکو اُسکے کام مین آسانی حکم ہو اللہ کا جو اُتارا تمھاری طرف اور جو کوئی

يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝

ڈرتا رہے اللہ سے اُتارے اُس سے اسکی برائیان اور بڑا دے اُسکو نیگ

شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ اللہ تعالے بیان فرماتا ہو کہ آئسہ اور غیر حائضہ کی مدت تین مہینے ہو بقولہ تعالے وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ وہ عورتین جو محیض سے

مایوس ہوئین تمہاری عورتون مین سے اگر تم شک کرو تو اُنکی عدت تین ماہ ہی اور وہ عورتین جنکو حیض نہین آیا ف تو تمہاری عورتون سے یا مرد
مسلمان ہون اور خطیب رحؒ نے لکھا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ مسلمان مردون کے تحت مین ہون اگرچہ وہ کتابیہ یعنے یہودیہ و نصرانیہ عورتین ہون تم
تم شک کرو۔ یہ فقط آئسہ عورتون سے متعلق ہی اسیواسطے جن عورتون کو ابھی تک حیض نہین آیا اُنکو علیحدہ بیان کیا ہی خطیبؒ نے کہا کہ یہ عورتین
دو عورتین شامل ہین ایک وہ کہ جنکو بوجہ صغیرہ ہونیکے حیض نہین آیا ہی اور دوم وہ کہ جنکو کسی بیماری سے ایام حیض نہین ہوتے اگرچہ عمر
شمار سے باغ ہوگئی ہون شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ حاصل یہ ہی کہ وہ عورتین جنکو بڑھاپے کی وجہ سے حیض آنا منقطع ہوگیا ہی تو طلاق مین انکی عدت
بجائے تین قروء کے تین مہینہ ہی اسیطرح صغیرہ عورتین جو حیض کی عمر تک نہین پہونچین اُنکی عدت بھی مثل آئسہ کے تین مہینہ ہی لیکن آئسہ کا بیان
مین فرمایا۔ ان ارتبتم۔ اگر تم شک کرو اسکی تفسیر مین دو قول ہین ایک قول جو مجاہد و زہری و ابن زید وغیرہ ایک جماعت سلف سے روایت کیا گیا ہی
یہ ہی کہ اگر بوڑھی عورت کو خون نظر آوے اور تمکو یہ شک ہو کہ حیض ہی یا استحاضہ ہی یعنے کسی بیماری کی وجہ سے ہی اور تمکو شک باقی رہے تو بھی
اُنکی عدت تین مہینہ ہی مترجم کہتا ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر شک نہو بلکہ تیقن ہوجاوے کہ یہ خون حیض ہی تو اُسکی عدت جو مہینہ کے شمار
سے رکھی گئی تھی مٹ جائیگی اور اب حیض سے شمار کیجائیگی یہانتک کہ اگر آیندہ حیض سے یاس ہو تو پھر مہینون سے شمار کیجائیگی یہی فقہاء حنفیہ
کا قول ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر تیقن ہو کہ خون حیض نہین ہی یعنے کچھ شک نہ پڑے تو بدرجہ اولیٰ اسکی عدت مہینون سے شمار ہوگی فافہم قول
دوم یہ کہ اسکے معنے یہ ہین کہ اگر تمکو ان عورتون کی عدت مین شک پڑے اور نہ پہچانو تو اُنکی عدت تین ماہ ہی اور یہ قول سعید بن جبیرؓ سے روایت
کیا گیا اور اسکو شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا اور معنے مین بھی یہی زیادہ ظاہر ہی اور شیخ ابن جریرؒ نے اس قول پر یہ حجت پیش کی جو باسناد صحیح روایت
کی کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ عورتون مین سے بعض اقسام قرآن مین نہین ذکر کیے گئے ہین اور وہ صغیرہ اور بڑھیان اور
حمل والیان ہین پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی (اسنادہ ثقات) مترجم کہتا ہے کہ اس صورت مین یہ قول یعنے ان ارتبتم
سب سے متعلق ہوگا یعنے اگر تم کو ان عورتون کی عدت معلوم نہو تو جان لو کہ آئسہ و صغیرہ کی عدت تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت
وضع حمل ہے اور خطیبؒ نے ذکر کیا کہ خلاد بن نعمان نے پوچھا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ معاذ بن جبل نے پوچھا تھا مترجم کہتا ہی کہ
ظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان لوگون نے پہلے باہم گفتگو کی پھر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا چنانچہ ابن
ابی حاتمؒ نے باسناد جید حدیث ابی بن کعبؓ روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جب سورۂ بقرہ کی وہ آیت
جو عورتون کی عدت کے بارہ مین ہی نازل ہوئی تھی تو مدینے مین کچھ لوگون نے یہ کہا تھا کہ عورتون کے اقسام مین سے صغیرہ اور آئسہ
اور حاملات باقی رگئین جنکا ذکر قرآن مین نہین فرمایا گیا ہی تو اللہ تعالیٰ نے چھوٹی سورۂ نساء مین یعنے اسی سورہ مین یہ آیت نازل فرمائی
واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم الآیۃ خطیبؒ نے لکھا ہی کہ مجاہدؒ سے روایت ہی کہ یہ آیت ایسی عورت کے حق مین وارد ہی جسکو
استحاضہ کی بیماری ہو تو جب اُسکو خون آویگا تو یہ پہچان نہوگی کہ یہ حیض کا خون ہی یا بیماری سے استحاضہ ہی۔ پھر فقہا مین اختلاف ہی کہ عورت
کس سن مین آئسہ ہوتی ہی۔ اکثر فقہاء نے کہا کہ باسٹھ برس کے سن مین آئسہ ہوتی ہی اور بعض نے کہا کہ ستر اور بعض نے کہا کہ ساٹھ اور
بعض نے کہا کہ پچپن برس مین آئسہ ہوتی ہی مترجم کہتا ہی کہ حنفیہ کے نزدیک پچپن برس پر فتوی ہی لیکن اگر اسکو خون آیا اور حیض کا تیقن ہوا
تو اسی پر اعتماد ہوگا۔ اور واضح ہو کہ سورۂ بقرہ مین گزرا قولہ تعالیٰ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا
یعنے جو لوگ تم مین سے مرین اور اپنی زوجات چھوڑین تو اُنکی زوجات چار مہینہ دس دن انتظار کرین پس وفات شوہر کے بعد عورت
کی یہ عدت تھی جبکہ حاملہ نہو اور وہان حاملہ کی عدت بیان نہین فرمائی کیونکہ حاملہ کی عدت خواہ بعد وفات ہو یا بعد طلاق ہو کیسان ہی لہذا
اُسکو یہان سورۂ طلاق مین بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۔ ا

Marfat.com

مدت یہ کہ اپنا حمل اتارین ف یعنی حاملہ عورتون کی انتہاے مدت عدت یہ ہی کہ وضع حمل کرین شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ آیت کا حکم یہ ہی کہ جو عورت حاملہ ہو تو اسکی عدت وضع حمل ہی اگرچہ طلاق یا موت کے بعد فقط اتنی دیر گزرے کہ وضع حمل ہوا ہو جتنی دیر مین اونٹنی کا دودھ دوہا جاتا ہی - اور یہی جمہور علماء سلف وخلف کا قول ہی خطیبؒ نے لکھا کہ عورت خواہ مسلمہ ہو یا کتابیہ یعنے یہودیہ یا نصرانیہ ہو خواہ حمل مین حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو وسراج منیر کہتا ہی کہ حمل مین جو خون بعض عورتون کو نظر آتا ہی ائمہ حنفیہ کے نزدیک وہ حیض نہین ہوسکتا ہی پس خطیبؒ نے شافعیہ کے مذہب پر اسکو حیض کہا ہی - مد - شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ حضرت علی وابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ وہ کہتے تھے کہ رانڈ کے بارہ مین دو آیتین وارد ہین ایک مین چار مہینہ دس دن ہین یعنی مطلقاً خواہ حاملہ ہو یا نہو اور یہان وضع حمل ہی جبکہ حاملہ ہو تو دونون آیتون کو جمع کرنے سے یہ حکم نکلا کہ جس عورت کا شوہر مرجاوے اور وہ حاملہ ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر چار مہینہ دس دن کے اندر وضع حمل ہو تو چار مہینہ دس دن پورے کرے اور اگر اسکے بعد وضع ہو تو وضع حمل تک عدت بیٹھے غرض کہ دونون مین سے جو مدت دراز ہو وہی اسکی میعاد عدت ہی چنانچہ امام بخاریؒ نے ابوسلمہ سے روایت کیا کہ مین ابن عباس کے پاس تھا اور ابوہریرہؓ بھی بیٹھے تھے اسمین ایک شخص نے آکر ابن عباس سے پوچھا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کی وفات کے بعد چالیس راتین گزرنے پر وضع حمل کیا تو مجھے فتوی دیجیے کہ کیا یہی مدت عدت ہوئی یا چار مہینہ دس روز پورے کرے ابن عباسؓ نے فتوی دیا کہ دونون مدتون مین سے زیادہ مدت پوری کرے ابوسلمہؒ کہتے ہین کہ مین نے کہا کہ حمل والیون کی عدت کی مدت وضع حمل ہی آبوہریرہؓ نے کہا کہ مین بھی اپنے بھتیجے کے ساتھ ہون یعنی میرے نزدیک بھی حاملہ کی عدت وضع حمل ہی اگرچہ چار مہینہ دس روز سے تم ہو پھر ابن عباسؓ نے اپنے غلام کریب کو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ مسئلہ پوچھنے بھیجا ام سلمہؓ نے فرمایا کہ سبیعہ اسلمیہ کا شوہر شہید ہوا اور وہ حاملہ تھی اور اسکی وفات سے چالیس روز بعد جنی پھر اس سے منگنی کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نکاح کر دیا (یعنے اجازت دیدی) اور ابوالسنابلؓ بھی اسکے منگنی کرنے والون مین تھا (البخاری) یعنی بعد وضع حمل کے سبیعہؓ نے سنگار کیا اور ابوالسنابلؓ نے دیکھکر کہا کہ کیا تو چاہتی ہی کہ ابھی نکاح کرے واللہ تجھے چار مہینہ دس روز پورے کرنے ہونگے - سبیعہ نے شام کو جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حال عرض کیا تو آپ نے اسکو اجازت دی کہ نکاح کرے صحیح مسلم کی ایک روایت مین ہی کہ حجۃ الوداع مین اسکے شوہر سعد بن خولہ نے وفات پائی تھی اور یہ شخص بدر کی لڑائی مین حاضر ہوا تھا اور یہی صحیح ہی اور اور جو حاضر ہوا کہ وہ قتل کیا گیا اسمین تامل ہی کیونکہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بیماری مکہ اور وصیت ثلث مال کی حدیث مین ہی قولہ علیہ السلام ولکن البائس سعد بن خولہ یرثی لہا رسول اللہ صلعم" یعنے ثواب کامل ہجرت سے محروم سعد بن خولہ ہوا بعض شارحین نے یہی معنی بیان کیے ہین حتی کہ یہ کہا کہ بعد فتح مکے کے یہ مکے مین چلے آئے تھے اور بعض نے اس سے انکار کیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہ چاہتے تھے کہ جسنے ہجرت کی وہ یہان نہ مرے لہذا سعد بن خولہؓ کے حق مین مقدر سے افسوس کیا کہ وہ یہان مرا رضی اللہ عنہ اور اس حدیث سبیعہ کو ائمہ صحاح وغیرہم نے باسانید صحیحہ روایت کیا ہی اور واضح ہو کہ پہلے آیت اول چار مہینہ دس روز والی نازل ہوئی تھی اسکے بعد یہ آیت حاملہ کے حق مین بوضع حمل نازل ہوئی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حاملہ رانڈ کے حق مین تملوگ سختی پسند کرتے ہو اور آسانی نہین چاہتے ہو حالانکہ چار مہینہ دس دن کا حکم نازل ہونیکے بعد وضع حمل کی آیت نازل ہوئی ہی (رواہ البخاری وابن جریر والنسائی) اور ابن جریرؒ نے روایت کی کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ جو شخص چاہے مین اسکے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہون کہ المتوفی عنہا کے بعد وضع حمل کی آیت نازل ہوئی ہی اور کہا کہ حاملہ نے جب وضع حمل کیا تو عدت سے بری ہوگئی اور المتوفی عنہا سے مراد قولہ تعالی والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا الآیہ ہی اس حدیث کو نسائی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہی دوسری اسناد سے ابن مسعودؓ نے کہا کہ جو چاہے اسکے ساتھ مین باہم قسم کھانے کو تیار ہون کہ المتوفی عنہا کے بعد وضع حمل کی آیت اتری ہی (ابن جریر) اور مسروقؒ نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی کہ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہین

Marfat.com

ہ امل دونون مدتون مین سے زیادہ مدت تک انتظار کریگی تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص چاہے مین اسکے ساتھ مباہلہ کرنے کو موجود ہون کہ سورۂ بقرہ کی آیت یعنے چار مہینے دس دن کے بعد چھوٹی سورہ نساء کی آیت اُتری یعنے اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (ابو داؤد وابن ماجہ وابن ابی حاتم) اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ قولہ اولات الاحمال اجلھن الآیہ تین طلاق دی ہوئی عورت کے واسطے یا ایسی عورت کے لیئے جسکا شوہر مرگیا ہو آپنے فرمایا کہ یہ دونون کے لیئے ہے اس حدیث کو عبد اللہ بن امام احمد نے زوائد مسند مین روایت کیا اور اُسکی اسناد مین مثنی بن صباح متروک ہو اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا جسمین ابن لہیعہ ضعیف ہو اور ابن جریر نے روایت کیا جس مین عبد الکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے لیکن روایات صحاح کے واسطے اُن سے تقویت کافی ہے **تنبیہ** جب ثابت ہوا کہ وضع حمل سے عدت پوری ہوجاتی ہے تو یہان سوال یہ ہے کہ اگر اُسکا پیٹ گر گیا تو کیا حکم ہے جواب یہ کہ اگر خون کا تھکا یا لوتھڑا گر گیا تو امام مالک کے نزدیک عدت پوری ہوجائے گی اور امام ابو حنیفہ و شافعی و احمد نے کہا کہ عدت سے پاک نہوگی جب تک کہ اس قدر نہو کہ جس مین انسانی خلقت ظاہر ہوئی ہو اور اگر اُسکے پیٹ مین جوڑیا دو بچے ہون تو خطیب نے لکھا کہ عدت تمام نہوگی جب تک دوسرا بچہ نہو اور یہ بھی ضرور ہو کہ یہ حمل اس مرد سے ہو جسکے واسطے عدت بیٹھی ہو کیونکہ اگر زنا کا حمل ہو تو اُسکا کچھ احترام نہوگا اور عورت اپنی عدت حیض سے پوری کریگی (السراج) وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا اور جو کوئی اللہ تعالےٰ سے تقوی رکھے اللہ تعالےٰ اُسکے لیئے اُسکے کام مین آسانی پیدا کرتا ہے ف یعنے جس بندے نے اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال سے خوف کرکے نافرمانی نہ کی تو اسکے نکاح وغیرہ کے ہر معاملے مین آسانی کا نتیجہ پیدا فرماتا ہے تو بندے کو دونون جہان کی بھلائی حاصل ہوتی ہے ضحاک نے کہا کہ جسنے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے اجتناب کیا تو اللہ تعالےٰ اسکے لیئے اپنی بندگی کے سامان آسان کرتا ہے۔ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ یہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے تمھاری طرف نازل فرمایا ہے ف یہ سب احکام شریعت الٰہیہ مین اللہ تعالےٰ کے حکم ہین جو اپنے رسول خاتم النبیین پر اسلیئے نازل فرمائے کہ تمکو پہونچائے جاوین تاکہ تم اُنپر عمل کرکے جنت کے لائق بن جاؤ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا اور جسنے اللہ تعالےٰ سے تقوی کیا تو اللہ تعالےٰ اس بندے سے اُسکی برائیان میٹ دیتا ہے اور ثواب اسکے لیئے عظیم کردیتا ہے ف بندے کا تقوی اسکی سعی وکوشش ہے جہانتک ہوسکے چنانچہ اوپر گزرا کہ اتقوا اللہ ما استطعتم جہانتک تمسے ہوسکے اللہ تعالےٰ کا تقوی کرو۔ ھ۔ قال تعالےٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ اللہ تعالےٰ کسی نفس کو تکلیف نہین دیتا مگر اُسیقدر جو اسکی وسعت مین ہے۔ ھ۔ اس سے ظاہر ہے کہ جیسا چاہیئے ویسا تقوی ادا نہین ہوسکتا لیکن اللہ تعالیٰ متقی بندے سے کوتاہی اور تقصیر کی برائیان کفارہ فرماتا ہے اور اسپر زیادہ کرم یہ کہ ثواب بھی بڑھاتا ہے جیسے فرمایا وان تک حسنۃ یضاعفھا الآیہ یعنی اگر ایک نیکی بڑھ گئی تو اللہ تعالےٰ اُسکو بہت گونہ فرماویگا اور اپنی طرف سے ثواب عظیم عطا کریگا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ان الحسنات یذھبن السیآت الآیہ یعنے نیک کام ایسے ہین کہ برائیون کو دور کرتے ہین۔ خطیب نے کہا کہ اول آیت مین آسانی وتوفیق تھی اور اس آیت مین فضل عظیم وجنت ورحمت ہے وللہ الحمد والمنہ پھر تقوی رکھنے کا ایک طریقہ بتلایا

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا

گھر دو انکو رہنے کو جہان سے آپ رہے اور ایذا نہ چاہو انکی تانگ کرو

عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ

انکو اور اگر رکھتی ہون پیٹ مین بچہ تو اُنپر خرچ کرو جب تک جنین پیٹ کا بچہ برار

اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ
دودھ پلائین تمہاری خاطر تو دو اُنکو اُنکے نیگ اور سکھاؤ آپس مین نیکی اور اگر آپس مین ضد کرو
فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ
تو دودھ دے رہے گی اُسکی خاطر اور کوئی عورت چاہیے خرچ کرے کشائش والا اپنی کشائش سے اور جسکو پنی ملتی ہو
رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ
اُسکی روزی تو خرچ کرے اُسکو جیسا دیا اُسکو اللہ نے اللہ کسی پہ ذمہ نہین رکھتا مگر اتنا جو اُسکو دیا اب کردیگا
اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ ع
اللہ کچھ سختی پیچھے آسانی

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ۔ بساؤ اُن عورتون کو جہان سے تم رہتے ہو اپنی وسعت سے ف بیان سے مطلقات وغیرہ کے لیئے سکنی ونفقہ کا بیان ہی اور پہلے سکنی یعنے ضرورت سکونت کو شروع فرمایا ہی قولہ من حیث۔ زمخشری نے کہا کہ من تبعیضیہ ہی یعنے اپنے مسکن مین سے بعض مین اُنکو بساؤ کسائی و رازی نے کہا کہ من زائدہ ہی ابو البقاء حوفی نے کہا کہ ابتداء الغایۃ کے لیئے ہی قولہ وجدکم۔ اپنی وسعت وطاقت یعنے جہانتک تمکو دسترس ہی الحاصل جتنے اپنی وسعت وطاقت کے موافق جو اپنا مسکن کیا ہی اسی مین ان عورتون کو بھی رہنے دو قراء نے کہا کہ اُسکا فائدہ یہ کہ جس شخص کو وسعت ہو وہ عورت کو بھی وسعت کے موافق مسکن ونفقہ دے قتادہ نے کہا کہ اگر نہ پاوے تو کوٹھری کے ایک کونے مین عورت کے لیئے مسکن دیدے اب یہان یہ سوال ہی کہ کیا مسکن فقط ایسی مطلقہ کے لیئے ہی جس سے رجعت کی امید ہی تاکہ جس عورت کو تین طلاقین دی ہون اسکے لیئے نہین ہی (جواب) امام مالک و شافعی نے کہا کہ تین طلاق والی کے لیئے بھی سکنی لازم ہی اور نفقہ نہین ہی امام احمد وغیرہ نے کہا کہ سکنی بھی نہین ہے اور امام ابو حنیفہ واُن کے اصحاب نے کہا کہ نفقہ وسکنی دونون لازم ہین اور یہی عبداللہ بن مسعود واُن کے اصحاب اور حضرت عمر وغیرہ کبار صحابہ کا قول ہے اور امام احمد وغیرہ نے حدیث فاطمہ بنت قیس پر اعتماد کیا جس کا مفصل بیان اوپر گزرا ہے اور وہ حدیث منفرد ہے اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ نے فاطمہ مذکورہ پر انکار کیا حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اپنے اللہ تعالے کی کتاب کو اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ایک عورت کے کہنے سے نچھوڑینگے معلوم نہین کہ اس عورت نے سمجھکر یاد رکھا تھا یا کہ نہین مترجم کہتا ہی کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث مین اضطراب ظاہر ہے کیونکہ بعض روایات مین ہی کہ اسکے شوہر ابو عمرو بن حفص نے تین طلاقین اکٹھا دیدین اس صورت مین یہ ایک ہی طلاق ہوگی بعض روایات مین ہی کہ آخری تیسری طلاق مین کو جاتے ہوے راہ سے بھیجدی اس صورت مین دو طلاقون مین یہ عورت اسی مکان مین نفقہ پاتی تھی صرف تیسری طلاق کی عدت ایک مہینہ پوری کرنے کے لیئے اسکو نفقہ وسکنی کی ضرورت ہوئی لیکن شوہر کے بھائیون نے نفقہ کے جو قلیل مقدار مین حاضر کیے اور عذر کیا کہ ہمکو اُسنے سکنی کے لیئے کچھ وصیت نہین کی شعبی کہتے ہین کہ اسود بن یزید نے مجھسے فرمایا کہ ارے تو رجوع کر اور حدیث فاطمہ بنت قیس کے موافق فتوی نہ دے کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ مطلقہ ثلثہ کے لیئے نفقہ وسکنی قرار دیتے تھے مین نے کہا کہ مجھ سے فاطمہ بنت قیس نے خود روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو یہ حکم دیا پس مین رجوع نکرونگا کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو یہ حکم نہ دیتے خطیب نے کہا کہ اسکا جواب یہ دیا گیا کہ فاطمہ بنت قیس ایسے مکان مین اکیلی پڑی تھی جہان آبادی نہ تھی تو اس خوف سے الگ کی گئی سعید بن المسیب کہتے تھے کہ یہ عورت

سر کے بھائیون پر زبان درازی کرتی تھی **مترجم** کہتا ہی کہ اسکی تائید مین وہ روایت ہی جسمین آیا کہ [illegible] نے کہا [illegible]
تیرے رہنے کو ہمارے پاس گھر نہین ہی **مترجم** کہتا ہی کہ ابو عمرو بن حفص مہاجر مفلوک تھے اور اپنے بھائیون کو [illegible]
تمھون نے عاریت کے مسکن مین اُس عورت کی رعایت نہ کی اور تمام مباحث اسکے متعلق کتب فروع فقہ سے تلاش کرو [illegible]
لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ اور ان عورتون کو مضرت مت پہونچاؤ تاکہ اُنپر تنگی ڈالو **ف** بلکہ اللہ تعالےٰ سے تقوی رکھو یعنے جب یہ عورتین
تمھارے مسکن مین رہین تو انکو تنگ نکرو بلکہ رواج کے موافق انسے برتاؤ رکھو خطیبؒ کا منشا یہ کہ جب تمکو دل مین منظور ہو کہ یہ عورت
یہان نہ رہے تو اسطرح تنگ نہ کرو کہ آخر لاچار ہو کر نکل جاوے ابن عباس و مجاہدؒ نے کہا کہ مسکن مین اسپر سختی نہ کرو مقاتلؒ نے
کہا کہ نفقہ دینے مین تنگی نکرو۔ ابو الضحیٰ نے کہا کہ عورت کو تنگ کرنا اس غرض سے تھا کہ لاچار ہو کر مال مہر واپس دے اور خلع لے لے
اور اسکی صورت یہ تھی کہ لوگ زمانۂ جاہلیت مین طلاق دیکر چھوڑتے جب عدت گزرنے مین دو ایک دن رہجاتے تو رجوع کر لیتے پھر
اسکو نئے سر سے طلاق دیتے تاکہ عدت کا زمانہ بہت دراز ہو جاوے اور زمانۂ جاہلیت مین طلاق کی کوئی حد مقرر نہ تھی تو سالہا سال ان
اسیطرح ہو جاتے تھے آخر وہ لاچار ہو کر اپنی جان چھڑانے کو خلع لے لیتی اور زمانۂ اسلام مین اگرچہ تین طلاق آخری حد ہی تاہم اس حق مین بعض اسکو
نو مہینہ تک آفت اُٹھانی پڑے اسلئے پہلے تقوے کی وصیت کر کے حکم دیا کہ اُنپر تنگی نہ ڈالو وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ
حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اور اگر عورتین حمل والیان ہون تو انکو نفقہ دو یہانتک کہ وضع حمل کرین **ف** واضح ہو کہ حمل والیان دو طور
مین ہو سکتی ہین ایک یہ کہ طلاق دی گئی اور عورت حاملہ ہی تو اس صورت مین سب علما متفق ہین کہ اسکا نفقہ و سکنی واجب ہی دوم یہ کہ شوہر
مر گیا اور عورت حاملہ ہی تو اسمین اختلاف ہی حضرت علی و ابن عمر و ابن مسعود و شریح و نخعی و شعبی و حماد و ابن ابی لیلی و سفیان کا یہ مذہب ہے
کہ کل ترکے سے حاملہ مذکورہ کو نفقہ دیا جاوے یہانتک کہ وضع حمل ہو اور ابن عباس و ابن الزبیر و جابر و مالک و شافعی و ابو حنیفہ و
صاحبین کا یہ مذہب ہی کہ عورت مذکورہ کو اُسکے حصۂ ترکہ سے نفقہ دیا جاوے اور حمل کے لیئے ایک بیٹے کا حصہ رکھ چھوڑا جاوے
اور دلائل سے یہی قول اقوی ہی واللہ تعالےٰ اعلم (الفتح) اور شیخ **ابن کثیر** نے لکھا کہ حاملہ کو نفقہ دینے کا حکم ایک جماعت کثیر
علماے سلف و خلف کے نزدیک ایسے عورت کے حق مین ہی جو بائنہ حاملہ ہو کہ اسکو وضع حمل تک نفقہ دیا جاوے اس دلیل سے
کہ اگر بائنہ نہو بلکہ رجعیہ ہو تو اُسکا نفقہ ہر طرح واجب ہی خواہ وہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ اور یہان حاملہ کی قید ہی تو مراد یہ کہ اگر بائنہ ہو گئی مگر حاملہ ہی
تو اسکو وضع حمل تک نفقہ دے دیگر جماعت علماے سلف و خلف نے کہا کہ نہین بلکہ آیات کا سیاق رجعیات کے حق مین ہی پس اگر رجعیہ
طلاق مین حاملہ ہو تو اسکو وضع حمل تک نفقہ دیا جاوے اور یہ جو تمنے کہا کہ اسکے لیے حاملہ ہو یا نہو ہر حال مین نفقہ واجب ہی تو ہم کہتے
ہین ہان ولیکن وضع حمل کی مدت دراز ہوتی ہی تو اسکو خاص کر صریح بیان کر دیا گیا تاکہ یہ وہم نہو کہ نفقہ اسکے لیئے فقط عدت کی مدت تک
تین مہینہ تک واجب ہی اور اس سے زیادہ نہین ہی پھر علماء رحمہم اللہ تعالےٰ نے کلام کیا کہ یہ نفقہ کیا اس عورت کے لیئے بواسطۂ
حمل ہی یا فقط حمل کے واسطے ہی اس مسئلہ مین بھی دو قول ہین اور شافعیؒ سے دونون قول منصوص ہین اور اس مسئلہ پر چند مسائل متفرع
ہوتے ہین جنکا ذکر کتب فقہ مین کیا گیا ہی ع ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ یہ حکم ایسی عورت کے حق مین ہی کہ اسکے شوہر نے
اسکو طلاق دی حالانکہ وہ حاملہ ہی تو اللہ تعالےٰ نے شوہر کو حکم دیا کہ عورت حاملہ کو واسطے مسکن دے اور اسکو نفقہ دے یہانتک کہ
وضع حمل کرے اور اگر وہ عورت دودھ پلاوے یہانتک کہ دودھ چھڑا دے اور اگر مرد نے ایسی صورت مین عورت کو بائنہ کیا
کہ اسکو حمل نہین ہی تو عورت کے لیئے سکنی ہی یہانتک کہ عدت پوری ہو اور نفقہ نہین ہی **مترجم** کہتا ہی کہ طلاق بائنہ غیر حاملہ مین شافعیؒ
بھی یہی قول ہی اور یہ مفید ہی کہ حاملہ نے بواسطۂ حمل کے نفقہ پایا ہی لیکن یہ قول حدیث فاطمہؓ کے خلاف ہی اور عموم آیات و اقوال صحابہ

Marfat.com

سے بھی خلاف ہی واللہ تعالےٰ اعلم فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ پھر اگر یہ عورتین تمھارے کام کے واسطے دودھ پلاوین تو انکو اجرت دیدو فا اولاد کی دودھ پلائی انکے باپ پر واجب ہی پس معنی یہ کہ اگر ان مطلقہ عورتون نے شوہرون کی اولاد کو دودھ پلانا اختیار کیا اور اجرت چاہی تو انکی اجرت دیدو صورت یہ کہ مرد نے اپنی عورت کو طلاق دی حالانکہ اس عورت سے مرد کا ایک بچہ دودھ پیتا ہی پھر عورت نے دودھ پلانے سے انکار کیا الا اس صورت سے کہ وہ دودھ پلائی کی اجرت لیگی تو یہان چند صورتین ہین ایک کہ بچہ سوائے اپنی مان کے دوسری عورت کا دودھ بھی لیتا ہی اور اس صورت مین مان کے ذمہ دودھ پلانا واجب نہین ہی دوم یہ کہ دوسری عورت کا دودھ نہین لیتا تو اس صورت مین اسکی مان پر دودھ پلانا واجب ہی اور اس حالت مین جب تک مان اسکا دودھ پلانا منظور کرے تو وہی زیادہ حق دار ہی لیکن اگر وہ معمول سے زیادہ اجرت مانگے تو باپ یا اسکے وارثون پر واجب نہین کہ اسی کو زیادہ اجرت دیکر دودھ پلواوین یہ سب اس صورت مین ہی کہ طلاق سے جدائی ہوگئی ہو اور اگر نکاح قائم ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دودھ پلائی کا اجارہ جائز نہین ہی اور امام شافعی رح کے نزدیک جائز ہی پھر یہ سب اس صورت مین ہی کہ یہ بچہ اسی عورت سے ہو اور اگر دوسری عورت سے ہو تو اس عورت پر دودھ پلانا واجب نہین ہی پس آیت قدسی کے معنے یہ ہوے کہ طلاق سے جدائی کے بعد اگر یہ عورتین تمھارے واسطے تمھاری اولاد کو دودھ پلانا باجرت منظور کرین تو انکی اجرت انکو دیدو وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ اور تمکو گ آپسمین معروف طریقے سے مشورہ کرو ف یعنی آپس مین گفتگو کرکے مرد و عورتین اجرت ٹھہرالین اور معروف رواج سے باہر نہون مقاتل رح نے فرمایا یعنے بچہ کی مان اور باپ ایک اجرت پر قرارداد کرکے راضی ہوجاوین اور بعض نے کہا کہ معروف سے یہ مراد ہی کہ عورت ایسی اجرت نہ مانگے جو اسکے بچے کے باپ پر گران ہو اور مرد کو چاہیے کہ اسکو دودھ پلائی کی اجرت دینے مین جہانتک ہوسکے توفیر کرے مترجم کہتا ہی کہ عمدہ تفسیر میرے نزدیک وہ ہی جو شیخ ابن کثیر رح نے بیان کی یعنے باہم ضرر رسانی کا قصد نہ کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے سورۂ بقرہ مین فرمایا لا تضار والدۃ بولدہا ولا مولود لہ بولدہ یعنے مان اپنے بچے کی وجہ سے ضرر اٹھانے پر مجبور نہ کی جائیگی اور نہ باپ ایسی مضرت کے واسطے مجبور کیا جائیگا ھ یعنے رواج کے موافق معروف طریقے سے دودھ پلکر قرارداد کرلو اور بغیر قرارداد کے یہ کام نہ کرو تاکہ آیندہ جھگڑا نہ ہو وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى اور اگر تمنے باہم سختی کی تو اب مرد کے لیئے اسکے بچے کو دوسری عورت دودھ پلاویگی ف یعنی اگر مرد عورت نے جھگڑا کیا عورت نے دودھ پلائی کی اجرت زیادہ مانگی حالانکہ ایک اجنبی دودھ پلائی اس سے کم پر دودھ پلانے کو منظور کرتی ہی اور مرد نے اسکی خواہش سے کم دینا چاہا تو اس صورت مین بچے کی مان مجبور نہ کی جائیگی بلکہ اجنبیہ دودھ پلائی مقرر کرلے اور اللہ تعالےٰ کفایت فرماویگا ہان اگر بچے کی مان بھی اسیقدر مانگے جسقدر اجنبیہ مانگتی ہو تو مان ہی حقدار ہی لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وسعت والے کو چاہیے کہ اپنی وسعت سے خرچ کرے ف یعنے اگر باپ یا اسکا متولی مالدار ہو تو چاہیے کہ بچہ کی مان کو دودھ پلائی مین وسعت کے موافق نان نفقہ وغیرہ دین وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ اور جس شخص پر اسکا رزق تنگ کیا گیا ہو تو جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اسکو دیا ہی اسمین سے خرچ کرے ف یعنے جسکی دسترس کم ہی اسکو اپنی دسترس ہی کے اندازسے ہر کام مین خرچ کرنا چاہیے لہذا بچہ کی دودھ پلائی کو بھی اسی اندازسے دے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا اللہ تعالیٰ کسی جان کو تکلیف نہین دیتا مگر اسیقدر جو اسکو دیا ف پس تندرست پر فراخی سے خرچ کرنا واجب نہین ہی اور عورت کو بھی چاہیے کہ جسقدر شوہر کی دسترس دیکھے اسکے موافق راضی ہو سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا عنقریب اللہ تعالےٰ بعد سختی کے آسانی عطا فرماویگا ف یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین وعدہ ہی اور اللہ تعالےٰ نے اس وعدے کو پورا فرمایا فالحمد للہ

Marfat.com

پہلے تمام جزیرہ عرب اُنہوں نے فتح کیا پھر فارس و روم وغیرہ فتح کر دیے تھے کہ اہل حرب بہت توانگر ہو گئے خطیب کی کنیت
دائمی ہی لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین خطاب اول ہی کیونکہ انکا ایمان کامل تھا۔ ابو سنان نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ
الجراح رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا یعنے کسطرح بسر اوقات کرتے ہین تو آپ سے بیان کیا گیا کہ موٹے کپڑے پہنتے ہین اور موٹا
کھاتے ہین۔ پس آپنے بیت المال سے ہزار دینار انکو بھیجے اور ایلچی سے کہا کہ جب ابو عبیدہ یہ دینار لے لین تو انکے بعد دیکھنا کہ وہ کیا کرتے
ہین جب ایلچی نے جا کر دینار انکو دیے تو ابو عبیدہ نے انکے بعد اچھے کپڑے اور اچھا کھانا شروع کیا ایلچی نے آکر حضرت عمر
رضی اللہ عنہ سے یہ حال بیان کیا تو حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالے ابو عبیدہ پر رحم کرے اُسنے اس آیت
پر عمل کیا لینفق ذو سعۃ من سعتہ یعنے ہر وسعت والا وسعت کے موافق خرچ کرے (ابن جریر) ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیون مین سے ایک کے پاس دس دینار تھے اُسنے اُسمین سے ایک دینار صدقہ کیا
اور دوسرے کے پاس دس اوقیہ تھے اُسنے ایک اوقیہ خرچ کیا اور تیسرے کے پاس سو اوقیہ تھے اُسنے دس اوقیہ خرچ کیے
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سب ثواب مین برابر ہین کیونکہ ہر ایک نے اپنے مال کا دسوان حصہ خیرات کیا اور اللہ تعالے
نے فرمایا کینفق ذو سعۃ من سعتہ (الطبرانی) **مترجم** کہتا ہی کہ ابن جریر کی روایت ابو سنان کی اسناد سے بھی ضعیف ہی اور حضرت ابو عبیدہ
رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ مین سے امین الامۃ ہین جنکو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر شام پر سردار مقرر کیا تھا اور تمام ملک شام
فتح ہونے کے بعد ۱۸ سنہ اٹھارہ ہجری کے طاعون عمواس مین شہید ہوے اور بعضے جاہل گمان کرتے ہین کہ جسر فارس کی لڑائی مین ہاتھیونکو
قتل کرتے تھے اس حالت مین ہاتھی کے پاؤن سے کچل کر شہید ہوے ہین یہ غلط ہی بلکہ وہ مختار کے باپ ابو عبیدۃ الثقفی تابعی تھے
پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنی ذات سے دنیا مین زاہد تھے حالانکہ فتوحات شام مین کافرون کے مال غنیمت سے انکا حصہ بکثرت
دولت تھی لیکن اسکو اللہ تعالے کی راہ مین خیرات کرتے تھے اور جہاد کے حصے سے بکثرت خیمے و فرش و فروش وغیرہ انکے پاس انبار
تھے لیکن کسی خیمے کو کام مین نہ لاتے بلکہ فرماتے کہ یہ ایسے خیمے ہین جنمین کبھی اللہ تعالے کا نام نہین لیا گیا ہی بلکہ وہی بالون کا خیمہ جو جہاد
مین جاتے وقت ساتھ لے گئے تھے اسی مین رہتے تھے چنانچہ **امام ابو اسمعیل** الازدی کی روایت فتوح الشام مین سے جب
حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس کو فتح کرنے کے واسطے تشریف لے گئے اُسمین سے چند سطرونکا ترجمہ سنو حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے مقام جابیہ مین اپنے خطبے مین فرمایا۔ الحمد للہ الحمید الخ یعنے تمام حمد اللہ ہی عزوجل کے واسطے ہی جو حمید مجید ہی جسکی شان یہ ہی کہ جسکو
اپنے بندون مین سے ہدایت دینا چاہتا ہی وہ راہ پر آجاتا ہی اور جسکو وہ گمراہ کرے وہ اپنا رہنما ہرگز نہین پاتا **راوی** نے کہا کہ جلسے مین
ایک نصرانی قس بیٹھا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جسکو اللہ عزوجل ہدایت کرے وہ راہ پاتا ہی تو نصرانی بولا کہ مین بھی اسکی گواہی
دیتا ہون پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا اور جسکو وہ گمراہ کرے اُسکے واسطے کوئی کارساز رہنما پاؤگے
نصرانی نے یہ سُنکر ہاتھ پاؤن نکالے اور کہنے لگا کہ معاذ اللہ خدا کسیکو گمراہ نہین کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ دشمن خدا نصرانی
کیا کہتا ہی لوگون نے عرض کیا کہ یہ کہتا ہی کہ خدا کسیکو گمراہ نہین کرتا (**مترجم** کہتا ہی کہ وہ جاہل بھی دوسرے کافرون کی طرح یہ نہین جانتا تھا
کہ ہر چیز کا پیدا کر دینا اللہ تعالے ہی کے قبضۂ قدرت مین ہی اور یہ اقرار کیا کہ ہدایت کا پیدا کرنے والا وہی ہی لیکن جہالت سے یہ انکار کیا
کہ گمراہی کا پیدا کرنے والا وہ نہین ہی حالانکہ یہ خیال کفر ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ بلند آواز سے اپنے خطبے مین وہی کلمہ
فرمایا اور نصرانی مذکور نے بھی دوبارہ وہی حرکت کی پس حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ واللہ اگر اسنے ابکی مرتبہ یہ کلمۂ کفر کہا خطبہ پڑھا
تو مین اسکی گردن مارد ونگا **راوی** نے کہا کہ نصرانی سمجھکر چپ ہو رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اما بعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تھے کہ میری امت مین سب سے بہتر میرا قرن ہی پھر وہ لوگ ہین جو تمھارے متصل ہونگے پھر وہ لوگ جو اُنکے متصل ہونگے پھر جھوٹ پھیل جائیگا یہانتک کہ آدمی ایک بات پر گواہی دینے کو موجود ہوجائیگا حالانکہ وہ اس بات پر گواہ نہین کیا گیا تھا اور آدمی قسم کھائیگا حالانکہ اس سے قسم نہین مانگی جائیگی پس جسکو وسط جنت درکار ہو وہ جماعت کے ساتھ لازم رہے اور جو کوئی پھوٹ کر نکلا اللہ تعالے کو اُسکی پروا نہین ہی خبردار رہو کہ تم مین سے کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی مین نہ بیٹھے سوائے اسکے کہ محرم ہو کیونکہ ان دونون کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہی راوی نے کہا کہ آپ پھر جابیہ سے نکلکر ایلیا کو تشریف لے چلے اور ایلیا سے مجاہدین مسلمانون نے نکلکر آپکا استقبال کیا چنانچہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مع ایک جماعت مسلمانون کے آگے بڑھے اور ایک برذون شامی گھوڑا اپنے ساتھ لائے تاکہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو اسپر سوار کرین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حالت سے آتے تھے کہ ایک اونٹ پر سوار تھے اور کجاوہ مین سائبان کے طور پر ایک سال کے دُنبہ کی کھال لگی تھی راہ مین چھوٹی جھیل پیش آئی تو لوگ دوڑے کہ آپکو ہاتھون ہاتھ پار کرلین آپ نے انکو اشارہ کرکے فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو پھر اپنے اونٹ سے اتر کر اسکی نکیل تھامی اور نکیل خرما کی چھال کی تھی پھر اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے پانی مین داخل ہوئے اور اونٹ بھی پیچھے پیچھے آیا یہانتک کہ پانی سے پار ہوگئے اور ابوعبیدہ اور اُنکے ساتھیونسے ملاقات کی وہ لوگ اپنے ساتھ کوتل برذون لیے ہوئے تھے اُنھون نے درخواست کی کہ یا حضرت آپ اسپر سوار ہولین کہ اسمین زینت ہے اور سواری مین بھی آسانی ہی اور ہملوگونکو یہ بھی گوارا نہین کہ کفار رعایا آپکو اس حالت سے دیکھین اور اپنے ساتھ سفید کپڑے لائے تھے اُنکی نسبت بھی یہی درخواست کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنکی درخواست کے موافق کپڑون کو منظور نہین کیا ولیکن اونٹ سے اترکر برذون پر سوار ہوگئے لیکن جب برذون نے کلیل کی تو جلدی سے اُسکی لگام کھینچکر سیدھا کیا اور اسپر سے اُتر پڑے اور فرمایا کہ یہ گھوڑا اپنا مجھ سے لے لو کہ یہ شیطان ہی اور مین ڈرتا ہون کہ میرے قلب کی حالت مین تغیر ڈالے حضرت ابوعبیدہ وغیرہ نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین ہماری رائے مین اگر آپ یہ کپڑے پہنتے اور اس برذون پر سوار ہوتے تو جہاد کے رعب و داب کے واسطے زیادہ شایان تھا آپ نے فرمایا کہ اے لوگو اللہ تعالے نے جس چیز سے تمکو عزت عطا فرمائی ہی تم اُسکے سوائے دوسری چیز سے دھوکا مت کھاؤ ورنہ ذلیل ہوجاؤگے پھر روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ یہی گروہ مجاہدین تھا یہانتک کہ ایلیا بیت المقدس پر اترے جب آپ نے قیام فرمایا تو لشکر مجاہدین مین سے کچھ لوگ آئے جنمین ابواعور سلمی بھی تھے یہ لوگ رومی لباس پہنے تھے اور رومیون کی ہیئت سے مشابہ تھے پس امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ انکے منھ پر خاک جھونکو تاکہ اس ہیئت کو چھوڑکر ہمارے لباس و ہیئت اختیار کرین اور اُن مین سے بعضے لوگ کچھ دیباج ریشمی پہنکر آئے تھے اُسکی نسبت حکم دیا کہ پھاڑ دو پھر بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین یہان ہمارے پاس گھوڑے اور کپڑے بہت ہین اور زندگی کا سامان زیادہ ہی اور نرخ سستا ہی اور مسلمانونکا تقوی جیسا آپ چاہتے ہین ویسا ہی ہے پھر اگر آپ یہ سفید کپڑے پہن لیتے اور اچھے گھوڑے پر سوار ہوتے اور آپ کے اس طریقہ سنت سے مسلمانون کی بھی ان چیزون کے استعمال مین یہ طریقہ سنت ملجاتا تو شان خلافت مین بھی زینت تھی اور عجمیون کی نگاہ مین ہیبت ہوتی آپ نے فرمایا کہ اے شخص واللہ مین اپنی وہ ہیئت ہرگز نہین چھوڑونگا جسپر مجھکو میرے دونون صاحب چھوڑ گئے ہین (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر رضی اللہ عنہ) اور مین لوگون کے واسطے ایسی زینت نہین کرونگا جس سے مجھکو یہ خوف ہو کہ میرے پروردگار عزوجل کے نزدیک میرے حق مین عیب ہو اور لوگون کی نگاہ مین ایسی چیز سے اپنی بزرگی نہین چاہتا جس سے اللہ تعالے کے یہان میری سبکی ہو راوی کہتا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ برابر اپنی اسی ہیئت پر رہے جس ہیئت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور حضرت ابوبکر رضہ کے سامنے رہتے تھے اسمین کچھ تغیر نہین کیا یہانتک کہ دنیا سے کوچ فرمایا

راوی نے کہ اکہ لشکر کے امرامین سے ہر سردار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ اُسکے ڈیرے [illegible] دعوت قبول فرماوین پس آپنے اُنکی بزرگی بڑھانے کے واسطے اُنکی دعوتین قبول کین اور سب سردارون نے اُسی طرح اپنی دعوت کی [illegible] ہ رضی اللہ عنہ کے کہ اُنھون نے یہ درخواست نہین کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای ابو عبیدہ امرائے اجنادین نے ہر شخص سے ہری دعوت کی سوا سے آپ کے تو اسکا کیا باعث ہی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای امیر المومنین مین نے اسواسطے دعوت نہین کی کہ مجھے یہ خوف ہی کہ آپ میرے گھر آوین تو شاید آنسو بہاوین پس مجھے یہ منظور نہین ہی آپنے فرمایا کہ خیر تم دعوت کرو ابو عبیدہ نے عرض کیا کہ اچھا آپ تشریف لاوین راوی کہتا ہی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابو عبیدہ کے ڈیرے مین پہونچے تو اندر جاکر دیکھا کہ گھر مین کوئی چیز نہین ہی سوا سے اسکے کہ گھوڑے کا ایک نمدا پڑا ہی اور وہی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا بچھونا ہی اور گھوڑے کی زین رکھی ہی اور وہی ابو عبیدہ رضہ کا تکیہ ہی اور طاق مین سوکھے ٹکرے ہین پس ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فوراً ہاتھ دُھلائے اور وہی ٹکڑے اور نمک لاکر زمین پر سامنے رکھا اور مٹی کے آبخورے مین پانی رکھا راوی کہتا ہی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو دیکھا تو روئے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اپنے گلے سے لپٹا لیا اور فرمایا کہ بیشک تو میرا بھائی ہی اور میرے دیگر اصحاب مین سے کوئی نہین معلوم ہوتا جو صاف بچا ہو بلکہ ہر ایک نے کچھ دنیا سے لیا اور کچھ دنیا نے اُس سے لیا ابو عبیدہ نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین بس کیجیے مین آپ سے پہلے ہی کہتا تھا کہ شاید آپ میرے گھر آکر آنسو بہاوینگے راوی کہتا ہی کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل لشکر کو بعد نماز کے خطبہ سُنایا اور بعد حمد و ثنا و درود سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا کہ ای اہل اسلام ہوشیار ہوجاؤ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور دشمنون پر تمکو فتح و نصرت دی اور ان بلاد و مملکت کا تمکو وارث کیا اور زمین پر تمھارا قدم مضبوط کردیا اب تمھاری طرف سے رب عزوجل کی درگاہ مین یہی ہی کہ شکر کرو اور خبردار خبردار گناہ مت کیجیو کیونکہ بدکرداری کفران نعمت ہی اور جب کسی قوم پر اللہ تعالیٰ نے نعمت فرمائی اور اُسنے گناہون سے ناشکری کی پھر خوفناک ہوکر جلدی سے توبہ کی جانب نہین دوڑے تو اکثر یہی ہوتا ہی کہ اللہ تعالے انکی غرت چھین کر اُنکے دشمنون کو اُنپر غالب کرتا ہی راوی کہتا ہی کہ پھر نماز کا وقت آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ای بلال تمپر اللہ تعالے رحمت فرماوے تم ہمکو اذان نہین سناتے بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای امیر المومنین تم جانتے ہو کہ واللہ مین نے یہ ارادہ کیا تھا کہ بعد رسول اللہ صلعم کے کسی کے واسطے اذان نہ کہون لیکن چیر اس وقت مین آپکے حکم کی اطاعت کرتا ہون راوی کہتا ہی کہ جب بلال رضہ نے اذان کہی اور صحابہ رضی اللہ عنہ نے آواز سنی اور اپنے نبی صلعم کو یاد کیا تو بے اختیار بشدت رونے لگے اور ہر طرف سے گریہ وزاری کا تلاطم ہوگیا اور سب سے زیادہ حضرت ابو عبیدہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما روئے اور بے اختیار انکی ہچکیان بندھگئین یہانتک کہ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنسے فرمایا کہ بس واللہ عزوجل تمپر رحمت کرے پھر جب نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو بلال رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہان آپ کے لشکر کے امرا گیہون کی چپاتیان اور پرندون کے گوشت کھاتے ہین اور عام مسلمانون کو یہ میسر نہین ہوتا ہی عمر رضی اللہ عنہ نے سرداران لشکر سے فرمایا کہ دیکھو بلال کیا کہتے ہین بعض امرا نے کہا کہ ہان یا حضرت یہان نرخ سستا ہی اور جسقدر خرچ سے ہلوگ حجاز مین کھاتے تھے اسیقدر خرچہ سے یہان ہمکو یہ چیزین میسر آتی ہین اور ہم اپنے بال بچون کو کھلاتے ہین پس عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ مین ہرگز یہانسے نہین جاؤنگا جب تک تملوگ مجھ سے یہ ضمانت نکردو کہ ماہ بماہ مسلمانون کے ارزاق اُن کو پہونچین گے مترجم کہتا ہی کہ اسکے بعد مشورے سے سب مقرر فرمادیا پھر مسلمانون سے فرمایا کہ ای اہل اسلام جو عطیات تمکو بیت المال سے ملتے ہین اسکے علاوہ یہ ارزاق تمکو تمھارے امرا سے ملین گے مین نے تمھارے واسطے اُنپر ماہواری مقرر کردیا ہی پس اگر تمھارے امرا تمکو اسیطرح برابر پہونچاتے رہین تو بہتر ہی یہی میری مراد ہی اور اگر یہ لوگ ایسا نہ کرین تو فوراً تم لوگ مجھکو آگاہ کرنا تاکہ مین انکو معزول کرکے تمپر دوسرے امرا مقرر کردون راوی نے کہا کہ اس حکم کے موافق مدت تک اسیطرح جاری رہا یہانتک کہ جب ظالم بادشاہ ہوئے تو اُنھون نے موقوف کردیا

الفتوح) مترجم کہتا ہی کہ انا للہ وانا الیہ راجعون واضح ہو کہ شیخ ابن کثیرؒ نے یہان ایک اثر بروایت امام احمد ذکر کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمانہ سابق مین (یعنے جب صحابہؓ کو تنگی تھی) ایک مرد باہر سے آیا جب گھر مین داخل ہوا تو مشقت سفر سے تھکا ماندہ اور بھوک سے خستہ حال تھا اُسنے اپنی عورت سے کہا کہ تیرے پاس کچھ ہو تو مجھے کھانے کو دے اس عفیفہ عورت نے کہا کہ ہان رزق الٰہی ہمارے واسطے آیا ہی مین کوشش کرتی ہون مرد نے کہا کہ پھر جلدی کوشش کر کہ مین بہت خستہ حال ہون عورت نے کہا کہ خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی مرد نے پھر کہا کہ اے دیرمت کر جلدی کوشش کر (یعنے جلدی پکا کر مجھے کھلا دے) کیونکہ بھوک کی شدت و ماندگی حد کو پہونچ گئی ہی عورت نے کہا کہ مین ابھی اُٹھکر تنور کو دیکھتی ہون ذرا دیر صبر کر (دوسری روایت مین ہی کہ عورت نے دعا مانگی کہ الٰہی ہمکو ہمارا رزق عطا کر) پھر مرد ایک ساعت خاموش رہا اور وقت آیا کہ مرد پھر عورت سے مطالبہ کرے کہ عورت نے خود کہا کہ اگر تم خود ہی اُٹھکر تنور کو دیکھتے تو اچھا تھا قدرت الٰہی سے جب مرد نے اُٹھکر تنور مین نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ دنبہ کے دست وغیرہ سے تمام تنور بھرا ہوا ہی اور دیکھا کہ چکی کے دونون پاٹ سے آٹا گر رہا ہی مرد نے تنور سے سب گوشت جھاڑ لیا اور عورت نے چکی کا پاٹ اُٹھاکر سب آٹا جھاڑ لیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عورت چکی کو نہ جھاڑتی تو قیامت تک وہ اسیطرح اُسکو آٹا دیے جاتی مترجم کہتا ہی کہ اس حدیث کی دوسری روایت دلالت کرتی ہی کہ یہ کسی امت سابقہ کا قصہ نہین ہی بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے ایک عورت و مرد کا قصہ ہی اور یہ حدیث عنقریب اوپر گزر چکی ہی۔ اور فتوح الشام وغیرہ سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ نے سورہ مکیہ مین وعدہ فرمایا تھا کہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم الآیہ یعنے اللہ تعالےٰ نے تم مین ایمان لانے والون کو وعدہ دیا کہ وہ تمکو روے زمین پر خلیفہ فرماویگا۔ الخ۔ وہ پورا کر دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سب خلفا تھے چنانچہ سوانح روایات مین مصرح ہی کہ کفار روم و مجوس فارس سے ہمیشہ جب گفتگو ہوئی تو صحابہؓ نے فرمایا کہ ہمارا خلیفہ ہمپر بادشاہ نہین ہی اور نہ اُسکو ہمپر فضیلت ہی مگر اس طریقے سے البتہ افضل ہی کہ وہ ہمسے بڑھکر اللہ تعالیٰ کا بندہ متقی عارف ہی اور اگر وہ ہمپر بادشاہت ظاہر کرے تو ہم اسکو معزول کرتے ہین اسیطرح یہان سورۂ مدینہ مین وعدہ دیا کہ عنقریب اللہ تعالےٰ سختی کے بعد تمکو وسعت و کشائش عطا فرماویگا اور یہ پورا ہو گیا پھر حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے موافق اشارات آیات بلکہ تصریحات حدیث کے خطبہ سنایا کہ تین قرون کے بعد لوگون مین عموماً فسق و فجور شروع ہوگا

مترجم کہتا ہی کہ فسق و فجور سے خواری آتی ہی چنانچہ فرمایا

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا
اور کتنی بستیان اُچھل چلین اپنے رب کے حکم سے اور اُسکے رسولون کے پھر ہمنے حساب مین پکڑا اُنکو سخت حساب مین
وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝
اور آفت ڈالی اُنپر ان دیکھی آفت پھر چکھی سزا اپنے کام کی اور آخر اُسکے کام مین ٹوٹا آیا
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ
اللہ نے اُنکے واسطے رکھی ہی سخت اور سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقل والو جنکو یقین ہی
قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ
اللہ نے اتاری ہی تمپر سمجھوتی رسول وہی جو پڑھتا ہی تم پاس آیتین اللہ کی کھلی سنانیوالی کہ نکالے اُنکو
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ
جو یقین لائے اور کیے بھلے کام اندھیرون سے اُجالے مین اور جو کوئی یقین لاوے اللہ پر اور کرے

۱۲
معانقا
عند المنقدمین

Marfat.com

صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا

کچھ بھلائی اُسکو داخل کرے باغون مین نیچے بہتی جنکے نہرین سدا یہین ون مین

قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا

ابتہ خوب دی اللہ نے اُسکو روزی

جاننا چاہیئے کہ نزول آیات کے وقت دنیا مین چار قسم کے لوگ تھے اول بُت پرست جو سب سے قدیم گمراہ تھے اور انھین مین آتش پرست وغیرہ شامل ہین جو سوائے اللہ تعالےٰ کے صریحًا مخلوق کی پرستش کرنے والے تھے اور حق یہ کہ صلیب کو سجدہ کرنے والے بھی اسی قسم مین شامل ہین دوم یہود جو بعد ہدایت کے کفر و فسق و شرک عملی و اعتقادی مین برباد ہوے سوم نصاری جو یہود کے بھائی ہوگئے چہارم مسلمان جو حضرت خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی وحدانیت پر اعتقاد رکھتے اور حقیقت توحید پر یقین لائے تھے پس اللہ تعالےٰ نے شان قدس سے آگاہ فرمایا کہ وہ خالق عزیز حکیم ہی وہ بدگاروں کو مطیع بندون کے مقابلے مین مقہور و مغلوب کرتا ہی اور حدیث مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا کہ چند قرون کے بعد یہ امت اسلامیہ بھی فسق و فجور و فتنہ و مال مین بدکار ہوکر مغلوب ہوگی سوا ے ایک فرقے کے جو مسلمانون مین سے ہمیشہ غالب رہیگا تو ان آیات مین جیسے اسوقت کے کافرون و مشرکون کو تہدید ہی اسیطرح اسکے لوگونکو تہدید ہی کہ مخالفت شریعت سے اور علانیہ معصیت سے پرہیز کرین اور کافرون کا انجام بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا اور بہتیرے قریہ ایسے کہ انھون نے سرکشی سے تجاوز کیا اپنے رب کے اور اسکے رسولون کے حکم سے تو ہمنے ان قریات سے حساب سخت لیا اور انکو عذاب شدید دیا ف یعنی روے زمین پر بکثرت ایسے قریہ مقدر ہین کہ اللہ تعالےٰ نے ان قریات کے لوگون کو دنیا وی مال و متاع سے ہر طرح راحت و فراخی و آسانی دی تھی انھون نے اتر اکر اپنے رب عزوجل کا حکم توحید نہ مانا اور سرکشی کی اور ربّ عزوجل کے رسولون نے جو احکام شریعت انکو بتلائے تھے ان احکام سے تجاوز کیا خواہ اسطرح کہ جیسے قسم اول بت پرستون نے توحید و رسالت سب سے انکار کیا اور خواہ اسطرح کہ جیسے قسم دوم و سوم نے توحید کے معنے بگاڑے اور شرک کا نام توحید رکھا اور بعضے رسولون کو مانا اور بعض کو نہ مانا اور فسق و فجور سے شریعت کو تہ و بالا کر دیا حتی کہ یہود و نصاریٰ جو اسوقت موجود ہین اور ہر طرف دین بگھارتے ہین انسے اچھے اُسوقت موجود تھے مگر خوب معلوم ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد فترت کے بھیجے گئے یعنے دین توحید خلط ملط ہوکر مٹ گیا تھا تو اعتقادات و افعال کو دیکھکر ہملوگ پہچان سکتے ہین کہ یہود اور نصاریٰ جو خدا کی وحدانیت کے قائل ہین زبانی گفتگو کے سوائے ہرگز توحید الٰہی کے معنی نہین پہچانتے ہین تو یہ توحید نہین ہی اور ان کافرون پر اللہ تعالےٰ نے مومنون کو نصرت دی اور کافرون کی ناشکری کا عوض یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے انسے حساب شدید لیا مقاتلؒ نے کہا کہ جب انھون نے دنیا مین بھی فساد کیا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا مین انکے اعمال کا محاسبہ ذرہ ذرہ کرکے لیا اور اسکے سزا مین عذاب دنیاوی نازل کیا اور عذاب نکر دیا۔ عذاب نکر یعنے منکر فظیع جس سے دیکھنے والا عبرت کھاوے بعض نے کہا کہ یہ عذاب موافق دعا یعنی مختلف طریقے سے واقع ہوا مثلاً قوم عاد و ثمود و لوط وغیرہ ہلاک کردی گئین اور یہود مین سے بعضے بندر و سور ہوے اور بعضے اہل کتاب تلوار و قحط وغیرہ سے برباد کیئے گئے چونکہ حدیث مین آیا ہی کہ یہ امت اسلامیہ بھی یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف و فساد کریگی لہذا جب ستہ کے بعد بعضے ممالک مین فساد پھیلا تو وہ لوگ مغلوب کیئے گئے اور اسکے بعد روز بروز فسادات پھیلے۔ یا علم

عبرت کے واسطے اللہ تعالےٰ نے اگلے قریات کا حال بیان فرمایا کہ انھون نے امر الٰہی و اسکے رسولون سے سرکشی کی تو آخر کار انکے معاصی کا عفو جاتا رہا اور انکی بدکاریون پر حساب بغیر عفو کے سخت طریقے سے لیا گیا اور عذاب شدید دیا گیا اور آیت مین دلیل ہی کہ دنیا مین اعمال ہی کے نتائج ہین جیسا کہ حدیث صحیح مسلم مین منصوص ہی اور دوسری حدیث مین بھی تصریح ہی کہ اللہ تعالےٰ تمھاری صورت و اموال کو نہین دیکھتا بلکہ تمھارے دل و اعمال کو دیکھتا ہی - ھ اور قولہ تعالیٰ یعفو عن کثیر سے معلوم ہوا کہ ان اعمال مین سے بہت سے بد اعمال کو عفو فرماتا ہی یعنے محاسبہ نہین لیتا لیکن جس قوم نے سرکشی کی اسنے عفو چھوڑا اور سخت محاسبہ لیا - فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا پس ان قریات نے اپنے کام کا وبال چکھا اور انکا انجام کار خسارہ ہوا ف یعنے ان قریات والے کافرون نے اپنی ناشکری سرکشی بدکاری کا وبال دنیا مین فقط اسقدر پایا کہ جیسے کسی چیز کا نمونہ چکھا جاتا ہی اور انجام کار انکا آخرت مین جہنم سے محرومی و خسارت ہی اور وہان اصلی عذاب بھی ہی چنانچہ فرمایا اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا انکے لیئے اللہ تعالےٰ نے عذاب سخت مہیا فرمایا ہی ف یہ عذاب خود ان کافرون کے اعمال ہین جو جہنم مین نظر آوینگے جس زمین مین زراعت کی تو وہی تھوہڑ و زقوم نکلینگے جیسے جنت کی پاکیزہ زمین مین مومنون کی تسبیح و تقدیس سے وہان کے درخت و باغات ہین فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا اُولِي الْاَلْبَابِ پس ڈرو اللہ تعالےٰ سے اے صاحبان عقل ف عقل ان کافرون کے نزدیک جسمانی حواس ہین اور مومنون کے نزدیک قلب سے روحانی نور ہی جبکہ اُسپر مہر ہو اور اسی عقل سے اللہ تعالیٰ کی معرفت و آخرت کی سمجھ ہی لہذا مومنین ہی اولوا الالباب ہوتے ہین چنانچہ فرمایا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - وہ بندے جو ایمان لائے ہون ف خطیب نے لکھا کہ (اعنی) محذوف ہی یا عطف بیان یا صفت ہی اور حاصل یہ کہ اولوا الالباب یہی مومنین بندے ہین تو معنی یہ ہوے کہ اے اولوا الالباب مومنین بندو اللہ تعالےٰ سے تقوی رکھو قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا البتہ اللہ تعالےٰ نے تمھاری طرف نازل فرمایا ذکر وہ رسول ہی ف امام ابن جریرؒ نے فرمایا کہ صحیح بات یہ ہی کہ ذکر کی تفسیر (رسولا) ہی دیگر مفسرین نے یہان اعراب کے وجوہ بکثرت بیان کیئے ہین معنے یہ کہ اللہ تعالےٰ نے مومنین کو تقوی کے واسطے خاص کیا کیونکہ اول تو انھین کو صاحبان عقل کیا ہی دوم انھین کے نفع کے واسطے ذکر اتارا ہی اگر کہو کہ کیا کافرون پر حجت نہین ہی (جواب) یہ کہ قرآن کو اللہ تعالےٰ نے تمام جہان پر حجت رکھا ہی لیکن کافرون نے دنیا و کفر و فسق و فجور اختیار کر کے دل پر مہر کرالی تو سمجھتے نہین ہین کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ جمیع اقسام کفار و مشرکین باوجود کتاب الٰہی کی آیات کے اور باوجود قدرتی دلائل کے اللہ تعالےٰ کی وحدانیت نہین سمجھتے ہین کیونکہ اسکی راہ عقل ہی جو کفار کے پاس باقی نہین ہی مگر جبکہ ایمان لاوین لہذا مومنین کو خاص خطاب ہی کہ تم ہی سمجھتے ہو عقل رکھتے ہو تو اللہ تعالےٰ کی عظمت و جلال کے سامنے تقوی کرو کہ اُسنے تمھاری طرف ذکر اتارا ہی اُس ذکر اُتارنے کی کیا تفسیر ہی تو فرمایا یعنے رسول خاتم النبیین بھیجا ہی جسکے قلب پر اپنا کلام ذکر اتارا اَيْتُلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ وہ تیر اللہ تعالیٰ کی آیات واضحات تلاوت کرتا ہی ف واضح آیات مین صاف صاف اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و جلائل صفات کا بیان ہی کچھ الجھاؤ نہین ہی زمخشریؒ نے زعم کیا کہ رسول سے جبرئیل مراد ہین اور یہ غیر موزون ہی اسلیے کہ رسول کی صفات سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہین مثلاً آیات بینات تلاوت کرتا ہی لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ تاکہ جو بندے ایمان لائے ہین اور انھون نے نیک کام کیے ہین انکو اندھیریون سے نور کی طرف نکالے ف اس آیت سے صریح معلوم ہوا کہ تاریکی جہالت کفر و شرک سے نور عقل کیطرف وہی بندے نکلتے ہین جو ایمان لائے اور صالح اعمال کیے اور اسی نور سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور صفات وحدانیت اور امر آخرت کی سمجھ حاصل ہوتی ہی اور بدون اسکے کفر کے دماغی حواس سے ہرگز نہین حاصل ہوتی ہی حتی کہ اگر کوئی شخص ظاہر مین مسلمان ہو اور دل مین مسلمان نہو تو اُسکو بھی یہ سمجھ نہوگی اور یہ منافق باوجود اسلام ظاہر کرنے کے حماقت کی باتین کریگا تو اس سے دھوکا نہ کھاؤ اسی لیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف بتلادیا کہ منافق مین دو باتین کبھی جمع نہین ہوتی ہین نیک خصلتین اور دین کی سمجھ (رواہ الترمذی) اور واضح رہے کہ معارف توحید کی انتہا نہین ہی لیکن بندون کو جسقدر حاصل ہو سب سے بڑھکر انبیا علیہم السلام کو حاصل ہوتا ہی اور انبیا علیہم السلام کے بعد

Marfat.com

صدیقین پھر شہدا پھر صالحین ہین اور بعد ایمان لانے کے ہمیشہ تمام عمر بندہ اپنے رب عزوجل سے نمازمین اور نماز سے باہر جا بجا [illegible]
ایسے بندون کی ہدایت عطا کر اور اسی معرفت کے موافق آخرت مین درجات ہین وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا نُدْخِلْهُ [illegible]
[illegible] مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا اور جو بندہ اللہ تعالیٰ پر یقین لایا اور کام نیک کیا ہم اسکو
اللہ لے جنات مین داخل فرمائیگا جنکے نیچے نہرین جاری ہین درحالیکہ ان مین ہمیشہ رہنے والے ہین بیشک اللہ تعالے نے ایسے بندے کے لیے
رزق بہت خوب وافر یہ نعمتین بیمثل و بے مثال ہین اور عقل ایمانی سے انکا حال سمجھا جاتا ہی اور کافرون کی حماقت یہ کہ خدا تعالی کی
اُن چیزون کو باہر سمجھتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اور اسکی شان صفات بلکہ عجیب صنعت کو نہین پہچانتے ہین

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ
اللہ وہ ہی جسنے بنائے سات آسمان اور زمینین بھی اتنی اترتا ہی
۲ ع ۵ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ
اُن کے بیچ تاکہ جانو بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہی اور اللہ کے علم مین سبھی ہی
شَيْءٍ عِلْمًا ۝
ہر چیز کو

اللہ تعالے نے عظمت وجلال سے ایک نمونہ قدرت جہانتک بندون کی وسعت ہی دکھلایا بقولہ تعالیٰ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔ اللہ جل شانہ وہی پاک خالق ہی جسنے آسمان سات پیدا کیے اور زمین اسکے مثل پیدا زمین ف یعنی زمین کے قسم سے بھی سات زمینین پیدا فرمائین چنانچہ پوری آیت کی تفسیر کے بعد اسکے متعلق بیان آتا ہی يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ اترتا رہتا ہی امر الٰہی ان سب کے درمیان مین ف بعض اہل تفسیر کے بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ بینھن کی ضمیر زمینون کی طرف ہی خطیب نے کہا کہ ان زمینون کے درمیان مین وحی وغیرہ کے احکام بتدریج نازل ہوتے رہتے ہین بعض نے کہا کہ وہان کی خلقت مین زندگی وموت وتونگری ومحتاجی کے احکام نازل ہوتے ہین بعض نے زیادہ کیا کہ بارش وپیداوار نباتات وشب وروز کی رفتار اور گرمی وسردی کی آمد اور حیوانات مختلفہ کی پیدائش بحکم الٰہی جاری ہی اللہ تعالیٰ نے اس قدرت عظیمہ سے آگاہ فرمایا لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ تاکہ تملوگ جان لو کہ اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہی ف وہ جو چاہے کرے اور وہان کے حالات سے خوب آگاہ ہی وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا اور البتہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو علم سے احاطہ فرمایا ہی تنبیہ قولہ لتعلموا الخ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کی قدرت مین دلیل سے پہچاننے کا یہ طریقہ ہی کہ محال لازم نہ آوے اور رسول الٰہی ہمکو بتلاوے اسلیئے کہ ان آسمانون وزمینون کو اور انکے درمیان احکام الٰہی جاری ہونے کو ہملوگون نے حواس کی آنکھون سے ابھی مشاہدہ نہین کیا ہی لیکن دلیل سے ہمنے جان لیا اور طریق استدلال یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جامع کاملہ ہین جو وہ چاہے کرسکتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صادق رسول ہین اور آپنے ہمکو وحی الٰہی سے آگاہ کیا کہ اللہ تعالے نے اسطرح آسمانون وزمینون کو پیدا فرمایا ہی تو ہمنے جان لیا کہ سچ ہی اسلیے کہ یہ چیزین اگر پیدا ہون تو کوئی محال لازم نہین آتا بلکہ ہوسکتا ہی کہ اللہ تعالے اس سے زیادہ پیدا کرے اور جب رسول نے پیدا کرنے کی خبر دی تو واقع مین پیدا کرنا معلوم ہوگیا اور اللہ تعالے کا علم محیط ہی کیونکہ اگر کسی چیز کا علم نہوتا تو جہالت لازم آوے اور یہ محال ہی اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے اس سے بڑھکر پیدا کرسکتا ہی یہ بیشک صحیح ہی اور اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ وہ ہر چیز پر قادر ہی پھر بعض لوگون نے کہان سے کہا کہ اللہ تعالے نے کمال قدرت سے جو پیدا کیا یہ علت تامہ سے صادر ہوا تو اس سے بڑھکر نہین ہی (جواب) خطیب نے کہا کہ بقاعی نے کہا کہ جسنے کہا کہ اس سے

Marfat.com

ہوسکا ممکن نہین ہی تو اُسنے فلسفی مذہب پر کہا اور یہ مذہب باطل خبیث ہی اور بعضے ملحدون نے خود یہ کلمہ کہا اور دوسرون کے بہکانے کو کہدیا کہ امام غزالیؒ نے ایسا کہا ہی ہم خوب جانتے ہین کہ امام غزالی کی کتاب عقائد و احیاء العلوم وغیرہ مین صریح اسکی تردید مذکور ہی تو امام غزالی اُس سے پاک ہین ولیکن ماڑین مین سے بدتر شخص یعنے ابن العربی نے البتہ فصوص الحکم وغیرہ مین فلاسفہ کا مذہب اختیار کیا اور اُسی نے اپنی بعض کتابون مین امام غزالی کی طرف منسوب کیا اور یہ بالکل جھوٹ ہی ۔ خطیبؒ نے کہا کہ بقاعی رحمہ اللہ کہتے تھے کہ ابن العربی کافر ہی اور اس سے بڑھکر ابن المقریؒ نے کہا کہ ابن العربی واسکا گروہ سب کافر ہین اور ہم پہلے اس مین کلام کرچکے ہین (یہ سراج المنیر مین ہی) مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن العربیؒ کی تکفیر کرنے مین ایک جماعت نے غلو کیا ہی اور عجب کہ بعضے انکو کافر کہتے ہین و بعضے بہت محقق کہتے ہین اور مترجم نے دیکھا کہ مولانا بحر العلوم لکھنویؒ انکو خاتم الاولیا لکھتے ہین اور حضرت شیخنا المسند المحدث الدہلویؒ بھی اُنکے بُرا کہنے والے پر انکار کرتے تھے ولیکن شیخنا الفاضل التقاضی تکفیر کرتے تھے اور میرے نزدیک جن لوگون کو شیخ ابن العربیؒ کے دقیق کلام سمجھنے مین مغالطہ ہوا انھون نے خلوص حفظ شریعت کے واسطے تکفیر کی واللہ سبحانہ تعالے اعلم ۔ ۱۲ ۔ تنبیہ آیت سے معلوم ہوا کہ زمینین سات ہین اور سب مین امر الٰہی نازل ہوا کرتا ہی بعض لوگون نے زعم کیا کہ زمین فقط ایک ہی اور سات سے مراد زمین کے سات اقلیم ہین شیخ ابن کثیرؒ نے اسکو رد کردیا کہ یہ شخص صریح مخالف ہی اور آیات و احادیث سے ہفت زمین کا ثبوت ہی صحیحین مین ہی کہ جسنے ظلم کے ساتھ ایک بالشت زمین لے لی تو اللہ تعالے اُسکو سات زمین سے طوق پہناویگا ۔ صحیح بخاری مین ہی خسف بہ الی سبع ارضین ۔ یعنے وہ شخص ساتوین زمین تک دھنسایا گیا اور آیۃ الکرسی کی تفسیر مین اور قولہ ھو الاول والآخر الآیہ کی تفسیر مین سات زمین کی روایات گزرچکی ہین (ع) خطیبؒ نے کہا کہ آسمانون کے سات تلے اوپر ہونے مین خلاف نہین ہی اور حدیث معراج مین مذکور ہی اور زمینین سات کیونکر ہین تو جمہور علما نے کہا کہ سات طبق تلے اوپر ہین اور ہر زمین سے دوسری زمین تک اسقدر فاصلہ ہی جسقدر اس زمین سے آسمان تک ہی اور ہر زمین مین اللہ تعالے کی مخلوقات مین سے ایک خلقت ہی اور ضحاکؒ سے روایت ہی کہ پیازکیطرح اس زمین کے طبق ملے ہوے ہین ایک سے دوسرے تک کچھ جدائی نہین ہی قرطبیؒ نے کہا کہ جمہور کا قول اصح ہی کیونکہ احادیث صحیحہ اسی پر دلالت کرتی ہین از انجملہ حدیث صحیح البخاری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قریہ مین داخل ہونا چاہتے تو اُسکو دیکھنے کے وقت فرماتے اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ اِنَّا نَسْأَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَنْ فِیْھَا ۔ بقاعیؒ نے کہا کہ زمینون کے علیحدہ علیحدہ متعدد ہونے کے بارہ مین مجھے ایک حدیث صریح ملی ولیکن مین اسکی اسناد کا حال نہین پہچانتا ہون یعنے ابن برجان نے اسماء الٰہی کی شرح مین نام پاک الملک کی تفسیر مین لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اس زمین کے نیچے کیا ہی صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہی آپ نے فرمایا کہ اس زمین کے نیچے ہوا ہی (خالی ہی) پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ بعد اس ہوا کے کیا ہی صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہی آپ نے فرمایا کہ اسکے بعد ایک زمین دیگر ہی (اسیطرح بعد زمین دوم کے ہوا پھر زمین سوم اسیطرح آپ نے سات زمینین بیان فرمائین بقاعیؒ نے کہا کہ پھر مین نے جامع ترمذی مین دیکھا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمھارے ماتحت کیا ہی یعنی اس زمین کے بعد کیا ہی صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی خوب جانتے ہین آپ نے فرمایا کہ زمین (دوم) ہی پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس زمین دوم کے بعد کیا ہی صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول خوب جانتے ہین فرمایا کہ اسکے بعد بھی زمین دیگر سوم ہی بفاصلہ پانچ سو سال کے حتی کہ آنحضرت صلعم نے سات زمینین اسیطرح شمار فرمائین اور ہر دو زمین کے بیچ مین پانچسو برس کی کا فاصلہ بیان فرمایا مترجم کہتا ہی کہ امام ترمذیؒ نے اسناد کو غریب کہا کہ یعنے فقط ایک راوی نے اسکو روایت کیا ہی بقاعیؒ نے کہا کہ پھر مین نے مسند فردوس مین حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت دیکھی کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک

Marfat.com

پانچ سو برس کی راہ ہی اور ہر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو برس کی راہ ہی اور ساتوین آسمان سے کرسی تک اور کرسی سے عرش تک درمیان پانچ سو برس کی راہ ہی اور زمین سے آسمان اول تک بھی اسی قدر فاصلہ ہی اور ہر زمین سے دوسری زمین تک پانچ سو برس کی راہ ہی ۔ مترجم کہتا ہی کہ جب زمین سے آسمان تک پانچ سو برس کی راہ دور دراز ہی اور آسمان خود جرم نورانی نہین جیسے تارے ہین ۔۔۔ ان کیا گیا کہ اشفاف ہی تو کسی دو بین سے اسکا نظر آنا غیر ممکن ہی اور جرم منور کے لیئے دو بین کی بھی ضرورت نہین ہی اور آسمانی رنگ بوجہ عکس مخلوقات بالائی ہی اور جرم چاند کا آسمان سے ملصق ہی اگر ایسا نہوتا تو چاند کی پشت پر بھی وہی نیلگون رنگ نظر آتا جیسے اسکے کنارے نظر آتے ہین حتی کہ اگر ہمارے اور نیلی دیوار کے درمیان مین ایک تل کا دانہ ہو تو دیوار ما بعد کے تمام سطح دیکھنے سے مانع نہوگا اور اگر وہ دیوار سے چھپا دیا جاوے تو اپنی حقیر مقدار کے قدر دیوار کو چھپا دیگا فافہم ۔ م ۔ **ماوردی** رح نے کہا کہ اگر روایات مذکورہ ہمنے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوتین تو قطعی یقینی مثل قرآن کے ہوتین یا متواتر طریقہ سے ہمکو روایت ملتی تو قطعی ہوتین اب چونکہ غرابت اسناد ہی لہذا وہم ہی کہ شاید راوی کو وہم ہوا ہو اگر یہی رکھا جاوے کہ زمینین جدا جدا متعدد ہین یعنی جیسا جمہور علماء کا قول ہی تو اب سوال یہ ہی کہ کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و دعوت اسلام سب زمینون مین لازم ہی (جواب) یہ کہ نہین بلکہ فقط اسی اوپر والی زمین کے واسطے مختص ہی اور دوسری چھ زمینونکے لوگونکے واسطے لازم نہین ہی اگرچہ ان زمینون مین ایسی مخلوق آباد ہو جنکو عقل و تمیز ہی **خطیب** نے لکھا کہ پھر یہ سوال ہی کہ دوسری زمین والے کیا آسمان دیکھتے اور روشنی لیتے ہین (جواب) دو قول ہین ایک قول یہ کہ ہان **ابن عادل** نے کہا کہ یہ ایسے لوگون کا قول ہی جو زمین کو چکی کے پاٹ کی طرح مبسوط کہتے ہین قول دوم یہ کہ نہین بلکہ خدا تعالیٰ نے اُنکے لیئے روشنی پیدا کی ہی **ابن عادل** نے کہا کہ یہ ایسے لوگون کا خیال ہی جو زمین کو گول کرہ کہتے ہین **مترجم** کہتا ہی کہ قول دوم مین یہ دعوی کہان سے گڑھا کہ خدا تعالےٰ نے اُنکے لیئے روشنی پیدا کی ہی اور ہنوز یہ معلوم نہوا کہ واقعی کیا حالت ہی ائمہ علماء نے قطعًا ایسے رجم بالغیب پر نفرین فرمائی ہی شیخ ابن عادل رح نے ناحق انکی شرکت فرمائی کیونکہ فضائے آسمانی مین جب آفتاب دورہ کرتا ہی تو ہر زمین کو خوب روشنی ملیگی خواہ وہ مبسوط ہو یا کرہ ہو اور اگر ہم فرض کرین کہ آفتاب بھی ایک ہی جگہ منجمد ہی تو بھی جادی حواس شاہد ہین کہ ہر زمین والے آسمان کو بخوبی دیکھینگے جبکہ یہ بالائی زمین آسمان سے ملزق و چسپان نہین ہی خصوص جبکہ اس زمین سے دوسری زمین تک پانچسو برس کی راہ کا فاصلہ ہی اور یہ سب بدیہی ظاہر ہی جیسا کہ چاند و آسمان کے بیان مین ابھی اوپر گذر چکا ہی پھر لکھا کہ یہ گفتگو اس تقدیر پر تھی کہ زمینین علیحدہ علیحدہ ہین اور کلبی نے ابو صالح عن ابن عباس روایت کی کہ ساتون زمینین تہ بر تہ چکی کے پاٹ کی طرح مبسوط ہین تلے اوپر بغیر جدائی کے لیکن سمندرون و پہاڑون سے انمین فاصلہ ہی اور سب پر آسمان کا سایہ ہی شیخ رح نے کہا کہ اس تقدیر پر جواب یہ ہی کہ اگر اس زمین والون کو دوسری زمین تک پہونچنے کی راہ نہین ہی تو بھی دعوت اسلام فقط انسی بالائی زمین کے واسطے مختص ہوگی اور اگر کسی طرح دوسری زمین تک رسائی ممکن ہی تو ہو سکتا ہی کہ اُنپر بھی یہ دعوت اسلام لازم ہو کیونکہ دعوت اسلام کا ماننا قطعی لازم ہی اور کسی کی خصوصیت نہین بلکہ لزوم سب پر عام ہی رہا درمیان مین سمندرون کا ہونا تو یہ مانع نہین جبکہ عبور کر کے رسائی ممکن ہی **اقول** جیسے امریکہ کے لوگون پر اسلام لانا فرض ہی اور دعوت اسلام کے لیئے وہان جانا ثواب عظیم کی امیدواری ہی شیخ رح نے کہا کہ یہ بھی احتمال ہی کہ شاید اُن زمینون پر دعوت اسلام لازم نہو کیونکہ اگر لازمی ہوتی تو نص شرعی وارد ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہوتے کہ قرآن مجید پہونچا دین اور عام دعوت سنا دین کہ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا یہ حکم آپنے سُنایا اور اس حکم عام کے پہونچانے کا عملی طریقہ یہی ہی کہ صحابہ کو پھر صحابہ تابعین کو پھر تابعین اتباع کو پھر جہانتک پھیلتا جاوے کیونکہ عملی طریقہ یہ نہین تھا کہ خود رسول اللہ صلعم اپنی زبان مبارک سے پہونچا دین اور اگر وہم ہو کہ آپنے مصر و شام و فارس و یمن کو خطوط سے دعوت کی تو یہ وہم دور کرو کیونکہ قرب و جوار کو تبلیغ فرمائی کیونکہ یہ اطمینان ہے جلد صحابہ کو دینی منظور تھین تو دعوت لکھی تاکہ منکر ہو کر جلد تر نکالے جاوین کیا نہین دیکھتے ہو کہ اگر امریکہ اُسوقت معلوم نہتھا تو ہندوستان وغیرہ

Marfat.com

چین و جاپان و روس و فرانس وغیرہ مشہور معروف تھے حالانکہ آپنے یہان کسی کو خط نہین لکھا اور نہ شام و مدائن جانے کا قصد فرمایا اگرچہ تبوک تک مقصل شام کے تعریف بھی لائے تھے اور کیونکر کسیکو یہ اوہام گھیرینگے جبکہ بعد صحابہؓ کے تابعین سے لیکر قیامت تک والے ہنوز پیدا بھی نہوئے تھے حالانکہ یہ لوگ متبعین بالاحسان اور قولہ والذین جاؤ امن بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا الآیہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دعاگو اور آپکے امتی مقبول ہین اور انمین آپ کی صدق نبوت کے واسطے صدہا کرامات اظہار فرمائی گئین - علاوہ برین کیونکر یہ وہم جایا جاویگا کہ آپ ضرور نص صریح سے انکی دعوت بیان فرماتے کیونکہ آپ نے لایعنی امور سے پرہیز کرنے کو کمال ایمان فرمایا ہی اور اگر اسوقت آپ امریکہ کا قصہ بیان فرماتے تو بیفائدہ ہوتا اور لوگ بہت متردد ہوتے اور نتیجہ کچھ نتھا کیونکہ اسکا وقت اس مدت دراز کے بعد اللہ تعالے نے مقدر فرمایا تھا - ہان آثار صحابہؓ مین اسکا اشارہ صریح موجود ہی چنانچہ مترجم نے جابجا ان آثار کو نقل کیا ہی بالجملہ اس تمام بحث مین تسکین کا بیان کم ہی اور مترجم کی غرض یہ کہ اس زمانہ مین ہفت زمین کے متعلق جھگڑا لوگون مین شور و غوغا بہت پھیلا پس اقوال علما سے عموماً آگاہی حاصل ہوجاوے واللہ تعالی ہو الموفق شیخ الحافظ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ایک حدیث مین آیا ہی کہ کرسی کی عظمت اسقدر ہی کہ ساتون آسمان اور جو کچھ انکے بیچ مین اور جو کچھ انکے درمیان ہی اور ساتون زمینین اور جو کچھ انکے بیچ مین ہی اور جو کچھ انکے درمیان مین یہ سب کرسی کے درمیان مین کچھ نہین ہین سوا اسکے کہ جیسے وسیع میدان بیابان مین ایک حلقہ چھلا پڑا ہو مترجم کہتا ہی کہ یہ کلام بلیغ مناسب مدورات ہی فافہم) وقال ابن جریرؒ حدثنا عمرو بن علی ثنا وکیع ثنا الاعمش عن ابراہیم بن مہاجر عن مجاہد عن ابن عباسؓ قال الخ یعنے اس اسناد ثقات کے ساتھ توثیق ابراہیمؒ کے ابن جریرؒ نے روایت کی کہ ابن عباسؓ نے اس آیت کو پڑھکر (سبع سموٰت ومن الارض مثلہن) فرمایا کہ اگر مین اسکی تفسیر تمسے بیان کرون تو تم لوگ کافر ہوجاؤ اور تمھارا کافر ہونا یہ کہ اس تفسیر سے انکار کرو امام ابن جریرؒ نے یہی معنے بطریق سعید بن جبیرؒ روایت کیے کہ ایک نے ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو آپنے فرمایا کہ تو کسطرح مطمئن ہوسکتا ہی کہ اگر مین اسکی تفسیر بتلاؤن تو اس سے تو منکر نہوگا - قال ابن جریر حدثنا عمر بن علی و محمد بن المثنی قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحیٰ عن ابن عباس فی ہذہ الآیہ قال الخ عمرو بن علی الفلاس نے اپنی روایت مین کہا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ ہر زمین مین ابراہیمؑ کے مثل ہی اور اس زمین کی طرح مخلوق ہی اور محمد بن المثنی نے اپنی روایت مین کہا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہر آسمان مین ابراہیم ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ اسناد ثقات ہین سب صحاح ستہ کے راوی ہین اور واضح ہو کہ محمد بن المثنی نے ہر آسمان مین مثل ابراہیم روایت کیا اور عمرو بن علیؒ نے ہر زمین مین مثل ابراہیم بیان کیا اور دونون ثقہ اور ائمہ ستہ کے شیوخ مین سے ہین اور اسکی توفیق اسطرح ہوسکتی ہی جو خطیبؒ نے بعض علما سے نقل کیا کہ انھون نے آیت مین تاویل کی کہ (سماء) ہر ایسی چیز کو کہتے ہین جو تیرے اوپر ہو پس یہ زمین تو ضرور زمین ہی اور اس سے اوپر آسمان ہی اور آسمان اول کو جب آسمان دوم کی نسبت خیال کرو تو آسمان اول اسکے واسطے زمین ہی اور دوم آسمان ہی اسیطرح آسمان دوم زمین ہی جسکے واسطے سوم آسمان ہے پس اس زمین خاکی کو ملاکر آسمان ششم تک سات زمینین ہین اور آسمان اول سے ساتوین تک سات آسمان ہین مترجم کہتا ہی کہ اس صورت مین معنی یہ ہونگے کہ اللہ تعالے نے آسمانی صفت کے لائق سات پیدا کیے اور زمینی صفت کے ساتھ سات پیدا کین اور تفسیر ابن عباسؓ سے ظاہر ہوا کہ ہر آسمان مین مانند زمین کے سلسلۂ خلقت ہی لیکن یہ لازم نہین آتا کہ وجود خاکی کی طرح کھانا پینا اور پیشاب پاخانہ ہو بلکہ خلقت مین جو ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ سب توجیہ و تاویل اس تکلف کے ساتھ بیان کی گئی لیکن اسکا کچھ حاصل نہین ہوسکتا اسلیئے کہ یہ امر اعتقادی ہی اور اعتقاد و ایمان لانے کے واسطے قطعی محکم ضرور ہی حالانکہ اسمین یہ بات موجود نہین ہی اگر کہا جاوے کہ اثر ابن عباس بھی خود مجمل ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ نہین بلکہ امام بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین روایت کیا بطریق عطاء بن السائب عن ابی الضحیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر مین کہ زمینین سات ہین ہر زمین مین ایک نبی تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند ہی اور ایک آدم مانند تمھارے آدم کے اور نوح مانند نوحؑ کے اور ابراہیم مانند ابراہیمؑ کے اور عیسیٰ مانند عیسیٰؑ کے ہی و رواہ من طریق شعبۃ عن عمرو بن مرۃ کما مر آنفا لکن قال فیہ فی کل ارض ابراہیم الخ بیہقیؒ نے

Marfat.com

کہا کہ اس حدیث کی روایت حضرت ابن عباس تک صحیح ہی ولیکن بالکلیہ شاذ ہی مین نہین جانتا کہ کسی راوی نے ابو الضحیٰ کی متابعت کی ہو اور نہ کوئی شاگرد اسکو نہین روایت کرتا سوائے ابو الضحیٰ کے اگرچہ ابو الضحیٰ ثقہ ہین بیہقی نے یہان فقط راویون کے ثقہ ہونیکا نام صحیح کہا حالانکہ معروف صحیح شاذ نہو ترجمہ کہتا ہی کہ اس اثر کو حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم ہی سے بیہقی نے روایت کیا ہی اور حاکم نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہی مذہب مین صحیح جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ ہمیشہ سے مجھکو حاکم کے صحیح کہنے سے تعجب رہا کرتا تھا یہانتک کہ مین نے دیکھا کہ بیہقی نے بھی کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہی ولیکن وہ یکبار شاذ ہی - ھ - اور مولوی عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ خاتم علمائے فرنگی محل لکھنؤ نے اس اثر کی تصحیح مین ایک رسالہ لکھا اور لوگون کو اس سے انکار کرنے پر زجر و ممانعت کی اور آیندہ اسمین کلام آتا ہی انشاء اللہ تعالیٰ شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ امام ابوبکر بن ابی الدنیا نے عثمان بن ابی دہرس سے روایت کی کہ مجھے خبر پہونچی کہ ایکمرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے حتی کہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت تک پہونچے دیکھا کہ وہ سب خاموش ہین آپنے فرمایا کہ تم لوگ خاموش کیون ہو باتین نہین کرتے ہو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا حضرت ہم لوگ مخلوقات الٰہی مین فکر کرتے ہین آپنے فرمایا کہ ہان یون ہی کیا کرو اور ذات الٰہی مین فکر نہ کیجیو کہ اس جانب مغرب مین ایک زمین بالکل سفید روشن ہی اسکی سپیدی ہی اسکے لیئے روشنی ہی یون فرمایا کہ روشنی سے سفید ہی وہ آفتاب سے چالیس دن کی راہ ہی اسمین ایک خلقت الٰہی ہی جو کبھی ایک دم بھی اللہ تعالےٰ کی معصیت نہین کرتے ہین صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر شیطان نے انکو کیونکر چھوڑا ہی آپنے فرمایا کہ وہ لوگ یہ بھی نہین جانتے کہ شیطان پیدا بھی ہوا کہ نہین پیدا ہوا صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ لوگ آدم کی اولاد ہین آپنے فرمایا کہ وہ لوگ یہ بھی نہین جانتے کہ آدم پیدا ہوا کہ نہین پیدا ہوا ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ روایت مرسل ہی یعنے سلسلہ اسناد صحابی تک متصل نہین ہی اور بالکل منکر ہی یعنے سوائے عثمان ابن ابی دہرس کے کسی نے روایت نہین کی اور ابو حاتم نے کہا کہ اس شیخ سے سفیان بن عیینہ و ابن المبارک و یحیی بن سلیم نے روایت لی ہی (انتہی مترجما) اور فتح البیان مین ہی کہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ابن جریر ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین بطریق شعبہ عن عمرو بن مرہ کی نسبت کہا کہ یہ مختصر ہی اور اسکی اسناد بھی صحیح ہی اور شیخ ابن کثیر نے فرمایا کہ ایسے اقوال جب تک پیغمبر معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب نہون تب تک کوئی کہے اسکا قول قبول نہوگا بلکہ اسکو پھیر دیا جائیگا (انتہی) اور واضح ہو کہ اسناد صحیح ہونے سے متن کا صحیح ہونا لازم نہین آتا ہی کیونکہ اسناد کبھی صحیح ہوتی ہی اور متن مین ایسی علت ہوتی ہی جو اسکی صحت کی مانع ہی یہ قسطلانی کا قول ہی اور شیخ نے ہدایہ مین کہا کہ برتقدیر صحت نقل کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس قول کو بنی اسرائیل وغیرہ سے لیا ہی سخاوی نے مقاصد حسنہ مین بھی ایسا ہی جواب دیا اور تفسیر روح البیان مین بھی اسی طرح مذکور ہی بلکہ اسقدر زیادہ کیا کہ سیوطی نے فرمایا کہ اسکی تاویل یہ بھی ہوسکتی ہی کہ ہر زمین مین جو مثل آدم و نوح و ابراہیم وغیرہم علیہم السلام کے کہا گیا اس سے مراد انبیاء رسالت ہی یعنے بشر کے انبیا علیہم السلام سے جو لوگ پیغام لیجا کر جن وغیرہ کو پہونچاتے تھے اس قسم سے دوسری زمینون مین بھی ہر پیغمبر سے جو شخص حکم لیگیا وہ اسکے نام سے منسوب ہوا یعنے مثلاً ابراہیم علیہ السلام کے زمانے مین باقی چھ زمینون کے واسطے چھ آدمیون کے ابراہیم علیہ السلام سے حکم الٰہی لیجا کر اپنی اپنی زمین مین پہونچایا اور ہر ایک جو حقیقت مین ابراہیم علیہ السلام کا ایلچی ہی (اسکا نام بھی ابراہیم رکھا گیا یعنے مانند ابراہیمؑ کے) وہ بھی اپنی زمین مین پیغام پہونچاتا ہی اور اسی قسم کی تاویل قسطلانی مین بھی مذکور ہی اور اسکا خلاصہ یہ ہی کہ اس زمین مین اللہ تعالےٰ نے مستقل انبیا علیہم السلام بھیجے اور انھین انبیا کی طرف سے ہر زمانہ مین ایک پیغام پہونچانیوالا باقی زمینون مین بھی پہونچتا تھا وہ ان انبیاء کا نائب ہوتا تھا واللہ تعالیٰ اعلم اور حاصل یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو قول روایت کیا گیا اگر وہ صحیح ہو تو بھی اسکی تاویل لازم ہی بلکہ پہلے تو یہ کہا جائیگا کہ یہ فقط ابن عباس کا ذاتی قول ہی دوم یہ کہ شاذ ہی اور برتقدیر صحت وہ امت پر حجت نہین ہوتا یہی خلاصہ طیبی اور نووی کی شرح مسلم مین مذکور ہی اور خفاجی نے کہا کہ ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے سات زمینین پیدا فرمائین اور ہر زمین مین اسکی مخلوق ہی جنکو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہی اور نیشاپوری مین لکھا کہ جلبی نے اپنی تفسیر مین آسمانون و زمینون کی پیدائش اور انکی شکل و ناموں کے

Marfat.com

بیان میں ایک فصل طویل لکھی ہی ہمنے اسکو بالکل چھوڑ دیا اسلیئے کہ ایسی روایات کا کچھ اعتماد نہین ہوسکتا (انتہی) اور کعب احبار و وہب یمانی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ تابعین سے اس بارہ مین جو روایات آئی ہین وہ اُنھون نے بنی اسرائیل کی کتابون سے بیان کی ہین ان پر بھی کچھ اعتماد نہین ہی اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث ہی اسمین یہ مذکور ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس زمین کے ماتحت کا حال دریافت کیا تو آپنے چند چیزون کے بیان کے بعد فرمایا کہ آیندہ علم خلائق منقطع ہی اور آخر حدیث مین مذکور ہی کہ پوچھنے والے جبرئیل علیہ السلام بصورت آدمی تھے اس حدیث کو حافظ ابن کثیر رح نے اپنی سند سے اور ابن مردویہ نے اپنی سند سے روایت کیا اور اس سے بھی قول ابن عباس رضی اللہ عنہ ساقط ہوتا ہی اور حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص مرفوع ہی کہ ہر دو زمین کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہی اور سب سے اوپر والی زمین ایک مچھلی کی پیٹھ پر ہی جسکے دونون طرف آسمان مین ہین اور مچھلی ایک پتھر پر ہی اور پتھر ایک فرشتہ کے ہاتھ مین ہی اور دوسری زمین مین ہوا ہی اور تیسری زمین مین جہنم کے پتھر ہین اور چوتھی زمین مین جہنم کی گندھک ہی اسیطرح آگے طول طویل روایت بیان کی اسکو ابن ابی حاتم اور حاکم نے روایت کیا ہی اور حاکم نے کہا کہ صحیح الاسناد ہی لیکن ذہبی رح نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہی مترجم کہتا ہی کہ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ التزام کیا ہی کہ وہ روایات لاوین جنکی اسناد درجہ حسن سے کم نہین ہی تو ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا منکر کہنا اسکے مخالف ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم - قولہ تعالیٰ یتنزل الامر بینھن - ان زمینون مین امر الٰہی نازل ہوتا ہی - ھ - علماء رح نے کلام کیا کہ امر سے کیا مراد ہی اور جمہور مفسرین رح کے نزدیک (بینھن) مین آسمان و زمینین سب داخل ہین بعض نے کہا کہ امر سے مراد وحی الٰہی ہی شیخ جلال محلی نے لکھا کہ جبرئیل اس امر کو ساتوین آسمان سے ساتوین زمین تک لاتے ہین ملا علی قاری رح نے اسکے حاشیہ مین کہا کہ بعض نے امر کی تفسیر وحی سے بیان کی تھی لیکن یہ مراد لی کہ وحی مذکور ساتوین آسمان سے اس زمین اول تک نازل ہوتی ہی اور سوا سے شیخ جلال کے مین نے کسی مفسر کا یہ قول نہین دیکھا جسنے ساتوین زمین تک بیان کیا ہو ھ سلیمان الجمل نے اسکا جواب دیا کہ قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شاید یہ خیال کیا کہ وحی تکلیفی مراد ہی یعنے احکام شریعت نازل ہوتے ہین حالانکہ یہ ضرور نہین ہی بلکہ احکام شریعت مع احکام قضا و قدر سب نازل ہوتے ہین اور واضح ہو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ ایک روایت آئی ہی کہ نافع بن الازرق خارجی نے اُنسے پوچھا کہ ساتون زمینون کے نیچے بھی کوئی مخلوق ہی کہا کہ ہان ملائکہ ہین یا جن ہین (ملخص فتح البیان) مترجم کہتا ہی کہ ابن عباس رض کے اس قول کی اسناد بھی معلوم نہوئی اور حدیث جابر رض و ابن عمرو رض سے مخالف ہی بالجملہ ان روایات سے صرف عبرت کا فائدہ ہی اور یہ غرض نہین کہ اسیطرح اعتقاد کر لیا جاوے اور واضح ہو کہ شیخ عرائس نے ہفت زمین کی نسبت کچھ نہین لکھا ولیکن شیخ ابن العربی رح نے عجب تاویل بیان کی چنانچہ اُنکے اشارات کا مختصر بیان یہ ہی ف قولہ یرزقہ من حیث لا یحتسب الخ جو متقی ہے تقوی کرے تو تاریک ہیات اور عذاب النار سے بچے اور کھانے پینے کی لذات والی جنت مین داخل ہو وہ بھی آدمی کے گمان سے باہر ہو کیونکہ دنیا مین اسکی نظیر نہین ہی اور جو کوئی نفس کے افعال سے تقوی کرے وہ صفات رضا و توکل مین پہونچے اور جنت تجلیات پاوے یعنے جنت کا درجہ جو اول سے اعلی ہی اور علی ہذا القیاس قولہ قد جعل اللہ لکل شئی قدرا اللہ نے ہر امر کو بواسطہ ایک وقت اور اندازہ معین فرمایا ہی کسی کی کوشش سے زیادہ نہین ہوتا اور روکنے سے کم نہین ہوتا اور نہ وقت مین کچھ تقدیم و تاخیر ہوا اور جسکو یہ یقین ہو وہی متوکل ہی قولہ فاتقوا اللہ یا اولی الالباب گذری ہوئی قومون کے حال سے عبرت حاصل کرو جنھون نے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول سے انکار کیا اور اُنپر عذاب نازل ہوا اور یہ عبرت خالص عقل سے حاصل ہوتی ہی جب قلب مین وہم کا میل نہو - قولہ (من الارض مثلھن) شیخ رح نے لکھا کہ اگر ہم آسمان کو ظاہری معنی پر لین تو سات زمینین بھی سات طبقات عناصر ہین کیونکہ یہی آسمانی آثار کو قبول کرتے ہین تو موثرات آسمانی کے لیئے یہ زمین ہین کہ انھین پر کائنات کی صورتین اترتی ہین - ۱ - خالص آگ کا طبقہ - ۲ - کرۂ اثیر جسمین آگ و ہوا ملی ہوئی ہی اور اسمین شہاب پیدا ہوتے ہین اور دُم دار ستارے وغیرہ پیدا ہوتے ہین - ۳ - طبقۂ زمہریر - ۴ - طبقۂ نسیم - ۵ - طبقۂ صعید - ۶ - نسیم و طین سے مختلط طبقہ - ۷ - خاک ہی اور اگر ہم باطنی معنی پر محمول کرین تو غیب کے سات طبقہ مشہورہ ہین - ۱ - قوی - ۲ - نفس - ۳ عقل - ۴ - سر - ۵ - روح - ۶ - خفا - ۷ - غیب الغیب پس زمین کے سات اعضائے مشہورہ ہونگے

کیونکہ انھین مین امر الٰہی نازل ہوا کرتا ہی مترجم کہتا ہی کہ شیخ کی یہ تاویل بہت بعید معلوم ہوتی ہی اور خود شیخ نے بھی اسکو تردد کے ساتھ بیان کیا کیونکہ یون کہا کہ اگر ہم ظاہر پر محمول کرین یا ہم باطن پر محمول کرین واللہ تعالیٰ اعلم اور تحقیق یہان بعض محققین کا قول ہی کہ ہم یہ بات یقین کرتے ہین کہ اللہ تعالے نے سات آسمان پیدا کیئے اور سات زمینین بنائین انمین امر الٰہی نازل ہوا کرتا ہی اب اس سے زیادہ یہان یہ قیاس کرنا کہ ان زمینون مین مخلوق ہی یا نہین ہی اور کیا ان مین پیغمبر ہین پھر کیا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انکے ہادی ہین تو کیونکر ہین یہ سب قیاسات ہین اور انکا جواب بھی اوہام ہین انکا ترک واجب ہی واللہ سبحانہ تعالے ولی التوفیق

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اِثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً

یہ سورہ مدینے مین نازل ہوا تھا یہی ابن عباس و ابن الزبیر سے روایت ہی قرطبیؒ نے کہا کہ یہی سب علماء کا قول ہی اور اس سورت مین بارہ آیات ہین (ملخص) اور دو سو چالیس کلمات ہین اور ایک ہزار ساٹھ حروف ہین ھکذا ذکرہ الخطیب فی السراج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ

اے نبی تو کیون حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجھپر چاہتا ہی رضامندی اپنی عورتون کی

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہی اللہ نے تمکو کھول ڈالنا اپنی قسمون کا اور اللہ صاحب ہی تمھارا اور وہی ہی

الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ

سب جاننا حکمت والا اور جب چھپاکر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات پھر جب اسنے خبر کردی اسکی

وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ

اور اللہ نے جتا دیا نبی کو یہ جتائی نبی نے اسمین کچھ اور ٹلا دی کچھ پھر جب وہ جتایا عورت کو

قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ○ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ

بولی تجھکو کسنے جتایا کہا مجھکو بتایا اس خبر والے واقف نے اگر تم دونون توبہ کرتیان ہو تو

صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ

جھک پڑے ہین دل تمھارے اور اگر دونون چڑھائی کروگیان اوسپر تو اللہ ہی اوسکا رفیق اور جبرئیل

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ○ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ

اور نیک ایمان والے اور فرشتے اس پیچھے مددگار ہین ابھی اگر نبی چھوڑ دے تم سب کو اوسکا رب

اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ

بدلے مین دے عورتین تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھتیان نماز مین کھڑی توبہ کرتیان

Marfat.com

عبدتِ سیئاتِ ثیبتِ وّ ابکارًا ○

بندگی بجا لانیوالیان　روزہ دار　بیاہیان اور کنواریان

شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اس سورۂ مبارک کی ابتدائی آیات نازل ہونے کے لیئے اگرچہ حکم ازلی تھا تاکہ قیامت اسکے احکام سے مومنون کو نصیحت ہو لیکن آیات مین واقعات کی دلالت ہو کہ جو ان آیات کے معانی سے ظاہر ہو تو انکا یہی سبب نزول ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اے نبی مکرم کیون حرام کرتا ہی ایسی چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے حلال فرمائی ہو ف اس سے ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز حلال حرام فرمائی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ تو اسکو کیون اپنے اوپر حرام فرماتا ہی یہان حرام کرنے کے یہ معنی نہین کہ کسی حلال چیز کو حرام جاننے کیونکہ یہ کفر ہی بلکہ نذر یا قسم کے طور پر اسکا عمل مین لانا اپنے اوپر حرام کرے تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ تو اپنی بیبیون کی مرضی چاہتا ہی ف یعنے اس تحریم سے تیری غرض یہ تھی کہ تو اپنی بیبیون کو راضی کرے یہ بات اگرچہ حسن اخلاق مین سے ہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ تم مین وہ لوگ بہتر ہین جو اپنی عورتون و عیال کے حق مین بہتر ہون (صحیح) لیکن ایسا کرنے سے امتیون کو شریعت مین التباس ہوجاتا کہ یہ چیز حلال نہین ہی بلکہ حرام ہی لہذا اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا یعنے ایسا مت کرو وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اللہ غفور رحیم ہی ف اس قسم مین تجھے مواخذہ نہین فرمائیگا کیونکہ اپکا قصد نیک تھا اور نیک خلقی سے آپ چاہتے تھے کہ بیبیون کو راضی کرین خطیبیؒ نے کہا کہ اس کلام مین اگاہی ہی کہ جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوئی وہ غیر موزون تھی یعنی اولیٰ نہ تھی نسفیؒ نے مدارک مین کہا کہ یہ لغزش تھی بعض نے کہا کہ صغیرہ گناہ تھا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عتاب فرمایا بعض نے کہا کہ نہین بلکہ اولیٰ کو ترک کرنے پر عتاب فرمایا یعنے بیبیون کی رضامندی چاہنا تیرے لائق نہین ہی بلکہ بیبیان تیری رضامندی چاہین اور تو فارغ ہوکر اپنے رب عزوجل کی وحی پہونچاوے مترجم کہتا ہی کہ کلام سے کوئی لغزش و گناہ ظاہر نہین بلکہ بیبیون کی رضامندی چاہنا نیک خلقی ہی اور ازواج کو آپ سے اپنی جانون سے زیادہ محبت کرنا فریضۂ ایمانی تھا اور سورۂ نور مین صریح ہی الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات یعنے پاکیزہ عورتین پاکیزہ مردون کے لیئے ہین اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتون کے لئے ہین ھ۔ بالاجماع یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وام المومنین عائشہ رضؓ کے حق مین سب سے مقدم ہی تو انکی طرف سے شدت محبت مین اپکی طرف سے دلدہی آپکے احسن اخلاق سے تھا لیکن حلال چیز کو آپ ہی کے ارشاد سے پہچانا جاتا جب آپ تحریم فرماتے تو امت کو اشتباہ ہوجاتا لہذا اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ رہی قسم تو اسکے توڑنے کے حکم کے ساتھ ہی اطمینان دیا کہ گناہ نہین ہی اللہ تعالیٰ شانہ عفور رحیم ہی قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا تمھارے واسطے تمھارے قسمون کی تحلیل کو ف تحلیل کھولنا و حل کرنا قسم ہے جو قصدی بندش ہوئی اسکو کھولنا قسم کی تحلیل ہے الغرض اللہ تعالیٰ نے تمھاری قسمون کی تحلیل تم پر فرض کی یعنے مشروع کی اور نسفیؒ نے لکھا کہ معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے واسطے قسم سے خلاص پانے کا طریقہ مشروع فرمایا ہے یا یہ معنے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیئے قسم مین حلال کرنے کا طریقہ بتلایا ہی اور وہ قول انشاء اللہ تعالیٰ ہی چنانچہ اگر قسم سے ملاکر انشاء اللہ تعالیٰ کہے تو قسم مین حانث نہوگا اور ہمارے نزدیک (حنفیہ کے مذہب مین) حلال کو حرام کرنا قسم ہی ھ۔ مقاتل نے فرمایا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیئے قسم سے باہر ہونیکا طریقہ سورۂ مائدہ مین بیان فرمایا ہی مترجم کہتا ہی کہ اسکو فرض اسلیئے فرمایا کہ بندون کو معلوم ہوجاوے کہ یہ کفارہ فرض ہی اگرچہ حلال چیز کو حرام کرلینے کی قسم ہو اور چونکہ اوپر کی آیت سے انکار تھا کہ اے نبی کیون حرام فرماتا ہی جو چیز اللہ نے تجھپر حلال فرمائی ہی تو اس سے یہ وہم نہو کہ ایسی صورت مین کچھ کفارہ نہوگا پس تاکید فرمائی کہ اس صورت مین فقط یہ جائز ہی کہ قسم تحلیل کرلے لیکن کفارہ فرض ہی وہ ادا کرے چنانچہ روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک رقبہ آزاد فرمایا تھا لیکن حسن بصریؒ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارہ نہین دیا کیونکہ آپکے

اول و آخر ذنوب مغفور ہین اسکو شیخ محلی و نسفی نے ذکر کیا ہی مترجم کہتا ہی کہ اس دلیل سے یہ نکالنا کہ کفارہ نہین دیا مراد کن ہو
علہ کسی حدیث سے یہ ثبوت ہو کہ کفارہ نہین دیا پھر اسکی وجہ یہی ہی جو بیان فرمائی فافہم کیونکہ مغفور ہونے سے یہ کوئی نہین نکال سکتا کہ آپ
پڑھتے تھے اسلئے کہ آپ مغفور ہین کیونکہ یہ استدلال باطل ہی فافہم اور مؤلف فتح البیان نے ذکر کیا کہ زجاج رحمہ اللہ تعالیٰ
لے رسالہ کسی کو یہ اختیار نہین ہی کہ جس چیز کو اللہ تعالے نے حلال کیا ہو اسکو حرام کرے مؤلف مذکور نے کہا کہ ہین حق ہی کہ جس چیز
نے حلال کی اسکا حرام کرنا منعقد نہین ہوتا اور ایسا کرنے والے پر لازم نہین ہوتا کیونکہ حرام کرنا اور حلال کرنا اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت مین ہی لون آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو عتاب کرنا اسکے واسطے پوری دلیل ہی اور شوکانی رح نے اسکو اپنی تالیفات مین محقق کیا ہی ۔ مترجم کہتا ہی کہ مؤلف مذکور
کا سرسری کلام کچھ مفید نہین ہی کیونکہ حلال کو حرام کرنے سے کیا مراد ہی اگر یہ غرض ہی کہ جو چیز اللہ تعالے نے حلال فرمائی ہی اسکو کوئی شخص
حرام کردے تو بیشک یہ کسی مین قدرت نہین ہی بلکہ حلال کو حرام سمجھنے والا کافر ہی اگرچہ وہ حرام نہین کرسکتا ہی اور اگر یہ غرض ہی کہ اس حلال چیز سے
باوجود حلال جاننے کے نفع لینے سے اپنے نفس کو روکے جیسا مؤلف مذکور نے قولہ لم تحرم ما احل اللہ کے ذیل مین بیان کیا ہی تو جو بیان
نتیجہ نکالا وہ غلط ہی اور اسپر دلیل کہ حرام کرنا اور حلال کرنا اللہ تعالے ہی کی قدرت مین ہی ۔ یہ دلیل بے معنی ہی اور اس سے بڑھکر عجیب دلیل یہ
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عتاب کرنا الخ اگر فرض کرلیا جاوے کہ عرفی عتاب ہی تو کیا مؤلف نے یہ سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مملوکہ باندی سے استمتاع کو یا شہد کو حرام بافی الواقع ان دونون باتون کو حرام کرڈالا تھا ۔ یہ خوش فہمی محض باطل ہی اور اگر بطور یمین اپنے نفس کو
روک لینا یہان منعقد ولازم نہین ہوتا ہی تو پھر اللہ تعالے نے تحلۂ ایمان کو کیون فرمایا اور میرے نزدیک زجاج رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ کہ
قولہ لم تحرم مین بطور قسم کے نفس کو روکنا مراد ہی اور اگر کوئی واقع مین تشریع کے طور پر حلال کو حرام کرے تو کچھ نہین ہوسکتا اور وہ استغفار کرے
اور یہ قسم نہین بلکہ فعل کفر ہی اس مطلب کو مؤلف نے نا سمجھی سے خلط ملط کردیا اور تحقیق مقام و اللہ تعالے اعلم یہی ہی کہ قسم اپنے نفس کو مشروع
سے روکنا ہوتا ہی حتی کہ اگر قسم کھاوے کہ فریضہ نہین ادا کریگا تو اسپر قسم توڑنا واجب ہی اور وہ گنہگار ہی اور دیکھو کہ جس شخص نے کہا کہ اللہ تعالے
کے واسطے مجھپر حج البیت ہی تو پہلے اس شخص پر سر منڈانا اور کپڑے پہننا و خوشبو و عورت سب حلال تھین اور حج نذر کا احرام کرنے مین بوجہ
نذر کے ممنوع ہوگئین تو انسان کے عزم کا اثر اپنے نفس کے حق مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہی اور یہی تحقیق ہی و اللہ تعالیٰ اعلم وَاللّٰهُ
مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ اور اللہ تعالے تمہارا مولیٰ ہی اور وہی علیم حکیم ہی اللہ تعالے تمہارے امور کا متولی ہی کارساز ہے
اور جب وہی علیم حکیم ہی تو اسی پر تمہارا بھروسا تمہاری عین مراد اور فلاح و نجات ہی اور نسفی رح نے ذکر کیا کہ مولی یعنے اولیٰ ہی اور جب
اللہ تعالے ہماری جان کے واسطے ہمسے بڑھکر اولیٰ ہی تو جو اسنے کمال علم و حکمت سے ہمارے لیئے مقرر فرمایا وہی ہمپر ماننا فرض ہی اسی مین
فلاح ہی مترجم کہتا ہی کہ جب اس مقام تک آیات سے معنے سمجھ لیئے تو آیندہ تفسیر امام ابن کثیر رح سے شافی بیان حق تفسیر مین کافی ہی و اللہ
تعالیٰ ولی التوفیق ابن کثیر رح نے لکھا کہ صدر سورہ کے سبب نزول مین روایات ہین کہا گیا کہ ماریہ قبطیہ کو جو آپکی مملوکہ لونڈی تھین (اور
یہی آپکے صاحبزادے ابراہیم کی والدہ ہین رضی اللہ عنہا) آپنے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا تو یہ آیات نازل ہوئین حضرت انس رض نے کہا کہ آپ
کی ایک باندی تھین جنکو آپ تصرف مین لائے تھے پس برابر عائشہ و حفصہ آپ کے ساتھ مصر ہوئین یہانتک کہ آپنے حرام کرلیا تو اللہ تعالے
نے یہ آیت نازل فرمائی (النسائی) قال ابن جریر حدثنا ابن عبد الرحیم البرقی ثنا ابن ابی مریم ثنا ابو غسان حدثنی زید بن اسلم قال الحارث بن زید
بن اسلم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ازواج کے گھر مین مادر ابراہیم (ماریہ) سے اصابت فرمائی تو اس زوجہ نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ کیا میرے حجرے مین اور میرے بستر پر آپنے ایسا کیا تو آپنے ستر ماکر جاریہ کو اپنے اوپر حرام کرلیا تب زوجہ مذکورہ نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ جو چیز حلال ہی وہ آپ پر کیونکر حرام ہوجاویگی تب آپنے اس زوجہ کے اطمینان کے لیئے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ

Marfat.com

اصابت نہ فرماوینگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی - یا ایہا النبی لم تحرم الآیہ - زید بن اسلم نے کہا کہ یہ کہنا کہ تو مجھپر حرام ہی یہ لغو ہی قال ابن جریر شنا یونس شنا ابن وہب عن مالک عن زید بن اسلم کہا کہ آپنے عورت سے کہا تھا کہ تو مجھپر حرام ہی واللہ مین تجھسے وطی کرونگا مترجم کہتا ہی کہ روایت مرسل ہی اور دونون اسناد صحیح ہین ابن عبدالرحیم البرقی سے مراد محمد ہین بلکہ غالبا انکے بھائی احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم ثقہ حافظ ہین اور یونس بن عبدالاعلے بن مسروق تابعی ثقہ فقیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلاء کیا اور حرام کیا پس حرام کرنے مین عتاب ہوا اور قسم مین کفارہ کا حکم ہوا (ابن جریر) اور یہی ایک جماعت سلف سے مروی ہی جنمین حسن بصری وضحاک وقتادہ ومقاتل وغیرہ ہین مترجم کہتا ہی کہ اسی مقام سے عتاب جسنے نکالا ہی تائید حاصل کی ہی فافہم قال ابن جریر حدثنا سعید بن یحیی عن ابیہ الخ یعنے سعید بن یحیی بن سعید الاموی شیخ بخاری وغیرہ سے باسناد روایت کی کہ ابن عباس نے کہا کہ مین نے عمر بن الخطاب سے پوچھا کہ ای امیر المومنین قرآن مین جن دو عورتون کا ذکر ہی کہ انھون نے مظاہرت کی تھی وہ دونون عورتین کون ہین آپنے فرمایا کہ وہ عائشہ وحفصہ ہین اور اس بات کی ابتدا دربارہ ابراہیم کی مان (ماریہ) قبطیہ کے ہوئی تھی کہ حفصہ کی باری کے دن مین حفصہ کے حجرے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اصابت فرمائی تو حفصہ کو اس بات پر غیرت نے گھیرا اور عرض کرنے لگی کہ یارسول اللہ مجھے آپ سے ایسی بات حاصل ہوئی جو آپنے اپنی زوجات مین کسی دوسری زوجہ کو نہین دی یہ میری باری کے دن میرے حجرے مین میرے بچھونے پر مجھے یہ مصیبت پہونچی آپنے فرمایا کہ اچھا تو اس بات پر راضی نہین کہ اُسے حرام کرلون پھر اس نے قسم کرلون حفصہ نے کہا کہ جی ہان مین کیون نہ راضی ہونگی پس آپنے ماریہ قبطیہ کو حرام کرلیا اور حفصہ سے فرمایا کہ اب کسی سے اسکا ذکر نہ کیجیو پھر حفصہ نے اسکو عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کردیا اور اللہ تعالےٰ نے آپ پر یہ بات ظاہر کردی پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک آخر تک آیات نازل ہوئین پس ہمکو خبر پہونچی کہ آپنے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور اپنی جاریہ سے مقاربت فرمائی مترجم کہتا ہی کہ واقعہ کی صورت یہ معلوم ہوتی ہی کہ اول مرتبہ حفصہ کے رونے دھونے سے آپنے تحریم کرلی اور حفصہ نے خوشی مین پس رضامندی ظاہر کی اور چونکہ اس سے سب ازواج سے غیرت دور ہوتی تھی تو یہ خوشخبری عائشہ رضہ سے بیان کی اور ازواج مطہرات مین سے ایک فریق مین عائشہ وحفصہ رضہ تھین اور دوسرے فریق زینب وام سلمہ وغیرہا تھین پس حفصہ نے شاید یہ خیال کیا کہ میری ساتھیون سے ممانعت نہوا ور مین انکو خوشخبری دیدون اللہ تعالےٰ نے آپ پر ظاہر کردیا چنانچہ فرمادیا وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا اور جب نبی مکرم نے اپنی زوجہ (حفصہ) کو ایک بات بھید کے طور پر دی ف اور کہا کہ کسی سے نہ کہنا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ وَاَظْہَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ پھر جب اس زوجہ نے یہ بات دوسری کو بتلادی اور اللہ تعالےٰ نے اسپر پیغمبر مکرم کو آگاہی دیدی تو نبی مکرم نے اسمین سے تھوڑی بات بتلائی اور تھوڑی بات سے اعراض کیا ف یعنے اللہ تعالیٰ نے تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب ظاہر کردیا کہ حفصہ نے اسطرح بیان کردیا ہی لیکن نبی مکرم نے آداب الٰہیہ کے موافق اب بھی حُسن خلق کا برتاؤ کیا کہ جو کچھ حفصہ نے کہا تھا سب ظاہر نفرمایا بلکہ کچھ ظاہر کیا سفیان رح نے فرمایا کہ ہمیشہ سے چشم پوشی کرنا بزرگون کی عادت چلی آئی ہی بالجملہ حفصہ پر عتاب نہین کیا کیونکہ حفصہ نے اپنی سمجھ کے موافق یہ خیال کیا کہ اپنی گوئیون سے کہنے کی ممانعت نہین ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم المومنین باہم اتحاد وہمرازی کا حال جانتے تھے فَلَمَّا نَبَّاَہَا بِہٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ ہٰذَا پھر جب نبی مکرم نے اس زوجہ کو اس امر سے آگاہ کیا تو کہا کہ آپ کو یہ کسنے بتلادیا ف یعنے جب پیغمبر مکرم نے موافق اعلام الٰہی کے اس زوجہ سے کہا کہ تو نے یہ بات کہدی ہی یعنے زوجہ کے ظاہر کرنے سے کم بتلائی اور پوری نہین بتلائی تو زوجہ نے کہا کہ آپکو کس نے یہ خبر دی شاید حفصہ نے سمجھا کہ اگر دی ہوتی تو پھر کل حال جسطرح مین نے کہا ہی آپپر ظاہر ہوتا حالانکہ آپ اس مین سے کچھ بیان فرماتے ہین تو یہ کسی آدمی نے خبر دی ہی اور شاید شبہہ یہ کیا کہ عائشہ نے کہدی ہو کیونکہ سوائے عائشہ کے کسی سے نہین کہی تھی قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ - نبی مکرم نے کہا کہ مجھے علیم خبیر نے آگاہی دی ہی

Marfat.com

ف اللہ تعالیٰ ہر خفیہ وبھید کو خوب جانتا ہی اور دلون کے حال سے خبردار ہی مترجم کہتا ہی کہ ان آیات کے نازل ہونے سے پہلے جو واقعہ ہوا ہی اسکو مومنین تو غور سے دیکھو کہ صورت واقعہ یون ظاہر ہوتی ہی کہ جب ایسا ہوا تو عائشہؓ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور آپ نے [illegible] حضرت ظاہر کی اور رونا دھونا شروع کیا تو غالبًا اُسوقت عائشہؓ کے سمجھانے سے کہا گیا کہ یا حضرت وہ (ماریہ) آپ پر حلال ہوئی ہی [illegible] ہوتی کہ کیونکر حرام ہوجاویگی پس آپنے تسکین کے لیئے قسم کھائی اسی سے بعض علمائے کہا کہ اول تحریم سے کچھ نہوتا تھا لیکن آپنے قسم کھائی کہ ماریہ سے قربت نکرونگا بعض علمائے نے کہا کہ نہین بلکہ وہی تحریم قسم ہی چنانچہ روایات مین تحریم کی تفسیر قسم ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ آیات مین کسی دوسری قسم کا ذکر نہین ہی سوائے تحریم کے پھر اگر قسم علیحدہ ہوتی تو آیات کا مطلب سمجھنے کے لیئے جب تک یہ جملہ باہر سے معلوم نہوتا تب تک سمجھ حاصل نہوتی اور یہ بعید ہی اور ازواج نے اسوقت نہین جانا کہ یہی تحریم کافی ہی چونکہ بھید ظاہر کرنے کی باوجود دونون نے غیرت وغم مین مظاہرت کی لہذا اللہ تعالیٰ نے اسکی مکافات مین وہ غم پھیر دیا جو جاتا رہا تھا یعنے نبی مکرم کو اس تحریم سے منع کیا اور کفارہ مفروضہ ادا کرنے اور قسم توڑنیکا حکم دیا اور ازواج پر عتاب کیا بقولہ تعالیٰ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا اگر تم دونون اللہ تعالےٰ کی طرف توبہ کرو تو بیشک تمھارے دل جھک گئے ہین ف اس کلام پاک مین لطف اور عتاب دونون جمع ہین لطف یہ ہی کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ازواج کو صریح مخاطب فرمایا اور یہ عظیم کرامت ہی اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مین کسی عورت سے مخاطبہ نہین فرمایا اور اگر حضرت موسیٰ کی والدہ کو اور حضرت مریم کو خطاب کیا گیا تو وہ ملائکہ سے خطاب کیا گیا ہی یعنے ملائکہ نے کہا اور یہان صریح اللہ تعالیٰ کا کلام ہی اور عتاب یہ ہی کہ تم دونون کے دل جھک گئے ہین اور کلام مین نہایت بلیغ طریقہ سے ارشاد ہی کہ یہ جھکنا ایسا خفیف ہی کہ توبہ کو واجب نہین کرتا لیکن پیغمبر کی بیبیون کی اتنی بات پر بھی توبہ واجب ہی کیون کہ معنے کلام کے صریح یہ ہین کہ اگر تم دونون توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف تو لائق ہی اسلیئے کہ تمھارے دل جھک گئے ہین ۔ھ جس شخص کو کلام کی لطافت سمجھنے کی لیاقت ہی وہ اس شرطیہ جملہ سے یہی معنے سمجھ لیگا جو مین نے بیان کئے کیونکہ واجب حکم مین یہان اسطرح ہوتا کہ تم دونون اللہ تعالےٰ سے توبہ کرو جیسے فرمایا توبوا الی اللہ جمیعا ایہا المؤمنون یعنے اے مومنین سب کے سب اللہ تعالےٰ سے توبہ کرو اور اس سے معلوم ہوا کہ بعض گمراہ فرقون نے جو اس آیت کو دونون زوجات کے حق مین مذمت خیال کیا ہی یہ اُنکی جہالت ہی بلکہ اس آیت سے ان دونون عورتون کو ایسی فضیلت حاصل ہوئی ہی جو بہت سے مردون کو حاصل نہین ہی صحیح مسلم مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ ابن عباس نے کہا کہ مین ایک سال تک انتظار مین رہا چاہتا تھا کہ امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھون مگر اُنکی ہیبت کی وجہ سے مین اُنسے پوچھ نہ سکا مترجم کہتا ہی کہ آیت ایسی ہی مع قولہ تعالیٰ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ اور اگر تم دونون زوجہ نبی مکرم پر مظاہرت کرو تو اللہ تعالےٰ خود اپنے نبی کا مولی ہی اور جبریل ہی اور مومنین صالحین ہین اور اسکے بعد ملائکہ اسکے ظہیر ہین ف ظہیر کے معنے پشت وپناہ ومعاون ومددگار اور تظاہر باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا اور یہان دونون ازواج مطہرہ کی جانب سے باہمی مظاہرت یہ تھی کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ معاملہ ذکر کیا اور دونون نے ملکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر زور ڈالا حتی کہ آپنے کمال خلق سے ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور اسیطرح نفقہ مین جن ازواج مطہرات متفق ہوگئی تھین تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی رشتہ دار عورتون کو سمجھایا پس ظاہر ہوا کہ آیت کے معنے یہ ہین کہ اگر تم دونون ملکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مظاہرت کرو تو کچھ نہوگا کیونکہ اللہ تعالےٰ وجبریل وصالح المومنین وملائکہ سب نبی مکرم کے ولی وناصر ہین [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت مذکورہ مین وارد ہوا یعنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہیبت کی وجہ سے ایک سال تک اس آیت کی تفتیش دریافت نہ کرسکے ابن عباسؓ کہتے ہین کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے واسطے نکلے تو مین بھی اُنکے ساتھ گیا جب حج سے مدینہ کی [illegible]

لوٹے تو ایک منزل مین راستہ مین آپ قضاے حاجت کے واسطے اراک کے جنگل کی طرف چلے اور مین ٹھہر گیا یہانتک کہ جب فارغ ہوئے تو مین لوٹے مین پانی لیئے ہوئے ساتھ تھا جب آئے تو مین نے اُنکے ہاتھون پر پانی ڈالا آپنے وضو کیا پھر چلے تو مین نے عرض کیا کہ ای امیر المومنین یہ دونون ازواج مطہرات کون تھین جنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تظاہر کیا تھا آپنے فرمایا کہ یہ حفصہ اور عائشہ ہین مین نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین واللہ مین ایک سال سے چاہتا تھا کہ آپ سے اسکو پوچھون مگر آپکی ہیبت کی وجہ سے دریافت نہ کر سکا آپنے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر جس چیز کو تو سمجھے کہ میرے پاس اُسکا علم ہو اسکو مجھسے پوچھ لیا کر اگر مجھے معلوم ہوگا تو مین تجھے آگاہ کرونگا دوسری روایت مین آیا ہی کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اُسکو پوچھا تو فرمایا کہ ای ابن عباس تیری شان سے عجب ہے **زہری** راوی نے کہا واللہ ابن عباس کا پوچھنا اُنکو ناگوار ہوا لیکن واللہ اُنھون نے چھپایا نہین اور فرمایا کہ یہ دونون عائشہ وحفصہ ہین ابن عباس رضؓ نے کہا کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ بیان کرنا شروع کیا اور کہا کہ مین حوالی مدینے مین انصار کے بنی فلان کے محلہ مین رہتا تھا اور مین نے اور میرے پڑوسی ایک انصاری نے یہ قرار دیا تھا کہ ہم دونون باری باری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا کرتے تھے پس ایک دن وہ آپکی خدمت مین آتا اور مین تجارت کے لیئے بازار جاتا اور ایک دن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آتا اور وہ تجارت کیلیئے جاتا اور جب مین اپنی باری کے دن رات کو جاتا تو آج کے دن جو کچھ وحی وغیرہ کی خبر ہوتی سب اپنے پڑوسی انصاری کو سناتا تھا اور وہ بھی اپنی باری کے دن اسیطرح کرتا تھا اور تو جان لے کہ ہملوگ گروہ قریش تھے ہمارا معمول یہ تھا کہ ہملوگ اپنی عورتون پر غالب رہتے تھے پھر جب ہملوگ مدینے آئے تو ہمنے انصار کا یہ معمول دیکھا کہ اُنکی عورتین اُنپر غالب ہین اور ہماری عورتون نے بھی اُنکی عورتون سے سیکھنا شروع کیا ایکروز مین نے اپنی زوجہ کو بلند آواز سے ڈانٹا تو اُسنے مجھسے جواب دہی کی مین نے اُسکو نہایت اچنبھے کی بات سمجھی کہ عورت مرد کو لوٹ کر جواب دے اُسنے مجھسے کہا کہ تم میرے جواب دینے سے کیون انکار کرتے ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج واللہ آپسے جوابدہی کرتی ہین بلکہ بعضی انمین سے روٹھکر آپکو اُسدن رات تک چھوڑ دیتی ہی یہ سُنکر مین روانہ ہوا یہانتک کہ حفصہ کے گھر پہونچا اور مین نے کہا کہ ای حفصہ کیا تم لوگون کا یہ دستور ہی کہ کوئی تم مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روٹھکر دن بھر رات تک خشمناکی کرتی ہی حفصہ نے مجھسے کہا کہ ہان ہم تو ایسا کرتے ہین مین نے اُس سے کہا کہ ارے اسمین خواری وخسارہ ہی کہ بھلا تو کہان سے بیخوف ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ غضب نہ فرماویگا خبردار تو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جوابدہی نہ کیجیو اور کبھی تو آپسے کوئی چیز نہ مانگیو اور جو کچھ تجھکو ضرورت ہوا کرے مجھسے مانگا کر اور تجھے یہ غرور نہو کہ تیری ساتھی کیان زیادہ خوبصورت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو زیادہ پیار کرتے ہین وہ تیری ساتھی ہی (ابن عباس نے کہا کہ آپکی مراد ام المومنین عائشہ رضؓ سے تھی) ابن عباس رضؓ نے کہا کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قصہ شروع کیا کہ ہملوگون مین اس زمانے مین یہ باتین ہوا کرتی تھین کہ بنی غسان کے لوگ اپنے گھوڑون کی نعلین بندھواتے ہین تاکہ ہملوگون سے لڑین (بنی غسان قبیلہ انصار کے جدّی بھائی تھے جو یمن سے جدا ہوکر سرحد شام پر اُترے اور آخر نصرانی ہوگئے انھین مین سے جبلہ بن ایہم الغسانی تھا اور شاید یہ قصد باشارہ ہرقل شاہ روم کے ہوگا) ایکروز میرا پڑوسی انصاری اپنی باری مین آیا تھا جب عشا کے وقت واپس گیا تو بہت زور سے میرا دروازہ بجایا مین گھبراکر نکل آیا اُسنے کہا آج ایک امر عظیم واقع ہوا ہی مین نے کہا کہ وہ کیا ہی کیا غسانی آگیا ہی اُسنے کہا کہ نہین بلکہ غسانی کی آمد سے بھی سخت اور ہولناک ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہی مین نے کہا کہ ہائے حفصہ خوار وخراب ہوئی مجھے پہلے سے اسکا گمان تھا پھر جب مین نے صبح کی نماز پڑھی اور اپنے کپڑے پہنکر مدینے مین آیا اور حفصہ کے یہان گیا وہ روتی تھی مین نے کہا کہ کیا تم عورتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دیدی حفصہ نے کہا کہ مین نہین جانتی ہون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مشربہ مین الگ ہوکر بیٹھے ہین مین وہان سے مشربہ کے نیچے آیا اور ایک غلام اسود سے کہا کہ عمر کے واسطے اجازت حاصل کر وہ گیا اور

Marfat.com

باہر آکر اُسنے کہا کہ مین نے تیرا نام ذکر کیا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُنکر خاموش رہے مین وہان سے چلکر مسجد مین آیا وہان [illegible]
منبر کے گرد جمع تھے اور یہی ذکر تھا کہ رسول اللہ صلعم نے ازواج کو طلاق دی بعضے روتے تھے بعضے خاموش تھے مین بھی بیٹھا اور [illegible]
[illegible] دل مین تھا وہ اُمنڈا پھر مین آیا اور مین نے غلام سے کہا کہ عمر کے لیئے اجازت طلب کر اُسنے نکلکر کہا کہ مین نے ذکر کیا تھا آپ خاموش
رہے پھر وہ مسجد کی طرف لوٹا ناگاہ میرے پیچھے وہ غلام مجھے پکارتا تھا کہ اے عمر تجھے اجازت دی گئی ہے پس مین منبر پر ایک لکڑی کے سہارے
سے چڑھکر داخل ہوا اور مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپنے جواب دیا مین نے دیکھا کہ آپ چٹائی پر لیٹے ہین اور آپکے
اور پر کوئی بچھونا نہین ہے اور چٹائی کے نشان آپکے پہلو مبارک مین اثر کیئے ہین پھر مین نے اُسی حالت مین کھڑے کھڑے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپنے
اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہے آپنے اپنی نظر مبارک اوپر اُٹھائی اور فرمایا کہ نہین مین نے کہا کہ اللہ اکبر (ایک روایت مین ہے کہ مین نے اجازت
مانگی کہ لوگون کو مطلع کردون کہ آپنے انکو طلاق نہین دی ہے آپنے اجازت دی تو مین نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر بلند آواز سے پکارا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتونکو طلاق نہین دی ہے) پھر مین نے کھڑے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور ملاحظہ فرماوین کہ ہملوگ قریش ایسی قوم
تھے کہ ہم عورتون پر غالب رہتے تھے جب ہم مدینے مین آئے تو ہمنے ایسی قوم پائی جنکی عورتین اُنپر غالب ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے تبسم فرمایا پھر مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ملاحظہ فرماوین کہ مین حفصہ کے پاس گیا اور مین نے اس سے کہا کہ اے مجھے تیری گیان سوت
مغرور نکرے کہ یہ تجھسے زیادہ خوبصورت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ تبسم فرمایا جب
مین نے دیکھا کہ آپنے تبسم فرمایا ہے تو مین بیٹھ گیا اور مین نے اپنی نظر اُٹھائی تو اس کوٹھری مین کچھ نہ دیکھا سوائے تین کھالون کے پس مین نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اللہ تعالے سے دعا فرمائین کہ آپ کی امت کو وسعت دے یہ فارس و روم ہین انکو وسعت دی گئی ہے
حالانکہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہین کرتے ہین یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے حالانکہ تکیہ لگائے تھے اور فرمایا کہ اَین ای
ابن الخطاب تو اس خیال مین ہے یہ لوگ ایسی قوم ہین کہ انکی طیبات انکو دنیا مین دیدی گئی ہین مین نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے لیئے استغفار فرمادیجیے
ابن عباس رض نے کہا کہ پھر امیر المومنین نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کی وجہ سے جسکو حفصہ نے اظہار کردیا تھا
یعنے عائشہ سے کہدیا تھا ان عورتون سے ایک مہینہ یعنی اونتیس ۲۹ رات جدائی اختیار کی اور کہا کہ مین ان عورتون کے پاس نہین جاؤنگا کیونکہ
آپ کو اُنپر غصہ آگیا تھا جبکہ اللہ تعالے نے آپکو عتاب فرمایا پھر جب اُنتیس ۲۹ راتین گزرین تو آپ پہلے عائشہ کے پاس گئے اور عائشہ نے کہا
کہ یا رسول اللہ آپنے قسم کھائی تھی کہ ہمارے یہان ایک مہینہ نہین آوینگے اور آج تو اُنتیس ۲۹ راتین گزری ہین مین ایک ایک رات گنتی رہی ہون آپنے
فرمایا کہ یہ مہینہ اُنتیس کا تھا حضرت عائشہ رض نے کہا کہ اللہ تعالے نے آیۃ التخییر نازل فرمائی یعنے قولہ تعالیٰ قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوٰۃ الدنیا الخ
چنانچہ اسکی تفسیر مین مفصیل گزر چکا ہے حضرت عائشہ رض نے کہا کہ اول آپنے مجھسے شروع کیا جب حکم الٰہی آیا اور آپنے مجھ سے فرمایا کہ مین تجھسے ایک
بات ذکر کرنیوالا ہون اور تجھے کچھ نقصان نہوگا اگر تو اپنی مان باپ سے اسمین مشورہ کرلے اور آپ بھی جانتے تھے کہ بھلا میرے مان باپ کب راضی ہوتے
کہ مین آپ سے جدا ہونا اختیار کرون پھر آپنے دو آیات پڑھین یا ایہا النبی قل لازواجک الآیہ تو مین نے عرض کیا کہ کیا اسی بات مین آپکے مان باپ سے
مشورہ کے لیئے ارشاد فرماتے ہین مین اسمین کسی سے مشورہ نہین لیتی بلکہ اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول و دار آخرت کو اختیار کرتی ہون ایک روایت مین ہے کہ
ام المومنین عائشہ رض نے کہا کہ مین نے آپ سے عرض کیا کہ آپ دیگر ازواج کو آگاہ نہ فرمائیے کہ مین نے آپکو اختیار کیا ہے آپنے فرمایا کہ اے عائشہ رض
اللہ تعالے نے مجھے تبلیغ کرنیوالا بھیجا ہے۔ ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمر رض نے بیان کیا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
ان عورتون کا معاملہ آپ پر گران نہو چنانچہ اگر آپنے اُن عورتونکو طلاق دیدی ہو تو بھی کچھ دشواری نہین ہے اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہے اور ملائکہ و جبریل و میکائیل
ہین اور مین اور ابوبکر و مومنین سب آپکے ساتھ ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جب کبھی مین نے کوئی بات کہی اور پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد [illegible]

یا رسول اللہ ... میں امید ہوتی کہ جو بات مین نے کہی ہو اللہ تعالیٰ اُسکو سچی فرماویگا چنانچہ یہان بھی مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے کہا تھا عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن الآیہ اور یہ بات کہی تھی کہ عورتون کے معاملہ مین آپ کی خاطر مبارک پر کچھ گرانی نہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو اور ملائکہ وجبریل ومیکائیل ومین اور ابوبکر وجمیع مومنین آپکے ساتھ ہین پس اللہ تعالیٰ نے مجھے سچا فرمایا اور نازل ہوا قولہ تعالیٰ وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاہ وجبریل وصالح المومنین الآیہ اور اللہ تعالےٰ نے یہ آیت بھی میری تصدیق مین نازل فرمائی عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمکو طلاق دین تو قریب ہو کہ انکا پروردگار تعالےٰ انکو بدل دے ایسی عورتین جو تم سے بہتر ہون ف یعنے صفت زوجیت مین بھی بہتر ہون اور دین کی راہ سے بھی بہتر ہون یعنے مُّسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ یہ اُن عورتون کی صفت ہو (مسلمات) سے مراد مخلصات ہین یعنے خلوص کے ساتھ اُنھون نے دین اسلام کا اقرار کیا ہو یہ خطیبؒ نے سعید بن جبیرؓ سے نقل کیا اور بعض نے کہا کہ اسلام کے معنے عاجزی کے ساتھ گردن جھکانا تو مسلمات کے معنے یہ کہ اللہ ورسول کے حکم کے واسطے عاجزی کے ساتھ گردن جھکانیوالیان اور بعض نے کہا کہ مسلمات یعنے اسلام کے فرائض ٹھیک ادا کرنے والیان مومنات یعنے توحید الٰہی کی تصدیق کرنے والیان اور بعض نے کہا کہ یعنی جس بات کا اُنکو حکم دیا گیا اور جس سے منع کی گئین سب کو دل سے سچ ماننے والیان بعض نے کہا کہ مسلمات سے یہ مراد کہ ظاہر مین اسلام کا اقرار کرنے والیان اور مومنات سے یہ مراد کہ دل سے اخلاص ویقین رکھنے والیان اور بعض نے کہا کہ مومنات یعنے اللہ تعالےٰ وملائکہ وکتابون ورسولون وتقدیر خیر وشر کو دل سے سچ ماننے والیان (قانتات) یعنے اطاعت کرنیوالیان اور قنوت کے معنی طاعت وبندگی کرنا ہین اور بعض نے کہا کہ دعا کرنیوالیان اور بعض نے کہا کہ رات مین نماز پڑھنے والیان اور آیت مین ہو کہ قوموا للہ قانتین۔ اور اسکی تفسیر سورۂ بقر مین گزر چکی ہو اور حدیث مین ہو کہ افضل الصلوٰۃ طول قنوت ہو بعض علماءؒ نے کہا یعنے قیام طویل ہو اور بعض نے کہا کہ سجدہ طویل ہو (تائبات) یعنے بہت توبہ کرنیوالیان اور اس سے غرض یہ کہ دن رات مین جو ساعتین آدمی کے کھانے پینے اور حوائج غیرہ ضروریات مین رائگان ہوتی ہین اُنکے ضائع ہونے سے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرنیوالیان اور ظاہر ہو کہ جو عورت اپنے ان اوقات کے رائگان ہونے سے توبہ کرے وہ ہر ایک خطا سے دور بھاگنے والی ہوگی اور اتفاقاً اگر کوئی نافرمانی واقع بھی ہو جیسے بھولی چوکی ہو جاتی ہو تو اُس سے بدرجۂ اولیٰ توبہ کرنیوالی ہوگی (عابدات) حسن بصری وسعید بن جبیر نے کہا کہ بہت عبادت کرنیوالیان اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ قرآن مجید مین جہان عبادت ہو اُس سے اللہ تعالےٰ کی توحید مراد ہو مترجم کہتا ہو کہ مثلاً اللہ تعالےٰ نے فرمایا یٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ یعنے اے مشرک لوگو اپنے رب کی عبادت کرو۔ یہان عبادت سے نماز روزہ مراد نہین ہو اسلیئے کہ یہود ونصاریٰ مثلاً اپنے زعم مین ایسا کرتے ہین حالانکہ وہ کچھ بھی مقبول نہین ہو سکتا جب تک اللہ تعالےٰ کی توحید نہو مترجم کہتا ہو کہ یہ فقہ وفہم دقیق ولطیف ہو (سائحات) ابوہریرہ وعائشہ وابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ روزہ رکھنے والیان اور یہی عکرمہ ومجاہد وسعید بن جبیر وعطا ومحمد بن کعب القرظی وابو عبدالرحمن السلمی وابو مالک وابراہیم النخعی وحسن بصری وقتادہ وضحاک وربیع بن انس وسدی وغیرہم تابعین رحمہم اللہ تعالےٰ کا قول ہو اور سورۂ براءۃ کی تفسیر قولہ تعالیٰ السائحون کی تفسیر مین بیان ہو چکا کہ اس امت کی سیاحت یہ نہین ہو کہ ملکون ملکون سفر کرے بلکہ اس امت کی سیاحت یہ کہ سفر کرے اور زید بن اسلم وعبدالرحمن بن زید نے یہان سائحات کی تفسیر مین فرمایا کہ مہاجرات یعنے ہجرت کرنیوالیان مراد ہین لیکن قول اول بہتر ہو (ابن کثیر) ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا خواہ یہ عورتین ثیبہ ہون یا باکرہ ہون ف یعنے اللہ تعالیٰ آپکے واسطے اس صفت کی عورتین بدل دے خواہ وہ ثیبہ ہون یا باکرہ ہون دونون کے یہی صفات ہون اگر کہا جاوے کہ یہان ثیبہ عورتون کو تعریف کے مقام مین ذکر فرمایا گیا حالانکہ ثیبہ عورت سے مرد کی رغبت کم ہوتی ہو جواب یہ کہ بعضی ثیبہ عورتین باکرات سے بہتر ہوتی ہین خصوصاً جبکہ صلاحیت وعقل وجمال مین اچھی ہون یعنے جیسے حضرت ام المومنین

خدیجہ رضی اللہ عنہا کی صفت تھی اور واضح ہو کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانۂ سابق کی صالحات کو اللہ تعالیٰ [illegible] کی زوجیت آخرت مین عطا کیا تو آیت مین بعض نے انھین عورتون سے تفسیر لکھی ہی اور اشارے کی تقریر یہ ہی کہ اطلاق [illegible] دہا ہی وفات سے ضرور واقع ہوتا ہی تو معنے یہ ہوے کہ جب آپ یہان سے جدا ہونگے تو قریب ہی کہ وہان آپکے واسطے [illegible]

شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ طبرانی رح نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیہ [illegible] مین وعدہ دیا کہ تیبہ و باکرہ آپکی زوجیت مین عطا فرماویگا پس ثیبہ تو فرعون کی زوجہ آسیہ رضی اللہ عنہا ہی اور باکرہ مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا اور ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک مرتبہ جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اتنے مین ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اس طرف سے گذرین تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالےٰ اسکو سلام فرماتا ہی اور اسکو جنت مین ایک محل کی بشارت دیتا ہی جو مجوف موتی کا ہوگا جہان لغب نہین اور دکھ نہین اور غوغا نہین ہی یہ محل مریم بنت عمران کے محل اور آسیہ بنت مزاحم کے محل کے درمیان ہی اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس اسوقت تشریف لائے جب وہ حالت موت مین تھین (تو آپنے تسکین و بشارت فرمائی) اور فرمایا کہ ای خدیجہ جب اپنی سوتون سے ملیو تو میری طرف سے انکو سلام کہیو تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا مجھسے پہلے آپنے کسی سے نکاح کیا ہی آپنے فرمایا کہ نہین ولیکن اللہ تعالےٰ نے مریم بنت عمران کو اور آسیہ بنت مزاحم کو اور کلثم کو جو موسیٰ کی بہن ہی میرے نکاح مین دیدیا ہی **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ اس روایت کی اسناد بھی ضعیف ہی اور **حافظ ابو یعلی** نے کہا کہ حدثنا ابراہیم بن عرعرۃ حدثنا عبد النور بن عبد اللہ حدثنا یونس بن یثیب عن ابی امامۃ قال الخ یعنے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ کیا تجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے جنت مین میرے ساتھ مریم بنت عمران و کلثم خواہر موسےٰ اور آسیہ زوجۂ فرعون کا نکاح کر دیا ہی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو **ابن کثیر** رح نے کہا کہ اسکی اسناد بھی ضعیف ہی اور یہ حدیث مرسل بھی روایت کی گئی ہی **تنبیہ** جاننا چاہیئے کہ اسوقت تک جو کچھ تفسیر بیان ہوئی وہ اس بنیاد پر تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ کے بارہ مین ام المومنین حفصہ سے کچھ ذکر کیا اور اسکو مخفی رکھنے کا حکم دیا اور ماریہ کو حرام کر لیا پھر حفصہ نے فقط ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسکو بیان کر دیا تو یہ آیات نازل ہوئین اور **خطیب** وغیرہ نے لکھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی سے آگاہی ہوئی تو آپکو غصہ آیا حتی کہ آپنے حفصہ کو ایک طلاق دی اگرچہ پھر حکم الٰہی سے رجوع کر لیا چنانچہ تفسیر سورۂ طلاق مین بیان ہو چکا ہی اور یہان اسباب نزول دیگر بھی بیان ہوے ہین چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہی کہ **ہیثم ابن حبیب** نے اپنی مسند مین کہا کہ حدثنا ابو قلابۃ عبد الملک بن محمد الرقاشی حدثنا مسلم بن ابراہیم حدثنا جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر عن عمر الخ یعنے ابن عمر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے فرمایا تھا کہ تو کسیکو خبر نہ کیجیو اور ابراہیم کی والدہ (ماریہ قبطیہ) مجھپر حرام ہی پس حفصہ نے عرض کیا کہ کیا آپ ایسی چیز کو حرام فرماتے ہین جو اللہ تعالےٰ نے آپکو حلال فرمائی ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فو اللہ لا اقربہا پس قسم اللہ کی مین اس سے قربت نہین کرونگا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آپنے اس سے قربت نہین کی یہانتک کہ حفصہ نے عائشہ کو آگاہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم یہ اسناد صحیح ہی اور صحاح ستہ والون مین سے کسی نے اسکو روایت نہین کیا ہی **حافظ ضیاء مقدسی** نے کتاب المستخرج مین اسکو اختیار کیا اور ابن جریر رح نے ائمہ صحاح کے شیخ یعنے یعقوب بن ابراہیم الدورقی کی اسناد سے بطریق سعید بن جبیر عن ابن عباس روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حرام کر لینے مین قسم ہو جاتی ہی اسکا کفارہ دینا چاہیئے اور کہا کہ تم لوگون کے واسطے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع مین طریقہ حسنہ ہی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جاریہ کو اپنے اوپر حرام کیا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا یا یہا النبی لم تحرم - تا قولہ تعالےٰ تحلۃ ایمانکم پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ دیا تو اللہ تعالیٰ

اور یہ اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے بھی روایت کیا اور نسائی نے روایت کی کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی سے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو فرمایا کہ تو جھوٹا ہے وہ تجھ پر حرام نہیں ہے پھر یہی آیت پڑھی یا ایہا النبی لم تحرم الآیہ اور تیرے واسطے سخت تر کفارہ ایک بردہ کی آزادی ہے اور طبرانی رح نے بطریق مجاہد رح عن ابن عباس بھی اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی کو حرام کر لیا تھا **شیخ ابن کثیر** رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ جس کسی نے اپنی باندی یا زوجہ یا کوئی کھانا پینا یا کوئی کپڑا وغیرہ ایسی چیزوں سے جو مباح ہیں اپنے اوپر حرام کر لی تو بعض فقہاء نے کہا کہ اسپر کفارہ واجب ہوگا اور انکے واسطے یہی دلیل ہے جو بیان ہوئی اور یہی امام احمد و ایک جماعت کا مذہب ہے اور شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ سوائے باندی اور زوجہ کے کسی چیز میں کفارہ واجب نہیں ہے اور باندی اور زوجہ میں بھی اگر ان دونوں کی ذات اپنے اوپر حرام کرلے یا مطلقاً کہے کہ تم دونوں حرام ہو تو کفارہ واجب ہے اور اگر اسنے حرام کر لینے سے زوجہ کے حق میں طلاق کی نیت کی اور باندی کے حق میں آزاد کرنیکی نیت کی تو دونوں نیتیں نافذ ہو جائینگی یہ تفسیر اس بنیاد پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ رضی اللہ عنہا کو حرام کر لیا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھید عائشہ رض سے ظاہر کیا اور یہاں دوسرا قول یہ ہے جو ابن ابی حاتم نے بطریق عکرمہ عن ابن عباس روایت کیا کہ آیہ یا ایہا النبی لم تحرم الآیہ درباره ایسی عورت کے نازل ہوئی جسنے اپنی جان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہبہ کیا تھا (رواہ ابن ابی حاتم) **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ یہ قول غریب ہے یعنے اسی روایت سے ظاہر ہوتا ہے اور یہاں تیسرا قول بھی ہے کہ اس آیہ قدسی کا نزول شہد حرام کرنے کے بارہ میں ہوا تھا اور یہی قول صحیح ہے چنانچہ امام بخاری رح نے اس آیت کی تفسیر میں ائمہ حفاظ ثقات علماء سے مسند کیا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ زینب بنت جحش کے یہاں جاتے اور شہد نوش فرماتے تھے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرتے تھے پس میں نے اور حفصہ نے آپس میں یہ قرار داد کر لی کہ ہم دونوں میں سے جسکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاویں وہ کہے کہ کیا آپنے مغافیر کھائے ہیں کہ ہمکو آپکے دہن مبارک سے مغافیر کی بو معلوم ہوتی ہے چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو حفصہ نے یہی کہا آپنے کہا کہ میں نے مغافیر نہیں کھایا ولیکن میں زینب کے یہاں شہد کھاتا تھا لیکن اب نہیں کھاؤنگا تب یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا النبی لم تحرم سے قولہ ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما۔ یہ عائشہ و حفصہ کو خطاب ہے قولہ اذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثاً یعنے یہ فرمایا کہ میں نے شہد پیا ہے اور اب ایسا نہیں کرونگا اور میں نے قسم کھالی اب تو اسکو کسی سے نہ کہیو اس حدیث کو بخاری رح نے تفسیر اور کتاب قسم وغیرہ میں متعدد طرق سے روایت کیا ہے چنانچہ کتاب الطلاق میں اس سے زیادہ توضیح کے ساتھ دوسری سند سے روایت کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیرینی اور شہد کو پسند فرماتے تھے اور جب عصر کی نماز سے سلام پھیرتے تو اپنی ازواج میں سے جسکے یہاں چاہتے تشریف لیجاتے تھے اور باقی قصہ ذکر کیا اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ناگوار ہوتا تھا کہ آپکے دہن مبارک سے سوائے ذاتی خوشبو کے کسی چیز کی کوئی بو پائی جائے **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ اسلیے جہ سے غیرت کر کے بعض ازواج نے یہ حیلہ نکالا کہ آپنے مغافیر کھایا ہے کیونکہ مغافیر گوند کے مشابہ ہوتا ہے اور اسمیں ایک طرح کی ہیک آتی ہے اور بعض روایت میں ہے کہ جب آپنے یہ فرمایا کہ میں نے شہد کھایا ہے تو کہا گیا کہ شاید شہد کی مکھی نے درخت عرفط سے شہد لیا ہوگا پھر **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ بعض روایت میں آیا ہے کہ آپ زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد کھاتے تھے تو حفصہ اور عائشہ کو غیرت آئی جیسے سوتنوں میں ہوا کرتی ہے اور بعض روایات میں ہے کہ آپنے حفصہ کے یہاں شہد کھایا تھا اور عائشہ کو غیرت آئی انھوں نے حضرت سودہ وغیرہ سے خفیہ اتفاق کیا اور شاید دونوں طرح واقع ہوا ہو واللہ اعلم ولیکن دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر فقط عائشہ اور حفصہ سے واقع ہوا تھا پھر وہ حدیث ذکر فرمائی جو ابن عباس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رض نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار کی یعنے غصہ ہو کر مشربہ میں بیٹھ رہے تو میں مسجد میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ لوگ کنکریوں سے

زمین مین نشان کرتے ہین یعنی جیسے نہایت تفکر کی حالت مین آدمی کیا کرتا ہی اور یہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
اردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے یہ واقعہ ہوا تھا تو مین نے کہا کہ اس معاملہ کی حقیقت آج مین ضرور معلوم کرونگا پھر تمام [illegible]
روایات مین ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حفصہ و عائشہ کے یہان جاکر نصیحت کرنیکے بعد ام سلمہ رضی اللہ عنہا [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خشمناک کرتی ہو اور خدا کے غضب سے نہین ڈرتی ہو تو ام سلمہ نے کہا کہ ای عمر تعجب ہو کہ تجھے ہر معاملہ [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی ازواج کے درمیان بھی مداخلت کرنیلگے حضرت عمرؓ کہتے ہین کہ مین شرمندہ ہوا اور وہان سے چلا آیا [illegible]
لکھا کہ اس روایت مین آیا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے مشربہ کی چوکھٹ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح کو دیکھکر آواز دی (الاخاذ؟)
کہ میرے واسطے اجازت حاصل کر پھر آیندہ قصہ ذکر کیا اور صحاح کی روایت مین ہی کہ جب تیسری بار عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی گئی تو عمر رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ مین مشربہ مین داخل ہوا اور مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ ایک چٹائی پر چھال کا تکیہ لگائے لیٹے تھے مین نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپنے اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہی تو میری طرف سر اٹھاکر فرمایا کہ نہین پس مین نے کہا کہ اللہ اکبر پھر مین نے بطریق عرض
کرنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ آپ ملاحظہ فرماوین کہ ہملوگ گروہ قریش ایسی قوم تھے کہ ہم عورتون پر غالب رہتے تھے جب ہم مدینہ آئے تو ہمنے ایسی قوم کو
پایا کہ انکی عورتین غالب ہین تو ہماری عورتون نے انکی عورتون سے سیکھنا شروع کیا چنانچہ مین اپنی عورت پر ایک روز غصہ ہوا وہ مجھسے جوابدہی
کرنیلگی مین نے اسکی جوابدہی سے انکار کیا (ایک روایت مین ہی کہ یا حضرت آپ ملاحظہ فرماوین کہ مین نے اٹھکر اسکی گردن مروڑ دی تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے) میری عورت نے مجھسے کہا کہ تم میری جوابدہی سے کیون انکار کرتے ہو واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیان آپسے جوابدہی
کرتی ہین اور بعضی تمام دن رات تک روٹھ بیٹھتی ہین مین نے کہا انمین سے جسنے ایسا کیا وہ خوار و خراب ہوئی وہ کہان سے بیخوف ہو گئی ہی کہ رسول اللہ کے
غصہ کی وجہ سے اللہ تعالے اسپر غضب فرماوے تب تو وہ برباد ہو جائیگی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا پھر مین نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ مین حفصہ کے یہان گیا مین نے اُس سے کہا کہ تجھے تیری گنڈیان سوت مغرور نکرے کیونکہ وہ تجھسے زیادہ خوبصورت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہی پھر دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین حضور کا دل بہلانے بیٹھوں آپنے فرمایا کہ
ہان پس مین بیٹھ گیا اور مین نے کوٹھری مین نظر ڈالی تو واللہ مین نے کوئی چیز نہ پائی سوائے تین چمڑون کے۔ ھ۔ صحیح مسلم کی ایک روایت مین
ہی کہ پھر مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور پر ان عورتون کے معاملے مین کچھ گرانی نہو چاہیئے اور اگر آپ انکو طلاق دیدین تو اللہ تعالے
آپکے ساتھ ہی اور اسکے ملائکہ و جبرئیل و میکائیل اور مین اور ابوبکر و مومنین آپکے ساتھ ہین الخ۔ ھ۔ پھر مین نے عرض کیا کہ حضور مجھے آگاہ فرماوین
کہ کیا آپنے اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہی آپنے فرمایا کہ نہین تو مین نے (لوگونکا حال بیان کیا کہ وہ باہم گفتگو کرتے ہین) اجازت چاہی کہ لوگون کو
آگاہ کرون کہ یہ غلط خیال ہی آپنے اجازت دی تو مین نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکار دیا کہ رسول اللہ نے اپنی ازواج
کو طلاق نہین دی ہی اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اذا جاءہم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول الآیہ یعنے ضعفا و مسلمین کی یہ حالت ہی کہ
جب انکو امن یا خوف کی کوئی خبر پہونچتی ہی تو اُسکو شائع کر دیتے ہین اور اگر وہ اس خبر کو لاتے رسول کے پاس یا انمین سے اولوالامر کے پاس
(اولوالامر مانند ابوبکر و عمر وغیرہ) تو انمین سے استنباط کرنیوالے اسکو جانتے ہین ۱۲ پس مین اس خبر مین پہلا استنباط کرنے والا تھا الخ

ابن کثیر رح کی تفسیر مین ہی کہ جماعت تابعین نے اولوالامر و صلح المومنین مین ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کو بیان کیا ہی **ابن کثیر** رح کہتا ہی کہ اسمین
مین روافض و خوارج کے رد کرنے تو تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے مثال مین انھین چارون خلفاے رضی اللہ عنہم کو صریح بیان فرمایا **ابن کثیر**
نے لکھا کہ بخاری نے کہا کہ حدثنا عمرو بن عون الخ یعنے باسناد عالی صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج آپ پر غیرت کرنے مین جمع ہوئین تو مین نے انسے کہا عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن الخ پس یہ آیت

Marfat.com

نازل ہوئی (صحیح البخاری) یعنے حضرت عمرؓ کی زبان سے موافق ہی **مترجم** کہتا ہی کہ اس فضیلت کی قدر وہ جانتا ہی جو عارف مومن توحید ہی کیونکہ قرآن مجید اللہ تعالے کا کلام ازلی ہی وہ ہمیشہ سے موجود تھا اگرچہ وقتاً فوقتاً اللہ تعالے نے نازل فرمایا تو ظاہر ہی کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے عمرؓ کے قلب کو صاف بنایا کہ آیت نازل ہونے سے پہلے اس آیت کا عکس اُنکے قلب پر آگیا **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا کہ فقط اسی آیت مین یہ معاملہ نہین ہوا بلکہ حضرت عمرؓ کے موافقات بہت ہین جنکا بیان سورۂ بقر وغیرہ مین گزر چکا ہی ازانجملہ حضرت عمرؓ نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ بھلا ہم لوگ اپنے جد اعلے حضرت ابراہیم کے مقام کو مصلی بنا دین تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی الآیہ ازانجملہ بدر مین جو کافر قید ہوئے تھے انکے حق مین حضرت عمرؓ نے رائے دی کہ انکو قتل کیجیے یہ لوگ کفر کے سردار ہین اور اللہ تعالی نے اسکی موافق ازلی حکم رکھا تھا اگرچہ وہ عالم الغیب ہے اُسنے مشیت مین فدیہ مقدر کیا تھا ازانجملہ پردہ کے بارے مین ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آخر حجاب کا حکم نازل ہوا ازانجملہ خمر حرام ہونے مین پہلے سے دعا کرتے تھے تو اللہ تعالے نے حرام فرمائی ازانجملہ موافقات دیگر ہین **ابن کثیر** رح نے لکھا کہ ابن ابی حاتم نے اپنے باپ ابو حاتم کی اسناد سے روایت کیا کہ حدثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری عن حمید عن انسؓ کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے ازواج کے درمیان کچھ بات ہوئی تو مین نے جاکر اُنسے کہا کہ ای ازواج نبی تم اس حرکت سے باز رہو یا اللہ تعالے اپنے پیغمبر کے واسطے تم سے بہتر ازواج بدل دیگا یعنے آیت کے مطابق سب نصیحت بیان کی حتی کہ امہات المومنین مین سے آخر ایک نے مجھسے پوچھا کہ ای عمر کیا رسول اللہ صلی اللہ خود اپنی ازواج کو نصیحت نہین کرسکتے ہین جو تم نصیحت کرنے آئے ہو یہ سنکر مین خاموش ہوگیا پھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی عسی ربہ ان طلقکن الآیہ **شیخ ابن کثیر** رح نے لکھا کہ امہات المومنین مین سے جسنے حضرت عمر کو جواب دیا تھا وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھین چنانچہ بخاری کی روایت مین مصرح واقع ہوا ہی اور **طبرانی** نے کہا کہ حدثنا ابراہیم بن نائلۃ الاصبہانی حدثنا اسمعیل البجلی حدثنا ابو عوانۃ عن ابی سنان عن الضحاک عن ابن عباسؓ الخ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ کے حجرے مین تھے اور حفصہ داخل ہوئین تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی باندی ماریہ قبطیہ سے تقرب فرماتے ہین (حفصہ نے غیرت سے رونا شروع کیا) آپنے حفصہ سے فرمایا کہ تو عائشہ سے نہ کہیو مین تجھے بشارت دون کہ بعد میرے ابو بکر کے تیرا باپ خلیفہ ہوگا حفصہ نے جاکر عائشہ رضؓ سے ذکر کیا عائشہ رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپکو یہ کسنے بتلایا آپنے فرمایا کہ مجھے علیم خبیر نے آگاہ کیا عائشہ نے کہا کہ مین آپسے نہین بولونگی جب تک آپ اُس لونڈی کو جدا نکرین آپنے اُسکو حرام کرلیا تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا کہ یا ایہا النبی لما تحرم ما احل اللہ لک الآیہ **ابن کثیر** رح نے کہا اسکی اسناد مین نظر ہی **مترجم** کہتا ہی کہ شاید نظر کی وجہ یہ ہی کہ ضحاک نے خود ابن عباس سے تفسیر نہین سُنی لیکن علمائے نے کہا کہ ضحاک کی روایت ابن عباس سے بعض کے نزدیک متصل ہی اور اگر منقطع ہو تو بھی بطریق عکرمہ وغیرہ موصول و معتمد ہی واللہ تعالی اعلم لیکن روایت مین بعض وجوہ سے یہ نظر آتا ہی کہ راوی کی یاد مین غلط ہوا ہی چنانچہ اصل واقعہ اوپر مذکور ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زاویہ سے بھید چھپانے کو کہا تھا جب اُسنے ظاہر کیا تو آپنے اُس سے فرمایا کہ تو نے ایسا کیا ہی لیکن سب اظہار نکیا بلکہ بعض کا اشارہ فرمایا تو اُسنے پوچھا کہ آپسے کس نے یہ اطلاع دی کیونکہ اُسنے سوائے عائشہ کے کسی سے نہین کہا تھا اور اس روایت مین ہی کہ عائشہ رضؓ نے آپسے بشارت خلافت کو پوچھا علاوہ ازین صحیح روایات کثیرہ سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً اکابر اولین قطعاً امر خلافت کو دنیا کے واسطے ہرگز نہین چاہتے تھے حتی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ بعد بیعت کے فرماتے تھے کہ بیعت اقالہ کرلو اور جس صحابی نے اسکی خواہش کی اُسنے صرف اسلیئے کہ یہ خلافت دنیوی ہو تو اسکا ثواب آخرت عظیم ہی بشرطیکہ طریقہ کنوت پر صبر و ثبات کے ساتھ ہو اور متواتر معلوم ہی کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے نہایت زہد و تقوی کے ساتھ بسر کی خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چنانچہ صحیح روایت ہی کہ ایک روز دوپہر کو سخت دھوپ و گرمی کیحالت مین حضرت علی رضی اللہ نے اپنے مکان کے غرفے مین سے دیکھا کہ ایک شخص جنگل کی طرف سے ایک اونٹ کی مہار تھامے مکمل کے لباس

Marfat.com

ین چلا آتا ہی جب قریب ہوا تو آپ نے پہچانا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ہین جب بہت قریب آگئے تو آپنے عرض کیا کہ
یا کیا حالت ہی آپنے بیان کیا کہ بیت المال سے یہ اونٹ گم ہوگیا تھا بضرورت مین نے تلاش کرکے فلان مقام پر اسکو پایا اور چونکہ
ھا تھا تھی کرکے اسپر سوار ہوئے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے حضرت اس قدر پریشانی کی ضرورت نہ تھی آپنے جواب دیا کہ نہین
اسے بہ کی قدرت نہین ہی اور یہ تکلیف چند روزہ ہی حضرت علی رضؓ نے کہا کہ امیر المومنین آپنے امر خلافت کو سخت کردیا یہ سنکر سر اٹھایا اور کہا کہ ا
بوالحسن تم ایسا کہتے ہو۔ھ۔ بعض روایت مین ہی کہ حضرت علی رضؓ کی مراد یہ تھی کہ آپکا طریقہ خلافت دیکھکر کسی کی ہمت نہوگی کہ اس امر عظیم کو بدولت
کرے دیکھو یہی زہد و تقوی کے اعمال عظیمہ تھے کہ جب عمر رضؓ کا جنازہ رکھا گیا تو حضرت علی نے روتے ہوئے نہایت پرجوش الفاظ مین ثنا و صفت
بیان کی اور تمنا کی کہ کاش تمھارے اعمال کے مثل اعمال مجھے حاصل ہوتے کہ اُنکے ساتھ مین اپنے رب عزوجل سے ملاقات کرتا اور حضرت
امیر المومنین علی رضؓ کی یہ عمدہ تعریف و ثنا و دعا اس مجمع عام مین تھی کہ متواتر معروف و مشہور ہوگئی اور اسیطرح اس سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کے جنازہ پر بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پرجوش ثنا و صفت مع زائد اوصاف کے بیان کی تھی جسکا ذکر انشاء اللہ تعالے اپنے موقع پر
آویگا اور یہان اگر مین سب روایات اُنکے زہد و تقوی کی بابت نقل کرون تو دفتر طویل ہوجاوے اور اس سے بڑھکر قوی حجت یہ کافی ہی کہ انکا زہد
و تقوی متواتر متوارث ہی پھر حضرت حفصہ کو اُنکے باپ کی خلافت سے کیا بشارت ہوگی کیونکہ سلاطین مروانیہ و عباسیہ کے نامون پر
جو لفظ خلافت استعمال کیا جاتا تھا یہ خلافت البتہ بمعنے سلطنت تھی اور اسمین عیش و عشرت کی خوشی ہوتی حالانکہ حفصہ وغیرہ امہات المومنین
نے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل زہد اختیار کیا حتی کہ اپنے بالون کو بھی کتر ڈالا تھا اگر کوئی کہے کہ کیا شیخین رضی اللہ عنہما کی خلافت
کے بارہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین فرمایا (جواب) یہ کہ ضرور فرمایا ہی انشاء اللہ تعالی صحیح روایات موجود ہین لیکن امین
صرف خاص طور پر بعضے لوگون کو اسواسطے آگاہ کیا گیا کہ دین حق کی استقامت کے لیئے جو فیض صدیقیت درکار ہی وہ نبوت کے بعد ضرور ہی
اور صدیق فقط ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب دیا گیا تھا تو بعد نبوت کے خلافت نبوت کے لیئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہونا ضرور تھا پھر
شہید کا مرتبہ آویگا تو تنبیہ فرمائی تاکہ کوئی مخالفت نکرے چونکہ آپکو معلوم تھا کہ اس دین کو اللہ تعالی سب پر غالب فرماویگا اور شام
اس امت کا مستقر سلطنت ہوگا اور فارس و مصر وغیرہ دور تک اس امت کا ملک ہوگا تو ضرور ہوا کہ اب بھی بحکم الٰہی اسیطرح واقع ہو لہذا عام
اعلان کی کچھ ضرورت نہ تھی لیکن اسلام دین کے غالب ہوجانیکے بعد البتہ فتنہ و فساد کا وقت شروع ہوگا تو اسکو عام اعلان سے بتلایا کہ
اسوقت لوگون کے اعتقادات مین خلل نہو بلکہ اسکو امر مقدر جان لین کیا نہین دیکھتے ہو کہ صحیح مسلم کی حدیث مین صریح ہی کہ بعض جماعت نے
آپ سے پوچھا کہ آپکے بعد کس شخص کی خلافت پر ہم بیعت کرین آپنے انھین خلفاء کے نام مع اوصاف بیان فرمائے جسکا خلاصہ یہ کہ اگر ابوبکر
کو خلیفہ بناؤگے تو امر الٰہی پر قائم مستقیم پاؤگے اسیطرح عمرؓ اور اسیطرح عثمان اور اسیطرح علی رضؓ کو ثنا و صفت سے بیان کیا لیکن حضرت علی رضؓ کے
بعد فرمایا کہ مین تمکو ایسا کرنے والا نہین دیکھتا ہون۔ھ۔ یعنے ایسا ہونا مقدر نہین ہی پس آپنے ان سب کو خلافت کے لائق ظاہر فرمایا اور یہ اشارہ
کیا کہ امر مقدر بھی معلوم ہی کہ حضرت علی مقدم نہون اور اب ہم لوگونکو یہ بھید صاف معلوم ہوگیا کہ آپکے ساتھ تو اسقدر فتنہ واقع ہوئے اگر خدانخواستہ
یہ ابتدا مین ہوتے تو دین اسلام کی فتوحات نہوتین اور جس شخص کے دیندار قلب نے نور ایمان سے دیکھا اُسنے یہ معاملہ بالکل روشن دیکھ لیا اور اللہ تعالے
ہمکو گمراہی و تاریکی ضلالت سے دنیا و آخرت مین محفوظ فرماوے **تنبیہ** اول یہ کہ اگر کہا جاوے کہ قولہ تعالی عسی ربہ ان طلقکن الآیۃ
مین عسی کے کیا معنی ہین کیونکہ علماے تفسیر نے کہا کہ اللہ تعالی کے کلام پاک مین (عسی) بمعنی وجوب ہے جواب یہ کہ یہ حکم جہان وقوع مقصود ہو
اور یہان حرف لا نامنظور ہی اور یہ ظاہر ہی دوم یہ کہ آیت مین وعدہ ہی کہ اگر آپ ازواج کو طلاق دین تو اللہ تعالے اُنسے بہتر بدل دے تو کیا آپنے امہات المومنین
حفصہ کو طلاق دی (جواب) بعض نے کہا کہ طلاق نہین دی بلکہ قصد کیا تھا تو اللہ تعالے نے حکم بھیجا کہ یہ ارادہ پھیر دو کیونکہ آپ

Marfat.com

مین صاحب خلت اور آپ کی زوجہ ہی اور وہ بہت روزہ دار اور شب بیدار ہی بعض نے کہا کہ نہین بلکہ طلاق دی لیکن رجوع کرنیکا حکم آگیا تو بدلنے کی شرط نہین ہی اور بعض نے کہا کہ اس آیت کے بعد آپ نے یہ طلاق نہین دی تھی بلکہ یہ پہلے ہوچکا تھا سوم ازواج مطہرات آخرت مین آپکی زوجات ہین اور یہ جمیع مسلمانون کا قول ہی اور دنیا مین کوئی شخص ان عورتون سے نکاح نہین کرسکتا تھا پھر سوال یہ اگر انکو طلاق دی جاتی تو ضرور انسے بہتر بدلی جاتین تو انسے بہتر موجود ہونگین اور قطعًا معلوم ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ نے سب سے بہتر بیبیان انتخاب فرمائین جیسے اصحاب سب سے بہتر انتخاب فرمائے (جواب) ظاہری سمجھ کے لائق جواب یہ کہ بہتری اس دنیادی معاملے کی راہ سے ہی جسمین ازواج نے مناقشہ کیا تھا تو دین مین بہتری ضرور نہین ہی امد مسلمات مومنات الخ یہ سب صفات البتہ موجود ہوتے جیسے مثلاً صحابہؓ مین ایمانی اوصاف تھے پھر بعض سے بعض افضل تھے اور یہی کیفیت خود انبیا علیہم السلام مین موجود ہی جواب معرفت یہ کہ جواب اول کے ساتھ یہ بھید معلوم ہی کہ حکم مذکور دنیا و آخرت مین عام ہی جیسا کہ خطیبؒ نے لکھا ہی تو امر مقدر یہ تھا کہ آپ سب ازواج سے پہلے آخرت کا قصد فرماوین اور دنیا مین بہتر سے بہتر آپکے واسطے حاصل ہین پس انکے ساتھ مین یہ ازواج ملکر سب سے بہتر ہونگی حتی کہ جو عورت صالحہ ہو وہ اُنکے بعد ہوگی اور یہ حق زوجیت مین ہی اور آپ کی فرزندی مین حضرت ام السادات سیدۃ النسار فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب جنتی عورتون کی سرتاج ہین پھر اللہ تعالیٰ نے امت کو حکم دیا قولہ تعالیٰ -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ

اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والون کو اُس آگ سے جسکی چیٹیان آدمی اور

الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ

پتھر ہین اُسپر مقرر ہین فرشتے تندخو زبردست بے حکمی نہین کرتے اللہ کی جو بات اُنکو فرماوی اور وہی کرتے ہین

مَا يُؤْمَرُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

جو حکم ہو اے منکر ہونے والو مت بہانے بناؤ آج کے دن بدلا پاؤگے جو کام کرتے تھے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰي رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ شاید تمہارا رب اُتارے تمسے تمہاری برائیان

وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

اور داخل کرے باغون مین جنکے بہتی ہین نہرین نیچے جسدن رسوا نہ کریگا اللہ نبی کو اور جو یقین لائے ہین اُسکے ساتھ

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ

اُنکی روشنی دوڑتی ہو اُنکے آگے اور اُنکے داہنے کہتے ہونگے اے رب ہمارے پوری کردے ہمکو ہماری روشنی اور معاف کر ہمکو

اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

تو ہر چیز کرسکتا ہی

خطیبؒ نے لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیات سابقہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو مبالغہ کے ساتھ عتاب کیا یعنی تاکہ ایسے کمالات حاصل کرین جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کی لیاقت کامل رہے باوجود اسکے ان ازواج کو امت کی عورتون سے تشبیہ نہین دی یعنے جیسے فرمایا بقولہ تعالیٰ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء - یعنے ای ازواج پیغمبر تم اور کسی عورت کے شابہ نہین ہو ۱۲ تو اسکے بعد امت کو حکم دیا کہ ان اخلاق کاملہ مین خاندان نبوت کی پیروی کرین اور اسطرح ارشاد فرمایا جس سے درجہ بدرجہ نزدیک

والون کے واسطے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا واجب ہی بقولہ تعالےٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اے وہ بندے جو ایمان لائے ہو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے اہل کو ایسی آگ سے جسکا ایندھن ہین اور پتھر ہین ف خطیب نے لکھا کہ الذین آمنوا سے وہ مراد ہین جنھون نے ایمان کا اقرار کیا مترجم کہتا ہی کہ شاید اس خطاب سے یہ ہین سے لوگ بھی داخل ہو جاوین جنکے دل مین کچھ نفاق تھا اور خالص مومنین ہمیشہ اپنی جان وغیرہ کو خوف سے بچاتے ہین لیکن حضرت کہتا ہی کہ اسکی کچھ ضرورت نہین کیونکہ اس حکم کا نفع فقط خالص مومنین کے واسطے ہی ولیکن انکو بتلا دیا کہ تمپر واجب ہی کہ اپنی جان کے بچانے کے ساتھ زوجہ و اولاد کو بھی بچاؤ شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسکی تفسیر یہ فرمائی کہ آل و اولاد کو ادب و اوامر دین سکھلاؤ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسطرح بچاؤ کہ تم خود اللہ تعالےٰ کی بندگی پر عمل کرو اور جن چیزون کو اسنے گناہ قرار دیا ہی اُنسے بچو اور اپنی آل و اولاد کو یاد الٰہی کی نصیحت کرو اللہ تعالیٰ تمکو عذاب جہنم سے نجات دیگا مجاہد نے کہا یعنے اللہ تعالیٰ سے تقوی رکھو اور اہل و عیال کو تقوی کی وصیت کرو۔ قتادہ نے کہا کہ انکو اطاعت الٰہی کا حکم کرو اور معصیت سے منع کرو اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے انکی پرداخت کرو اور جہانتک ہوسکے اُنسے عمل کرانے مین مدد کرو اگر تو دیکھے کہ اُنمین سے کوئی معصیت کرتا ہے تو اسکو جھڑک دے اور منع کردے ضحاک و مقاتل نے کہا کہ مسلمان پر یہ حق ہی کہ اپنے اہل کو یعنے قرابتیون اور لونڈی غلامون کو اللہ تعالےٰ کے فرائض سکھلاوے اور منہیات سے منع کرے سبرا بن معبد جہنی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طفل کو نماز کا حکم کرو جب وہ سات برس کا ہوجاوے اور جب دس برس کا ہو تو نماز نہ پڑھنے پر اُسکو مارو (ابوداؤد و احمد و ترمذی) اور اسیکے مثل ابوداؤد نے حدیث عبداللہ بن عمرو رض سے روایت کیا۔ فقہاے نے فرمایا کہ۔ روزہ رکھنے کے بارہ مین بھی ایسا ہی حکم ہی اور اسکی منفعت یہ کہ بچون کو عبادت کی عادت پڑے اور معصیات سے باز رہین (تفسیر ابن کثیر) اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ باپ نے فرزند کو نیک ادب سکھلانے سے بڑھکر کوئی عطیہ نہین دیا (رواہ الطبرانی) اور حدیث مین ہی کہ اللہ عزوجل ایسے شخص پر رحم کرے جو اپنے اہل و عیال سے کہے کہ اے لوگو اپنی نماز اپنا روزہ اپنی زکوٰۃ اور مسکین و یتیم اور پڑوسیون کی خبر گیری کرو شاید اللہ تعالیٰ جنت مین تمکو اُنکے ساتھ جمع کرے اور بعض علماء نے کہا کہ قیامت مین ایسے شخص پر سخت عذاب ہوگا جسنے اپنے اہل و عیال کو بھول کر جاہل چھوڑ دیا اور حدیث صحیح مین وارد ہی کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جو رات مین اُٹھا اور نماز پڑھکر اپنے اہل کو جگایا اگر وہ عورت نہ اُٹھی تو اُسکے چہرے پر پانی چھڑک دیا اور اللہ تعالےٰ ایسی عورت پر رحم کرے کہ وہ رات کو اُٹھی اور نماز پڑھکر اپنے شوہر کو جگایا اگر وہ نہ اُٹھا تو اُسکے چہرے پر پانی چھڑک دیا (صحیح مسلم) اگر کوئی کہے کہ آیت مین فقط اپنے نفس اور اہل کا حکم ہی جواب یہ کہ اپنے نفس مین اولاد بھی داخل ہی کیونکہ اولاد اُسیکے جگر کا ٹکڑا ہی اور حدیث مین ہی کہ آدمی کا اکل حلال سب سے بہتر وہ ہی جو اُسنے اپنی کمائی سے کھایا اور اُسکا فرزند بیشک اُسکی کمائی سے ہی (السنن) یعنے اگر بیٹے کے مال سے کھائے تو اکل حلال ہی اور حدیث مین ہی کہ باپ پر فرزند کا حق یہ ہی کہ اُسکا نام اچھا رکھے اور اُسکو لکھنا سکھلاوے اور جب بالغ ہو تو اُسکا بیاہ کر دے (السراج) امام ابن جریر نے کہا کہ اس آیت سے ہمپر واجب ہوا کہ اپنی اولاد کو دین اور نیکی سکھلاوین اور ہر طرح کا ضروری ادب سکھلاوین یعنے تاکہ اللہ تعالیٰ انکو ایسی آگ سے نجات دے جسکا ایندھن کافر لوگ اور اُنکے بت پتھر ہین اور اسپر گندھک کے بہت بڑے پتھر ڈالے جائینگے چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور مجاہد و ابوجعفر الباقر اور سدی نے کہا کہ یہ پتھر گندھک کے ہین اور مجاہد نے کہا کہ سڑے ہوئے مردار سے زیادہ بدبودار ہین (رواہ ابن ابی حاتم اور عبدالعزیز بن ابی رواد تابعی نے کہا کہ ہمکو خبر پہونچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب کے سامنے یہ آیت پڑھی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ الآیہ تو امنین سے ایک بوڑھے صحابی نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا جہنم کے پتھر مثل دنیا کے پتھرون کے ہین آپنے فرمایا کہ قسم اُس پاک عزوجل کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ جہنم کا ایک پتھر

Marfat.com

تمام دنیا کے پہاڑون سے بڑا ہی یہ صحابی اسکو سنتے ہی بیہوش ہوکر گرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اُسکے دل پر ہاتھ رکھا معلوم ہوا کہ ابھی زندہ ہی آپنے اُسکو آواز دی کہ ای شیخ لا الٰہ الا اللہ کہو۔ اُسنے یہ کلمہ کہا پس آپنے اُسکو جنت کی بشارت دی آپکے اصحاب نے کہا کہ یارسول اللہ یہ جہنم سے محفوظ ہوگیا آپنے فرمایا کہ ہان اللہ تعالےٰ فرماتا ہی۔ ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید (یہ درجہ ایسے بندے کے لیئے ہی جسنے میرے حضور مین کھڑے ہونے سے خوف کیا اور جس سے مین نے ڈرایا اُس سے خوف کیا) اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ روایت مرسل ہی اور غریب ہی الحاصل ای اہل ایمان تمکو لازم ہی کہ اپنے نفس کو طریقہ نبوت سے ادب دو اور اپنی زوجہ و اولاد کو اور دیگر اہل خاندان کو ادب دو یعنے طاعات پر عمل کرو اور معاصی سے پرہیز کرو اور اس ادب سے یہ نتیجہ ہی کہ اپنے آپ کو اور اہل کو بچاؤ ایسی آگ سے جسکا ایندھن آدمی وجن وشیاطین ہین اور پتھر ہین عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ اُس آگ و جہنم پر مقرر ہین ملائکہ سخت دل سخت تن کہ نہین نافرمانی کرتے اللہ تعالیٰ کی اس کام مین جو اُنکو حکم دیا ہے یعنے جہنم پر ایسے ملائکہ موکل ہین کہ انکی طرف سے بھی ترحم کی امید نہین ہی کیونکہ اگر وہ ترحم کرسکتے تو یہی صورت تھی کہ جسقدر عذاب کا اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہی اُسکے حکم کے خلاف تخفیف کرتے یا دنیاوی قیاس پر چھوڑتے تو یہ امید مت کرو اور نہ تم اُنکے پنجہ سے زبردستی کرکے چھوٹ سکو اسلیئے کہ وہ ملائکہ غلاظ ہین ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا یعنے انکی طبیعتین غلاظ ہین اللہ تعالےٰ نے جب انکو پیدا کیا تو اُن کے دلون سے رحمت نکال لی ہی لیکن کافرون کے ساتھ پس انکو کافرون پر کبھی بھی ترس نہین آتا ہی اور یہ ملائکہ شداد ہین یعنے انکی خلقت بہت قوی وسخت وشدید واقع ہوئی ہی اور دیکھنے مین خوفناک ہین ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کی کہ جب جہنمیون کا اول گروہ دروازہ جہنم پر پہونچیگا تو وہان چار ہزار خزانچی ایسے پاویگا جنکے چہرے بالکل سیاہ ہونگے اور انکے دانت زبردست ہونگے انکے چہرون پر بختی ظاہر ہوگی اللہ تعالےٰ نے انکے دلونسے یہانتک رحمت نکال ڈالی ہی انمین سے کسی کے دل مین ذرہ برابر بھی رحمت نہین ہی اور انکے جسم کی درازی اسقدر ہی کہ اگر انمین سے ایک فرشتے کے ایک مونڈھے سے چڑیا اُڑے تو دو مہینہ تک اُڑنے سے بھی دوسرے مونڈھے تک نہ پہونچے پھر آگے بڑھینگے تو دروازے پر انیس ۱۹ ملائکہ ہین جنکے سینے کی چوڑائی ستر خریف کی راہ ہی پھر ایک دروازہ سے دوسرے دروازے کی طرف دھکیلے جاوینگے جیسے اول دروازے پر پائے تھے یہانتک کہ آخری جہنم تک پہونچ اور ہر ایک دروازے پر اسیطرح خزانچی اور دربان پاوینگے جیسے اول دروازے پر پائے تھے یہانتک کہ آخری جہنم تک پہونچ جاوینگے (ابن ابی حاتم) یہ ابن کثیر رح کی تفسیر مین لکھا ہی خطیب نے لکھا کہ اول آتش جہنم کی شدت بیان فرمائی کہ ایسی سخت ہی کہ اگر اسکا ایندھن ہین دوم اُسکے خزانچی و دربانون کی سختی وشدت بیان فرمائی مترجم کہتا ہی حدیث مین آیا ہی کہ دنیا کی آگ سے جہنم کی آگ ستر گونہ زیادہ ہی اس زمانے مین بعضے احمقون نے خیال کیا کہ دنیا مین فولاد گلانیکی آگ جو یورپی کیمسٹری سے نکالی گئی ہی وہ دنیاوی آگ سے صدہا گونہ زیادہ ہی مین کہتا ہون کہ اُسنے شاید اُس آگ کو دنیا سے باہر خیال کیا اور حماقت سے اپنے گھر مین کنڈے کی آگ کو دنیاوی سمجھا ہی حالانکہ درحقیقت آدمی کے حواس آخرت کی کسی چیز کو سمجھ نہین سکتے ہین اور عرب کے اوگ [illegible] صورت مین رکھتے ہین تو حدیث کے معنی یہ ہین کہ دنیا مین جو آگ پائی جاوے اُس سے آخرت کی آگ بکثرت سخت ہی اور قرآن مین مصرح ہی کہ وہ آگ اس دنیاوی آگ کی طرح قسم حیوانات سے بیجان نہین ہی بلکہ دار آخرت حیوان یعنے زندہ بجان ہی اور فرمایا تطلع علی الافئدۃ۔ وہ دلون کو چھانک لیتی ہی۔ ھ۔ اور جہنم کہیگی کہ مین کفار سرکش ظالمون پر مسلط کی گئی ہون۔ ھ۔ اور احادیث مین جہنم وجنت کی باہمی گفتگو مذکور ہی۔ ھ۔ اور قرآن مین ہی ہل من مزید جہنم بھری جائیگی اور وہ مانگیگی کہ زیادہ بھی ہی۔ ھ اس جہنم پر ملائکہ غلاظ شداد موکل ہین خطیب نے لکھا کہ غلاظ سخت دل ہین ہرچند کفار اُن سے رحم کی درخواست کرین وہ رحم نہین کرینگے کیونکہ رحمت کو وہ جانتے ہی نہین ہین وہ غضب سے پیدا کیے گئے ہین اور عذاب کرنا انکی جبلت ہی جیسے آدمی مین کھانے پینے کی خواہش ہی شداد سخت قوی ہین ایک فرشتہ ایک دھکے مین ستر ہزار جہنمیون کو انکے ٹھکانے دفع کریگا ابن عباس رض

نے کہا کہ ہر ایک کے دونون کندھون کے درمیان ایک سال کا راستہ ہو اور ایک روایت مین ہی مشرق و مغرب کا فاصلہ ہو مقصود تحدید [illegible] تلانا مقصود نہ تھا اور سمجھنے کے واسطے دوسرا طریقہ یہ ہو کہ کافرون کے اجسام وہان بہت طول طویل ہونگے حتی کہ کافر کی ڈاڑھ [illegible] مگ بمقابلہ فرشتون کے بھنگے ہین تو فرشتہ کی ہیکل دراز کو قیاس کرلو سو قولہ لایعصون اللہ ما امرہم۔ ان فرشتون کو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے [illegible] نافرمانی نہین کرتے ہین۔ و۔ مشکوۃ کی حدیث مین ملائکہ کی مثال چاند سورج سے دیگئی ہی یعنے جس حالت پر اللہ تعالیٰ نے انکو مسخر فرمایا اُسی پر چلے جاتے ہین وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ اور جو کچھ حکم دیے جاتے ہین وہ بجا لاتے ہین ف یعنے جسطرح وہ مسخر ہین کہ ذرہ بھر خلاف حکم تجاوز نہین کرتے بلکہ نہین کرسکتے ہین اسیطرح جس کام کے واسطے مامور ہین اسکو کامل طور سے کرسکتے ہین اسمین انکو کسی طرح کی کمزوری وعاجزی نہین ہی اس بیان سے معلوم ہوگیا کہ قولہ لایعصون اللہ ما امرہم سے یہ بیان ہی کہ خلاف حکم تجاوز نہین کرسکتے اور قولہ یفعلون ما یومرون سے یہ بیان ہی کہ جو حکم انکو دیا گیا ہی اُسکو بخوبی پورا کرسکتے پس یہ دونون جملہ علیحدہ علیحدہ مطلب کو ثابت کرتے ہین اور تعجب ہی کہ بعضے اہل تفسیر کو نہین سمجھتے چنانچہ **خطیب** نے لکھا کہ **شیخ جلال** اور **زمخشری** نے کہا کہ قولہ یفعلون ما یومرون جملۂ اول کی تاکید ہی اور **خطیب** نے کہا کہ دونون کے ایک معنے نہین ہین بلکہ اول جملہ یعنے لایعصون اللہ ما امرہم سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کے احکام کو قبول کرنا اور انکا بجالانا اپنے اوپر لازم کرتے ہین اور کسی طرح انکار و سرکشی نہین کرتے ہین دوسرے جملہ سے یہ مراد ہی کہ انکو جو کچھ حکم دیا گیا اسکو برابر ادا کرتے ہین کسی دوسری طرف مشغول نہین ہوتے اور کچھ تاخیر نہین کرتے ہین اور بیضاوی نے یہ فرق نکالا کہ لایعصون اللہ ما امرہم زمانۂ ماضی کے احکام مین ہی یعنے ابتک کبھی عصیان نہین کیا اور یفعلون ما یومرون آیندہ کے لیئے ہی کہ کبھی نافرمانی نہین کرینگے **مترجم** کہتا ہی کہ اصل غفلت یہ کہ ملائکہ کی خلقت مانند چاند سورج کے مسخر ہی پس حق وہ جو مین نے اوپر بیان کیا واللہ تعالیٰ اعلم پھر مین نے دیکھا کہ امام ابن کثیر نے اسطرف اشارہ فرمایا ہے چنانچہ لکھا کہ معنی یہ کہ جب اُنکو حکم دیا جاتا ہی تو ایک لمحہ تاخیر نہین کرتے بلکہ فوراً عمل کرتے ہین اور وہ لوگ اپنے احکام کو پورا کرسکتے ہین انمین کچھ عاجزی نہین ہی اور یہ ملائکہ جنکا ذکر ہے انکو زبانیہ کہتے ہین اللہ تعالیٰ ہمکو انسے پناہ مین رکھے اقول آمین یا ارحم الراحمین **ابو عمران الجونی** رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ہمکو خبر پہونچی کہ یہ ملائکہ اونیس ہین انمین سے ہر ایک کے ایک کندھے سے دوسرے کندھے تک سو خریف کی راہ ہی (خریف سال اور دیگر زائد بھی بیان کیا گیا) اور اُنکے دلون مین رحمت نہین پیدا ہوئی ہی وہ فقط عذاب کرنے کے لیئے پیدا ہوئے ہین اور انمین سے ایک فرشتہ جس آدمی وغیرہ مخلوق کو عذاب کریگا تو ایک ضرب ماریگا تو سر سے پاؤن تک پسکر آٹے کی طرح چکنا چور ہوجاویگا اس روایت کو امام احمد کے بیٹے عبد اللہ نے کتاب الزہد کے زوائد مین روایت کیا ہی۔ ف الحاصل اللہ تعالیٰ نے مومنون کو ارشاد کیا کہ اپنی جان کو اور اپنے اہل و عیال کو ایسے عذاب النار سے بچاؤ جسپر ایسے ملائکہ موکل ہین اگر کہا جاوے کہ اس جہنم کی نسبت فرمایا کہ اعدت للکافرین یعنے یہ آگ جسکا ایندھن لوگ اور پتھر ہین کافرون کے لیئے مہیا کی گئی ہی تو یہان مومنون کو اس سے بچنے کے لیئے کیونکر خطاب فرمایا (جواب) یہ کہ یہان منافقونکو تہدید ہی اور مومنون کو یہ تنبیہ کہ ایمان کی قدر کرین جس سے اس عذاب سے بچین اور نعوذ باللہ کبھی مرتد ہونیکا وسوسہ قبول نکرین علاوہ اسکے جو کافر فسق و فجور مین مبتلا رہے اور ایسی جہنم مین سزا پانے کو لائے گئے تو وہان اگرچہ اول طبقہ مین ہون ضرور یہ سخت ہیبتناک منظر روبرو ہوگا الٰہی تیری رحمت مین ہم بندے پناہ لیتے ہین نعم المولیٰ و نعم المجیب اور واضح ہو کہ اہل ایمان کے واسطے ایک فائدۂ عظیم ہی کہ آج دنیا مین اپنے گناہون اور خطاؤن سے عذر کرلین تاکہ یہی ذریعہ نجات ہو برخلاف کافرون کے جو یہان جہنم و جنت کے نام پر مضحکہ کرتے ہین اور جب وہان جہنم مین ڈالے جاوینگے تب یقین کرکے عذر خواہی کرینگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ ای کفر کرنے والو آج تم عذر خواہی مت کرو تم بدلے مین وہی دیے جاؤ گے جو تم کرتے تھے ف یعنے قیامت کے روز کافرون سے کہا جائیگا کہ آج تملوگ بیہودہ عذر مت کرو وہ قبول نہوگا بلکہ آج ضرور بدلا پانے کا دن ہی

اور ظلم بالکل نہین تو جو کچھ کفر و بدکاریان کرتے تھے وہی پاوگے کچھ زیادتی نہوگی اور تمنے اپنے پسند سے انھین اعمال کو اختیار کیا تھا ع ہ
جنھین کو آداب نبوت و خاندان نبوت پر عمل کرنے اور ادب سیکھنے کی راہ بتلائی - اور کافر وہ ہین جنھون نے ان آداب کو چھوڑکر کفر کی تہذیب
اختیار کی تو دنیا مین اطلاع دیدی گئی کہ آخرت کے دن کوئی عذر خواہی قبول نہوگی اور کوئی عذاب سخت ایسا نہین جو ظلم ہو خصوص جبکہ سب طرح
سے بتلا دیا گیا کہ وہ عذر خواہی کا دن نہین بلکہ عوض کا دن ہی اور عوض مین وہی پاوگے جو کرتے تھے تو کچھ بھی ظلم و زیادتی نہوئی جبکہ کفر و فسق کا
عوض جہنم ہی **بقاعی** رحمہ اللہ تعالے نے کہ اللہ تعالے کی قدرت مین نہایت آسان ہی کہ ہر شخص کے لیئے اسکے اعمال کی صورت پیدا کرے
اسطرح کہ اسکو صاف معلوم ہو کہ یہی اسکا عمل ہی اور یہی عذاب ہے (السراج) اور کچھ شک نہین کہ اعمال کے واسطے صورت ہونا متواتر ثابت
ہی حتی کہ کافر کا خزانہ اور جو شخص زکوہ نہین دیتا تھا اُسکا خزانہ اُسکے لیئے زہریلا اژدھا ہوگا اسی مقام سے بعض علمائے اسرار نے کہا کہ جہنم
کے سانپ بچھو اور طوق و زنجیرین سب انھین بدکارون کی خود کمائی ہین لہذا آج کے روز دنیا مین انسے مغفرت مانگے اور توبہ کرے چنانچہ
اللہ تعالے نے ہمکو ارشاد فرمایا بقولہ تعالی **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا** اے ایمان لانے والو توبہ نصوح
کرو اللہ تعالی کی جانب **ف مترجم** کہتا ہی کہ جاہلون مین مشہور ہی کہ نصوح ایک شخص کا نام ہی جو زمانہ سابق مین تھا اور اُسنے بہت اچھی
توبہ کی تھی پس اُسی کے مثل توبہ کرنیکا ارشاد ہوا یہ جاہلون کا خیال محض غلط ہی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو توبۃ النصوح بالاضافت واقع ہوتا
یعنے نصوح کی سی توبہ کرو حالانکہ قرآن مجید مین توبہ نصوحا بطور صفت واقع ہوا ہی اسیواسطے جمیع مفسرین نے اسکے یہ معنے بیان کیئے کہ
ایسی توبہ کرو جو سچے دل سے پورے عزم سے ہو جس سے اگلے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور بری باتون سے بالکل الگ ہوجانا ہے
شیخ ابن جریر نے صحیح اسناد کے ساتھ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت کی کہ مین نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
سے سُنا کہ اُنھون نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا کہ توبۂ نصوح یہ ہی کہ آدمی گناہ سے توبہ کرے پھر کبھی اُسکو نہ کرے اور نہ اُسکا ارادہ ہو
اور یہی معنے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے اور امام احمد نے اسی معنے مین حدیث روایت کی لیکن **ابن کثیر** نے کہا کہ اسکی اسناد
مین ابراہیم بن مسلم راوی ضعیف ہی اور اصح یہ کہ عبداللہ بن مسعود کا قول ہی لہذا علماء رحمہم اللہ تعالی نے کہا کہ توبۂ نصوح کے یہ معنے ہین کہ جس گناہ مین
بالفعل مبتلا ہی اُس سے الگ ہو اور گذشتہ زمانے مین جو کچھ کیا اسپر ندامت ہو اور آیندہ یہ عزم جزم ہو کہ ایسا نہین کریگا پھر اگر گناہ کسی آدمی کا حق
ہو تو حکم شرع کے موافق اُسکا حق اسکو واپس کرے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کیا آپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ ندامت
توبہ ہی تو کہا ہان (رواہ احمد و ابن ماجہ) اور اُسکی اسناد صحیح ہی - ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمسے کہا گیا ہی کہ اس امت کے آخر زمانے مین جب قیامت
بہت قریب ہوگی تو کچھ بدکاریان ظاہر ہونگی از انجملہ یہ ہی کہ مرد اپنی زوجہ یا باندی سے اسکی مقعد مین وطی کریگا حالانکہ اُسکو اللہ و رسول نے حرام فرمایا اور اُسپر
اللہ و رسول غصہ فرماتا ہی از انجملہ یہ ہی کہ ایک مرد دوسرے مرد سے اغلام کریگا حالانکہ اسکو اللہ و رسول نے حرام فرمایا اور اُسپر اللہ و رسول غصہ فرماتا ہی اور از انجملہ
یہ کہ ایک عورت دوسری عورت سے چٹی بازی کریگی حالانکہ اُسکو اللہ و رسول نے حرام فرمایا اور اُسپر اللہ و رسول غصہ فرماتا ہی اور ایسے لوگونکے واسطے نہ نماز ہی نہ روزہ
ہی جبتک اس حرکت پر قائم رہین یہانتک کہ اس بدکاری سے رجوع لاکر اللہ تعالی کی طرف توبہ نصوح کرین **راوی** نے کہا کہ مین نے ابی بن کعب سے پوچھا کہ
توبۂ نصوح کیا ہی فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا تھا تو آپنے فرمایا کہ جو گناہ سرزد ہوا اُسپر نادم ہو اور اس ندامت کے ساتھ اللہ تعالے
سے مغفرت مانگے پھر کبھی اُس گناہ کی طرف نہ جاوے (رواہ ابن ابی حاتم) اور حسن بصری کہتے تھے کہ توبۃ النصوح یہ ہی کہ تو اُن گناہ کو جن چاہت سے کیا تھا اب
اسیطرح اُس گناہ سے عداوت کرے اور جب تجھے یاد آوے اُس سے مغفرت چاہے (ابن ابی حاتم) واضح ہو کہ جب کسی نے ندامت سے توبہ پر مضبوط قصد کیا اور آیندہ نکرنے کا
ارادہ مصمم کرلیا تو اس سے پہلے گناہ مٹ جاتے ہین یعنے یہی گناہ جتنی مرتبہ پہلے واقع ہوچکا وہ معاف ہوجاتا ہو اور اگر سب گناہون سے
اسیطرح توبہ کرے تو سب گناہ معاف ہوجاتے ہین چنانچہ حدیث مین ثابت ہی کہ مسلمان ہونے سے اگلے گناہ سب مٹجاتے ہین اور توبہ سے

Marfat.com

اگلے سب گناہ مٹ جاتے ہین (الصحیح) اب یہان کلام یہ ہی کہ کیا توبۂ نصوح کی یہ شرط ہی کہ مرتے دم کبھی اس گناہ کو نہ [illegible] سے ظاہر ہوا یا اسیقدر کافی ہی کہ آیندہ عزم بالجزم ہو کہ کبھی نہ کریگا تو اسی سے گذرے گناہ معاف ہو جاوین جی کا اگر کبھی آیندہ اُس سے [illegible] گذشتہ گناہون کی معافی مین کچھ ضرر نہوگا بلکہ گویا یہ نیا گناہ واقع ہوا کیونکہ صحیح حدیث مین یہ معلوم ہو چکا کہ توبہ اپنے گذشتہ گناہ کو مٹا دیتی ہی لیکن [illegible] طے بھی یہ دلیل ہی کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا کہ جسنے اسلام کی حالت مین اچھائی کی اُس سے اُن گناہون کا مواخذہ نہ ہوگا جو اُسنے زمانۂ کفر و جہالت مین کیئے تھے اور جسنے اسلام مین بُرائی کی تو وہ اگلے اور پچھلے گناہون مین پکڑا جائیگا (صحیح مسلم) اور توبہ سے اسلام زیادہ قوی ہی تو بعد اسلام مین یہ حکم ہی تو توبہ مین بھی یہی شرط ہوگی واللہ تعالےٰ اعلم (ابن کثیر) **مترجم** کہتا ہی کہ محققین علمار رح نے حدیث کے یہ معنی بیان کیئے ہین کہ عرب مین پہلے شرک و جہالت تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام بھیجا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو جو شخص آپ پر ایمان لایا اُس سے زمانۂ جہالت کے گناہون کا مواخذہ نہوگا اور جو کوئی آپ پر ایمان نہ لاوے اُس سے زمانۂ کفر کے گناہون کا بھی مواخذہ ہوگا جیسے ایمان سے انکار کا مواخذہ ہوگا اور اسکا فائدہ یہ کہ ایمان لانے والون کا یہ عذر قبول کیا جائیگا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہلوگ ٹھیک راستہ نہین جان سکتے تھے اگر اُسوقت بھی ہمکو تبلایا جاتا تو ہم مان لیتے جیسے اب ہمنے مان لیا اور کافرون سے یہ عذر قبول نہ ہوگا کہ پہلے زمانے مین جہالت تھی تو اس زمانے کے گناہ نادانی مین چھوڑ دیے جاوین اور زمانۂ اسلام کے بعد بیشک اُن لوگون سے کفر وغیرہ سرزد ہوا ہی اسکا مواخذہ لیا جاوے تو یہ عذر اسواسطے قبول نہوگا کہ اگر زمانۂ سابق مین بھی کوئی پیغمبر بھیجا جاتا تو اُس سے بھی منکر ہوتے جیسے اُنھون نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا اور جب یہ معنی معلوم ہوئے تو اُس سے قول اول کی دلیل نہین نکلتی ہی کیونکہ اسکے یہ معنی نہین ہین کہ جو شخص ایمان لایا تو بعد اسکے اگر گناہ کرے تو ان گناہ کے ساتھ اُسکے گذشتہ گناہ بھی ملائے جائینگے اور یہ خیال بھی بعید ہی اسلیئے کہ جب وہ ایمان لایا اُسیوقت اُسکے گزرے ہوئے گناہ مٹ گئے پھر اگر عاجزی سے نفس کا تابع ہوا اور گناہ سرزد ہوے تو انکے ساتھ مین [illegible] ہوے گناہ کہان سے آوینگے فافہم واللہ تعالیٰ اعلم - مد - اور تفسیر **خطیب** مین ہی کہ سدی رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ توبۂ نصوح اُسوقت صحیح ہوتی ہی جب اپنی ذات کو اور اپنے گھر بار کو اور تمام مومنون کو نصیحت کرے کیونکہ جس شخص کی توبہ صحیح ہو جاتی ہی یعنی گناہون سے ہلکا اور پاک ہو جاتا ہی وہ چاہتا ہی کہ سب لوگ ایسے ہی ہو جاوین اور **قرطبی** رح نے کہا کہ اسکے واسطے چار باتین ہونا چاہیئے ہین ایک یہ کہ زبان سے مغفرت مانگے دوم ہاتھ پانوٗن سے کبھی اُس گناہ کی طرف نہ جاوے سوم یہ کہ دل مین قصد مصمم ہو کہ کبھی ایسا نہ کریگا چہارم یہ کہ بری صحبت والون کو چھوڑ دے اور فقہاے رح نے فرمایا کہ جس توبہ مین کسی آدمی کا حق متعلق نہین ہوتا ہی اُسکی تین شرطین ہین ایک یہ کہ گناہ سے بالکل الگ ہو دوم یہ کہ جو کر چکا اُسپر نادم ہو سوم یہ کہ عزم مصمم ہو کہ اب کبھی نہ کریگا اگر یہ سب باتین جمع ہون تو یہی توبۂ نصوح ہی اور اگر اسمین سے کوئی بات نہوگی تو توبہ صحیح نہوگی اور اگر اُس گناہ مین آدمی کا کچھ حق بھی متعلق ہو تو ان تین باتون ساتھ چوتھی بات یہ بھی چاہیئے کہ حقدار سے معافی مانگے اور معافی کی صورت یہ ہی کہ اگر اُسکا کچھ مال چاہتا ہو تو اُسکو واپس پہونچانیکا اطمینان کرے اور اگر تہمت لگانے یا غیبت کرنے وغیرہ کے مانند کوئی حق ہو تو اپنے آپکو اُسکے سامنے پیش کرے کہ مجھ سے اپنا بدلا لے لے یا معاف کر دے اور غیبت مین فقط یہی چاہیئے کہ اُس سے معافی مانگے علماء رح نے فرمایا کہ توبہ کرنا ہر گناہ سے واجب ہی خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو اور فی الفور توبہ کرنا فرض ہی اور اسمین تاخیر کرنا ہرگز نہین جائز ہی اور توبہ تو سب گناہون سے واجب ہی لیکن اگر اُسنے بعض گناہ سے توبہ کی تو بھی اُس گناہ سے توبہ صحیح ہو جائیگی اور جس گناہ سے توبہ نہین کی اُسکا وبال اُسپر باقی رہیگا اور یہی سب اہل السنت والجماعۃ کا مذہب ہی **مترجم** کہتا ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ بعضے لوگ گناہ کرتے رہتے ہین اور کہتے ہین کہ جب بوڑھے ہونگے توبہ کر لینگے یہ دوسرا کبیرہ گناہ ہی کیونکہ تاخیر کرنا حرام ہی بلکہ یہ دعوی کرنا کہ ہم فلان وقت توبہ کرنے پر قادر ہین یہ بھی بد تر گناہ ہے حتی کہ علماء نے کہا کہ گناہ سے توبہ نکرنا اصرار ہوا اور کبیرہ گناہ پر اصرار کرنے سے کفر تک نوبت پہونچتی ہی یعنے دل سیاہ ہو جاتا ہے

Marfat.com

اور اسمین یقین نہین رہتا اگرچہ وہ منھ سے مسلمان ہونیکا اقرار کیا کرے اور حدیث صحیح مین وارد ہی کہ جب آدمی گناہ کرتا ہی تو اسکے دل مین سیاہ نقطہ پیدا ہوتا ہی پھر اگر اُسنے توبہ کی تو مٹ جاتا ہی اور اگر اُسنے توبہ نہ کی تو بڑھتا جاتا ہی یہانتک کہ تمام دل کو گھیر لیتا ہی پھر اسمین نیکی نہین سماتی (صحیح مسلم) اور واضح ہو کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فقہ اکبر مین لکھا ہی کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا جو حق ہی وہ حق عبادت کوئی نہین ادا کر سکتا ہی اور یہی علماء اسلام کا قول ہی کیونکہ مخلوق سے ایسی کوئی چیز حاصل نہین ہو سکتی جو خالق عزوجل کی شان کے لائق ہو بلکہ ہم لوگون مین عبادت کے یہ معنی ہین کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عبادت کا حکم فرمایا ہی کہ مثلاً اسطرح نماز پڑھو اور اسطرح روزہ رکھو ہم اسیطرح حکم کے موافق عمل کرین تو یہی نجات اور فلاح ہی اور اس سے ہر ایک سمجھدار یہ سمجھ سکتا ہی کہ کوئی بندہ صالح ہو اگرچہ بالکل حکم کے موافق کرتا ہو تو بھی اُسکو مغفرت مانگنی چاہیئے کہ اے رب مجھسے عبادت کا حق ادا نہین ہو سکتا کیا نہین دیکھتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ سے توبہ کیا کرو کیونکہ مین بھی ہر روز سو مرتبہ توبہ کرتا ہون (صحیح مسلم) اور حدیث ابوہریرہ مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مین ہر روز اللہ تعالیٰ سے ستر بار سے زیادہ مغفرت مانگتا ہون اور توبہ کرتا ہون (صحیح البخاری) اور حدیث انس رضی اللہ عنہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال بیان فرمائی جسکا حاصل یہ ہی کہ ایک شخص ایک دق بیابان مین جیسے عرب کے ریگستان ہوتے ہین کہین درمیان مین دانہ پانی میسر نہین آتا ہی یہ شخص ایک اونٹ پر اپنا پانی اور کھانا لادے ہوئے اُس ریگستانی بیابانکو طے کرتا تھا ابھی منزل دو تھی کہ ناگاہ اُسکا اونٹ جسپر کھانا پانی تھا اس ریگستان مین کسی اونچے نیچے نالے مین بھاگ گیا اور گم ہو گیا ہر چند اُس شخص نے تلاش کیا کہین نہ پایا آخر ہو ہو کر اُسی درخت کیکر کے نیچے آیا اور مرنے پر دل رکھا کیونکہ اسکے سوائے کوئی چارہ نہین ہی اسی شدت غم مین کیکر کے درخت سے ٹیک لگا کر سو گیا جب آنکھ کھلی تو پھر اُسکو یاد آیا کہ مین موت کے واسطے یہان بیٹھا ہون ناگاہ اُسنے نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ اُسکا اونٹ اسیطرح پانی اور کھانے سے لدا ہوا اُسکے پاس کھڑا ہی اب خیال کرو کہ اُسکو کسقدر خوشی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ واللہ ہمارا ربّ عزوجل اپنے بندے کی توبہ کرنے سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہی (صحیح بخاری و مسلم) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا ہاتھ رات مین پھیلاتا ہی تاکہ دن کا گناہ کرنیوالا توبہ کرے اور دن مین پھیلاتا ہی تاکہ رات کا بدکردار دن مین توبہ کرے اور برابر یہی شان رہیگی یہانتک کہ آفتاب مغرب کی جانب سے طلوع ہو (صحیح مسلم) حدیث عمر رضی اللہ عنہ مین مرفوعاً وارد ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول فرماتا ہی یہانتک کہ اُسکو موت کا گھرگھرا لگے (ترمذی) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سُنا کہ ایک اعرابی کہتا ہی کہ الٰہی مین تجھسے مغفرت مانگتا ہون اور توبہ کرتا ہون (یعنے جیسے عموماً لوگ ہر ایک بات پر استغفر اللہ کہہ بیٹھتے ہین تو حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای شخص اس جلدی سے توبہ و استغفار کہنا جھوٹے لوگون کی توبہ ہی اسنے عرض کیا کہ یا حضرت پھر توبہ کسطرح ہوتی ہی آپ نے فرمایا کہ اسمین چھ باتین جمع ہونا چاہیئے گزرے ہوئے گناہون پر ندامت ہو اور فرائض کو ادھر ادے اور جس کسیکے ناحق مظلمہ ہون یعنے ناحق لوگونکی چیزین لی ہون تو انکو واپس دے (یعنی خواہ وہی چیز یا اُسکے مثل یا اسکی قیمت جبکہ وہ معاف نکرے) اور اُن لوگون سے معافی مانگے اور عزم ہو کہ اب ایسا نکرونگا اور نفس کو اللہ تعالےٰ کی بندگی مین اسطرح گھلاوے جیسے اُسکو گناہون کی لذت مین گھلایا تھا اور نفس کو بندگی کی تلخی چکھاوے جیسے اُسکو گناہونکی رنجس مٹھائی کھلائی تھی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آدمی کے شریر ہونیکے واسطے یہی کافی ہی کہ ایک گناہ سے توبہ کرے پھر اسیکو عمل مین لاوے (السراج) لہذا اللہ تعالیٰ نے مومنون کو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے توبہ نصوح کرین کہ گناہ چھوڑدین ندامت سے مغفرت مانگین کہ پھر کبھی نکرینگے عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ قریب ہی کہ تمھارا رب تم سے تمھارے گناہ کا کفارہ فرمادے اور تم کو ایسی جنات مین داخل کرے جنکے نیچے نہرین جاری ہین ف عسیٰ اصل لغت کین طمع دلانے کے لیئے آتا ہی لیکن اللہ تعالےٰ کی طرف سے واجب ہی اور واجب کے معنی یہ کہ جہان اللہ تعالےٰ نے یہ طمع دلائی ہی تو اپنے فضل سے چاہا کہ ایسا ہو اور وہان جو وہ چاہے سب ہو سکتا ہی پس ضرور ہوگا اور

Marfat.com

یعنی اگر تم لوگ توبہ نصوح کروگے تو فضل الٰہی سے تمھارے گناہ معاف ہونگے اور تم جنت مین داخل کیے جاؤگے جس دن یُوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ جس دن اللہ تعالیٰ انہین رسوائی مین ڈالیگا نبی کو اور اُن بندون کو جو اُنکے ساتھ مین ایمان لائے ف وہ روز قیامت ہی کہ انکو نور عطا ہوگا کہ تاریک پل صراط سے ہوکر جنت مین جاوین نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ انکا نور روان ہوگا انکے روبرو اور انکے دائین طرف کیونکہ بائین طرف جہنمیون کی راہ ہی یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یہ لوگ کہین گے کہ ای رب ہمارے لیئے ہمارا نور پورا کردے اور ہمکو بخش بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت کامل ہی ف وہان منافقون کا نور بجھ جاویگا تو مومنین خوف کرکے درخواست کرینگے کہ انکا نور آخر تک پورا ہو اس سے معلوم ہوا کہ قیامت مین دعا موجود ہوگی اگرچہ وہان اعمال کا مقام نہین ہی گویا دنیا مین جو وعدہ انکو دیا گیا تھا اسکا پورا ہونا چاہینگے **شیخ ابن منیر** نے لکھا کہ مومنین یہ بات اُسوقت کہینگے جب قیامت کے روز دیکھینگے کہ منافقون کا نور بجھ گیا ہی **امام احمد** نے ایک کنانہ کے صحابی سے روایت کی کہ مین نے فتح مکے کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو مین نے سنا کہ آپ دعا مانگتے ہین کہ الٰہی مجھے قیامت کے روز شرمسار نہ فرمائیو۔ ھ **محمد بن نصر المروزی** نے ابوذر و ابوالدرداء رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت مین جس شخص کو سب سے پہلے سجدہ کی اجازت دیجاویگی وہ مین ہون اور مجھی کو سب سے پہلے سجدہ سے سر اُٹھانے کی اجازت دی جاوے گی پس مین روبرو سامنے دیکھون گا تو سب امتون مین سے اپنی امت کو پہچان لون گا اور اپنے دائین طرف دیکھون گا تو اپنی امت کو سب امتون سے پہچان لون گا اور اپنے بائین طرف نظر کرکے اپنی امت کو سب امتون سے پہچان لون گا ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیونکر آپ اپنی امت کو سب امتون مین سے پہچان جاوینگے آپنے فرمایا کہ میری امت والے طہارت وضو کے اثر سے نورانی پیشانی اور نورانی ہاتھ پاؤن والے ہونگے اور انکے سوائے کسی دوسری امت والے اس صفت پر نہونگے اور مین اپنی امت والون کو اسطرح بھی پہچانونگا کہ اُنکے نامہ اعمال اُنکے دائین ہاتھ مین دیے جاوینگے اور اسطرح بھی شناخت کرونگا کہ اُنکی پیشانیون پر سجود کا نشان ہوگا اور اسطرح بھی کہ اُنکا نور اُنکے روبرو دوڑتا ہوگا **ابن کثیر** آیت مین جب یہ فرمایا کہ اُسدن اللہ تعالیٰ مومنون کو خوار اور شرمسار نہین فرماویگا تو کافرون کی نسبت تعریض ہی کہ وہ لوگ خوار و شرمندہ کیے جاوینگے اسلیئے کہ اگر ایسا نہو تو مومنون کے حق مین فضیلت ظاہر نہوگی اور بعض نے کہا کہ روبرو اور دائین طرف نور ہونے سے یہ نہین نکلتا کہ بائین طرف نور نہوگا کیونکہ مومنین اگر سابقین ہون تو انبیا علیہم السلام کے ساتھ روبرو کے نور سے گزر جاوینگے اور اگر اہل الیمین مین تو دائین نور سے چلے جاوینگے پس بائین طرف نور ہونے سے کچھ انکا فائدہ متعلق بیان ہی ابن عباس رضؓ نے کہا کہ جس کسی پر اسلام کا نام ہی اسکو نور ملیگا لیکن منافق کا نور بجھ جاویگا اور مومن اسکو دیکھکر ڈریگا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مومنین اپنے اعمال کے موافق پل صراط سے گزرینگے چنانچہ بعضے مومنون کا نور مثل پہاڑ کے ہوگا اور بعض کا نور درخت تاڑ کے برابر ہوگا اور سب سے کمتر وہ ہوگا جسکا نور اُسکے انگوٹھے پر ہوگا (بدور السافرہ) حدیث مین ہی کہ وہ چوٹر کے بل گھسلتا جاویگا کبھی وہ نور چمک اُٹھیگا اور کبھی فرو ہوجاویگا اور واضح ہو کہ نور کی طرح رفتار مین بھی فرق ہوگا بعض مثل برق خاطف کے گزر جائیگا جیسے بجلی کوندگی **خطیب** نے لکھا ہی کہ مومنین کو نور کے باوجود یہ کرامت حاصل ہوگی کہ جو کچھ عرض کرین وہ سنا جاوے اور جسکی سفارش کرین قبول کی جاوے **حسن بصری** نے کہا کہ مومنون کے واسطے اللہ تعالیٰ انکا نور پورا کریگا ہو لیکن وہ لوگ جناب باری تعالےٰ مین مزید تقرب حاصل ہونیکے لیئے یہ دعا کرینگے کہ ربنا اتمم لنا نورنا الخ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کرتے بحکم قولہ تعالےٰ استغفر لذنبک اپنے گناہون کی مغفرت مانگ۔ ھ۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکے رب تبارک و تعالےٰ نے بخش دیا ہی بعض نے کہا کہ نور تمام ہونے کی درخواست کمتر درجہ والون سے ہوگی کیونکہ سابقین اولین تو برق کیطرح

Marfat.com

گر جاوینگے اور بعض متل ہوا کے اور بعضے گھسلتے چلینگے تو یہی لوگ نور پورا ملنے کی درخواست کرینگے انکو نور فقط اسقدر حاصل ہوگا کہ قدم رکھنے کی جگہ نظر آوے واضح ہو کہ یہ نور ان بندون کے اعمال دنیاوی ہین کیونکہ آخرت مین ہر چیز کی حقیقت ظاہر ہوگی اگر کہا جاوے کہ معتزلہ کس چیز سے مانگتے ہین کہ حساب کتاب ہو کر جہنم کے پل صراط سے پار ہونے کا حکم ہوا (جواب) یہ کہ اللہ تعالے کی بندگی اُسکی شان کے لائق کبھی ادا نہین ہوئی اور حکم کے موافق چلنے مین بھی ادھر اُدھر جھکاؤ ہوگیا حدیث مین ہی کہ جب اہل جنت زیارت قدس کے لیئے بلائے جاوینگے تو عرض کرینگے کہ ای رب دنیا مین ہمنے حق معرفت نہین پائی تو سجدہ ادا نہوا اب آج ہمکو حکم ہو کہ ہم سجدہ کرین ارشاد ہوگا کہ وہی تمسے قبول کیا گیا اور ہمنے یہ دار آخرت دار محنت نہین بنایا ہی اور آخرت مین حقائق شریعت ظاہر ہونگے اور پل صراط یہی صراط المستقیم ہی جسپر مومن چلتے تھے اُسی سے پار ہو کر جنت مین داخل ہونگے اور نکتہ یہ ہی کہ ہر دو نقطے کے درمیان جسقدر خط نکل سکتے ہین بیشمار ہین انمین سے فقط ایک خط مستقیم ہی اور باقی سب دائین بائین کج ہین اسیطرح راہ مستقیم فقط ایک ہی جسکو اسلام کہتے ہین اور باقی ضلالات ہین اور مکارم اخلاق مین متوسط و معتدل تو فضیلت ہے اور افراط و تفریط دونون مذموم ہین مثلاً عقل کے ساتھ جو امردی کا نام شجاعت ہی اور بغیر ہتھیار کے شیر کے منہ مین ہاتھ دینا تہور ہی اور شجاعت سے کوتاہی کو بزدلی کہتے ہین اور جمیع عقائد مین یہی حال ہی اور اسیطرح اسلام مین فقط اہل السنۃ والجماعۃ اعتدال پر ہین اور باقی سب ناقص و مذموم ہین مثلاً حضرت علی رض سے محبت رکھنا ایمان ہی لیکن روافض نے نفسانیت سے غلو کیا تو مذموم گمراہ ہوگئے اور خوارج نے نقص کیا تو مذموم گمراہ ہوے اسیطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا اور آپ کی تعظیم کرنا عین ایمان ہی اور اعتدال یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو مخلوقات پیدا کی آپ کو سب سے افضل پیدا کیا ہی لیکن بدعتیون نے افراط کیا کہ ہم بندہ نہین کہتے ہین اور یہ گمراہی بلکہ کفر ہی اگر تاویل نہو اور ایک گروہ نے تفریط کی یعنے حد اعتدال سے کمی کی اور اپنے بڑے بھائی کے برابر تعظیم رکھی تو یہ بھی مذموم بلکہ قریب کفر ہی اگر تاویل نہو خطیب نے کہا کہ رذیل خصلتین وہ ہین جو خط مستقیم سے دائین بائین ہون پس دنیا مین جو شخص اعتدال شرعی و صراط مستقیم پر چلتا تھا اور کچھ افراط و تفریط نہین کرتا تھا تو پل صراط پر اسکا نور پورا ہوگا اور جسکو نفسانی خیالات نے اور شہوات نے راہ مستقیم سے ادھر اُدھر معاصی کی طرف جھکایا تو اُسکا نور بعض اوقات مین بجھ جاویگا اور شہوات کی صورتین جہنم مین کلالیب (خاردار آنکڑے) ہونگے انکے جھٹکے سے جہنم مین اُسی قدر جھکیگا جسقدر دنیا مین جھکتا تھا اور منافق چونکہ ظاہر مین توحید کا اقرار کرتا تھا اور باطن مین باطل تھا تو اسکو ظاہر مین نور ملیگا جو بجھ جاویگا فافہم (السراج) اور اس اشارے سے اسرار شریعت پر ایماندار سمجھ سکتا ہی مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین جو واقع ہی کہ لا یتکلمون الا المرسل سلم سلم یعنے کوئی بندہ سوائے رسولون کے کلام نکریگا رسول کہینگے کہ الٰہی سلامت رکھیو الٰہی سلامت رکھیو معنی یہ کہ کوئی کسی دوسرے کے واسطے سفارش نکریگا اور آیت مین اپنے لیئے دعا ہے فافہم واللہ اعلم

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ

اے نبی　لڑائی کر　منکرون　اور　دغابازون　سے　اور　سختی کر　اُنپر　اور　اُنکا گھر

جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ

جو دوزخ ہی　اور　بُری جگہ　پہونچے　اللہ نے　بتائی ایک کہاوت　منکرون کے واسطے　عورت

نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ ۖ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

نوح کی　اور　عورت　لوط کی　گھر مین　تھین　دونون ایک دینک بندون کے ہمارے　بندون مین سے

فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ ۝

پھر اُنسے چوری کی　پھر وہ کام نہ آئے　اُنکو　اللہ کے ہاتھ سے　کچھ　اور حکم ہوا　جاؤ　دوزخ مین　ساتھ　جانے والون کے

سابق سے معلوم ہوا کہ منافقین کے پاس نور بے حقیقت مثل انکی عقیدت کے کارآمد نہوگا بلکہ بجھ جائیگا تو دھوکا ہی ہوا
سے انکو نفع نہوگا جب تک خود ایمان والے نہون جیسے حضرت نوح ولوط کی زوجہ کو کچھ نفع نہوا خطیب نے لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ
نی الرحمۃ تھے آپ کی ذات مبارک سراپا رحمت تھی اسیوجہ سے آپنے ازواج کے ساتھ نرمی ظاہر فرمائی اور حسن خلق و
ح منافقون سے باوجود عداوت ذاتی کے نرمی فرماتے تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ سختی کرین بقولہ تعالیٰ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ
جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ای نبی مکرم جہاد کر کافرون سے
اور منافقون سے اور اُنپر سختی کر اور انکا ٹھکانا جہنم ہی اور وہ پھر جانیکی جگہ بہت بُری ہی ف اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
حکم دیا کہ کافرون و منافقون پر جہاد کر کافرون پر تلوار سے جہاد ہی اور منافقون پر جہاد اس طرح کہ اُن پر حدود شرعی جاری کرین یعنی شرع میں
بدکارون کی جو سزا مقرر ہی وہ بے نرمی کے اُنپر جاری کر۔ واغلظ علیہم اور اُنپر درشتی کر یعنی دنیا مین مومنین کی سختی سے اُنکی خواری ہو اور آخرت مین
وہ لوگ بہت بُری جگہ جہنم مین جاوینگے وہی اُنکا ٹھکانا ہی اس سے معلوم ہوا کہ منافقون پر جہاد سے مراد قتال نہین ہی کیونکہ متواتر روایات سے
صحابہ و تابعین مین معلوم تھا کہ منافقون پر کبھی کافرون کا حکم جاری نہین ہوا کہ قتل کیئے جاتے اور اُنکی عورتین لونڈی بنائی جاتین تو منافقون پر
جہاد یہ تھا کہ اُنسے نرمی نہ ہو بلکہ احکام شریعت بجالانے پر ماخوذ کیئے جاوین اور اُنکو شرعی سزائین دیجاوین تنبیہ صحابہ مین معروف تھا کہ فلان
فلان لوگ منافق ہین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اُنپر جہاد کا حکم دیا گیا تو بالضرور وہ لوگ خاص خاص تبلا دیے گئے ورنہ آپ کیونکر
اس حکم کی تعمیل فرماتے پھر آپنے ضرور اس حکم پر عمل کیا تو سب مومنون کو منافقین معلوم ہو گئے اور صحابہ رض سے تابعین مین انکا علم معروف تھا
اور تعجب ہی کہ ایک قوم رافضی نے اپنا یہ عقیدہ نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقیہ کرتے تھے نعوذ باللہ من ذلک۔ یہ قوم خود منافق ہی تو ایسے
اتہام وبہتان لگاتی ہی اور اللہ تعالیٰ نے اول تو منافقون پر جہاد کا حکم دیا اور دوم اُنپر غلظت و تشدد و سختی کرنے کا حکم دیا۔ پھر اگر منافقین
راہ مستقیم پر اہل یقین نہو جاوین تو انکو آخرت مین نفع نہوگا اگر کہا جاوے کہ منافقون کو صریح خارج کر کے انکو قتل کر ڈالے جانیکا حکم کیون نہین
دیا گیا (جواب) یہ حکم الٰہی شریعت کا تا قیامت ہی اور اسوقت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجکر یہ آگاہی دینا ممکن تھا کہ فلان فلان
منافق ہین لیکن بعد آپ کے ظالم بادشاہون پر وحی یا الہام نہوتا اور وہ لوگ جس مرد صالح سے عداوت کرتے اسکو منافق بنا کر قتل کر ڈالتے
اسلیے اللہ تعالےٰ نے زمانۂ نبوت سے شرع کو ظاہر قرار دیا اور اُنپر جہاد و غلظت کا حکم دیا کہ اگر کچھ بھی نیکی جسمین ہی وہ مستقیم ہو ورنہ اُسکو آخرت مین
جہنم ملے گی اور یہ مکر کچھ نافع نہوگا چنانچہ ضرب المثل سے بیان فرمایا بقولہ تعالےٰ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا کافرون کے لیئے
اللہ تعالےٰ نے ایک مثل بیان فرمائی ف ایک عجیب غریب معاملہ سے عبرت دلائی وہ یہ ہی کہ امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ
وہ مثل نوح کی عورت ہی اور لوط کی عورت ہی ف ان دونون سے کافرون کے لیے عبرت ہی کہ مومنون بلکہ پیغمبر شوہرون کے ساتھ
ملجانے سے ان دونون کو نفع نہوا کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ یہ دونون عورتین ہمارے بندون مین
دو صالح بندون کے تحت مین تھین ف وہ دونون صالح اپنی صلاحیت مین نبوت کے درجے پر کامل تھے فَخَانَتٰهُمَا
فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ پس ان دونون عورتون نے دونون صالحین کی
خیانت کی پس دونون صالحین نے ان دونون عورتون سے عذاب الٰہی سے کچھ کفایت نکیا اور ان دونون عورتون سے کہا گیا
کہ جہنم مین جانے والون کے ساتھ تم بھی جاؤ ف یعنے ہر ایک عورت نے اُن دونون مین سے اپنے اپنے شوہر پیغمبر سے خیانت کی
تو ان کو پیغمبر کی زوجیت کچھ نافع نہوا اور پیغمبر کی ذات سے کافرہ زوجہ سے عذاب الٰہی دور نہوا تو اسمین کامل عبرت ہی کہ ہر آدمی
اپنے رب عزوجل سے تقوی کرے اور جن ممنوعات پر اللہ تعالےٰ نے عذاب جہنم مقرر کیا ہی اُنسے بچے جیسے حکم دیا کہ قوا انفسکم واہلیکم

Marfat.com

خطیب نے لکھا کہ مقاتل رح نے کہا کہ نوح کی عورت کا نام والہہ تھا اور لوط کی عورت کا نام واعلہ تھا اور حدیث روایت کی گئی کہ جبرئیل ع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا کہ نوح علیہ السلام کی عورت کا نام واعلہ اور لوط علیہ السلام کی عورت کا نام والہہ تھا (السراج) واضح ہو کہ ہم خط مین ہر سہ مقام پر (امرأت) بتاے کشیدہ لکھا جاے اور اسیطرح (ابنت) بھی بتاے کشیدہ لکھا جائے ولیکن امام ابوعمرو و کسائی و ابن کثیر رح نے وقف مین (ہا) پڑھی اور باقیون نے (تا) پڑھی (الخطیب) اگر کہا جاوے کہ انبیا علیہم السلام کو اس آیت کے موافق ہلوگ مرد صالح کہا کرین جواب یہ کہ آیت مین اللہ تعالے نے فرمایا ہی اور اللہ تعالے کا یہ خطاب اُنکے حق مین کمال فضیلت ہی پس درحقیقت اُنکے نام کے واسطے یہ صلاحیت عمدہ تعریف ہی ولیکن ہلوگون کے محاورے مین یہ لفظ اولیا پر بولا جاتا ہی تو اس عرف کے لحاظ سے ہکو تامل ہی جیسے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم فرمایا ہی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مین کہا کہ بعثت معلما مین تعلیم کرنے والا بھیجا گیا ہون ولیکن ہلوگ اسکو ملا مکتب کے واسطے استعمال کرتے ہین لہذا فقہا نے صریح منع فرمایا ہی اگر کہا جاوے کہ حضرت نوح و لوط علیہما السلام کی عورتون نے اُنکی کیا خیانت کی تو جواب یہ کہ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ عرب کے کنایہ مین خیانت کو فاحشہ زنا کے معنے مین بھی بولتے ہین لیکن یہان مراد نہین ہی کیونکہ انبیا علیہم السلام کی عورتون کو اللہ تعالے نے اپنے انبیا علیہم السلام کی شان کے لحاظ سے فحش زنا مین مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا جیسا کہ سورۂ نور کی تفسیر مین ہمنے مفصل بیان کیا ہی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت مین فرماتے تھے کہ ان دونون عورتون نے زنا نہین کیا تھا بلکہ نوح علیہ السلام کی عورت کی خیانت یہ تھی کہ حضرت نوح علیہ السلام لوگون کو دین حق تعلیم فرماتے اور یہ عورت اُنسے کہتی کہ یہ شخص مجنون ہی اور حضرت لوط علیہ السلام کی عورت یہ خیانت کرتی کہ قوم کو اُنکے مہمانونسے آگاہ کرتی تھی عوفی رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ ان دونون عورتون کی خیانت دینی معاملہ مین نہین تھی بلکہ نوح ع کی عورت اُنکی قوم کے سرکشون کو آگاہ کرتی کہ آج نوح ع کے ہاتھ پر فلان شخص ایمان لایا ہی یعنے یہ ظالم لوگ اسکو پکڑ کر ہر طرح کی تکلیف دیتے تھے اور لوط کی عورت اُنکے مہمانون کی خبر دیتی ضحاک رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ کسی پیغمبر کی زوجہ نے کبھی زنا نہین کیا بلکہ یہ دونون عورتین دین کی تعلیم مین اُنکے ساتھ خیانت کرتی تھین اور یہی قول عکرمہ و سعید بن جبیر و ضحاک وغیرہ تابعین نے بیان کیا ہی واضح ہو کہ یہان بہت لوگ یہ حدیث بیان کرتے ہین کہ جس شخص نے ایسے شخص کے ساتھ کھانا کھایا جسکو اللہ تعالیٰ نے بخشدیا ہی تو یہ بھی بخشا جائیگا ابن کثیر رح نے کہا کہ اس روایت کی کچھ اصل نہین ہی بلکہ بات یہ ہی کہ بعضے صالحین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھکر عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا آپنے یہ فرمایا ہی من اکل مع مغفورلہ غفرلہ یعنے جسنے بخشے ہوے کے ساتھ کھایا وہ بھی بخشا گیا سو آپنے فرمایا کہ نہین ولیکن مین اب کہتا ہون (ابن کثیر) بالجملہ آیت مین یہ تصریح ہی کہ نوح ع کے ساتھ انکی بی بی کو بہت اتصال تھا اور لوط علیہ السلام کی بی بی کو اُنکے ساتھ اتصال تھا لیکن جب اُن دونون عورتون نے اپنے دین کو نہین سنبھالا اور منافقانہ خیانت کی تو دونون پیغمبرون نے اُنسے عذاب الٰہی دفع نہ کیا بلکہ جہنم مین ڈالی گئین اس مثل مین حضرت ام المومنین عائشہ و حفصہ کو سخت تہدید و تعریض ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہونے پر فخر نہ کرین اور بے خوف نہون بلکہ اپنی دینی اصلاح رکھین (الخطیب) اور اسکی نظیر یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے فاطمہ میرے مال سے جو کچھ تو چاہے وہ مانگ مگر مین عذاب الٰہی تجھسے دفع نہین کرسکتا ہون مترجم کہتا ہی کہ بحمد اللہ سبحانہ تعالیٰ ہکو معلوم ہو گیا کہ یہ سب دین مین بھی کامل رہین چنانچہ حدیث مین ہی کہ جنت کی عورتون کی سردار فاطمہ ہی اور عائشہ دنیا و آخرت مین آپ کی پیاری زوجہ ہی اور اسیطرح جمیع ازواج مطہرات نے جب اللہ و رسول و دار آخرت کو اختیار کیا تو اللہ تعالے نے حکم دیدیا کہ ان عورتون کو طلاق نہ دی جائے اور نہ اسکے سوائے دوسری بدلی جاوین چنانچہ جزء (۲۲) کی تفسیر مین اسکا بیان گزر چکا ہی خطیب نے لکھا کہ آیت مین تنبیہ ہی عذاب سے نجات کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کی بندگی ہی اور وسیلہ نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ پھر آج کل عوام بہت غلطی کرتے ہین جنکا یہ عقیدہ ہی کہ کسی بزرگ کے

Marfat.com

ہاتھ پر بیعت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بھائی ہم اُسکے جھنڈے کے نیچے ہونگے اور ہمارے گناہون کا ذمہ دار تو ہمارا پیر ہی ہے [illegible] کہا کہ بعض کفار مکہ کہتے تھے کہ ہم کو کیا ڈر ہے آخر محمد ہمارے قرابتی ہین وہ ہماری بھی شفاعت کرینگے یعنی ٹھٹھول کرتے تھے تو [illegible] آیت مین اُنکو مایوس کردیا کہ شفاعت کے واسطے دینی اعتقاد حق ضرور ہے جیسے یہود و نصاریٰ کو مشرک ہونے کی وجہ سے شفاعت کی امید نہین ہے سیطرح کافرون کو اگرچہ قرابتی ہون شفاعت کی امید نہین ہے جیسے نوح و لوط علیہما السلام کی عورتون کو شفاعت [illegible]

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ
اور اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایمان والون کو عورت فرعون کی جب بولی اے
لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ
میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت مین اور بچا نکال مجھکو فرعون سے اور اُسکے کام سے اور بچا نکال مجھکو ظالم لوگون سے
وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ
اور مریم بیٹی عمران کی جسنے روکی اپنی شہوت کی جگہ پھر پھونک دی اُسمین ایک اپنی طرف کی جان اور سچ جانی
بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝
اپنے رب کی باتین اور اُسکی کتابین اور تھی بندگی کرنے والون مین

یہ دوسری مثل ہے پہلی مثل اللہ تعالےٰ نے کافرون کے واسطے بیان فرمائی کہ کفر و نفاق کے ساتھ عذاب الٰہی سے نجات نہین ہوتی اور کوئی وسیلہ نفع نہین دیتا جیسے نوحؑ اور لوطؑ کی عورتون کو اتنا بڑا وسیلہ نافع نہوا کہ دونون کے شوہر صالحین پیغمبر تھے حتی کہ اگر ایمان ہوتا تو یہ بہت امید کا وسیلہ تھا اب اللہ تعالیٰ نے مومنین کے واسطے دو عورتون کی مثل بیان فرمائی کہ اُنکے ایمان کے ساتھ کافرون کے درمیان مین ہونا کچھ مضر نہوا کیونکہ مریم رضی اللہ عنہا اپنی قوم کافرہ کے درمیان رہتی تھین اور آسیہ تو فرعون کے تحت مین تھین چنانچہ فرمایا وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اور ایمان لانے والون کے واسطے اللہ تعالےٰ نے مثل بیان فرمائی ف یعنے دو عورتون سے مثل بیان کی اول امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ فرعون کی عورت ف جسکا نام آسیہ بنت مزاحم مشہور ہے اور دوم مریم والدہ عیسےٰ علیہ السلام اور ذکر آگے آتا ہے اب امرأت فرعون سے مثال دیکر اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ جب امرأۃ فرعون نے کہا کہ اے رب میرے لیئے اپنے یہان جنت مین ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون و اُسکے کام سے نجات دے اور مجھے سب قوم ظالمون سے نجات دے ف ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالےٰ نے مومنون کے واسطے یہ مثل بیان فرمائی کہ مومنون کو اگر لاچاری و ضرورت پیش آوے کہ کافرون مین خلط ملط رہین تو اُس سے تو اُنکو ضرر نہین ہوتا بشرطیکہ اُنکو کافرون کے ساتھ دلی دوستی نہ ہو بلکہ ظاہری برتاؤ فقط اپنی جان کے بچاؤ کے واسطے ہو قتادہؒ نے کہا کہ فرعون تمام روے زمین کے کافرون سے زیادہ سرکش اور بڑا کافر تھا مگر جب اُسکی زوجہ ایمان لائی اور اپنے رب کی بندگی کی تو اللہ فرعون کا یہ کفر اُسکو کچھ مضر نہوا تاکہ لوگ جان لین کہ اللہ تعالیٰ حاکم عادل ہے وہ کسیکو دوسرے کے گناہ مین ماخوذ نہین فرماتا اور امام ابن جریرؒ نے اچھی سند کے ساتھ سلمان فارسیؓ سے روایت کی کہ فرعون کی عورت کو دھوپ مین ڈال کر تکلیف دی جاتی تھی اور جب لوگ ہٹتے تو ملائکہ اپنے پرونسے اُسپر سایہ کرتے تھے اور وہ یہانسے جنت مین اپنے گھر دیکھتی تھی رواہ من وجہ آخر ایضًا) اور یہ اسناد صحیح ہے اور امام ابن جریرؒ نے صحیح اسناد کے ساتھ قاسم بن بزہ تابعی رحمہ اللہ تعالےٰ سے روایت کی کہ فرعون کی بی بی لوگون سے پوچھا کرتی تھی کہ کون غالب ہوا لوگ کہتے کہ موسیٰ و ہارون کو غلبہ ہوا تو کہتی کہ مین موسیٰ و ہارون کے پروردگار پر ایمان

Marfat.com

فرعون کو خبر ہوئی تو اُسنے کہلا بھیجا کہ بہت بڑا پتھر لاؤ اگر یہ عورت یہی کہے جاوے وہ پتھر اُسکے اوپر گرا دو اور اگر اپنے قول سے باز آوے تو میری زوجہ ہی جب وہ لوگ تلاش کر کے بہت بڑا پتھر لائے تو اس عورت نے آسمان کی طرف اپنی نظر اُٹھائی (یعنے کچھ مضطرب ہوئی اور دعا کی پس اللہ تعالیٰ نے جنت مین اُسکا گھر دکھلا دیا اور جب لوگون نے اُس سے کہا تو اُسنے وہی قول کہا کہ مین موسیٰ و ہارون کے پروردگار پر ایمان لائی پس اللہ تعالےٰ نے اُسکی روح نکال لی اور کافرون نے جب وہ پتھر اُسکے جسم پر ڈالا تو وہ بے روح تھا (اسنادہ صحیح) اور مترجم کہتا ہی کہ دونون روایتون مین موافقت اسطرح ہی کہ فرعون نے آسیہ کو باندھکر ڈالدیا اور تکلیف دیتا تھا اس حالتمین جب ساحرونکے مقابلے مین حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو غلبہ ہوا تو اُسنے خوشی کی اور ایمان تازہ کیا تب فرعون نے جلکر حکم دیا کہ اگر باز نہ آوے تو اسپر پتھر گرا کر قتل کر دو شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ قولہ رب ابن لی عندک الآیہ مین لطافت یہ ہی کہ اُسنے اللہ تعالیٰ کو اختیار کیا پھر اللہ تعالیٰ کی جوار قدس مین جنت کا گھر چاہا لہذا علماء نے کہا کہ اُسنے جوار کو دار سے پہلے اختیار کیا اور دنیا مین پہلے یہ دعا کی کہ مجھے فرعون اور اُسکے کام سے نجات دے کیونکہ فرعون سے اسکو اسوقت زیادہ اتصال تھا تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی کہ اسکی شامت کفر سے مجھے بچالے پھر باقی قوم کفار سے نجات چاہی یعنے اہل ایمان اسیطرح اپنے دل سے کافرون کی بدکاریون سے الگ ہوتے ہین اور ابو العالیہ تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ فرعون کی زوجہ سے پہلے اُسکے خزانچی کی زوجہ ایمان لائی تھی اور معاملہ یہ واقع ہوا کہ ایک روز خزانچی کی زوجہ مٹھیکر دختر فرعون کے سر مین کنگھی کرنے لگی اتفاقاً اسکے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی تو اُسکی زبان سے نکلگیا کہ موا برباد ہوا جسنے اللہ سے کفر کیا یہ سنکر فرعون کی دختر بولی کہ کیا میرے باپ کے سوا تیرا کوئی رب ہی اُسنے کہا کہ ہان میرا رب اور تیرا رب اور تیرے باپ کا رب اللہ تعالےٰ ہی فرعون کی دختر نے اُسکے ایک طمانچہ مارا اور جاکر اپنے باپ سے یہ حال بیان کیا اُسنے خزانچی کی زوجہ کو بلاکر کہا کہ تو میرے سوا دوسرا رب بناتی ہی اُسنے کہا کہ مین بناتی نہین ہون بلکہ میرا رب اور تیرا رب اور ہر چیز کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی میری کوئی خطا نہین ہی مین اسی کی بندگی کرتی ہون فرعون غصہ ہوا اور چوبمیخا کر کے اُسکے ہاتھ پاؤن بندھوائے اور اُس پر سانپ چھوڑے جو اُسکو کاٹتے تھے مترجم اسکا بھید آگے بیان کریگا چند روز اسیطرح اُسکو عذاب کیا ایک روز اُس سے کہا کہ تو اپنے قول سے باز نہین آویگی اُسنے کہا کہ مین کسی چیز سے باز آؤن میرا اور تیرا اور سب چیز کا پروردگار اللہ تعالیٰ ہی فرعون خبیث نے کہا کہ مین تیرا بچہ تیرے سامنے مین ذبح کرونگا اگر تو باز نہ آویگی اُسنے نہ مانا تو فرعون نے اسکے سامنے اُسکا بچہ ذبح کیا لیکن بچے کی روح نے اسکو بشارت دی کہ ای مادر مہربان تجھے بشارت ہو کہ یہان اللہ تعالےٰ کے نزدیک تیرے واسطے ثواب عظیم ہی یہ سنکر اُسکو تسلی ہوئی اور اُسنے صبر کیا پھر ایک روز فرعون نے اُس سے وہی کہا کہ باز نہین آویگی اور اُسنے وہی جواب دیا تو فرعون نے اُسکا چھوٹا بچہ اُسکے سامنے مین ذبح کیا اُسکی روح نے بھی اپنی مانکو صبر کی تاکید کی اور ثواب الٰہی سے بشارت دی اور اس بشارت کو فرعون کی زوجہ نے پہلے بیٹے کی روح سے سنا اور دوسرے بیٹے کی روح سے بھی سنا تو وہ ایمان لائی اور اللہ تعالےٰ نے خزانچی کی زوجہ کی روح قبض فرمائی اور فرعون کی زوجہ کی آنکھ سے اللہ تعالےٰ نے حجاب دور کیا اُسنے خزانچی کی زوجہ کا ثواب اور درجہ کرامت جنت مین دیکھ لیا تو اسکا ایمان اور یقین دونا ہوگیا اور فرعون کو خبر ہوئی کہ اُسکی زوجہ آسیہ بھی ایمان لائی تو اُسنے اپنے وزیرون سے مشورہ کیا کہ تم لوگ آسیہ مزاحم کو کیسا جانتے ہو انھون نے کہا کہ وہ ہماری ملکہ ہی اور بہت پاکدامن اور پاکیزہ ہی فرعون نے کہا کہ وہ بھی میرے سوائے دوسرے رب کو پوجتی ہی ان خبیثون نے رائے دی کہ اسکو فی الجملہ سزا دینا چاہیئے تاکہ اس سے باز آوے فرعون نے چوبمیخا کر کے اُسکے بھی ہاتھ پاؤن بندھوائے وہ اس تکلیف مین اوندھی ڈالی گئی تو زوجہ فرعون کی کرامت دیکھکر اُسکے موافق اللہ تعالےٰ سے دعا مانگی کہ الٰہی اپنے یہان میرے لیئے بھی جنت مین ایک گھر بنا دے اتفاقاً فرعون بھی اُسوقت آگیا تھا اور آسیہ نے جب یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے جنت مین اُسکا گھر دکھلا دیا وہ اس خوشی مین ہنس پڑی فرعون نے لوگون سے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ یہ مجنون ہوگئی ہی کہ اس حقارت اور عذاب کی حالت

Marfat.com

ہین ہی پھر اللہ تعالیٰ نے آسیہؑ کی روح کو قبض فرماکر جنت مین رکھا (ابن کثیر) **مترجم** کہتا ہی کہ اوپر یہ مذکور ہوا کہ فرعون نے [illegible] چھوڑے تھے پھر چند روز کے بعد اُس سے کہا کہ تو باز نہین آویگی - ھ - یہان یہ وہم پیدا ہوگا کہ وہ سانپون کے کاٹنے [illegible] جسکو حال معلوم نہین ہی وہ یہان تردد کریگا اور حال یہ تھا کہ فرعون نے دین ابراہیم علیہ السلام کے حالات بنی اسرائیل [illegible] تعالیٰ سے جنت مین یہ نعمتین اور باغات ونہرین پیدا فرمائی ہین تو اس خبیث نے خدائی کا دعوی کرکے دریاے نیل کے کنارے بہت دونک باغات میوہ دار لگائے اور اُن مین خوبصورت عورتین بجاے حورون کے رکھین اسیطرح اُسنے سنا کہ جہنم مین بدکارون کو سانپ بچھو کاٹتے ہین تو اس خبیث کو عاجزی پیش آئی کہ جسکو سانپ کاٹیگا وہ مرجائیگا حالانکہ وہ لوگ بیان کرتے ہین کہ جہنمی عذاب پاتے رہتے ہین اور مرتے نہین ہین تو اسنے سانپون کے سر سے وہ دانت جسمین زہر کی تھیلی ہی نکال ڈالا اور اُسکی احمق قوم نے دیکھا کہ وہ سانپون سے کٹواتا ہی اور مجرم نہین مرتے ہین تو اُنکی ربوبیت پر یقین لائے اور تعجب ہی کہ اس زمانے مین نیچری جاہلون نے برعکس یہ دعوی کیا کہ فرعون سے بنی اسرائیل نے سیکھا یہ اُن فرعونیون کی حماقت ہی **تنبیہ** حضرت آسیہؑ نے اس مصیبت کے وقت حضرت موسی وہارون علیہما السلام سے فریاد نہین کی بلکہ اپنے رب جل شانہ سے فریاد کی اور یہی اہل ایمان کی شان ہی کہ نیک بندون کا وسیلہ لیکر جناب احدیت جل شانہ مین رجوع لاتے ہین کیونکہ معرفت مین الوہیت فقط اُسی کے واسطے ہی پھر اللہ تعالےٰ نے دوسری عورت سے مثل بیان فرمائی بقولہ تعالیٰ **وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا** اور مثل بیان فرمائی اللہ تعالیٰ نے مریم دختر عمران کی جسنے محفوظ رکھا اپنی چاک کو تو ہم نے اسمین اپنی روح سے پھونکا ف واضح ہو کہ ہر پیغمبر ایسے وقت بھیجا گیا جب نبوت سابقہ کے احکام خلط ملط ہوکر شرک وبدعت سے ایسے مل گئے کہ شناخت جاتی رہی اور عموماً گمراہی پھیل گئی تو عیسیٰ علیہ السلام کے بعثت کے وقت یہودی اسی حالت مین ہوگئے تھے گویا اسلام مین یہ زمانہ اسکی نظیر ہی کہ لوگون نے دین مین اولیاے صالحین کے نام سے جہالت پھیلائی ہی اُس زمانے مین مریم رضی اللہ عنہا نے اپنے دامن عصمت کو پاک رکھا باوجودیکہ بہت خوبصورت تھین علماے مفسرین نے کہا کہ (فرج) سے مراد یہان چاک قمیص ہی بدلیل اسکے کہ (فیہ) ضمیر مذکر ہی جیسے فرج بمعنے گریبان قمیص بھی مذکر ہی اور **بقاعی** وغیرہ نے کہا کہ اگر فرج بمعنے معروف ہو تو یہان (فیہ) مین ضمیر چاک کی طرف راجع کرنی ہوگی اور **سیوطی** نے علماےؒ سے نقل کیا کہ قرآن مجید مین اللہ تعالےٰ نے کسی عورت کا نام نہین ذکر فرمایا سوائے مریم کے تاکہ کافرون کی حماقت دور ہو جو کفر وضلالت مین پڑکر شان الوہیت مین قبیح کلمہ کہتے ہین کہ وہ زوجہ ہی اور عیسی بیٹا ہی حالانکہ کوئی مروت والا آدمی اس امر کو نہین پسند کرسکتا ہی کہ اسکی زوجہ کا تذکرہ اسطرح محفل مین عام ہو بلکہ فرمایا کہ احصنت فرجہا - مریم نے اپنی فرج کو برائی سے محفوظ رکھا تو ہمنے اُسکے چاک مین اپنی مخلوقہ روح سے پھونکا اسطرح کہ جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اُسنے پھونک دی اسکے اثر سے مریم حاملہ ہوئین اور عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے یہ روح عیسیٰ ہین اسی لیئے اُنکو روح اللہ کہتے ہین کیونکہ اس کا دنیا مین ظہور ہونا غیب قدرت الٰہیہ سے بدون باپ کے ہوا **وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ** اور مریم نے اپنے رب کے کلمات کی اور کتابون کی تصدیق کی ف **شیخ ابن کثیر** نے لکھا کہ قولہ التی احصنت فرجہا - یعنی مریم نے فرج کو محفوظ رکھا اور عفت وآزادی کے ساتھ اپنے زمانے کے اوباش سے بچایا تو اللہ تعالےٰ نے اسکو یہ کرامت دی کہ جبرئیل کو بھیجا اُسنے اپنے منہ سے گریبان مریم مین دور سے پھونک ماری حالانکہ جبرئیل اُسوقت خوبصورت آدمی کی صورت مین تھے اور حضرت مریم نے اُس سے پناہ مانگی تو جبرئیلؑ نے کہا کہ مین تیرے رب کا فرشتہ ہون تیرے پاس اسوجہ سے آیا ہون کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے تجھے ایک فرزند پسر دکرون حضرت مریم نے کہا کہ مین نے کسی مرد سے نکاح نہین کیا اور نہ مین فاجرہ ہون حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ تیرا رب تعالیٰ جو چیز پیدا کرنا چاہے وہ حکم سے پیدا کرتا ہی **ابن کثیر** نے لکھا کہ یہ پھونک چاک سے فرج مین پہنچی اور نو مہینے مین علیہ السلام کا حمل تھا اور فتح البیان مین ذکر کیا کہ پھونک اور حمل اور وضع سب ایکساعت مین ہوگیا **مترجم** کہتا ہی کہ یہ نہین معلوم کہان

Marfat.com

یحییٰ علیہ السلام کی ماں جب مریمؑ سے ملتی تو کہتی کہ میرے پیٹ والا تیرے پیٹ والے کو سجدہ کرتا ہی فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
وصدقت بکلمات ربہا۔ مقاتلؒ نے کہا کہ کلمات سے عیسیٰ مراد ہین یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لائی کہ
وہ کلمۃ اللہ ہی جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے بطن مین القا فرمایا معالم مین ہی کہ زمانۂ سابق کے شرائع مراد ہین یعنی توریت پر ایمان لائی۔ بعض نے کہا
کہ جبرئیل علیہ السلام کا یہ کہنا یقین مانا کہ انما انا رسول ربک مین تو تیرے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہون۔ کتبہ بصیغۂ جمع یعنی اللہ تعالیٰ کی اُتاری ہوئی
کتابون کو مانا اور ایک قراءت مین کتابہ بصیغۂ مفرد یعنی جنس مراد ہی۔ ھ۔ **ابن کثیر** رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کلمات رب سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر مراد ہی
یعنی اللہ تعالیٰ نے جو مقدر فرمایا وہ کلمۂ کن سے ہو جاتا ہی اور کتب سے شریعت الٰہیہ مراد ہی یعنے مریم صدیقہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر و شریعت پر
یقین رکھتی تھی **وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ**۔ اور وہ قانتین مین سے تھی ف قنوت نماز ہی یا سجدہ ہی مریم نمازیون مین سے تھی اللہ تعالیٰ
کی جانب عاجزی و بندگی سے رجوع لانے والیون مین سے تھی یہی قول ارجح ہی بقولہ تعالیٰ یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی الآیہ اگر کہا جاوے
من القانتات بصیغۂ مؤنث نہین فرمایا بلکہ القانتین مذکر فرمایا **(جواب)** **زمخشری** نے کہا کہ قنوت ایسی صفت ہی جو مذکر و مؤنث سب کو شامل ہے
تو مردون کو عورتون پر غلبہ دیا۔ کہا گیا یعنی قوم قانتین مین سے تھی کیونکہ اس خاندان کے لوگ بعضے پیغمبر ہوے اور بعضے صالحین تھے (السراج)
مین کہتا ہون بلکہ وہ کامل ہو جانے مین مردون کے ساتھ لاحق ہوئین اسلیئے قانتین فرمایا **(مترجم)** وقال الامام احمد حدثنا یونس حدثنا اود بن
ابی الفرات عن علباء عن عکرمۃ عن ابن عباس قال الخ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار خط کھینچے اور فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ کیا ہے
صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہی آپ نے فرمایا کہ جنتی عورتون مین سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد ہی اور فاطمہ بنت محمد اور
مریم بنت عمران و آسیہ مزاحم زوجۂ فرعون ہین اور صحیحین مین حدیث ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مردون مین سے بہت لوگ کامل ہوئے اور عورتون مین سے کامل نہوئین سوائے آسیہ زوجۂ فرعون اور مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد
کے اور عائشہ کی فضیلت سب عورتون پر ایسی ہی جیسے ثرید کی فضیلت باقی سب طعام پر ہی حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جنت مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مین سے مریم بنت عمران و آسیہ بنت مزاحم بھی ہین **مترجم** کہتا ہی کہ یہ حدیث عنقریب گزر چکی کہ جب حضرت خدیجہ
حالت موت مین تھین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اپنی سوتون کے پاس پہونچیو تو میری طرف سے انکو سلام کہیو خدیجہ نے
کہا کہ کیا آپ نے مجھسے پہلے بھی کسی سے نکاح کیا تھا فرمایا کہ نہین بلکہ اللہ تعالیٰ نے مریم بنت عمران کو اور آسیہ بنت مزاحم کو میرے
نکاح مین دیدیا ہی **مترجم** کہتا ہی کہ اسی سے بعض متاخرین نے کہا کہ نکاح ہماری شریعت مین ایسا امر مشروع ہی جو جنت تک باقی ہی مین کہتا ہون
کہ جنت مین ایجاب و قبول و گواہ وغیرہ احکام نہین ہین بلکہ وہان حکم الٰہی ہی پس اسیقدر کافی ہی کہ فلان مرد کے واسطے فلان عورت
نکاح مین دی گئی۔ اور حضرت مریم کے صاحبزادے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت محمدیہ مین آخر زمانے مین حاکم عادل ہونگے چنانچہ اب
زمانہ قریب ہی انشاء اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلعم کے مقبرہ مین بعد عمر رضی اللہ عنہ کے دفن ہونگے واللہ تعالیٰ اعلم
تنبیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کین یہ حکمت بدیہی ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ**
یعنے ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی مین دوبارہ تمکو لاوینگے۔ ھ۔ اور معلوم ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھا لیئے گئے
تھے ابھی تک مدفون نہین ہوئے تو لامحالہ مدفون ہونگے عجیب لطیفہ یہ ہی کہ احادیث سے ثبوت ہوا کہ مسجد دمشق کے سفید مینار پر اُتریں گے
حالانکہ ۷۵۴ھ ہجری تک دونون مینار سرخ پتھر کے تھے اور نہایت مستحکم تھے علما متردد ہوئے کہ شاید کسی راوی سے وہم ہوا ہو اتفاق
سے ۷۵۴ھ ہجری مین ایک یہودی کے کارخانۂ باروت سے وہ منار گرا اور اُسنے خوف کیا کہ سلطان سے لوگ اس یہودی پر عداوت کا
الزام لگا دینگے آخر وہ قتل کیا جائیگا تو اسنے نہایت جلدی کے ساتھ سنگ مرمر کا مینار بنوا دیا آخر سلطان نے فتویٰ طلب کیا کہ

کیا اسلوب ریگ سرخ کا مینار بنایا جائے تاکہ جوڑ یکسان ہو جائز ہے جو آپ دیا کیا کہ نہیں جائز ہے تو آپ
روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلعم کے حجرہ میں مدفون ہونگے اتفاق سے حجرہ شریف میں ایک
حضرت عثمان کو وہاں دفن ہونے سے روکا جب بنو امیہ مسلط ہوئے تو انھوں نے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو وہاں
اور یہ حجرہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا تھا انھوں نے کہا کہ مجھے میری سوتوں کے پاس دفن کرو بقیہ
ہیں لہذا وہاں ایک قبر کی جگہ باقی رہگئی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ احکم واتم الحمد للہ سبحانہ تعالیٰ کہ سورۃ التحریم کی تفسیر
بھی ختم ہوا۔ آئندہ بحمد اللہ سبحانہ تعالیٰ تفسر سورۃ الملک سے پارہ "تبٰرک" شروع ہو وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ
وَالْمُنْتَهٰى وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Marfat.com